شارح
حضرت مولانا مفتی وسیم احمد صاحب قاسمی

از کتاب الطہارۃ تا کتاب الحج

شارح
حضرت مولانا مفتی وسیم احمد قاسمی

دار الاشاعت

انتساب

احقر الوریٰ اپنی اس علمی کاوش کو

مادرِ علمی ...... مخزن العلوم باغونولی

مادرِ علمی ...... ازہر الہند دارالعلوم دیوبند

مادرِ علمی ...... جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپورہ

اور اپنے مرحوم ومغفور والدین کی جانب منسوب کرنا باعث سعادت سمجھتا ہے۔

العبد

وسیم احمد قاسمی پوری

خادم الطلبہ رئیس شعبۂ عربی

جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپورہ سہارنپور (یوپی)

انوار الایضاح کی خصوصیات

(۱) حتی الامکان حل عبارت کے واسطے لفظی ترجمہ کیا گیا ہے پھر مسئلہ کا عنوان قائم کرکے عبارت کی مناسب تشریح کردی گئی ہے۔

(۲) ہر مسئلے پر نمبر لگایا گیا ہے چنانچہ کتاب الطہارۃ سے کتاب الحج کے اخیر تک پوری کتاب میں ۱۳۸۴ احکام وجود میں آئے ہیں لہٰذا یہ کہا جا سکتا ہے کہ نور الایضاح میں ۱۳۸۴ مسائل ہیں اور بعض دفعہ ہم نے ایسا بھی کیا ہے کہ ایک مستقل لمبا مسئلہ ہے اور اس کے تحت میں متعدد ضمنی مسائل بھی ہیں تو ان ضمنی مسائل کو الگ سے رقم کرنا ضروری نہیں سمجھا گیا بلکہ ان مسائل کو ضمن میں لے کر صرف ایک نمبر کے ذریعہ مرقم کیا ہے۔

(۳) مشکل الفاظ کے حل لغات وحل ترکیب عربی عبارت کے بعد ترجمہ سے قبل لکھے گئے ہیں۔

(۴) انوار الایضاح کی ایک اہم خصوصیت یہ ہے کہ مسئلہ کی تشریح کے بعد اختیاری مطالعہ کا عنوان اسی عبارت کی مناسبت سے قائم کیا گیا ہے تاکہ شائقین حضرات کی دلچسپی کا باعث بنے اور تشنگان علوم نبوت اپنی علمی پیاس بجھا سکیں۔

(۵) فقہی کتابوں کے حوالہ جات بھی ہر مسئلہ کے ساتھ لکھ دئے گئے ہیں تاکہ اعتماد میں اضافہ ہو اور اہل علم وطلبہ کو فقہ کے لئے مراجعت میں آسانی ہو۔

عاجزانہ گزارش

احقر کی یہ ادنیٰ چھوٹی کاوش جو صرف ایک دینی ضرورت سمجھ کر محض رضائے الٰہی کے لئے اسی کی توفیق سے انجام دی گئی اب قارئین کی خدمت میں پیش ہے غلطی اور بھول چوک سے بری ہونے کا کون دعویٰ کر سکتا ہے اور خاص کر یہ راقم الحروف تو علم وعمل اور فہم وفراست ہر اعتبار سے انتہائی کمزور ہے اس لئے بھی قارئین سے عاجزانہ گزارش ہے کہ وہ اس کتاب میں اگر کسی طرح کی بھی کوئی بات قابل اصلاح پائیں تو احقر کو ضرور مطلع فرمائیں، حق سامنے آنے پر احقر کو رجوع کرنے اور تصحیح کرنے میں ان شاء اللہ کوئی تامل نہ ہوگا۔

رب ذوالجلال میری اس حقیر کوشش کو قبول فرمائے اور ذریعہ آخرت بنائے اور اس کے طفیل سے سبھی معاونین اور احقر کے والدین کو آخرت میں سرخروئی نصیب فرمائے۔ آمین یا رب العالمین

فقط والله الموفق

احقر ابراہیم احمد خلیل پوری

فہرست مضامین

رائے عالی

حضرت اقدس مولانا مجیب اللہ صاحب دامت برکاتہم
استاذ حدیث وناظم تعلیمات دار العلوم دیوبند

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم، اما بعد!

علم فقہ اسلامی تعلیمات کا عطر ہے اور اسلامی زندگی کا راہبر ورہنما ہے، دینی مدارس کے نصاب میں اس کی اہمیت محتاج بیان نہیں ہے، اسی لئے حضرات اکابر نے نصاب تعلیم میں اس کو خاص اہمیت دی ہے اور ابتدائی درجات سے لیکر انتہائی درجات تک ہر جگہ اس کا حصہ رکھا ہے، فقہ کی ان ہی نصابی کتب کے سلسلہ کی ایک کڑی ابوالاخلاص حسن بن عمار وفائی شرنبلالی متوفی ۱۰۶۹ھ کی تصنیف نورالایضاح ہے، یہ کتاب خاص عبادات، طہارت، صلوٰۃ، زکوٰۃ اور حج کے احکام پر مشتمل ہے، کتاب میں جزئیات کا خاص اہتمام ہے، عربی زبان میں نورالایضاح کی سب سے جامع اور مفصل شرح خود مصنفؒ کے قلم سے مراقی الفلاح ہے، اس پر علامہ طحطاویؒ کے حاشیہ نے چار چاند لگادیا ہے، اردو زبان میں بھی اس کتاب کی متعدد شروحات لکھی گئی ہیں، جناب مولانا مفتی بشیر احمد صاحب قاسمی کی اس شرح کے کچھ حصہ کا میں نے مطالعہ کیا، عبارت پر اعراب لگا کر مشکل لغات کا حل پیش کیا ہے، ضرورت کے مطابق کہیں کہیں ترکیب بھی لکھی ہے، اور ترجمہ کے بعد بقدر ضرورت تشفی بخش تشریح لکھی ہے، اللہ تعالیٰ اس کتاب کا نفع عام فرمائے، اور موصوف کو مزید خدمت درزانی کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

احقر: محمد مجیب اللہ گونڈوی

خادم تدریس دار العلوم دیوبند

۱۶ر صفر المظفر ۱۴۳۲ھ

عالی مقام حضرت الاستاذ مولانا مفتی سلمان صاحب منصور پوری مدظلہ العالی

استاذ فقہ و حدیث مدرسہ شاہی مراد آباد، و مرتب ماہنامہ ندائے شاہی مراد آباد

باسمہ سبحانہ وتعالیٰ

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم، اما بعد!

عزیز مکرم جناب مولانا مفتی وسیم احمد زاد اللہ تعالیٰ علماً وعملاً ہونہار، باصلاحیت، اور باذوق فاضل ہیں، جو عرصہ سے دیوبند میں تقریباً پندرہ سال کامیابی کے ساتھ علمی تدریسی خدمات انجام دے رہے ہیں، اور ساتھ میں تصنیف وتالیف کا سلسلہ بھی جاری رکھے ہوئے ہیں، درس نظامی کی کتاب قدوری کی شرح انوار القدوری کے نام سے موصوف کے قلم سے شائع ہو کر مقبول ہو چکی ہے۔

اب انہوں نے فقہ حنفی کی مشہور کتاب نور الایضاح کی اردو میں مبسوط شرح لکھی ہے، جو نہ صرف حل کتاب کے لئے معاون ہے بلکہ اس میں شرح کے ضمن میں بہت سے روزمرہ پیش آنے والے مسائل کا ذخیرہ بھی مستند حوالوں کے ساتھ جمع ہو گیا ہے۔

احقر نے موصوف کی اس علمی کاوش کا جستہ جستہ مقامات سے مطالعہ کیا تو اندازہ ہوا کہ ان شاء اللہ یہ طلبہ علماء بلکہ عوام کے لئے بھی نفع بخش ثابت ہوگی۔

دعا ہے کہ اللہ تعالیٰ عزیز موصوف کی محنتوں کو مقبولیت سے نوازیں اور اس طرح کی مزید خدمات انجام دینے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین۔

والسلام

احقر محمد سلمان منصور پوری

خادم مدرسہ شاہی مراد آباد

۹/۳/۱۴۳۲ھ

حضرت الحاج مولانا قاری محمد عاشق الٰہی صاحب دامت برکاتہم

صدر المدرسین جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپورہ

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

خداتعالیٰ جس نے قرآن وحدیث کی روشنی میں انسان کے ہر اٹھتے بیٹھتے قول وفعل کا حکم اور اس کے مرنے جینے میں پیش آنے والے تمام احوال وکوائف کی حدود متعین کرکے مکمل رہنمائی کی ہے، اس سے اس کے حصول کی ضرورت واحتیاج اظہر من الشمس ہے اسی لئے دینیات کے اردو ابتدائی نصاب میں تعلیم الاسلام مکمل اور فوقانی نصاب میں دینی تعلیم کے رسائل اور فارسی زبان میں مالا بد منہ جیسی مفید وکارآمد کتابیں داخل درس ہیں، اسی طرح بچیوں کے نصاب میں بالخصوص بہشتی زیور کو تو جزو نصاب تسلیم کیا گیا ہے، عربی نصاب میں قدوری وکنز الدقائق سے پہلے مبتدی طلباء کے لئے فن سے مناسبت پیدا کرنے کے لئے کوئی آسان عربی میں کتاب شامل نصاب نہیں تھی اس لئے حضرت علامہ کشمیری اور ان کے ہم مشرب رفقاء شدت سے اس کمی کو محسوس کررہے تھے حسن اتفاق کہ مصر کے ایک کتب خانہ میں حضرتؒ کو کتاب نور الایضاح کے مطالعہ کا موقع میسر آگیا، کتاب نہایت ہی پسند آئی اور واقعۃً ہے بھی پسندیدہ اسی لئے ہمارے اکابر نے مشورہ کرکے اس کو نصاب کا جزء بنادیا اور مدت سے جو خلاء محسوس ہورہا تھا بحمد اللہ پر ہوگیا، چونکہ نور الایضاح کتاب عبادات خمسہ کے مسائل پر ایسے انوکھے انداز میں ترتیب دی گئی ہے جس سے مبتدی ومنتہی طالب علم یکساں طور پر نفع حاصل کرسکتا ہے اسی لئے عربی واردو ہر دو زبان میں اس کی کئی شروحات لکھی جاچکی ہیں لیکن وہ یا تو اتنی طویل ہیں کہ مبتدی طلباء کی فہم سے اونچی ہیں یا اتنی مختصر ہیں کہ حل عبارت تک محدود ہی ہے، بہر وجوہ اور کتاب کی اہمیت کے پیش نظر عزیز گرامی مفتی وسیم احمد صاحب ہلالپوری مدرس عربی جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپورہ ضلع سہارنپور نے انوار الایضاح کے نام سے اس کی ایسی شرح لکھی ہے کہ مبتدی طلباء بالخصوص اس کی مدد سے بسہولت کتاب حل کرسکیں گے ان شاء اللہ۔ موصوف نے عبارت کا لفظی ترجمہ مع ضروری تشریح اور مشکل الفاظ کی وضاحت سلیس انداز میں کی ہے، استناد کے لئے حوالہ جات کا بھی اہتمام کیا ہے نیز بعض مقامات میں تشریح کے بعد اختیاری مطالعہ کے عنوان سے موقع کے مناسب خارجی مسائل بھی باحوالہ تحریر فرمائے ہیں تاکہ ذوق علم کو مطالعہ کی عادت پیدا ہو، میں بصمیم قلب دعاگو ہوں اللہ تعالیٰ موصوف کی محنت کو قبول فرمائے اور شرح مذکور کو نفع بخش بنائے، آمین۔

محمد عاشق الٰہی

ناظم اعلیٰ و صدر المدرسین جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپورہ سہارنپور

۱۹/۱/۱۴۳۲ھ

حضرت مولانا خضر محمد قاسمی دامت برکاتہم

استاذ دار العلوم دیوبند، ضلع سہارنپور (یوپی)

بسم اللہ الرحمن الرحیم

نور الایضاح فقہ اسلامی اور درس نظامی میں ایک مشہور کتاب ہے جس کی اہمیت وافادیت سے اسلامی دنیا کا بچہ بچہ واقف ہے، گویا اس کے بغیر فقہ حنفی ناتمام سا محسوس ہوتا ہے، ابتداء سے ہی علماء اسلام کے نزدیک یہ کتاب قابل اعتبار صداقت رہی ہے، اس کی عبارت چھوٹی چھوٹی مگر ہمہ گیر ہے، گہرائی وگیرائی سے لبریز ہے۔

مبتدیوں کی آسانی کے لئے ماضی میں اس کی بہت سی شروحات معرض تحریر میں آچکی ہیں، مگر سر دست محترم مفتی وسیم احمد صاحب ملا جلیل پوری جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپورہ نے مذکورہ کتاب کی جو شرح لکھی ہے وہ کئی وجوہ سے قابل ولائق شرح ہے:

(۱) چونکہ یہ کتاب مسائل کے ساتھ ساتھ طلبہ نحو وصرف کے حل کے لئے بھی پڑھتے ہیں اس لئے موصوف نے خالص تحت اللفظ ترجمہ کیا ہے۔

(۲) ضروری ومشکل کلمات کی لغوی وصرفی تحقیق کی ہے۔

(۳) ایسی دلنشیں تشریح کی ہے جو مختصر بھی ہے اور مستقل کتاب بھی۔

(۴) بیشتر مقامات میں سوالات سے کتاب کو مزین کیا ہے، اور بھی کتاب کی خوبیوں پر مشتمل ہے، اللہ تعالیٰ موصوف شارح کو مزید خدمات کی توفیق عطا فرمائے، اور شرح ہذا کو شرف قبول عطا فرمائے، آمین۔

والسلام

خضر محمد عفی عنہ

۱۰ محرم الحرام ۱۴۳۲ھ بروز جمعہ قبیل العصر

تقریظ استاذ الاساتذہ حضرت الاستاذ مولانا مفتی شبیر احمد صاحب قاسمی زید مجدہم

مفتی ومحدث جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم!

امابعد! جناب مولانا مفتی وسیم احمد مدرسہ جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپورہ کی کتاب ”انوار الایضاح شرح اردو نورالایضاح“ مختلف جگہوں سے دیکھنے کا اتفاق ہوا اس میں چند خصوصی باتیں اچھی نظر آئی ہیں:

(۱) نورالایضاح کے مشکل الفاظ کو سہل انداز سے حل کیا گیا ہے۔

(۲) مختصر تشریح کی گئی ہے۔

(۳) ذیلی مسائل کو حوالوں سے مدلل کیا گیا ہے۔

اس کتاب سے ناظرین کو خاص طور پر اس طرح استفادہ کا موقع فراہم ہوگا کہ حل نورالایضاح کے ساتھ ساتھ جزوی مسائل بھی مفتی بہ قول کے مطابق سامنے آجائیں گے اس لئے راقم الحروف کے نزدیک مفتی وسیم صاحب موصوف قابل شکریہ کے مستحق ہیں، انہوں نے اس سے پہلے قدوری کی شرح بھی ”انوار القدوری“ کے نام سے لکھی ہے وہ بھی اہل علم کے حلقہ میں مقبول ہے، اللہ سے امید ہے کہ زیر نظر کتاب بھی خلق خدا کے درمیان شرف قبولیت حاصل کرے گی، اللہ تعالیٰ کتاب کو عند اللہ وعند الناس مقبول بنائیں، اور مؤلف کے لئے ذریعہ نجات بنائیں، آمین۔

شبیر احمد قاسمی عفا اللہ عنہ

خادم جامعہ قاسمیہ مدرسہ شاہی مرادآباد

۹/صفر ۱۴۳۲ھ

حضرت مولانا مفتی محمد طاہر صاحب قاسمی دامت برکاتہم

استاذ حدیث ومفتی مظاہر علوم سہارنپور

الحمدللہ وکفٰی وسلام علٰی عبادہ الذین اصطفٰی اما بعد!

درس نظامی میں فقہ اسلامی کے موضوع پر متعدد متون وشروح اور طویل ومختصر کتابیں داخل ہیں، مگر ان میں کتاب "نور الایضاح ونجاۃ الارواح" اس اہم ترین موضوع سے واقفیت ومناسبت کے لئے کلید اور دروازہ کی حیثیت رکھتی ہے، درس نظامی میں فقہ کی عربی زبان میں یہ پہلی کتاب ہے، جو نہ صرف یہ کہ اپنے موضوع کی جامع ومختصر کتاب ہے بلکہ اس میں صرف صحیح اور راجح ومفتیٰ بہ مسائل کے ذکر کرنے کا اہتمام کیا گیا ہے، اور سہل انداز نگارش کے ساتھ ساتھ اس کی عبارات میں یہ کتاب بہت قدر کی نگاہوں سے دیکھی جاتی ہے اور اس کا شمار مقبول ترین کتابوں میں ہوتا ہے۔

اہل علم نے اس عظیم ومقبول کتاب کی خدمت میں بھی کوئی دقیقہ فروگذاشت نہیں کیا اور انہوں نے عربی واردو زبان میں اس کی متعدد شروح اور اس پر حواشی تحریر کئے، جن میں بڑے بڑے اہل علم بھی شامل ہیں، جناب مفتی وسیم احمد صاحب بھی اس زمرے میں داخل ہو گئے ہیں، یہ کتاب چونکہ موصوف کے زیر درس رہی ہے اس لئے انہوں نے اس میں اس کتاب کے حل وتوضیح سے متعلق طلبہ واساتذہ کی ضرورت کا تمام سامان جمع کرنے کی کوشش کی ہے، اللہ تعالیٰ موصوف کی اس کاوش کو قبول فرمائے اور اس کو نافع بنائے، آمین۔

العبد محمد طاہر عفا اللہ عنہ

مظاہر علوم سہارنپور

۲۹ محرم ۱۴۳۲ھ

رائے گرامی

مخزن علم واخلاق حضرت الاستاذ جناب مولانا علی حسن صاحب دامت برکاتہم

مدرس عربی خادم العلوم باغونوالی مظفرنگر، یوپی

بسم اللہ الرحمٰن الرحیم

نحمدہ ونصلی علی رسولہ الکریم!

درس نظامی میں فقہ کی کتابوں میں نورالایضاح عربی زبان میں سب سے پہلی کتاب ہے جو داخل درس ہے یہ کتاب درس نظامی میں اپنے مسائل اور جزئیات پر ایک عجیب شان رکھتی ہے، اپنے اپنے ذوق کے مطابق علماء کرام نے اس کی شروحات لکھی ہیں، ان کی ایک کڑی انوار الایضاح شرح نورالایضاح ہے جس کو جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپورہ ضلع سہارنپور کے ایک باصلاحیت استاذ عزیز گرامی

مولانا مفتی وسیم احمد صاحب خلیل پوری نے مرتب کیا ہے جس میں الفاظ مشکلہ کا حل ترجمہ وتشریح بڑی خوش اسلوبی کے ساتھ کی ہے، دلکش انداز میں مسائل کا حل پیش کرنے کے ساتھ ساتھ حوالجات کے زیور سے بھی آراستہ کیا ہے یہ اس کتاب کی خصوصیات میں سے ہے احقر نے تقریباً مکمل مسودہ کا گہری نظر سے مطالعہ کیا ہے، موصوف خادم العلوم باغونوالی کے ہونہار، صلاحیت لائق فضلاء میں سے ہیں۔

احقر کی دعا ہے کہ اللہ رب العزت موصوف کو مزید علمی کام کرنے کی توفیق عطا فرمائیں، اور جملہ متعلقین کو خیر وخوبی سے نوازیں، آمین۔

فقط والسلام

محتاج دعا: علی حسن

مدرس خادم العلوم باغونوالی

ڈاکخانہ خاص، ضلع مظفرنگر، یوپی

۱۰ر محرم الحرام ۱۴۳۲ھ

عرضِ مرتب

نحمدہٗ ونصلی علیٰ رسولہ الکریم اما بعد! رب ذوالجلال خالق السمٰوات والارض کا فضل وکرم اور بے پایاں انعام واحسان ہے کہ اس عاجز بندہ کو انوار الایضاح شرح اردو نور الایضاح ایک خاص ترتیب سے لکھنے کی توفیق مرحمت فرمائی، اس پر یہ بندۂ ناچیز جس قدر بھی شکر بجالائے کم ہے، انوار الایضاح کا یہ سلسلہ ۲/۲/۱۴۳۰ھ بروز منگل مطابق ۱۷ فروری ۲۰۰۹ تقریباً ایک بجے دن میں شروع کیا گیا اور ۲۸/۲/۱۴۳۱ھ کو پایۂ تکمیل کو پہنچا، مسودہ کا تقریباً نصف حصہ شیخ علم وفن حضرت الحاج قاری محمد عاشق الٰہی صاحب صدر المدرسین جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپورہ نے بڑے شوق وذوق کے ساتھ ملاحظہ فرمایا، بعدہٗ مفتی محمد اسرار صاحب زید علمہٗ فاضل افتاء مظاہر علوم سہارنپور ومولوی مفتی محمد مصطفیٰ زید فضلہ قاسمی استاذ مدرسہ خادم العلوم باغونوالی نے پورے مسودہ پر گہری نظر ڈالی بلکہ تحریری طور پر مفید مشوروں سے بھی نوازا، اور ساتھ ہی ساتھ محبِ گرامی استاذ محترم جناب حضرت الحاج مولانا علی حسن صاحب زید مجدہم نے اپنی گوناگوں مصروفیات کے باوجود تقریباً کتابت شدہ مسودہ کا بنظر غائر مکمل مطالعہ فرمایا۔

نیز محقق ومدقق جناب حضرت الحاج مفتی محمد سلمان ومفتی محمد شبیر احمد ظلہم العالی اساتذۂ حدیث وفقہ مدرسہ شاہی مرادآباد، ہر دو صاحبان کا بھی احقر بیحد مشکور ہے کہ دورانِ تالیف ہر دو صاحبان سے بار ہا مسائل کے سلسلہ میں مراجعت کی گئی جس کو ان حضرات نے چٹکی میں حل فرمایا اور میرے لئے راہ آسان ہوئی،

فجزاهم الله احسن الجزاء

مولوی محمد عیاض قاسمی نے کمپیوٹر کتابت اور تزئین وتہذیب میں اپنی مہارتِ فن کا بہترین نمونہ پیش کیا جس پر وہ شکریہ کے مستحق ہیں، نیز وہ تمام طلبہ جن کا گرانقدر تعاون شامل حال رہا، اللہ تعالیٰ ان کو جزائے خیر مرحمت فرمائے۔

وسیم احمد خلیل پوری

خادم جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپورہ سہارنپور

مبادیاتِ فقہ

علم فقہ: فقہ یہ مصدر ہے باب کرم اور سمع سے آتا ہے معنی ہیں کسی چیز کا جاننا، کھولنا اور سمجھنا اور باب کرم سے معنی ہیں فقیہ ہونا علم میں غالب ہونا اور فقہاء ہر ایسے شخص کو فقیہ کہنا روا رکھتے ہیں جس کو جزئی مسائل کے احکامات یاد ہوں۔

فقہ کی اصطلاحی تعریف: احکام شرعیہ فرعیہ کے اس علم کو کہتے ہیں کہ جو احکام کے تفصیلی دلائل سے حاصل ہو جن احکام کا تعلق عمل سے ہوتا ہے ان کو فرعی احکام کہتے ہیں اور جن کا تعلق اعتقاد سے ہوتا ہے ان کو احکام شرعی و اصلی کہتے ہیں۔

فقہ کا موضوع: علم فقہ کا موضوع مکلف انسان کا فعل وعمل ہے۔

فقہ کی غرض وغایت: علم فقہ پڑھنے کا مقصد یہ ہے کہ آدمی دونوں جہاں میں سرخروئی حاصل ہو جائے، دنیوی کامیابی تو اس سے اس لئے ہوتی ہے کہ فقہ سے جب احکام شرع کا علم ہوگا تو مامورات پر عمل کرے گا اور منہیات سے اجتناب کرے گا اور آخرت کی کامیابی یہ ہے کہ اس کے نتیجہ میں جنت کی نعمتیں اس کا استقبال کریں گی۔

دین میں تفقہ فرض کفایہ ہے: تفقہ میں مہارت پیدا کرنا امت پر فرض کفایہ ہے ہر زمانہ اور ہر علاقہ میں ایسے ماہر علماء ومفتیان کا وجود لازمی ہے جو ضرورت کے وقت امت کی دینی رہنمائی کا فریضہ انجام دے سکیں۔

فقہ سراپا خیر ہے: تفقہ فی الدین اللہ تعالیٰ کا بے نظیر انعام ہے جس کو یہ دولت مل جائے وہ یقیناً خیر کثیر سے بہرہ ور ہو جائے گا۔

ایک روایت میں نبی ﷺ نے فرمایا کہ سب سے افضل عبادت فقہ ہے اور سب سے افضل دین پرہیزگاری اور ورع وتقویٰ ہے۔

فقہ میں اشتغال افضل ترین عبادت ہے: دینی مسائل کا سیکھنا سکھانا اور نت نئے مسائل کے احکامات معلوم کرنا اور امت کی رہنمائی کرنا افضل ترین عبادت ہے اس لئے کہ اس عمل کا نفع ساری امت تک متعدی اور رہتی دنیا تک باقی رہنے والا ہے۔

مسائل جانے بغیر چارہ نہیں: ایک مسلمان ہر بات سے مستغنی ہو سکتا ہے لیکن مسائل شرعیہ کے لازمی علم سے کبھی کوئی مستغنی ہوا ہے اور نہ ہو سکتا ہے اس لئے کہ طہارت کا معاملہ ہو یا نماز کا روزہ یا حج کا معاملہ ہو یا زکوٰۃ کا نکاح طلاق کا مسئلہ ہو یا وراثت کا بہرحال ان مسائل سے واقفیت حاصل کرنی ضروری ہوگی اس کے بغیر کوئی مسلمان اسلام کے مطابق نہ تو اپنی ذمہ داریاں ادا کر سکتا ہے اور نہ ہی اپنے حقوق حاصل کر سکتا ہے، اس لئے ہر مسلمان پر لازم ہے کہ وہ ضروری دینی مسائل سے غافل نہ رہے۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

علاماتِ افتاء

چونکہ مصنف علام نے اپنی مایہ ناز کتاب نور الایضاح میں کسی ایک قول کی تصحیح کے لئے مختلف الفاظ استعمال کئے ہیں اس لئے افادہ کی خاطر ان کی وضاحت ضروری ہے، فتاویٰ خیریہ میں مضمرات کے حوالے سے لکھا ہے کہ علامات افتاء درج ذیل ہیں: علیہ الفتوی بہ یفتی بہ ناخذ علیہ الاعتماد علیہ عمل الیوم ہو الصحیح ہو الاصح ہو الاظہر ہو المختار ہو فتوی مشائخنا ہو الاشبہ ہو الاوجہ اور اس جیسے الفاظ کا ذکر حاشیہ بزدوی میں کیا گیا ہے، علامہ خیر الدین آگے فرماتے ہیں کہ ان میں سے بعض الفاظ دوسرے بعض کے مقابلے میں زیادہ باوزن ہیں چنانچہ لفظ فتویٰ صحیح، اصح اور الاشبہ وغیرہ الفاظ سے زیادہ مؤکد ہیں اور بہ یفتی الفتوی علیہ کے مقابلہ میں راجح ہے، اور لفظ اصح صحیح کے مقابلہ میں زیادہ مؤکد ہے اور لفظ احوط احتیاط سے زیادہ مؤکد ہے، بعض علماء نے ترتیب اس طرح قائم کی ہے: (۱) علیہ عمل الیوم علیہ عمل الامۃ (۲) علیہ الفتوی بہ یفتی علیہ الاعتماد بہ ناخذ ہو فتوی مشائخنا (۳) الفتوی علیہ ہو الاصح ہو الاشبہ ہو الارجح ہو الاظہر ہو الاحوط ہو الارفق (۴) ہو الاحتیاط ہو الصحیح۔

ان میں اول اور دوم قسم کے الفاظ زیادہ مؤکد ہیں ان کے بعد دوسری اور تیسری قسم کا درجہ ہے تعارض کے وقت عموماً اسی ترتیب کا اعتبار ہوتا ہے اور تعارض نہ ہو تو محض تصحیح کافی ہے۔

وجوہِ ترجیح یہ ہیں:

(۱) ایک طرف لفظ صحیح اور دوسری طرف اصح ہونے کی صورت میں لفظ اصح کو ترجیح ہوگی۔
(۲) ایک طرف لفظ فتویٰ اور دوسری طرف دیگر الفاظ ہونے کی شکل میں لفظ فتویٰ کو ترجیح ہوگی۔
(۳) تصحیح دونوں طرف برابر ہوں تو جس طرف متون کا قول ہوگا اسے ترجیح ہوگی۔
(۴) مساوی تصحیح کی صورت میں ظاہر الروایت کے موافق قول کو لینا اولیٰ ہوگا۔
(۵) متعارض تصحیحات میں جس تصحیح کے قائل اکثر حضرات ہوں تو اس کو اختیار کیا جائے گا۔

صاحب نور الایضاح نے بعض جگہوں میں ظاہر روایت ظاہر مذہب جیسے الفاظ بھی استعمال کئے ہیں، سو جاننا چاہئے کہ پہلے درجہ میں ظاہر الروایت دوسرے میں نادر الروایت پھر اس کے بعد فتاویٰ کا اعتبار کیا جائے گا اور تعارض کی شکل میں مطلقاً اولیٰ کی روایت کو ترجیح ہوگی الا یہ کہ مشائخ نے کسی اور روایت پر فتویٰ دینے کی صراحت کی ہو۔

ظاہر الروایت: اس کا اطلاق ان مسائل پر ہوتا ہے جو حضرت امام محمدؒ کی کتب ستہ (مبسوط، زیادات، جامع صغیر، جامع کبیر، سیر صغیر، سیر کبیر) میں حضرت امام ابو حنیفہ و امام ابو یوسف اور دیگر اصحاب مذہب سے نقل کئے گئے ہیں، یہ درجہ مسائل میں سب سے اعلیٰ و اقویٰ ہے۔

غیر ظاہر الروایت یا روایۃ النوادر: اصحاب مذہب کی وہ روایتیں جو امام محمدؒ کی کتب ستہ کے علاوہ دیگر کتابوں میں مذکور ہیں، ان کی سند ظاہر الروایت کی طرح معروف نہیں ہے، اس درجہ کی روایتوں کا مرتبہ ظاہر الروایت سے کمتر ہوتا ہے، بریں بنا تعارض کے وقت ظاہر الروایت ہی راجح ہوگی الا یہ کہ کسی علت کی بنا پر متاخرین اس کے خلاف راجح قرار دیں۔

فتاویٰ: وہ مسائل جن کے متعلق ظاہر الروایت یا نادر الروایت میں متقدمین اہل مذہب سے کوئی حکم شرعی منقول نہ ہو اور مجتہدین نے اصول کی روشنی میں ان کا استنباط و تخریج کیا ہو، ایسے مسائل کو اصطلاح اصول میں فتاویٰ سے تعبیر کیا جاتا ہے۔ مذکورہ بالا بحث سے میں پوری امید کرتا ہوں کہ صاحب نور الایضاح نے جو علامات افتاء تحریر فرمائی ہیں ان کی گہرائی و گیرائی تک یہ بحث معاون ثابت ہوگی۔

صاحب نور الایضاح

نام ونسب: نام حسن، کنیت ابوالاخلاص اور والد کا نام عمار اور دادا کا نام علی ہے، وفائی کر کے مشہور ہیں۔

جائے پیدائش وسن پیدائش: مصر کے ایک شہر شبرابلولہ کے باشندے تھے، اسی کی طرف نسبت کرتے ہوئے آپ کو شرنبلالی کہا جاتا ہے، جو خلاف قیاس ہے، قیاس کے لحاظ سے شبرابلولی ہونا چاہئے تھا، ۹۹۴ھ میں یہ عظیم فقیہ صفحۂ ہستی پر رونق افروز ہوا۔

تحصیل علوم: ابھی چھ سال ہی کی عمر تھی کہ والد انہیں برائے تعلیم مصر لے آئے، آپ نے قرآن پاک حفظ کیا اور اپنے وقت کے بہترین علماء، شیخ محمد حموی، عبداللہ نحریری، شیخ الاسلام نور الدین وغیرہ سے تشنگی علم بجھائی۔

درس وتدریس: صاحب نور الایضاح کو اللہ تعالیٰ نے مختلف علوم میں مہارت تامہ عطا فرمائی تھی، بالخصوص فتاویٰ میں تو آپ مرجع خلائق تھے، آپ نے ایک عرصہ تک جامعہ ازہر مصر میں درس دیا ہے۔

وفات: جمعہ کے روز عصر کے بعد ۲۱ رمضان المبارک ۱۰۶۹ھ عمر ۷۵ سال پیغام اجل کو لبیک کہہ کر لوگوں کے ذہنوں پر اپنی ذہانت وعلم وفقہ کے لازوال نقوش چھوڑ گئے۔

تصنیفات وتالیفات: آپ کی ۴۷ تالیفات وتصنیفات علمی یادگار ہیں، مگر ان سب میں حاشیۂ درر وغرر سب سے اعلیٰ وارفع ہے، جو مؤلف کی حیات ہی میں غیر معمولی شہرت حاصل کر چکا تھا، اور فقہ میں نور الایضاح کو جیسی شان امتیازی حاصل ہے کہ اس کی مقبولیت کا اس سے بڑھ کر کیا ثبوت ہوگا کہ تا حال مدارس عربیہ کے نصاب میں داخل رہ کر مصنفؒ کے علمی تبحر کو یاد دلا رہی ہے، اولاً آپ نے یہ کتاب الاعتکاف تک لکھی تھی، پھر ۲۳ جمادی الاولیٰ ۱۰۳۲ھ میں جمعہ کے روز فارغ ہوئے، اس کے بعد مسائل زکوٰۃ وحج کو اس سے ملحق کر کے عبادات خمسہ کی تکمیل فرمائی۔

بسم اللہ الرحمن الرحیم

شروع کرتا ہوں اللہ کے نام سے جو بڑا مہربان نہایت رحم کرنے والا ہے۔

اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَالصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ خَاتَمِ النَّبِيِّيْنَ وَعَلٰى اٰلِهِ الطَّاهِرِيْنَ وَصَحَابَتِهِ اَجْمَعِيْنَ.

ترجمہ: تمام تعریفیں اللہ کے لئے ہیں جو پالنے والا ہے تمام جہانوں کا اور رحمت کاملہ اور سلامتی ہو ہمارے سردار محمد ﷺ پر جو خاتم الانبیاء ہیں، اور (رحمت کاملہ اور سلامتی ہو) آپ کی پاک آل پر اور آپ کے تمام صحابہ پر۔

تشریح: مصنفؒ نے اپنی کتاب کا آغاز تسمیہ وتحمید سے کیا اس کی مختلف وجوہ ہیں، مثلاً رسم قرآن کریم، خطوط نبوی صلی اللہ علیہ وسلم اور سلف صالحینؒ کی پیروی، ان کے علاوہ اور بہت کی وجوہات ہیں، **کما لا یخفی علی اهل البصائر۔**

حمد کے لغوی معنی: تعریف کرنا، خوبی بیان کرنا۔

اصطلاحی تعریف: تعظیم اور اکرام کے ارادے کے ساتھ زبان سے تعریف کرنا، وہ تعریف خواہ نعمت کے مقابلہ میں ہو یا غیر نعمت کے مقابلہ میں ہو۔ (مختصر المعانی: ۵)

رب: دراصل تربیت کے معنی میں ہے یعنی باب تفعیل کا اسم مصدر ہے اور تربیت کہتے ہیں کسی چیز کو بتدریج اس کے حد کمال تک پہنچانا، اب سوال ہوگا کہ جب رب مصدر ہے تو اللہ کی صفت کیسے قرار دیا گیا تو جواب یہ ہے کہ یہ زیدٌ عدلٌ کے قبیل سے ہے یعنی بطور مبالغہ رب کو صفت قرار دیا گیا ہے۔

العالمین: عالم کی جمع ہے، دنیا کی تمام اجناس اس میں داخل ہیں، جیسے آسمان، چاند، سورج اور تمام ستارے ہوا، بجلی، بارش، فرشتے، جنات، حیوانات اور نباتات وغیرہ۔

والصلوٰۃ والسلام: پھر مصنفؒ نے بتقاضائے حدیث، الانسان عبد الاحسان تمام مخلوق میں بہتر اور سب انسانوں کے محسن رسول پاک ﷺ پر اور آپ کی پاک آل پر اور تمام صحابہ پر درود وسلام بھیجا، جو یقیناً باعث برکت ہے، آل محمد سے مراد وہ تمام امت ہے، جس نے آپ کی دعوت کو قبول کیا، جس میں صحابہ سے لے کر قیامت تک کے تمام مومنین شامل ہیں، اور چونکہ یہ دعا کا مقام ہے اس لئے اس سے عام مومنین (امت اجابت) مراد لینا ہی زیادہ اچھا ہے، اور اب تخصیص بعد التعمیم کا قاعدہ پایا گیا کہ پہلے عام مومنین پر صلوٰۃ وسلام کی دعا کی اور پھر خاص کر حضرات صحابہ پر۔

الطاہرین: اس قید کا اضافہ اس وجہ سے کیا گیا کہ یہ حضرات امراض باطنیہ وظاہریہ ہر دو سے پاک ہیں، اور یہ صفت توضیحی ہے، نہ کہ تقییدی۔

وصحابتہ اجمعین: صحابی اس مبارک ہستی کو کہتے ہیں جس نے ایمان کی حالت میں حضور ﷺ سے ملاقات کی ہو اور ایمان ہی پر خاتمہ ہوا ہو۔

اجمعین: یہ تاکید معنوی کے الفاظ میں سے ہے اور صحابہ کی تاکید لانے کی ضرورت اس وجہ سے پیش آئی ہے تاکہ جو گمراہ فرقے اکثر اصحاب رسول ﷺ کی شان میں گستاخی کرتے ہیں اور ان کی عدالت میں شک وشبہ کرتے ہیں جیسے روافض یعنی صرف حضرت علیؓ کے گھرانہ کو چھوڑ کر باقی سب کو گالی دیتے ہیں، ان پر رد ہو جائے اور ایسے ہی تردید مقصود ہے خوارج کی کہ وہ آپ کی آل کے سخت ترین دشمن ہیں ان کو صلوٰۃ کا مستحق نہیں سمجھتے برخلاف اہل سنت والجماعت کے کہ اہل سنت والجماعت کے نزدیک تمام صحابہ عادل ہیں اور اپنی اپنی جگہ پر قابل اتباع ہیں۔

قَالَ الْعَبْدُ الْفَقِيْرُ إِلَى مَوْلَاهُ الْغَنِيِّ أَبُو الْإِخْلَاصِ حَسَنُ الْوَفَائِيُّ الشُّرُنْبُلَالِيُّ الْحَنَفِيُّ إِنَّهُ الْتَمَسَ مِنِّي بَعْضُ الْأَخِلَّاءِ (عَامَلَنَا اللّٰهُ وَإِيَّاهُمْ بِلُطْفِهِ الْخَفِيِّ) أَنْ أَعْمَلَ مُقَدِّمَةً فِي الْعِبَادَاتِ تُقَرِّبُ عَلَى الْمُبْتَدِي مَا تَشَتَّتَ مِنَ الْمَسَائِلِ فِي الْمُطَوَّلَاتِ فَاسْتَعَنْتُ بِاللّٰهِ تَعَالَى وَأَجَبْتُهُ طَالِبًا لِلثَّوَابِ وَلَا أَذْكُرُ إِلَّا مَا جَزَمَ بِصِحَّتِهِ أَهْلُ التَّرْجِيْحِ مِنْ غَيْرِ إِطْنَابٍ (وَسَمَّيْتُهُ) نُوْرَ الْإِيْضَاحِ وَنَجَاةَ الْأَرْوَاحِ وَاللّٰهَ أَسْأَلُ أَنْ يَّنْفَعَ بِهِ عِبَادَهُ وَيُدِيْمَ بِهِ الْإِفَادَةَ.

ترجمہ عرض کرتا ہے بندہ جو اپنے بے نیاز آقا کی طرف محتاج ہے (اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں کرم وبخشش کی امید کرتے ہوئے) جس کی کنیت ابو الاخلاص (اور اس کا نام) حسن ہے، (اور مشرب اس کا) وفائی ہے (اور وطن) شرنبلالی ہے (اور مذہب) حنفی ہے، فرمائش کی مجھ سے بعض مخلص دوستوں نے (اللہ تعالیٰ ہمارے اور ان کے ساتھ معاملہ فرمائے اپنی خاص مہربانی کا) کہ تیار کروں میں ایک ایسا مقدمہ (مختصر کتاب) عبادات کے متعلق جو قریب کر دے مبتدی طلباء کو ان مسائل سے (ان کو مسائل سمجھ میں آ جائیں) جو پھیلے ہوئے ہیں بڑی بڑی کتابوں میں تو میں نے مدد چاہی اللہ سے اور قبول کر لیا میں نے ان کی فرمائش کو ثواب کا طالب بن کر اور اس کتاب میں صرف وہی مسائل ذکر کروں گا جن کے صحیح ہونے پر فقہاء اہل ترجیح نے بھروسہ کیا ہے بغیر پھیلاؤ کے (مختصر عبارات کے ساتھ) اور نام رکھا میں نے اس مقدمہ کا نور الایضاح (روشنی کو واضح کرنے والی) اور نجاۃ الارواح (روحوں کو نجات دینے والی) اور میں صرف اللہ تعالیٰ سے ہی درخواست کرتا ہوں کہ نفع پہنچائے اس کتاب کے ذریعہ اپنے بندوں کو اور ہمیشہ رکھے اس کے ذریعہ افادہ کو (نفع کا سلسلہ باقی رہے)

تشریح اس عبارت میں اولاً مصنفؒ نے اپنا نام کنیت مذہب اور وطن کا تعارف کرایا تا کہ تالیف وتصنیف کی حقیقت معلوم ہو جائے کیونکہ کسی بھی کتاب کے مؤلف کے معلوم کر لینے سے آئندہ کا مضمون اور کلام کا مقام معتمد یا غیر معتمد حسب حال مصنف واضح ہو جاتا ہے۔

پھر آگے وجہ تالیف کا بیان ہے کہ یہ کتاب اپنے بعض مخلص دوستوں کی فرمائش پر تصنیف کی ہے۔

ابو الاخلاص: یہ آپ کی کنیت ہے۔ حسن: آپ کا نام ہے۔ الوفائی: یہ طریقت وتصوف کے اعتبار سے ہے۔ الشرنبلالی: اس سے وطن کی جانب اشارہ ہے، مصر کے علاقہ میں ایک بستی کا نام ہے۔ شرنبلالی یہ خلاف قیاس ہے، قیاس کے لحاظ سے شبرابلولی ہونا چاہئے جیسا کہ خود موصوف نے اپنی کتاب مراقی الفلاح کے آخر میں تصریح کی ہے۔ الاخلاء: خلیل کی جمع ہے جیسا کہ اطباء طبیب کی جمع ہے، احباء حبیب کی جمع ہے، جس کے معنی دوست کے ہیں۔ عاملنا الله: یہ جملہ معترضہ اور دعائیہ ہے درخواست کرنے والوں سے خوش ہو کر ان کو دعا دی ہے۔ فی العبادات: وہ احکام ومسائل جن کا تعلق عبادات سے ہے۔ تشتت: متفرق ہونا، باب تفعل سے ماضی کا صیغہ واحد مؤنث غائب ہے۔ المطولات: فن کی بڑی کتابیں مراد ہیں یعنی جو اہم مسائل عبادات سے متعلق بڑی کتابوں میں پھیلے ہوئے ہیں اختصار کے ساتھ باب وار یکجا کر دئے جائیں تاکہ وہ مسائل مبتدی پر آسان ہو جائیں۔

استعنت: میں نے کتاب کی تصنیف میں اللہ سے مدد مانگی اس لئے کہ اللہ کی نصرت کے بغیر کوئی کام انجام نہیں دیا جا سکتا ہم کو بھی چاہئے کہ جب بھی کوئی کام کریں تو خدا سے مدد مانگیں اور کام پورا ہونے کے بعد اس کا شکریہ ادا کریں۔

طالبا للثواب: اس تصنیف کی غرض معلمین ومتعلمین کو فائدہ پہنچانا ہے جو ایک بہت بڑا کار خیر ہے اور اس کار خیر کے انجام دینے میں اللہ تعالیٰ کی طرف سے ثواب ملتا ہے۔

اهل الترجیح: یہ فقہاء کے سات طبقوں میں سے ایک طبقہ ہے یعنی وہ علماء جنہوں نے ائمہ احناف کی مختلف روایات میں راجح ومرجوح کا عنوان دے کر دونوں کو الگ الگ جمع کیا ہے اور بتلایا ہے کہ ان میں سے کون افضل ہے اور کون مفضول ہے کقولهم هذا اولی هذا اصح روایة هذا اوضح هذا اوفق بالقیاس هذا اوفق للناس (شرح عقود رسم المفتی ص:۵۶) ان علماء کرام کو اہل ترجیح کیا جاتا ہے جیسے امام قدوری، صاحب ہدایہ وغیرہ۔ اطناب زیادہ الفاظ کے ذریعہ مراد کو پوری کرنا لیکن وہ الفاظ کسی فائدہ کی وجہ سے لائے گئے ہوں۔ من غیر اطناب کا مطلب ہوگا مختصر عبارت کے ساتھ۔

والله اسئال: یعنی اہل علم حضرات جو اس کتاب سے استفادہ کریں وہ دوسروں کو بھی فائدہ پہنچائیں تاکہ یہ سلسلہ برابر باقی رہے۔ آمین اللّٰہم آمین۔

كتاب الطهارة

پاکی کا بیان

کتاب کے لغوی معنی جمع کرنا ملانا اور اصطلاح میں مسائل کے اس مجموعہ کو کہتے ہیں جو مستقلاً معتبر ہو خواہ مختلف قسموں پر مشتمل ہو یا نہ ہو۔ طھارۃ: طاء کے فتح کے ساتھ مصدر ہے، پاکی، پاک ہونا اور کسرہ کے ساتھ آلۂ طہارت، اور ضمہ کے ساتھ اس پانی کا نام ہے جو پاکی حاصل کرنے کے بعد بچ جائے۔ (مراقی الفلاح: ۱۱)

﴿متن﴾ اَلْمِيَاهُ الَّتِي يَجُوْزُ التَّطْهِيْرُ بِهَا سَبْعَةُ مِيَاهٍ مَاءُ السَّمَاءِ وَمَاءُ الْبَحْرِ وَمَاءُ النَّهْرِ وَمَاءُ الْبِئْرِ وَمَاءٌ ذَابَ مِنَ الثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَمَاءُ الْعَيْنِ.

میاہ اس کا واحد ماءٌ پانی، اصل موَہٌ ہے، اس لئے کہ تصغیر مویھۃ آتی ہے نسبت کے لئے مائی ماوی وماھی آتا ہے۔ یجوز معنی میں یصح کے ہے یعنی ان پانیوں سے پاکی حاصل کرنا صحیح ہے۔ یحل کے معنی میں نہیں ہے کیونکہ گفتگو ان پانیوں کے بیان میں ہے کہ جن سے پاکی حاصل کرنا صحیح ہے گرچہ کسی وجہ سے جائز نہ ہو جیسے کسی دوسرے نے پانی جمع کر رکھا ہو تو اس کی بغیر اجازت استعمال کرنا جائز نہیں ہے لیکن اگر کوئی کرلے تو وضو صحیح ہو جائے گا۔ (طحطاوی: ۱۲) سماء آسمان مراد بارش۔ البحر جمع بحار سمندر۔ بئر جمع آبار کنواں۔ ذاب فعل ماضی معروف واحد مذکر غائب باب (ن) ذاب یذوب ذوبا و ذوبانا گلنا، پگھلنا۔ عین جمع عیون چشمہ جو بارش کے پانی سے بہہ کر جمع ہو جائے یا سوت کی شکل میں ابلنے لگے، اس عبارت میں لفظ ماءٌ پر دو حرکتیں پڑھ سکتے ہیں: (۱) رفع (۲) جر، رفع پڑھنے کی صورت میں احدھا مبتداء محذوف ہوگا اور ماء السماء مرکب اضافی ہو کر خبر اور ماء العین تک ترکیب اسی طرح ہوگی اخیر جملہ میں مبتداء سابعھا نکلے گا یا مبتداء الاول الثانی وغیرہ بھی نکال سکتے ہیں، اور جر پڑھنے کی صورت میں میاہ سے بدل ہوگا نیز عبارت میں ذکر کردہ الفاظ میں اضافت معرفہ بنانے کے لئے ہے تخصیص کے لئے نہیں ہے۔

ترجمہ: وہ پانی کہ جن سے پاکی حاصل کرنا جائز ہے وہ سات قسم کے پانی ہیں آسمان کا پانی، دریا یا سمندر کا پانی، نہر کا پانی، کنویں کا پانی اور وہ پانی جو اولے اور برف سے پگھلا ہو، چشمہ کا پانی۔

کن پانیوں سے پاکی حاصل کر سکتے ہیں

یہاں سے مصنفؒ ان پانیوں کی تفصیل بیان کرتے ہیں جن سے پاکی حاصل کی جاسکتی ہے فرماتے ہیں آسمان

سے برستا ہوا پانی ندی نالے چشمے اور کنوئیں اور تالاب اور دریاؤں کے پانی سے وضو اور غسل کرنا درست ہے، چاہے میٹھا پانی ہو یا کھارا۔

﴿۲﴾ ثُمَّ الْمِيَاهُ عَلَى خَمْسَةِ أَقْسَامٍ طَاهِرٌ مُطَهِّرٌ غَيْرُ مَكْرُوهٍ وَهُوَ الْمَاءُ الْمُطْلَقُ۔

حل ترکیب: طاہر و مطہر اگر مجرور پڑھیں تو ما قبل سے بدل ہے اور اگر مرفوع پڑھیں تو اولھا مبتدا محذوف کی خبر ہے۔

ترجمہ پھر پانی پانچ اقسام پر ہیں (خود پاک ہو) مطہر (اور دوسرے کو پاک کرنے والا ہو) غیر مکروہ (جس کا استعمال مکروہ نہیں) اور وہ مطلق پانی ہے۔

پانی کی قسمیں:

طہارت و نجاست کے اعتبار سے پانی کی درج ذیل پانچ قسمیں ہیں: (۱) طاہر مطہر: یعنی وہ پانی جو خود بھی پاک ہو اور پاک کرنے کی صلاحیت بھی رکھتا ہو جیسے ماء مطلق جس کے ساتھ کوئی دوسری چیز شامل نہ ہو مثلاً دریا اور نہر یا چشمہ کا پانی۔

﴿۳﴾ وَطَاهِرٌ مُطَهِّرٌ مَكْرُوهٌ وَهُوَ مَا شَرِبَ مِنْهُ الْهِرَّةُ وَنَحْوُهَا وَكَانَ قَلِيلًا۔

ھرۃ کی جمع ھِرَرٌ اور بقول بعض ھِرٌّ کا اطلاق مذکر و مؤنث دونوں کے لئے ہے اور ھرۃ صرف مؤنث کے لئے اور ھرۃ کی تصغیر ھُرَیْرَۃ آتی ہے۔ نحوھا ضمیر کا مرجع ھرۃ ہے۔

ترجمہ اور وہ پانی جو خود پاک ہو دوسرے کو پاک کرنے والا ہو (لیکن اس کا استعمال) مکروہ ہو، یہ وہ پانی ہے کہ پی لیا ہو اس میں سے بلی نے یا اس جیسے دوسرے جانور نے اس حال میں کہ وہ پانی قلیل مقدار میں ہو۔

تشریح اس عبارت میں پانی کی دوسری قسم کا بیان ہے، طاہر مطہر مکروہ جیسے وہ قلیل پانی جس میں پالتو بلی کھلی مرغی اور چوہے وغیرہ منہ ڈال دیں، اس کا حکم یہ ہے کہ اگر دوسرا غیر مکروہ پانی موجود ہو تو اس پانی کو استعمال کرنا مکروہ تنزیہی ہے لیکن اگر اس کے علاوہ کوئی اور پانی موجود نہیں ہے تو اس سے طہارت حاصل کرنے میں کوئی حرج نہیں۔

﴿۴﴾ وَطَاهِرٌ غَيْرُ مُطَهِّرٍ وَهُوَ مَا اسْتُعْمِلَ لِرَفْعِ حَدَثٍ أَوْ لِقُرْبَةٍ كَالْوُضُوءِ عَلَى الْوُضُوءِ بِنِيَّتِهِ۔

رفع حدث نجاست حکمی کو ختم کرنا مثلاً محدث تھا وضو کیا۔ قربۃ اس کے معنی نزدیکی اور قریب ہونا اصطلاح فقہاء میں قربت کہتے ہیں کہ ایک شخص ثواب کے لئے پانی استعمال کرتا ہے مثلاً اس کا وضو ہے لیکن وضو پر وضو ثواب حاصل کرنے کے لئے کرتا ہے۔ (البحر الرائق: ۱/۹۵) بنیتہ ضمیر کا مرجع وضوء ہے اور اللہ کی خوشنودی کے حصول اور اس کے

حکم کی تحصیل کی غرض سے کسی کام کو انجام دینے کا ارادہ کرنا شرعاً نیت کہلاتا ہے۔ (الاشباہ: ج ا،ص ۵۲)

ترجمہ اور وہ پانی جو خود پاک ہو دوسرے کو پاک کرنے والا نہ ہو اور یہ وہ پانی ہے جس کو استعمال کیا گیا ہو حدث دور کرنے کے لئے یا ثواب کے حاصل کرنے کے لئے جیسے وضو پر وضو کرنا وضو کی نیت کے ساتھ۔

تشریح اس عبارت میں پانی کی تیسری قسم کا بیان ہے طاہر غیر مطہر یعنی وہ پانی جو بذات خود پاک ہو لیکن وہ حدث کو پاک کرنے کی صلاحیت نہ رکھتا ہو، (اس سے دوبارہ وضو اور غسل معتبر نہ ہو) جیسے ماء مستعمل جس سے کسی حدث حکمی کو زائل کیا گیا ہو، نیز عبادت کی نیت سے وضو پر وضو یا کھانے کے لئے ہاتھ دھونے سے ٹپکنے والے پانی کا بھی یہی حکم ہے، البتہ ماء مستعمل سے نجاست حقیقیہ زائل کی جا سکتی ہے مثلاً ناپاک کپڑا دھویا جا سکتا ہے۔

اختیاری مطالعہ:

وضو پر وضو کرنا

اگر پہلی وضو سے کوئی عبادت کی گئی ہے تو اب نئی وضو مستحب ہے، اسی طرح پہلی وضو کئے ہوئے لمبا وقت گزر گیا ہو تو بھی نئی وضو مستحب ہے اگر چہ اس سے کوئی عبادت نہ کی ہو اور اگر وقت بھی زیادہ نہیں گزرا اور کوئی عبادت مقصودہ بھی نہیں کی تو دوبارہ وضو کرنا مکروہ ہے، کیوں کہ یہ اسراف ہے۔ (تحفۃ الالمعی: ج ا،ص ۲۹۲، طحاوی ۱۳)

﴿۵﴾ وَيَصِيرُ الْمَاءُ مُسْتَعْمَلاً بِمُجَرَّدِ انْفِصَالِهِ عَنِ الْجَسَدِ.

انفصالہ ضمیر راجع ہے الماء کی طرف۔

ترجمہ اور ہو جاتا ہے پانی مستعمل صرف اس کے بدن سے جدا ہوتے ہی۔

تشریح اس عبارت میں مصنفؒ یہ بیان کر رہے ہیں کہ پانی مستعمل کب سمجھا جائے گا، چنانچہ فرمایا کہ پانی بدن سے جدا ہوتے ہی مستعمل ہو جاتا ہے، دوسرا قول یہ ہے کہ جب بدن وغیرہ سے جدا ہو کر کسی جگہ ٹھہر جائے اس وقت مستعمل سمجھا جائے گا، اس سے قبل نہیں۔ مفتیٰ بہ قول اول ہے۔ (طحاوی: ۱/۱۴)

اختیاری مطالعہ:

استعمال شدہ پانی کا حکم

(۱) وضو یا غسل میں جو پانی استعمال ہوتا ہے اگر اس میں ظاہری نجاست شامل نہ ہو تو وہ اگر چہ خود پاک ہے لیکن اس سے دوبارہ طہارت حاصل کرنا یعنی وضو اور غسل کرنا درست نہیں، البتہ ناپاک کپڑا وغیرہ اس سے پاک کیا جا سکتا ہے۔ (درمختار مع الشامی: ج ا،ص ۱۸۶، ابن زکریا: ج ا،ص ۳۵۳)

(۲) اگر وضو یا غسل کا مستعمل پانی کپڑے وغیرہ پر لگ جائے تو اس سے کپڑے ناپاک نہیں ہوتے، تاہم احتیاط

ضروری ہے۔ (البحر الرائق بیروت: ج ۱ ص ۹۸۔ فتاویٰ محمودیہ جدید: ج ۵ ص ۱۲۵)

(۳) میت کو غسل دینے کے لئے جو پانی استعمال ہوا ہو وہ ناپاک ہے لہٰذا اگر مردے کو غسل دیتے وقت کپڑوں پر زیادہ چھینٹیں آجائیں تو کپڑے بھی ناپاک ہوجائیں گے۔ (کتاب المسائل: ۹۳۔ شامی مصری مطبع عثمانیہ: ۱/۱۴۳، زکریا: ۱/۳۲۹)

﴿۶﴾ وَلَا يَجُوزُ بِمَاءِ شَجَرٍ وَثَمَرٍ وَلَوْ خَرَجَ بِنَفْسِهِ مِنْ غَيْرِ عَصْرٍ فِي الْأَظْهَرِ.

شجر درخت جمع أَشْجَارٌ وَشَجْرَاءُ واحد شَجَرَةٌ شَجَرَاتٌ. **ثمر** پھل واحد ثَمَرَةٌ جمع ثِمَارٌ. **عصر** باب ضرب کا مصدر ہے نچوڑنا۔

ترجمہ: اور جائز نہیں (پاکی حاصل کرنا) درخت کے پانی سے اور پھل کے پانی سے اگرچہ وہ از خود نکلا ہو بغیر نچوڑے ہوئے ظاہری قول کی بنا پر۔

کن پانیوں سے پاکی حاصل کرنا جائز نہیں

جو پانی کسی درخت یا پھل سے نکالا ہو جیسے کیلے کے درخت سے پانی نکلا ہو اور جیسے گنے کا رس اور تربوز کا پانی تو ایسے پانی سے بالاتفاق وضو و غسل جائز نہیں ہے اور اگر درخت یا پھل سے قطرہ قطرہ خود بخود ٹپکنے لگ جائے تو اصح قول کی بنا پر اس سے بھی جائز نہیں ہے اور غیر اصح قول یہ ہے کہ جائز ہے۔

نوٹ: یہاں سے ان پانیوں کا تذکرہ ہے جو اضافت تقییدی کے ساتھ موسوم ہیں کیونکہ درخت اور پھل سے نکلے ہوئے کو کوئی پانی نہیں کہتا بلکہ اس کو عرق اور رس کہتے ہیں۔

﴿۷﴾ وَلَا بِمَاءٍ زَالَ طَبْعُهُ بِالطَّبْخِ أَوْ بِغَلَبَةِ غَيْرِهِ عَلَيْهِ.

طبخ باب فتح کا مصدر ہے پکانا۔ غیرہ علیہ دونوں ضمیروں کا مرجع ماء ہے۔

ترجمہ: اور نہ اس پانی سے (وضو کرنا جائز ہے) کہ ختم ہوگئی ہو اس کی طبیعت پکانے کی وجہ سے یا دوسری چیز کے غالب آنے کی وجہ سے اس پر۔

تشریح: اصل مسئلہ کے سمجھنے سے قبل یہ بات ذہن نشین رکھیں کہ پانی کی طبیعت دو ہیں: (۱) رقت (پتلا ہونا) (۲) سیلان (جاری ہونا، بہنا) صورت مسئلہ یہ ہے کہ پانی میں کوئی چیز مثلاً چنا، لوبیا وغیرہ ڈال کر اس کو پکایا گیا اس کے نتیجے میں پانی گاڑھا ہوگیا تو اب وہ مطلق پانی نہیں رہا، لہٰذا طہارت یعنی وضو و غسل اس پانی سے درست نہیں ہوگا۔

ایسے ہی اس پانی سے بھی طہارت حاصل کرنا درست نہیں جس میں پانی کے علاوہ کوئی دوسری پاک چیز غالب مقدار میں مل گئی ہو جس نے پانی ہونے کی حیثیت سے نکال دیا ہو جیسے ہر قسم کے شربت، سرکہ، شوربہ، لوبیے کا پانی، گلاب کا

پانی گاجر کا پانی کیوں کہ ان پر مطلقاً پانی کا اطلاق نہیں کیا جاتا، متن میں تغیرِ کثیر کی قید اس وجہ سے لگائی کہ اگر پانی مغلوب نہ ہو بلکہ غالب ہو تو اس سے طہارت جائز ہے۔

﴿۸﴾ وَالْغَلَبَةُ فِي مُخَالَطَةِ الْجَامِدَاتِ بِإِخْرَاجِ الْمَاءِ عَنْ رِقَّتِهِ وَسَيَلَانِهِ وَلَا يَضُرُّ تَغَيُّرُ أَوْصَافِهِ كُلِّهَا بِجَامِدٍ كَزَعْفَرَانٍ وَفَاكِهَةٍ وَوَرَقِ شَجَرٍ.

مخالطۃ باب مفاعلت کا مصدر ہے مل جل کر رہنا۔ زعفران جمع زعافر ایک قسم کا نہایت خوشبودار زرد رنگ کا پھول۔

ترجمہ اور غلبہ (حاصل ہوتا ہے) جامد چیزوں کے مل جانے کی صورت میں پانی کو نکال دینے سے اس کی رقت (پتلا پن) اور سیلان (جاری ہونا) سے اور نقصان نہیں دیتا ہے اس کے تمام اوصاف کا بدل جانا جامد چیزوں کے مل جانے سے جیسے زعفران پھل اور درخت کے پتے۔

تشریح ماقبل میں یہ بات گذر چکی ہے کہ ماء مطلق سے طہارت حاصل کرنا جائز ہے اور جو ماء مطلق نہیں ہے اس سے جائز نہیں لیکن پانی کا اطلاق کس صورت میں زائل ہو جاتا ہے اور کس صورت میں زائل نہیں ہوتا اس میں اعتبار غلبہ کا ہے یعنی پانی میں ملنے والی چیز کا پانی سے زیادہ مقدار میں ہونا اب یہاں سے صاحب کتاب غلبہ کی صورت قاعدہ کلیہ کی شکل میں بیان کر رہے ہیں اور تمام چیزوں کی دو قسمیں بیان کی ہیں: (۱) جامد یعنی ٹھوس چیز (۲) مائع یعنی بہنے والی چیز۔

اس عبارت میں جامدات کا بیان ہے چنانچہ فرمایا کہ اگر کوئی خشک چیز مثلاً آٹا ستو وغیرہ پانی میں مل جائے جس کی وجہ سے پانی کی رقت اور اس کا سیلان دونوں ختم ہو جائیں تو وہ پانی مطلق نہیں کہلائے گا اور اس سے وضو و غسل جائز نہیں لیکن اگر مذکورہ چیزیں اتنی کم مقدار میں پانی کے اندر مل جائیں کہ اس کے رنگ مزے یا بو میں فرق آ جائے مگر پانی کی رقت و سیلان باقی رہے جیسا کہ بہتے ہوئے پانی میں کچھ ریت ملی ہوئی ہوتی ہے یا پانی میں زعفران ڈال دیا اور اس کا ہلکا سا رنگ آ گیا یا پت جھڑ کے موسم میں درختوں کے پتوں کے گرنے سے پانی کے تمام اوصاف بدل گئے ہوں تو ان تمام صورتوں میں اس پانی سے وضو و غسل جائز ہے۔ (مراقی الفلاح: ۱۵)

﴿۹﴾ وَالْغَلَبَةُ فِي الْمَائِعَاتِ بِظُهُورِ وَصْفٍ وَاحِدٍ مِنْ مَائِعٍ لَهُ وَصْفَانِ فَقَطْ كَاللَّبَنِ لَهُ اللَّوْنُ وَالطَّعْمُ وَلَا رَائِحَةَ لَهُ.

لبن دودھ جمع البان، لون رنگ جمع الوان، طعم ذائقہ لذت مزہ۔

ترجمہ اور غلبہ (حاصل ہوتا ہے) بہنے والی چیزوں میں ایک وصف کے ظاہر ہو جانے سے ذریعہ بہنے والی چیز سے کہ جس کے لئے صرف دو وصف ہیں جیسے دودھ کہ اس کیلئے رنگ ہے اور مزہ اس میں بو نہیں ہے۔

تشریح یہاں سے مائعات میں غلبہ کی صورتوں کا بیان ہے، اور بہنے والی چیزیں تین طرح کی ہوتی ہیں: (۱) ان میں صرف دو وصف ہوں۔ (۲) تین وصف ہوں (۳) ان میں کوئی وصف نہ ہو۔ اس عبارت میں قسم اول کا بیان ہے، چنانچہ فرمایا کہ اگر ملنے والی چیز سیال ہو اور پانی کی جنس سے نہ ہو تو غلبہ کا اعتبار اوصاف کے لحاظ سے ہوگا جیسے دودھ ہے کہ اس میں صرف دو ہی وصف ہیں لہٰذا اگر ایک کا غلبہ پانی پر ہوگیا تو پانی پانی نہ رہے گا بلکہ پانی کے بجائے اس کو دودھ کہا جائے گا لہٰذا اس سے وضو و غسل درست نہ ہوگا۔

﴿۱۰﴾ وَبِظُهُوْرِ وَصْفَيْنِ مِنْ مَائِعٍ لَهُ ثَلَاثَةٌ كَالْخَلِّ.

خل سرکہ جمع اخل وخلال.

ترجمہ اور (غلبہ حاصل ہوجاتا ہے) دو وصفوں کے ظاہر ہونے کے ذریعہ اس بہنے والی چیز سے کہ جس کے لئے تین وصف ہیں جیسے سرکہ۔

تشریح اس عبارت میں دوسری صورت کا بیان ہے چنانچہ فرمایا کہ جن چیزوں میں تین اوصاف ہیں اگر وہ چیز پانی میں ڈالدیں اور دو وصف ظاہر ہوجائیں تو اس سے وضو و غسل درست نہیں، جیسے سرکہ ہے یہ ایک باریک اور بہنے والی چیز ہے اس میں رنگ، بو، مزہ تینوں اوصاف موجود ہیں لہٰذا اگر سرکہ پانی میں ڈال دیا گیا اور پانی میں سرکہ کے دو وصف ظاہر ہوگئے تو وہ سرکہ کے حکم میں ہوگیا اور اگر ایک وصف ظاہر ہوا تو اس سے وضو و غسل درست ہے۔
(مراقی الفلاح: ۱۶)

﴿۱۱﴾ وَالْغَلَبَةُ فِي الْمَائِعِ الَّذِيْ لَا وَصْفَ لَهُ كَالْمَاءِ الْمُسْتَعْمَلِ وَمَاءِ الْوَرْدِ الْمُنْقَطِعِ الرَّائِحَةِ تَكُوْنُ بِالْوَزْنِ فَإِنِ اخْتَلَطَ رِطْلَانِ مِنَ الْمَاءِ الْمُسْتَعْمَلِ بِرِطْلٍ مِنَ الْمُطْلَقِ لَا تَجُوْزُ بِهِ الْوُضُوْءُ وَبِعَكْسِهِ جَازَ.

رطل ایک رطل موجودہ زمانے کے کلوگرام کے حساب سے ۳۹۸ گرام ۳۳ ملی گرام کا ہوتا ہے۔ (القاموس الوحید: ۱/۶۳۶) متن میں فان اختلط الغلبۃ، تکون بالوزن کی تفسیر ہے۔ الماء المستعمل استعمال شدہ پانی، جس پانی کو استعمال کرلیا گیا ہو خواہ وہ نجاست حکمی کے زوال کے لئے یا قربت خداوندی کے لئے۔

ترجمہ اور غلبہ (حاصل ہوجاتا ہے وزن کے اعتبار سے) اس بہنے والی چیز میں کہ جس کے لئے کوئی وصف نہیں، جیسے مستعمل پانی اور گلاب کا وہ پانی کہ جس کی خوشبو ختم ہوگئی ہو، چنانچہ اگر مل جائے دو رطل مستعمل پانی مطلق پانی کے ایک رطل کے ساتھ تو جائز نہیں اس سے وضو اور اس کے خلاف صورت میں جائز ہے۔

تشریح اس عبارت میں تیسری صورت کا بیان ہے چنانچہ فرمایا کہ اگر بے وصف کی چیز پانی میں مل جائے تو

اس میں وزن کے اعتبار سے حکم ہوگا جس کا وزن زیادہ ہوگا تو وہ شی اسی حکم میں داخل ہوگی لیکن کیا یہ اعتبار کی صورت اس کے علاوہ ممکن نہیں جیسے ماء مستعمل یا گلاب کے پانی کے دو رطل ایک رطل خالص پانی میں مل گئے تو پانی ماء مطلق سے خارج ہو کر ماء مقید ہو جائے گا اور وضو و غسل جائز نہ ہوگا لیکن عکس کی صورت میں جائز ہے یعنی ماء مقید کم مقدار میں ہو اور مطلق پانی زائد مقدار میں، اور اگر دونوں برابر ہوں تو حضرات مشائخ نے احتیاطاً عدم جواز کا حکم فرمایا۔ (مراقی الفلاح ۱۶)

﴿۴﴾ وَالرَّابِعُ مَاءٌ نَجِسٌ وَهُوَ الَّذِیْ حَلَّتْ فِیْهِ نَجَاسَةٌ وَكَانَ رَاكِدًا قَلِیْلًا وَالْقَلِیْلُ مَا دُوْنَ عَشْرٍ فِیْ عَشْرٍ فَیَتَنَجَّسُ وَاِنْ لَّمْ یَظْهَرْ اَثَرُهَا فِیْهِ اَوْ جَارِیًا وَظَهَرَ فِیْهِ اَثَرُهَا وَالْاَثَرُ طَعْمٌ اَوْ لَوْنٌ اَوْ رِیْحٌ.

راكدًا اسم فاعل ہے باب نصر سے رَكَدَ یَرْكُدُ رُكُوْدًا ساکن ہونا ٹھہرنا حرکت بند ہونا، پانی کا ٹھہرنا اور یہ ترکیب میں کان کی خبر ہے اس کا اسم الماء محذوف ہے۔ اثرها ضمیر کا مرجع نجاسۃ ہے۔

ترجمہ اور چوتھی قسم ناپاک پانی ہے، اور یہ وہ پانی ہے کہ گر جائے اس میں کوئی ناپاکی دراں حالیکہ وہ رکا ہوا ہو تھوڑا ہو اور قلیل وہ پانی ہے جو دہ در دہ سے کم ہو لہٰذا یہ پانی ناپاک ہو جائے گا اگرچہ ظاہر نہ ہوا ہو ناپاکی کا اثر اس میں، یا پانی تو جاری ہو مگر ظاہر ہو گیا اس میں ناپاکی کا اثر اور اثر مزہ، رنگ اور بو ہے۔

ناپاک پانی کا بیان

یہاں سے طہارت و نجاست کے اعتبار سے پانی کی چوتھی قسم کو بیان کر رہے ہیں اور وہ ماء نجس ہے یعنی وہ پانی جس میں کوئی نجاست مل گئی ہو، اب اگر وہ پانی ٹھہرا ہوا ہے اور قلیل ہے تو نجاست پڑتے ہی پورا پانی ناپاک ہو جائے گا اگرچہ اس کا کوئی وصف نہ بدلا ہو مثلاً بڑی بالٹی یا ٹب میں ایک قطرہ پیشاب گر جائے تو وہ ناپاک ہو جائے گا اگرچہ پیشاب کا اثر ظاہر نہ ہو۔

اور اگر ماء کثیر ہے تو نجاست کا حکم اس وقت ہوگا جب کہ نجاست کا اثر یعنی ذائقہ رنگ یا بو پانی میں ظاہر ہو جائے، جیسے بڑا حوض یا تالاب۔

ماء قلیل کی تعریف

ایسا پانی جس کی مقدار دہ در دہ سے کم ہو جیسے کنواں یا چھوٹی ٹنکی۔

ماء جاری کی تعریف

ایسا پانی جو دیکھنے میں جاری ہو اور اس کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ وہ کم از کم تنکے کو بہا لے جائے۔

اختیاری مطالعہ

ماء طاہر ومطہر کی قسمیں

جو پانی پاک ہو اور پاک کرنے کی صلاحیت بھی رکھتا ہو اس کی تین قسمیں ہیں: (۱) ماء جاری یعنی ایسا پانی جو دیکھنے میں جاری ہو اور اس کی ایک علامت یہ بھی ہے کہ اگر اس میں تنکا یا پتہ ڈالا جائے تو وہ بہہ پڑے اور اگر اتنی رفتار بھی پانی میں نہ ہو تو وہ جاری نہیں کہلائے گا۔ (درمختار مصری: ۱/۱۳۷، درمختار زکریا: ۱/۳۳۴)

(۲) ٹھہرا ہوا کثیر پانی، یعنی وہ پانی جو اگرچہ ٹھہرا ہوا ہو لیکن وہ دیکھنے والے کی نظر میں کثیر ہو، جس کا اندازہ دس ہاتھ لمبائی چوڑائی مطابق ۲۲۵ مربع فٹ سے لگایا گیا ہے مثلاً بڑا حوض یا بڑی ٹنکی یہ کثیر ٹھہرا ہوا پانی بھی ماء جاری کے حکم میں ہوتا ہے۔ (الایضاح المحمود: ۱۰۱۔ کتاب المسائل: ۸۹)

(۳) ٹھہرا ہوا قلیل پانی، یعنی ایسا پانی جس کی مقدار دہ دردہ سے کم ہو یہ کسی بھی نجاست کے گرنے سے ناپاک ہو جائے گا اگرچہ وصف بھی نہ بدلے۔ (درمختار: ۱/۱۷۱، درمختار زکریا: ۱/۳۳۲)

فائدہ: ایک مرتبہ حضرت امام محمدؒ سے ماء کثیر اور ماء قلیل کے بارے میں طلبہ نے معلوم کیا تو آپ جس مسجد میں سبق پڑھا رہے تھے اس کے صحن کی طرف اشارہ کر کے فرمایا: میری اس مسجد کے صحن کے بقدر پانی کا پھیلاؤ ہو تو وہ کثیر پانی ہے ورنہ قلیل ہے، طلبہ نے اس صحن کو ناپا تو متعدد اقوال پیدا ہو گئے: ہشت در ہشت، دہ در دہ، دوازدہ در دوازدہ، یعنی ہر کنارہ آٹھ ہاتھ یا دس ہاتھ یا بارہ ہاتھ، ایک ہاتھ ڈیڑھ فٹ کا ہوتا ہے بعد کے فقیہوں نے درمیانی قول دہ در دہ فتویٰ کے لئے متعین کر دیا۔ (تحفۃ الالمعی: ۱/۳۰۰)

﴿۱۳﴾ وَالْخَامِسُ مَاءٌ مَشْكُوكٌ فِي طَهُورِيَّتِهِ وَهُوَ مَا شَرِبَ مِنْهُ حِمَارٌ أَوْ بَغْلٌ.

طَهُورِيَّة خود پاک اور دوسرے کو پاک کرنے والا، ہر ماء طہور طاہر ہے لیکن ہر طاہر طہور نہیں۔ حِمَار گدھا اس کی دو قسمیں ہیں: اہلی اور جنگلی یہاں حمار اہلی ہی مراد ہے جمع حُمُرٌ. بَغْل جمع بِغَال خچر یعنی وہ دوغلا جانور جو گدھی اور گھوڑے کے ملاپ سے پیدا ہوتا ہے یعنی جس کی ماں گدھی ہو، یہی یہاں پر مراد بھی ہے اور کبھی گدھے اور گھوڑی کے جفتی کرنے سے خچر پیدا ہوتا ہے اس صورت میں خچر کا جھوٹا پاک ہوگا کیونکہ جانوروں کی نسبت میں ماں کا اعتبار ہوتا ہے نہ کہ باپ کا اور پہلی صورت میں مشکوک ہے۔

ترجمہ اور پانچویں قسم وہ پانی ہے کہ جس کے مطہر ہونے میں شک کیا گیا ہے اور یہ وہ پانی ہے کہ پی لیا ہو اس میں سے کسی گدھے یا خچر نے۔

ماء مشکوک کا بیان

اس عبارت میں پانی کی پانچویں قسم کو بیان کیا ہے اور یہ وہ پانی ہے کہ جس میں گدھے یا خچر نے منہ ڈالا ہو اس کا حکم

یہ ہے کہ دیگر پاک پانی رہتے ہوئے اس سے وضو وغیرہ نہ کرے اور اگر دیگر پانی موجود نہ ہو تو اس سے وضو کرے لیکن بعد میں تیمم بھی کرے۔ (شامی مصری: ۱/۲۰۹)

اشکال: ابو طاہر دباس اعتراض کرتے ہیں کہ گدھے اور خچر کے جھوٹے کو مشکوک کہنا صحیح نہیں چاہئے کیونکہ احکام خداوندی میں کوئی حکم بھی مشکوک نہیں پس ان کا جھوٹا پاک ہے اگر اس میں کپڑا ڈوب گیا تو اس کے ساتھ نماز جائز ہے البتہ اس میں احتیاط برتی گئی ہے اس لئے وضو اور تیمم دونوں کا حکم دیا گیا ہے۔

جواب: ان جانوروں کو اکثر گھروں کے دروازوں میں باندھا جاتا ہے اور کونڈوں میں پانی پلایا جاتا ہے اور ضرورت کا تحقق نجاست کو ختم کرنے میں مؤثر ہوتا ہے جیسے بلی اور چوہے کے مسئلہ میں ہے البتہ گدھے کے بارے میں جو ضرورت ہے وہ اس ضرورت سے کم ہے جو بلی اور چوہے میں ہے اب اگر ضرورت کا تحقق بالکل نہ ہوتا جیسے کتے اور درندوں میں ہے تب تو بلا اشکال نجاست کا حکم لگ جاتا اور یہاں من وجہ ضرورت ہے اور من وجہ نہیں ہے اور موجب طہارت وموجب نجاست ہر دو برابر ہیں لہٰذا دونوں ساقط ہو کر اصل کی طرف رجوع کرنا ضروری ہوا اور اصل یہاں دو چیزیں ہیں پانی میں طہارت اور لعاب میں نجاست اور ان میں سے کوئی ایک دوسرے سے اولیٰ ہے نہیں اس لئے معاملہ مشکل ہو گیا چنانچہ من وجہ پاک ہے اور من وجہ ناپاک ہے، پھر مشکوک ہونے میں بھی دو قول ہیں: (۱) ایسے پانی کی پاکی میں شبہ ہے کیونکہ اگر یہ پانی پاک ہوتا تو دوسرے پانی میں ملنے کے بعد پانی کے مقابلہ میں مغلوب ہونے کی صورت میں پاک کرنے والا بھی ہونا چاہئے تھا حالانکہ ایسا نہیں ہے، دوسرا قول یہ ہے کہ اس کے مطہر ہونے میں شبہ ہے کیونکہ اگر کوئی شخص گدھے کے جھوٹے پانی سے سر کا مسح کرلے اور بعد میں اس کو مطلق پانی دستیاب ہو تو اس پر دوبارہ سر کا مسح کرنا واجب نہیں اگر اس کے پاک ہونے میں شبہ ہوتا تو پھر دوبارہ سر کا مسح کرنا ضروری ہوتا۔ (اشرف النوری: ۱/۹۳) قول ثانی اصح ہے یعنی اس کے مطہر ہونے میں شبہ ہے۔ البحر الرائق بیروت: ۱/۱۴۰، شامی: ۱/۲۰۸ (فی بیان احکام السور)

فصل

یہ فصل ہے جھوٹے کے احکام کے بیان میں

﴿۱۳﴾ وَالْمَاءُ الْقَلِيْلُ إِذَا شَرِبَ مِنْهُ حَيَوَانٌ يَكُوْنُ عَلَى أَرْبَعَةِ أَقْسَامٍ وَيُسَمّٰى سُؤْرًا.

ترجمہ اور پانی قلیل جب پی لے اس سے کوئی جانور تو ہوگا وہ چار قسموں پر اور نام رکھا جاتا ہے جھوٹا۔

تشریح اس فصل میں مصنفؒ سور کے احکامات کو بیان کر رہے ہیں، اور سور کی تعریف خود صاحب کتاب نے بیان فرمادی ہے کہ سور وہ پانی ہے جو منہ لگا کر پینے کے بعد باقی بچا ہو شرط یہ ہے کہ بچا ہوا حصہ خواہ پانی ہو یا کوئی دوسری چیز اس کی مقدار قلیل ہو، پھر سور کی چار قسمیں بیان کی ہیں۔

﴿۱۵﴾ اَلْاَوَّلُ طَاهِرٌ مُطَهِّرٌ وَهُوَ مَا شَرِبَ مِنْهُ آدَمِيٌّ اَوْ فَرَسٌ اَوْ مَا يُؤْكَلُ لَحْمُهٗ.

مایؤکل اس جگہ ما حیوان کے معنی میں ہے۔

ترجمہ قسم اول خود پاک دوسرے کو پاک کرنے والا ہو اور یہ وہ پانی ہے کہ پی لے اس سے کوئی آدمی یا گھوڑا یا وہ جانور جس کا گوشت کھایا جاتا ہے۔

آدمی کا جھوٹا پاک ہے

آدمی کا جھوٹا اور اس کا لعاب شرعاً پاک ہے اور اس میں مسلمان، کافر، باوضو، بے وضو حائضہ غیر حائضہ میں کوئی فرق نہیں بشرطیکہ منہ میں کوئی ظاہری ناپاکی نہ لگی ہو حتی کہ اگر شراب پینے یا منہ سے خون نکلنے کے فوراً بعد منہ لگا کر پانی پیا تو جھوٹا ناپاک سمجھا جائے گا، ہاں اگر کچھ دیر بعد یا کئی مرتبہ تھوک نگلنے کے بعد پیا تو پھر ناپاک نہ ہوگا لیکن اگر شراب خور کی مونچھیں لانبی ہوں تو کچھ دیر بعد پینے سے بھی اس کا جھوٹا ناپاک ہی رہے گا، کیونکہ اس حالت میں مونچھوں کی گندگی کا احتمال ہے، اسی طرح حلال جانور جیسے بکری، بھیڑ، گائے، بیل، بھینس، طوطا، بگلا، فاختہ ان سب کا جھوٹا پاک ہے نیز گھوڑے کا جھوٹا بھی پاک ہے۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۱۷، البحر الرائق: ۱/۱۳۳)

اختیاری مطالعہ

میت کا لعاب ناپاک ہے

(۱) انتقال کے بعد میت کے منہ سے جو پانی وغیرہ نکلے وہ شرعاً ناپاک ہے۔ (۲) سونے والے شخص کے منہ سے نکلنے والی رال پاک ہے۔ (در مختار مصری: ۱/۱۲۸ ۔ ہندیہ: ۱/۳۶ ۔ کتاب المسائل: ۱۰۲)

﴿۱۶﴾ وَالثَّانِيْ نَجِسٌ لَا يَجُوْزُ اسْتِعْمَالُهٗ وَهُوَ مَا شَرِبَ مِنْهُ الْكَلْبُ اَوِ الْخِنْزِيْرُ اَوْ شَيْءٌ مِّنْ سِبَاعِ الْبَهَائِمِ كَالْفَهْدِ وَالذِّئْبِ.

الکلب جمع کلاب کتے، خواہ شکاری کتا ہو یا بطور حفاظت کے پال رکھا ہو عام ہے۔ خنزیر سور جمع خنازیر۔ شیءٌ حیوان کے معنی میں ہے اور سباع البهائم کی قید احترازی ہے اس سے شکاری پرندے نکالنا مقصود ہے۔ سباع واحد سَبُع پھاڑ کھانے والا جانور۔ البهائم بَهِيْمَة کی جمع چوپایہ۔ فهد جمع فُهُوْد درندہ کی ایک قسم جو کہ کتے سے بڑا اور چیتے سے چھوٹا ہوتا ہے اس کے بدن پر چھوٹے چھوٹے سیاہ داغ ہوتے ہیں اس کو تیندوا کہتے ہیں، کثرت نوم میں اس کی مثال دی جاتی ہے، کہتے ہیں هو انوم من فهد۔

ترجمہ اور دوسری (قسم ایسا جھوٹا) جو کہ ناپاک ہے کہ جائز نہیں اس کا استعمال کرنا اور یہ وہ پانی ہے کہ پی لے اس سے کتا یا خنزیر یا پھاڑ کھانے والے چوپایوں میں سے کوئی جیسے تیندوا اور بھیڑیا۔

کتے وغیرہ کے جھوٹے کا مسئلہ

احناف کے نزدیک ہر درندے کا جھوٹا ناپاک ہے خواہ کتا ہو شیر ہو یا چیتا وغیرہ ہو، لہٰذا اس کے جھوٹے سے طہارت حاصل کرنا اور استعمال کرنا جائز نہیں ہے۔

اختیاری مطالعہ

کوئی بھی درندہ اگر برتن میں منہ ڈال دے تو تین مرتبہ دھونے سے برتن پاک ہو جاتا ہے البتہ سات مرتبہ دھونا مستحب ہے اور مٹی سے مانجھنا بھی ضروری نہیں ہے صرف مستحب ہے۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۱۸)

﴿۱۷﴾ وَالثَّالِثُ مَكْرُوْهٌ اِسْتِعْمَالُهُ مَعَ وُجُوْدِ غَيْرِهِ وَهُوَ سُؤْرُ الْهِرَّةِ وَالدَّجَاجَةِ الْمُخَلَّاةِ وَسِبَاعِ الطَّيْرِ كَالصَّقْرِ وَالشَّاهِيْنِ وَالْحِدَاةِ وَسَوَاكِنِ الْبُيُوْتِ كَالْفَأْرَةِ لَا الْعَقْرَبِ

الھرۃ بلی یہاں پر پالتو بلی مراد ہے، جنگلی بلی نہیں، اس کا حکم دوسرا ہے۔ الدجاجۃ المخلاۃ وہ مرغی جس کو آزاد چھوڑ دیا گیا ہو، وہ گھر کے اندر باہر کوڑا کرکٹ نجاست ہر چیز میں منہ ڈالتی ہو۔ سباع الطیر وہ پرندہ جو شکار کر کے کھاتا ہے۔ صقر باز کی قسم کا ایک شکاری پرندہ۔ شاھین جمع شواھین ایک سفید رنگ کا شکاری پرندہ۔ حداۃ چیل جمع حدأ، حِداء، جِدان۔ فارۃ چوہا جمع فیران۔ عقرب بچھو (نر و مادہ) اکثر مؤنث آتا ہے۔ ام عریط، ام ساھرۃ کنیت ہے کہتے ہیں نر کو عُقرُبان کہتے ہیں اور مادہ کو عقربۃ جمع عقارب۔

ترجمہ: اور تیسری (قسم ایسا جھوٹا ہے) وہ پانی ہے کہ مکروہ ہے اس کا استعمال کرنا دوسرے پانی کے موجود ہونے کے ساتھ اور وہ بلی باہر پھرنے والی مرغی اور شکاری پرندہ کا جھوٹا ہے جیسے شکرہ اور شاہین چیل اور گھروں میں رہنے والے جانور جیسے چوہا نہ کہ بچھو۔

تشریح: اس عبارت میں قسم سوم کا بیان ہے یعنی وہ پانی جس کا استعمال کرنا اور اس کا پینا مکروہ تنزیہی ہے ہر ایک کی تفصیل اس طرح ہے:

(۱) پالتو بلی کے جھوٹے کا حکم

اگر پالتو بلی پانی یا کھانے کی کسی چیز میں منہ ڈال دے تو وہ پانی ضرور ناپاک تو نہیں ہوتا لیکن مکروہ ہو جاتا ہے بہتر یہ ہے کہ اس پانی سے وضو نہ کیا جائے تاہم اگر وضو کر لیا تو درست ہو جائے گا لیکن اگر بلی چوہا کھا کر فوراً کسی برتن میں منہ ڈال دے تو وہ برتن اور پانی وغیرہ قطعاً ناپاک ہو جاتا ہے۔ (المحیط البرہانی: ۱/۲۹۶، تبیین الحقائق: ۱/۳۰)

(۲) آزاد مرغی کا حکم

چھوٹی ہوئی مرغی کا جھوٹا بھی مکروہ ہے کیوں کہ وہ گندگی میں آلودہ رہتی ہے، ہاں اگر وہ بند ہوئی ہو کہ اس کی چونچ گندگی تک نہیں پہنچتی تو پھر مکروہ نہیں ہے کیوں کہ اس طرح آلودگی کا خطرہ نہیں رہتا۔ (شامی: ۱/۲۰۶، مراقی الفلاح: ۱۹)

(۳) شکاری پرندوں کا حکم

شکاری پرندے جیسے شکرہ باز وغیرہ ان کا جھوٹا مکروہ ہے لیکن جو پالتو ہو اور مردار نہ کھائے نہ اس کی چونچ میں نجاست کا شبہ ہو اس کا جھوٹا پاک ہے اور جو چیزیں گھر میں رہا کرتی ہیں جیسے سانپ چوہا چھپکلی وغیرہ ان کا جھوٹا بھی مکروہ ہے۔
صاحب کتاب نے بچھو کا حکم الگ بیان کیا ہے کہ اس کا جھوٹا مکروہ نہیں ہے کیوں کہ اس کا لعاب ناپاک نہیں۔
(مراقی الفلاح: ۱۸)

اختیاری مطالعہ

جنگلی بلی کے جھوٹے کا حکم

جنگلی بلی کا جھوٹا مطلقاً ناپاک ہے لہٰذا اگر وہ پانی میں منھ ڈال دے تو پانی ناپاک ہو جائے گا۔ (مراقی الفلاح: ۱۸)

بلی کا جھوٹا کھانا کھانا

اگر بلی نے دودھ کی پتیلی میں منھ ڈال کر کچھ دودھ پی لیا یا پلیٹ میں رکھے ہوئے سالن میں سے کچھ کھا لیا تو یہ بچا ہوا کھانا کھانا یا دودھ پینا مکروہ ہے، بہتر یہ ہے کہ اس سے اجتناب کیا جائے۔ (کتاب المسائل: ۱۰۲، تبیین الحقائق: ۱/۳۲)

﴿۸﴾ وَالرَّابِعُ مَشْكُوكٌ فِي طَهُورِيَّتِهِ وَهُوَ سُؤْرُ الْبَغْلِ وَالْحِمَارِ فَإِنْ لَّمْ يَجِدْ غَيْرَهُ تَوَضَّأَ بِهِ وَتَيَمَّمَ ثُمَّ صَلَّى

لم یجد: لم یجد لم اس کا فاعل الحدث محذوف ہے اور غیرہ میں ضمیر کا مرجع سور البغل والحمار ہے۔

ترجمہ اور چوتھی قسم وہ پانی ہے کہ شک کیا گیا ہے اس کے ذریعہ پاک ہونے میں اور وہ خچر اور گدھے کا جھوٹا ہے لہٰذا اگر نہ پائے اس کے علاوہ تو وضو کرے اس سے اور تیمم (بھی) کرے پھر نماز پڑھے۔

تشریح اس کی تفصیل مسئلہ نمبر ۱ میں گزر چکی ہے۔

﴿۱۹﴾ فصل (فی التحری): لَوِ اخْتَلَطَ اَوَانٍ اَكْثَرُهَا طَاهِرٌ تَحَرّٰى لِلتَّوَضُّؤِ وَالشُّرْبِ وَاِنْ كَانَ اَكْثَرُهَا نَجِسًا لَا يَتَحَرّٰى اِلَّا لِلشُّرْبِ وَفِي الثِّيَابِ الْمُخْتَلِطَةِ يَتَحَرّٰى سَوَاءٌ كَانَ اَكْثَرُهَا طَاهِرًا اَوْ نَجِسًا ۔

تحرّیٰ فعل ماضی ہے باب تفعّل سے تاقل احتمالی کو طلب کرنا، دو چیزوں میں سے اولیٰ کو طلب کرنا اور یہ ترکیب میں لو کا جواب ہے، پورے جملہ کی ترکیب اس طرح ہے لو حرف شرط، اختلط فعل ماضی، اوانٍ موصوف، اکثرھا طاھر جملہ اسمیہ خبریہ ہوکر اوانٍ کی صفت موصوف صفت سے مل کر فاعل ہوا، اختلط کا فعل فاعل سے مل کر شرط اگلا جملہ جزا ہے، اوانٍ اصل میں اوانیٌ تھا یاء پر ضمہ دشوار ہونے کی وجہ سے یاء کو ساکن کردیا پھر یا اور تنوین دو ساکن جمع ہوگئے یاء کو حذف کردیا اوانٍ ہوگیا اور اوان فاعلیت کی بناء پر مرفوع ہے اور اس کی علامت رفع یاء محذوف پر تقدیری ضمہ ہے۔

ترجمہ: (فصل تحری کے بیان میں) اگر رل مل گئے کچھ برتن ان میں زیادہ برتن پاک ہیں تو غور وفکر کرے وضو اور پینے کے لئے اور اگر ان میں سے زیادہ برتن ناپاک ہیں تو غور وفکر نہ کرے مگر پینے کے لئے اور مخلوط کپڑوں میں تحری کرے برابر ہیں کہ اکثر کپڑے پاک ہوں یا ناپاک ہوں۔

تحری کا بیان

چند برتن پانی سے بھرے ہوئے رکھے تھے اور مثلاً سب ایک ہی طرح کے تھے ان میں سے زیادہ برتنوں میں پانی پاک تھا اور کم میں ناپاک، اب وہ برتن کچھ اس طرح رل مل گئے کہ یہ معلوم نہیں ہو رہا ہے کہ کس برتن میں پانی پاک ہے اور کس میں ناپاک تو اب غور وفکر کے بعد ہی پانی استعمال کرنے کی اجازت ہے، جس برتن کے متعلق اس کا دل گواہی دے دے کہ اس کا پانی پاک ہے تو اس سے پانی پی سکتا ہے اور وضو کرسکتا ہے اور اگر زیادہ برتنوں کا پانی ناپاک تھا تو تحری (غور وفکر) کی کوئی ضرورت نہیں ہے بلکہ تیمم کرکے نماز پڑھ لے البتہ تحری کرکے پانی پی سکتا ہے آگے فرماتے ہیں کہ اگر کپڑوں کی بڑی تعداد ناپاک تھی اور تھوڑی تعداد پاک تھی اور دونوں طرح کے کپڑے آپس میں مل گئے تو اب تحری کرکے ہی ان کپڑوں کو استعمال کرسکتا ہے خواہ پاک کپڑوں کی تعداد زیادہ ہو یا کم کیوں کہ پانی کا بدل تو تیمم تھا اور کپڑوں کا کوئی بدل نہیں۔ (مراقی الفلاح مصری: ۳۰)

﴿۲۰﴾ فصل فی مسائل الآبار: تُنْزَحُ الْبِئْرُ الصَّغِيْرَةُ بِوُقُوْعِ نَجَاسَةٍ وَاِنْ قَلَّتْ مِنْ غَيْرِ الْاَرْوَاثِ كَقَطْرَةِ دَمٍ اَوْ خَمْرٍ ۔

البئر نائب فاعل ہے اور اسناد مجازی ہے اور مراد اس سے کنویں کا پانی ہے اور یہ مبالغہ کے طور پر فرمادیا کہ تمام پانی نکالنے کی تعبیر اس طرح کردی کہ کنواں کھینچ جائے گا، گویا کل بول کر جز مراد لیا گیا ہے۔ الصغیرۃ یہ بئر کی صفت

ہے بطور صفت مؤنث سماعی ہے اور موصوف ہے اور دہ دردہ سے کم مقدار مراد ہے۔ ارواث یہ روث کی جمع ہے گھوڑے گدھے ہاتھی وغیرہ کا فضلہ لید اور من غیر الارواث سے نجاست کا بیان ہے اور قلت کی مثال کقطرۃ دم او خمر سے دی ہے اور قلت میں ضمیر کا مرجع نجاستہ ہے۔

ترجمہ (فصل کنویں کے مسائل میں) کھینچا جائے گا چھوٹا کنواں (نکالا جائے گا چھوٹے کنویں کا پانی) ناپاکی کے گر جانے کی وجہ سے، خواہ نجاست تھوڑی ہی کیوں نہ ہو لید کے علاوہ (اس کا حکم آئندہ آرہا ہے) جیسے خون یا شراب کا ایک قطرہ۔

کنویں میں بہنے والی نجاست گر جائے

اگر چھوٹے کنویں میں جس میں پانی کی مقدار دہ در دہ سے کم ہے ایک قطرہ بھی ناپاک چیز کا گر جائے تو پورا پانی ناپاک ہو جائے گا اور سارا پانی نکالنا ضروری ہوگا، جیسے خون پیشاب شراب کا ایک قطرہ گر جائے اور یہی حکم ہر اس پانی کا ہے جو دہ دردہ سے کم ہو مثلاً بڑی بالٹی یا ٹب میں ایک قطرہ پیشاب گر جائے تو وہ ناپاک ہو جائے گا اگرچہ پیشاب کا اثر ظاہر نہ ہو۔ (درمختار: ۱/۱۷۱)

﴿۲۱﴾ وَبِوُقُوعِ خِنْزِيرٍ وَلَوْ خَرَجَ حَيًّا وَلَمْ يُصِبْ فَمُهُ الْمَاءَ .

ترجمہ اور (نکالا جائے گا سارا پانی) خنزیر کے گرنے سے اگرچہ وہ نکل آئے زندہ اور نہ پہنچ سکا ہو اس کا منہ پانی تک۔

تشریح کنویں میں خنزیر گر جائے اگرچہ وہ زندہ ہی نکل آئے اور اس کا منہ پانی تک پہنچے یا نہ پہنچے ہر حال میں پانی ناپاک ہو جائے گا اور سارا پانی نکالنا ضروری ہوگا کیوں کہ خنزیر نجس العین ہے۔ (مراقی الفلاح: ۴۱)

﴿۲۲﴾ وَبِمَوْتِ كَلْبٍ أَوْ شَاةٍ أَوْ آدَمِيٍّ فِيهَا .

ترجمہ اور (پورا پانی نکالا جائے گا) کتے بکری یا آدمی کے اس میں مر جانے سے۔

تشریح اگر آدمی کتا یا بکری یا اس کے برابر کوئی جانور گر کر مر جائے تو کنویں کا سارا پانی نکالا جائے گا اور اگر باہر مر جائے پھر کنویں میں گرے تب بھی یہی حکم ہے۔ (درمختار: ۱/۱۹۸)

اختیاری مطالعہ

کتا کنویں میں گھس کر زندہ نکل آیا

(۱) اگر کتا کنویں میں گرا اور اس کا لعاب پانی میں مل گیا پھر وہ زندہ نکل آیا تب بھی پورے کنویں کا پانی نکالنا ضروری ہے۔ (مراقی الفلاح: ۴۱، کتاب المسائل: ۱۲۳)

کنویں میں پاک آدمی ڈوب کر مرگیا

(۲) اگر کوئی پاک آدمی کنویں میں ڈوب کر اسی میں مرگیا تو پورے کنویں کا پانی نکالنا لازم ہے خواہ لاش پھولی پھٹی ہو یا نہ پھولی پھٹی ہو۔ (المحیط البرہانی: ۱/۲۵۹۔ کتاب المسائل: ۱۲۲)

پاک آدمی کا کنویں یا ٹنکی میں اترنا

(۳) اگر کوئی پاک شخص پانی لینے یا صفائی کرنے یا کسی اور غرض سے کنویں میں یا ٹنکی میں اترے اور اس کے بدن پر کوئی نجاست نہ لگی ہو تو اس کے باہر آنے سے کنویں یا ٹنکی کے پانی کو نکالنا ضروری نہیں ہے۔ (المحیط البرہانی: ۱/۲۵۳۔ کتاب المسائل: ۹۶)

﴿۲۳﴾ وَبِانْتِفَاخِ حَيَوَانٍ وَلَوْ صَغِيْرًا.

انتفاخ باب افتعال کا مصدر ہے پھولنا۔ حیوان اس سے مراد ایسا جانور ہے جس میں خون بہا ہوا اور وہ پانی میں رہنے والا نہیں ہے۔ صغیرا یکان محذوف کی خبر ہے۔

ترجمہ اور (تمام پانی نکالا جائے گا) کسی جانور کے پھول جانے کی وجہ سے اگرچہ وہ جانور چھوٹا ہی ہو۔

تشریح اگر جانور بڑا نہیں ہے مگر پانی کے اندر پھول گیا یا پھٹ گیا تو بھی پورا پانی نکالا جائے گا۔

﴿۲۴﴾ وَمِائَتَا دَلْوٍ لَوْ لَمْ يُمْكِنْ نَزْحُهَا.

ترجمہ اور (نکالے جائیں گے) دو سو ڈول اگر ممکن نہ ہو اس کا کھینچنا (پورا پانی نکالنا)۔

جاری کنویں کا کیا حکم ہے

صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر کنویں میں اتنا بڑا سوت ہے کہ سب پانی نہیں نکل سکتا جیسے جیسے پانی نکالتے ہیں ویسے ویسے اس میں سے اور پانی نکل آتا ہے تو ایسی صورت میں حکم یہ ہے کہ ناپاکی کے گرنے کے وقت اس میں جتنا پانی موجود ہو اندازہ کرکے اتنی مقدار نکال ڈالیں ورنہ دو سو ڈول نکلوادیں کنواں پاک ہو جائے گا اور مستحب یہ ہے کہ تین سو ڈول نکلوادیں۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۲۱)

﴿۲۵﴾ وَإِنْ مَاتَ فِيْهَا دَجَاجَةٌ أَوْ هِرَّةٌ أَوْ نَحْوُهُمَا لَزِمَ نَزْحُ أَرْبَعِيْنَ دَلْوًا.

فیہا ضمیر کا مرجع البئر ہے۔

ترجمہ اور اگر مر جائے اس میں مرغی یا بلی یا ان دونوں کے مانند (دوسرے جانور جسم و جثہ میں) تو ضروری

ہے چالیس ڈول نکالنا۔

تشریح اگر کبوتر یا مرغی یا بلی یا انہیں کے برابر کوئی چیز کنویں میں گر کر مرجائے یا مری ہوئی گر جائے اور پھولے پھٹے نہیں تو چالیس ڈول نکالنا واجب ہے اور پچاس ڈول نکالنا مستحب ہے۔

اختیاری مطالعہ

بلی کنویں کے پانی سے گزر گئی

(۱) اگر بلی کنویں یا ٹنکی کے پانی میں داخل ہو کر زندہ نکل گئی تو بہتر ہے کہ ۲۰ ڈول کے بقدر پانی نکال دیا جائے اور یہی حکم ہے اس مرغی کا جو ہر طرح کی پاک ناپاک غذا کھاتی ہے۔ (المحیط البرہانی: ۱/۴۵۲، کتاب المسائل: ۱۲۱)

﴿۲۶﴾ وَإِنْ مَاتَ فِيهَا فَأْرَةٌ أَوْ نَحْوُهَا لَزِمَ نَزْحُ عِشْرِيْنَ دَلْوًا.

فأرة ہمزہ کے ساتھ ہے۔ نحوها اس کی مثل جیسے چڑیا۔

ترجمہ اور اگر مرجائے اس میں چوہا یا اس کے مانند تو ضروری ہے بیس ڈول نکالنا۔

چڑیا کا حکم

اگر کسی کنویں میں چوہیا یا چڑیا گر کر مرگئی تو اگر اسے پھولنے پھٹنے سے پہلے نکال لیا جائے تو کم از کم بیس ڈول کے بقدر پانی نکالنا فرض ہے اور اس سے زائد ۳۰ ڈول تک نکال لے تو بہتر ہے، واضح رہے کہ پانی نکالنے کی ابتدا مردہ چڑیا یا چوہیا کو نکالنے کے بعد ہی معتبر ہوگی۔

اختیاری مطالعہ

(۱) ناپاک چیز کنویں میں گر گئی مگر نکالنا ممکن نہ ہو تو کیا کریں؟

اگر کوئی ذی جرم (جسم والی کاڑھی جیسے گوبر، لید) ناپاک چیز کنویں میں گر گئی لیکن کنواں گہرا ہونے کی وجہ سے اس کا نکالنا ممکن نہ ہو تو ایسی صورت میں اگر اس چیز کو نکالے بغیر کنویں کا سب پانی خالی کرالیا جائے تو بھی کنواں پاک ہو جائے گا۔ (کتاب المسائل: ۱۲۲، طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۲۲)

موٹر سے کنواں یا ٹنکی خالی کرنا

(۲) جن صورتوں میں بیس تیس ڈول نکالنے یا کنویں یا ٹنکی کو خالی کرنے کا حکم ہے اس میں ڈول کی قید اتفاقی ہے، اصل مقصود اس مقدار کا پانی نکالنا ہے لہٰذا یہ مقصد اگر بڑے ڈول سے یا موجودہ دور میں موٹر پمپ سے حاصل

ہو جائے تو اس میں بھی کوئی حرج نہیں بلکہ یہ زیادہ آسان ہے۔ (الحیا المیرہانی: ۱/ ۲۶۵ ۔ کتاب المسائل: ۱۲۳)

﴿۲۷﴾ وَكَانَ ذَالِكَ طَهَارَةً لِلْبِئْرِ وَالدَّلْوِ وَالرِّشَاءِ وَيَدِ الْمُسْتَقِي.

الرشاء رسی، ڈول کی رسی، جمع اَرْشِيَة کہا جاتا ہے ارشع الدلو رشاءً ڈول کے پیچھے رسی بھی کرو۔ المستقی اسم فاعل ہے استقاءً سے پانی طلب کرنا۔

ترجمہ اور یہ ڈولوں کا نکال دینا پاکی ہے کنویں، ڈول، رسی اور نکالنے والے کے ہاتھ کے لئے۔

تشریح ڈول رسی کنواں نکالنے والے کے ہاتھ کنویں کے اوپر کی زمین، کنویں کے پاک ہونے کی وجہ سے یہ سب چیزیں پاک ہو جائیں گی۔

﴿۲۸﴾ وَلَا تَنْجُسُ الْبِئْرُ بِالْبَعْرِ وَالرَّوْثِ وَالْخِثْيِ إِلَّا أَنْ يَسْتَكْثِرَهُ النَّاظِرُ أَوْ أَنْ لَا يَخْلُوَ دَلْوٌ عَنْ بَعْرَةٍ.

البعر چوپاؤں اور کھروالے جانوروں کی مینگنی۔ الخثی بکسر الخاء گوبر جمع اَخْثَاء۔ البعرۃ ایک مینگنی جمع بعرات۔

ترجمہ اور کنواں ناپاک نہیں ہوگا مینگنی (ہرن، بکری کی) لید (گھوڑے گدھے) اور گوبر (گائے بیل جیسی) کے گرنے سے مگر یہ کہ زیادہ سمجھے اس کو دیکھنے والا یا خالی نہ ہو کوئی ڈول مینگنی سے۔

تشریح مینگنی لید اور گوبر قلیل مقدار میں کنویں کے اندر گر جائیں تو پانی ناپاک نہ ہوگا خواہ کنواں آبادی میں ہو یا جنگل میں کنویں کی زمین اونچی ہو یا نیچی قلیل مقدار کو شرعاً معاف کر دیا گیا، ہاں اگر لوگ کثیر سمجھیں یا ہر ڈول میں مینگنیاں آ رہی ہیں تو ان دونوں صورتوں میں کنواں ناپاک ہو جائے گا۔ (مراقی الفلاح: ۴۲)

اختیاری مطالعہ

پانی میں مینگنی گر جائے

(۱) ماء قلیل میں اونٹ بکری وغیرہ کی تر یا خشک پوری مینگنی گر جائے تو وہ پانی ناپاک ہو جائے گا۔ (شامی مصری: ۱/ ۱۴۴ ۔ زکریا: ۱/ ۳۸۰)

چوہے کی مینگنی کھانے میں ملی

(۲) اگر چوہے کی مینگنی پکے ہوئے چاول یا سالن میں ملی تو یہ دیکھا جائے گا کہ وہ مینگنی ٹھوس ہے یا گھل گئی ہے اگر ٹھوس ہے تو اسے نکال کر پھینک دیا جائے اور کھانا کھایا جائے اور اگر گھل گئی ہے تو جب تک اس کا رنگ یا ذائقہ کھانے میں ظاہر نہ ہو اس کھانے کو ناپاک نہیں کہا جائے گا البتہ اگر اس کے اثرات ظاہر ہو جائیں مثلاً بو آنے لگے تو پھر کھانا ناپاک قرار دیا جائے گا۔ (درمختار کراچی: ۶/ ۷۳۲ ۔ مسائل شتی)

مینگنی گیہوں کے ساتھ پس جائے

(۳) اگر گیہوں کے ساتھ چوہے کی دو چار مینگنی پس گئیں تو آٹا ناپاک نہ ہوگا، لیکن اگر اتنی زیادہ مینگنی پس گئیں کہ ان کا رنگ یا ذائقہ ظاہر ہوگیا تو آٹا ناپاک ہو جائے گا۔ (کتاب المسائل: ۱۰۰ حلبی کبیر: ۱۵۰)

(۴) اگر بکری کا دودھ دوہتے ہوئے مینگنی دودھ کے برتن میں گر جائے اور پھر اسے فوراً نکال کر پھینک دیا جائے تو دودھ ناپاک نہ ہوگا۔ (شامی مصری: ۱/۲۰۲۔ زکریا: ۱/۳۷۹۔ کتاب المسائل: ۹۷)

﴿۲۹﴾ وَلَا یَفْسُدُ الْمَاءُ بِخُرْءِ حَمَامٍ وَعُصْفُوْرٍ.

خُرء بیٹ جمع خُرُوْءٌ.

ترجمہ اور ناپاک نہیں ہوگا پانی کبوتر اور چڑیا کی بیٹ سے۔

پرندوں کی بیٹ کا حکم

ٹنکی یا کنویں وغیرہ کو پرندوں کی بیٹ سے بچانے کی کوشش کرنی چاہئے لیکن اگر انتظام کے باوجود پرندے پانی میں بیٹ کر دیں تو ضرورۃً پانی کو ناپاک نہیں کہا جائے گا تاآں کہ ناپاکی کا اثر غالب نہ ہو جائے۔ (درمختار: ۱/۲۰۳)

﴿۳۰﴾ وَلَا بِمَوْتِ مَا لَا دَمَ لَهُ فِيْهِ كَسَمَكٍ وَضِفْدَعٍ وَحَيَوَانِ الْمَاءِ وَبَقٍّ وَذُبَابٍ وَزُنْبُوْرٍ وَعَقْرَبٍ.

ضِفْدَع دال کے کسرہ کے ساتھ جمع ضَفَادِعُ مینڈک، یہاں پر دریائی مینڈک مراد ہے۔ بَقّ کھٹمل، مچھر، ذُبَاب اس کا واحد ذُبَابَۃٌ مکھی۔ زُنْبُور زا کے ضمہ کے ساتھ بھڑ جمع زَنَابِیر۔ دَم سے مراد بہنے والا خون ہے مطلق خون کی نفی نہیں ہے حتیٰ کہ اگر پانی میں ایسا جانور مر گیا کہ جس کا خون جما ہوا ہے تو پانی ناپاک نہ ہوگا۔ (طحطاوی: ۲۳)

ترجمہ اور نہ (ناپاک نہیں ہوتا) اس جانور کے مرنے سے جس میں خون نہیں ہوتا اس میں جیسے مچھلی مینڈک اور پانی کا رہنے والا جانور اور مچھر مکھی بھڑ بچھو۔

تشریح اس عبارت میں چند مسائل ایک ساتھ بیان ہو رہے ہیں، چنانچہ ان کی تفصیل اس طرح ہے کہ جس جانور کی پیدائش پانی کی ہو اور ہر دم پانی میں رہا کرتا ہو جیسے مچھلی سمندری مینڈک کیکڑا وغیرہ تو ان کی موت سے پانی ناپاک نہیں ہوتا اور پانی پر چرنے والے دریائی پرندے جیسے مرغاب اور مرغابی وغیرہ اگر پانی میں مر جائیں اور پانی کم مقدار میں ہو تو ان کی موت کی وجہ سے پانی ناپاک ہو جائے گا۔

اس کے بعد مصنفؒ فرماتے ہیں کہ اگر پانی میں کوئی ایسا جانور گر کر مر جائے جس میں بہتا ہوا خون نہیں ہوتا تو اس

کی وجہ سے پانی ناپاک نہیں ہوگا جیسے مچھر، پسو، بچھو، مکھی وغیرہ۔

اختیاری مطالعہ

خشکی کا مینڈک پانی میں گر کر مر جائے

اگر خشکی میں رہنے والا مینڈک اتنا بڑا ہو کہ اس میں بہتا ہوا خون پایا جاتا ہو، وہ اگر کنویں میں گر کر مر جائے تو پانی ناپاک ہو جائے گا البتہ اگر چھوٹی سی مینڈکی ہو جس میں بہنے والا خون نہیں ہوتا تو اس کے مرنے سے پانی ناپاک نہیں ہوگا۔
(کتاب المسائل: ۶۳، المحیط البرہانی: ۱/۱۲۲)

﴿۳۱﴾ وَلَا بِوُقُوْعِ آدَمِيٍّ وَمَا يُؤْكَلُ لَحْمُهُ إِذَا خَرَجَ حَيًّا وَلَمْ يَكُنْ عَلَى بَدَنِهِ نَجَاسَةٌ.

ترجمہ اور نہ (کنواں ناپاک نہ ہوگا) آدمی اور اس جانور کے گرنے سے جس کا گوشت کھایا جاتا ہے جبکہ باہر نکل آئیں زندہ اور اس حال میں کہ نہ ہو ان کے بدن پر کوئی نجاست۔

پاک آدمی کنویں میں گر کر زندہ باہر نکل آئے تو؟

اگر کوئی پاک آدمی کنویں میں گر جائے یا ایسا کوئی جانور جس کا گوشت کھایا جاتا ہے اور پھر زندہ باہر نکل آئیں اور اعضاء پر کوئی ناپاکی لگی ہوئی نہ ہو تو پانی ناپاک نہ ہوگا، اور اگر ناپاک آدمی کنویں میں اتر گیا یا ایسا شخص کہ جس کے اعضاء پر نجاست لگی ہوئی ہو مثلاً اس نے ڈھیلے سے استنجاء کیا ہے کنویں میں اتر جائے تو اس کی وجہ سے پورا پانی ناپاک ہو جائے گا اور سب پانی نکالنا ضروری ہوگا۔ (کتاب المسائل: ۱۲۲، المحیط البرہانی: ۱/۱۵۵)

﴿۳۲﴾ وَلَا بِوُقُوْعِ بَغْلٍ وَحِمَارٍ وَسِبَاعِ طَيْرٍ وَوَحْشٍ فِي الصَّحِيْحِ وَإِنْ وَصَلَ لُعَابُ الْوَاقِعِ إِلَى الْمَاءِ أَخَذَ حُكْمَهُ

وحش: جنگلی جانور، ج وحوش۔ اخذ: اس کا فاعل ضمیر مستتر ہے جو لعاب کی جانب راجع ہے۔

ترجمہ اور نہ (ناپاک نہ ہوگا) خچر، گدھے، شکاری پرندے اور جنگلی جانوروں کے گرنے سے صحیح ترین قول میں اور اگر پہنچ جائے گرنے والے کا لعاب پانی تک تو لے لے گا اس کا حکم۔

خچر گدھا وغیرہ گر کر زندہ نکل آئے تو؟

خچر گدھا اور اسی طرح سے درندے شکاری جانور مثلاً چیتا، باز، شکرا وغیرہ اگر کنویں میں گر جائیں اور زندہ نکل آئیں بدن پر کوئی نجاست نہ ہو اور ان کا لعاب پانی میں نہ ملا ہو تو ناپاک نہ ہوگا اور اگر لعاب کے پانی میں ملنے کا یقین ہو جائے تو

اب جو حکم اس جانور کے لعاب کا ہے وہی حکم اس پانی کا بھی ہوگا اس کی تفصیل جھوٹے کے احکام میں گذر چکی ہے۔

فی الصحیح: مفتی بہ قول تشریح کے تحت آ چکا ہے، غیر صحیح قول یہ ہے کہ تمام پانی ناپاک ہوگیا اس لئے کل پانی کے نکالنے کا حکم ہے۔

﴿۲۳﴾ وَوُجُودُ حَيَوَانٍ مَيِّتٍ فِيهَا يُنَجِّسُهَا مِنْ يَوْمٍ وَلَيْلَةٍ وَمُنْتَفِخٍ مِنْ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ وَلَيَالِيهَا إِنْ لَمْ يُعْلَمْ وَقْتُ وُقُوعِهِ۔

ترجمہ اور مردہ جانور کا پایا جانا کنویں میں ناپاک کردے گا اس کو ایک دن رات سے اور پھولے ہوئے ہونے کی صورت میں تین دن تین رات سے اگر معلوم نہ ہو اس جانور کے گرنے کا وقت۔

اگر جانور پھول پھٹ جائے تو کیا حکم ہے؟

اگر کوئی مردہ جانور جس میں بہنے والا خون پایا جاتا ہو کنویں میں پایا جائے اور اس کے گرنے کا وقت معلوم ہو جائے تو جس وقت سے گرا ہے اسی وقت سے پانی ناپاک کہا جائے گا اور اگر گرنے کے وقت کا صحیح علم نہ ہو سکے اور وہ جانور ابھی پھولا پھٹا نہ ہو تو احتیاطاً جس دن سے علم ہوا ہے اس سے ایک دن اور ایک رات پہلے کی نمازیں لوٹائی جائیں یعنی جن لوگوں نے اس کنویں کے پانی سے وضو کیا ہے نیز اس صورت میں جو کپڑے وغیرہ دھوئے گئے ہوں وہ بھی ناپاک سمجھے جائیں گے اور اگر جانور پھول اور پھٹ گیا ہو تو احتیاطاً تین دن اور تین راتوں کی نمازیں لوٹائی جائیں گی۔ یہ تمام تفصیل امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک ہے۔

اختیاری مطالعہ

کپڑا دھونے یا کھانا پکانے کے بعد ٹنکی کی ناپاکی کا پتہ چلا

اگر ٹنکی کے پانی سے کھانا پکایا گیا یا کپڑے اور برتن دھوئے گئے بعد میں پتہ چلا کہ ٹنکی میں نجاست گری ہوئی ہے تو صاحبین کے قول پر عمل کرتے ہوئے اس کھانے اور کپڑے وغیرہ پر

ناپاکی کا حکم نہیں لگائیں گے لہٰذا اس کھانے کا استعمال کرنا اور کپڑوں کا پہننا درست ہوگا۔ (حاشیہ شرح وقایہ: ۸۵/۱۔ کتاب المسائل: ۱۳۰)

فصل فی الاستنجاء

یہ فصل ہے استنجاء کے احکام کے بیان میں

لغت کے اعتبار سے استنجاء نجوٌ سے ماخوذ ہے جس کے معنی ہیں جو چیز پیٹ سے نکلے لغوی معنی ہوں گے نجو کی جگہ کا صاف کرنا یا دھونا اور اصطلاح میں استنجاء کہتے ہیں پیشاب پاخانہ کے مقام سے جو گندگی نکلے اس کو طرح سے صاف کردینا پانی کے ذریعہ سے ہو یا مٹی وغیرہ کے ذریعہ سے ہو۔ (طحطاوی:۲۲)

﴿۲۳﴾ یَلْزَمُ الرَّجُلَ الْاِسْتِبْرَاءُ حَتّٰی یَزُوْلَ اَثَرُ الْبَوْلِ وَیَطْمَئِنَّ قَلْبُهٗ عَلٰی حَسْبِ عَادَتِهٖ اِمَّا بِالْمَشْیِ اَوِ التَّنَحْنُحِ اَوِ الْاِضْطِجَاعِ اَوْ غَیْرِهٖ وَلَا یَجُوْزُ لَهُ الشُّرُوْعُ فِی الْوُضُوْءِ حَتّٰی یَطْمَئِنَّ بِزَوَالِ رَشْحِ الْبَوْلِ۔

استبراء باب استفعال کا مصدر ہے تفصیل تشریح کے تحت آرہی ہے۔ مشی باب ضرب کا مصدر ہے چلنا۔ تنحنح تا اور نون اول کے فتح کے ساتھ حاء کے سکون کے ساتھ اور نون ثانی کے ضمہ کے ساتھ کھنکھارنا گلا صاف کرنا۔ اضطجاع باب افتعال کا مصدر ہے پہلو کے بل لیٹنا۔ رشح باب فتح سے ہے ٹپکنا۔ قلبہ ضمیر کا مرجع الرجل ہے۔

ترجمہ ضروری ہے مرد پر استبراء یہاں تک کہ زائل ہوجائے پیشاب کا اثر اور مطمئن ہوجائے اس کا دل اپنی عادت کے مطابق یا تو چل پھر کر یا کھنکار کر یا کروٹ کے بل لیٹ کر یا اس کے علاوہ (دوسرے طریقے سے) اور جائز نہیں اس کے لئے وضو میں لگنا جب تک کہ اطمینان ویقین نہ ہوجائے پیشاب کے قطرات کے ختم ہوجانے کا۔

استبراء ضروری ہے

مرد کے لئے پیشاب کے بعد استبراء ضروری ہے یعنی اس بات کا قطعی اطمینان ہوجانا چاہئے کہ پیشاب کے قطرات آنے بند ہوگئے، اس اطمینان کے بارے میں لوگوں کی عادتیں مختلف ہوتی ہیں کسی کو چند قدم چلنے سے، کسی کو کھنکھارنے سے، کسی کو زمین پر پیر مارنے سے، کسی کو زور لگانے سے، کسی کو دیر تک بیٹھنے سے، کسی کو ران پر ران رکھ کر دبانے سے غرض کسی کو کسی عمل سے یہ اطمینان حاصل ہوتا ہے خلاصہ یہ کہ قطعی اطمینان کے بعد ہی استنجاء کیا جائے (واضح رہے کہ عورت کو پیشاب کے بعد استبراء کی ضرورت نہیں ہوتی کیونکہ قدرتی طور سے اس کا منفذ کشادہ ہوتا ہے) اس کے بعد فرماتے ہیں کہ مکمل اطمینان کے بعد ہی وضو کیا جائے۔ اس کے بعد جاننا چاہئے کہ ایک لفظ فقہاء اور استعمال کرتے ہیں: استنقاء اس کا مطلب یہ ہوتا ہے کہ آدمی استنجاء کرنے کے بعد پتھر یا ڈھیلے سے اپنے عضو مخصوص کو ملے یا ہاتھ سے دبا کر اسے نچوڑے تاکہ ظن غالب حاصل ہوجائے کہ اب قطرات ختم ہوگئے۔

(طحطاوی علی مراقی الفلاح:۲۲، کتاب المسائل:۱۱۲)

ترجمہ: اور فرض ہے اس نجاست کا دھونا جو مخرج میں ہے نا پاکی حیض اور نفاس کا غسل کرتے وقت اگر چہ وہ نجاست مخرج میں تھوڑی ہی ہو۔

غسل جنابت کا حکم

غسل جنابت میں تمام بدن کا دھونا فرض ہے اگر ایک بال کے برابر بھی کوئی حصہ خشک رہ گیا تو غسل نہ ہوگا اسی بنا پر فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص غسل جنابت کر رہا ہو یا عورت حیض سے پاکی پر غسل کر رہی ہو یا نفاس سے پاکی پر غسل کر رہی ہو تو جو نجاست مخرج پر لگی ہوئی ہو اگر چہ کم ہی کیوں نہ ہو اس کا دھونا ضروری ہے ورنہ غسل درست نہ ہوگا۔

﴿۳۷﴾ وَاَنْ يَّسْتَنْجِيَ بِحَجَرٍ مُنَقٍّ وَنَحْوِهٖ وَالْغَسْلُ بِالْمَاءِ اَحَبُّ وَالْاَفْضَلُ الْجَمْعُ بَيْنَ الْمَاءِ وَالْحَجَرِ فَيَمْسَحُ ثُمَّ يَغْسِلُ وَيَجُوْزُ اَنْ يَّقْتَصِرَ عَلَى الْمَاءِ اَوِ الْحَجَرِ.

منق اسم فاعل ہے اصل میں مُنْقِيٌ تھا یا پر ضمہ دشوار ہونے کی وجہ سے گرا دیا پھر یا اور تنوین دو ساکن جمع ہو گئے یا کو گرا دیا مُنْقٍ ہو گیا اور منق سے مراد ہر ایسی چیز ہے کہ جس میں صاف ستھرا کرنے کی صلاحیت ہو اینٹ کی طرح وہ چیز کھردری بھی نہ ہو اور عقیق کی طرح چکنی بھی نہ ہو۔

ترجمہ: اور (مسنون ہے) استنجاء کرنا صاف کر دینے والے پتھر یا اس جیسی کسی دوسری چیز سے اور پانی سے دھونا زیادہ اچھا ہے اور افضل ہے جمع کرنا پانی اور پتھر کے درمیان (اس طرح پر کہ پہلے پتھر سے) صفائی کرے پھر (پانی سے) دھوئے اور جائز ہے اکتفاء کرنا صرف پانی پر یا پتھر پر۔

اقسام استنجاء

مصنف فرماتے ہیں کہ استنجے میں ڈھیلا یا ایسی چیز جو اس کے قائم مقام ہو یعنی خود پاک ہو اور نجاست ختم کرنے کی صلاحیت رکھتی ہو اس کا استعمال کرنا سنت ہے لہٰذا جس چیز میں صفائی کرنے کی صلاحیت نہ ہو اگر اس سے استنجاء کیا تو سنت کی ادائیگی نہ ہوگی۔ اس کے بعد جاننا چاہئے کہ استنجاء کے تین طریقے ہیں: (۱) ڈھیلے اور پانی کو جمع کرنا یعنی پہلے ڈھیلے سے مخرج صاف کرنا پھر پانی سے دھونا یہ سب سے افضل طریقہ ہے۔

(۲) صرف پانی استعمال کرنا یہ فضیلت میں دوسرے درجے پر ہے۔

(۳) صرف ڈھیلا استعمال کرنا یہ بھی جائز ہے اس میں کوئی فضیلت نہیں البتہ صرف پانی استعمال کرنے والے کو استبراء کا خیال رکھنا ہے یعنی پیشاب سے فارغ ہو کر تھوڑی دیر ٹہلے کھانسے اور پیشاب نکال دینے کے بعد پانی سے دھونا چاہئے اگر استبراء کئے بغیر عضو کو دھو کر اٹھ گیا اور بعد میں قطرہ نکلا تو کپڑا ناپاک ہو جائے گا اور نماز نہ ہوگی اس لئے احتیاط کی ضرورت ہے۔

اختیاری مطالعہ

ٹشو پیپر (جاذب) کا حکم

جو حکم ڈھیلے سے استنجا کرنے کا ثابت ہوا، یہی حکم ٹشو پیپر کے ذریعہ استنجا کرنے کا بھی ہے، اس لئے کہ یہ پیپر لکھنے وغیرہ میں استعمال نہیں ہوتا بلکہ اسے استنجا وغیرہ ہی کے مقصد سے بنایا جاتا ہے۔ (کتاب المسائل: ۱۳۲، المطبوعۃ ومصری: ۳۵)

﴿۳۸﴾ وَالسُّنَّةُ إِنْقَاءُ الْمَحَلِّ وَالْعَدَدُ فِي الْأَحْجَارِ مَنْدُوبٌ لَا سُنَّةٌ مُؤَكَّدَةٌ فَيَسْتَنْجِي بِثَلَاثَةِ أَحْجَارٍ نَدْبًا إِنْ حَصَلَ التَّنْظِيفُ بِمَا دُونَهَا.

انقاء: باب افعال کا مصدر ہے، صاف کرنا۔ تنظیف: باب تفعیل کا مصدر ہے، صفائی ستھرائی۔

ترجمہ اور سنت ہے جگہ کا صاف کر دینا اور عدد پتھروں میں مستحب ہے سنت مؤکدہ نہیں ہے، پس تین پتھروں سے استنجا کرنا مستحب ہے اگرچہ حاصل ہو جائے صفائی ان سے کم میں۔

استنجے میں عدد معین

ڈھیلوں سے استنجا کرنے والے کو کم از کم تین ڈھیلے استعمال کرنے چاہئیں، ان سے کم پر اکتفا نہیں کرنا چاہئے، رہا یہ کہ تین کا عدد واجب ہے یا سنت مؤکدہ؟ اس میں اختلاف ہے اور دو باتیں متفق علیہ ہیں: (۱) استنجے میں صفائی ضروری ہے چاہے تین ڈھیلوں سے حاصل ہو یا زیادہ سے، اگر صفائی کے بغیر استنجا کرنے والا نماز پڑھے گا تو نماز نہیں ہوگی۔ (۲) اگر تین ڈھیلوں سے صفائی حاصل نہ ہو اور چوتھا ڈھیلا استعمال کرنا پڑے تو پھر طاق ڈھیلے استعمال کرنا مستحب ہے لیکن اگر ایک یا دو ڈھیلوں سے صفائی ہو جائے تو تین ڈھیلے استعمال کرنے کا کیا حکم ہے؟ یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے، امام اعظم اور امام مالکؒ کے نزدیک اگر ایک یا دو ڈھیلوں سے صفائی ہو جائے تو تین کا عدد سنت مؤکدہ ہے، چنانچہ اگر استنجا کرنے والا ایک یا دو پتھر پر اکتفا کرے تو اس کا استنجا درست ہو جائے گا اور اب جو نماز پڑھے گا وہ درست ہوگی۔
(تحفۃ الالمعی: ۱/۲۲۳)

﴿۳۹﴾ وَكَيْفِيَّةُ الْاِسْتِنْجَاءِ أَنْ يَمْسَحَ بِالْحَجَرِ الْأَوَّلِ مِنْ جِهَةِ الْمُقَدَّمِ إِلَى خَلْفٍ وَبِالثَّانِي مِنْ خَلْفٍ إِلَى قُدَّامٍ وَبِالثَّالِثِ مِنْ قُدَّامٍ إِلَى خَلْفٍ إِذَا كَانَتِ الْخُصْيَةُ مُدَلَّاةً وَإِنْ كَانَتْ غَيْرَ مُدَلَّاةٍ يَبْتَدِئُ مِنْ خَلْفٍ إِلَى قُدَّامٍ وَالْمَرْأَةُ تَبْتَدِئُ مِنْ قُدَّامٍ إِلَى خَلْفٍ خَشْيَةَ تَلْوِيثِ فَرْجِهَا ثُمَّ يَغْسِلُ يَدَهُ أَوَّلًا بِالْمَاءِ ثُمَّ يَدْلُكُ الْمَحَلَّ بِالْمَاءِ بِبَاطِنِ إِصْبَعٍ أَوْ إِصْبَعَيْنِ أَوْ ثَلَاثٍ إِنِ احْتَاجَ وَيُصْعِدُ الرَّجُلُ إِصْبَعَهُ الْوُسْطَى عَلَى غَيْرِهَا فِي ابْتِدَاءِ الْاِسْتِنْجَاءِ ثُمَّ يُصْعِدُ

بِخِنْصَرِهٖ وَلَا يَقْتَصِرُ عَلٰى اِصْبَعٍ وَّاحِدَةٍ وَّالْمَرْأَةُ تَصْعَدُ بِبِنْصَرِهَا وَاَوْسَطِ اَصَابِعِهَا مَعًا اِبْتِدَاءً خَشْيَةَ حُصُوْلِ اللَّذَّةِ وَيُبَالِغُ فِي التَّنْظِيْفِ حَتّٰى يَقْطَعَ الرَّائِحَةَ الْكَرِيْهَةَ وَفِيْ اِرْخَاءِ الْمَقْعَدَةِ اِنْ لَّمْ يَكُنْ صَائِمًا فَاِذَا فَرَغَ غَسَلَ يَدَهٗ ثَانِيًا وَنَشَّفَ مَقْعَدَتَهٗ قَبْلَ الْقِيَامِ اِنْ كَانَ صَائِمًا .

خصیة فوطہ خصیہ تثنیہ خصیتان جمع خصی. مدلاة اسم فاعل ہے باب تفعل سے لٹکنا۔ ارخاء باب افعال کا مصدر ہے ڈھیلا کرنا۔ نشف فعل ماضی معروف واحد غائب باب نصر سے نشفا مصدر ہے خشک کرنا۔

تشریح: اور استنجا کا طریقہ یہ ہے کہ صفائی کرے پہلے پتھر سے اگلی جانب سے پچھلی جانب کو اور دوسرے پتھر کے ذریعے پیچھے سے آگے کی جانب کو اور تیسرے پتھر کے ذریعہ آگے سے پیچھے کی جانب جب کہ خصیے ڈھیلے اور لٹکے ہوئے ہوں اور اگر لٹکے ہوئے نہ ہوں تو ابتدا کرے پیچھے سے آگے کی طرف اور عورت ابتداء کرے آگے سے پیچھے کی جانب اس کی شرمگاہ میں نجاست لگ جانے کے خطرہ سے (ڈھیلے کے بعد) پہلے دھوئے اپنے ہاتھ کو پانی سے پھر دھوئے مقام نجاست کو پانی سے ایک یا دو یا تین انگلیوں کے باطن کی جانب سے اگر ضرورت پڑ جائے (تین انگلیاں استعمال کرے ورنہ صرف دو پر اکتفا کرے) اور مرد اٹھائے اپنی درمیانی انگلی کو دونوں انگلیوں کے مقابلے میں استنجاء کرتے وقت پھر ذرا اوپر کو کرے اپنی بنصر کو اور اکتفا نہ کرے صرف ایک انگلی پر اور عورت چڑھا لے اپنی بنصر اور وسطیٰ کو ایک ساتھ شروع ہی میں (کہ ایک انگلی سے صفائی کرنے میں) لذت کے حاصل ہونے کا خوف ہے اور خوب مبالغہ کرے صفائی ستھرائی میں تا آں کہ بدبو ختم ہو جائے اور (خوب مبالغہ کرے) سرین کے ڈھیلا کرنے میں اگر روزہ دار نہ ہو پھر جب فارغ ہو جائے تو دھوئے اپنے ہاتھ کو دوبارہ اور خشک کر لے اپنی سرین کو کھڑے ہونے سے پہلے اگر روزہ دار ہو۔

مرد کس طرح استنجاء کرے؟

ڈھیلے سے استنجاء کرنے کا کوئی خاص طریقہ نہیں ہے بس اتنا دیکھے کہ نجاست ادھر ادھر پھیلنے پائے اور بدن خوب صاف ہو جائے اس کی ایک ترکیب صاحب کتاب بیان کرتے ہیں کہ اگر خصیتین ڈھیلے اور لٹکے ہوئے ہوں تو (گرمی کے موسم میں) اول حسب ضرورت دو یا تین ڈھیلوں سے جگہ کو صاف کرے، جس کا طریقہ یہ ہے کہ پہلا ڈھیلا آگے سے پیچھے کی طرف لیجائے، دوسرا پیچھے سے آگے کی طرف تیسرا آگے سے پیچھے کی طرف، اور اگر خصیتین لٹکے ہوئے نہ ہوں یعنی سردی کے موسم میں تو پھر اس کا برعکس کرے۔ پھر پانی سے اس ہاتھ کو دھولے اس کے بعد پانی سے دھونے کا طریقہ یہ ہے کہ ابتداء ہی وسطی انگلی کو دوسری انگلیوں پر تھوڑی چڑھا لے اور جب معمولی دھو چکے تو اب اپنی بنصر کو بھی چڑھا لے اور اگر ضرورت ہو تو اس کے بعد خنصر اور پھر سبابہ کو بھی لگائے اور جگہ کو خوب صاف کرے اور صرف ایک انگلی سے طہارت نہ کرے۔

☆☆☆

عورت کس طرح استنجاء کرے؟

عورت استنجاء کرنے میں پر معلوم ہوں: آگے سے پیچھے کی طرف کو ہاتھ لے جائے کیونکہ اگر پیچھے سے آگے کو ہاتھ لائے گی تو فرج کے نجاست میں ملوث ہونے کا خطرہ ہے اور جب پانی سے طہارت کرنے لگے تو شروع ہی میں دو انگلیوں کو اوپر کی جانب اٹھالے کہ ایک انگلی سے صاف کرنے میں حصول لذت کا اندیشہ ہے، اس کے بعد فرماتے ہیں کہ استنجاء کرنے والا پانی سے اس طرح صاف کرے کہ نجاست کی بو بالکل ختم ہو جائے اور طہارت کرتے وقت سرین کو ڈھیلا کرے تاکہ طہارت اچھی طرح حاصل ہو جائے مگر یہ جب ہے کہ روزہ سے نہ ہو اور اگر روزہ ہو تو ایسا نہ کرے، استنجاء سے فارغ ہونے کے بعد ہاتھ دھو لے۔

نوٹ: تشریح میں انگلیوں کا تذکرہ آیا ہے اس لئے مناسب ہے کہ یہ جان لیا جائے کہ کس انگلی کو عربی میں کیا کہتے ہیں، چنانچہ انگوٹھے کو ابہام، شہادت کی انگلی کو سبابہ، اس کے برابر والی انگلی کو وسطی، اور اس کے برابر والی کو بنصر، اور سب سے چھوٹی انگلی کو خنصر کہتے ہیں۔

﴿۳۰﴾ **فصل (فیما یجوز به الاستنجاء وما یکره وما یکره فعله)** (فصل ان چیزوں کے بیان میں ہے جن سے استنجاء کرنا جائز ہے اور مکروہ ہے اور جن افعال کا کرنا مکروہ ہے)

لَا يَجُوْزُ كَشْفُ الْعَوْرَةِ لِلْاِسْتِنْجَاءِ .

ترجمہ جائز نہیں ہے شرمگاہ کھولنا استنجاء کرنے کے لئے۔

استنجے کے وقت پردہ ضروری ہے

چھوٹا بڑا استنجاء کرتے وقت پردہ کرنا ضروری ہے لوگوں کے سامنے شرمگاہ کھولنے سے بچنا چاہئے اور ادب کا تقاضہ یہ ہے کہ کھڑے کھڑے شرمگاہ نہ کھولے بلکہ جب بیٹھنے کے قریب ہو جائے تو شرمگاہ کھولے خاص طور پر وہ شخص جو کھلی جگہ میں قضاء حاجت کرے وہ بیٹھنے کے قریب ہو کر ہی شرمگاہ کھولے تاکہ وہ کھڑے ہوئے انسان کی نظر اس کی شرمگاہ پر نہ پڑے، شب عام طور پر قضاء حاجت کے لئے کچھ پردہ اختیار کرتے ہیں پس اگر آدمی بیٹھنے کے قریب ہو کر شرمگاہ کھولے گا تو اس کا ستر لوگوں کی نظروں سے محفوظ رہے گا، اسی طرح ضرورت سے فارغ ہو کر کھڑے ہونے سے پہلے ستر چھپالے، اس عمل کو نامناسب نہ سمجھیں کہ یہ علامت ہے کہ حیا شریعت میں مطلوب ہے۔

﴿۳۱﴾ وَاِنْ تَجَاوَزَتِ النَّجَاسَةُ مَخْرَجَهَا وَزَادَ الْمُتَجَاوِزُ عَلٰى قَدْرِ الدِّرْهَمِ لَا تَصِحُّ مَعَهُ الصَّلٰوةُ اِذَا وَجَدَ مَا يُزِيْلُهُ .

ترجمہ اور اگر باوجود آگے نکل جائے نجاست مخرج سے اور زائد ہو تجاوز کرنے والی نجاست ایک درہم کی مقدار پر تو صحیح نہیں ہے اس کے ساتھ نماز جب کہ پالے وہ چیز کہ جس سے اس کو زائل کر سکے۔

کتنی ناپاکی معاف ہے

امام اعظمؒ کے نزدیک درہم سے کم ناپاکی معاف ہے اس کی طہارت کے لئے ڈھیلے پر اکتفاء کرنا جائز ہے اس کی نماز بلا کراہت درست ہو جائے گی اور اگر بقدر درہم ہو تو اس کو دھونا چاہئے ورنہ نماز مکروہ تحریمی ہوگی اور درہم سے زائد ہو تو دھونا فرض ہے بغیر دھوئے نماز پڑھے گا تو نماز نہیں ہوگی۔

مانع بلعہ: اس سے مراد ہر وہ پاک چیز ہے جو نجاست کو صاف کر دے اور وہ قابل احترام نہ ہو جیسے مٹی کا ڈھیلا، پرانا کپڑا اور استنجے کا کاغذ وغیرہ۔ سنے اور کارآمد کپڑے سے استنجاء کرنا مکروہ ہے، اسی طرح لکھنے کے کاغذ سے بھی مکروہ ہے۔

﴿۳۲﴾ وَيَحْتَالُ لِإِزَالَتِهِ مِنْ غَيْرِ كَشْفِ الْعَوْرَةِ عِنْدَ مَنْ يَرَاهُ.

یحتال فعل مضارع معروف باب افتعال سے مصدر احتیالاً تدبیر اور ترکیب اختیار کرنا۔

ترجمہ اور تدبیر کرے نجاست کو زائل کرنے کے لئے شرمگاہ کو کھولے بغیر کسی شخص کے دیکھنے کے وقت۔

استنجے کے وقت ستر عورت کا ایک حیلہ

اگر کسی آدمی کو ایسی صورت پیش آگئی کہ اس کو استنجاء کرنا ہے اور کوئی شخص قریب ہی میں دیکھ رہا ہے تو اس شخص سے کہہ دے کہ وہ آنکھ بند کرلے اگر وہ انکار کرے تو اب یہ تدبیر ہے تقلیل نجاست کرے کہ کپڑے کے اندر ہی سے ڈھیلے وغیرہ سے صاف کرلے پانی کا استعمال نہ کرے۔ متن میں عند من یراہ سے مراد اجنبی مرد و عورتیں ہیں البتہ اگر اپنی بیوی ہو تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔

﴿۳۳﴾ وَيُكْرَهُ الْاِسْتِنْجَاءُ بِعَظْمٍ وَطَعَامٍ لِآدَمِيٍّ أَوْ بَهِيمَةٍ وَآجُرٍّ وَخَزَفٍ وَفَحْمٍ وَزُجَاجٍ وَجِصٍّ وَشَيْءٍ مُحْتَرَمٍ كَخِرْقَةِ دِيبَاجٍ وَقُطْنٍ وَبِالْيَدِ الْيُمْنَى إِلَّا مِنْ عُذْرٍ.

عظم ہڈی جمع عظام۔ **بہیمۃ** چوپایہ جنگلی و تری کا ہو اور درندوں اور پرندوں کے علاوہ ہو جمع بہائم۔ **خزف** ٹھیکرا، پکی ہوئی مٹی۔ **فحم** کوئلہ جمع فحوم۔ **زجاج** کانچ، شیشہ۔ **جص** چونا۔ **دیباج** جمع دبابیج خالص ریشمی کپڑا۔ **قطن** کپاس، روئی اس کے ایک ٹکڑے کو قطنۃ کہتے ہیں یہ اسم جنس ہے جمع اقطان آتی ہے۔

ترجمہ اور مکروہ ہے استنجاء کرنا ہڈی سے کھانے سے (خواہ) آدمی کا ہو یا جانور کا پکی اینٹ سے ٹھیکری سے کوئلے سے شیشہ سے چونے سے اور قابل احترام چیز سے جیسے ریشم کا کپڑا اور روئی اور (مکروہ ہے استنجاء کرنا) داہنے

ہاتھ سے مگر کسی عذر سے (اگر کوئی عذر ہو تو داہنے ہاتھ سے استنجاء کر سکتا ہے)

ہڈی اور گوبر سے استنجے کا حکم

اس عبارت میں صاحب کتاب نے ان چیزوں کو بیان کیا ہے جن سے استنجاء کرنا مکروہ ہے چنانچہ فرمایا کہ ہڈی اور نجاست جیسے گوبر لید وغیرہ اور کوئلہ شیشہ کنکر پکی اینٹ کھانے کی چیز یہ لکھنے کا کاغذ چونہ اور ہر قابل احترام چیز جیسے ریشم کا کپڑا روئی اور داہنا ہاتھ ان سب چیزوں سے چھوٹا بڑا استنجاء کرنا مکروہ ہے۔

اختیاری مطالعہ

داہنے ہاتھ سے استنجاء کرنے کی جو کراہت ماقبل میں آئی ہے یہ حکم استنجے ہی کے ساتھ خاص نہیں ہے بلکہ عام ہے کسی بھی وقت دایاں ہاتھ شرمگاہ کو نہیں لگانا چاہئے ضرورت پیش آئے تو بایاں ہاتھ استعمال کرے اور یہ محاسن اخلاق کی تعلیم ہے تمام اچھے کام جیسے کھانا پینا قرآن یا کتاب پکڑنا سب کے لئے دایاں ہاتھ استعمال کرنا چاہئے اور تمام حقیر کام جیسے بغل یا زیر ناف کو کھجانا، ناک یا کان میں انگلی ڈالنا، ناک صاف کرنا اور چھوٹا یا بڑا استنجاء کرنا، ایسے کاموں کے لئے بایاں ہاتھ استعمال کرنا چاہئے اور یہ شریعت اسلامیہ کی خوبی ہے کہ اس نے ایسی اچھی باتوں کی تعلیم دی ہے، عقل انسانی کی رسائی ان تمام باتوں تک نہیں ہے۔ (تحفۃ الالمعی: ۱/۲۲۰)

﴿۴۳﴾ وَيَدْخُلُ الخَلَاءَ بِرِجْلِهِ اليُسْرىٰ وَيَسْتَعِيذُ بِاللّٰهِ مِنَ الشَّيْطٰنِ الرَّجِيْمِ قَبْلَ دُخُوْلِهِ وَيَجْلِسُ مُعْتَمِدًا عَلىٰ يَسَارِهٖ وَلَا يَتَكَلَّمُ اِلَّا لِضَرُوْرَةٍ.

ترجمہ: اور داخل ہو بیت الخلاء میں اپنے بائیں پیر سے اور پناہ مانگے اللہ کی شیطان مردود سے اس میں داخل ہونے سے پہلے اور بیٹھے سہارا لگا کر اپنی بائیں جانب پر اور گفتگو نہ کرے مگر کسی ضرورت کی وجہ سے۔

آداب استنجاء

قضاء حاجت کے وقت چند باتوں کا لحاظ رکھنا چاہئے: (۱) استنجے کی جگہ میں سر ڈھک کر جانا چاہئے۔ (۲) بیت الخلاء میں داخلہ سے پہلے یہ دعا پڑھے: اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اَعُوْذُبِكَ مِنَ الْخُبُثِ وَالْخَبَائِثِ الخبث کی ب پر ضمہ اور جزم دونوں جائز ہے ضمہ کی صورت میں خبیث کی جمع ہے اور مراد مذکر شیاطین ہیں اور خبائث سے مؤنث شیاطین ہیں، اب ترجمہ یہ ہوگا: اے اللہ! میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں مذکر و مؤنث شریر جنات سے، اور جزم کی صورت میں اس کے معنی ہیں گندگی و ناپاکی، اب دعا کا ترجمہ ہوگا: اے اللہ میں آپ کی پناہ چاہتا ہوں گندگی سے اور شریر مذکر و مؤنث جنات سے، اس صورت میں مذکر شیاطین مؤنث شیاطین کے تابع ہوں گے۔ (۳) بیت الخلاء میں جاتے وقت پہلے بایاں قدم اندر رکھے۔ (۴) بائیں جانب سہارا لگا کر بیٹھے کیوں کہ اس طرح بیٹھنے سے نکلنے والی چیز سہولت و آسانی سے خارج ہو جاتی

ہے۔(۵) بلاضرورت گفتگو کرے۔

﴿۳۵﴾ وَيُكْرَهُ تَحْرِيمًا اسْتِقْبَالُ الْقِبْلَةِ وَاسْتِدْبَارُهَا وَلَوْ فِي الْبُنْيَانِ وَاسْتِقْبَالُ عَيْنِ الشَّمْسِ وَالْقَمَرِ وَمَهَبِّ الرِّيحِ وَيُكْرَهُ أَنْ يَبُولَ أَوْ يَتَغَوَّطَ فِي الْمَاءِ وَالظِّلِّ وَالْجُحْرِ وَالطَّرِيقِ وَتَحْتَ شَجَرَةٍ مُثْمِرَةٍ وَالْبَوْلُ قَائِمًا إِلَّا مِنْ عُذْرٍ۔

البُنیان عمارت یعنی بنی بناءً وبنایۃً باب (ض) تعمیر کرنا عمارت کھڑی کرنا، بنانا۔ مَهَب ہوا چلنے کی جگہ ہوا کی سمت۔ قعد فی مهب الریح وہ ہوا کی گزرگاہ میں بیٹھا جمع مَهَابُّ یتغوط فعل مضارع باب تفعل سے مصدر تَغَوُّطًا پاخانہ کرنا۔ ظِلّ جمع اظلال سایہ۔ جُحر جمع احجار بل وہ جگہ جس میں زمین کے کیڑے مکوڑے رہتے ہوں۔

ترجمہ اور مکروہ تحریمی ہے (استنجاء کرتے وقت) قبلہ کی جانب رخ کرنا اور اس کی جانب پشت کرنا اگرچہ آبادی کے اندر ہی کیوں نہ ہو اور رخ کرنا سورج اور چاند کی ٹکیہ کی جانب اور جس جانب سے ہوا چل رہی ہے اور مکروہ ہے پیشاب پاخانہ کرنا، پانی اور سایہ اور سوراخ اور راستہ میں پھلدار درخت کے نیچے اور کھڑے کھڑے پیشاب کرنا مگر عذر کی وجہ سے۔

مکروہاتِ استنجاء

(۱) استنجاء کرتے وقت قبلہ کی جانب منھ کرنا یا پشت کرنا مکروہ تحریمی ہے، خواہ کھلی جگہ ہو یا عمارت دونوں جگہ مکروہ تحریمی ہے، کیوں کہ حدیث میں اس کی ممانعت آئی ہے اور اگر کسی جگہ قبلہ رخ قدمچے بنے ہوئے ہوں اور مجبوری ہو تو جہاں تک ممکن ہو رخ پھیر کر بیٹھنا چاہئے حتی کہ بچہ کو بھی قبلہ رخ کر کے پیشاب پاخانہ نہیں کرانا چاہئے۔(۲) اسی طرح چاند سورج کے سامنے ہو کر استنجاء کرنا مکروہ ہے۔(۳) ہوا کے رخ پر استنجاء کرنا، کیوں کہ جب ہوا کے رخ پر استنجاء کرے گا تو وہ نجاست اس پر لوٹ کر آئے گی جو کہ ناپاک کر دے گی۔(۴) جاری یا ٹھہرے ہوئے پانی میں یا کسی جانور کے بل یا سوراخ میں پیشاب یا پاخانہ کرنا۔(۵) جس سایہ کی جگہ میں لوگ بیٹھتے ہوں وہاں غلاظت کرنا۔(۶) عام راستہ میں قضاء حاجت کرنا۔(۷) پھل دار درخت کے نیچے گندگی پھیلانا۔(۸) کھڑے ہو کر بلا عذر پیشاب کرنا اگر کسی ضرورت اور مجبوری سے ایسا کرے تو جائز ہے۔(عالمگیری: ۱/۵۰، مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۲۹)

﴿۳۶﴾ وَيَخْرُجُ مِنَ الْخَلَاءِ بِرِجْلِهِ الْيُمْنَى ثُمَّ يَقُولُ الْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِي أَذْهَبَ عَنِّي الْأَذَى وَعَافَانِي۔

اَذیٰ یعنی وہ فضلات کہ جن کے رکنے سے انسان بیمار ہو جائے ان کو نکال دیا۔ عافانی (مفاعلۃ) فعل ماضی کا واحد مذکر غائب بمعنی امراض و آفات سے محفوظ رکھنا، یعنی غذا کا وہ خاص جز کہ اگر وہ سارا نکل جاتا یا سارا رک جاتا تو

ہلاکت کا پورا خطرہ تھا۔ (مراقی الفلاح: ۳۱)

ترجمہ: اور نکلے بیت الخلاء سے اپنے داہنے پیر کے ذریعہ پھر کہے تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے مخصوص ہیں کہ جس نے دور کر دی مجھ سے تکلیف دینے والی چیز اور عافیت عطا فرمائی مجھ کو۔

تشریح: مصنفؒ فرماتے ہیں کہ بیت الخلاء سے نکلتے وقت پہلے دایاں قدم باہر نکالے اور نکلنے کے بعد یہ دعا پڑھے جو متن میں مذکور ہے۔

اختیاری مطالعہ

مسئلہ: بیت الخلاء جاتے وقت اور نکلتے وقت حدیثوں میں جو دعائیں آئی ہیں وہ باہر پڑھ کر بیت الخلاء میں جانا چاہئے اور بعد کی دعا باہر نکل کر پڑھنی چاہئے اور جنگل میں قضاء حاجت کے لئے جائے تو ستر کھولنے سے پہلے اور ستر ڈھانکنے کے بعد پڑھنی چاہئیں اور اگر کوئی شخص باہر دعا پڑھنا بھول جائے اور اندر جانے کے بعد یاد آئے تو اگر بیت الخلاء صاف ستھرا ہے جیسے فلیش جہاں بالفعل گندگی نہیں ہوتی تو وہ جنگل کے حکم میں ہے ستر کھولنے سے پہلے دعا پڑھ سکتا ہے اور بعد کی دعا باہر نکل کر پڑھنی چاہئے کیوں کہ استنجے کے بعد بیت الخلاء میں بدبو ہوگی اور اگر بیت الخلاء میں بالفعل گندگی ہو یا صفائی نہ ہونے کی وجہ سے بدبو ہو تو دعا دل میں پڑھے زبان سے نہ پڑھے کیوں کہ گندگی کے قریب اللہ کا ذکر کرنا مکروہ ہے یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ استنجے کی جو دعائیں حدیثوں میں آئی ہیں وہ چھوٹے بڑے دونوں استنجوں کے لئے عام ہیں، لوگ بڑے استنجے میں تو ان کا اہتمام کرتے ہیں مگر چھوٹے استنجے کے وقت ان دعاؤں کا اہتمام نہیں کرتے، یہ ٹھیک نہیں، ستر چھوٹے استنجے میں بھی کھلتا ہے اور اللہ کے ذکر سے رکنا بھی ہے، اس وجہ سے دونوں جگہ دھیان رکھنا چاہئے، اللہ عمل کی توفیق عطا فرمائے، آمین۔

فصل فی الوضوء

یہ فصل ہے وضو کے (احکام کے) بیان میں

صاحب کتاب استنجاء اور اس کے احکام سے فراغت کے بعد وضو اور اس کے متعلقات کو بیان فرمارہے ہیں۔

﴿۴۷﴾ أَرْكَانُ الْوُضُوْءِ أَرْبَعَةٌ وَهِيَ فَرَائِضُهُ الْأَوَّلُ غَسْلُ الْوَجْهِ وَحَدُّهُ طُوْلًا مِنْ مَبْدَإِ سَطْحِ الْجَبْهَةِ إِلَى أَسْفَلِ الذَّقَنِ وَحَدُّهُ عَرْضًا مَا بَيْنَ شَحْمَتَيِ الْأُذُنَيْنِ وَالثَّانِيْ غَسْلُ يَدَيْهِ مَعَ مِرْفَقَيْهِ وَالثَّالِثُ غَسْلُ رِجْلَيْهِ مَعَ كَعْبَيْهِ وَالرَّابِعُ مَسْحُ رُبُعِ رَأْسِهِ.

وضوء واؤ کے ضمہ کے ساتھ وضاءۃ سے ماخوذ ہے جس کے معنی مطلقاً نظافت و پاکیزگی کے ہیں اور واؤ کے فتحہ کے ساتھ وہ چیز جس کے ذریعہ پاکیزگی حاصل کی جائے اور شریعت میں وضو کہتے ہیں مخصوص طریقہ سے اعضاء ثلاثہ کو دھونا

اور سر کا مسح کرنا۔ غسل غین کے فتح کے ساتھ کسی چیز پر پانی ڈال کر میل کچیل صاف کرنا۔ سطح جمع سطوح ہر چیز کا ظاہری پہلو، اوپر کا حصہ۔ جبہۃ جمع جباہ پیشانی۔ ذقن جمع اذقان ٹھوڑی۔ شحمتی تثنیہ ہے اس کا واحد شحمۃ آتا ہے اس کے معنی چربی کا ٹکڑا اس کی نسبت اذن کی طرف کی جائے تو اس کے معنی کان کی لو کے آتے ہیں۔ مرفقیہ میم کے کسرہ اور فاء کے فتحہ کے ساتھ مرفق کا تثنیہ ہے، کہنی جمع مرافق۔ کعبیہ کعب کا تثنیہ ہے دونوں پیروں میں ابھری ہوئی ہڈی یعنی ٹخنے جمع کعوب و کعاب۔ حدہ حد کا مرجع الوجہ ہے اور عرض عین کے فتح کے ساتھ طول کا متقابل ہے۔

ترجمہ وضو کے ارکان چار ہیں اور یہی وضو کے فرائض ہیں: اول چہرہ دھونا اور اس کی حد لمبائی کے لحاظ سے پیشانی کی ابتداء سطح سے (بالوں کے اگنے کی جگہ) ٹھوڑی کے نیچے تک اور اس کی حد چوڑائی کے لحاظ سے دونوں کانوں کی لو کے درمیان، اور دوسرا فرض دونوں ہاتھوں کا دھونا کہنیوں سمیت اور تیسرا فرض اپنے دونوں پیروں کا دھونا ٹخنوں سمیت اور چوتھا فرض اپنے چوتھائی سر کا مسح کرنا۔

تشریح ارکان رکن کی جمع ہے رکن اس جز کو کہتے ہیں جس سے مل کر کوئی چیز مکمل ہوتی ہے۔ فرائض فرض کی جمع ہے، فرض وہ حکم ہے جس میں کمی زیادتی کا احتمال نہ ہو اور ایسی قطعی دلیل سے ثابت ہو جس میں کسی طرح کا کوئی شک و شبہ نہ ہو، اولاً ارکان بول کر حیثیت ترکیبیہ کی طرف اشارہ کیا، بعد فرائض سے اس کی حقیقت شرعیہ کو بیان کیا۔ بہر حال اس عبارت میں وضو کے ارکان اور چہرہ کی حدود کو بیان کیا ہے۔ وضو میں چار فرض ہیں: (۱) پورا چہرہ دھونا۔ (۲) کہنیوں تک دونوں ہاتھوں کا دھونا۔ (۳) چوتھائی سر کا مسح کرنا۔ (۴) ٹخنوں تک پیروں کا دھونا۔

چہرہ کی حدود

لمبائی میں پیشانی کی ابتداء سے ٹھوڑی کے نچلے حصے یعنی نیچے کے جبڑے تک، (بشرطیکہ داڑھی گھنی نہ ہو) اور چوڑائی میں ایک کان کی لو سے دوسرے کان کی لو تک چہرہ کا دھونا وضو میں فرض ہے۔

اختیاری مطالعہ

آنکھ کے ظاہری حصہ کا دھونا فرض ہے (۱) آنکھ کے اندر پانی پہنچانا تو فرض نہیں لیکن آنکھ کے باہری حصہ میں اور پلکوں کو نیز آنکھ کے اس گوشہ کو جو ناک سے ملا ہوا ہے دھونا فرض ہے حتی کہ اگر آنکھ سے کیچڑ نکل کر آنکھ کے ظاہری گوشہ میں جم جائے تو اس کیچڑ کو ہٹا کر پانی پہنچانا ضروری ہوگا۔ (شامی مصری: ۱/۹۰، شامی دار الکتاب: ۱/۱۸۹، کتاب المسائل: ۱۳۳)

پانی کس حد تک بہانا فرض ہے؟

(۲) شرعاً دھونے کا مفہوم اس وقت تک متحقق نہ ہوگا جب تک کہ اعضاء ... دھوئے جانے والے عضو کو تر کرنے کے بعد اس سے دو

ترجمہ اور وضو کے فرض ہونے کی شرط عاقل بالغ اور مسلمان ہونا اور قادر ہونا بقدر کفایت پانی کے استعمال پر اور حدث کا پایا جانا حیض نفاس اور وقت کا تنگ نہ ہونا۔

شرائط وضو

اس عبارت میں وضو کے فرض ہونیکی شرطوں کا بیان ہے (۱) عاقل ہونا لہذا مجنون اور دیوانہ پر وضو فرض نہیں (۲) بالغ ہونا لہذا بچہ پر وضو فرض نہیں (۳) مسلمان ہونا لہذا کافر پر فرض نہیں ہے (۴) مکلف کا بقدر وضو پانی پر قادر ہونا یعنی اتنے پانی پر قادر ہونا کہ جس سے اعضاء وضو کو ایک ایک بار دھونا ممکن ہو، چناں چہ اگر پانی پر قادر تو ہو مگر وہ غیر مکلف ہے یا مکلف تو ہے مگر استعمال پر قدرت نہیں ہے یعنی بیمار ہے یا استعمال پر قادر بھی ہے مگر پانی ناپاک ہے یا پانی پاک بھی ہے مگر بقدر وضو نہیں ہے تو ان جملہ صورتوں میں اس شخص پر وضو فرض نہیں ہے۔ (۵) بے وضو ہونا لہذا اگر باوضو ہو تو پھر دوبارہ وضو ضروری نہیں ہے (۶) حیض اور نفاس سے پاک ہونا۔ (۷) وقت تنگ نہ ہونا لہذا اگر وقت تنگ ہو گیا تو پھر وضو فرض نہ رہے گی مثلاً ہر وہ نماز جس کے فوت ہو جانے پر قضاء نہ ہو جیسے نماز جنازہ اور عیدین اور وضو میں مشغول ہونے کی وجہ سے اس کے بالکل چھوٹ جانے کا خوف ہو تو جلدی سے تیمم کر کے ایسی نمازیں پڑھ سکتے ہیں۔

﴿۵۰﴾ وَشَرْطُ صِحَّتِهِ ثَلَاثَةٌ عُمُوْمُ الْبَشَرَةِ بِالْمَاءِ الطَّهُوْرِ وَانْقِطَاعُ مَا يُنَافِيْهِ مِنْ حَيْضٍ وَنِفَاسٍ وَحَدَثٍ وَزَوَالُ مَا يَمْنَعُ وُصُوْلَ الْمَاءِ إِلَى الْجَسَدِ كَشَمْعٍ وَشَحْمٍ.

عموم سب، تمام۔ البشرۃ کھال، ظاہری جلد ظاہری سطح جمع بشر۔ شمع موم جمع شموع۔ شحم چربی، چکنائی، گریس، مشین میں لگانے کا گاڑھا تیل جمع شحوم۔

ترجمہ اور وضو کے صحیح ہونے کی تین شرطیں ہیں تمام کھال پر پاک کرنے والے پانی کا عام ہونا (پہنچ جانا) اور ختم ہو جانا اس چیز کا جو وضو کے منافی ہے جیسے حیض نفاس حدث اور ختم ہو جانا اس چیز کا جو روکتی ہے پانی کے پہنچنے کو بدن تک جیسے موم اور چربی۔

شرائط صحت

اس عبارت میں وضو کے صحیح ہونیکی تین شرطیں ذکر کرتے ہیں۔ (۱) وضو میں جن اعضاء کا دھونا فرض ہے ان کو مکمل دھویا جائے اگر کوئی حصہ سوئی کی نوک کے بقدر بھی خشک رہ گیا تو وضو درست نہ ہوگا۔ (۲) جو چیزیں وضو صحیح ہونے کے منافی ہیں وہ ختم ہوں، وہ موجود رہیں گی تو وضو درست نہ ہوگا مثلاً کوئی عورت حیض و نفاس کی حالت میں ہو یا کوئی مرد حالت جنابت میں ہو (۳) جو چیزیں بدن تک پانی کے پہنچنے سے مانع ہوتی ہیں ان کے بدن پر لگے رہنے کی حالت میں وضو صحیح

نہ ہوگا جیسے نیل پالش یعنی وہ رنگین روغن جو عورتیں اپنے ناخن پر لگاتی ہیں، اس کے لگانے سے ناخنوں تک پانی نہیں پہنچتا لہٰذا وضو کرتے وقت اس کا چھڑانا ضروری ہے ورنہ پاکی حاصل نہ ہوگی اسی طرح ہونٹوں پر لگائی جانیوالی لپ اسٹک اگر تہ دار ہو تو وضو کے لئے اس کا بھی صاف کرنا ضروری ہے اسی طرح پینٹ، موم، چربی جو بدن میں پانی کے پہنچنے سے مانع ہوتے ہیں ان کے بدن پر لگے رہنے کی حالت میں غسل یا وضو صحیح نہ ہوگا۔ (کتاب المسائل: ۱۳۵، درمختار مع الشامی مصری: ۱/۱۴۳، زکریا: ۱/۲۸۹)

فصل (فی تمام احکام الوضوء)

﴿۵۱﴾ يَجِبُ غَسْلُ ظَاهِرِ اللِّحْيَةِ الْكَثَّةِ فِي أَصَحِّ مَا يُفْتٰى بِهٖ وَيَجِبُ إِيْصَالُ الْمَاءِ إِلٰى بَشَرَةِ اللِّحْيَةِ الْخَفِيْفَةِ وَلَا يَجِبُ إِيْصَالُ الْمَاءِ إِلَى الْمُسْتَرْسِلِ مِنَ الشَّعْرِ عَنْ دَائِرَةِ الْوَجْهِ.

اللحية الكثة گھنی داڑھی جمع لُحیٰ۔ **مسترسل** اسم فاعل، مصدر استرسال، بولا جاتا ہے استرسل الشعر بالوں کا سیدھا اور لٹکا ہوا ہونا۔ **دائرة** جمع دوائر۔ گھیرا، احاطہ۔

ترجمہ ضروری ہے گھنی داڑھی کے ظاہری حصہ کا دھونا اس اصح قول میں کہ جس پر فتویٰ دیا گیا ہے اور ضروری ہے پانی کا پہنچانا ہلکی داڑھی کی کھال تک اور ضروری نہیں ہے پانی کا پہنچانا ان بالوں تک جو لٹکے ہوئے ہوں چہرہ کے دائرہ سے۔

گھنی اور ہلکی داڑھی کا حکم

داڑھی دو طرح کی ہوتی ہے (۱) گھنی (۲) چھدری۔ (۱) اگر داڑھی کے بال اتنے گھنے ہوں کہ اندر کی کھال باہر سے دکھائی نہ دے تو وضو کیلئے اندر کھال تک پانی پہنچانا ضروری نہیں ہے بلکہ سامنے کے بالوں کا اوپر سے دھونا کافی ہے پھر اس میں تفصیل یہ ہے کہ داڑھی کے جو بال چہرہ کی محاذات میں آتے ہیں ان کا دھونا فرض ہے اور جو بال ٹھوڑی کے نیچے لٹک جاتے ہیں ان بالوں کا دھونا فرض نہیں بلکہ سنت ہے۔ (۲) اگر داڑھی چھدری یعنی ہلکی ہو اور بالوں کے نیچے کی کھال نظر آتی ہو تو اس صورت میں اندر کی کھال کا دھونا ضروری ہے۔

نوٹ: عبارت میں ما یفتی بہ کہکر یہ بتادیا کہ دوسرا قول بھی ہے اور وہ یہ ہے کہ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ ایک تہائی یا ایک چوتھائی یا پوری داڑھی کا دھونا یا مسح کرنا فرض ہے۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۴۴)

﴿۵۲﴾ وَلَا إِلٰى مَا انْكَتَمَ مِنَ الشَّفَتَيْنِ عِنْدَ الْانْضِمَامِ.

انكتم فعل ماضی معروف باب افتعال (م) انکتام چھپنا۔

ترجمہ اور نہ (پانی پہنچانا واجب نہیں) اس حصہ میں جو منصب ہونٹوں کا چھپ جائے منھ بند کرنے کے وقت

ہونٹ کے ظاہری حصہ کو دھونا

منھ بند کرنے کے بعد ہونٹ کا جو حصہ ظاہر رہ جاتا ہے اس کا دھونا فرض ہے اور جو چھپ جائے اس کا دھونا فرض نہیں ہے۔ (مراقی الفلاح: ۳۵، کتاب المسائل: ۱۳۳)

﴿۵۳﴾ ولو انضمت الاصابع او طال الظفر فغطى الانملة او كان فيه ما يمنع الماء كعجين وجب غسل ما تحته.

الانملۃ سر انگشت بعض کے نزدیک انگلی کا اوپر کا پورا جمع انامل۔ الظفر جمع اظفار وجمع الجمع اظافیر۔ غطّى تغطية چھپانا۔ العجين گندھا ہوا آٹا جمع عُجُن۔

ترجمہ اور اگر مل گئیں انگلیاں یا لمبا ہوگیا ناخن کہ چھپالیا اس نے پوروں کو یا ہو اس میں کوئی ایسی چیز جو روک دے پانی کے پہنچنے کو جیسے آٹا تو ضروری ہے اس چیز کے نیچے سے دھونا۔

انگلیوں میں خلال

اگر کسی شخص کی انگلیاں ایسی ملی ہوئی ہوں کہ خود سے پانی نہیں پہنچ سکتا تو اس وقت ان کو جدا کر کے خلال کرنا ضروری ہوگا اسی طریقہ سے اگر ناخن اتنے بڑھے ہوئے ہوں کہ انگلیوں کا سرا ان کے اندر چھپ جائے تو جب تک انگلیوں کے سرے تک پانی نہ پہنچایا جائے وضو درست نہ ہوگا یا ایسی کوئی چیز لگی ہوئی ہو جو بدن میں پانی کے نفوذ (پہنچنے) سے مانع ہو تو اس کا صاف کرنا اور ناخنوں کو پانی سے تر کرنا ضروری ہے جیسے عورتیں جب آٹا گوندھتی ہیں تو آٹا ان کے ناخنوں میں لگ جاتا ہے تو اس صورت میں آٹے کو صاف کر کے ناخنوں تک پانی کا پہنچانا ضروری ہے۔
(مراقی الفلاح: ۳۵)

اختیاری مطالعہ

دوات کی سیاہی کا حکم: ووٹ دیتے وقت علامت کے طور پر انگلی پر جو روشنائی لگائی جاتی ہے جس کا اثر کئی دنوں تک رہتا ہے وہ چونکہ جسم دار نہیں ہوتی اس لئے اس کے لگے رہنے کی حالت میں وضو اور غسل درست ہے۔ (درمختار مع الشامی مصری: ۱/۱۰۳، شامی زکریا: ۱/۲۸۷، کتاب المسائل: ۱۳۵)

﴿۵۴﴾ ولا يمنع الدرن وخرء البراغيث ونحوها.

الدرن میل کچیل باب سمع۔ خرءٌ جمع خروء۔ براغیث واحد برغوث بمعنی پسو۔

ترجمہ اور نہیں روکتا ہے (یعنی پانی کے نفوذ کو) میل کچیل اور پسو کی بیٹ اور اس کے مانند (دوسری چیزوں)

کی ہے)

تشریح: اگر ہاتھوں میں میل کچیل یا مٹی گچ وغیرہ کی ریت لگی ہوئی ہو اور وضو کے بعد بھی یہ چیزیں صاف نہ ہوں تو وضو درست ہو جائیگا کیونکہ یہ چیزیں پانی کے پہنچنے سے مانع نہیں سمجھی جائیں گی اور یہ حکم عام ہے خواہ دیہاتی ہو یا شہری ہو سب کا وضو اور غسل درست ہے اسی طرح ناخن کے اندر جم جانے والے فطری میل کچیل کی وجہ سے ناخنوں کی جڑوں میں اگر براہ راست پانی نہ پہنچے تب بھی وضو درست ہو جاتا ہے۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۳۵)

﴿۵۵﴾ ویجب تحریک الخاتم الضیق.

ترجمہ: اور ضروری ہے تنگ انگوٹھی کو حرکت دینا۔

تنگ انگوٹھی وغیرہ کو ہلانا

اگر کسی شخص نے تنگ انگوٹھی پہن رکھی ہو تو وضو میں اس کو ہلانا ضروری ہے تاکہ اندر تک پانی پہنچ جائے اسی طرح اگر عورت نے تنگ چھلا یا لونگ وغیرہ پہن رکھی ہو تو غسل کرتے وقت اس کو حرکت دینا ضروری ہے تاکہ اندر تک پانی پہنچ جائے اور اگر انگوٹھی وغیرہ ڈھیلا ہو تو اس کو حرکت دینا مستحب ہے ضروری نہیں ہے۔ (کتاب المسائل: ۱۳۸، مراقی الفلاح: ۳۵، درمختار مع رد المحتار: ۱/۲۱۵)

﴿۵۶﴾ وَلَوْ ضَرَّهُ غَسْلُ شُقُوْقٍ رِجْلَيْهِ جَازَ إِمْرَارُ الْمَاءِ عَلَى الدَّوَاءِ الَّذِي وَضَعَهُ فِيْهَا.

ضَرَّ ماضی مصدر ضرًا نقصان دینا۔ شُقُوْق واحد شق بیماری یا سردی کی وجہ سے ہاتھ پیر یا کھال کی پھٹن۔ امرار باب افعال کا مصدر ہے گزارنا بہانا۔ ظفر ناخن جمع اظفار جمع الجمع اظافیر۔ شارب مونچھ شاربان مونچھ کے دونوں کنارے جمع شوارب۔

ترجمہ: اور اگر نقصان دیتا ہو اس کو اپنے پیروں کی پھٹن کا دھونا تو جائز ہے پانی کا بہادینا اس دوا پر جس کو رکھا ہوا س پھٹن میں۔

دوا کے اوپر سے وضو

زخم پر دوا یا چونا لگایا تھا زخم اچھا ہونے کے بعد دوا یا چونا زخم سے ایسا چپک گیا کہ بلا مشقت اس کا چھڑانا دشوار ہے یا سردی سے ہاتھ پیر اس میں پڑ جانے والے شگاف (وہ پھٹن جو سردی یا خشکی کی وجہ سے پاؤں کی ایڑی میں ہو جاتی ہے اور تکلیف دیتی ہے ہمارے عرف میں انہیں بوائی کہتے ہیں) میں دوا بھردی اور اب اسے نکالنا باعث تکلیف ہے تو ان

صورتوں میں دوا کے اوپر سے پانی بہا دینا کافی ہے زخم کریدنے کی ضرورت نہیں ہے۔ (طحطاوی: ۲۵، حیدادالا حکام: ۱/۲۲۵، کتاب المسائل: ۱۴۴)

﴿۵۷﴾ وَلَا يُعَادُ الْمَسْحُ وَلَا الْغَسْلُ عَلَى مَوْضِعِ الشَّعْرِ بَعْدَ حَلْقِهِ وَلَا الْغَسْلُ بِقَصِّ ظُفُرِهِ وَشَارِبِهِ۔

ترجمہ: اور اعادہ نہ کیا جائے مسح کا اور دھونے کا بالوں کی جگہ پر اس کے مونڈ ڈالنے کے بعد اور نہ (اعادہ کیا جائے) غسل کا اپنے ناخن اور اپنی مونچھ کاٹنے کے بعد۔

تشریح: وضو یا غسل کے بعد کسی نے ناخن کاٹ لئے یا سر کے بال اتروا لئے تو دوبارہ وضو اور غسل کرنا ضروری نہیں نہ ہی سر کا دوبارہ مسح کرنا ضروری ہے۔ (مراقی الفلاح: ۳۵)

فصل فی سنن الوضوء

﴿۵۸﴾ يُسَنُّ فِي الْوُضُوءِ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ شَيْئًا غَسْلُ الْيَدَيْنِ إِلَى الرُّسْغَيْنِ۔

ثمانیة عشر غالباً متعلمین کی سہولت کے لئے فرمایا ہے حصر مقصود نہیں ہے۔ الرسغین یہ رُسغ کا تثنیہ ہے اور حالت جری میں ہے جمع اَرْسُغ و اَرْسَاغ معنا ہتھیلی اور بازو کے درمیان کا جوڑ۔

ترجمہ: سنت ہیں وضو میں اٹھارہ چیزیں (۱) دھونا دونوں ہاتھوں کا گٹوں تک۔

تشریح: یہاں سے وضو کی سنتوں اور مستحبات کو بیان کر رہے ہیں چنانچہ فرمایا کہ ابتداء ہی میں اپنے ہاتھوں کا گٹوں تک دھونا سنت ہے اور بعض علماء نے اس حکم کو استیقاظ کی قید سے مقید کیا ہے یعنی جب متوضی سو کر اٹھے تو پہلے اپنے ہاتھ دھوئے صاحب کتاب مطلقاً اسے سنت قرار دے رہے ہیں اس میں بیداری و عدم بیداری کی کوئی قید نہیں یہی صحیح بھی ہے۔

اختیاری مطالعہ

اگر ہاتھ کے ناپاک ہونے کا یقین یا ظن غالب ہو تو پانی میں ڈالنے سے پہلے ہاتھوں کا دھونا فرض ہے بغیر دھوئے پانی میں ڈالے گا تو پانی ناپاک ہو جائے گا اور اگر ناپاکی کا صرف احتمال ہو تو ہاتھوں کا دھونا سنت مؤکدہ ہے اگر دھوئے بغیر پانی میں ہاتھ ڈالے گا تو پانی ناپاک نہیں ہوگا اور اگر ہاتھ یقیناً پاک ہوں تب بھی دھو کر پانی میں ڈالنا مستحب ہے اب یہ حکم صرف باب نظافت سے ہوگا۔

﴿۵۹﴾ وَالتَّسْمِيَةُ ابْتِدَاءً۔

ترجمہ اور بسم اللہ پڑھنا شروع میں۔

تشریح وضو کے شروع میں اللہ تعالیٰ کا نام لینا مطلقاً مسنون ہے اور بعض احادیث شریفہ میں اس موقع پر درج ذیل الفاظ کی فضیلت وارد ہے۔ (بسم اللّٰہ والحمد للّٰہ) اس لئے ان کلمات کا اہتمام کرنا بہتر ہے۔ (طبرانی صغیر: ۱/۱۳۶، حدیث ۱۹۶)

اختیاری مطالعہ

اگر شروع میں بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو کیا کرے؟

اگر کوئی شخص وضو کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا بھول جائے تو بہتر یہ ہے کہ جب یاد آئے تو بسم اللہ اولہ وآخرہ پڑھے۔ (شامی مصری: ۱/۱۰۲، شامی دارالکتاب: ۱/۲۰۵، کتاب المسائل: ۱۳۰)

اٹیچ باتھ روم میں بسم اللہ

اٹیچ باتھ روم میں اگر نجاست سامنے نہ ہو تو وضو کرتے وقت زبان سے بھی بسم اللہ پڑھ سکتے ہیں لیکن اگر نجاست ظاہر ہو تو زبان سے بسم اللہ نہ پڑھیں بلکہ دل میں پڑھ لیں اسی طرح ستر کھلے ہوئے ہونے کی حالت میں زبان سے بسم اللہ پڑھنا منع ہے۔ (تحفۃ الالمعی: ۱/۲۰۲، کتاب المسائل: ۱۳۰، درمختار مع الشامی مصری: ۱/۱۰۱، زکریا: ۱/۲۲۲)

﴿۱۰﴾ وَالسِّوَاكُ فِي ابْتِدَائِهِ وَلَوْ بِالْاِصْبَعِ عِنْدَ فَقْدِهِ.

مسواک کسی کے ذریعے کے ساتھ دانت صاف کرنے کی لکڑی۔

ترجمہ اور مسواک کرنا اس کے شروع میں اگرچہ انگلی کے ذریعہ ہی ہو اس کے نہ ہونے کے وقت۔

تشریح صحیح حدیث سے یہ بات ثابت ہے کہ جو نماز مسواک کر کے پڑھی جائے وہ بغیر مسواک والی نماز سے ستر گنا زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔

پیلو کی مسواک افضل ہے اس کے بعد زیتون کا درجہ ہے اور انار اور بانس کی مسواک سے فقہاء نے منع کیا ہے نیم کی مسواک میں بھی کوئی حرج نہیں بلکہ طبی اعتبار سے وہ مفید ہے اگر مسواک دستیاب نہ ہو سکے تو ضرور دائیں ہاتھ کی انگلی یا ٹوتھ برش دانتوں پر رگڑنے سے مسواک کا ثواب حاصل ہو جائے گا لیکن مسواک میسر ہونے کی صورت میں مذکورہ چیزوں سے سنت کا ثواب نہ ملے گا یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ جس طرح مردوں کیلئے مسواک کرنا مسنون ہے اسی طرح عورتوں کے لئے بھی مسواک کرنا سنت ہے تاہم اگر کسی عورت کے دانت طبعی نزاکت کی وجہ سے مسواک کے متحمل نہ ہوں اور وہ مسواک کی نیت سے کوئی ٹوتھ پاؤڈر یا منجن دانت کی صفائی کے لئے یا نرم برش استعمال کرے تو اسے انشاء اللہ مسواک کا ثواب حاصل ہو جائے گا۔ مسواک کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ مسواک دائیں ہاتھ سے اس طرح پکڑی جائے

کہ چھوٹی انگلی نیچے کے سرے پہ اور انگوٹھا اوپر کی جانب ہو اور بقیہ انگلیاں درمیان میں ہوں پھر منہ کی چوڑائی میں دانتوں پر مسواک پھیری جائے دائیں جانب سے ابتداء کریں اور تین مرتبہ پانی میں بھگو کر یہی عمل کریں۔ (کتاب المسائل: ۱۴۵-۱۴۶)

﴿۲۱﴾ وَالْمَضْمَضَةُ ثَلَاثًا وَلَوْ بِغَرْفَةٍ وَالْاِسْتِنْشَاقُ بِثَلَاثِ غَرَفَاتٍ.

المضمضة کلی کرنا۔ الاستنشاق مصدر ہے باب استفعال سے ناک میں پانی چڑھانا۔ الغرفة پانی وغیرہ کا چلو چلو بھر پانی، جمع غرفات

ترجمہ اور کلی کرنا تین مرتبہ اگرچہ ایک چلو سے ہی ہو اور ناک میں پانی چڑھانا تین چلو سے۔

تشریح مضمضہ کے معنی پانی کو پورے منہ میں پھرانا یعنی کلی کرنا اور استنشاق کے معنی پانی سونگھنا ناک میں پانی چڑھانا۔ افضل بلکہ مسنون طریقہ یہ ہے کہ دونوں کو علیحدہ علیحدہ نئے پانی سے کرنا۔

﴿۲۲﴾ وَالْمُبَالَغَةُ فِي الْمَضْمَضَةِ وَالْاِسْتِنْشَاقِ لِغَيْرِ الصَّائِمِ.

مبالغة باب مفاعلہ کا مصدر ہے پوری کوشش کرنا۔

ترجمہ اور مبالغہ کرنا کلی کرنے اور ناک کی صفائی میں غیر روزہ دار کے لئے (یہ سنت روزہ دار کے لئے نہیں ہے)

تشریح فرماتے ہیں کہ کلی کرنے اور ناک کی صفائی میں خوب مبالغہ کرے کہ پانی کو پورے منہ میں پھرائے اور ناک کا جو نرم حصہ ہے سانس کے ذریعہ پانی اوپر کھینچ کر وہاں تک صفائی ستھرائی کرے مگر یہ حکم غیر روزہ دار کے لئے ہے روزہ دار کو احتیاط سے یہ عمل انجام دینا چاہئے کہیں ایسا نہ ہو کہ غفلت میں پانی اندر چلا جائے۔

﴿۲۳﴾ وَتَخْلِيلُ اللِّحْيَةِ الْكَثَّةِ بِكَفٍّ مَاءٍ مِنْ اَسْفَلِهَا.

کف جمع کفوف والکف یعنی ہتھیلی انگلیوں سمیت یا ہاتھ کا اندرونی حصہ۔

ترجمہ اور گھنی داڑھی کا خلال کرنا پانی کی ہتھیلی سے اس کی نیچے کی جانب سے۔

تشریح داڑھی میں خلال کرنے کی مسنون صورت یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی کو گلے کی طرف کرکے تر انگلیوں کو ٹھوڑی کے نیچے سے داخل کر کے داڑھی کے درمیان سے اوپر کو نکال دیں۔ (کتاب المسائل: ۱۴۷، شامی دارالکتاب: ۱/۲۱۴)

﴿۲۴﴾ وَتَخْلِيلُ الْاَصَابِعِ.

ترجمہ اور تمام انگلیوں کا خلال کرے۔

تشریح: ہاتھ کی انگلیوں میں خلال کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک ہاتھ کی ہتھیلی دوسرے ہاتھ کی پشت پر رکھ کر انگلیاں ایک دوسرے میں ڈال دی جائیں جبکہ پیروں میں خلال کرنے کے لئے بائیں ہاتھ کی چھوٹی انگلی استعمال کریں اور بہتر یہ ہے کہ دائیں پیر کی چھوٹی انگلی سے خلال کی ابتداء کرکے بائیں پیر کی چھوٹی انگلی پر ختم کیا جائے۔ (درمختار مع الشامی دار الکتاب: ۱/۲۱۴، کتاب المسائل: ۱۲۳)

فائدہ: سخت سردی کے زمانہ میں چونکہ کھال سکڑ جاتی ہے اس لئے کہنیوں ایڑیوں وغیرہ کے خشک رہ جانے کا احتمال ہوتا ہے پس ان جگہوں کا خیال رکھنا چاہئے، سردیوں میں خلال کی تاکید اس کو بھی شامل ہے۔

{۱۵} وتثليث الغسل.

ترجمہ: اور دھونے کو تین مرتبہ کرنا۔

تشریح: اعضاء وضو کو تین تین مرتبہ دھونا سنت ہے بلاضرورت اس سے زائد مرتبہ نہیں دھونا چاہئے لیکن اگر شک ہو جائے کہ کتنی مرتبہ دھویا ہے تو اطمینان قلب کیلئے زائد دھونے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۴۰)

اختیاری مطالعہ

وسوسہ کا مریض شک پر عمل نہ کرے

جس شخص کو وہم کی بیماری ہو وہ بار بار اعضاء وضو کے دھونے کے بعد بھی اطمینان نہ ہوتا ہو اس پر لازم ہے کہ تین مرتبہ سے زیادہ ہرگز نہ دھوئے اور شک پر عمل نہ کرے ورنہ وسوسہ ڈالنے والا شیطان اسے کبھی چین سے نہ بیٹھنے دے گا اور اگر تین مرتبہ کے بعد پانی بہا رہے گا تو ایسا شخص گناہگار بھی ہوگا۔ (شامی مصری: ۱/۱۱۰، شامی دار الکتاب: ۱/۲۱۶)

{۱۶} واستيعاب الرأس بالمسح مرة.

ترجمہ: اور سر کو پورا لینا مسح کے ساتھ ایک مرتبہ۔

تشریح: حنفیہ کے نزدیک اگرچہ مسح کا فرض چوتھائی سر پر مسح کرنے سے ادا ہو جاتا ہے لیکن اہتمام کے ساتھ پورے سر کا ایک مرتبہ مسح کرنا سنت ہے اور اگر کوئی شخص اس سنت کی ادائیگی میں بلا عذر لاپرواہی برتے تو گناہگار ہوگا اور مسح کا صحیح طریقہ یہ ہے سارے ہاتھ کو سر کے اگلے حصہ پر رکھے اور سر کو گھیرتا ہوا پیچھے لیجائے پھر پیچھے سے آگے لے آئے اور شہادت کی انگلیوں سے کانوں کے اندر کا اور انگوٹھوں سے کانوں کے پچھلے حصہ کا مسح کرے اور بعض لوگوں نے جو یہ طریقہ لکھا ہے کہ مسح کرتے وقت انگلیوں اور ہتھیلیوں کو الگ رکھا جائے تاکہ مستعمل پانی نہ لگے تو محققین فقہاء کے نزدیک اس طریقہ کا التزام بے اصل ہے۔ (شامی مصری: ۱/۱۲۰، الطحطاوی: ۴۰، شامی دار الکتاب: ۱/۲۱۸، تحفۃ الالمعی: ۱/۲۵۷)

کتاب المسائل: ۱۴۳)۔

اختیاری مطالعہ

سر دھونے سے مسح کا حکم ساقط

اگر کوئی شخص وضو کرتے ہوئے سر پر مسح کرنے کے بجائے اسے دھو ڈالے تو ایسا کرنا مکروہ ہے لیکن یہ دھونا مسح کے قائم مقام ہو جائے گا اب الگ سے مسح کی ضرورت نہیں ہے۔ (المحیط البرہانی: ۱/۶۷، کتاب المسائل: ۱۴۳)

﴿۶۷﴾ وَمَسْحُ الْأُذُنَيْنِ وَلَوْ بِمَاءِ الرَّأْسِ۔

ترجمہ اور دونوں کانوں کا مسح کرنا اگرچہ سر کے پانی سے ہی ہو۔

تشریح کانوں کا حکم سر کے تابع ہے لہٰذا بہتر یہ ہے کہ جس پانی سے سر کا مسح کیا جائے اسی سے کانوں پر مسح کی سنت ادا کی جائے تاہم اگر کوئی شخص سر پر مسح کرنے کے بعد کانوں کیلئے الگ پانی لے تو بھی درست ہے، کانوں کا مسح بالاتفاق سنت ہے، لہٰذا اچھی طرح کانوں کا مسح کرنا چاہئے۔ (کتاب المسائل: ۱۴۳، مراقی الفلاح علی الشامی دارالکتاب: ۱۴۷)

اختیاری مطالعہ

حضرت کا پھایہ اگر کان کے گوشے میں رکھا ہے تو مسح کرتے وقت اس کو ہٹانا سنت ہے اور اگر کان کے سوراخ میں رکھا ہے تو ہٹانا مستحب ہے، شہادت کی انگلی کانوں کے سوراخ میں داخل کر کے پھر اس کو کانوں کے پیچوں میں چلا کر صفائی کرنی چاہئے اور انگوٹھے کانوں کی لوکی جڑ میں رکھ کر دبا کر اوپر تک لے جانے چاہئے تاکہ وہاں جو میل کچیل ہو وہ صاف ہو جائے، لوگ عام طور پر کانوں کے مسح میں برائے نام انگلیاں گھماتے ہیں یہ ٹھیک نہیں اس سے مسح کا مقصد پورا نہیں ہوتا۔ (تحفۃ الالمعی: ۱/۳۶۲)

﴿۶۸﴾ وَالدَّلْكُ وَالْوِلَاءُ.

ترجمہ اور رگڑنا اور مسلسل کرنا۔

تشریح صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ وضو کرتے وقت اعضاء مغسول کو خوب اچھی طرح رگڑ کر دھونا بھی مسنون ہے جیسے ہی ہر عضو کو لگاتار دھونا بھی مسنون ہے کہ ایک عضو خشک نہ ہونے پائے دوسرا دھو لے۔

﴿۶۹﴾ وَالنِّيَّةُ.

ترجمہ اور نیت کرنا۔

تشریح وضو کرنے سے پہلے وضو کی نیت کرنا سنت مؤکدہ ہے اور نیت کا مطلب دل میں یہ ارادہ کرنا ہے کہ

میں حکم خداوندی کی تعمیل میں یہ عمل کر رہا ہوں کرتا ہے دینی عبادتوں کی اونچی طہارت کے بغیر میرے لئے درست نہیں ہے۔

اختیاری مطالعہ

اگر کسی شخص نے وضو کی نیت کے بغیر وضو کر لیا مثلاً کسی نے اسے پانی میں دھکا دے دیا اور خود بخود اس کے اعضاء وضو دھل گئے تو اس کا وضو شرعاً معتبر ہو جائے گا اس سے نماز وغیرہ پڑھ سکتا ہے لیکن وضو کا ثواب نہیں ملے گا اس لئے کہ نیت کے بغیر جو وضو ہو وہ عبادت میں شمار نہیں۔ (کتاب المسائل: ۱۳۹، شامی دار الکتاب: ۱/۲۰۱)

﴿۷۰﴾ وَالتَّرْتِيْبُ كَمَا نَصَّ اللّٰهُ تَعَالٰى فِيْ كِتَابِهٖ.

ترجمہ اور ترتیب وار وضو کرنا جیسا کہ صراحتاً بیان کیا اللہ نے اپنی کتاب میں۔

تشریح اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ جس طرح قرآن پاک میں ترتیب آئی ہے کہ پہلے چہرہ دھونا پھر ہاتھوں کا کہنیوں سمیت دھونا پھر سر کا مسح پھر دونوں پیروں کا دھونا اسی ترتیب کے مطابق وضو کرنا بھی سنت ہے۔

﴿۷۱﴾ وَالْبُدَاءَةُ بِالْمَيَامِنِ وَرُءُوْسِ الْاَصَابِعِ وَمُقَدَّمِ الرَّأْسِ وَمَسْحُ الرَّقَبَةِ لَا الْحُلْقُوْمِ وَقِيْلَ اِنَّ الْاَرْبَعَةَ الْاَخِيْرَةَ مُسْتَحَبَّةٌ.

المیامن دایاں اس کا واحد ہے میمنة، الرقبة گردن جمع رقاب، الحلقوم گلا، کنٹھ، پانی نکلنے کی نالی۔ حلق جمع حلاقیم حلاقیم۔

ترجمہ اور شروع کرنا داہنی طرف سے اور انگلیوں کی طرف سے (ہاتھ اور پیر میں) اور (شروع کرنا) سر کے اگلی جانب سے اور گردن کا مسح کرنا نہ کہ گلے کا اور کہا گیا ہے کہ آخری چار مستحب ہیں۔

تشریح داہنی طرف سے ابتداء ہاتھ اور پیر میں انگلیوں کی طرف سے دھونے کا اہتمام گردن کا مسح اور سر کے اگلے حصہ سے مسح شروع کرنا بقول بعض مستحب ہیں، گلے کا مسح مشروع نہیں وضو میں گلے پر مسح کرنا ثابت نہیں ہے بلکہ خلاف سنت اور بدعت ہے اور بہت سے علماء نے داہنی طرف سے ابتداء، ہاتھ اور پیر میں انگلیوں کی طرف سے دھونے کا اہتمام گردن کا مسح اور سر دھونے وغیرہ کو بھی سنت کہا ہے۔

اختیاری مطالعہ

(۱) اگر کوئی شخص وضو میں مسح کرنا بھول گیا لیکن پھر اتفاقاً بارش کی بوندیں تین انگل یا اس سے زیادہ کے بقدر پڑ گئیں تو بھی مسح کا فرض ادا ہو جائے گا خواہ ہاتھ سر پر پھیرا ہو یا نہ پھیرا ہو۔ (۲) اگر کسی شخص نے ہاتھ میں پانی لے کر چہرہ یا کلی پر ڈالا تو اس ہتھیلی میں رہ جانے والی تری سے سر پر مسح کرنا درست ہے۔ (۳) اگر ہاتھ یا چہرہ دھونے کے بعد اس کی تری سے سر کا مسح کیا تو درست نہیں؛ کیونکہ جس پانی سے ایک مرتبہ طہارت حاصل کی جا چکی اس سے دوبارہ طہارت حاصل نہ ہو گی۔ (درمختار مع الشامی مصری ۱/۹۳، المحیط البرہانی ۱۹۵-۱۹۶، کتاب المسائل: ۱۳۷، شامی دار الکتاب: ۱/۱۹۲)

فصل

﴿۷۲﴾ مِنْ آدَابِ الْوُضُوْءِ اَرْبَعَةَ عَشَرَ شَيْئًا اَلْجُلُوْسُ فِيْ مَكَانٍ مُرْتَفِعٍ.

ترجمہ وضو کے آداب میں سے چودہ چیزیں ہیں۔ اونچی جگہ پر بیٹھنا۔

وضو کے آداب کا بیان

آداب ادب کی جمع ہے لغوی معنی پسندیدہ عادت، اور اصطلاح میں اس کام کو کہتے ہیں جس کو کبھی کبھی حضور ﷺ نے کیا ہو۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ اونچی جگہ بیٹھ کر وضو کیا جائے تاکہ مستعمل پانی کی چھینٹوں سے حفاظت ہو اور ایسا کرنا مستحب ہے۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی:۴۲)

﴿۷۳﴾ وَاسْتِقْبَالُ الْقِبْلَةِ.

ترجمہ اور قبلہ کی طرف منہ کرنا۔

تشریح فرماتے ہیں کہ وضو کرتے وقت قبلہ کی جانب رخ کرنا باعث ثواب ہے۔

اضافی مسائل

واش بیسن پر وضو

آجکل گھروں میں واش بیسن لگے ہوئے ہوتے ہیں لوگ اس پر بلا عذر کھڑے کھڑے وضو کر لیتے ہیں یہ آداب وضو کے خلاف ہے بہتر یہ ہے کہ قبلہ رخ بیٹھ کر وضو کیا جائے۔ (درمختار:۱/۱۱۲)

﴿۷۴﴾ وَعَدَمُ الْاِسْتِعَانَةِ بِغَيْرِهِ.

ترجمہ اور مدد نہ لینا دوسرے سے۔

وضو کرانے میں دوسرے سے مدد لینا

اگر کوئی شخص لوٹے وغیرہ میں پانی لے کر کسی دوسرے شخص کو وضو کرائے تو اس میں کوئی کراہت نہیں البتہ دوسرے شخص سے وضو میں اس طرح مدد لینا کہ وہی دوسرا شخص ہاتھ لگا کر اعضاء کو دھوئے اور وہی مسح کرے تو ایسا کرنا بلا عذر مکروہ ہے اور عذر کی وجہ سے ہو تو کوئی حرج نہیں ہے۔ (شامی:۱/۱۱۸، شامی دارالکتاب:۱/۲۲۵، کتاب المسائل:۱۴۵)

﴿۷۵﴾ وَعَدَمُ التَّكَلُّمِ بِكَلَامِ النَّاسِ۔

ترجمہ اور دنیوی بات چیت نہ کرنا۔

تشریح وضو کے درمیان لوگوں سے بات چیت کرنا پسندیدہ نہیں ہے بلکہ اس کے اندر جو دعائیں منقول ہیں وہ پڑھی جائیں الا یہ کہ بوقت بات کرنے کی ضرورت ہو۔ (درمختار مصری: ۱/ ۷۱ ا، درمختار زار الکتاب: ۱/ ۲۴۵)

﴿۷۶﴾ وَالْجَمْعُ بَيْنَ نِيَّةِ الْقَلْبِ وَفِعْلِ اللِّسَانِ۔

ترجمہ اور جمع کرنا دل کی نیت اور زبان سے ادائیگی کے درمیان۔

نیت کسے کہتے ہیں؟

ماقبل میں یہ بات گذر چکی ہے کہ نیت کرنا سنت مؤکدہ ہے اور نیت نام دل کے ارادے کا ہے اب دل کے استحضار کے ساتھ زبان سے بھی الفاظ ادا کر لینا بہتر ہے۔

﴿۷۷﴾ وَالدُّعَاءُ بِالْمَأْثُورِ۔

ترجمہ اور منقول دعا کا پڑھنا۔

وضو کے درمیان دعائیں پڑھنا

وہ دعائیں جو حضور ﷺ سے منقول ہیں ان کو پڑھنا بھی باعث خیر و برکت ہے، مثلاً اثناء وضو میں یہ دعا پڑھے: اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ذَنْبِيْ وَوَسِّعْ لِيْ فِيْ دَارِيْ وَبَارِكْ لِيْ فِيْمَا رَزَقْتَنِيْ اے اللہ! میرے گناہ کو معاف فرما اور میرے لئے میرے گھر میں کشادگی عطا فرما اور جو کچھ آپ نے مجھ کو عنایت فرمایا اس میں برکت عطا فرما۔ (ترمذی وغیرہ) یہ بہت جامع دعا ہے۔

﴿۷۸﴾ وَالتَّسْمِيَةُ عِنْدَ كُلِّ عُضْوٍ۔

ترجمہ اور ہر عضو کے (دھونے کے) وقت بسم اللہ پڑھنا۔

تشریح جب کسی عضو کو دھوئے یا مسح کرے تو اس عضو کی دعا پڑھے ہر عضو کی دعا حاشیہ (۱۰) میں موجود ہے۔

﴿۷۹﴾ وَإِدْخَالُ خِنْصَرِهِ فِيْ صِمَاخِ أُذُنَيْهِ۔

الصِّمَاخ صاد کے کسرہ کے ساتھ کان کا سوراخ جمع اصمخة وصموخ۔

ترجمہ اور داخل کرنا اپنی چھوٹی انگلی کو اپنے دونوں کانوں کے سوراخوں میں۔

تشریح کانوں کے مسح کے وقت دونوں سوراخوں میں تر چھوٹی انگلی ڈالنا مستحب ہے۔ (در مختار مصری: ۱/۱۱۴، در مختار رد المحتار: ۱/۲۴۳)

﴿۸۰﴾ وتحريك خاتمه الواسع.

ترجمہ اور حرکت دینا اپنی کشادہ انگوٹھی کو۔

تشریح اگر انگوٹھی وغیرہ تنگ نہ ہو تو اسکو حرکت دینا مستحب ہے تاکہ دھونے میں مبالغہ ہو جائے۔ (مراقی الفلاح: ۴۲)

﴿۸۱﴾ والمضمضة والاستنشاق باليد اليمنى والامتخاط باليسرى.

امتخاط یہ مصدر ہے کہا جاتا ہے امتخط فلان: ناک کا ریزش صاف کرنا، ناک صاف کرنا۔

ترجمہ کلی کرنا اور ناک میں پانی داہنے ہاتھ سے ڈالنا اور ناک صاف کرنا بائیں ہاتھ سے۔

تشریح اس کی تشریح ترجمہ سے ظاہر ہے۔

﴿۸۲﴾ والتوضؤ قبل دخول الوقت لغير المعذور.

ترجمہ اور وضو کرلینا وقت کے داخل ہونے سے پہلے غیر معذور کے لئے۔

دخول وقت سے قبل وضو کرنا

نماز کا وقت داخل ہونے سے پہلے وضو کرنا بھی مستحب ہے کیونکہ اس سے عبادت کا اشتیاق و رغبت کا اظہار ہوتا ہے مگر یہ حکم غیر معذور کے لئے ہے اگر کسی معذور نے نماز کے وقت سے پہلے دوسری نماز کے وقت میں وضو کرلیا تو اس وضو سے اگلے وقت کی نماز پڑھنا درست نہیں اس لئے کہ وقت نکلنے سے معذور کا وضو ٹوٹ جاتا ہے۔ (طحطاوی: ۴۲)

﴿۸۳﴾ والاتيان بالشهادتين بعده.

الاتیان: یہ (ض) کا مصدر ہے آنا، اور جب صلہ میں ب آئے تو معنی ہوں گے لانا۔

ترجمہ اور وضو کے بعد شہادتین پڑھنا۔

وضو کے بعد آسمان کی طرف منھ کر کے دعا کرنا

وضو سے فراغت کے بعد آسمان کی طرف نظر اٹھا کر کلمہ شہادت اور یہ دعا پڑھنا مسنون ہے اللھم اجعلنی من

التوابین واجعلنی من المتطهرین (اے اللہ! مجھے توبہ کرنے والوں اور پاکیزہ رہنے والے لوگوں میں شامل فرما) آسمان کی طرف نظر اٹھانے کی صراحت ابوداؤد شریف کی ایک روایت میں ہے، وزاد ابوداؤد ثم رفع نظرہ الی السماء (ابوداؤد شریف ۲۲/۱) شہادتین سے مراد یہ کلمہ ہے: اَشْهَدُ اَنْ لَّا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهٗ لَا شَرِیْكَ لَهٗ وَاَشْهَدُ اَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهٗ وَرَسُوْلُهٗ جو شخص وضو سے فراغت کے بعد اس کلمہ کو اور مذکورہ بالا دعا پڑھے گا تو اس کے لئے جنت کے آٹھوں دروازے کھول دیئے جائیں گے جس سے چاہے داخل ہو جائے (ترمذی شریف ۱۸)

﴿۸۴﴾ وَاَنْ یَّشْرَبَ مِنْ فَضْلِ الْوُضُوْءِ قَائِمًا.

فضل جمع فضول باقی بچا ہوا۔

ترجمہ: اور (مستحب ہے) پینا وضو کا بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر۔

وضو کے بچے ہوئے پانی کا حکم

وضو کرنے کے بعد اس کا بچا ہوا پانی پینا مستحب ہے اور اس میں کھڑے ہو کر پانی پینے کی ضرورت نہیں ہے بیٹھ کر پانی پینے سے بھی یہ مستحب ادا ہو جائے گا البتہ یہ پانی کھڑے ہو کر پینے کی بھی اجازت ہے یہی حکم زمزم کے پانی کا بھی ہے کہ اس کو کھڑے ہو کر پینا زیادہ مستحب ہے ضروری نہیں اسے بیٹھ کر بھی پی سکتے ہیں۔ (کتاب المسائل/ ۱۲۸، تلخیص المسائل/ ۷، درمختار مع الشامی مصری: ۱/ ۱۱۹، درمختار مع الشامی دار الکتاب: ۱/ ۲۲۸-۲۲۹)

حضرت اقدس مفتی سعید احمد صاحب دامت برکاتہم کی رائے یہ ہے کہ وضو کے بعد بچا ہوا پانی کھڑے ہو کر پینا چاہئے تا کہ اس کا اثر پورے بدن میں پہنچے۔ تحفۃ الالمعی ۱/ ۲۷۷

فصل فی المکروہات

﴿۸۵﴾ وَیُكْرَهُ لِلْمُتَوَضِّیْ سِتَّةُ اَشْیَاءَ اَلْاِسْرَافُ فِی الْمَاءِ وَالتَّقْتِیْرُ فِیْهِ.

الاسراف فضول خرچی، حد سے تجاوز کرنا بغیر ضرورت زیادہ خرچ کرنا۔ التقتیر کنجوسی کرنا۔ یہ تفعیل کا مصدر ہے اس کا مادہ قتر ہے اس مادے میں کمی، بخل اور تنگی کے معنی پائے جاتے ہیں اسی سے ہے القتور بخیل، کنجوس اور اپنا شخص جو اہل بچوں پر نان ونفقہ میں کمی کرے۔

ترجمہ: اور مکروہ ہیں وضو کرنے والے کے لئے چھ چیزیں پانی میں اسراف کرنا (بلا ضرورت زائد خرچ کرنا) اور کمی کرنا پانی میں۔

مکروہاتِ وضو کا بیان

شرعی ضرورت سے زائد خرچ کرنا اسراف ہے جیسے تین مرتبہ سے زائد دھونا اور تین مرتبہ سے کم دھونا یہ تقتیر میں داخل ہے۔

تنبیہ- مصنفؒ کا قول ستة اشياء یہ حصر کے لئے نہیں ہے بل للتقريب للمبتدی. یعنی مکروہاتِ وضو کو چھ میں منحصر کرنے کا مقصد مبتدی طالب علم کو حفظ کے قریب کر دینے والا ہے یعنی تقریب التقرب کے معنی میں ہے۔

﴿۸۶﴾ وَضَرْبُ الْوَجْهِ بِهِ.

ترجمہ اور پانی کو چہرہ پر مارنا۔ (زور زور سے پانی کے چھینٹے مارنا)

پانی کے چھینٹے زور سے مارنا

اس طرح چہرہ دھونا کہ چھینٹیں دوسروں پر پڑیں یہ بھی مکروہ ہے کیوں کہ اس سے دوسروں کو تکلیف ہوتی ہے اور چہرہ ہی کی تخصیص نہیں بلکہ تمام اعضاء کے دھونے میں یہی حکم ہے کہ اول آہستہ سے پانی بہاوے پھر مل لیوے۔
(مراقی الفلاح مع الطحطاوی:۴۵)

﴿۸۷﴾ وَالتَّكَلُّمُ بِكَلَامِ النَّاسِ.

ترجمہ اور دنیا کی بات چیت کرنا۔

تشریح وضو کے درمیان لوگوں سے بلا ضرورت بات چیت کرنا بھی مکروہ ہے کیونکہ اگر لوگوں سے بات چیت میں مشغول ہو گیا تو دعاؤں سے اور اللہ کی جانب توجہ سے رکاوٹ ہو جائے گی۔ (مراقی الفلاح:۴۵)

﴿۸۸﴾ وَالْاِسْتِعَانَةُ بِغَيْرِهِ مِنْ غَيْرِ عُذْرٍ.

الاستعانة استعان بكذا مدد چاہنا مدد طلب کرنا۔

ترجمہ اور مدد لینا دوسرے سے بغیر عذر کے۔

تشریح اس کی تفصیل (مسئلہ ۴۷) کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

﴿۸۹﴾ وَتَثْلِيثُ الْمَسْحِ بِمَاءٍ جَدِيدٍ.

ترجمہ اور تین مرتبہ مسح کرنا نئے پانی سے۔

تکرار مسح

ہر مرتبہ نیا پانی لیکر تین مرتبہ مسح کرنا بھی حنفیہ کے یہاں مکروہ ہے، اس کے بعد یہ جاننا چاہئے کہ سر کے مسح کیلئے نیا پانی لینا ضروری ہے یا ہاتھوں میں بچی ہوئی تری سے بھی مسح کرسکتے ہیں؟ احناف کے نزدیک نیا پانی لینا ضروری نہیں ہاتھوں میں بچی ہوئی تری سے بھی مسح کرسکتے ہیں البتہ نیا پانی لینا سنت ہے۔ (تحفۃ الالمعی ۱/۲۶۱)

فصل (في اوصاف الوضوء)

(یہ فصل ہے وضو کے اقسام کے بیان میں)

﴿۹۰﴾ اَلْوُضُوْءُ عَلٰی ثَلَاثَةِ اَقْسَامٍ اَلْاَوَّلُ فَرْضٌ عَلَی الْمُحْدِثِ لِلصَّلٰوةِ وَلَوْ كَانَتْ نَفْلًا وَلِصَلٰوةِ الْجَنَازَةِ وَسَجْدَةِ التِّلَاوَةِ وَلِمَسِّ الْقُرْاٰنِ وَلَوْ اٰيَةً.

ترجمہ وضو تین قسموں پر ہے، اول فرض ہے محدث پر نماز پڑھنے کے لئے اگرچہ نفل نماز ہی کیوں نہ ہو اور نماز جنازہ، سجدہ تلاوت اور قرآن چھونے کے لئے اگرچہ ایک ہی آیت ہو۔

تشریح وضو کی تین قسمیں ہیں (۱) فرض یعنی نماز پڑھنے کے لئے خواہ فرض ہو یا نفل اور نماز جنازہ، سجدہ تلاوت اور قرآن کو چھونے کے لئے بھی اگرچہ ایک ہی آیت ہو، وضو کرنا فرض ہے بشرطیکہ بے وضو ہو۔

﴿۹۱﴾ وَالثَّانِيْ وَاجِبٌ لِلطَّوَافِ بِالْكَعْبَةِ

ترجمہ اور دوسری (قسم) واجب ہے کعبہ کے طواف کے لئے۔

تشریح بیت اللہ کا طواف نماز کے مانند ہے اور بے وضو آدمی کے لئے نماز پڑھنا ممنوع ہے لہٰذا طواف کرنا بھی ممنوع ہوگا اس لئے وضو کرنا واجب ہے۔ (مراقی الفلاح: ۸۵)

﴿۹۲﴾ وَالثَّالِثُ مَنْدُوْبٌ لِلنَّوْمِ عَلٰی طَهَارَةٍ وَاِذَا اسْتَيْقَظَ مِنْهُ وَلِلْمُدَاوَمَةِ عَلَيْهِ وَلِلْوُضُوْءِ عَلَی الْوُضُوْءِ وَبَعْدَ غِيْبَةٍ وَكِذْبٍ وَنَمِيْمَةٍ وَكُلِّ خَطِيْئَةٍ وَاِنْشَادِ شِعْرٍ وَقَهْقَهَةٍ خَارِجَ الصَّلٰوةِ وَغُسْلِ مَيِّتٍ وَحَمْلِهٖ وَلِوَقْتِ كُلِّ صَلٰوةٍ وَقَبْلَ غُسْلِ الْجَنَابَةِ وَلِلْجُنُبِ عِنْدَ اَكْلٍ وَشُرْبٍ وَنَوْمٍ وَوَطْءٍ وَلِغَضَبٍ وَقُرْاٰنٍ وَحَدِيْثٍ وَرِوَايَتِهٖ وَدِرَاسَةِ عِلْمٍ وَاَذَانٍ وَاِقَامَةٍ وَخُطْبَةٍ وَزِيَارَةِ النَّبِيِّ صَلَّی اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوُقُوْفٍ بِعَرَفَةَ وَلِلسَّعْيِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ

وَأَكْلِ لَحْمِ جَزُوْرٍ وَلِلْخُرُوْجِ مِنْ خِلَافِ الْعُلَمَاءِ كَمَا إِذَا مَسَّ امْرَأَةً.

نمیمة جمع نمائم چغل خوری (لگائی بجھائی کرنا) قہقہة زور سے ہنسنا۔ انشاد شعر پڑھنا باب افعال سے۔ غیبة پیٹھ پیچھے کسی کی ایسی برائی بیان کرنا جو اس میں ہو، مصدر از ضرب۔ حدیث نبی کا کلام جمع احادیث۔ روایة اصطلاح فقہاء میں وہ فرعی مسئلہ جو فقہاء سلف وخلف سے نقل کیا جائے جمع روایات۔ مدارسة تعلیم مطالعہ استاذی۔ جزور قابل ذبح اونٹنی (لفظاً مؤنث ہے) جمع جزائر وجُزُر۔

ترجمہ: اور تیسری (قسم) مستحب ہے طہارت پر سونے کے لئے اور جبکہ نیند سے بیدار ہو اور ہمیشہ باوضو رہنے کے لئے اور وضو پر وضو کے لئے غیبت کرنے جھوٹ بولنے چغلی کھانے اور ہر قسم کے گناہ اور برا شعر پڑھنے اور نماز سے باہر کھل کھلا کر ہنسنے کے بعد اور مردہ کو نہلانے اور اس کے اٹھانے کے بعد اور ہر نماز کے وقت اور غسل جنابت سے پہلے اور جنبی کے لئے کھانے پینے سونے اور صحبت کے وقت اور غضب کے وقت اور قرآن پڑھنے حدیث کی روایت کرنے اور کسی علم شرعی کے پڑھانے اذان تکبیر اور خطبہ دینے کے لئے اور حضور ﷺ کے روضہ اطہر کی زیارت کے لئے عرفات میں وقوف کے لئے صفا مروہ کے درمیان سعی کے لئے اور مذبوح اونٹ کا گوشت کھانے کے بعد علماء کے اختلاف سے بچنے کے لئے جیسے کسی شخص نے عورت کو چھو لیا۔

تشریح: مصنفؒ نے یہاں سے وضو کی تیسری قسم کو بیان فرمایا ہے کہ جو مستحب ہے اور اس کی چند مثالیں بیان کی ہیں (۱) جب کوئی شخص سونے کا ارادہ کرے تو اس وقت وضو کرنا مستحب ہے اور یہ استحباب اس وقت ہوگا جبکہ حالت وضو میں ہی سو جائے اور اگر نیند سے قبل وضو ٹوٹ جائے تو پھر مستحب کا ثواب نہ ملے گا۔ (۲) اس کے بعد فرمایا کہ جب نیند سے بیدار ہو۔ (۳) اسی طرح ہمیشہ باوضو رہنے کے لئے۔ (۴) اور وضو پر وضو کرنا بھی مستحب ہے جبکہ اس سے کوئی عبادت کر لی گئی ہو یا لمبا وقت گزر گیا ہو۔ (۵) ہر قسم کے گناہ کے بعد بھی وضو کرنا مستحب ہے اس کا فائدہ یہ ہوگا کہ گناہ دھل جائیں گے اور گناہوں سے بچنے کی توفیق ملے گی۔ (۶) میت کو غسل دینے کے بعد اور اس کو اٹھانے کے بعد بھی وضو کرنا مندوب ہے۔ (۷) ناپاک آدمی کے لئے کھانے پینے سونے اور دوبارہ صحبت کرنے کے لئے وضو کرنا مستحب ہے۔ (۸) قرآن پڑھنے حدیث وغیرہ پڑھنے کے لئے بھی وضو کرنا مستحب ہے۔ (۹) اسی طرح اذان باوضو دینا مستحب ہے لیکن اگر بغیر وضو کے اذان دے دی تو گنجائش ہے اور بلا وضو اقامت کہنا بہر حال مکروہ ہے حج کرنے والے کو نو ذی الحجہ کے دن بعد زوال وضو کرنا مستحب ہے۔ (۱۰) وقوف عرفہ کے لئے (۱۱) اونٹ کا گوشت کھانے سے بھی اگرچہ وضو نہیں ٹوٹتا ہے مگر امام احمدؒ کے اختلاف کی وجہ سے وضو کرنا مستحب ہے امام احمد فرماتے ہیں کہ اونٹ کا گوشت کھانے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے خواہ پکا ہوا گوشت کھائے یا کچا۔ (۱۲) ایسے ہی اگر کوئی شخص وضو کرنے کے بعد اپنی بیوی کو یا کسی قابل شہوت عورت کو ہاتھ لگا لے یا بیوی شوہر کو چھو لے اور مذی وغیرہ نہ نکلے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹے گا یہ حنفیہ کی رائے ہے ائمہ ثلاثہ فرماتے ہیں کہ وضو ٹوٹ جاتا ہے اب ائمہ ثلاثہ کے اختلاف سے بچنے کے لئے نیا وضو کرنا مستحب ہے۔

فصل

﴿۹۳﴾ يَنْقُضُ الْوُضُوْءَ اثْنَا عَشَرَ شَيْئاً مَاخَرَجَ مِنَ السَّبِيْلَيْنِ إِلاَّ رِيْحَ الْقُبُلِ فِي الأَصَحِّ.

ترجمہ توڑ دیتی ہیں وضو کو بارہ چیزیں ہر وہ چیز جو سبیلین سے نکلے مگر صحیح قول کی بنا پر ہوا کا اگلے حصہ سے خارج ہونا۔ (ناقض وضو نہیں)

نواقض وضو

آگے پیچھے کی شرمگاہ سے کسی چیز کا عادت کے طور پر نکلنا مثلاً پاخانہ پیشاب ریاح منی مذی وغیرہ یا خلاف عادت کسی چیز کا نکلنا جیسے استحاضہ کا خون کیڑا کنکری وغیرہ یہ چیزیں وضو کو توڑنے والی ہیں۔

الا ریح القبل فی الاصح مرد کے پیشاب کے عضو سے ہوا کا نکلنا ناقض وضو نہیں کیونکہ وہ ہوا نہیں بلکہ اختلاج ہے (تھرتھراہٹ اور کپکپاہٹ) اور یہ متفق علیہ مسئلہ ہے اور رہا عورت کی اگلی شرمگاہ سے ہوا کا نکلنا وہ ناقض وضو ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے۔ حنفیہ کے نزدیک اگر عورت مفضات ہے یعنی سبیلین کے درمیان کا پردہ پھٹ گیا ہے یا اس میں سوراخ ہو گیا ہے تو آگے سے ہوا نکلنے سے بھی وضو ٹوٹ جائے گا اس لئے کہ احتمال ہے کہ وہ پیچھے کی ہوا ہو جو آگے سے نکلی ہے اور اگر عورت تندرست ہے تو ناقض وضو نہیں کیونکہ وہ اختلاج ہے ریح نہیں اور شوافع کے نزدیک عورت کی اگلی شرمگاہ سے نکلنے والی ہوا ہر صورت میں ناقض وضو ہے۔ (شامی مصری: ۱/۱۲۶، البحر الرائق: ۱/۳۱-۳۲، شامی دار الکتاب: ۱/۲۳۷)

﴿۹۴﴾ وَيَنْقُضُهُ وِلاَدَةٌ مِنْ غَيْرِ رُؤْيَةِ دَمٍ.

ینقضه میں ضمیر مفعول وضو کی جانب راجع ہے۔

ترجمہ اور توڑ دیتا ہے (وضو کو) بچہ کا پیدا ہونا بغیر خون کے دیکھے (بھی)

تشریح اگر بچہ کی پیدائش بغیر خون کے ہوئی تو اس عورت کا وضو ٹوٹ گیا البتہ وہ عورت نفاس والی شمار ہوگی یا نہیں یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے امام اعظم کے نزدیک احتیاطاً اس پر غسل کرنا لازم ہے۔ (مراقی الفلاح: ۴۸)

﴿۹۵﴾ وَنَجَاسَةٌ سَائِلَةٌ مِنْ غَيْرِهِمَا كَدَمٍ وَقَيْحٍ.

قیح وہ پیپ جس میں خون کی ملاوٹ نہ ہو۔ غیرھما تثنیہ کی ضمیر سبیلین کی جانب راجع ہے۔

ترجمہ اور (وضو کو توڑ دیتی ہے) سبیلین کے علاوہ سے بہنے والی ہر نجاست جیسے خون اور پیپ۔

تشریح نواقض وضو میں یہ بھی ہے کہ زندہ انسان کے بدن سے خون پیپ وغیرہ نکلے پھر ظاہر ہو کر ایسے مقام کی جانب بہہ جائے کہ جس کے وضو یا غسل میں پاک کرنے کا حکم دیا گیا ہے۔ (مراقی الفلاح: ۳۸)

﴿۹۶﴾ وَقَيْءُ طَعَامٍ اَوْ مَاءٍ اَوْ عَلَقٍ اَوْ مِرَّةٍ إِذَا مَلأَ الْفَمَ وَهُوَ مَا لَا يَنْطَبِقُ عَلَيْهِ إِلَّا بِتَكَلُّفٍ عَلَى الأَصَحِّ وَيُجْمَعُ مُتَفَرِّقُ الْقَيْءِ إِذَا اتَّحَدَ سَبَبُهُ.

عَلَق جما ہوا خون واحد عَلَقَةٌ استعمال ہوتا ہے۔ مِرَّة جمع مِرَرٌ و أَمْرَارٌ پیلے رنگ کا کڑوا پانی جو پتے کے اندر رہتا ہے پت۔

ترجمہ کھانے یا پانی یا جمے ہوئے خون یا پت کی قے (ناقض وضو ہے) جبکہ منہ بھر کر ہو اور وہ (منہ بھرنے کی پہچان) یہ ہے کہ بلا تکلف منہ کو بند نہ کر سکے صحیح مذہب یہی ہے اور جمع کیا جائے گا متفرق قے کو جبکہ اس کا سبب ایک ہی ہو۔

منہ بھر قے

اگر یک وقت کھانے یا خون وغیرہ کی منہ بھر کر قے ہو یا ایک ہی دفعہ کی متلاہٹ کے برقرار رہتے ہوئے تھوڑی تھوڑی کئی مرتبہ قے ہو کر اتنی مقدار ہو جائے جو منہ بھر کے بقدر ہو تو اس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے متن میں وھو ما لا سے منہ بھر کی مقدار اور اس کی تعریف کا ہی بیان ہے یعنی جب منہ میں اس قدر قے آجائے کہ بلا تکلف بند نہیں رہ سکتا تو یہ مقدار ناقض وضو ہے یہی اصح قول ہے ایک قول یہ بھی ہے کہ کلام کرنے کی طاقت نہ رہے۔

قولہ، ویجمع الخ، اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ ایک جگہ تھوڑی سی قے ہوئی (منہ بھر کر نہیں ہوئی) پھر کچھ دیر بعد تھوڑی سی قے اور ہوگئی تھوڑی اس کے بعد ہوگئی کئی مرتبہ کی قے کو اگر جمع کر لیا گیا اور پھر وہ منہ بھرنے کی مقدار ہوگئی تو آیا وہ بھی ناقض وضو ہے یا نہیں؟ اس بارے میں بات یہ ہے کہ سبب دیکھا جائے گا اگر سبب متحد ہے تو ناقض وضو ہے جب اگر مختلف ہے تو ناقض وضو نہیں متن میں یہی مسئلہ بیان کیا ہے۔ (مراقی الفلاح: ۳۹)

﴿۹۷﴾ وَدَمٌ غَلَبَ عَلَى الْبُزَاقِ اَوْ سَاوَاهُ.

سَاوَاهُ فعل ماضی ہے، مساواۃ سے کسی کے برابر ہونا ہم پلہ ہونا۔ بزاق تھوک باب نصر سے ہے تھوکنا۔

ترجمہ اور جو خون غالب ہو جائے تھوک پر یا برابر ہو تھوک کے۔ (ناقض وضو ہے)

تھوک میں خون کا اثر

اگر وضو والے کے منہ سے خون نکلا اور خون کی سرخی تھوک پر غالب آگئی یعنی تھوک بالکل سرخ ہو گیا تو وضو ٹوٹ جائے گا

اور اگر تھوک صرف زرد ہو تو خون مغلوب ہے اس سے وضو نہیں ٹوٹے گا اور اگر دونوں برابر ہوں تو احتیاطاً ناقض وضو کا حکم ہے۔ (مراقی الفلاح:۳۹)

﴿۹۸﴾ وَنَوْمٌ لَمْ تَتَمَكَّنْ فِيهِ الْمَقْعَدَةُ مِنَ الْأَرْضِ وَارْتِفَاعُ مَقْعَدَةِ نَائِمٍ قَبْلَ انْتِبَاهِهِ وَإِنْ لَمْ يَسْقُطْ فِي الظَّاهِرِ.

ترجمہ اور ایسی نیند کہ جس میں (سونے والے کی) سرین زمین پر جمی ہوئی نہ ہو اور سونے والے کی سرین کا (زمین سے) اوپر اٹھ جانا اس کے بیدار ہونے سے قبل اگرچہ (سونے والا) گرا نہ ہو ظاہر روایت میں۔ (ناقض وضو ہے)

کونسی نیند ناقض وضو ہے

نیند فی نفسہٖ ناقض وضو نہیں بلکہ لغیرہٖ ناقض ہے نیند سے خروج ریح کا احتمال پیدا ہوتا ہے سونے کی حالت میں بدن کے جوڑ ڈھیلے پڑ جاتے ہیں پس سرین کی بندش بھی ڈھیلی پڑ جاتی ہے اور ریح نکل جاتی ہے اس احتمال کی وجہ سے نیند کو ناقض وضو قرار دیا گیا ہے۔ کونسی نیند ناقض وضو ہے اس عبارت میں دو صورتیں ذکر کی ہیں (۱) اگر آدمی اس طرح سو جائے کہ اس کے اعضاء ڈھیلے پڑ جائیں اور خروج ریح کو قابو میں رکھنے والی صلاحیت زائل ہو جائے یا اس طرح پر سو جائے کہ اس کی سرین زمین پر نہیں بلکہ اوپر ہے مثلاً نیت کر سوئے خواہ چت لیٹے یا کروٹ پر تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا۔ (۲) کسی چیز کا سہارا لگا کر سویا کہ اگر اس کو ہٹا دیا جائے تو گر جائے تو اگر چہ نہ بھی گرا ہو مگر سرین زمین سے اٹھ گئی ہو تو بھی وضو ٹوٹ جائے گا۔ (مراقی الفلاح:۳۹)

﴿۹۹﴾ وَإِغْمَاءٌ وَجُنُونٌ وَسُكْرٌ.

اغماء ایک بیماری کا نام ہے جس میں انسان کے قویٰ میں کمزوری پیدا ہو جاتی ہے اور عقل مغلوب ہو جاتی ہے۔ **جنون** یہ ایسی بیماری ہے جس میں عقل بالکل ختم ہو جاتی ہے۔ **سکر** بمعنی نشہ یعنی ایسی حالت کا پیدا ہو جانا جس میں آدمی آسمان و زمین اور عورت و مرد میں امتیاز نہ کر سکے۔

ترجمہ اور بے ہوشی جنون اور نشہ (ناقض وضو ہے)

تشریح اس عبارت میں چند نواقض وضو کا بیان ہے، اور اب تک نواقض وضو حقیقی کا بیان تھا اب یہاں سے نواقض وضو حکمی کا بیان ہے۔

بے ہوشی ناقض وضو ہے

(۱) اگر کوئی شخص بے ہوش ہو جائے یا اس پر غشی طاری ہو جائے تو بہر صورت اس کا وضو ٹوٹ جائے گا۔ (درمختار مع

الشامی دار الکتاب: ۲۲۶، کتاب المسائل: ۱۵۶)

پاگل پن ناقض وضو ہے

(۲) اگر کسی شخص پر جنون اور دیوانگی طاری ہو جائے تو اس کا وضو باقی نہ رہے گا۔ (حوالہ بالا)

نشہ چڑھنے سے نقض وضو کا حکم

(۳) شراب یا افیون وغیرہ کے استعمال سے جب کسی شخص پر اتنا نشہ چڑھ جائے کہ اس کی چال اپنی حالت پر نہ قرار نہ رہے اور اس کی زبان سے اکثر بہکی بہکی باتیں نکلنے لگیں تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا اور اگر نشہ معمولی ہو تو وہ ناقض وضو نہیں ہے۔ (درمختار مع الشامی: ۱/۱۳۳-۱۳۴، کتاب المسائل: ۱۵۶)

﴿۱۰۰﴾ وَقَهْقَهَةُ بَالِغٍ يَقْظَانَ فِي صَلٰوةٍ ذَاتِ رُكُوْعٍ وَسُجُوْدٍ وَلَوْ تَعَمَّدَ الْخُرُوْجَ بِهَا مِنَ الصَّلٰوةِ.

ترجمہ اور بالغ آدمی کا قہقہہ مار کر ہنسنا بیداری کی حالت کے ساتھ رکوع وسجدہ والی نماز میں اگر چہ ارادہ کیا ہو اس سے (قہقہہ سے) نماز سے نکلنے کا (سلام پھیرنے کے بجائے نماز سے باہر آنے کے ارادے سے زور سے ہنس دیا) (ناقض وضو ہے)

نماز میں آواز سے ہنسنا

اگر کسی شخص کو رکوع سجدہ والی نماز میں اتنی زور سے ہنسی آگئی کہ اس کے قریب کھڑا ہونے والا شخص اسے سن سکتا ہو تو اس کا وضو باقی نہیں رہے گا اور نماز بھی باطل ہو جائیگی اور اگر اس طرح ہنسا کہ اس کی آواز صرف خود کو محسوس ہو دوسرے کو سنائی نہ دے تو وضو نہ ٹوٹے گا لیکن نماز باطل ہو جائے گی اور اگر صرف مسکرایا آواز بالکل نہیں نکلی تو نہ وضو ٹوٹا اور نہ نماز۔ (شامی: ۱/۱۴۴، شامی: ۱/۲۴۷ دار الکتاب)

نماز جنازہ کے دوران ہنسی

اگر نماز جنازہ پڑھتے ہوئے آواز سے ہنسی آگئی تو وضو نہیں ٹوٹے گا لیکن نماز باطل ہو جائے گی یہی حکم نماز سے باہر سجدۂ تلاوت کے دوران ہنسی آجانے کا بھی ہے۔ (شامی: ۱/۱۳۵، شامی دار الکتاب: ۱/۲۴۸)

تنبیہ: مذکورہ تفصیل سے معلوم ہوا کہ متن میں، ذات رکوع وسجود کی قید احترازی ہے اس قید سے وہ عبادات نکل گئیں جو رکوع وسجدے والی نہیں ہیں، جیسے نماز جنازہ وسجدۂ تلاوت، ایسے ہی بالغ کی قید سے نابالغ اور

یقظان کی قید سے وہ شخص جو نماز میں سو گیا اور اس نے قہقہہ لگایا تو اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا۔

نوٹ: قہقہہ کی تعریف: وہ ہنسی جس میں ایسی آواز ہو کہ خود بھی اور قریب کے لوگ بھی اس کی آواز سن سکیں اور منہ خوب کھل جائے۔ ضحک کی تعریف: وہ ہنسی جس میں ایسی ہلکی آواز ہو کہ پاس کا آدمی نہ سنے اور منہ کھل کر دانت ظاہر ہوں۔ تبسم کی تعریف: جس میں بالکل آواز نہ ہو اور ہونٹ بھی نہ کھلیں، جس کو ہمارے عرف میں مسکرانا کہتے ہیں۔ (شامی ۱/۱۴۳، شامی زکریا: ۱/۲۷۴)

احکام: قہقہہ سے وضو بھی ٹوٹ جاتا ہے اور نماز بھی۔ ضحک سے نماز فاسد ہو جاتی ہے وضو باقی رہتا ہے اور تبسم سے وضو اور نماز دونوں باقی رہتی ہیں۔ (شامی ۱/۱۴۳، شامی زکریا: ۱/۲۷۴)

قولہ ولو تعمد الخروج: اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی نے قعدۂ اخیرہ کے بعد سلام پھیرنے کے بجائے قہقہہ لگا دیا تو اس کا وضو ٹوٹ جائے گا مگر فرائض کے اعتبار سے اس کی نماز صحیح ہوگی اور سلام پھیرنا جو واجب تھا وہ باقی رہ گیا، اس لئے اس پر لازم ہے کہ دوبارہ وضو کر کے نماز از سر نو پڑھے۔ (شامی مصری: ۱/۱۴۵، مراقی الفلاح: ۵۱، شامی زکریا: ۱/۲۷۸)

﴿۱۰۱﴾ وَمَسُّ فَرْجٍ بِذَكَرٍ مُنْتَصِبٍ بِلَا حَائِلٍ.

منتصب باب افتعال سے اسم فاعل ہے کھڑا ہونا، اس کا مصدر انتصاب آتا ہے۔

ترجمہ اور عورت کی شرمگاہ کو چھونا عضو تناسل کے ذریعہ بغیر کسی پردہ کے جبکہ عضو تناسل میں ایستادگی ہو۔

مباشرت فاحشہ کا حکم

مباشرت فاحشہ یعنی بلا کسی رکاوٹ کے شرمگاہ کا شرمگاہ سے ملانا خواہ مرد کا عورت سے ہو یا مرد کا مرد سے یا عورت کا عورت سے، اس سے بھی وضو ٹوٹ جائے گا۔ جان لینا چاہئے کہ متن میں فرج کی قید اتفاقی ہے کیونکہ ذکر سے دبر کو مس کرنے سے بھی وضو ٹوٹ جائے گا، اور بلا حائل کا مطلب یہ ہے کہ دونوں شرمگاہوں میں کوئی مانع نہ ہو یا اگر کوئی مانع ہو تو اتنا باریک ہو کہ جو جسم کی گرمی کو نہ روک سکے تو بہرصورت وضو ٹوٹ جائے گا۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۵۱)

نوٹ: مذکورہ مسئلہ نواقض وضو حقیقی میں داخل ہے۔

فصل

﴿۱۰۲﴾ عَشَرَةُ أَشْيَاءَ لَا تَنْقُضُ الْوُضُوْءَ ظُهُوْرُ دَمٍ لَمْ يَسِلْ عَنْ مَحَلِّهِ.

لم یسل نفی مضارع مجزوم ہے لم کی وجہ سے سال یسیل سیلا باب ضرب سے، بہنا۔

ترجمہ دس چیزیں ایسی ہیں جو وضو کو نہیں توڑتی ہیں ایسے خون کا ظاہر ہونا جو بہہ کر اپنی جگہ سے۔

تشریح اگر بدن کے کسی مقام پر خون ظاہر ہوا پھر ادھر ادھر نہیں بہا تو وضو نہیں ٹوٹے گا۔

﴿۱۰۳﴾ وَسُقُوْطُ لَحْمٍ مِنْ غَيْرِ سَيَلَانِ دَمٍ كَالْعِرْقِ الْمَدَنِيِّ الَّذِيْ يُقَالُ لَهُ رِشْتَهْ.

ترجمہ اور گوشت کا کٹ کر گر جانا خون بہے بغیر جیسے عرق مدنی جسکو رشتہ کہا جاتا ہے۔

گوشت کٹ کر گرنے کا حکم

اگر باوضو آدمی کے بدن سے گوشت کٹ کر گر گیا اور خون نہیں بہا تو وضو نہیں ٹوٹے گا جیسا کہ رشتہ کی بیماری میں تھوڑا تھوڑا گوشت گرتا رہتا ہے، رشتہ یہ فارسی کا لفظ ہے یہ ایک بیماری ہے جس میں پاؤں سے دھاگے کے مانند ایک باریک سا جاندار کیڑا نکلتا رہتا ہے۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۵۱)

﴿۱۰۴﴾ وَخُرُوْجُ دُوْدَةٍ مِنْ جُرْحٍ وَأُذُنٍ وَأَنْفٍ.

دودۃ لیوڑا چھوٹا کیڑا جو سڑی وغیرہ کے جڑوں میں پیدا ہو جاتا ہے، جمع دُوْدٌ و دِیْدَانٌ۔ جرح زخم جمع جُرُوْح۔ اُذُن جمع آذان بمعنی کان۔ أنف جمع اُنُوف و آناف بمعنی ناک۔

ترجمہ اور کیڑے کا نکلنا زخم سے اور کان ناک سے (ناقض وضو نہیں ہے)

زخم سے صرف کیڑا باہر آ گیا

اگر زخم سے کیڑا اس طرح باہر نکل آئے کہ اس پر نجاست مثلاً خون یا مواد کا اثر نہ ہو تو محض کیڑا نکلنے سے وضو نہ ٹوٹے گا اور اگر آگے یا پیچھے کے راستہ سے کیڑا یا پتھری وغیرہ نکلے تو اس سے وضو ٹوٹ جائے گا خواہ نکلنے والی چیز پر نجاست کا اثر ہو یا نہ ہو۔ (درمختار مصری: ۱/ ۱۲۳، ردالمحتار کتاب: ۱/ ۲۳۷، کتاب المسائل: ۱۵۲)

اختیاری مطالعہ

(۱) عینی زکام کے وقت ناک سے نکلنے والا پانی اور آنکھ دکھنے کے وقت نکلنے والے صاف آنسو ناقض وضو نہیں ہیں البتہ اگر یہ متحقق ہو جائے کہ یہ پانی کسی اندرونی زخم سے آ رہا ہے تو یقیناً وضو ٹوٹ جائے گا۔ (البحر الرائق: ۱/ ۳۴، کتاب المسائل: ۱۵۰) (۲) تیز روشنی دھوپ کی تپش، پیاز کاٹنے، جمائی آنے، کھانسی آنے یا سرمہ کی سلائی آنکھ پر لگ جانے کی وجہ سے آنکھ سے نکلنے والے پانی سے وضو نہیں ٹوٹتا۔ (درمختار: ۱/ ۱۳۷، درمختار ردالمحتار کتاب: ۱/ ۲۵۰)

کان بہنا

(۳) اگر کان سے مواد یا خون بہا اور وہ اس حصہ تک آ گیا جہاں دھونا غسل میں فرض ہے تو وضو ٹوٹ جائے گا اور

اگر کان سے صرف پانی نکلا تو یہ دیکھا جائے گا کہ یہ پانی تکلیف کے ساتھ نکلا ہے یا بلا تکلیف اگر بلا تکلیف نکلا ہے تو وضو نہیں ٹوٹے گا اور اگر تکلیف کے ساتھ نکلا ہے تو وضو ٹوٹ جائے گا (۳) اگر عورت یا مرد کے پستان یا ناف سے کسی اندرونی بیماری کی وجہ سے پانی نکلا تو وضو ٹوٹ جائے گا۔

(شامی: ۱/ ۱۳۷-۱۳۸، شامی دار الکتاب: ۱/ ۲۵۱، کتاب المسائل: ۱۵۱)

﴿۱۰۵﴾ وَمَسُّ ذَكَرٍ وَمَسُّ امْرَأَةٍ.

ترجمہ عضو تناسل کو چھونا اور عورت کو چھونا (ناقض وضو نہیں ہے)

بحالت وضو شرمگاہ چھونا

اگر کوئی شخص وضو کرنے کے بعد شرمگاہ کو ہاتھ لگائے تو وضو نہیں ٹوٹتا خواہ نماز کے اندر چھوئے یا نماز سے باہر، آڑ کے بغیر چھوئے یا آڑ کے ساتھ ظاہر کف سے چھوئے یا باطن کف سے کسی بھی صورت میں وضو نہیں ٹوٹے گا۔ اسی طرح اگر کوئی شخص وضو کرنے کے بعد اپنی بیوی کو ہاتھ لگائے یا اس کا بوسہ لے یا بیوی شوہر کو چھوئے اور مذی وغیرہ نہ نکلے تو اس سے بھی وضو نہیں ٹوٹے گا۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۵۱)

﴿۱۰۶﴾ وَقَيْءٌ لَا يَمْلَأُ الْفَمَ.

ترجمہ اور ایسی قے جو منہ بھر کر نہ ہو (ناقض وضو نہیں ہے)

تشریح اگر یک وقت کھانے یا خون وغیرہ کی قے منہ بھر کر نہ ہو تو اس سے وضو نہیں ٹوٹتا، اور منہ بھر قے وہ ہے کہ جس کو بغیر مشقت اور کلفت کے روکا نہ جاسکے۔

﴿۱۰۷﴾ وَقَيْءُ بَلْغَمٍ وَلَوْ كَثِيرًا.

ترجمہ اور بلغم کی قے اگرچہ کثیر مقدار میں ہو۔

تشریح صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ خالص بلغم کی قے سے وضو نہیں ٹوٹتا خواہ بلغم کتنا ہی زیادہ ہو

بلغم میں جما ہوا خون آئے

اگر بلغم یا ناک کی رینٹ میں تھوڑا بہت جما ہوا خون باہر آجائے تو اس سے وضو نہیں ٹوٹے گا البتہ اگر بہتا ہوا خون نکلے یا جما ہوا خون منہ بھر کر نکلے تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ (شامی: ۱/ ۱۳۸، شامی دار الکتاب: ۱/ ۲۳۹، کتاب المسائل: ۱۵۱)

﴿۱۰۸﴾ وَتَمَايُلُ نَائِمٍ احْتَمَلَ زَوَالَ مِقْعَدَتِهِ.

تمایل باب تفاعل کا مصدر ہے جھکولے کھانا، ڈانوا ڈول ہونا، جھومنا۔

ترجمہ اور (نیند کی وجہ سے) سونے والے کا ادھر ادھر جھومنا کہ جس سے اس کی سرین کے زمین سے ہٹ جانیکا احتمال ہو۔

اونگھتے اونگھتے گر جانا

کوئی شخص ٹیک لگانے بغیر بیٹھے بیٹھے اونگھ رہا تھا اور اسی حالت میں ایک طرف کو گر گیا تو اگر گرنے سے پہلے یا گرتے وقت متنبہ ہوگیا تو وضو نہیں ٹوٹے گا لیکن اگر گرنے کے بعد آنکھ کھلی تو وضو ٹوٹ جائے گا۔ (کتاب المسائل: ۱۵۵، درمختار مع الشامی بیروت: ۱/۲۳۵)

﴿۱۰۹﴾ وَنَوْمُ مُتَّكِئٍ وَلَوْ مُسْتَنِدًا إِلَى شَيْءٍ لَوْ أُزِيلَ سَقَطَ عَلَى الظَّاهِرِ فِيهِمَا.

ترجمہ زمین پر ٹیک لگانیوالے کا سونا اگرچہ وہ کسی ایسی چیز پر سہارا لئے ہوئے ہو کہ اگر اس کو ہٹا دیا جائے تو وہ گر جائے۔ ظاہر الروایہ کے مطابق دونوں صورتوں میں (وضو نہیں ٹوٹے گا)

بیٹھے بیٹھے ٹیک لگا کر سونا

اگر بیٹھے بیٹھے دیوار یا تکیہ یا گاڑی کی سیٹ سے ٹیک لگا کر اس طرح بے خبر سو گیا کہ اگر سہارا ہٹا دیا جائے تو گر پڑے تو ظاہر مذہب یہ ہے کہ وضو نہ ٹوٹے گا لیکن متاخرین فقہاء احناف نے ایسی صورت میں احتیاطاً وضو ٹوٹنے کا فتویٰ دیا ہے اور اگر ایسی بے خبری کی نیند نہیں ہے تو بالاتفاق وضو نہ ٹوٹے گا۔ (فتح القدیر: ۱/۴۷، کتاب المسائل: ۱۵۴)

تنبیہ: عبارت میں فیہما تثنیہ کی ضمیر کا مرجع متکی اور مائل کا مسئلہ ہے یعنی تمایل نائم۔

﴿۱۱۰﴾ وَنَوْمُ مُصَلٍّ وَلَوْ رَاكِعًا أَوْ سَاجِدًا عَلَى جِهَةِ السُّنَّةِ وَاللّٰهُ الْمُوَفِّقُ.

ترجمہ نماز پڑھنے والے کا سونا اگرچہ وہ رکوع کی حالت یا سجدہ کی حالت میں ہو سنت کے طریقہ پر (سنت کے موافق رکوع وغیرہ ہو) اور اللہ تعالیٰ ہی حق پر عمل کرنیکی توفیق دینے والا ہے۔

سجدہ کی حالت میں نیند آنا

اگر کسی شخص کو سنت کے مطابق سجدہ (کہ اس کا پیٹ ران سے الگ ہو اور بازو زمین پر لگے ہوئے نہ ہوں) کی حالت میں نیند آ جائے تو اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا اسی طرح نماز کے دوران قیام قعود اور رکوع کی حالت میں سونے سے بھی وضو نہیں ٹوٹتا البتہ اگر رانوں کو پیٹ سے ملا کر اور بازوؤں کو زمین پر ٹیک کر سجدہ کیا جو مردوں کے لئے ہیئت مسنونہ کے خلاف ہے

تو اس حالت میں سونے سے وضو ٹوٹ جائے گا۔ (شامی: ۱/۱۳۱، البحر الرائق: ۱/۳۹، کتاب المسائل: ۱۵۵، شامی بیروت: ۱/۲۴۳)

اختیاری مطالعہ

عورت کا سجدہ کی حالت میں سونا

(۱) اگر عورت ران کو پیٹ سے ملا کر سجدہ کرے جو اس کے حق میں افضل و استر ہے تو اس حالت میں سونے سے اس کا وضو ٹوٹ جائے گا کیونکہ اس حالت میں اس کے جوڑ ڈھیلے پڑ جاتے ہیں اور مردوں کے سجدہ کرنے کی جو ہیئت ہے اس میں سونے سے وضو نہیں ٹوٹے گا۔ (۲) حنفیہ کے نزدیک اگر نماز کی حالتوں یعنی قیام قعود رکوع و سجود میں سے کسی حالت پر سو جائے خواہ نماز میں سوئے خواہ نماز سے باہر وضو نہیں ٹوٹے گا۔

(البحر الرائق: ۱/۳۹، شامی بیروت: ۱/۲۴۳، کتاب المسائل: ۱۵۶)

بیمار شخص لیٹ کر نماز پڑھتے ہوئے سو جائے۔

(۳) بیماری اور کمزوری کی وجہ سے لیٹ کر نماز پڑھنے والا شخص اگر دوران نماز سو جائے تو اس کا وضو ٹوٹ جائیگا۔

(شامی بیروت: ۱/۲۴۳، کتاب المسائل: ۱۵۶)

فصل مایوجب الاغتسال

یہ فصل ہے ان چیزوں کے بیان میں جو غسل کو واجب کر دیتی ہیں

﴿۱۱۱﴾ يَفْتَرِضُ الْغُسْلُ بِوَاحِدٍ مِنْ سَبْعَةِ أَشْيَاءَ خُرُوْجُ الْمَنِيِّ إِلَى ظَاهِرِ الْجَسَدِ إِذَا انْفَصَلَ عَنْ مَقَرِّهِ بِشَهْوَةٍ مِنْ غَيْرِ جِمَاعٍ.

الغسل غین کے ضمہ کے ساتھ پورے بدن پر پانی کا بہانا اور غسل فتحہ کے ساتھ دھونا یعنی پانی سے میل دور کرنا۔ جماع جامع المرأة باب مفاعلہ بیوی سے ہمبستری کرنا۔ المنی وہ پانی جس کے نکلنے سے انسان کی طبیعت کا جوش ختم ہو جاتی ہے جو سفید مائل گاڑھی۔ منی کی شکل میں ہوتی ہے مقر منی ٹھہرنے کی جگہ جسم انسانی میں مرد کے اندر ریڑھ اور عورت میں سینہ ہے۔ شہوۃ زبردست خواہش نفسانی قوت جو ہر کامل رغبت منی کی طرف مائل کرتی ہے جمع شہوات۔

اور یہاں خروج کو مرفوع و مجرور دونوں طرح پڑھ سکتے ہیں مجرور کی صورت میں ماقبل سے بدل ہوگا اور مرفوع کی صورت میں احدہا محذوف ہوگا۔

ترجمہ فرض ہو جاتا ہے غسل سات چیزوں میں سے کسی ایک کے پائے جانے کی وجہ سے منی کا نکلنا ظاہر جسم تک جبکہ جدا ہوئی ہو اپنے ٹھہرنے کی جگہ سے شہوت کے ساتھ بغیر جماع کے۔

منی کا اپنے مستقر سے شہوت کے ساتھ جدا ہونا

اگر منی اپنے مستقر سے شہوت کے ساتھ جدا ہو جائے تو بعد میں اس کا خروج اگرچہ بلا شہوت ہو پھر بھی موجب غسل ہے مثلاً مرد نے ہاتھ سے اپنے عضو خاص کو ایسا پکڑا کہ شہوت کی حالت میں منی باہر نہیں نکل پائی اور جوش ختم ہونے کے بعد نکلی ہو تب بھی راجح قول کے مطابق غسل واجب ہو جائے گا۔ (درمختار مصری: ۱/ ۱۴۸، درمختار ردالمحتار کتاب: ۱/ ۲۶۵)

قولہ من غیر جماع۔ یعنی ماقبل کا حکم اس وقت ہے جب کہ منی کا نکلنا بغیر صحبت کے ہو جیسے احتلام کا ہو جانا یا کسی عورت کی جانب دیکھنے سے منی کا نکلنا اس وجہ سے کہ صحبت کرنے میں منی کا نکلنا غسل کے وجوب کے لئے شرط نہیں ہے۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۵۲)

اختیاری مطالعہ

منی کا بلا شہوت اپنے مستقر سے جدا ہونا

(۱) اگر کسی شخص کی منی شہوت کے بغیر اپنی جگہ سے ہٹی اور شہوت کے بغیر ہی نکل گئی مثلاً کسی بیماری کی وجہ سے یا ضرب شدید کی وجہ سے یہ صورت پیش آئی تو ایسے شخص پر غسل واجب نہیں ہے۔ (کتاب المسائل: ۱/ ۱۴۱، محیط برہانی: ۱/ ۲۴۲)

غسل کے بعد خروج منی

(۲) اگر جنبی شخص نے پیشاب سے فراغت کے بعد غسل کیا مگر ابھی سابقہ جوش باقی تھا اور غسل کے بعد منی کا خروج ہوا تو دوبارہ غسل واجب ہوگا اور اگر سابقہ جوش بالکل ختم ہو گیا تھا تو اب منی کے خروج سے دوبارہ غسل واجب نہ ہوگا۔
(تاتارخانیہ: ۱/ ۲۷۸ مسئلہ: ۱۰۳۲ زکریا دیوبند)

﴿۱۱۲﴾ وَتَوَارِيْ حَشَفَةٍ وَقَدْرِهَا مِنْ مَقْطُوْعِهَا فِيْ أَحَدِ سَبِيْلَيْ آدَمِيٍّ حَيٍّ.

توارى مصدر از باب تفاعل بمعنی چھپنا، پس پردہ ہونا۔ حَشَفَة عضو مخصوص کا اگلا حصہ جو ختنہ کے بعد کھال کٹنے سے کھل جاتا ہے جمع حشفات۔ آدمی اس قید کو لگا کر چوپاؤں اور جنات سے احتراز ہے۔ حی مردہ سے احتراز مقصود ہے۔

ترجمہ اور حشفہ کا چھپ جانا اور اس کی مقدار کا چھپ جانا اس کے کٹے ہونے کی جگہ سے زندہ آدمی کے

دونوں راستوں میں سے کسی ایک میں داخل ہونے سے (غسل واجب ہے)

حشفہ چھپ جانے سے غسل کا وجوب

جب مرد کے پیشاب کے مقام کی سپاری اندر چلی جائے اور چھپ جائے تو بھی غسل واجب ہو جاتا ہے چاہے منی نکلے یا نہ نکلے اور جس کے حشفہ نہیں ہے تو حشفہ کی مقدار چھپ جائے تو غسل واجب ہو جائے گا۔

لواطت سے غسل کا وجوب

لواطت یعنی مرد کے مرد کے ساتھ ہم جنسی کرنے سے اگر عضو مخصوص کی سپاری چھپ جائے تو فاعل اور مفعول بہ دونوں پر غسل واجب ہے چاہے انزال منی ہو یا نہ ہو۔ (المحیط البرہانی ۱/ ۲۲۷ و کتاب المسائل ۱۲۱)

﴿۱۱۳﴾ وَإِنْزَالُ الْمَنِيِّ بِوَطْيِ مَيْتَةٍ أَوْ بَهِيْمَةٍ.

مَيْتَة میت کا مؤنث بمعنی مردار جمع مَيْتَات . بَهِيْمَة جمع بَهَائِم چوپایہ (درندہ کے علاوہ)

ترجمہ اور منی کا انزال ہونا کسی میت یا چوپایہ کے ساتھ وطی کرنے کی وجہ سے۔

چوپایہ کے ساتھ وطی کرنا

کسی شخص نے میت کے ساتھ وطی کی یا کسی چوپایہ کے ساتھ تو اب غسل کے وجوب کے لئے انزال منی شرط ہے کیونکہ شہوت میں قصور ہے اس وجہ سے انزال سے ہی شہوت تامہ پائی جائے گی۔ (مراقی الفلاح: ۵۴)

﴿۱۱۴﴾ وَوُجُوْدُ مَاءٍ رَقِيْقٍ بَعْدَ النَّوْمِ إِذَا لَمْ يَكُنْ ذَكَرُهُ مُنْتَشِرًا قَبْلَ النَّوْمِ.

رَقِيْق صیغہ صفت بمعنی باریک پتلا جمع أَرِقَّاء .

ترجمہ اور پتلے پانی کا پایا جانا سو کر اٹھنے کے بعد جبکہ نہ ہو اس کا عضو مخصوص کھڑا ہوا سونے سے قبل۔

احتلام سے غسل کا وجوب

اگر کوئی شخص سو کر اٹھنے کے بعد کپڑوں پر تری دیکھتا ہے چاہے خواب یاد نہ ہو یا خواب میں انزال ہونا یاد نہ ہو تو بھی اس پر غسل واجب ہوگا۔

فائدہ: صاحب کتاب کا قول۔ اذا لم یکن ذکرہ الخ. اس قید کا فائدہ یہ ہے اگر سونے سے قبل عضو مخصوص میں انتشار ہے اور بیدار ہونے کے بعد تری دیکھی تو ممکن ہے کہ وہ مذی ہو جس کی وجہ سے غسل واجب نہ ہوگا۔

(مراقی الفلاح: ۵۴)

﴿۱۱۵﴾ وَوُجُوْدُهُ بَلَلٍ ظَنَّهُ مَنِيًّا بَعْدَ إِفَاقَتِهِ مِنْ سُكْرٍ وَإِغْمَاءٍ.

الافاقة باب افعال کا مصدر ہے افاق السکران من سکرہ مدہوش کا نشہ سے ہوش میں آنا، نشہ دور ہونا۔ بَلَلٌ مصدر باب نصر تری، پانی سے تر کرنا۔ معنیً اس قید کا فائدہ یہ ہے کہ اگر مذی سمجھ رہا ہے تو غسل واجب نہ ہوگا۔

ترجمہ اور ایسی تری کا پایا جانا کہ جس کو وہ منی خیال کرے اس کے آرام پالینے کے بعد نشہ یا بے ہوشی سے۔

بے ہوشی ختم ہونے کے بعد غسل کا وجوب

صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے بے ہوشی یا نشہ کے ختم ہو جانے کے بعد کپڑوں پر تری دیکھی جس کو وہ منی سمجھ رہا ہے تو اس پر غسل واجب ہوگا۔ (مراقی الفلاح: ۵۴)

﴿۱۱۶﴾ وَبِحَيْضٍ وَنِفَاسٍ وَلَوْ حَصَلَتِ الْأَشْيَاءُ الْمَذْكُوْرَةُ قَبْلَ الْإِسْلَامِ فِي الْأَصَحِّ.

یہاں فعل یفترض محذوف ہے حیض ونفاس اسی سے متعلق ہے۔

ترجمہ (اور فرض ہو جاتا ہے) حیض اور نفاس کے (ختم ہو جانے کے) بعد اگرچہ پائی جائیں مذکورہ بالا چیزیں اسلام قبول کرنے سے پہلے صحیح قول کی بنا پر۔

حیض ونفاس کے ختم پر غسل کا وجوب

حیض سے پاکی پر غسل کرنا فرض ہے اسی طرح نفاس سے پاکی پر غسل کرنا فرض ہے۔ اس کے بعد صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ اگرچہ مذکورہ بالا چیزیں اسلام سے پہلے ہو چکی ہوں مگر صحیح مذہب کے مطابق اسلام لانے کے بعد غسل کرنا واجب ہوگا مطلب یہ ہے کہ ایک کافر مسلمان ہوا اور وہ حالت جنابت میں تھا تو اس پر غسل کرنا فرض ہے کیونکہ نماز پڑھنے کے وقت پاکی ضروری ہے اور حالت کفر میں جنبی ہونے کے بعد غسل نہ کرنا گویا کہ حالت جنابت کا باقی رہنا ہے جب جنابت کی حالت باقی ہے تو اب غسل کرنا فرض ہے یہی مفتی بہ قول ہے اور غیر مفتی بہ قول یہ ہے کہ غسل واجب نہیں ہے کیوں کہ غسل کرنا ایک شرعی حکم ہے اور کافر بحالت کفر احکام کا مکلف نہیں ہے۔ (تبیین الحقائق: ۱/۱۸، والبحر الرائق ۱/۶۸)

﴿۱۱۷﴾ وَيُفْتَرَضُ تَغْسِيْلُ الْمَيِّتِ كِفَايَةً.

ترجمہ اور میت کو غسل دینا فرض کفایہ ہے۔

میت کو غسل دینے کا حکم

میت کو غسل دینا فرض کفایہ ہے یعنی اگر چند لوگ بھی اس کو انجام دے دیں تو سب کے ذمہ سے فرض ساقط

ہو جائے گا اور اگر کوئی بھی ادا نہ کرے تو سب کے سب گناہگار ہوں گے اسی وجہ سے غسل دینے سے پہلے میت کی نماز جنازہ پڑھنا جائز نہیں ہے۔

جاننا چاہیے شہید اور باغی اور کافر کو غسل نہیں دیا جائے گا۔

فَصْلٌ عَشَرَةُ أَشْيَاءَ لَا يُغْتَسَلُ مِنْهَا

(یہ فصل ہے ان چیزوں کے بیان میں جن سے غسل فرض نہیں ہوتا) دس چیزیں ایسی ہیں کہ ان کی وجہ سے غسل نہیں کیا جاتا یعنی غسل کرنا واجب نہیں۔

﴿۱۱۸﴾ مَذْيٌ وَوَدْيٌ وَاحْتِلَامٌ بِلَا بَلَلٍ.

ترجمہ مذی و ودی اور احتلام بغیر تری کے۔

مذی اور ودی کا حکم

اس عبارت میں تین مسئلے بیان کئے ہیں (۱) مذی نکلنے سے غسل واجب نہیں ہوتا لفظ مذی عربی میں میم کے زبر اور ذال کے سکون کے ساتھ فصیح ہے اور اردو میں میم کے زبر اور ذال کے زیر کے ساتھ بولتے ہیں مذی وہ پتلا پانی ہے جو بیوی سے چھیڑ چھاڑ کرتے وقت پیشاب کی نالی سے نکلتا ہے اس کے نکلنے میں خاص احساس نہیں ہوتا مذی اللہ کے نظام کے مطابق منی خارج ہونے سے پہلے نکلتی ہے تاکہ منی کے خارج ہونے میں رکاوٹ پیدا نہ ہو مذی کے نکلنے سے طبیعت کا جوش بڑھتا ہے۔ (۲) ودی کے نکلنے سے بھی غسل واجب نہیں ہوتا۔

ودی کی تعریف: یہ طبعی امراض و عوارض کی بنا پر پیشاب سے پہلے یا بعد میں عام طور پر نکلتی ہے یہ شکل و صورت کے اعتبار سے منی کی طرح ہوتی ہے اس کے نکلنے میں بھی کوئی احساس نہیں ہوتا یہاں کے عرف میں اس کو دھات کی بیماری کہا جاتا ہے (۳) اگر کوئی شخص خواب دیکھے کہ وہ بیوی سے صحبت کر رہا ہے اور انزال بھی ہو گیا ہے مگر بیدار ہونے کے بعد کپڑے پر منی کے اثرات نہیں پائے تو اس پر غسل واجب نہیں ہے اور اب یوں کہا جائے گا کہ بس یہ خواب میں ایسے دیکھا تھا اگر انزال ہوا ہے تو تری کہاں گئی؟ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۵۵)

﴿۱۱۹﴾ وَوِلَادَةٌ مِنْ غَيْرِ رُؤْيَةِ دَمٍ بَعْدَهَا فِي الصَّحِيحِ.

ترجمہ اور (بچہ کی) پیدائش بغیر خون دیکھے اس کے بعد صحیح مذہب میں (یہی حکم ہے)

تشریح (مسئلہ ۹۹) کے تحت تفصیل ملاحظہ فرمائیں، باقی مختصراً یہ ہے کہ متن میں ذکر کردہ مسئلہ صاحبین کے نزدیک ہے وقال الامام علیہا الغسل احتیاطا۔ (مراقی الفلاح: ۵۵)

﴿۱۴۰﴾ وَاِيْلَاجِ بِخِرْقَةٍ مَانِعَةٍ مِنْ وُجُوْدِ اللَّذَّةِ.

ایلاج باب افعال کا مصدر ہے داخل کرنا، گھسانا۔ خرقۃ چیتھڑا دھجی جمع خِرَق.

ترجمہ اور (عضو مخصوص کو) داخل کرنا کوئی ایسا کپڑا لپیٹ کر جو مانع ہو لذت کے پانے جانے سے۔

مانع لذت شئی کا حکم

عضو مخصوص پر کوئی کپڑا وغیرہ لپیٹ کر سبیلین میں سے کسی ایک میں داخل کرنا جبکہ اس سے لذت نہ آتی ہو تو بھی غسل فرض نہیں ہے۔

﴿۱۴۱﴾ وَحُقْنَةٍ.

ترجمہ اور حقنہ کرانا (اس سے بھی غسل نہ ہوگا)

حقنہ سے غسل کا عدم وجوب

حقنہ کی تعریف دوا کی بتی یا پچکاری کسی بیمار کے پاخانہ کے مقام میں چڑھانا تاکہ پاخانہ آجائے چونکہ اس سے مقصود فضلات کو نکالنا ہوتا ہے شہوت پورا کرنا نہیں اس لئے غسل نہ ہوگا۔ (مراقی الفلاح: ۵۵)

﴿۱۴۲﴾ وَاِدْخَالِ اِصْبَعٍ وَنَحْوِهٖ فِيْ اَحَدِ السَّبِيْلَيْنِ.

ترجمہ اور داخل کرنا انگلی یا اس جیسی کسی چیز کا دونوں راستوں میں سے کسی ایک میں، (اس کا مسئلہ بھی یہ ہے کہ اس سے بھی غسل نہ ہوگا)

مصنوعی ذکر کے دخول سے غسل کا عدم وجوب

صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ اگر سبیلین میں سے کسی ایک میں انگلی داخل کرلی یا کسی چیز کا مصنوعی ذکر بنا کر داخل کرلیا تو غسل نہ ہوگا۔

﴿۱۴۳﴾ وَوَطْئِ بَهِيْمَةٍ اَوْ مَيْتَةٍ مِنْ غَيْرِ اِنْزَالٍ.

ترجمہ اور چوپائے یا مردہ سے صحبت کرنا بغیر انزال منی کے، (اس سے بھی غسل نہ ہوگا)

مردہ عورت سے صحبت کا حکم

کسی جانور سے وطی کرلی یا کسی مردہ عورت سے وطی کرلی اور انزال نہیں ہوا تو بھی غسل نہ ہوگا۔

﴿۱۲۴﴾ وَاِصَابَةُ بِكْرٍ لَمْ تَزُلْ بَكَارَتُهَا مِنْ غَيْرِ اِنْزَالٍ.

ترجمہ اور باکرہ لڑکی سے اس طرح صحبت کرنا کہ نہ پھٹا ہو اس کا پردۂ بکارت بغیر انزال کے۔ (ان سے بھی غسل نہ ہوگا)

باکرہ لڑکی سے صحبت کا حکم

باکرہ عورت کی شرمگاہ میں عضو مخصوص اس طرح داخل کیا کہ اس کا پردۂ بکارت نہیں پھٹا تو غسل نہ ہوگا جبکہ انزال نہ ہوا ہو۔ (مراقی الفلاح:۵۵)

فَصْلٌ يَفْتَرِضُ فِي الْاِغْتِسَالِ اَحَدَ عَشَرَ شَيْئًا

(یہ فصل ہے غسل کے فرائض کے بیان میں) غسل میں گیارہ چیزیں فرض ہیں:

﴿۱۲۵﴾ غَسْلُ الْفَمِ وَالْاَنْفِ وَالْبَدَنِ مَرَّةً.

فم منھ دہان جمع افواہ اَفْمَام۔

ترجمہ منھ کا دھونا ناک کا دھونا اور تمام بدن کا دھونا ایک مرتبہ۔

غسل کے فرائض

غسل میں تین فرض ہیں (۱) اس طرح کلی کرنا کہ سارے منھ میں پانی پہنچ جائے (۲) ناک میں پانی ڈالنا جہاں تک نرم حصہ ہے۔ (۳) سارے بدن پر پانی پہنچانا۔

اختیاری مطالعہ

کلی کے بجائے پانی پی جانا

(۱) اگر کسی شخص نے غسل میں کلی تو نہیں کی البتہ پانی منھ میں لے کر پی گیا تو یہ دیکھا جائیگا کہ اس نے پانی پینے سے پہلے اسے منھ میں گھمایا ہے یا نہیں اگر گھمایا ہے تو یہ کلی کے قائم مقام ہو جائیگا اور اگر اس طرح پانی پیا کہ وہ پانی منھ کے سب کناروں تک نہیں پہنچا بلکہ صرف زبان سے لگ کر حلق میں چلا گیا تو یہ کلی کے قائم مقام نہ ہوگا۔ (الفتاوی الہندیہ تارخانیہ:۱/ ۲۷۷ مسئلہ ۳۲۸ کتاب المسائل:۱۶۳)

ناپاک لنگی پہن کر غسل جنابت

(۲) اگر کسی شخص نے ناپاک لنگی پہن کر غسل جنابت کیا اور بدن پر اچھی طرح پانی بہایا۔

اور لنگی پر بھی پانی بہا کر ہاتھ سے نچوڑ دیا اور ظاہری نجاست اچھی طرح رگڑ کر دور کردی تو بدن کے ساتھ لنگی بھی پاک ہو جائے گی۔ (حلبی کبیر لاہور: ۱/۱۸۴، کتاب المسائل: ۱۰۸)

ناپاک لنگی پہن کر تالاب میں ڈبکی لگانا

(۳) اگر ناپاک لنگی پہن کر پانی میں ڈبکی لگائی اور لنگی کو نچوڑ لیا اور نجاست کی جگہ اچھی طرح دھوئی تو بدن کے ساتھ لنگی بھی پاک ہو جائے گی اور اگر نہیں نچوڑا تو لنگی ناپاک رہے گی۔ (المحیط البرہانی: ۱/۳۷۸، کتاب المسائل: ۱۰۸)

﴿۱۲۶﴾ وَدَاخِلِ قُلْفَةٍ لَا عُسْرَ فِي فَسْخِهَا.

قلفۃ عضو تناسل کی بڑھی ہوئی کھال جو ختنہ میں کاٹی جاتی ہے جمع قُلَف۔ عُسر باب کرم کا مصدر ہے بمعنی دشوار ہونا۔

ترجمہ اور قلفہ کے اندرونی حصہ کا (دھونا) جبکہ اس کے جدا کرنے میں دقت نہ ہو۔

غیر مختون کا حکم

قلفہ کی تعریف غیر مختون کی اگلی کھال جو ذکر کے سرے کو ڈھکے رہتی ہے مطلب یہ ہے کہ اگر تنگی نہ ہو تو اس کھال کو اوپر کی جانب چڑھا دے یا پلٹ دے اور حشفہ کو پانی سے دھوئے اور اگر اس کے بدلنے الٹنے پلٹنے میں دشواری ہو تو پھر اندرونی حصہ میں پانی پہنچانا ضروری نہیں ہے۔ (مراقی الفلاح علی الطحطاوی: ۵۲)

﴿۱۲۷﴾ وَسُرَّةٍ.

ترجمہ ناف (کا دھونا)

ناف کا سوراخ دھونا

ناف کے سوراخ کے اندر پانی پہنچانا غسل کی تکمیل کے لئے ضروری ہے۔ (مراقی الفلاح ۵۶، تاتارخانیہ ۱/۲۷۵ مسئلہ ۳۷۳)

﴿۱۲۸﴾ وَثَقْبٍ غَيْرِ مُنْضَمٍّ.

الثقب سوراخ، درز جمع ثُقَب و ثُقُوب و اَثْقَاب۔

ترجمہ اور ایسے سوراخ کا (دھونا) جو ملا ہوا نہ ہو۔

کان وغیرہ کے اندرونی حصہ کا دھونا

کان یا دیگر جسم میں اگر ایسا سوراخ ہو جو ملا ہوا نہ ہو تو اس کے اندر کے حصہ کا دھونا بھی ضروری ہے۔
(تاتارخانیہ ۱/۲۷۵ مسئلہ ۳۲۷)

﴿۱۲۹﴾ وَدَاخِلِ الْمَضْفُوْرِ مِنْ شَعْرِ الرَّجُلِ مُطْلَقًا لَا الْمَضْفُوْرِ مِنْ شَعْرِ الْمَرْأَةِ إِنْ سَرَى الْمَاءُ فِيْ أُصُوْلِهِ.

المضفور اسم مفعول ہے باب (ض) ضَفْرًا مصدر ہے گوندھنا۔ ضَفَرَ الشَّعْرَ وَغَيْرَهُ بالوں کو گوندھنا چوٹی بنانا۔ سریٰ باشی معروف باب ضرب سے سَرْيًا مصدر ہے چلنا دوڑنا سرایت کرنا۔ اُصُوْل اصل کی جمع ہے جڑ۔

ترجمہ اور مرد کے گندھے ہوئے بالوں کے داخلی حصہ کا (دھونا) مطلقاً (جڑوں تک پانی پہنچے یا نہ پہنچے بالوں کا کھول کر دھونا ضروری ہے) نہ کہ عورت کے گندھے ہوئے بالوں کا (دھونا) اگر پہنچ جائے پانی بالوں کی جڑوں میں۔

غسل جنابت میں مرد وعورت کا حکم

اس عبارت میں دو مسئلوں کا تذکرہ ہے (۱) اگر کسی مرد نے شوقیہ لمبے بال رکھ کر چوٹی باندھ رکھی ہو تو غسل جنابت کے لئے اس چوٹی کو کھولنا واجب ہوگا محض بالوں کی جڑوں کو تر کرنا کافی نہ ہوگا (۲) عورت نے اگر سر کے بالوں کی چوٹی بندھ رکھی ہو تو غسل جنابت میں ان کو کھولنا ضروری نہیں اور بالوں کا بھگونا بھی کافی ہے البتہ بالوں کی جڑوں میں پانی پہنچانا فرض ہے ایک جڑ بھی سوکھی نہ رہنے پاوے اور اگر بغیر کھولے سب جڑوں میں پانی نہ پہنچ سکے تو کھول ڈالے اور بالوں کو بھی بھگو دے اور اگر سر کے بال گندھے ہوئے نہ ہوں خواہ کھلے ہوئے ہوں یا سر کے پیچھے باندھ رکھے ہوں تو سب بال بھگونا اور ساری جڑوں میں پانی پہنچانا فرض ہے ایک بال بھی سوکھا رہ گیا یا ایک بال کی جڑ میں پانی نہیں پہنچا تو غسل نہ ہوگا۔ (الفتاوی التاتارخانیہ ۱/۲۷۵ مسئلہ ۳۲۷ وردالمحتار مع الشامی ۱/۱۴۲)

﴿۱۳۰﴾ وَبَشْرَةِ اللِّحْيَةِ وَبَشْرَةِ الشَّارِبِ وَالْحَاجِبِ وَالْفَرْجِ الْخَارِجِ.

بَشْرَةٌ کھال کے اوپر کا رخ جمع بَشَرٌ لِحْيَة داڑھی جمع لِحًى۔ شارب مونچھ جمع شَوَارِب۔ حاجب بھواں ابرو جمع حَوَاجِب۔

ترجمہ داڑھی کی کھال، مونچھ کی کھال بھوں کی کھال اور ظاہری فرج (کا دھونا فرض ہے)

ظاہری کھال کا حکم

بدن کے بال کھڑے نہیں ہوتے بلکہ جسم پر پڑے رہتے ہیں ان کرے ہوئے بالوں نے اپنے نیچے بدن کا جو حصہ

چھپا رکھا ہے اسی طرح بالوں کا جو حصہ کھال سے ملا ہوا ہے وہ بھی بال کے نیچے کا حصہ ہے پس پورے بال دھونا ضروری ہے اور اس کے نیچے چھپی ہوئی کھال کو بھی صاف کرنا ضروری ہے اسی کے پیش نظر مصنفؒ نے فرمایا کہ داڑھی کی کھال مونچھ کی کھال بھوؤں کی کھال کا دھونا فرض ہے۔ اسی طرح بدن کا دھونا فرج خارج کو بھی شامل ہے کیونکہ فرج خارج منھ کے ظاہری حصہ کے مانند ہے اور فرج داخل منھ کے حلق کے مانند ہے۔ (مراقی الفلاح: ۵۶، حلبی کبیر: ۵۰)

فَصْلٌ فِي سُنَنِ الْغُسْلِ

﴿۱۳۱﴾ يُسَنُّ فِي الاغْتِسَالِ اِثْنَا عَشَرَ شَيْئًا الاِبْتِدَاءُ بِالتَّسْمِيَةِ وَالنِّيَّةُ وَغَسْلُ الْيَدَيْنِ إِلَى الرُّسْغَيْنِ وَغَسْلُ نَجَاسَةٍ لَوْ كَانَتْ بِانْفِرَادِهَا وَغَسْلُ فَرْجِهِ ثُمَّ يَتَوَضَّأُ كَوُضُوْئِهِ لِلصَّلٰوةِ فَيُثَلِّثُ الْغَسْلَ وَيَمْسَحُ الرَّأْسَ وَلٰكِنَّهُ يُؤَخِّرُ غَسْلَ الرِّجْلَيْنِ إِنْ كَانَ يَقِفُ فِي مَحَلٍّ يَجْتَمِعُ فِيْهِ الْمَاءُ ثُمَّ يُفِيْضُ الْمَاءَ عَلٰى بَدَنِهِ ثَلَاثًا وَلَوِ انْغَمَسَ فِي الْمَاءِ الْجَارِيْ أَوْ مَا فِيْ حُكْمِهِ وَمَكَثَ فَقَدْ أَكْمَلَ السُّنَّةَ وَيَبْتَدِئُ فِيْ صَبِّ الْمَاءِ بِرَأْسِهِ وَيَغْسِلُ بَعْدَهَا مَنْكِبَهُ الْأَيْمَنَ ثُمَّ الْأَيْسَرَ وَيَدْلُكُ جَسَدَهُ وَيُوَالِيْ غَسْلَهُ.

رسغین یہ رُسْغٌ کا تثنیہ ہے گٹا جمع اَرْسُغٌ وَاَرْسَاغٌ۔ یفیض فعل مضارع معروف باب افعال اِفَاضَةٌ مصدر ہے بہانا اَفَاضَ الْمَاءَ پانی ڈالنا۔ انغمس ماضی معروف باب انفعال سے انغماس مصدر ہے ڈبکی لگانا غوطہ لگانا۔ مکث ماضی معروف باب (ن) مکثًا ٹھہرنا۔ صب باب (ن) سے مصدر ہے، پانی ڈالنا بہانا۔ منکب مونڈھا (کندھے اور شانے کا جوڑ) جمع مَنَاكِبُ۔ یوالی بین الامرین باب مفاعلہ فعل مضارع دو کاموں کو لگاتار کرنا۔

مسنون ہیں غسل میں بارہ چیزیں بسم اللہ سے شروع کرنا نیت کرنا دھونا دونوں ہاتھوں کو گٹوں تک اور ناپاکی کا دھونا اگر ہو اس کے بدن پر اس کی علیحدگی کے ساتھ یعنی اول نجاست کا دھونا اور اپنی شرمگاہ کا دھونا پھر وضو کرے اس کے وضو کرنے کی طرح نماز کے لئے چنانچہ ہر دھونے والے عضو کو تین مرتبہ دھوئے اور سر کا مسح کرے لیکن مؤخر کرے دونوں پیروں کے دھونے کو اگر کھڑا ہو ایسی جگہ کہ جہاں پانی اکٹھا ہوتا ہے۔ پھر بہائے پانی اپنے بدن پر تین مرتبہ اور اگر ڈبکی لگائی جاری پانی میں یا جو جاری کے حکم میں ہے (ٹھہرا ہوا کثیر پانی جس کی تفصیل مسئلہ ا کے تحت اختیاری مطالعہ مسئلہ (۴) میں آچکی ہے وہاں ملاحظہ فرمالیں) اور ٹھہر جائے (کچھ دیر) تو اس نے سنت کو مکمل کرلیا اور ابتداء کرے پانی کے بہانے میں سر سے اور دھوئے اس کے بعد اپنے داہنے مونڈھے کو پھر بائیں کو اور رگڑے اپنے بدن کو اور پے در پے دھوئے۔

غسل کا مسنون طریقہ

اس عبارت میں غسل کرنے کا مسنون طریقہ بیان کیا ہے تفصیل اس طرح ہے کہ نیت حاضر کرکے بسم اللہ پڑھ کر دونوں ہاتھ گٹوں تک دھوئے پھر شرمگاہ دھوئے خواہ اس پر نجاست ہو یا نہ ہو اسی طرح ران وغیرہ جہاں ناپاکی لگی ہو اس کو دھوئے پھر وضو کرے یعنی کلی کرے ناک صاف کرے چہرہ اور ہاتھوں کو دھوئے مسح کرے اور پاؤں دھوئے (لیکن اگر غسل خانہ میں پانی جمع ہو جاتا ہو تو وضو میں پاؤں نہ دھوئے غسل سے فارغ ہو کر اس جگہ سے ہٹ کر پاؤں دھوئے) پھر پورے بدن پر پانی بہائے اس طرح کہ بال برابر بھی خشک جگہ نہ رہے تو غسل ہو گیا۔

بدن پر پانی ڈالنے کا طریقہ مصنف کتاب نے یہ بیان کیا ہے کہ اولاً سر پر پانی ڈالے پھر داہنے کندھے پر پھر بائیں پر۔ دوسرا قول یہ بھی ہے کہ پہلے داہنے کندھے پر تین مرتبہ پانی بہائے اس کے بعد بائیں کندھے پر تین مرتبہ پھر سر پر تین مرتبہ پانی ڈالے تیسرا قول یہ ہے کہ اولاً داہنے کندھے پر پھر سر پر پھر تین بار بائیں کندھے پر ڈالے۔ پھر مصنف فرماتے ہیں کہ رگڑ رگڑ کر سارے اعضاء کو دھوئے اور مسلسل رگڑ تا رہے دھوئے۔ (حلبی کبیر: ۱/۵۰)

قولہ ولو انغمس فی الماء الجاری اگر کوئی شخص ماء جاری یا ٹھہرے ہوئے کثیر پانی میں ڈبکی لگائے اور پورا بدن بھیگ جائے یا بارش میں پورا بدن بھیگ جائے تو غسل ہو گیا بشرطیکہ اس نے کلی بھی کی ہو اور ناک بھی صاف کی ہو۔
(حلبی کبیر: ۱/۵۰، تقریر الاسمی: ۱/۳۴)

فَصْلٌ

(۱۳۳) وَآدَابُ الاِغْتِسَالِ هِيَ آدَابُ الْوُضُوْءِ إِلاَّ أَنَّهُ لاَ يَسْتَقْبِلُ الْقِبْلَةَ لأَنَّهُ يَكُوْنُ غَالِبًا مَعَ كَشْفِ الْعَوْرَةِ وَكُرِهَ فِيْهِ مَا كُرِهَ فِي الْوُضُوْءِ۔

عَوْرَةٌ جمع عَوْرَاتٌ ہر وہ حصہ جس کو انسان شرم یا کراہیت کی بناء پر چھپاتا ہے۔

ترجمہ اور غسل کے آداب وہی ہیں جو وضو کے آداب ہیں مگر یہ کہ قبلہ کی جانب رخ نہ کرے کیونکہ عام طور پر غسل کرنے والے کا ستر کھلا ہوا ہوتا ہے اور مکروہ ہے غسل میں وہی چیزیں جو وضو میں مکروہ ہیں۔

برہنہ غسل کرنا

صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ جو چیزیں وضو میں مستحب ہیں وہی سب غسل میں بھی مستحب ہیں جن کا بیان ماقبل میں آچکا ہے اور اگر برہنہ غسل کر رہا ہے تو قبلہ کی جانب رخ نہ کرے کیونکہ کشف عورت کے ساتھ رخ کرنا مکروہ ہے۔ پھر صاحب کتاب نے فرمایا کہ جو چیزیں وضو میں مکروہ ہیں غسل میں بھی مکروہ ہیں۔

اختیاری مطالعہ

(۱) تنہائی میں جہاں دوسروں کی نظر پڑ جانیکا خطرہ نہ ہو ننگے ہوکر غسل کرنا درست ہے تاہم اس وقت بھی تہبند وغیرہ باندھ کر غسل کرے تو زیادہ بہتر ہے۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۵۷) (۲) غسل خانہ میں پیشاب کرنے کی دو صورتیں ہیں (۱) غسل خانہ کو پیشاب خانہ بنانا یعنی عمر کا ہر فرد غسل خانہ میں پیشاب کرے اس کی بالکل اجازت نہیں (۲) غسل کرنے سے پہلے پیشاب نکل جائے ابن المبارک فرماتے ہیں کہ اگر غسل خانہ پکا ہے پانی اس میں جذب ہوتا ہے یا پیشاب نالی میں جمع رہتا ہے تو وہاں پیشاب کرنا مکروہ تحریمی ہے احادیث طیبہ میں اسے بھول چوک اور وسوسے پیدا ہونیکا سبب بتایا گیا ہے۔ (تحفۃ الالمعی ۱/ ۲۳۵، درمختار مع الشامی ۱/ ۳۱۸)

(۳) غسل خانہ میں بلا ضرورت بات چیت نہیں کرنی چاہئے لیکن اگر ضرورت پڑ جائے تو بات چیت کی اجازت ہے مثلاً کسی ضروری بات کا جواب دینا ہو تو یہ منع نہیں ہے۔ (شامی ۱/ ۱۴۵) (۴) غسل کے شروع میں باقاعدہ وضو کرنا مسنون ہے لیکن اگر وضو کے بغیر غسل کرلیا جائے تو اب بعد میں وضو کی ضرورت باقی نہیں رہتی اس لئے کہ تمام اعضاء پر پانی پہنچ جانے کی وجہ سے طہارت کبریٰ کے ساتھ طہارت صغریٰ بھی حاصل ہو جاتی ہے۔ لیکن نیت غسل کے وقت نیت وضو بھی کرلی جائے تاکہ وضو کا بھی ثواب حاصل ہو جائے، البتہ اگر غسل کرنے کے بعد کسی کی ریح خارج ہو جائے اور وضو ٹوٹ جائے اور اس کو نماز پڑھنی ہے تو پھر وضو کرنی ضروری ہے۔ (شامی ۱/ ۱۳۶، کتاب المسائل: ۱۹۶)

فَصْلٌ

﴿۱۳۳﴾ يُسَنُّ الْاِغْتِسَالُ لِاَرْبَعَةِ اَشْيَاءَ صَلٰوةِ الْجُمُعَةِ وَصَلٰوةِ الْعِيْدَيْنِ وَلِلْاِحْرَامِ وَلِلْحَاجِّ فِي عَرَفَةَ بَعْدَ الزَّوَالِ.

اِحرام حاجی کا لباس جو ایک چادر اور ایک تہبند پر مشتمل ہوتا ہے۔ عیدین تثنیہ عید جمع اَعْیَاد وہ دن جس میں خوشی منائی جائے۔

ترجمہ سنت ہے غسل کرنا چار چیزوں کے لئے جمعہ کی نماز کے لئے عیدین کی نماز کے لئے احرام کے لئے اور حاجی کے لئے عرفہ میں سورج ڈھلنے کے بعد۔

تشریح چار طرح کے غسل مسنون ہیں (۱) جمعہ کے دن کا غسل (۲) عیدین کے لئے غسل (۳) احرام کے وقت غسل (۴) عرفہ کے دن غسل، تفصیل اس طرح ہے کہ نماز جمعہ و عیدین کے لئے غسل کرنا مسنون ہے اور یہ سنت صحیح قول کے مطابق نماز سے قبل غسل کرنے ہی سے ادا ہوگی، اور حج و عمرہ کا احرام باندھتے وقت اور میدان عرفات میں زوال کے بعد حاجی کے لئے غسل کرنا مسنون ہے۔ (مراقی الفلاح: ۵۷)

اختیاری مطالعہ

جنابت جمعہ اور عید کے لئے ایک ہی غسل

اگر جمعہ اور عید ایک ہی دن پڑ جائیں اور اس روز غسل جنابت کی بھی ضرورت ہو تو ایک ہی غسل سے جمعہ اور عید کی سنت ادا ہو جائے گی لیکن ثواب کے حصول کے لئے سب کی نیت کرنا ضروری ہوگا۔ (در مختار مع الشامی مصری: ۱/۱۵۷، در مختار مع الشامی بیروت: ۱/۲۷۷)

﴿۱۳۳﴾ وَيُنْدَبُ الْاِغْتِسَالُ فِي سِتَّةَ عَشَرَ شَيْئًا لِمَنْ اَسْلَمَ طَاهِرًا وَلِمَنْ بَلَغَ بِالسِّنِّ وَلِمَنْ اَفَاقَ مِنْ جُنُوْنٍ وَعِنْدَ حِجَامَةٍ وَغُسْلِ مَيِّتٍ وَفِي لَيْلَةِ بَرَاءَةٍ وَلَيْلَةِ الْقَدْرِ اِذَا رَآهَا وَلِدُخُوْلِ مَدِيْنَةِ النَّبِيِّ ﷺ وَلِلْوُقُوْفِ بِمُزْدَلِفَةَ غَدَاةَ يَوْمِ النَّحْرِ وَعِنْدَ دُخُوْلِ مَكَّةَ وَلِطَوَافِ الزِّيَارَةِ وَلِصَلٰوةِ كُسُوْفٍ وَاسْتِسْقَاءٍ وَفَزَعٍ وَظُلْمَةٍ وَرِيْحٍ شَدِيْدَةٍ.

کسوف مصدر از باب ضرب سورج کو گہن لگنا (روشنی غائب ہو جانا) **استسقاء** مصدر باب استفعال بمعنی پانی و سیرابی کی طلب و خواہش اسی سے صلوۃ الاستسقاء آتا ہے۔ **فزع** مصدر باب سمع خوف زدہ ہونا۔

ترجمہ و مطلب:

اور مستحب ہے غسل کرنا سولہ (۱۶) چیزوں میں (۱) اس شخص کے لئے بحالت پاکی اسلام قبول کرے یعنی جس کافر نے اسلام قبول کر لیا ہو اس کے لئے بہتر ہے کہ وہ غسل کرے (۲) اس شخص کے لئے کہ جو بالغ ہوا عمر کے اعتبار سے۔ (بچہ کا بالغ ہونے پر غسل کرنا بھی مستحب ہے اور مفتی بہ قول میں پندرہ سال کا لڑکا اور لڑکی بالغ ہو جاتے ہیں خواہ کوئی علامت ظاہر نہ ہو) (۳) اس شخص کے لئے جو صحت مند ہو گیا جنون سے (تندرستی کی نعمت پر شکریہ غسل کرنا مستحب ہے) (۴) اور پچھنے لگوانے کے بعد (بدن سے خراب اور گندہ خون نکلوانے کے بعد بھی غسل کرنا مستحب ہے) (۵) میت کو نہلانے کے بعد (میت کو غسل دینے والے کے لئے مستحب ہے کہ میت کو غسل دینے کے بعد خود بھی غسل کرے البتہ اس پر غسل واجب اور ضروری نہیں ہے۔ (تعلیم المسائل: ۵۶)

(۶) شب براءت میں (شعبان کی پندرھویں رات کا نام ہے اس رات کو براءت کہنے کی وجہ یہ ہے کہ اس رات میں ہر مومن کے لئے آگ سے براءت کر دی جاتی ہے اور گناہوں کی معافی کا وعدہ کیا گیا ہے اس رات میں بھی غسل کرنا مستحب ہے)

(۷) شب قدر میں اگر اس کو دیکھ لیا جس رات میں شب قدر کا یقین ہو کشف ہو جانے کے باعث یا گمان ہو بسبب آثار و احادیث کے جو اس کے متعلق وارد ہیں (۸) مدینہ منورہ میں داخل ہونے کے وقت (کیونکہ وہ متبرک

معزز مقام ہے) (۹) دسویں ذی الحجہ کی صبح کو مزدلفہ میں ٹھہرنے کے لئے۔ (وقوف مزدلفہ کا وقت دسویں ذی الحجہ کو صبح صادق اور طلوع شمس کے درمیان کا وقت ہے نماز فجر پڑھ کر تکبیر و تہلیل و تلبیہ پڑھتے ہوئے گریہ و زاری کے ساتھ وقوف میں اللہ سے مرادیں مانگے) (۱۰) مکہ معظمہ میں داخل ہونے کے لئے (کیونکہ پروردگار عالم نے اس کو تمام روئے زمین پر فضیلت بخشی ہے) (۱۱) طواف زیارت کے لئے (علامہ طحطاوی فرماتے ہیں کہ طواف زیارت کے لئے غسل کرنے کا تذکرہ اس عبارت میں ہے اور وقوف مزدلفہ سے متعلق تذکرہ گزر چکا ہے اور رمی جمار سے متعلق آگے آنے کا اور یہ تینوں چیزیں ایک ہی دن کرنی ہیں اس لئے ایک ہی غسل سے تینوں غسل کی فضیلت حاصل ہو جائے گی بشرطیکہ سب کی نیت کی ہو) (۱۲) سورج گرہن اور چاند گرہن کی نماز کے لئے (۱۳) بارش طلب کرنے کی نماز کے لئے (۱۴) خوف اور گھبراہٹ کے موقع پر غسل کرنا مستحب ہے (۱۵) اندھیرا چھا جانے کے وقت (دن میں) (۱۶) تیز آندھی چلنے کے وقت (خواہ دن میں ہو یا رات میں) (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۵۸-۵۹)

بَابُ التَّيَمُّمِ

یہ باب تیمم کے بیان میں ہے

ماقبل سے مناسبت: پانی سے پاکی حاصل کرنا اصل ہے اور مٹی سے پاکی حاصل کرنا اس کا خلیفہ ہے اور خلیفہ اصل کے بعد ہوتا ہے اس لئے وضو و غسل کے بعد تیمم کا تذکرہ کیا ہے اور چونکہ تیمم کا ثبوت آیت سے ہے اور مسح علی الخفین کا ثبوت حدیث سے ہے اس لئے تیمم اقوی ہے اس وجہ سے باب التیمم کو مقدم کیا ہے مسح کے بیان پر۔
(طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۶۰)

تیمم کی مشروعیت

ایک مرتبہ نبی ﷺ (غزوۂ مریسیع ۵ ہجری) سفر میں تھے آپ کے ساتھ آپ کی زوجہ محترمہ حضرت عائشہؓ بھی تھیں راستے میں ایک جگہ بیداء یا ذات الجیش میں قافلے نے پڑاؤ کیا تو وہاں حضرت عائشہؓ کا ایک ہار جو انہوں نے اپنی بڑی بہن حضرت اسماءؓ سے عاریۃً لے کر پہن رکھا تھا وہ گم ہو گیا تو نبی ﷺ نے کچھ لوگوں کو اس کے ڈھونڈنے کے لئے متعین کیا۔ تلاش میں دیر لگ گئی تا آں کہ صبح صادق ہو گئی اور یہ جگہ ایسی تھی جہاں نہ تو پانی تھا اور نہ ہی لوگوں کے پاس پانی کا ذخیرہ تھا اب نماز میں دیر ہونے لگی اور لوگ جا جا کر حضرت عائشہؓ کے والد ماجد حضرت ابوبکرؓ سے کہنے لگے کہ دیکھئے آپ کی بیٹی عائشہؓ نے لوگوں کو اور پیغمبر کو روک رکھا ہے یہ باتیں سن کر حضرت ابوبکرؓ کو بھی غصہ آیا اور آ کر حضرت عائشہؓ کو ڈانٹ ڈپٹ کرنے لگے اور اپنے دست مبارک سے حضرت عائشہؓ کی کوکھ میں انگلی چبھونے لگے اس وقت نبی ﷺ حضرت عائشہ

کی ران پر سر رکھ کر آرام فرما تھے اس بنا پر حضرت ابوبکر کے ہاتھ لگانے کے باوجود حضرت عائشہؓ حرکت نہیں فرماتی تھیں تا آں کہ نبی ﷺ بیدار ہوئے اور اللہ تعالیٰ نے آیت تیمم، فتیمموا صعیدا طیبا نازل فرمائی اور لوگوں نے تیمم کر کے نماز ادا کی۔ (تفسیر ابن کثیر مکمل: ۳۳۱، کتاب المسائل: ۱۷۲)

تیمم امت محمدیہ کی خصوصیت ہے

پچھلی امتوں میں طہارت اور پاکی حاصل کرنے کے لئے پانی کا استعمال لازم تھا لیکن امت محمدیہ علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام کے ساتھ اللہ تعالیٰ نے جہاں اور خصوصی انعامات فرمائے ان میں سے ایک انعام یہ بھی تھا کہ اس امت کے لئے مٹی کو پاکی کا ذریعہ بنادیا۔ (بخاری شریف حدیث: ۳۳۵، کتاب المسائل: ۱۷۲)

تیمم کی لغوی تعریف: اس کے لغوی معنی ہیں قصد و ارادہ۔

اصطلاحی تعریف: پاک مٹی وغیرہ سے چہرہ اور دونوں ہاتھوں کا مسح کرنا قاعدہ شرعیہ کے مطابق طہارت کی نیت سے۔ (مراقی الفلاح: ۶۰)

تیمم کی شرطیں

علامہ شامیؒ نے لکھا ہے کہ تیمم کے صحیح ہونے کے لئے نو شرطیں ہیں (۱) مسلمان ہونا (۲) نیت کرنا (۳) مسح کرنا (۴) تین یا اس سے زائد انگلیوں سے مسح کرنا (۵) مٹی یا اس کی جنس کی چیز کا موجود ہونا (۶) مٹی کا پاک ہونا (۷) پانی کے استعمال پر قادر نہ ہونا (۸) حیض اور نفاس سے پاک ہونا (۹) اعضائے تیمم (چہرہ اور ہاتھ کہنیوں تک) کا استیعاب کرنا۔ (شامی ۱/۳۲۹، بیروت، شامی مصری: ۱/۲۱۳، کتاب المسائل: ۱۷۳)

﴿۱۳۵﴾ يَصِحُّ بِشُرُوطٍ ثَمَانِيَةٍ اَلْاَوَّلُ النِّيَّةُ وَحَقِيْقَتُهَا عَقْدُ الْقَلْبِ عَلَى الْفِعْلِ وَوَقْتُهَا عِنْدَ ضَرْبِ يَدِهٖ عَلٰى مَا يَتَيَمَّمُ بِهٖ.

ترجمہ: صحیح ہو جاتا ہے تیمم آٹھ شرطوں کے ساتھ اول نیت ہے اور اس کی حقیقت (تعریف) دل کا ارادہ کرنا کسی کام کے متعلق اور اس کا وقت۔ وہ ہے کہ جب ہاتھ مارے اس چیز پر جس سے تیمم کرے گا۔

تشریح: صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ تیمم کے صحیح ہونے کے لئے آٹھ شرطیں ہیں شرط اول نیت کرنا ہے کسی کام سے متعلق دل کے پختہ ارادہ کرنے کو نیت کہتے ہیں یعنی اللہ تعالیٰ کی خوشنودی کے حصول اور اس کے حکم کی تعمیل کی غرض سے کسی کام کو انجام دینے کا ارادہ کرنا شرعاً نیت کہلاتا ہے، جب کوئی شخص تیمم کرنا چاہے تو اس وقت نیت بھی کرنی ضروری ہے۔

﴿۱۳۶﴾ وَشُرُوْطُ صِحَّةِ النِّيَّةِ ثَلٰثَةٌ اَلْاِسْلَامُ وَالتَّمْيِيْزُ وَالْعِلْمُ بِمَا يَنْوِيْهِ.

ترجمہ: اور نیت کے صحیح ہونے کی شرطیں تین ہیں مسلمان ہونا سمجھدار ہونا اور جاننا اس چیز کا جس کی نیت کر رہا ہے۔

نیت کے صحیح ہونے کی شرطیں

نیت کے درست ہونے کے لئے تین شرطیں ہیں (۱) مسلمان ہونا ہے کہ ثواب مرتب ہو کیونکہ کافر ثواب سے محروم ہے (۲) سمجھدار ہونا (اپنے کلام کو سمجھتا ہو) (۳) جس کی نیت کر رہا ہے اس کا جاننا یعنی اسے اس بات کا بھی علم ہو کہ میں کس چیز کے لئے تیمم کر رہا ہوں۔ (مراقی الفلاح: ۶۰)

﴿۱۳۷﴾ وَيُشْتَرَطُ لِصِحَّةِ نِيَّةِ التَّيَمُّمِ لِلصَّلٰوةِ بِهٖ اَحَدُ ثَلٰثَةِ اَشْيَاءَ اِمَّا نِيَّةُ الطَّهَارَةِ وَاسْتِبَاحَةِ الصَّلٰوةِ اَوْ نِيَّةُ عِبَادَةٍ مَقْصُوْدَةٍ لَا تَصِحُّ بِدُوْنِ طَهَارَةٍ فَلَا يُصَلِّيْ بِهٖ اِذَا نَوَى التَّيَمُّمَ فَقَطْ اَوْ نَوَاهُ لِقِرَاءَةِ الْقُرْاٰنِ وَلَمْ يَكُنْ جُنُبًا.

ترجمہ: اور جس تیمم سے نماز پڑھنے کا ارادہ ہے اس کی نیت درست ہونے کی شرط یہ ہے کہ تین چیزوں میں سے کوئی ایک ہو یا تو طہارت کی نیت ہو یا نماز کو مباح کرنے کی نیت ہو یا ایسی عبادت مقصودہ کی نیت ہو جو صحیح نہیں ہوتی بغیر طہارت کے پس نماز نہیں پڑھ سکتا اس تیمم سے جبکہ صرف تیمم کی نیت کی ہو (مذکورہ تین چیزوں میں سے کسی ایک کی نیت نہ ہو) یا نیت کی قرآن کی تلاوت کے لئے اور حال یہ کہ وہ جنبی نہ ہو۔ (تو اس صورت میں بھی اس تیمم سے نماز پڑھنا درست نہیں ہے)

کس تیمم سے نماز پڑھنا صحیح ہے

نماز پڑھنا جس تیمم سے جائز ہے اس کے لئے شرط یہ ہے کہ درج ذیل تین نیتوں میں سے کوئی ایک نیت کی جائے (۱) طہارت کا ملنا (۲) یا نماز پڑھنے کا جواز (۳) یا ایسی عبادت مقصودہ کی انجام دہی جس کی ادائیگی طہارت کے بغیر درست نہیں ہوتی۔

عبادت غیر مقصودہ کے تیمم سے نماز

جو تیمم عبادت غیر مقصودہ کے لئے یا ایسی عبادت کے لئے کیا جائے جس کے لئے وضو شرط نہیں ہے مثلاً زبانی قرأت قرآن کے لئے تو اس تیمم سے نماز پڑھنا جائز نہیں اسی طرح جو تیمم صرف قرآن مجید چھونے کی نیت سے کیا جائے (اس میں طہارت کا ملنے کی نیت شامل نہ ہو) تو اس سے بھی نماز پڑھنا درست نہیں۔ قولہ ولم یکن جنبا اس قید کا

فائدہ یہ ہے کہ اگر وہ جنبی ہوگا تو اس کی نیت اس نے طہارت کی ہوگی اور جو تیمم طہارت کی نیت سے کیا جائے اس سے نماز ادا کی جاسکتی ہے لیکن اگر کوئی مسجد میں سو رہا تھا اور اس حالت میں اس کو احتلام ہوگیا اب اس نے وہاں تیمم کیا تو اس سے وہ نماز ادا نہیں کرسکتا کیونکہ اس کی نیت اس تیمم سے مسجد سے باہر آنا تھا۔ (الفتاوی الشامی ج ۱ رحمانیہ ۱/۲۶۵ مسئلہ ۵۵)

(۳۸) الثانی: العذر المبیح للتیمم کبعدہ میلا عن ماء ولو فی المصر وحصول مرض وبرد یخاف منہ التلف او المرض وخوف عدو وعطش واحتیاج لعجن لا لطبخ مرق ولفقد آلۃ.

برد سردی۔ عدو دشمن جمع اعداء۔ عطش پیاس باب سمع سے عطش یعطش عطشًا پیاسا ہونا، پیاس لگنا۔ مرق شوربا، شوربہ۔

ترجمہ: دوسری (شرط) وہ عذر جو تیمم کے لئے مبیح ہو (تیمم کو جائز کرنے والا ہو یعنی جس عذر کی وجہ سے تیمم کرنا درست ہے) جیسے اس کا دور ہونا پانی سے ایک میل اگرچہ شہر میں ہی ہو اور اس بیماری اور ٹھنڈک کا پایا جانا کہ جس سے ہلاک ہونے کا اندیشہ ہو یا بیمار ہوجانے کا اندیشہ ہو اور دشمن کا خوف ہونا اور پیاس کا خوف ہونا اور آٹا گوندھنے کی ضرورت کا ہونا نہ کہ شوربا پکانے کے لئے اور پانی نکالنے کے آلہ نہ ہونے کی وجہ سے۔

تیمم کرنا کب جائز ہے؟

(۱) پانی کے استعمال پر قدرت نہ ہونا یعنی حقیقی ہو (مصنف کا مدار) سے پانی ایک میل یا اس سے زیادہ مسافت پر ہو اور وہاں تک پہنچنے میں نماز کا وقت فوت ہونے کا اندیشہ ہو۔

فائدہ: ایک میل شرعی۔ ایک کلومیٹر ۸۲۸ میٹر ۸ سینٹی میٹر کا ہوتا ہے میل سے یہاں یہی مقدار مراد ہے۔ (۲) پانی کے استعمال کی وجہ سے مرض بڑھ جانے یا دیر سے شفا ہونے کا خطرہ ہو (۳) سخت سردی جنبی کے لئے گرم پانی سے غسل کا انتظام نہ ہو اور ٹھنڈے پانی سے جان کی ہلاکت یا اعضاء کے شل ہونے کا خطرہ ہو (۴) پانی کا ایسی خطرناک جگہ ہو کہ وہاں جاکر پانی لانے میں سخت نقصان کا خطرہ ہو مثلاً وہاں سانپ ہو یا کوئی دشمن بیٹھا ہو یا بھیانک آگ جل رہی ہو یا مثلاً آدمی ایسی جگہ ہو کہ اگر وہاں سے ہٹ کر دوسری جگہ جائے تو اپنے مال کے ضائع ہونے کا اندیشہ ہو (۵) پانی محض پینے کی ضرورت کے لئے کافی ہو اور اس سے وضو یا غسل کرنے سے قافلہ والوں یا ان کے جانوروں کے پیاسے مرجانے کا خوف ہو (۶) گوشت کو بھون کر بھی کھایا جاسکتا ہے اس لئے اگر گوشت پکانے کیلئے پانی ہو اور وہ تیمم کرے تو جائز نہ ہوگا ہاں اگر اس کے پاس صرف اتنا پانی ہے کہ اس سے آٹا گوندھا جاسکتا ہے تو اس سے آٹا گوندھے کیونکہ آٹا بلا گوندھے نہیں پکایا جاسکتا اس لئے اس صورت میں تیمم جائز ہے (۷) پانی کو کنویں وغیرہ سے حاصل کرنے کے لئے کوئی

بشرطیکہ موجود نہ ہو اور نہ کنویں میں اترنے کی ہمت ہو تو ان سب صورتوں میں تیمم کر کے نماز پڑھنا جائز ہے۔ (کتاب المسائل: ۱/۱۷۴، درمختار زکریا/ ردالمحتار دارالکتاب: ۱/۳۵۱-۳۵۵)

اختیاری مطالعہ

مرض میں کس کی رائے کا اعتبار ہے

(۱) مریض خود اپنے تجربہ یا ظن غالب سے واقعی مرض کے بڑھ جانے کا اندیشہ کرے یا کوئی مسلمان ماہر ڈاکٹر اسے خبر دے تو اس کے لئے تیمم کرنا جائز ہے۔ (حلبی کبیر: ۱/۶۵، کتاب المسائل: ۱/۱۷۴)

ریل میں تیمم کا حکم

(۲) اگر ریل میں پانی بالکل نہ ہو اور ایسا اسٹیشن جہاں پانی دستیاب ہو سکے اتنی دور ہو کہ وہاں تک پہنچتے پہنچتے نماز کا وقت فوت ہونے کا اندیشہ ہو یا اسٹیشن پر اتر کر وضو کرنے یا پانی لینے تک گاڑی کے چل دینے کی وجہ سے ممکن نہ ہو تو ایسے مسافر کے لئے تیمم کرنا درست ہے اور اگر ریل میں پانی تو موجود ہو لیکن بھیڑ وغیرہ کی وجہ سے وضو نہ کر سکے تو وہ وقت کے اندر تیمم کر کے نماز پڑھ لے مگر بعد میں قضا کرنا لازم ہوگی (احسن الفتاوی ۱/۵۵) اور ریل چلتے ہوئے کھڑکی سے جو نہروں یا تالابوں کا پانی نظر آتا ہے اس کا اعتبار نہیں ہے کیونکہ گاڑی چلتے ہوئے اس پانی کا حصول قدرت میں نہیں ہے۔ (شامی دارالکتاب: ۱/۳۵۶، کتاب المسائل: ۱/۱۷۵)

غسل کا تیمم وضو کے لئے کافی ہے

(۳) اگر جنبی شخص کے پاس صرف بقدر وضو پانی ہو یا کسی اور عذر مرض وغیرہ کی وجہ سے اس کے لئے تیمم جائز ہو جائے تو دونوں صورتوں میں غسل کی نیت سے جو تیمم کیا جائیگا وہ وضو کے لئے بھی کافی ہو جائیگا جو پانی موجود ہے اس سے وضو کرنا ضروری نہیں ہے ہاں اگر اس کے بعد کوئی حدث اصغر پیش آجائے تو اب وضو کرنا ہوگا چونکہ وہ وضو کے بقدر پانی پر قادر ہے۔ (شامی دارالکتاب: ۱/۳۵۱، احسن الفتاوی: ۱/۵۶)

قیدی کے لئے تیمم

(۴) جیل کا قیدی اگر پانی کے حصول پر قادر نہ ہو تو اس کے لئے حکم یہ ہے کہ فی الحال تیمم کر کے نماز پڑھ لے اور پانی کے بعد وضو کر کے تمام نمازوں کو دہرائے یہی حکم اس شخص کے لئے بھی ہے جو اتفاقاً کسی کمرہ وغیرہ میں بند ہو جائے۔ (کتاب المسائل: ۱/۱۷۶، الفتاوی التاتارخانیہ: ۱/۲۴۸ مسئلہ ۵۰۸، امداد الفتاوی: ۱/۱۰۳)

﴿۱۳۹﴾ وَخَوْفِ فَوْتِ صَلٰوةِ جَنَازَةٍ أَوْ عِيْدٍ وَلَوْ بِنَاءً وَلَيْسَ مِنَ الْعُذْرِ خَوْفُ الْجُمُعَةِ وَالْوَقْتِ.

ترجمہ اور (جائز ہے تیمم) نماز جنازہ کے فوت ہونے کے ڈر کی وجہ سے یا نماز عید کے اگرچہ بنا کی صورت ہو اور نہیں ہے عذر سے جمعہ (کے فوت ہونے کا) ڈر اور وقت (کے ختم ہو جانے کا) ڈر۔

کن نمازوں کے لئے تیمم کی خصوصی اجازت ہے

ہر اس نماز کے لئے جس کے فوت ہو جانے پر قضا نہ ہو (جیسے نماز جنازہ اور عیدین) اور وضو میں مشغول ہونے کی وجہ سے اس کے بالکل چھوٹ جانے کا خوف ہو تو جلدی سے تیمم کر کے ایسی نمازیں پڑھ سکتے ہیں لیکن جس نماز کے فوت ہونے پر قضا ممکن ہو جیسے پنجگانہ نمازیں نماز جمعہ اور نماز وتر تو وہ تیمم سے ادا نہیں ہو سکتیں کیوں کہ ان نمازوں کا خلیفہ موجود ہے ظہر کی نماز، نماز جمعہ کا نائب اور خلیفہ ہے اور وقتیہ نمازوں کی قضا ہو سکتی ہے۔ (حلبی: ۸۳/۱، در مختار مع رد المحتار: ۳۶۲/۱)

مصنف کا قول ولو بناءً کا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص وضو کر کے نماز جنازہ یا نماز عید پڑھ رہا تھا درمیان نماز میں حدث لاحق ہو گیا اور اس کو یہ خوف ہو کہ اگر وضو کرنے میں لگ گئے تو نماز جنازہ یا نماز عید فوت ہو جائے گی تو تیمم کر کے بقیہ نماز پوری کر سکتا ہے اگرچہ وضو والی نماز پر بناء ہے۔ (طحطاوی: ۶۳) (۲) اگر کسی شخص نے نماز جنازہ فوت ہونے کے خطرہ سے تیمم کیا جبکہ پانی موجود ہے تو اس تیمم سے دوسری کوئی نماز پڑھنا درست نہیں ہے ہاں اگر اسی وقت فوراً دوسرا جنازہ آ جائے اور اتنا وقت نہ ہو کہ وضو کر کے اسے ادا کیا جا سکے تو اس صورت میں پہلے تیمم سے دوسری نماز جنازہ پڑھنا بھی درست ہوگا۔ (حلبی کبیر: ۸۳/۱)

اختیاری مطالعہ

تنگی وقت کی وجہ سے تیمم

(۱) اگر پنج وقتہ نمازوں میں سے کوئی اتنی مؤخر کر دی جائے کہ وضو کر کے نماز پڑھنے میں وقت نکل جانے کا اندیشہ ہو اور اتنا وقت ہو کہ تیمم کر کے فوراً وہ نماز ادا کی جا سکتی ہو تو امام زفرؒ کے نزدیک اس وقت تیمم کر کے نماز پڑھ لے پھر بعد میں وضو کر کے نماز قضا کرے احتیاطاً اسی پر فتویٰ ہے۔ (شامی بیروت: ۳۶۶/۱)

﴿۱۴۰﴾ اَلثَّالِثُ أَنْ يَكُوْنَ التَّيَمُّمُ بِطَاهِرٍ مِنْ جِنْسِ الْأَرْضِ كَالتُّرَابِ وَالْحَجَرِ وَالرَّمْلِ لَا الْحَطَبِ وَالْفِضَّةِ وَالذَّهَبِ.

تراب مٹی جمع اتربۃ وتربان۔ رمل جمع رِمَال ریت۔ حطب جلانے کی لکڑی جمع احطاب۔

ترجمہ تیسری (شرط) یہ ہے کہ تیمم کسی ایسی پاک چیز سے ہو جو زمین کی جنس سے ہو جیسے مٹی پتھر ریت نہ کہ لکڑی چاندی اور سونا۔

کن چیزوں پر تیمم کرنا جائز ہے

اس عبارت میں صحت تیمم کے لئے تیسری شرط کا بیان ہے پاک زمین اور اس کی ہر اس جنس پر تیمم کرنا جائز ہے جو آگ میں ڈالنے سے نہ جلے نہ ڈھلے اور نہ نرم ہو جیسے پتھر اور ہر قسم کی مٹی اور جو چیزیں آگ میں ڈالنے سے جل جائیں یا پگھل جائیں یا نرم ہو جائیں تو اگر ان پر گرد وغبار نہ ہو تو تیمم جائز نہ ہوگا جیسے لوہا تانبا سونا چاندی وغیرہ۔ (مراقی الفلاح: ۶۴، کتاب المسائل: ۱۸۰)

گرد وغبار پر تیمم

اگر لوہا یا لکڑی وغیرہ پر اتنا گرد جم رہا ہو کہ اس پر ہاتھ پھیرنے سے گرد کا اثر ظاہر ہو جائے تو اس پر بھی تیمم درست ہے۔ (شامی بیروت: ۱/ ۳۶۱، کتاب المسائل: ۱۸۰)

سیمنٹڈ دیوار اور ٹائل وغیرہ پر تیمم

سیمنٹ ٹائل پتھر چونا سب زمین کی جنس سے ہیں لہٰذا اگر وہ پاک ہوں تو ان پر تیمم جائز ہے اگر چہ ان پر بالکل بھی گرد وغبار نہ ہو۔ (الفتاوی التاتارخانیہ: ۱/ ۲۴۳ مسئلہ ۶۹۲)

---

(۱۴۱) اَلرَّابِعُ اِسْتِيْعَابُ الْمَحَلِّ بِالْمَسْحِ.

ترجمہ چوتھی (شرط) مسح سے محل کا گھیر لینا۔

تیمم کا طریقہ

اس عبارت میں تیمم کے طریقہ کا بیان ہے، تیمم کا طریقہ یہ ہے کہ نیت کر کے دونوں ہتھیلیاں مٹی پر ماری جائیں اس کے بعد انہیں پورے چہرے پر پھیر لیا جائے اس کے بعد دوبارہ ہتھیلیاں مٹی یا غبار پر مار کر کہنیوں تک دونوں ہاتھوں پر ہاتھ پھیرا جائے، اگر انگلیوں میں انگوٹھی پہن رکھی ہو تو اس کو اتار دیں، یا آگے پیچھے کر دیں کوئی حصہ بال برابر بھی باقی نہ رہے ورنہ تیمم درست ہوگا اور نہ نماز درست ہوگی۔ (درمختار بیروت: ۱/ ۳۵۵)

---

(۱۴۲) اَلْخَامِسُ اَنْ يَمْسَحَ بِجَمِيْعِ الْيَدِ اَوْ بِاَكْثَرِهَا حَتّٰى لَوْ مَسَحَ بِاِصْبَعَيْنِ لَا يَجُوْزُ

وَلَوْ تَكَرَّرَ حَتَّى اسْتَوْعَبَ بِخِلَافِ مَسْحِ الرَّأْسِ.

ترجمہ پانچویں (شرط) مسح کرنا تمام ہاتھ یا اس کے اکثر حصہ سے یہاں تک کہ اگر مسح کرے دو انگلیوں سے تو جائز نہ ہوگا اگر چہ وہ اس قدر مکرر کرے کہ مسح کرنے کی تمام جگہ پر ہاتھ پھر جائے (تب بھی جائز نہ ہوگا) برخلاف سر کے مسح کے۔

سر کے مسح اور تیمم کے مسح میں فرق

سر کے مسح اور تیمم کے مسح میں فرق یہ ہے کہ اگر سر کا مسح ایک دو انگلیوں سے بھی کرلیا چوتھائی سر کے بقدر تو مسح صحیح ہو جائے گا لیکن تیمم کے مسح کے لئے شرط یہ ہے کہ یا تو پورے ہاتھ سے کرے یا تین انگلیوں سے یا تین سے زائد سے کرے حتی کہ اگر دونوں انگلیوں سے بار بار مسح کرتا رہا اور مسح کرنے کی تمام جگہ پر مسح ہوگیا تو تیمم درست نہ ہوگا۔ (مراقی الفلاح: ۶۵، البحر الرائق: ۱/۱۵۲)

﴿۱۴۳﴾ اَلسَّادِسُ أَنْ يَكُوْنَ بِضَرْبَتَيْنِ بِبَاطِنِ الْكَفَّيْنِ وَلَوْ فِيْ مَكَانٍ وَاحِدٍ وَيَقُوْمُ مَقَامَ الضَّرْبَتَيْنِ إِصَابَةُ التُّرَابِ بِجَسَدِهٖ إِذَا مَسَحَهٗ بِنِيَّةِ التَّيَمُّمِ.

یکون اس کی ضمیر تیمم کی جانب راجع ہے۔ لو اس کے بعد کان فعل ناقص اور اس کا اسم محذوف ہے، اصل عبارت اس طرح ہے لو کان الضرب ناذ. مسحہ ضمیر منصوب، تراب کی جانب راجع ہے۔

ترجمہ چھٹی (شرط) یہ ہے کہ تیمم دو ضربوں سے ہو دونوں ہتھیلیوں کے باطن سے اگر چہ ہوں ایک ہی جگہ میں اور قائم مقام ہو جائے گا دو ضربوں کے مٹی کا لگ جانا اس کے بدن پر جبکہ مسح کر لیا اس کا تیمم کی نیت سے۔

تیمم کی بقیہ شرطوں کا بیان

چھٹی شرط یہ بیان کی ہے کہ تیمم دو ضربوں سے ہوگا اور دونوں ہتھیلیوں کے باطن سے ہوگا اس کے بعد مصنفؒ نے دو مسئلے ذکر کئے ہیں (۱) ایک ہی مٹی پر بار بار تیمم کرنا درست ہے تیمم کرنے سے مٹی مستعمل نہیں ہوتی۔ (تاتارخانیہ: ۱/۲۸۷، مسئلہ ۸۱۷) (۲) اگر کسی جگہ گرد وغبار اڑ رہا ہو تو اس درمیان اگر کوئی شخص تیمم کے ارادے سے اپنے چہرہ اور ہاتھوں کو حرکت بھی دیدے گا تو اس کا تیمم صحیح ہو جائے گا باقاعدہ ہاتھ پھیرنے کی ضرورت نہ ہوگی۔ (شامی بیروت: ۱/۳۹۷، کتاب المسائل: ۱۷۸)

﴿۱۴۴﴾ اَلسَّابِعُ انْقِطَاعُ مَا يُنَافِيْهِ مِنْ حَيْضٍ أَوْ نِفَاسٍ أَوْ حَدَثٍ.

ترجمہ ساتویں (شرط) ان چیزوں کا ختم ہونا جو طہارت کے مخالف ہیں یعنی حیض نفاس حدث۔

تشریح تیمم کی صحت کے لئے شرط یہ ہے کہ حیض نفاس سے پاک ہو اور حدث جیسے پیشاب ٹپکنے کی بیماری سے محفوظ ہو۔

﴿۱۳۵﴾ اَلثَّامِنُ زَوَالُ مَا يَمْنَعُ الْمَسْحَ كَشَمْعٍ وَّشَحْمٍ.

ترجمہ آٹھویں (شرط) ان چیزوں کا ختم ہونا جو مسح کو روک دیتی ہیں جیسے موم چربی۔

تشریح تیمم کے صحیح ہونے کے لئے شرط یہ ہے کہ جو چیزیں مسح سے مانع ہیں وہ نہ ہوں لہذا موم اور چربی جو مسح کی جگہوں پر لگی ہوئی ہوں تو مسح کرتے وقت ان کا چھڑانا ضروری ہے کیوں کہ ان کے موجود رہتے ہوئے مسح انہیں پر ہوگا نہ کہ بدن پر تو پاکی حاصل نہ ہوسکے گی۔ (مراقی الفلاح ج:۶۵)

﴿۱۳۶﴾ وَسَبَبُهٗ وَشُرُوْطُ وُجُوْبِهٖ كَمَا ذُكِرَ فِي الْوُضُوْءِ وَرُكْنَاهُ مَسْحُ الْيَدَيْنِ وَالْوَجْهِ.

ترجمہ اور اس کا سبب اور اس کے واجب ہونے کی شرطیں وہ ہیں جو کہ وضو میں ذکر کی جاچکیں اور اس کے رکن (دو ہیں) دونوں ہاتھوں کا مسح کرنا اور چہرہ کا مسح کرنا۔

تشریح جو اسباب اور شرطیں وضو کی ہیں (جن کا بیان فصل فی الوضوء میں گذر چکا ہے) وہی سب تیمم کے لئے ہیں اور تیمم کے ارکان دو ہیں (۱) پورے چہرے پر ہاتھ پھیرنا (۲) کہنیوں تک دونوں ہاتھوں پر مسح کرنا۔

﴿۱۳۷﴾ وَسُنَنُ التَّيَمُّمِ سَبْعَةٌ اَلتَّسْمِيَةُ فِيْ اَوَّلِهٖ وَالتَّرْتِيْبُ وَالْمُوَالَاةُ وَاِقْبَالُ الْيَدَيْنِ بَعْدَ وَضْعِهِمَا فِي التُّرَابِ وَاِدْبَارُهُمَا وَنَفْضُهُمَا وَتَفْرِيْجُ الْاَصَابِعِ.

اقبال ادبار دونوں باب افعال کے مصدر ہیں آگے پیچھے کرنا محاورہ ہے اقبلت زیدا مرۃ وادبرتہ اخری ایک مرتبہ میں نے زید کو آگے چلتا کیا اور دوسری مرتبہ پیچھے۔ نفض باب نصر کا مصدر ہے جھاڑنا۔

ترجمہ اور تیمم کی سنتیں سات ہیں (۱) اس کے شروع میں بسم اللہ پڑھنا (۲) ترتیب (۳) مسلسل (تیمم کے اعضاء پر مسلسل مسح کرنا) (۴) دونوں ہاتھوں کا آگے کی طرف بڑھانا مٹی میں ہاتھوں کو رکھنے کے بعد (۵) اور ان کا پیچھے کی جانب لوٹانا (۶) دونوں ہاتھوں کا جھاڑنا (۷) انگلیوں کا کشادہ رکھنا۔

تشریح ترجمہ سے ظاہر ہے۔

﴿۱۳۸﴾ وَنُدِبَ تَاْخِيْرُ التَّيَمُّمِ لِمَنْ يَّرْجُو الْمَاءَ قَبْلَ خُرُوْجِ الْوَقْتِ.

یرجو فعل مضارع معروف باب (ن) رجاءٌ مصدر ہے امید کرنا، امید رکھنا، پر امید ہونا۔

ترجمہ اور مستحب ہے تیمم کو مؤخر کرنا اس آدمی کے لئے جو امید کرتا ہو پانی کی، وقت کے نکلنے سے پہلے۔

اگر پانی مل جانے کی امید ہو تو کیا کرے؟

اگر پانی موجود نہ ہو اور یہ امید ہو کہ نماز کے آخری وقت تک پانی مل جائیگا تو نماز کو آخری وقت تک مؤخر کرنا مستحب ہے اگر اس کو پانی مل گیا تو وضو کر کے نماز پڑھ لے اور اگر نہیں ملا تو تیمم کر کے نماز پڑھ لے۔

﴿۱۴۹﴾ وَيَجِبُ التَّاخِيْرُ بِالْوَعْدِ بِالْمَاءِ وَلَوْ خَافَ الْقَضَاءَ.

ترجمہ اور ضروری ہے مؤخر کرنا پانی کے وعدہ کی وجہ سے اگرچہ خوف ہو قضا کا۔

تشریح اگر کسی نے پانی کا وعدہ کیا تو اب اس کو انتظار کرنا واجب اور ضروری ہے اگرچہ نماز کے فوت ہو جانے کا اندیشہ ہو مگر شرط یہ ہے کہ وعدہ کرنے والے کے پاس پانی موجود ہو یا کسی ایسی جگہ ہو جہاں سے وہ لا سکتا ہے اور ایک میل سے کم کی دوری پر ہو۔ (مراقی الفلاح:۶۶)

﴿۱۵۰﴾ وَيَجِبُ التَّاخِيْرُ بِالْوَعْدِ بِالثَّوْبِ اَوِ السِّقَاءِ مَالَمْ يَخَفِ الْقَضَاءَ.

سقاء مشک، جمع اَسْقِيَةٌ وَاَسْقِيَاتٌ.

ترجمہ اور واجب ہے تاخیر کرنا کپڑا دینے کے وعدہ کے ساتھ یا ڈول کے وعدہ کے ساتھ جب تک کہ خوف نہ ہو قضا کا۔

کپڑا دینے کے وعدہ پر برہنہ نماز پڑھنا کیسا ہے؟

اگر کسی کے پاس کپڑے نہیں ہے وہ برہنہ ہے اور اس کو کسی نے کپڑا دینے کا وعدہ کیا ہے تو برہنہ نماز پڑھنے کے بجائے کپڑوں کا انتظار کرنا ضروری ہے اگر اس نے بغیر کپڑوں کا انتظار کئے نماز پڑھ لی تو نماز نہ ہوگی۔ اسی طرح اگر اس کے پاس پانی نکالنے کا کوئی بندوبست نہیں ہے اور کسی نے اس کو ڈول رسی لا کر دینے کا وعدہ کیا ہے تو بھی تیمم میں تاخیر کرنا واجب ہے بشرطیکہ نماز کے قضا ہونے کا اندیشہ نہ ہو اور اگر اندیشہ ہے تو اسی حال میں برہنہ یا تیمم کر کے نماز پڑھ لے۔

(مراقی الفلاح:۶۶)

﴿۱۵۱﴾ وَيَجِبُ طَلَبُ الْمَاءِ اِلٰى مِقْدَارِ اَرْبَعِ مِائَةِ خُطْوَةٍ اِنْ ظَنَّ قُرْبَهُ مَعَ الْاَمْنِ وَاِلَّا فَلَا.

اَلْخُطْوَةُ اس کی جمع خُطُوَاتٌ۔ ہے، دو قدموں کا درمیانی فاصلہ تقریباً ۳۰ انچ یعنی ایک فٹ۔

ترجمہ اور ضروری ہے پانی تلاش کرنا چار سو قدم کی مقدار تک اگر گمان ہو اس کے قریب ہونے کا امن کے ساتھ ورنہ نہیں۔

تشریح پانی تلاش کرنا واجب ہے چار سو قدم تک بشرطیکہ گمان ہو کہ امن کے ساتھ پانی حاصل ہو جائے گا اور اگر امن کے ساتھ پانی حاصل نہ ہو تو پھر واجب نہیں۔

﴿۱۵۲﴾ وَيَجِبُ طَلَبُهُ مِمَّنْ هُوَ مَعَهُ إِنْ كَانَ فِي مَحَلٍّ لَا تَشُحُّ بِهِ النُّفُوسُ وَإِنْ لَمْ يُعْطِهِ إِلَّا بِثَمَنِ مِثْلِهِ لَزِمَهُ شِرَاؤُهُ بِهِ إِنْ كَانَ مَعَهُ فَاضِلاً عَنْ نَفَقَتِهِ.

لاتشح فعل مضارع منفی معروف باب نصر شحا مصدر ہے بخل کرنا، کنجوسی کرنا۔ **یعطہ** فعل مجزوم ہے اصل میں **یعطیہ** تھا لم کی وجہ سے ی حرف علت حذف ہوگئی ہے۔ **ثمن** نقد مال یا سامان جو باہمی رضامندی سے دوسری شئ کے عوض دیا جائے اور یہاں ثمن مثل سے مراد یہ ہے کہ بائع اور مشتری کے درمیان آپس کی رضامندی سے جو طے ہو جائے خواہ وہ بازاری بھاؤ سے کم ہو یا زیادہ۔

ترجمہ اور ضروری ہے اس کا مانگنا اس شخص سے جو اس کے ساتھ ہے اگر ہو ایسی جگہ میں کہ جہاں پانی دینے میں لوگ بخل نہیں کرتے اور اگر نہ دے وہ پانی مگر ثمن مثل کے عوض تو ضروری ہے پانی خریدنا اسی ثمن کے ساتھ بشرطیکہ ہو اس کے پاس اپنے خرچ سے زائد رقم۔

ساتھی سے پانی مانگنا

اگر رفیق سفر کے پاس پانی ہو تو تیمم کرنے سے قبل اس سے پانی مانگنا ضروری ہے اگر وہ پانی دیدے تو وضو کر کے نماز پڑھے ورنہ تیمم کر کے نماز پڑھ لے یہاں رفیق سے مراد ہر وہ آدمی ہے جس کے پاس پانی ہو۔ اگر پانی قیمت سے ملتا ہو اور قیمت وہی لی جا رہی ہو جو عام طور سے مروج ہے تو اگر اس شخص کے پاس اپنے خرچ سے زائد رقم ہے تو پھر خریدنا لینا اس پر واجب ہے۔ (تاتارخانیہ: ۱/ ۲۶۹ مسئلہ: ۷۷۶)

﴿۱۵۳﴾ وَيُصَلِّي بِالتَّيَمُّمِ الْوَاحِدِ مَا شَاءَ مِنَ الْفَرَائِضِ وَالنَّوَافِلِ وَصَحَّ تَقْدِيمُهُ عَلَى الْوَقْتِ.

ترجمہ اور پڑھے (پڑھ سکتا ہے) ایک تیمم سے جو چاہے فرائض و نوافل اور صحیح ہے اس کو مقدم کرنا وقت پر۔

ایک تیمم سے کئی نمازیں

صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ ایک بار تیمم کر کے جتنی چاہیں نمازیں پڑھ سکتے ہیں خواہ فرائض ہوں یا نوافل

ادا ہوں یا قضا یا نذر کی نمازیں جب تک کہ ناقض تیمم پیش نہ آئے، اس کے بعد فرمایا کہ جس طرح وقت سے پہلے وضو کرنا درست ہے اسی طرح تیمم کرنا بھی درست ہے بشرطیکہ وہ شرائط پائی جائیں، جن کا تذکرہ مسئلہ ۱۲۸ میں آچکا ہے۔

﴿۱۵۴﴾ وَلَوْ كَانَ اَكْثَرُ الْبَدَنِ اَوْ نِصْفُهٗ جَرِيْحًا تَيَمَّمَ وَاِنْ كَانَ اَكْثَرُهٗ صَحِيْحًا غَسَلَهٗ وَمَسَحَ الْجَرِيْحَ وَلَا يَجْمَعُ بَيْنَ الْغُسْلِ وَالتَّيَمُّمِ.

جریح ج جرحی زخمی باب فتح سے جرحا زخمی کرنا، باب سمع سے جرحا زخمی ہونا۔

ترجمہ اور اگر ہو بدن کا اکثر یا اس کا آدھا حصہ زخمی تو تیمم کرے اور اگر ہو اس کا اکثر صحیح تو اس کو دھولے اور مسح کرلے زخمی حصہ کا اور جمع نہ کرے دھونے اور تیمم کے درمیان

اکثر اعضاء زخمی ہونے کی صورت میں تیمم کا حکم

اگر وضو کے اکثر اعضاء یعنی اعضاء اربعہ (چہرہ دونوں ہاتھ سر اور دونوں پیر) میں سے تین اعضاء زخمی ہوں تو وہ تیمم کرے اسی طرح اگر بدن کا اکثر حصہ زخمی ہو تو غسل جنابت کے بجائے تیمم کرنا درست ہوگا لیکن اگر آدھے اعضاء اور آدھا بدن صحیح سلامت ہو تو اب محض تیمم سے کام نہ چلے گا بلکہ زخمی اعضاء پر مسح اور صحیح اعضاء کو دھویا جائیگا اسی طرح اگر اکثر صحیح سلامت ہو تو بھی یہی حکم ہے ہاں اگر زخم ایسی جگہ ہو کہ اوپر تندرست حصہ سے پانی بہانے کی وجہ سے زخمی حصہ کو پانی سے بچانا مشکل ہو تو وہ اوپر کا تندرست حصہ بھی زخم کے حکم میں شمار ہوگا اور اس کی وجہ سے تیمم کی گنجائش ہوگی۔

فائدہ: متن میں او نصفه جريحا تيمم میں جو قول ذکر کیا ہے وہ غیر ملتی ہے صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ دھونے اور تیمم کے درمیان جمع نہ کرے کیونکہ شریعت میں بدل اور مبدل منہ میں جمع کی کوئی نظیر نہیں ملتی۔

(مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۶۸)

﴿۱۵۵﴾ وَيَنْقُضُهٗ نَاقِضُ الْوُضُوْءِ وَالْقُدْرَةُ عَلٰى اسْتِعْمَالِ الْمَاءِ الْكَافِيْ.

ترجمہ اور توڑ دیتی ہیں تیمم کو وہی چیزیں جو توڑ دیتی ہیں وضو کو اور قدرت ہو جانا بقدر کفایت پانی کے استعمال پر۔

تیمم کن چیزوں سے ٹوٹ جاتا ہے

تیمم ہر حدث سے ٹوٹ جاتا ہے نیز جس عذر کی وجہ سے تیمم کرنا جائز ہے اس عذر کے ختم ہونے سے بھی تیمم باقی نہیں رہتا اسی طرح اگر پانی دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے تیمم کیا تھا تو بعد میں جب بھی ضرورت کے بقدر پانی پر قدرت ہو جائے تیمم ٹوٹ جائے گا اسی طرح اگر مرض یا شدید ٹھنڈک کی وجہ سے تیمم کیا تھا پھر مرض جاتا رہا یا ٹھنڈک ختم ہوگئی تو بھی پہلا تیمم ٹوٹ جائے گا۔ (البحر الرائق: ۱/۱۶۰ بیروت)

اختیاری مطالعہ

ایک عذر کے بعد دوسرا عذر پیش آنا

اگر کسی شخص نے پانی دستیاب نہ ہونے کی وجہ سے تیمم کیا پھر پانی تو مل گیا مگر ٹھنڈک اتنی شدید ہوگئی کہ پانی کا استعمال خطرناک ہے یا اس کے برعکس صورت پیش آئی کہ پہلے ٹھنڈک کی وجہ سے تیمم کیا تھا پھر ٹھنڈک تو زائل ہوگئی مگر پانی ناپید ہوگیا تو ان دونوں صورتوں میں پہلا تیمم ٹوٹ جائے گا اور نئے عذر کی وجہ سے از سر نو تیمم کرنا ہوگا۔
(شامی بیروت ۱/۳۵۶)

﴿۱۵۶﴾ وَمَقْطُوْعُ الْيَدَيْنِ وَالرِّجْلَيْنِ إِذَا كَانَ بِوَجْهِهِ جِرَاحَةٌ يُصَلِّيْ بِغَيْرِ طَهَارَةٍ وَلَا يُعِيْدُ.

جراحۃ زخم جمع جراح و جراحات۔

ترجمہ دونوں ہاتھ اور دونوں پیر کٹا ہوا شخص جبکہ اس کے چہرے پر (بھی) زخم ہو تو نماز پڑھ لے بغیر وضو کے اور اعادہ نہ کرے۔

اگر دونوں ہاتھ کٹے ہوئے ہوں اور چہرہ بھی زخمی ہو

اگر کسی شخص کے دونوں ہاتھ پیر کٹے ہوئے ہوں اور چہرہ بھی زخمی ہو تو اس سے وضو اور تیمم سب ساقط ہیں، بس وہ اسی حالت میں جیسے بھی ہو نماز ادا کرے گا اور بعد میں دہرانے کی بھی ضرورت نہیں۔ (درمختار بیروت ۱/۱۷۰)

اختیاری مطالعہ

اگر ہاتھ کہنیوں تک کٹے ہوئے ہوں

(۱) اگر کسی شخص کے دونوں ہاتھ کہنیوں کے جوڑ سے کٹے ہوئے ہوں تو جب تیمم کرے تو کٹنے کی جگہ کا مسح کرے۔
(حلبی کبیر ۱/۹۴، عالمگیری ۱/۲۶)

اگر ہاتھ کہنیوں کے اوپر سے کٹے ہوئے ہوں

(۲) اگر کسی شخص کے دونوں ہاتھ کہنیوں کے اوپر سے کٹ گئے ہوں تو تیمم کرتے وقت اس شخص پر ہاتھوں کا مسح نہیں۔
(شامی بیروت ۱/۳۵۷)

دوسرے شخص کا تیمم کرانا

(۳) اگر مریض خود تیمم نہ کر سکے تو تیماردار اپنے ہاتھوں سے بھی اس کو تیمم کرا سکتا ہے بشرطیکہ تیمم دینے والا نیت بھی کرے۔ (درمختار مع الشامی بیروت: ۱/ ۳۵۷، کتاب المسائل: ۱۷۸)

بَابُ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ

یہ باب موزوں پر مسح کرنے کے احکام کے بیان میں ہے

ماقبل سے مناسبت

تیمم اور مسح علی الخفین دونوں میں سے ہر ایک عارضی ہے کیوں کہ اصل غسل (دھونا) ہے مگر تیمم کا ثبوت کتاب اللہ سے ہے اور مسح کا ثبوت حدیث سے ہے اس لئے تیمم اقوی اور مستحق تقدیم ہے۔

مسح کی لغوی تعریف: کسی چیز پر ہاتھ پھیرنا۔

اصطلاحی تعریف: بھیگے ہوئے ہاتھ کو اس چیز پر پھیرنا کہ جس پر پھیرنے کا حکم دیا گیا ہے۔

خفین، خف کا تثنیہ ہے مراد خفین دو موزے ہے، مسح علی الخفین، دونوں موزوں پر مسح کرنا۔

مسح علی الخفین کی مشروعیت

قرآن پاک میں آیت وضو (یا ایها الذین امنوا اذا قمتم) سے تو یہی معلوم ہوتا ہے کہ وضو میں پیروں کا دھونا ضروری ہے لیکن صحیح احادیث سے شہرت کے ساتھ یہ بات ثابت ہے کہ نبی ﷺ نے شرائط کے ساتھ خفین پر مسح کرنے کی نہ صرف اجازت دی بلکہ خود مسح بھی فرمایا حضرت مغیرہ بن شعبہ فرماتے ہیں کہ ایک مرتبہ نبی ﷺ نے سفر کے دوران وضو فرمایا اور میں آپ کے اعضاء پر پانی ڈال رہا تھا آپ نے ایسا شامی جبہ زیب تن فرما رکھا تھا جس کی آستین تنگ تھیں جس کی بنا پر آپ نے اپنے دونوں ہاتھ دامن کے نیچے سے باہر نکالے اور آپ نے خفین پر مسح فرمایا تو میں نے عرض کیا کہ کیا حضرت پیر دھونا بھول گئے؟ اس پر آپ نے فرمایا بلکہ تم ہی بھول گئے مجھے میرے رب نے انہی خفین پر مسح کرنے کا حکم دیا ہے۔ (کتاب المسائل: ۱۸۳، بخاری شریف حدیث ۱۹۶)

مسح علی الخفین اہل سنت والجماعت کا امتیازی عقیدہ ہے

شیعہ فرقہ امامیہ کے لوگ مسح علی الخفین کو نہیں مانتے بلکہ وہ بلا خفین پیروں پر مسح کے قائل ہیں اس کے برخلاف اہل

سنت والجماعت موزے نہ ہونے کی حالت میں پیروں کو دھونا ضروری قرار دیتے ہیں اور موزوں کی حالت میں مسح کے قائل ہیں اس لئے مسح علی الخفین کے جواز کو اہل سنت والجماعت کی امتیازی علامتوں میں شمار کیا گیا ہے۔ (بدائع الصنائع: ۱/ ۷۷، کتاب المسائل: ۱۸۵)

موزوں پر مسح صحیح ہونے کی شرطیں

خفین (چمڑے کے موزوں) پر مسح صحیح ہونے کی دس شرطیں ہیں (۱) ٹخنوں سمیت وہ پورے قدم کو چھپالیں (۲) وہ قدم کی ہیئت پر بنے ہوئے اور پیر سے ملے ہوئے ہوں (۳) وہ اتنے مضبوط ہوں جنہیں پہن کر جوتے کے بغیر ایک فرسخ (تین میل شرعی جس کی مسافت ۵ کلو میٹر ۴۸۶ ریشل میٹر ہوتی ہے) پیدل چلا جاسکتا ہو (۴) وہ پیروں پر بغیر باندھے رک سکیں (۵) اتنے دبیز (موٹے مضبوط) ہوں کہ پانی کو پیروں تک نہ پہنچنے دیں (۶) ان میں سے کسی موزہ میں اتنی پھٹن نہ ہو جو مسح سے مانع ہو (۷) طہارت کاملہ پر پہنا جائے (۸) وہ طہارت تیمم سے حاصل نہ کی گئی ہو (۹) مسح کرنے والا جنبی نہ ہو (۱۰) اگر پیر کٹا ہوا شخص مسح کرنا چاہے تو شرط یہ ہے کہ کم از کم ہاتھ کی تین چھوٹی انگلیوں کے بقدر اس کے قدم کا اوپری حصہ باقی ہو۔ (شامی بیروت: ۱/ ۴۸۵ تا ۴۸۷)

نوٹ: ان میں سے صرف سات شرطوں کا تذکرہ صاحب کتاب نے کیا ہے (تفصیل عنقریب آئے گی)

﴿۱۵۷﴾ صَحَّ الْمَسْحُ عَلَى الْخُفَّيْنِ فِي الْحَدَثِ الْأَصْغَرِ لِلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ وَلَوْ كَانَا مِنْ شَيْءٍ ثَخِيْنٍ غَيْرِ الْجِلْدِ سَوَاءٌ كَانَ لَهُمَا نَعْلٌ مِنْ جِلْدٍ أَوْ لَا.

ثخین ثخن (ک) ثِخَنًا ثُخُوْنَةً وَثَخَانَةً سخت ہونا، موٹا ہونا، صفت ثخین جمع ثخناء۔ نعل تلی (جوتے کا تلا) جوتا، بوٹ، سینڈل، چپل جمع نعال.

ترجمہ جائز ہے مسح کرنا دونوں موزوں پر حدث اصغر میں مردوں اور عورتوں (دونوں) کے لئے اگر چہ وہ دونوں موزے کسی موٹی چیز کے چمڑے کے علاوہ برابر ہے ان کیلئے تلی ہو یا نہ ہو (موزے کا تلا خواہ چمڑے کا ہو یا نہ ہو)

جنبی کے لئے مسح کا عدم جواز

مصنفؒ فرماتے ہیں کہ موزوں پر مسح کرنا اس آدمی کے لئے جائز ہے جو محدث ہو حدث اصغر کے ساتھ یعنی بے وضو ہو خواہ مرد ہو یا عورت اور جس شخص پر غسل کرنا واجب ہے اس کے لئے موزوں پر مسح کرنا جائز نہیں کیونکہ مسح علی الخفین حرج دور کرنے کے لئے مشروع کیا گیا ہے اور حرج حدث اصغر کی صورت میں ہے حدث اکبر کی صورت میں نہیں۔

(طحطاوی علی المراقی الفلاح: ۷۹)

ولو کانا من شیء ثخین اس عبارت کو لگانے کے لئے اولا یہ بات ذہن نشین رکھیں کہ اگر موزے کے صرف

نیچے کے حصہ میں چمڑا چڑھا ہوا ہو یعنی جوتے کے برابر ہو تو اس کو منعل کہتے ہیں۔ اور وہ موزے جن میں تین شرطیں پائی جائیں۔ (۱) اگر ان پر پانی ڈالا جائے تو پاؤں تک نہ پہنچے (۲) بغیر باندھے (پلاسٹک وغیرہ کے) تھوڑی پنڈلیوں پر رکے رہیں (۳) ان کو پہن کر بغیر جوتے کے ۳-۵ کلومیٹر پیدل چل سکیں) تو ان کو ثخینین کہتے ہیں۔ اب صورت مسئلہ یہ ہے کہ وہ موزے جو ثخینین ہوں خواہ منعل ہوں یا نہ ہوں ان پر مسح کرنا جائز ہے۔ (باقی تفصیل انوار القدوری ۱/۹۵ پر ملاحظہ فرمائیں)

اختیاری مطالعہ

چمڑا چڑھے ہوئے موزوں پر مسح

(۱) اگر باریک سوتی یا اونی موزوں کو مجلد (پورے قدم کے بقدر چمڑا چڑھا ہوا) کرایا جائے تو ان پر مسح کرنا بالاتفاق درست ہے اس لئے کہ چمڑا چڑھ جانے کے بعد وہ خف ہی بن جاتا ہے۔ (شامی بیروت ۱/۳۹۹)

چمڑے کے پائے تابہ والے موزوں پر مسح

(۲) اگر باریک سوتی یا اونی موزوں کو صرف منعل کرایا یعنی تلوے اور اوپر نیچے کا پائے تابہ چمڑے کا بنوا کر سلوا لیا تو اس پر مسح کے سلسلہ میں علماء کا اختلاف رہا ہے عدم جواز کا قول احوط ہے۔ (احسن الفتاوی ۲/۶۵)

مروّجہ سوتی اور نائیلون کے موزوں کا حکم

(۳) آجکل استعمال ہونے والے نائیلون اور سوتی و اونی موزوں پر مسح بالکل جائز نہیں اس لئے کہ ان میں جواز کی شرائط نہیں پائی جاتیں لہٰذا وضو کے وقت ان کو اتار کر پیروں کو دھونا لازم ہے۔ (المحیط البرہانی ۱/۳۳۳)

باریک موزے تہ بتہ پہننے کے بعد مسح کا حکم

(۴) اگر باریک سوتی یا اونی موزے تہ بتہ پہن رکھے ہوں تو ان پر مسح کرنے کی اجازت نہیں۔ (ہندیہ ۱/۳۲، کتاب المسائل ۱۸۹)

﴿۱۵۸﴾ وَيُشْتَرَطُ لِجَوَازِ الْمَسْحِ عَلَى الْخُفَّيْنِ سَبْعَةُ شَرَائِطَ الْأَوَّلُ لُبْسُهُمَا بَعْدَ غَسْلِ الرِّجْلَيْنِ وَلَوْ قَبْلَ كَمَالِ الْوُضُوْءِ إِذَا أَتَمَّهُ قَبْلَ حُصُوْلِ نَاقِضٍ لِلْوُضُوْءِ۔

لُبْسُهُمَا ضمیر خفین کی جانب راجع ہے۔ اتمہ ضمیر مفعول وضو کی جانب راجع ہے۔

ترجمہ اور شرط ہے دونوں موزوں پر مسح کے جواز کے لئے سات شرطیں پہلی (شرط) دونوں پیروں کو

دھونے کے بعد موزوں کو پہننا اگرچہ وضو پورا کرنے سے پہلے ہی ہو (مگر یہ) جب ہے کہ پورا کرے وضو کو ناقض وضو پیش آنے سے پہلے۔

مابقیہ شرائط

اس عبارت میں موزوں پر مسح صحیح ہونے کی شرط اول کا بیان ہے اور وہ یہ ہے کہ کوئی پاؤں دھو کر موزے پہن لیے ہوں مگر اس صورت میں شرط یہ ہے کہ کسی قسم کا ناقض وضو پیش آنے سے پہلے باقی وضو پوری کرلی ہو پس اگر پیر دھو کر موزے پہن لیے اور ابھی وضو پوری نہیں کی تھی کہ انگلی کٹ گئی جس سے خون نکل آیا اس کے بعد وضو پوری کی تو اس صورت میں موزوں پر مسح کرنا جائز نہیں ہوگا۔ (طحطاوی: ۷۰)

﴿۱۵۹﴾ وَالثَّانِي سَتْرُهُمَا لِلْكَعْبَيْنِ.

ترجمہ اور دوسری (شرط) دونوں موزوں کا چھپا دینا ٹخنوں کو۔

تشریح دوسری شرط یہ ہے کہ وہ موزے ایسے ہوں کہ پاؤں ٹخنوں سمیت چھپے رہیں۔

﴿۱۶۰﴾ وَالثَّالِثُ إِمْكَانُ مُتَابَعَةِ الْمَشْيِ فِيهِمَا فَلَا يَجُوزُ عَلَى خُفٍّ مِنْ زُجَاجٍ أَوْ خَشَبٍ أَوْ حَدِيدٍ.

فیھما تثنیہ کی ضمیر خفین کی جانب راجع ہے۔

ترجمہ تیسری (شرط ان کو پہن کر) مسلسل چل سکنا لہذا مسح کرنا جائز نہیں شیشہ لکڑی یا لوہے کے موزوں پر۔

تشریح تیسری شرط یہ ہے کہ وہ اتنے مضبوط ہوں جنہیں پہن کر جوتے کے بغیر تین میل شرعی پیدل چلا جاسکتا ہو اسی وجہ سے شیشہ لکڑی لوہے کے موزوں پر مسح درست نہ ہوگا کیونکہ ان میں یہ شرط مفقود ہے۔ محشی شیخ الادب حضرت مولانا اعزاز علی صاحب فرماتے ہیں کہ ہم نے لکڑی لوہے وغیرہ کے بنے ہوئے موزے نہیں دیکھے اسلئے ممکن ہے کہ موزے کے مانند ان چیزوں سے کوئی اور چیز بناتے ہوں یا مسئلہ ویسے ہی فرض کرلیا گیا ہو۔

﴿۱۶۱﴾ وَالرَّابِعُ خُلُوُّ كُلٍّ مِنْهُمَا عَنْ خَرْقٍ قَدْرَ ثَلَاثِ أَصَابِعَ مِنْ أَصْغَرِ أَصَابِعِ الْقَدَمِ.

خرق سوراخ پھٹن باب ضرب و نصر سے خرقا پھاڑنا۔

ترجمہ اور چوتھی (شرط) دونوں موزوں میں سے ہر ایک موزہ کا خالی ہونا پھٹن سے جو تین انگلیوں کے بقدر ہو پیر کی چھوٹی انگلیوں میں سے۔

تشریح صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر پاؤں کی چھوٹی تین انگلیوں کے بقدر پاؤں کھل گیا یا اس سے زائد کھل گیا

تو یہ خرق کثیر کے اندر داخل ہے اس صورت میں موزوں پر مسح جائز نہیں اور اگر اس سے کم مقدار میں کھلا ہے تو یہ خرق قلیل ہے اس صورت میں موزوں پر مسح کرنا جائز اور درست ہے۔

مسئلہ: اگر ایک ہی موزہ کئی جگہ سے تھوڑا تھوڑا پھٹا ہوا ہو اور وہ کل ملا کر پیر کی چھوٹی تین انگلیوں کے بقدر نکل جائے تو مسح کرنا درست نہ ہوگا اور اگر دونوں موزے اس طرح پھٹے ہوں کہ دونوں کو ملا کر کل تین انگلیوں کے بقدر ہو جاتی ہو تو اس کا اعتبار نہیں کیا جائے گا ان پر مسح کرنا درست رہے گا۔ (درمختار بیروت: ۱/۴۰۰، کتاب المسائل: ۱۹۱)

﴿۱۶۲﴾ وَالْخَامِسُ اِسْتِمْسَاكُهُمَا عَلَى الرِّجْلَيْنِ مِنْ غَيْرِ شَدٍّ.

استمساک باب استفعال کا مصدر ہے رکنا۔ **شدّ** باب نصر سے **شدًّا** باندھنا کھینچنا۔

ترجمہ اور پانچویں (شرط) دونوں موزوں کا رکا رہنا پیروں پر بغیر باندھے ہوئے۔

تشریح پانچویں شرط یہ ہے کہ دونوں موزے اتنے موٹے ہوں کہ بغیر کسی بندش یعنی لاسٹک وغیرہ کے پنڈلی پر ٹک سکیں۔

﴿۱۶۳﴾ وَالسَّادِسُ مَنْعُهُمَا وُصُوْلَ الْمَاءِ اِلَى الْجَسَدِ.

ترجمہ اور چھٹی (شرط) دونوں کا روکنا پانی کے پہنچنے کو جسم تک۔

تشریح موزے اتنے دبیز ہوں کہ پانی کو پیروں تک نہ پہنچنے دیں تب مسح کرنا صحیح ہے۔

﴿۱۶۴﴾ وَالسَّابِعُ اَنْ يَّبْقٰى مِنْ مُقَدَّمِ الْقَدَمِ قَدْرُ ثَلَاثِ اَصَابِعَ مِنْ اَصْغَرِ اَصَابِعِ الْيَدِ فَلَوْ كَانَ فَاقِدًا مُقَدَّمَ قَدَمِهٖ لَا يَمْسَحُ عَلٰى خُفِّهٖ وَلَوْ كَانَ عَقِبُ الْقَدَمِ مَوْجُوْدًا.

عقب ایڑی جمع اعقاب۔

ترجمہ اور ساتویں (شرط) یہ ہے کہ باقی رہے پیر کا اگلا حصہ تین انگلیوں کی مقدار ہاتھ کی چھوٹی انگلیوں میں سے پس اگر اس کے پیر کا اگلا حصہ نہ ہو تو مسح نہیں کر سکتا اپنے موزے پر اگرچہ پیر کا پچھلا حصہ موجود ہو۔

وضاحت مسئلہ یہ ہے کہ اگر پیر کٹا ہوا شخص مسح کرنا چاہے تو یہ شرط ہے کہ کم از کم ہاتھ کی تین چھوٹی انگلیوں کے بقدر اس کے قدم کا اوپری حصہ باقی ہو اگر اگلا حصہ غائب ہو خواہ پچھلا حصہ جس کو قول موجود ہو تو اس موزے پر مسح کرنا درست نہیں ہے۔ (الفتاوی التاتارخانیہ: ۱/۳۳۰، مسئلہ: ۱۰۴۴)

﴿۱۶۵﴾ وَيَمْسَحُ الْمُقِيْمُ يَوْمًا وَّلَيْلَةً وَّالْمُسَافِرُ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ بِلَيَالِيْهَا.

ترجمہ اور مسح کرے مقیم ایک دن اور ایک رات اور مسافر تین دن اس کی راتوں سمیت۔

مسح کی مدت

مقیم کے لئے ایک دن ایک رات (۲۴ گھنٹے) اور مسافر کے لئے تین دن اور تین رات (۷۲ گھنٹے) تک خفین پر مسح کی اجازت ہے۔

﴿۱۶۶﴾ وَابْتِدَاءُ الْمُدَّةِ مِنْ وَقْتِ الْحَدَثِ بَعْدَ لُبْسِ الْخُفَّيْنِ.

ترجمہ اور مدت (مسح) کی ابتدا حدث کے وقت سے ہے موزوں کو پہننے کے بعد۔

مسح کی مدت کی ابتداء کب سے؟

موزوں پر مسح کی مدت کی ابتدا موزے پہننے کے بعد پہلی مرتبہ حدث لاحق ہونے کے وقت سے ہوگی مثلاً کسی شخص نے آٹھ بجے کامل طہارت کے ساتھ موزہ پہنا اس کے بعد گیارہ بجے اس کو پہلی مرتبہ حدث لاحق ہوا تو اس کی مدت کی ابتداء گیارہ بجے سے ہوگی۔

﴿۱۶۷﴾ وَإِنْ مَسَحَ مُقِيمٌ ثُمَّ سَافَرَ قَبْلَ تَمَامِ مُدَّتِهِ أَتَمَّ مُدَّةَ الْمُسَافِرِ.

ترجمہ اور اگر مسح کرے مقیم پھر سفر کرے اپنی مدت کے مکمل ہونے سے پہلے تو پوری کرے مسافر کی مدت۔

مسح کرنے والا مقیم اگر مسافر ہو جائے؟

اگر مسح کرنے والا مقیم ۲۴ گھنٹے پورا ہونے سے پہلے مسافر شرعی ہو جائے تو اس کے لئے ۷۲ گھنٹے تک مسح کرنے کی اجازت ہوگی یعنی تین روز تک مسح کرے گا (مسافر والی مسح کی مدت کو اس طرح پورا کرلے کہ مجموعہ تین دن ہو جائے یہ مطلب نہیں کہ ازسر نو تین دن تک مسح کرتا رہے) (ہدایہ ۱/۳۳)

﴿۱۶۸﴾ وَإِنْ أَقَامَ الْمُسَافِرُ بَعْدَ مَا مَسَحَ يَوْمًا وَلَيْلَةً نَزَعَ وَإِلَّا يُتِمُّ يَوْمًا وَلَيْلَةً.

ترجمہ اور اگر مقیم ہو جائے مسافر ایک دن اور ایک رات مسح کرنے کے بعد تو اتار دے ورنہ مکمل کرے ایک دن اور ایک رات۔

مسح کرنے والا مسافر اگر مقیم ہو جائے؟

اگر حالت سفر میں مسح شروع کیا اور ۲۴ گھنٹے سے پہلے مقیم ہو گیا تو ۲۴ گھنٹے پورے ہونے تک مسح کی گنجائش ہوگی

اور اگر ۲۴ گھنٹے پورے ہونے کے بعد مقیم ہوا ہے تو اب حالت اقامت میں اس کے لئے آگے مسح کرنا جائز نہ ہوگا بلکہ موزے اتار کر پیر دھونے ضروری ہوں گے۔ (ہندیہ: ۱/۳۳، کتاب المسائل: ۱۹۰)

﴿۱۶۹﴾ وَفَرْضُ الْمَسْحِ قَدْرُ ثَلَاثِ أَصَابِعَ مِنْ أَصْغَرِ أَصَابِعِ الْيَدِ عَلَى ظَاهِرِ مُقَدَّمِ كُلِّ رِجْلٍ.

ترجمہ اور مسح کا فرض تین انگلیوں کی مقدار ہے ہاتھ کی چھوٹی انگلیوں میں سے ہر پیر کے اگلے حصے کے اوپر کی جانب۔

مسح کی مقدار فرضیت

اس عبارت میں مسح کی مقدار فرضیت کا بیان ہے اور وہ یہ ہے کہ ہاتھ کی تین چھوٹی انگلیوں کی مقدار مسح کرنا فرض ہے اس کے بعد فرمایا کہ ہر پیر کے موزے کے ظاہری حصہ پر مسح کرنا ضروری ہے موزوں میں پیچھے تلوے کی طرف یا صرف ایڑیوں کی طرف مسح کا شرعاً کوئی اعتبار نہیں۔ (حلبی کبیر: ۱/۱۱۰)

﴿۱۷۰﴾ وَسُنَّتُهُ مَدُّ الْأَصَابِعِ مُفَرَّجَةً مِنْ رُؤُوسِ أَصَابِعِ الْقَدَمِ إِلَى السَّاقِ.

مفرجۃ اسم مفعول مؤنث ہے باب تفعیل سے تفریجاً مصدر ہے کشادہ ہونا۔

ترجمہ اور اس کی سنت انگلیاں کھینچنا دراں حالانکہ وہ انگلیاں کشادہ ہوں پیر کی انگلیوں کے سرے سے پنڈلیوں تک

مسح کرنیکا طریقہ

موزوں پر مسح کرنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کی انگلیاں کھول کر موزوں کے اگلے ظاہری حصہ سے اوپر پنڈلیوں کی طرف خط کھینچ دیا جائے اور اگر انگلیوں کے ساتھ ہتھیلی بھی شامل کر لے تو بہتر ہے اگر اس کے خلاف مسح کیا مثلاً پنڈلی سے انگلیوں تک خط کھینچا یا پیر کی چوڑائی میں مسح کیا تو مسح تو ہو جائے گا لیکن خلاف سنت ہوگا۔

(درمختار مع الشامی بیروت: ۱/۴۹۲، حلبی کبیر: ۱/۱۰۹-۱۱۰)

اختیاری مطالعہ

ایک انگلی سے مسح

اگر ایک موزہ پر صرف ایک انگلی کو ایک ہی جگہ تین مرتبہ کھینچ دیا جائے تو مسح صحیح نہ ہوگا ہاں اگر انگلی کو تین مرتبہ تر کر

کے تین علیحدہ علیحدہ جگہ پر کھینچا جائے تو مسح درست ہو جائے گا۔ (کتاب المسائل:۱۸۶، عالمگیری:۱/۳۲-۳۳)

مسح کے بجائے تر گھاس پر چلنا

اگر کوئی شخص موزوں پر مسح کرنے کے بجائے ایسی گھاس پر چلے جو پاک پانی سے تر ہو جس کی وجہ سے موزوں کا ظاہری اوپری حصہ پانی سے بھیگ جائے تو اس سے بھی مسح علی الخفین کا وظیفہ ادا ہو جائے گا۔ (المحیط البرہانی:۱/۳۴۱، کتاب المسائل:۱۸۷)

کسی دوسرے شخص سے مسح کرانا

اگر کوئی شخص موزوں پر خود مسح کرنے کے بجائے دوسرے شخص سے مسح کرا لے تو بھی مسح درست ہو جائے گا۔
(حوالہ بالا)

﴿۱۰۱﴾ وَيَنْقُضُ مَسْحَ الْخُفِّ اَرْبَعَةُ اَشْيَاءَ كُلُّ شَيْءٍ يَنْقُضُ الْوُضُوْءَ وَنَزْعُ خُفٍّ وَلَوْ بِخُرُوْجِ اَكْثَرِ الْقَدَمِ اِلٰى سَاقِ الْخُفِّ وَاِصَابَةُ الْمَاءِ اَكْثَرَ اِحْدَى الْقَدَمَيْنِ فِى الْخُفِّ عَلَى الصَّحِيْحِ وَمُضِيُّ الْمُدَّةِ اِنْ لَّمْ يَخَفْ ذَهَابَ رِجْلِهٖ مِنَ الْبَرْدِ وَبَعْدَ الثَّلَاثَةِ الْاَخِيْرَةِ غَسَلَ رِجْلَيْهِ فَقَطْ.

نزع باب (ض) کا مصدر ہے کھینچنا، نَزَعَ الشَّيْءَ مِنْ مَكَانِهٖ نَزْعًا کسی چیز کو اس کی جگہ سے کھینچ کر نکالنا۔
خروج باب (ن) کا مصدر ہے نکلنا، باہر آنا۔ علامہ طحطاوی فرماتے ہیں کہ اولاً نزع پھر خروج لا کر اس بات کی جانب اشارہ ہے کہ چاہے موزہ نکالا ہو یا خود نکل گیا مسئلہ کا حکم دونوں صورتوں میں برابر ہے۔

ترجمہ اور توڑ دیتی ہیں موزہ کے مسح کو چار چیزیں ہر وہ چیز جو وضو کو توڑ دیتی ہے اور موزہ کا نکالنا اگرچہ اکثر قدم کے نکلنے سے ہی ہو موزہ کی پنڈلی کی جانب اور پانی کا پہنچ جانا دونوں پیروں میں سے کسی ایک پیر کے اکثر حصہ میں موزہ کے اندر صحیح قول کے موافق اور مدت کا گذر جانا اگر خوف نہ ہو اپنے پیر کے چلے جانے کا سردی کی وجہ سے اور آخری تین صورتوں کے بعد صرف اپنے پیروں کو دھو لے۔

مسح کو توڑنے والی چیزیں

درج ذیل صورتوں میں مسح علی الخفین ٹوٹ جائے گا (۱) نواقض وضو جیسے پیشاب پاخانہ وغیرہ اس صورت میں یا وضو کرتے وقت دوبارہ مسح کرنا ہوگا اور آگے کی صورتوں میں موزہ اتار کر پیر دھونا ضروری ہے صرف مسح کر لینا کافی نہیں

ہوگا۔ (۲) پہلے سے موزہ کا اتار دینا یا پاؤں کا اکثر حصہ باہر آجانا۔ (۳) موزہ پہنے ہوئے کسی ایک پیر کے اکثر حصہ تک موزہ کے اندر ہی پانی پہنچ جانا۔ (۴) مسح کی مقررہ مدت کا گزر جانا بشرطیکہ سردی کی شدت سے پیر کو نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہو اگر اندیشہ ہو کہ پیر بیکار ہو جائیں گے خراب ہو جائیں گے تو پھر وقت پورا ہونے کے بعد بھی مسح کرنا جائز ہے۔ (۵) پیر کی تین چھوٹی انگلیوں کے بقدر موزہ کا پھٹ جانا۔ (درمختار بیروت: ۱/ ۲۰۱ تا ۲۰۴)

﴿۱۷۲﴾ وَلَا يَجُوْزُ الْمَسْحُ عَلٰى عِمَامَةٍ وَقَلَنْسُوَةٍ وَبُرْقُعٍ وَقُفَّازَيْنِ.

العمامة پگڑی جمع عمائم۔ قلنسوۃ ٹوپی جمع قلانس۔ برقع وہ کپڑا جسے عورتیں پردہ کے لئے سر سے پاؤں تک اوڑھتی ہیں جمع براقع۔ قفازین قفاز کا تثنیہ، دستانہ جمع قفافیز۔

ترجمہ: اور جائز نہیں مسح کرنا پگڑی، ٹوپی، برقع اور دستانوں پر۔

پگڑی وغیرہ پر مسح

پگڑی پر مسح کرنا درست نہیں ہے اسی طرح ٹوپی پر بھی مسح جائز نہیں ہے اسی طرح عورت کے لئے برقع پر مسح کرنا جائز نہیں اور بعض لوگ جو شکاری پرندے پکڑتے ہیں وہ ہاتھوں میں دستانے پہنتے ہیں تاکہ پرندوں کے چنگل کی ضرب سے محفوظ رہ سکیں یا بعض لوگ سردی کی وجہ سے دستانے پہنتے ہیں ان پر بھی مسح درست نہیں ہے۔ (درمختار: ۱/ ۲۱۰)

فصل في الجبيرة ونحوها

﴿۱۷۳﴾ إِذَا افْتَصَدَ أَوْ جُرِحَ أَوْ كُسِرَ عُضْوُهُ فَشَدَّهُ بِخِرْقَةٍ أَوْ جَبِيْرَةٍ وَكَانَ لَا يَسْتَطِيْعُ غَسْلَ الْعُضْوِ وَلَا يَسْتَطِيْعُ مَسْحَهُ وَجَبَ الْمَسْحُ عَلٰى أَكْثَرِ مَا شُدَّ بِهِ الْعُضْوُ وَكَفٰى الْمَسْحُ عَلٰى مَا ظَهَرَ مِنَ الْجَسَدِ بَيْنَ عِصَابَةِ الْمُفْتَصِدِ.

افتصد فعل ماضی معروف باب افتعال الافتصاد مصدر ہے فاسد خون نکلوانا رگ کھولنا۔ عصابۃ پٹی، جمع عصابات اور عصائب العصاب سے اسم آلہ ہے۔

ترجمہ: جب کوئی فصد کرائے یا زخمی ہو جائے یا ٹوٹ جائے اس کا عضو پھر باندھ لے اس کو پٹی یا لکڑی سے (ٹوٹی ہوئی ہڈی پر باندھنے کی لکڑی یا پٹی) اور وہ طاقت نہیں رکھتا عضو کو دھونے کی اور نہ طاقت رکھتا ہے اس پر مسح کرنے کی تو ضروری ہے مسح کرنا اس چیز کے اکثر حصہ پر جس کے ذریعہ عضو کو باندھا ہے اور کافی ہے مسح کرنا بدن کے ظاہری حصہ پر جو فصد کرانے والے کی پٹی کے درمیان ہے۔

زخم پر مسح کے مسائل

اس عبارت میں چند مسائل کا بیان ہے (۱) اگر کسی شخص نے نشتر لگا کر بدن سے خراب خون نکلوایا پھر اس جگہ پر پٹی باندھ دی گئی اب اگر وضو کرتے وقت پٹی کے کھولنے میں تکلیف ہو اور پانی زخم کے لئے مضر ہو تو پٹی پر مسح کرنا درست ہے (۲) اگر زخم کے منہ پر دوا لگا کر پٹی باندھ دی گئی ہو یا پھایہ رکھ دیا گیا ہو اب اگر وضو کرتے وقت پٹی کے کھولنے اور پھایہ کے ہٹانے میں تکلیف ہو اور پانی زخم کے لئے نقصان دہ ہو تو پٹی اور پھایہ پر وضو کرتے وقت مسح کرنا جائز ہے خواہ پٹی باوضو باندھی گئی ہو یا بلا وضو۔ (۳) ہڈی ٹوٹنے پر جو بانس کی کھپچی یا جبیرہ چڑھایا جاتا ہے وہ بھی پٹی کے حکم میں ہے اس کے اوپر مسح کرنا جائز ہے۔ (عالمگیری: ۱/ ۳۵)

قوله وجب المسح على اكثر الخ

اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ پٹی پھایہ یا جبیرہ کے اکثر حصہ پر مسح کرنا واجب ہے اور بدن کا وہ حصہ جو پٹی وغیرہ سے باہر ہے اس پر بھی مسح کرنا کافی ہے دھونے کی ضرورت نہیں ہے اس لئے کہ اگر دھونے کا مکلف بنا دیا جائے تو ہو سکتا ہے کہ وہ پانی زخم تک پہنچ جائے اور نقصان دہ بن جائے اس لئے اس حصہ کو دھونا ضروری نہیں ہے۔

پٹی کے نیچے آنے والے زائد حصہ کا حکم

اگر زخم ایسی جگہ ہے کہ اس پر پٹی باندھنے میں زخم کے اصل حصہ کے علاوہ بدن کا کچھ اور حصہ بھی چھپ جاتا ہے تو اس پورے حصہ پر ضرورۃً مسح جائز ہے۔ (شامی بیروت: ۱/ ۲۸۰، کتاب المسائل: ۱۹۳)

﴿۱۷۴﴾ وَالْمَسْحُ كَالْغَسْلِ فَلَا يَتَوَقَّتُ بِمُدَّةٍ وَلَا يُشْتَرَطُ شَدُّ الْجَبِيرَةِ عَلَى طُهْرٍ وَيَجُوزُ مَسْحُ جَبِيرَةِ إِحْدَى الرِّجْلَيْنِ مَعَ غَسْلِ الْأُخْرَى وَلَا يَبْطُلُ الْمَسْحُ بِسُقُوطِهَا قَبْلَ الْبُرْءِ وَيَجُوزُ تَبْدِيلُهَا بِغَيْرِهَا وَلَا يَجِبُ إِعَادَةُ الْمَسْحِ عَلَيْهَا وَالْأَفْضَلُ إِعَادَتُهُ.

يتوقت فعل مضارع معروف، باب تفعّل (م) توقّتًا ہے متعین ہونا۔

ترجمہ: اور مسح کرنا (حکم کے اعتبار سے) دھونے کے مانند ہے لہذا متعین نہیں ہوگا کسی مدت کے ساتھ اور شرط نہ ہوگا پٹی کا باندھنا پاکی کی حالت میں اور جائز ہے دونوں پیروں میں سے ایک کی پٹی پر مسح کرنا دوسرے پیر کے دھونے کے ساتھ اور باطل نہ ہوگا مسح پٹی کے گرنے سے اچھا ہونے سے پہلے اور جائز ہے تبدیل کرنا اس پٹی کا دوسری پٹی سے اور ضروری نہیں ہے مسح کا لوٹانا اس پر البتہ افضل ہے اس کا اعادہ کرنا۔

مسح علی الجبیرہ اور مسح علی الخفین میں فرق

صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ مسح علی الجبیرہ دھونے کے مانند ہے یہ بدل اور خلیفہ نہیں ہے برخلاف مسح علی الخفین کے کہ وہ خلیفہ ہے اسی وجہ سے ایک پیر پر مسح کر لینا اور دوسرے کو دھولینا درست نہیں ہے اس کے بعد مسح علی الجبیرہ اور مسح علی الخفین کے درمیان فرق بیان کیا ہے۔ چنانچہ دونوں کے درمیان چار اعتبار سے فرق ہے۔ (۱) مسح علی الجبیرہ کے لئے کوئی مدت متعین نہیں ہے کیونکہ یہ دھونے کے حکم میں ہے اور دھونا کسی مدت کے ساتھ متعین نہیں ہے برخلاف مسح علی الخفین کے (۲) زخم کی پٹی پاکی کے ساتھ باندھنا ضروری نہیں بلکہ اگر بغیر وضو باندھا ہو تب بھی مسح کر سکتا ہے (۳) دو پیروں میں سے ایک زخمی ہے دوسرا صحیح وتندرست ہے تو ایک پر مسح اور دوسرے کو دھونا جائز ہے (۴) اگر زخم اچھا ہونے سے پہلے پٹی کھل گئی تو دوبارہ باندھ لے مسح کا اعادہ ضروری نہیں ہے اس لئے کہ عذر باقی ہے ہاں اگر زخم اچھا ہونے کے بعد پٹی گر گئی یا کھول لی گئی تو اب زخم یعنی پٹی کے نیچے کے حصہ کا دھونا ضروری ہوگا اور پٹی ہٹنے کی وجہ سے سابقہ مسح باطل ہو جائے گا برخلاف مسح علی الخفین کہ ان میں ایک موزے کے نکل جانے سے مسح باطل ہو جاتا ہے۔ (عالمگیری: ۱/۳۵)

اس کے بعد فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص نے زخم پر دوہری پٹی باندھ رکھی تھی اس میں سے اوپر والی پٹی کھول لی یا دوا لگانے کے لئے دوسری پٹی بدلی تو مسح کا اعادہ ضروری نہیں البتہ مستحب ہے کہ اوپر کی پٹی ہٹانے کے بعد والی پٹی پر مسح کر لیا جائے اسی طرح نئی بدلی گئی پٹی پر بھی نیا مسح کرنا مستحب ہے۔

﴿۱۵۵﴾ وَإِذَا رَمِدَ وَأُمِرَ أَنْ لَا يَغْسِلَ عَيْنَهُ أَوِ انْكَسَرَ ظُفْرُهُ وَجَعَلَ عَلَيْهِ دَوَاءً وَعِلْكًا أَوْ جِلْدَةَ مَرَارَةٍ وَضَرَّهُ نَزْعُهُ جَازَ لَهُ الْمَسْحُ وَإِنْ ضَرَّهُ الْمَسْحُ تَرَكَهُ ۔

رمد باب سمع سے مصدر رمداً آنکھ دکھنا **علکا** درخت کا گوند جو چبانے سے نہ گھلے جمع علوک۔ **مرارة** پتہ (جگر کے نیچے ایک چھوٹی تھیلی جس میں پت جمع رہتی ہے) جمع مرائر۔

ترجمہ اور اگر آنکھ دکھنی آجائے اور حکم دیا گیا اس بات کا کہ نہ دھوئے اپنی آنکھوں کو، یا ٹوٹ جائے اس کا ناخن اور لگالے اس پر کوئی دوا اور گوند یا پتہ کی جھلی اور نقصان دے اس کو اس کا اتارنا تو جائز ہے اس کے لئے مسح کرنا اور اگر نقصان دے اس کو مسح کرنا بھی تو چھوڑ دے اس کو (بھی)۔

زخمی کے لئے پانی اگر نقصان دہ ہو تو کیا کرے؟

اگر کسی کی آنکھ دکھنی آگئی اور ماہر حکیم نے حکم دیا کہ ان کو پانی نہ لگے یا ناخن ٹوٹ گیا اس نے اس پر دوا یا گوند وغیرہ تھوپ لیا اور اس زخم کے لئے پانی نقصان دہ ہو تو اس پر تر ہاتھ سے مسح کرے لہٰذا زخم کریدنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اگر مسح کرنا

بھی نقصان دہ ہو تو معاف ہے مسح کی بھی ضرورت نہیں ہے۔ (عالمگیری: ۱/۳۵)

﴿۱۷۴﴾ وَلَا يَفْتَقِرُ إِلَى النِّيَّةِ فِي مَسْحِ الْخُفِّ وَالْجَبِيرَةِ وَالرَّأْسِ۔

ترجمہ اور ضرورت نہیں ہے نیت کی موزہ، پٹی اور سر کے مسح میں۔

تشریح فرماتے ہیں کہ موزہ پٹی اور سر کے مسح کرنے میں نیت کی ضرورت نہیں ہے کیوں کہ یہ دھونے کے قائم مقام ہے لہٰذا ان پر مسح کرنے میں نیت کی ضرورت نہیں ہے جیسا کہ وضو میں۔ (مراقی الفلاح: ۱/۴۷)

بَابُ الْحَيْضِ وَالنِّفَاسِ وَالْاِسْتِحَاضَةِ

حیض، نفاس اور استحاضہ کا بیان

حیض ونفاس کا فطری نظام

حیض ونفاس خواتین کے لئے اللہ تعالیٰ کے مقرر کردہ تخلیقی نظام کا ایک حصہ ہے بایں طور کہ رحم مادر میں جنین کی پرورش اسی خون سے ہوتی ہے اسی بنا پر زمانۂ حمل میں اس کا خروج بند ہو جاتا ہے اور وضع حمل کے بعد پھر یہ سلسلہ جاری ہو جاتا ہے اور اس کا جاری رہنا عورت کی صحت کی علامت ہوتی ہے۔ حائضہ عورتوں کے ساتھ پہلی قومیں بہت افراط وتفریط کا معاملہ کرتی تھیں چناں چہ یہودی حیض کے زمانہ میں عورتوں کا بالکل بائیکاٹ کیا کرتے تھے اور ان کے ساتھ کھانا پینا اور لیٹنا سب چھوڑ دیتے تھے جبکہ اس کے برعکس عیسائی لوگ حیض کے زمانہ میں عورتوں سے مجامعت تک ترک نہیں کرتے تھے اسلام نے ان دونوں طریقوں کے خلاف ایک معتدل راہ کی رہنمائی کی وہ یہ کہ بحالت حیض میں خواتین کے ساتھ کھانے پینے اور معاشرت میں کسی طرح کا امتیاز نہ رکھا جائے البتہ ناپاکی اور گندگی سے بچنے کے لئے اس حالت میں ان سے صحبت سے پرہیز کیا جائے حیض ونفاس واستحاضہ کے مسائل عموماً پیچیدہ ہوتے ہیں اور آج کے دور میں طبائع کی کمزوری فاسد خیالات اور گوناگوں امراض نے اس میں مزید پیچیدگیاں پیدا کر دی ہیں اس لئے مسلمان خواتین کو بالخصوص اپنے مردوں کے ذریعہ صحیح صورت حال بتا کر شرعی حکم معلوم کرنے میں دریغ نہیں کرنا چاہئے۔

(کتاب المسائل: ۱۹۹)

حیض کی تعریف

حیض کے لغوی معنی بہنا، اصطلاحی تعریف: بالغ عورت کو آگے کی راہ سے بچہ دانی میں سے ہر ماہ عادۃً (کم از کم نو سال کے بعد سے پچپن سال کی عمر تک) جو خون آتا ہے اس کو حیض کہتے ہیں۔ اور پچپن سال کی عمر کے بعد جو حیض

نہیں آتا لہٰذا اس عمر کے بعد عورت کو اگر خون آئے تو پھر اس کا رنگ دیکھا جائے گا اگر وہ خالص خون کا رنگ ہو یعنی خوب سرخ یا سیاہ ہو تو حیض ہے اور اگر دوسرا کوئی رنگ ہو تو حیض نہیں ہاں اگر اس عورت کی عادت پہلے سے اس دوسرے رنگ کے خون آنے کی رہی ہو تو اس رنگ کا خون بھی حیض ہی شمار ہوگا۔

نفاس کی تعریف

بچہ کی پیدائش کے بعد جو خون جاری ہوتا ہے اسے نفاس کہتے ہیں۔

استحاضہ کی تعریف

استحاضہ اس خون کو کہتے ہیں جو عادت کے خلاف بیماری کی وجہ سے آتا ہے اور ہر عورت کا اس سے سابقہ نہیں پڑتا بلکہ نسوانی مرض والی عورت ہی اس تکلیف میں مبتلا ہوتی ہے۔ (البحر الرائق بیروت: ۱/۲۰۰)

﴿۱۷۷﴾ يَخْرُجُ مِنَ الْفَرْجِ حَيْضٌ وَنِفَاسٌ وَاسْتِحَاضَةٌ فَالْحَيْضُ دَمٌ يَنْفُضُهُ رَحِمُ بَالِغَةٍ لَا دَاءَ بِهَا وَلَا حَبَلَ وَلَمْ تَبْلُغْ سِنَّ الْإِيَاسِ.

ترجمہ نکلتا ہے شرمگاہ سے حیض نفاس اور استحاضہ پس حیض وہ خون ہے جسکو پھینکے ایسی بالغہ عورت کا رحم کہ جس کو کوئی بیماری نہ ہو نہ حمل ہو اور نہ پہنچی ہو نا امیدی کی عمر کو۔

تشریح حیض وہ خون ہے جسکو تندرست بالغہ عورت کا رحم باہر پھینکے اور اگر دوا کے ذریعہ خون بند کر دیا گیا تو جب تک خون جاری نہ ہو عورت پاک ہی شمار ہوگی لیکن اگر ایسا کرنا صحت کے لئے مضر ہو جیسا کہ مشاہدہ ہے تو یہ عمل نہ کیا جائے۔ (کتاب الفقہ علی المذاہب الاربعہ: ۱/۱۳۲)

فوائد قیود: دم جنس کے درجہ میں ہے جس میں ہر قسم کا خون داخل ہے یعنی سرخ زرد گدلا خاکی یا سیاہ۔ ینفضہ فصل ہے اس سے وہ خون نکل گیا جو کہ رحم میں موجود ہو اور نکلا نہ ہو۔ رحم بالغة اس سے نکسیر زخم رگ وغیرہ کا خون نکل گیا۔

لا داء بها اس سے نفاس خارج ہو گیا کیوں کہ نفاس والی عورت مریضہ کے حکم میں ہوتی ہے۔

سن الایاس نا امیدی کی عمر مفتی بہ قول کے مطابق پچپن سال ہے۔ (مراقی الفلاح: ۷۵)

﴿۱۷۸﴾ وَأَقَلُّ الْحَيْضِ ثَلَاثَةُ أَيَّامٍ وَأَوْسَطُهُ خَمْسَةٌ وَأَكْثَرُهُ عَشَرَةٌ.

ترجمہ حیض کی کم سے کم مدت تین دن ہے اور متوسط پانچ روز اور زیادہ سے زیادہ دس دن ہے۔

حیض کی اقل مدت واکثر مدت

کم از کم حیض کی مدت تین دن اور تین رات ہے اس سے کم جو خون آئے وہ حیض نہیں اور حیض کی اکثر مدت دس دن دس رات ہے اس سے زیادہ جو خون جاری رہے وہ حیض نہیں۔

(۱۹۷) وَالنِّفَاسُ هُوَ الدَّمُ الْخَارِجُ عَقِبَ الْوِلَادَةِ وَأَكْثَرُهُ أَرْبَعُونَ يَوْمًا وَلَا حَدَّ لِأَقَلِّهِ.

ترجمہ: اور نفاس وہ خون ہے جو کہ نکلتا ہے بچہ کی پیدائش کے بعد اور اس کی زیادہ سے زیادہ مدت چالیس دن ہے اور کم سے کم نفاس کی کوئی حد نہیں۔

تشریح: بچہ کی پیدائش کے بعد جو خون جاری ہوتا ہے اسے نفاس کہتے ہیں نفاس کی کم سے کم کوئی مدت متعین نہیں ہے تھوڑا سا دیر بھی خون آ کر بند ہو سکتا ہے بند ہو جانے کے بعد غسل کرنا واجب ہوگا اور نفاس کی اکثر مدت چالیس دن ہے۔

اختیاری مطالعہ

(۱) اسقاط حمل کے بعد آنے والے خون کا حکم

اگر کسی عورت کا بچہ گر گیا یا گرا دیا گیا تو چار ماہ یا اس سے زیادہ کے حمل کو ساقط کرنے پر جو خون آئے گا وہ نفاس سمجھا جائے گا۔ (تنویر الابصار علی الدر المختار، بیروت: ۱/ ۴۳۴)

(۲) آپریشن کے ذریعہ ولادت پر نفاس کا حکم

اگر کسی عورت کا بچہ پیٹ کا آپریشن کر کے نکالا جائے تو اگر خون بچہ دانی سے بہا ہے تو وہ عورت نفاس والی کہلائے گی اور اگر بچہ دانی سے پیشاب کے راستے سے خون نہیں بہا تو اس کو نفاس نہیں کہا جائے گا بلکہ ظاہری زخم پر محمول کیا جائے گا مگر غسل بہرحال ضروری ہوگا۔ (عالمگیری: ۱/ ۳۷، ۱۶، اور شامی، بیروت: ۱/ ۴۳۰)

(۳) بچہ کٹ کٹ کر نکلے

اگر بچہ کا اکثر حصہ کٹ کٹ کر باہر آ جائے تو اس کے بعد جاری ہونے والا خون نفاس کہلائے گا اور اگر بچے کے دو ایک اعضاء ہی کٹ کر باہر آئے ہوں اور اکثر اعضاء ابھی اندر ہی ہوں تو اس وقت جاری ہونے والا خون استحاضہ کا ہوگا اور اس حال میں بھی اس عورت پر نماز کا پڑھنا فرض ہوگا۔ (درمختار: ۱/ ۴۳۰، کتاب المسائل ۲۱۶)

(۴) بچہ کی پیدائش کے بعد خون کا تسلسل

اگر بچہ پیدا ہونے کے بعد خون مسلسل چند ماہ جاری رہے تو اس کی چند صورتیں ہیں (۱) اگر نفاس حیض اور پاکی کے بارے میں عورت کی عادت متعین اور معلوم ہو تو اس کے مطابق عمل کرے یعنی جتنے دن نفاس کا معمول ہو ان کو نفاس اور جتنے دن پاک رہنے اور اس کے بعد حیض آنے کا معمول ہو انکو پاکی اور حیض کے ایام سمجھے۔ (۲) اگر نفاس اور حیض کسی بھی عادت کا بالکل پتہ نہ ہو تو اولا ۴۰ دن نفاس پھر ۲۰ دن پاکی اور پھر ۱۰ دن حیض کے ہوں گے۔ (۳) اگر نفاس کی مدت معلوم ہے مثلاً ۱۵ دن مگر حیض اور پاکی کے ایام مجہول ہوں تو ۱۵ دن نفاس سمجھ کر ۲۰ دن پاکی اور پھر دس دن حیض کے شمار کرے گی۔ (۴) اگر نفاس کی مدت مجہول ہو مگر پاکی اور حیض کی عادت متعین اور معلوم ہو تو پھر چالیس دن نفاس کے شمار کرے گی اور پھر متعین عادت پر عمل کرے گی۔ (کتاب المسائل ۲۱۷)

﴿۱۸۰﴾ وَالْاِسْتِحَاضَةُ دَمٌ نَقَصَ عَنْ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ اَوْ زَادَ عَلٰى عَشَرَةٍ فِي الْحَيْضِ وَعَلٰى اَرْبَعِيْنَ فِي النِّفَاسِ۔

ترجمہ: اور استحاضہ وہ خون ہے جو تین دن سے کم آئے یا دس دن سے زائد ہو حیض میں اور چالیس روز سے اوپر ہو نفاس میں۔

تشریح: سیلان الرحم کی بیماری میں مسلسل جو خون آتا ہے اس کو استحاضہ کہتے ہیں بشرطیکہ اس کو حیض یا نفاس قرار نہ دیا جا سکے۔

نو سال سے کم عمر میں آنے والے خون کا حکم

لڑکیاں کم از کم نو سال میں بالغ ہوتی ہیں لہٰذا اگر نو سال سے کم عمر میں خون آجائے تو اس کو حیض نہیں کہا جائیگا بلکہ وہ استحاضہ ہوگا۔

﴿۱۸۱﴾ وَاَقَلُّ الطُّهْرِ الْفَاصِلِ بَيْنَ الْحَيْضَتَيْنِ خَمْسَةَ عَشَرَ يَوْمًا وَلَا حَدَّ لِاَكْثَرِهٖ اِلَّا لِمَنْ بَلَغَتْ مُسْتَحَاضَةً۔

ترجمہ: اور کم سے کم طہر کی مدت جو دو حیضوں میں فاصل ہو وہ پندرہ دن ہیں اور زیادہ کی کوئی حد نہیں ہے مگر اس عورت کے لئے جو بالغ ہوئی ہو استحاضہ ہی کی حالت میں۔

پاکی کی مدت

دو حیضوں کے درمیان پاکی کی مدت پندرہ دن ہیں اس سے کم میں جو خون آئے گا وہ حیض شمار نہ ہوگا اور دو حیضوں

کے درمیان یا نفاس اور حیض کے مابین پاکی کی کوئی اکثر مدت مقرر نہیں ہے کتنے ہی دن عورت پاک رہ سکتی ہے قولہ الاللمبتداۃ۔ یعنی اگر کسی لڑکی نے پہلی مرتبہ خون دیکھا اور اس کا سلسلہ دس دن سے زائد تک جاری رہا تو ابتدائی دس دن حیض شمار ہوں گے اور بقیہ ۲۰ دن پاکی کے شمار کیے جائیں گے جن پر پاکی کے احکام جاری کیے جائیں گے۔

﴿۱۸۲﴾ وَيَحْرُمُ بِالْحَيْضِ وَالنِّفَاسِ ثَمَانِيَةُ أَشْيَاءَ اَلصَّلٰوةُ وَالصَّوْمُ.

ترجمہ اور حرام ہو جاتی ہیں حیض ونفاس کی وجہ سے آٹھ چیزیں نماز اور روزہ

تشریح حیض ونفاس کے زمانہ میں نماز پڑھنا اور روزہ رکھنا درست نہیں ہے اتنا فرق ہے کہ نماز تو بالکل معاف ہو جاتی ہے پاک ہونے کے بعد بھی اس کی قضا واجب نہیں ہوتی لیکن روزہ معاف نہیں ہوتا پاک ہونے کے بعد روزہ کی قضا کرنی پڑے گی۔

اختیاری مطالعہ

(۱) حالت حیض میں ایک مستحب عمل

خواتین کے لئے حیض کے زمانے میں ایک مستحب عمل یہ ہے کہ نماز کے اوقات میں وضو کر کے کسی پاک جگہ تھوڑی دیر بیٹھ کر تسبیح وغیرہ پڑھ لیا کریں تا کہ عبادت کا اہتمام برقرار رہے اور پاکی کے بعد نماز پڑھنے سے دل نہ گھبرائے۔
(کتاب المسائل: ۲۰۶ بحوالہ تاتارخانیہ: ۱/ ۴۷۸ مسئلہ: ۱۲۷۴)

(۲) نماز کے دوران حیض آگیا

اگر فرض نماز پڑھنے کے دوران حیض آگیا تو وہ نماز بالکل معاف ہے اور اگر نفل شروع کرنے کے بعد آیا ہے تو بعد میں اس کی قضا کرنی ہوگی۔ (در مختار مع الشامی بیروت: ۱/ ۴۴۲، کتاب المسائل: ۲۰۵)

(۳) نماز کے آخیر وقت میں حیض آگیا

اگر نماز کے آخیر وقت میں حیض آگیا اور ابھی نماز نہیں پڑھی ہے تب بھی اس وقت کی نماز معاف ہو جائے گی۔
(شامی: ۱/ ۴۴۱، کتاب المسائل: ۲۰۵)

﴿۱۸۳﴾ وَقِرَاءَةُ آيَةٍ مِنَ الْقُرْآنِ.

ترجمہ اور قرآن کی ایک آیت کا پڑھنا

تشریح حالت حیض ونفاس میں بالقصد قرآن کریم کی تلاوت جائز نہیں ہے یعنی ایک آیت پڑھنا بھی جائز

کل ایک آیت سے کم میں اختلاف ہے بہتر اور مناسب یہی ہے کہ نہ پڑھے۔

اختیاری مطالعہ

قرآن کی معلمہ حالت حیض میں کس طرح سبق دے

(۱) اگر قرآن کریم پڑھانے والی معلمہ (استانی) کے لئے حالت حیض میں بچیوں کو پڑھانا ضروری ہو تو وہ پوری آیت ایک ساتھ نہ کہلوائے بلکہ ایک ایک کلمہ الگ الگ کرکے پڑھائے مثلاً قُلْ۔ اَعُوْذُ۔ اللّٰهُ۔ اَحَدٌ۔ یعنی ہر کلمہ کے درمیان فصل کرے رواں نہ پڑھائے۔ (تاتارخانیہ: ۲۸۰/۱، مسئلہ: ۱۲۸۳، بحر الرائق: ۲۱۰/۱، کتاب المسائل: ۲۰۹)

(۲) تلاوت کی نیت کے بغیر قرآنی آیات پڑھنا

(۲) اگر تلاوت کی نیت نہ ہو بلکہ حمد خداوندی دعا اور ذکر کے مقصد سے قرآن کریم کی آیات حالت حیض میں پڑھی جائیں تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ دعا اور حمد کے مضامین پر مشتمل آیات کا پڑھنا مطلقاً جائز ہے خواہ آیات طویل ہوں یا مختصر اور اگر حمد و ثنا والی آیات نہ ہوں مثلاً سورۂ لہب تو چھوٹی چھوٹی آیتوں کے پڑھنے کی اجازت ہے اور لمبی آیات کا پڑھنا منع ہے۔ (شامی بیروت: ۳۲۳/۱، کتاب المسائل: ۲۰۹)

(۳) حالت حیض میں قرآنی اور نبوی دعائیں پڑھنا

حالت حیض میں ہر طرح کی دعائیں پڑھنا جائز ہے حتی کہ وہ دعائیں بھی پڑھی جاسکتی ہیں جن کے الفاظ قرآن کریم اور احادیث طیبہ میں وارد ہیں نیز اس حال میں دعائے قنوت پڑھنا بھی درست ہے۔ (درمختار: ۳۲۳/۱، کتاب المسائل: ۲۱۰)

---

(۱۸۴) وَمَسُّهَا اِلَّا بِغِلَافٍ

ترجمہ اور اس کا چھونا مگر غلاف کے ساتھ۔

حالت حیض میں قرآن کو ہاتھ لگانا

حیض ونفاس کے ایام میں قرآن کریم کو غلاف کے بغیر ہاتھ لگانا جائز نہیں ہے اور جس بستہ وجزدان میں قرآن رکھا ہوا ہو اس کو اوپر سے پکڑنا عورت کے لئے ایام مخصوصہ میں درست ہے اور چولی یعنی وہ کپڑا جو قرآن کریم پر چڑھا لیا جاتا ہے وہ قرآن کے حکم میں ہے ہاں اگر کوئی شدید ضرورت ہو تو وہ اس حرمت سے خارج ہے مثلاً خدانخواستہ کہیں قرآن کے جل جانے کا خطرہ ہو اور آستین یا کرتے کے پلے سے چھونا مکروہ تحریمی ہے۔ قلم یا اس جیسی چیز سے قرآن کے اوراق پلٹنا جائز ہے مگر کسی ادبی کی توہین نہ ہونے پائے۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۷۷)

اختیاری مطالعہ

(۱) ناپاکی کے ایام میں دینی کتابوں کا پڑھنا مطالعہ کرنا اور درس دینا جائز ہے لیکن ان میں جہاں قرآن کریم کی آیات لکھی ہوں اس جگہ ہاتھ لگانا اور وہ آیت زبان سے پڑھنا جائز نہیں ہے۔ (طحطاوی: ۷۷) (۲) حالت حیض میں قرآن کریم کو ٹائپ مشین پر ٹائپ کرنا یا کمپیوٹر میں کمپوز کرنا مکروہ ہے قرآن کریم کی عظمت کا تقاضا یہ ہے کہ کامل پاکی کے بعد ہی یہ کام انجام دیا جائے۔ (فتاویٰ رحیمیہ: ۱/ ۲۸۰، مسئلہ: ۱۲۸۱) (۳) ناپاکی کے دنوں میں ہاتھ لگانے اور زبان سے پڑھے بغیر قرآن پر نظر ڈالنا منع نہیں ہے۔ (درمختار: ۱/ ۲۸۳)

(۴) طغریٰ (عربی رسم الخط میں مجید دیگر فن کارانہ اور خوبصورت تحریر) لاکٹ تعویذ یا ایسی طشتری اور کٹورا وغیرہ جس میں قرآن کریم کی آیت لکھی ہو ان اشیاء کو حائضہ عورت کنارے سے چھو سکتی ہے البتہ لکھی ہوئی جگہ کو ہاتھ لگانا جائز نہیں ہے لیکن بہتر یہی ہے کہ کنارے کپڑے وغیرہ سے ہی پکڑے۔ (شامی: ۱/ ۲۲۳، کتاب المسائل: ۲۱۰)

(۵) حالت حیض میں حدیث وفقہ کا درس دینا

خواتین کے دینی مدارس میں جو معلمات حدیث، تفسیر اور فقہ کی کتب پڑھاتی ہیں تو ان کے لئے ایام مخصوصہ میں درس کی گنجائش ہے لیکن دو باتوں کا خیال رکھیں اول یہ کہ قرآن کی آیت کی تلاوت نہ کریں دوسرے یہ کہ کتب کے اس حصے کو ہاتھ نہ لگائیں جہاں کوئی قرآنی آیت لکھی ہو۔ (طحطاوی: ۷۷، دینی مسائل: ۲۰)

﴿۱۸۵﴾ وَدُخُوْلُ مَسْجِدٍ.

ترجمہ: اور (حرام ہے) مسجد میں داخل ہونا۔

حالت حیض میں مسجد میں جانا

حالت حیض میں مسجد شرعی کے اندر جانا جائز نہیں ہے مسجد سے ملحق کمرہ اور باہری احاطہ کا یہ حکم نہیں ہے۔

اختیاری مطالعہ

(۱) حالت حیض میں وعظ و درس تفسیر کی مجلس میں جانا

حائضہ عورت کے لئے وعظ نصیحت و درس تفسیر کی مجلس میں شرکت درست ہے بشرطیکہ یہ مجلس مسجد میں منعقد نہ ہو۔ (مظاہر حق جدید: ۱/ ۲۹۱)

﴿۱۸۶﴾ وَالطَّوَافُ.

ترجمہ: اور طواف کرنا۔

حالت حیض میں طواف کا حکم

ناپاکی کے ایام میں بیت اللہ کا طواف کرنا حرام ہے لیکن اگر کوئی عورت اس حالت میں مجبوراً طواف زیارت کرلے تو وہ طواف معتبر ہوگا، تاہم جرمانہ میں ایک اونٹ کی قربانی لازم ہوگی اور وہ عورت سخت گناہگار قرار پائے گی اور اگر پاک ہونے کے بعد طواف کا اعادہ کرلے تو جرمانہ ساقط ہوجائے گا۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۸۰)

﴿۱۸۷﴾ وَالْجِمَاعُ.

ترجمہ: اور صحبت کرنا۔

حالت حیض ونفاس میں جماع کا حکم

حیض ونفاس کی حالت میں بیوی سے جماع کرنا قطعاً حرام ہے قرآن کریم میں اس کی ممانعت وارد ہے حتی کہ بعض فقہاء نے اس حال میں جماع کو حلال سمجھنے والے پر کفر کا فتوی دیا ہے۔ (مراقی الفلاح: ۸۰)

اختیاری مطالعہ

حالت حیض میں جماع پر کفارہ

اگر غلبۂ شہوت میں ناپاکی کی حالت میں جماع کا صدور ہوجائے تو دونوں اس جرم پر سچے دل سے توبہ کریں ہاں اگر عورت کو مجبور کردیا جائے تو اس پر گناہ نہیں اور مرد کے لئے مستحب یہ ہے کہ وہ جرم کی تلافی کے لئے کفارہ کے طور پر گہرے سرخ رنگ کا خون جاری ہونے کی صورت میں ایک دینار (۴ ماشہ ۴ئ۴ گرام سونا یا اس کی قیمت) اور پیلے رنگ کا خون ہونے کی صورت میں آدھا دینار (۲ گرام ۱۲۱ ملی گرام سونا یا اس کی قیمت) غریبوں پر صدقہ کرے لیکن یہ صدقہ واجب نہیں توبہ کے بعد صدقہ نہ کرنے پر گناہ گار نہ ہوگا۔ (درمختار مع الشامی: ۱/۴۴۹، کتاب المسائل: ۲۱۳)

﴿۱۸۸﴾ وَالْاِسْتِمْتَاعُ بِمَا تَحْتَ السُّرَّةِ إِلَى تَحْتَ الرُّكْبَةِ.

استمتاع باب استفعال کا مصدر ہے لطف اندوز ہونا، مستفید ہونا۔ سُرَّۃ ناف جمع سُرَرٌ، رُكْبَةٌ جمع رُكَبٌ گھٹنا۔

ترجمہ: اور لطف اندوز ہونا اس حصہ سے جو ناف کے نیچے ہے گھٹنے کے نیچے تک۔

حالت حیض میں میاں بیوی کا ساتھ لیٹنا

حیض کی حالت میں عورت کے گھٹنے اور ناف کے درمیانی حصہ سے بلا حائل لذت حاصل کرنا بھی منع ہے البتہ

کپڑے وغیرہ کرا اور ستر ڈھانپ کر میاں بیوی کے ایک ساتھ لیٹنے میں کوئی حرج نہیں ہے اسی طرح گھٹنے کے نیچے اور ناف کے اوپر کے حصہ سے تلذذ مطلقاً جائز ہے۔ (شامی: ۱/۲۲۲، کتاب المسائل: ۲۱۲)

حالت حیض میں الگ بستر پر سونا

حیض ونفاس کی وجہ سے بستر الگ نہیں کرنا چاہئے بلکہ حسب معمول ساتھ ہی لیٹنا چاہئے اس حال میں بستر الگ کر دینا یہودیوں کا فعل ہے جس کی مشابہت سے بچنا لازم ہے۔ (شامی: ۱/۲۲۲، کتاب المسائل: ۲۱۲)

﴿۱۸۹﴾ وَاِذَا انْقَطَعَ الدَّمُ لِاَكْثَرِ الْحَيْضِ وَالنِّفَاسِ حَلَّ الْوَطْءُ بِلَا غُسْلٍ.

ترجمہ: اور اگر بند ہوا خون حیض ونفاس کی اکثر مدت میں تو جائز ہے صحبت غسل کئے بغیر۔

خون کے انقطاع کے بعد جماع

اگر حیض کا خون دس دن پر بند ہوا ہے یا نفاس کا خون چالیس دن پر بند ہوا ہے تو اگر چہ اس کے بعد فوراً جماع کی گنجائش ہے لیکن مستحب یہی ہے کہ غسل کرنے کے بعد جماع کرے۔ (درمختار: ۱/۲۴۴، مراقی الفلاح: ۷۸)

اختیاری مطالعہ

ابتداء کے بعد دوا کے ذریعہ حیض کو روکنا

اگر کسی عورت کو عادت کے موافق حیض آنا شروع ہوا پھر اس نے دوا کھا کر اسے درمیان ہی میں روک دیا تو محض خون بند ہونے سے وہ پاک نہ ہوگی بلکہ ایام عادت تک وہ ناپاک ہی شمار ہوگی۔ (مسلمل الواردین: ۸۱)

﴿۱۹۰﴾ وَلَا يَحِلُّ اِنِ انْقَطَعَ لِدُوْنِهِ لِتَمَامِ عَادَتِهَا اِلَّا اَنْ تَغْتَسِلَ اَوْ تَتَيَمَّمَ وَتُصَلِّيَ اَوْ تَصِيْرَ الصَّلٰوةُ دَيْنًا فِيْ ذِمَّتِهَا وَذٰلِكَ بِاَنْ تَجِدَ بَعْدَ الْاِنْقِطَاعِ مِنَ الْوَقْتِ الَّذِيْ اِنْقَطَعَ الدَّمُ فِيْهِ زَمَنًا يَسَعُ الْغُسْلَ وَالتَّحْرِيْمَةَ فَمَا فَوْقَهُمَا وَلَمْ تَغْتَسِلْ وَلَمْ تَتَيَمَّمْ حَتّٰى خَرَجَ الْوَقْتُ.

لا یحل ضمیر وطئ کی جانب راجع ہے۔ لدونه ضمیر اکثر کی جانب راجع ہے۔

ترجمہ: اور جائز نہیں اگر بند ہو جائے اس مدت سے کم میں اس کی عادت کے پورا ہونے کے بعد مگر یہ کہ غسل کر لے یا تیمم کرے اور نماز پڑھ لے یا ہو جائے نماز قرض اس کے ذمہ میں اور اس کی صورت یہ ہے کہ پائے خون بند ہونے کے بعد اس وقت سے کہ جس میں خون بند ہوا ہے اتنا وقت کہ گنجائش ہو اس میں غسل کرنے اور تکبیر تحریمہ کہہ لینے یا اس سے زائد کی دراں حالیکہ نہ تو غسل کیا ہو اور نہ تیمم یہاں تک کہ وقت نکل گیا۔

دس دن سے پہلے خون کے انقطاع کے بعد جماع

اگر دس دن سے کم میں عادت پوری ہونے پر خون بند ہوا ہے تو اس وقت تک جماع حلال نہ ہوگا جب تک کہ عورت غسل کر کے نماز نہ پڑھ لے یا پانی نہ ہونے کی صورت میں تیمم کر کے نماز نہ پڑھ لے یا اتنا وقت گذر جائے کہ اس کے ذمہ میں کم از کم ایک نماز لازم ہو جائے یعنی غسل کر کے تکبیر تحریمہ کہنے کی گنجائش کے بعد دوسری نماز کا وقت شروع ہو جانے پر اس وقت ہے جبکہ کسی نماز کے وقت میں خون بند ہوا ہو اور اگر وقت مہمل یعنی سورج نکلنے سے زوال تک درمیان میں خون بند ہوا ہے تو اس صورت سے بلا غسل جماع اس وقت تک حلال نہ ہوگا جب تک کہ عصر کا وقت شروع نہ ہو جائے کیوں کہ اس صورت میں عصر کے وقت ہی اس کے ذمہ میں ظہر کی قضا لازم ہوگی۔ (شامی: ۱/۲۲۹ بیروت)

اختیاری مطالعہ

(۱) ماہواری کے ختم پر انتظار

جب خون عادت کے موافق بند ہو جائے تو نماز کے وقت کے اندر اندر غسل کر کے نماز شروع کر دے صبح سے شام تک انتظار نہ کرے ورنہ گناہ گار ہوگی اور پاکی کے وقت میں گزری ہوئی نمازوں کی قضا بھی لازم ہوگی۔ ایسے ہی نفاس والی عورت کو چالیس دن انتظار کی ضرورت نہیں بلکہ جب خون بند ہو جائے تو غسل کر کے فوراً نماز شروع کر دے ورنہ گناہگار ہوگی۔ (شامی کراچی: ۱/۲۹۴، زکریا: ۱/۴۹۰، دینی مسائل: ۳۰)

(۲) عادت سے پہلے خون بند ہونے پر نماز و جماع کا حکم

اگر کسی کی عادت مثلاً پانچ دن خون آنے کی ہے اور چار دن خون آ کر بالکل بند ہو گیا تو اس پر غسل کر کے اسی وقت سے احتیاطاً نماز پڑھنا لازم ہے مگر جب تک ایام عادت پورے نہ ہو جائیں جماع کی اجازت نہیں ہے۔ (ہندیہ: ۱/۳۹)

(۳) دس دن سے پہلے خون بند ہو گیا

اگر دس دن سے کم حیض آیا اور ایسے وقت خون بند ہوا کہ وہ جلدی سے غسل کر کے نماز کی تکبیر تحریمہ کہہ سکتی ہے تو اس پر نماز اسی وقت سے فرض ہے جس کی قضا کرنی ہوگی اور اگر وقت اتنا تنگ تھا کہ وہ غسل کر کے تکبیر نہ کہہ سکتی ہو تو اس وقت کی نماز فرض نہیں ہوئی اگلے وقت سے نماز پڑھے۔ (شامی: ۱/۲۲۹ بیروت)

(۴) دس دن پورے ہونے پر خون بند ہوا

اگر دس دن پورے ہونے پر کسی نماز کے بالکل اخیر وقت میں خون بند ہوا کہ وہ صرف «اللہ اکبر» کہہ سکتی ہے تو بھی

اس پر اس وقت کی نماز فرض ہو گئی جس کی بعد میں قضا کرنی ہوگی۔ (شامی: ۲۳۹ بیروت)

(۵) خون بند ہونے پر غسل میں تاخیر

جب حیض یا نفاس کا خون اکثر مدت سے کم میں کسی نماز کے شروع وقت میں بند ہو تو افضل یہ ہے کہ غسل کرنے میں جلدی نہ کرے بلکہ نماز کے آخری مستحب وقت تک احتیاطاً تاخیر کرے تاکہ دوبارہ خون آنے کا احتمال نہ رہے۔
(تاتارخانیہ: ۱/۳۸۲، مسئلہ: ۱۲۹۵، کتاب المسائل: ۲۰۷)

﴿۱۹۱﴾ وَتَقْضِي الْحَائِضُ وَالنُّفَسَاءُ الصَّوْمَ دُوْنَ الصَّلٰوةِ۔

دُوْنَ ظرف مکان منصوب، کم، کم درجہ جیسے هذا الشيء دونه كذا یہ چیز اس سے کم درجہ ہے۔

ترجمہ اور قضا کرے گی حائضہ اور نفاس والی روزے کی نہ کہ نماز کی۔

حالت حیض ونفاس میں نماز روزہ کا حکم

حالت حیض ونفاس میں نماز تو بالکل معاف ہے یعنی اس کی قضا بھی نہیں اور روزہ فی الحال گو کہ رکھنا جائز نہیں لیکن بعد میں ان ایام کی قضا لازم ہے۔

علامہ نووی فرماتے ہیں کہ تمام اہل سنت والجماعت کا اس بات پر اتفاق ہے کہ حائضہ اور نفاس والی عورت پاک ہونے کے بعد نماز کی قضا نہیں کرے گی لیکن روزہ کی قضا کرے گی لیکن خوارج کے نزدیک روزہ کی قضا کی طرح نماز کی بھی قضا حائضہ والنفساء پر ضروری ہے اہل سنت والجماعت فرماتے ہیں کہ اگر نمازوں کی قضا ہو جائے تو فرض کم اور دوگنا ہو جائے گا جس کے ادا کرنے میں حرج ہے اور قضاء صوم میں یہ خرابی لازم نہیں آتی۔ (معارف السنن: ۱/۳۴۱)

﴿۱۹۲﴾ وَيَحْرُمُ بِالْجَنَابَةِ خَمْسَةُ أَشْيَاءَ اَلصَّلٰوةُ وَقِرَاءَةُ آيَةٍ مِّنَ الْقُرْآنِ وَمَسُّهَا إِلَّا بِغِلَافٍ وَدُخُوْلُ مَسْجِدٍ وَالطَّوَافُ وَيَحْرُمُ عَلَى الْمُحْدِثِ ثَلَاثَةُ أَشْيَاءَ اَلصَّلٰوةُ وَالطَّوَافُ وَمَسُّ الْمُصْحَفِ إِلَّا بِغِلَافٍ۔

مصحف جمع مصاحف بمعنی قرآن۔

ترجمہ اور حرام ہو جاتی ہیں جنابت کی وجہ سے پانچ چیزیں نماز، اور قرآن کی کسی آیت کی تلاوت کرنا اور اس کو چھونا مگر غلاف کے ساتھ اور مسجد میں داخل ہونا اور طواف کرنا اور حرام ہو جاتی ہیں بے وضو پر تین چیزیں نماز اور طواف کرنا اور قرآن کا چھونا مگر غلاف کے ساتھ۔

تشریح مذکورہ تمام مسائل کا وہی حکم ہے جو حائضہ ونفاس والی عورت کا ہے اور ہر ایک مسئلہ کی تفصیل ماقبل

میں گذر چکی ہے وہاں ملاحظہ فرمالیں۔

﴿۱۹۳﴾ وَدَمُ الْاِسْتِحَاضَةِ كَرُعَافٍ دَائِمٍ لَا يَمْنَعُ صَلٰوةً وَلَا صَوْمًا وَلَا وَطْئًا۔

رُعاف نکسیر رَعَفَ الله رَعْفًا و رُعَافًا نکسیر جاری ہونا، ناک سے خون جاری ہونا، مرعوف نکسیر کا مریض، باب فتح ونصر سے مستعمل ہے۔

ترجمہ اور استحاضہ کا خون ہمیشہ بہنے والی نکسیر کے مانند ہے نہیں روکتا ہے وہ نماز کو اور روزہ کو اور صحبت کو۔

استحاضہ کا حکم

استحاضہ کا حکم ایسا ہے جیسے کسی کی نکسیر پھوٹے اور بند نہ ہو مستحاضہ عورت نماز بھی پڑھے روزہ بھی رکھے قضاء نہ کرے اور استحاضہ کے زمانہ میں شوہر کے لئے اس سے ہر طرح کا انتفاع حلال ہوگا۔

﴿۱۹۴﴾ وَتَتَوَضَّأُ الْمُسْتَحَاضَةُ وَمَنْ بِهٖ عُذْرٌ كَسَلَسِ بَوْلٍ وَاسْتِطْلَاقِ بَطْنٍ لِوَقْتِ كُلِّ فَرْضٍ وَيُصَلُّوْنَ بِهٖ مَا شَاءُوْا مِنَ الْفَرَائِضِ وَالنَّوَافِلِ۔

سلسِ بول جس کو ہر وقت پیشاب کا قطرہ آتا رہتا ہو۔ پیشاب کا جاری رہنا، بند نہ ہونا، یہ بیماری یا تو مثانہ کی کمزوری کی وجہ سے ہوتی ہے یا سردی کی بنا پر ایسا ہوتا ہے۔ (طحطاوی: ۸۰)، استطلاق بطن، دستوں کا آنا، دستوں کی بیماری یہاں محل بول کر حال مراد لیا گیا ہے یعنی وہ چیز جو پیٹ میں ہے اس کا چلنا۔

ترجمہ اور وضو کرے گی مستحاضہ اور ہر وہ شخص جس کو ہمیشہ رہنے والا کوئی عذر لگا ہوا ہو جیسے مسلسل پیشاب کا نکلنا اور پیٹ کا چلنا ہر فرض کے وقت کے لئے اور پڑھیں اس وضو سے جو چاہیں فرائض اور نوافل سے۔

معذورین کا حکم

مستحاضہ عورت اور جس کو پیشاب آنا نہ تھمتا ہو یا مسلسل دست لگ رہے ہوں ان معذورین کے بارے میں حکم یہ ہے کہ ہر نماز کے وقت تازہ وضو کرلیں پھر اس وضو سے وقت کے اندر جتنی چاہیں نمازیں پڑھیں خواہ فرائض ہوں یا نوافل ادا ہوں یا قضا یا نذر وغیرہ کی نمازیں ہوں البتہ اگر اس عذر کے علاوہ کوئی دوسرا ناقض وضو پیش آئے تو ایسی صورت میں دوبارہ وضو کرنا ضروری ہوگا۔

﴿۱۹۵﴾ وَيَبْطُلُ وُضُوْءُ الْمَعْذُوْرِيْنَ بِخُرُوْجِ الْوَقْتِ فَقَطْ۔

ترجمہ اور باطل ہو جاتا ہے معذور لوگوں کا وضو صرف وقت کے نکلنے پر۔

معذورین کا وضو کب باطل ہوگا

جب فرض نماز کا وقت نکل جائے تو ان معذورین کا وضو باطل ہو جائیگا اب اگر کوئی معذور دوسری فرض نماز پڑھنا چاہے تو اس کے لئے نیا وضو کرنا ضروری ہوگا اگر کسی معذور شخص نے کسی نماز کے وقت سے پہلے دوسری نماز کے وقت میں وضو کرلیا تو اس وضو سے اگلے وقت کی نماز پڑھنا درست نہیں اس لئے کہ وقت نکلنے سے معذور کا وضو ٹوٹ جاتا ہے۔

فائدہ: یہاں عبارت میں فقط کی قید لگائی ہے یعنی مذکورہ معذورین کا وضو صرف وقت نکلنے سے ٹوٹے گا یہی امام ابوحنیفہ کا مذہب ہے اس سے رد کرنا مقصود ہے امام زفر وامام ابویوسف کے مذہب پر امام زفر فرماتے ہیں کہ معذورین کا وضو دخول وقت سے ٹوٹے گا نہ کہ خروج وقت سے اور امام ابویوسف فرماتے ہیں کہ خروج و دخول دونوں سے ٹوٹ جائے گا۔ (مراقی الفلاح: ۸۰)

﴿۱۹۶﴾ وَلَا يَصِيرُ مَعْذُورًا حَتَّى يَسْتَوْعِبَهُ الْعُذْرُ وَقْتًا كَامِلًا لَيْسَ فِيهِ انْقِطَاعٌ بِقَدْرِ الْوُضُوءِ وَالصَّلٰوةِ وَهٰذَا شَرْطُ ثُبُوتِهِ وَشَرْطُ دَوَامِهِ وُجُودُهُ فِي كُلِّ وَقْتٍ بَعْدَ ذٰلِكَ وَلَوْ مَرَّةً وَشَرْطُ انْقِطَاعِهِ وَخُرُوجِ صَاحِبِهِ عَنْ كَوْنِهِ مَعْذُورًا خُلُوُّ وَقْتٍ كَامِلٍ عَنْهُ.

ترجمہ اور نہیں ہوتا معذور یہاں تک کہ گھیر لے اس کو عذر پورے وقت تک کہ نہ ہو اس میں ختم وضو اور نماز کی مقدار اور یہ شرط اس کے ثابت ہونے کی ہے اور اس کے دوام کی شرط اس کا موجود رہنا ہر وقت میں عذر کے لاحق ہونے کے بعد اگرچہ ایک ہی مرتبہ ہو اور اس کے ختم ہونے کی شرط اور معذور کے عذر سے نکلنے کی شرط خالی رہنا تمام وقت کا اس عذر سے۔

معذور شرعی کون؟

شرعاً معذور اس شخص کو کہا جاتا ہے جس میں نقض وضو کا سبب اس تسلسل سے پایا جائے کہ اسے کسی ایک نماز کے پورے وقت میں طہارت کے ساتھ فرض نماز ادا کرنے کا موقع بھی نہ مل سکے مثلاً نکسیر پھوٹی ہو کہ کسی طرح بند نہ ہوتی ہو یا ہر وقت پیشاب کا قطرہ آتا رہتا ہو یا ناسور سے خون جاری رہتا ہو یا عورت مستحاضہ ہو وغیرہ وغیرہ اگر ایک نماز کے پورے وقت میں یہ کیفیت پائی گئی تو اسے معذور قرار دیں گے اور اس کے بعد ہر پورے وقت میں کم از کم ایک مرتبہ جب تک وہ عذر پایا جاتا رہیگا وہ معذور برقرار رہے گا اور اگر آئندہ کوئی پورا وقت اس عذر سے خالی پایا گیا تو وہ شخص معذور شرعی کے حکم سے خارج ہو جائے گا۔ (درمختار بیروت: ۱/ ۳۴۲، کتاب المسائل: ۱۹۳)

اختیاری مطالعہ

(۱) اشراق یا چاشت کے وضو سے ظہر کی نماز

جو شخص شرعاً معذور ہو وہ اشراق یا چاشت کے وضو سے ظہر کی نماز پڑھ سکتا ہے جبکہ اس دوران کوئی دوسرا ناقض وضو پیش نہ آیا ہو کیوں کہ اشراق سے زوال تک کا وقت کسی خاص نماز کے لئے متعین نہیں۔

(درمختار بیروت: ۱/۴۳۹، کتاب المسائل: ۱۹۵)

(۲) نماز کا وقت داخل ہونے کے بعد عذر پیش آنا

اگر وقت شروع ہونے کے بعد کوئی ایسا زخم ہو گیا جس سے خون بند نہ ہو رہا ہو تو ایسا شخص آخری وقت تک انتظار کے بعد وضو کر کے نماز پڑھ لے گا اور اگر دوسری نماز کے پورے وقت میں بھی خون جاری رہا تو پہلی نماز کا اعادہ ضروری نہیں کیوں کہ عذر متحقق ہو گیا اور اگر پورے وقت جاری نہیں رہا تو پہلی نماز کا اعادہ لازم ہے کیوں کہ یہ شخص معذور شرعی نہیں بنا۔ (شامی: ۴۳۸ بیروت، کتاب المسائل: ۱۹۵)

(۳) نیا عذر پیش آنے سے نقض وضو

اگر معذور شرعی نے سابقہ عذر رہتے ہوئے وضو کر لیا تھا پھر نئے عذر میں مبتلا ہو گیا مثلاً دوسرا زخم بہنے لگا تو اس کی وجہ سے اس کا وضو ٹوٹ جائے گا۔ (درمختار بیروت: ۴۴۰، کتاب المسائل: ۱۹۶)

(۴) خروج ریاح کے مریض کا سونے سے وضو نہیں ٹوٹتا

جو شخص ریاح بے قابو ہونے کی وجہ سے معذور ہو گیا ہو اس کے حق میں سونا ناقض وضو نہیں ہے اس لئے نوم بذات خود موجب نقض نہیں بلکہ خروج ریاح کے غلبۂ ظن کی بنا پر اسے ناقض قرار دیا گیا ہے اور جب یہ شخص نفس خروج ریاح ہی میں معذور ہے تو اس کے حق میں خروج ریاح کے اندیشہ کا بھی کوئی اعتبار نہیں۔ (شامی بیروت: ۱/۴۴۳)

(۵) قطرہ کے مریض کے لئے طہارت کا آسان طریقہ

جس شخص کو پیشاب کے بعد دیر تک قطرہ آتا رہتا ہو اسے چاہئے کہ پیشاب سے فراغت پر سوراخ کے اندر کوئی چیز مثلاً روئی وغیرہ رکھ لے تاکہ اس کے اندرونی حصے سے پیشاب باہر نہ آنے پائے اس لئے کہ جب تک پیشاب کا قطرہ باہر نہیں آئیگا اس کا وضو نہیں ٹوٹے گا لیکن روزے کی حالت میں اس عمل کو نہ کرنا اولیٰ ہے۔ (شامی بیروت: ۱/۴۸۴)

(۲) پیشاب کی نلکی کے ساتھ نماز

جس شخص کو پیشاب مسلسل آنے کا مرض ہو اور اس نے نلکی لگا رکھی ہو جس کے ذریعہ سے پیشاب بوتل میں جمع ہوتا رہتا ہو تو ایسا شخص شرعاً معذور ہے اور وہ اسی حالت میں وضو کر کے نماز پڑھ سکتا ہے یہ ناپاکی اس کے حق میں معتبر نہیں۔
(درمختار بیروت: ۱/۳۳۶)

بَابُ الْأَنْجَاسِ وَالطَّهَارَةِ عَنْهَا

انجاس واحد نَجَسٌ نون اور جیم کے فتحہ کے ساتھ یعنی نجاست جیسے گوبر پاخانہ اور نجِس بکسر الجیم وہ چیز جو پاک نہ ہو جیسے ناپاک کپڑا اور طہارۃ کا لفظ لا کر اس طرف اشارہ ہے کہ اس باب میں صرف نجاستوں ہی کا بیان نہیں ہے بلکہ اس کی پاکی کا بھی ذکر ہے اور انجاس اصل میں مصدر ہے مگر یہاں مصدر بمعنی باقی نہیں ہے چونکہ یہاں مختلف انواع واقسام کا ذکر ہے اس وجہ سے اس کا جمع لانا بھی صحیح ہے ورنہ تو مصدر اپنی حقیقت پر باقی رہتے ہوئے تثنیہ اور جمع نہیں لایا جاسکتا۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۸۱-۸۲)

(ناپاکیوں اور ان سے پاکی حاصل کرنیکا بیان)

ماقبل سے مناسبت: اس سے قبل صاحب نور الایضاح نے نجاست حکمی اور اس سے پاکی کے طریقے اور احکامات کو بیان فرمایا ہے اب اس باب میں نجاست حقیقی اس کی قسمیں اور احکامات کو بیان کریں گے چونکہ نجاست حکمی اقوی ہے بہ نسبت نجاست حقیقی کے اس لئے نجاست حکمی کے احکام پہلے ذکر کئے گئے۔

﴿۱۹۷﴾ تَنْقَسِمُ النَّجَاسَةُ إِلَى قِسْمَيْنِ غَلِيْظَةٍ وَخَفِيْفَةٍ فَالْغَلِيْظَةُ كَالْخَمْرِ وَالدَّمِ الْمَسْفُوْحِ وَلَحْمِ الْمَيْتَةِ وَإِهَابِهَا وَبَوْلِ مَا لَا يُؤْكَلُ وَنَجْوِ الْكَلْبِ وَرَجِيْعِ السِّبَاعِ وَلُعَابِهَا وَخُرْءِ الدَّجَاجِ وَالْبَطِّ وَالْإِوَزِّ وَمَا يَنْقُضُ الْوُضُوْءَ بِخُرُوْجِهِ مِنْ بَدَنِ الْإِنْسَانِ.

الخمر انگور کا کچا پانی جبکہ وہ جوش مارنے لگے اور تیز ہو کر جھاگ پھینکنے لگے اور نشہ آور ہو جائے اس کو خمر کہتے ہیں۔ الدم المسفوح وہ خون جو بہنے والا ہو لحم المیتۃ مراد وہ ہے کہ جس میں خون ہو اھاب جمع اُھُب اَھَب دباغت دی ہوئی کھال، کچا چمڑا نجو الکلب، کتے کا پاخانہ، نجوٌ کے اصل معنی پیٹ سے خارج ہونے والی ریح یا غلاظت یہاں کتے کی غلاظت مراد ہے۔ رجیع السباع، چار پیروں والے جانوروں درندوں کا پاخانہ جیسے گوبر لید وغیرہ البط یہ جمع ہے اس کا واحد البطۃ ہے مذکر و مؤنث دونوں کے لئے اس کے معنی ہیں بطخ۔ الاوز مرغابی واحد

وَنَاقِضٌ مایَنْقُضُ الوضوءَ جو چیز انسان کے بدن سے نکلے اس سے وضو ٹوٹ جاتی ہے اس کو نجاست غلیظہ کے حکم میں کہا گیا ہے البتہ اس سے ریح کو مستثنیٰ رکھا گیا ہے کہ قول صحیح میں پاک ہے اور اس سے مراد ناقض حقیقی ہے حکمی نہیں جیسے سونا تاکہ ان کو طہارت اور نجاست سے متصف نہیں کیا جا سکتا۔ غلیظة و خفیفة مرفوع منصوب و مجرور تینوں طرح پڑھے جا سکتے ہیں مرفوع پڑھنے کی تقدیر پر چند ترکیبیں ہو سکتی ہیں۔ (۱) غلیظة و خفیفة معطوف معطوف علیہ خبر ہوں مبتدا محذوف ہی ضمیر کی جو راجع ہے نجاسة کی طرف۔ (۲) بعضها غلیظة و بعضها خفیفة دو جدا گانہ جملے ہوں اس صورت میں غلیظة و خفیفة مبتدا محذوف یعنی بعضها کی خبر ہوں گے یا اس طرح عبارت بنائی جائے کہ منها غلیظة و منها خفیفة اس صورت میں منها ظرف مستقر خبر مقدم ہوگا اور غلیظة و خفیفة دونوں مبتدا مؤخر ہوں گے۔ اور منصوب پڑھنے کی صورت میں غلیظة و خفیفة معطوف معطوف علیہ ہو کر مفعول ہوں گے اعنی فعل مقدر کے یعنی مراد لیتا ہوں میں غلیظہ اور خفیفہ نجاستوں کو، اور مجرور ہونے کی صورت میں قسمین سے بدل ہوں گے اور قسمین تثنیہ ہے حالت جری میں۔

ترجمہ منقسم ہوتی ہے نجاست دو قسموں کی جانب غلیظہ اور خفیفہ پس نجاست غلیظہ جیسے شراب بہنے والا خون مردار کا گوشت اور اس کی کھال اور ان جانوروں کا پیشاب جن کا گوشت نہیں کھایا جاتا ہے کتے کا پاخانہ اور درندوں کی لید گوبر وغیرہ اور ان کا لعاب مرغی بطخ اور مرغابی کی بیٹ اور وہ چیزیں کہ جن کے نکلنے سے وضو ٹوٹ جاتا ہے انسان کے جسم سے۔

نجاست کی قسمیں،

نجاست حقیقیہ کی دو قسمیں ہیں (۱) غلیظہ (۲) خفیفہ غلیظہ اس نجاست کو کہا جاتا ہے کہ جس کے ناپاک ہونے میں کسی قسم کا شبہ نہ ہو تمام دلیلوں سے اس کا ناپاک ہونا ہی ثابت ہو جیسے آدمی کا پاخانہ یا شراب وغیرہ۔

﴿۱۹۸﴾ وَاَمَّا الْخَفِيْفَةُ فَكَبَوْلِ الْفَرَسِ وَكَذَا بَوْلُ مَايُؤْكَلُ لَحْمُهٗ وَخُرْءُ طَيْرٍ لَايُؤْكَلُ.

ترجمہ اور بہر حال خفیفہ پس جیسے گھوڑے کا پیشاب اور ایسے ہی ان جانوروں کا پیشاب جن کا گوشت کھایا جاتا ہے اور اس پرندے کی بیٹ جس کا گوشت نہیں کھایا جاتا۔

تشریح نجاست خفیفہ وہ نجاست ہے جس کا نجس ہونا یقینی نہ ہو کسی دلیل سے اس کا ناپاک ہونا معلوم ہوتا ہو اور کسی دلیل سے اس کے پاک ہونے کا شبہ ہوتا ہو جیسے گھوڑے کا پیشاب اس مثال کو اس لئے ذکر کیا ہے تاکہ کسی کو یہ گمان نہ ہو کہ گھوڑا ان جانوروں میں سے ہے جن کا گوشت نہیں کھایا جاتا لہذا اس کا پیشاب بھی نجاست غلیظہ ہوگا صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ اس کا پیشاب نجاست خفیفہ کے اندر داخل ہے اور گوشت کی ممانعت مصالح جہاد کی بنا پر ہے۔ ایسے ہی ان پرندوں کی بیٹ جن کا گوشت نہیں کھایا جاتا نجاست خفیفہ کے اندر داخل ہے۔

﴿۱۹۹﴾ وَعُفِيَ قَدْرُ الدِّرْهَمِ مِنَ الْمُغَلَّظَةِ.

ترجمہ اور معاف کر دیا گیا ہے درہم کی مقدار نجاست غلیظہ میں سے۔

نجاست غلیظہ کی کتنی مقدار معاف ہے

اس عبارت سے مصنف کا مقصد اس بات کو بیان کرنا ہے کہ نجاست غلیظہ کی کتنی مقدار معاف ہے اور کتنی مقدار معاف نہیں ہے چنانچہ فرمایا کہ نجاست غلیظہ میں سے اگر پتلی اور بہنے والی چیز کپڑے یا بدن پر لگ جائے اور وہ پھیلاؤ میں ہتھیلی بھر چوڑائی کے برابر یا اس سے کم ہو تو معاف ہے یعنی اگر اس کے دھوئے بغیر نماز پڑھ لے تو نماز ہو جائے گی لیکن نہ دھونا اور اسی طرح نماز پڑھتے رہنا مکروہ تحریمی اور برا ہے اور اگر ہتھیلی بھر چوڑائی سے زیادہ ہو تو وہ معاف نہیں اس کے دھوئے بغیر نماز نہ ہوگی اور اگر نجاست غلیظہ میں سے گاڑھی چیز لگ جائے جیسے پاخانہ مرغی کی بیٹ وغیرہ تو اگر وزن میں ایک درہم یعنی ۳ گرام ۱۲ ملی گرام یا اس سے کم ہو تو بغیر دھوئے نماز درست ہے مگر کراہت کے ساتھ اس لئے بہتر یہی ہے کہ اگر پہلے سے نجاست کا علم ہو جائے تو اسے زائل کرنے کے بعد ہی نماز پڑھے اور اگر یہ نجاست ۳ گرام ۱۲ ملی گرام سے زیادہ ہو تو اس کے ساتھ نماز درست نہ ہوگی۔

﴿۲۰۰﴾ وَمَا دُوْنَ رُبُعِ الثَّوْبِ أَوِ الْبَدَنِ.

ترجمہ اور وہ مقدار جو چوتھائی کپڑے یا بدن سے کم ہو (نجاست خفیفہ میں اس مقدار کو بھی معاف کر دیا گیا ہے)

نجاست خفیفہ کے ساتھ نماز

اگر نجاست خفیفہ جیسے حلال جانوروں کا پیشاب وغیرہ کپڑے یا بدن پر لگے رہنے کی حالت میں نماز پڑھی تو حکم یہ ہے کہ یہ نجاست خفیفہ جس حصہ یا عضو پر لگی ہے اگر اس کے چوتھائی سے کم ہو تو معاف ہے اور اگر پورا چوتھائی یا اس سے زیادہ ہو تو معاف نہیں اس کا دھونا واجب ہے یعنی بغیر دھوئے نماز درست نہیں ہے۔ (درمختار بیروت: ۱/ ۵۲۶)

﴿۲۰۱﴾ وَعُفِيَ رَشَاشُ بَوْلٍ كَرُؤُوْسِ الْإِبَرِ.

رشاش چھینٹیں واحد رشاشۃ۔ **رؤوس** واحد راس ہر چیز کا بالائی حصہ نوک۔ **الابر** سوئی جمع ابر۔

ترجمہ اور معاف کر دی گئی ہیں پیشاب کی چھینٹیں سوئی کے ناکوں کے برابر۔

پیشاب کی چھینٹیں

پیشاب کا ایک ایک قطرہ نجس و ناپاک ہے لیکن پیشاب کرتے وقت بسا اوقات بدن اور کپڑے پر سوئی کی نوک کی

طرح چھینٹیں پڑ جاتی ہیں اور اس سے بچنا بہت مشکل ہے اس لئے شریعت نے عام لوگوں کے ابتلاء کی وجہ سے اس کو معفو عنہ قرار دیا ہے۔ (مراقی الفلاح: ۸۳-۸۵، ہدایہ: ۱/۴۰، ایضاح المسائل: ۱۳۱)

اختیاری مطالعہ

(۱) ناپاک ڈھیلا دریا میں مارنے سے پڑنے والی چھینٹوں کا حکم

اگر کسی شخص نے ناپاک ڈھیلا جاری پانی یا دریا میں مارا جس سے پانی کی چھینٹیں اڑ کر اس کے کپڑوں پر لگیں تو یہ دیکھا جائیگا کہ اڑنے والی چھینٹوں میں نجاست کا اثر ہے یا نہیں اگر اثر ظاہر ہو کپڑا ناپاک قرار دیا جائیگا ورنہ نہیں۔
(المحیط البرہانی: ۳۶۹، کتاب المسائل: ۹۸)

(۲) ناپاک کپڑوں کی چھینٹوں کا حکم

ناپاک کپڑے دھوتے ہوئے اگر کچھ معمولی چھینٹیں بدن یا کپڑوں پر لگ جائیں تو وہ معاف ہیں ان سے ناپاک نہ ہوگا البتہ احتیاط سے دھونا چاہئے لیکن اگر ناپاک چھینٹیں بالٹی یا لوٹے میں گر جائیں تو وہ پانی ناپاک ہو جائیگا۔
(ہندیہ: ۱/۴۶، کتاب المسائل: ۹۹)

﴿۲۰۲﴾ وَلَوِ ابْتَلَّ فِرَاشٌ أَوْ تُرَابٌ نَجِسَانِ مِنْ عَرَقِ نَائِمٍ أَوْ بَلَلِ قَدَمٍ وَظَهَرَ أَثَرُ النَّجَاسَةِ فِي الْبَدَنِ وَالْقَدَمِ تَنَجَّسَا وَإِلَّا فَلَا.

ابتلّ از افتعال ماضی تر ہونا، بھیگنا۔ بَلَلٌ تری، مصدر ہے اس کا ماضی بَلَّ ہے پانی وغیرہ سے تر کرنا۔

ترجمہ اور اگر بھیگ جائے فرش یا مٹی کہ دونوں ناپاک ہوں سونے والے کے پسینہ سے یا پیر کی تری سے اور ظاہر ہو جائے نجاست کا اثر بدن اور قدم میں تو ناپاک ہو جائیں گے ورنہ نہیں۔

تر زمین پر خشک پیر رکھنا

اگر کسی کا بدن یا پیر خشک تھا لیکن زمین یا فرش ناپاک اور تر تھا اور اس نے اس پر پیر رکھ دیا یا سو گیا اور تری کا اثر پیر یا بدن پر ظاہر ہو گیا تو پیر ناپاک ہو جائیگا اور بدن بھی اور اگر معمولی سی نمی آئی تو نجاست کا حکم نہ ہوگا۔
(ہندیہ: ۱/۴۷، کتاب المسائل: ۹۸)

ناپاک خشک زمین پر تر پیر رکھنا

اگر خشک ناپاک زمین یا دری پر بھیگا پیر رکھ لیا اور ٹک کر کھڑا نہیں ہوا بلکہ چلتا رہا اور نجاست کا اثر پیر پر ظاہر نہیں ہوا

ہوا تو اس کے بعد ناپاک نہیں ہوئے اور اگر رگڑ کر نکلا ہو جس کی وجہ سے نجاست کا اثر ظاہر ہو گیا تو پھر ناپاک ہو جائیں گے۔ (الحیط البرہانی: ۱/۳۶۸، کتاب المسائل: ۹۸)

﴿۲۰۳﴾ كَمَا لَا يَنْجُسُ ثَوْبٌ جَافٌّ طَاهِرٌ لُفَّ فِي ثَوْبٍ نَجِسٍ رَطْبٍ لَا يَنْعَصِرُ الرَّطْبُ لَوْ عُصِرَ.

جَافٌّ اسم فاعل ہے باب ضرب سے جَفَّ يَجِفُّ جَفًّا وجُفُوفًا خشک ہونا۔ لُفَّ ماضی مجہول باب (ن) لَفَّ لَفًّا لپیٹنا، پیک کرنا۔ رَطْبٌ طاء کے سکون و کسرہ کے ساتھ دونوں لغت ہیں، بھیگا ہوا۔

ترجمہ جیسے کہ ناپاک نہیں ہوتا وہ کپڑا جو خشک ہو اور پاک ہو لپیٹ دیا گیا ہو ناپاک گیلے کپڑے میں کہ اگر اس گیلے کپڑے کو نچوڑا جائے تو وہ نچوڑا نہ جا سکے۔

پاک کپڑا ناپاک کپڑے میں لپیٹنا

مسئلہ یہ ہے کہ ایک پاک خشک کپڑا ہے جس کو کسی ایسے ناپاک بھیگے ہوئے کپڑے کے اندر لپیٹ دیا گیا جس کو اگر نچوڑا جائے تو اس سے پانی نہ نچڑے تو ایسے ناپاک کپڑے کے اندر لپٹا ہوا پاک کپڑا ناپاک نہیں ہوتا اور اگر قطرہ ٹپک پڑے تو پھر ناپاک ہونے کا حکم لگا دیا جائیگا۔

﴿۲۰۴﴾ وَلَا يَنْجُسُ ثَوْبٌ رَطْبٌ بِنَشْرِهِ عَلَى أَرْضٍ نَجِسَةٍ يَابِسَةٍ فَتَنَدَّتْ مِنْهُ وَلَا بِرِيحٍ هَبَّتْ عَلَى نَجَاسَةٍ فَأَصَابَتِ الثَّوْبَ إِلَّا أَنْ يَظْهَرَ أَثَرُهَا فِيهِ.

تَنَدَّتْ فعل ماضی باب تفعل تر ہونا، گیلا ہونا۔ هَبَّتْ ماضی هبًّا وهُبُوبًا ہوا کا چلنا۔ اثرها ضمیر کا مرجع نجاست ہے۔ فیه ضمیر کا مرجع ثوب ہے۔

ترجمہ اور ناپاک نہیں ہوتا بھیگا ہوا کپڑا اس کو پھیلا دینے سے ناپاک خشک زمین پر کہ گیلی ہو گئی اس سے (وہ زمین اس کپڑے کی تراوٹ سے بھیگ گئی ہو) اور نہ (ایسے ہی ناپاک نہیں ہوتا) اس ہوا سے جو گزر کر آئی ہو ناپاکی پر پھر کپڑے پر پہنچی مگر یہ کہ ظاہر ہو جائے اس کا اثر اس کپڑے میں۔

بھیگا ہوا کپڑا ناپاک زمین پر پھیلانا

صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے بھیگا ہوا کپڑا ناپاک خشک زمین پر پھیلا دیا اور کپڑے کی تراوٹ سے زمین گیلی ہو گئی تو وہ کپڑا ناپاک نہ ہوگا، یہی حکم اس صورت میں ہے کہ جب ہوا کسی ناپاکی کے اوپر سے گزری، پھر کسی کپڑے کو لگی تو بھی وہ کپڑا ناپاک نہ ہوگا، ہاں اگر ناپاکی کا اثر کپڑے میں ظاہر ہو جائے تو اب ناپاک ہونے کا حکم لگیگا۔

﴿۲۰۵﴾ وَيَطْهُرُ مُتَنَجِّسٌ بِنَجَاسَةٍ مَرْئِيَّةٍ بِزَوَالِ عَيْنِهَا وَلَوْ بِمَرَّةٍ عَلَى الصَّحِيحِ وَلَا يَضُرُّ بَقَاءُ أَثَرٍ شَقَّ زَوَالُهُ.

ترجمہ اور پاک ہو جانے کی وہ چیز جو دکھلائی دینے والی نجاست سے ناپاک ہوئی ہو اس نجاست کی ذات کے ختم ہونے سے اگرچہ ایک ہی مرتبہ دھولی گئی ہو قول صحیح کے موافق اور نقصان دہ نہیں ہے اس نشان کا باقی رہنا کہ مشکل ہو اس کا چھڑانا۔

نجاست مرئیہ کا بیان

نجاست کی دو قسمیں ہیں (۱) نجاست مرئیہ (۲) نجاست غیر مرئیہ اس عبارت میں نجاست مرئیہ کا بیان ہے۔ نجاست مرئیہ وہ نجاست ہے جو سوکھنے اور خشک ہونے کے بعد نظر آئے جیسے بہنے والا خون۔ صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ اگر نجاست مرئیہ کپڑے پر لگ جائے جیسے پاخانہ، خون، تو اتنا دھوئے کہ نجاست چھوٹ جائے اور دھبہ جاتا رہے چاہے جتنی دفعہ میں چھوٹے جب نجاست چھوٹ جائے گی تو کپڑا پاک ہو جائیگا اور اگر بدن میں لگ گئی ہو تو اس کا بھی یہی حکم ہے۔ مصنف فرماتے ہیں کہ عین نجاست اگر ایک مرتبہ دھونے سے چھوٹ جائے تو صحیح قول کے مطابق تب بھی پاک ہونے کا حکم لگا دیا جائیگا آگے فرماتے ہیں کہ اگر ایسی نجاست ہے کہ کئی دفعہ دھونے اور نجاست کے چھوٹ جانے پر بھی بدبو نکلی گئی یا کچھ دھبہ رہ گیا تب بھی کپڑا پاک ہو گیا صابون وغیرہ لگا کر دھبہ چھڑانا اور بدبو دور کرنا ضروری نہیں ہے۔

فائدہ: قولہ علی الصحیح اس قید کو بڑھا کر یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ مذکورہ مسئلہ میں اختلاف ہے حضرت امام فقیہ ابو جعفر ہندوانی فرماتے ہیں کہ عین نجاست کے زائل ہونے کے بعد دو مرتبہ دھونا ضروری ہے اور علامہ فخر الاسلام فرماتے ہیں کہ تین مرتبہ دھونا ضروری ہے مگر صحیح قول وہی ہے جو مصنف نے بیان کیا ہے۔ (مراقی الفلاح: ۸۶)

﴿۲۰۶﴾ وَغَيْرُ الْمَرْئِيَّةِ بِغَسْلِهَا ثَلَاثًا وَالْعَصْرِ كُلَّ مَرَّةٍ.

ترجمہ اور (پاک ہو جانے کی وہ چیز جو) نہ دکھلائی دینے والی نجاست سے (ناپاک ہوئی ہو) اس کے تین مرتبہ دھو ڈالنے اور ہر مرتبہ نچوڑنے سے۔

نجاست غیر مرئیہ کا بیان

اس عبارت میں نجاست غیر مرئیہ کا بیان ہے نجاست غیر مرئیہ وہ نجاست ہے جو خشک ہونے کے بعد نظر نہ آئے جیسے نجس پانی اس کا حکم یہ ہے کہ اگر کپڑے میں جذب ہو جائے تو اس کو پاک پانی سے دھو کر تین مرتبہ نچوڑنا شرط ہے اور تیسری مرتبہ نچوڑنے میں اپنی پوری طاقت استعمال کی جائے کہ اس سے پانی کا ٹپکنا بند ہو جائے تو کپڑا پاک ہو جائے گا

اور اگر اتنی قوت سے نہیں نچوڑا تو کپڑا پاک نہ ہوگا۔ (المحیط البرہانی: ۱/۳۷۹، کتاب المسائل: ۱۰۷)

اختیاری مطالعہ

کارپیٹ یا قالین کو پاک کرنیکا طریقہ

کارپیٹ قالین یا بڑا فرش جسے نچوڑا نہ جا سکے وہ اگر ناپاک ہو جائے تو اس کی پاکی کا طریقہ یہ ہے کہ اسے تین مرتبہ دھویا جائے اور ہر مرتبہ دھو کر اتنی دیر چھوڑ دیا جائے کہ اس سے پانی ٹپکنا بند ہو جائے پوری طرح سوکھنا ضروری نہیں تین مرتبہ ایسا کرنے سے وہ فرش وغیرہ پاک قرار دیا جائیگا، ایسے فرش سے پانی سکھانے کیلئے وائپر اور صفائی مشین سے بھی مدد لی جاسکتی ہے۔ (عالمگیری: ۱/۴۲، کتاب المسائل: ۱۰۸)

چٹائی کو پاک کرنیکا طریقہ

اگر چٹائی بانس کی بنی ہوئی ہے تو اس کے اوپر سے تین مرتبہ پانی بہانے اور نجاست صاف کرنے سے چٹائی پاک ہو جائے گی اس لئے کہ بانس کی چٹائی میں نجاست کے اثرات اندر تک جذب نہیں ہوتے لیکن اگر چٹائی گھاس پھوس یا کھجور وغیرہ کے پتوں کی بنی ہوئی ہے تو تین مرتبہ اسے دھویا جائیگا اور ہر مرتبہ دھونے کے بعد نچوڑا جائیگا اور نچوڑنے کی شکل یہ ہے کہ اس کو کسی بھاری چیز کے نیچے دبا دیا جائے یا ایک مرتبہ دھونے کے بعد اتنی دیر چھوڑ دیا جائے کہ اس سے قطرے ٹپکنے بند ہو جائیں تاکہ اس میں جذب شدہ پانی نچڑ جائے تین مرتبہ ایسا کرنے سے وہ چٹائی پاک ہو جائے گی۔
(المحیط البرہانی: ۱/۳۸۲-۳۸۳، حلبی کبیر: ۱/۱۸۶)

ناپاک برتن کو پاک کرنیکا طریقہ

جو برتن ایسی چیز کا بنا ہوا ہو جس میں نجاست جذب نہیں ہوتی مثلاً لوہا المونیم اسٹیل پلاسٹک وغیرہ اگر وہ ناپاک ہو جائے تو تین مرتبہ یا اتنی مرتبہ جس میں نجاست زائل ہونے کا غالب گمان ہو جانے تک تار دھونے سے وہ برتن پاک ہو جائیگا بشرطیکہ نجاست کا رنگ بو وغیرہ باقی نہ ہو۔ (المحیط البرہانی: ۱/۳۸۳، کتاب المسائل: ۱۰۹)

﴿۲۰۷﴾ وَتَطْهُرُ النَّجَاسَةُ عَنِ الثَّوْبِ وَالْبَدَنِ بِالْمَاءِ وَبِكُلِّ مَائِعٍ مُزِيلٍ كَالْخَلِّ وَمَاءِ الْوَرْدِ۔

ترجمہ اور پاک ہو جاتی ہے ناپاکی کپڑے اور بدن سے پانی کے ذریعہ اور ہر ایسی چیز سے جو بہنے والی ہو اور نچوڑانے والی ہو جیسے سرکہ اور گلاب کا پانی۔

کن چیزوں سے نجاست حقیقی زائل کرنا جائز ہے

پانی کی طرح جو چیز پتلی اور پاک ہو اور اس میں ناپاکی کو ختم کرنے کی صلاحیت بھی ہو تو اس سے بھی نجاست حقیقیہ کا زائل کرنا جائز ہے جیسے گلاب کا پانی سرکہ وغیرہ لیکن گھی تیل وغیرہ چکنی چیز سے دھونا درست نہیں ہے وہ چیز ناپاک رہے گی۔

عقلی دلیل

بہنے والی چیز نجاست کو اکھاڑ کر دور کر دیتی ہے اور پانی میں پاک کرنے والی صفت اسی وجہ سے ہے کہ وہ نجاست کو دور کر دیتا ہے چنانچہ جب یہ معنی دوسری بہنے والی چیزوں میں موجود ہیں تو پانی کی طرح یہ بھی پاک کرنے والی اور مزیل نجاست ہوں گی۔ (بدائع الصنائع: ۲۴۰/۱)

﴿۲۰۸﴾ وَيَطْهُرُ الْخُفُّ وَنَحْوُهُ بِالدَّلْكِ مِنْ نَجَاسَةٍ لَهَا جِرْمٌ وَلَوْ كَانَتْ رَطْبَةً.

جرم جمع اجرام جسم۔

ترجمہ اور پاک ہو جاتا ہے موزہ اور اس جیسی چیز صرف رگڑ دینے سے ہر اس نجاست سے کہ جس کا جسم ہو اگرچہ وہ نجاست تر ہو۔

چمڑے کے موزے اور جوتے کو پاک کرنیکا طریقہ

اگر چمڑے کے موزے یا جوتے کو نجاست لگ جائے تو اس کو پاک کرنے میں تفصیل ہے (۱) اگر ایسی نجاست ہے جو جسم والی نہیں ہوتی مثلاً پیشاب یا شراب وغیرہ تو ایسی صورت میں اس موزے یا جوتے کو دھونا ضروری ہے چاہے نجاست تر ہو یا سوکھ چکی ہو بغیر دھوئے پاک نہیں ہو سکتی (۲) اور اگر کوئی ایسی نجاست ہے جو آنکھوں سے نظر آنے والی ہے جیسے تر لید گوبر پاخانہ وغیرہ تو اگر اسے مٹی یا ریت سے رگڑ کر اس طرح صاف کر لیا جائے کہ نجاست کا کوئی اثر باقی نہ رہے تو عموم بلویٰ اور ابتلاء عام کیوجہ سے مفتی بہ قول کے مطابق موزہ اور جوتا پاک ہو جائے گا (۳) اور اگر نجاست خشک ہو جیسے بکری کی مینگنی یا اونٹ کی مینگنی تو اسے محض رگڑنے سے موزہ وغیرہ پاک قرار دیا جائے گا۔ (المحیط البرہانی: ۲۹۵/۱، کتاب المسائل: ۱۱۹)

﴿۲۰۹﴾ وَيَطْهُرُ السَّيْفُ وَنَحْوُهُ بِالْمَسْحِ.

ترجمہ اور پاک ہو جاتی ہے تلوار اور اس جیسی چیز صاف کر دینے سے۔

تلوار چھری اور آئینہ وغیرہ کو پاک کرنیکا طریقہ

چکنی تلوار چھری اور شیشہ میں اگر نجاست لگ جائے تو انھیں دھوکر بھی پاک کیا جاسکتا ہے اور اگر پاک کپڑے سے نجاست کو پونچھ کر صاف کردیا جائے تو بھی پاکی کا حکم ہوگا لیکن اگر مذکورہ اشیاء کھردری یا منقش ہوں کہ انکی لکیروں میں نجاست رہ جانیکا امکان ہو تو وہ محض پونچھنے سے پاک نہ ہوں گی بلکہ دھونا اور نجاست کے اثرات دور کرنا ضروری ہوگا۔ (عالمگیری: ۱/۴۴، کتاب المسائل: ۱۱۹)

﴿۱۰۴﴾ وَاِذَا ذَهَبَ اَثَرُ النَّجَاسَةِ عَنِ الْاَرْضِ وَجَفَّتْ جَازَتِ الصَّلٰوةُ عَلَيْهَا دُوْنَ التَّيَمُّمِ مِنْهَا .

جفت ماضی باب ضرب جفافا خشک ہونا۔

ترجمہ اور اگر جاتا رہے ناپاکی کا اثر زمین سے اور خشک ہوجائے تو جائز ہے نماز پڑھنا اس جگہ پر نہ کہ تیمم کرنا اس سے۔

ناپاک زمین کو پاک کرنیکا طریقہ

ناپاک زمین ویسے تو محض سوکھنے اور نجاست کا اثر زائل ہونے سے پاک ہوجاتی ہے لیکن اگر اسے فوری طور پر پاک کرنیکی ضرورت ہے تو مندرجہ ذیل طریقے اپنائے جاسکتے ہیں (۱) اگر زمین کا کھودنا ممکن ہو تو نجاست سے متاثرہ جگہ کو کھود کر علیحدہ کردیا جائے (۲) دوسری صورت یہ ہے کہ کھود کر نیچے کے حصہ کو اوپر اور اوپر کے حصہ کو نیچے کردیا جائے (۳) تیسری صورت یہ ہے کہ اگر زمین نرم ہے کہ پانی اس میں جذب ہوجاتا ہے تو اس کے اوپر سے پانی بہادیا جائے اور جب پانی جذب ہوجائے تو زمین پاک ہوجائے گی (۴) اور اگر زمین سخت ہو کہ پانی جذب نہ کرے تو اوپر سے پانی ڈال کر اس پانی کو وہاں سے ہٹادیا جائے مثلاً وائپر سے نچوڑ دیا جائے تو یہ جگہ پاک ہوجائے گی لیکن جو پانی وہاں سے ہٹایا جائیگا وہ ناپاک رہیگا۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۸۸، کتاب المسائل: ۱۱۷)

ناپاک سوکھی زمین سے تیمم درست نہیں:

جو زمین پیشاب سے ملوث تھی سوکھنے کی وجہ سے حکماً پاک قرار دی گئی ہو تو ایسی زمین پر نماز پڑھ سکتے ہیں مگر اس سے تیمم کرنا جائز نہیں ہے، اس لئے کہ یہ زمین اگرچہ بذات خود پاک ہے مگر مطہر بننے کے لائق نہیں ہے۔ (طحطاوی: ۸۸، کتاب المسائل: ۱۱۹)

اختیاری مطالعہ

ناپاک فرش کو پاک کرنیکا طریقہ

سیمنٹ یا پتھر کے فرش کا حکم بھی زمین کے مانند ہے اگر اس پر پیشاب یا تر نجاست لگ گئی تو سوکھنے اور نجاست کا اثر زائل ہونے سے اس کی پاکی کا حکم ہوگا اور فوری طور پر پاکی کا طریقہ یہ ہے کہ اس پر پانی بہا کر وائپر اور پونچھے سے خشک کر دیا جائے یا بالٹی یا پائپ سے اتنا زیادہ پانی بہا دیا جائے کہ نجاست کے اثرات کے زائل ہونے کا یقین ہو جائے تو بھی فرش پاک ہو جائیگا۔ (المحیط البرہانی: ۳۸۲، کتاب المسائل: ۱۱۸)

ناپاک زمین کا سوکھنے کے بعد دوبارہ تر ہو جانا

اگر ناپاک زمین یا اس سے ملحق کوئی چیز سوکھنے کیوجہ سے پاک قرار دیدی گئی تھی بعد ازاں وہ پھر پانی وغیرہ پڑ جانیکی وجہ سے تر ہوگئی تو اس تری کیوجہ سے اسے ناپاک نہیں کہا جائیگا حتی کہ اس پر گرنے والے پانی کی چھینٹیں اگر کپڑے پر لگ جائیں تو کپڑا بھی ناپاک نہ ہوگا۔ (حلبی کبیر: ۱/۱۵۶، عالمگیری: ۱/۴۴، کتاب المسائل: ۱۱۹)

﴿۲۱۱﴾ وَيَطْهُرُ مَا بِهَا مِنْ شَجَرٍ وَكَلَأٍ قَائِمٍ بِجَفَافِهِ .

کلأ گھاس جمع اکلاء۔ بہا ضمیر کا مرجع ارض ہے۔ جفافہ ضمیر کا مرجع نجاست ہے۔

ترجمہ اور پاک ہو جاتی ہے وہ چیز جو زمین پر ہے یعنی درخت اور کھڑی ہوئی گھاس اس نجاست کے خشک ہو جانے سے۔

گھاس پھوس اور درخت وغیرہ کا حکم

جو چیزیں زمین کے ساتھ متصل رہتی ہیں مثلاً گھاس اور درخت وغیرہ انکا حکم بھی زمین ہی کے مانند ہے سوکھنے سے یہ چیزیں پاک ہو جائیں گی جبکہ نجاست کا اثر ظاہر نہ ہو۔ (در مختار زکریا: ۱/۵۱۳)

زمین سے الگ رکھے ہوئے پتھر کا حکم

جو پتھر زمین سے علیحدہ ہو اس میں تفصیل یہ ہے کہ اگر ایسا پتھر ہے جو کھردرا ہے اور اس میں نجاست کے جذب ہونے کی صلاحیت ہے جیسے چکی کا پاٹ تو سوکھنے سے اس کی طہارت کا حکم ہوگا لیکن اگر ایسا پتھر ہے جو چکنا ہے اور اس میں نجاست کو جذب کرنیکی صلاحیت نہیں ہے تو وہ سوکھنے سے پاک نہ ہوگا بلکہ اسے دھونا لازم ہے۔ (شامی زکریا: ۱/۵۱۴)

﴿۲۱۲﴾ وَتَطْهُرُ نَجَاسَةٌ اسْتَحَالَتْ عَيْنُهَا كَأَنْ صَارَتْ مِلْحًا أَوِ احْتَرَقَتْ بِالنَّارِ .

استحالت ماضی معروف باب استفعال اِسْتِحَالَۃً مصدر ہے بدل جانا اور کَانَ میں کاف حرف جر ہے جو ان شرطیہ پر داخل ہے۔

ترجمہ اور پاک ہو جاتی ہے وہ ناپاکی کہ تبدیل ہو جائے اس کی ذات جیسا کہ اگر بن جائے مشک بن جائے یا جل جائے آگ میں۔

حقیقت بدل جانے سے پاکی کا حکم

صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ جس ناپاکی کی ذات میں تبدیلی پیدا ہو جائے تو اب اس پر پاکی کا حکم لگ جائیگا جیسا کہ گندہ خون مشک کی کان میں گر جائے اور مشک بن جائے یا جیسا کہ ناپاک چربی یا تیل کو جب صابن میں ملایا جاتا ہے تو اس کی ماہیت بدل جاتی ہے اور حضرت امام محمدؒ کے نزدیک وہ پاک ہو جاتا ہے اور ابتلاء عام کی وجہ سے اس کے پاک ہونے پر فتوی دیا گیا ہے اور اس طرح سے بنے ہوئے صابن کا استعمال درست ہے۔ (البحر الرائق: ۱/۲۳۷)

اس کے بعد صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ اگر کوئی چیز آگ میں جل کر راکھ ہو جائے تو وہ بھی پاک ہے جیسے گوبر اور انسان کی گندگی نجس ہے جو اگر جل کر راکھ ہو جائے تو اس کو پاک قرار دیا جاتا ہے اس لئے کہ عام لوگوں میں گوبر کے اپلوں سے روٹی سینکنے کا رواج ہے اور عامۃ المسلمین اس میں مبتلا ہیں اور گوبر کی راکھ روٹی میں لگ جاتی ہے اگر اس کو ناپاک قرار دیا جائیگا تو لوگ سخت دشواری میں مبتلا ہو جائیں گے اس لئے آگ کو عموم بلوی کی وجہ سے گوبر وغیرہ کیلئے آلۂ طہارت قرار دیا گیا ہے۔ (الاشباہ والنظائر: ۱/۱۲۷ ایضاح المسالک: ۱۴۰)

اسی طرح جو گھڑا یا برتن ناپاک مٹی سے بنا کر پکایا گیا تو پکنے کے بعد وہ پاک ہو جاتا ہے بشرطیکہ اس میں نجاست کا اثر ظاہر نہ ہو۔

﴿۲۱۳﴾ وَيَطْهُرُ الْمَنِيُّ الْجَافُّ بِفَرْكِهِ عَنِ الثَّوْبِ وَالْبَدَنِ وَيَطْهُرُ الرَّطْبُ بِغَسْلِهِ.

فرک باب (ن) کا مصدر ہے ملنا رگڑنا کھرچنا۔

ترجمہ اور پاک ہو جاتی ہے خشک منی اس کے کھرچ دینے سے کپڑے اور بدن سے اور پاک ہو جاتی ہے گیلی منی اس کے دھونے سے۔

نوٹ: ظاہر ہے کہ کپڑا یا بدن پاک ہوگا خود منی پاک نہیں ہوگی ترجمہ کے لحاظ سے ایسا لکھا گیا۔

تشریح انسان کی منی ناپاک ہے تر منی کا دھونا واجب ہے اور خشک منی کا کھرچ دینا کافی ہے۔ حضرت عائشہؓ فرماتی ہیں کہ اگر رسول اللہ ﷺ کے کپڑوں پر خشک منی ہوتی تو میں اس کو کھرچ دیا کرتی تھی اور اگر تر ہوتی تو دھو دیا کرتی تھی۔

نوٹ: ہمارے زمانے میں قوتوں کے کمزور ہونے کی وجہ سے منی پتلی ہوتی ہے اس لئے بہرکیف دھونا ہی ضروری ہے۔ (اعلاء السنن: ۱/۴۷۱)

فَصْلٌ فِي الدِّبَاغَةِ

فصل دباغت کے بیان میں

(۲۱۴) يَطْهُرُ جِلْدُ الْمَيْتَةِ بِالدِّبَاغَةِ الْحَقِيْقِيَّةِ كَالْقَرَظِ وَبِالْحُكْمِيَّةِ كَالتَّتْرِيْبِ وَالتَّشْمِيْسِ إِلَّا جِلْدَ الْخِنْزِيْرِ وَالْآدَمِيِّ.

الْقَرَظ ایک درخت جس کے پتوں سے کھال رنگی جاتی ہے، یہ جمع ہے اس کا واحد قَرَظَةٌ ہے۔ تتریب باب تفعیل کا مصدر ہے خاک آلود کرنا۔ تشمیس باب تفعیل کا مصدر ہے دھوپ دینا، دھوپ میں رکھنا۔

ترجمہ پاک ہو جاتی ہے مردار جانور کی کھال حقیقی دباغت کے ذریعہ جیسے ببول (کے پتوں سے دباغت دینا) اور (پاک ہو جاتی ہے) دباغت حکمی سے جیسے مٹی مل دینا اور دھوپ میں سکھا دینا سوائے خنزیر اور آدمی کی کھال کے۔

تشریح اس عبارت میں کھال کو پاک کرنیکا طریقہ بیان کیا گیا ہے مگر اولاً دباغت کی تعریف اور اس کی قسموں کا جاننا ضروری ہے۔

دباغت کی تعریف

کھال کی بدبو اور ناپاک رطوبت کو دور کرنے کا نام دباغت ہے دباغت کی دو قسمیں ہیں (۱) حقیقی (۲) حکمی، ببول کے پتے، نمک، انار کے چھلکے وغیرہ کے ذریعہ کھال کی بدبو کو دور کرنے کا نام دباغت حقیقی ہے اور دھوپ میں سکھا کر یا ہوا میں ڈال کر یا مٹی مل کر بدبو دور کرنا دباغت حکمی ہے۔

اب صورت مسئلہ یہ ہے کہ خنزیر اور آدمی کی کھال کے علاوہ ہر جانور کی کھال دباغت دینے سے پاک ہو جاتی ہے اور دباغت کی کئی شکلیں ہیں (۱) کسی کیمیکل وغیرہ سے دباغت دی جائے (۲) کھال کو مٹی میں دبا کر چھوڑ دیا جائے تاکہ اس کی رطوبت جاتی رہے (۳) کھال کو دھوپ میں چھوڑ دیا جائے جس کی وجہ سے اس کی رطوبت خشک ہو جائے (۴) کھال کو ہوا میں سکھا لیا جائے۔ مذکورہ طریقوں میں سے کوئی بھی طریقہ اختیار کر کے کھال کو پاک کیا جا سکتا ہے البتہ خنزیر ایسا جانور ہے جو پورے کا پورا نجس العین ہے اس کا کوئی جز کسی طرح پاک نہیں ہو سکتا اسی طرح انسان کی کھال بھی دباغت سے پاک نہ ہوگی کیونکہ وہ اشرف المخلوقات میں سے ہے آدمی کی کھال حکماً ناپاک ہے اگر ماء قلیل میں گر جائے تو پانی ناپاک ہو جائیگا۔ (مراقی الفلاح: ۹۰)

﴿۲۱۵﴾ وَتَطْهُرُ الذَّكَاةُ الشَّرْعِيَّةُ جِلْدَ غَيْرِ الْمَأْكُوْلِ دُوْنَ لَحْمِهِ عَلٰى أَصَحِّ مَا يُفْتٰى بِهِ.

الذکاۃ ذبح کرنا، ذکّی کا اسم مصدر ہے، حدیث میں ہے ذکاۃ الجنین ذکاۃ امہ پیٹ کے بچہ کا ذبح کرنا ماں ہی کا ذبح ہے اور ذکاۃ کے ساتھ شرعیہ کی قید لگا کر یہ بتلانا مقصود ہے کہ مجوسی کا ذبح کیا ہوا اور محرم کا کیا ہوا شکار، اسی طرح اگر بسم اللہ جان بوجھ کر چھوڑ دی جائے تو وہ اس میں شامل نہیں ہے کیونکہ یہ شرعی طریقہ کے مطابق ذبح نہیں ہوا۔

ترجمہ اور پاک کر دیتا ہے شرعی طور پر ذبح کرنا ان جانوروں کی کھال کو جنکا گوشت نہیں کھایا جاتا ہے کہ ان کے گوشت کو اس صحیح ترین قول پر جس کا فتوی دیا گیا ہے۔

تشریح اگر کسی جانور کو بسم اللہ پڑھ کر ذبح کیا جائے خواہ اس کا گوشت حلال ہو یا نہ ہو تو بہنے والے خون کے نکلنے کے بعد اس کی کھال پاک قرار دی جائیگی البتہ گوشت حلال نہ ہوگا جبکہ وہ جانور غیر ماکول اللحم ہو صحیح اور مطلق یہ قول بھی ہے البتہ خنزیر ایسا جانور ہے جو پورے کا پورا نجس العین ہے اس کا کوئی جز کسی طرح پاک نہیں ہو سکتا۔

﴿۲۱۶﴾ وَكُلُّ شَيْءٍ لَا يَسْرِيْ فِيْهِ الدَّمُ لَا يَنْجُسُ بِالْمَوْتِ كَالشَّعْرِ وَالرِّيْشِ الْمَجْزُوْزِ وَالْقَرْنِ وَالْحَافِرِ وَالْعَظْمِ مَالَمْ يَكُنْ بِهِ دَسَمٌ.

یسری فعل مضارع باب ضرب مصدر سرایۃً چلنا کہا جاتا ہے۔ سری الدم فی العروق خون کا رگوں میں دوڑنا۔ المجزوز اسم مفعول باب نصر وضرب کٹا ہوا ہونا۔ قرن سینگ جمع قرون۔ حافر جمع حوافر جانور کا کھر جیسے بکری ہرن وغیرہ کے ناخن۔ دسم چکناہٹ، چربی، روغن، گوشت وچربی۔

ترجمہ اور ہر وہ چیز کہ جس میں سرایت نہیں کرتا خون ناپاک نہیں ہوتی مرنے سے جیسے سر کے اور داڑھی کے کٹے ہوئے بال، سینگ کھر اور ہڈی بشرطیکہ ان پر چربی نہ ہو۔

مردار کی ہڈی اور بال کا حکم

مردار کی ہڈی جیسے سینگ بال اور کھر وغیرہ جن میں زندگی کے آثار نہیں ہوتے پاک ہیں بشرطیکہ ان میں چربی یا خون وغیرہ کی چکناہٹ نہ ہو اسی طرح انسان کی ہڈی یا دانت وغیرہ یا ایسے اجزاء جن میں زندگی کے آثار ظاہر نہیں ہوتے وہ پاک ہیں ان کے پانی میں گرنے سے پانی ناپاک نہ ہوگا لیکن انکو برتنا اور کام میں لانا درست نہیں ہے۔

﴿۲۱۷﴾ وَالْعَصَبُ نَجِسٌ فِي الصَّحِيْحِ.

العصب پٹھا، گوشت کے اندر اعضاء جسم کے جوڑوں کو باندھنے والی پٹی، سفید ریشہ جس کے ذریعہ دماغ سے بدن تک حس وحرکت پیدا ہوتی ہے جمع اعصاب۔

ترجمہ اور پٹھا نجس ہے صحیح قول میں۔

پٹھے کا حکم

صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ پٹھا نجس ہے صحیح روایت یہی ہے اس پر مراقی الفلاح میں دلیل یہ لکھی ہے کہ پٹھے میں حیات کے آثار ہوتے ہیں کیونکہ اس کے کاٹنے کی وجہ سے تکلیف ہوتی ہے لہٰذا اس میں میت ہونے کا تصور ہے علامہ طحطاوی فرماتے ہیں کہ مجمع الانہر میں اس دلیل کو رد کر دیا گیا ہے کیونکہ پٹھے کو کاٹنے میں جو تکلیف ہوتی ہے وہ تو گوشت کے ساتھ اتصال کی وجہ سے ہوتی ہے اور ایسے ہی تکلیف ہڈی کے توڑنے میں ہوتی ہے تو پھر اس کی بھی نجاست کا قائل ہونا چاہئے حالانکہ اس کا کوئی قائل نہیں ہے معلوم ہوا مفتی بہ روایت یہ ہے کہ پٹھا پاک ہے بشرطیکہ اس پر چربی وغیرہ کے آثار نہ ہوں۔ (طحطاوی:۹۰، حلبی کبیر:۱۵۳)

﴿۲۱۸﴾ وَنَافِجَةُ الْمِسْكِ طَاهِرَةٌ كَالْمِسْكِ وَأَكْلُهُ حَلَالٌ.

نافجة مؤنث نافج جمع نوافج مشک کی تھیلی ایک خاص ہرن کے پیٹ کی تھیلی جو خوشبودار ہوتی ہے المسك جمع مسك، بمعنی مشک، وہ خوشبودار سیاہ رنگ کا مادہ جو نیپال تبت تاتار خطا اور ختن میں ایک قسم کے ہرن کی ناف سے نکلتا ہے اس کے نافہ میں پورے بدن سے خون جمع ہوتا ہے اور وہ خشک ہو کر جم جاتا ہے تو مشک تیار ہو جاتا ہے پھر وہ نافہ خود بخود گر جاتا ہے اس میں سے مشک نکلتا ہے مشک بالاتفاق پاک ہے رہی یہ بات کہ وہ خون ہے اور خون ناپاک ہے تو اس کا جواب یہ ہے کہ جب ماہیت بدل گئی تو حکم بھی بدل گئے اور مشک سب سے اعلیٰ درجہ کی خوشبو ہے۔

ترجمہ اور مشک کا نافہ پاک ہے مشک کی طرح اور اس کا کھانا جائز ہے۔

مشک اور خوشبو پاک ہے

صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ مشک اور خوشبو پاک ہے ایسے ہی جس تھیلی کے اندر مشک رہتی ہے وہ بھی طاہرہ پاک ہے اور مشک کا کھانا بھی حلال ہے اس کی صراحت اس وجہ سے کر دی کہ بعض چیزیں ایسی ہوتی ہیں کہ وہ پاک ہیں مگر کھانا جائز نہیں جیسے مٹی کہ وہ پاک ہے مگر کھانا حرام ہے اس لئے فرمایا کہ مشک پاک بھی ہے اور اس کو کھانا بھی جائز ہے۔

﴿۲۱۹﴾ وَالزَّبَادُ طَاهِرٌ تَصِحُّ صَلٰوةُ مُتَطَيِّبٍ بِهٖ.

الزباد بلی کے برابر ایک جانور جس کے اندر خوشبو کی ایک تھیلی ہوتی ہے اس میں سے وہ خوشبودار مادہ نکال کر بطور خوشبو کے استعمال کیا جاتا ہے اسی کو زباد کہتے ہیں۔ متطیب خوشبو لگائے ہوئے بطور خوشبو استعمال کرنے والا۔

ترجمہ اور زباد پاک ہے صحیح ہے نماز اس کی جو اس کی خوشبو لگائے ہوئے ہو۔

تشریح ترجمہ سے ظاہر ہے۔

كتاب الصلوة

ماقبل سے مناسبت

مصنفؒ نے کتاب کے شروع میں، کتاب الطہارۃ تحریر کیا کیوں کہ نماز کے لئے طہارت شرط ہے خواہ طہارت بدن کی ہو یا مکان کی اور شرط اپنے مشروط پر مقدم ہوتی ہے اس لئے اس سے فارغ ہو کر اب کتاب الصلوۃ کا بیان شروع کیا جو کہ اصل عبادت اور مقصود اصلی ہے۔

صلوٰۃ کی لغوی تعریف

اس کے معنی دعا کے آتے ہیں۔

اصطلاحی تعریف

افعال مخصوصہ مشہورہ مثلاً قیام قرأت، رکوع، سجود کا نام ہے۔

نماز کی فرضیت

فرمان خداوندی ہے، ان الصلوۃ کانت علی المؤمنین کتابا موقوتا، بے شک نماز مسلمانوں پر فرض ہے اپنے مقررہ وقتوں میں، ایسے ہی نبی ﷺ نے اسلام کی بنیاد پانچ چیزوں کو بتلاتے ہوئے نماز کو بھی شمار کیا اور اس بات پر تمام علماء کا اتفاق ہے کہ جو شخص فرضیت نماز کا منکر ہو وہ کافر ہے۔ (انوار القدوری ۱۲۳/۱)

اسلام میں نماز کی اہمیت

اسلامی عبادات میں نماز کو سب سے امتیازی مقام حاصل ہے اسی امتیازی شان کی وجہ سے اللہ تعالیٰ نے نماز کی فرضیت کا حکم شب معراج میں پیغمبر ﷺ کو آسمانوں پر بلا کر مرحمت فرمایا یہ واقعہ ہجرت سے قبل مکہ معظمہ میں پیش آیا جس کے وقت کے بارے میں اقوال مختلف ہیں، امام نوویؒ نے بعثت کے پانچویں سال یعنی ہجرت سے سات آٹھ سال قبل ہونے والے قول کو راجح قرار دیا ہے۔ (شرح نووی علی مسلم: ۹۱/۱)

جناب رسول اللہ ﷺ نے فرمایا، نماز دین کا ستون ہے (بیہقی فی شعب الایمان: ۳/۳۵) اور بعض فقہاء نے اس سے آگے یہ جملہ بھی بڑھایا ہے کہ جس نے اسے قائم کیا اس نے دین کو قائم رکھا اور جس نے اس کو ضائع کیا اس نے دین کو ضائع کر دیا۔ (کشف الخفاء: ۲/ ۲۸) اس لئے ہر مسلمان مرد و عورت پر لازم اور فرض عین ہے کہ وہ نماز کے مسئلے

میں قطعاً کوتاہی نہ کرے نماز میں عذر (سفر یا مرض) کیوجہ سے تخفیف تو ہو سکتی ہے لیکن معافی کسی حال میں نہیں ہے کھڑے ہو کر نہ پڑھ سکے تو بیٹھ کر پڑھے رکوع سجدہ نہ کر سکے تو اشارے سے پڑھے مگر پڑھنا ضروری ہے افسوس ہے کہ یہ فرض جتنا اہم ہے آج امت کی اکثریت اس سے اتنی ہی غافل ہے اس غفلت کو توڑنے کے لئے گھر گھر نماز کا ماحول بنانے کی ضرورت ہے اور بچہ بچہ کو نماز کا عادی بنانا ضروری ہے تاکہ امت صلاح وفلاح کے راستہ پر گامزن ہو سکے۔

(کتاب المسائل: ۲۲۴)

﴿۲۲۰﴾ يُشْتَرَطُ لِفَرْضِيَّتِهَا ثَلَاثَةُ أَشْيَاءَ الْإِسْلَامُ وَالْبُلُوغُ وَالْعَقْلُ وَتُؤْمَرُ بِهَا الْأَوْلَادُ لِسَبْعِ سِنِيْنَ وَتُضْرَبُ عَلَيْهَا لِعَشْرٍ بِيَدٍ لَا بِخَشَبَةٍ.

ترجمہ شرط ہیں نماز کے فرض ہونے کیلئے تین چیزیں اسلام بلوغ عقل اور حکم کیا جائے نماز کا بچوں کو سات سال کی عمر میں اور پٹائی کی جائے اس کے چھوڑنے پر جب دس سال کے ہو جائیں ہاتھ سے نہ کہ لکڑی سے۔

شرائط فرضیت

نماز کی فرضیت موقوف ہے امور ثلثہ کے وجود پر اگر یہ امور تین پائے جائیں گے یا ان میں سے ایک موجود نہ ہو تو بھی نماز فرض قرار نہیں دی جائے گی جب تک انسان بالغ نہ ہو جائے اس وقت تک احکام شرائع کا مخاطب نہیں ہوتا اور عقل کا نہ ہونا بھی اس کے مکلف ہونے میں مانع ہے اور اسلام سے قبل کسی بھی عبادت کا اعتبار نہیں تمام ائمہ متفق ہیں کہ نابالغ بچہ پر خواہ وہ لڑکا ہو یا لڑکی نماز فرض نہیں اور حدیث میں جو سات سال اور دس سال کی عمر میں بچہ کو نماز کا حکم آیا ہے تو بچوں کو نماز کی تاکید کرنے میں یہ حکمت ہے کہ ان کو نماز سے انسیت ہو جائے گی اور نماز کی عادت ہو جائے گی اگر دس سال کے بعد بچہ نماز چھوڑے تو قضا کرانی چاہئے تاکہ قضا کی بھی عادت پڑے اس کے بعد فرمایا کہ ہاتھ سے مارے کیونکہ مقصود تنبیہ ہے سزا نہیں اور تین تھپڑ سے زیادہ نہ مارے وکذلک المعلم لیس له ان یجاوزها (شامی: ۱/ ۳۲۶)

﴿۲۲۱﴾ وَأَسْبَابُهَا أَوْقَاتُهَا وَتَجِبُ بِأَوَّلِ الْوَقْتِ وُجُوْبًا مُوَسَّعًا.

ترجمہ اور نماز کے اسباب اس کے اوقات ہیں اور واجب ہو جاتی ہے نماز اول وقت ہی سے ایسا وجوب کہ جس میں وسعت ہے۔

نماز کے وجوب کے اسباب

اسباب سبب کی جمع ہے اور سبب سے مراد یہ ہے کہ وقت مامور بہ کے نفس وجوب میں مؤثر ہے یہ واضح رہے کہ ہر چیز میں مؤثر حقیقی تو اللہ تعالیٰ ہی ہیں لیکن ظاہری طور پر (مجازاً) نفس وجوب، وقت کی طرف منسوب ہوتا ہے اور نفس

وجوب عبادت وقت کی طرف اس لئے منسوب ہوتا ہے کہ اللہ کی نعمتیں ہر آن بندے کی طرف پہنچتی رہتی ہیں اور ہر آن بندے کی جانب اللہ کی نعمتوں کا پہنچنا اس بات کا تقاضا کرتا ہے کہ بصورت عبادت ہر آن اللہ کا شکر ادا کیا جائے مگر اوقات مخصوصہ کو عبادات کے ساتھ ان کی عظمت کی وجہ سے خاص کیا گیا ہے مصنف فرماتے ہیں کہ نماز کے اوقات وجوب صلوٰۃ کے اسباب ہیں مگر نماز کے وقت میں وسعت ہوتی ہے جس میں فرائض کے ساتھ سنن ونوافل بھی پڑھے جاسکتے ہیں اور وقت ہوتے ہی اگر چہ نماز پڑھنا ضروری ہو جاتا ہے مگر یہ وجوب گنجائش والا ہے یعنی تاخیر کرنے سے گنہگار نہیں ہوتا البتہ اگر وقت نکل جانے کے بعد ادا کرے تو گنہگار ہوگا۔

﴿۲۲۲﴾ وَالْاَوْقَاتُ خَمْسَةٌ وَقْتُ الصُّبْحِ مِنْ طُلُوْعِ الْفَجْرِ الصَّادِقِ اِلٰى قُبَيْلِ طُلُوْعِ الشَّمْسِ.

قبیل قبل کی تصغیر ہے محاورہ ہے جاء فلان قبیل العصر فلاں آدمی عصر سے ذرا پہلے آیا۔

ترجمہ اور اوقات پانچ ہیں صبح (کی نماز) کا وقت صبح صادق کے طلوع ہونے سے سورج نکلنے سے کچھ پہلے تک ہے۔

فجر کا وقت

آخری رات میں صبح ہونے کے قریب مشرق کی جانب آسمان کی لمبائی پر کچھ سفیدی نظر آتی ہے یہ صبح کاذب ہے پھر کچھ وقفہ کے بعد آسمان کے کنارے پر چوڑائی میں سفیدی معلوم ہوتی ہے اور ایک دم بڑھتی جاتی ہے تھوڑی ہی دیر میں اجالا ہو جاتا ہے تو جس وقت سے یہ چوڑی سفیدی نظر آئے اسی وقت سے فجر کی نماز کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور سورج نکلنے تک باقی رہتا ہے۔ مصنفؒ نے نماز فجر کے وقت کو سب سے مقدم اس لئے بیان کیا ہے کہ اس کے اول وقت و آخر وقت میں کوئی اختلاف نہیں ہے نیز دنیا میں یہ نماز سب سے پہلے پڑھی گئی ہے۔ (البحر الرائق: ۱/۲۴۵)

﴿۲۲۳﴾ وَوَقْتُ الظُّهْرِ مِنْ زَوَالِ الشَّمْسِ اِلٰى اَنْ يَّصِيْرَ ظِلُّ كُلِّ شَيْءٍ مِثْلَيْهِ اَوْ مِثْلَهُ سِوٰى ظِلِّ الْاِسْتِوَاءِ وَاخْتَارَ الثَّانِيَ الطَّحَاوِيُّ وَهُوَ قَوْلُ الصَّاحِبَيْنِ.

ترجمہ اور ظہر کا وقت سورج کے ڈھلنے سے ہے یہاں تک کہ ہو جائے ہر چیز کا سایہ دو گنا یا ایک گنا سایہ اصلی کے علاوہ اور اختیار کیا ہے دوسرے قول کو امام طحاوی نے اور یہی صاحبین کا قول ہے۔

ظہر کا وقت

دوپہر ڈھل جانے سے ظہر کا وقت شروع ہو جاتا ہے سورج نکل کر جتنا اونچا ہوتا جاتا ہے ہر چیز کا سایہ گھٹتا جاتا ہے

جب گھٹنا بند ہو جائے تو اس وقت زوال ہوتا ہے پھر جب سایہ بڑھنا شروع ہو جائے تو سمجھ لینا چاہئے کہ دن ڈھل گیا جبھی سے ظہر کا وقت شروع ہوتا ہے اور سایہ اصلی کو چھوڑ کر جب تک ہر چیز کا سایہ دو گنا نہ ہو جائے اس وقت تک ظہر کا وقت رہتا ہے مثلاً ایک ہاتھ لکڑی کا سایہ دوپہر کو چار انگل تھا تو جب تک دو ہاتھ چار انگل نہ ہو جائے تب تک ظہر کا وقت ہے اس کے بعد عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے۔

حجاز مقدس میں عصر کی نماز دو مثل سے قبل

حضرت امام ابو حنیفہؒ کے قول راجح کے مطابق ہر چیز کا سایہ اپنے سایہ اصلی سے دو مثل مکمل ہو جانے تک ظہر کا وقت باقی رہتا ہے اور عصر کا وقت اس کے بعد شروع ہوتا ہے لہٰذا عصر کی نماز دو مثل مکمل ہو جانے سے قبل جائز نہیں ہے اسی پر حنفیہ کا فتویٰ ہے اور یہی معمول بہا ہے ائمہ ثلاثہ وصاحبین اور امام طحاویؒ کے نزدیک ظہر کا وقت ایک مثل کے مکمل ہونے تک باقی رہتا ہے اس کے بعد ختم ہو جاتا ہے اور عصر کا وقت شروع ہو جاتا ہے اور عصر کی نماز شروع ہونے کے لئے دو مثل کی تکمیل کا انتظار کرنے کی ضرورت نہیں ہے اور یہی امام صاحب کی ایک روایت ہے مگر اس پر حنفیہ کا فتویٰ نہیں ہے حاصل یہ ہے کہ حنفیہ کا اصل مسلک تو یہی ہے کہ دو مثل مکمل ہونے سے قبل عصر کی نماز جائز نہیں ہے مگر حجاز مقدس میں حرمین شریفین اور دیگر تمام مساجد میں عصر کی نماز ایک مثل پورا ہوتے ہی فوراً پڑھی جاتی ہے وہاں دو مثل کا انتظار دشوار ہے اگر حنفی لوگ اپنے وقت کا انتظار کریں گے تو وہاں رہ کر کبھی بھی مسجد میں نماز باجماعت نہیں پڑھ سکیں گے لہٰذا صاحبین وغیرہ کے قول پر عمل کرتے ہوئے عصر کی نماز اہل حجاز کے ساتھ باجماعت پڑھنا درست ہوگا اور جماعت کی فضیلت سے محروم ہونا مناسب نہ ہوگا اسی کو بعض اہل فتاویٰ نے ترجیح دی ہے۔ (مستفاد ایضاح المسالک ۱۷۲:)

﴿۲۲۴﴾ وَوَقْتُ الْعَصْرِ مِنِ ابْتِدَاءِ الزِّيَادَةِ عَلَى الْمِثْلِ أَوِ الْمِثْلَيْنِ إِلَى غُرُوْبِ الشَّمْسِ.

ترجمہ اور عصر کا وقت ایک مثل یا دو مثل پر سایہ زائد ہونے کی ابتداء سے سورج کے غروب تک۔

عصر کا وقت

ماقبل میں ظہر کے آخری وقت کے اختلاف کی تفصیل گزر چکی ہے اسی اختلاف کے ساتھ اول وقت عصر کو محمول کیا جائے اور عصر کا آخری وقت سورج ڈوبنے تک باقی رہتا ہے لیکن جب سورج کا رنگ بدل جائے اور دھوپ زرد پڑ جائے تو اس وقت عصر کی نماز پڑھنا مکروہ ہے۔

﴿۲۲۵﴾ وَالْمَغْرِبِ مِنْهُ إِلَى غُرُوْبِ الشَّفَقِ الْأَحْمَرِ عَلَى الْمُفْتٰى بِهٖ.

منہ ضمیر کا مرجع "غروب الشمس" ہے۔

ترجمہ اور مغرب کا وقت غروب شمس سے شفق احمر کے غروب تک ہے مفتی بہ قول کے موافق۔

مغرب کا وقت

اس عبارت کو سمجھنے کے لئے اولاً شفق کی اقسام کا جاننا ضروری ہے شفق کی دو قسمیں ہیں (۱) شفق احمر (۲) شفق ابیض۔
شفق احمر: وہ سرخی ہے جو سورج ڈوبنے کے بعد مغرب کی جانب ہوتی ہے۔
شفق ابیض: وہ سفیدی ہے جو شفق احمر کے بعد آسمان کے کنارے میں ہی نظر آتی ہے۔
اب صورت مسئلہ یہ ہے کہ صاحبین اور جمہور کے نزدیک شفق احمر کے غائب ہونے پر مغرب کا وقت ختم ہو جاتا ہے یعنی غروب شمس کے بعد تقریباً پون گھنٹہ تک مغرب کا وقت باقی رہتا ہے اور امام اعظم ابوحنیفہؒ کے نزدیک شفق ابیض کے غائب ہونے تک مغرب کا وقت باقی رہتا ہے یعنی سورج ڈوبنے کے بعد تقریباً سوا گھنٹہ تک مغرب کا وقت باقی رہتا ہے اس کے بعد ختم ہو جاتا ہے۔
فائدہ: محقق ابن الہمام نے فتح القدیر میں اور علامہ ابن نجیم مصری نے البحر الرائق میں امام صاحب کے قول کو راجح اور مفتی بہ قرار دیا ہے اور علامہ طحطاوی نے بھی بڑے پر زور انداز میں امام صاحب کے قول کو ہی مفتی بہ قرار دیا ہے اور فرمایا۔

ولا يلتفت الى جعل بعض المشائخ الفتوىٰ على قول الصاحبين (طحطاوی: ۹۵)

﴿۲۲۶﴾ وَالْعِشَاءِ وَالْوِتْرِ مِنْهُ إِلَى الصُّبْحِ.

منه ضمیر کا مرجع شفق ہے ای من غروب الشفق علی الاختلاف الذی تقدم۔

ترجمہ اور عشاء اور وتر کا وقت شفق سے لیکر صبح صادق (کے طلوع ہونے) تک ہے۔

عشاء اور وتر کا وقت

صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ عشاء اور وتر کا ابتدائی وقت سفید روشنی کے غائب ہونے سے شروع ہو کر صبح صادق کے طلوع تک رہتا ہے۔

﴿۲۲۷﴾ وَلَا يُقَدَّمُ الْوِتْرُ عَلَى الْعِشَاءِ لِلتَّرْتِيبِ اللَّازِمِ.

ترجمہ اور مقدم نہیں کئے جا سکتے وتر عشاء پر اس ترتیب کی وجہ سے جو لازم ہے۔

کیا عشاء کو وتر پر مقدم کر سکتے ہیں؟

نماز وتر کا اول وقت صاحبین کے نزدیک عشاء کے بعد سے ہے اور آخری وقت طلوع فجر تک ہے اور امام ابوحنیفہ

کے نزدیک عشاء اور وتر دونوں کا ایک ہی وقت ہے لیکن ترتیب واجب ہونے کی وجہ سے وتر کی نماز کو عشاء کی نماز پر مقدم کرنا درست نہیں لیکن اگر کسی نے سہواً وتر کو پہلے اور عشاء کو اس کے بعد پڑھا تو کوئی حرج نہیں ہے اور فرض کا اعادہ ضروری نہیں ہے، البتہ وتر کا اعادہ کرے، یہ صاحبین کے نزدیک ہے امام صاحب کے نزدیک اعادہ نہیں ہے۔

﴿۲۲۸﴾ وَمَنْ لَمْ يَجِدْ وَقْتَهُمَا لَمْ يَجِبَا عَلَيْهِ.

ترجمہ اور جو شخص نہ پائے ان دونوں کے وقت کو تو واجب نہیں اس پر۔

تشریح جہاں عشاء کے وقت کا پتہ ہی نہ چلتا ہو جیسا کہ بعض اوقات میں لندن کے بعض علاقوں میں ایسا ہوتا ہے تو وہاں بھی عشاء و وتر کی نماز ادا کرنا ضروری ہے ان کے ادا کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ عام متوازن دنوں میں مغرب کے بعد جتنے فاصلہ سے عشاء کی نماز پڑھی جاتی ہے اتنے ہی فاصلہ پر عشاء کی نماز ادا کر لی جائے یا اطراف کے شہروں اور ممالک میں جس وقت عشاء پڑھی جاتی ہے اسی کے مطابق عشاء کی نماز ادا کر لی جائے۔ (فتح القدیر: ۱/ ۱۹۸، در مختار: ۲/ ۱۸)

جہاں چھ ماہ کا دن اور چھ ماہ کی رات ہو وہاں نماز پڑھنے کا طریقہ

جہاں چھ ماہ کے دن رات ہوتے ہوں وہاں اوقات کا اندازہ کر کے نمازیں پڑھی جائیں یعنی چوبیس گھنٹے میں پانچ نمازیں مروجہ فرق کے ساتھ پوری کر لی جائیں۔ (ردمحتار بیروت: ۲/ ۱۸، کتاب المسائل: ۲۳۲)

نوٹ: بعض حضرات نے فرمایا ہے کہ جہاں مغرب اور عشاء کا وقت ہی نہ آتا ہو تو وہاں یہ نمازیں ساقط ہیں، اسی کو بہت سے فقہاء کرام نے راجح قرار دیا ہے جیسا کہ مصنف بھی اسی کے قائل ہیں مگر علامہ شامی اور صاحب فتح القدیر وغیرہ نے وجوب کا قول ہی اختیار کیا ہے اور یہی منقح ہے جیسے کہ تشریح کے تحت آ چکا ہے۔

﴿۲۲۹﴾ وَلَا يُجْمَعُ بَيْنَ فَرْضَيْنِ فِي وَقْتٍ بِعُذْرٍ إِلَّا فِي عَرَفَةَ لِلْحَاجِّ بِشَرْطِ الْإِمَامِ الْأَعْظَمِ وَالْإِحْرَامِ فَيَجْمَعُ بَيْنَ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ جَمْعَ تَقْدِيمٍ.

ترجمہ اور جمع نہیں کرے گا دو فرضوں کو ایک وقت میں عذر کی وجہ سے (بھی) مگر عرفہ میں حاجیوں کیلئے امام اعظم اور احرام کی شرط کے ساتھ پس جمع کرے گا ظہر اور عصر کو جمع تقدیم کے طور پر۔

جمع حقیقی و صوری کا بیان

جمع کی دو قسمیں ہیں (۱) جمع حقیقی (۲) جمع صوری۔

جمع حقیقی: کی تعریف ایک نماز کو دوسری نماز کے وقت میں پڑھنا۔

جمع صوری کی تعریف: پہلی نماز کو اس کے بالکل اخیر وقت میں ادا کیا جائے اور دوسری نماز کو اس کے اول وقت میں امام ابوحنیفہ وصاحبینؒ کے نزدیک جمع صوری جائز ہے (مجبوری میں) مگر جمع حقیقی جائز نہیں ہے لیکن عرفات ومزدلفہ کا حکم الگ ہے، عرفات میں ظہر اور عصر کی نماز کا حکم یہ ہے کہ عصر کی نماز کو ظہر کے وقت میں لے جاکر ظہر اور عصر دونوں کو ظہر کے وقت میں جمع کرکے ایک ساتھ ادا کیا جائے اور اس جمع کو جمع تقدیم کہتے ہیں امام صاحب کے نزدیک جمع تقدیم تین شرطوں کے ساتھ جائز ہے (۱) امام یا اس کا نائب نماز پڑھائے (۲) دونوں نمازیں حالت احرام میں پڑھی جائیں (۳) عرفہ کا دن ہو ان تین شرطوں میں سے اگر ایک شرط بھی ختم ہو جائے تو جمع تقدیم جائز نہ ہوگی صاحبین کے یہاں صرف احرام کا ہونا شرط ہے صاحب درمختار نے صاحبین کے مذہب کو راجح لکھا ہے لیکن علامہ شامی فرماتے ہیں کہ یہ دلیل کے اعتبار سے کہا ہوگا ورنہ متون وغیرہ میں امام صاحب کے مذہب کو راجح قرار دیا گیا ہے۔ (انوار القدوری: ۱/۳۰۵)

﴿۲۳۰﴾ وَيَجْمَعُ بَيْنَ الْمَغْرِبِ وَالْعِشَاءِ بِمُزْدَلِفَةَ وَلَمْ يَجُزِ الْمَغْرِبُ فِي طَرِيقِ مُزْدَلِفَةَ

ترجمہ اور جمع کرے گا مغرب اور عشاء کو مزدلفہ میں اور جائز نہیں مغرب مزدلفہ کے راستہ میں۔

جمع تاخیر

عرفات کے دن حجاج کی مغرب وعشاء کی نماز کا وقت مزدلفہ پہنچنے کے بعد ہوتا ہے اس لئے عرفات یا مزدلفہ کے راستہ میں مغرب کی نماز پڑھنا جائز نہیں ہے اگرچہ مغرب کا وقت نکل جاتا ہو اور اگر کوئی یہ سمجھ کر مزدلفہ کے راستہ میں مغرب کی نماز پڑھ لیتا ہے کہ وقت نکلا جارہا ہے تو اس پر مزدلفہ آکر نماز مغرب کا اعادہ واجب ہے ایسے ہی اگر عشاء کی نماز پڑھ لیتا ہے تو اس پر بھی مزدلفہ پہنچ کر عشاء کا لوٹانا واجب ہے۔ (انوار القدوری: ۱/۳۰۸)

﴿۲۳۱﴾ وَيُسْتَحَبُّ الْإِسْفَارُ بِالْفَجْرِ لِلرِّجَالِ.

الاسفار باب افعال کا مصدر ہے صبح کا روشن ہونا۔

ترجمہ اور مستحب ہے نماز فجر روشنی میں پڑھنا مردوں کیلئے۔

فجر کا مستحب وقت

مردوں کیلئے مستحب ہے کہ فجر کی نماز ایسے وقت شروع کریں کہ روشنی خوب پھیل جائے اور سورج نکلنے میں اس قدر وقت باقی ہو کہ اگر نماز پڑھی جائے اور اس میں چالیس پچاس آیتوں کی تلاوت کی جائے اور نماز کے بعد اگر کسی وجہ سے

نماز کا اعادہ کرنا پڑ جائے تو مسنون قرأت کے ساتھ نماز پڑھ سکیں لہذا طلوع آفتاب سے کم از کم ۴۰ منٹ قبل نماز فجر پڑھنی چاہئے اور عورتوں کو نماز فجر اندھیرے ہی میں پڑھ لینا مستحب ہے۔

اختیاری مطالعہ

نماز فجر رمضان میں صبح سویرے پڑھنا

رمضان میں فجر کی نماز سحری کے بعد ذرا سویرے ہی پڑھنا افضل ہے کیونکہ رمضان میں لوگ سحری کے وقت میں بیدار ہو جاتے ہیں چنانچہ اسفار تک مؤخر کرنے کی صورت میں یا تو لوگ تنہا نماز پڑھ کر سو جائیں گے یا نماز پڑھے بغیر سو جائیں گے اور ان کی جماعت یا نماز فوت ہو جائے گی اس لئے اندھیرے ہی میں پڑھ لینا افضل ہے کیوں کہ یہ جماعت میں تکثیر کا ذریعہ ہے تاخیر کرنے میں نمازیوں کے کم ہونے کا اندیشہ ہے۔ (تحفۃ الالمعی: ۱/۴۴۸، معارف السنن: ۲/۴۹)

﴿۲۳۲﴾ وَالْإِبْرَادُ بِالظُّهْرِ فِي الصَّيْفِ وَتَعْجِيْلُهُ فِي الشِّتَاءِ إِلَّا فِي يَوْمِ غَيْمٍ فَيُؤَخَّرُ فِيْهِ.

الابراد لغۃً ٹھنڈا کرنا یہاں مراد ہے تاخیر کرنا ہے الصیف جمع اصیاف گرمی کا موسم، الشتاء سردی کا موسم۔ تعجیلہ ضمیر کا مرجع "ظہر" ہے، فیہ ضمیر کا مرجع "یوم غیم" ہے۔

ترجمہ: اور ٹھنڈا کر کے پڑھنا نماز ظہر کو گرمی میں اور اس کو جلدی کر کے پڑھنا سردی میں مگر ابر والے دن میں پس مؤخر کیا جائے گا اس میں۔

ظہر کا مستحب وقت

گرمی کے زمانہ میں ظہر کی نماز تاخیر سے پڑھنا مستحب ہے خواہ گھر میں پڑھے یا مسجد میں سفر میں ہو یا حضر میں اور سردی میں اول وقت میں ادا کرنا مستحب ہے البتہ بادل کے دن تاخیر کرنا مستحب ہے کیونکہ اندیشہ ہے کہ وقت سے پہلے نہ ہو جائے۔

﴿۲۳۳﴾ وَتَأْخِيْرُ الْعَصْرِ مَا لَمْ تَتَغَيَّرِ الشَّمْسُ وَتَعْجِيْلُهُ فِيْ يَوْمِ الْغَيْمِ.

ترجمہ: اور (مستحب ہے) عصر کی نماز کو مؤخر کرنا جب تک کہ سورج میں تبدیلی نہ آ جائے اور اس کو جلدی پڑھنا بادل کے دن میں۔

عصر کا مستحب وقت

عصر کی نماز اتنی تاخیر کر کے پڑھنا مستحب ہے کہ جو لوگ وقت شروع ہونے کے بعد کاروبار اور مشغولیات چھوڑ کر سیدھے مسجد میں پہنچیں ان کو نفل پڑھنے کا موقع مل جائے کیونکہ عصر کے بعد تو نفلیں پڑھنا ممنوع ہیں گرمی کا موسم ہو یا

سردی کا دونوں کا ایک ہی حکم ہے لیکن اتنی تاخیر نہ کرے کہ سورج میں پیلا پن پیدا ہو جائے دھوپ کا رنگ بدل جائے پھر مصنف فرماتے ہیں کہ بادل کے دن جلدی پڑھنی چاہئے کیونکہ اس بات کا اندیشہ ہے کہ مکروہ وقت داخل نہ ہو جائے۔

سورج میں تغیر کی علامت

عصر کے بعد سورج کی روشنی میں تغیر اس وقت سمجھا جائیگا جبکہ بلاکسی رکاوٹ سورج کی ٹکیہ پر نظر جمانا مشکل نہ ہو۔
(مراقی الفلاح مع الطحطاوی:۹۸)

﴿۲۲۴﴾ وَتَعْجِيلُ الْمَغْرِبِ إِلَّا فِي يَوْمِ غَيْمٍ فَيُؤَخَّرُ فِيهِ.

ترجمہ اور مغرب کو جلدی پڑھنا مگر ابر والے دن میں کہ اس دن مؤخر کی جائے گی۔

مغرب کا مستحب وقت

تمام ائمہ متفق ہیں کہ مغرب کی نماز سورج غروب ہوتے ہی فوراً پڑھ لینی چاہئے یہی مستحب ہے بلا عذر تاخیر کرنا مکروہ ہے مگر بادل کے دن قدرے تاخیر سے پڑھنی چاہئے۔

نوٹ: فقہاء کی یہ جزئی وقت کا اندازہ سورج سے براہ راست کرنے کے اعتبار سے ہے، مگر آج گھڑیوں سے تقویم کا اطمینان کر لینے سے بلا تاخیر درست ہے۔

رمضان میں مغرب کی نماز قدرے تاخیر سے ادا کرنا

ماہ رمضان میں مغرب کی نماز دس پندرہ منٹ تاخیر سے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے، یہاں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ یہ جو بعض جگہوں پر رواج ہے کہ سورج غروب ہونے کے بعد لوگ افطار کرتے ہیں اور جب فارغ ہونے کے قریب ہوتے ہیں تب اذان ہوتی ہے اس کے بعد فوراً جماعت کھڑی ہو جاتی ہے، یہ غلط طریقہ ہے صحیح طریقہ یہ ہے کہ اذان وقت پر ہی ہونی چاہئے اور پھر مغرب کی نماز دس بارہ منٹ بعد ہو جائے۔

﴿۲۲۵﴾ وَتَأْخِيرُ الْعِشَاءِ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ وَتَعْجِيلُهُ فِي الْغَيْمِ.

ترجمہ اور عشاء کو مؤخر کرنا تہائی رات تک اور اس کو جلدی پڑھنا ابر کے دن میں۔

عشاء کا مستحب وقت

نماز عشاء تہائی رات سے پہلے تک مؤخر کرنا مستحب ہے جبکہ کوئی اور عارض نہ ہو مثلاً تعطیل جماعت کا اندیشہ نہ ہو

اور آدھی رات تک پڑھنا بلا کراہت جائز ہے اور آدھی رات سے صبح صادق تک بلا عذر پڑھنا مکروہ ہے اور ابر کے دن جلدی پڑھنا مستحب ہے کیونکہ دیر سے پڑھنے میں تقلیل جماعت کا اندیشہ ہے کہ لوگوں کو بارش وغیرہ کا ڈر ہے۔ (مراقی الفلاح: ۹۹)

﴿۲۲۶﴾ وَتَاخِيْرُ الْوِتْرِ اِلَى آخِرِ اللَّيْلِ لِمَنْ يَّثِقُ بِالْاِنْتِبَاهِ .

یثق فعل مضارع باب ضرب مصدر ثقۃ اعتبار کرنا بھروسہ کرنا یثق بالانتباہ جاگنے پر اعتماد ہو۔

ترجمہ اور (مستحب ہے) وتر کو موخر کرنا آخری رات تک اس کیلئے جسے بھروسہ ہو جاگنے پر۔

وتر کا مستحب وقت

جو شخص تہجد کی نماز آخیر شب میں اٹھ کر پڑھا کرتا ہے تو اگر پکا بھروسہ ہو کہ آنکھ ضرور کھلے گی تو اس کو وتر کی نماز تہجد کے بعد پڑھنا بہتر ہے لیکن اگر آنکھ کھلنے کا اعتبار نہ ہو اور سوتے رہ جانے کا خوف ہو تو اس کیلئے سونے سے پہلے وتر پڑھنا مستحب ہے۔

فصل

﴿۲۲۷﴾ ثَلَاثَةُ اَوْقَاتٍ لَايَصِحُّ فِيْهَا شَيْءٌ مِّنَ الْفَرَائِضِ وَالْوَاجِبَاتِ الَّتِيْ لَزِمَتْ فِي الذِّمَّةِ قَبْلَ دُخُوْلِهَا عِنْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ اِلَى اَنْ تَرْتَفِعَ وَعِنْدَ اسْتِوَائِهَا اِلَى اَنْ تَزُوْلَ وَعِنْدَ اصْفِرَارِهَا اِلَى اَنْ تَغْرُبَ .

استواء باب استفعال کا مصدر ہے سیدھا ہونا، برابر ہونا۔ اصفرار باب افعلال کا مصدر ہے پیلا ہونا۔

ترجمہ تین اوقات ایسے ہیں کہ صحیح نہیں ہے ان میں ان فرائض اور واجبات میں سے کچھ جو ذمہ میں لازم ہو چکے ہیں ان وقتوں کے داخل ہونے سے پہلے سورج کے نکلنے کے وقت یہاں تک کہ چڑھ جائے اور اس کے سیدھا کھڑا ہونے کے وقت یہاں تک کہ ڈھل جائے اور اس کے زرد ہونے کے وقت یہاں تک کہ غروب ہو جائے۔

اوقات ممنوعہ کا بیان

صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ وہ فرائض اور واجبات جو اوقات ممنوعہ سے قبل ہی ذمہ میں لازم تھے مثلاً قضا نماز یا ادا سجدۂ تلاوت یا نماز وتر وغیرہ اوقات ممنوعہ میں پڑھنا درست نہیں ہے اور اوقات ممنوعہ تین ہیں (۱) صبح کو سورج نکلنے کے بعد تقریباً بیس منٹ تک کوئی نماز نہ پڑھی جائے (۲) دوپہر میں سورج ڈھلنے کے وقت (۳) شام کو سورج ڈوبتے

وقت یہ تینوں وقت بتوں کی عبادت اور پوجا کے ہیں اور ان میں شیطان خوش ہوتا ہے کہ کوئی بتوں کی عبادت کرے اور خدا کی عبادت کرنے والوں کی حالت بھی مشتبہ ہوسکتی ہے اس لئے ان اوقات میں نماز پڑھنے سے روک دیا گیا۔

﴿۲۳۸﴾ وَيَصِحُّ اَدَاءُ مَا وَجَبَ فِيْهَا مَعَ الْكَرَاهَةِ كَجَنَازَةٍ حَضَرَتْ وَسَجْدَةِ آيَةٍ تُلِيَتْ فِيْهَا كَمَا صَحَّ عَصْرُ الْيَوْمِ عِنْدَ الْغُرُوْبِ مَعَ الْكَرَاهَةِ.

فیھا ضمیر کا مرجع اس سے قبل کی عبارت میں ثلاثۃ اوقات ہے۔

ترجمہ: اور صحیح ہے ادا کرنا ان عبادات کا جو واجب ہوئی ہوں انھیں اوقات میں کراہت کے ساتھ جیسے جنازہ جو اسی وقت حاضر ہوا اور سجدہ کی آیت جس کی تلاوت کی گئی انہیں اوقات میں جس طرح صحیح ہے آج کی عصر کی نماز سورج غروب ہونے کے وقت کراہت کے ساتھ۔

تشریح: صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ جو عبادات مکروہ اوقات میں ہی لازم ہوئی ہوں تو ان عبادات کا انہیں اوقات میں ادا کرنا کراہت کے ساتھ صحیح ہے جیسا کہ اس کی تین مثالیں متن میں ذکر کی ہیں مگر مفتی بہ قول کے مطابق پہلا مسئلہ بلا کراہت ہے، اور دوسرا مسئلہ کراہت تنزیہی کے ساتھ ہے اور آخری مسئلہ میں واقعتاً کراہت تحریمی ہے۔ اس اجمال کی تفصیل حسب ذیل ہے:

(۱) طلوع آفتاب زوال اور غروب کے وقت نماز جنازہ

اگر عین طلوع و غروب یا زوال کے وقت جنازہ نماز کیلئے لایا گیا تو اسی وقت نماز جنازہ پڑھنے میں کوئی حرج نہیں لیکن اگر جنازہ پہلے لایا جا چکا تھا اور ابھی نماز نہیں پڑھی گئی تھی کہ مکروہ وقت شروع ہو گیا تو اب مکروہ وقت میں نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی بلکہ مکروہ وقت ختم ہونے کے بعد ہی نماز پڑھنا درست ہوگا۔

(الجوہرۃ النیرۃ: ۱/۹۸، البحر الرائق: ۱/۲۴۳، ہندیہ: ۱/۵۲)

(۲) وقت مکروہ میں سجدۂ تلاوت کا حکم

اگر وقت مکروہ میں تلاوت کی وجہ سے کسی شخص پر سجدۂ تلاوت واجب ہوا اور اسی وقت اس نے ادا کر لیا تو کراہت تنزیہی کے ساتھ جائز ہے اور تاخیر افضل ہے اور اگر وقت مکروہ سے پہلے واجب ہوا تو اب مکروہ وقت میں اس کی ادائگی درست نہ ہوگی اگر کر لیا تو اعادہ واجب ہوگا۔ (البحر الرائق: ۱/۲۴۳، در مختار زکریا: ۲/۵۲۹)

(۳) غروب کے وقت آج کی عصر کی نماز کا حکم

اگر کسی شخص نے آج کی عصر کی نماز نہیں پڑھی تو وہ سورج ڈوبتے وقت پڑھ لینے سے کراہت تحریمی کے ساتھ

درست ہو جائے گی۔ افضل مستحب تو یہ ہے کہ اس وقت نہ پڑھے مکروہ وقت نکل جانے کے بعد پڑھے لیکن اگر کوئی پڑھ لے تو اس کا اعادہ ضروری نہیں۔ (مراقی الفلاح ۱۰۱)

﴿۲۳۹﴾ وَالْاَوْقَاتُ الثَّلَاثَةُ يُكْرَهُ فِيْهَا النَّافِلَةُ كَرَاهَةَ تَحْرِيْمٍ وَلَوْ كَانَ لَهَا سَبَبٌ كَالْمَنْذُوْرِ وَرَكْعَتَيِ الطَّوَافِ.

لہا ضمیر کا مرجع نافلۃ ہے۔

ترجمہ اور (مذکورہ) تین وقتوں میں نوافل کا پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اگر چہ ان کے لئے کوئی سبب جیسے نذر مانی ہوئی نماز اور طواف کی دو رکعتیں۔

مکروہ اوقات میں نفل نماز کا حکم

مکروہ اوقات میں اگر نفل کی نیت باندھ لی تو یہ نفل اس کے ذمہ واجب ہو جائے گی اب بہتر یہ ہے کہ مکروہ وقت میں نفل کی نیت توڑ دے اور بعد میں اس کی قضا کرے اور اگر اس وقت نماز نہیں توڑی تو گناہ تو ہوگا مگر بعد میں قضا کی ضرورت نہ ہوگی اسی طرح وہ نوافل جن کا کوئی سبب ہے مثلاً تحیۃ المسجد تحیۃ الوضوء کی نذر مانی ہوئی نماز اور طواف کا دوگانہ یہ سب بھی ممنوع ہیں۔

﴿۲۴۰﴾ وَيُكْرَهُ التَّنَفُّلُ بَعْدَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ بِاَكْثَرَ مِنْ سُنَّتِهٖ وَبَعْدَ صَلٰوتِهٖ وَبَعْدَ صَلٰوةِ الْعَصْرِ وَقَبْلَ صَلٰوةِ الْمَغْرِبِ.

ترجمہ اور مکروہ ہے نفل پڑھنا صبح صادق کے بعد فجر کی دو رکعت سنتوں سے زائد اور فجر کی نماز کے بعد اور عصر کی نماز کے بعد اور مغرب کی نماز سے پہلے۔

صبح صادق کے بعد نوافل کی ممانعت

صبح صادق سے سورج نکلنے تک تحیۃ الوضوء تحیۃ المسجد یا کوئی دوسری نفل نماز پڑھنا جائز نہیں ہے اس وقت میں دو رکعت فجر کی سنت مؤکدہ کے علاوہ کوئی بھی نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے اسی طرح فجر کی نماز کے بعد سورج نکلنے سے پہلے تک نفل پڑھنا مکروہ ہے۔ ہاں صبح صادق کے بعد قضا نماز پڑھنا شرعاً درست ہے اسی طرح نماز فجر کے بعد طلوع شمس سے قبل قضا نماز پڑھنا جائز ہے اس کے بعد فرماتے ہیں کہ عصر کی نماز کے بعد سے غروب تک بھی کوئی نفل نماز نہ پڑھی جائے البتہ جب تک سورج میں زردی نہ آ جائے اس وقت تک عصر کی نماز کے بعد قضا نماز پڑھنا جائز ہے غروب کے بعد مغرب سے پہلے بھی نفلیں مسنون نہیں ہیں ہاں جائز ہیں کیونکہ مغرب کی نماز کا وقت موسع ہونے کے باوجود غروب

ہوتے ہی مغرب پڑھنا مستحب ہے پس اگر سنتیں اور نفلیں پڑھی جائیں گی تو منشاء شریعت فوت ہو جائیگا۔

﴿۲۲۱﴾ وَعِنْدَ خُرُوْجِ الْخَطِيْبِ حَتّٰى يَفْرُغَ مِنَ الصَّلٰوةِ.

ترجمہ اور خطیب کے نکلنے کے وقت یہاں تک کہ فارغ ہو جائے نماز سے۔

خطبہ کے وقت نماز کا حکم

امام صاحبؒ کے نزدیک امام کے منبر پر پہنچنے سے لیکر نماز سے فارغ ہونے تک آپس میں بات چیت کرنا یا کوئی نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے ہاں قضا نماز پڑھنا صاحب ترتیب کیلئے اس وقت بھی جائز بلکہ واجب ہے۔

﴿۲۲۲﴾ وَعِنْدَ الْاِقَامَةِ اِلَّا سُنَّةَ الْفَجْرِ.

ترجمہ اور جماعت کے کھڑے ہونے کے وقت مگر فجر کی سنتیں۔

تشریح جب نماز کیلئے اقامت کہی جائے تو اب فرض کے علاوہ کسی نماز میں مشغول نہ ہوا جائے اب دوسری نماز میں مشغول ہونا اللہ کے داعی کی مخالفت ہے۔

فجر کی سنتوں کا مسئلہ

اگر فجر کے وقت مسجد میں اس حال میں پہنچا کہ جماعت شروع ہو چکی ہے تو فجر کی سنت پڑھے یا نہ پڑھے اس بارے میں درج ذیل صورتیں ہیں (۱) اگر مسجد میں ایک ہی ہال ہے جہاں جماعت ہو رہی ہے یا مسجد کشادہ ہے لیکن نمازیوں کی کثرت کی وجہ سے صفیں پیچھے تک پہنچ چکی ہیں اور کوئی جگہ خالی نہیں ہے تو اس صورت میں فجر کی سنت چھوڑ دے اور فوراً جماعت میں شریک ہو جائے اس لئے کہ فرض نماز کی صفوں کے ساتھ متصل کر سنتیں پڑھنا سخت مکروہ ہے (۲) اگر مسجد کشادہ ہے اور باہری حصہ تک نماز کی صفیں نہیں پہنچ رہی ہیں تو اگر سنت کی ادائیگی کے بعد امام کے ساتھ تشہد میں بھی شریک ہونے کی امید ہو تو باہری حصہ میں (جماعت کی جگہ سے دور ہٹ کر مثلاً اندر نماز ہو رہی ہے تو دالان میں یا ملحقہ کمرے میں یا سہ دریوں میں) سنت پڑھ کر جماعت میں شریک ہو جائے (۳) اگر یہ اندیشہ ہے کہ سنت پڑھنے کیوجہ سے پوری جماعت ہی چھوٹ جائے گی تو اب سنت نہ پڑھے بلکہ جماعت میں شریک ہو جائے اور اشراق کے وقت یہ چھوٹی ہوئی سنتیں ادا کرلے۔ (درمختار مع الشامی زکریا: ۲/ ۵۱۰-۵۱۲، کتاب المسائل: ۳۹۱)

﴿۲۲۳﴾ وَقَبْلَ الْعِيْدِ وَلَوْ فِي الْمَنْزِلِ وَبَعْدَهٗ فِي الْمَسْجِدِ.

ترجمہ اور عید سے پہلے (نفل پڑھنا مکروہ ہے) اگرچہ گھر ہی میں ہو اور عید کی نماز کے بعد مسجد میں

(گھر میں نفلیں)

نماز عید سے قبل گھر یا عیدگاہ میں نفلیں پڑھنا

نماز عید سے قبل گھر یا عیدگاہ یا مسجد میں نفلیں پڑھنا جائز نہیں ہے حتیٰ کہ عورتیں بھی اس دن اشراق اور چاشت کی نماز اس وقت تک نہ پڑھیں جب تک کہ عید کی نماز باجماعت نہ پڑھ لی جائے۔ (امداد المفتیین: ۳۰۷)

تنبیہ: بعض لوگ عیدگاہ پہنچ کر نماز عید سے قبل نمازیں پڑھتے ہیں اور پوچھنے پر کہتے ہیں کہ ہم فجر کی قضا نماز پڑھ رہے ہیں تو اجتماعی طور پر عیدگاہ میں قضا پڑھنا طرح طرح کی چہ میگوئیوں اور انتشار کا سبب بنتا ہے اس لئے اس طریقہ سے احتراز لازم ہے اول تو مسلمان کی یہ شان نہیں ہے کہ کوئی نماز قضا کرے اور اگر بالفرض قضا ہو جائے تو اسے برسر عام پڑھنے کے بجائے گھر میں ادا کرے تاکہ اپنی کوتاہی مخلوق کے سامنے نہ آسکے اس کے بعد فرماتے ہیں کہ عید کی نماز کے بعد کا حکم یہ ہے کہ عیدگاہ اور مسجد میں نہ پڑھے اگر گھر میں آکر پڑھے تو درست ہے۔

﴿۲۳۴﴾ وَبَيْنَ الْجَمْعَيْنِ فِي عَرَفَةَ وَمُزْدَلِفَةَ .

ترجمہ: اور دو جمعوں کے درمیان عرفات و مزدلفہ میں۔

جمع تقدیم و تاخیر کے درمیان نوافل کی ممانعت

میدان عرفات میں نماز ظہر اور عصر کی جمع کے درمیان نوافل و سنن کا پڑھنا مکروہ ہے اسی طرح مزدلفہ میں مغرب اور عشاء کی جمع کے درمیان نوافل و سنن پڑھنا بھی مکروہ ہے۔

﴿۲۳۵﴾ وَعِنْدَ ضِيقِ وَقْتِ الْمَكْتُوبَةِ .

ترجمہ: اور فرض نماز کا وقت تنگ ہو جانے کے وقت۔

تنگی وقت میں نوافل کی ممانعت

صورت مسئلہ یہ ہے کہ وقت اتنا تنگ ہو گیا کہ صرف فرض نماز پڑھنے کی ہی گنجائش ہے اب اگر کوئی شخص فرائض چھوڑ کر نوافل میں مشغول ہوتا ہے تو ظاہر ہے کہ فرائض قضا ہو جائیں گے اس لئے ایسے وقت میں نوافل پڑھنا مکروہ ہے۔

﴿۲۳۶﴾ وَمُدَافَعَةِ الْأَخْبَثَيْنِ .

مدافعة دافعه مدافعة و دفاعا ہٹانا۔ اخبثین، اخبث کا تثنیہ ہے مراد پیشاب پاخانہ

ترجمہ اور پیشاب پاخانہ کے تقاضے کے وقت۔

قضاء حاجت کے وقت نماز کی ممانعت

بڑا: عمر میں ایسی نوبت آتی ہے کہ پہلے سے چھوٹے یا بڑے استنجے کا کوئی تقاضا نہیں ہوتا اچانک تقاضا ہو جاتا ہے اور اتنا شدید ہو جاتا ہے کہ برداشت نہیں کیا جا سکتا ایسی صورت میں نماز شروع ہونے کے بعد بھی استنجے کے لئے چلا جائے امام اور مقتدی سب کے لئے یہی حکم ہے بلکہ اگر دوران نماز یہ صورت پیش آئے تو نماز توڑ کر چلا جائے نماز توڑنے کا طریقہ یہ ہے کہ جس حال میں ہو اسی حال میں سلام پھیر دے مگر یہ حکم استنجے کے شدید تقاضے کی صورت میں ہے چھوٹے یا بڑے استنجے کے شدید تقاضے کے ساتھ نماز پڑھنا مکروہ ہے کیوں کہ اس حال میں نماز پڑھے گا تو دل برابر استنجے کی جانب متوجہ رہے گا نماز کی طرف دھیان نہیں رہیگا البتہ اگر سخت تقاضا نہ ہو تو اس حال میں نماز پڑھنا درست ہے کیوں کہ کچھ نہ کچھ تقاضا تو ہر وقت رہتا ہی ہے اور سخت و ہلکے تقاضے کے درمیان فرق یہ ہے کہ ذہن تقاضے سے ہٹ جائے تو ہلکا تقاضا ہے اور مسلسل ذہن اس کی طرف متوجہ ہے تو سخت تقاضا ہے۔ (تحفۃ الالمعی: ۱/۳۲۶)

﴿۲۲۷﴾ وَحُضُوْرِ طَعَامٍ تَتُوْقُهُ نَفْسُهُ.

تتوق فعل مضارع معروف باب نصر سے تاق توقا و توقانا خواہش کرنا۔

ترجمہ اور کھانے کے سامنے آجانے کے وقت کہ دل اس کو چاہ رہا ہے۔

بھوک کے وقت نماز کی ممانعت

صورت مسئلہ یہ ہے کہ کھانا سامنے موجود ہے اور بھوک لگی ہوئی ہے تو ایسی حالت میں نماز پڑھنا مکروہ ہے پہلے کھانا کھائے پھر نماز پڑھے بشرطیکہ وقت میں گنجائش ہو لیکن اگر وقت تنگ ہو تو اولاً نماز پڑھے۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۱۰۳)

﴿۲۲۸﴾ وَمَا يَشْغَلُ الْبَالَ وَيُخِلُّ بِالْخُشُوْعِ.

ترجمہ اور ہر وہ چیز جو مشغول کردے دل کو اور خلل پیدا کرے خشوع میں۔

حضور قلبی کے ساتھ نماز

یہ عبارت عطف العام علی الخاص کی قبیل سے ہے مصنف فرماتے ہیں کہ ہر وہ چیز جو کہ دل کو نماز سے ہٹا دے اور پروردگار عالم کے ساتھ استحضار قلب میں مخل بنے اس چیز کے ہوتے ہوئے بھی نماز پڑھنا مکروہ ہے اولاً ذہن و دماغ کو ہر

چیز سے پاک وصاف کر کے پھر رب ذوالجلال کی جانب متوجہ ہوں۔ اللہ تعالیٰ ہمیں حقیقی نماز کی حلاوت نصیب فرمائیں اور اپنی رضائے تام سے سرفراز فرمائیں آمین۔

باب الاذان

ماقبل سے مناسبت: اس سے قبل صاحب کتاب نے نماز کے اوقات کو بیان کیا ہے اب اس باب میں نماز کے لئے اعلان کے طریقہ کو بیان فرمائیں گے چوں کہ نماز کے اوقات اسباب کے درجہ میں ہیں اور سبب علامت پر مقدم ہوتا ہے اس لئے اوقات کو پہلے بیان کیا ہے۔

اذان کی لغوی تعریف: اعلان کرنا اور اطلاع دینا۔

اصطلاحی تعریف: نماز کے وقت کی مخصوص الفاظ کے ذریعہ اطلاع کرنا۔ (مراقی الفلاح: ۱۰۳)

اذان کی ابتداء

جب حضور ﷺ ہجرت فرما کر مدینہ منورہ تشریف لائے تو ابتداء میں نماز کے لئے لوگ اندازے سے مسجد میں حاضر ہو جاتے تھے اور اس کیلئے کوئی اعلان نہیں کیا جاتا تھا اس صورت حال میں بعض مرتبہ کافی انتظار کی زحمت بھی اٹھانی پڑتی تھی اس لئے ایک دن صحابہ میں یہ گفتگو چلی کہ نماز کے وقت کیلئے کوئی علامت مقرر ہونی چاہئے تو بعض لوگوں نے مشورہ دیا کہ عیسائیوں کی طرح ناقوس بجایا جائے (چھوٹی لکڑی کو بڑی لکڑی پر مار کر آواز نکالنا) بعض نے مشورہ دیا کہ یہودیوں کی طرح سینگ بجایا جائے بعض نے آگ جلانے کا مشورہ دیا اور حضرت عمرؓ نے یہ رائے دی کہ جب وقت ہو جائے تو کسی آدمی کو نماز کا اعلان کرنے کیلئے آبادی میں بھیج دیا جائے چنانچہ حضرت بلالؓ کو اس خدمت پر مامور کر دیا گیا۔ (اوجز المسالک: ۱/۱۷۰) اسی دوران ایک صحابی حضرت عبداللہ ابن زید ابن عبد ربہ نے یہ خواب دیکھا کہ آسمان سے ایک شخص دو ہرے کپڑے پہن کر اترا ہے اور اس نے ایک دیوار کے کنارے پر کھڑے ہو کر اذان کے وہ کلمات کہے ہیں جو اس وقت (مروج) ہیں جب یہ خواب نبی ﷺ کو سنایا گیا تو آپ نے فرمایا کہ یہ خواب برحق ہے لہذا تم ان کلمات کو حضرت بلال کو سکھا دو کہ آواز بلند بھی ہے۔ اور خوبصورت بھی ہے جس زمانہ میں حضرت عبداللہ نے یہ خواب دیکھا تھا وہ بیمار تھے نیز ان کی آواز بھی پست تھی جب حضرت بلال نے اذان دینی شروع کی تو اس آواز کو سن کر حضرت عمرؓ بھی تشریف لائے اور قسم کھا کر فرمایا کہ میں نے بھی بعینہٖ یہی خواب دیکھا ہے۔

آپ ﷺ نے اس پر شکر یہ کا اظہار فرمایا اور پھر اذان دینے کا طریقہ امت میں رائج ہو گیا، واضح رہے کہ اذان کی ابتداء کا مذکورہ واقعہ سنہ میں پیش آیا، حضرت عبداللہ فرماتے ہیں کہ اذان کہہ کر وہ شخص مجھ سے تھوڑی دور ہٹ گیا اور تھوڑے وقفہ کے بعد اس نے کہا پھر جب نماز شروع کرو تو اقامت (تکبیر) کہو اس کے بعد آنکھ کھل گئی اور اپنا خواب

آپ سے عرض کر دیا جیسا کہ اوپر گزرا۔ (اسد الغابہ ۳/۱۴۲، طحاوی شریف ۱/۷۹)

اذان کا اجر وثواب

احادیث شریفہ میں اذان کی بڑی فضیلت وارد ہوئی ہے ایک روایت میں وارد ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ مؤذن کی آواز جہاں تک پہنچتی ہے اتنی ہی لمبی چوڑی اس کے لئے مغفرت کا فیصلہ کیا جاتا ہے اور جس تر یا خشک چیز تک وہ آواز پہنچتی ہے وہ سب چیزیں اس کے لئے قیامت میں خیر پر شہادت دیں گی۔ (ابوداؤد: ۱/۷۶)

اذان شیطان کے لئے تازیانہ

اذان کے کلمات میں اللہ نے ایسی تاثیر رکھی ہے کہ شیطان لعین اس کے سننے کی تاب نہیں رکھتا اور جب اذان شروع ہوتی ہے تو وہ بدحواسی کے عالم میں ہوا خارج کرتے ہوئے ۳۶ میل (تقریباً ۲۶ کلومیٹر) دور بھاگ جاتا ہے۔ (مسلم شریف: ۱/۱۶۷)

اور ایک روایت میں ہے کہ جب اذان ہوتی ہے تو شیطان بھاگ جاتا ہے تا کہ اذان کے کلمات اس کے کان میں نہ پڑسکیں پھر اذان کے بعد واپس آجاتا ہے اس کے بعد جب اقامت ہوتی ہے پھر بھاگ جاتا ہے اور ختم ہوتے ہی پھر براجمان (آدھمکتا) ہو جاتا ہے اور نمازی پر وسوسے ڈالنے کی کوشش کرتا ہے اور کہتا ہے کہ فلاں بات یاد کر فلاں بات یاد کر یعنی بھولی بسری باتیں یاد دلاتا ہے تا کہ نماز سے ذہن ہٹ جائے حتی کہ ان وساوس میں پڑ کر نمازی کو یہ یاد نہیں رہتا کہ اس نے کتنی رکعت نماز پڑھی ہے۔ (بخاری: ۱/۸۵-۱۶۷)

مؤذن کسے بنایا جائے؟

احادیث شریفہ سے ثابت ہے کہ مؤذن ایسا شخص ہونا چاہئے جو با شرع امانت و دیانت سے متصف اور تقویٰ وطہارت کے اعلیٰ معیار پر فائز ہو ایک حدیث میں وارد ہے کہ امام ضامن ہے اور مؤذن امین ہے اللہ تعالیٰ امام کو سیدھی راہ پر گامزن فرمائے اور مؤذن کو دامن عفو میں جگہ مرحمت فرمائے۔ (سنن بیہقی: ۱/۴۲۶) اور احقر کو بھی اعلیٰ علیین میں جگہ نصیب فرمائے (آمین)۔

قیس ابن حازم کہتے ہیں کہ ہم حضرت عمرؓ کی خدمت میں حاضر ہوئے تو آپ نے ہم سے پوچھا کہ تمہارے یہاں مؤذن کون لوگ ہیں ہم نے جواباً فرمایا کہ زیادہ تر مؤذن یا تو غلام ہیں یا آزاد کردہ موالی ہیں حضرت عمرؓ نے اس پر افسوس کرتے ہوئے فرمایا کہ یہ تو تمہارے اندر بڑا نقص ہے اذان تو اتنی شرافت کی چیز ہے کہ اگر مجھے خلافت کی مصروفیت نہ ہوتی تو میں پانچ وقتہ نمازوں کیلئے اذان دیا کرتا۔ (سنن بیہقی: ۱/۴۲۷)

رہ گئی رسم اذان

افسوس ہے کہ جس صورت حال پر حضرت عمرؓ نے نکیر فرمائی تھی وہی صورت حال آج ہمارے پورے معاشرہ میں پیدا ہو چکی ہے بڑے اور بااثر لوگ اذان دینے کو باعث عار سمجھتے ہیں اور عام طور پر مساجد میں ایسے لوگ مؤذن رکھے جاتے ہیں جنکی معاشرہ میں کوئی وقعت نہیں ہوتی اپنے اوپر خواہ کتنی فضول خرچی کرلیں مگر مسجدوں کیلئے سستے سے سستا مؤذن ڈھونڈنے کی کوشش کی جاتی ہے خواہ وہ کیسی ہی غلط اذان دے یا اسے مسائل اذان کا علم ہو یا نہ ہو؟ ہونا تو یہ چاہئے کہ اذان ایسی پرکشش ہو کہ سوتے ہوئے لوگ جاگ جائیں اور اس کی آواز سے رگ و پے میں سنسنی دوڑ جائے اور بے اختیار قوم مسجد کی طرف چل پڑے اور نہ صرف مسلمان بلکہ غیر مسلم اسے سن کر ٹھٹک کر رہ جائیں مگر ہمارے یہاں اذان اس طرح دی جاتی ہے کہ نہ اس میں کوئی سوز و گداز ہوتا ہے اور نہ کسی روحانی کشش کا شائبہ بلکہ محض ایک رسم کی ادائیگی کے طور پر اس عمل کو انجام دے کر اطمینان کرلیا جاتا ہے مؤذن حضرات نہ صرف یہ کہ اذان کے مدوں میں حدود سے تجاوز کرتے ہیں بلکہ بہت سے مؤذن تو صراحتاً غلط تلفظ سے اذان دیتے ہیں کہ مطلب بالکل خبط ہو کر رہ جاتا ہے مثلاً اللہ اور اکبر کے الف کو کھینچ کر پڑھنا اور اشہد کو آشہد پڑھنا اس طرح کی غلطیاں عام ہیں جنکی اصلاح ضروری ہے۔ (مستفاد کتاب المسائل: ۲۳۳ تا ۲۲۸)

اذان کی مشروعیت

اذان واقامت کی مشروعیت صرف خواب سے نہیں ہے کیونکہ انبیاء کے علاوہ کسی کا بھی خواب حجت نہیں بلکہ اذان واقامت کی مشروعیت ابتداً تائید نبوی سے ہوئی ہے پھر قرآن نے اس کی توثیق کردی ارشاد ہے۔ یا ایھا الذین آمنوا اذا نودی للصلوٰۃ من یوم الجمعۃ فاسعوا الی ذکر اللہ.

اے ایمان والو! جب جمعہ کے دن نماز کے لئے پکارا جائے تو تم اللہ کے ذکر کی جانب چل پڑو۔

علامہ محمد یوسف بنوریؒ فرماتے ہیں کہ انجام کے اعتبار سے اذان کی مشروعیت وحی متلو یعنی قرآن کریم سے ہے۔ (تحفۃ الالمعی ۱/۵۰۱)

﴿۲۲۹﴾ سُنَّ الْاَذَانُ وَالْاِقَامَةُ سُنَّةً مُؤَكَّدَةً لِلْفَرَائِضِ وَلَوْ مُنْفَرِدًا اَدَاءً اَوْ قَضَاءً سَفَرًا اَوْ حَضَرًا لِلرِّجَالِ وَكُرِهَا لِلنِّسَاءِ.

سنۃ مؤکدۃ سُنَّ کا مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب ہے۔ کُرِھا ماضی مجہول تثنیہ باب سَمِعَ سے تثنیہ کی ضمیر اذان واقامۃ کی جانب راجع ہے۔

ترجمہ سنت قرار دی گئیں اذان اور تکبیر سنت مؤکدہ فرض نمازوں کیلئے اگر چہ (نماز پڑھنے والا) منفرد ہو (یہ فرائض) ادا ہوں یا قضاء سفر میں یا حضر میں مردوں کیلئے اور مکروہ قرار دی گئیں یہ دونوں چیزیں عورتوں کے لئے۔

اذان اسلام کا شعار ہے

اذان اسلام کا اہم ترین شعار ہے اور اس بات کی کھلی علامت ہے کہ جس جگہ سے اذان کی آواز آرہی ہے وہ جگہ اسلامی بستی پر مشتمل ہے حضور ﷺ نے اسلامی لشکر کو ہدایت کر رکھی تھی کہ جس بستی پر حملہ کا ارادہ ہو اگر وہاں سے اذان کی آواز آنے لگے تو اس پر سے حملہ روک لیا جائے اور قتل وقتال سے پوری طرح احتراز کیا جائے۔ (مسلم شریف: ۱/۱۶۶)
اسی بناء پر فقہاء فرماتے ہیں کہ اگر کسی شہر کے لوگ اذان نہ دینے پر اتفاق کرلیں تو ان سے جنگ کی جائے گی اور اذان جاری کرنے پر مجبور کیا جائیگا۔ غیر پنجگانہ فرائض کے لئے اذان وتکبیر سنت مؤکدہ ہے اور غیر فرائض مثلاً عیدین جنازہ تراویح وغیرہ کیلئے اذان وتکبیر مسنون نہیں ہے اسی طرح تمام سنن ونوافل کا حال ہے۔

اکیلے نماز پڑھنے والے کیلئے اذان واقامت کا حکم

اگر کوئی شخص اکیلے نماز پڑھے تو اس کیلئے بھی افضل یہ ہے کہ وہ اذان واقامت کہہ کر نماز فرض ادا کرے لیکن اگر بستی میں اذان اور جماعت ہو چکی ہے اور اب بعد میں کوئی مقیم شخص نماز بلا اذان واقامت پڑھتا ہے تو بھی کوئی حرج نہیں اس لئے کہ شہر میں ہونے والی اذان سے سنت فی الجملہ ادا ہو گئی ہے۔ (حلبی کبیر ۳۷۴، بدائع ۱/۳۷۷، کتاب المسائل: ۳۳۰)

جماعت ہو جانے کے بعد مسجد میں منفرد کی اذان

اگر مسجد میں اذان ہو چکی ہو تو منفرد کیلئے مسجد کے اندر اذان واقامت کہنا مکروہ ہے۔

(درمختار بیروت: ۵۸)

گھر میں جماعت کرتے وقت اذان واقامت کا حکم

اگر محلہ کی مساجد میں اذانیں ہو چکی ہیں اور کوئی شخص اپنے گھر میں تنہا یا جماعت کے ساتھ وقتیہ نماز پڑھنا چاہتا ہے تو اس کیلئے محلہ کی اذان کافی ہے الگ سے اذان دینے کی ضرورت نہیں لیکن اگر قضا نماز پڑھی جارہی ہے تو اذان واقامت دونوں کا ترک مکروہ ہے کم از کم اقامت کہہ کر قضا نماز ادا کرنی چاہئے۔ (درمختار ۲/۳۶۶، کتاب المسائل: ۳۳۰)

سفر میں اذان کہنا

سفر کے دوران خواہ رفقاء ساتھ ہوں یا اکیلے نماز پڑھتے ہوں دونوں صورتوں میں اذان واقامت کہنے کا اہتمام کرنا

چاہیے البتہ اگر اذان چھوڑ کر صرف اقامت پر اکتفاء کیا تو اس کی بھی گنجائش ہے۔ (حلبی کبیر:۳۷۷)

عورتوں کی نماز کیلئے اذان واقامت مکروہ ہے

مدرسۃ البنات وغیرہ میں صرف عورتوں کی نماز کیلئے اذان واقامت کہنا مکروہ ہے حتی کہ اگر وہ جماعت سے پڑھیں تب بھی ان کیلئے اذان واقامت کا حکم نہیں ہے۔ (عالمگیری:۱/۵۳، کتاب المسائل:۲۲۴)

﴿۲۵۰﴾ وَيُكَبِّرُ فِي أَوَّلِهِ أَرْبَعًا وَيُثَنِّي تَكْبِيرَ آخِرِهِ كَبَاقِي أَلْفَاظِهِ.

ترجمہ اور تکبیر (اللہ اکبر) کہے اس کے شروع میں چار مرتبہ اور دو مرتبہ کہے اس کے اخیر کی تکبیر اس کے باقی الفاظ کی طرح۔

تشریح اذان کے کلمات کی تفصیل اس طرح ہے کہ پہلے چار مرتبہ اللہ اکبر کہے اور اخیر میں دو مرتبہ اللہ اکبر کہے باقی تمام کلمات کو دو دو مرتبہ کہے، لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ کو صرف ایک مرتبہ کہے۔

﴿۲۵۱﴾ وَلَا تَرْجِيعَ فِي الشَّهَادَتَيْنِ.

ترجمہ اور ترجیع نہیں ہے شہادتین میں۔

تشریح ترجیع کے معنی ہیں شہادتین (أَشْهَدُ أَنْ لَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ اور اشهد ان محمدا رسول الله) کو آہستہ کہنے کے بعد دو بارہ زور سے کہنا یعنی پہلے چاروں کلمات کو ہلکی آواز سے کہا جائے پھر پلٹ کر دوبارہ ان کو بلند آواز سے کہے حضرت امام مالک وشافعی ترجیع کو سنت کہتے ہیں مگر امام ابوحنیفہ امام احمد وامام ابو یوسفؒ کے نزدیک ترجیع سنت نہیں۔

تنبیہ: اذان میں ترجیع سنت ہے یا نہیں؟ یہ اختلاف اب لا حاصل ہے کیوں کہ اب عملی طور پر یہ مسئلہ باقی نہیں رہا اب ساری دنیا میں مالکی اور شوافع نے ترجیع ختم کر دی ہے۔ (تحفۃ الالمعی:۱/۵۰۵)

﴿۲۵۲﴾ وَالْإِقَامَةُ مِثْلُهُ.

ترجمہ اور تکبیر اذان جیسی ہی ہے۔

تشریح تکبیر میں وہ تمام کلمات ہوتے ہیں جو اذان میں کہے جاتے ہیں اور ساتھ دو مرتبہ قد قامت الصلوٰۃ کا اضافہ بھی ہے۔

﴿۲۵۳﴾ وَيَزِيدُ بَعْدَ فَلَاحِ الْفَجْرِ اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ مَرَّتَيْنِ.

ترجمہ اور زیادہ کرے فجر کی اذان میں حیّ علی الفلاح کے بعد الصلوۃ خیر من النوم دو مرتبہ (نماز سونے سے بہتر ہے)

الصلوۃ خیر من النوم کا ثبوت

فجر کی اذان میں حی علی الفلاح کے بعد، الصلوۃ خیر من النوم، دو مرتبہ کہنا یہ بالاتفاق سنت ہے یہ کلمات شروع میں اذان فجر میں نہیں تھے انکی مشروعیت اس طرح ہوئی ہے کہ ایک مرتبہ حضرت بلال نبی ﷺ کو صبح کی نماز کی اطلاع دینے کیلئے گئے آپ سو رہے تھے حضرت بلالؓ نے دو دفعہ کہا: الصلوۃ خیر من النوم یا رسول اللہ آپکی آنکھ کھل گئی اور آپ نے فرمایا ما احسن هذا یا بلال اجعله في اذانك بلال یہ کیسے اچھے کلمات ہیں ان کو آپ اپنی اذان میں شامل کر لیں چنانچہ اس واقعہ کے بعد حضرت بلال یہ کلمات اذان میں کہنے لگے پوری امت کا اتفاق ہے کہ فجر کی اذان کے علاوہ کسی اور اذان میں ان کلمات کا اضافہ نہیں کیا جائیگا حدیث میں اس کی ممانعت ہے۔

(تحفۃ الالمعی: ۱/۵۱۴)

اختیاری مطالعہ

الصلوۃ خیر من النوم چھوٹ گیا تو کیا حکم ہے

اگر فجر کی اذان میں الصلوۃ خیر من النوم چھوٹ جائے مگر فوراً اذان ختم ہونے سے پہلے یاد بھی آ جائے تو اس کلمہ کو کہہ لینا چاہئے اور پھر بعد کے کلمات کو لوٹا لے لیکن اگر اذان ختم کرنے کے بعد یاد آئے تو اب اذان مکمل ہو گئی لوٹانے یا مذکورہ کلمات کہنے کی ضرورت نہیں ہے۔ (احسن الفتاوی: ۲/۲۸۹، کتاب المسائل: ۲۳۲)

﴿۲۵۴﴾ وَبَعْدَ فَلَاحِ الْإِقَامَةِ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ مَرَّتَيْنِ.

ترجمہ اور تکبیر کے حی علی الفلاح کے بعد کہے قد قامت الصلوۃ (تحقیق کہ نماز کھڑی ہو گئی) دو مرتبہ۔

تشریح مائل میں گذر چکی ہے۔

﴿۲۵۵﴾ وَيَتَمَهَّلُ فِي الْأَذَانِ وَيُسْرِعُ فِي الْإِقَامَةِ

یتمهل فعل مضارع باب تفعل تمهل في العمل کام کو اطمینان سے کرنا، اس میں عجلت نہ کرنا توقف کرنا ٹھہر ٹھہر کر کرنا۔ یسرع فعل مضارع معروف باب افعال سے اسراعا مصدر ہے جلدی کرنا۔

ترجمہ اور اذان ٹھہر ٹھہر کر کہے اور تھوڑی جلدی کرے تکبیر میں۔

تشریح اذان کے کلمات کو ادا کرے اور ہر کلمہ کے بعد اتنی دیر ٹھہرے کہ اگر جواب دینے والا جواب دینا چاہے تو

دے سکے یہ مسنون ہے اور اقامت میں ہر کلمہ جلدی کہنا اور اس پر سانس نہ توڑنا سنت ہے۔

اذان کا مسنون طریقہ

اذان کے ہر کلمہ کو ایک سانس میں ادا کرنا اور ہر کلمہ کے آخر میں جزم کرنا مسنون ہے۔

اقامت کا مسنون طریقہ

اقامت کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ اولاً ایک سانس میں چار مرتبہ اللہ اکبر کہا جائے اور ہر اللہ اکبر کی راء پر سکون کیا جائے اور اگر ملا کر پڑھیں تو راء پر زبر کی حرکت ظاہر کریں، راء پر پیش پڑھنا خلاف سنت ہوگا، اس کے بعد ایک سانس میں اشهد ان لا اله الا الله اشهد ان لا اله الا الله پڑھیں اور اللہ کی ہ پر سکون کریں، اس کے بعد ایک سانس میں اشهد ان محمداً رسول الله اشهد ان محمداً رسول الله پڑھیں اور ہر کلمہ پر اخیر میں سکون کریں، اعراب ظاہر نہ کریں، اسی طرح ایک ایک سانس میں حی علی الصلوٰۃ حی علی الفلاح کہیں، اس کے بعد قد قامت الصلوٰۃ الگ الگ سانس میں کہیں پھر اللہ اکبر اللہ اکبر ایک سانس میں اور لا الہ الا اللہ ایک سانس میں کہیں۔
(اعلاء السنن: ۲/ ۵۸، کتاب المسائل: ۲۴۷، شامی ۲/ ۴۷-۴۸)

اختیاری مطالعہ

اذان اور اقامت کے کسی کلمہ کا چھوٹ جانا

اگر اذان اور اقامت میں سے کوئی کلمہ چھوٹ جائے تو اگر اذان و اقامت کے بعد فوراً یاد آجائے تو جو کلمہ چھوٹ گیا ہے وہاں سے اعادہ کرے اور اگر کچھ دیر کے بعد یاد آیا تو شروع سے لوٹائے۔ (احسن الفتاویٰ: ۲/ ۲۸۵، در مختار بیروت: ۲/ ۴۹-۵۱، کتاب المسائل: ۲۳۳)

﴿۲۵۶﴾ وَلَا يُجْزِئُ بِالْفَارِسِيَّةِ وَإِنْ عُلِمَ أَنَّهُ أَذَانٌ فِي الْأَظْهَرِ.

ترجمہ اور کافی نہیں ہے اذان فارسی میں پڑھنا اگر چہ یہ بھی معلوم ہو جائے کہ یہ اذان ہے، ظاہر روایت میں۔

عربی کے علاوہ دیگر زبانوں میں اذان و تکبیر کہنا

عربی کے علاوہ دوسری کسی زبان مثلاً فارسی وغیرہ میں اذان دینا جائز نہیں ہے اگر چہ سننے والے جانتے ہوں کہ یہ اذان ہو رہی ہے اس لئے کہ اذان کی مشروعیت عربی الفاظ کے ساتھ ہی ثابت ہے، یہی حکم تکبیر کا بھی ہے، کیونکہ یہ

دونوں شعائر میں سے ہیں اور شعائر کو بحالہ رکھا جاتا ہے۔ (مراقی الفلاح: ۱۰۶)

﴿۲۵۷﴾ وَيُسْتَحَبُّ اَنْ يَّكُوْنَ الْمُؤَذِّنُ صَالِحًا عَالِمًا بِالسُّنَّةِ وَاَوْقَاتِ الصَّلٰوةِ .

ترجمہ: اور مستحب ہے یہ کہ مؤذن نیک آدمی ہو جو سنت اذان کو اور نماز کے وقتوں کو جاننے والا ہو۔

تشریح: احادیث شریف سے ثابت ہے کہ مؤذن ایسا شخص ہونا چاہئے جو با شرع امانت و دیانت سے متصف اور تقویٰ و طہارت کے اعلیٰ معیار پر فائز ہو نیز اذان نماز اور اوقات کے مسائل سے اچھی طرح واقف ہو تاکہ عبادت صحیح وقت میں صحیح طریقہ پر انجام دی جاسکے۔ (باقی تفصیل دیکھیں ،مؤذن کسے بنایا جائے، کے عنوان کے تحت)

﴿۲۵۸﴾ وَعَلٰى وُضُوْءٍ مُّسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ اِلَّا اَنْ يَّكُوْنَ رَاكِبًا .

ترجمہ: اور (یہ کہ مؤذن) وضو سے ہو قبلہ کی طرف رخ کئے ہوئے ہو مگر یہ کہ وہ سوار ہو۔

سواری پر اذان

صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ یہ بھی مستحب ہے کہ اذان باوضو ہے قبلہ رو ہو کر دے، البتہ حالت سفر میں سواری پر چلتے ہوئے اذان دینا درست ہے، جس طرف بھی رخ کر کے دینا ممکن ہو لیکن اقامت زمین پر اتر کر کہی جائے اور مقیم ہونے کی حالت میں چلتی ہوئی سواری پر اذان دینا مکروہ ہے۔ (شامی ۲/۵۵ زکریا، کتاب المسائل: ۲۲۱)

﴿۲۵۹﴾ وَاَنْ يَّجْعَلَ اِصْبَعَيْهِ فِيْ اُذُنَيْهِ .

ترجمہ: اور (مستحب ہے) یہ کہ دے لے اپنی دونوں انگلیوں کو اپنے کانوں (کے سوراخوں) میں۔

کانوں میں انگلیاں ڈال لینے کا حکم

اذان دیتے وقت دونوں کانوں کے سوراخوں کو شہادت کی انگلیوں سے بند کرنا مستحب ہے کیونکہ اس سے آواز بلند ہوتی ہے جو مطلوب و مقصود ہے اور کان بند کرنے سے آواز اس لئے بلند ہوتی ہے کہ ہوا تین جگہ سے نکلتی ہے منہ، ناک اور کان سے، البتہ منہ اور ناک میں سے ایک ہی جگہ سے نکلتی ہے پس جب کلمات اذان کہتے وقت منہ کھل رہا ہے اور اس سے سانس نکل رہا ہے تو ناک خود بخود بند ہو جائے گی اس سے ہوا نہیں نکلے گی البتہ کانوں سے نکلے گی پس جب کان کے سوراخ انگلیوں سے بند کر دیئے تو ہوا منہ سے زور سے نکلے گی اور آواز بلند ہوگی۔

دوسری وجہ یہ ہے کہ بہرا آدمی اونچا بولتا ہے جب وہ خود اپنی آواز سنتا ہے تب اس کو تسلی ہوتی ہے اسی طرح جب مؤذن بہ تکلف بہرا بنے گا تو وہ زور سے بولنے پر مجبور ہوگا۔ (تحفۃ الالمعی ۱/۵۱۲) اگر مسجد بہت بڑی ہو جیسے دہلی کی

جامع مسجد اور آواز دور تک پہنچانا مقصود ہو تو اقامت میں بھی کانوں کے سوراخ بند کر کے چلا کیں۔

﴿۲۶۰﴾ وَاَنْ يُّحَوِّلَ وَجْهَهٗ يَمِيْنًا بِالصَّلٰوةِ وَيَسَارًا بِالْفَلَاحِ .

ترجمہ: اور یہ کہ گھمائے اپنے چہرہ کو داہنی طرف حی علی الصلوۃ کہتے وقت اور بائیں طرف حی علی الفلاح کہتے وقت۔

تشریح: اذان میں حی علی الصلوۃ کہتے وقت داہنی طرف کو منھ پھیرے اور حی علی الفلاح کہتے وقت بائیں طرف کو منھ پھیرنا سنت ہے، اسی طرح اقامت میں بھی پھیرنا چاہئے۔ (حلبی کبیر ۳۷۴)

﴿۲۶۱﴾ وَيَسْتَدِيْرُ فِيْ صَوْمَعَتِهٖ .

یستدیر فعل مضارع معروف صیغہ واحد مذکر غائب باب استفعال استدارۃ مصدر ہے گھومنا۔
صومعۃ کے لفظی معنی اس کوٹھڑی کے ہیں جس میں راہب رہا کرتے ہیں عیسائی راہب کی عبادت گاہ (کٹیا) جمع صوامع، مگر مراد اس سے وہ جگہ ہے جو اذان دینے کے لئے بنائی جائے۔

ترجمہ: اور گھوم جائے اذان دینے کی جگہ میں۔

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ جہاں پر کھڑے ہو کر اذان دے رہا ہے اگر ضرورت ہو تو گھومنا افضل ہے اور اگر ضرورت ہو تو منھ کو باہر بھی نکال سکتا ہے تاکہ اذان کا مقصد حاصل ہو جائے۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۱۰۷)

﴿۲۶۲﴾ وَيَفْصِلُ بَيْنَ الْاَذَانِ وَالْاِقَامَةِ بِقَدْرِ مَا يَحْضُرُ الْمُلَازِمُوْنَ لِلصَّلٰوةِ مَعَ مُرَاعَاةِ الْوَقْتِ الْمُسْتَحَبِّ .

ترجمہ: اور فصل کرے اذان اور اقامت کے درمیان اتنا کہ حاضر ہو جائیں نماز کی پابندی کرنے والے وقت مستحب کی رعایت کرتے ہوئے۔

عام نمازوں میں اذان واقامت کے درمیان فصل

اذان اور اقامت کے درمیان اتنا فاصلہ رکھنا چاہئے کہ جو شخص اذان شروع ہونے سے پہلے کھانا کھا رہا ہے یا استنجے کے لئے گیا ہوا ہے وہ فارغ ہو کر اور طہارت حاصل کر کے بآسانی مسجد میں آسکے یعنی جو لوگ نماز باجماعت کا التزام کرتے ہیں وہ اپنی ضروریات انسانیہ سے فراغت پاکر نماز باجماعت میں شرکت کر سکیں، البتہ اوقات مستحبہ کا لحاظ رکھنا ضروری ہے، اس قدر انتظار نہ کرے کہ اوقات مستحبہ نکل جائیں، اس کے لئے اذان واقامت کے درمیان دس پندرہ منٹ کافی ہیں، ہمارے دیار میں جو اذان واقامت کے درمیان آدھ گھنٹے کا فاصلہ رکھا جاتا ہے، یہ صحیح نہیں، اس سے

اذان بے معنی ہوجاتی ہے کوئی اذان سن کر نماز کی تیاری نہیں کرتا، اسی طرح مغرب میں بالکل وقفہ مسنون اذان وتکبیر کے مابین نہیں کیا جاتا آخر کیوں بھولے جاتا ہے سب آدمی پہلے سے باوضو تیار ہی بیٹھا ہے۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۱۰۱)

﴿۲۶۳﴾ وَفِي الْمَغْرِبِ بِسَكْتَةٍ قَدْرَ قِرَاءَةِ ثَلَاثِ آيَاتٍ قِصَارٍ أَوْ ثَلَاثِ خُطُوَاتٍ .

ترجمہ اور مغرب میں ایک سکتہ کی برابر (فصل کرے) جو کہ تین چھوٹی آیتوں کے پڑھنے یا تین قدم چلنے کی مقدار ہو۔

مغرب کی اذان واقامت میں کتنی تاخیر کی جائے

مغرب کی اذان اور اقامت میں اتنی تاخیر کرنی چاہیے کہ جس میں تین چھوٹی آیتیں یا ایک لمبی آیت پڑھی جاسکے، یا بالفاظ دیگر مؤذن اذان سے فارغ ہوکر صف میں آکھڑا ہوجائے اور اذان کے بعد دعا بھی پوری ہوجائے۔

نوٹ: تاہم رمضان میں نمازیوں کی رعایت کی وجہ سے اگر مغرب کی اذان اور جماعت میں ۱۰-۵ منٹ کی بقدر فصل کردیا جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے۔

﴿۲۶۴﴾ وَيُثَوِّبُ كَقَوْلِهِ بَعْدَ الْأَذَانِ الصَّلٰوةُ الصَّلٰوةُ يَا مُصَلِّيْنَ .

اس عبارت میں لفظ الصلوٰۃ پر فتحہ وضمہ دونوں پڑھ سکتے ہیں فتحہ پڑھنے کی صورت میں فعل امر حاضر معروف (صَلُّوْا) محذوف نکلے گا اور یہ مفعول بہ واقع ہوگا اور ضمہ پڑھنے کی صورت میں مبتدا ہوگا اور اس میں عامل، عامل معنوی ہوگا اور خبر محذوف ہوگی قائمة، یا جامعة اصل عبارت ہوگی الصلوٰۃ قائمة یا جامعة.

ترجمہ اور تثویب کرے جیسے مؤذن کا قول اذان کے بعد نماز نماز تیار ہے اے نماز پڑھنے والو نماز کے لئے آؤ۔

تثویب کی تفصیل

یثوب تثویب سے ہے باب تفعیل کا مصدر اس کا مادہ ثوب ہے، اس مادہ کے معنی ہیں لوٹنا، کپڑے کو ثوب اسی لئے کہتے ہیں کہ وہ بار بار بدن پر لوٹتا ہے اور ثواب کو ثواب اسی لئے کہتے ہیں کہ وہ عمل کے عوض میں بندے کی طرف لوٹتا ہے، پس تثویب کے معنی ہیں اعلان کے بعد اعلان اور اس کی دو شکلیں ہیں۔ (۱) فجر کی اذان میں حی علی الفلاح کے بعد الصلوٰۃ خیر من النوم دو مرتبہ کہنا، تفصیل مسئلہ ۲۵۳ کے تحت آچکی ہے۔ (۲) اذان کے بعد نماز سے پانچ دس منٹ پہلے مؤذن حی علی الصلوٰۃ کہہ کر یا الصلاۃ الصلاۃ پکار کر یا مقامی زبان میں لوگوں کو نماز کے لئے بلائے یہ تثویب ثانی ہے، قرون مشہود لہا بالخیر میں یہ تثویب نہیں تھی اور صحابہ نے اس پر نکیر فرمائی ہے، ہماری فقہ کی

کتابوں میں یہ جزئیہ موجود ہے کہ چونکہ اب لوگوں میں سستی پیدا ہوگئی ہے اس لئے تمام نمازوں میں تثویب کرنی چاہئے۔ (درمختار، شامی ۲/۵۶، باب الاذان مطبع زکریا) ہمارے اکابر نے اس جزئیہ پر فتویٰ نہیں دیا، ہمارے یہاں نماز فجر میں بھی تثویب کا رواج نہیں کیونکہ تثویب خود سستی پیدا کرتی ہے جب ایک مرتبہ تثویب شروع کر دی جائے گی تو آہستہ آہستہ لوگ دوسری تثویب کے محتاج ہو جائیں گے، اس لئے بہتر طریقہ یہ ہے کہ اذان کے بعد بقدر ضرورت فصل رکھ کر نماز شروع کر دی جائے تا کہ لوگ اذان سن کر فوراً نماز کی تیاری میں مشغول ہو جائیں اور دوبارہ اعلان کی ضرورت نہ رہے، لیکن فجر میں تو بہر کیف فصل اذان و نماز میں پھر بھی زیادہ ہی رہے گا۔ (تحفۃ الالمعی ۱/۵۱۴)

﴿۲۶۵﴾ وَيُكْرَهُ التَّلْحِينُ .

تلحین باب تفعیل کا مصدر ہے کہا جاتا ہے لَحَّنَ فِي قِرَاءَتِه ترنم یا سلے سے پڑھنا لَحَّنَ الْأُغْنِيَةَ مخصوص لے سے گانا گانے میں سُر پیدا کرنا، دُھن بنانا، یہاں پر مراد اذان کو گانے کے طرز پر پڑھنا۔

ترجمہ اور مکروہ ہے گا گا کر اذان پڑھنا۔

اذان میں لحن

اذان کے جن حروف پر کوئی مد نہیں ان کو کھینچنا لحن جلی ہے مثلاً اللہ اکبر کے ہمزہ کو کھینچ کر آکبار کہنا حرام ہے، ہاں اذان کے جن کلمات میں مد اصلی ہے جیسے الصلوٰۃ یا جن میں مد منفصل ہے جیسے لا الہ یا جہاں مد عارض وقفی ہے، جیسے الا اللہ، ان کلمات کو اذان میں کھینچنا نہ صرف جائز بلکہ مطلوب و مستحسن ہے مگر اس طرح آواز بنانا کہ جس سے گانے کی ہیئت پیدا ہو جائے تو یہ مکروہ ہے۔ (طحطاوی: ۱۰۷)

﴿۲۶۶﴾ وَإِقَامَةُ الْمُحْدِثِ وَأَذَانُهُ .

ترجمہ اور بے وضو آدمی کا تکبیر کہنا اور اس کا اذان پڑھنا (مکروہ ہے)

اذان واقامت

بغیر وضو اذان واقامت کہنا کیسا ہے؟ یہ مسئلہ حقیقت میں الاذکار کے باب سے ہے، ائمہ اربعہ کے نزدیک بغیر وضو اللہ کا ذکر جائز ہے حتی کہ قرآن کی تلاوت بھی جائز ہے پس بلا وضو اذان واقامت کہی گئی ہے وہ بھی صحیح ہے کیونکہ یہ بھی اذکار ہیں البتہ بلا وضو اذان کہنا مکروہ تنزیہی ہے یعنی خلاف اولیٰ ہے اور بغیر وضو اقامت کہنے کی کراہت اس سے بڑھی ہوئی ہے یعنی یہ اساءت کا درجہ ہے اساءت کا درجہ مکروہ تحریمی سے نیچے اور مکروہ تنزیہی سے اوپر ہے اور بغیر وضو اقامت کہنے کی کراہت اس وجہ سے بڑھی ہوئی ہے کہ ایسا شخص لوگوں کو نماز کے لئے بلا کر وضو کرنے کے لئے خود غائب ہو جائے

گا یہ "دیگراں را نصیحت خود را فضیحت" والی بات ہوگی۔

﴿۲۶۷﴾ وَأَذَانُ الْجُنُبِ .

ترجمہ اور جنبی کا اذان دینا (مکروہ ہے)۔

جنبی کی اذان

اگر حدث اکبری حالت میں کوئی شخص اذان کہے تو مکروہ تحریمی ہے اور اس اذان کا لوٹانا مستحب ہے اور اقامت کہنا بدرجہ اولی مکروہ ہے۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۱۰۸)

﴿۲۶۸﴾ وَصَبِيٍّ لَا يَعْقِلُ .

ترجمہ اور ایسے بچہ کا اذان کہنا جس کو عقل و سمجھ نہ ہو۔

نابالغ بچہ کی اذان

بالکل ناسمجھ نابالغ کی اذان صحیح نہیں اس کا اعادہ ضروری ہے اور سمجھدار بچہ کی اذان مکروہ تنزیہی ہے۔
(درمختار بیروت: ۲/۵۴-۵۶)

﴿۲۶۹﴾ وَمَجْنُونٍ وَسَكْرَانَ .

ترجمہ اور دیوانہ اور نشہ والے کا اذان کہنا (ان کی اذان بھی مکروہ ہے)

دیوانے اور نشہ والے کی اذان

دیوانہ نشے والے کی اذان اس وجہ سے مکروہ ہے کہ وہ جس طرف دعوت دے رہے ہیں اس کو سمجھ نہیں رہے ہیں اگر یہ لوگ اذان کہہ دیں تو مستحب یہ ہے کہ اس کا اعادہ کر لیا جائے۔

﴿۲۷۰﴾ وَامْرَأَةٍ .

ترجمہ اور عورت کی (عورت کا اذان کہنا بھی مکروہ ہے)

تشریح اس کی تفصیل مسئلہ ۲۳۹ میں گزر چکی ہے۔

﴿۲۷۱﴾ وَفَاسِقٍ .

ترجمہ اور فاسق (کا اذان پڑھنا مکروہ ہے)

فاسق کی اذان

داڑھی منڈانے والا یا کتروانے والا شخص فاسق ہے لہٰذا اس کی اذان واقامت مکروہ ہے لیکن اگر ایسا شخص اذان واقامت کہہ دے تو لوٹانے کی ضرورت نہیں ہے۔ (عالمگیری: ۱/۵۴)

﴿۲۷۲﴾ وَقَاعِدٍ.

ترجمہ اور بیٹھنے والے کی (اذان بھی مکروہ ہے)

بیٹھ کر اذان کہنا

بیٹھ کر اذان کہنا مکروہ ہے اور اس کا اعادہ مستحب ہے البتہ اگر کوئی منفرد اپنی نماز کے لئے اذان دے تو بیٹھ کر اذان دینے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ (طحاوی: ۱۰۸)

﴿۲۷۳﴾ وَالْكَلَامُ فِي خِلَالِ الْأَذَانِ وَفِي الْإِقَامَةِ وَيُسْتَحَبُّ إِعَادَتُهُ دُوْنَ الْإِقَامَةِ.

ترجمہ اور بات کرنا اذان اور تکبیر کے بیچ میں (مکروہ ہے) اور مستحب ہے اذان کا لوٹانا نہ کہ تکبیر کا۔

اذان واقامت کے درمیان بات چیت کرنا

اذان واقامت کے درمیان بات کرنا مکروہ ہے اذان کا اعادہ مستحب ہے اقامت کا نہیں نیز اذان واقامت کے درمیان سلام کا جواب دینا بھی مکروہ ہے۔

﴿۲۷۴﴾ وَيُكْرَهَانِ لِظُهْرِ يَوْمِ الْجُمُعَةِ فِي الْمِصْرِ.

ترجمہ اور مکروہ ہے دونوں ظہر کی نماز کے لئے جمعہ کے دن شہر میں۔

جمعہ کے دن ظہر کے لئے اذان واقامت

کسی کی نماز جمعہ چھوٹ گئی اور وہ ظہر کی نماز کے لئے اذان وتکبیر کہنا چاہے تو مکروہ ہے، ہر ایسی جگہ جہاں نماز جمعہ ہوتی ہے، وہاں امام کے نماز جمعہ سے فارغ ہونے سے پہلے یا بعد میں ظہر کی نماز جماعت سے پڑھنا مکروہ تحریمی ہے الگ الگ نماز ظہر پڑھیں بلا اذان وتکبیر کے۔

﴿۲۷۵﴾ وَيُؤَذِّنُ لِلْفَائِتَةِ وَيُقِيْمُ وَكَذَا لِأُوْلَى الْفَوَائِتِ وَكُرِهَ تَرْكُ الْإِقَامَةِ دُوْنَ الْأَذَانِ فِي الْبَوَاقِيْ إِنِ اتَّحَدَ مَجْلِسُ الْقَضَاءِ .

ترجمہ: اور اذان دے فوت شدہ نماز کو پڑھنے کے لئے اور تکبیر (بھی) کہے اور یہی حکم ہے بہت سی قضا نمازوں کو ادا کرنے کے وقت اول نماز کے لئے اور مکروہ ہے اقامت کا چھوڑنا نہ کہ اذان کا باقی نمازوں میں اگر قضا نماز پڑھنے کی مجلس ایک ہو۔

قضا نماز میں اذان واقامت

اگر کوئی شخص قضا نماز پڑھنا چاہتا ہے تو اذان واقامت دونوں کہے اگر دونوں ہی کو چھوڑ دیا تو ایسا کرنا مکروہ ہے کم از کم اقامت کہہ کر قضا نماز ادا کرنی چاہیے اور اگر چند نمازیں قضا ہو گئیں تو پہلی نماز کے لئے اذان واقامت دونوں کہے اور بقیہ نمازوں میں اختیار ہے خواہ اذان واقامت دونوں کہے یا صرف اقامت کہہ لے اور تکبیر اگر ترک کی جائے گی تو مکروہ ہے۔ مصنف نور الایضاح فرماتے ہیں کہ یہ حکم کی تفصیل اس وقت ہے جب تمام قضا نمازوں کو ایک ہی بار ادا کیا جارہا ہے اور اگر مجلس متحد نہیں بلکہ مختلف اوقات میں ادا کرنی ہے تو پھر اذان کا ترک مکروہ ہوگا۔

﴿۲۷۶﴾ وَإِذَا سَمِعَ الْمَسْنُوْنَ مِنْهُ أَمْسَكَ وَقَالَ مِثْلَهُ وَحَوْقَلَ فِي الْحَيْعَلَتَيْنِ وَقَالَ صَدَقْتَ وَبَرَرْتَ أَوْ مَاشَاءَ اللّٰهُ عِنْدَ قَوْلِ الْمُؤَذِّنِ اَلصَّلٰوةُ خَيْرٌ مِّنَ النَّوْمِ ثُمَّ دَعَا بِالْوَسِيْلَةِ فَيَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ رَبَّ هٰذِهِ الدَّعْوَةِ التَّامَّةِ وَالصَّلٰوةِ الْقَائِمَةِ آتِ مُحَمَّدَ نِ الْوَسِيْلَةَ وَالْفَضِيْلَةَ وَابْعَثْهُ مَقَامًا مَّحْمُوْدَ نِ الَّذِيْ وَعَدْتَّهُ .

ترجمہ: اور جب سنے مسنون اذان کو تو رک جائے اور کہے مؤذن کی طرح اور لاحول ولاقوۃ الا باللہ پڑھے حی علی الصلوٰۃ اور حی علی الفلاح سننے کے وقت اور کہے صدقت وبررت یا ماشاء اللہ مؤذن کے الصلوٰۃ خیر من النوم کہنے کے وقت پھر دعا مانگے وسیلہ کی چنانچہ کہے: اے اللہ! اس دعوت تامہ کے رب اور قائم ہونے والی نماز کے مالک عطا فرما محمد کو مقام وسیلہ اور فضیلہ اور پہنچا دے ان کو مقام محمود میں جس کا تو نے ان سے وعدہ فرمایا ہے۔

اذان کا جواب کس طرح دینا چاہیے؟

مصنفؒ فرماتے ہیں کہ جب اذان مسنون سنے (یعنی جو اذان سنت طریقہ کے مطابق دی جائے جس میں گانا راگ وغیرہ کی آواز نہ ہو) تو ہر ایسے کام سے رک جائے جو اذان کی طرف توجہ کرنے میں خلل انداز ہو اس کے بعد فرمایا

کہ جو شخص اذان سنے خواہ مرد ہو یا عورت پاک ہو یا ناپاک اس کے لئے اذان کا جواب دینا مسنون ہے اور جواب دینے کا طریقہ یہ ہے کہ جب مؤذن ایک کلمہ کہہ کر خاموش ہو جائے تو جواب دینے والا بھی وہی کلمہ دوہرائے اور حیعلتین کے جواب میں حیعلہ بھی جائز ہے اور حوقلہ بھی یعنی لاحول ولا قوۃ الا باللہ کہنا بھی جائز ہے اگر حیعلہ کا جواب حیعلہ سے دیا جائے تو مؤذن کا خطاب تو لوگوں سے ہوگا اور جواب دینے والے کا خطاب اپنے نفس سے ہوگا یعنی اپنا آپ سے کہے نماز کے لئے چل۔

اور اگر حیعلہ کا جواب حوقلہ سے دیا جائے تو گویا بندہ اقرار کرتا ہے کہ اللہ کی قوت وطاقت ہی سے نماز کیلئے جا سکتا ہوں میری اپنی بساط کچھ نہیں یعنی بندے نے اللہ پر بھروسہ کیا ہے اور جو اللہ پر بھروسہ کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کی مدد کرتے ہیں اس لئے ان شاء اللہ وہ بندہ نماز سے پیچھے نہیں رہے گا۔

اجابت اذان کی دو قسمیں ہیں (۱) اجابت قولی یعنی جو کلمے مؤذن کہے جواب میں وہی کلمے کہے جائیں (۲) اجابت فعلی یعنی نماز پڑھنے کیلئے اس مسجد میں جانا جہاں اذان ہوئی ہے اجابت قولی تو بالاتفاق مستحب ہے مگر اجابت فعلی میں اختلاف ہے بعض حضرات وجوب کے قائل ہیں اور ہمارے یہاں مفتی بہ قول یہ ہے کہ اجابت فعلی سنت مؤکدہ اشد تاکید یعنی واجب جیسی مؤکد ہے۔ (تحفۃ الالمعی ۱/۵۳۰)

الصلوٰۃ خیر من النوم کا جواب

فجر کی اذان میں جب مؤذن الصلوٰۃ خیر من النوم کہے تو بعض اسلاف سے منقول ہے کہ سننے والوں کو جواب میں "صدقت وبررت" (تو نے سچ کہا اور تو نے نیکی کا کام کیا) کے الفاظ کہنے چاہئیں اور بعض علماء نے اس میں یہ بھی بڑھایا ہے، وبالحق نطقت. (تو نے حق بات زبان سے نکالی) (شامی زکریا: ۲/۶۷)

اذان کے بعد کیا دعا مانگے؟

اذان کے بعد وہ دعا مانگے جو متن میں موجود ہے اس کی وضاحت اس طرح ہے کہ اذان دین اسلام کی مکمل دعوت ہے کیونکہ اذان میں سب سے پہلے اللہ کی بڑائی کا اعلان ہے پھر توحید ورسالت کی گواہی ہے جو اسلام کے بنیادی عقائد ہیں پھر اسلام کی سب سے اہم عبادت نماز کی دعوت ہے پھر اس کا فائدہ بیان کیا ہے پھر اللہ کی بڑائی کا اور آخرت میں اسکی یکتائی کا اعلان ہے غرض اذان پورے دین کا خلاصہ اور نچوڑ ہے اس لئے اسے "الدعوۃ التامۃ" مکمل دعوت کہا گیا ہے اور "الصلوٰۃ القائمۃ" سے مراد وہ نماز ہے جس کی طرف بلایا جا رہا ہے اور "رب" کے معنی ہیں پالنے والا یعنی مکمل دعوت والا اور جو نماز قائم ہونے والی ہے اس کے۔ لک یعنی نماز مؤذن کے لئے نہیں پڑھتے ہیں بلکہ جو اذان ونماز والا ہے اس کے لئے پڑھتے ہیں پھر یہ عرض کی جاتی ہے کہ الٰہی، نبی ﷺ کو وسیلہ، فضیلہ اور مقام محمود عنایت فرمائیے جس کا

آپ ﷺ سے ان سے وعدہ کیا ہے (یہ وعدہ سورۂ بنی اسرائیل آیت (۷۹) میں ہے۔ اور وسیلہ فضیلہ اور مقام محمود کی تفصیل یہ ہے کہ وسیلہ، اللہ تعالیٰ کی مقبولیت و محبوبیت کا ایک خاص الخاص مقام اور مرتبہ ہے اور جنت کا ایک مخصوص درجہ بھی ہے جو اللہ تعالیٰ کے کسی ایک بندہ ہی کو ملنے والا ہے اور فضیلہ، اسی مقام و مرتبہ کا دوسرا نام ہے اور مقام محمود وہ مقام عزت ہے جس پر فائز ہونے والا ہر ایک کی نگاہ میں محمود و محترم ہوگا اور سب ان کے ثنا خواں اور شکر گزار ہوں گے اور جناب الٰہی کی بارگاہ میں سب سے پہلے سارے انسانوں کیلئے حساب اور فیصلہ کی ابتدا اور شفاعت کریں گے پھر گنہگاروں کے لئے سفارش کا دروازہ بھی انہی کے طفیل کھلے گا بس یہی وہ مقام محمود ہے جس کا اللہ نے آپ ﷺ سے وعدہ کیا ہے۔

فائدہ : (۱) عام طور پر کہا جاتا ہے کہ دعائے وسیلہ میں "والدرجة الرفيعة اور وارزقنا شفاعته يوم القيامة" ثابت نہیں مگر صحیح یہ ہے کہ بعینہٖ یہ الفاظ تو کسی حدیث میں وارد نہیں ہوئے البتہ ان کے ہم معنی الفاظ احادیث میں موجود ہیں (طحاوی ۱/۸۷) میں ابن مسعودؓ کی حدیث ہے اس کے الفاظ یہ ہیں، اللّٰهم اعط محمدا الوسيلة وَاجْعَلْ فِي الْأَعْلِيْنَ دَرَجَتَهٗ اور ابن عباسؓ کی حدیث میں ہے اللّٰهم صل عليه وبلغه درجة الوسيلة عندك واجعلنا في شفاعته يوم القيامة (کنز العمال ۴/۲۰۷) اور بیہقی کی روایت میں "إِنَّكَ لَا تُخْلِفُ الْمِيْعَادَ" آیا ہے (سنن کبریٰ ۱/۴۱۰) لہٰذا دعا میں ان کا پڑھنا درست ہے۔

فائدہ : (۲) دعائے وسیلہ کرنے میں دو فائدے ہیں ایک یہ دعا ایک عبادت ہے اور نبی ﷺ نے اس کا حکم دیا ہے اور اس میں ہمارا بھی فائدہ ہے کیوں کہ جو شخص یہ دعا کرے گا نبی ﷺ اس کے لئے سفارش کریں گے۔
(مستفاد تحفۃ الالمعی ۱/۵۲۲،۵۲۵)

بَابُ شُرُوْطِ الصَّلٰوةِ وَاَرْكَانِهَا

ماقبل سے مناسبت : اولاً صاحب نور الایضاح نے طہارت کو بیان کیا ہے جو نماز کیلئے شرط ہے اس کے بعد اوقات صلوٰۃ کو بیان کیا ہے کیوں کہ وہ اسباب و شرائط میں سے ہے پھر اذان کا تذکرہ اعلام و اخبار کی وجہ سے کیا ہے اب اس باب میں نماز کی شرائط و ارکان کو بیان کرتے ہیں۔

شروط کی تحقیق : شروط جمع ہے شرط کی (بسکون راء) اصل میں مصدر ہے باب نصر و ضرب، کسی چیز کو لازم کرنا اور شرط (بالتحریک) بمعنی علامت اس کی جمع اشراط ہے۔

اصطلاحی تعریف : وہ چیز جس پر کسی دوسری چیز کا وجود موقوف ہو مگر وہ اس کی حقیقت میں داخل نہ ہو جیسے وضو نماز کی حقیقت میں داخل نہیں ہے مگر نماز کا وجود اور اس کی صحت وضو پر موقوف ہے۔

ارکان : رکن کی جمع ہے معنی جانب اور شرعی معنی نماز کے اندر وہ خاص چیزیں جن پر نماز کا دارومدار ہے یعنی شی کی ذاتیات کو ارکان کہتے ہیں جیسے تکبیر تحریمہ، قیام، قرأت، رکوع، سجود نماز کے اجزاء ہیں اور نماز میں داخل ہیں۔
(مراقی الفلاح:۱۱۱)

صحت نماز کی شرائط: صاحب کتابؒ نے نماز کی صحت کے لئے ۲۷ ستائیس چیزیں بیان کی ہیں مگر فقہ کی دیگر کتب مثلاً صاحب قدوری وغیرہ نے چھ شرطیں اور چھ ارکان ذکر کئے ہیں اس تعارض کا حل یہ ہے کہ ان حضرات کا مقصد اصل میں تقریب ہے یعنی کل بارہ چیزوں کا یاد کرنا سیکھنے والوں کے لئے آسان ہے ان حضرات کا مقصد بھی نہیں ہے اور نہ ماسوا کی نفی کرنا مقصود ہے اور مصنف نور الایضاح کے پیش نظر ان تمام امور کو بیان کرنا ہے جن کی نمازی کو از اول تا آخر رعایت ضروری ہے اور ان کے ادا پر نماز کی صحت لازم ہے۔ (مراقی الفلاح: ۱۱۲)

﴿۲۷۷﴾ لَابُدَّ لِصِحَّةِ الصَّلٰوةِ مِنْ سَبْعَةٍ وَعِشْرِيْنَ شَيْئًا اَلطَّهَارَةُ مِنَ الْحَدَثِ وَطَهَارَةُ الْجَسَدِ وَالثَّوْبِ وَالْمَكَانِ مِنْ نَجَسٍ غَيْرِ مَعْفُوٍّ عَنْهُ حَتّٰى مَوْضَعِ الْقَدَمَيْنِ وَالْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ وَالْجَبْهَةِ عَلَى الْاَصَحِّ.

ترجمہ: ضروری ہیں نماز کے صحیح ہونے کے لئے ستائیس چیزیں، پاک ہونا حدث سے بدن کپڑے اور جگہ کا پاک ہونا، ایسی ناپاکی سے جس کی معافی نہیں دی گئی، حتی کہ دونوں پیروں دونوں ہاتھوں دونوں گھٹنوں اور پیشانی کے رکھنے کی جگہ کا پاک ہونا اصح قول پر۔

تشریح: صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ ناپاکی کی جو مقدار معاف نہیں ہے (بیان باب الانجاس مسئلہ ۱۹۸، ۱۹۹ میں گذر چکا ہے) اس نجاست سے نمازی کا بدن سر سے لیکر پیر تک اور کپڑے جو وہ زیب تن کئے ہوئے ہے اور جس جگہ وہ نماز پڑھ رہا ہے یعنی ہاتھ پیر اور سجدہ کرنے کی جگہ کا پاک ہونا ضروری ہے نیز حدث اصغر (یعنی وہ چیز جس سے وضو ٹوٹ جاتا ہے) اور حدث اکبر (یعنی جس سے غسل واجب ہو جاتا ہے) سے پاک ہونا ضروری ہے۔

گوبر سے لپی ہوئی زمین پر نماز پڑھنا

اگر زمین کو پہلے گوبر سے لیپا گیا ہو اور بعد میں پاک مٹی اس پر اتنی مقدار میں لیپ دی کہ گوبر بالکل چھپ گیا اور اسکی بو وغیرہ اوپر سے محسوس نہیں ہو رہی ہے تو اس جگہ پر نماز پڑھنا جائز ہے اور اگر گوبر کی بو محسوس ہو رہی ہے تو وہاں کوئی پاک چیز بچھائے بغیر نماز پڑھنا درست نہ ہوگا۔ (ہندیہ: ۶۲/۱، حلبی کبیر: ۲۰۲، کتاب المسائل: ۲۵۳)

﴿۲۷۸﴾ وَسَتْرُ الْعَوْرَةِ وَلَا يَضُرُّ نَظْرُهَا مِنْ جَيْبِهٖ وَاَسْفَلِ ذَيْلِهٖ.

ذَیل جمع اَذْیَال وَذُیُول بمعنی دامن، نچلا حصہ۔

ترجمہ: اور ستر کا چھپانا اور نقصان دہ نہیں ہے ستر کا دیکھ لینا گریبان سے اور دامن کی نچلی جانب سے۔

تشریح: اس عبارت میں نماز کی صحت کے لئے دوسری شرط کو بیان ہے، ستر کا چھپانا بالاتفاق فرض ہے (ستر کا

بیان آگے آرہا ہے) نماز میں بھی اور نماز سے باہر لوگوں کے سامنے بھی، البتہ تنہائی میں اختلاف ہے، اس کے بعد صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ گریبان سے اور دامن کے نیچے سے اگر وہاں نماز ستر نظر آجائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

اندھیرے کمرے میں بھی ستر ضروری ہے

جس شخص کے پاس ستر کے لئے کپڑا وغیرہ موجود ہو اس کے لئے نماز میں ستر چھپانا مطلقاً ضروری ہے خواہ دوسرا دیکھ سکتا ہو یا نہیں، جگہ روشن ہو یا اندھیری، بہرحال ستر لازم ہے۔ (منحۃ الخالق علی البحر الرائق: ۱/۲۸۳، کتاب المسائل: ۲۵۶)

﴿۲۷۹﴾ وَاسْتِقْبَالُ الْقِبْلَةِ فَلِلْمَكِّيِّ الْمُشَاهِدِ فَرْضُهُ إِصَابَةُ عَيْنِهَا وَلِغَيْرِ الْمُشَاهِدِ جِهَتُهَا وَلَوْ بِمَكَّةَ عَلَى الصَّحِيْحِ.

ترجمہ اور قبلہ کا استقبال (یعنی اس کی جانب رخ کرکے نماز پڑھنا) چنانچہ مکہ میں رہنے والے کے لئے جو بیت اللہ کو دیکھ رہا ہے اس کا فرض، خاص قبلہ کی سیدھ کرنا ہے اور نہ دیکھنے والے کے لئے اس کی جانب رخ کرنا فرض ہے اگرچہ وہ مکہ میں ہو، صحیح مذہب کے مطابق۔

تشریح اس عبارت میں نماز کی صحت کے لئے ساتویں شرط استقبال قبلہ کا بیان ہے، ادا نماز ہو یا قضا، فرض ہو یا نفل، سجدۂ تلاوت ہو یا نماز جنازہ وغیرہ وغیرہ قبلہ رخ ہونا ضروری ہے، اگر جان بوجھ کر بغیر کسی عذر کے قبلہ کی سمت چھوڑ کر دوسری جانب نماز پڑھی تو کفر ہے۔ فللمکی الخ اس عبارت میں مکہ کرمہ میں مقیم شخص کے قبلہ کا بیان ہے اور وہ یہ ہے کہ مکہ معظمہ میں مسجد حرام کے اندر نماز پڑھنے والے یا ایسی اونچی عمارت یا پہاڑی پر نماز پڑھنے والے کے لئے جہاں سے بیت اللہ شریف صاف نظر آتا ہو عین کعبہ شریف کی طرف نماز پڑھنا ضروری ہے۔ (طحاوی: ۱۱۲) (حج اور بھیڑ کے زمانے میں حرم شریف کے اندر اور باہر بسا اوقات قبلہ کی طرف توجہ کرنے میں کوتاہی ہوجاتی ہے، اس لئے وہاں خاص طور پر استقبال قبلہ کا خیال رکھا جائے۔) ولغیر المشاھد یہاں سے یہ بیان کررہے ہیں کہ حرم شریف سے باہر جو شخص نماز پڑھے اور عمارات اور مکانات کی آڑ کی وجہ سے کعبہ شریف کو نہ دیکھ سکتا ہو تو اس کے لئے کعبہ کی جہت کی طرف نماز پڑھنا کافی ہے، عین کعبہ کی طرف رخ کرنا لازم نہیں ہے، اسی طرح مکہ معظمہ کے علاوہ دنیا کے دیگر مقامات پر رہنے والوں کے لئے عین کعبہ کی طرف رخ کرنا لازم نہیں بلکہ سمت قبلہ کی طرف رخ کرلینا کافی ہے، (جیسے ہمارے ہندوستان میں جانب مغرب) (ہندیہ: ۱/۶۳، حلبی کبیر: ۲۱۸)

علی الصحیح: صحیح قول یہی ہے جو اوپر مذکور ہوا اور بعض علماء فرماتے ہیں کہ وہ خواہ مشاہد ہو یا غیر مشاہد اگر کوئی کسی اپنے مکان میں نماز پڑھتا ہے تو اس کیلئے مناسب یہ ہے کہ یا اس طریقہ سے نماز پڑھے کہ اگر دیوار نکال دی جائے تو

اس کا رخ عین کعبہ کی جانب ہو البتہ غیر مکی کے لئے جو کہ مقیم مکہ میں نہ ہو یہ شرط نہیں محض سمت قبلہ کا ہونا کافی ہے۔
(حلبی کبیر: ۲۱۷)

اختیاری مطالعہ

قبلہ عمارت کعبہ کا نام نہیں

بیت اللہ شریف کی عمارت اصل میں قبلہ نہیں بلکہ جس جگہ میں وہ عمارت قائم ہے وہاں زمین سے آسمان تک قبلہ ہے لہٰذا اگر عمارت نہ بھی رہے پھر بھی قبلہ باقی رہے گا گویا قبلہ و کعبہ اصل مقصود نہیں بلکہ رضائے حق اصل مطلوب ہے اس سے یہ بھی معلوم ہو گیا کہ مسلمانوں کے نزدیک کعبہ بجائے خود معبود اور قابل پرستش نہیں (جیسا کہ بعض غیر مسلم اعتراض کرتے ہیں) بلکہ اس کی طرف رخ کرنے سے صرف اجتماعیت کی شان باقی رکھنا مقصود ہے۔ (شامی بیروت: ۲/۱۰۲)

(۲) قبلہ سے معمولی انحراف نقصان دہ نہیں

مکہ سے باہر رہنے والے شخص نے اگر قبلہ کی سمت سے معمولی طور پر ہٹ کر نماز پڑھی تو بھی نماز درست ہو جائے گی معمولی انحراف کا مطلب یہ ہے کہ صرف اس قدر انحراف ہو کہ نمازی کی پیشانی کا کوئی نہ کوئی حصہ قبلہ کی سیدھ میں باقی رہے اس کی مقدار فقہاء نے دونوں جانب ۳۵-۴۵ درجہ مقرر کی ہے۔ (جواہر الفقہ ۱/۳۳۲، احسن الفتاویٰ ۲/۳۱۳)

(۳) حطیم جزو کعبہ نہیں

اگر مسجد حرام میں اس طرح نماز پڑھی کہ رخ صرف حطیم (بیت اللہ شریف کا شمالی خارجی حصہ جو چھ ہاتھ ایک بالشت کے بقدر ہے، تقریرات رافعی ۳/۱۶۰، اس سے زائد حصہ حطیم جزو کعبہ نہیں شامی وغیرہ) کی طرف رہا اور کعبہ شریف کی طرف نہیں ہوا تو نماز صحیح نہ ہوگی۔ (ہندیہ ۱/۶۳، کتاب المسائل: ۲۶۳)

﴿۲۸۰﴾ وَالْوَقْتُ.

ترجمہ اور وقت کا ہونا۔

تشریح اس عبارت میں نماز کی صحت کے لئے آٹھویں شرط کا بیان ہے، صورت مسئلہ یہ ہے کہ وقت ادا نماز کے لئے شرط ہے کیونکہ وقت کے داخل ہونے سے پہلے نماز کا ادا کرنا صحیح نہیں ہوتا اور وقت کے فوت ہونے سے ادا فوت ہو جاتی ہے، اس لئے وقت ادا نماز کے لئے شرط ہوگا۔

﴿۲۸۱﴾ وَاعْتِقَادُ دُخُوْلِهٖ.

ترجمہ اور اس کے داخل ہونے کا یقین ہونا۔

تشریح اس عبارت میں نویں شرط کا بیان ہے، نماز شروع کرنے سے پہلے نماز پڑھنے والے کو اس کا یقین ہونا کہ نماز کا وقت داخل ہو چکا ہے لہٰذا اگر دخول وقت کا شک ہے یا شبہ تو نماز درست نہ ہوگی۔

﴿۲۸۲﴾ وَالنِّيَّةُ .

ترجمہ اور نیت کا ہونا۔

نیت کی حقیقت

اس عبارت میں دسویں شرط کا بیان ہے نیت کی حقیقت یہ ہے کہ اللہ کی خوشنودی کے حصول اور اس کے حکم کی تعمیل کی غرض سے کسی کام کو انجام دینے کا ارادہ کرنا شرعاً نیت کہلاتا ہے، اور نیت کرنے سے مقصود شرعاً دو چیزیں ہیں: (۱) عبادات کو عادات سے ممتاز کرنا مثلاً کھڑا ہونا، کبھی محض طبعی خواہش کی بناء پر ہوتا ہے اور یہی کھڑا ہونا جب نماز کی نیت سے ہو تو عبادت بن جاتا ہے۔ (۲) بعض عبادات کو بعض سے ممتاز کرنا مثلاً ظہر اور عصر کی رکعات ایک جیسی ہیں مگر نیت الگ الگ ہونے سے یہ الگ الگ عبادتیں قرار پاتی ہیں، اور نیت صرف دل سے ارادہ کر لینے کا نام ہے لہٰذا نماز کی صحت کے لئے زبان سے نیت کے الفاظ ادا کرنا لازم نہیں ہے لیکن جو شخص زبان سے الفاظ نیت ادا کئے بغیر اپنے دل کو متحضر کرنے پر قادر ہو تو اس کے لئے زبانی نیت کرنا بھی کافی ہے بلکہ بہتر ہے، اسی طرح نماز پڑھنے والے کے لئے صرف دل سے یہ ارادہ کر لینا کافی ہے کہ میں فلاں وقت کی فرض نماز مثلاً ظہر یا عصر ادا کر رہا ہوں، مخصوص رکعات اور ان کے فرض ہونے کی نیت لازم نہیں ہے۔

﴿۲۸۳﴾ وَالتَّحْرِيْمَةُ بِلَا فَاصِلٍ .

ترجمہ اور تحریمہ بلا کسی فصل کے۔

تشریح اس عبارت میں گیارہویں شرط کا بیان ہے اور وہ تکبیر تحریمہ کہنا ہے، یعنی کلمات ذکر جیسے اللہ اکبر سے نماز شروع کرنا، اس کے بعد تحریمہ کے صحیح ہونے کے لئے سات شرطیں بیان کی ہیں، چنانچہ فرمایا کہ نیت اور تحریمہ کے درمیان اس قسم کا فصل نہ ہونا چاہئے جو کہ مانع نماز ہو جیسے کھانا پینا وغیرہ بلکہ نیت کے بعد فوراً تحریمہ ہونا لازمی ہے۔

﴿۲۸۴﴾ وَالْإِتْيَانُ بِالتَّحْرِيْمَةِ قَائِمًا قَبْلَ انْحِنَائِهِ لِلرُّكُوْعِ .

الانحناء کمر سے مڑنے سے جھکنے کو انحناء کہتے ہیں، مصدر ہے باب انفعال کا۔

ترجمہ اور تحریمہ ادا کرنا حالت قیام میں اس کے جھکنے سے پہلے رکوع کے لئے۔

تشریح اس عبارت میں تکبیر تحریمہ کے صحیح ہونے کے لئے دوسری شرط کا بیان ہے، اگر مقتدی اس حال میں جماعت میں پہنچا کہ امام رکوع میں جاچکا تھا، مقتدی نے جلد بازی میں اس طرح تکبیر کہی کہ لفظ اللہ تو کھڑے ہونے کی حالت میں ادا کیا اور لفظ اکبر اس کی زبان سے اس وقت نکلا جب کہ وہ رکوع کی حالت میں پہنچ چکا تھا تو اس مقتدی کی نماز شروع نہیں ہوئی، اس لئے کہ پوری تکبیر تحریمہ کا کھڑے ہونے کی حالت میں کہنا فرض ہے، رکوع کی حالت میں کہی گئی تکبیر تحریمہ کا اعتبار نہیں لہٰذا ایسے شخص کو چاہئے کہ از سر نو حالت قیام میں تکبیر کہے اور اگر رکعت چھوٹ جائے تو بعد میں اس کی قضا کرلے۔ (مراقی الفلاح: ۱۱۹، ہندیہ: ۱/ ۶۸)

﴿۲۸۵﴾ وَعَدَمُ تَاخِيْرِ النِّيَّةِ عَنِ التَّحْرِيْمَةِ.

ترجمہ اور تحریمہ سے نیت کو مؤخر نہ کرنا۔

نیت کا اصل وقت

اس عبارت میں تکبیر تحریمہ کی صحت کے لئے تیسری شرط کا بیان ہے اور نیت کے اصل وقت کو بیان کر رہے ہیں، چونکہ نماز عبادت مقصودہ ہے اور عبادت مقصودہ بغیر نیت کے درست نہیں ہوتی اس لئے عین نماز شروع کرنے سے قبل نیت کا استحضار افضل ہے اگرچہ اس کے پہلے کا ارادہ بھی معتبر ہو جاتا ہے البتہ اگر نماز شروع کرنے کے بعد نیت کی تو اس کا کچھ اعتبار نہیں کیونکہ اس طرح کرنے سے تو عبادت مقصودہ کا کچھ حصہ بغیر نیت کے ہوگا اور کچھ نیت کے ساتھ، اس لئے نماز شروع کرنے سے پہلے نماز کی نیت کرنا اور فوراً تکبیر تحریمہ کہہ لینا ضروری ہے۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۱۱۹)

اختیاری مطالعہ

استحضار نیت کی علامت

(۱) نیت مستحضر ہونے کی علامت یہ ہے کہ مثلاً نماز شروع کرنے سے پہلے کسی شخص سے یہ پوچھا جائے کہ تم کونسی نماز پڑھنے کا ارادہ ہے؟ تو وہ بلا سوچے سمجھے فوراً صحیح جواب دے، اگر ذرا بھی توقف کرے گا اور سوچنے کی ضرورت پڑے گی تو سمجھا جائے گا کہ اس کی نیت مستحضر نہیں ہے۔ (الاشباہ والنظائر: ۱/ ۵۸، کتاب المسائل: ۲۷۴)

کیا پوری نماز میں نیت کا استحضار ضروری ہے؟

(۲) نیت کی ضرورت صرف نماز شروع کرنے سے قبل پڑتی ہے بعد میں ارکان نماز ادا کرتے وقت نیت کا استحضار ضروری نہیں ہے یعنی بعد میں استحضار نہ بھی رہے تو بھی نماز ادا ہو جائے گی، البتہ افضل یہی ہے کہ اخیر نماز تک خشوع وخضوع اور استحضار باقی رکھا جائے۔ (الاشباہ: ۱/ ۸۴، کتاب المسائل: ۲۷۴)

﴿۲۸۶﴾ وَالنُّطْقُ بِالتَّحْرِيمَةِ بِحَيْثُ يُسْمِعُ نَفْسَهُ عَلَى الْأَصَحِّ.

ترجمہ اور تحریمہ کا زبان سے ادا کرنا ایسے طریقے سے کہ خود اپنے آپ کو سنا دے صحیح قول کی بنا پر۔

تشریح اس عبارت میں چوتھی شرط کا بیان ہے، تکبیر تحریمہ کے کلمات کا اس طریقہ سے ادا کرنا کہ اس کے کان ان کلمات کو سن لیں، ضروری ہے، یہی قول شمس الائمہ حلوانی کا ہے اور اصح ہے، بعض حضرات فرماتے ہیں کہ متکلم کے علاوہ دوسرے کا سننا بھی ضروری ہے۔

اختیاری مطالعہ

ان پڑھ اور گونگا کیسے نماز شروع کرے؟

اگر کوئی شخص بالکل ان پڑھ اور جاہل ہو کہ الفاظ تحریمہ جانتا ہی نہ ہو یا گونگا ہو کہ حروف اس کی زبان سے نکل ہی نہ سکیں تو ایسے معذور افراد کے لئے زبان سے تحریمہ کے الفاظ ادا کرنا لازم نہیں بلکہ صرف تحریمہ کی نیت ہی سے ان کی نماز شروع ہو جائے گی۔ (البحر الرائق بیروت: ۱/ ۳۰۷، کتاب المسائل: ۲۷۸)

﴿۲۸۷﴾ وَنِيَّةُ الْمُتَابَعَةِ لِلْمُقْتَدِي وَتَعْيِينُ الْفَرْضِ وَتَعْيِينُ الْوَاجِبِ.

متابعۃ باب مفاعلۃ کا مصدر ہے، تابع یتابع متابعۃ پیروی کرنا، اتباع کرنا۔

ترجمہ اور تابع ہونے کی نیت کرنا مقتدی کے لئے اور فرض و واجب کی تعیین کرنا۔

مقتدی کی نیت

اس عبارت میں پانچویں، چھٹی، ساتویں شرط کا بیان ہے، جماعت میں شامل ہونے والے مقتدی کے لئے دو باتوں کی نیت ضروری ہے، اول یہ متعین کرے کہ کونسی نماز پڑھ رہا ہے، دوسرے یہ نیت کرے کہ میں اس محراب میں کھڑے ہونے والے امام کی اقتداء میں نماز پڑھ رہا ہوں اور اکیلے نماز پڑھنے والے کے لئے صرف دل سے یہ ارادہ کر لینا کافی ہے کہ میں فلاں وقت کی فرض نماز مثلاً ظہر، عصر ادا کر رہا ہوں، تعداد رکعات اور قبلہ رخ ہونے کی نیت لازم نہیں اور وتر پڑھتے وقت صرف یہ نیت کافی ہے کہ میں نماز وتر پڑھ رہا ہوں، واجب کہنے کی ضرورت نہیں۔

نوٹ: تعیین الفرض، تعیین الواجب اس عبارت میں جیسے چھٹی اور ساتویں شرط کا بیان ہے ایسے ہی نماز کی صحت کے لئے بارہویں اور تیرہویں شرط کا بھی بیان ہے۔

﴿۲۸۸﴾ وَلَا يُشْتَرَطُ التَّعْيِينُ فِي النَّفْلِ.

ترجمہ اور شرط نہیں ہے نیت کا متعین کرنا نفل نماز میں۔

نفل نمازوں میں تعیین نیت

نفل نمازوں میں صرف یہ نیت کافی ہے کہ میں نماز پڑھ رہا ہوں وقت وغیرہ کی تعیین ضروری نہیں ہے، اسی طرح سنن مؤکدہ میں صرف یہ نیت کافی ہے کہ میں اتنی رکعت نماز پڑھ رہا ہوں یہ کہنا لازم نہیں کہ میں مثلاً فجر یا ظہر کی سنت ادا کر رہا ہوں اس تعیین کے بغیر بھی سنتیں ادا ہو جاتی ہیں اور اگر کوئی متعین کرے تو کوئی حرج بھی نہیں۔ (حلبی کبیر: ۲۳۷)

﴿۲۸۹﴾ وَالْقِيَامُ فِي غَيْرِ النَّفْلِ.

ترجمہ اور قیام کرنا نفل نماز کے علاوہ میں۔

تشریح باب کی ابتداء سے یہاں تک نماز کی صحت کے لئے تیرہ شرطوں کو بیان کر دیا ہے چونکہ باب کو جیسے شرطوں کے عنوان سے معنون کیا ہے ایسے ہی ارکان کا بھی تذکرہ ہے، اس وجہ سے اس عبارت میں نماز کے رکن، قیام کا بیان ہے چنانچہ صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ نوافل کے علاوہ مثلاً فرائض وواجبات اور نذر وغیرہ کی نمازوں میں قیام فرض ہے، لہٰذا جو شخص کھڑے ہو کر نماز پڑھنے پر قادر ہو اس کے لئے فرض یا واجب نماز بیٹھ کر پڑھنا کسی حال میں جائز نہیں ہے، (بعض لوگ ٹرین کے سفر میں سیٹ پر بیٹھے بیٹھے نماز پڑھ لیتے ہیں ان کی نماز درست نہیں ہوتی) البتہ نفل نماز بیٹھ کر بلا عذر بھی درست ہے گو کہ ثواب کم ملتا ہے۔ (حلبی کبیر: ۲۶۱-۲۷۰)

اختیاری مطالعہ

کبڑے شخص کا قیام

جس شخص کی کمر بڑھاپے یا مرض کی وجہ سے رکوع تک جھک گئی ہو اس کے لئے اپنی حالت پر قائم رہنا ہی قیام کے حکم میں ہے پس ایسا شخص جب رکوع کا ارادہ کرے تو اپنے سر کو نیچے جھکا لے اس کا رکوع صحیح ہو جائے گا۔
(مراقی الفلاح: ۱۲۵، عالمگیری: ۱/۷۰، کتاب المسائل: ۲۸۰)

﴿۲۹۰﴾ وَالْقِرَاءَةُ وَلَوْ آيَةً فِي رَكْعَتَيِ الْفَرْضِ وَكُلِّ النَّفْلِ وَالْوِتْرِ.

ترجمہ اور قرأت کرنا اگرچہ ایک ہی آیت ہو فرض کی دو رکعتوں اور نفل اور وتر کی تمام رکعتوں میں۔

تشریح اس عبارت میں دوسرے رکن قرأت کا بیان ہے، فرض نماز کی دو رکعتوں اور سنن ونوافل اور وتر کی ہر رکعت میں بڑی کم از کم ایک آیت پڑھنا اور چھوٹی سے چھوٹی تین آیتیں پڑھنا فرض ہے اور گونگا شخص خاموش رہ کر پوری نماز ادا کرے گا اور اس کی نماز اسی طرح درست ہو جائے گی۔

﴿۲۹۱﴾ وَلَمْ يَتَعَيَّنْ شَيْءٌ مِنَ الْقُرْآنِ لِصِحَّةِ الصَّلٰوةِ.

ترجمہ اور متعین نہیں قرآن میں سے کوئی حصہ نماز کی صحت کے لئے۔

تشریح مسئلہ یہ ہے کہ نماز کی صحت کے لئے قرآن پاک میں سے کسی متعین آیت یا کسی متعین سورت کا پڑھنا ضروری نہیں ہے بلکہ جہاں سے اور جتنا سہولت سے پڑھ سکتا ہو پڑھ لینے سے رکن نماز ادا ہو جائے گا کیونکہ قرآن پاک میں مطلقاً قرأت کا حکم دیا گیا ہے۔

﴿۲۹۲﴾ وَلَا يَقْرَأُ الْمُؤْتَمُّ بَلْ يَسْتَمِعُ وَيُنْصِتُ وَإِنْ قَرَأَ كُرِهَ تَحْرِيمًا .

مؤتم اسم فاعل باب افتعال سے مصدر اِئْتِمَامٌ اقتداء کرنا اور مؤتم اصل میں مُؤْتَمِمٌ تھا دو میم ایک کلمہ میں جمع ہو گئے ایک کا دوسرے میں ادغام کر دیا گیا مُؤْتَمٌّ ہو گیا۔ یستمع فعل مضارع معروف باب استفعال سے اِسْتِمَاعًا مصدر ہے، غور سے سننا۔ ینصت فعل مضارع معروف باب افعال سے مصدر اِنْصَاتًا مجرد میں باب (ض) سے مستعمل ہے چپ رہ کر بات سننا، چپ چاپ سننا۔

ترجمہ اور نہ پڑھے مقتدی بلکہ غور سے سنتا رہے اور خاموش رہے اور اگر پڑھے تو مکروہ تحریمی ہوگا۔

تشریح صورت مسئلہ یہ ہے کہ مقتدی امام کے پیچھے قرأت نہیں کرے گا خواہ جہری نماز ہو یا سری اور اگر تلاوت کرے گا تو مکروہ تحریمی ہے کیوں کہ پروردگار عالم کا فرمان ہے: واذا قرئ القرآن فاستمعوا له وانصتوا یعنی جب قرآن پڑھا جائے تو اس کو غور سے سنو اور چپ رہو، اس آیت میں صاف طور پر قرأت خلف الامام کی ممانعت ہے اس لئے امام کے پیچھے قرأت کرنا جائز نہیں ہو سکتا۔

﴿۲۹۳﴾ وَالرُّكُوْعُ .

ترجمہ اور رکوع کرنا۔

فرض رکوع کی حد

تشریح اس عبارت میں تیسرے رکن کا بیان ہے، مصنفؒ فرماتے ہیں کہ رکوع کرنا فرض ہے، اور فرض کامل رکوع کی حد یہ ہے کہ آدمی اتنا جھکے کہ اس کا سر آدھے بدن کی سیدھ میں آ جائے، اب اگر کوئی شخص رکوع میں اس سے کم جھکا تو دیکھا جائے گا کہ وہ جھکنے میں قیام سے زیادہ قریب ہے یا کامل رکوع کی حالت سے زیادہ قریب ہے اگر رکوع کی حالت کے قریب ہوگا تو اس کا رکوع درست ہو جائے گا اور اگر قیام کی حالت کے قریب ہوگا تو رکوع معتبر نہ ہوگا۔

(منیہ حلبی کبیر: ۲۸۰)

تنبیه: بہت سے لوگ جلد بازی میں ناقص رکوع کرتے ہیں انہیں مسئلہ بالا پیش نظر رکھنا چاہئے۔

﴿۲۹۴﴾ وَالسُّجُوْدُ عَلٰى مَا يَجِدُ حَجْمَهُ وَتَسْتَقِرُّ عَلَيْهِ جَبْهَتُهُ وَلَوْ عَلٰى كَفِّهِ اَوْ طَرَفِ ثَوْبِهِ

إِنْ طَهُرَ مَحَلُّ وَضْعِهِ۔

حجم موٹائی، جمع احجام جبهة پیشانی جمع جباۃ و جبہات کف ہتھیلی جمع اکف. ما شیء کے معنی میں ہے۔ یجد ضمیر کا مرجع الساجد ہے، کفه ثوبه دونوں ضمیریں، الساجد کی جانب راجع ہیں، وضعه ای الکف او الطرف.

ترجمہ: اور سجدہ کرنا ایسی چیز پر کہ پالے اس کی موٹائی کو اور ٹھہر جائے اس پر پیشانی اگر چہ اپنی ہتھیلی پر ہو یا اپنے کپڑے کے کنارے پر ہو بشرطیکہ پاک ہو اس کے رکھنے کی جگہ۔

تشریح: اس عبارت میں چوتھے رکن کا بیان ہے، صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ سجدہ کرنا بھی فرض ہے اور سجدہ کی صحت کے لئے یہ شرط ہے کہ کسی ایسی جگہ پر سجدہ کرے کہ جو سخت ہو اور اس پر پیشانی ٹک جائے اسی وجہ سے اگر سجدہ میں پیشانی زمین پر رکھنے کے بجائے زمین پر رکھی ہوئی اپنی ہتھیلی پر ٹیک لی تو بھی سجدہ درست ہے، اسی طرح اگر اپنے کپڑے کے کنارے پر سجدہ کر لیا تو بھی سجدہ ادا ہو جائے گا بشرطیکہ سجدہ کی جگہ پاک ہو۔

اختیاری مطالعہ

بھس یا پرالی پر سجدہ

اگر بھس کا کھلا ہوا ڈھیر ہو یا بڑی مقدار میں پرالی پھیلی ہوئی ہے (پرال، دھان کے خشک پودے جنھیں سردی کے زمانہ میں گرمی حاصل کرنے کے لئے کمروں میں بچھایا جاتا ہے) اور اس پر سجدہ کرنے سے سر کسی سطح پر نہ ٹکتا ہو بلکہ دبانے سے نیچے دبتا رہتا ہو تو اس پر سجدہ کرنا درست نہیں ہاں اگر انہیں خوب ٹھوک کر گٹھری کی شکل میں بنا دیا جائے کہ ان کی خود اپنی مستقل سطح بن جائے جو دبانے سے نہ دبے تو اس پر سجدہ درست ہو جائے گا۔ (حلبی کبیر: ۲۸۹، عالمگیری: ۱/۰۷، کتاب المسائل: ۲۹۰)

چاول اور مکی کے ڈھیر پر سجدہ

چاول، باجرہ اور مکی وغیرہ کے ڈھیر پر سجدہ کرنا درست نہیں، اس لئے کہ ان اشیاء کے دانے چکنے ہونے کی بناء پر سر کو قرار حاصل نہیں ہو سکے گا البتہ اگر ایسی محدود جگہ میں ہو کہ غلہ پر چلنا ممکن ہو اور اس پر پیشانی ٹک جائے تو اس پر سجدہ درست ہوگا۔ (حلبی کبیر: ۲۸۹، عالمگیری: ۱/۰۷)

غلہ کی بوری پر سجدہ

اگر چاول یا دیگر غلہ جات سے پوری طرح بھری ہوئی بوری پر سجدہ کیا جائے تو کوئی حرج نہیں، اس لئے کہ بوری

میں عمل کے محدود ہونے کی بنا پر سرکو قرار حاصل ہو جائے گا۔ (طحطاوی: ۱۲۶، کتاب المسائل: ۲۹۱)

﴿۲۹۵﴾ وَسُجُودُهُ وُجُوبًا بِمَا صَلُبَ مِنْ أَنْفِهِ وَبِجَبْهَتِهِ وَلَا يَصِحُّ الْاِقْتِصَارُ عَلَى الْأَنْفِ إِلَّا مِنْ عُذْرٍ بِالْجَبْهَةِ.

صَلُبَ ماضی معروف باب (ک) صَلَابَةً مصدر ہے سخت ہونا۔ اَنْفٌ ناک جمع اُنُوْف۔

ترجمہ اور سجدہ کرے بطور وجوب کے اپنے ناک کی سخت ہڈی کے ساتھ اور اپنی پیشانی کے ساتھ اور صحیح نہیں ہے اکتفاء کرنا صرف ناک پر مگر پیشانی میں کسی عذر کی وجہ سے۔

سجدہ میں پیشانی اور ناک رکھنے کا حکم

صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ سجدہ کے تحقق کے لئے یہ بات ضروری ہے کہ پیشانی اور ناک کی ہڈی زمین پر ٹک جائے (پیشانی اور ناک رکھنا فرض ہے) اس کے بعد صرف ناک پر سجدہ کرنے کے مسئلہ کو بیان کیا ہے چنانچہ اگر کوئی شخص سجدہ میں محض ناک زمین پر رکھے اور پیشانی نہ رکھے تو بھی اس کا سجدہ صحیح ہو جائے گا بشرطیکہ ناک کی ہڈی زمین پر ٹکی ہوئی ہو مگر صرف ناک پر اکتفاء کرنا بلا عذر مکروہ تحریمی ہے اور اگر صرف ناک کا نرم حصہ زمین پر لگایا تو سجدہ معتبر نہ ہوگا۔

اختیاری مطالعہ

اگر صرف رخسار یا ٹھوڑی زمین پر رکھی ہو تو؟

(۱) اگر کسی شخص نے سجدہ میں پیشانی یا ناک زمین پر ٹیکنے کے بجائے اپنا رخسار یا ٹھوڑی کو رکھ دیا تو سجدہ ادا نہ ہوگا خواہ یہ عمل عذر کی وجہ سے ہی کیوں نہ ہو۔ (حلبی کبیر: ۲۸۳، الجوہرۃ النیرۃ: ۱/۷۲، کتاب المسائل: ۲۸۵)

صرف پیشانی پر سجدہ

(۲) اگر کوئی شخص پیشانی پر سجدہ کرے اور ناک زمین پر نہ رکھے تو بھی اس کا سجدہ ادا ہو جائے گا لیکن بلا عذر ایسا کرنا مکروہ ہے۔ (بدائع الصنائع: ۲/۲۸۳، حلبی کبیر: ۲۸۲، کتاب المسائل: ۲۸۹)

﴿۲۹۶﴾ وَعَدَمُ ارْتِفَاعِ مَحَلِّ السُّجُودِ عَنْ مَوْضِعِ الْقَدَمَيْنِ بِأَكْثَرَ مِنْ نِصْفِ ذِرَاعٍ وَإِنْ زَادَ عَلَى نِصْفِ ذِرَاعٍ لَمْ يَجُزِ السُّجُودُ إِلَّا لِزَحْمَةٍ سَجَدَ فِيهَا عَلَى ظَهْرِ مُصَلٍّ صَلَاتَهُ.

زَحْمَةٌ بھیڑ باب فتح کا مصدر ہے بھیڑ لگانا۔

ترجمہ اور سجدہ کی جگہ کا اونچا نہ ہونا پیروں کی جگہ سے آدھے ذراع سے زائد اور اگر زیادہ ہوئی آدھے

ذراع پر تو جائز ہے ہوگا سجدہ تعمر بھیڑ کی وجہ سے کہ سجدہ کرے اس میں اس شخص کی پیٹھ پر جو اسی نماز کو پڑھنے والا ہو۔

تشریح اس عبارت میں چودھویں شرط کا بیان ہے نیز سجدہ کے صحیح ہونے کی شرط کا بھی بیان ہے، مصنف فرماتے ہیں کہ پیروں کے رکھنے کی جگہ اور سجدہ کرنے کی جگہ برابر ہونی چاہئے لیکن اگر سجدہ کیا اس حال میں کہ پیر رکھنے کی جگہ قدم رکھنے کی جگہ سے اونچی ہو تو دیکھا جائے گا کہ اونچائی نصف ذراع یعنی بارہ انگل سے کم ہے تو سجدہ درست ہو جائے گا اور اگر اس سے زیادہ اونچائی ہے تو سجدہ درست نہ ہوگا۔ (حلبی کبیر:۲۸۶)

نمازی کا دوسری نمازی کی پیٹھ پر سجدہ کرنا

اگر جماعت میں زبردست مجمع ہو جیسا کہ حج کے موقع پر حرمین شریفین (زادھما اللہ شرفاً وعظمۃً) میں ہوتا ہے اور زمین پر سجدہ کرنے کی گنجائش نہ ہو تو پچھلی صف والے نمازیوں کے لئے اپنے سے آگے جماعت میں شریک نمازیوں کی پیٹھ پر سجدہ کرنا جائز ہے، البتہ اس طرح سجدہ جائز ہونے کے لئے دو شرطیں ہیں: (۱) جس کی کمر پر سجدہ کر رہا ہے وہ بھی نماز پڑھ رہا ہو۔ (۲) وہ دونوں ایک ہی نماز پڑھ رہے ہوں مثلاً دونوں ظہر کی نماز پڑھ رہے ہوں اب اگر ان دو شرطوں میں سے کوئی ایک شرط نہیں پائی گئی تو نماز صحیح نہ ہوگی۔ (حوالہ بالا)

اختیاری مطالعہ

(۱) بھیڑ کے وقت اپنی ران پر سجدہ کرنا

اگر مجمع بہت زیادہ ہو اور زمین پر سجدہ کرنے کی قطعاً گنجائش نہیں ہے جیسا کہ ریاض الجنۃ (مسجد نبوی علی صاحبہا الصلوٰۃ والسلام یا مسجد حرام میں کبھی کبھی یہ صورت پیش آجاتی ہے) تو نمازی خود اپنی ران پر سر رکھ کر سجدہ کر سکتا ہے، البتہ بلا عذر ایسا کرنے سے سجدہ ادا نہ ہوگا۔ (شامی زکریا:۲/۲۰۸، حلبی کبیر:۲۸۵، کتاب المسائل:۲۸۲)

﴿۲۹۷﴾ وَوَضْعُ الْيَدَيْنِ وَالرُّكْبَتَيْنِ فِي الصَّحِيْحِ وَوَضْعُ شَيْءٍ مِنْ أَصَابِعِ الرِّجْلَيْنِ حَالَةَ السُّجُوْدِ عَلَى الْأَرْضِ وَلَا يَكْفِيْ وَضْعُ ظَاهِرِ الْقَدَمِ.

ترجمہ اور دونوں ہاتھوں اور دونوں گھٹنوں کا رکھنا صحیح قول کی بنا پر اور دونوں پیروں کی انگلیوں میں سے کچھ کا زمین پر رکھنا سجدہ کی حالت میں اور کافی نہیں ہے قدم کے ظاہر کا رکھنا (جب تک انگلیاں زمین پر نہ رکھے)

تشریح اس عبارت میں پندرھویں و سولہویں شرط کو بیان کر رہے ہیں نیز صحت سجدہ کی شرطوں کا بھی بیان ہے، درج ذیل سات اعضاء کو زمین یا اس کے حکم کی چیز پر ٹیک دینا شرعاً سجدہ کہلاتا ہے وہ اعضاء یہ ہیں: (۱) پیشانی اور ناک (۲-۳) دونوں قدم (۴-۵) دونوں گھٹنے (۶-۷) دونوں ہاتھ، ان میں سے پیشانی یا ناک رکھنا بالاتفاق فرض ہے، اور قدم کے بارے میں فرضیت اور وجوب کا اختلاف ہے، دونوں ہاتھ اور دونوں گھٹنے رکھنا سنت ہے اور ان کی

حیثیت صرف مددگار اعضاء کی ہے تاکہ وہ آرام سے زمین پر سجدہ کر سکے، سجدہ کی ماہیت میں ان اعضاء کا دخل نہیں ہے، لہٰذا اگر کوئی شخص پورے سجدہ میں دونوں گھٹنے اور دونوں ہاتھ زمین سے نہ لگائے تو بھی سجدہ صحیح ہو جائے گا مگر نماز مکروہ تحریمی ہوگی۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۱۲۷، حلبی کبیر: ۲۸۲، کتاب المسائل: ۳۹۰)

سجدہ میں قدم زمین پر رکھنے کی تحقیق

سجدے کے دوران قدم زمین پر رکھنے کے سلسلے میں فقہاء احناف کے درمیان اختلاف ہے مذہب کی معتبر کتابوں میں اکثر فقہاء کا قول یہ لکھا گیا ہے کہ سجدہ میں کسی بھی پیر کی کم از کم ایک انگلی کا سرا زمین پر رکھنا فرض ہے، لہٰذا اس قول کے اعتبار سے اگر پورے سجدہ میں ایک مرتبہ سبحان ربی الاعلیٰ پڑھنے کے بقدر بھی پیر زمین پر رکھا گیا تو سجدہ صحیح نہ ہوگا اور اگر پیر کچھ دیر رکھ کر اٹھا دیا تو اگر اٹھا کر فوراً پھر رکھ دیا تو نماز فاسد نہیں ہوئی اور اگر تین مرتبہ تسبیح پڑھنے کے بقدر دونوں پیر اٹھائے رکھے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ (فتاویٰ دار العلوم: ۴/۲۵، فتاویٰ محمودیہ: ۲/۲۰۵، آپ کے مسائل ان کا حل: ۲/۳۱۶، کتاب المسائل: ۲۸۹) میں اسی پر فتویٰ دیا گیا ہے۔

﴿۲۹۸﴾ وَتَقْدِيمُ الرُّكُوعِ عَلَى السُّجُودِ.

ترجمہ اور رکوع کو مقدم کرنا سجدوں پر۔

تشریح اس عبارت میں سترہویں شرط کا بیان ہے، نماز میں قیام، رکوع اور سجدہ میں ترتیب فرض ہے، لہٰذا اگر رکوع کرکے پھر قیام کر لیا یا رکوع سے قبل سجدہ کر لیا تو از سر نو رکوع اور سجدہ کرنا پڑے گا ورنہ نماز درست نہ ہوگی۔
(درمختار مع الشامی مصری: ۱/۳۱۹)

﴿۲۹۹﴾ وَالرَّفْعُ مِنَ السُّجُودِ إِلَى قُرْبِ الْقُعُودِ عَلَى الأَصَحِّ.

ترجمہ اور اٹھنا سجدوں سے بیٹھنے کے قریب تک اصح قول کی بناء پر۔

جلسہ کا بیان

اٹھارھویں شرط کا بیان ہے اور اس عبارت میں مطلب یہ ہے کہ سجدہ سے اٹھ کر باطمینان بیٹھ جائے اور بدن کو ڈھیلا چھوڑ دے تاکہ ہر ہڈی اس کی جگہ میں سیٹ ہو جائے یعنی دونوں سجدوں کے درمیان اتنی دیر بیٹھنا کہ اعضاء وجوارح ساکن ہو کر اپنی اپنی جگہ برقرار ہو جائیں اور یہ کیفیت کم از کم ایک مرتبہ سبحان ربی الاعلیٰ کہنے تک باقی رہے، مگر اصح قول یہ ہے کہ جب پیشانی زمین سے اٹھائی پھر فوراً سجدہ میں چلا گیا تو بھی جائز ہے۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۱۲۷)

﴿۳۰۰﴾ وَالْعَوْدُ إِلَى السُّجُودِ.

ترجمہ اور لوٹنا سجدہ کی طرف۔

تشریح اس عبارت میں اٹھارہویں شرط کا بیان ہے اور اس عبارت کا مطلب صاحب مراقی الفلاح نے یہ لکھا ہے کہ جس طرح ہر رکعت میں پہلا سجدہ فرض ہے اسی طرح دوسرا سجدہ بھی فرض ہے یعنی ہر رکعت میں دو سجدے فرض ہیں۔ (مراقی الفلاح: ۱۲۷، عالمگیری ۱/۰۷)

﴿۳۰۱﴾ وَالْقُعُوْدُ الْاَخِيْرُ قَدْرَ التَّشَهُّدِ.

ترجمہ اور قعدۂ اخیرہ کرنا تشہد پڑھنے کی مقدار۔

تشریح اس عبارت میں قعدۂ اخیرہ میں فرض کی مقدار کو بیان کر رہے ہیں چنانچہ قعدۂ اخیرہ میں کم از کم اتنی دیر بیٹھنا فرض ہے جس میں پوری التحیات الفاظ کی صحیح کے ساتھ جلدی سے پڑھی جا سکتی ہو۔ (عالمگیری ۱/۰۷، حلبی کبیر: ۲۹۰)

﴿۳۰۲﴾ وَتَاخِيْرُهٗ عَنِ الْاَرْكَانِ.

ترجمہ اور آخری قعدہ کو تمام ارکان سے مؤخر کرنا۔

تشریح صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ قعدۂ اخیرہ کا تمام ارکان سے مؤخر کرنا ضروری ہے یعنی یہی اس کا موقع اور محل ہے۔

﴿۳۰۳﴾ وَاَدَاؤُهَا مُسْتَيْقِظًا.

ترجمہ اور ان کا ادا کرنا بیداری کی حالت میں۔

سونے کی حالت میں ارکان نماز ادا کرنا

اس عبارت میں اکیسویں شرط کا بیان ہے، سونے کی حالت میں ارکان نماز کی ادائیگی معتبر نہیں ہے لہٰذا اگر پوری طرح سوتے ہوئے قرأت کی یا بالکل گہری نیند میں رکوع سجدہ اور قعدۂ اخیرہ کیا تو اس کا کچھ اعتبار نہیں از سر نو ان کو جاگ کر ادا کرے اور اخیر میں سجدۂ سہو بھی کرے۔ (درمختار مع الشامی زکریا ۲/۱۲۵-۱۲۶، کتاب المسائل: ۲۹۲)

اختیاری مطالعہ

رکوع یا سجدہ کی حالت میں سو جانا

اگر رکوع یا سجدہ میں جاتے وقت بیدار تھا پھر سو گیا اور بعد میں بیدار ہو کر سر اٹھایا تو نماز درست ہو گئی اس لئے کہ اصل فرض کی ادائیگی اپنے اختیار سے رکوع سجدہ میں جانے اور اٹھنے سے ہو چکی ہے۔ (عالمگیری ۱/۰۷، کتاب المسائل: ۲۹۲)

﴿۳۰۴﴾ وَمَعْرِفَةُ كَيْفِيَّةِ الصَّلٰوةِ وَمَا فِيْهَا مِنَ الْخِصَالِ الْمَفْرُوْضَةِ عَلٰى وَجْهٍ يُمَيِّزُهَا مِنَ الْخِصَالِ الْمَسْنُوْنَةِ أَوِ اعْتِقَادُ أَنَّهَا فَرْضٌ حَتّٰى لَا يَتَنَفَّلَ بِمَفْرُوْضٍ.

خصال واحد خصلة بمعنی عادت، صفت۔

ترجمہ: اور نماز کے طریقے کو پہچاننا اور جملہ نمازوں کی مفروضہ صفات کو ان کی مسنونہ صفات سے ممتاز کر کے پہچاننا (یعنی نمازی کو اس چیز کا علم ہو کہ وہ نماز فرض ہے یا سنت یا نفل) یا یہ اعتقاد ہو کہ تمام نمازیں فرض ہیں تا کہ فرض نماز کے عوض نفل نہ پڑھ بیٹھے (مثلاً ظہر کی نماز فرض ہے لیکن نمازی کو فرضیت کا علم ہی نہیں ہے، اب اس نے فرض کی نیت نہ کر کے نفل کی نیت باندھ کر نماز پڑھ لی تو ظہر کا فرض ادا نہ ہوگا اور اگر اس کے برعکس کرے تو ہو جائے گی کیونکہ نفل بحیثیت فرض ادا ہو چکا ہے)۔

بائیسویں شرط کا بیان

اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ نماز کی صحت کے لئے دو امور میں سے ایک کا ہونا ضروری ہے: (۱) تفصیلاً یہ اعتقاد ہو کہ دو رکعت فجر میں اور چار چار رکعت ظہر عصر اور عشاء میں اور تین رکعت مغرب میں فرض ہیں اور ان کے علاوہ سنتیں ہیں یا نوافل۔ (۲) اجمالاً یہ اعتقاد ہو کہ تمام نمازیں فرض ہیں۔

تنبیہ: علامہ طحطاوی فرماتے ہیں کہ مصنفؒ کی یہ عبارت اپنے مقصود (پانچوں نمازیں فرض ہیں اور ان کے علاوہ نوافل ہیں) میں واضح نہیں ہے بلکہ یہ عبارت صراحتاً اس بات کا فائدہ دے رہی ہے کہ نماز میں کونسی چیز فرض ہے اور کونسی سنت وغیرہ وغیرہ حالانکہ یہ مقصود نہیں ہے یعنی نمازی کی نماز کے صحیح ہونے کے لئے یہ بات ضروری نہیں ہے کہ وہ یہ جانے کہ کونسی چیز فرض ہے اور کونسی سنت، لہٰذا جو مقصود ہے وہ عبارت سے واضح نہیں ہے اور جو واضح ہے وہ مقصود نہیں ہے، اس اعتراض کا جواب یہ ہے کہ ما فیها من الخصال المفروضة اس عبارت میں فیها ضمیر کا مرجع ما فی جملة الصلوات ہے، اور مطلب یہ ہے کہ جملہ نمازوں کی مفروضہ صفات کو ان کی مسنونہ صفات سے ممتاز کر کے پہچاننا یعنی یہ امتیاز کرنا کہ کونسی فرض ہے اور کونسی سنت ہے مثلاً فجر کی دو رکعت سنت ہیں اور دو فرض وهكذا باقي الصلوات۔ (مراقی الفلاح: ۱۲۸)

﴿۳۰۵﴾ وَالْأَرْكَانُ مِنَ الْمَذْكُوْرَاتِ أَرْبَعَةٌ اَلْقِيَامُ وَالْقِرَاءَةُ وَالرُّكُوْعُ وَالسُّجُوْدُ وَقِيْلَ الْقُعُوْدُ الْأَخِيْرُ مِقْدَارَ التَّشَهُّدِ وَبَاقِيْهَا شَرَائِطُ بَعْضُهَا شَرْطٌ لِصِحَّةِ الشُّرُوْعِ فِي الصَّلٰوةِ وَهُوَ مَا كَانَ خَارِجَهَا وَغَيْرُهُ شَرْطٌ لِدَوَامِ صِحَّتِهَا.

 اور مذکورہ امور میں ارکان چار ہی ہیں: قیام کرنا قرأت کرنا رکوع اور سجدے اور کہا گیا ہے کہ قعدہ

اخیرہ التحیات پڑھ سکنے کی مقدار بھی فرض ہے اور باقی جتنی بھی چیزیں ہیں وہ شرطیں ہیں بعض تو شرطیں نماز کے شروع کرنے کی صحت کے لئے (اگر وہ نہ ہوں تو نماز شروع کرنا ہی صحیح نہ ہو) اور وہ شرطیں وہ ہیں جو نماز سے خارج ہیں اور ان کے علاوہ شرطیں ہیں دوام صحت کے لئے (اگر وہ باقی رہیں تو نماز آخر تک صحیح رہے گی ورنہ ٹوٹ جائے گی)

تشریح صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ ما قبل میں جن چیزوں کا تذکرہ کیا گیا ہے ان میں سے ارکان صرف پانچ ہیں: (١) قیام (٢) قرأت (٣) رکوع (٤) سجدے (٥) قعدۂ اخیرہ مقدار تشہد، اور ان کے علاوہ باقی شرائط ہیں بعض تو ایسی ہیں کہ جو نماز کی ابتداء کرنے کی صحت کیلئے ہیں اور بعض دوام صحت صلوٰۃ کے لئے ہیں، پوری عبارت کی تفصیل اس طرح ہے کہ نماز کے فرائض چھ ہیں: (١) تحریمہ یعنی کلمات ذکر جیسے اللہ اکبر سے نماز شروع کرنا۔ (٢) قیام، فرض واجب اور نذر کی نمازوں میں کھڑا ہونا۔ (٣) قرأت یعنی فرض نماز کی دو رکعتوں اور سنن و نوافل اور وتر کی ہر رکعت میں قرآن کریم کی کوئی آیت پڑھنا۔ (٤) رکوع کرنا۔ (٥) سجدے کرنا۔ (٦) تشہد پڑھنے کے بقدر قعدۂ اخیرہ میں بیٹھنا، علاوہ ازیں بعض ائمہ کے نزدیک نماز کے افعال میں تعدیل (اطمینان) اور اپنے ارادہ سے نماز سے نکلنا بھی فرائض میں شامل ہیں، اور نماز کی صحت کے لئے کل سات شرطیں ہیں یعنی جن کا نماز کے شروع کرنے سے پہلے اہتمام کرنا ضروری ہے (١) حدث اکبر (جنابت) اور حدث اصغر سے پاک ہونا (٢) نمازی کے بدن کپڑے اور جگہ کا پاک ہونا۔ (٣) ستر ڈھانکنا (مرد کیلئے ناف سے لیکر گھٹنے تک اور آزاد عورت کے لئے چہرہ ہتھیلیاں اور قدم چھوڑ کر بقیہ پورا بدن چھپانا) (٤) قبلہ کی طرف رخ کرنا۔ (٥) نماز کا وقت ہونا۔ (٦) نماز شروع کرنے سے پہلے نماز کی نیت کرنا۔ (٧) تکبیر تحریمہ کہنا۔ اور بعض شرطیں ایسی ہیں جو دوام صحت نماز کے لئے ہیں مثلاً حالت قیام میں قرأت کرنا۔ (٢) قرأت کے بعد رکوع کرنا۔ (٣) رکوع کے بعد سجدے کرنا۔ (٤) تمام ارکان بیداری کی حالت میں ادا کرنا۔

فَصْلٌ

مراقی الفلاح میں عبارت اس طرح ہے: فصل في متعلقات الشروط وفروعها

﴿٣٠٦﴾ تَجُوزُ الصَّلٰوةُ عَلٰى لِبْدٍ وَجْهُهُ الْأَعْلٰى طَاهِرٌ وَالْأَسْفَلُ نَجِسٌ۔

لِبْد لام کے کسرہ اور باء کے سکون کے ساتھ، ہر ایسی چیز جو کہ موٹی ہو اور درمیان سے دو ٹکڑے ہو سکیں جیسے نمدہ چٹائی فرش وغیرہ۔

ترجمہ جائز ہے نماز پڑھنا ہر ایسی چیز پر کہ جس کے جسم میں موٹائی ہو (سخت ہو درمیان سے ٹکڑے ہو سکتے ہوں) کہ اس کا اوپر کا حصہ پاک ہو اور نچلا حصہ ناپاک ہو۔

تشریح صورت مسئلہ یہ ہے کہ ایسی سخت اور ٹھوس چیز کہ جس کے درمیان سے ٹکڑے ہو سکتے ہوں جیسے نمدہ چٹائی

وغیرہ تو ایسی چیزوں پر کھڑے ہو کر نماز پڑھنا درست ہے جبکہ اوپر کا حصہ پاک ہو خواہ نیچے کا حصہ ناپاک ہی کیوں نہ ہو۔

﴿۳۰۷﴾ وَعَلٰی ثَوْبٍ طَاهِرٍ وَبِطَانَتُهُ نَجِسَةٌ إِذَا كَانَ غَيْرَ مُضَرَّبٍ .

بِطَانَةٌ جمع بطائن استر دوہرے کپڑے کے نیچے کی تہہ۔ مضرب اس سے مراد یہ ہے کہ درمیان سے اس کے دونوں کونے سلے ہوئے ہوں اور اگر سلے ہوئے نہ ہوں تو وہ غیر مضرب ہے۔

ترجمہ: اور ایسے کپڑے پر جو پاک ہو اور اس کا استر ناپاک ہو جبکہ وہ سلا ہوا نہ ہو۔

اوپری حصہ کا پاک ہونا

مصنفؒ فرماتے ہیں کہ وہ کپڑا جس کے نیچے استر لگا ہوا ہو اور استر ناپاک ہو اور اوپر والا حصہ پاک ہو تو اس پاک حصہ پر نماز پڑھنا درست ہے بشرطیکہ استر سلا ہوا نہ ہو یا ایسا ہی ہے کہ جیسے دو کپڑے ہیں ایک پر دوسرا ڈال دیا گیا ہے۔

﴿۳۰۸﴾ وَعَلٰی طَرَفٍ طَاهِرٍ وَإِنْ تَحَرَّكَ الطَّرَفُ النَّجِسُ بِحَرَكَتِهِ عَلَى الصَّحِيْحِ .

ترجمہ: اور پاک کنارہ پر اگرچہ ہلتا ہو ناپاک کنارہ پاک کنارہ کے ہلنے سے صحیح قول کی بناء پر۔

ایسی جانماز پر نماز پڑھنا جس کا ایک حصہ ناپاک ہو

اگر کسی جانماز یا موٹا کپڑا یا چٹائی یا پلاسٹک کا ایک کنارہ ناپاک ہو لیکن نمازی جس جگہ کھڑا ہے اور سجدہ کی جگہ پاک ہے تو اس پر نماز پڑھنا درست ہے اگرچہ پاک کونہ کے حرکت کرنے سے ناپاک کونہ حرکت کرے اس لئے کہ یہ چیز نمازی کے ساتھ ملی ہوئی نہیں ہے۔

﴿۳۰۹﴾ وَلَوْ تَنَجَّسَ أَحَدُ طَرَفَيْ عِمَامَتِهِ فَأَلْقَاهُ وَأَبْقَى الطَّاهِرَ عَلٰى رَأْسِهِ وَلَمْ يَتَحَرَّكِ النَّجِسُ بِحَرَكَتِهِ جَازَتْ صَلٰوتُهُ وَإِنْ تَحَرَّكَ لَا تَجُوْزُ .

ترجمہ: اور اگر ناپاک ہو گیا اس کی پگڑی کے دونوں کناروں میں سے ایک کنارہ پس اس کو نیچے ڈال دیا اور باقی رکھا پاک حصہ اپنے سر کے اوپر اور نہ ہلے ناپاک کنارہ حرکت نہ کرے پاک کنارہ کے حرکت کرنے کی وجہ سے تو جائز ہے اس کی نماز اور اگر حرکت کرے تو جائز نہیں۔

ایسی چادر اوڑھ کر نماز پڑھنا جس کا ایک کونہ ناپاک ہو

صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر ایسی چادر اوڑھ کر یا پگڑی باندھ کر نماز پڑھے جس کا ایک کونہ ناپاک ہو اور رکوع اور سجدہ

میں جاتے ہوئے اس ناپاک حصہ میں بھی حرکت ہوتی ہو تو اس چادر میں نماز درست نہ ہوگی اور اگر چادر یا پگڑی اتنی طویل وعریض ہو کہ اوڑھنے اور باندھنے کے باوجود نمازی کی حرکات سے ناپاک حصہ حرکت میں نہ آتا ہو تو نماز درست ہو جائے گی۔

﴿۳۱۰﴾ وَفَاقِدُ مَا يُزِيلُ بِهِ النَّجَاسَةَ يُصَلِّي مَعَهَا وَلَا إِعَادَةَ عَلَيْهِ .

ترجمہ اور اس چیز کا نہ پانے والا شخص جس سے ناپاکی دور کر سکے تو نماز پڑھ لے اسی کے ساتھ اور اس پر دوبارہ نماز پڑھنا نہیں ہے۔

تشریح ایک شخص کے پاس ناپاک کپڑا ہے اور ناپاکی کو ختم کرنے والی کوئی چیز نہیں ہے اور وہ ناپاکی اتنی ہے کہ جس کی معافی نہیں دی گئی (تفصیل ماقبل میں گزر چکی ہے) اور وہ ناپاک کپڑے میں ہی نماز پڑھ لے تو اس صورت میں اگر اس کے بعد نجاست کو زائل کرنے والی چیز مثلاً پانی وغیرہ مل جائے تو اب اس پر نماز کا اعادہ کرنا ضروری نہیں خواہ نماز کا وقت باقی بھی ہو۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۱۲۹)

﴿۳۱۱﴾ وَلَا عَلَى فَاقِدِ مَا يَسْتُرُ عَوْرَتَهُ وَلَوْ حَرِيرًا أَوْ حَشِيشًا أَوْ طِينًا فَإِنْ وَجَدَهُ وَلَوْ بِالْإِبَاحَةِ وَرُبْعُهُ طَاهِرٌ لَا تَصِحُّ صَلٰوتُهُ عَارِيًا وَخُيِّرَ إِنْ طَهُرَ أَقَلُّ مِنْ رُبْعِهِ وَصَلٰوتُهُ فِي ثَوْبٍ نَجِسِ الْكُلِّ أَحَبُّ مِنْ صَلٰوتِهِ عُرْيَانًا .

فاقد اسم فاعل ہے باب (ض) فقداً مصدر ہے، گم کرنا۔ **حریراً** ریشم، ریشم کا بنا ہوا کپڑا۔ **حشیش** گھاس مفرد حشیشۃ۔ **عاری** اسم فاعل ہے باب (س) سے عُرْیًا مصدر ہے، برہنہ ہونا کسی صفت سے عاری ہونا۔ **عریان** کے معنی برہنہ، بے لباس۔

ترجمہ اور نہ اس شخص پر جو نہ پانے والا ہو ایسی چیز جو ڈھانپ سکے اس کے ستر کو اگرچہ ہو ریشم یا گھاس یا مٹی پس اگر پا لے اس کو اگرچہ عاریۃً پایا ہو (تھوڑی دیر کیلئے کسی نے دیدی ہو) اور اس کا چوتھائی حصہ پاک ہو تو صحیح نہیں ہے اس کی نماز ننگے بدن ہونے کی حالت میں اور اختیار دیا گیا اگر پاک ہو اس کے چوتھائی سے کم اور اس کا نماز پڑھنا پورے نجس کپڑے میں افضل ہے اس کے ننگے نماز پڑھنے سے۔

برہنہ نماز پڑھنا

صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر کپڑا نہ ہونے کی صورت میں ننگے نماز پڑھ لی اور نماز پڑھ لینے کے بعد کپڑے مل گئے تو دوبارہ نماز پڑھنا واجب نہیں ہے خواہ نماز کا وقت بھی باقی ہو۔

ولو حریرًا

اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ اگر مرد کے پاس ستر کے لئے ریشم کے کپڑے کے سوا کوئی چیز نہ ہو تو اسی ریشم کے کپڑے سے ستر چھپا کر نماز پڑھنا اس کے لئے لازم ہے ایسی صورت میں ننگے بدن نماز پڑھنے کی اجازت نہ ہوگی کیونکہ ریشم کا استعمال مرد کے لئے حرام ہونے کے باوجود اس کو پہن کر نماز پڑھنے سے فرض ادا ہو جاتا ہے۔ (عالمگیری: ۱/۵۹) ایسے ہی ستر کے لئے درخت کے بڑے بڑے پتے اخبار یا ملک پچائی یا مٹی وغیرہ ہو تو انہی چیزوں سے ستر چھپا کر نماز پڑھنا اس کے لئے لازم ہے۔

فان وجده الخ

مطلب یہ ہے کہ برہنہ آدمی جس کے پاس کپڑے نہ تھے نماز کا وقت آگیا تو اس کو کسی نے ستر چھپانے کے لئے کپڑا عارضی طور پر دیدیا تو اب دو صورتیں ہیں: (۱) اگر کپڑا چوتھائی یا اس سے زائد پاک ہو اور باقی ناپاک ہو اور اس کے پاس کوئی ایسی چیز نہیں ہے جس سے ناپاکی کو زائل کر سکے مثلاً پانی وغیرہ تو اسی ناپاک کپڑے میں نماز پڑھ لے اگر ننگے ہو کر نماز پڑھی تو صحیح نہ ہوگی کیوں کہ چوتھائی کپڑے کا پاک ہونا کل کے پاک ہونے کے مانند ہے۔ (۲) اگر چوتھائی کپڑے سے کم پاک ہو تو اب اختیار ہے ننگے نماز پڑھے اور چاہے اسی ناپاک کپڑے میں نماز پڑھے اور اسی ناپاک کپڑے میں نماز پڑھنا افضل ہے۔

﴿۲۱۲﴾ وَلَوْ وَجَدَ مَا يَسْتُرُ بَعْضَ الْعَوْرَةِ وَجَبَ اسْتِعْمَالُهُ وَيَسْتُرُ الْقُبُلَ وَالدُّبُرَ فَإِنْ لَمْ يَسْتُرْ إِلَّا أَحَدَهُمَا قِيْلَ يَسْتُرُ الدُّبُرَ وَقِيْلَ الْقُبُلَ .

ترجمہ اور اگر پالے اتنی مقدار جو چھپا سکے ستر کے تھوڑے سے حصہ کو تو اس کا ہی استعمال کرنا واجب ہے اور چھپائے آگے اور پیچھے کی جانب پس اگر نہ چھپا سکے مگر ایک ہی کو تو کہا گیا ہے کہ چھپائے پچھلے حصہ کو اور کہا گیا ہے کہ (دوسرا) اگلے حصہ کو۔

اگر پورے ستر کو چھپانے کے لئے کوئی چیز نہ ملے تو کیا کرے؟

اگر پاک صاف کپڑا یا کوئی اوڑھا چھپنے والی چیز صرف اس قدر دستیاب ہو کہ اس سے ستر کا کچھ حصہ ہی چھپایا جا سکتا ہو اور پورے ستر کے لئے کافی نہ ہو تو اسی کپڑے کا استعمال کرنا لازم ہے اور اس کپڑے سے قبل اور دبر دونوں کو چھپائے اور اگر کپڑا اتنا کم ہے کہ دونوں نہیں ڈھانکی جا سکتی ہو تو ایک قول یہ ہے کہ دبر چھپائے۔ دوسرا قول یہ ہے کہ اگلے حصہ کو چھپائے اس کے بعد ہی نماز پڑھے۔ (مراقی الفلاح: ۱۳۰)

﴿۳۱۳﴾ وَتُدَبُ صَلوٰةُ الْعَارِي جَالِسًا بِالْإِيْمَاءِ مَادًّا رِجْلَيْهِ نَحْوَ الْقِبْلَةِ فَإِنْ صَلّٰى قَائِمًا بِالْإِيْمَاءِ أَوْ بِالرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ صَحَّ۔

مَادًّا اسم فاعل ہے، باب نصرت حال ہونے کی بناء پر منصوب ہے، مدّا مصدر ہے پھیلانا۔ الایماء باب افعال کا مصدر ہے اشارہ کرنا۔

ترجمہ: اور مستحب ہے ننگے آدمی کا نماز پڑھنا بیٹھ کر اشارہ کے ساتھ دراں حالیکہ پھیلائے ہوئے ہو اپنے پیروں کو قبلہ کی جانب پس اگر نماز پڑھے کھڑے ہو کر اشارہ سے یا رکوع اور سجدے کے ساتھ تو (بھی) صحیح ہے۔

ننگا شخص کس طرح نماز پڑھے

صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی کے پاس کپڑا ہی نہ ہو تو وہ بیٹھ کر نماز پڑھے اور رکوع وسجدہ اشارہ سے کرے، بیٹھنے کی بابت بعض نے تو یہ کہا ہے کہ اسی طرح بیٹھے جیسے نماز میں بیٹھتا ہے اور بعض نے یہ کہا ہے کہ دونوں پاؤں قبلہ کی طرف پھیلا کر بیٹھے اور عورت غلیظہ پر ہاتھ رکھے لیکن پہلی صورت راجح ہے کیونکہ اس میں ستر چھپانا زیادہ ہے نیز قبلہ کی طرف پاؤں کرنے سے احتیاط ہے اور اگر ننگے نے کھڑے ہو کر اشارہ سے نماز پڑھی یا رکوع وسجود کے ساتھ پڑھی تو بھی جائز ہے کیوں کہ بیٹھ کر نماز پڑھنے میں عورت غلیظہ کا ستر ہے اور کھڑے ہو کر نماز پڑھنے میں رکوع سجدہ قیام ادا ہو جائیں گے، لیکن بیٹھ کر نماز پڑھنا افضل ہے کیونکہ ستر عورت کی فرضیت زیادہ مؤکد ہے رکوع اور سجدہ کی فرضیت کی بہ نسبت۔

﴿۳۱۴﴾ وَعَوْرَةُ الرَّجُلِ مَا بَيْنَ السُّرَّةِ وَمُنْتَهَى الرُّكْبَةِ۔

ترجمہ: اور مرد کا ستر وہ حصہ ہے جو ناف اور گھٹنے کی انتہا کے درمیان ہے۔

مرد کے اعضاء مستورہ

اس عبارت میں صاحب کتاب نے مرد کے ستر کو بیان کیا ہے یعنی مرد کا ستر ناف سے لیکر گھٹنوں تک ہے، صاحب کتاب کی یہ عبارت اتنی جامع ومانع ہے کہ مندرجہ ذیل تفصیل بھی اس کے اندر داخل ہے اور وہ یہ ہے کہ نماز میں مرد کو بدن کے آٹھ اعضاء کا چھپانا لازم ہے: (۱) پیشاب کا مقام اور اس کے ارد گرد (۲) خصیتین اور اس کے ارد گرد (۳) پاخانہ کا مقام اور اس کے آس پاس (۴-۵) دونوں کو لہے (۶-۷) دونوں رانیں گھٹنے سمیت (۸) ناف سے لیکر زیر ناف بالوں اور ان کے متقابل میں جو کچھ پیٹ اور پیٹھ کا حصہ۔ (شامی بیروت: ۲/۷۷)

﴿۳۱۵﴾ وَتَزِيْدُ عَلَيْهِ الْأَمَةُ الْبَطْنَ وَالظَّهْرَ۔

بطن پیٹ جمع بطون۔ ظہر پیٹھ، پشت، بالائی حصہ جمع اظہر وظہور۔ علیہ ضمیر کا مرجع الرجل ہے۔

ترجمہ اور اضافہ کرے اس پر باندی پیٹ اور کمر کا۔

باندی کا ستر کتنا ہے

تشریح اس عبارت میں باندی کے ستر کا بیان ہے، فرماتے ہیں کہ مذکورہ آٹھ اعضاء کے ساتھ ساتھ باندی کے لئے ستر میں اور دو چیزوں کا اضافہ ہے (۱) پیٹ (۲) پیٹھ دونوں پہلوؤں سمیت۔

﴿۳۱۶﴾ وَجَمِيْعُ بَدَنِ الْحُرَّةِ عَوْرَةٌ إِلَّا وَجْهَهَا وَكَفَّيْهَا وَقَدَمَيْهَا۔

ترجمہ اور آزاد عورت کا تمام بدن ستر ہے سوائے اس کے چہرہ دونوں ہتھیلیوں اور دونوں پیروں کے۔

نماز میں عورت کے اعضاء مستورہ

جاننا چاہئے کہ عورت کا ستر بھی اتنا ہی ہے جتنا مرد کا ہے یعنی ناف سے گھٹنے تک کا حصہ ستر ہے، اس لئے کسی عورت کے لئے دوسری عورت کے سامنے شرعی ضرورت کے بغیر یہ حصہ کھولنا جائز نہیں، اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ نماز میں آزاد عورت کے لئے چوبیس اعضاء بدن کا چھپانا فرض ہے: (۱) پیشاب کا مقام (۲) پاخانہ کا مقام (۳-۴) دونوں کولہے (۵-۶) دونوں رانیں گھٹنوں سمیت (۷) پیٹ (۸) پیٹھ دونوں پہلوؤں سمیت (۹-۱۰) دونوں پنڈلیاں ٹخنوں سمیت (۱۱-۱۲) دونوں ابھرے ہوئے پستان (۱۳-۱۴) دونوں کان (۱۵-۱۶) دونوں بازو کہنیوں سمیت (۱۷-۱۸) دونوں کلائیاں گٹوں سمیت (۱۹) سینہ (۲۰) سر (۲۱) سر کے بال (۲۲) گردن (۲۳-۲۴) دونوں مونڈھے، بعض حضرات نے عورت کی دونوں ہتھیلیوں کے ظاہری حصہ اور دونوں قدموں کے نچلے حصہ کو بھی اس کے ستر میں داخل کیا ہے مگر اکثر فقہاء کے نزدیک یہ اعضاء ستر میں داخل نہیں۔ (کتاب المسائل ۲۵۳)

﴿۳۱۷﴾ وَكَشْفُ رُبْعِ عُضْوٍ مِنْ أَعْضَاءِ الْعَوْرَةِ يَمْنَعُ صِحَّةَ الصَّلٰوةِ۔

ترجمہ اور ستر کے اعضاء میں سے کسی عضو کے چوتھائی حصہ کا کھل جانا روک دیتا ہے نماز کے صحیح ہونے کو۔

کتنا حصہ ستر کھلنا مانع نماز ہے؟

اوپر مرد یا عورت کے جو اعضاء مستورہ لکھے گئے ہیں ان میں سے اگر کسی ایک عضو مثلاً ایک کان یا ایک کولہے کا ایک چوتھائی حصہ بھی نماز کے کسی رکن میں تین مرتبہ رکوع یا سجدہ والی تسبیح پڑھنے کے بقدر خود بخود کھل جائے تو نماز صحیح نہ ہوگی، اور اگر شروع نماز میں یہ کیفیت ہو تو نماز شروع ہی نہ ہوگی۔ (البحر الرائق ۱/۲۷۱)

﴿۳۱۸﴾ وَلَوْ تَفَرَّقَ الْاِنْكِشَافُ عَلٰى أَعْضَاءٍ مِنَ الْعَوْرَةِ وَكَانَ جُمْلَةُ مَا تَفَرَّقَ يَبْلُغُ

رُبُعَ أَصْغَرِ الْأَعْضَاءِ الْمُنْكَشِفَةِ مَنَعَ وَإِلَّا فَلَا.

ترجمہ اور اگر متفرق ہو جائے کھلنا ستر کے چند اعضاء پر اور وہ تمام جو کہ متفرق ہیں پہنچ جائیں کھلنے والے اعضاء میں سب سے چھوٹے عضو کے چوتھائی حصہ کی مقدار کو تو روک دے گا ورنہ نہیں۔

متفرق اعضاء کا کھل جانا

وہ اعضاء جن کا چھپانا فرض ہے ان اعضاء میں سے کچھ اعضاء متفرق طور پر کھل جائیں اور ان سب کی مقدار یعنی کھلے ہوئے تمام حصے کھلنے والے ایک چھوٹے عضو کے چوتھائی کے برابر ہو جائیں، مثلاً عورت کا سینہ، سر کے بال، گردن وان میں سے تھوڑا تھوڑا حصہ سب میں سے کھل گیا اور وہ کھلا ہوا حصہ گردن کی چوتھائی حصہ کے بقدر ہو گیا اور ایک رکن کی ادائیگی تک اسی حال میں رہے تو نماز نہ ہوگی اور اگر کھلے ہوئے تمام حصے ایک چھوٹے عضو کے چوتھائی سے کم ہیں تو نماز درست ہو جائے گی۔

اختیاری مطالعہ

(۱) نماز میں جان بوجھ کر ستر کھولنا

اگر نماز پڑھتے ہوئے کوئی شخص جان بوجھ کر ایک سیکنڈ کے لئے بھی اعضاء مستورہ میں سے کوئی عضو چوتھائی کے بقدر کھول دے تو فوراً نماز باطل ہو جائے گی، تین تسبیح کے بقدر بھی مہلت نہ ہوگی۔ (عالمگیری:۱/۵۸، کتاب المسائل:۲۵۶)

(۲) چست لباس پہن کر نماز پڑھنا

ایسا چست لباس پہننا جس سے اعضاء مستورہ کی ہیئت ظاہر ہو جائے اگرچہ مکروہ اور بے حیائی کی دلیل ہے تاہم اگر کپڑا اتنا موٹا ہو کہ اندر کی کھال نظر نہ آئے تو اس میں نماز پڑھنا درست ہے لیکن کسی اجنبی شخص کے لئے ایسے چست لباس پہننے والی عورت کو کپڑے کے اوپر سے بھی دیکھنا جائز نہیں ہے۔ (حلبی کبیر:۲۱۴)

(۳) انتہائی باریک کپڑا پہن کر نماز پڑھنا

اگر ایسے باریک کپڑے سے ستر چھپایا جس سے بدن کا اندرونی حصہ باہر سے صاف جھلکتا ہے تو ایسے باریک کپڑے کو پہن کر نماز پڑھنا درست نہ ہوگا۔ (عالمگیری:۱/۵۸)

(۴) نماز میں باریک دوپٹہ کا استعمال

عورت کا ایسا باریک دوپٹہ اوڑھ کر نماز پڑھنا درست نہیں جس سے بال صاف نظر آتے ہوں۔
(شامی بیروت:۲/۷۶-۷۷)

(۵) عورت کی چوٹی بھی ستر ہے

عورت کی چٹیا کے بال بھی ستر ہیں لہٰذا چٹیا کے بالوں کو بھی چھپانا عورت پر لازم ہے۔ (صغیری: ۱۰۹، عالمگیری ۱/۵۸)

(۶) ساڑھی پہن کر نماز پڑھنا

اگر ساڑھی مکمل ساتر ہو اور (عورتوں کی کرتی جو وہ ساڑھی کے نیچے پہنتی ہیں) کے ساتھ پہنی کہ اعضاء مستورہ کا کوئی حصہ کھلا ہوا نہیں رہا تو ایسی ساڑھی پہن کر نماز درست ہو جائے گی۔ لیکن جن علاقوں میں ساڑھی غیر مسلموں کا خاص لباس شمار ہوتا ہے تو وہاں کی مسلمان عورتوں کے لئے ساڑھی کا استعمال تشبہ کی وجہ سے منع ہے۔
(فتاویٰ دار العلوم: ۲/۱۴۵)

(۷) دھوتی باندھ کر نماز پڑھنا

اگر دھوتی اس طرح باندھی کہ اعضاء مستورہ میں سے کوئی عضو چوتھائی یا اس سے زیادہ کھلا رہ گیا جیسا کہ غیر مسلموں کا طریقہ ہے کہ اکثر ان کی دھوتی میں رانیں کھلی رہتی ہیں تو ایسی دھوتی پہن کر نماز درست نہ ہوگی اور اگر دھوتی اس طرح باندھی کہ ستر نہیں کھلا تو نماز تو ہو جائے گی مگر غیر مسلموں کا شعار ہونے کی وجہ سے یہ لباس مسلمانوں کے لئے استعمال کرنا مکروہ ہے۔ (مستفاد کتاب المسائل: ۲۵۷-۲۵۸)

﴿۳۱۹﴾ وَمَنْ عَجَزَ عَنِ اسْتِقْبَالِ الْقِبْلَةِ لِمَرَضٍ أَوْ عَجَزَ عَنِ النُّزُوْلِ عَنْ دَابَّتِهِ أَوْ خَافَ عَدُوًّا فَقِبْلَتُهُ جِهَةُ قُدْرَتِهِ وَأَمْنِهِ.

ترجمہ: اور جو شخص عاجز ہو جائے قبلہ کی جانب رخ کرنے سے مرض کی وجہ سے یا عاجز ہو جائے اپنی سواری سے اترنے سے یا خوف کرے کسی دشمن کا تو اس کا قبلہ اس کی قدرت کی جہت اور اس کی امن کی جانب ہے۔

فرض نمازوں میں استقبال قبلہ سے عاجز رہ جانے والے کا حکم

اگر کوئی شخص معقول عذر کی وجہ سے قبلہ رخ نماز پڑھنے سے قاصر ہو تو اس سے استقبال قبلہ کی شرط ساقط ہو جاتی ہے اور وہ حسب سہولت کسی طرف بھی رخ کر کے نماز پڑھ سکتا ہے۔ معقول عذر درج ذیل ہو سکتے ہیں: (۱) مریض اتنا کمزور ہے کہ وہ خود قبلہ رخ نہیں ہو سکتا اور اس کا کوئی تیمار دار بھی نہیں جو اسے قبلہ رخ کر سکے۔ (۲) سواری سے از خود نہیں اتر سکتا اور کوئی مددگار موجود نہیں یا سواری سے اتر کر چڑھنے کی قدرت نہ ہو خواہ اپنی کمزوری کی وجہ سے یا سواری کے

سرکش ہونے کی وجہ سے۔ (۳) قبلہ رخ نماز پڑھنے میں جانی یا مالی نقصان کا شدید خطرہ ہو۔ (۴) آدمی سواری پر سوار ہو اور نیچے زمین پر کیچڑ ہی کیچڑ ہو کوئی پاک جگہ نماز کے لئے میسر نہ ہو۔ (۵) مسافر سواری رکوانے پر قادر نہ ہو۔ (۶) سواری روک کر نماز پڑھنے میں بقیہ قافلہ والوں سے بچھڑ کر اکیلے رہ جانے کا خطرہ ہو تو ان جیسی صورتوں میں فرض نماز قبلہ کے علاوہ رخ پر پڑھنا بھی درست ہے۔ (حلبی کبیر: ۲۱۹ شامی بیروت: ۲/۱۰۳ کتاب المسائل: ۲۶۸)

﴿۳۲۰﴾ وَمَنِ اشْتَبَهَتْ عَلَيْهِ الْقِبْلَةُ وَلَمْ يَكُنْ عِنْدَهُ مُخْبِرٌ وَلَا مِحْرَابٌ تَحَرّٰى وَلَا إِعَادَةَ عَلَيْهِ لَوْ أَخْطَأَ.

اشتبهت ماضی معروف باب افتعال سے مصدر اشتباہاً مشتبہ ہونا، غیر واضح ہونا، یقینی اور فیصلہ کن نہ رہنا۔

ترجمہ اور جس شخص پر مشتبہ ہو جائے قبلہ اور نہ ہو اس کے پاس کوئی بتانے والا اور نہ محراب ہو تو وہ غور و فکر کرے اور اس پر نماز لوٹانا واجب نہیں اگر غلطی کر جائے۔

سمت قبلہ معلوم نہ ہو تو کیا کرے؟

اگر کوئی شخص مثلاً سفر میں ہو اور اسے سمت قبلہ معلوم نہ ہو اور نہ ہی کوئی بتانے والا موجود ہو اور نہ ہی کوئی ایسی جگہ بنی ہوئی ہے کہ جس سے اندازہ کر لے تو تحری کرنا اس پر فرض ہے یعنی قبلہ کی تعیین میں غور و فکر اور علامات و قرائن کا جائزہ لے کر نماز پڑھنا اس پر لازم ہے، آگے فرماتے ہیں کہ اگر اس نے تحری کر کے کسی طرف نماز پڑھی پھر نماز سے فراغت کے بعد علم ہوا کہ اس نے غلط رخ پر نماز پڑھی ہے تو نماز صحیح ہوگی لوٹانے کی ضرورت نہیں۔ (ہدایہ: ۱/۹۴، کتاب المسائل: ۲۶۷)

﴿۳۲۱﴾ وَإِنْ عَلِمَ بِخَطَئِهِ فِي صَلٰوتِهِ اسْتَدَارَ وَبَنٰى.

استدار ماضی معروف باب استفعال سے گھومنا۔ بنی ماضی ہے باب (ض) بناءً سے جوڑ لگانا اس نماز پر جس کو ادا کر چکا ہے۔

ترجمہ اور اگر معلوم ہو جائے اپنی غلطی نماز ہی میں تو گھوم جائے اور بنا کرے (اس نماز کے ساتھ باقی نماز پڑھ لے)

دوران نماز معلوم ہوا کہ قبلہ دوسری طرف ہے

اگر تحری کر کے نماز شروع کی پھر دوران نماز میں ہی معلوم ہوا کہ قبلہ دوسری جانب ہے یعنی تحری بدل گئی یا کسی شخص نے دوسری جانب قبلہ ہونے کی اطلاع دیدی تو نماز ہی میں اس جانب پھر جانا ضروری ہے، اب سابقہ تحری پر نماز صحیح نہ

ہوگی اور اب از سر نو نماز لوٹانے کی ضرورت نہیں بلکہ بقیہ نماز اسی سابقہ نماز پر پوری کرلے۔ (ہندیہ: ۱/۶۴، کتاب المسائل: ۲۶۷)

﴿۲۲۲﴾ وَاِنْ شَرَعَ بِلَا تَحَرٍّ فَعَلِمَ بَعْدَ فَرَاغِهِ اَنَّهُ اَصَابَ صَحَّتْ وَاِنْ عَلِمَ بِاِصَابَتِهِ فِيْهَا فَسَدَتْ كَمَا لَوْ لَمْ يَعْلَمْ اِصَابَتَهُ اَصْلًا .

ترجمہ: اور اگر شروع کردے بغیر غور و فکر اور اٹکل کے پھر معلوم ہوا اپنے فارغ ہونے کے بعد کہ اس نے ٹھیک نماز پڑھی تو نماز درست ہوگی اور اگر معلوم ہوا اپنی درستگی نماز ہی میں تو نماز فاسد ہوگی جیسا کہ اگر علم ہی نہ ہوا اپنی درستگی کا بالکل (تو اس صورت میں بھی صحیح نہ ہوگی)

بغیر تحری کے نماز پڑھنا

جس شخص پر قبلہ مشتبہ ہو اس کے لئے تحری کے بغیر نماز شروع کرنا درست نہیں ہے تاہم اگر تحری کے بغیر نماز شروع کردی اور فراغت کے بعد معلوم ہوا کہ واقعی قبلہ رخ نماز پڑھی ہے تو نماز درست ہوگی اور اگر دوران نماز ہی یقینی طور پر معلوم ہو گیا کہ قبلہ کا رخ صحیح یا غلط ہے تو نماز فاسد قرار پائے گی اور از سر نو نماز پڑھنی ہوگی۔ (شامی بیروت: ۲/۱۰۶)

﴿۲۲۳﴾ وَلَوْ تَحَرّٰى قَوْمٌ جِهَاتٍ وَجَهِلُوْا حَالَ اِمَامِهِمْ تُجْزِئُهُمْ .

ترجمہ: اور اگر تحری کی کچھ لوگوں نے مختلف جہتوں کی اور ناواقف رہے اپنے امام کی حالت سے تو ان کو کافی ہوگا۔

مقتدیوں کو سمت امام معلوم نہ ہو

اگر امام نماز پڑھا رہا ہے اور اندھیرا ہے مقتدیوں کو سمت قبلہ اور طرف امام معلوم نہیں اور عدم علم کی وجہ سے مقتدیوں نے تحری کی اور تحری کرنے کے بعد جہت امام سے ناواقف رہے تو جس طرف تحری کے بعد نماز پڑھی ان مقتدیوں کی نماز درست ہو جائے گی۔

اختیاری مطالعہ

(۱) کیا قبلہ کی تعیین میں غیر مسلم کا قول بھی معتبر ہے؟

اگر کوئی ایسی جگہ ہو جہاں پتہ ہی نہ ہو کہ قبلہ کس سمت میں ہے یعنی مثلاً یہ معلوم نہ ہو کہ یہاں سے قبلہ مشرق کی جانب ہے یا مغرب کی؟ تو اگر کوئی غیر مسلم ایسی جگہ قبلہ کی سمت بتائے تو محض اس کی خبر کا اعتبار نہ ہوگا جب تک کہ قرائن سے اس کی تصدیق نہ ہو جائے اور اگر ایسی جگہ ہے جہاں اتنا تو معلوم ہے کہ قبلہ یہاں مثلاً جانب مغرب میں ہے مگر یہ

معلوم نہیں کہ مغرب کدھر ہے تو مغرب کا رُخ جاننے کے لئے کسی غیر مسلم سے بھی تحقیق کی جاسکتی ہے اور محض رُخ بتانے میں اس کی خبر معتبر ہوگی جبکہ اس کی سچائی کا غالب گمان ہوجائے، ولا یقبل خبر الکافر الی قولہ الا اذا غلب علی ظنہ صدقہم (الفقہ الحنفی فی ثوبہ الجدید: ۱/۱۹۷) (کتاب المسائل: ۲۶۵)

(۲) قبلہ کی سمت جاننے کے ذرائع

جن شہروں اور آبادیوں میں پرانی مساجد موجود ہوں انہیں مساجد کی محرابوں کو قبلہ کا معیار بنایا جائے گا اور جہاں پہلے سے مساجد تعمیر شدہ ہوں تو وہاں کے آس پاس رہنے والے مسلمانوں سے قبلہ کی تحقیق کی جائے گی اور جن جگہوں پر کوئی بتانے والا نہ ملے مثلاً جنگلات یا غیر آبادیاں تو ان میں قطب نما اور چاند سورج وغیرہ کے ذریعہ سمت کی پہچان کرکے غور وفکر کے بعد قبلہ متعین کیا جائے گا۔ (شامی بیروت: ۲/۱۰۰، کتاب المسائل: ۲۶۵)

(۳) برصغیر ہندو پاک میں قبلہ کا صحیح رُخ جاننے کا آسان طریقہ

برصغیر ہندوپاک اور اس سے جانب مشرق میں واقع تمام علاقہ جات میں سمت قبلہ معلوم کرنے کا آسان اور محتاط طریقہ یہ ہے کہ گرمی کے سب سے بڑے دن (۲۲ / جون) اور سردی کے سب سے چھوٹے دن (۲۲ / دسمبر) سورج غروب ہونے کی جگہ دیکھ لی جائے تو قبلہ ان دونوں مقامات کے درمیان ہوگا یعنی اس درمیانی رُخ میں کسی طرف بھی نماز پڑھنا درست رہے گا۔ (جواہر الفقہ: ۱/۲۷۶، حلبی کبیر: ۲۱۸، شامی بیروت: ۲/۹۹)

فَصْلٌ فِي وَاجِبِ الصَّلٰوةِ وَهُوَ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ شَيْئًا

(یہ فصل ہے نماز کے واجبات کے بیان میں اور وہ اٹھارہ چیزیں ہیں)

واجب کا حکم اور اس کی حیثیت

فقہاء احناف کے نزدیک واجب ایک خاص اصطلاح ہے جس کا اطلاق ایسے احکام پر ہوتا ہے جن کا ثبوت فرض کے مقابلہ میں ایک گونہ کم تر دلائل سے ہو لیکن عمل کے اعتبار سے واجب اور فرض میں زیادہ فرق نہیں ہے، جس طرح فرض پر عمل لازم ہے اسی طرح واجب پر بھی عمل کرنا ضروری ہے۔

واجبات نماز

صاحب بدائع الصنائع نے واجبات نماز کل چھ بیان کئے ہیں: (۱) سورۂ فاتحہ اور سورت کا ملانا۔ (۲) جہری نمازوں میں جہر اور سری نمازوں میں سر۔ (۳) تعدیل ارکان۔ (۴) قعدۂ اولیٰ (۵) تشہد (۶) ترتیب افعال۔

(بدائع: ۱/۲۹۴) تاہم متعلقات اور بڑی سورتوں کے اعتبار سے یہ تعداد اس سے کہیں زیادہ ہو سکتی ہے بعض فقہاء نے لاکھوں لاکھ امکانی صورتوں کی جانب اشارہ کیا ہے مگر ان میں سر کھپانا محض ضیاع وقت ہے قال الشامی بحثاً اکثرھا صور عقلیة کما یظہر ذلک لمن اراد ضیاع وقتہ.

اس لئے دیگر تفصیلات سے صرف نظر کرتے ہوئے (۲۱) اہم واجبات ذکر کئے جائیں گے۔

﴿۳۲۴﴾ قِرَاءَةُ الْفَاتِحَةِ.

ترجمہ سورۂ فاتحہ کا پڑھنا۔

سورۂ فاتحہ پڑھنا واجب ہے

امام اور اکیلے نماز پڑھنے والے کے لئے فرض کی دو رکعتوں اور وتر اور سنن و نوافل کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کا پڑھنا واجب ہے جبکہ مقتدی کے لئے امام کی قرأت کے وقت خاموش رہنا واجب ہے، اس لئے کہ امام کا پڑھنا مقتدی کے پڑھنے کو بھی شامل ہے۔

﴿۳۲۵﴾ وَضَمُّ سُوْرَةٍ اَوْ ثَلَاثِ آيَاتٍ فِيْ رَكْعَتَيْنِ غَيْرِ مُتَعَيَّنَتَيْنِ مِنَ الْفَرْضِ وَفِيْ جَمِيْعِ رَكَعَاتِ الْوِتْرِ وَالنَّفْلِ.

ترجمہ کسی سورت کا ملانا یا تین آیتوں کا فرض کی غیر متعین دو رکعتوں میں اور وتر و نفل کی تمام رکعتوں میں۔

سورۂ فاتحہ کے ساتھ سورت ملانا

سورۂ فاتحہ کے ساتھ فرض کی دو رکعتوں میں اور باقی سب نمازوں کی ہر رکعت میں سورت ملانا یعنی قرآن کریم کی کم از کم تین آیتوں یا ایک لمبی آیت کے بقدر قرأت کرنا امام اور منفرد کے لئے واجب ہے۔

﴿۳۲۶﴾ وَتَعْيِيْنُ الْقِرَاءَةِ فِي الْاُوْلَيَيْنِ.

ترجمہ اور قرأت کو متعین کرنا پہلی دو رکعتوں میں۔

فرض کی ابتدائی دو رکعتوں میں قرأت کی تعیین

واجب ہے کہ فرض کی اول دو رکعتوں میں فاتحہ اور سورت ملانے کا عمل کیا جائے اگر ان دو رکعتوں کو چھوڑ کر تیسری یا چوتھی رکعت میں قرأت کی تو ترک واجب کی وجہ سے سجدۂ سہو لازم آئے گا۔ (مراقی الفلاح: ۱۳۵، عالمگیری: ۱/۷۱)

﴿۳۲۷﴾ وَتَقْدِيْمُ الْفَاتِحَةِ عَلٰى سُوْرَةٍ .

ترجمہ اور فاتحہ کو مقدم کرنا سورت پر۔

سورۂ فاتحہ کا قرأت سے پہلے پڑھنا

جن رکعتوں میں سورۂ فاتحہ ملانا ضروری ہے ان میں سورۂ فاتحہ کا سورت سے پہلے پڑھنا واجب ہے اگر اس کے برعکس کر دیا تو سجدۂ سہو واجب ہو جائے گا۔ (حلبی کبیر: ۲۹۶، عالمگیری: ۱/۷۱)

﴿۳۲۸﴾ وَضَمُّ الْاَنْفِ لِلْجَبْهَةِ فِي السُّجُوْدِ .

ترجمہ اور ناک (سخت حصہ) کو ملانا پیشانی کے ساتھ سجدوں میں۔

تشریح سجدہ میں پیشانی کے ساتھ ناک کا زمین پر ٹیکنا بھی واجب ہے (بشرطیکہ ناک کی ہڈی زمین پر لگی ہو) اور بلاعذر صرف ناک پر سجدہ کرنا ممنوع ہے اور اگر صرف ناک کا نرم حصہ زمین سے ملایا تو سجدہ معتبر نہ ہوگا۔

﴿۳۲۹﴾ وَالْاِتْيَانُ بِالسَّجْدَةِ الثَّانِيَةِ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ قَبْلَ الْاِنْتِقَالِ لِغَيْرِهَا .

ترجمہ اور ادا کرنا دوسرا سجدہ ہر رکعت میں منتقل ہونے سے پہلے کسی اور رکن یعنی قیام اور قعدہ کی طرف دوسرے سجدہ کے علاوہ۔

ہر رکعت میں دونوں سجدے لگاتار کرنا

ہر رکعت میں دونوں سجدوں کو بلا فصل ادا کرنا واجب ہے یعنی دونوں سجدوں کے درمیان نماز کا کوئی اور رکن ادا نہ کیا جائے ورنہ سجدۂ سہو واجب ہو جائے گا۔ (مراقی الفلاح: ۱۳۵)

﴿۳۳۰﴾ وَالْاِطْمِيْنَانُ فِي الْاَرْكَانِ .

ترجمہ اور بحالت اطمینان ارکان ادا کرنا۔

تعدیل ارکان کا مسئلہ

نماز کے افعال قیام رکوع سجدہ وقعدۂ اخیرہ قومہ اور جلسہ کی ادائیگی میں اطمینان اور تعدیل واجب ہے جس کی حد یہ ہے کہ ہر رکن میں اعضاء وجوارح ساکن ہو کر اپنی اپنی جگہ برقرار ہو جائیں اور یہ کیفیت کم از کم ایک مرتبہ سبحان ربی العظیم کہنے تک باقی رہے۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۱۳۵)

حضرت الاستاذ مولانا مفتی سعید احمد صاحب دامت برکاتہم نے تحفۃ الالمعی میں لکھا ہے کہ ارکان اربعہ یعنی رکوع قومہ سجدہ اور جلسہ میں تعدیل واجب ہے جب آدمی اتنا جھکے کہ ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائیں تو رکوع ہو گیا پھر چھپیدگی کرنا یعنی اطمینان کے ساتھ رکوع کرنا تعدیل ہے اسی طرح جب کھڑے ہونے کے قریب ہو گیا تو قومہ ہو گیا اور پھیدگی کرنا یعنی اطمینان کے ساتھ کھڑا ہونا قومہ کی تعدیل ہے اور جب بیٹھنے کے قریب ہو گیا تو جلسہ ہو گیا اور اطمینان سے بیٹھنا جلسہ کی تعدیل ہے اور زمین پر پیشانی رکھنے سے سجدہ ہو گیا اور اس میں ٹھہرنا تعدیل ہے۔ (تحفۃ الالمعی: ۲/۵۹)

﴿۳۳۱﴾ وَالْقُعُوْدُ الْاَوَّلُ.

ترجمہ اور پہلا قعدہ کرنا۔

قعدۂ اولیٰ

تین یا چار رکعت والی فرض، واجب یا نفل نمازوں میں دو رکعت کی ادائیگی کے بعد کم از کم اتنی دیر بیٹھنا واجب ہے جس میں التحیات پڑھی جا سکتی ہو۔ (طحطاوی: ۱۳۶)

﴿۳۳۲﴾ وَقِرَاءَةُ التَّشَهُّدِ فِيْهِ فِي الصَّحِيْحِ.

فیہ ضمیر کا مرجع القعود الاول ہے۔

ترجمہ اور تشہد کا پڑھنا اس میں صحیح قول میں۔

تشریح قعدۂ اولیٰ میں تشہد کا پڑھنا واجب ہے ایک قول یہ ہے کہ سنت ہے مگر صحیح اور مفتی بہ قول وجوب کا ہے فی الصحیح کی قید سے سنیت والا قول خارج کر دیا یا فی الصحیح کا تعلق قعدۂ اولیٰ اور تشہد دونوں سے ہے یعنی صحیح اور مفتی بہ قول یہ ہے کہ قعدۂ اولیٰ اور اس میں تشہد پڑھنا واجب ہے بعض لوگ دونوں کی سنیت کے قائل ہیں اس قید کو لگا کر ان کے قول سے احتراز ہے۔ (مراقی الفلاح: ۱۳۶)

﴿۳۳۳﴾ وَقِرَاءَتُهُ فِي الْجُلُوْسِ الْاَخِيْرِ.

ترجمہ اور اس کا پڑھنا آخری قعدہ میں۔

تشریح واجبات نماز میں سے دسواں واجب یہ ہے کہ قعدۂ اخیرہ میں التحیات پڑھنا واجب ہے۔

﴿۳۳۴﴾ وَالْقِيَامُ اِلَى الثَّالِثَةِ مِنْ غَيْرِ تَرَاخٍ بَعْدَ التَّشَهُّدِ.

ترجمہ اور کھڑا ہونا تیسری رکعت کی طرف بغیر دیر لگائے التحیات پڑھنے کے بعد۔

قعدۂ اولیٰ کے بعد بلا تاخیر تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہونا

دو سے زائد رکعت والی فرض نمازوں میں قعدۂ اولیٰ میں تشہد پڑھتے ہی تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہونا واجب ہے اگر بھول سے دیر کردی اور درود شریف پڑھنا شروع کردیا تو سجدۂ سہو واجب ہوجائے گا۔

تنبیہ: تمام ائمہ متفق ہیں کہ علاوہ اور باقی فرض نمازوں کے پہلے قعدہ میں صرف التحیات پڑھنی ہے آگے کچھ نہیں پڑھنا اور واجب نماز اور ایک قول کے مطابق ظہر سے پہلے چار سنتیں بھی فرائض کے ساتھ ملحق ہیں، ان میں بھی صرف تشہد پڑھنا ہے باقی تمام نمازوں میں ہر قعدہ میں تشہد درود اور دعا سب کچھ پڑھنا ہے اس لئے کہ نوافل وسنن کی ہر دو رکعت ایک نماز ہے البتہ صرف التحیات پڑھی تو بھی درست ہے مگر اکثر لوگ اس مسئلہ سے واقف نہیں وہ ہر نماز کے پہلے قعدہ میں صرف تشہد پڑھتے ہیں اور درود شریف وغیرہ نہ صرف یہ کہ نہیں پڑھتے بلکہ اگر کوئی بھولے سے پڑھ لے تو سجدۂ سہو کرتا ہے یہ غلطی فرائض کے قعدۂ اولیٰ سے پیدا ہوئی ہے چونکہ ان کے پہلے قعدہ میں تشہد پر اکتفا کرنا ضروری ہے اس لئے لوگوں نے تمام نمازوں کے لئے یہی حکم تصور کرلیا۔ (تحفۃ الالمعی: ۱۹۳/۲)

﴿۳۳۵﴾ وَلَفْظُ السَّلَامِ دُوْنَ عَلَيْكُمْ .

ترجمہ اور لفظ "السلام" سے نماز کو ختم کرنا بغیر علیکم کے۔

لفظ سلام سے نماز کو ختم کرنا

لفظ السلام دو مرتبہ کہہ کر نماز کی تکمیل کرنا واجب ہے اور عام فقہاء کے نزدیک پہلی مرتبہ السلام کہتے ہی اس کی اقتداء کا حق ختم ہوجاتا ہے لہذا اگر کوئی شخص مسجد میں ایسے وقت پہنچا کہ امام پہلی مرتبہ السلام کہہ چکا تھا تو اب اس کی اقتداء درست نہ ہوگی گو کہ اس نے ابھی علیکم نہ کہا ہو۔ (درمختار مع الشامی زکریا: ۱۶۲/۲، کتاب المسائل: ۳۰۰)

﴿۳۳۶﴾ وَقُنُوْتُ الْوِتْرِ .

ترجمہ اور وتر کی دعا قنوت پڑھنا۔

وتر کی نماز میں قنوت پڑھنا

وتر کی تیسری رکعت میں دعائے قنوت پڑھنا واجب ہے، قنوت سے مطلقاً دعا مراد ہے اور خصوصاً اللّٰھم انا نستعینک الخ مسنون ہے۔

﴿۳۳۷﴾ وَتَكْبِيْرَاتُ الْعِيْدَيْنِ .

ترجمہ اور عیدین کی تکبیرات زوائد کہنا۔

عیدین میں تکبیرات زوائد

عیدین کی نمازوں میں چھ زائد تکبیریں واجب ہیں تین پہلی رکعت میں اور تین دوسری رکعت میں اور ان میں سے ہر ایک تکبیر مستقل واجب ہے۔ (مراقی الفلاح: ۱۳۷)

﴿۳۳۸﴾ وَتَعْيِينُ التَّكْبِيرِ لِافْتِتَاحِ كُلِّ صَلٰوةٍ لَا الْعِيدَيْنِ خَاصَّةً.

ترجمہ اور متعین کرنا تکبیر (اللہ اکبر) کو ہر نماز کے شروع کرنے کے لئے صرف عیدین ہی میں خاص نہیں۔

تکبیر تحریمہ میں اللہ اکبر کہنا

نماز شروع کرتے وقت خاص اللہ اکبر کے لفظ سے تکبیر تحریمہ کہنا واجب ہے اور اللہ اکبر کے علاوہ کسی اور ذکر مثلاً اللہ اعظم سے نماز شروع کرنا مکروہ تحریمی ہے، عیدین کی تکبیرات واجب زائدہ کا بھی یہی حکم ہے۔ (طحطاوی: ۱۳۷)

﴿۳۳۹﴾ وَتَكْبِيرَةُ الرُّكُوعِ فِي ثَانِيَةِ الْعِيدَيْنِ.

ترجمہ اور رکوع کی تکبیر عیدین کی دوسری رکعت میں۔

تشریح عیدین کی دوسری رکعت میں رکوع کی تکبیر واجب ہے دیگر نمازوں میں یہ تکبیر صرف سنت ہے۔ (مراقی الفلاح: ۱۳۷)

﴿۳۴۰﴾ وَجَهْرُ الْإِمَامِ بِقِرَاءَةِ الْفَجْرِ وَأُولَيَيِ الْعِشَائَيْنِ وَلَوْ قَضَاءً وَالْجُمُعَةِ وَالْعِيدَيْنِ وَالتَّرَاوِيحِ وَالْوِتْرِ فِي رَمَضَانَ.

أُولَيَيِ الْعِشَائَيْنِ ، پہلی یا فتحہ کے ساتھ اور دوسری یا کسرہ کے ساتھ پڑھی جائیگی، یہ تثنیہ ہے اصل میں أُولَيَيْنِ تھا اضافت کی وجہ سے نون حذف کر دیا گیا، اور عشائین سے مغرب اور عشاء کی نماز مراد ہے اور مغربین نہ کہکر عشائین اس لئے کہا ہے کہ غلبۃً ذکر کو دیا جاتا ہے۔

ترجمہ اور امام کا زور سے پڑھنا نماز فجر کی قرأت میں اور عشائین (مغرب وعشاء) کی پہلی دو رکعتوں میں اگرچہ قضاء ہی ہو اور جمعہ عیدین تراویح اور رمضان کے اندر وتر نماز میں۔

جہری نمازوں میں جہر کرنا

جہری نمازوں جیسے فجر جمعہ عیدین مغرب اور عشاء کی اول دو رکعتوں اور وتر تراویح کی سب رکعتوں میں امام کے

لئے بلند آواز سے قرأت کرنا واجب ہے۔
مصنفؒ کا قول ولو قضاء کا مطلب یہ ہے کہ اگر فجر مغرب یا عشاء کی نماز یں وقت نکلنے کے بعد باجماعت قضا کی جارہی ہیں تو امام کے لئے جہراً قرأت کرنا واجب ہے۔

﴿۳۳۱﴾ وَالْإِسْرَارُ فِي الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ وَفِيمَا بَعْدَ أُولَيِ الْعِشَائَيْنِ وَنَفْلِ النَّهَارِ.

ترجمہ اور آہستہ پڑھنا ظہر عصر اور مغرب و عشاء کی پہلی دو رکعتوں کے بعد والی رکعتوں میں اور دن کی نفلوں میں۔

سری نمازوں میں آہستہ قرأت

سری نمازوں جیسے ظہر اور عصر کی سب رکعتیں مغرب کی تیسری رکعت اور عشاء کی آخری دو رکعتیں اور دن کے اوقات میں جماعت کے بغیر پڑھی جانے والی سنن ونوافل میں آہستہ قرأت کرنا واجب ہے۔ (شامی مصری: ۱/ ۳۳۷)
نوٹ: بقول مصنفؒ اٹھارہ واجبات مکمل ہوگئے۔

﴿۳۳۲﴾ وَالْمُنْفَرِدُ مُخَيَّرٌ فِيمَا يُجْهَرُ كَمُتَنَفِّلٍ بِاللَّيْلِ.

ترجمہ اور منفرد کو اختیار ہے ان نمازوں میں جن میں جہر کیا جاتا ہے اس شخص کے مانند جو رات میں نفل پڑھنے والا ہے۔

تشریح شیخ شرنبلالیؒ فرماتے ہیں کہ جہری نمازوں میں منفرد کو اختیار ہے کہ قرأت جہراً کرے یا سراً (مگر جہر کرنا افضل ہے) جیسے اس شخص کو اختیار ہے جو رات میں نوافل پڑھ رہا ہے کہ چاہے آہستہ قرأت کرے یا زور سے۔

﴿۳۳۳﴾ وَلَوْ تَرَكَ السُّورَةَ فِي أُولَيِ الْعِشَاءِ قَرَأَهَا فِي الْأُخْرَيَيْنِ مَعَ الْفَاتِحَةِ جَهْرًا.

ترجمہ اور اگر چھوڑ دے سورت عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں تو پڑھ لے ان کو اخیر کی دونوں رکعتوں میں سورۂ فاتحہ سمیت جہر کے ساتھ۔

فرض کی ابتدائی رکعتوں میں سورت چھوٹ گئی

اگر کسی شخص نے مغرب کی پہلی دو رکعتوں میں سے کسی ایک رکعت میں یا عشاء کی پہلی دو رکعتوں میں سورت چھوڑ دی تو اس کو مغرب کی تیسری رکعت میں اور عشاء کی آخری دو رکعتوں میں پڑھے اور پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ اولاً سورۂ فاتحہ جہراً پڑھے پھر سورت جہراً پڑھے۔ (مراقی الفلاح ۱۳۸)

﴿۳۳۴﴾ وَلَوْ تَرَكَ الْفَاتِحَةَ لَا يُكَرِّرُهَا فِي الْأُخْرَيَيْنِ.

ترجمہ اور اگر چھوڑ دے سورۂ فاتحہ تو دوبارہ نہ پڑھے اس کو آخری دو رکعتوں میں۔

سورۂ فاتحہ پڑھنا بھول گیا

صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ اگر فرض کی ابتدائی دو رکعتوں میں سے کسی میں سورۂ فاتحہ بھول سے نہیں پڑھی تو اب تیسری اور چوتھی رکعت میں فاتحہ کو دوبارہ پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے بلکہ اخیر میں سجدۂ سہو کر لینے سے نماز درست ہو جائے گی۔ (مراقی الفلاح:۱۳۹)

اختیاری مطالعہ

صاحب نور الایضاح نے اٹھارہ واجبات نماز کو بیان کر دیا ہے مگر اہم افادہ کے پیش نظر ۳ واجبات اور ذکر کرتے ہیں:

(۱) سورۂ فاتحہ کا تکرار نہ کرنا

واجب ہے کہ فرض کی ابتدائی دو رکعتوں میں سے ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ بلا فصل صرف ایک ہی بار پڑھی جائے اگر لگاتار دو مرتبہ پڑھ دی تو سجدۂ سہو واجب ہو جائے گا ہاں اگر سورۂ فاتحہ پڑھ کر کوئی اور سورت پڑھی پھر سورۂ فاتحہ اسی رکعت میں پڑھ لی تو کوئی حرج نہیں ہے اس لئے کہ دوسری سورۂ فاتحہ قرأت کے درجہ میں سمجھی جائے گی اور اسے تکرار نہ کہیں گے۔ (حلبی کبیر:۲۹۵، ہندیہ ۱/۷۱، کتاب المسائل:۲۹۶)

(۲) دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا

دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا (جلسہ کرنا) واجب ہے۔

(۳) افعال نماز میں بلا فصل ترتیب باقی رکھنا

نماز کے سب افعال کی بغیر کسی فصل کے بالترتیب ادائیگی واجب ہے مثلاً پہلی رکعت میں دوسرے سجدہ سے اٹھتے ہوئے سیدھے کھڑے ہونے کے بجائے کوئی شخص قعدہ میں بیٹھ گیا یا لگاتار دو مرتبہ رکوع یا تین مرتبہ سجدے کر لئے تو ترتیب میں خلل پڑنے کی بنا پر سجدۂ سہو لازم ہو جائے گا۔ (حلبی کبیر:۲۹۷، کتاب المسائل:۳۰۰)

فَصْلٌ فِي سُنَنِهَا وَهِيَ إِحْدَىٰ وَخَمْسُوْنَ

یہ فصل ہے نماز کی سنتوں کے بیان میں اور وہ اکیاون ہیں۔

سنت کی حقیقت

سنت پر عمل کرنا ضروری ہے اور بڑے ثواب کا باعث ہے لیکن اس کے چھوٹ جانے سے نہ تو نماز میں سجدۂ سہو واجب

ہو جاتی ہے اور نہ وہ فاسد ہوتی ہے اور ترک سنت کا حکم درج ذیل مختلف صورتوں میں الگ الگ ہے۔

(۱) اگر بلا ارادہ کوئی سنت چھوٹ گئی تو کوئی گناہ نہیں۔ (۲) اگر جان بوجھ کر کوئی سنت چھوڑ دی لیکن دل میں سنت کی تحقیر اور استخفاف کا ارادہ نہیں ہے تو گناہگار ہوگا۔ (۳) اور اگر نعوذ باللہ سنت کو حقیر و ہلکا ہونے کی بناء پر چھوڑا ہے تو ایسا شخص اسلام سے خارج ہے۔ اس لئے بہر حال نماز کو سنت کے مطابق پڑھنے کا مکمل اہتمام کرنا چاہئے اور کوشش کرنی چاہئے کہ نماز کی کوئی سنت اہم سے نہ چھوٹنے پاوے، خدائے عالم توفیق عنایت فرمائے۔ اللھم آمین (در مختار مع الشامی بیروت ۲/۱۲۹، کتاب المسائل: ۳۱۳)

نماز میں کتنی سنتیں ہیں

نماز کی اصل سنتیں کتنی اور کون کون سی ہیں؟ اس بارے میں فقہاء کی آراء مختلف ہیں صاحب نور الایضاح نے ۵۱ سنتیں گنائی ہیں جبکہ در مختار میں ۲۲ اور شرح منیہ (حلبی کبیر) میں ۲۰ سنتیں ذکر کی گئی ہیں اور باقیہ چیزوں کو آداب میں شمار فرمایا ہے۔

﴿۳۲۵﴾ وَرَفْعُ الْيَدَيْنِ لِلتَّحْرِيْمَةِ حِذَاءَ الْأُذُنَيْنِ لِلرَّجُلِ وَالْأَمَةِ وَحِذَاءَ الْمَنْكِبَيْنِ لِلْحُرَّةِ.

حِذَاء بالمقابل برابر۔ مَنْكِبَيْن یہ تثنیہ ہے مَنْكِب کا دونوں مونڈھے۔

ترجمہ دونوں ہاتھوں کا اٹھانا تکبیر تحریمہ کے لئے کانوں کی لو کے برابر جبکہ مرد اور باندی کے لئے اور مونڈھوں کے بالمقابل آزاد عورت کے لئے۔

تکبیر تحریمہ کے وقت دونوں ہاتھ اٹھانا

نماز کے شروع میں مرد کے لئے اللہ اکبر کہتے وقت کانوں کی لو تک دونوں ہاتھ اٹھانا مسنون ہے۔ یہی حکم باندی کا ہے، اور تکبیر تحریمہ کے وقت رفع یدین کا طریقہ یہ ہے کہ ہاتھ اس طرح اٹھائے جائیں کہ گٹے مونڈھوں کے مقابل انگوٹھے کانوں کی لو کے مقابل اور انگلیوں کے سرے کانوں کے اوپر کے کناروں کے مقابل ہو جائیں۔ جبکہ عورت اپنے کندھے تک ہاتھ اٹھائے گی۔

﴿۳۲۶﴾ وَنَشْرُ الْأَصَابِعِ.

نشر بند مٹھی کو کھولنا اور انگلیوں کے درمیان خلا پیدا کرنا۔

ترجمہ اور انگلیوں کا کھولنا۔

رفع یدین کے وقت انگلیاں کس طرح رکھے

تکبیر کے لئے ہاتھ اٹھاتے وقت انگلیاں نہ تو سختی سے ملائی جائیں اور نہ ہی پوری پھیلائی جائیں بلکہ انہیں اپنی حالت پر چھوڑ دینا مسنون ہے ہاتھ اس طرح اٹھائیں کہ ہتھیلیاں قبلہ کی جانب ہونی چاہئیں۔

(مراقی الفلاح:۲۵۶)

﴿۲۳۷﴾ وَمُقَارَنَةُ إِحْرَامِ الْمُقْتَدِي لِإِحْرَامِ إِمَامِهِ .

ترجمہ اور مقتدی کا تکبیر تحریمہ کو ملا دینا اپنے امام کی تکبیر تحریمہ کے ساتھ ساتھ۔

تشریح ایک سنت مصنفؒ یہ بیان کرتے ہیں کہ مقتدی اپنے امام کی تکبیر تحریمہ کے ساتھ ساتھ اپنی تکبیر تحریمہ ملا دے، فاصلہ نہ کرے مگر مقتدی کے لئے یہ ضروری ہے کہ وہ فارغ نہ ہو اللہ یا اکبر سے امام کے فارغ ہونے سے پہلے چنانچہ اگر فارغ ہو گیا لفظ اللہ سے امام کے ساتھ یا امام کے بعد اور لفظ اکبر سے امام کے فارغ ہونے سے پہلے ہی فارغ ہو گیا تو ایسے مقتدی کی نماز شروع ہی نہ ہوگی۔ (طحطاوی:۱۴۰)

﴿۲۳۸﴾ وَوَضْعُ الرَّجُلِ يَدَهُ الْيُمْنَى عَلَى الْيُسْرَى تَحْتَ سُرَّتِهِ وَصِفَةُ الْوَضْعِ أَنْ يَجْعَلَ بَاطِنَ كَفِّ الْيُمْنَى عَلَى ظَاهِرِ كَفِّ الْيُسْرَى مُحَلِّقًا بِالْخِنْصَرِ وَالْإِبْهَامِ عَلَى الرُّسْغِ .

مُحَلِّقًا يجعل کی ضمیر مستتر سے حال واقع ہے اسی وجہ سے منصوب ہے۔

ترجمہ اور مرد کا رکھنا اپنے داہنے ہاتھ کو بائیں ہاتھ پر اپنی ناف کے نیچے اور رکھنے کا طریقہ یہ ہے کہ کرلے داہنے ہاتھ کی ہتھیلی کا اندرونی حصہ بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کے ظاہری حصہ پر درآں حالیکہ حلقہ بنانے والا ہو خنصر (سب سے چھوٹی انگلی) اور انگوٹھے سے گٹے پر۔

ہاتھ باندھنے کا حکم

ایک سنت یہ ہے کہ جب تکبیر تحریمہ کے بعد ہاتھ باندھے تو دایاں ہاتھ بائیں ہاتھ کے اوپر رکھے اور ہاتھ باندھنے کا طریقہ یہ ہے کہ دائیں ہاتھ کی ہتھیلی بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کی پشت پر رکھے اور دائیں ہاتھ کے انگوٹھے اور چھوٹی انگلی کا حلقہ بنائے اور بائیں ہاتھ کے گٹے کو پکڑے اور باقی تین انگلیاں کلائی پر پھیلی ہوئی رکھے اور ہاتھوں کو زیر ناف اس طرح رکھے کہ ناف ہاتھوں کے بالائی حصے سے ملی ہوئی ہو۔ (تحفۃ الالمعی:۱/۵۹۴، مراقی الفلاح مع الطحطاوی:۱۴۱)

﴿۲۳۹﴾ وَوَضْعُ الْمَرْأَةِ يَدَيْهَا عَلَى صَدْرِهَا مِنْ غَيْرِ تَحْلِيقٍ .

ترجمہ اور عورت کا رکھنا اپنے دونوں ہاتھوں کو اپنے سینہ پر بغیر حلقہ بنائے ہوئے۔

عورت کے ہاتھ باندھنے کی جگہ

اس عبارت میں عورت کے لئے نماز میں ہاتھ رکھنے کا طریقہ بیان کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ عورت اپنے ہاتھ اپنے سینہ پر رکھے اور مرد کی طرح حلقہ نہ بنائے کیونکہ اس صورت میں ستر زیادہ ہے جو کہ عورت کے لئے ضروری امر ہے۔

﴿۳۵۰﴾ وَالثَّنَاءُ وَالتَّعَوُّذُ لِلْقِرَاءَةِ وَالتَّسْمِيَةُ أَوَّلَ كُلِّ رَكْعَةٍ وَالتَّامِيْنُ وَالتَّحْمِيْدُ وَالْإِسْرَارُ بِهَا۔

ترجمہ ثنا یعنی، سبحانک اللھم، پڑھنا اعوذ باللہ پڑھنا قراءت کرنے کیلئے اور بسم اللہ پڑھنا ہر رکعت کے شروع میں، آمین کہنا، ربنا لک الحمد کہنا اور ان سب کو آہستہ پڑھنا۔

تشریح اس عبارت میں چند سنتوں کا بیان ہے (۱) تکبیر تحریمہ کے بعد ثنا پڑھنا مسنون ہے (۲) ثنا کے بعد سورۂ فاتحہ سے پہلے، اعوذ باللہ من الشیطن الرجیم (میں اللہ تعالیٰ کی شیطان مردود سے پناہ مانگتا ہوں) پڑھنا مسنون ہے اور تعوذ یہ ثنا کا جزء نہیں ہے بلکہ قراءت سے متعلق ہے (۳) اعوذ باللہ الخ کے بعد بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنا مسنون ہے اور ہر رکعت میں فاتحہ سے پہلے بسم اللہ پڑھنا سنت ہے (۴) آمین کے معنی ہیں آمین کہنا یہ کونسی زبان کا لفظ ہے؟ اس بارے میں یقین سے کوئی بات کہنا مشکل ہے اس وقت مسلمان یہود اور نصاریٰ تینوں اس لفظ کو استعمال کرتے ہیں البتہ مسلمان مد کے ساتھ، آمین، کہتے ہیں اور یہود و نصاریٰ بغیر مد کے، امین کہتے ہیں اور اس کے معنی ہیں یا اللہ دعا قبول فرما، اس کے بعد جاننا چاہئے کہ امام اعظم ابوحنیفہ کے نزدیک امام و مقتدی دونوں کیلئے آہستہ آمین کہنا سنت ہے امام صاحب کا ایک قول یہ بھی ہے کہ صرف مقتدی آمین کہیں گے مگر اس قول پر فتویٰ نہیں فتویٰ اس پر ہے کہ دونوں آمین کہیں گے۔ (تحفۃ الالمعی ۱:۱/ ۵۸۷)

(۵) ایک سنت یہ ہے کہ امام اور منفرد سمع اللہ لمن حمدہ کے بعد ربنا لک الحمد بھی کہے اور مقتدی صرف ربنا لک الحمد کہے۔ (۶) ایک مستقل سنت یہ ہے کہ ثنا، اعوذ باللہ، بسم اللہ، اور آمین کو آہستہ کہے خواہ امام ہو یا مقتدی یا منفرد اسلئے کہ یہ سب چیزیں اذکار مسنونہ میں ہیں جن کا حکم اخفاء کا ہے جیسے تشہد اور رکوع کی تسبیحات وغیرہ۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۱۴۱-۱۴۲)

﴿۳۵۱﴾ وَالْاِعْتِدَالُ عِنْدَ التَّحْرِيْمَةِ مِنْ غَيْرِ طَاْطَاَةِ الرَّأْسِ۔

ترجمہ اور سیدھا کھڑا ہونا تحریمہ کے وقت سر کو جھکائے بغیر۔

تکبیر تحریمہ کے وقت کس طرح کھڑا ہو

مصنف فرماتے ہیں کہ تکبیر تحریمہ کہتے وقت بالکل سیدھا کھڑا رہنا بھی سنت ہے سر کو بالکل نہ جھکائے بعض نمازیوں کو دیکھا گیا ہے کہ جب وہ تکبیر تحریمہ کہنے کے لئے ہاتھ اٹھاتے ہیں تو سر کافی نیچے جھکا لیتے ہیں یہ خلاف سنت ہے۔ (در مختار مصری: ۱/۳۳۳)

﴿۳۵۲﴾ وَجَهْرُ الْإِمَامِ بِالتَّكْبِيرِ وَالتَّسْمِيعِ.

ترجمہ اور امام کا اللہ اکبر اور سمع اللہ لمن حمدہ کو آواز سے کہنا۔

امام کا تکبیرات انتقالیہ کو بلند آواز سے کہنا

امام کا نماز میں ایک رکن سے دوسرے رکن کی طرف منتقل ہوتے وقت تکبیرات انتقالیہ اور رکوع سے اٹھتے وقت سمع اللہ لمن حمدہ اور سلام کو بلند آواز سے کہنا مسنون ہے تاکہ مقتدیوں کو علم ہو جائے کہ ایک رکن سے دوسرے رکن کی طرف منتقل ہو رہے ہیں۔ (مراقی الفلاح: ۱۴۳)

﴿۳۵۳﴾ وَتَفْرِيجُ الْقَدَمَيْنِ فِي الْقِيَامِ قَدْرَ أَرْبَعِ أَصَابِعَ.

ترجمہ اور دونوں پیروں کا کشادہ رکھنا قیام میں چار انگلیوں کی مقدار۔

تشریح صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ دونوں پیر ملا کر نہ رکھیں بلکہ ان کے درمیان کم از کم چار انگل کا فاصلہ ہونا چاہئے کیوں کہ یہ صورت خشوع سے زیادہ قریب ہے۔ (مراقی الفلاح ۱۴۳)

﴿۳۵۴﴾ وَأَنْ تَكُونَ السُّورَةُ الْمَضْمُومَةُ لِلْفَاتِحَةِ مِنْ طِوَالِ الْمُفَصَّلِ فِي الْفَجْرِ وَالظُّهْرِ وَمِنْ أَوْسَاطِهِ فِي الْعَصْرِ وَالْعِشَاءِ وَمِنْ قِصَارِهِ فِي الْمَغْرِبِ لَوْ كَانَ مُقِيمًا وَيَقْرَأُ أَيَّ سُورَةٍ شَاءَ لَوْ كَانَ مُسَافِرًا.

ترجمہ اور یہ کہ ہو وہ سورت جو ملائی جائے فاتحہ کے ساتھ طوال مفصل میں سے فجر اور ظہر میں اور اوساط مفصل میں سے عصر اور عشاء میں اور قصار مفصل میں سے مغرب میں اگر مقیم ہو اور پڑھے جونسی سورت چاہے اگر مسافر ہو۔

نماز میں قرأت کی سنت مقدار

نماز میں کتنی مقدار کی قرأت سنت ہے اس سلسلہ میں نمازی کی تین حالتوں کے اعتبار سے حکم الگ الگ ہے (۱)

اگر نمازی سفر میں ہو اور سفر جاری ہو تو سورۂ فاتحہ کے بعد حسب سہولت جو سورت پڑھنا چاہے پڑھے خواہ وہ چھوٹی سے چھوٹی کیوں نہ ہو اور خواہ وہ کوئی سی نماز کیوں نہ ہو (۲) اگر نمازی مسافر ہو لیکن کسی جگہ اطمینان کے ساتھ ٹھہرا ہو تو نماز فجر وظہر میں اوساط مفصل میں سے لمبی سورتیں نماز عصر وعشاء میں اوساط مفصل کی چھوٹی سورتیں اور نماز مغرب میں قصار مفصل کی چھوٹی سورتیں پڑھنا سنت ہے (۳) اور اگر نمازی مقیم ہو اور وقت میں بھی گنجائش ہو تو اس کیلئے سنت یہ ہے کہ نماز فجر وظہر میں طوال مفصل نماز عصر وعشاء میں اوساط مفصل اور نماز مغرب میں قصار مفصل پڑھے۔

طوال مفصل سورۂ حجرات سے سورۂ بروج تک کی سورتوں کو کہا جاتا ہے۔ جبکہ سورۂ طارق سے سورۂ لم یکن تک اوساط مفصل اور سورۂ زلزال سے آخر قرآن تک کی سورتیں قصار مفصل کہلاتی ہیں۔ (حلبی کبیر ۳۱۰ کتاب المسائل ۳۲۲)

فائدہ: عمومی احوال میں مسجد کی جماعت میں فجر وظہر میں طوال مفصل عصر وعشاء میں اوساط مفصل اور مغرب میں قصار مفصل سے کم قراءت نہیں کرنی چاہئے اگر کوئی بوڑھا یا بیمار ہے اور فجر میں مسنون قراءت کے بقدر کھڑا نہیں رہ سکتا تو وہ بیٹھ کر قراءت سنے یا گھر میں نماز پڑھے اس کی رعایت میں مسنون قراءت میں تخفیف نہیں کی جائے گی البتہ اچانک پیش آنے والے احوال میں کمی بیشی کر سکتے ہیں مثلاً نماز کے دوران امام نے محسوس کیا کہ بہت سے لوگ مسجد میں آئے ہیں اور وضو کر رہے ہیں تو امام قراءت طویل کر سکتا ہے تاکہ لوگ وضو سے فارغ ہو کر جماعت میں شامل ہو جائیں یا صحن میں نماز ہو رہی ہے اور اچانک بارش شروع ہو گئی تو قراءت مختصر کرنے کی گنجائش ہے اگر کوئی گھر میں کسی بوڑھے یا بیمار کو نماز پڑھائے تو وہ مسنون قراءت سے بھی ہلکی قراءت کر سکتا ہے۔ (تحفۃ الالمعی ۱/۵۶۹)

﴿۳۵۵﴾ وَإِطَالَةُ الْأُولَىٰ فِي الْفَجْرِ فَقَطْ

ترجمہ اور صرف فجر میں پہلی رکعت کو لمبا کرنا۔

نماز فجر میں پہلی رکعت طویل کرنا

امام ابوحنیفہ وامام ابویوسف کے نزدیک فجر میں پہلی رکعت دوسری سے لمبی کرنا اور باقی نمازوں میں دونوں رکعتیں برابر رکھنا مسنون ہے امام محمد اور باقی ائمہ کے نزدیک تمام نمازوں میں پہلی رکعت کو دوسری سے لمبی کرنا مسنون ہے۔
(طحطاوی علی مراقی الفلاح ۲۶۳)

﴿۳۵۶﴾ وَتَكْبِيرَةُ الرُّكُوعِ

ترجمہ اور رکوع کی تکبیر۔

تشریح ایک سنت یہ ہے کہ رکوع میں جاتے وقت اللہ اکبر کہے۔

﴿۳۵۷﴾ وَتَسْبِيحُهُ ثَلَاثًا

ترجمہ اور رکوع کی تسبیح تین مرتبہ (کہنا)

تشریح رکوع میں کم از کم تین مرتبہ سبحان ربی العظیم پڑھنا مسنون ہے۔

﴿۳۵۸﴾ وَاَخْذُ رُكْبَتَيْهِ بِيَدَيْهِ .

ترجمہ اور اپنے دونوں گھٹنوں کا پکڑنا اپنے دونوں ہاتھوں سے۔

تشریح رکوع کرتے وقت دونوں ہاتھوں سے گھٹنوں کو پکڑنا مسنون ہے۔

﴿۳۵۹﴾ وَتَفْرِيْجُ اَصَابِعِهٖ وَالْمَرْاَةُ لَا تُفَرِّجُهَا .

ترجمہ اور اپنی انگلیوں کو کشادہ رکھنا اور عورت اپنی انگلیوں کو کشادہ نہ رکھے۔

تشریح مردوں کے لئے ایک مستقل سنت یہ بھی ہے کہ رکوع میں جب گھٹنوں پر ہاتھ رکھیں تو انگلیاں کھول کر اچھی طرح پکڑ لیں البتہ عورت انگلیاں ملا کر صرف ہاتھ رکھے گی پکڑے گی نہیں۔

﴿۳۶۰﴾ وَنَصْبُ سَاقَيْهِ وَبَسْطُ ظَهْرِهٖ وَتَسْوِيَةُ رَاْسِهٖ بِعَجُزِهٖ .

نصب باب (ض) کا مصدر ہے کھڑا کرنا۔ ساق جمع سیقان پنڈلی۔ عَجُزٌ و عَجِزٌ ہر چیز کا پچھلا حصہ سرین جمع اَعْجَازٌ

ترجمہ اور سیدھا کھڑا کرنا اپنی پنڈلیوں کو اور اپنی کمر کا پھیلانا اور اپنے سر کو برابر کرنا سرین کے۔

تشریح رکوع کا طریقہ یہ ہے کہ دونوں ہتھیلیاں دونوں گھٹنوں پر رکھے انگلیاں پھیلا کر گھٹنوں کو دونوں ہاتھوں میں لے لے گویا پکڑ رکھا ہے اور کہنیاں پہلوؤں سے علیحدہ رکھے سر کو پیٹھ کے لیول پر رکھے نہ اونچا رکھے نہ نیچا پیٹھ سیدھی رکھے گھٹنے موڑے نہیں اور ہاتھ بھی بالکل سیدھے رکھے کہنیاں موڑے نہیں یہی رکوع کرنے کا مسنون طریقہ ہے۔ (مراقی الفلاح: ۱۴۵)

﴿۳۶۱﴾ وَالرَّفْعُ مِنَ الرُّكُوْعِ وَالْقِيَامُ بَعْدَهٗ مُطْمَئِنًّا .

ترجمہ اور اٹھنا رکوع سے اور کھڑا ہونا اس کے بعد اطمینان سے۔

تشریح رکوع سے اٹھنا تو مسنون ہے مگر رکوع سے اٹھ کر سیدھے کھڑا ہونا جسے قومہ کہتے ہیں واجب ہے۔ (طحاوی: ۱۴۵)

﴿۳۶۲﴾ وَوَضْعُ رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ يَدَيْهِ ثُمَّ وَجْهِهٖ لِلسُّجُوْدِ وَعَكْسُهٗ لِلنُّهُوْضِ .

نهوض باب فتح کا مصدر ہے اٹھنا کھڑا ہونا۔

ترجمہ اور رکھنا اپنے دونوں گھٹنوں کا پھر ہاتھوں کا پھر اپنے چہرے کا سجدہ کے لئے اور اس کا الٹا اٹھنے کیلئے۔

تشریح سجدہ میں جانے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ سر جھکانے کے بعد اولاً گھٹنے موڑ کر زمین پر رکھیں اس کے بعد آہستہ آہستہ سینہ کو زمین کی طرف جھکاتے ہوئے پہلے ہتھیلیاں زمین پر رکھیں اس کے بعد ہتھیلیوں کے بیچ میں ناک اور پیشانی رکھ دیں، مذکورہ ترتیب کے خلاف بلا عذر سجدہ میں جانا مثلاً گھٹنے زمین پر ٹیکنے سے پہلے چہرہ اور سینہ آگے کو جھکا دینا جیسا کہ عام لوگوں میں معمول ہے یا ہاتھ زمین پر رکھنے سے پہلے پیشانی رکھ دینا یہ سب صورتیں صحیح طریقہ کے خلاف اور قابل ترک ہیں، اس کے بعد فرمایا کہ سجدہ میں جانے کا جو طریقہ بیان کیا گیا ہے سجدہ سے اٹھنے میں اس کے برعکس کرلے یعنی پہلے پیشانی اٹھائے پھر ہتھیلیاں، پھر گھٹنے۔

﴿۳۶۳﴾ وَتَكْبِيرُ السُّجُودِ وَتَكْبِيرُ الرَّفْعِ مِنْهُ .

ترجمہ اور سجدے کی تکبیر اور اس سے اٹھنے کی تکبیر۔

تشریح سجدہ میں جاتے وقت تکبیر کہنا مسنون ہے اسی طرح سجدہ سے اٹھتے وقت بھی تکبیر کہنا مسنون ہے۔

﴿۳۶۴﴾ وَكَوْنُ السُّجُودِ بَيْنَ كَفَّيْهِ .

ترجمہ اور سجدے کا ہونا اپنی ہتھیلیوں کے درمیان۔

تشریح نماز کی ایک سنت یہ ہے کہ ناک اور پیشانی ہتھیلیوں کے بیچ میں ہو۔

﴿۳۶۵﴾ وَتَسْبِيحُهُ ثَلَاثًا .

ترجمہ اور سجدہ کی تسبیح تین مرتبہ۔

تشریح نماز کی بتیسویں سنت یہ ہے کہ سجدہ میں کم از کم تین مرتبہ سبحان ربی الاعلیٰ پڑھے۔

﴿۳۶۶﴾ وَمُجَافَاةُ الرَّجُلِ بَطْنَهُ عَنْ فَخِذَيْهِ وَمِرْفَقَيْهِ عَنْ جَنْبَيْهِ وَذِرَاعَيْهِ عَنِ الْأَرْضِ .

مُجَافَاة باب مفاعلہ کا مصدر ہے علیحدہ رکھنا۔ **فَخِذ** خاء کے سکون اور کسرہ کے ساتھ دونوں لغت ہیں، ران جمع أفخاذ. **جَنب** جمع اجناب و جُنوب پہلو۔ **ذِرَاع** جمع أَذْرُع کہنی سے بیچ کی انگلی تک۔

ترجمہ اور مرد کا علیحدہ رکھنا اپنے پیٹ کو اپنی رانوں سے اور اپنی کہنیوں کو اپنی بغلوں سے اور اپنی کلائیوں کو زمین سے۔

تشریح اس عبارت میں نماز کی ایک اور سنت کا بیان ہے یعنی سجدہ کی حالت کا بیان ہے، چنانچہ فرماتے ہیں کہ مردوں کے لئے سجدہ کی حالت میں اپنی رانیں اور پیٹ الگ الگ رکھنے چاہئیں، آپس میں ملانا نہیں اسی طرح

مردوں کے لئے سجدہ کی حالت میں کہنیاں زمین یا رانوں پر ٹیکنا صحیح نہیں ہے ، ہمیشہ کہنیاں اوپر اٹھا کر رکھیں تاہم جماعت سے نماز پڑھتے وقت دائیں بائیں کہنیاں اس طرح نہ نکالیں جس سے دیگر نمازیوں کو زحمت ہو اور اگر کوئی شخص لمبا سجدہ کرے اور وہ مسنون طریقہ پر سجدہ کرنے کی وجہ سے یعنی بازوؤں کو پہلوؤں سے علیحدہ رکھنے کی وجہ سے تھک جائے تو اس کے لئے کہنیوں کو گھٹنوں پر ٹیک دینا جائز ہے مگر کلائیاں بچھانے کی اجازت نہیں۔

﴿۳۶۷﴾ وَانْخِفَاضُ الْمَرْأَةِ وَلَزْقُهَا بَطْنَهَا بِفَخِذَيْهَا .

انخفاض بلندی کے بعد پست ہونا۔ لزقھا لزق لزوقا باب سمع چپکانا۔

ترجمہ اور عورت کا پست ہونا اور اس کا ملا لینا اپنے پیٹ کو اپنی رانوں سے۔

عورت کے سجدہ کا طریقہ

ایک اور سنت کا بیان ہے کہ عورتیں زمین سے بالکل چمٹ کر سجدہ کریں نہ تو کہنیاں اوپر اٹھائیں اور نہ ہی رانیں پیٹ سے الگ کریں بلکہ دونوں کو ملا کر سجدہ کریں اور پیروں کو بچھائے رکھیں۔

﴿۳۶۸﴾ وَالْقَوْمَةُ وَالْجَلْسَةُ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ .

ترجمہ اور قومہ کرنا اور بیٹھنا دونوں سجدوں کے درمیان۔

تشریح مسئلہ ۳۳۳ کے اختیاری مطالعہ میں تفصیل گزر چکی ہے مزید یہاں یہ ہے کہ قومہ اور جلسہ اس طرح کرنا مسنون ہیں کہ تمام اعضاء اپنی جگہ پر ساکن ہو جائیں۔

﴿۳۶۹﴾ وَوَضْعُ الْيَدَيْنِ عَلَى الْفَخِذَيْنِ فِيمَا بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ كَحَالَةِ التَّشَهُّدِ .

ترجمہ اور دونوں ہاتھوں کو رکھنا رانوں پر دونوں سجدوں کے درمیان تشہد کی حالت کے مانند (جس طرح تشہد میں بیٹھتے ہیں اسی طرح دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنا)

تشریح مصنفؒ فرماتے ہیں کہ دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنے کے وقت دونوں ہاتھ رانوں پر اس طرح رکھیں کہ انگلیاں قبلہ رخ رہیں ان کو گھٹنوں پر نہ رکھیں، یہی طریقہ تشہد میں بیٹھنے کا ہے نیز دونوں پیر کھڑے کر کے ایڑیوں پر بیٹھنا بلا عذر صحیح نہیں ہے۔

﴿۳۷۰﴾ وَافْتِرَاشُ رِجْلِهِ الْيُسْرَى وَنَصْبُ الْيُمْنَى .

ترجمہ اور بچھانا اپنے بائیں پیر کو اور کھڑا کرنا داہنے کو۔

تشریح فرماتے ہیں کہ دونوں سجدوں اور تشہد میں بیٹھتے وقت بایاں قدم بچھا کر اس پر دوزانو بیٹھ جائیں جبکہ

دایاں قدم کھڑا کر کے اس کی انگلیاں قبلہ رخ کر لیں۔

﴿۳۷۱﴾ وَتَوَرُّكُ الْمَرْأَةِ .

تورک مصدر از باب تفعّل بمعنی سرین پر بیٹھنا۔

ترجمہ اور عورت کا تورک کرنا۔

تشریح مطلب یہ ہے کہ عورتوں کے بیٹھنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ وہ دونوں پیر بچھا کر دائیں طرف نکالیں اور بائیں پہلو پر بیٹھ جائیں۔

﴿۳۷۲﴾ وَالْإِشَارَةُ فِي الصَّحِيحِ بِالْمُسَبِّحَةِ عِنْدَ الشَّهَادَةِ يَرْفَعُهَا عِنْدَ النَّفْيِ وَيَضَعُهَا عِنْدَ الْإِثْبَاتِ .

ترجمہ اور اشارہ کرنا صحیح قول میں شہادت کی انگلی سے (التحیات میں) شہادت کے وقت اٹھائے اس کو نفی کے وقت اور رکھ دے اس کو اثبات کے وقت۔

شہادت کے وقت انگلی اٹھانا

تشہد میں انگشت شہادت سے اشارہ کرنا مسنون ہے اور اس پر چاروں فقہاء کا اتفاق ہے اگرچہ احناف کے یہاں پہلے اس مسئلہ میں شدید اختلاف تھا مگر بعد میں یہ اختلاف ختم ہو گیا اب سب احناف اشارہ کے قائل ہیں، اشارہ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ چھوٹی بیچ کی اور ان کے درمیان کی یعنی تین انگلیاں بند کرے اور شہادت کی انگلی سیدھی رکھے اور انگوٹھا اس کی جڑ میں لگائے، اس کے علاوہ دو طریقے اور بھی ہیں: (۱) چھوٹی اور اس کے پاس والی انگلیاں بند کرے اور درمیانی انگلی اور انگوٹھے کا حلقہ بنائے اور بوقت اشارہ شہادت کی انگلی سے اشارہ کرے۔ (۲) تمام انگلیوں کی مٹھی بنالے اور بوقت اشارہ شہادت کی انگلی سے اشارہ کرے۔

آگے فرماتے ہیں کہ اشارہ کب کرے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ جب تشہد پڑھتا ہوا لا الٰہ پر پہنچے تو شہادت کی انگلی اس حد تک اٹھائے کہ انگلی کا رخ قبلہ کی طرف ہی رہے آسمان کی طرف رخ نہ ہو اور جب الا اللہ پر پہنچے تو انگلی نیچی کرلے اور یہ حلقہ سلام پھیرنے تک برقرار رکھے۔

اشارہ کی حکمت

اشارہ کی حکمت یہ ہے کہ لا الٰہ سے مطلق نفی ہوتی ہے اور ایک انگلی کے اشارہ سے اللہ کی الوہیت کا استثناء ہوتا ہے چنانچہ حدیث میں ہے کہ ایک شخص نے دو انگلیوں سے اشارہ کیا تو حضور ﷺ نے اس کو ٹوکا اور فرمایا: اَحِّدْ اَحِّدْ ایک انگلی سے

اشارہ کرے ایک انگلی سے اشارہ کرے اور جب الا اللہ کہے تو اشارہ ختم کردے کیونکہ اب نفی اثبات کی ضرورت باقی نہیں رہی۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۱۴۶)

﴿۲۷۳﴾ وَقِرَاءَةُ الْفَاتِحَةِ فِيْمَا بَعْدَ الْأَوَّلَيْنِ .

ترجمہ اور فاتحہ کا پڑھنا پہلی دو رکعتوں کے بعد والی رکعتوں میں۔

تشریح فرض نمازوں میں ابتدائی دو رکعتوں کے بعد آخر کی باقیہ رکعتوں میں سورۂ فاتحہ پڑھنا افضل ہے واجب اور لازم نہیں ہے۔ (شامی مصری: ۱/ ۳۴۸)

﴿۲۷۴﴾ وَالصَّلٰوةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي الْجُلُوْسِ الْأَخِيْرِ وَالدُّعَاءُ بِمَا يُشْبِهُ أَلْفَاظَ الْقُرْآنِ وَالسُّنَّةِ لَا كَلَامَ النَّاسِ .

ترجمہ اور درود شریف پڑھنا نبی پر آخری قعدہ میں اور دعا مانگنا ایسی جو مشابہ ہو قرآن اور سنت کے الفاظ کے نہ کہ لوگوں کے کلام کے۔

درود شریف و دعا پڑھنا

قعدۂ اخیرہ میں التحیات کے بعد درود شریف پڑھنا سنت ہے اور درود شریف کے بعد سلام سے پہلے ادعیۂ ماثورہ پڑھنا مسنون ہے یعنی ایسی دعا جو قرآن شریف میں ہو یا حدیث شریف سے منقول ہو۔

﴿۲۷۵﴾ وَالْاِلْتِفَاتُ يَمِيْنًا ثُمَّ يَسَارًا بِالتَّسْلِيْمَتَيْنِ .

ترجمہ اور چہرہ گھمانا دائیں طرف پھر بائیں طرف دونوں سلاموں میں۔

سلام پھیرتے وقت نظریں کہاں رہیں

نماز کے اختتام پر اولاً دائیں پھر بائیں طرف سر گھماتے ہوئے السلام علیکم ورحمۃ اللہ کہیں، نیز سلام پھیرتے وقت گردن اتنی موڑیں کہ پیچھے سے رخسار دکھائی دے جائے، اسی طرح دائیں طرف سلام پھیرتے وقت دائیں مونڈھے پر نظر رکھنا اور بائیں طرف سلام پھیرتے وقت بائیں مونڈھے پر نظر رکھنا مستحب ہے۔

﴿۲۷۶﴾ وَنِيَّةُ الْإِمَامِ الرِّجَالَ وَالْحَفَظَةَ وَصَالِحَ الْجِنِّ بِالتَّسْلِيْمَتَيْنِ فِي الْأَصَحِّ .

ترجمہ اور امام کا نیت کرنا مردوں اور حفاظت کرنے والے فرشتوں اور نیک جنوں کی دونوں سلاموں میں

صحیح قول کی بنا پر۔

سلام پھیرتے وقت امام کیا نیت کرے؟

سلام پھیرتے وقت امام تو تمام مقتدیوں کی نیت کرے گا اور ان فرشتوں کی جو انسان کے ہر قول و عمل کی حفاظت کرتے ہیں یا سرکش جنات و شیاطین سے حفاظت کرتے ہیں نیز نیک صالح جنات کی بھی نیت کرے اور یہ حکم دونوں طرف سلام پھیرنے کے وقت میں ہے بعض حضرات فرماتے ہیں کہ صرف پہلے سلام میں نیت کرے مگر صحیح قول اول ہی ہے۔ (مراقی الفلاح: ۱۵۰)

﴿۳۲۷﴾ وَنِيَّةُ الْمَأْمُوْمِ إِمَامَهُ فِيْ جِهَتِهٖ وَإِنْ حَاذَاهُ نَوَاهُ فِي التَّسْلِيْمَتَيْنِ مَعَ الْقَوْمِ وَالْحَفَظَةِ وَصَالِحِ الْجِنِّ.

حاذاہ مُحاذاۃً باب مفاعلہ، بالمقابل ہونا، برابر ہونا۔ حفظۃ حافظ کی جمع ہے اعمال نامہ لکھنے والا فرشتہ انسان کی دائیں جانب رقیب فرشتہ ہے جو نیکیاں لکھتا ہے اور بائیں جانب، عتید ہے جو برائیاں لکھتا ہے اور ان کو حفظہ اس وجہ سے کہا ہے کیونکہ یہ انسان سے صادر ہونے والے تمام اقوال اور افعال لکھتے ہیں یا اس وجہ سے کہ وہ انسان کی خبیث جنات و ہلاکت کی جگہوں سے حفاظت کرتے ہیں۔

ترجمہ اور مقتدی کا نیت کرنا اپنے امام کی اس کی جانب میں اور اگر امام کی سیدھ میں ہو تو نیت کرے اس کی دونوں سلاموں میں قوم حفاظت کرنے والے فرشتوں اور نیک جنات کے ساتھ۔

مقتدی کیا نیت کرے؟

مقتدی تین قسم کے ہیں: (۱) وہ مقتدی جو امام کی داہنی جانب ہے وہ پہلے سلام میں صرف اس جانب کے مقتدیوں فرشتوں اور نیک جنات سب پر سلام کی نیت کرے اور دوسرے سلام میں اس جانب کے مقتدیوں فرشتوں اور نیک جنات کی نیت کے ساتھ ساتھ امام کی بھی نیت کرے۔ (۲) وہ مقتدی جو امام کی بائیں جانب ہے وہ پہلے سلام میں امام اور اس جانب کے مقتدیوں اور فرشتوں اور جنات کی نیت کرے اور دوسرے سلام میں صرف امام کی نیت چھوڑ دے باقی سب کی کرے۔ (۳) وہ مقتدی جو امام کے پیچھے بالکل سیدھ میں ہے خواہ کسی بھی صف میں ہو اس کو چاہئے کہ اپنے دونوں سلاموں میں امام کی نیت کرے فرشتوں جنات اور اپنے ساتھ نماز پڑھنے والے مقتدیوں کی بھی نیت کرے۔
(مراقی الفلاح: ۱۵۰)

﴿۳۲۸﴾ وَنِيَّةُ الْمُنْفَرِدِ الْمَلَائِكَةَ فَقَطْ.

ترجمہ اور منفرد کا نیت کرنا صرف فرشتوں کی۔

منفرد کس طرح نیت کرے؟

مطلب یہ ہے کہ تنہا نماز پڑھنے والا صرف محافظ فرشتوں پر سلام کی نیت کرے کیونکہ اس کے ساتھ صرف وہی ہیں مگر علامہ طحطاوی فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص جنگل و بیابان میں تنہا اذان پڑھ کر اور تکبیر کہہ کر نماز پڑھتا ہے تو ایک خلق کثیر اس کی اقتداء کرتی ہے اس لئے صاحب نور الایضاح کے لئے یہ بات مناسب تھی کہ یوں کہتے: وینوی من اقتدی. (طحطاوی: ۱۵۰)

﴿۳۷۹﴾ وَخَفْضُ الثَّانِيَةِ عَنِ الْأُولٰى.

خفض بمعنی خفض یخفض خفضا باب (ض) پست کرنا۔

ترجمہ اور دوسرے سلام کو پست آواز سے کہنا پہلے کے مقابلہ میں۔

تشریح بہتر یہ ہے کہ دوسرے سلام کی آواز پہلے سلام سے پست ہو۔

﴿۳۸۰﴾ وَمُقَارَنَتُهُ لِسَلَامِ الْإِمَامِ.

ترجمہ اور مقتدی کا ملانا امام کے سلام کے ساتھ۔

تشریح مسئلہ یہ ہے کہ جیسے ہی امام سلام پھیرے تو مقتدی حضرات بھی ساتھ ساتھ سلام پھیر دیں مگر صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ امام کے سلام کے بعد سلام پھیریں تاکہ امور دنیا میں جلدی کرنا لازم نہ آئے۔ (مراقی الفلاح: ۱۵۰)

﴿۳۸۱﴾ وَالْبِدَاءَةُ بِالْيَمِيْنِ.

ترجمہ اور ابتداء کرنا دائیں جانب سے۔

تشریح دائیں جانب سے سلام کی ابتداء کرنا بھی مسنون ہے۔

﴿۳۸۲﴾ وَانْتِظَارُ الْمَسْبُوْقِ فَرَاغَ الْإِمَامِ.

ترجمہ اور مسبوق کا انتظار کرنا امام کے فارغ ہونے کا۔

مسبوق کو اپنی نماز پوری کرنے کے لئے کب کھڑا ہونا چاہئے

مسبوق کو چاہئے کہ جب امام دونوں سلام پھیر چکے اور اس کو اطمینان ہو جائے کہ امام پر سجدۂ سہو لازم نہیں ہے تو

اب وہ اپنی نماز پوری کرنے کے لئے کھڑا ہو۔

مسبوق کا سلام سے پہلے اپنی نماز کے لئے کھڑا ہونا

آخری قعدہ میں تشہد پڑھنے کے بقدر بیٹھنے سے پہلے مسبوق کا کھڑا ہونا کسی صورت میں جائز نہیں ہے اور تشہد کے بقدر بیٹھنے کے بعد امام کے سلام سے پہلے کھڑے ہونے کی اجازت صرف عذر کی صورت میں ہو سکتی ہے، عام حالات میں اجازت نہیں اور عذر متعدد وجہ سے ہو سکتے ہیں: (۱) مسبوق نے موزے پاؤں پر رکھے ہیں اور اسے خطرہ ہے کہ اگر امام کے سلام کے بعد نماز پوری کی تو مسح کی مدت ختم ہو جائے گی۔ (۲) مسبوق معذور شرعی ہے اور اسے نماز کے وقت کے نکل جانے کا اندیشہ ہے۔ (۳) جمعہ کی نماز میں عصر کے وقت کے داخل ہونے کا خطرہ ہے یا فجر کی نماز میں سورج طلوع ہونے کا امکان ہے۔ (۴) مسبوق کو اندیشہ ہے کہ امام کے سلام پھیرتے ہی ایسی بھیڑ ہو گی کہ اس کے لئے بعد میں اپنی نماز پوری کرنا مشکل ہو جائے گا تو اس طرح کے اعذار کی وجہ سے وہ امام کے سلام پھیرنے سے قبل بھی اپنی نماز پوری کرنے میں مشغول ہو سکتا ہے۔ (عالمگیری: ۱/۹۱، طحطاوی: ۱۵۰، کتاب المسائل: ۳۹۷)

فَصْلٌ

﴿۳۸۳﴾ مِنْ آدَابِهَا إِخْرَاجُ الرَّجُلِ كَفَّيْهِ مِنْ كُمَّيْهِ عِنْدَ التَّكْبِيرِ .

کُمٌّ آستین جمع اکمام و کممۃ۔

ترجمہ منجملہ آداب نماز کے مرد کا نکالنا اپنی دونوں ہتھیلیوں کو اپنی آستینوں سے تکبیر تحریمہ کے وقت۔

تشریح اصطلاح شریعت میں جس عمل پر ادب اور مستحب کا اطلاق کیا جاتا ہے اس کی حیثیت یہ ہے کہ اگر اسے اختیار کیا جائے تو ثواب ملے گا اور اگر عمل نہ کیا جائے تو کوئی گناہ نہ ہوگا، صورت مسئلہ یہ ہے کہ مرد نمازی کے لئے مستحب ہے کہ وہ تکبیر تحریمہ کہتے وقت اپنے ہاتھ چادر یا آستین سے باہر نکال کر کانوں کی لو تک اٹھائے البتہ عورت چادر اور دوپٹے کے اندر سے ہی ہاتھ صرف کندھوں تک اٹھائے گی۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۱۵۱)

﴿۳۸۴﴾ وَنَظَرُ الْمُصَلِّي إِلَى مَوْضِعِ سُجُوْدِهِ قَائِمًا وَإِلَى ظَاهِرِ الْقَدَمِ رَاكِعًا وَإِلَى أَرْنَبَةِ أَنْفِهِ سَاجِدًا وَإِلَى حِجْرِهِ جَالِسًا وَإِلَى الْمَنْكِبَيْنِ مُسَلِّمًا .

ارنبۃ الانف ناک کا بانسہ۔ حجر جمع حجور گود۔

ترجمہ اور نمازی کا دیکھنا اپنے سجدے کی جگہ کی جانب حالت قیام میں اور پیروں کی پشت کی طرف رکوع کی حالت میں اور اپنی ناک کی پھونگل کی طرف سجدہ کی حالت میں اور اپنی گود کی جانب بیٹھنے کی حالت میں اور مونڈھوں کی

جانب سلام پھیرتے ہوئے۔

قیام رکوع سجدہ وغیرہ میں نظر کہاں رہے؟

نماز میں خشوع وخضوع برقرار رکھنے کے لئے مستحب ہے کہ حالت قیام میں سجدہ کی جگہ نظر بھی رہے، حالت رکوع میں قدموں پر نظر رہے سجدہ میں ناک کے بانسہ پر نگاہ رہے، اور حالت قعدہ میں اپنی گود پر نظر رہے اور دائیں طرف سلام پھیرتے وقت دائیں مونڈھے پر نظر رکھنا اور بائیں طرف سلام پھیرتے وقت بائیں مونڈھے پر نظر رکھنا مستحب ہے۔ یہ حکم ہر حالت میں ہے حتی کہ اگر کوئی شخص بیت اللہ شریف کے عین سامنے نماز پڑھ رہا ہو تو اسے بھی مذکورہ آداب کا خیال رکھنا چاہئے، دوران نماز اسے کعبۃ اللہ پر نظر نہیں جمانی چاہئے۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۱۵۱)

﴿۲۸۵﴾ وَدَفْعُ السُّعَالِ مَا اسْتَطَاعَ.

سُعَالٌ کھانسی سُعلۃٌ مُتقطعۃٌ رک رک کر اٹھنے والی کھانسی سَعَلَ یَسْعُلُ سُعَالاً وسُعْلۃً کھانسنا۔ (قاموس)

ترجمہ اور کھانسی کو روکنا جب تک کہ طاقت رکھے۔

کھانسی وغیرہ روکنا

ایک ادب یہ ہے کہ نماز کے دوران حتی الامکان کھانسی اور ڈکار کو روکا جائے۔

﴿۲۸۶﴾ وَكَظْمُ فَمِهِ عِنْدَ التَّثَاؤُبِ.

كظم يَكظِمُ كَظمًا باب (ض) بند کرنا۔ التثاؤب والثوباء والتثاب جمائی لینا (س) ثاب جمائی لینا۔

ترجمہ اور اپنے منھ کا بند کرنا جمائی کے وقت۔

تشریح نماز میں پوری کوشش کی جائے کہ جمائی میں منھ نہ کھلنے پائے اور اگر ناگزیر صورت ہو تو منھ کو ہاتھ یا آستین سے ڈھک لے۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۱۵۱)

﴿۲۸۷﴾ وَالْقِيَامُ حِيْنَ قِيْلَ حَيَّ عَلَى الْفَلَاحِ وَشُرُوْعُ الْإِمَامِ مُذْ قِيْلَ قَدْ قَامَتِ الصَّلٰوةُ.

ترجمہ اور کھڑا ہو جانا جس وقت کہا جائے حی علی الفلاح اور امام کا شروع کر دینا جس وقت کہا جائے

قد قامت الصلوۃ۔

مقتدی نماز کیلئے کب کھڑے ہوں

فقہاء احناف نے اس مسئلہ میں مختلف صورتوں میں الگ الگ استحبابی حکم بیان فرمایا ہے جس کا خلاصہ یہ ہے کہ (۱) اگر امام صف کے درمیان موجود ہو اور پیچھے سے مصلی کی طرف آ رہا ہو تو جس صف میں پہنچتا جائے وہ صف کھڑی ہوتی جائے۔ (عالمگیری: ج ۱/ ۵۷)

(۲) اور اگر امام سامنے سے آ رہا ہو تو اس پر نظر پڑتے ہی جماعت کھڑی ہو جائے۔ (بحوالہ بالا)

(۳) اور اگر امام پہلے ہی سے صف میں موجود ہو اور صفیں بھی سب درست ہوں اور اقامت کا وقت ہو جائے تو اس خاص صورت میں اقامت سے پہلے کسی کا کھڑا ہونا مکروہ ہے اور افضل یہ ہے کہ جب مکبر حی علی الفلاح تک پہنچے تو امام سمیت پوری جماعت کھڑی ہو جائے کھڑے ہونے میں حی علی الفلاح سے تاخیر کرنا اور اس کے بعد تک بیٹھا رہنا مکروہ ہے بحوالہ بالا۔

مسئلہ بالا کے متعلق غلطیاں اور کوتاہیاں

اس مسئلہ پر عمل کرنے میں بعض جگہ بڑی کوتاہیاں پائی جاتی ہیں اور افسوس ہے کہ ایک خاص فرقہ نے اسے اپنا (نحوی) کا مسئلہ بنا کر اسے علامت رخ دے دیا ہے اس لئے ذیل میں وہ چند کوتاہیاں تحریر کی جاتی ہیں جن میں عام ابتلاء ہے (۱) بعض حضرات امام کی آمد سے پہلے ہی نماز کیلئے کھڑے ہو جاتے ہیں اور کھڑے کھڑے امام کی آمد کا انتظار کرتے ہیں حالانکہ یہ طریقہ خلاف اولیٰ ہے افضل یہ ہے کہ کھڑے ہونے کے بجائے بیٹھ کر انتظار کریں اور جب امام کو آتا دیکھیں تو کھڑے ہو جائیں (درمختار مع الشامی زکریا: ۲/ ۱۷۷، بیروت: ۲/ ۲۵) (۲) اس کے برخلاف بعض لوگ حی علی الفلاح پر کھڑے ہونے کا اس قدر لحاظ کرتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اس کا خیال نہ رکھے تو اس پر نکیر کرتے ہیں اور کہیں تو لڑائی جھگڑے تک نوبت آ جاتی ہے حالانکہ یہ مسئلہ صرف آداب سے تعلق رکھتا ہے اس پر اصرار کرنا اور اس پر عمل نہ کرنے والے پر لعن طعن کرنا جائز نہیں ہے۔ (درمختار زکریا: ۲/ ۱۷۵) (۳) نماز میں صفوں کے سیدھا کرنے اور درمیان کے خلا کو پر کرنے کا حکم واجب کے قریب کا درجہ رکھتا ہے اگر متفرق بیٹھے ہوئے لوگوں کو حی علی الفلاح سے پہلے کھڑا ہونے سے منع کیا جائیگا تو کوئی صورت نہیں ہے کہ تکبیر ختم ہونے سے پہلے صفیں درست ہو جائیں اس لئے صفوں کی درستگی کی اہمیت کو ترجیح دیتے ہوئے حی علی الفلاح پر کھڑے ہونے کے ادب کو نظر انداز کرنا زیادہ مناسب ہے اس مسئلہ کی نظیر یہ ہے کہ فقہاء نے اسی مستحب کے ساتھ یہ بھی لکھا ہے کہ افضل یہ ہے کہ امام مکبر کے قد قامت الصلوۃ کہتے ہی تکبیر تحریمہ شروع کر دے (جیسا کہ متن میں موجود ہے) لیکن فقہاء نے خود اس ادب کو سرے سے نظر انداز کر دیا تاکہ نمازیوں اور مؤذن کی تکبیر اولیٰ فوت نہ ہو تو جب محض ایک فضیلت کے حصول کیلئے فقہاء کے بیان کردہ ادب کو ترک کیا جا سکتا ہے تو

صفوں کی درستگی کیلئے تو بدرجہ اولی حی علی الفلاح، کے ادب کو نظر انداز کرنا مناسب ہوگا۔

ضروری نوٹ

اس مسئلہ میں الجھاؤ کی ایک وجہ یہ بھی ہے کہ بعض مشائخ کی عبارتوں میں بظاہر تضاد معلوم ہوتا ہے مثلاً امام طحطاوی طحطاوی علی مراقی الفلاح، میں لکھتے ہیں کہ ابتدائے اقامت سے کھڑا ہونا مکروہ ہے طحطاوی: ۱۵۱ حالانکہ کسی امام سے صراحۃً یہ بات منقول نہیں ہے اور دوسری طرف اسی مسئلہ میں درمختار کے حاشیہ میں لکھتے ہیں کہ ظاہر یہ ہے کہ اس سے حی علی الفلاح سے تاخیر کرنے سے احتراز مقصود ہے نہ کہ تقدیم سے حتیٰ کہ اگر شروع اقامت سے کھڑا ہو جائے تو بھی کوئی حرج نہیں۔ (طحطاوی علی الدر المختار: ۱۱۵ بحوالہ احسن الفتاوی ج ۳/ ۳۱۲)

تو ایک ہی مصنفؒ جب دو طرح کی باتیں لکھتے تو ہر بات کا الگ الگ محمل ہونا چاہئے تاکہ تعارض نہ رہے اور وہ محمل یہ ہے کہ اگر امام اپنی جگہ سے نہ اٹھا ہو یا مسجد میں داخل نہ ہوا ہو تو شروع اقامت سے کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہے ایسی صورت میں بیٹھ کر امام کا انتظار کرنا چاہئے تا آں کہ امام مصلی پر آجائے اور جب امام کھڑا ہو چکا ہو یا مصلی پر پہنچ چکا ہو تو پھر شروع اقامت سے کھڑے ہونے میں کوئی حرج نہیں۔ (کتاب المسائل: ۳۳۳ تا ۳۳۷)

مزید تفصیل دیکھیں

رسالہ ارشاد الانام بجواب ازلۃ الاوہام در احسن الفتاوی ۳: ۲۹۹، ۳۰۱ اقامت کے وقت مقتدی کب کھڑے ہوں؟ در جواہر الفقہ ۱: ۳۰۹۔ واللّٰہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم واستغفر اللّٰہ العظیم۔

فَصْلٌ فِي كَيْفِيَّةِ تَرْكِيبِ الصَّلٰوةِ

یہ فصل ہے نماز کی ترکیب کے طریقہ کے بیان میں

﴿۲۸۸﴾ إِذَا أَرَادَ الرَّجُلُ الدُّخُولَ فِي الصَّلٰوةِ أَخْرَجَ كَفَّيْهِ مِنْ كُمَّيْهِ ثُمَّ رَفَعَهُمَا حِذَاءَ أُذُنَيْهِ۔

ترجمہ جب ارادہ کرے مرد داخل ہونیکا (شروع کرنے کا) نماز میں تو نکال لے اپنی ہتھیلیوں کو اپنی آستینوں سے پھر اٹھائے ان دونوں کو اپنے کانوں کی لو تک۔

تشریح اس کی تفصیل مسئلہ ۲۸۳ کے تحت گذر چکی ہے۔

﴿۳۸۹﴾ ثُمَّ كَبَّرَ بِلَا مَدٍّ نَاوِيًا.

ترجمہ پھر تکبیر کہے مد کئے بغیر اس حال میں کہ وہ نماز کی نیت کرنے والا ہو۔

تشریح لفظ اللہ میں مد کی ایک صورت یہ ہے کہ شروع میں مد کرے یعنی اگر کسی شخص نے ناواقفیت میں یا جان بوجھ کر "اللہ اکبر" کے بجائے اللہ کے الف کو کھینچ کر آللہ اکبر کہا تو نہ صرف یہ کہ نماز فاسد ہو جائے گی بلکہ جان بوجھ کر کہنے کی صورت میں اس شخص کے کافر ہونے کا اندیشہ ہے۔ یہی حکم اکبر کے ہمزہ کو کھینچ کر اللہ آکبر کہنے کا ہے (بہت سے امام اور مکبرین و مؤذنین اس کا خیال نہیں کرتے اور اپنی اور مقتدیوں کی نمازیں خراب کرتے ہیں انھیں اللہ سے ڈرنا چاہئے) (حلبی کبیر: ۳۶۰)

اللہ اکبار، کہنا مفسد صلوۃ ہے

اگر دوران نماز تکبیر کہتے وقت اللہ اکبر کے بجائے اللہ اکبار کے الفاظ نکالے تو اصح قول کے مطابق نماز فاسد ہو جائے گی اور یہ الفاظ اگر شروع میں نکالے تو نماز شروع ہی نہ ہوگی۔ (حلبی کبیر: ۲۵۹، کتاب المسائل: ۲۷۸)

اگر امام سے پہلے مقتدی کی تکبیر ختم ہوگئی

اگر مقتدی نے تکبیر تحریمہ اتنی جلدی کہی کہ امام کی "اللہ اکبر" کا کوئی جز باقی تھا تو مقتدی کی نماز شروع نہیں ہوئی از سر نو تکبیر کہہ کر نماز میں شامل ہو۔ اس لئے کہ امام کے نماز میں داخل ہونے سے قبل مقتدی کا کوئی عمل معتبر نہیں ہے۔ (حلبی کبیر: ۲۶۰، کتاب المسائل: ۲۷۹)

﴿۳۹۰﴾ وَيَصِحُّ الشُّرُوعُ بِكُلِّ ذِكْرٍ خَالِصٍ لِلّٰهِ تَعَالٰى. كَسُبْحَانَ اللّٰهِ وَبِالْفَارِسِيَّةِ إِنْ عَجَزَ عَنِ الْعَرَبِيَّةِ وَإِنْ قَدَرَ لَا يَصِحُّ شُرُوعُهُ بِالْفَارِسِيَّةِ.

ترجمہ اور صحیح ہے (نماز) شروع کرنا ہر ایسے ذکر کے ساتھ جو خالص اللہ تعالیٰ کیلئے ہو جیسے "سبحان اللہ" اور فارسی میں اگر عاجز ہو عربی سے اور اگر قادر ہو تو صحیح نہیں ہے اس کا شروع کرنا فارسی میں۔

فارسی وغیرہ میں تکبیر کہنا

نماز شروع کرتے وقت خاص "اللہ اکبر" کے الفاظ سے تکبیر تحریمہ کہنا واجب ہے اور "اللہ اکبر" کے علاوہ کسی اور ذکر جیسے "سبحان اللہ" وغیرہ سے نماز شروع کرنا اگرچہ صحیح ہے مگر مکروہ تحریمی ہے۔ اس کے بعد فرماتے ہیں کہ ایسے شخص کیلئے جو عربی زبان کے بولنے اور اس کے ادا کرنے پر بالکل قادر نہ ہو مجبوراً فارسی زبان میں تکبیر کہنا درست ہے خواہ

امام ہو یا مقتدی یا منفرد ہو فرض نماز ہو یا نفل وغیرہ اور جو شخص عربی تلفظ پر قادر ہے تو فارسی زبان میں تکبیر تحریمہ سے ابتداء کرنا صحیح نہیں ہے فارسی کے علاوہ دوسری زبانوں کا بھی یہی حکم ہے۔

﴿۳۹۱﴾ وَلَا قِرَاءَتُهُ بِهَا فِي الْأَصَحِّ.

ترجمہ: اور نہ اس کا قراءت کرنا فارسی میں اصح قول کے مطابق۔

عربی زبان کے علاوہ قرأت کرنا

نماز میں قراءت عربی کے علاوہ دوسری زبان میں فارسی ہو یا غیر فارسی قول صحیح کے مطابق جائز نہیں ہے امام صاحب کا قول اول جواز کا تھا مگر بعد میں انھوں نے رجوع فرمالیا تھا فتوی اسی قول پر ہے۔ (طحطاوی ۱۵۳)

﴿۳۹۲﴾ ثُمَّ وَضَعَ يَمِينَهُ عَلَى يَسَارِهِ تَحْتَ سُرَّتِهِ عَقِبَ التَّحْرِيمَةِ بِلَا مُهْلَةٍ مُسْتَفْتِحًا.

مستفتحا یہ وضع کی ضمیر سے حال ہونے کی بنا پر منصوب ہے باب استفعال سے استفتاحا مصدر ہے آغاز کرنا شروع کرنا یہاں پر مراد سبحانک الخ پڑھنا ہے۔

ترجمہ: پھر رکھے اپنے داہنے ہاتھ کو اپنے بائیں ہاتھ پر اپنی ناف کے نیچے تحریمہ کے بعد فوراً اس دوران کہ وہ ثنا پڑھنے والا ہو۔

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ تکبیر تحریمہ سے فارغ ہوتے ہی متصلاً بلا تاخیر دونوں ہاتھ اس ترکیب سے باندھے کہ داہنا ہاتھ اوپر اور بایاں ہاتھ نیچے ہو پھر ہاتھ باندھ کر ثنا پڑھے جس کا بیان اگلی عبارت میں ہے۔

﴿۳۹۳﴾ وَهُوَ أَنْ يَقُولَ سُبْحَانَكَ اللّٰهُمَّ وَبِحَمْدِكَ وَتَبَارَكَ اسْمُكَ وَتَعَالٰى جَدُّكَ وَلَا إِلٰهَ غَيْرُكَ.

ترجمہ: اور وہ یہ ہے کہ کہے اے اللہ آپ کی ذات پاک ہے اور میں آپ کی تعریف بیان کرتا ہوں اور آپ کا نام برکت والا ہے آپ کی بڑائی بہت ہی بلند ہے اور آپ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے۔

تشریح: سبحانک، آپ پاک ہیں (سبحان حاصل مصدر ہے اور اس کی مفعول ضمیر حاضر کی طرف اضافت کی گئی ہے، اللّٰہم، اس کی اصل یا اللہ ہے اور یہ مستقل جملہ معترضہ ہے، بحمدک، آپ کی ذات خوبیوں کے ساتھ متصف ہے، تبارک اسمک، آپ کا نام بابرکت والا ہے، وتعالٰی جدک، اور آپ کا مرتبہ عالی ہے (جد کے اصلی معنی ہیں نصیب مگر یہاں مرتبہ مراد ہے) ولا الٰہ غیرک، اور آپ کے علاوہ کوئی معبود نہیں۔

فائدہ: تکبیر اور قراءت کے درمیان ذکر (ثناء) رکھنے میں حکمت یہ ہے کہ پہلے سے موجود تمام مقتدی امام کے ساتھ

نماز شروع نہیں کر سکتے کچھ لوگ پیچھے رہ جاتے ہیں پس اگر امام تکبیر کے ساتھ ہی قراءت شروع کر دے گا تو کچھ مقتدی سننے سے محروم رہیں گے اس لئے دعائے استفتاح رکھی گئی ہے۔

﴿۳۹۴﴾ وَيَسْتَفْتِحُ كُلُّ مُصَلٍّ.

ترجمہ اور سبحانک اللّٰھم پڑھے ہر نماز پڑھنے والا۔

مقتدی ثناء پڑھے یا نہیں؟

صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ ہر نمازی اپنی نماز کو ثناء سے شروع کرے یعنی امام مقتدی منفرد سب کو سبحانک اللّٰھم پڑھنا چاہئے خواہ فرائض ہوں یا واجبات نوافل ہوں یا سنن نماز جہری ہو یا سری لیکن اگر کوئی شخص جماعت کھڑی ہونے کے بعد اس وقت نماز میں شامل ہوا جبکہ امام صاحب قراءت شروع کر چکے تھے تو اب وہ مقتدی ثناء نہ پڑھے خواہ نماز جہری ہو یا سری بلکہ اس وقت خاموش کھڑا رہے پھر رکوع میں جانے سے پہلے اگر اتنی جلدی ثناء پڑھ سکتا ہو کہ اس کا رکوع نہ چھوٹنے پائے تو اس وقت ثناء پڑھ کر رکوع میں چلا جائے اور اگر ثناء پڑھنے کا بالکل موقع نہ ملا تو بھی نماز میں کوئی خرابی لازم نہیں آئے گی۔ (دینی مسائل اور ان کا حل: ۳۶، طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۱۵۳)

﴿۳۹۵﴾ ثُمَّ يَتَعَوَّذُ سِرًّا لِلْقِرَاءَةِ فَيَأْتِي بِهِ الْمَسْبُوْقُ لَا الْمُقْتَدِيْ.

ترجمہ پھر اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم پڑھے آہستہ قرآن شریف پڑھنے کیلئے چنانچہ پڑھے اس کو مسبوق نہ کہ مقتدی۔

تشریح ثناء پڑھ لینے کے بعد قراءت کیلئے آہستہ سے اعوذ باللّٰہ پڑھے لہٰذا جس کو قراءت کرنی ہے وہ تعوذ پڑھے گا جیسے امام اور منفرد اور مسبوق جبکہ اپنی باقی ماندہ رکعت کو امام کے فارغ ہونے کے بعد شروع کرے گا تو اولاً ثناء پڑھے پھر تعوذ پڑھے پھر آگے فرماتے ہیں کہ مقتدی تعوذ نہ پڑھے کیوں کہ اس کو قراءت نہیں کرنی ہے۔

للقراءة اس قید سے اس طرف اشارہ ہے کہ تعوذ کا تعلق قراءت کے ساتھ ہے ثناء کے ساتھ نہیں۔ (مراقی الفلاح: ۱۵۳)

﴿۳۹۶﴾ وَيُؤَخِّرُ عَنْ تَكْبِيْرَاتِ الْعِيْدَيْنِ.

ترجمہ اور مؤخر کرے عیدین کی تکبیروں سے۔

تشریح صورت مسئلہ یہ ہے کہ تعوذ کو پہلی رکعت میں تکبیرات عیدین کے بعد پڑھے کیوں کہ تعوذ قراءت کیلئے ہے اور قراءت ہوگی تکبیرات زوائد کے بعد۔ (مراقی الفلاح: ۱۵۳)

﴿۳۹۷﴾ ثُمَّ يُسَمِّي سِرًّا.

ترجمہ پھر بسم اللہ پڑھے آہستہ۔

تشریح تعوذ کے بعد بسم اللہ الرحمن الرحیم پڑھنا بھی مسنون ہے مگر اس کا مطلب یہ ہے کہ آہستہ پڑھے۔

﴿۳۹۸﴾ وَيُسَمِّي فِي كُلِّ رَكْعَةٍ قَبْلَ الْفَاتِحَةِ فَقَطْ.

ترجمہ اور بسم اللہ پڑھے ہر رکعت میں صرف سورۂ فاتحہ سے پہلے۔

ابتداء سورت میں بسم اللہ کا حکم

امام اعظمؒ اور امام محمدؒ کے نزدیک فاتحہ سے پہلے ہر رکعت میں بسم اللہ پڑھنا سنت ہے اور سورت کے شروع میں بسم اللہ پڑھنے کا کیا حکم ہے؟ شیخین (امام اعظم وامام ابو یوسف) سے اس سلسلہ میں کچھ منقول نہیں اور امام محمدؒ اس کو مستحسن کہتے ہیں۔ (تحفۃ الالمعی ج:۲ ص:۷۹ شامی ۱/۳۵۷)

﴿۳۹۹﴾ ثُمَّ قَرَأَ الْفَاتِحَةَ.

ترجمہ پھر پڑھے سورۂ فاتحہ۔

تشریح بسم اللہ کے بعد سورۂ فاتحہ (الحمد شریف) پڑھے اور بہتر یہ ہے کہ اطمینان کے ساتھ اس کی ہر آیت الگ الگ سانس میں تلاوت کرے۔

﴿۴۰۰﴾ وَأَمَّنَ الْإِمَامُ وَالْمَأْمُومُ سِرًّا.

ترجمہ اور آمین کہے امام اور مقتدی آہستہ۔

تشریح مسئلہ یہ ہے کہ جب امام ولا الضالین کہے تو امام اور سب مقتدی آہستہ آواز سے آمین کہیں باقی تفصیل مسئلہ ۳۳۶ کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

﴿۴۰۱﴾ ثُمَّ قَرَأَ سُوْرَةً أَوْ ثَلَاثَ آيَاتٍ.

ترجمہ پھر پڑھے کوئی سورت یا تین آیتیں۔

تشریح سورۂ فاتحہ کے بعد کم از کم بڑی ایک آیت یا چھوٹی تین آیتیں پڑھنا یا جو سورت یاد ہو اسے پڑھنا واجب ہے اور یہ حکم فرض کی پچھلی رکعتوں کے علاوہ ہر نماز کی ہر رکعت کے لئے ہے۔

اختیاری مطالعہ

ہر رکعت میں پوری سورت پڑھنا

فقہاء نے صراحت فرمائی ہے کہ بہتر یہ ہے کہ ہر رکعت میں مکمل سورت پڑھی جائے اگرچہ کسی سورت کا جزء پڑھنا بھی بلاکراہت درست ہے اور نبی ﷺ سے ثابت ہے لیکن جزء سورت پڑھتے وقت بطور خاص مضمون آیات کی تکمیل کی رعایت کرنی چاہئے۔ (شامی زکریا ج۲: ۲۶۱، ہندیہ ۱/۷۸، کتاب المسائل ۳۲۲)

﴿۳۰۲﴾ ثُمَّ يُكَبِّرُ رَاكِعًا مُطْمَئِنًّا مُسَوِّيًا رَأْسَهُ بِعَجُزِهِ آخِذًا رُكْبَتَيْهِ بِيَدَيْهِ مُفَرِّجًا أَصَابِعَهُ وَيُسَبِّحُ فِيهِ ثَلَاثًا وَذٰلِكَ أَدْنَاهُ.

مُسَوِّيًا اسم فاعل ہے تسویہ سے برابر کرنا عجز ہر چیز کا پچھلا حصہ سرین جمع اعجاز۔

ترجمہ پھر تکبیر کہے رکوع میں جاتے ہوئے اطمینان حاصل کرتے ہوئے دراں حالیکہ برابر کرنے والا ہو اپنے سر کو اپنی سرین کے پکڑتے ہوئے اپنے گھٹنوں کو اپنے ہاتھوں سے دراں حالیکہ کشادہ رکھے اپنی انگلیوں کو اور تسبیح پڑھے رکوع میں تین بار اور یہ کم سے کم درجہ ہے۔

رکوع کی حالت

قراءت ختم ہونے کے فوراً بعد اللہ اکبر کہتے ہوئے رکوع میں چلا جائے اور رکوع میں اتنا جھکے کہ کمر اور سر ایک سطح پر آجائیں رکوع کے دوران سر اور گردن درمیان میں رکھے نہ اتنا اوپر اٹھائے کہ کمر سے اوپر ہو جائے اور نہ اتنا نیچا کرے کہ ٹھوڑی سینے سے لگ جائے پاؤں بالکل سیدھے رکھے دونوں ہی برابر رکھے انگلیاں قبلہ رخ رکھے اور دونوں پیروں کے درمیان کم از کم چار انگل کا فاصلہ رکھے ہاتھ کی انگلیاں کھول کر گھٹنے اچھی طرح پکڑ لے رکوع کی حالت میں بازو سیدھے رکھے انھیں رانوں پر نہ ٹیکے اور نہ کمان کی طرح خمیدہ کرے عورت رکوع میں صرف اس حد تک جھکے کہ ہاتھ گھٹنوں تک پہنچ جائے اور وہ انگلیاں کھول کر گھٹنوں کو نہ پکڑے بلکہ صرف انگلیاں گھٹنوں پر رکھ لے اور رکھتے وقت انگلیاں ملائے رکھے گی اور عورت کیلئے رکوع میں اپنے دونوں ٹخنوں کو ملانا مسنون ہے رکوع میں کم از کم تین مرتبہ سبحان ربی العظیم پڑھے اور یہ کم سے کم مقدار ہے زیادہ کہنا بہتر ہے۔

اختیاری مطالعہ

تکبیرات کس طرح کہنی چاہئیں

تکبیرات انتقالیہ کہنے کا صحیح طریقہ یہ ہے کہ ایک رکن سے دوسرے رکن کی طرف منتقل ہونے کے ساتھ ساتھ

تکبیرات شروع کرے اور جو تمیں دوسرے رکن میں پہنچے تکبیر کی آواز بند ہو جائے۔ (مراقی الفلاح:۱۵۴)

﴿۲۰۳﴾ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ وَاطْمَأَنَّ قَائِلاً سَمِعَ اللّٰهُ لِمَنْ حَمِدَهُ رَبَّنَا لَكَ الْحَمْدُ لَوْ إِمَامًا أَوْ مُنْفَرِدًا وَالْمُقْتَدِي يَكْتَفِي بِالتَّحْمِيدِ.

ترجمہ: پھر اٹھائے اپنے سر کو اور مطمئن ہو جائے سیدھا کھڑا ہو کر کہتے ہوئے ، سمع اللہ لمن حمدہ ربنا لک الحمد ، اگر امام ہو یا منفرد اور مقتدی اکتفاء کرے صرف ، ربنا لک الحمد ، پر

قومہ کی حالت

رکوع کے بعد ، سمع اللہ لمن حمدہ ، کہتے ہوئے بالکل سیدھا کھڑا ہو جائے ذرا بھی نہ جھکا رہے اس کے بعد ربنا لک الحمد کہے قومہ کی حالت میں ہاتھ نہ باندھے قومہ میں جلدی بازی نہ کرے بلکہ اتنی دیر ضرور کھڑا رہے کہ تمام اعضا اپنی اپنی جگہ پر ساکن ہو جائیں بسا اوقات اس میں جلدی بازی کرنے سے نماز واجب الاعادہ ہو جاتی ہے۔

فائدہ: تحمید چار طرح سے منقول ہے (۱) ربنا لک الحمد (۲) ربنا ولک الحمد (۳) اللّٰھم ربنا لک الحمد (۴) اللّٰھم ربنا ولک الحمد یہ سب سے افضل ہے اس سے کم (۳) پھر (۲) پھر (۱)
(مراقی الفلاح:۱۵۴)

﴿۲۰۴﴾ ثُمَّ يُكَبِّرُ خَارًّا لِلسُّجُوْدِ ثُمَّ وَضَعَ رُكْبَتَيْهِ ثُمَّ يَدَيْهِ ثُمَّ وَجْهَهُ بَيْنَ كَفَّيْهِ وَسَجَدَ بِأَنْفِهِ وَجَبْهَتِهِ مُطْمَئِنًّا مُسَبِّحًا ثَلَاثًا وَذٰلِكَ أَدْنَاهُ وَجَافٰى بَطْنَهُ عَنْ فَخِذَيْهِ وَعَضُدَيْهِ عَنْ إِبْطَيْهِ فِي غَيْرِ زَحْمَةٍ مُوَجِّهًا أَصَابِعَ يَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ نَحْوَ الْقِبْلَةِ وَالْمَرْأَةُ تَخْفِضُ وَتُلْزِقُ بَطْنَهَا بِفَخِذَيْهَا.

خَارًّا اسم فاعل ہے خُرُوْرٌ سے باب (ن ض) نیچے گرنا ، زمین پر گرنا ، سجدہ میں گرنا ۔ کہا جاتا ہے خَرَّ لِلّٰہِ سَاجِدًا اللہ کے لئے سجدہ کرتے ہوئے گر پڑا ۔ جَافٰی فعل ماضی معروف باب مفاعلۃ سے مُجَافَاۃ مصدر ہے علیحدہ رکھنا ۔ فَخِذَیْہِ یہ تثنیہ ہے فَخِذٌ کا جمع اَفْخَاذٌ ۔ عَضُدَیْہِ یہ تثنیہ ہے عَضُدٌ کا ، بازو ، بانھ ، کہنی سے مونڈھے تک کا حصہ جمع اَعْضَادٌ اَعْضُدٌ ۔ اِبْطَیْہِ یہ اِبِطٌ کا تثنیہ ہے بغل جمع آباط ۔ تُلْزِقُ فعل مضارع معروف باب (س) لزوقاً چپٹانا۔

ترجمہ: پھر ، اللہ اکبر ، کہے سجدہ کی طرف جھکتا ہوا پھر رکھے اپنے گھٹنوں کو پھر اپنے ہاتھوں کو پھر اپنے چہرہ کو اپنی دونوں ہتھیلیوں کے درمیان اور سجدہ کرے اپنی ناک اور پیشانی کے ساتھ اطمینان سے تسبیح کہتا ہوا تین مرتبہ اور یہ کم

سے کم مقدار ہے اور مجدہ کرنے والا اپنے پیٹ کو اپنی رانوں سے اور اپنے بازوؤں کو اپنی بغلوں سے جبکہ بھیڑ نہ ہو دراں حالیکہ متوجہ کئے ہوئے ہو اپنے ہاتھوں اور پیروں کی انگلیوں کو قبلہ کی جانب اور عورت پست ہو جائے اور چمٹا لے اپنے پیٹ کو اپنی رانوں سے۔

سجدہ میں جانے کا طریقہ

اس عبارت میں سجدہ میں جانیکا طریقہ اور سجدہ کی حالت کا بیان ہے چنانچہ فرمایا کہ قومہ کے بعد، اللّٰہ اکبر، کہتا ہوا سجدہ میں جائے جسکا طریقہ یہ ہے کہ اولاً گھٹنے موڑ کر زمین پر رکھے اس کے بعد بتدریج سینہ کو زمین کی طرف جھکاتے ہوئے پہلے ہتھیلیاں زمین پر رکھے اس کے بعد ہتھیلیوں کے بیچ میں ناک اور پیشانی رکھ دے سجدہ میں کم از کم تین مرتبہ ،سبحان ربی الاعلی، پڑھنا مسنون ہے اس سے پہلے سجدہ سے سر نہ اٹھائے اس کے بعد مصنفؒ نے سجدہ کی حالت کو بیان کیا ہے سجدہ میں ہر ہاتھ کی انگلیاں ملا کر اور قبلہ رخ رکھیں دونوں ہاتھ کے انگوٹھے کان کی لو کے بالمقابل رہنے چاہئیں مرد نمازی سجدہ میں اپنی رانیں اور پیٹ الگ الگ رکھیں آپس میں نہ ملائیں اور مردوں کے لئے سجدہ کی حالت میں کہنیاں زمین یا رانوں پر ٹیکنا صحیح نہیں ہے ہمیشہ کہنیاں اوپر اٹھا کر رکھیں تاہم جماعت سے نماز پڑھتے وقت دائیں بائیں کہنیاں اس طرح نہ نکالیں جس سے دیگر نمازیوں کو زحمت ہو سجدہ میں پیروں کی انگلیاں موڑ کر قبلہ رخ ہی رکھیں پیروں کے سرے کو بلا عذر سیدھا زمین کی طرف رکھنا درست نہیں ہے عورتیں زمین سے بالکل چپٹ کر سجدہ کریں نہ تو کہنیاں اوپر اٹھائیں اور نہ ہی رانیں پیٹ سے الگ کریں بلکہ دونوں کو ملا کر سجدہ کریں اور پیروں کو بچھائے رکھیں۔

﴿۲۰۵﴾ وَجَلَسَ بَيْنَ السَّجْدَتَيْنِ وَاضِعًا يَدَيْهِ عَلَى فَخِذَيْهِ مُطْمَئِنًّا.

ترجمہ اور بیٹھے دونوں سجدوں کے درمیان اس حال میں کہ رکھے ہوئے ہو اپنے ہاتھوں کو اپنی رانوں پر اطمینان سے۔

جلسہ کا طریقہ

اس عبارت میں دونوں سجدوں کے درمیان کی کیفیت کو بیان کیا ہے چنانچہ ،اللّٰہ اکبر، کہتے ہوئے سجدہ سے سر اٹھائے اور اٹھتے وقت پہلے پیشانی اٹھائے پھر ہتھیلیاں اس کے بعد بایاں قدم بچھا کر اس پر دوزانو بیٹھ جائیں جبکہ دایاں قدم کھڑا کر کے اس کی انگلیاں قبلہ رخ کر لیں بیٹھنے کے وقت دونوں ہاتھ رانوں پر اس طرح رکھیں کہ انگلیاں قبلہ رخ رہیں ان کو گھٹنوں پر نہ رکھیں جبکہ اس وقت عورتوں کے بیٹھنے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ وہ دونوں پیر بچھا کر دائیں طرف نکالیں اور بائیں پہلو پر بیٹھ جائیں۔

﴿۲۰۶﴾ ثُمَّ يُكَبِّرُ وَيَسْجُدُ مُطْمَئِنًّا وَيُسَبِّحُ فِيهِ ثَلَاثًا وَجَافَى بَطْنَهُ عَنْ فَخِذَيْهِ وَأَبْدَى عَضُدَيْهِ.

ابدیٰ: فعل ماضی معروف ابداءً مصدر ہے باب افعال سے ظاہر کرنا۔

ترجمہ پھر تکبیر کہے اور اطمینان سے سجدہ میں جائے اور تسبیح پڑھے اس میں تین مرتبہ اور الگ رکھے اپنے پیٹ کو اپنی رانوں سے اور ظاہر کرے اپنے بازوؤں کو (باہر کو نکال لے)

تشریح دونوں سجدوں کے درمیان کم از کم ایک مرتبہ سبحان اللہ، کہنے کے بقدر اطمینان سے بیٹھنے کے بعد «اللہ اکبر» کہتے ہوئے دوسرے سجدے میں چلا جائے اور سجدہ میں جاتے وقت پہلے دونوں ہتھیلیاں زمین پر رکھے اس کے بعد ناک اور پیشانی اور سجدہ کی ہیئت وغیرہ میں وہی تفصیل ہے جو پہلے سجدہ میں مذکور ہو چکی۔

﴿۲۰۷﴾ ثُمَّ رَفَعَ رَأْسَهُ مُكَبِّرًا لِلنُّهُوضِ بِلَا اعْتِمَادٍ عَلَى الْأَرْضِ بِيَدَيْهِ وَبِلَا قُعُودٍ.

ترجمہ پھر اٹھائے اپنے سر کو تکبیر کہتا ہوا کھڑا ہونے کیلئے بغیر ٹیک لگائے زمین پر اپنے ہاتھوں سے اور بغیر بیٹھے۔

سجدے سے قیام کی طرف

اس عبارت میں سجدہ سے قیام کی طرف کی حالت کا بیان ہے۔

جب سجدہ سے قیام کی طرف جائے تو اولا پیشانی پھر ناک اس کے بعد ہتھیلیاں اور پھر گھٹنے اٹھائے اور اٹھتے وقت قدموں کے بل اٹھے اور بلا عذر زمین کا سہارا لینے کی عادت نہ بنائیں البتہ اگر کوئی عذر ہو تو سہارے میں کوئی حرج نہیں اسی طرح سجدہ کرنے کے بعد بغیر بیٹھے سیدھا کھڑا ہونا چاہئے لیکن اگر کسی آدمی کیلئے بڑھاپے کی وجہ سے یا موٹاپے کی وجہ سے یا کسی اور عذر کی وجہ سے پہلی اور تیسری رکعت کے دوسرے سجدہ سے اگلی رکعت کیلئے سیدھا کھڑا ہونا مشکل ہو تو پہلے بیٹھ جائے پھر سستا کر کھڑا ہو یہی جلسہ استراحت ہے مگر تندرست کو سیدھا کھڑا ہونا چاہئے۔ (مراقی الفلاح: ۱۵۳)

﴿۲۰۸﴾ وَالرَّكْعَةُ الثَّانِيَةُ كَالْأُولَى إِلَّا أَنَّهُ لَا يُثْنِي وَلَا يَتَعَوَّذُ.

ترجمہ اور دوسری رکعت پہلی ہی رکعت کی طرح ہے مگر یہ کہ ثنا نہ پڑھے گا اور نہ تعوذ۔

تشریح مصنفؒ فرماتے ہیں کہ دوسری رکعت بالکل اسی طرح پڑھی جائے گی جس طرح پہلی رکعت پڑھی گئی ہے البتہ رکعت ثانیہ میں ثنا اور تعوذ نہ پڑھی جائے گی بلکہ کھڑے ہونے کے بعد اولا «بسم اللہ» پڑھے اس کے بعد سورۂ فاتحہ اور قراءت کرے بعد ازاں اسی طرح رکوع اور سجدے کریں جیسا کہ پہلی رکعت میں کیا ہے۔

﴿۲۰۹﴾ وَلَا يُسَنُّ رَفْعُ الْيَدَيْنِ إِلَّا عِنْدَ افْتِتَاحِ كُلِّ صَلٰوةٍ وَعِنْدَ تَكْبِيرِ الْقُنُوتِ فِي الْوِتْرِ

وَتَكْبِيرَاتِ الزَّوَائِدِ فِي الْعِيدَيْنِ وَحِيْنَ يَرَى الْكَعْبَةَ وَحِيْنَ يَسْتَلِمُ الْحَجَرَ الْأَسْوَدَ وَحِيْنَ يَقُوْمُ عَلَى الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ وَعِنْدَ الْوُقُوْفِ بِعَرَفَةَ وَمُزْدَلِفَةَ وَبَعْدَ رَمْيِ الْجَمْرَةِ الْأُوْلٰى وَالْوُسْطٰى وَعِنْدَ التَّسْبِيْحِ عَقِبَ الصَّلَوَاتِ۔

ترجمہ اور مسنون نہیں ہے دونوں ہاتھوں کا اٹھانا مگر ہر نماز کی ابتداء کے وقت اور قنوت کی تکبیر کے وقت وتر میں اور تکبیرات زوائد کے وقت عیدین میں اور جس وقت دیکھے خانہ کعبہ اور حجر اسود کے استلام کے وقت صفا اور مروہ پر کھڑا ہونے کے وقت وقوف عرفہ اور وقوف مزدلفہ کے وقت اور جمرۂ اولیٰ اور وسطیٰ کی رمی کے بعد اور نمازوں کے بعد تسبیح کے وقت۔ (تسبیح سے فارغ ہونے کے بعد دعا کے وقت)

رفع یدین کب کرے؟

چند مواقع ایسے ہیں کہ جہاں دونوں ہاتھوں کا اٹھانا مسنون ہے (۱) تکبیر تحریمہ کے وقت (۲) وتر کی تیسری رکعت میں قنوت سے پہلے (۳) عیدین کی تکبیرات زوائد میں (۴) مکۃ المکرمہ میں داخل ہونے کے بعد سب سے پہلے مسجد حرام میں داخل ہو اور جب بیت اللہ نظر آئے تو ہاتھوں کو اٹھا کر، اللہ اکبر، کہے (۵) مسجد حرام میں داخل ہونے والے کا سب سے پہلا کام طواف ہے اور طواف کی ابتداء حجر اسود سے کرے حجر اسود کے مقابل کھڑا ہو کر باقاعدہ سیدھا اور چہرہ حجر اسود کی طرف کر کے نماز میں تکبیر تحریمہ کی طرح دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھا کر تکبیر کہہ کر طواف شروع کرنا مسنون ہے (۶) طواف وغیرہ سے فارغ ہو کر سعی بین الصفا والمروہ کرے اور، اللہ اکبر، کہہ کر دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر سعی شروع کرے اور آخر میں قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر اللہ سے دعا کے ذریعہ اپنی مرادیں مانگے اور تکبیر وتہلیل پڑھے (۷) وقوف عرفہ اور مزدلفہ کے دوران قبلہ کی طرف رخ کر کے دونوں ہاتھوں کو اٹھا کر، اللہ اکبر، کہے (۸) منیٰ میں پہلے اور دوسرے جمرے کے پاس رمی کے بعد توقف کر کے اللہ کی تعریف بیان کرے اور ہاتھوں کو اٹھا کر، اللہ اکبر، کہے (۹) نمازوں کے بعد دعا کرتے وقت بھی دونوں ہاتھوں کا اٹھانا مسنون ہے یعنی جن نمازوں کے بعد سنتیں نہیں ہیں جیسے فجر اور عصر ان میں اولاً تسبیحات پڑھے پھر ہاتھ اٹھا کر دعا مانگے اور جن نمازوں کے بعد سنتیں ہیں ان میں سلام پھیرنے کے بعد مختصر ہاتھ اٹھا کر دعا کرے پھر سنتیں وغیرہ پڑھے۔ (مراقی الفلاح: ۱۵۵)

﴿۳۱۰﴾ وَإِذَا فَرَغَ الرَّجُلُ مِنْ سَجْدَتَي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ افْتَرَشَ رِجْلَهُ الْيُسْرٰى وَجَلَسَ عَلَيْهَا وَنَصَبَ يُمْنَاهُ وَوَجَّهَ أَصَابِعَهَا نَحْوَ الْقِبْلَةِ وَوَضَعَ يَدَيْهِ عَلٰى فَخِذَيْهِ وَبَسَطَ أَصَابِعَهُ وَالْمَرْأَةُ تَتَوَرَّكُ۔

حل افترش فرش یفرش (ن ض) فرشا وفراشا بچھانا اور مزید میں باب افتعال سے ہے۔ تورک

مضارع معروف واحد مؤنث غائب باب تفعّل سے سرین پر سہارا لینا اور مجرد میں باب (ضرب) سے مستعمل ہے، وَرِكٌ جمع اوراك سرین۔

ترجمہ اور جب فارغ ہو جائے مرد دوسری رکعت کے سجدوں سے تو بچھا لے اپنے بائیں پیر کو اور بیٹھ جائے اس پر اور کھڑا رکھے اپنا دایاں پیر اور متوجہ کرے اپنی انگلیوں کو قبلہ کی جانب اور رکھے اپنے ہاتھوں کو اپنی رانوں پر اور پھیلا لے اپنی انگلیوں کو اور عورت تورک کرے۔ (سرین کے بل سہارا لے)

تشریح دوسری رکعت مکمل کرنے کے بعد اس طرح دوزانو بیٹھ جائے جیسا کہ دونوں سجدوں کے درمیان بیٹھنے کا طریقہ (مسئلہ ۳۰۵ میں) لکھا گیا ہے اور نظریں اپنی گود پر جمائے رکھے۔

﴿۳۱۱﴾ وَقَرَأَ تَشَهُّدَ ابْنِ مَسْعُوْدٍ وَأَشَارَ بِالْمُسَبِّحَةِ فِي الشَّهَادَةِ يَرْفَعُهَا عِنْدَ النَّفْيِ وَيَضَعُهَا عِنْدَ الْإِثْبَاتِ.

ترجمہ اور پڑھے ابن مسعودؓ کے تشہد کو اور اشارہ کرے شہادت کی انگلی سے کلمہ شہادت میں اٹھائے اس کو نفی کے وقت اور رکھے اس کو اثبات کے وقت۔

تشریح احادیث شریفہ میں تشہد کے الفاظ مختلف طریقوں سے ثابت ہیں ان میں تین قسم کے تشہد زیادہ معروف و مشہور ہیں آگے عبارت میں جو تشہد آرہا ہے وہ تشہد ابن مسعودؓ کا ہے حضرات حنفیہ و حنابلہ کے نزدیک یہی سب سے افضل و اولیٰ ہے باقی عبارت کی تشریح (مسئلہ ۳۶۸) کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔

﴿۳۱۲﴾ وَلَا يَزِيْدُ عَلَى التَّشَهُّدِ فِي الْقُعُوْدِ الْأَوَّلِ.

ترجمہ اور زیادہ نہ کرے تشہد پر پہلے قعدہ میں۔

تشریح صورت مسئلہ یہ ہے کہ پہلے قعدہ میں التحیات پڑھتے ہی فوراً تیسری رکعت کیلئے کھڑا ہو جائے بالکل تاخیر نہ کرے اگر فرض نماز کے قعدۂ اولیٰ میں تشہد پڑھنے کے بعد درود شریف پڑھنا شروع کر دیا اور "علیٰ محمد" تک پڑھ لیا تو سجدۂ سہو واجب ہو جائے گا راجح قول یہی ہے (شامی مصری ج ا ص ۲۹۴)

﴿۳۱۳﴾ وَقِرَأَةُ التَّحِيَّاتُ لِلّٰهِ وَالصَّلَوَاتُ وَالطَّيِّبَاتُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ أَيُّهَا النَّبِيُّ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ اَلسَّلَامُ عَلَيْنَا وَعَلَى عِبَادِ اللّٰهِ الصَّالِحِيْنَ أَشْهَدُ أَنْ لَّا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَأَشْهَدُ أَنَّ مُحَمَّدًا عَبْدُهُ وَرَسُوْلُهُ.

ترجمہ اور تشہد یہ ہے کہ تمام قولی عبادتیں تمام فعلی عبادتیں اور تمام مالی عبادتیں اللہ ہی کے لئے ہیں سلام ہو

آپ پر اے نبی اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکتیں سلام ہو ہم پر اور اللہ کے نیک بندوں پر میں گواہی دیتا ہوں اس بات کی کہ اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں ہے اور میں گواہی دیتا ہوں کہ محمد ﷺ اس کے بندے اور اس کے رسول ہیں۔

تشریح **التحیات:** ادب و تعظیم اور اظہار نیازمندی کے تمام کلمات اللہ کے لئے ہیں ،تحیات، تحیۃ کی جمع ہے جس کے معنی بندوں کے تعلق سے سلام کے ہیں اور اللہ کے تعلق سے نماز پڑھ کر اللہ کے لئے نیازمندی کا اقرار کرنے کے ہیں تحیۃ المسجد اور تحیۃ الوضوء اسی سے ماخوذ ہے اور یہاں تمام قولی عبادتیں مراد ہیں۔

الصلوات: نمازیں اللہ کے لئے ہیں مراد تمام فعلی عبادتیں ہیں۔

الطیبات: یعنی پاکیزہ چیزیں یعنی تمام صدقات اللہ کے لئے ہیں مراد تمام مالی عبادتیں یعنی بندہ تمام قولی فعلی اور مالی عبادتیں اور نذرانے اللہ کے حضور میں پیش کرتا ہے۔

السلام علیک: آپ پر سلام ہو اے نبی اور اللہ کی رحمتیں اور اس کی برکتیں حضرت ابن مسعودؓ حضور ﷺ کے وصال کے بعد ،السلام علیک، کے بجائے السلام علی النبی کہنے لگے تھے مگر جمہور امت نے اس تبدیلی کو قبول نہیں کیا کیوں کہ یہ جملے شب معراج کی یادگار ہیں اور یہ جملے پڑھے جاتے ہیں کہے نہیں جاتے جیسے قل ھو اللہ احد، میں قل، کے ساتھ پڑھا جاتا ہے کہا نہیں جاتا پس تبدیلی کی ضرورت نہیں تھی۔

السلام علینا: رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جب کوئی بندہ اس کلمہ کو کہتا ہے تو آسمان و زمین میں موجود تمام نیک بندوں تک اللہ کا سلام پہنچ جاتا ہے۔

اشھد: ایمان کی تجدید کے طور پر بندہ ہر نماز میں یہ گواہی دیتا ہے۔

لطیفۂ التحیات: تشہد شب معراج کا مکالمہ ہے جب واقعۂ معراج میں حضور ﷺ اللہ کی بارگاہ میں حاضر ہوئے تو آپ ﷺ نے اللہ تعالیٰ شانہٗ کی حمد وثنا ان مخصوص الفاظ میں کی ،التحیات للہ والصلوات والطیبات، تو اللہ کی جانب سے جواب ملا ،السلام علیک ایھا النبی ورحمۃ اللہ وبرکاتہ آپ ﷺ نے خیال فرمایا کہ مجھ پر تو سلام آیا مگر میری امت محروم رہی اور آپ تو کسی موقع پر بھی اپنی امت کو نہ بھولتے تھے اس لئے آپ نے عرض کیا، السلام علینا وعلی عباد اللہ الصالحین، مطلب یہ تھا کہ اے اللہ آپ کی جانب سے سلامتی صرف مجھ پر ہی نہیں بلکہ تیرے دوسرے نیک بندوں پر بھی نازل ہونی چاہئے یہ سارا منظر جبرئیل امین دیکھ رہے تھے تو اس پر انہوں نے فوراً شہادتین پڑھا۔ (الدر المنضود شرح سنن ابی داؤد ۲/۳۶۰)

---

(۲۱۳) وَقِرَاءَةُ الْفَاتِحَةِ فِيْمَا بَعْدَ الْأُوْلَيَيْنِ.

ترجمہ اور پڑھنا فاتحہ کا پہلی دو رکعتوں کے بعد والی رکعتوں میں۔

تشریح تفصیل مسئلہ ۲۰۷ میں گذر چکی ہے۔

﴿۳۱۵﴾ ثُمَّ جَلَسَ وَقَرَأَ التَّشَهُّدَ ثُمَّ صَلَّى عَلَى النَّبِيِّ ﷺ ثُمَّ دَعَا بِمَا يُشْبِهُ الْقُرْآنَ وَالسُّنَّةَ.

ترجمہ پھر بیٹھ جائے اور تشہد پڑھے پھر درود شریف پڑھے نبی ﷺ پر پھر دعا پڑھے ایسی جو مشابہ ہو قرآن اور سنت کے۔

تشریح فرماتے ہیں کہ چار رکعت مکمل کرنے کے بعد قعدۂ اخیرہ کیلئے بیٹھ جائے اور، التحیات، پڑھے پھر درود ابراہیمی اور اس کے بعد کوئی دعائے ماثورہ پڑھے۔

﴿۳۱۶﴾ ثُمَّ يُسَلِّمُ يَمِينًا وَيَسَارًا فَيَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَيْكُمْ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ نَاوِيًا مَنْ مَعَهُ كَمَا تَقَدَّمَ.

ترجمہ پھر سلام پھیرے دائیں اور بائیں طرف چناں چہ کہے، السلام علیکم ورحمة اللہ، اس حال میں کہ نیت کرنے والا ہو ان کی جو اس کے ساتھ ہیں جیسا کہ پہلے گذر چکا۔

تشریح نماز کے اختتام پر اولاً دائیں پھر بائیں سر گھماتے ہوئے، السلام علیکم ورحمة اللہ، کہے اور سلام پھیرتے وقت دائیں بائیں نماز میں شریک فرشتوں اور جنات وانسان سب کو سلام کرنے کی نیت کرے مزید تفصیل **فصل فی سنتها**: کے آخر میں گذر چکی ہے۔

بَابُ الْإِمَامَةِ (امامت کا بیان)

امام کی ذمہ داری

جماعت کی نماز کا سارا دار و مدار چوں کہ امام پر ہوتا ہے اس لئے شریعت میں امام کو متنبہ کیا گیا ہے کہ وہ اپنے مقام ومنصب کا خیال رکھے اور امامت کی عظیم ذمہ داری پوری امانت و دیانت کے ساتھ بجالانے کی کوشش کرے اس لئے کہ اگر امام اچھی طرح آداب و شرائط کو ملحوظ رکھ کر نماز پڑھائے گا تو اسے مقتدیوں کی نمازوں کے بقدر ثواب ملیگا اور اگر کوتاہی کرے گا تو سارا وبال بھی اسی پر ہوگا مقتدی ذمہ دار نہ ہوں گے۔ (الترغیب والترہیب: ۱/۱۸۳) اس لئے ائمہ کرام کو چاہئے کہ وہ ہر وقت اس ہدایت کو پیش نظر رکھیں مسائل امامت سے واقفیت کے ساتھ ورع وتقویٰ امانت و دیانت اور حسن اخلاق کا التزام کریں کیوں کہ ائمہ اسلام کے شعائر کی حیثیت رکھتے ہیں ان کی عزت میں امت کی عزت ہے اور ان کی رسوائی میں پوری قوم کی رسوائی ہے۔

﴿۳۱۷﴾ هِيَ أَفْضَلُ مِنَ الْأَذَانِ.

ترجمہ: امامت افضل ہے اذان سے۔

امامت کا مقام

حنفیہ کے نزدیک امامت کرنا اذان دینے سے افضل ہے کیوں کہ حضور ﷺ نے خود پابندی سے امامت فرمائی ہے اور آپ کے بعد چاروں خلفاء نے امامت کا فریضہ انجام دیا ہے۔ (مراقی الفلاح:۱۵۶)

﴿۳۱۸﴾ وَالصَّلٰوةُ بِالْجَمَاعَةِ سُنَّةٌ لِلرِّجَالِ الْأَحْرَارِ بِلَا عُذْرٍ.

احرار حُرٌّ کی جمع ہے آزاد۔

ترجمہ: اور جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا سنت ہے آزاد مردوں کیلئے کسی عذر کے نہ ہوتے ہوئے۔

جماعت کی اہمیت

اسلام ایک اجتماعی مذہب ہے اس لئے اس کی بہت سی عبادات اجتماعی طور پر ادا کی جاتی ہیں انہیں میں سے نماز باجماعت بھی ہے جو امت کے آزاد مردوں پر سنت مؤکدہ یعنی واجب کے قریب ہے احادیث شریفہ میں نماز باجماعت کی نہایت تاکید اور فضیلتیں وارد ہوئی ہیں آپ ﷺ نے فرمایا باجماعت نماز اکیلے کی نماز کے مقابلہ میں ۲۷ گنا زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔ (بخاری:ج۱،ص۸۹)

اسی طرح ترک جماعت پر وعید ہے آپ ﷺ نے فرمایا لوگ جماعت چھوڑنے سے باز آجائیں ورنہ میں ان کے گھروں کو ضرور جلوا دوں گا۔ (الترغیب والترھیب ۱/۱۷۰)

لہذا ہر مسلمان مرد پر ضروری ہے کہ وہ مساجد میں جا کر باجماعت نماز ادا کرنے کا اہتمام کرے اور اس بارے میں قطعاً سستی اور غفلت سے کام نہ لے صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ نماز باجماعت کی تاکید اس وقت ہے جبکہ کوئی عذر نہ ہو اور اگر عذر ہو تو پھر جماعت کی نماز ترک کرنے کی شرعاً گنجائش ہے۔

﴿۳۱۹﴾ وَشُرُوْطُ صِحَّةِ الْإِمَامَةِ لِلرِّجَالِ الْأَصِحَّاءِ سِتَّةُ أَشْيَاءَ الْإِسْلَامُ وَالْبُلُوْغُ وَالْعَقْلُ وَالذُّكُوْرَةُ وَالْقِرَاءَةُ وَالسَّلَامَةُ مِنَ الْأَعْذَارِ كَالرُّعَافِ وَالْفَأْفَأَةِ وَالتَّمْتَمَةِ وَاللَّثَغِ وَفَقْدِ شَرْطٍ كَطَهَارَةٍ وَسَتْرِ عَوْرَةٍ.

الاصحاء صحیح کی جمع ہے جیسا کہ احباء حبیب کی جمع ہے۔ رعاف جس کو دائمی نکسیر کی بیماری ہو یا ریح نکلنے کی بیماری ہو یا کسی کو پیشاب ٹپکنے کی بیماری ہو تو ان کی امامت درست نہ ہوگی الفأفأة فا کا زبان سے زیادہ نکلنا یعنی وہ شخص جو صحیح کلام پر بہت مشکل سے قادر ہو تو اگر زبان سے فا ہی نکلے پھر صحیح کلام کرے ایسے شخص کی بھی امامت درست نہ

ہوگی التمتمة ایسے طریقہ سے کلام کرنا کہ اس میں ت، اور م زیادہ نکلے یا اوپر کے تالو سے آواز زیادہ نکلے کلام اتنی جلدی کرنا کہ سمجھ میں نہ آئے اللثغ سین کے بجائے ثاء را کے بجائے غین کا زبان سے نکلنا ایسا شخص بھی دوسرے کا امام نہیں بن سکتا و فقد شرط اور شرائط نماز میں سے کسی شرط کا نہ ہونا مثلاً طہارت اور ستر ڈھانکنا یعنی امامت کی شرائط میں سے (۶) میں جو شرط بیان فرمائی کہ اعذار سے محفوظ ہو تو ان اعذار میں سے جس طرح تکبیر وغیرہ کو بیان کیا ہے اسی طرح اعذار میں سے یہ بھی عذر ہے کہ پاک نہ ہونا یا بقدر ستر کسی چیز کا نہ ہونا چنانچہ اگر ان عذروں میں سے کوئی عذر ہوگا تو بھی ایسے شخص کی امامت درست نہ ہوگی۔

ترجمہ اور امامت کے صحیح ہونیکی شرطیں تندرست مردوں کیلئے چھ چیزیں ہیں مسلمان ہونا بالغ ہونا عقل مند ہونا مرد ہونا قراءت پر قادر ہونا اعذار سے محفوظ ہونا جیسے نکسیر اور فافاہ کا ہونا تمتمہ کا ہونا لثغ کا ہونا اور نماز کی شرط کا نہ ہونا جیسے پاکی اور ستر چھپانا (کہ یہ بھی عذر ہیں)

امامت کی شرائط

صحت مند مردوں کی امامت کیلئے فقہاء نے چھ شرائط ذکر کی ہیں، (۱) مسلمان ہونا (۲) بالغ ہونا (۳) عقل مند ہونا (۴) مرد ہونا (۵) قراءت پر قادر ہونا (۶) عذر جیسے نکسیر ہکلا پن وغیرہ سے محفوظ ہونا یہاں بلوغ کی قید سے نابالغ نکل گیا کیوں کہ نابالغ کی نماز نفل ہے اور نفل پڑھنے والا فرائض نہیں پڑھا سکتا اور عقل کی قید سے غیر عاقل نکل گیا کیونکہ مجنون اور دیوانہ کی امامت درست نہیں ہے مردوں کی قید سے عورتوں اور نابالغ بچوں کا استثناء مقصود ہے کہ عورتوں کی امامت کیلئے مرد ہونا شرط نہیں اسی طرح نابالغ بچہ اپنے ہم جنسوں کی امامت کر سکتا ہے ان میں بلوغ کی شرط نہیں اور صحت مند کی قید سے معذورین کا استثناء پیش نظر ہے کہ ایک معذور اپنے جیسے معذورین کا امام بن سکتا ہے عذر کی سلامتی وہاں شرط نہیں ہے البتہ اتنا ضرور خیال رہے کہ امام بحیثیت مقتدیوں کے صحت کے اعتبار سے اچھے حال میں ہو یا کم سے کم برابر درجہ میں ہو ان سے کمتر حال میں نہ ہو۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۱۵۶-۱۵۷ شامی بیروت: ۲/۳۲۳، کتاب المسائل: ۳۷۷)

﴿۲۳۰﴾ وَشُرُوطُ صِحَّةِ الْاِقْتِدَاءِ اَرْبَعَةَ عَشَرَ شَيْئاً نِيَّةُ الْمُقْتَدِي الْمُتَابَعَةَ مُقَارِنَةً لِتَحْرِيمَتِهِ.

ترجمہ اور اقتداء کے صحیح ہونیکی شرطیں چودہ چیزیں ہیں مقتدی کا نیت کرنا امام کی اقتداء کی اس حال میں کہ اس کی تکبیر تحریمہ سے ملی ہوئی ہو۔

اقتداء کی شرائط

کسی بھی امام کی اقتداء درست ہونے کیلئے چودہ شرائط ملحوظ رکھنی ضروری ہیں (۱) جماعت میں شامل ہونے والے

مقتدی کیلئے دو باتوں کی نیت ضروری ہے اول یہ کہ متعین کرے کہ کونسی نماز پڑھ رہا ہے دوسرے یہ نیت کرے کہ میں اس محراب میں کھڑے ہوئے امام کی اقتداء میں نماز پڑھ رہا ہوں مصنف فرماتے ہیں کہ نیت اور تکبیر تحریمہ کے بیچ میں کسی فعل اجنبی کا فاصلہ نہ ہو مثلاً مقتدی نے اقتداء کی نیت کی پھر باتوں میں مشغول ہو گیا تو اب مقتدی کو دوبارہ نیت کرنا ضروری ہے کیونکہ نیت اول فاسد ہو چکی۔ (شامی بیروت: ۲/۳۳۱)

﴿۳۲۱﴾ وَنِيَّةُ الرَّجُلِ الْإِمَامَةَ شَرْطٌ لِصِحَّةِ اقْتِدَاءِ النِّسَاءِ بِهِ.

ترجمہ اور مرد کا نیت کرنا امامت کی شرط ہے اس کے پیچھے عورتوں کی اقتداء کے صحیح ہونے کیلئے۔

امامت کی نیت

(۲) جماعت کی نماز میں امام کے امام بننے کیلئے یہ لازم نہیں ہے کہ وہ نماز کے ساتھ اپنے امام ہونے کی بھی نیت کرے بلکہ امامت کی نیت کے بغیر بھی مقتدیوں کیلئے اس کی اقتداء کرنا درست ہو جائے گا تاہم امام کو امامت کا ثواب اسی وقت ملے گا جب کہ امامت کی نیت کرے (غمز عیون البصائر: ۱/۳۳) عام نمازوں میں (جن میں مجمع زیادہ نہیں ہوتا) عورتوں کی نماز با جماعت میں شمولیت اسی وقت درست ہوگی جبکہ امام عموماً یا خصوصاً ان کی اقتداء کی بھی نیت کرے اگر امام نے عورتوں کی نیت نہیں کی تو مقتدیہ عورتوں کی نماز درست نہ ہوگی البتہ جمعہ و عیدین یا جہاں مجمع کثیر ہو مثلاً حرمین شریفین میں امام کی نیت کے بغیر بھی عورتوں کی اقتداء درست ہے (لیکن عورتوں کیلئے جماعت سے نماز پڑھنے کے مقابلہ میں اپنے گھروں میں ہی تنہا نماز پڑھنا افضل ہے جیسا کہ احادیث صحیحہ سے ثابت ہے)

(حلبی کبیر: ۱/۲۵۱، مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۱۵۸، کتاب المسائل: ۲/۲۷۰، ۲۷۳)

﴿۳۲۲﴾ وَتَقَدُّمُ الْإِمَامِ بِعَقِبِهِ عَنِ الْمَأْمُومِ.

عَقِبٌ عَقِبٌ ایڑی جمع اعقاب

ترجمہ اور امام کا آگے ہونا اپنی ایڑی کے ذریعہ مقتدی سے۔

اقتداء کی مابقیہ شرائط

(۳) اقتداء کے درست ہونے کیلئے تیسری شرط یہ ہے کہ امام کے پیر کی ایڑی مقتدی کے پیر کی ایڑی سے آگے ہو اگر مقتدی کی ایڑی امام کی ایڑی سے آگے ہوگی تو مقتدی کی اقتداء درست نہ ہوگی ہاں اگر ایڑی پیچھے ہو مگر قد و قامت میں زیادتی کی وجہ سے سجدہ کرتے ہوئے مثلاً سر امام کے سر سے آگے ہو جائے تو اقتداء میں کوئی فرق نہ آئے گا۔

(طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۱۵۸)

﴿۳۲۳﴾ وَاَنْ لَا یَکُوْنَ اَدْنٰی حَالًا مِنَ الْمَامُوْمِ.

ترجمہ اور یہ کہ نہ ہو ادنیٰ حالت کے اعتبار سے بنسبت مقتدی کے۔

تشریح (۴) ارکان کی ادائیگی میں امام مقتدیوں سے کمتر حال میں نہ ہو بلکہ یا تو اچھے حال میں ہو یا کم سے کم برابر درجہ میں ہو تو اقتداء صحیح ہے ورنہ نہیں مثلاً امام نفل پڑھ رہا ہو اور مقتدی فرض پڑھتے ہوں تو اقتداء درست نہ ہوگی ہاں رکوع سجدہ پر قدرت رکھنے والے امام کا اپنے جیسے مقتدی کی امامت کرنا اشارہ سے نماز پڑھنے والے کا اپنے جیسے شخص کی امامت کرنا یا اشارہ سے نماز پڑھنے والے کا رکوع سجدہ پر قادر امام کی اقتداء کرنا درست ہے اور یہی تفصیل شرائط نماز کے معاملہ میں بھی ہے یعنی امام مقتدی شرائط مثلاً ستر طہارت وغیرہ میں امام کے برابر یا اس سے کمتر ہونا چاہئے۔
(درمختار مع الشامی ۲/۳۲۲)

﴿۳۲۴﴾ وَاَنْ لَا یَکُوْنَ الْاِمَامُ مُصَلِّیًا فَرْضًا غَیْرَ فَرْضِہٖ.

فرضہ ضمیر کا مرجع الماموم ہے۔

ترجمہ اور یہ کہ نہ ہو امام پڑھنے والا ایسا فرض جو مقتدی کے فرض کے علاوہ ہو۔

تشریح (۵) پانچویں شرط یہ ہے کہ امام اور مقتدی کی نماز ایک ہو یہ نہ ہو کہ امام پڑھ رہا ہے ظہر کی نماز اور مقتدی نیت کرے عصر کی۔

﴿۳۲۵﴾ وَاَنْ لَا یَکُوْنَ الْاِمَامُ مُقِیْمًا لِمُسَافِرٍ بَعْدَ الْوَقْتِ فِیْ رُبَاعِیَّةٍ وَلَا مَسْبُوْقًا.

ترجمہ اور یہ کہ نہ ہو مقیم امام کسی مسافر کا وقت گزر جانے کے بعد چار رکعت والی نماز میں اور نہ ہی مسبوق ہو امام۔

تشریح (۶) چھٹی شرط یہ ہے کہ چار رکعت والی نماز میں وقت گذر جانے کے بعد (قضاء میں) کسی مسافر کا امام مقیم نہ ہونا چاہئے مثلاً ایک شخص مسافر ہے اور اس کی نماز ظہر قضاء ہوگئی ہے تو اس کی اقتداء ایسے امام کے پیچھے جو کہ مقیم ہو درست نہیں البتہ اگر کوئی مسافر ہی اسی نماز میں امام بن جائے تو نماز درست ہو جائے گی۔

بعد وقت: اس قید کا اضافہ اس وجہ سے کیا گیا کہ وقتیہ نماز میں اگر کوئی مسافر کسی مقیم کی امامت کرے یا مقیم کی اقتداء میں مسافر وقتیہ نماز پڑھے تو درست ہے۔

ولا مسبوقا مسبوق وہ شخص ہے جو امام کے ساتھ ایک دو رکعت ہو جانے کے بعد آکر ملا ہو اب اگر وہ امام کے فارغ ہونے کے بعد اپنی باقی ماندہ نماز ادا کر رہا ہے تو اس وقت کوئی مسافر اس کا مقتدی چھوٹی ہوئی نماز میں نہیں بن سکتا۔

﴿۳۲۶﴾ وَاَنْ لَا یَفْصِلَ بَیْنَ الْاِمَامِ وَالْمَامُوْمِ صَفٌّ مِنَ النِّسَاءِ.

ترجمہ اور یہ کہ فاصلہ نہ ہو امام اور مقتدی کے درمیان عورتوں کی صف کا۔

تشریح (۷) ساتویں شرط یہ ہے کہ امام اور مقتدیوں کے مابین عورتوں کی صف حائل نہ ہو ورنہ مردوں کی نماز صحیح نہ ہوگی۔

﴿۳۲۷﴾ وَاَنْ لَّا یَفْصِلَ نَهْرٌ یَمُرُّ فِیْهِ الزَّوْرَقُ.

زورق ایک قسم کی چھوٹی کشتی کا نام ہے۔

ترجمہ اور یہ کہ فاصل نہ ہو کوئی ایسی نہر کہ گذر سکے اس میں چھوٹی کشتی۔

تشریح (۸) آٹھویں شرط یہ ہے کہ امام اور مقتدیوں کے درمیان کسی ایسی نہر کا فاصلہ نہ ہو کہ جس میں چھوٹی کشتی گذر سکے اگر ایسا ہوگا تو اقتداء درست نہ ہوگی لیکن اگر درمیان میں حوض ہے تو اقتداء درست ہے یعنی اگر امام کے پیچھے مقتدی اس طور پر ہوں کہ مقتدیوں کے وسط میں حوض ہو اور مقتدی چاروں طرف سے کھڑے ہوں اس طرح امام سے منسلک ہوں تو اقتداء درست ہے جیسے سہارنپور اور دیوبند کی جامع مسجد ہے کہ درمیان میں حوض ہے اور مقتدی اس حوض کے چاروں طرف امام تک مسلسل کھڑے ہوتے ہیں۔

نوٹ: شیخ نورالایضاح نے چھوٹی نہر اور بڑی نہر کے درمیان اس طرح فرق کیا ہے کہ اگر نہر ایسی ہے کہ جس میں چھوٹی سی کشتی بھی گذر سکے تو وہ بڑی نہر کے درجہ میں ہے اور اس کے درمیان میں حائل ہونے سے اقتداء درست نہ ہوگی اور اگر نہر ایسی ہے کہ جس میں کشتی نہ گذر سکے تو وہ چھوٹی نہر ہے وہ اقتداء سے مانع نہیں ہے۔ (طحطاوی:۱۵۹)

﴿۳۲۸﴾ وَلَا طَرِیْقٌ تَمُرُّ فِیْهِ الْعَجَلَةُ.

طریق راستہ جمع طُرُق یہاں پر مراد آر پار راستہ ہے۔ عَجَلَةٌ بیل گاڑی جمع عَجَلات.

ترجمہ اور نہ ہو ایسا کوئی راستہ کہ گذر سکے اس میں گاڑی۔

تشریح (۹) اقتداء کی صحت کیلئے نویں شرط یہ ہے کہ امام اور مقتدی کے درمیان کوئی ایسا آر پار راستہ نہ ہو کہ جس راستہ میں بیل گاڑی گزر سکے چنانچہ اگر اتنا فاصلہ ہوگا تو اقتداء درست نہ ہوگی۔

﴿۳۲۹﴾ وَلَا حَائِطٌ یَشْتَبِهُ مَعَهُ الْعِلْمُ بِانْتِقَالَاتِ الْإِمَامِ فَاِنْ لَّمْ یَشْتَبِهْ لِسَمَاعٍ اَوْ رُؤْیَةٍ صَحَّ الْاِقْتِدَاءُ فِی الصَّحِیْحِ.

انتقالات اس کا واحد انتقالة ہے منتقل ہونا۔

ترجمہ اور نہ ہو ایسی کوئی دیوار کہ مشتبہ ہو جائے اس کے ہوتے ہوئے علم امام کی نقل و حرکات کا پس اگر مشتبہ نہ ہو آواز سننے یا دیکھنے کی وجہ سے تو درست ہے اقتداء صحیح قول میں۔

تشریح (۱۰) دسویں شرط یہ ہے کہ مقتدی کو امام کی نقل وحرکت کا علم ہوتا کہ اب وہ قیام میں ہے یا رکوع یا سجدہ میں ہے محض اٹکل سے کام نہ چلے گا اس وجہ سے امام اور مقتدی کے درمیان ایسی دیوار حائل نہ ہو کہ جس کی وجہ سے مقتدی امام کی حالت قیام یا قعود رکوع یا سجود سے بے خبر ہوں چناں چہ اگر امام کی نقل وحرکات کا علم آواز کے آنے کی وجہ سے یا دکھائی دینے کی وجہ سے ہو رہا ہو تو اقتداء صحیح ہے۔

﴿۲۳۰﴾ وَاَنْ لَا یَکُوْنَ الْاِمَامُ رَاکِبًا وَالْمُقْتَدِیْ رَاجِلًا اَوْ رَاکِبًا غَیْرَ دَابَّةِ اِمَامِهٖ.

ترجمہ اور یہ کہ نہ ہو امام سوار اور مقتدی پیدل یا مقتدی سوار اپنے امام کی سواری کے علاوہ۔

تشریح (۱۱) اقتداء کے صحیح ہونے کیلئے ایک شرط یہ ہے کہ امام اور مقتدی کی جگہ حقیقتاً یا حکماً متحد ہو چناں چہ اگر امام سوار ہے اور مقتدی پیدل ہے تو اقتداء درست نہ ہوگی۔ (۱۲) یا امام بھی سوار ہے اور مقتدی بھی لیکن مقتدی اپنے امام کے علاوہ دوسری سواری پر سوار ہے تو بھی اقتداء درست نہ ہوگی البتہ اگر دونوں ایک ہی سواری پر ہوں تو اقتداء درست ہے، لاتحاد المکان. (مراقی الفلاح: ۱۶۰)

﴿۲۳۱﴾ وَاَنْ لَایَکُوْنَ فِیْ سَفِیْنَةٍ وَالْاِمَامُ فِیْ اُخْرٰی غَیْرَ مُقْتَرِنَةٍ بِهَا.

مقترنۃ اسم فاعل مؤنث ہے باب افتعال اقتراناً مصدر ہے مل جانا، ساتھ ہوجانا، بہا ضمیر کا مرجع، سفینۃ ہے۔

ترجمہ اور یہ کہ نہ ہو مقتدی ایک کشتی میں اور امام دوسری میں کہ جو اس سے ملی ہوئی نہ ہو۔

تشریح تیرہویں شرط یہ ہے کہ امام ایک کشتی میں اور مقتدی دوسری کشتی میں نہ ہو اگر الگ الگ کشتی میں ہوں گے تو اقتداء درست نہ ہوگی۔

غیر مقترنۃ: اس کا مطلب یہ ہے کہ مقتدی کی کشتی اگر امام کی کشتی کے ساتھ ملی ہوئی ہے تو اقتداء درست ہو جائے گی اور اگر ملی ہوئی نہ ہو تو اقتداء درست نہ ہوگی۔

﴿۲۳۲﴾ وَاَنْ لَا یَعْلَمَ الْمُقْتَدِیْ مِنْ حَالِ اِمَامِهٖ مُفْسِدًا فِیْ زَعْمِ الْمَأْمُوْمِ کَخُرُوْجِ دَمٍ اَوْ قَیْءٍ لَمْ یُعِدْ بَعْدَهٗ وُضُوْءَهٗ.

ترجمہ اور یہ کہ نہ جانتا ہو مقتدی اپنے امام کی حالت سے کوئی ایسی چیز جو نماز کو فاسد کر دینے والی ہو مقتدی کے خیال میں جیسے خون کا نکلنا یا قے کا ہونا کہ نہ لوٹایا ہو اس کے بعد (امام نے) اپنا وضو۔

تشریح چودھویں شرط یہ ہے کہ مقتدی اپنے امام کی کسی ایسی حالت سے واقف نہ ہو جو اس کے خیال میں نماز کو فاسد کر دینے والی ہے مثلاً بدن سے خون کا نکلنا یا قے ہونا یعنی امام کے بدن سے خون نکلا یا قے ہوئی مگر اس نے وضو کا اعادہ نہیں کیا اور مقتدی کو معلوم ہو گیا تو اقتداء درست نہ ہوگی۔

مثال: مقتدی حنفی المسلک ہے اور امام غیر حنفی ہے کہ اس کے نزدیک خون نکلنا اور قے کا ہونا ناقض وضو نہیں ہے اب مقتدی نے دیکھا کہ امام کو قے ہوئی تھی یا بدن سے خون نکل کر بہہ گیا تھا اور پھر اس کے سامنے ہی موجود تھا دوبارہ وضو نہیں کیا تھا کہ نماز پڑھانی شروع کر دی تو ایسی صورت میں اس حنفی مقتدی کی نماز اس امام کے پیچھے صحیح نہ ہوگی لیکن اگر وہ اتنی دیر تک غائب ہو گیا تھا کہ جتنی دیر میں وضو کیا جا سکتا ہے پھر آ کر نماز پڑھائی تو اس صورت میں اقتداء درست ہے۔ (مراقی الفلاح:۱۶۰)

﴿۲۳۳﴾ وَصَحَّ اِقْتِدَاءُ مُتَوَضِّیٍٔ بِمُتَیَمِّمٍ.

ترجمہ اور صحیح ہے وضو کرنے والے کی اقتداء تیمم کرنے والے کے پیچھے۔

متیمم کی اقتداء

امام تیمم کر کے نماز پڑھائے اور مقتدی وضو کر کے اس کے پیچھے نماز پڑھے تو اقتداء صحیح ہے یہ مذہب امام ابوحنیفہ وامام ابو یوسف کا ہے امام محمدؒ کے نزدیک اقتداء صحیح نہیں ہے۔ (مراقی الفلاح:۱۶۱)

﴿۲۳۴﴾ وَغَاسِلٍ بِمَاسِحٍ.

ماسح اسم فاعل ہے باب فتح سے مسحاً مصدر ہے بھیگے ہوئے ہاتھ کو اس جگہ پر پھیرنا جہاں پر پھیرنے کا حکم دیا گیا ہے اور یہاں ماسح سے مراد عام ہے خواہ موزے پر مسح کرنے والا ہو یا ٹوٹی ہوئی ہڈی پر جو لکڑی باندھی جاتی ہے یا پلاسٹر چڑھایا جاتا ہے اس پر مسح کرنے والا ہو یا کسی زخم پر جو پٹی باندھی جائے اس پر مسح کرنے والا ہو (اور وہ زخم ایسا ہو کہ جس سے خون نہ بہتا ہو اور اگر بہہ جائے تو اب وہ شخص معذور ہے اس کا حکم دوسرا ہے) سب کا حکم یکساں ہیں۔ (مراقی الفلاح:۱۶۱)

ترجمہ اور پیروں کو دھونے والے کا موزوں پر مسح کرنے والے کے پیچھے۔ (اقتداء کر سکتا ہے)

مسح کرنے والے کی اقتداء

پاؤں دھونے والا موزوں پر مسح کرنے والے کی اقتداء کر سکتا ہے کیوں کہ موزہ پیروں تک حدث کو پہنچنے نہیں دیتا اس لئے حدث سے پاؤں کی پاکی ختم نہ ہوگی اور موزوں پر جو کچھ حدث کا اثر ہوا اس کو مسح نے ختم کر دیا لہٰذا موزے والے کی پاکی پاؤں دھونے والے کی طرح باقی ہے۔

﴿۲۳۵﴾ وَقَائِمٍ بِقَاعِدٍ وَبِاَحْدَبَ.

احدب: ابھری ہوئی پیٹھ یعنی کبڑ والا ہونا، کبڑا۔ حدب یحدب حدبا باب سمع سے، کبڑا ہونا نیز جاہ ہونا، جھکا ہوا ہونا۔

ترجمہ اور کھڑے ہونے والے کا بیٹھنے والے اور کبڑے کے پیچھے۔

بیٹھنے والے کی اقتداء

فرماتے ہیں کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والا بیٹھ کر نماز پڑھنے والے کی اقتداء کر سکتا ہے امام محمدؒ کے نزدیک اس کی اجازت نہیں ہے قیاس کا تقاضا بھی یہی ہے کیوں کہ مقتدی کی حالت امام کی حالت سے قوی ہے لیکن جمہور علماء نے اس قیاس کو اس نص صریح کی وجہ سے ترک کر دیا جو بخاری و مسلم میں موجود ہے کہ حضور ﷺ نے اپنی آخری نماز بیٹھ کر پڑھائی اور لوگوں نے آپ کے پیچھے کھڑے ہو کر اقتداء کی۔

اسی طرح کبڑا شخص یعنی جس کی قدرتی حالت رکوع کی کیفیت تک پہنچ گئی ہو اس کے پیچھے کھڑے ہونے والے کی اقتداء درست ہے۔ (مراقی الفلاح ۱۶۱)

﴿۳۳۶﴾ وَمُوْمٍ بِمِثْلِه.

ترجمہ اور اشارہ کرنے والے کا اپنے جیسے کے پیچھے۔

اشارہ کرنے والے کی اقتداء

اشارہ کرنے والا اپنے جیسے اشارہ کرنے والے کے پیچھے نماز پڑھ سکتا ہے کیوں کہ اس صورت میں دونوں کی حالت برابر ہے اور صحت اقتداء کیلئے حالت کی برابری بھی کافی ہے لیکن رکوع اور سجدہ کرنے والا اشارہ کرنے والے کے پیچھے نماز نہیں پڑھ سکتا کیوں کہ مقتدی کی حالت امام کی حالت سے ارفع ہے۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی ۱۶۱)

﴿۳۳۷﴾ وَمُتَنَفِّلٍ بِمُفْتَرِضٍ.

ترجمہ اور نفل پڑھنے والے کا فرض پڑھنے والے کے پیچھے۔

فرض پڑھنے والے کی اقتداء

امام فرض نماز پڑھے اور مقتدی نفل تو اقتداء درست ہے کیوں کہ فرض نماز قوی ہوتی ہے نفل نماز کے مقابلہ میں اور ضعیف قوی کے تابع ہوا کرتا ہے نہ کہ قوی ضعیف کے تابع لہٰذا نفل نماز فرض نماز کے تابع ہو کر صحیح ہو جائے گی لیکن اس کا برعکس نہیں ہو سکتا۔ (مراقی الفلاح ۱۶۱)

﴿۳۳۸﴾ وَاِنْ ظَهَرَ بُطْلَانُ صَلٰوةِ اِمَامِهٖ اَعَادَ وَيَلْزَمُ الْاِمَامَ اِعْلَامُ الْقَوْمِ بِاِعَادَةٍ

صَلوٰتِهِمْ بِالْقَدْرِ الْمُمْكِنِ فِي الْمُخْتَارِ.

ترجمہ اور اگر ظاہر ہو جائے اپنے امام کی نماز کا باطل ہونا تو لوٹائے اور ضروری ہے امام پر لوگوں کو خبر کرنا ان کی نماز کے لوٹانے کی حتی الامکان قول مختار کے موافق۔

بحالت جنابت امامت

اگر امام کی نماز باطل ہو جائے تو نماز کا اعادہ کیا جائے گا اور امام پر ضروری ہے کہ مقتدیوں کو بھی نماز کے لوٹانے کی اطلاع کرادے اب نماز کے فاسد ہونے کی دو صورتیں ہیں (۱) نماز پڑھاتے ہی فساد کا علم ہو گیا تو فوراً ہی نماز کا اعادہ کرادے (۲) مقتدی حضرات جا چکے اب معلوم ہوا تو اب حکم یہ ہے کہ اپنے بس میں جتنے مقتدیوں تک اطلاع دینا ممکن ہو تو اطلاع کرانا ضروری ہے علامہ شامی فرماتے ہیں کہ اگر مقتدی متعین نہ ہوں تو پھر امام پر اطلاع ضروری نہیں ہے اور اگر چند متعین ہوں اور چند غیر متعین تو متعین مقتدیوں کو خبر کردے۔ (شامی مصری: ۱/۵۵۳)

فَصْلٌ

﴿۳۳۹﴾ يَسْقُطُ حُضُوْرُ الْجَمَاعَةِ بِوَاحِدٍ مِنْ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ شَيْئًا مَطَرٌ.

ترجمہ ساقط ہو جاتی ہے جماعت کی حاضری اٹھارہ چیزوں میں سے کسی ایک کی وجہ سے بارش کا ہونا۔

کن اعذار کیوجہ سے ترک جماعت کی گنجائش ہے

تمام ائمہ کے نزدیک کچھ اعذار ہیں جنکی وجہ سے جماعت چھوڑ دینا جائز ہے اور بارش ان اعذار میں سے ایک عذر ہے مگر یہ بات کہ کتنی بارش عذر ہے؟

یہ معاملہ رائے مبتلیٰ بہ پر چھوڑ دیا گیا ہے کیوں کہ رات اور دن میں اور مختلف زمانوں میں اور بجلی کے ہونے اور نہ ہونے کی وجہ سے اور سڑک کے پختہ اور خام ہونیکی وجہ سے نیز صحت اور عمر کے اعتبار سے لوگوں کے احوال مختلف ہوتے ہیں پس اگر کسی کا خیال ہے کہ بارش میں اس کیلئے مسجد تک پہنچنا بہت مشکل ہے تو وہ گھر پر نماز پڑھ سکتا ہے اور اگر مسجد جانے میں کوئی خاص دشواری نہ ہو تو پھر جماعت کے ساتھ نماز پڑھنی ضروری ہے۔

﴿۳۴۰﴾ وَبَرْدٌ.

ترجمہ اور ٹھنڈ ہونا۔

تشریح سخت سردی ہو اور جان نقصان دہ ہو تو جماعت کی نماز ترک کرنے کی گنجائش ہے لیکن افضل یہی ہے

کہ جماعت کے ساتھ نماز ادا کرلے، البتہ اگر سخت گرمی ہو تو کیا کرے؟ اس پر علامہ شامی فرماتے ہیں کہ ہمارے علماء نے اس کو ذکر نہیں کیا شاید اس کی وجہ یہ ہے کہ عام طور سے نماز ظہر میں گرمی ہوتی ہے اسی وجہ سے نماز ظہر موسم گرما میں تاخیر سے پڑھنا مسنون ہے اور گرمی کا وقت بھی یہی ہے لہٰذا تاکید جماعت باقی ہے لیکن اگر امام نے سخت گرمی کی وجہ سے اول وقت ہی میں نماز ظہر پڑھ لی تو اب یہ عذر پر محمول ہوگا۔ (شامی مصری/۵۱۹، شامی بیروت:۲/۲۳۹)

﴿۳۴۱﴾ وَخَوف.

ترجمہ اور خوف ہونا۔

تشریح کسی دشمن کا خوف ہے یا درندہ کا خوف ہے یا ظالم کا خوف ہے یا مال پر چور ڈاکو کا خوف ہے کہ اگر جماعت سے نماز پڑھنے گیا تو مال چوری ہو جائے گا تو جماعت کی تاکید ختم ہو جائے گی یہی حکم کرفیو میں ترک جماعت کا ہے یعنی اگر کسی وجہ سے شہر میں کرفیو نافذ ہو اور باہر نکلنے کی قانونی ممانعت ہو تو ایسی صورت میں اپنی جان عزت اور آبرو کی حفاظت ضروری ہے اور جماعت چھوڑنے کی اجازت ہے۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح:۱۶۲)

﴿۳۴۲﴾ وَظُلْمَة.

ترجمہ اور اندھیرا ہونا۔

تشریح اندھیرے سے مطلقاً اندھیرا مراد نہیں بلکہ ایسا سخت اندھیرا ہے کہ مسجد کا راستہ دکھائی نہ دے رہا ہو تو ایسی صورت میں جماعت کی حاضری لازم نہیں۔ (شامی بیروت:۲/۲۳۹)

﴿۳۴۳﴾ وَحَبْس.

ترجمہ اور روک دیا جانا۔

تشریح حکومت کی طرف سے یا کسی اور زبردست کی طرف سے ایسا مجبور ہو گیا کہ نماز میں نہیں جاسکتا تو جماعت کی تاکید جاتی رہے گی۔

﴿۳۴۴﴾ وَعَمًى.

ترجمہ اور اندھا ہونا۔

تشریح جو شخص اندھا ہے اسے مسجد تک جانا دشوار ہے تو اس پر جماعت کی حاضری لازم نہیں ہے۔ (شامی بیروت:۲/۲۳۹)

﴿۳۴۵﴾ وَفَلْج.

ترجمہ اور فالج پڑ جانا۔ (بدن کا ڈھیلا یا سن پڑ جانا)

تشریح فالج ایک مرض ہے جو بدن کے ایک حصہ اور جانب میں پیدا ہو کر اس جانب کے احساس اور حرکت کو باطل کر دیتا ہے یعنی اگر کوئی شخص فالج زدہ ہے تو اس پر جماعت کی حاضری لازم نہیں ہے۔ (شامی بیروت: ۲/۲۳۹)

﴿۳۳۶﴾ وَقَطْعُ يَدٍ وَرِجْلٍ .

ترجمہ اور ہاتھ اور پیر کا کٹا ہوا ہونا۔

تشریح اگر کسی شخص کے ہاتھ پیر کٹے ہوئے ہوں تو اس سے جماعت کی حاضری ساقط ہو جاتی ہے۔ (شامی بیروت: ۲/۲۳۹)

﴿۳۳۷﴾ وَسِقَامٌ .

سِقَامٌ بیماری سَقِمَ يَسْقَمُ سَقَمًا باب (س) بیمار ہونا، بیمار رہنا۔

ترجمہ اور بیماری ہونا۔

تشریح جو شخص کسی سخت بیماری میں مبتلا ہو تو اسے بھی جماعت کی نماز ترک کرنے کی گنجائش ہے۔

﴿۳۳۸﴾ وَإِقْعَادٌ .

ترجمہ اور چلنے پھرنے سے معذور ہو جانا۔

تشریح اقعاد کے معنی کسی ایسے مرض کا پیش آ جانا جو اس کو بیٹھا رہنے مرض قعاد میں آدمی چلنے سے معذور ہو جاتا ہے گٹھیا کی بیماری اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص مرض قعاد میں مبتلا ہو جائے تو اس سے بھی جماعت کی تاکید ختم ہو جاتی ہے۔

﴿۳۳۹﴾ وَوَحْلٌ .

وحل جمع اوحال وحول کیچڑ، دلدل۔

ترجمہ اور کیچڑ ہونا۔

تشریح اگر راستہ میں کیچڑ ہو تو بقول امام اعظم اولیٰ اور بہتر یہی ہے کہ جماعت میں شرکت کی جائے ایک مرتبہ حضرت امام ابو یوسفؒ نے امام ابو حنیفہؒ سے دریافت کیا کہ کیچڑ میں نماز با جماعت کے بارے میں آپ کیا ارشاد فرماتے ہیں؟ اس پر امام صاحب نے جوابا فرمایا کہ میرے نزدیک پسندیدہ امر یہی ہے کہ جماعت کو ترک نہ کیا جائے۔ (شامی بیروت: ۲/۲۳۹)

﴿۳۵۰﴾ وزمانة .

زمانة اپاہج پن دائمی بیماری زَمِنَ یَزْمَنُ زَمَنًا وَزُمْنَةً وَزَمَانَةً دائمی مریض ہونا معطل ہونا اپاہج ہونا۔

ترجمہ اور اپاہج ہونا۔

تشریح صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ جس کے بعض اعضاء بند ہوں لنجا ہو اعضاء سے اپاہج ہو اس سے بھی جماعت کی تاکید ساقط ہے۔

﴿۳۵۱﴾ وشیخوخة .

ترجمہ اور بہت بوڑھا ہونا۔

تشریح اگر کوئی شخص بڑھاپے کی وجہ سے چلنے پھرنے سے عاجز ہو تو اس سے بھی جماعت ساقط ہے۔

﴿۳۵۲﴾ وتکرار فقه بجماعة تفوته .

بجماعة با مع کے معنی میں ہے۔ تفوته ضمیر کا مرجع جماعة ہے۔

ترجمہ اور فقہ کا تکرار جماعت کے ساتھ کہ وہ چھوٹ جائے گی۔

تشریح اگر فقہ کا تکرار دور اپنے اور اس کو چھوڑ کر جانے میں یہ اندیشہ ہے کہ آئندہ یہ فوت ہو جائے گا یعنی اگر باجماعت نماز میں شریک ہوا تو تکرار وغیرہ فوت ہو جائے گا۔ تو ایسی صورت میں ترک جماعت جائز ہے لیکن اس کی عادت بنا لینا اور جماعت کے وقت تکرار کرتے رہنا ممنوع ہے۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۱۶۲)

﴿۳۵۳﴾ وحضور طعام تتوقه نفسه .

تتوقه تاق یتوق توقا وتوقانا باب (ن) آرزو مند ہونا خواہش مند ہونا۔

ترجمہ اور کھانے کا آجانا کہ نفس اس کی طرف مائل ہو رہا ہو۔

تشریح اگر اتفاق سے ایسی صورت پیش آگئی کہ عین جماعت کے وقت کھانا سامنے آگیا اور اس کو شدید بھوک لگی ہوئی ہے تو پہلے کھالے۔ سے فارغ ہو جائے پھر نماز پڑھے۔ اس لئے کہ اگر شدید بھوک کے ساتھ نماز پڑھے گا تو نماز کے اندر توجہ کھانے کی طرف رہے گی تو ایسی صورت میں بھی ترک جماعت جائز ہے۔ (تحفۃ الالمعی مراقی الفلاح: ۱۶۳)

﴿۳۵۴﴾ وارادة سفر .

ترجمہ اور سفر کا ارادہ کرنا۔

تشریح غرض ارادہ ہے تو اس کی جماعت کی تاکید ساقط ہو جاتی ہے یعنی اگر نماز باجماعت پڑھے گا تو قافلہ

چلا جائے گا یا گاڑی چھوٹ جائے گی تو اب بھی جماعت کی تاکید ساقط ہو جائے گی۔ (شامی بیروت:۲/۲۵۰)

﴿۲۵۵﴾ وَقِيَامُهُ بِمَرِيضٍ.

ترجمہ اور اس کا ٹھہرنا مریض کے پاس۔
تشریح اگر کسی مریض کی تیمارداری میں ہے اب اگر جماعت سے نماز پڑھنے جائے تو اس مریض کو نقصان لاحق ہو جائے گا یا اس کو تنہائی میں وحشت ہوگی تو ایسی صورت میں بھی تاکید نہ رہے گی۔ (شامی بیروت:۲/۲۵۰)

﴿۲۵۶﴾ وَشِدَّةُ رِيحٍ لَيْلًا لَا نَهَارًا.

ترجمہ اور سخت آندھی کا رات میں نہ کہ دن میں۔
تشریح اگر رات میں ہوا تیز ہے آندھی چل رہی ہے اور جانا دشوار ہے تو ایسی صورت میں بھی تاکید جماعت ختم ہو جائے گی البتہ دن میں اس کو عذر شمار نہیں کیا گیا کیونکہ رات میں مشقت زیادہ ہے۔
(شامی بیروت:۲/۲۵۰)

﴿۲۵۷﴾ وَإِذَا انْقَطَعَ عَنِ الْجَمَاعَةِ لِعُذْرٍ مِنْ أَعْذَارِهَا الْمُبِيحَةِ لِلتَّخَلُّفِ يَحْصُلُ لَهُ ثَوَابُهَا.

ترجمہ اور اگر منقطع ہو جائے (شریک نہ ہو سکے) جماعت سے ان اعذار میں سے کسی عذر کی وجہ سے جو جائز کر دیتے ہیں جماعت سے پیچھے رہ جانے کو تو حاصل ہو جائے گا اس کیلئے جماعت کا ثواب۔
تشریح ایک شخص نماز باجماعت پڑھنے کا عادی ہے ایسے شخص کو مذکورہ بالا اعذار میں سے کوئی عذر پیش آ گیا جس کی وجہ سے تنہا نماز پڑھ لی مگر جماعت میں شریک ہونے کی نیت تھی تو اس کو جماعت ہی کا ثواب ملے گا۔
(مراقی الفلاح:۱۶۳)

فَصْلٌ فِي الْأَحَقِّ بِالْإِمَامَةِ وَتَرْتِيبِ الصُّفُوفِ

(یہ فصل ہے امامت کے زیادہ مستحق ہونے اور صفوں کی ترتیب کے بیان میں)

امامت کا حقدار

امامت کا صحیح حقدار وہی ہے جو نماز اور اس کے متعلقہ مسائل سے زیادہ واقفیت رکھتا ہو قرآن کریم صحیح پڑھتا ہو اور کبائر سے اجتناب کرتا ہو۔ (عالمگیری:۱/۸۳)

صف بندی کی اہمیت

نماز باجماعت میں صفیں درست رکھنا ضروری ہے نبی ﷺ نے اس کی بڑی تاکید فرمائی ہے آپ ﷺ کے بعد خلفاء راشدین نے بھی صفوں کی درستگی کا نہایت اہتمام فرمایا حضرت عمرؓ کے دور خلافت میں جب مسجد نبوی میں نمازی زیادہ ہو گئے اور تنہا امام کے بس میں صفیں سیدھی کرانا نہ رہا تو انھوں نے چند حضرات کو یہ ذمہ داری سونپی وہ لوگ صفیں سیدھی کرتے تھے پھر جب وہ صفیں درست ہونے کی اطلاع دیتے تھے تب حضرت عمرؓ نماز شروع کرتے تھے غرض صفیں سیدھی رکھنا ضروری ہے اور صفیں سیدھی کرانے کی ذمہ داری امام کی ہے اگر امام کی بے توجہی سے صفوں میں خرابی رہی تو قیامت کے دن وہ ماخوذ ہوگا۔

صفیں کیسے سیدھی کی جائیں

صفوں کے درست رکھنے کا آسان طریقہ یہ ہے کہ جماعت میں شریک سب نمازی اپنی ایڑی ٹخنے کنارہ پر رکھیں اور کندھے سے کندھا ملائیں اور اپنی فطری ہیئت پر جتے ہوئے پیروں کی انگلیوں کا رخ قبلہ کی طرف رکھیں تو اس طرح ہر ایک کا ٹخنہ دوسرے کے ٹخنہ کی سیدھ میں آجائے گا اور خود بخود صف درست ہوتی چلی جائے گی۔

ضروری تنبیہ

بہر حال ہم سب کو خاص طور پر نمازوں میں صفیں درست رکھنے کا اہتمام رکھنا چاہئے آجکل عام طور پر اس بارے میں کوتاہی ہو رہی ہے باوجودیکہ مساجد میں الگ الگ صفیں کھنچی رہتی ہیں اور تھوڑی سی توجہ سے صفیں سیدھی ہو سکتی ہیں لیکن پھر بھی اس معاملہ میں تساہل برتا جاتا ہے اور لوگ آگے پیچھے کھڑے ہو جاتے ہیں اسی طرح صفوں کے درمیان خلا رہ جاتا ہے اور اس پر طرہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص بعد میں آکر اس خلا کو پر کرنا چاہے تو دائیں بائیں کھڑے ہوئے لوگ کھسکنے کو بھی تیار نہیں ہوتے یہ صورت حال آنحضور ﷺ کی ہدایات کے بالکل برخلاف ہے۔

صف اول کی فضیلت

صفوں میں افضل پہلی صف ہے رسول اللہ ﷺ نے پہلی صف والوں کیلئے خاص طور پر بخشش کی دعا فرمائی ہے اور فرمایا ہے کہ صف اول کے لوگوں پر اللہ کی رحمت نازل ہوتی ہے اور فرشتے ان کیلئے مغفرت کی دعا کرتے ہیں۔
(مشکوۃ شریف حدیث: ۱۰۹۵)

آجکل پہلی صفوں کے اہتمام میں بھی بہت کوتاہی پائی جاتی ہے سردی کے زمانہ میں لوگوں کی کوشش ہوتی ہے کہ دھوپ کی جگہ نماز پڑھیں خواہ آگے کی صفیں خالی پڑی رہتی ہیں اور گرمی کے زمانہ میں ایسی جگہ تلاش کی جاتی ہے جہاں پنکھوں کی ہوا زیادہ آرہی ہو قطع نظر اس سے کہ وہ پہلی صف ہے یا بعد کی؟ یہ طریقہ قطعاً نامناسب ہے اس کے بجائے

ہماری کوشش یہ ہونی چاہئے کہ ہم اگلی صفوں میں نماز پڑھا کریں وہ سب سے زیادہ ثواب کے مستحق ہیں، پروردگار عالم ہم سبھی کو عمل کی توفیق عطا فرمائے۔ (آمین) (کتاب المسائل: ۳۹۹ تا ۴۰۲)

﴿۲۵۸﴾ إِذَا لَمْ يَكُنْ بَيْنَ الْحَاضِرِيْنَ صَاحِبُ مَنْزِلٍ وَلَا وَظِيْفَةٍ وَلَا ذُوْسُلْطَانٍ فَالْأَعْلَمُ أَحَقُّ بِالْإِمَامَةِ ثُمَّ الْأَقْرَأُ ثُمَّ الْأَوْرَعُ.

صاحب منزل مکان کا مالک، اس سے مراد عام ہے خواہ خریداری سے مالک ہوا ہو یا گھر کرایہ پر لے رکھا ہو یا کسی سے کچھ دنوں تک کے لئے مانگ رکھا ہو۔ وظیفۃ تنخواہ جمع وظائف اور یہاں تنخواہ دار امام مراد ہے۔ اورع اسم تفضیل ہے ورع یرع ورعا وزعا متقی و پرہیزگار ہونا، مشتبہ چیزوں سے احتیاط برتنا بعض حلال و مباح چیزوں تک سے بچنا۔

ترجمہ جب نہ ہوں حاضرین میں مالک مکان اور نہ وہ شخص جو امامت کیلئے مقرر و متعین ہے اور نہ ہی صاحب حکومت (بادشاہ وقت) تو زیادہ علم والا امامت کا زیادہ حقدار ہے پھر سب سے بڑا قاری پھر سب سے زیادہ پرہیزگار۔

امامت درجہ بدرجہ

اولاً یہ بات ذہن نشین کرلیں کہ امامت میں افضل و مفضول کا خیال رکھا جائے گا اور فقہ کی کتابوں میں جو ترتیب قائم کی گئی ہے وہ اس طرح ہے اول احکام شریعت کو سب سے زیادہ جاننے والا اور اگر ساری شریعت کے احکام سے واقف نہ ہو تو کم از کم نماز کے مسائل کو سب سے زیادہ جاننے والا ہو دوم قرآن کریم کو قراءت و تجوید کے لحاظ سے سب سے اچھا پڑھنے والا سوم سب سے زیادہ پرہیزگار چہارم عمر میں سب سے بڑا اب پیچیدگیں صورت مسئلہ اور وہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص دوسرے کی عملداری میں جائے تو صاحب اقتدار کی اجازت کے بغیر امامت نہ کرے یعنی صاحب اقتدار کی موجودگی میں مذکورہ ترتیب کا لحاظ نہیں رکھا جائے گا بلکہ حاکم ہی احق ہوگا اور صاحب اقتدار عام ہے صاحب خانہ بھی اپنے گھر کا حاکم ہے لہٰذا کسی کے گھر جا کر مہمان کو چاہئے کہ بغیر اجازت صاحب خانہ کا امام نہ بنے اسی طرح مسجد کا امام بھی اپنی مسجد کا حاکم ہے پس اس کی اجازت کے بغیر کسی کے لئے امام بن کر نماز پڑھانا جائز نہیں کیونکہ یہ بات حاکم اور امام پر شاق گزرے گی اور ہو سکتا ہے کہ کسی مقتدی پر بھی شاق گزرے کہ اس نو وارد نے ہمارے امام کی توہین کردی ایسے ہی کسی کے محل سلطنت و حکومت میں حاکم و بادشاہ کے ہوتے ہوئے کسی دوسرے کو اس کی اجازت کے بغیر امامت کا حق نہیں پہنچتا یعنی کچھ حضرات ایسے ہیں کہ ان کو علی الاطلاق ترجیح حاصل ہے خواہ اعلم و اقرأ ہوں یا نہ ہوں صاحب نور الایضاح فرماتے ہیں کہ جب مالک مکان اور مقرر امام اور حاکم نماز پڑھانے کیلئے موجود نہ ہو تو امامت کیلئے سب

سے زیادہ مستحق وہ شخص ہوگا جو احکام شریعت کو سب سے زیادہ جاننے والا ہو اور اگر کسی کو یہ بات حاصل نہ ہو تو تجوید و قرأت میں جس کا پایہ بلند ہے وہ اولیٰ بالامامت ہوگا اور اگر یہ بات بھی کسی میں نہ پائی جائے تو پھر صرف پرہیزگاری دیکھی جائے گی اور جس میں تینوں باتیں پائی جائیں یعنی وہ دین یا نماز کے احکام سے بھی زیادہ واقف ہو قاری بھی ہو اور متقی بھی تو اس کا نمبر پہلا ہے اور اگر مسائل سے پوری طرح واقف نہیں ہے مگر قاری ہے اور پرہیزگار ہے تو اس کا دوسرا نمبر ہے پھر آخر میں صرف پرہیزگار کا نمبر ہے۔

﴿۲۵۹﴾ ثُمَّ الْاَسَنُّ ثُمَّ الْاَحْسَنُ خُلُقًا ثُمَّ الْاَحْسَنُ وَجْهًا ثُمَّ الْاَشْرَفُ نَسَبًا ثُمَّ الْاَحْسَنُ صَوْتًا ثُمَّ الْاَنْظَفُ ثَوْبًا.

اَسَنُّ اسم تفضیل ہے، کہا جاتا ہے اَسَنَّ الرَّجُلُ عمر رسیدہ ہونا، بوڑھا ہونا۔ اشرف اسم تفضیل ہے باب (ک) سے شَرُفَ يَشْرُفُ شَرَفًا وَشَرَافَةً باعزت ہونا، بلند رتبہ ہونا۔

ترجمہ پھر سب سے زیادہ عمر والا پھر اخلاق میں سب سے اچھا شخص پھر صورت میں سب سے زیادہ خوبصورت پھر نسب میں سب سے زیادہ شریف پھر آواز میں سب سے زیادہ خوش الحان پھر کپڑوں کے لحاظ سے سب سے زیادہ صاف ستھرا۔

تشریح فرماتے ہیں کہ اگر تمام لوگ پرہیزگاری میں بھی برابر ہوں تو پھر عمر میں جو سب سے زیادہ بڑا ہو اس کو امام بنایا جائے اور اگر عمر میں بھی سب برابر ہو جائیں تو اس کو مقدم کیا جائے جو سب سے زیادہ اچھے اخلاق والا ہو جس کا معیار یہ ہے کہ لوگ اس سے محبت کرتے ہوں اور جب لوگ محبت کریں گے تو جماعت کی کثرت ہوگی اور اگر اچھے اخلاق میں بھی سب برابر ہوں تو پھر وہ شخص امام بنایا جائے جو بکثرت تہجد پڑھتا ہے اور اس کے چہرہ میں حسن دخوبی آجاتی ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ جس شخص کی نمازیں زیادہ ہونگی رات میں تو اس کا چہرہ حسین ہو جاتا ہے دن میں لیکن علامہ کاسانی صاحب بدائع فرماتے ہیں کہ اس تکلف کی کوئی ضرورت نہیں بلکہ ظاہری معنی پر ہی محمول کیا جائے یعنی خوبصورت کیوں کہ خوبصورت شخص کی وجہ سے جماعت میں کثرت ہوتی ہے۔ (شامی بیروت: ج ۲ ص ۲۵۲)

آگے فرماتے ہیں کہ اگر خوبصورتی میں بھی سب برابر ہوں تو اس کو مقدم کیا جائے جو سب سے اشرف ہو نسب کے لحاظ سے اور اگر ان اوصاف میں بھی سب برابر ہوں تو پھر اچھی آواز والے کو مقدم کیا جائے اور پھر اس کو مقدم کیا جائے جس کے کپڑے سب سے زیادہ صاف ستھرے ہوں۔

امرد کی امامت

امرد اگر خوبصورت ہو اور اس کو شہوت کی نگاہ سے لوگوں کے دیکھنے کا اندیشہ ہو تو اس کی امامت مکروہ تحریمی ہے اور بہتر یہ ہے کہ کسی باریش شخص کو ہی مستقل امام مقرر کیا جائے۔ (شامی بیروت: ج ۲ ص ۲۵۸)

﴿۳۴۰﴾ فَإِنِ اسْتَوَوْا يُقْرَعُ أَوِ الْخِيَارُ لِلْقَوْمِ فَإِنِ اخْتَلَفُوا فَالْعِبْرَةُ بِمَا اخْتَارَهُ الْأَكْثَرُ وَإِنْ قَدَّمُوا غَيْرَ الْأَوْلَى فَقَدْ أَسَاءُوْا۔

یقرع فعل مضارع مجہول باب افعال اقراع مصدر ہے، قرعہ اندازی کرنا، بہت سے لوگوں میں ایک کا نام نکالنے کا طریقہ۔ اساء وا فعل ماضی معروف جمع مذکر غائب باب افعال اِسَاءَۃً مصدر ہے برا کرنا، غلطی کرنا۔

ترجمہ پھر اگر (مذکورہ اوصاف میں) سب برابر ہوں تو قرعہ اندازی ہوگی یا قوم کو اختیار ہے پھر اگر اختلاف کریں تو اعتبار اس کا ہوگا جس کو اکثر لوگ پسند کریں اور اگر آگے بڑھا دیا غیر اولیٰ کو تو انھوں نے برا کیا۔

تشریح فرماتے ہیں کہ اگر مذکورہ اوصاف میں سب برابر ہوں تو اب قرعہ اندازی ہوگی جس کا نام نکل آئے اس کو امام بنایا جائے یا لوگوں کو اختیار ہے جسکو چاہیں امام بنا دیں اور اگر کسی ایک پر اتفاق نہ ہو سکے تو پھر جس کے بارے میں اکثر مقتدیوں کا خیال ہو اس کو منتخب کیا جائے گا اختلاف اور غیر اختلاف کی صورت میں لوگوں نے اگر کسی غیر احق کو امامت کیلئے آگے بڑھا دیا تو بہت برا کیا مگر نماز ہو جائے گی۔

﴿۳۴۱﴾ وَكُرِهَ إِمَامَةُ الْعَبْدِ۔

ترجمہ اور مکروہ ہے غلام کی امامت۔

غلام کی امامت

غلام اکثر جاہل اور بدتہذیب ہوتے ہیں اور آقا کی خدمت گذاری اور فرصت نہ ملنے کی بنا پر ان کو پڑھنے کا موقع نہیں ملتا اس لئے انکی امامت مکروہ ہے لیکن اگر غلام صاحب علم وفضل ہو تو پھر بلا کراہت امامت درست ہے۔

(مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۱۶۴)

﴿۳۴۲﴾ وَالْأَعْمَى۔

ترجمہ اور اندھے (کی امامت مکروہ ہے)

اندھے کی امامت

جو نابینا طہارت اور نجاست سے بچنے کا پورا اہتمام کرتا ہو تو اس کی امامت بلا کراہت درست ہے ورنہ مکروہ ہے۔

﴿۳۴۳﴾ وَالْأَعْرَابِيِّ۔

ترجمہ اور دیہاتی (کی امامت مکروہ ہے)

دیہاتی کی امامت

دیہاتی اور گنوار پر بھی عموماً غلبہ جہل ہوتا ہے اس لئے ان کی امامت بھی مکروہ ہے لیکن اگر صاحب علم ہو تو پھر بلا کراہت امامت درست ہے۔

﴿۲۶۴﴾ وَوَلَدِ الزِّنَا الجَاهِلِ.

ترجمہ اور (مکروہ ہے) حرامی کی جبکہ یہ لوگ جاہل ہوں۔

حرامی کی امامت

ولد الزنا کی امامت بھی مکروہ ہے کیوں کہ اس کا کوئی باپ نہیں جو اس پر شفقت کرے اس کو ادب سکھائے اور اس کو تعلیم دے، لیکن اگر عالم ہو تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔

نوٹ: الجاهل اس کا تعلق امامة العبد سے لیکر ولد الزنا تک تمام جملوں کے ساتھ ہے اور مطلب یہ ہے کہ مذکورہ لوگوں کی امامت اس وقت مکروہ ہے جبکہ صاحب علم نہ ہوں اور اگر ہوں تو پھر کوئی کراہت نہیں ہے۔
(مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۱۶۵)

﴿۲۶۵﴾ وَالفَاسِقِ.

ترجمہ اور فاسق (کی امامت مکروہ ہے)

فاسق کی امامت

فاسق کو امام مقرر کرنا مکروہ تحریمی ہے اس کی اقتداء میں نماز نہ پڑھی جائے بلکہ متقی شخص ہی کو امام بنایا جائے۔

﴿۲۶۶﴾ وَالمُبتَدِعِ.

مبتدع اسم فاعل باب افتعال سے ابتداع مصدر ہے ایجاد کرنا، گھڑنا، نئی بات پیدا کرنا۔

ترجمہ اور بدعتی (کی امامت مکروہ ہے)

بدعتی کی امامت

بدعتی کی امامت بھی مکروہ تحریمی ہے اور بدعتی سے مراد وہ شخص ہے جو دین میں اپنی طرف سے نئی باتیں

ایسا کرتا ہو۔

﴿۳۶۷﴾ وَتَطْوِيْلُ الصَّلٰوةِ.

ترجمہ اور نماز کو لمبا کرنا (جماعت میں مکروہ ہے)

امام کو ہدایت

اس عبارت میں اماموں کو ہلکی نماز پڑھانے کی نصیحت کی گئی ہے کیوں کہ جماعت میں بیمار بوڑھے اور حاجت مند بھی طرح کے لوگ ہوتے ہیں پس سب کی رعایت کر کے نماز پڑھانی چاہئے اور نمازوں میں مسنون قراءت کی جو مقدار بیان کی گئی ہے۔ (تفصیل مسئلہ: ۲۵۲ میں گزر چکی ہے) اتنی مقدار پڑھنا ہلکی قراءت کرنا ہے عمومی احوال میں مسجد کی جماعت میں اس مقدار سے کم نہیں کرنی چاہئے۔

﴿۳۶۸﴾ وَجَمَاعَةُ الْعُرَاةِ وَالنِّسَاءِ فَإِنْ فَعَلْنَ يَقِفُ الْإِمَامُ وَسْطَهُنَّ كَالْعُرَاةِ.

عُرَاة یہ عَارِی کی جمع ہے ننگا ہونا۔ عَرِيَ يَعْرىٰ عُرْيًا وَعُرْيَةً باب (س) برہنہ ہونا، ننگا ہونا۔

ترجمہ اور ننگوں کی جماعت اور عورتوں کی (مکروہ ہے) پھر اگر کرلیں تو کھڑی ہوگی امام عورت ان کے درمیان ننگوں کے مانند۔

ننگوں اور عورتوں کی جماعت

ننگوں کیلئے حکم یہ ہے کہ اپنی نماز الگ الگ پڑھیں اگر جماعت سے پڑھی تو مکروہ تحریمی ہے لیکن اگر کراہت تحریمی کے باوجود انھوں نے کرلی تو ننگوں کا امام ان کے بیچ میں کھڑا ہوگا ایسے ہی فرض نمازوں یا کسی بھی نماز میں عورت کا امام بن کر عورتوں کی امامت کرنا مکروہ تحریمی ہے لیکن اگر کراہت کے باوجود جماعت کرلی تو پھر وہی طریقہ ہے جو ننگوں کی جماعت کرنے کا بیان کیا گیا ہے۔

اختیاری مطالعہ

حافظ عورت کا تراویح میں قرآن سنانا

اگر کوئی حافظ عورت اپنا قرآن یاد رکھنے کی غرض سے صرف اپنے گھر کی عورتوں کو تراویح میں قرآن سنائے تو یہ اگرچہ خلاف اولیٰ ہے لیکن فی الجملہ اس کی گنجائش ہے بشرطیکہ اور کوئی فتنہ مثلاً دیگر گھروں یا محلوں کی خواتین کا اجتماع وغیرہ نہ ہو تو ایسی صورت میں وہ صف کے درمیان میں کھڑی ہو کر امامت کرے گی چناں چہ روایت میں ہے کہ ام المومنین

حضرت عائشہؓ رمضان المبارک کے مہینہ میں صف کے درمیان کھڑے ہوکر عورتوں کی امامت فرمایا کرتی تھیں۔
(کتاب المسائل ۳۸۹)

﴿۲۶۹﴾ وَيَقِفُ الْوَاحِدُ عَنْ يَمِيْنِ الْإِمَامِ وَالْأَكْثَرُ خَلْفَهُ.

ترجمہ اور کھڑا ہوا ایک شخص امام کے داہنی طرف اور زیادہ ہو تو اس کے پیچھے۔

ایک مقتدی کا حکم

اگر مقتدی ایک مرد ہو یا بچہ ہو تو وہ امام کے دائیں طرف برابر میں اس طرح کھڑا ہو کہ اس کا قدم امام کے قدم سے آگے نہ بڑھے اگر وہ آگے بڑھ گیا تو نماز باطل ہو جائے گی پس اگر مقتدی سمجھدار اور پڑھا لکھا ہے تو اسے امام کے بالکل برابر کھڑا رہنا چاہئے ورنہ صرف ایک قدم پیچھے کھڑا رہے اور ایک قدم پیچھے کا مطلب یہ ہے کہ اگر مقتدی کی انگلیوں سے خط کھینچا جائے تو وہ امام کی ایڑی سے لگ کر گذرے اور اگر مقتدی دو یا زیادہ ہوں تو وہ امام کے پیچھے کھڑے رہیں البتہ عند الضرورت دو یا زیادہ مقتدی امام کے دائیں بائیں بھی کھڑے ہو سکتے ہیں اسی طرح مجبوری کی صورت میں ایک مقتدی امام کی بائیں جانب یا پیچھے بھی کھڑا ہو سکتا ہے اس میں کوئی قباحت نہیں ہے۔

اختیاری مطالعہ

(۱) اگر مقتدیہ ایک عورت ہو تو وہ امام کے بالکل پیچھے کھڑے ہو کر اقتداء کرے گی ایک مرد کی طرح برابر میں نہ کھڑی ہوگی اسی طرح اگر میاں بیوی جماعت سے نماز پڑھیں تو عورت پیچھے کھڑی ہوگی امام کے ساتھ کھڑی نہیں ہوگی۔
(درس ترمذی: ۲/ ۳۰۷)

﴿۲۷۰﴾ وَيَصُفُّ الرِّجَالُ ثُمَّ الصِّبْيَانُ ثُمَّ الْخَنَاثَى ثُمَّ النِّسَاءُ.

ترجمہ اور صف بنائیں مرد پھر بچے پھر ہجڑے اور پھر عورتیں۔

صفوں کی ترتیب

اس عبارت میں امام کے پیچھے کھڑے ہونے کی ترتیب کا بیان ہے چناں چہ صفوں میں سب سے آگے مرد کھڑے ہوں اس کے بعد بچوں کی صف بنائی جائے اور اگر کسی جگہ ہجڑے بھی جماعت میں شریک ہوں تو پھر انکی صف بنائی جائے اور اس کے بعد عورتوں کی صف بنائی جائے اور اگر ہجڑے نہ ہوں تو عورتوں کی صف بچوں کے پیچھے بنائی جائے خواہ عورت ایک ہو یا زیادہ۔

اختیاری مطالعہ

(۱) بچوں کو بڑوں کی صف میں کھڑا کرنا

اگر بچے ایک دو ہوں یا ان کو الگ کھڑا کرنے میں اس بات کا اندیشہ ہو کہ وہ یکجا ہو کر شرارت کریں گے اور بڑوں کی نماز میں خلل ہوگا (یا اسی طرح عیدین وغیرہ میں بچوں کی صفیں الگ بنانے میں بڑے مجمع کی وجہ سے ان کے گم وغیرہ ہو جانے کا خطرہ ہو) تو بچوں کو بڑوں کی صف کے ساتھ کھڑا کرنے کی گنجائش ہے۔
(تقریرات الرافعی علی الدر المختار: ۷۳/۲، کتاب المسائل: ۲۰۱)

فَصْلٌ فِيْمَا يَفْعَلُهُ الْمُقْتَدِيْ بَعْدَ فَرَاغِ إِمَامِهٖ مِنْ وَاجِبٍ وَغَيْرِهٖ

یہ فصل ہے ان چیزوں کے بیان میں کہ کرے گا ان کو مقتدی اپنے امام کے فارغ ہونے کے بعد کسی واجب سے یا نہیں کرے گا یعنی امام کے فارغ ہونے کے بعد مقتدی کیا عمل کرے، عربی عبارت میں غیرہ کا عطف ما یفعلہ پر ہے یعنی جو کام مقتدی کرے گا اور جو نہیں کرے گا جیسے اگر امام نے مقتدی کی تین مرتبہ تسبیح سے پہلے ہی سر اٹھا لیا تو مقتدی تسبیح چھوڑ کر امام کی اتباع کرے، انہیں جیسے امور کو اس فصل میں بیان کیا گیا ہے۔

(۳۷۱) لَوْ سَلَّمَ الْإِمَامُ قَبْلَ فَرَاغِ الْمُقْتَدِيْ مِنَ التَّشَهُّدِ يُتِمُّهٗ.

ترجمہ: اگر سلام پھیر دے امام مقتدی کے فارغ ہونے سے پہلے تشہد سے تو مقتدی اس کو پورا کرے۔

مقتدی کے فارغ ہونے سے پہلے امام کا سلام پھیرنا

اگر مقتدی کے تشہد سے فارغ ہونے سے قبل ہی امام نے سلام پھیر دیا تو مقتدی کو چاہئے کہ وہ اپنا تشہد پورا کرے کیوں کہ تشہد واجب ہے اور اس کے بعد مقتدی سلام پھیرے اور اگر مقتدی امام سے پہلے ہی فارغ ہو جائے تو خاموش بیٹھا رہے اور امام کے ساتھ ہی سلام پھیرے، البتہ اگر درود یا دعا باقی رہ جائے تو امام کی اتباع کرے اور ان کو پورا کرنے میں نہ لگے بلکہ امام کے ساتھ سلام پھیرے کیونکہ یہ چیزیں سنت ہیں اور امام کی اتباع واجب ہے اور اگر قعدۂ اولیٰ میں مقتدی کا تشہد پورا نہیں ہوا اور امام تیسری رکعت کیلئے کھڑا ہو جائے تو مقتدی کو چاہئے کہ وہ تشہد پورا کرے کیوں کہ فتویٰ کامل التحیات کے وجوب پر ہے اور پھر اس کے بعد کھڑا ہو جائے لیکن اگر بغیر پورا کئے کھڑا ہو گیا تو بھی جائز ہے۔
(مراقی الفلاح: ۱۶۹)

(۳۷۲) وَلَوْ رَفَعَ الْإِمَامُ رَأْسَهٗ قَبْلَ تَسْبِيْحِ الْمُقْتَدِيْ ثَلَاثًا فِي الرُّكُوْعِ أَوِ السُّجُوْدِ

يُتَابِعُهُ.

ترجمہ اور اگر اٹھا لے امام اپنے سر کو مقتدی کے تین مرتبہ تسبیح کہنے سے پہلے رکوع یا سجدے میں تو مقتدی اس کی اتباع کرے۔

مقتدی کی تسبیح پوری ہونے سے پہلے امام نے سر اٹھالیا

صورت مسئلہ یہ ہے کہ مقتدی ابھی رکوع یا سجدہ کی تسبیح پوری نہیں کر پایا تھا کہ امام نے رکوع یا سجدے سے سر اٹھالیا تو مقتدی امام کی اتباع کرے اور تسبیحات چھوڑ دے اسی قول پر فتویٰ ہے اگرچہ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ تسبیحات کو پورا کرے۔ (مراقی الفلاح ۱۲۹)

﴿۲۷۳﴾ وَلَوْ زَادَ الْإِمَامُ سَجْدَةً أَوْ قَامَ بَعْدَ الْقُعُوْدِ الْأَخِيْرِ سَاهِيًا لَا يَتْبَعُهُ الْمُؤْتَمُّ وَإِنْ قَيَّدَهَا سَلَّمَ وَحْدَهُ.

ترجمہ اور اگر زیادہ کرے امام ایک سجدہ یا کھڑا ہو جائے قعدۂ اخیرہ کے بعد بھول کر تو اتباع نہ کرے اس کی مقتدی اور اگر مقید کر دے اس کو (امام اس زائد رکعت کو سجدہ کے ساتھ) تو سلام پھیر دے مقتدی تنہا۔

امام نے بھول کر تین سجدے کر لئے

فرماتے ہیں کہ اگر امام نے کسی رکعت میں بھول کر دو سجدوں کے بجائے تین کر لئے یا قعدۂ اخیرہ کے بعد بھول کر پانچویں رکعت کیلئے کھڑا ہو گیا تو ان دونوں صورتوں کا حکم یہ ہے کہ مقتدی امام کی اتباع نہ کرے ان زائد چیزوں میں بلکہ تھوڑی دیر انتظار کرے اور پھر امام کے ساتھ سلام پھیر دے اور اگر امام نے زائد رکعت کا سجدہ بھی کر لیا تو تمام مقتدی تنہا ہی سلام پھیر دیں انکی نماز صحیح ہو جائے گی۔ (مراقی الفلاح: ۱۲۹)

﴿۲۷۴﴾ وَإِنْ قَامَ الْإِمَامُ قَبْلَ الْقُعُوْدِ الْأَخِيْرِ سَاهِيًا اِنْتَظَرَهُ الْمَأْمُوْمُ فَإِنْ سَلَّمَ الْمُقْتَدِيْ قَبْلَ أَنْ يُقَيِّدَ إِمَامُهُ الزَّائِدَةَ بِسَجْدَةٍ فَسَدَ فَرْضُهُ.

ترجمہ اور اگر کھڑا ہو جائے امام آخری قعدہ سے پہلے بھول کر تو انتظار کرے اس کا مقتدی پس اگر سلام پھیر دے مقتدی اس سے پہلے کہ امام اپنی زائد رکعت کو سجدہ کے ساتھ مقید کرتا تو فاسد ہو جائے گا اس کا فرض۔

اگر قعدۂ اخیرہ چھوٹ جائے تو؟

صورت مسئلہ یہ ہے کہ امام نے آخری قعدہ نہیں کیا بلکہ سیدھا کھڑا ہو گیا تو مقتدی کو چاہئے کہ امام کا انتظار کرے اور

سلام نہ پھیرے اور اگر مقتدی نے سلام پھیرنے میں اتنی جلدی کی کہ ابھی تک امام نے زائد رکعت کا سجدہ بھی نہ کیا تھا کہ اس نے سلام پھیر دیا تو مقتدی کی نماز فاسد ہو جائے گی کیوں کہ قعدہ اخیرہ فرض ہے اور اس فرض کو امام کی اتباع ہی میں کرنا تھا لیکن اس نے اس کو تنہا کیا ہے اس لئے نماز فاسد ہو جائے گی۔

﴿۴۷۵﴾ وَكُرِهَ سَلَامُ الْمُقْتَدِي بَعْدَ تَشَهُّدِ الْإِمَامِ قَبْلَ سَلَامِهِ.

ترجمہ اور مکروہ تحریمی ہے مقتدی کا سلام پھیر دینا امام کے تشہد کے بعد اس کے سلام پھیرنے سے پہلے۔

تشریح امام نے تشہد پڑھ لیا تھا مگر اس نے ابھی سلام نہیں پھیرا تھا کہ مقتدی نے اس سے پہلے سلام پھیر لیا تو یہ مکروہ تحریمی ہے البتہ نماز درست ہو جائے گی۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۱۶۹-۱۷۰)

فَصْلٌ فِي الْأَذْكَارِ الْوَارِدَةِ بَعْدَ الْفَرْضِ

یہ فصل ہے ان اذکار کے بیان میں جو فرضوں کے بعد منقول ہیں۔

﴿۴۷۶﴾ اَلْقِيَامُ إِلَى السُّنَّةِ مُتَّصِلًا بِالْفَرْضِ مَسْنُونٌ وَعَنْ شَمْسِ الْأَئِمَّةِ الْحُلْوَانِيِّ لَابَأْسَ بِقِرَاءَةِ الْأَوْرَادِ بَيْنَ الْفَرِيْضَةِ وَالسُّنَّةِ.

لا باس اسے ذرنے کی ضرورت نہیں جمع ابؤس اور لا لائے نفی جنس ہے، لا باس به وفيه اس میں کوئی حرج نہیں، جیسے لا باس به نا قابل اعتراض۔

ترجمہ کھڑا ہونا سنتوں کی ادائیگی کیلئے فرض نماز کے بعد متصلا مسنون ہے اور شمس الائمہ حلوانی سے منقول ہے کہ کوئی حرج نہیں ہے وظائف پڑھنے میں فرضوں اور سنتوں کے درمیان۔

تشریح جن نمازوں کے بعد سنتیں نہیں ہیں جیسے، فجر، اور عصر، ان میں سلام کے بعد متصلا الباقیات الصالحات یعنی ۳۳/مرتبہ سبحان اللہ، ۳۳/مرتبہ الحمد للہ، اور ۳۴/مرتبہ اللہ اکبر، پڑھے پھر دعا مانگے اور لوگوں کو دعا ہر شخص انفرادی طور پر مانگنی چاہئے تاکہ ہر آدمی اپنی مراد اللہ سے مانگ سکے اور اس بات کا خیال رکھا جائے کہ التزام نہ ہونے پائے کبھی کبھی چھوڑ بھی دی جائے اور ہیئت اجتماعی کو ضروری نہ سمجھا جائے جس کا رواج چل پڑا ہے امام سے پہلے دعا شروع کر دے جس کو کوئی ضرورت ہو اور وہ چلا جائے تو اس پر نکیر نہ کی جائے البتہ طلبا کی تربیت کے مد نظر ان کو رکنے کا پابند کرنا درست ہے تاکہ معمولات کی اہمیت ذہن نشین ہو جائے، اور جس کی دعا امام کے ساتھ پوری نہ ہو وہ بعد تک مانگتا رہے اور کبھی کبھار جہراً بھی دعا مانگی جا سکتی ہے اور جن فرضوں کے بعد سنت ہیں جیسے ظہر، مغرب، اور عشاء، ان میں سلام کے بعد مختصر دعا کر کے سنتیں ادا کریں پھر سنت و نوافل سے فارغ ہو کر الباقیات الصالحات پڑھیں پھر عاجزی و انکساری کے ساتھ خوب جم کر انفرادی دعا مانگیں صاحب کتاب نے شمس الائمہ کا قول یہ نقل کیا ہے کہ فرائض اور سنتوں کے درمیان

اوراد وظائف پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے مگر افضل اور مستحب طریقہ وہی ہے جو خادم اوپر لکھ چکا ہے۔

﴿۲۷۷﴾ وَيُسْتَحَبُّ لِلْإِمَامِ بَعْدَ سَلَامِهِ أَنْ يَتَحَوَّلَ إِلَى يَسَارِهِ لِتَطَوُّعٍ بَعْدَ الْفَرْضِ.

يتحول فعل مضارع معروف باب تفعل سے تحولا مصدر ہے، ایک جگہ سے دوسری جگہ منتقل ہونا۔ تطوع غیر واجب عمل، نفلی عبادت باب تفعل کا مصدر ہے تطوع یتطوع تطوعا نفل پڑھنا یعنی غیر مفروضہ عبادت کرنا۔

ترجمہ اور مستحب ہے امام کیلئے سلام کے بعد یہ کہ گھوم کر چلا جائے اپنی بائیں طرف سے نوافل وسنتیں ادا کرنے کیلئے فرض کے بعد۔

فرض نماز کے بعد نوافل دوسری جگہ پڑھیں

امام نے جس جگہ کھڑے ہو کر فرض نماز پڑھائی ہے وہاں سے ہٹ کر اپنی بائیں جانب سے گھوم کر چلا جانا اور دوسری جگہ سنت و نوافل پڑھنا مستحب و افضل ہے تاکہ آنے والا کوئی نمازی فرض سمجھ کر اقتداء نہ کر بیٹھے ایسے ہی مقتدیوں کو جس جگہ فرض نماز ادا کی ہے وہاں سے ہٹ کر کسی دوسری جگہ سنت و نوافل پڑھنا مستحب ہے لیکن جہاں آگے پیچھے جگہ نہ ہو یا مسبوقین اپنی چھوٹی ہوئی رکعتیں پڑھ رہے ہوں تو ان کے سامنے سے یا گردن پھلانگ کر پیچھے ہٹنا درست نہیں ہے یا جیسا کہ آجکل مدارس میں طلباء فرضوں کے بعد پیچھے بھاگتے ہیں اور شرارت کرتے رہتے ہیں نہ خود نماز پڑھتے ہیں اور نہ دوسروں کو پڑھنے دیتے ہیں تو انتظام کی خاطر طلباء کو اسی جگہ جہاں فرض ادا کئے ہیں سنت و نوافل پڑھنے کا پابند کیا جائے تو راقم الحروف کے خیال میں اسی جگہ پڑھ لینے میں زیادہ عافیت ہے ۔ واللہ سبحانہ وتعالیٰ اعلم واستغفر اللہ العظیم۔

﴿۲۷۸﴾ وَأَنْ يَسْتَقْبِلَ بَعْدَهُ النَّاسَ.

ترجمہ اور یہ کہ (مستحب ہے) کہ منہ کرے اس کے بعد (فرض نماز پڑھنے کے بعد) لوگوں کی طرف۔

فرض نماز کے بعد دائیں بائیں گھومنا

فرض سے فارغ ہونے کے بعد گھومنے کیلئے کسی ایک جہت کا التزام جائز نہیں یہ نماز میں شیطان کا حصہ کرنا ہے بلکہ جدھر حاجت ہو پھرنے کیلئے اسی جانب کو اختیار کرنا چاہئے نبی ﷺ سے دائیں اور بائیں دونوں جانب گھومنا ثابت ہے اور چونکہ اکثر ازواج مطہرات کے حجرے محراب سے دائیں جانب تھے اس لئے آپ کا گھومنا اکثر دائیں جانب ہوتا تھا۔

﴿۲۷۹﴾ وَيَسْتَغْفِرُونَ اللّٰهَ وَيَقْرَءُوْنَ آيَةَ الْكُرْسِيِّ وَالْمُعَوِّذَاتِ وَيُسَبِّحُوْنَ اللّٰهَ ثَلَاثًا وَّثَلَاثِيْنَ وَيَحْمَدُوْنَهُ كَذٰلِكَ وَيُكَبِّرُوْنَهُ كَذٰلِكَ ثُمَّ يَقُوْلُوْنَ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَحْدَهُ لَا شَرِيْكَ لَهُ لَهُ

الْمُلْكُ وَلَهُ الْحَمْدُ وَهُوَ عَلٰی كُلِّ شَيْءٍ قَدِيْرٌ ثُمَّ يَدْعُوْنَ لِاَنْفُسِهِمْ وَلِلْمُسْلِمِيْنَ رَافِعِي اَيْدِيْهِمْ ثُمَّ يَمْسَحُوْنَ بِهَا وُجُوْهَهُمْ فِيْ آخِرِهٖ.

ترجمہ: اور سب آدمی اللہ سے مغفرت طلب کریں اور آیۃ الکرسی اور قل اعوذ برب الفلق اور قل اعوذ برب الناس پڑھیں اور ۳۳/مرتبہ "سبحان اللہ" ۳۳/مرتبہ "الحمد للہ" اور ۳۳/مرتبہ "اللہ اکبر" پڑھیں پھر چوتھا کلمہ یعنی "لا الہ الخ" پڑھیں (جس کا ترجمہ یہ ہے) اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں وہ یگانہ ہے اس کا کوئی شریک نہیں حکومت اور تعریف اسی کیلئے ہے وہی جلاتا ہے اور مارتا ہے اور وہ ہر چیز پر قادر ہے (حضرت مغیرہؓ کی حدیث جو معجم طبرانی میں ہے وہاں "یحیی و یمیت" کے الفاظ بھی ہیں) پھر دعا مانگیں اپنے لئے اور مسلمانوں کیلئے اپنے ہاتھوں کو اٹھا کر پھر پھیر لیں ان کو اپنے چہروں پر آخر میں۔

مختلف اذکار کا بیان

اس عبارت میں نماز کے بعد متعدد اذکار مروی ہیں ان کو یاد کرنا چاہئے اور فرضوں کے بعد ان کو پڑھنا چاہئے ہاتھ اٹھا کر دعا کی طرح پڑھنا ضروری نہیں ہے ہاتھ اٹھائے بغیر عام اذکار کی طرح پڑھنے کی بھی گنجائش ہے۔

پہلا ذکر: حضرت ثوبانؓ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نماز سے فارغ ہو کر جب گھر کی طرف لوٹنے کا ارادہ فرماتے تو پہلے تین مرتبہ "استغفر اللہ" کہتے پھر "اللهم انت السلام" پڑھتے پھر تشریف لے جاتے۔
(مسلم ۱/۲۱۸)

دوسرا ذکر: حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ جو شخص نماز کے بعد آیۃ الکرسی پڑھے تو اس کو جنت میں داخل ہونے سے کوئی چیز نہیں روک سکتی سوائے موت کے یعنی موت چونکہ پل ہے جس سے گزرنا تو لازمی ہے جنت میں جانے کیلئے۔

تیسرا ذکر: حضرت عقبہ بن عامرؓ نے فرمایا کہ مجھ سے حضور ﷺ نے فرمایا کہ ہر فرض نماز کے بعد جس نے ۳۳/بار "سبحان اللہ" ۳۳/بار "الحمد للہ" ۳۳/بار "اللہ اکبر" پڑھا تو یہ ۹۹ ہو گئے اور ۱۰۰ کو پورا کرتے ہوئے چوتھا کلمہ پڑھا تو اس کی خطائیں بخش دی جاتی ہیں اگرچہ سمندر کے جھاگ کی طرح کثیر ہوں۔

آگے مصنفؒ فرماتے ہیں کہ نماز کے بعد دعا کی مقبولیت کا موقع ہے اس لئے اپنے لئے اور تمام مسلمانوں کیلئے دعا مانگیں اور دعا میں دونوں ہاتھ اپنے سینے کے سامنے اس طرح رکھیں کہ انگلیوں کا کچھ حصہ چہرہ کے مقابل ہو اور دعا خوب خشوع وخضوع کے ساتھ مانگنی چاہئے اور دونوں ہاتھوں کے درمیان چار انگشت کا فاصلہ رکھنا چاہئے دعا سے فارغ ہو کر ہتھیلیوں کو چہرہ پر پھیر لینا چاہئے۔ (مراقی الفلاح: ۱۶۲-۱۶۳)

☆☆☆

بَابُ مَا يُفْسِدُ الصَّلوٰةَ وَهُوَ ثَمَانِيَةٌ وَّسِتُّوْنَ شَيْئًا

ان چیزوں کا بیان جن سے نماز فاسد ہو جاتی ہے اور وہ اڑسٹھ چیزیں ہیں۔

﴿۲۸۰﴾ اَلْكَلِمَةُ وَلَوْ سَهْوًا اَوْ خَطَأً.

ترجمہ: بات کر لینا اگرچہ بھولے سے ہو یا غلطی سے۔

نماز میں گفتگو کرنا

نماز کے ارکان کی تکمیل سے قبل کوئی خارجی کلمہ زبان سے نکل گیا خواہ غلطی سے ہو یا بھول سے معنی دار ہو یا مہمل بہر صورت نماز فاسد ہو جائے گی۔ بشرطیکہ یہ کلام قعدۂ اخیرہ کے تشہد سے قبل ہوا ور اگر بعد میں ہو تو نماز فاسد نہ ہوگی، البتہ واجب الاعادہ ہے۔

فائدہ: سہو کہتے ہیں قوت مدرکہ سے صورت کا زائل ہو جانا یعنی سہو میں اس چیز کا تصور دماغ میں رہتا ہے اور جب چاہے ذہن میں اس کو حاضر کر سکتا ہے جس کی تعبیر خیال نہ بٹنے سے کی جا سکتی ہے اور خطاء یہ ہے کہ صحت تو باقی ہے لیکن جب ایک چیز کے تکلم کا ارادہ کیا تو بغیر ارادے کے دوسری چیز زبان سے نکل گئی۔ (مراقی الفلاح مع الطحاوی:۱۷۶)

﴿۲۸۱﴾ وَالدُّعَاءُ بِمَا يُشْبِهُ كَلَامَنَا.

ترجمہ: اور دعا مانگنا ایسے الفاظ سے جو ہمارے کلام کے مشابہ ہو۔

نماز میں دنیوی ضرورت والے الفاظ سے دعا مانگنا

نماز پڑھتے ہوئے اگر منقول دعاؤں کے علاوہ دعا میں ایسے الفاظ استعمال کیے جو غیر اللہ سے بھی کیے جا سکتے ہوں مثلاً یہ کہا کہ اے اللہ مجھے فلاں کپڑا پہنا دے یا میرا فلانی عورت سے نکاح کرا دے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

(مراقی الفلاح:۱۷۶)

﴿۲۸۲﴾ وَالسَّلَامُ بِنِيَّةِ التَّحِيَّةِ وَلَوْ سَاهِيًا.

ترجمہ: اور سلام کرنا نماز کی نیت سے اگرچہ بھول کر ہو۔

نماز میں سلام کرنا

نماز پڑھتے ہوئے کوئی شخص سامنے نظر آیا اور نمازی نے اسے زبان سے سلام کر لیا تو نماز فاسد ہو گی اگرچہ بھول

کر کی سلام کیا ہو۔

قوله بنية التحية: یہ قید اس وجہ سے لگائی کہ اگر اس نیت سے سلام کیا کہ نماز سے باہر ہو رہا ہوں تو اگر قعدۂ اخیرہ اور تشہد کے بعد کیا ہے تو نماز فاسد نہ ہوگی اور اگر پہلے کیا ہے تو نماز فاسد ہو جائے گی۔

﴿۲۸۳﴾ وَرَدُّ السَّلَامِ بِلِسَانِهِ.

ترجمہ اور سلام کا جواب دینا اپنی زبان سے۔

نماز میں سلام کا جواب دینا

نماز پڑھتے ہوئے سلام کا زبانی جواب دینے سے نماز فاسد ہو جاتی ہے البتہ اگر ہاتھوں سے جواب دیا تو صرف کراہت لازم آئے گی نماز فاسد نہ ہوگی۔ (درمختار بیروت:۲/۳۲۱)

﴿۲۸۴﴾ أَوْ بِالْمُصَافَحَةِ.

ترجمہ یا مصافحہ کے ذریعہ۔

نماز میں مصافحہ کرنا

نماز کے دوران اگر کسی شخص سے مصافحہ کر لیا تو نماز فاسد ہو جائے گی اس لئے کہ مصافحہ بھی کلام کرنے کے معنی میں ہے۔ (حلبی کبیر:۴۴۳، مراقی الفلاح:۱۷۷)

﴿۲۸۵﴾ وَالْعَمَلُ الْكَثِيْرُ.

ترجمہ اور عمل کثیر کرنا۔

نماز میں عمل کثیر کرنا

نماز پڑھتے ہوئے ایسی حرکت کی کہ دیکھنے والا یہ سمجھا کہ یہ شخص نماز کی حالت میں نہیں ہے مثلاً ٹوپی اتار کر دونوں ہاتھوں سے سر کھجانے لگا یا اچھل کود کرنے لگا تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر معمولی حرکت کی مثلاً ایک ہاتھ سے کھجالیا یا دامن درست کر لیا یا ایک ہاتھ سے موبائل کا بٹن بند کر دیا تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

(مراقی الفلاح مع الطحطاوی ۱۷۷، حلبی کبیر:۴۴۱)

﴿۲۸۶﴾ وَتَحْوِيْلُ الصَّدْرِ عَنِ الْقِبْلَةِ.

صدر بمعنی سینہ جمع صُدُورٌ۔

ترجمہ: اور سینہ کا پھیرنا قبلہ کی طرف سے۔

نماز میں سینہ قبلہ سے پھیرنا

نماز پڑھتے ہوئے اگر بلا عذر سینہ پوری طرح قبلہ سے پھیر لیا تو نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر بھول سے بلا عذر پھر گیا تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر فوراً ٹھیک رخ پر کر لیا تو نماز فاسد نہ ہوگی اگر ایک رکن یعنی تین تسبیحات پڑھنے کے بقدر رخ پھرا رہا تو نماز فاسد ہو جائے گی لیکن دو حالتیں اس سے مستثنیٰ ہیں ایک یہ کہ نماز پڑھتے ہوئے حدث لاحق ہو جائے اور آدمی طہارت کیلئے صف چھوڑ کر جائے دوسرے یہ کہ نماز خوف میں دوران نماز نقل و حرکت کرے کہ یہ دونوں حالتیں مفسد نماز نہیں ہیں۔ (مراقی الفلاح ۱۷۷)

﴿۲۸۷﴾ وَاَكْلُ شَيْءٍ مِنْ خَارِجِ فِيْهِ وَلَوْ قَلَّ۔

قَلَّ ماضی معروف باب (ض) مصدر قِلَّةٌ کم ہونا تھوڑا ہونا۔

ترجمہ: اور کسی ایسی چیز کا کھالینا جو اس کے منہ سے باہر ہو اگرچہ تھوڑی ہی ہو۔

نماز کے دوران کھانا

نماز پڑھتے ہوئے اگر معمولی سے معمولی چیز بھی منہ میں ڈال کر نگل لی تو نماز فاسد ہو جائے گی جیسے تل وغیرہ۔ (درمختار بیروت: ۲/۳۳۰)

﴿۲۸۸﴾ وَاَكْلُ مَابَيْنَ اَسْنَانِهِ وَهُوَ قَدْرُ الْحِمَّصَةِ۔

حِمِّصَة اس کی جمع حِمَّص ہے چنا۔

ترجمہ: اور اس چیز کا کھالینا جو اس کے دانتوں میں ہو اور وہ چنے کی برابر ہو۔

دانت میں اٹکی ہوئی چیز کو نگلنا

اگر دانت میں غذا اٹکی رہ گئی اور وہ چنے کے برابر ہے تو اس کے نگلنے سے نماز فاسد ہو جائے گی اسی طرح اگر وہ چنے سے چھوٹی ہو مگر اتنی سخت ہو کہ اسے دانت سے چبانا پڑے تو بھی نماز فاسد ہو جائے گی اور اگر معمولی سی شئی ہو جو محض زبان پھیرنے سے تھوک کے ساتھ حلق میں چلی جائے تو نماز نہیں ٹوٹے گی۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۱۷۷)

﴿۲۸۹﴾ وَشُرْبُهُ۔

ترجمہ: اور اس کو پی لینا۔

نماز کے دوران پینا

مسئلہ یہ ہے کہ نماز کی حالت میں کسی چیز کا پی لینا مفسد نماز ہے حتی کہ اگر دوران نماز منہ آسمان کی طرف اٹھایا اور بارش یا شبنم کا کوئی قطرہ منہ میں گر گیا اور وہ پیٹ میں پہنچ گیا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ (حوالہ بالا)

﴿۳۹۰﴾ وَالتَّنَحْنُحُ بِلَا عُذْرٍ.

تنحنح باب تفعلل (رباعی مزید فیہ) کا مصدر ہے کھنکارنا اور تحنحح رباعی مجرد کے باب فعللۃ سے ہے کھنکارنا، کھانسی نما آواز نکال کر بے سکون ہونا۔

ترجمہ: اور کھنکارنا بغیر کسی عذر کے۔

بلا عذر کھنکارنا

اگر کسی عذر کے بغیر کھنکارا یا کھانسا اور اس سے کسی حرف کی آواز منہ سے نکل گئی تو نماز فاسد ہو جائے گی البتہ اگر بلغم آنے کی وجہ سے قراءت میں رکاوٹ آگئی اور گلا صاف کرنے کی وجہ سے کھنکارتا ہے یا آواز اچھی کرنے کیلئے کھنکارے یا بے اختیار کھانسی آجائے وغیرہ وغیرہ تو نماز میں کوئی خرابی نہ آئے گی۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۱۷۷)

﴿۳۹۱﴾ وَالتَّافِيْفُ.

ترجمہ: اور اُف اُف کرنا۔

نماز پڑھتے ہوئے زور سے پھونک مارنا

اگر نماز پڑھتے ہوئے آواز سے پھوں پھوں کی یا اف یا تف کی آواز منہ سے نکالی تو نماز فاسد ہو جائے گی۔
(طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۱۷۸، کتاب المسائل: ۳۶۲)

﴿۳۹۲﴾ وَالْاَنِيْنُ وَالتَّاَوُّهُ.

الانین أنّ (ض) أنِيْنًا أنًّا أنَانًا کراہنا، درد و دکھ کی وجہ سے آہ نکالنا۔ التأوّہ تأوّہ، یتأوّہ تأوّہا باب تفعل سے آہ کرنا، دردمند ہونا یا آوہ کرنا یعنی حسرت کا اظہار اور درد کا نکلنا۔

ترجمہ: اور آہ آہ کرنا یا آوہ کرنا۔

نماز میں کراہنا

درد یا تکلیف کی وجہ سے آہ یا اوہ کرنے سے بھی نماز فاسد ہو جائے گی۔

﴿۲۹۳﴾ وَارْتِفَاعُ بُكَائِهِ مِنْ وَجْعٍ أَوْ مُصِيبَةٍ لَا مِنْ ذِكْرِ جَنَّةٍ أَوْ نَارٍ.

وجع جمع اوجاع درد، دکھ۔

ترجمہ: اور اس کے رونے کی آواز کا بلند ہونا کسی درد یا مصیبت کی وجہ سے نہ کہ جنت یا دوزخ کے تذکرہ سے

نماز میں رونا

نماز کے دوران تکلیف کی وجہ سے جان بوجھ کر کراہنا یا غم کی وجہ سے قصداً رونا مفسد نماز ہے البتہ اگر سخت تکلیف کی بنا پر بے اختیار آواز نکل جائے یا جنت وجہنم کے تصور سے رقت طاری ہو جائے تو مفسد نہیں (لدلالتها على الخشوع)

﴿۲۹۴﴾ وَتَشْمِيتُ عَاطِسٍ بِيَرْحَمُكَ اللّٰهُ.

ترجمہ: اور کسی چھینکنے والے کو چھینک کا جواب دینا یرحمك الله کہہ کر (اللہ تیرے اوپر رحم کرے)

یرحمک اللہ سے جواب کا حکم

نماز کے دوران کسی شخص کی چھینک کی آواز سن کر اگر جواب میں یرحمك الله، کہا تو نماز فاسد ہو جائے گی البتہ اگر خود اپنے آپ کیلئے کہا تو مفسد نماز نہیں اسی طرح اگر سامع یا خود چھینکنے والا الحمد لله، کہتا ہے تو نماز فاسد نہ ہوگی یہاں عبارت میں تشمیت عاطس کے اندر مصدر کی اضافت اس کے مفعول کی طرف ہے، ای خطاب المصلی العاطس، اور تشمیت میں دو لغات ہیں، اول بڑے شین کے ساتھ اور ثانی چھوٹے سین کے ساتھ لغت اول فصیح ہے۔
(طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۱۷۸)

﴿۲۹۵﴾ وَجَوَابُ مُسْتَفْهِمٍ عَنْ نِدٍّ بِلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ وَخَبَرُ سُوْءٍ بِالْاسْتِرْجَاعِ وَسَارٍّ بِالْحَمْدِ لِلّٰهِ وَعَجَبٍ بِلَا إِلٰهَ إِلَّا اللّٰهُ أَوْ سُبْحَانَ اللّٰهِ.

مستفهم اسم فاعل ہے باب استفعال سے، استفہام مصدر ہے کسی سے سمجھانے کی درخواست کرنا۔ ندّ جمع انداد ہم پلہ، ہم سر، قالہ ندّ اس کی کوئی نظیر نہیں اس کا کوئی ہم سر نہیں، استرجاع از باب استفعال معنی واضح ہیں

ترجمہ:

ترجمہ اور خداوند عالم کے شریک کے متعلق استفسار کرنے والے کے جواب میں، لا الٰہ الا اللہ، کہنا اور بری خبر سن کر، انا للہ وانا الیہ راجعون، پڑھنا اور کسی مسرت بخش اور شادکن خبر کا جواب، الحمد للہ، کہہ دینا اور کسی تعجب خیز خبر کے جواب میں، لا الٰہ الا اللہ، یا سبحان اللہ، کہنا۔

کلماتِ ذکر کو عام گفتگو کی جگہ استعمال کرنا

نماز پڑھنے والے سے کسی مشرک نے معلوم کیا کہ کیا خداوند قدوس کا کوئی شریک ہے؟ اس کے جواب میں نمازی نے کہا، لا الٰہ الا اللہ، یا نماز پڑھتے ہوئے کسی سے کوئی غم کی بات سنی اور، انا للہ وانا الیہ راجعون، پڑھ دیا یا خوش کن خبر سنی مثلاً کسی نے نمازی کو اس کے یہاں بیٹا ہونے کی خوشخبری دی اور اس نے، الحمد للہ، کہہ دیا یا تعجب خیز خبر کو سن کر، لا الٰہ الا اللہ، یا، سبحان اللہ، کہہ دیا تو جملہ صورتوں میں نماز فاسد ہوگی اس لئے کہ یہ کلمات عام گفتگو کے معنی میں استعمال کئے گئے لیکن اگر نماز میں کسی کو چھینک آجائے اور اس نے، الحمد للہ، کہہ دیا تو نماز فاسد نہ ہوگی اس لئے کہ یہ کلمہ جواب کیلئے نہیں بلکہ ثواب کے حصول کیلئے استعمال ہوا ہے۔

(طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۱۷۸، کتاب المسائل: ۳۶۲)

﴿۲۹۶﴾ وَكُلُّ شَيْءٍ قُصِدَ بِهِ الْجَوَابُ كَيَا يَحْيَى خُذِ الْكِتَابَ.

ترجمہ اور ہر وہ چیز کہ جس سے ارادہ کیا ہو جواب کا جیسے اے یحییٰ! کتاب لے۔

قرآن کریم کی کسی آیت کو جواب کی جگہ استعمال کرنا

اگر نماز کے دوران قرآن کی کوئی آیت کسی سوال کرنے والے کے جواب میں استعمال کی تو نماز فاسد ہوگی مثلاً کسی شخص نے کمرے میں اندر آنے کی اجازت مانگی اور نمازی نے نماز ہی میں زور سے یہ آیت پڑھ دی، ادخلوھا بسلام، آمنین، (تم ان میں سلامتی اور امن سے داخل ہو) یا ملازم نے پوچھا کہ کھانا لے آؤں تو یہ آیت پڑھ دی، آتنا غدائنا، (ہمارا ناشتہ لاؤ) یا کسی نے کتاب مانگی اور اس کا نام یحییٰ ہے اور اس کو کتاب دینی ہے اس نے کہہ دیا، یا یحییٰ خذ الکتاب، یہ تمام اگرچہ آیات قرآنیہ ہیں مگر اس موقع پر خطاب مقصود ہے اور انکو گفتگو کی جگہ استعمال کیا گیا ہے اس لئے نماز ٹوٹ جائے گی۔

(طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۱۷۸)

﴿۲۹۷﴾ وَرُؤْيَةُ مُتَيَمِّمٍ مَاءً.

ترجمہ اور تیمم کرنے والے کا پانی کو دیکھنا۔

تیمم کرکے نماز پڑھنے والا دوران نماز پانی پر قادر ہوگیا

جس شخص نے پانی ناپید ہونے کی وجہ سے یا کسی عذر کی وجہ سے تیمم کرکے نماز شروع کی تھی اگر وہ نماز کے دوران پانی کے حصول پر قادر ہوگیا یا اس کا عذر زائل ہوگیا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

(مراقی الفلاح ۱۷۸ تا ۱۷۹، کتاب المسائل: ۳۶۳)

﴿۴۹۸﴾ وَتَمَامُ مُدَّةِ مَاسِحِ الْخُفِّ وَنَزْعُهُ.

ترجمہ اور مدت کا ختم ہو جانا موزوں پر مسح کرنے والے کی اور موزے کا اتارنا۔

دوران نماز موزوں پر مسح کی مدت پوری ہوگئی

اگر نماز پڑھتے ہوئے موزوں پر مسح کی مدت پوری ہوگئی یا معمولی سی حرکت سے کوئی موزہ اتر گیا تو نماز فاسد ہو جائے گی بشرطیکہ وہاں پانی دستیاب ہو اور تیمم کے جواز کا کوئی عذر موجود نہ ہو۔ (مراقی الفلاح ۱۷۹، اوجز فتاویٰ زکریا: ۲/ ۳۶۱)

﴿۴۹۹﴾ وَتَعَلُّمُ الْأُمِّيِّ آيَةً.

ترجمہ اور امی کا سیکھ لینا ایک آیت کو۔

ان پڑھ شخص نے دوران نماز کوئی آیت سیکھ لی

امی وہ شخص ہے جو قرآن شریف کی ایک آیت بھی نہیں جانتا اس کیلئے جائز ہے کہ وہ جب تک سورتیں یاد نہ کرے ایسے ہی بغیر کچھ پڑھے ہوئے نیت باندھ کر نماز کا تصور کرکے کھڑا رہے اور قراءت کرنے کے بقدر کھڑے رہنے کے بعد رکوع سجدہ وغیرہ کرے لیکن اس پر قرآن سیکھنا اور سورہ فاتحہ اور دیگر سورتیں یاد کرنا لازم ہے ورنہ وہ کوتاہی پر گنہگار ہوگا جب اس کو ایک آیت بھی یاد ہو جائے گی تو اس آیت کو نماز میں پڑھے اس تمہید کے بعد صورت مسئلہ یہ ہے کہ کوئی شخص پاگل ہوگیا تھا جب اچھا ہوا تو اس کو کوئی آیت یاد نہ تھی نماز پڑھنے کیلئے کھڑا ہوا کہ کسی شخص نے کوئی آیت پڑھی اس کو فوراً یاد ہوگئی اب اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ (البحر الرائق: ۱/ ۲۰۷، مراقی الفلاح: ۱۷۹)

﴿۵۰۰﴾ وَوِجْدَانُ الْعَارِي سَاتِرًا.

ساترًا اسم فاعل ہے از باب نصر ستر اچھپانا۔

ترجمہ اور ننگے کا پالینا ستر ڈھانپنے کے قابل کپڑے کو۔

ننگے شخص کو کپڑا میسر آگیا

اگر کسی شخص نے کپڑا دستیاب نہ ہونے کی بنا پر ننگے ہونے کی حالت میں نماز شروع کی پھر اسے بقدر ستر کپڑا میسر آگیا تو اس کی نماز فاسد ہوگئی اب کپڑا پہن کر دوبارہ نماز پڑھے۔ (کتاب المسائل:۳۶۳، مراقی الفلاح ۱۶۹، درمختار زکریا ۲/۵۶۲)

﴿۵۰۱﴾ وَقُدْرَةُ الْمُوْمِيْ عَلَى الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ.

المومی اسم فاعل ہے از باب افعال ایماءً اشارہ کرنا۔

ترجمہ اور اشارہ سے نماز پڑھنے والے کا رکوع اور سجدوں پر قادر ہو جانا۔

تشریح اگر کوئی شخص کمزوری یا بیماری کی وجہ سے اشارہ سے رکوع اور سجدہ کر رہا تھا پھر وہ دوران نماز رکوع اور سجدہ کرنے پر قادر ہوگیا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اب از سر نو نماز پڑھے۔ (طحطاوی: ۱۶۹)

﴿۵۰۲﴾ وَتَذَكُّرُ فَائِتَةٍ لِذِي تَرْتِيْبٍ.

فائتة چھوٹی ہوئی نماز (جو وقت پر ادا نہ کی گئی ہو) جمع فوائت۔ ذو والا، صاحب، یہ لفظ مضاف ہو کر استعمال ہوتا ہے، یہ اضافت اسم ظاہر کی طرف ہوتی ہے جو عموماً جنس ہوتا ہے اور ذو کے ذریعہ اس اسم جنس کو صفت بنایا جاتا ہے جیسے ذو مال رجل کی صفت ہے اور مال اسم ظاہر ہے اور جنس ہے یہی صورت ذو ترتیب میں بھی ہے۔

ترجمہ اور چھوٹی ہوئی نماز کا یاد آجانا صاحب ترتیب کیلئے۔

صاحب ترتیب کو فوت شدہ نماز یاد آگئی

اگر کوئی شخص صاحب ترتیب ہو یعنی اس کے ذمہ کوئی نماز پہلے کی قضا نہ ہو اتفاق سے اس کی ایک نماز قضاء ہوگئی اور اس نے وقت میں گنجائش کے باوجود بھول کر وقتیہ نماز کی نیت باندھ لی پھر نماز کے دوران اسے یاد آگیا کہ اس پر تو پچھلی نماز بھی قضا ہے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اب پہلے فوت شدہ نماز پڑھے اس کے بعد وقتیہ نماز ادا کرے لیکن یہ فساد موقوف ہے، اگر آئندہ پانچ نمازوں کے وقت کے گذرنے کے اندر اس نے فوت شدہ نماز قضا نہ کی تو اس درمیان میں پڑھی جانے والی سب نمازیں درست ہو جائیں گی اور اگر ان نمازوں کے وقت کے اندر سابقہ فوت شدہ نماز قضا کرلی تو بقیہ نمازیں نفل بن جائیں گی اور اسے بالترتیب سب نمازیں ادا کرنی ہوں گی۔

(مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۱۶۹، کتاب المسائل: ۳۶۳)

﴿۵۰۳﴾ وَاسْتِخْلَافُ مَنْ لَا يَصْلُحُ اِمَامًا.

استخلاف باب استفعال کا مصدر ہے، جانشین بنانا، قائم مقام بنانا۔

ترجمہ اور خلیفہ بنا دینا ایسے شخص کو جو صلاحیت نہیں رکھتا امام ہونے کی۔

نااہل شخص کو نائب بنا دیا

اولاً یہ بات سمجھیں کہ اگر امام کا وضو ٹوٹ جائے تو وہ خود پیچھے ہٹ جائے اور کسی شخص کو اپنی جگہ کر دے اس کو خلیفہ کہا جاتا ہے۔ صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی امام نے دوران نماز عذر پیش آنے کی بنا پر اپنا نائب کسی ایسے شخص کو بنا دیا جو دیگر مقتدیوں کیلئے نااہل ہو مثلاً بالکل امی یا معذور شرعی ہو تو سب لوگوں کی نمازیں فاسد ہو جائیں گی۔ (مراقی الفلاح: ۱۸۰، کتاب المسائل: ۳۶۵)

﴿۵۰۴﴾ وَطُلُوْعُ الشَّمْسِ فِي الْفَجْرِ وَزَوَالُهَا فِي الْعِيْدَيْنِ وَدُخُوْلُ وَقْتِ الْعَصْرِ فِي الْجُمُعَةِ.

ترجمہ اور سورج کا نکل آنا فجر کی نماز میں اور اس کا ڈھل جانا عیدین کی نماز میں اور آ جانا عصر کا وقت جمعہ میں۔

نماز پڑھتے ہوئے وقت نکل گیا

اگر فجر کی نماز پڑھتے ہوئے سورج نکل آیا یا عید کی نماز پڑھتے ہوئے زوال شمس ہو گیا یا جمعہ پڑھنے کے دوران عصر کا وقت داخل ہو گیا تو اس کی فرض نماز باقی نہ رہے گی بلکہ وہ بار دیگر نفلی ہوگی (البتہ اگر عصر کی نماز پڑھتے ہوئے سورج غروب ہو گیا تو نماز عصر ادا ہو ہی جائے گی) (مراقی الفلاح: ۱۸۰، کتاب المسائل: ۳۶۵)

﴿۵۰۵﴾ وَسُقُوْطُ الْجَبِيْرَةِ عَنْ بُرْءٍ.

الجبیرۃ ٹوٹی ہوئی ہڈی پر باندھی جانے والی لکڑی یا پٹی۔ برء مع بروء شفا، صحت یا ب[illegible] برأ باب کرم سے صحت یاب ہونا، اچھا ہونا۔

ترجمہ اور پٹی کا گر جانا زخم اچھا ہو کر۔

زخم درست ہو کر پٹی کھل گئی

اگر نماز پڑھتے ہوئے زخم ٹھیک ہو گیا اور پٹی یا پھایہ کھل کر گر پڑا تو نماز فاسد ہوگی اس لئے کہ پٹی پر مسح کرنے کا عذر زائل ہو گیا البتہ اگر زخم ٹھیک ہوئے بغیر پٹی کھل جائے تو نماز فاسد نہ ہوگی۔

(مراقی الفلاح مع الطحطاوی ۱۸۰، کتاب المسائل: ۳۶۵)

﴿۵۰۶﴾ وَزَوَالُ عُذْرِ الْمَعْذُوْرِ.

ترجمہ: اور معذور کے عذر کا ختم ہو جانا۔

معذور شرعی کا عذر زائل ہو جانا

اگر کوئی معذور شخص لگاتار حدث میں مبتلاء ہونے کیوجہ سے شرعی رخصت پر عمل کر رہا تھا (یعنی ایک ہی وضو سے پورے وقت میں نماز پڑھتا تھا) کہ نماز پڑھتے ہوئے اس کا عذر زائل ہو گیا یعنی پورے وقت میں ایک مرتبہ بھی اس کو عذر پیش نہیں آیا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اور اسے نیا وضو کر کے نماز ادا کرنی ہوگی مثلاً مستحاضہ جس کا خون برابر جاری تھا اب اس نے وضو کر کے ظہر کی نماز شروع کر دی اور تشہد کی مقدار بیٹھنے سے پہلے خون بند ہو گیا اور سورج کے غروب ہونے تک بند ہی رہا تو وہ نماز فاسد ہو جائے گی اور از سرنو نماز پڑھنی پڑے گی۔ (طحطاوی علی المراقی الفلاح: ۱۸۰)

﴿۵۰۷﴾ وَالْحَدَثُ عَمْدًا.

ترجمہ: اور حدث کرنا جان بوجھ کر۔

نماز کے دوران جان بوجھ کر وضو توڑنا

اگر نماز پڑھتے ہوئے کسی شخص نے قصداً وضو توڑ دیا یا جنابت پیش آگئی تو نماز فاسد ہوگی البتہ اگر خود بخود اچانک وضو ٹوٹ جائے تو وضو کر کے بناء کی گنجائش ہے۔ (مراقی الفلاح: ۱۸۰)

﴿۵۰۸﴾ اَوْ بِصُنْعِ غَيْرِهٖ.

ترجمہ: یا اس کے علاوہ کی حرکت سے۔

تشریح: مثلاً کسی نے نمازی کے چاقو مار دیا جس سے خون نکل کر بہہ گیا تو اس کی نماز فاسد ہوگئی از سرنو پڑھنی ضروری ہے گزشتہ پر بناء کی اجازت نہیں ہے۔

﴿۵۰۹﴾ وَالْاِغْمَاءُ وَالْجُنُوْنُ.

ترجمہ: اور بے ہوش ہو جانا اور پاگل ہو جانا۔

نماز میں بے ہوش یا پاگل ہو جانا

اگر کسی شخص پر نماز کے دوران بے ہوشی طاری ہوگئی یا مجنون ہو گیا تو نماز باطل ہو جائے گی۔

﴿۵۱۰﴾ وَالْجَنَابَةُ بِنَظَرٍ اَوْ اِحْتِلَامٍ.

ترجمہ اور جنبی ہو جانا صرف دیکھنے سے یا احتلام سے۔

نماز کے دوران احتلام ہو جانا

اگر اتفاق سے نماز کی حالت میں کسی حسین عورت پر نظر پڑ جائے اور پھر تفکر کی وجہ سے انزال ہو جائے تو نماز فاسد ہو جائے گی اسی طرح فرض کرو کہ نماز میں سو گیا اور سونا اس قسم کا تھا کہ جس سے نماز نہیں ٹوٹتی یعنی ہیئت مسنونہ نہیں بدلی تھی پھر بھی سوتے ہوئے خواب میں احتلام ہو گیا تو نماز فاسد ہو جائے گی۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۱۸۰)

﴿۵۱۱﴾ وَمُحَاذَاةُ الْمُشْتَهَاةِ فِيْ صَلٰوةٍ مُطْلَقَةٍ مُشْتَرَكَةٍ تَحْرِيْمَةً فِيْ مَكَانٍ مُتَّحِدٍ بِلَا حَائِلٍ وَنَوٰى اِمَامَتَهَا.

مُحَاذَاة باب مفاعلہ کا مصدر ہے مقابل ہونا، برابر ہونا۔ اَلْمُشْتَهَاة اسم مفعول باب افتعال اِشْتِهَاء مصدر ہے زیادہ خواہش رکھنا، دل چاہنا اور مشتہاۃ کے معنی مرغوب و پسندیدہ۔

ترجمہ اور قابل شہوت عورت کا مقابل ہونا کسی ایسی نماز میں جو مطلق ہو تحریمہ کے اعتبار سے مشترک ہو کسی ایسے مکان میں جو متحد ہو بلا کسی آڑ کے اور نیت کی ہو امام نے عورت کی امامت کی۔

عورت کا مرد کے دائیں بائیں یا سامنے کھڑا ہونا

اگر کوئی عورت نماز میں مرد کے دائیں بائیں یا مرد کے سامنے اس کی سیدھ میں نماز پڑھے اور وہاں درج ذیل شرائط پائی جائیں تو مرد کی نماز فاسد ہو جائے گی (۱) وہ عورت مشتہاۃ ہو یعنی ۹/سال سے زیادہ عمر کی ہو خواہ بڑھیا ہو یا محرم سب کا حکم یہی ہے (۲) مرد کی پنڈلی ٹخنہ یا بدن کا کوئی بھی عضو عورت کے کسی عضو کے بالمقابل پڑ رہا ہو (۳) یہ چیز ایک مطلق نماز میں پایا جائے یعنی نماز جنازہ کا یہ حکم نہیں ہے (۴) مرد و عورت دونوں ایک ہی امام کی اقتداء میں نماز پڑھ رہے ہوں (۵) مرد و عورت کے نماز پڑھنے کی جگہ سطح کے اعتبار سے برابر ہو یعنی اگر سطح میں آدمی کے قد کے بقدر فرق ہو تو محاذات کا حکم نہ ہوگا (۶) دونوں کے درمیان کوئی چیز حائل نہ ہو مثلاً ستون یا کوئی اور چیز یا دونوں کے درمیان ایک آدمی کے کھڑے ہونے کے بقدر فاصلہ نہ ہو (۷) امام نے مرد کے برابر میں کھڑی ہوئی عورت کی امامت کی نیت بھی کی ہو (۸) مرد و عورت کا سامنا کم از کم ایک رکن (تین تسبیح پڑھنے کے بقدر) تک برقرار رہا ہو (۹) مرد نے اپنے قریب آ کر کھڑی ہونے والی عورت کو وہاں نہ کھڑے ہونے کا اشارہ نہ کیا ہو اگر اشارہ کیا پھر بھی عورت برابر میں کھڑی رہی تو اب مرد کی نماز فاسد نہ ہوگی بلکہ عورت کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ (طحطاوی ۱۸۰-۱۸۱، کتاب المسائل: ۳۶۶)

نوٹ: جاننا چاہئے کہ مذکورہ مسئلہ کا نام مسئلہ محاذاۃ ہے۔

اختیاری مطالعہ

مسجد حرام (مکہ معظمہ) میں نمازی احتیاط کیسے کریں

مسجد نبوی (مدینہ منورہ) میں تو مردوں اور عورتوں کے لئے نماز پڑھنے کی جگہیں الگ الگ ہیں اس لئے وہاں مرد و عورت میں اختلاط ومحاذات کا مسئلہ اب پیش نہیں آتا لیکن مسجد حرام میں اگرچہ عورتوں کی نماز کی جگہیں الگ بنی ہوئی ہیں لیکن مطاف اور حج کی بھیڑ کے زمانہ میں وہاں اکثر مرد و عورت نماز پڑھتے ہوئے خلط ملط ہو جاتے ہیں اس لئے اس معاملہ میں احتیاط کی ضرورت ہے عورتوں کو چاہئے کہ ہمیشہ مردوں سے الگ ہو کر ہی نماز پڑھیں اگر موقع نہ ہو تو جماعت چھوڑ دیں اور بعد میں اپنی نماز الگ پڑھ لیں اور مردوں کو چاہئے کہ (۱) نماز کی نیت باندھنے سے پہلے دائیں بائیں اور سامنے دیکھ لیں کہ کوئی عورت تو نہیں کھڑی ہے اس کے بعد نیت باندھیں (۲) اگر پہلے اطمینان کر کے نیت باندھ لی اور نماز کے درمیان کوئی بالغ عورت برابر میں آکر کھڑی ہونے لگے تو اسے دوران نماز اشارہ سے روکنے کی کوشش کریں اگر وہ اشارہ سے رک جائے تو ٹھیک ہے ورنہ اس اشارہ کرنے سے مرد کی ذمہ داری پوری ہو جائے گی اب اگر وہ عورت برابر میں کھڑی ہو کر نماز پڑھنے لگے تو مرد کی نماز فاسد نہ ہوگی بلکہ خود عورت کی نماز فاسد ہو جائے گی۔

(کتاب المسائل ۳۶۷، شامی مصری: ۱/۵۳۹)

(۵۱۲) وَظُهُوْرُ عَوْرَةِ مَنْ سَبَقَهُ الْحَدَثُ وَلَوِ اضْطُرَّ إِلَيْهِ كَكَشْفِ الْمَرْأَةِ ذِرَاعَهَا لِلْوُضُوْءِ.

عَوْرَةٌ قابل پوشیدگی اعضا، ج سترج عَوْرَات۔ اُضْطُرَّ ماضی مجہول باب افتعال سے (م) اِضْطِرَارًا مجبور ہونا، مجبور کیا جانا اضطرار امیر بمعنی۔

ترجمہ اور اس شخص کے ستر کا کھل جانا جس کو (نماز میں) حدث پیش آگیا ہو اگرچہ محدث ستر کے کھولنے کی طرف مجبور ہو مثلاً عورت کا کھول دینا اپنی کہنی کو وضو کرنے کیلئے۔

دوران نماز ستر کا کھل جانا

اگر نماز پڑھتے ہوئے ستر (عضو مستور کا چوتھائی یا اس سے زیادہ تین تسبیح پڑھنے کی مدت کے بقدر) کھلا رہ گیا تو نماز فاسد ہو جائے گی اگرچہ ستر کھولنا لازم ہو مثلاً عورت کو نماز پڑھتے ہوئے حدث لاحق ہو گیا اب اگر وہ وضو کو جائے اور ہاتھ دھونے کیلئے کہنی کھول لے یا بازو یہ حصہ اس کے ستر میں داخل ہے تو اس کی نماز ٹوٹ جائے گی اور وضو کے بعد ازسر نو پوری نماز پڑھنی ہوگی۔ (مراقی الفلاح: ۱۸۱، کتاب المسائل: ۳۶۸)

﴿۵۱۳﴾ وَقِرَاءَتُهُ ذَاهِبًا اَوْ عَائِدًا لِلْوُضُوْءِ.

عائدًا اسم فاعل ہے باب (ن) عوداً (م) لوٹنا۔

ترجمہ اور اس کا قراءت کرنا جاتے ہوئے یا لوٹتے ہوئے وضو کیلئے۔

حدث کے بعد وضو کے لئے جاتے اور آتے ہوئے قرآن پڑھنا

اگر کسی شخص کا نماز کے دوران اتفاقاً وضو ٹوٹ گیا پھر وہ وضو کرنے کے لئے گیا تو آگر آنے اور جانے کے درمیان قرآن پاک کی تلاوت کرے گا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی البتہ اگر تسبیح وغیرہ پڑھتا ہے تو فاسد نہ ہوگی اس لئے کہ قراءت قرآن نماز کا ایک رکن ہے جس کا حالت حدث میں دوران نماز ادا کرنا ممنوع اور مفسد ہے۔
(مراقی الفلاح مع الطحطاوی ۱۸۴، کتاب المسائل: ۳۶۸)

﴿۵۱۴﴾ وَمُكْثُهُ قَدْرَ اَدَاءِ رُكْنٍ بَعْدَ سَبْقِ الْحَدَثِ مُسْتَيْقِظًا.

مکث باب (ن) کا مصدر ہے ٹھہرنا۔ مستیقظًا اسم فاعل ہے باب استفعال سے جاگنا۔

ترجمہ اور اس کا ٹھہر جانا ایک رکن ادا کرنے کی مقدار حدث ہو جانے کے بعد بیداری کے ساتھ۔

نماز میں وضو ٹوٹنے کے بعد بلا عذر اپنی جگہ ٹھہرے رہنا

اگر کسی شخص کا نماز میں وضو ٹوٹ گیا پھر وہ ایک رکن یعنی تین مرتبہ تسبیح پڑھنے کے بقدر وہیں ٹھہرا رہا تو اس کی نماز ٹوٹ جائے گی ایسی صورت میں فوراً نماز موقوف کر کے وضو کیلئے جانا چاہئے البتہ اگر کوئی عذر درپیش ہو مثلاً بھیڑ بہت زیادہ ہے نکلنے کا موقع نہیں یا نکسیر کا خون بہہ چلا جا رہا ہے یا اسی طرح کا کوئی اور عذر ہے تو تاخیر کے باوجود نماز باقی رہ جائے گی۔ (مراقی الفلاح ۱۸۴، کتاب المسائل ۳۶۹)

﴿۵۱۵﴾ وَمُجَاوَزَتُهُ مَاءً قَرِيْبًا لِغَيْرِهِ.

مجاوزۃ باب مفاعلہ کا مصدر ہے گزر جانا، پار کرنا۔

ترجمہ اور اس کا آگے نکل جانا ایسے پانی سے جو قریب ہے اس کے علاوہ کی جانب۔

قریب پانی رہتے ہوئے دور جانا

اگر دوران نماز حدث لاحق ہوا اور قریب میں وضو کا پانی موجود ہے اب اگر وہ اس پانی کو چھوڑ کر اس سے دو صف آگے جان بوجھ کر بلا عذر تجاوز کر جائیگا تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی البتہ اگر کوئی عذر ہو مثلاً وہ بھول جائے کہ قریب

میں پانی ہے یا جگہ کی تنگی کی وجہ سے پانی کے مقام تک پہنچنا مشکل ہو تو تجاوز کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔
(طحطاوی علی مراقی الفلاح ۱۸۲، کتاب المسائل:۳۶۹)

﴿۵۱۶﴾ وَخُرُوْجُهٗ مِنَ الْمَسْجِدِ بِظَنِّ الْحَدَثِ وَمُجَاوَزَتُهُ الصُّفُوْفَ فِيْ غَيْرِهٖ بِظَنِّهٖ.

خروجہ ضمیر کا مرجع مسجد ہے، بظنہ ضمیر کا مرجع حدث ہے۔
ترجمہ: اور اس کا نکل جانا مسجد سے حدث کے گمان پر اور اس کا گذر جانا صفوں سے مسجد کے علاوہ حدث کے گمان پر۔

حدث کے شک میں مسجد سے یا صفوں سے باہر نکل گیا

اگر کوئی شخص نماز پڑھ رہا تھا نماز کے دوران اسے گمان ہوا کہ غالباً اس کا وضو ٹوٹ گیا ہے (مثلاً ایک شخص کی ناک سے پانی نکلا اس کو خیال ہوا کہ نکسیر ہے یہی سوچ کر مسجد سے باہر نکل گیا تاکہ دوبارہ وضو کرے باہر جا کر معلوم ہوا کہ خون نہیں تھا) چناں چہ وہ وضو کیلئے چل پڑا تا آں کہ مسجد سے نکل گیا (اگر مسجد میں نماز پڑھ رہا تھا) یا صفوں سے نکل گیا (اگر میدان میں شریک جماعت تھا) یا سجدہ کے مقام سے تجاوز کر گیا (اگر میدان میں تنہا نماز پڑھ رہا تھا) پھر اسے معلوم ہوا کہ اس کا وضو نہیں ٹوٹا تھا تو اس کی نماز فاسد ہوگئی البتہ اگر مسجد کے اندر رہتے ہوئے یا صفوں کے تجاوز کرنے سے پہلے ہی پتہ چل گیا کہ اس کا وضو باقی ہے تو وہ اپنی مابقیہ نماز پوری کر سکتا ہے از سر نو پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔
(کتاب المسائل:۳۷۰، مراقی الفلاح:۱۸۲)

﴿۵۱۷﴾ وَانْصِرَافُهٗ ظَانًّا اَنَّهٗ غَيْرُ مُتَوَضِّئٍ.

انصراف باب انفعال کا مصدر ہے پلٹنا، الگ ہونا، چھوڑنا۔
ترجمہ: اور اس کا ہٹ جانا یہ خیال کر کے کہ وضو کئے ہوئے نہیں ہے۔

بے وضو ہونے کے خیال میں وضو کیلئے چل پڑا

نماز شروع کرنے کے بعد خیال ہوا کہ اس نے تو بلا وضو نماز شروع کی ہے پھر وہ وضو کرنے کے ارادے سے اپنی جگہ سے چل پڑا پھر پتہ چلا کہ اس نے طہارت کی حالت میں نماز شروع کی تھی تو نماز فاسد ہو جائے گی اگرچہ مسجد سے نہ نکلا ہو۔ (مراقی الفلاح:۱۸۳، کتاب المسائل:۳۷۰)

﴿۵۱۸﴾ وَاِنْ مُدَّةُ مَسْحِهٖ انْقَضَتْ اَوْ اَنْ غَلَبَ فَائِتَةً اَوْ نَجَاسَةً وَاِنْ لَمْ يَخْرُجْ مِنَ الْمَسْجِدِ.

انقضت ماضی معروف باب انفعال سے انقضاض (م) سے ٹوٹنا، ختم ہونا۔

ترجمہ اور یہ کہ اس کے مسح کی مدت ختم ہوگئی یا اس پر کوئی قضا نماز واجب ہے یا اس پر کوئی ناپاکی لگی ہوئی ہے اگرچہ مسجد سے نہ نکلا ہو۔

دورانِ نماز خیال آیا کہ کپڑے ناپاک ہیں تو کیا کرے؟

نماز شروع کرنے کے بعد خیال ہوا کہ مدت مسح گذر گئی یا یہ کہ اس پر قضا نماز ہے یا یہ کہ اس کے کپڑے نجس ہیں پھر وہ وضو کے ارادے سے اپنی جگہ سے چل پڑا تو ان تمام صورتوں میں نماز فاسد ہو جائے گی اگرچہ مسجد سے باہر بھی نہ نکلا ہو اب بناء درست نہ ہوگی بلکہ نماز کا اعادہ کرنا پڑے گا۔ (مراقی الفلاح: ۱۸۳)

﴿۵۱۹﴾ وَفَتْحُهُ عَلَى غَيْرِ إِمَامِهِ.

فتح باب (ف) کا مصدر ہے کھولنا اور جب صلہ میں علیٰ آئے تو معنی ہوں گے بتانا، بھولے ہوئے کو بتانا، **فتحہ** میں ضمیر کا مرجع "مُصلی" ہے۔

ترجمہ اور اس کا لوٹ دینا اپنے امام کے علاوہ کسی دوسرے شخص کو۔

امام کے علاوہ دوسرے کو لقمہ دینا

امام کو اگر قراءت میں کوئی مانع پیش آئے آگے پڑھنے سے تو مقتدی اس کا راستہ کھول سکتا ہے جس کو ہمارے محاورہ میں لقمہ دینا کہتے ہیں صورت مسئلہ یہ ہے کہ نماز کے دوران مقتدی کیلئے اپنے امام کو لقمہ دینا تو جائز ہے لیکن امام کے علاوہ کسی دوسرے شخص کو لقمہ دینا مفسد صلاۃ ہے۔ (مراقی مع الطحطاوی ۱۸۳)

اختیاری مطالعہ

امام کا غیر مقتدی سے لقمہ لینا

امام قراءت کر رہا تھا درمیان میں غلطی آگئی تو نماز میں شامل مقتدیوں کے علاوہ کسی اور شخص نے اس امام کو لقمہ دیا اور امام نے اس لقمہ کو قبول کر لیا تو امام اور اس کے مقتدیوں کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ (طحطاوی ۱۸۳، ۱۸۱، کتاب المسائل: ۳۲۷)

﴿۵۲۰﴾ وَالتَّكْبِيرُ بِنِيَّةِ الْاِنْتِقَالِ لِصَلٰوةٍ اُخْرٰى غَيْرِ صَلٰوتِهِ.

ترجمہ اور تکبیر کہنا منتقل ہونے کی نیت سے کسی دوسری نماز کیلئے اپنی نماز کے علاوہ۔

نئی نماز شروع کرنے کی نیت سے تکبیر تحریمہ کہنا

اگر کوئی شخص نماز پڑھ رہا تھا پھر اس نے ارادہ کیا کہ اس نماز کو چھوڑ کر دوسری نماز شروع کرے اور اس نیت سے اس

نے "اللہ اکبر" کہا تو "اللہ اکبر" کہتے ہی اس کی پہلی نماز فاسد ہو جائے گی لیکن اگر زبان سے "اللہ اکبر" کہے بغیر صرف دل سے نیت کر لی تو نماز فاسد نہ ہوگی۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی ۱۸۳، کتاب المسائل ۱: ۳۷۴)

﴿۵۲۱﴾ إِذَا حَصَلَتْ هٰذِهِ الْمَذْكُورَاتُ قَبْلَ الْجُلُوْسِ الْأَخِيْرِ مِقْدَارَ التَّشَهُّدِ.

ترجمہ جبکہ حاصل ہوں یہ مذکورہ چیزیں تشہد کی مقدار قعدۂ اخیرہ میں بیٹھنے سے پہلے۔

تشریح مسئلہ ۴۹۷ سے یہاں تک جتنے مسائل بیان کئے گئے ہیں ان کے بارے میں مصنفؒ یہ فرمارہے ہیں کہ یہ تمام مذکورہ چیزیں اس وقت نماز کو فاسد کریں گی جب یہ چیزیں قعدۂ اخیرہ میں تشہد کی مقدار بیٹھنے سے پہلے پائی جائیں اور اگر قعدۂ اخیرہ میں مقدار تشہد بیٹھنے کے بعد پائی گئیں تو نماز اس کی درست ہوگی یہاں پر یہ بات بھی جان لینی چاہئے کہ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک قعدۂ اخیرہ کے بعد ان عوارض کا پیش آنا جو ہر مسئلے میں الگ الگ مذکور ہوئے ہیں ایسا ہے جیسے درمیان نماز میں پیش آنا اور چونکہ درمیان نماز میں ان عوارض کا پیش آنا مفسد نماز ہے اس لئے قعدۂ اخیرہ کے بعد بھی اگر یہ عوارض پیش آگئے تو نماز باطل ہو جائے گی اور صاحبینؒ کے نزدیک قعدۂ اخیرہ کے بعد ان عوارض کا پیش آنا ایسا ہے جیسے سلام پھیرنے کے بعد پیش آنا اس لئے ان عوارض کے پیش آنے سے نماز فاسد نہ ہوگی۔

﴿۵۲۲﴾ وَيُفْسِدُهَا أَيْضًا مَدُّ الْهَمْزَةِ فِي التَّكْبِيْرِ.

ترجمہ اور فاسد کر دیتا ہے نماز کو ہمزہ کا بڑھانا اور کھینچنا بھی "اللہ اکبر" میں۔

تشریح اس کی تشریح مکمل تفصیل کے ساتھ مسئلہ ۴۶۹ میں گزر چکی ہے وہاں ملاحظہ کر لیا جائے۔

﴿۵۲۳﴾ وَقِرَاءَةُ مَا لَا يَحْفَظُهُ مِنْ مُصْحَفٍ.

ترجمہ اور پڑھنا اس حصہ کا جو اس کو یاد نہیں قرآن شریف سے۔

دوران نماز قرآن پاک دیکھ کر پڑھنا

اگر کوئی شخص نماز کے دوران قرآن کریم ہاتھ میں لے کر دیکھ کر قراءت کرے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی اس لئے کہ یہ عمل کثیر ہے اور دوسرے یہ کہ اس میں نماز کے علاوہ اختیاری چیز سے تعلق اور تعلم (سیکھنا) کی صورت پیش آتی ہے جو ممنوع ہے۔ (طحطاوی علی المراقی الفلاح ۱۸۵، کتاب المسائل ۱: ۳۷۴)

﴿۵۲۴﴾ وَأَدَاءُ رُكْنٍ أَوْ إِمْكَانُهُ مَعَ كَشْفِ الْعَوْرَةِ أَوْ مَعَ نَجَاسَةٍ مَانِعَةٍ.

ترجمہ اور کسی ایک رکن کا ادا کرنا یا اس کا امکان (یعنی اتنی دیر تک ستر کھلے ہوئے رکھنا کہ جتنی دیر میں نماز کا

کوئی ایک رکن ادا کر سکتا ہے) یا نجاست کے موجود ہونے کی حالت میں جو جواز صلوۃ کیلئے مانع ہو (اتنی دیر تک اس کا رہنا کہ جتنی دیر میں اس نے کوئی ایک رکن نماز کا ادا کر لیا ہو یا ادا کر سکتا ہو)

مانع نماز نجاست کے ساتھ نماز

اعضاء مستورہ (جنکی تفصیل صفحہ ۳۱۴ تا ۳۱۶ میں آچکی ہے) میں سے اگر کسی ایک عضو مثلاً ایک کان کا چوتھائی حصہ بھی نماز کے کسی رکن میں تین مرتبہ رکوع یا سجدہ والی تسبیح پڑھنے کے بقدر خود بخود کھل جائے تو نماز صحیح نہ ہوگی یا نماز کے کسی رکن کو اس حال میں ادا کر لیا تو بھی نماز فاسد ہو جائے گی اسی طرح ایسی نجاست کا ہونا جو مانع ہو خواہ وہ نجاست غلیظہ ہو یا خفیفہ حقیقی ہو یا حکمی تو بھی نماز نہ ہوگی۔

﴿۵۲۵﴾ وَمُسَابَقَةُ الْمُقْتَدِي بِرُكْنٍ لَمْ يُشَارِكْهُ فِيهِ إِمَامُهُ.

مسابقة باب مفاعلة کا مصدر ہے کسی چیز کی طرف دوڑنا۔ لم يشارك نفی جحد بلم در فعل مستقبل معروف باب مفاعلة سے مشارکۃ مصدر ہے کسی کے ساتھ شریک ہونا، حصہ دار ہونا۔

ترجمہ: اور مقتدی کا پہل کر لینا کسی ایسے رکن میں کہ جس میں اس کا امام شریک نہ ہو سکا۔

مقتدی کا امام سے پہلے کوئی رکن ادا کر لینا

اگر کوئی شخص امام کے ساتھ نماز پڑھ رہا تھا پھر اس نے کوئی رکن مثلاً رکوع امام سے پہلے اس طرح ادا کر لیا کہ ایک منٹ بھی امام کے ساتھ شرکت نہ ہوئی اور پھر بعد میں اس رکن کو دہرایا بھی نہیں اور سلام پھیر دیا تو اس شخص کی نماز فاسد ہوگئی۔ (مراقی الفلاح: ۱۸۵، کتاب المسائل: ۳۷۳)

﴿۵۲۶﴾ وَمُتَابَعَةُ الْإِمَامِ فِي سُجُودِ السَّهْوِ لِلْمَسْبُوقِ.

ترجمہ: اور امام کی پیروی کرنا سجدۂ سہو میں مسبوق کیلئے۔

مسبوق کے لئے سجدۂ سہو میں امام کی پیروی

اولاً یہ بات سمجھیں کہ اگر امام پر سجدۂ سہو واجب ہو تو مسبوق کو بھی اس کے ساتھ سجدۂ سہو کرنا ضروری ہے حتی کہ اگر مسبوق اپنی نماز پوری کرنے کیلئے کھڑا ہو گیا ہو پھر اسے معلوم ہوا کہ امام پر سجدۂ سہو ہے تو اسے واپس لوٹ کر سجدۂ سہو میں شامل ہونا چاہئے اب صورت مسئلہ اس طرح ہے کہ امام سجدۂ سہو کرنا بھول گیا اور دونوں طرف سلام پھیر دیا یہ مسبوق مقتدی اپنی نماز پڑھنے کیلئے کھڑا ہو گیا اور ایک رکعت پڑھ کر سجدہ بھی کر لیا پھر امام کو یاد آیا کہ میں نے سجدۂ سہو نہیں کیا تو

موافق اس مسئلہ کے (کہ جب تک کوئی فعل مخالف نماز کے نہ کرے اس وقت تک دونوں سلام پھیرنے کے بعد بھی سجدۂ سہو کر سکتے ہیں) امام نے سجدۂ سہو کر لیا اس وقت مسبوق نے بھی جو اپنی باقی ماندہ نماز پڑھ رہا تھا اور ایک رکعت پڑھ کر اس کا سجدہ بھی کر چکا تھا امام کے ساتھ سجدہ کر لیا تو اس صورت میں مسبوق کی نماز فاسد ہو جائے گی۔
(مراقی الفلاح مع الطحطاوی ۱۸۵)

﴿۵۲۷﴾ وَعَدَمُ إِعَادَةِ الْجُلُوسِ الْأَخِيرِ بَعْدَ أَدَاءِ سَجْدَةٍ صُلْبِيَّةٍ تَذَكَّرَهَا بَعْدَ الْجُلُوسِ.

صلبیۃ اصلی حقیقی جمع صُلْبِیَّات۔

ترجمہ: اور قعدۂ اخیرہ کا نہ لوٹانا اس اصلی سجدے کے ادا کرنے کے بعد جو اس کو جلسے کے بعد یاد آیا۔

قعدۂ اخیرہ کا نہ لوٹانا

مطلب یہ ہے کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا تھا اس کا ایک سجدہ رہ گیا تھا اب قعدۂ اخیرہ میں تشہد پڑھنے کے بعد یاد آیا کہ ایک سجدہ رہ گیا ہے اس وقت اس نے سجدہ کر لیا پھر سجدہ کی ادائیگی کے بعد دوبارہ جلسۂ اخیرہ نہ کیا بلکہ فوراً ہی سلام پھیر دیا تو نماز فاسد ہو جائے گی اسی طرح سجدۂ تلاوت کو بھول گیا تھا اب التحیات پڑھنے کے بعد یاد آیا اور سجدۂ تلاوت کر لیا مگر دوبارہ قعدۂ اخیرہ کا اعادہ نہ کیا تو بھی نماز فاسد ہو جائے گی کیونکہ درحقیقت ابھی تک قعدۂ اخیرہ نہیں ہوا کیونکہ قعدۂ اخیرہ تمام ارکان کی ادائیگی کے بعد ہوتا ہے۔ (مراقی الفلاح: ۱۸۵)

﴿۵۲۸﴾ وَعَدَمُ إِعَادَةِ رُكْنٍ أَدَّاهُ نَائِمًا.

ترجمہ: اور اس رکن کا نہ لوٹانا کہ جس کو ادا کیا ہے سوتے ہوئے۔

کوئی رکن سوتے ہوئے ادا کرنا

اگر کوئی شخص نماز پڑھتے ہوئے کسی رکن مثلاً سجدہ میں سو نا رہ جائے تو بعد میں اس رکن کا دہرانا لازم ہے اگر دہرائے بغیر سلام پھیر دے گا تو نماز فاسد قرار پائے گی۔ (مراقی الفلاح: ۱۸۶)
لیکن اگر رکوع یا سجدہ میں جاتے وقت بیدار تھا پھر سو گیا اور بعد میں بیدار ہو کر سر اٹھایا تو نماز درست ہو گی اس لئے کہ اصل فرض کی ادائیگی اپنے اختیار سے رکوع سجدہ میں جانے اور اٹھنے سے ہو چکی ہے۔ (درمختار مع شامی زکریا ۲/۱۲۹)

﴿۵۲۹﴾ وَقَهْقَهَةُ إِمَامِ الْمَسْبُوقِ وَحَدَثُهُ الْعَمْدُ بَعْدَ الْجُلُوسِ الْأَخِيرِ.

ترجمہ اور مسبوق کے امام کا قہقہہ مارنا اور اس کا حدث کر لینا جان بوجھ کر قعدۂ اخیرہ کے بعد۔

دورانِ نماز قصداً حدث کرنا

امام نے التحیات پڑھنے کے بعد یا التحیات کی مقدار بیٹھنے کے بعد قصداً قہقہہ لگایا یا قصداً حدث کر دیا تو اس صورت میں امام کی نماز تو ہو جائے گی مگر اس بے چارے مسبوق کی نماز فاسد ہو جائے گی البتہ امام پر واجب ہے کہ وضو کر لینے کے بعد واجب کے ترک ہو جانے کی وجہ سے دوبارہ السلام علیکم کہہ کر نماز کو ختم کرے تاکہ ترک واجب کے گناہ سے بچ جائے۔

﴿۵۳۰﴾ وَالسَّلَامُ عَلٰى رَأْسِ رَكْعَتَيْنِ فِيْ غَيْرِ الثُّنَائِيَّةِ ظَانًّا أَنَّهُ مُسَافِرٌ أَوْ أَنَّهَا الْجُمُعَةُ أَوْ أَنَّهَا التَّرَاوِيْحُ وَهِيَ الْعِشَاءُ أَوْ كَانَ قَرِيْبَ عَهْدٍ بِالْإِسْلَامِ فَظَنَّ الْفَرْضَ رَكْعَتَيْنِ۔

الثنائیۃ دو رکعت والی نماز، ہر وہ چیز جو دو سے مرکب ہو۔

ترجمہ اور سلام پھیر دینا دو رکعتوں پر اس نماز میں جو دو رکعت والی نہیں ہے اس خیال سے کہ وہ مسافر ہے یا یہ جمعہ کی نماز ہے یا یہ تراویح ہے حالانکہ وہ عشاء کی نماز تھی یا قریبی زمانہ میں ہی اسلام قبول کیا تھا پس اس نے فرض کو کل دو رکعت ہی سمجھا۔

چار یا تین رکعت والی نماز میں دو رکعت پر سلام پھیر دینا

اگر کسی شخص نے چار یا تین رکعت والی نماز میں قعدۂ اولیٰ کے بعد یہ سمجھتے ہوئے سلام پھیرا کہ یہی قعدۂ اخیرہ ہے تو نماز فاسد نہ ہوگی اور اخیر میں سجدۂ سہو سے کام بن جائیگا لیکن اگر مذکورہ نمازوں میں قعدہ کے بعد یہ سمجھ کر سلام پھیرا کہ اس پر دو ہی رکعت واجب ہیں حالانکہ در حقیقت چار واجب تھیں مثلاً مقیم شخص اپنے کو مسافر سمجھتے ہوئے دو رکعت پر سلام پھیر دے یا ظہر کی نماز کو جمعہ کی نماز سمجھتے ہوئے دو رکعت پر سلام پھیرے یا عشاء کی نماز کو تراویح سمجھتے ہوئے دو رکعت پر سلام پھیر دے یا کوئی شخص نیا مسلمان ہوا تھا اور ابھی احکام اسلام سے واقفیت نہ تھی جس کی وجہ سے اس نے فرض دو ہی رکعت سمجھی تو ان تمام صورتوں میں سلام پھیرنے سے نماز فاسد ہو جائے گی۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۱۸۶)

اختیاری مطالعہ

نماز پڑھتے ہوئے عورت کا بچہ کو دودھ پلانا

اگر عورت نماز پڑھ رہی تھی اور اس کے چھوٹے بچے نے اسی حالت میں اس کے پستان کو چوسا جس سے دودھ نکل آیا تو عورت کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ (درمختار مع الشامی: ۲/۳۹۰)

نماز پڑھتے ہوئے موت آگئی

نماز پڑھتے ہوئے اگر کسی کو موت آجائے تو اس سے نماز ساقط ہو جائے گی اور اگر امام نماز کے دوران انتقال کر جائے تو سب مقتدیوں کی نماز فاسد ہو جائے گی اور انہیں از سر نو نماز پڑھنی ہوگی مرنے والے کی نماز کا فدیہ لازم نہیں ہے کیوں کہ اس سے نماز ساقط ہو چکی ہے۔ (کتاب المسائل ۲/ ۳۷۰)

فَصْلٌ فِيْمَا لَا يُفْسِدُ الصَّلٰوةَ

(یہ فصل ہے ان چیزوں کے بیان میں جو نماز کو فاسد نہیں کرتی ہیں)

﴿۵۳۱﴾ لَوْ نَظَرَ الْمُصَلِّي إِلٰى مَكْتُوْبٍ وَفَهِمَهُ أَوْ أَكَلَ مَا بَيْنَ أَسْنَانِهِ وَكَانَ دُوْنَ الْحِمَّصَةِ بِلَا عَمَلٍ كَثِيْرٍ أَوْ مَرَّ مَارٌّ فِي مَوْضِعِ سُجُوْدِهِ لَا تَفْسُدُ وَإِنْ أَثِمَ الْمَارُّ.

مکتوب اسم مفعول ہے باب نصر سے لکھا ہوا۔ اسنان سن کی جمع دانت۔ الحمصة اس کی جمع حمص چنا۔ اثم ماضی معروف باب (س) اثمًا مصدر ہے گناہگار ہونا۔ مارّ اسم فاعل ہے باب (ن) سے گزرنے والا اس کا مصدر مرورًا آتا ہے۔

ترجمہ: اگر دیکھ لے نمازی کسی لکھی ہوئی چیز کو اور اس کو سمجھ لے یا کھا لے اس چیز کو جو اس کے دانتوں میں لگی ہوئی ہے اور وہ چنے سے کم ہو بغیر عمل کثیر کے یا گذر جائے کوئی گذرنے والا سجدہ کرنے کی جگہ سے تو نماز فاسد نہ ہوگی اگرچہ گذرنے والا گناہ گار ہوگا۔

نمازی کے سامنے سے گزرنا

اس عبارت میں چند مسائل کا بیان ہے (۱) اگر کوئی شخص نماز پڑھ رہا تھا اور اس کے سامنے کوئی کتبہ لگا ہوا تھا یا کوئی کتاب کھلی ہوئی رکھی تھی جس پر اس نمازی کی نظر پڑ گئی اور اس نے اسے پڑھ لیا اور سمجھ لیا تو اس کی نماز فاسد نہیں ہوئی البتہ قصداً اس طرح پڑھنا مکروہ ہے۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی ۱۸۷)

(۲) اگر دانت میں غذا اٹکی رہ گئی اور وہ چنے سے کم ہو اور بغیر چبائے محض زبان پھیرنے سے تھوک کے ساتھ حلق میں چلی جائے تو نماز نہیں ٹوٹے گی (۳) اگر کوئی شخص نماز پڑھ رہا تھا اور اس کے آگے سے کوئی شخص گذر گیا تو نماز پڑھنے والے کی نماز فاسد نہ ہوگی البتہ گزرنے والا گنہگار ہوگا اور بعض صورتوں میں نمازی بھی گناہ گار ہو سکتا ہے جس کی تفصیل یہ ہے کہ امکانی طور پر اس مسئلہ کی چار شکلیں پائی جا سکتی ہیں (۱) نمازی کسی ایسی جگہ نماز پڑھ رہا ہے جہاں نماز پڑھنے سے گزرنے والے کیلئے کوئی رکاوٹ نہیں ہے اور نمازی کے پیچھے سے گزرنے کا راستہ کھلا ہوا ہے اب اگر گزرنے والا پیچھے

کے راستہ کو چھوڑ کر آگے سے گزرتا ہے تو صرف گزرنے والا گناہ گار ہوگا نمازی گناہ گار نہیں ہوگا متن کی عبارت کا یہی مطلب ہے۔

اختیاری مطالعہ

(۲) نمازی نے راستہ روک کر نماز کی نیت باندھ لی اور گزرنے والے کیلئے اس کے علاوہ کوئی راستہ نہیں ہے مثلاً مسجد کے تنگ دروازے پر نیت باندھ لی تو ایسی صورت میں آگے سے گزرنے والے کو گناہ نہ ہوگا بلکہ صرف نماز پڑھنے والا ہی گناہ گار ہوگا (۳) نمازی نے ایسی جگہ نیت باندھی جو اگرچہ عام گزرگاہ ہے لیکن اس راستہ کا متبادل (دوسرا راستہ) بھی موجود ہے تو ایسی صورت میں گزرگاہ پر نماز پڑھنے کا وبال نمازی پر ہوگا اور جو شخص دوسرا متبادل راستہ چھوڑ کر نمازی کے آگے سے گزرے گا تو اس پر گزرنے کا گناہ ہوگا گویا کہ دونوں گناہ گار ہوں گے (۴) نمازی نے ایسی جگہ نیت باندھی جو عام گزرگاہ نہیں ہے لیکن اتفاق ایسا ہوا کہ گزرنے والے کو نمازی کے آگے سے گزرنا کسی وجہ سے ناگزیر (جس کے بغیر چارہ نہ ہو) ہو گیا تو ایسی صورت میں دونوں ہی گناہ گار نہ ہوں گے۔ (کتاب المسائل: ۳۰۵، درمختار مع الشامی: ۲/۳۳۳-۳۳۴، طحطاوی ۱۸۸)

نمازی کے سامنے سے کتنے فاصلے سے گزر سکتے ہیں

بڑی مسجد یا میدان میں اگر کوئی شخص بغیر سترہ کے نماز پڑھ رہا ہو اور اس کے آگے سے کسی کو گزرنے کی ضرورت پیش آئے تو وہ کتنے فاصلے سے گزرے کہ گناہ گار نہ ہو اس کے بارے میں ائمہ متقدمین سے کوئی حد منصوص نہیں ہے اور مشائخ کے اقوال اس کے متعلق مختلف ہیں (۱) بعض نے کہا کہ ۵۰/ ہاتھ سے آگے گزرنا جائز ہے (۲) بعض نے اس کی حد ۴۰/ ہاتھ مقرر کی ہے (۳) بعض نے ۲۵/ یا ۳۰ صفیں مقرر کی ہیں (۴) بعض نے ۳/ یا ۵/ ہاتھ کا اندازہ لگایا ہے (۵) قاضی خاں صاحب الکافی علامہ حاکم شہید صاحب محیط صاحب ہدایہ اور علامہ مرغینانی فرماتے ہیں کہ اس نمازی کے سجدہ کی جگہ سے آگے گزرنا جائز ہے (۶) جبکہ فخر الاسلام بزدوی شمس الائمہ سرخسی اور علامہ ابو جعفر علامہ تمرتاشی علامہ کاسانی اور صاحب نہایہ اور محقق ابن الہمام کی رائے یہ ہے کہ اگر آدمی خشوع وخضوع کے ساتھ نماز پڑھے تو اس حالت میں جہاں تک اس کی نظر جاتی ہو اس سے آگے گزرنا درست ہے۔

صاحب عنایہ نے قول (۵) اور (۶) میں اس طرح تطبیق دی ہے کہ قول (۵) میں سجدہ کی جگہ سے محض سجدہ کی مخصوص جگہ مراد نہیں بلکہ آس پاس کی جگہ کا بھی یہی حکم ہے اور یہی معنی نتیجہ کے اعتبار سے قول (۶) کے نکلتے ہیں عنایہ ۱/۴۰۶ علامہ شامی نے بھی صاحب ہدایہ کی کتاب التجنیس کی عبارت حاشیہ میں نقل کر کے صاحب عنایہ کی پرزور تائید کی ہے اور ان لوگوں کی تردید کی ہے جو دونوں اقوال کو الگ الگ قرار دیتے ہیں۔ (شامی مصری: ج ۱، ص ۵۹۳)

جبکہ صاحب بحر علامہ ابن نجیم نے پورا زور اس پر صرف کر دیا ہے کہ قول (۵) ہی اصح ہے (البحر الرائق ۲/۱۶)

خلاصہ یہ کہ زیر بحث مسئلہ میں ابتدائی چار اقوال بالکل متروک ہیں اور قول (۵) اور قول (۶) میں صرف لفظی فرق ہے معنا یا ایک ہی ہیں لہذا اکثر مشائخ کی رائے کے موافق ہونے کی بنا پر اس کو ترجیح ہوگی۔

﴿۵۳۲﴾ وَلَا تَفْسُدُ بِنَظْرِهٖ اِلٰى فَرْجِ الْمُطَلَّقَةِ بِشَهْوَةٍ فِي الْمُخْتَارِ وَاِنْ ثَبَتَ بِهِ الرَّجْعَةُ.

ترجمہ اور فاسد نہیں ہوتی (نماز) اس کے دیکھ لینے سے طلاق دی ہوئی عورت کی فرج داخل کی طرف شہوت سے مختار قول کی بنا پر اگرچہ ثابت ہو جاتی ہے اس سے رجعت۔

عورت کی شرمگاہ پر نظر پڑنے کا حکم

نماز کی حالت میں کسی اجنبیہ عورت کی شرمگاہ کے اندرونی حصہ پر نظر پڑ گئی تو نماز فاسد نہ ہوگی کیوں کہ یہ عمل قلیل ہے البتہ اگر یہ عورت اس کی منکوحہ مطلقہ تھی تو نماز فاسد تو نہ ہوگی مگر اس سے رجعت ثابت ہو جائے گی اور بوسہ لینا چھونا یہ سب جماع کے حکم میں ہے اور عمل کثیر میں ان کا شمار ہوتا ہے لہذا ان کی وجہ سے نماز فاسد ہو جائے گی۔

فائدہ: فی المختار اس قید کو لگا کر ان لوگوں کے قول سے احتراز ہے جو کہتے ہیں کہ محض شرمگاہ کی جانب دیکھ لینے سے نماز فاسد ہو جائے گی۔

فَصْلٌ فِي الْمَكْرُوهَاتِ

یہ فصل ہے مکروہات نماز کے بیان میں

کراہت کا مطلب

نماز میں کراہت آنے کے معنی یہ ہیں کہ مکروہ اعمال کے ارتکاب کی وجہ سے نماز فاسد تو نہیں ہوتی البتہ کراہت کے درجات کے اعتبار سے نقصان آ جانے کی بنا پر ثواب میں کمی ہو جاتی ہے اس لئے پوری کوشش کرنی چاہئے کہ نماز میں کسی مکروہ فعل کا ارتکاب نہ ہو۔

کراہت کی قسمیں

کراہت کی بنیادی طور پر دو قسمیں ہیں (۱) کراہت تحریمی (۲) کراہت تنزیہی ان دونوں میں فرق و امتیاز کراہت کی دلیلوں کے اعتبار سے ہوگا اگر ممانعت کی دلیل ظنی الثبوت یا ظنی الدلالۃ ہے یا وہ فعل ترک واجب کو شامل

ہے اس پر مکروہ تحریمی کا اطلاق ہوگا اور اگر ممانعت کی دلیل ظنی ہو یا ترک استحباب پایا جاتا ہے تو اس فعل کو مکروہ تنزیہی کہا جائیگا پھر کراہت تحریمی اور کراہت تنزیہی میں بھی شدت وضعف کے اعتبار سے الگ الگ مراتب ہیں جنہیں صاحب نظر عالم اور ماہر فقیہ دلائل کی روشنی میں خود متعین کرسکتا ہے۔

مکروہ کا اثر نماز پر

جو نماز کراہت تحریمی کے ساتھ ادا کی جائے اس کا اعادہ واجب ہوتا ہے مثلاً ایسا کپڑا پہن کر نماز پڑھی جس میں تصویریں بنی ہوئی ہوں تو اس نماز کا لوٹانا ضروری ہوگا جلد از جلد اس کا اعادہ کرلیا جائے خواہ وقت کے اندر ہو یا وقت کے بعد اور اگر کراہت تنزیہی کا ارتکاب ہوا تو نماز کا اعادہ واجب نہیں البتہ مستحب ہے اور جس مکروہ تحریمی سے نماز واجب الاعادہ ہوتی ہے وہ ایسا مکروہ تحریمی ہے جس کا تعلق نماز کے عین افعال سے ہو مثلاً تعدیل ارکان کا چھوڑ دینا یا تصویر والے کپڑے پہن کر نماز پڑھنا لیکن ایسا فعل مکروہ جس کا تعلق عین ارکان نماز سے نہ ہو بلکہ اس میں کراہت کسی دوسری وجہ سے آئی ہو مثلاً سورتوں کا الٹ پلٹ کرکے پڑھدینا یا فاسق امام کا نماز پڑھادینا تو اس طرح کی کراہت کی وجہ سے نماز واجب الاعادہ نہیں ہوتی اس لئے کہ قرآن کریم کی آیات اور سورتوں میں ترتیب کا لحاظ رکھنا دراصل نماز کے واجبات میں سے نہیں بلکہ قراءت قرآن کے واجبات میں سے ہے اسی طرح فسق سے محفوظ رہنا ہر مسلمان پر مستقلاً واجب ہے وہ اصلاً نماز کے واجبات میں سے نہیں بلکہ جماعت کے واجبات میں سے ہے (مکروہات تحریمی کی بحث میں مذکورہ بالا وضاحت پیش نظر رکھنی ضروری ہے) عام طور پر فقہاء کرام نے مکروہات نماز کے باب میں مکروہات تحریمیہ وتنزیہیہ کو ملا جلا کر بیان فرمایا ہے اور یہاں صاحب کتابؒ نے بھی ایسا ہی کیا ہے مگر ہم نے کوشش کی ہے کہ دونوں طرح کے افعال کو الگ الگ کردیں (فللہ الحمد والمنۃ علیہ) (مستفاد کتاب المسائل ۳۴۹)

﴿۵۳۳﴾ يُكْرَهُ لِلْمُصَلِّي سَبْعَةٌ وَسَبْعُونَ شَيْئاً تَرْكُ وَاجِبٍ أَوْ سُنَّةٍ عَمْداً۔

ترجمہ: مکروہ ہے نماز پڑھنے والے کیلئے ستتر (۷۷) چیزیں واجب یا سنت کا قصداً چھوڑ دینا۔

تشریح: صاحب کتابؒ نے مکروہات نماز ستتر (۷۷) بیان کئے ہیں یہ عدد حصر کیلئے نہیں ہے بلکہ اس سے یہ بتلانا مقصود ہے کہ تقریباً ستتر (۷۷) ہیں اس سے زیادہ بھی ہوسکتے ہیں پھر صاحب کتاب نے فرمایا کہ جان بوجھ کر کسی واجب کو چھوڑ دینا مکروہ ہے مثلاً نماز کے تمام ارکان کو اطمینان سے ادا کرنا واجب ہے لہذا تعدیل ارکان کے تارک کی نماز کراہت تحریمی کے ساتھ صحیح ہوگی یعنی ذمہ فارغ ہوجائے گا اور یہ ایسا واجب ہے جسکی سجدۂ سہو سے تلافی نہیں ہوسکتی لہذا وقت کے اندر اندر ایسی نماز کا اعادہ واجب ہے اور وقت کے بعد مستحب ہے ایسے ہی جان بوجھ کر کسی سنت کو چھوڑ دینا مثلاً نماز کے شروع میں مرد کیلئے اللہ اکبر کہتے وقت کانوں کی لو تک دونوں ہاتھ اٹھانا مسنون ہے اب اگر کوئی اس سے

بچھ کرے تو مکروہ تنزیہی ہے۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۱۸۹)

﴿۵۳۴﴾ کعبثہ بثوبہ وبدنہ.

عبث بے فائدہ اور بے مقصد کام عبث یعبث عبثا باب سمع سے کھیل کود میں لگنا یعنی اور بے فائدہ کام کرنا۔

ترجمہ جیسا کہ کھیلنا اپنے کپڑے اور اپنے بدن سے۔

دوران نماز کپڑے یا بدن سے کھیلنا

نماز کی حالت میں کپڑے یا بدن کے کسی حصے سے کھیل کرنا یعنی خواہ مخواہ کپڑے کو یا بدن کو ہاتھ لگاتے رہنا مکروہ تحریمی ہے مثلاً بعض لوگوں کی عادت ہوتی ہے کہ نماز سے زیادہ اپنے کپڑوں کے کلپ کا خیال رکھتے ہیں اور رکوع سجدہ سے اٹھتے بیٹھتے دامن اور آستین یا رومال کی ہیئت درست کرتے رہتے ہیں اسی طرح دوران نماز بدن کے کسی حصے کو کھجانا یا ناخنوں سے میل نکالنا یا ناک کریدنا یہ سب فعل عبث میں داخل اور مکروہ تحریمی ہیں، نبی ﷺ نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے تین چیزیں مکروہ کی ہیں (۱) نماز کے اندر کھیلنا (۲) روزہ کی حالت میں گندی بات کرنا (۳) قبرستان میں ہنسنا۔ (شامی مصری: ج ا ص ۵۹۹، شامی بیروت: ۲/ ۳۵۰، زکریا: ۲/ ۴۰۶)

اور عبث سے مراد یہاں پر ایسے افعال ہیں جو داخل نماز نہ ہوں۔

﴿۵۳۵﴾ وَقَلْبِ الْحَصٰى إِلَّا لِلسُّجُوْدِ مَرَّةً.

حصی حصاۃ کی جمع ہے کنکریاں۔

ترجمہ اور کنکریوں کا بدلنا (پلٹنا) مگر سجدے کیلئے صرف ایک مرتبہ۔

دوران نماز سجدے کی جگہ کو بار بار صاف کرنا

اگر سجدہ کی جگہ کنکر پڑی ہوئی ہیں جن کے باعث اس کو سجدہ کرنا مشکل ہے تو ایک مرتبہ صاف کرنیکی اجازت ہے لیکن اگر بار بار خواہ مخواہ صاف کرے گا تو یہ فعل مکروہ تحریمی ہے صاحب درمختار نے فرمایا ہے کہ اولیٰ اور افضل یہی ہے کہ بالکل صاف نہ کیا جائے۔ (درمختار مع الشامی: ج ا ص ۶۰۰)

﴿۵۳۶﴾ وَفَرْقَعَةُ الْاَصَابِعِ.

فرقعۃ انگلیاں چٹخانا، باب فعللۃ فرقع الاصابع فرقعۃ انگلیاں چٹخانا۔

ترجمہ اور انگلیوں کو چٹخانا۔

انگلیاں چٹخانا

دوران نماز انگلیاں چٹخانا مکروہ تحریمی ہے یہی حکم نماز کے انتظار میں مسجد میں بیٹھے بیٹھے انگلیاں چٹخانے کا بھی ہے یا نماز کے لئے مسجد کی جانب جانے والا ہو تو بھی چلتے ہوئے انگلیاں چٹخانا مکروہ ہے۔ (در مختار مع الشامی بیروت: ۳۵۲/۲)

﴿۵۳۷﴾ وتشبیکھا.

ترجمہ اور انگلیوں کا ایک دوسرے میں داخل کرنا۔

دوران نماز انگلیوں میں انگلیاں ڈالنا

نماز کی حالت میں ایک ہاتھ کی انگلیوں کو دوسرے ہاتھ کی انگلیوں میں ڈالنا بھی مکروہ تحریمی ہے۔
(شامی: ج ا ص ۶۰۱)

اور انتظار نماز کی حالت میں یا نماز کیلئے مسجد کی جانب جاتے ہوئے بھی منع ہے کیوں کہ اس سے سستی پیدا ہوتی ہے اور نمازی کو اور منتظر نماز کو ایسی کیفیت نہیں اختیار کرنی چاہئے جو سستی پیدا کرے۔

فوائد: نماز اور اس سے متعلق اعمال کے علاوہ کسی صحیح مقصد سے انگلیوں میں انگلیاں ڈالنا ایسے ہی چٹخانا منع نہیں ہے۔ (شامی: ۳۵۳/۲)

﴿۵۳۸﴾ وَالتَّخَصُّرُ.

تخصر باب تفعل کا مصدر ہے پہلو پر ہاتھ رکھنا۔

ترجمہ اور کوکھ پر ہاتھ رکھنا (کوکھ یعنی پیچھے کی وہ جگہ جہاں ہڈی نہیں ہوتی)

دوران نماز اپنی کوکھ پر ہاتھ رکھنا

نماز پڑھتے ہوئے اپنی کوکھ پر ہاتھ ٹیکنا مکروہ تحریمی ہے نماز کے علاوہ کسی اور حالت میں کوکھ پر ہاتھ رکھنا مکروہ تنزیہی ہے۔ (شامی: ۳۵۳/۲)

کیوں کہ یہ شیطان اور جہنمیوں کے کھڑے ہونے کا انداز ہے یعنی دوزخی محشر میں جب کھڑے کھڑے تھک جائیں گے تو سستانے کیلئے اس طرح کھڑے ہوں گے۔

﴿۵۳۹﴾ وَالالتفاتُ بِعُنُقِهِ.

ترجمہ اور توجہ کرنا اپنی گردن کے ساتھ یعنی کسی طرف کو گردن پھیر لینا۔

نماز میں چہرہ اِدھر اُدھر گھمانا

دورانِ نماز چہرہ کا رخ قبلہ کی جانب رہنا چاہئے اگر چہرہ اِدھر اُدھر گھمائیگا تو کراہت تحریمی کا مرتکب ہوگا اور کنکھیوں سے اِدھر اُدھر دیکھنا مکروہ تنزیہی ہے اور اگر سینہ قبلہ سے ہٹ گیا تو نماز ہی جاتی رہے گی۔
(شامی بیروت ۲/۲۵۳، کتاب المسائل ۳۲۸)

﴿۵۴۰﴾ وَالْاِقْعَاءُ.

الاقعاء باب افعال کا مصدر ہے پنڈلی اور ران ملا کر کھڑی کرنا اور کولہوں پر بیٹھنا۔
ترجمہ اور کتے کی طرح بیٹھنا۔

نماز میں سرین کے بل بیٹھنا

اقعاء کے اصل معنی یہ ہے کہ اس طرح بیٹھنا کہ سرین زمین پر رکھ لے گھٹنوں کو کھڑا کر کے سینہ سے ملالے اور ہاتھوں کو زمین پر رکھ لے صورت مسئلہ یہ ہے کہ نماز میں کتے کی طرح سرین ٹیک کر اور پاؤں کھڑے کر کے بیٹھنا ائمہ اربعہ کے نزدیک مکروہ تحریمی ہے۔ (درمختار مع الشامی زکریا: ۲/۴۱۰)

﴿۵۴۱﴾ وَافْتِرَاشُ ذِرَاعَيْهِ.

افتراش باب افتعال کا مصدر ہے بچھانا۔
ترجمہ اور بچھا دینا اپنی دونوں کلائیوں کو۔

مرد کا زمین سے چپک کر سجدہ کرنا

سجدہ کی حالت میں مرد کا کہنیاں زمین پر ٹیکنا اور زمین سے چپک کر سجدہ کرنا مکروہ تحریمی ہے البتہ عورت کیلئے افضل اور بہتر یہی ہے کہ وہ زمین سے چپک کر سجدہ کرے ہاں اگر کوئی لمبا سجدہ کرے اور وہ مسنون طریقہ پر سجدہ کرکے تھکی وجہ سے یعنی بازؤں کو پہلوؤں سے جدا رکھنے کی وجہ سے تھک جائے تو اس کیلئے گھٹنوں سے مدد لینا یعنی کہنیوں کو گھٹنوں پر ٹیک دینا جائز ہے مگر کلائیاں بچھانے کی اجازت نہیں ہے بلکہ ایسا کرنا مکروہ تحریمی ہے کیوں کہ اس میں کتے کی بیٹھک کی مشابہت ہے۔
(تحفۃ الالمعی ۲/۷۹)

﴿۵۴۲﴾ وَتَشْمِيرُ كُمَّيْهِ عَنْهُمَا.

تشمیر باب تفعیل کا مصدر ہے کپڑا اوپر اٹھانا، آستین چڑھانا عنهما تثنیہ کی ضمیر، ذراعیہ کی جانب راجع ہے۔

ترجمہ اور اپنی دونوں آستینوں کو چڑھا لینا کہنیوں سے۔

دورانِ نماز آستین چڑھا کر رکھنا

آستین اور دامن سمٹے ہوئے ہونے کی حالت میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور اگر کوئی شخص جلد بازی میں اس حالت میں نماز میں داخل ہوا کہ اس کی آستین چڑھی رہ گئیں ہیں تو اس کو چاہئے کہ معمولی عمل کے ساتھ آستین ٹھیک کر لے۔ (شامی بیروت: ۲/۳۵۰)

﴿۵۲۳﴾ وَصَلٰوتُهُ فِي السَّرَاوِيْلِ مَعَ قُدْرَتِهِ عَلٰى لُبْسِ الْقَمِيْصِ.

سراویل جمع سراویلات (مذکر و مؤنث دونوں کے لئے) پاجامہ۔

ترجمہ اور اس کا نماز پڑھنا صرف پاجامہ پہن کر اس کے قادر ہوتے ہوئے کرتہ پہننے پر۔

پاجامہ پہن کر نماز پڑھنا

کرتا یا چادر وغیرہ مہیا ہونے کے باوجود صرف لنگی یا پاجامہ پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ (حلبی کبیر پاکستان: ۳۴۸)

﴿۵۲۴﴾ وَرَدُّ السَّلَامِ بِالْإِشَارَةِ.

ترجمہ اور سلام کا جواب دینا اشارہ سے۔

اشارہ سے سلام کا جواب دینا

نماز کے دوران ہاتھ یا سر کے اشارے سے زبان ہلائے بغیر سلام کا جواب دینا مکروہ تحریمی ہے اور اگر زبان سے جواب دے گا تو نماز ہی فاسد ہو جائیگی۔ (درمختار زکریا: ۲/۴۱۱)

﴿۵۲۵﴾ وَالتَّرَبُّعُ بِلَا عُذْرٍ.

ترجمہ اور چوکڑا مار کر بیٹھنا بغیر کسی عذر کے۔

بلا عذر چار زانو بیٹھنا

تربع کے اصلی معنی محشی نے یہ لکھے ہیں، ھوا دخال الساقین تحت الفخذین، یعنی دونوں پنڈلیوں کو دونوں رانوں کے نیچے داخل کر لینا۔ یعنی چار زانو بیٹھنا بصورت مسئلہ یہ ہے کہ نماز میں کسی عذر کے بغیر قصداً چار زانو

بیٹھنا مکروہ تحریمی ہے بلکہ حتی الامکان مسنون ہیئت ہی پر بیٹھنے کی کوشش کرنی چاہئے۔ (درمختار ۱/۲۰۳)

﴿۵۲۶﴾ وَعَقْصُ شَعْرِهٖ.

عقص، باب ضرب سے ہے بالوں کی چوٹی بنانا یا گوندھنا۔

ترجمہ (گدی یا سر پر) اپنے بالوں کا جوڑا باندھ لینا۔

چوٹی بنا کر نماز پڑھنا

کسی مرد کا اپنے بالوں کی چوٹیاں یا مینڈھیاں بنا کر یا رسہ وغیرہ سے باندھ کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے البتہ عورتوں کیلئے اس کی ممانعت نہیں ہے بلکہ ان کیلئے اولیٰ اور مستحب یہ ہے کہ وہ بال باندھ کر نماز پڑھیں تاکہ نماز میں بالوں کے کھل جانے کا خدشہ نہ رہے کیوں کہ عورت کے اگر ایک چوتھائی بال نماز میں کھل گئے اور ایک رکن کے بقدر کھلے رہے تو اس کی نماز فاسد ہو جائے گی۔ (درمختار مع الشامی: ۲/۳۵۲، تحفۃ الالمعی ۲/۴۱۰)

﴿۵۲۷﴾ وَالْاِعْتِجَارُ وَهُوَ شَدُّ الرَّأْسِ بِالْمِنْدِيْلِ وَتَرْكُ وَسْطِهَا مَكْشُوْفًا.

اعتجار باب افتعال کا مصدر ہے عمامہ لپیٹنا، اعتجرت المرأۃ اوڑھنی ڈال لینا۔ مندیل رومال جمع مناديل۔

ترجمہ اور اعتجار اور وہ سر کو باندھنا رومال سے اور اس کے درمیانی حصہ کو چھوڑ دینا کھلا ہوا۔

درمیان سے سر کھول کر نماز پڑھنا

سر پر کوئی رومال وغیرہ اس طرح باندھنا کہ سر کے بیچ کا حصہ کھلا رہا (جسے عربی میں اعتجار کہتے ہیں) تو اس ہیئت کے ساتھ نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ (شامی: ۲/۴۲۳)

﴿۵۲۸﴾ وَكَفُّ ثَوْبِهٖ.

ترجمہ اور اپنے کپڑے کو سمیٹنا۔

تشریح فرماتے ہیں کہ رکوع اور سجدہ سے قبل اٹھتے بیٹھتے دامن سمیٹنا تاکہ خراب نہ ہو یہ بھی مکروہ تحریمی ہے۔ (شامی: ۱/۵۹۸)

﴿۵۲۹﴾ وَسَدْلُهٗ.

سدل باب (ن ض) کا مصدر ہے کپڑا لٹکانا۔

ترجمہ: اور اس کا کا بدن سے لٹکانا۔

سر یا کندھوں پر کپڑا ڈال کر دونوں جانب چھوڑ دینا

نماز کی حالت میں چادر یا رومال سر یا دونوں کندھوں پر رکھ کر اس کے دونوں سرے ایک دوسری جانب لپیٹے بغیر دونوں جانب چھوڑ دینا مکروہ تحریمی ہے اس کو سدل کہا جاتا ہے یہی حکم اس صورت میں بھی ہے جبکہ کوٹ یا شیروانی کو آستینوں میں ہاتھ دیئے بغیر کندھے پر ڈال لیا جائے (خارج نماز یہ کیفیت مکروہ تنزیہی ہے)
(درمختار مع الشامی: ۲/ ۴۲۹)

﴿۵۵۰﴾ وَالاندِرَاجُ فِيْهِ بِحَيْثُ لَا يُخْرِجُ يَدَيْهِ۔

اندراج باب افتعال کا مصدر ہے داخل ہونا۔

ترجمہ: اور داخل ہونا کپڑے میں اس طرح کہ باہر نہ نکال سکے اپنے دونوں ہاتھ۔

کپڑے میں لپیٹ کر نماز پڑھنا

تمام بدن کو ایک لمبی چادر سے اس طرح لپیٹ لیا کہ ہاتھ نکالنے کا بھی موقع نہیں رہا تو اس ہیئت میں نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ (شامی زکریا: ج ۲ ص ۴۲۳)

اختیاری مطالعہ

دونوں ہاتھوں کا اس طرح رکھنا کہ رکوع سجدے کی حالت میں بھی کمبل یا چادر کے اندر ہی رہیں سخت سردی کی حالت میں گنجائش ہے۔ (فتاوی محمودیہ قدیم ۱۰/ ۲۶۹)

﴿۵۵۱﴾ وَجَعْلُ الثَّوْبِ تَحْتَ إِبْطِهِ الأَيْمَنِ وَطَرْحُ جَانِبَيْهِ عَلَى عَاتِقِهِ الأَيْسَرِ۔

ابط بغل (مذکر ومؤنث) ج آباط، الایمن داہنی جانب مؤنث یمنیٰ ج یُمْنٌ و ایامِنُ کہا جاتا ہے ذهب الی ایمن الابل، وہ اونٹوں کی داہنی جانب گیا۔ عاتق کندھا ج عواتق۔ الایسر بائیں جانب۔

ترجمہ: اور کپڑے کو کر لینا اپنی داہنی بغل کے نیچے سے اور اس کے دونوں کناروں کو ڈال لینا اپنے بائیں کندھے پر۔

نماز میں کندھا کھلا رکھنا مکروہ تنزیہی ہے

نماز میں دونوں کندھوں کا ڈھکنا مستحب ہے لہذا جو شخص ایک (یعنی اپنی چادر کو داہنی بغل میں سے نکال کر بائیں

کندھے پر ڈالے اور داہنا کندھا کھلا رکھ کر) یا دونوں کندھے کھول کر نماز پڑھے گا وہ کراہت تنزیہی کا مرتکب ہوگا (بعض لوگ حالت احرام میں طواف کی سنت پڑھتے وقت بھی کندھا کھلا رکھتے ہیں یہ عمل مکروہ ہے طواف ختم کرتے ہی کندھے ڈھک لینے چاہئیں) (البحر الرائق: ۲/۲۷، مراقی الفلاح ۱۹۳)

﴿۵۵۲﴾ وَالْقِرَاءَةُ فِي غَيْرِ حَالَةِ الْقِيَامِ.

ترجمہ اور قراءت کرنا قیام کی حالت کے علاوہ میں۔

رکوع اور سجدہ کی حالت میں قراءت کرنا

نماز کی چار حالتوں میں سے یعنی، قیام، رکوع، سجدہ، اور قعدہ میں سے صرف قیام میں قرآن پڑھا جائیگا اور یہ بات قرآن کریم کی تعظیم کیلئے ہے کیوں کہ انسان کی سب سے بہتر حالت قیام کی حالت ہے قیام کے علاوہ دیگر حالتوں مثلاً رکوع سجدہ اور قعدہ میں قرآن پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور یہ بات واجبات تلاوت میں سے ہے واجبات نماز میں سے نہیں چاہیے شخص کی نماز تو صحیح ہو جائے گی اور سجدہ سہو بھی واجب نہ ہوگا مگر جان بوجھ کر ایسا کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ (حلبی: ۳۴۷)

نوٹ: رکوع میں قرآن پڑھنے کی دو صورتیں ہیں (۱) حالت قیام میں جو قرآن پڑھ رہا تھا اس کو پورا کرنے سے پہلے رکوع میں چلا جائے اور رکوع میں جا کر قرآن مکمل کرے (۲) رکوع ہی میں قراءت کرے یہ دونوں صورتیں ممنوع ہیں مگر ان سے نماز فاسد نہیں ہوتی اور یہی حکم سجدے اور قعدے میں قراءت کرنیکا ہے۔ (تحفۃ الالمعی ۲/۵۸، ۵۹)

اختیاری مطالعہ

تکبیرات انتقالیہ کب تک پوری کر لی جائیں

تکبیرات انتقالیہ میں اس کا خیال رہے کہ منتقل کا عمل شروع ہوتے ہی، اللہ اکبر، یا سمع اللہ لمن حمدہ، شروع کر دیں اور اسے پورے عمل کے اختتام تک باقی رکھیں اگر عجلت یا تاخیر کر دی اور دوسرے رکن میں جانے کے بعد، اللہ اکبر، کا کلمہ زبان سے نکلا تو کراہت تنزیہی لازم آئے گی۔ (حلبی کبیر: ۳۵۷، مراقی الفلاح مع الطحطاوی ۱۹۳)

﴿۵۵۳﴾ وَإِطَالَةُ الرَّكْعَةِ الْأُولَى فِي التَّطَوُّعِ.

ترجمہ اور پہلی رکعت کو لمبا کرنا نفل میں۔

نوافل میں پہلی رکعت کو لمبا کرنا

سنن ونوافل میں دونوں رکعتوں میں قراءت کا انداز یکساں رہنا چاہیے لہٰذا اگر مقدار میں زیادہ فرق ہو جائے تو یہ

مکمل کر دہ تنزیہی ہے۔ (حلبی کبیر: ۳۵۵، مراقی الفلاح ۱۹۳)

﴿۵۵۴﴾ وَتَطْوِيلُ الثَّانِيَةِ عَلَى الْأُولَى فِي جَمِيعِ الصَّلَوَاتِ.

ترجمہ اور دوسری رکعت کو دراز کرنا پہلی رکعت پر تمام نمازوں میں۔

جملہ نمازوں میں دوسری رکعت کو لمبا کرنا

کسی بھی نماز میں خواہ نفل ہو یا فرض دوسری رکعت میں قراءت کی مقدار پہلی رکعت سے زیادہ نہیں ہونی چاہئے ورنہ کراہت تنزیہی لازم آئے گی۔ (حلبی کبیر: ۳۵٦)

تطویل کی حد: اگر تین آیت یا اس سے کم میں زیادتی ہو تو یہ معاف ہے اور اگر اس سے زیادہ ہے تو پھر کراہت ہے۔ (مراقی الفلاح ۱۹۳)

﴿۵۵۵﴾ وَتَكْرَارُ السُّوْرَةِ فِي رَكْعَةٍ وَاحِدَةٍ مِنَ الْفَرْضِ.

ترجمہ اور کسی سورت کو فرضوں کی کسی ایک رکعت میں بار بار پڑھنا۔

تکرار سورت

ایک شخص کو قرآن کریم کی بہت سی سورتیں یاد ہیں مگر پھر بھی وہ ایک ہی سورت کو پہلی اور دوسری رکعت میں پڑھتا ہے تو اس کا یہ عمل مکروہ تنزیہی ہے ہاں اگر بھولے سے پڑھ لیا تو کوئی حرج نہیں ہے۔ (مراقی الفلاح مع الطحاوی ۱۹۳)

قوله من الفرض: کراہت فرض نماز میں ہے لیکن اگر نفل نماز میں ایک سورت یا ایک ہی آیت کو مکرر پڑھتا ہے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

سوال: کسی نمازی کی پہلی ہی رکعت میں بھول کر قُلْ أَعُوْذُ بِرَبِّ النَّاسِ، پڑھ دی تو اب دوسری تیسری اور چوتھی میں کونسی سورت پڑھے؟

الجواب: حامدا و مصلیا، اسی سورت کو ہر رکعت میں پڑھ کر نماز پوری کرے۔

(فتاوی محمودیہ قدیم ۲/۱۵۴، مراقی الفلاح: ۱۹۳)

﴿۵۵٦﴾ وَقِرَاءَةُ سُوْرَةٍ فَوْقَ الَّتِي قَرَأَهَا.

ترجمہ اور پڑھنا کسی ایسی سورت کا جو اوپر ہو اس سورت کے جو اس نے پڑھی۔

ترتیب کے خلاف قراءت کرنا

اگر نماز کی دوسری رکعت میں پہلی رکعت میں پڑھی گئی سورت سے پہلی سورت پڑھی تو یہ عمل مکروہ تحریمی ہوگا یعنی نماز میں اترتی ہوئی سورتیں پڑھنا ادب تلاوت میں سے ہے پس جو شخص خلاف ترتیب پڑھے یعنی چڑھتی ہوئی سورتیں پڑھے تو اس کی نماز صحیح ہو جائے گی اور سجدۂ سہو بھی واجب نہ ہوگا مگر جان بوجھ کر ایسا کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

(تحفۃ الالمعی: ج ۲، ص ۵۸)

مزید وضاحت: مثلاً پہلی رکعت میں سورۂ اخلاص پڑھی ہے اور دوسری میں سورۂ لہب پڑھے تو یہ مکروہ ہے اور حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جو شخص قرآن کو الٹا پڑھے وہ خود الٹا ہے اور پارہ عم میں بچوں کی سہولت کیلئے ایک خاص عذر سے ترتیب کو بدل دیا ہے (مراقی الفلاح ۱۹۳)

﴿۵۵۷﴾ وَفَصْلُهُ بِسُوْرَةٍ بَيْنَ سُوْرَتَيْنِ قَرَأَهُمَا فِي رَكْعَتَيْنِ.

ترجمہ اور اس کا فصل کر دینا کسی ایک سورت کے ساتھ ایسی دو سورتوں کے درمیان کہ پڑھا ہے ان دونوں کو دو رکعتوں میں۔

قصارِ مفصل کا حکم

اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ سورۂ زلزال سے لے کر سورۂ ناس تک جتنی بھی سورتیں ہیں ان میں سے پہلی رکعت میں کوئی ایک سورت پڑھی پھر دوسری رکعت میں ایک سورت چھوڑ دی اور تیسری سورت پڑھی مثلاً پہلی رکعت میں اذا جاء پڑھی اور دوسری میں قل ہو اللہ تو اگر قصداً و ارادۃً ایسا کیا ہے تو مکروہ تنزیہی ہے اگر بھول کر ایسا ہو گیا تو مکروہ بھی نہیں۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی ۱۹۳، فتاوی محمودیہ قدیم ۱۴۱/۲)

﴿۵۵۸﴾ وَشَمُّ طِيْبٍ.

ترجمہ اور خوشبو کا سونگھنا۔

نماز میں جان بوجھ کر خوشبو سونگھنا

نماز پڑھتے ہوئے قصداً خوشبو سونگھنا (مثلاً معطر روئی کا پھایہ ناک پر لگانا) مکروہ تنزیہی ہے لیکن اگر کسی ایسی جگہ نماز پڑھ رہا ہو جہاں خوشبو موجود ہے (مثلاً کسی مسجد میں اگربتی سلگائی ہوئی ہے) اور وہ خوشبو اسے نماز میں محسوس ہو رہی ہے تو اس میں کوئی کراہت نہیں ہے۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی ۱۹۳)

﴿۵۵۹﴾ وَتَرْوِيحُهُ بِثَوْبِهِ أَوْ بِمِرْوَحَةٍ مَرَّةً أَوْ مَرَّتَيْنِ.

ترویح پنکھا جھلنا، ہوا کرنا، باب تفعیل کا مصدر ہے۔ مروحۃ میم کے کسرہ کے ساتھ اور واو کے فتح کے ساتھ، پنکھا، جمع، مراوح، اور اگر، مروحۃ، میم کے فتحہ کے ساتھ ہو تو اس کے معنی ہوں گے جنگل و بیابان، جمع، مراویح۔

ترجمہ اور اس کا ہوا کرنا اپنے کپڑے یا پنکھے سے ایک مرتبہ یا دو مرتبہ۔

نماز میں پنکھا جھلنا

نماز پڑھتے ہوئے نمازی کو خود اپنے دامن سے یا پنکھے سے ہوا کرنا ایک دو بار مکروہ تحریمی ہے کیونکہ اتنی مقدار میں عمل کثیرت ہوگا اور اگر مسلسل پنکھا جھلتا رہا تو نماز ہی فاسد ہو جائے گی۔ (عالمگیری: ۱/۱۰۷)

﴿۵۶۰﴾ وَتَحْوِيلُ أَصَابِعِ يَدَيْهِ أَوْ رِجْلَيْهِ عَنِ الْقِبْلَةِ فِي السُّجُودِ وَغَيْرِهِ.

ترجمہ اور پھیر لینا اپنے ہاتھوں یا پیروں کی انگلیوں کو قبلہ کی طرف سے سجدے میں اور سجدے کے علاوہ (کسی دوسرے رکن میں)

سجدہ میں پیروں کی انگلیوں کا حکم

بعض لوگ سجدہ میں اگر چہ دونوں پاؤں رکھتے ہیں مگر صرف انگلیوں کے سرے زمین پر ٹیکتے ہیں یہ غیر مسنون طریقہ ہے مسنون طریقہ یہ ہے کہ پورے سجدے میں دونوں پاؤں اس طرح دبا کر رکھے جائیں کہ انگلیاں مڑ کر قبلہ کی طرف ہو جائیں اب اگر کوئی شخص سجدے میں انگلیاں قبلہ سے پھیر لے یا کسی دوسرے رکن میں تو ایسا کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۱۹۳)

﴿۵۶۱﴾ وَتَرْكُ وَضْعِ الْيَدَيْنِ عَلَى الرُّكْبَتَيْنِ فِي الرُّكُوعِ.

ترجمہ اور چھوڑ دینا دونوں ہاتھوں کے رکھنے کو دونوں گھٹنوں پر رکوع میں۔

تشریح رکوع کے وقت دونوں ہاتھوں سے گھٹنوں کو پکڑنا مسنون ہے لہٰذا اگر کسی نے اس سنت کو ترک کر دیا تو مکروہ تنزیہی ہے ایسے ہی دونوں سجدوں کے درمیان جو جلسہ ہوتا ہے یا قعدہ میں بیٹھتے ہیں اس میں دونوں ہاتھ رانوں پر نہ رکھے یا حالت قیام میں تکبیر تحریمہ کے بعد بایاں ہاتھ داہنے کے اوپر رکھ دیا تو یہ سب مکروہ تنزیہی کے اندر داخل ہیں۔ (مراقی الفلاح: ۱۹۳)

﴿۵۶۲﴾ وَالتَّثَاؤُبُ.

التثاؤب جمائی لینا (س) ثأبا وثئیب وتثاءب باب تفاعل جمائی لینا، جسم میں ذرا تناؤ کمی آنے کی وجہ سے منہ کا کھل جانا، صفت مثؤب۔

ترجمہ اور جمائی لینا۔

نماز میں جمائی لینا

تثاؤب کے معنی جماہی لینا، جماہی کو جمائی بھی کہتے ہیں اور نماز میں بالقصد جمائی لینا مکروہ تحریمی ہے، اگر خود بخود آئے تو حتی الامکان روکنے کی پوری کوشش کرنی چاہئے کہ جمائی میں منہ نہ کھلنے پائے اور اگر ناگزیر صورت ہو تو منہ کو ہاتھ یا آستین سے ڈھک لے۔ (مراقی الفلاح: ۱۵۱)

حضورؐ نے فرمایا ہے کہ نماز میں جمائی آنا شیطان کے اثر سے ہے یعنی نماز سے پہلے ٹھیک تھا جمائی کا کوئی اتا پتہ نہ تھا لیکن نماز شروع کرتے ہی جمائی پہ جمائی آنے لگی تو یہ جمائی شیطان کے اثر سے ہے اور اس کا علاج حدیث شریف میں یہ آیا ہے کہ جہاں تک ممکن ہو اسے روکے ہونٹ بھینچ لے پھر بھی نہ رکے تو ہاتھ رکھ کر روکے غرض جس طرح ممکن ہو روکے اور ابراہیم نخعی فرماتے ہیں: مجھے جب جمائی آنا چاہتی ہے تو میں کھنکار دیتا ہوں۔ (تحفۃ الالمعی ۲/۹۹، مراقی الفلاح: ۱۹۳)

اور شامی مصری مطبوعہ عثمانیہ ۱/۴۴۳ میں یہ طریقہ لکھا ہے کہ جب جمائی آنا چاہے تو یہ تصور کرے کہ کبھی کسی نبی کو جمائی نہیں آئی تو فوراً جمائی رک جائے گی۔ الطریق فی دفع التثاؤب ان یخطر بباله ان الانبیاء ما تثاءبوا قط قال القدوری جربناه مرارا فوجدنا کذالک اھ قلت وقد جربته ایضا فوجدته کذالک۔

﴿۵۶۳﴾ وَتَغْمِيضُ عَيْنَيْهِ.

ترجمہ اور اپنی آنکھوں کا بند کرنا۔

نماز میں آنکھیں بند رکھنا

دوران نماز آنکھیں بلا عذر بند رکھنا مکروہ تنزیہی ہے لیکن اگر توجہ اور یکسوئی حاصل کرنے کے لئے آنکھیں بند کرے تو اس کی گنجائش ہے۔ (طحطاوی: ۱۹۵)

﴿۵۶۴﴾ وَرَفْعُهُمَا لِلسَّمَاءِ.

ترجمہ اور ان دونوں کا اٹھانا آسمان کی طرف۔

نماز میں نگاہ اٹھانا

نماز کے دوران آسمان کی طرف نگاہیں اٹھانا مکروہ تحریمی ہے۔ (طحطاوی: ۱۹۵)

﴿۵۶۵﴾ وَالتَّمَطِّي.

تمطی انگڑائی یعنی اپنے ہاتھوں کا کھینچنا اور اپنے سینہ کو آگے نکال دینا۔

ترجمہ اور انگڑائی لینا۔

انگڑائی لینا

انگڑائی لینا بھی سستی کی علامت ہے اس لئے نماز میں انگڑائی مکروہ تنزیہی ہے اسی طرح نماز کی حالت میں انتہائی عاجزی اور خشوع وخضوع کا اظہار ہونا چاہئے لہٰذا اگر کوئی شخص سینہ آگے نکال کر اکڑ کر کھڑا ہوگا تو یہ سخت بے ادبی اور کراہت کی بات ہوگی۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی:۱۹۵)

﴿۵۶۶﴾ وَالْعَمَلُ الْقَلِيْلُ.

ترجمہ اور عمل قلیل کرنا۔

تشریح نماز پڑھتے ہوئے معمولی حرکت کی مثلاً ایک ہاتھ سے کھجا لیا یا دامن درست کرلیا تو نماز فاسد نہ ہوگی البتہ مکروہ تنزیہی ہے نماز پورے اطمینان اور سکون سے پڑھنی چاہئے۔

﴿۵۶۷﴾ وَاَخْذُ قَمْلَةٍ وَقَتْلُهَا.

قملة جمع قمل جوں، (وہ کیڑے جو بالوں یا کپڑوں کے میل سے پیدا ہو جاتے ہیں)

ترجمہ اور جوں پکڑنا اور اس کو مارنا۔

نماز میں بلاضرورت جوں یا مچھر وغیرہ مارنا

نماز پڑھتے ہوئے جوں نظر آئی یا مچھر دکھائی دیا اور اسے فوراً مسل دیا اگرچہ ابھی اس نے اذیت نہ دی تھی تو یہ عمل مکروہ تنزیہی ہوگا اور اگر اذیت کی وجہ سے مچھر وغیرہ مارے تو کوئی کراہت نہیں ہے۔ (درمختار زکریا:۲/۴۲۳)

﴿۵۶۸﴾ وَتَغْطِيَةُ اَنْفِهٖ وَفَمِهٖ.

ترجمہ اور اپنے ناک اور منھ کو چھپانا۔

منھ ڈھانک کر نماز پڑھنا

اگر کوئی شخص ایسے طریقے سے نماز پڑھے کہ اس کا سر اور بدن کا اکثر حصہ چادر کمبل سے ڈھکا ہوا ہے جیسا کہ آج کل

سردی میں لوگ چادر وغیرہ اوڑھ کر نماز پڑھتے ہیں تو اس طرح ڈھکا ہوا ہونے سے نماز میں نقصان نہیں آتا البتہ منہ اور ناک ڈھانک کر نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے۔ (مراقی الفلاح ۱۹۳)

﴿۵۶۹﴾ وَوَضْعُ شَيْءٍ فِي فِيهِ يَمْنَعُ الْقِرَاءَةَ الْمَسْنُونَةَ۔

ترجمہ: اور کسی چیز کا رکھنا اپنے منہ میں جو روک دے مسنون قراءت کو۔

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی نے ایسی چیز منہ میں رکھی کہ جس سے قراءت مسنونہ میں خلل ہوتا ہے تو مکروہ تنزیہی ہے اور اگر قراءت واجبہ میں خلل ہو تو یہ مکروہ تحریمی ہے اور اگر کوئی ایسی چیز رکھی ہے کہ اس کے باعث پڑھ ہی نہیں سکتا آواز ہی نہیں نکلتی یا حروف بدل جائیں جس سے معنی بالکل بدل جائیں اور تاویل کی کوئی صورت نہ ہو تو اس صورت میں نماز فاسد ہو جائے گی۔ (طحطاوی: ۱۹۵)

﴿۵۷۰﴾ وَالسُّجُوْدُ عَلٰى كَوْرِ عِمَامَتِهِ وَعَلٰى صُوْرَةٍ۔

کور کاف کے فتح کے ساتھ جمع اکوار لپیٹ عمامۃ جمع عمائم پگڑی صورۃ تصویر جمع صُوَرٌ۔

ترجمہ: اور سجدہ کرنا اپنی پگڑی کی لپیٹ پر اور تصویر پر۔

اپنی پگڑی یا ٹوپی کے کنارے پر سجدہ کرنا۔

اپنی پیشانی براہ راست زمین یا اس کے قائم مقام چیز پر ٹیکنی چاہئے اگر پگڑی سر پر لپیٹ رکھی تھی اور اس کی لپیٹ پیشانی پر تھی اور وہ سجدہ میں پیشانی اور زمین کے درمیان حائل ہوگئی یا سجدہ ٹوپی کے کنارے پر کیا تو یہ عمل مکروہ تنزیہی ہے، اس عبارت میں دوسرا مسئلہ جاندار کی تصویر پر نماز پڑھنے کا ہے علامہ طحطاوی فرماتے ہیں کہ اس مسئلہ کو یا تو ۱۶ سطر کے بعد تصویر سے متعلق جو مسائل آرہے ہیں وہاں بیان کرتے یا ان مسائل کو یہاں بیان کرتے تاکہ کلام موزوں و مناسب ہوجاتا خیر صورت مسئلہ یہ ہے کہ جاندار کی تصویر پر سجدہ کرنا مکروہ تحریمی ہے کیوں کہ اس میں تصویر کی عبادت کی مشابہت پائی جاتی ہے۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۱۹۵)

﴿۵۷۱﴾ وَالْاِقْتِصَارُ عَلَى الْجَبْهَةِ بِلَا عُذْرٍ بِالْاَنْفِ۔

ترجمہ: اور اکتفا کرنا صرف پیشانی پر بغیر عذر کے ناک میں۔

صرف پیشانی پر سجدہ

اگر کوئی شخص پیشانی پر سجدہ کرے اور ناک زمین پر نہ رکھے تو بھی اس کا سجدہ ادا ہو جائے گا لیکن بلا عذر ایسا کرنا مکروہ تحریمی کے اندر داخل ہے، اسی طرح اگر کوئی شخص سجدہ میں فقط ناک زمین پر رکھے اور پیشانی نہ رکھے تو بھی اس کا

سجدہ صحیح ہو جائے گا بشرطیکہ ناک کی ہڈی زمین پر لگی ہو مگر صرف ناک پر اکتفاء کرنا بلا عذر مکروہ تحریمی ہے۔
(حلبی کبیر: ۲۸۲-۲۸۳، عالمگیری: ۱/۷۰، مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۱۹۲)

﴿۵۷۲﴾ وَالصَّلٰوةُ فِی الطَّرِیْقِ.

ترجمہ اور نماز پڑھنا راستہ میں۔

بیچ راستہ میں نماز پڑھنا

چلتے ہوئے راستہ پر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اس لئے راستہ سے الگ ہٹ کر نماز کی نیت باندھنی چاہئے اور بیچ راستہ میں نماز ممنوع ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہاں نماز میں اطمینان نصیب نہیں ہوگا بار بار گذرنے والے کی طرف توجہ جائے گی۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۱۹۲)

﴿۵۷۳﴾ وَالْحَمَّامِ.

ترجمہ اور نہانے کی جگہ۔

تشریح نہانے دھونے کی جگہوں پر بھی نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے یہاں بھی ممانعت کی وجہ بے اطمینانی ہے اور وہاں کسی کا ستر بھی کھل سکتا ہے اور بہت لوگ ایک ساتھ نہانے آجائیں تو بھیڑ بھی ہو سکتی ہے بس یہ چیزیں نماز میں دل کی حضوری میں خلل ڈالیں گی۔ (تحفۃ الالمعی: ج ۲ ص ۱۷۱)

﴿۵۷۴﴾ وَفِی الْمَخْرَجِ.

ترجمہ اور (نماز پڑھنا) بیت الخلاء میں۔

تشریح بیت الخلاء میں نماز کی ممانعت وجہ کی ناپاکی اور گندگی کا قرب ہے اگر کپڑا وغیرہ بچھا کر نماز پڑھے تو بھی نجاست کے قرب کی وجہ سے کراہت ہوگی اور یہ کراہت تحریمی ہے۔ (شامی: ج ۱ ص ۶۱۴)

﴿۵۷۵﴾ وَفِی الْمَقْبَرَةِ.

ترجمہ اور قبرستان میں۔

تشریح قبرستان میں بھی نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے کیونکہ وہاں نماز پڑھنے میں قبروں کا سامنا ہوتا ہے اور قبر کو سامنے کرکے نماز پڑھنے کی ممانعت ہے البتہ اگر ایسی جگہ نماز پڑھے جہاں قبریں سامنے نہ ہوں تو گنجائش ہے۔
(تحفۃ الالمعی: ۲/۱۷۱، الطحطاوی علی مراقی الفلاح: ۱۹۲)

﴿۵۷۶﴾ وَأَرْضِ الْغَيْرِ بِلَا رِضَاهُ.

ترجمہ: اور دوسرے کی زمین میں بغیر اس کی رضا مندی کے۔

غیر کی زمین میں نماز پڑھنا

کسی دوسرے شخص کی زمین میں اس کی صراحتہً یا دلالۃً اجازت کے بغیر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔
(مراقی الفلاح: ۱۹۷)

﴿۵۷۷﴾ وَقَرِيبًا مِنْ نَجَاسَةٍ.

ترجمہ: اور نماز پڑھنا ناپاکی کے قریب۔

گندی جگہوں میں نماز پڑھنا

اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ گندگیوں اور ناپاکیوں کی جگہوں پر نماز پڑھنا بھی مکروہ ہے مثلاً (۱) کوڑا ڈالنے کی جگہ یعنی کوڑی وغیرہ پر نماز پڑھنا اس کی ممانعت جگہ کی ناپاکی اور گندگی کا قرب ہے (۲) جانوروں کے ذبح کرنیکی جگہ (مسلخ میں) بھی نماز پڑھنا منع ہے کیونکہ یہاں گندگی ہے (۳) اونٹوں کے باڑوں میں یہاں اس لئے منع ہے کہ اس جگہ بدبو بہت ہوتی ہے اور زمین ناہموار ہوتی ہے نیز اونٹ بڑے ڈیل ڈول کا جانور ہے اس کے پریشان کرنیکا بھی اندیشہ رہتا ہے اور یہ اندیشہ دل کے سکون میں خلل انداز ہے۔ (طحطاوی: ۱۹۶)

﴿۵۷۸﴾ وَمُدَافِعًا لِأَحَدِ الْأَخْبَثَيْنِ أَوِ الرِّيحِ وَمَعَ نَجَاسَةٍ غَيْرِ مَانِعَةٍ إِلَّا إِذَا خَافَ فَوْتَ الْوَقْتِ أَوِ الْجَمَاعَةِ وَإِلَّا نُدِبَ قَطْعُهَا.

ترجمہ: اور اس حال میں کہ دور کرنے والا ہو پیشاب پاخانہ میں سے کسی ایک کو یا ریح کو اور کسی ایسی ناپاکی کے ساتھ جو نماز کے لئے مانع نہ ہو مگر جبکہ خوف ہو وقت کے فوت ہوجانیکا یا جماعت کے فوت ہوجانیکا ورنہ مستحب ہے ان دونوں کو ہٹا دینا۔

پیشاب پاخانہ کے تقاضے کے وقت نماز پڑھنا

پیشاب پاخانہ یا ریاح کے دباؤ کے وقت نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اگر نماز شروع کرتے وقت تقاضہ نہیں تھا درمیان میں یہ صورت پیش آگئی اور وقت میں گنجائش ہے تو نماز توڑ کر اولاً ضرورت سے فارغ ہوجائے اس کے بعد سکون کی حالت میں نماز ادا کرنی چاہئے نماز توڑنے کا طریقہ یہ ہے کہ جس حال میں ہو اسی حال میں سلام پھیر دے نماز

ختم ہوجائے گی امام مقتدی اور منفرد سب کیلئے یہی حکم ہے اور اگر تقاضے کو زبردستی روک کر نماز پوری کرے گا تو گنہگار ہوگا اور جماعت کے دوران اگر سخت تقاضا ہوجائے تو ایسی صورت میں پچھلی صفوں کے درمیان سے گذر کر آنے میں کوئی ممانعت نہیں ہے اور اگر وقت اتنا تنگ ہے کہ اسے اس بات کا اندیشہ ہے کہ اگر میں ضرورت سے فارغ ہولے چلا گیا اور پھر وضو کیا تو وقت بالکل ختم ہوجائے گا تو ایسی صورت میں سخت دباؤ کے وقت بھی پڑھ لے۔ لان الاداء مع الكراهة اولى من القضاء. (طحطاوی: ۱۹۷، کتاب المسائل: ۳۴۳، عالمگیری: ۱/۱۰۷)

قوله او الجماعة: صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ اگر جماعت کے فوت ہوجانے کا خوف ہو تو بھی سخت تقاضے کے وقت نماز باجماعت پڑھ لے جماعت نہ چھوڑے کیونکہ نماز باجماعت پڑھنا سنت مؤکدہ ہے جو واجب کے قریب ہے۔ (مراقی الفلاح: ۱۹۷)

مگر اس سلسلہ میں علامہ شامی کا قول مفتی بہ اور معروف آخر ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر کسی کو پیشاب پاخانہ کی حاجت ہو تو پہلے قضاء حاجت کرے اس کے بعد جماعت مل جائے تو ٹھیک ہے ورنہ تنہا نماز پڑھ لے۔
(درمختار مع شامی: ج ۱ ص ۵۴۰)

اور مصنف کا قول: او مع نجاسة غير مانعة، اس کا مطلب یہ ہے کہ اگر کسی نمازی کے بدن یا کپڑے پر ایک درہم یعنی ۳ گرام ۲۴ ملی گرام نجاست غلیظہ مثلاً خون پیشاب وغیرہ لگی رہ جائے تو کراہت تحریمی کے ساتھ نماز ہوجائے گی اور اگر اس سے کم ہو تو کراہت تنزیہی کے ساتھ نماز ہوجائے گی اور اگر نجاست نجاست خفیفہ جیسے حلال جانوروں کا پیشاب وغیرہ کپڑے یا بدن پر لگے رہنے کی حالت میں نماز پڑھی تو حکم یہ ہے کہ یہ نجاست خفیفہ اگر چوتھائی بدن یا کپڑے سے کم ہو تو نماز درست ہوجائے گی۔

﴿۵۷۹﴾ وَالصَّلٰوةُ فِي ثِيَابِ الْبِذْلَةِ.

ثیاب ثوب کی جمع ہے اس کے معنی ہیں لوٹنا چونکہ کپڑے بار بار بدن پر لوٹتے ہیں اسی لئے اس کو ثوب کہتے ہیں **البذلة** باء کے کسرہ اور ذال کے سکون کے ساتھ ہے روز آنہ پہننے کے کپڑے، وہ کپڑے جنکو پہن کر بازار یا بڑے آدمیوں کے یہاں نہیں جایا جاتا۔

ترجمہ: اور نماز پڑھنا معمولی کپڑوں میں۔

نامناسب کپڑے پہن کر نماز پڑھنا

نماز کے وقت صاف ستھرا لباس پہننا چاہئے اور کام کاج کے کپڑوں کا شمار آرائش اور زینت کے لباس میں نہیں ہے لہٰذا اگر نامناسب کپڑوں میں نماز پڑھلی تو نماز تو ہوجائے گی بشرطیکہ کپڑے پاک ہوں لیکن مکروہ تنزیہی ہوگی۔
(درمختار مع الشامی زکریا: ۲/۴۰۷)

﴿۵۸۰﴾ وَمَكْشُوْفَ الرَّأْسِ لَا لِلتَّذَلُّلِ وَالتَّضَرُّعِ.

التذلل باب تفعل کا مصدر ہے آواز میں خاکساری وعاجزی اختیار کرنا۔
التضرع یہ بھی باب تفعل کا مصدر ہے، اندرونی عاجزی کا نام تضرع ہے جس کو اردو میں گڑگڑانا کہتے ہیں۔
ترجمہ اور سر کھلا ہونے سے نماز پڑھنا نہ کہ انکساری اور عاجزی کی وجہ سے۔

ننگے سر نماز پڑھنا

ننگے سر نماز پڑھنا اگر محض سستی کی وجہ سے ہے تو مکروہ تنزیہی ہے اور اگر تکبر کی وجہ سے ہے (جیسا کہ آجکل بعض لوگوں نے ننگے سر نماز پڑھنا اپنا فیشن بلکہ شعار بنا لیا ہے حتی کہ ٹوپی ہوتے ہوئے بھی ٹوپی باقاعدہ اتار کر نماز پڑھتے ہیں) تو یہ عمل قابل مذمت اور مکروہ تحریمی ہے کیونکہ نبی ﷺ نے ہمیشہ عام حالات میں سر ڈھک کر نماز ادا فرمائی ہے ننگے سر نہیں پڑھی۔ (کتاب المسائل: ۳۵۲)

اس کے بعد صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ اگر تذلل اور عاجزی کی وجہ سے ننگے سر نماز پڑھتا ہے تو مکروہ نہیں ہے مگر شرح منیہ میں ہے کہ اولیٰ اور افضل یہ ہے کہ اس نیت سے بھی سر کھول کر نماز نہ پڑھے بلکہ سر ڈھک کر پڑھے کیونکہ خشوع وخضوع تو قلب سے متعلق ہے۔ (حلبی کبیر: ۳۴۹، مراقی الفلاح: ۱۹۷)

﴿۵۸۱﴾ وَبِحَضْرَةِ طَعَامٍ يَمِيْلُ إِلَيْهِ.

یمیل فعل مضارع معروف باب (ض) مَیلًا ومَیَلانًا کسی چیز کو چاہنا، پسند کرنا۔
ترجمہ اور کھانے کی موجودگی میں کہ خواہش ہو رہی ہو اس کی طرف۔

بھوک میں نماز پڑھنا

اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ شدید بھوک کے ساتھ نماز نہیں پڑھنی چاہئے بلکہ پہلے بھوک کا بھوت مارے پھر نماز پڑھے اس لئے کہ اگر شدید بھوک کے ساتھ نماز پڑھے گا تو نماز کے اندر توجہ کھانے کی طرف رہے گی اور نماز کھانا بن جائے گی اور اگر پہلے کھانا کھالے گا تو کھاتے وقت توجہ نماز کی طرف رہے گی اور کھانا نماز بن جائے گا، اس لئے اگر بھوک زور کی لگ رہی ہو اور کھانا سامنے موجود ہو تو اس حالت میں نماز پڑھنا مکروہ تنزیہی ہے بشرطیکہ وقت میں گنجائش ہو اور اگر وقت تنگ ہو رہا ہو تو بہرحال اول نماز ادا کی جائے گی۔ (شامی: ج ۱، ص ۶۱۲)

﴿۵۸۲﴾ وَمَا يَشْغَلُ الْبَالَ وَيُخِلُّ بِالْخُشُوْعِ.

الباَلُ دل، کہا جاتا ہے، ما خطر الامر ببالی، یہ معاملہ میرے دل میں نہیں گزرا۔ یُخِلُّ فعل مضارع معروف باب افعال سے، خلل ڈالنا، کسی کام کو برے طریقے سے انجام دینا۔

ترجمہ اور وہ چیز جو مشغول کر دے دل کو اور خلل ڈالدے خشوع میں۔

ہر وہ چیز کہ اس کی موجودگی میں طبیعت اس کی طرف مائل رہتی ہے اور خشوع خضوع میں خلل واقع ہوتا ہے ایسی حالت میں بھی نماز پڑھنا مکروہ ہے مثلاً اگر کوئی شخص سامنے قبلہ کی جانب پشت کر کے بیٹھا ہو اور اس کا رخ نمازی کی جانب ہو تو عین اس کے سامنے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے کیونکہ اس میں خشوع وخضوع میں خلل پڑنے کا قوی اندیشہ ہے۔ (درمختار مع الشامی: ۱/۴۰۲)

ایسے ہی اس جگہ نماز پڑھنا بھی مکروہ ہے جہاں کھیل کود ہو رہا ہو شور وشغب ہو کیونکہ دل ادھر مائل رہے گا۔ (مراقی الفلاح: ۱۹۸)

﴿۵۸۳﴾ وَعَدُّ الآیِ وَالتَّسْبِیْحِ بِالْیَدِ.

عَدَّ یَعُدُّ عَدًّا شمار کرنا۔ الآیِ یہ جمع ہے اس کا واحد ہے، آیۃ قرآن کریم میں سے ایک ٹکڑے کا نام ہے جو دائرے کی شکل میں ہوتا ہے۔

ترجمہ اور شمار کرنا آیتوں اور تسبیح کا ہاتھ سے۔

تسبیحات کا شمار انگلیوں پر کرنا

نماز کے دوران آیات یا تسبیح کو انگلیوں پر شمار کرنا مکروہ تنزیہی ہے اگر ضرورت ہو تو باقاعدہ شمار کرنے اور انگلیوں کو حرکت دینے کے بجائے ایک ایک انگلی کو اپنی جگہ رہتے ہوئے دبا یا جائے اس طرح مقصد حاصل ہو جائے گا اور کوئی کراہت بھی نہ رہے گی۔ (درمختار مع الشامی: ۱/ ۲۰۸، زکریا: ۲/ ۴۳۰، کتاب المسائل: ۳۵۲)

اور اگر زبان سے گنتی کی تو نماز ہی فاسد ہو جائے گی۔

﴿۵۸۴﴾ وَقِیَامُ الْإِمَامِ فِی الْمِحْرَابِ.

محراب جنگجو، بہادر مگر یہاں پر مراد امام کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے جمع محاریب۔ محراب کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس میں کھڑا ہو کر امام گویا کہ نفس اور شیطان سے جنگ کرتا ہے۔ (مراقی الفلاح: ۱۹۸)

ترجمہ اور امام کا کھڑا ہونا (تنہا) محراب میں۔

امام کا محراب کے اندر کھڑا ہونا

امام صاحب محراب میں اس طرح کھڑے ہوں کہ دونوں قدم داخل محراب ہوں تو مکروہ تنزیہی ہے البتہ اگر قدم محراب سے باہر ہوں تو مکروہ نہیں نیز نمازیوں کے ازدحام اور جگہ کی تنگی کے سبب امام کو مجبوراً اندرون محراب کھڑے ہو نیکی نوبت آئے تو مکروہ نہیں ہے۔ (مراقی الفلاح: ۱۹۸)

﴿۵۸۵﴾ اَوْ عَلٰی مَکَانٍ اَوِ الْاَرْضِ وَحْدَہٗ.

ترجمہ یا اونچی جگہ پر (کھڑا ہونا) یا زمین پر (کھڑا ہونا) تنہا۔

امام کا بلند مقام پر کھڑے ہو کر امامت کرنا

جماعت کی نماز میں اگر امام اکیلا بلند مقام (ایک فٹ یا اس سے زائد) پر کھڑا ہو تو یہ عمل مکروہ تحریمی ہوگا کیوں کہ نبی ﷺ نے اس کی ممانعت فرمائی ہے ایسے ہی مقتدی بلند مقام پر کھڑے ہوں اور امام نیچے تو بھی مکروہ ہے کیونکہ اس میں امام کی تحقیر ہوتی ہے حالانکہ امام کی قدر و منزلت ضروری ہے۔ (درمختار مع الشامی ج۱/ ۴۱۵ طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۱۹۹)

ہاں اگر امام کے ساتھ دو ایک آدمی بھی کھڑے ہوں تو اب کراہت نہ رہے گی عبارت میں جو وحدہ کا لفظ ہے اس کا تعلق دونوں مسئلوں کے ساتھ ہے۔ (مراقی الفلاح: ۱۹۸، البحر الرائق: ۲/ ۲۹)

﴿۵۸۶﴾ وَالْقِیَامُ خَلْفَ صَفٍّ فِیْهِ فُرْجَةٌ.

فرجة دو چیزوں کے درمیان کشادگی جمع فُرَج۔

ترجمہ اور کھڑا ہونا ایسی صف کے پیچھے کہ جس میں کشادگی ہے۔

پچھلی صف میں تنہا کھڑا ہونا

اگر جماعت ہو رہی ہے اور اگلی صف میں جگہ خالی ہے پھر بھی کوئی شخص پچھلی صف میں تنہا کھڑا ہو گیا تو یہ عمل مکروہ تحریمی ہوگا اس کو چاہیے کہ اگلی صف میں پہنچ جائے۔ (درمختار مع الشامی: ج۲ ص ۴۱۶)

نوٹ: حضور ﷺ کا فرمان ہے جس نے صف کی کشادگی کو بند کر دیا تو اس کیلئے دس نیکیاں لکھی جاتی ہیں دس گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں اور دس درجات بلند کر دیے جاتے ہیں۔ (مراقی الفلاح: ۱۹۹)

اختیاری مطالعہ

نیت باندھنے کے بعد دیکھا کہ اگلی صف میں جگہ خالی ہے

(۱) ایک شخص پچھلی صف میں نیت باندھ کر نماز میں شامل ہو چکا تھا کہ اس نے دیکھا کہ اگلی صف میں جگہ خالی ہے تو اسے چاہئے کہ نیت باندھے باندھے آگے بڑھ جائے اس سے نماز فاسد نہ ہوگی۔ (شامی زکریا: ۲/۳۱۲)

نئی صف میں تنہا کھڑا ہونا

(۲) اگر کوئی شخص مسجد میں اس حال میں پہنچا کہ اگلی صفیں سب پر ہو چکی تھیں تو اس شخص کو چاہئے کہ تھوڑی دیر انتظار کرے اور جب کوئی اور مقتدی آجائے تو اس کو ساتھ لے کر نئی صف میں کھڑا ہو اگر رکوع ہونے تک بھی کوئی نیا مقتدی نہ آئے تو بہتر ہے کہ اگلی صف میں سے کسی ایسے شخص کو جو مسئلہ جانتا ہو پیچھے لا کر اپنے ساتھ صف میں کھڑا کر لے لیکن اگر ایسا کوئی شخص دستیاب نہ ہو (جیسا کہ آج کل حالت ہے) تو پھر اکیلے ہی صف میں کھڑا ہو جائے۔
(مراقی مع الطحطاوی: ۱۲۸، کتاب المسائل: ۴۰۳)

﴿۵۸۷﴾ وَلُبْسُ ثَوْبٍ فِيهِ تَصَاوِيرُ.

ترجمہ: اور کسی ایسے کپڑے کو پہننا (پہن کر نماز پڑھنا) جس میں تصویریں ہوں۔

تصویر دار کپڑے میں نماز پڑھنا

ایسے کپڑے کو پہن کر نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے کہ جس میں تصویریں ہوں یعنی جاندار کی تصویریں ہوں اگر غیر جاندار کی تصویریں ہوں تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۱۹۹)

﴿۵۸۸﴾ وَأَنْ يَكُونَ فَوْقَ رَأْسِهِ أَوْ خَلْفَهُ أَوْ بَيْنَ يَدَيْهِ أَوْ بِحِذَائِهِ صُورَةٌ إِلَّا أَنْ تَكُونَ صَغِيرَةً أَوْ مَقْطُوعَةَ الرَّأْسِ أَوْ لِغَيْرِ ذِي رُوحٍ.

ترجمہ: اور (یہ بھی مکروہ ہے) یہ کہ ہو اس کے سر پر یا اس کے پیچھے یا اس کے سامنے یا اس کے برابر میں (دائیں یا بائیں جانب) کوئی تصویر مگر یہ کہ ہو چھوٹی یا سر کٹی ہوئی یا غیر جاندار کی۔

تصویر کی جگہ میں نماز پڑھنا

اگر نمازی کے سامنے تصویر ہے اور وہ اسی کی جانب رخ کر کے نماز پڑھ رہا ہے تو سب سے زیادہ کراہت ہے پھر

اس کے بعد اس کے اوپر ہونے میں ہے پھر دائیں جانب ہونے میں پھر بائیں جانب ہونے میں اور سب سے کم کراہت پشت کی جانب ہونے میں ہے۔ (مراقی الفلاح:۱۹۹)

الا ان تکون صغیرۃ: فرماتے ہیں کہ اگر تصویریں اتنی چھوٹی چھوٹی ہوں کہ کھڑے ہونے کے بعد بہت غور و فکر کرکے نظر آئیں تو پھر کوئی کراہت نہیں ہے۔

او مقطوعۃ الرأس: فرماتے ہیں کہ تصویر تو بڑی ہے مگر تصویر کا سر کٹا ہوا ہے تو اب یہ تصویر کے درجہ میں نہیں رہی کیوں کہ سر کٹنے کے بعد کوئی جاندار زندہ نہیں رہ سکتا اور جب زندہ نہیں رہ سکتا تو وہ تصویر کے درجہ میں نہ رہی نیز علامہ طحطاوی فرماتے ہیں کہ سر کٹنا عام ہے، مقصود یہ ہے کہ تصویر ایسی کر دی جائے کہ اس چیز کے ہوتے ہوئے وہ زندہ نہ رہ سکے خواہ سر کٹنے کی شکل میں ہو یا مثلاً سینہ کی شکل میں ہو یا وجود سینہ کی شکل میں ہو کسی بھی طریقہ سے ہو تو اب کراہت نہ رہے گی، اس عبارت میں رأس کی قید ہے کیوں کہ اگر آنکھ وغیرہ نکال دی یا کاٹ دی تو اب بھی کراہت باقی رہے گی، لان الانسان قد تقطع اطرافہ وھو حی کما فی الفتح (طحطاوی:۱۹۹)

اختیاری مطالعہ

سوال: تصویر پر سجدہ کرنا جائز ہے یا نہیں؟

جواب: اگر مصلی پر جاندار کی تصویر ہو تو اس پر نماز پڑھنا مکروہ ہے اور ایسی تصویر پر سجدہ کرنے میں شدید کراہت ہے۔

سوال: جائے نماز پر پھول پتی یا چاند کی تصویر بنی ہوئی ہے جس حصہ پر پیشانی رکھی جاتی ہے اس کا کیا حکم ہے۔

جواب: پھول پتی چاند وغیرہ کی تصویر مصلی پر بنانا درست ہے اس کا شبہ نہ ہو کہ چاند کی پرستش کی جا رہی ہے، بہتر یہ ہے کہ مصلی پر کوئی تصویر نہ ہو بالکل سادہ ہو۔ (فتاویٰ محمودیہ قدیم:۱۶/۳۰۷، ۳۰۸)

﴿۵۸۹﴾ **وَأَنْ يَكُونَ بَيْنَ يَدَيْهِ تَنُّورٌ أَوْ كَانُونٌ فِيهِ جَمْرٌ أَوْ قَوْمٌ نِيَامٌ.**

تنور جمع تنانیر ایک گول گڑھا جسے گرم کرکے اس میں روٹیاں پکاتے ہیں۔ **کانون** انگیٹھی۔ **جمر** اس کا واحد ہے جمرۃ انگارے۔ **نیام** یہ قیام کے وزن پر ہے جیسے قائم کی جمع قیام ہے اسی طرح نائم کی جمع نیام سونے والے۔ **یدیہ** ضمیر کا مرجع مصلی ہے۔ **فیہ** ضمیر کا مرجع تنور ہے۔

ترجمہ اور یہ کہ ہو اس کے سامنے تنور (جس میں آگ روشن ہو) یا انگیٹھی کہ اس میں انگارے ہوں یا لوگ سونے والے ہوں۔

آگ کے سامنے نماز پڑھنا

اس عبارت میں دو مسئلے بیان کیے ہیں: (۱) نمازی کے سامنے آگ جل رہی ہو تو نماز پڑھنا مکروہ ہے کیونکہ اب

میں آگ کی پرستش کے ساتھ مشابہت پائی جاتی ہے۔ (۲) کچھ لوگ سو رہے ہوں ان کی طرف متوجہ ہو کر نماز پڑھنے میں اندیشہ ہے کہ کوئی چیز سونے والوں سے صادر ہو جائے جو نماز پڑھنے والے کی ہنسی یا نماز کے ٹوٹ جانے کا باعث ہو اس لئے سوئے ہوئے لوگوں کی جانب کھڑے ہو کر نماز پڑھنا مکروہ ہے لیکن اگر یہ خطرہ نہ ہو تو پھر کوئی حرج نہیں ہے۔ (مراقی الفلاح:۱۹۹)۔

﴿۵۹۰﴾ وَمَسْحُ الْجَبْهَةِ مِنْ تُرَابٍ لَا يَضُرُّهُ فِي خِلَالِ الصَّلٰوةِ.

جبهة پیشانی جمع جِبَاه وجبهات۔ تراب مٹی جمع اَتْرِبَة وتُرْبان۔ خلال دو چیزوں کا درمیانی فاصلہ یا فرق۔

ترجمہ اور پیشانی کا پونچھنا ایسی مٹی سے جو اس کو نقصان نہیں دیتی نماز کے درمیان میں۔

پیشانی صاف کرنا

سجدہ کرنے کے دوران پیشانی پر کچھ مٹی لگ گئی ہے اب اگر اس کی وجہ سے کچھ الجھن یا تکلیف محسوس ہو رہی ہے یا بار بار دھیان اسی کی جانب جا رہا ہے تو نماز کے درمیان میں اس مٹی کو صاف کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور اگر کوئی خلجان نہیں ہو رہا ہے تو پھر اس مٹی کو صاف کرنا مکروہ تنزیہی ہے، اسی طرح نماز کے دوران بلاشدید ضرورت کے پسینہ پونچھنا بھی مکروہ تنزیہی ہے۔ (مراقی الفلاح:۱۹۹)

﴿۵۹۱﴾ وَتَعْيِيْنُ سُوْرَةٍ لَا يَقْرَأُ غَيْرَهَا إِلَّا لِيُسْرٍ عَلَيْهِ أَوْ تَبَرُّكًا بِقِرَاءَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ اور کسی سورت کا مقرر کر لینا کہ اس کے علاوہ کوئی اور سورت نہ پڑھے گا مگر آسانی کے لئے اپنے اوپر یا تبرک کے خیال سے نبی کی قراءت سے۔

سورت کی تعیین

امام اور منفرد کے لئے فرض کی دو رکعتوں اور وتر اور سنن ونوافل کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ کا پڑھنا تو واجب ہے مگر اس کے علاوہ کسی مخصوص سورت کے پڑھنے کو ایسے طور پر متعین کرنا کہ اس کے بغیر نماز جائز نہیں ہوگی مکروہ تحریمی ہے۔

﴿۵۹۲﴾ وَتَرْكُ اتِّخَاذِ سُتْرَةٍ فِي مَحَلٍّ يُظَنُّ الْمُرُوْرُ فِيْهِ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّيْ.

سترة آڑ جمع سُتَر۔ اتخاذ باب افتعال کا مصدر ہے کر دینا، بنا دینا۔

ترجمہ اور سترہ رکھنے کو چھوڑ دینا (مکروہ ہے) ایسی جگہ میں کہ گمان ہو گزرنے کا اس جگہ میں نمازی کے سامنے سے۔

تشریح صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر نمازی کو اپنے سامنے سے کسی کے گزرنے کا غالب گمان ہو تو ایسے موقع پر سترہ ترک کرنا مکروہ تنزیہی ہے، اور اگر لوگوں کے گزرنے سے امن ہو اور سامنے راستہ نہ ہو تو وہاں سترہ ترک کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۲۰۰)

فَصْلٌ فِي اتِّخَاذِ السُّتْرَةِ وَدَفْعِ الْمَارِّ بَيْنَ يَدَيِ الْمُصَلِّي

(یہ فصل ہے سترہ گاڑنے اور گزرنے والے کو ہٹانے کے بیان میں نماز پڑھنے والے کے سامنے سے)

فائدہ: جو شخص نماز پڑھ رہا ہے اس کا احترام لازم ہے وہ اپنے رب کو یاد کر رہا ہے اپنے مالک کی طرف متوجہ ہے اللہ سے لو لگائے ہوئے ہے وہاں کوئی ایسا کام نہ کرے جس سے اس کا دھیان بٹے اس کی طبیعت منتشر ہو اور نماز میں خلجان پیدا ہو اور ایسا تو ہرگز نہ کیجئے کہ آپ اس کے آگے سے گزریں نمازی اللہ تعالیٰ سے باتیں کر رہا ہے، باتیں کرنے والوں کے بیچ میں سے ہوکر گزرنا کتنی بڑی گستاخی ہے، حضور ﷺ کا فرمان ہے کہ نمازی کے آگے سے گزرنے والا اگر جان لے کہ اس کا وبال کتنا سخت ہے تو مدتوں کھڑا رہے اور آگے سے گزرنے کی ہمت نہ کرے۔

جب کوئی شخص نماز پڑھنے کھڑا ہو تو خود اسے بھی اس کا خیال رکھنا چاہئے کہ اس کی وجہ سے کسی کو پریشانی نہ ہو وہ ایسی جگہ نہ کھڑا ہو جہاں خود اس کی توجہ بٹے عام گزرگاہ پر نماز نہ پڑھے مسجد میں بھی ایسی جگہ نہ کھڑا ہو جہاں لوگوں کا راستہ رکے وہ وہاں نماز پڑھی ہو گا اگر کوئی شخص کھلی جگہ نماز پڑھ رہا ہے تو مستحب یہ ہے کہ اپنے سامنے سترہ کھڑا کرے سترہ کے مسائل آگے آ رہے ہیں، اگر کوئی شخص بے خبری میں نمازی کے سامنے سے گزر رہا ہے تو اس کو روک دینا چاہئے، تفصیل آگے آ رہی ہے۔

﴿۵۹۳﴾ إِذَا ظَنَّ مُرُوْرَهُ يُسْتَحَبُّ لَهُ أَنْ يَغْرِزَ سُتْرَةً تَكُوْنُ طُوْلَ ذِرَاعٍ فَصَاعِدًا فِي غِلَظِ الْأُصْبُعِ۔

یغرز فعل مضارع معروف صیغہ واحد مذکر غائب باب ضرب مصدر غرز (زمین میں کسی چیز کا گاڑنا۔ **سترۃ** سین کے ضمہ کے ساتھ لغۃً اس چیز کو کہتے ہیں جس سے کسی چیز کو چھپایا جائے لیکن اصطلاح میں جب سترہ بولا جاتا ہے تو اس سے مراد وہ چیز ہوتی ہے جسے نمازی لوگوں کے اپنے سامنے گزرنے کی وجہ سے رکھ لیتا ہے۔ **طول** لمبائی بلندی۔ **ذراع** کہنی کے سرے سے درمیانی انگلی کے سرے تک ہوتا ہے جمع اَذْرُع، تفصیل القاموس الوحید میں دیکھی جا سکتی ہے۔ **غلظ** باب (ک) کا مصدر ہے غَلُظَ يَغْلُظُ غِلَظًا، غِلْظَةً موٹا ہونا۔

ترجمہ جب گمان ہو اس کو گزرنے کا تو مستحب ہے اس کے لئے یہ کہ گاڑ دے وہ ایسا سترہ جو لمبائی میں ایک ہاتھ یا ایک ہاتھ سے زیادہ ہو اور موٹائی میں ایک انگلی کی برابر۔

سترہ کب گاڑے؟

صورت مسئلہ یہ ہے کہ سترہ کا گاڑنا اس وقت ہے جب یہ گمان غالب ہو کہ اگر میں بلا گاڑے ہوئے نماز پڑھوں گا تو لوگ میرے سامنے سے گزر جائیں گے لیکن اگر وہ ایسی جگہ ہو کہ وہاں پر کسی کے گزرنے کا امکان ہی نہ ہو تو پھر بلا سترہ گاڑے ہوئے نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ سترہ کی لمبائی کم سے کم دو بالشت اور موٹائی ایک انگلی کے برابر ہونی چاہئے کیونکہ اس سے کم لمبائی اور موٹائی دور سے دیکھنے والوں کو ظاہر نہ ہوگی، پس اس سے کم موٹائی والے سترہ سے مقصود حاصل نہ ہوگا۔
(مراقی الفلاح: ۲۰۱)

﴿۵۹۴﴾ وَالسُّنَّةُ اَنْ يَّقْرُبَ مِنْهَا وَيَجْعَلَهَا عَلٰى اَحَدِ حَاجِبَيْهِ لَا يَصْمُدُ اِلَيْهَا صَمْدًا.

حاجب بھوؤں، ابرو، آنکھ کے اوپر کی ہڈی مع گوشت جمع حواجب۔ صَمْدًا باب (ن) کا مصدر ہے قائم و ثابت قدم رہنا، یہاں پر مراد ارادہ کرنا۔

ترجمہ اور سنت یہ ہے کہ اس سے قریب ہو اور کر لے اس کو اپنے دونوں بھوؤں میں سے کسی ایک کے سامنے وہ بالکل اس کی جانب بالکل ارادہ نہ کرے۔

سترہ کہاں گاڑے؟

اس عبارت میں یہ بیان کیا گیا ہے کہ سترہ نماز پڑھنے والا اپنے دائیں بائیں بھوؤں کے بالمقابل رکھے یعنی دونوں آنکھوں کے بیچ میں نہ رکھے تاکہ یہ وہم نہ ہو کہ وہ اسی چیز کو سجدہ کر رہا ہے اور بہتر یہ ہے کہ سترہ دائیں آنکھ کے سامنے ہو۔

﴿۵۹۵﴾ وَاِنْ لَّمْ يَجِدْ مَا يَنْصِبُهٗ فَلْيَخُطَّ خَطًّا طُوْلًا وَّقَالُوْا بِالْعَرْضِ مِثْلَ الْهِلَالِ.

ینصبہ فعل مضارع معروف باب (ض) نصبًا (م) ہے کھڑا کرنا، گاڑنا، بلند کرنا۔ یخط باب (ن) سے فعل مضارع معروف ہے خطًا (م) ہے لکیر کھینچنا۔ عرض چوڑائی، پھیلاؤ عَرُضَ يَعْرُضُ عَرْضًا وَعَرَاضَةً باب (ک) چوڑا ہونا۔

ترجمہ اور اگر نہ پائے ایسی چیز کہ جس کو گاڑے تو ایک خط کھینچ دے لمبائی میں اور علماء نے (یہ بھی) کہا کہ یہ

خط چوڑائی میں کھینچے چاند کی طرح۔

تشریح اگر سترہ بنانے کے لئے لکڑی وغیرہ کوئی چیز نہ ہو تو کیا زمین پر خط کھینچنا معتبر ہوگا یا نہیں تو صاحب عنایہ کے بیان کے مطابق طرفین سے منقول ہے کہ خط کھینچنا معتبر نہیں ہوگا البتہ امام شافعی نے کہا کہ ایک طویل خط کھینچ دے اور اسی کے قائل بعض مشائخ متاخرین ہیں اور بعض علماء نے ارشاد فرمایا ہے کہ یہ خط چوڑائی میں کھینچے ہلالی طرز کا یعنی چاند کی طرح۔

﴿۵۹۶﴾ وَالْمُسْتَحَبُّ تَرْكُ دَفْعِ الْمَارِّ وَرُخِّصَ دَفْعُهُ بِالْإِشَارَةِ أَوْ بِالتَّسْبِيحِ وَكُرِهَ الْجَمْعُ بَيْنَهُمَا وَيَدْفَعُهُ بِرَفْعِ الصَّوْتِ بِالْقِرَاءَةِ.

رخص ماضی مجہول باب تفعیل ترخیصا مصدر ہے ممانعت کے بعد اجازت دینا۔ دفعہ ضمیر کا مرجع المار ہے۔

ترجمہ اور مستحب ہے گزرنے والے کے روکنے کو چھوڑ دینا (نہ روکنا مستحب ہے) اور اجازت دی گئی ہے اس کو روکنے کی اشارہ کے ساتھ یا تسبیح کے ساتھ اور مکروہ ہے جمع کرنا دونوں کے درمیان اور روک سکتا ہے مرد اس کو قرأت کی آواز کو بلند کر کے (بھی)۔

گزرنے والے کو کس طرح روکے؟

مسئلہ یہ ہے کہ اگر نمازی کے سامنے سترہ نہ ہو یا سترہ تو ہے مگر سترہ اور نمازی کے درمیان سے کوئی گزرنے کا ارادہ رکھتا ہو تو نمازی اس گزرنے والے کو نہ روکے یہ بات مستحب اور افضل ہے اور روکنے کی اجازت ہے، رہی یہ بات کہ نمازی اس گزرنے والے کو کس طرح روکے تو اس بارے میں فرمایا کہ اشارے سے روکے یا اس کو تسبیح پڑھ کر روکے اور اشارہ و تسبیح دونوں کو جمع کرنا مکروہ ہے کیونکہ ان دونوں میں سے ایک کافی ہے اسی طریقے سے مرد کو اس بات کی بھی اجازت ہے کہ جس سورت کو وہ پڑھ رہا ہے ذرا بلند آواز سے پڑھ دے تاکہ گزرنے والے کو یہ معلوم ہو جائے کہ یہ شخص نماز پڑھ رہا ہے۔ (مراقی الفلاح ج ۱:۲۰۱)

﴿۵۹۷﴾ وَتَدْفَعُهُ بِالْإِشَارَةِ أَوِ التَّصْفِيقِ بِظَهْرِ أَصَابِعِ الْيُمْنٰى عَلٰى صَفْحَةِ كَفِّ الْيُسْرٰى وَلَا تَرْفَعُ صَوْتَهَا لِأَنَّهُ فِتْنَةٌ.

تصفیق کے اصلی معنی ہیں تالی بجانا اور یہاں بائیں ہاتھ کی پشت پر دائیں ہاتھ کی دو انگلیاں مارنا مراد ہے۔ صفحۃ جمع صفحات جانب طرف، کنارہ۔

ترجمہ اور عورت ہٹائے اس کو اشارہ سے یا داہنی ہاتھ کی انگلیوں کی پشت کو بائیں ہاتھ کی ہتھیلی کے کنارے پر مار کر اور نہیں بلند کرے گی اپنی آواز کو کیونکہ وہ فتنہ ہے۔

عورت کس طرح روکے؟

صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ عورت صرف دو طریقوں سے گزرنے والے کو ہٹا سکتی ہے (۱) اشارہ کرے (۲) اپنے داہنی ہاتھ کی انگلیاں بائیں ہاتھ کی پشت پر مارے جس سے گزرنے والے کو یہ معلوم ہو جائے کہ کوئی نماز پڑھ رہا ہے اور عورت کے لئے اس بات کی اجازت نہیں ہے کہ قرأت کی آواز کسی قدر بلند کر کے گزرنے والے کو روکے کیونکہ قرأت بلند کرنے میں فتنہ کا اندیشہ ہے۔

تنبیہ: یہاں عبارت الٹ پلٹ ہوگئی ہے راقم الحروف نے مصنف کی عبارت کو سامنے رکھ کر ہی ترجمہ کیا ہے، اصل عبارت اس طرح ہے او التصفیق بصفحة اصابع الیمنی علی ظهر کف الیسری یعنی تصفیق نام ہے بائیں ہتھیلی کی پشت پر دائیں ہتھیلی کی اندرونی انگلیوں کے کنارے کو مارنے کا اور تشریح میں ہماری بھی مراد ہے۔
(طحطاوی علی المراقی: ۲۰۲)

﴿۵۹۸﴾ وَلَا يُقَاتِلُ الْمَارَّ وَمَا وَرَدَ بِهِ مُؤَوَّلٌ بِأَنَّهُ كَانَ وَالْعَمَلُ مُبَاحٌ وَقَدْ نُسِخَ.

وَرَدَ ماضی معروف باب (ض) وُرُوْدًا (م) سے آنا مُؤَوَّلٌ اسم مفعول باب تفعیل سے تاویلاً مصدر ہے مراد و مطلب بیان کرنا۔ نُسِخَ ماضی مجہول باب (ف) نسخا (م) سے ختم کرنا۔

ترجمہ اور لڑائی نہ کرے گزرنے والے سے اور وہ حدیث جو کہ وارد ہوئی ہے اس میں تاویل کی گئی ہے اس طرح پر کہ تھا (مقاتلہ کا حکم) اور حال یہ کہ عمل کرنا نماز میں جائز تھا اور تحقیق کہ منسوخ کر دیا گیا ہے۔

گزرنے والے سے لڑائی جھگڑا

صورت مسئلہ یہ ہے کہ نمازی کا اپنے سامنے سے گزرنے والے سے مار پیٹ کرنا یا زور زبردستی کرنا درست اور جائز نہیں ہے، یہ ہے اصل مسئلہ اور جواز کے سلسلہ میں ایک حدیث وارد ہوئی ہے، وہ یہ ہے کہ اذا کان احدکم یصلی فلا یدع احدا یمر بین یدیه ولیدرأ ما استطاع فان ابی فلیقاتله انما هو شیطان جب تم میں سے کوئی آدمی نماز پڑھ رہا ہو اپنے سامنے سے گزرنے والے کسی آدمی کو نہ چھوڑے اور چاہئے کہ دفع کرے حتی المقدور اگر گزرنے والا انکار کرے (نہ رکے) تو اس کی مار پٹائی کرے کیونکہ وہ شیطان ہے۔

اس حدیث کی یہ تاویل کی گئی ہے کہ ایسا کرنا ابتدائے اسلام میں جائز تھا لیکن بعد میں منسوخ ہو گیا۔ (مراقی الفلاح /۲۰۲) ایسے ہی نماز میں بات چیت کرنا سلام کرنا اور سلام کا جواب دینا وغیرہ وغیرہ یہ سب ابتدائے اسلام میں

جائز تھا بعد میں منسوخ کر دیا گیا۔ (البحر الرائق: ۲/۳)

فَصْلٌ فِيمَا لَا يُكْرَهُ لِلْمُصَلِّي

یہ فصل ان چیزوں کے بیان میں جو نماز پڑھنے والے کے لئے مکروہ نہیں۔

﴿۵۹۹﴾ لَا يُكْرَهُ لَهُ شَدُّ الْوَسْطِ وَلَا تَقَلُّدُ بِسَيْفٍ وَنَحْوِهِ إِذَا لَمْ يَشْتَغِلْ بِحَرَكَتِهِ.

شَدٌّ باب (ن) کا مصدر ہے، باندھنا۔ وسط کسی چیز کا درمیانی حصہ یہاں پر مراد کمر ہے جمع أوساط۔ تقلد باب تفعل کا مصدر ہے، تقلد السیف تلوار گلے میں لٹکانا۔ یشتغل فعل مضارع معروف باب افتعال سے اشتغالاً مصدر ہے، کام میں لگنا، توجہ ہٹنا۔

ترجمہ مکروہ نہیں ہے اس کے لئے کمر کا باندھنا اور تلوار وغیرہ کا لٹکانا جبکہ توجہ ہٹے اس کی حرکت سے

کمر میں کوئی چیز لٹکا کر نماز پڑھنا

اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ اگر نمازی نے اپنی کمر میں پٹکا یا اس کے مانند کوئی چیز باندھ کر نماز پڑھی تو مکروہ نہیں ہے، ایسے ہی اگر نمازی نے تلوار وغیرہ اس طرح لٹکا رکھی ہے کہ اس کے ملنے سے دل اس کی جانب متوجہ نہیں ہوتا تو اس طرح تلوار لٹکا کر نماز پڑھنے میں کوئی کراہت نہیں ہے، اور اگر دل اس کی حرکت سے متوجہ ہوتا ہے یعنی نماز سے توجہ ہٹتی ہے تو یہ صورت مکروہ ہوگی۔

﴿۶۰۰﴾ وَلَا عَدَمُ إِدْخَالِ يَدَيْهِ فِي فَرَجِيَّتِهِ وَشَقِّهِ عَلَى الْمُخْتَارِ.

الفرجیۃ لمبی آستینوں کا جبہ جو علماء دین پہنتے ہیں۔ الشقۃ کپڑے وغیرہ کا لمبا ٹکڑا، دھجی، پھاڑا ہوا ٹکڑا، پھٹا ہوا نصف حصہ۔

ترجمہ اور (مکروہ نہیں) اپنے ہاتھوں کو داخل نہ کرنا اپنی فرجی اور اس کے چاک میں مذہب مختار پر۔

تشریح فرجی ایک خاص قسم کا کپڑا ہوتا ہے جس میں ہاتھ ڈالے بغیر پہنا کر اس کے کناروں کو مونڈھوں پر ڈال دیا جاتا ہے، صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ اس طرح پہن کر نماز پڑھنا مکروہ نہیں ہے، مگر تحقیقی بات یہ ہے کہ اس میں بھی کراہت ہے۔ (لانہ یشبہ السدل شامی جلد اول (۵۹۸) نیز اس طرح سے کرنا نماز سے دھیان کے ہٹنے کا سبب بن سکتا ہے) ایسے ہی کپڑے کا نصف حصہ پھاڑ کر اس کو پہن کر نماز پڑھ لی تو بھی کراہت ہے، کیونکہ یہ اچھے طریقے سے پہننا ہے۔

﴿۶۰۱﴾ وَلَا التَّوَجُّهُ لِمُصْحَفٍ أَوْ سَيْفٍ مُعَلَّقٍ أَوْ ظَهْرِ قَاعِدٍ يَتَحَدَّثُ أَوْ شَمْعٍ أَوْ

سِرَاجٍ عَلَى الصَّحِيحِ.

المصحف لکھے ہوئے اوراق کا مجموعہ اغلب استعمال بمعنی قرآن پاک ہے جمع مصاحف سیف تلوار جمع سُيُوف وَأَسْيَاف معلق اسم مفعول ہے لٹکا یا ہوا باب تفعیل سے تعلیقا مصدر ہے لٹکانا۔ ظَهْر کمر پیٹھ (مونڈھے سے سرین تک) جمع اَظْهُر وظُهُور. شمع موم بتی جمع شُمُوع سِرَاج روشن چراغ جمع سُرُج.

ترجمہ اور (مکروہ) نہیں توجہ کرنا قرآن کریم کی طرف یا لٹکی ہوئی تلوار کی طرف یا کسی بیٹھے ہوئے شخص کی پشت کی جانب جو باتیں کر رہا ہے یا موم بتی یا چراغ کی جانب چہرہ کرنا صحیح قول کے موافق۔

قرآن سامنے ہونے کی حالت میں نماز پڑھنا

حضرت مصنفؒ فرماتے ہیں کہ اگر نمازی کے سامنے قرآن پاک لٹکا ہو یا تلوار لٹکی ہو تو اس میں کراہت نہیں ہے کیوں کہ ان دونوں کی عبادت نہیں کی جاتی ہے اور کہ عبادت ہی کا اعتبار کر کے کراہت ثابت کی جاتی ہے، پس جب ان کی عبادت نہیں کی جاتی تو ان کو سامنے لٹکانے میں کوئی کراہت بھی نہیں ہوگی، اس کے بعد فرمایا کہ کسی ایسے شخص کی پیٹھ کی طرف رخ کر کے نماز پڑھنا جو باتیں کر رہا ہو مکروہ نہیں ہے، دلیل یہ ہے کہ حضرت ابن عمرؓ سفر وغیرہ میں سترہ کے لئے جب درخت وغیرہ نہ پاتے تو اپنے غلام نافع سے فرماتے کہ اپنی پیٹھ پھیر دے (ہدایہ جلد اول) اس کے بعد فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص نماز پڑھے اور آگے موم بتی یا چراغ رکھا ہو تو قول اصح اور مذہب مختار یہ ہے کہ کوئی کراہت نہیں، بعض حضرات کا قول یہ ہے کہ سامنے موم بتی یا چراغ رکھ کر نماز پڑھنا مکروہ ہے لیکن صحیح قول عدم کراہت کا ہے۔

﴿۲۰۲﴾ وَالسُّجُودُ عَلَى بِسَاطٍ فِيهِ تَصَاوِيرُ لَمْ يَسْجُدْ عَلَيْهَا.

بساط بچھونا فرش اور ہر وہ چیز جو بچھائی جائے جمع بُسُط تصاویر اس کا واحد تصویر ہے تصویر وہ ہوتی ہے جو مخلوق خدا کے مشابہ بنائی گئی ہو خواہ ذی روح کی ہو یا غیر ذی روح کی مگر یہاں ذی روح کی تصویر مراد ہے، کیوں کہ غیر ذی روح کی تصویر میں کوئی کراہت نہیں ہے۔

ترجمہ اور سجدہ کرنا ایسے فرش پر کہ جس میں تصویریں ہوں لیکن ان پر سجدہ نہیں کرتا۔

تشریح صورت مسئلہ یہ ہے کہ ایسا بچھونا جس پر تصویریں بنی ہوئی ہوں اس پر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے یعنی بلا کراہت جائز ہے مصنفؒ فرماتے ہیں کہ سجدہ تصویر پر نہ کرے کیوں کہ یہ تصویر کی پرستش کے مشابہ ہے تو تعظیم کا شبہ پیدا ہو سکتا ہے اس لئے یہ شرط لگائی ہے۔

﴿۲۰۳﴾ وَقَتْلُ حَيَّةٍ وَعَقْرَبٍ خَافَ أَذَاهُمَا وَلَوْ بِضَرَبَاتٍ وَالْمُنْحَرِفُ عَنِ الْقِبْلَةِ فِي

الاَظهَر.

عقرب بچھو جمع عقارب اور عقربۃ بچھو کی مادہ کے لئے آتا ہے، اذیٰ تکلیف کوفت معمولی نقصان، قرآن پاک میں لن یضرّوکم الا اذًی. الانحراف باب انفعال کا مصدر ہے، ٹیڑھا ہونا اصل سے ہٹ جانا۔ خاف فاعل کی ضمیر مصلی کی جانب راجع ہے۔ ھما تثنیہ کی ضمیر حیۃ وعقرب کی جانب راجع ہے۔

ترجمہ اور مارنا سانپ اور بچھو کا کہ خوف کرے ان سے تکلیف کا اگرچہ چند ضربوں کے ساتھ ہو اور قبلہ سے پھر جانے کے ساتھ صحیح مذہب کے موافق۔

نماز کے دوران سانپ بچھو مارنا

نماز کی حالت میں سانپ اور بچھو کو قتل کرنا بلا کراہت جائز ہے، بشرطیکہ تکلیف پہنچانے کا ڈر ہو، کیوں کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد گرامی ہے، "اقتلوا الاسودین ولو کنتم فی الصلاۃ" سانپ اور بچھو کو مار ڈالو اگرچہ تم نماز میں ہو، اور عقلی دلیل یہ ہے کہ سانپ اور بچھو کو مارنا اس وجہ سے جائز ہے کہ اس میں ایذا کا مشغول ہونا دور ہوتا ہے یعنی نمازی کی نظر جب تک اس پر پڑی رہے گی تو اس کا دل اس طرف متوجہ رہے گا، اور نماز کی روح حضور قلب اس کو حاصل نہ ہو سکے گا، اس کے بعد صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ اگر ضرب واحد سے قتل کرنا ممکن ہو تو ایک ہی ضرب کو عمل میں لائے اور اگر چند ضربوں کی ضرورت پڑے تو اس سے بھی دریغ نہ کرے حاصل یہ کہ مقصود ان کو قتل کرنا ہے، اور فرماتے ہیں کہ ان کو مارنے میں خواہ قبلہ کی جانب سے رخ پھر جائے اور عبارت کا منشاء بس اتنا ہی ہے، رہی یہ بات کہ ان کو مارنے سے نماز باقی رہے گی یا جاتی رہے گی؟ تو یہ الگ بات ہے، اگر عمل قلیل سے مارا ہے مثلاً بچھو سامنے سے گزر رہا تھا اتفاق سے قریب جوتا رکھا تھا، اس پر رکھ کر دبا دیا تو یہ عمل قلیل ہے، پس نماز باقی رہے گی اور اگر ان کو مارنے کے لئے عمل کثیر کرنا پڑا ہے تو نماز ختم ہو جائے گی، از سر نو نماز پڑھے اور نماز کے بطلان کا کوئی گناہ نہیں ہوگا کیوں کہ ان کو مارنے کے لئے نماز توڑنا عذر شرعی ہے۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۲۰۳، البحر الرائق: ۲/۳۲)

﴿۲۰۳﴾ وَلَا بَأْسَ بِنَفْضِ ثَوْبِهِ كَيْلَا يَلْتَصِقَ بِجَسَدِهِ فِي الرُّكُوْعِ.

نفض یہ مصدر ہے باب نصر سے جھاڑنا جھٹکنا یلتصق فعل مضارع معروف صیغہ واحد مذکر غائب باب افتعال التصاق مصدر سے چپکنا چمٹنا۔

ترجمہ اور کوئی حرج نہیں اپنے کپڑے کے جھٹکنے میں تاکہ وہ چمٹ جائے اس کے جسم سے رکوع میں۔

شکن نکالنا

شکن نکالنے کے لئے کپڑا جھٹکنا مکروہ ہے البتہ اگر یہ خیال ہے کہ کرتے یا شیروانی کا پچھلا دامن سرینوں میں

دب گیا ہے، جس سے ایک معیوب صورت پیدا ہوگئی ہے تو اس صورت میں کرتے یا شیروانی کے دامن کو کھینچ کر سیدھا کر سکتا ہے۔ (مراقی الفلاح: ۲۰۳)

﴿۲۰۵﴾ وَلَا يَمْسَحُ جَبْهَتَهُ مِنَ التُّرَابِ أَوِ الْحَشِيْشِ بَعْدَ الْفَرَاغِ مِنَ الصَّلٰوةِ وَلَا قَبْلَ الْفَرَاغِ إِذَا ضَرَّهُ أَوْ شَغَلَهُ عَنِ الصَّلٰوةِ.

تراب مٹی جمع اتربۃ. الحشیش خشک گھاس تنکا جمع حشائش ضرّ ماضی معروف باب (ن) (م) ضرًا تکلیف پہنچانا، نقصان دینا۔ شغل ماضی معروف باب (ف) شغلًا مصدر ہے مشغول کرنا اور جب صلہ میں عن آئے تو غافل کرنے یا توجہ ہٹانے کے معنی ہوں گے اور یہی معنی یہاں پر مراد ہیں۔

ترجمہ اور (کوئی حرج) نہیں ہے اپنی پیشانی سے مٹی یا تنکے کو پونچھنے میں نماز سے فارغ ہونے کے بعد اور نہ فارغ ہونے سے پہلے جبکہ نقصان دے اس کو یا توجہ ہٹادے اس کی نماز سے۔

تشریح مصنفؒ فرماتے ہیں کہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد پیشانی سے مٹی یا تنکوں کو صاف کرنا مکروہ نہیں ہے، اور اگر یہ چیزیں نمازی کے دل کو اپنی طرف متوجہ کر رہی ہیں تو نماز کے دوران بھی عمل قلیل کے ساتھ صاف کر سکتا ہے۔ (مراقی الفلاح: ۲۰۳)

﴿۲۰۶﴾ وَلَا بِالنَّظَرِ بِمُوْقِ عَيْنَيْهِ مِنْ غَيْرِ تَحْوِيْلِ الْوَجْهِ.

موق جمع امواق گوشۂ چشم کنکھیاں۔ تحویل باب تفعیل کا مصدر ہے، بدلنا۔

ترجمہ اور (کوئی حرج) نہیں ہے اپنی آنکھوں کی کنکھیوں سے دیکھنے میں چہرے کو پھیرے بغیر۔

تشریح اگر کوئی نمازی بلا ضرورت چہرہ گھمائے بغیر کنکھیوں سے دائیں بائیں یا قبلہ کی جانب دور تک دیکھتا ہے تو وہ مکروہ تنزیہی ہے، اور اگر ضرورت ہو تو مکروہ نہیں، مصنفؒ کی عبارت ضرورت ہی پر محمول ہے۔ (مراقی الفلاح: ۲۰۳)

﴿۲۰۷﴾ وَلَا بَأْسَ بِالصَّلٰوةِ عَلَى الْفُرُشِ وَالْبُسُطِ وَاللُّبُوْدِ وَالْأَفْضَلُ الصَّلٰوةُ عَلَى الْأَرْضِ أَوْ عَلٰى مَا تُنْبِتُهُ.

بأس جمع ابؤس لا باس بہ اس میں کوئی حرج نہیں، کوئی مضائقہ نہیں۔ فرش اس کا واحد فراش گھر کے بچھانے کے کپڑے وغیرہ۔ بسط اس کا واحد بساط ہے فرش بچھونا (ہر وہ چیز جو بچھائی جائے) دری چٹائی۔ لبود اس کا واحد لبد ہے، نمدہ روئی ہوئی اون یا بال (نمدہ وہ کپڑا ہی ہوتا ہے جو اون یا بالوں کو جما کر پانی سے بھگو کر بنایا جاتا

ہے) بچھانے کا ایک فرش۔

ترجمہ اور کوئی حرج نہیں ہے نماز پڑھنے میں فرشوں بستروں اور روئی دار بچھونوں پر اور بہتر ہے نماز پڑھنا زمین پر یا اس چیز پر کہ جس کو زمین اگاتی ہے۔

تشریح صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ بستروں بچھونوں وغیرہ پر نماز پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔ بشرطیکہ وہ پاک ہوں اوران پر سجدہ کرنے سے سرزمین پر ٹک جائے مگر افضل اور بہتر یہ ہے کہ بغیر کچھ بچھائے زمین پر نماز پڑھے یا گھاس پھونس چٹائی پر نماز پڑھے۔ کالحصیر والحشیش فی المساجد وھو اولیٰ من البسط لقربہ من التواضع (مراقی الفلاح ۲۰۳)

﴿۶۰۸﴾ وَلَا بَأْسَ بِتَكْرَارِ السُّوْرَةِ فِي الرَّكْعَتَيْنِ مِنَ النَّفْلِ.

ترجمہ اور کوئی حرج نہیں ہے ایک ہی سورت کو بار بار پڑھنے میں نفل کی دونوں رکعتوں میں۔

تشریح صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص نفل نماز میں ایک ہی سورت کو مکرر سہ کرر پڑھتا ہے تو کوئی حرج نہیں ہے مگر فرض نماز میں یہ عمل مکروہ تنزیہی ہے۔ باقی تفصیل (مسئلہ ۵۵۵ میں ملاحظہ فرمائیں)

فَصْلٌ فِيْمَا يُوْجِبُ قَطْعَ الصَّلٰوةِ وَمَا يُجِيْزُهٗ وَغَيْرِ ذٰلِكَ (مِنْ تَاخِيْرِ الصَّلٰوةِ وَتَرْكِهَا)

یہ فصل ہے ان چیزوں کے بیان میں جو نماز کے توڑنے کو واجب کردیتی ہیں، اور جو اس کو جائز کردیتی ہیں، اور اس کے علاوہ کے بیان میں (یعنی نماز کو موخر کرنا اور اس کو چھوڑ دینا)۔

﴿۶۰۹﴾ يَجِبُ قَطْعُ الصَّلٰوةِ بِاسْتِغَاثَةِ مَلْهُوْفٍ بِالْمُصَلِّيْ لَا بِنِدَاءِ اَحَدِ اَبَوَيْهِ.

استغاثۃ انصاف چاہنا جمع استغاثات۔ استغاثۃ باب استفعال کا مصدر ہے مدد طلب فریاد۔ ملھوف غمگین مظلوم باب (س) سے اسم مفعول ہے۔ لہف یلھف لہفا مظلوم وغم رسیدہ ہونا۔

ترجمہ ضروری ہے نماز توڑ دینا کسی مظلوم کے امداد چاہنے پر نماز پڑھنے والے سے نہ کہ والدین میں سے کسی ایک کے پکارنے سے۔

تشریح ایک شخص نماز میں مشغول ہے اس سے کسی مظلوم نے فریاد چاہی مثلاً وہ کنویں میں گر گیا یا سانپ، شیر چیتا سامنے آگیا ہے، جس کے حملے کا خطرہ ہے، اس نے نمازی سے بچاؤ کی درخواست کی اور وہاں صرف یہی نمازی ہے تو ایسی صورت میں اس نمازی کو نماز توڑ کر اس مظلوم کی مدد کرنا ضروری ہے، بشرطیکہ مدد کرنے پر قادر بھی ہو ورنہ بکل

ورنہ نماز توڑنا حرام ہے۔ اس کے بعد مسئلہ یہ ہے کہ ماں باپ دادا دادی کسی سخت تکلیف کی وجہ سے پکاریں مثلاً بیمار ماں باپ ضرورت سے اٹھے اور گر پڑے اور کوئی دوسرا شخص موجود نہیں ہے، تو اس صورت میں فرض نماز توڑ دینا ضروری ہے لیکن اگر مصیبت یا تکلیف کی وجہ سے نہیں بلکہ یونہی پکار لیا تو فرض نماز توڑنا جائز نہیں ہے، البتہ نفلوں اور سنتوں میں گنجائش ہے، تفصیل اس طرح ہے اگر ان میں سے کسی نے شدید ضرورت یا مصیبت کی بنا پر یا بلا کسی مصیبت کے یونہی پکارا اور ان کو یہ معلوم نہیں ہے کہ آپ نفلیں یا سنتیں پڑھ رہے ہیں تو اس صورت میں نفلوں یا سنتوں کی نیت توڑ کر ان کی تعمیل کرنا ضروری ہے، اور اگر وہ جانتے ہیں کہ آپ نیت باندھے ہوئے ہیں پھر بھی پکار رہے ہیں تو اس صورت میں اگر مصیبت یا تکلیف کی وجہ سے نہیں پکار رہے ہیں تو نماز توڑنا واجب نہیں ہے۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۲۰۳-۲۰۴)

﴿۶۱۰﴾ وَيَجُوزُ قَطْعُهَا بِسَرِقَةِ مَا يُسَاوِي دِرْهَمًا وَلَوْ لِغَيْرِهِ.

ترجمہ: اور جائز ہے اس کا توڑ دینا ایسی چیز کے چوری ہونے کے (خوف سے) جو برابر ہو ایک درہم کے اگر چہ وہ چیز دوسرے کی ہو۔

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر مال کا خطرہ ہو مثلاً نیت باندھ رکھی تھی کہ کوئی شخص جوتی اٹھا کر لے جانا چاہتا ہے، بشرطیکہ اس کی قیمت کم از کم ایک درہم یعنی ۳/۳ گرام ۶۲۴/ ملی گرام کے بقدر ہو تو نماز توڑ دینا جائز ہے۔ آگے فرماتے ہیں کہ اگر چہ نمازی کے پاس اتنی قیمت کا سامان دوسرے ہی کا ہو اور چور اسے لے جا رہا ہے تو بھی نماز توڑ دینا جائز ہے۔ (مراقی الفلاح ۲۰۴)

﴿۶۱۱﴾ وَخَوْفِ ذِئْبٍ عَلَى غَنَمٍ أَوْ خَوْفِ تَرَدِّي أَعْمٰى فِي بِئْرٍ وَنَحْوِهِ.

ذئب جمع ذِئاب بھیڑیا۔ تردی باب تفعّل کا مصدر ہے، جب اس کے صلہ میں فی آئے تو معنی ہوں گے بلندی سے گرنا۔ اعمیٰ جمع عُمیٌ وعُمْیان۔ عَمِیَ یَعْمٰی عَمًی باب (س) نابینا ہو جانا (دونوں آنکھوں کی بینائی کا بالکل ختم ہو جانا)

ترجمہ: اور بھیڑیا آ پڑنے کے خوف سے بکریوں پر یا اندھے کے کنویں میں گر جانے کے خوف سے یا کنویں کے مانند کسی اور چیز میں۔

تشریح: اس عبارت کا عطف ماقبل کی عبارت پر ہے اصل عبارت اس طرح ہے ویجوز قطعها لخشية فرماتے ہیں کہ ایک شخص نماز پڑھ رہا ہے، اسی حال میں بھیڑیا آیا اور بکری کو لے کر جانے لگا، اور نمازی کو اس بات کا خوف ہے کہ اگر میں نماز کو پوری کرتا ہوں تو بھیڑیا اسے مار ڈالے گا تو اس کے لئے نماز توڑ دینا جائز ہے، ایسے ہی اگر کسی کی جان کا خطرہ ہے، مثلاً کوئی اندھا جا رہا ہے، اور سامنے کنواں ہے، یا مثلاً بس گاڑی کار یا ٹرین وغیرہ کی زد میں

ہے، اگر نہ بچایا گیا تو ہلاک ہوجانے کا غالب گمان ہے، تو اس صورت میں تو نماز توڑ دینا واجب ہے، اور اگر ہلاک ہونے کا غالب گمان نہیں ہے تو نماز توڑ دینا جائز ہے۔ (مراقی الفلاح ۲۰۲/۳)۔

﴿۶۱۲﴾ وَاِذَا خَافَتِ الْقَابِلَةُ مَوْتَ الْوَلَدِ وَاِلَّا فَلَا بَأْسَ بِتَاخِيرِهَا الصَّلٰوةَ وَتُقْبِلُ عَلَى الْوَلَدِ.

القابلة دایہ جو زچہ کو بوقت پیدائش مخصوص مدد پہنچاتی ہے، جمع قوابل تقبل فعل مضارع معروف باب افعال سے (م) اقبالا آنا، اور جب صلہ میں علی آئے تو معنی ہوں گے کسی کام پر لگ جانا متوجہ ہوجانا۔

ترجمہ اور جب خوف کرے دایہ بچہ کے مرجانے کا ورنہ کوئی حرج نہیں ہے، دایہ کے مؤخر کردینے سے نماز کو اور توجہ کئے بچہ پر۔

تشریح صورت مسئلہ یہ ہے کہ دایہ (بچہ جنانے والی) بچہ جنا رہی ہے، اور اسی حال میں نماز کا وقت ہوگیا اور دایہ کو اس بات کا ڈر ہے کہ اگر بچہ کی ولادت کے وقت بچہ کو چھوڑ کر نماز میں لگ گئی تو بچہ مرجائے گا یا اس کا کوئی عضو تلف ہوجائے گا یا بچہ کی ماں مرجائے گی تو ان تمام صورتوں میں نماز کو مؤخر کردینا ضروری ہے، اور اگر نماز میں ہو تو اسے توڑنا ضروری ہے، اور اگر دایہ کو بچہ وغیرہ کے مرجانے کا غالب گمان نہ ہو تو بھی نماز کو مؤخر کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، اور اپنی پوری توجہ بچہ پر ہی رکھے اور نماز بعد میں پڑھ لے۔ (مراقی الفلاح ۲۰۲)

﴿۶۱۳﴾ وَكَذَا الْمُسَافِرُ اِذَا خَافَ مِنَ اللُّصُوصِ اَوْ قُطَّاعِ الطَّرِيقِ جَازَ لَهُ تَاخِيرُ الْوَقْتِيَّةِ.

اللصوص لص کی جمع ہے، دوسروں کا مال چھپ کر اٹھا کر لے جانے والا، قطاع الطريق قطاع اسم مبالغہ ہے، بہت راستہ کاٹنے والا، دن دھاڑے سرعام لوٹ مار کرنے والا، اس کی سزا ۱۴ سال کی قید ہے، وقال صاحب الجوهرة النيرة فهو الخروج لاخذ المال على وجه المجاهرة في موضع لا يلحق المأخوذ منه الغوث یعنی کھلم کھلا لوٹ مار کرنے کے لئے ایسی جگہ جانا کہ جہاں مظلوم کی کوئی فریاد نہ سن سکے یعنی لوگوں پر ایسی گھبراہٹ طاری ہو۔

ترجمہ اور ایسے ہی مسافر جب کہ خوف کرے چوروں یا لٹیروں سے تو جائز ہے اس کے لئے وقتی نماز کا دیر سے ادا کرنا۔

تشریح صورت مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص سفر میں ہے نماز کا وقت ہوگیا اور اسے اس بات کا خوف ہے کہ اگر نماز پڑھنے میں لگ گیا تو چور یا ڈاکو حملہ کردیں گے تو اس خطرے کے پیش نظر اس کو نماز بعد میں پڑھنے کی اجازت ہے۔

یہاں یہ بات ذہن نشین رہے کہ عبارت میں مسافر کی قید اتفاقی ہے، مقیم کا بھی یہی حکم ہے جو عبارت میں بیان کیا گیا ہے، اور مسافر کی قید اس وجہ سے لگائی گئی ہے کہ عام طور سے سفر میں ہی اس طرح خطرات پیش آتے ہیں۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۲۰۳)

﴿۶۱۴﴾ وَتَارِكُ الصَّلَاةِ عَمْدًا كَسَلًا يُضْرَبُ ضَرْبًا شَدِيدًا حَتَّى يَسِيلَ مِنْهُ الدَّمُ وَيُحْبَسُ حَتَّى يُصَلِّيَهَا وَكَذَا تَارِكُ صَوْمِ رَمَضَانَ وَلَا يُقْتَلُ إِلَّا إِذَا جَحَدَ أَوِ اسْتَخَفَّ بِأَحَدِهِمَا .

كَسَلًا باب سمع کا مصدر ہے، كَسِلَ يَكْسَلُ كَسَلًا ایسے کام میں سستی کرنا جس میں سستی کرنا درست نہ ہو ڈھیلا اور سست پڑنا۔ اور کسل کی قید سے وہ صورت نکل گئی کہ بھول سے یا کسی عذر کی وجہ سے نماز چھوٹ جائے۔ يسيل فعل مضارع معروف باب (ض) سَيْلًا وَسَيَلَانًا بہنا۔ جحد ماضی معروف باب (ف) جَحْدًا (م) ہے، جان بوجھ کر انکار کرنا جھٹلانا۔ اِسْتَخَفَّ ماضی معروف باب استفعال سے اِسْتِخْفَافًا (م) ہے، حقیر و ذلیل سمجھنا توہین کرنا ہلکا سمجھنا۔

ترجمہ سستی اور کاہلی کی وجہ سے جان بوجھ کر نماز چھوڑنے والے کو اتنا سخت مارا جائے گا کہ خون بہنے لگے اور پھر اس کو بند کر دیا جائے یہاں تک کہ نماز پڑھنے لگے، اور ایسے ہی رمضان کے روزے چھوڑنے والے کو اور قتل نہیں کیا جائے گا مگر جب کہ انکار کرے یا ہلکا سمجھے ان دونوں میں سے کسی ایک کو۔

تارک نماز کی سزا

اسلامی عبادت میں نماز کو سب سے امتیازی مقام حاصل ہے، اسی امتیازی شان کی وجہ سے پروردگار عالم نے نماز کی فرضیت کا حکم شب معراج میں آسمانوں پر بلا کر مرحمت فرمایا اس لئے نماز ہر مسلمان مرد اور عورت پر لازم اور فرض عین ہے، وہ نماز کے سلسلے میں قطعاً کوتاہی نہ کریں اس مختصری تمہید کے بعد صورت مسئلہ یہ ہے کہ سستی اور کاہلی کی بنا پر جان بوجھ کر نماز چھوڑنے والے کی خوب پٹائی کی جائے، کہ جس سے اس کے بدن سے خون بہنے لگے، اور پھر قید میں بند کر دیا جائے اور مستقل وعظ و نصیحت کی جاتی رہے تا کہ وہ نماز پڑھنے کا اقرار کرلے یا اسی طرح قید خانہ میں مر جائے، یہی حکم رمضان کے روزے چھوڑنے والے کا ہے۔

آگے فرماتے ہیں کہ نماز یا روزہ چھوڑنے والے کو قتل نہ کیا جائے مگر دو صورتیں اس سے مستثنیٰ ہیں: (۱) نماز روزے کی فرضیت ہی کا انکار کردے تو اب وہ مرتد ہو گیا اور مرتد کا حکم یہ ہے کہ جو شکوک و شبہات اس کے دل میں ہیں ان کو دور کیا جائے اور تین دن قید میں رکھا جائے گا، تا کہ اس کو سوچنے سمجھنے کا موقع مل سکے اگر بات سمجھ میں آجائے تو ٹھیک ہے

ورنہ اس کو قتل کر دیا جائے گا۔ (۲) کوئی شخص نماز روزے کا مزاق اڑائے اس کی توہین کرے مثلاً کہے رمضان ہوا بھاری ہے یا مثلاً کہے کہ روزے تو وہ رکھے جس کے گھر میں کھانے پینے کو نہ ہو (نعوذ باللہ من ذلک) تو یہ شخص کافر ہو گیا کیوں کہ شریعت کی اہانت کفر ہے، اس کو بھی قتل کر دینا جائز ہے۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی ۲۰۴-۲۰۵)

بَابُ الوِتْرِ

وتر کا بیان

ماقبل سے مناسبت: صاحب کتاب جب فرض علمی (یعنی اعتقادی کہ جس کا منکر کافر ہے) کے بیان سے فارغ ہوگئے تو اب فرض عملی (جس کا ادا کرنا عملاً فرض ہے اعتقاداً واجب ہے) کے بیان کو شروع کیا۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۲۰۵)

﴿۲۱۵﴾ اَلْوِتْرُ وَاجِبٌ۔

ترجمہ وتر واجب ہے۔

تشریح وتر کی نماز پڑھنا ہر عاقل بالغ مسلمان پر ضروری ہے، یعنی اس کا ادا کرنا عملاً فرض ہے، اعتقاداً واجب ہے، اور اگر وہ چھوٹ جائے تو اس کی قضا لازم ہے، اس کے بعد جاننا چاہئے کہ احناف کے نزدیک وتر واجب ہے، باقی ائمہ کے نزدیک سنت ہے، لیکن یہ ایسی سنت ہے، جس کا ترک ان کے یہاں بھی جائز نہیں، جس طرح عیدین کی نماز ائمہ ثلاثہ کے نزدیک سنت ہے مگر وہ اس کے ترک کے روادار نہیں، اور حنفیہ کے نزدیک عیدین کی نماز واجب ہے، اور واجب اور فرض میں عمل کے اعتبار سے کوئی فرق نہیں دونوں پر عمل ضروری ہے، البتہ عقیدہ کے اعتبار سے فرق ہوتا ہے، فرض کو فرض ماننا ضروری ہے، اس کا منکر کافر ہے، اور واجب کو واجب ماننا ضروری نہیں اس کا منکر کافر یا گمراہ نہیں۔

فائدہ: تمام ائمہ متفق ہیں کہ اگر وتر چھوٹ جائے تو اس کی قضا ہے، اور جب قضا ہے تو وتر واجب ہے، یہ استدلال انی ہے، (اگر علت سے معلول پر استدلال کیا جائے جیسے آگ سے دھویں پر استدلال کیا جائے تو یہ استدلال لمی ہے، اور اگر معلول سے علت پر استدلال کیا جائے جیسے دھویں سے آگ پر استدلال کیا جائے تو یہ استدلال انی ہے، یہاں بھی استدلال انی ہے، کیوں کہ جب تمام فقہاء قضا پر متفق ہیں تو ثابت ہوا کہ وتر واجب ہے) پھر اختلاف ہے اس بارے میں کہ قضا کب تک ہے؟ احناف کے نزدیک ابداً قضا واجب ہے، کیوں کہ جب وتر واجب ہیں تو زندگی بھر میں ان کو ادا کرنا ضروری ہے، اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک فجر کے فرض پڑھنے تک قضاء ہے، جب فرض پڑھ لئے تو اب قضا کا وقت گزر گیا اب قضا نہیں ہوسکتی اب گناہ لازم ہو گیا۔ (تحفۃ الالمعی: ۳۲۲/۲، البحر الرائق:

(۴/۴۱)

﴿۴۱۶﴾ وَهُوَ ثَلَاثُ رَكَعَاتٍ بِتَسْلِيمَةٍ وَيَقْرَأُ فِي كُلِّ رَكْعَةٍ مِنْهُ الْفَاتِحَةَ وَسُورَةً وَيَجْلِسُ عَلَى رَأْسِ الْأُولَيَيْنِ مِنْهُ وَيَقْتَصِرُ عَلَى التَّشَهُّدِ وَلَا يَسْتَفْتِحُ عِنْدَ قِيَامِهِ لِلثَّالِثَةِ وَإِذَا فَرَغَ مِنْ قِرَاءَةِ السُّورَةِ فِيهَا رَفَعَ يَدَيْهِ حِذَاءَ أُذُنَيْهِ ثُمَّ كَبَّرَ وَقَنَتَ قَائِمًا قَبْلَ الرُّكُوعِ فِي جَمِيعِ السَّنَةِ.

یقتصر فعل مضارع معروف باب افتعال اقتصار (م) کسی چیز پر انحصار کرنا لمبائی کم کرنا۔

لغوی تحقیق اور وہ تین رکعتیں ہیں ایک سلام کے ساتھ اور پڑھے اس کی ہر رکعت میں سورۂ فاتحہ اور سورت اور بیٹھ جائے اس کی پہلی دو رکعتوں کے اخیر میں اور صرف التحیات پر بس کرے یعنی صرف التحیات پڑھے اور سبحانک اللھم نہ پڑھے تیسری رکعت کے لئے اس کے کھڑے ہونے کے وقت اور جب فارغ ہو جائے سورت کے پڑھنے سے تیسری رکعت میں تو اٹھائے اپنے ہاتھوں کو اپنے کانوں کی لو کے مقابل پھر اللہ اکبر کہے اور دعا قنوت پڑھے کھڑا ہو کر رکوع سے پہلے پورے سال۔

نماز وتر پڑھنے کا طریقہ

وتر کی نماز پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ ایک سلام سے تین رکعتیں پڑھی جائیں، ہر رکعت میں فاتحہ کے ساتھ سورت ملائی جائے دوسری رکعت پر حسب دستور قعدہ کیا جائے اور تیسری رکعت میں سورت ملانے کے بعد رفع یدین کے ساتھ تکبیر کہی جائے پھر ہاتھ باندھ کر دعا قنوت پڑھیں اس کے بعد رکوع میں جائیں، اس کے بعد سمجھنا چاہئے کہ متن میں، ثلاث رکعات سے شوافع کے مذہب کو رد کرنا مقصود ہے کیوں کہ ان کے نزدیک دو رکعتیں الگ سلام سے پڑھی جائیں پھر ایک رکعت الگ سلام سے پڑھی جائے یہاں یہ مسئلہ بھی ذہن نشین رہے کہ وتر میں قنوت پورے سال ہے یا صرف رمضان میں ہے، یا رمضان کے نصف آخر میں ہے؟ امام ابو حنیفہؒ امام احمد کا مختار قول اور امام شافعیؒ کی تین وجوہ میں سے ایک وجہ یہ ہے کہ وتر میں قنوت پورے سال ہے، اور امام مالکؒ کے نزدیک صرف رمضان میں ہے، باقی گیارہ مہینے وتر میں قنوت نہیں اور امام شافعیؒ کا اصل مذہب اور امام احمد کی ایک روایت یہ ہے کہ رمضان کی سولہویں رات سے ختم رمضان تک قنوت ہے، باقی ساڑھے گیارہ مہینے قنوت نہیں اور امام اعظمؒ اور امام مالکؒ کے نزدیک قنوت کی جگہ وتر کی آخری رکعت میں رکوع سے پہلے ہے، اور امام شافعیؒ و امام احمدؒ کے نزدیک رکوع کے بعد قومہ میں قنوت کی جگہ ہے۔

﴿۴۱۷﴾ وَلَا يَقْنُتُ فِي غَيْرِ الْوِتْرِ.

ترجمہ اور قنوت نہ پڑھے وتر کے علاوہ میں۔

دعا قنوت کا محل

علماء احناف کے نزدیک سوائے وتر کے کسی نماز میں قنوت نہیں ہے، اور امام شافعیؒ کے نزدیک فجر کی نماز میں قنوت مسنون ہے۔

﴿۶۱۸﴾ وَالْقُنُوْتُ مَعْنَاهُ الدُّعَاءُ وَهُوَ اَنْ يَّقُوْلَ اَللّٰهُمَّ اِنَّا نَسْتَعِيْنُكَ وَنَسْتَهْدِيْكَ وَنَسْتَغْفِرُكَ وَنَتُوْبُ اِلَيْكَ وَنُؤْمِنُ بِكَ وَنَتَوَكَّلُ عَلَيْكَ وَنُثْنِيْ عَلَيْكَ الْخَيْرَ كُلَّهٗ نَشْكُرُكَ وَلَا نَكْفُرُكَ وَنَخْلَعُ وَنَتْرُكُ مَنْ يَّفْجُرُكَ اَللّٰهُمَّ اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَلَكَ نُصَلِّيْ وَنَسْجُدُ وَاِلَيْكَ نَسْعٰى وَنَحْفِدُ وَنَرْجُوْ رَحْمَتَكَ وَنَخْشٰى عَذَابَكَ اِنَّ عَذَابَكَ الْجِدَّ بِالْكُفَّارِ مُلْحِقٌ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى النَّبِيِّ وَاٰلِهٖ وَسَلَّمَ.

قنوت باب (ن) کا مصدر ہے خدا کا فرمانبردار ہونا، یہاں پر قنوت سے مراد دعا ہے۔ نستعین فعل مضارع معروف جمع متکلم باب استفعال استعانۃ مصدر ہے، مدد طلب کرنا، امداد چاہنا۔ نستھدی فعل مضارع جمع متکلم باب استفعال (م) استھداء ہدایت یا راہنمائی چاہنا۔ نستغفر فعل مضارع معروف جمع متکلم باب استفعال استغفار (م) ہے، اللہ سے اپنے گناہ کی معافی چاہنا۔ نتوب فعل مضارع معروف جمع متکلم باب (ن) توبًا وتوبۃ (م) ہے، گناہ سے باز آنا۔ نتوکل فعل مضارع معروف جمع متکلم باب تفعّل توکّلًا (م) ہے، کسی کام کا وکیل بننا جبکہ صلہ میں پ آئے اور اگر صلہ میں علی آئے اور کہا جائے توکل علی اللہ تو معنی ہوں گے خدا پر بھروسہ کرنا خود کو اللہ کے حوالہ کرنا، اہل باطن کی اصطلاح میں اللہ کے پاس کی ہر چیز پر اعتماد کرنا اور بندوں کے پاس جو کچھ ہے اس سے مایوس ہونا، یقین نہ کرنا۔ نثنی فعل مضارع معروف جمع متکلم باب افعال سے سراہنا تعریف کرنا۔ خیر اسم تفضیل خلاف قیاس بمعنی زیادہ اچھا، زیادہ بہتر، خیر ہر اس چیز کو کہتے ہیں جو حسن لذاتہ ہو یعنی خوبی اور بہتری اس کی ذات میں ہو اور اس میں ذاتی لذت ذاتی نفع اور ذاتی خوش بختی ہو، جمع خِیَارٌ واَخْیَارٌ وخُیُوْرٌ، خیر منصوب ہے مصدر ہونے کی بنا پر ای نثنی الثناء الخیر، یا نثنی کا مفعول ہونے کی بنا پر منصوب ہے، یا منصوب بنزع الخافض ہے ای بالخیر۔ نشکر فعل مضارع معروف جمع متکلم باب (ن) مصدر شُکْرًا وشُکُوْرًا وشُکْرَانًا ہے، شکریہ ادا کرنا، کسی کے احسان یا انعام پر اس کی تعریف کرنا۔ نخلع باب (ف) سے فعل مضارع جمع متکلم نکالنا۔ یفجر فعل مضارع واحد مذکر غائب باب (ن) فجرًا وفجورًا مصدر ہے، لاپرواہی کے ساتھ گناہوں میں مبتلا رہنا، بدکار ہونا، گناہ کرنا۔ نسعی فعل مضارع جمع متکلم باب (ف) سعیًا مصدر ہے، کسی کام کی کوشش کرنا، کوئی بھی کام کرنا، چلنا، دوڑنا۔ نحفد فعل مضارع معروف

باب (ض) خَفَدَ انًا (م) پھرتیلا ہونا کام کو جلدی کرنا۔ نخشی فعل مضارع معروف جمع متکلم باب (س) خشیۃ (م) سے، ڈرتے رہنا، ڈر ہونا۔ ملحق اسم فاعل ہے باب افعال الحاقا مصدر ہے کسی کو پالینا، کسی تک پہنچ جانا۔

ترجمہ: اور قنوت کے معنی دعا کے ہیں اور وہ دعا یہ ہے کہ کہے اے اللہ! ہم تجھ سے مدد طلب کرتے ہیں، (تیری اطاعت پر) اور تجھ سے ہدایت کی درخواست کرتے ہیں، (ان چیزوں کے لئے جن میں تیری خوشنودی ہے) اور تجھ سے مغفرت کی درخواست کرتے ہیں، (اپنے گناہوں کی) اور تیری طرف رجوع کرتے ہیں، (گناہوں سے توبہ اور شرمندگی اور آئندہ نہ کرنے کا عزم مصمم) اور تیرے اوپر ایمان لاتے ہیں، (دل سے ایک ہونے کا اعتقاد اور زبان سے اقرار کرتے ہیں) اور تیرے ہی اوپر بھروسہ کرتے ہیں، (تمام امور تیرے ہی سپرد کرتے ہیں) اور تمام بھلائیوں پر تیری ثنا و تعریف کرتے ہیں، تیرا شکر ادا کرتے ہیں، اور تیری ناشکری نہیں کرتے ہم علیحدہ ہوتے ہیں اور چھوڑتے ہیں ہر اس شخص کو جو تیری نافرمانی کرتا ہے، اے اللہ ہم تیری ہی عبادت کرتے ہیں، اور تیرے ہی لئے نماز پڑھتے ہیں، سجدے کرتے ہیں اور تیری ہی طرف دوڑتے ہیں، (عمل میں کوشش کرتے ہیں ان چیزوں کو حاصل کرنے کے لئے جو ہمیں تجھ سے قریب کردے) اور تیری ہی عبادت خوشی سے کرتے ہیں تیری رحمت کے امیدوار ہیں اور تیرے عذاب سے ڈرتے ہیں، بیشک تیرا حقیقی عذاب کافروں ہی سے ملنے والا ہے، اور خدا کی رحمت نازل ہوجیو، نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر اور ان کی آل واولاد پر اور اللہ تعالیٰ کا سلام نازل ہوجیو۔

تشریح: قنوت کے سلسلے میں دو دعائیں روایات میں آئی ہیں، ایک تو اس عبارت میں موجود ہے، جس کو احناف پڑھتے ہیں اور ایک آگے عبارت میں آرہی ہے، شوافع نے اسے اختیار کیا ہے، اس اختیار کرنے کا نتیجہ یہ نکلا کہ حنفی لوگوں کو وہ دعا جو آگے آرہی ہے، عموماً یاد نہیں ہوتی اور شوافع کو وہ دعا جو اس عبارت میں ہے، یاد نہیں ہوتی یہ طریقہ ٹھیک نہیں دونوں دعائیں حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے منقول ہیں، بچوں دونوں دعائیں یاد کرائی جائیں، اور پڑھی جائیں کبھی یہ اور کبھی وہ اور دونوں کو ایک ساتھ پڑھے تو سبحان اللہ نور علی نور سونے پر سہاگہ۔

فائدہ: احناف جو دعا پڑھتے ہیں یعنی اللّٰھم انا نستعینک الی قولہ من یفجرک یہ قرآن کریم کی ایک سورت تھی اس کا نام سورۃ الخلع تھا اور دوسری اس کا نام سورۃ الحفد تھا اس کی ابتداء اللّٰھم ایاک نعبد الی قولہ ملحق اور دونوں سورتوں کے شروع میں بسم اللہ بھی تھا، مگر بعد میں اس کی اس کی تلاوت منسوخ ہوگئی، چونکہ یہ دعا قرآن کریم کا حصہ رہ چکی ہے اس لئے احناف نے اس کو افضل قرار دیا ہے۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۲۰۷)

﴿۶۱۹﴾ وَالْمُؤتَمُّ يَقْرَأُ الْقُنُوتَ كَالْإِمَامِ.

ترجمہ: اور مقتدی پڑھے دعا قنوت امام کی طرح۔

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ قنوت کا پڑھنا واجب ہے، امام اور مقتدی سب کے لئے صرف امام کا

پڑھنا مقتدیوں کی جانب سے کافی نہیں ہوگا۔

﴿۲۳۰﴾ وَإِذَا شَرَعَ الْإِمَامُ فِي الدُّعَاءِ بَعْدَ مَا تَقَدَّمَ قَالَ أَبُوْيُوْسُفَ رَحِمَهُ اللّٰهُ يُتَابِعُوْنَهُ وَيَقْرَؤُنَهُ مَعَهُ وَقَالَ مُحَمَّدٌ لَا يُتَابِعُوْنَهُ وَلٰكِنْ يُؤَمِّنُوْنَ.

يتابعون فعل مضارع معروف جمع مذکر غائب باب مفاعلۃ سے متابعۃ (م) ہے، پیچھے چلتے رہنا، جاری رکھنا۔

ترجمہ اور جب شروع کردے امام کوئی اور دعا مذکورہ بالا دعا کے بعد تو فرمایا امام ابو یوسفؒ نے کہ مقتدی اس کی اتباع کریں اور اس کے ساتھ ساتھ پڑھتے رہیں، اور فرمایا امام محمدؒ نے کہ امام کی اتباع نہ کریں ہاں آمین کہتے رہیں۔

دعا قنوت کے بعد دوسری دعا

اب یہاں سے یہ بیان کر رہے ہیں کہ اگر امام اللّٰھم انا نستعینک الخ پڑھنے کے بعد وہ دعا شروع کردے جو آگے متن میں آرہی ہے تو اب مقتدی حضرات کیا کریں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ امام ابو یوسفؒ فرماتے ہیں کہ مقتدی امام کی اتباع کریں گے لیکن امام محمدؒ فرماتے ہیں کہ صرف آمین کہیں گے۔

﴿۲۳۱﴾ وَالدُّعَاءُ هُوَ هٰذَا اَللّٰهُمَّ اهْدِنَا بِفَضْلِكَ فِيْمَنْ هَدَيْتَ وَعَافِنَا فِيْمَنْ عَافَيْتَ وَتَوَلَّنَا فِيْمَنْ تَوَلَّيْتَ وَبَارِكْ لَنَا فِيْمَنْ أَعْطَيْتَ وَقِنَا شَرَّ مَا قَضَيْتَ إِنَّكَ تَقْضِيْ وَلَا يُقْضٰى عَلَيْكَ إِنَّهُ لَا يَذِلُّ مَنْ وَّالَيْتَ وَلَا يَعِزُّ مَنْ عَادَيْتَ تَبَارَكْتَ رَبَّنَا وَتَعَالَيْتَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّاٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَسَلَّمَ.

اِهْدِ باب (ض) سے فعل امر ہے، هُدًى وَهَدْيًا (م) ہے، رہنمائی حاصل کرنا، صحیح راہ پر ہونا۔ عافیت فعل ماضی باب مفاعلۃ سے مُعَافَاةً وعِفَاءً وعَافِيَةً (م) ہے، امراض و آفات سے محفوظ رکھنا، صحت و عافیت عطا کرنا۔ تولیت فعل ماضی معروف باب تفعّل سے تولیا (م) ہے، ذمہ داری لینا۔ قنا فعل امر باب (ض) وقایۃ تکلیف سے بچانا۔ قضیت فعل ماضی معروف باب (ض) قضاءً (م) ہے، فیصلہ کرنا۔ لا یذل فعل مضارع منفی معروف باب (ض) ذلًّا وذِلَّةً ذلیل ہونا، بے وقعت ہونا۔ والیت فعل ماضی معروف باب مفاعلۃ سے مُوَالَاةً (م) ہے کسی سے محبت کرنا۔ لا یعز فعل مضارع منفی معروف باب (ض) عِزًّا وعِزَّةً وعَزَازَةً صاحب عزت ہونا۔ عادیت فعل ماضی معروف باب مفاعلۃ (م) مُعَادَاةً دشمنی کرنا، دشمن بننا۔

ترجمہ اور وہ دعا یہ ہے، (اس کا ترجمہ یہ ہے) اے اللہ اپنے فضل سے ہمیں ہدایت عطا فرما، ان بندوں میں شامل فرما جن کو آپ نے ہدایت عطا فرمائی، اور ہمیں عافیت (بلاؤں سے سلامتی) عطا فرما، ان بندوں میں شامل

کرکے جن کو آپ نے عافیت عطا فرمائی، اور ہمارا کارساز بن، ان بندوں میں شامل کرکے جن کی آپ کارسازی فرماتے ہیں، اور ہم کو برکت عطا فرما ان چیزوں میں جو آپ نے ہمیں عطا فرمائی ہیں، (صحت و مال و دولت و بیوی بچوں میں) اور ہم کو بچا لے ان فیصلوں کے اثرات بد سے جو آپ نے فرمائے ہیں، آپ یقیناً فیصلہ کرتے ہیں، اور آپ کے خلاف کوئی فیصلہ نہیں کیا جا سکتا ہے۔ (آپ کا فیصلہ تو ضرور پورا ہو کر رہے گا میں اس کو بدلنے کے لئے عرض نہیں کرتا بلکہ اس کے شر سے پناہ چاہتا ہوں) بے شک شان یہ ہے کہ وہ شخص رسوا اور ذلیل نہیں ہوتا جس کو آپ دوست بنالیں، اور وہ شخص بھی صاحب عزت نہیں ہو سکتا جس سے آپ دشمنی رکھیں، آپ برکت والے ہیں اے ہمارے پروردگار اور آپ کی شان بہت بلند ہے، اور درود و سلام نازل ہو ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی اولاد پر اور صحابہ کرام پر۔

تشریح یہی وہ دعا قنوت ہے، جس کو شوافع نے اختیار کیا ہے، اور احناف نے اس کا نام قنوت نازلہ رکھا ہے، اگر کسی جگہ کے مسلمان دشمنوں کی جانب سے سخت فتنہ اور مصیبت میں مبتلا ہو جائیں تو حکم یہ ہے کہ امام فجر کی نماز میں رکوع کے بعد قومہ میں قنوت نازلہ پڑھے جس میں مسلمانوں کے لئے فتنہ سے حفاظت اور دشمنان اسلام کے لئے تباہی اور ان کے شر و ر سے بچاؤ کی دعائیں کی جائیں مقتدی حضرات ہر دعا پر صرف آمین کہیں۔

سوال: مسلمان تو پہلے سے ہدایت یافتہ ہے اسی لئے وہ نماز میں کھڑا ہوا ہے، پھر اللہم اہدنا میں ہدایت کی دعا تحصیل حاصل ہے؟

جواب: ہدایت کے معنی ثَبِّتْنَا عَلَى الْهُدٰى ہیں یعنی ہمیں ہدایت پر ثابت قدم رکھ اھدنا الصراط المستقیم کے بھی یہی معنی ہیں۔

﴿۲۲۳﴾ وَمَنْ لَّمْ يُحْسِنِ الْقُنُوْتَ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلِيْ ثَلَاثَ مَرَّاتٍ اَوْ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً وَّقِنَا عَذَابَ النَّارِ اَوْ يَارَبِّ يَارَبِّ.

ترجمہ اور جو شخص دعا قنوت نہ جانتا ہو کہے وہ اللہم اغفرلی (اے اللہ مجھے بخش دے) تین مرتبہ یا ربنا اٰتنا (اے ہمارے پروردگار ہم کو دنیا میں نیکی اور بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی اور ہم کو دوزخ کے عذاب سے بچا) یا رب یا رب تین بار کہے۔

جس شخص کو دعائے قنوت یاد نہ ہو وہ کیا کرے؟

جس شخص کو دعائے قنوت یاد نہ ہو تو اسے یاد کرنے کی کوشش کرنی چاہئے، اور جب تک یاد نہ ہو اس وقت تک ربنا اٰتنا الخ تین بار پڑھ لے، اور یہ بھی نہ پڑھ سکے تو کم از کم اللہم اغفرلی یا یارب تین مرتبہ کہہ لے، اور ربنا اٰتنا میں ایک جامع ترین دعا کی تلقین فرمائی گئی ہے، جو دنیا و آخرت کی ہر بھلائی کو شامل ہے، دنیا کی بھلائیوں میں تندرستی عافیت

بقدر ضرورت روزی علم نبوی حسن عبادت نیک بیوی فرماں بردار اولاد اور ان سب سے بڑھ کر ہر معاملے میں خیر کی توفیق داخل ہے جبکہ آخرت کی بھلائیوں میں میدان حشر کی گھبراہٹ سے نجات، گناہوں سے مغفرت اور جنت میں داخلہ کی نعمتیں شامل ہیں۔

﴿۱۲۳﴾ وَإِذَا اقْتَدٰى بِمَنْ يَقْنُتُ فِي الْفَجْرِ قَامَ مَعَهُ فِي قُنُوْتِهِ سَاكِتًا فِي الْأَظْهَرِ وَيُرْسِلُ يَدَيْهِ فِي جَنْبَيْهِ.

ساکتا اسم فاعل باب (ن) سکوتا (م) ہے خاموش ہونا، چپ رہنا۔ یرسل فعل مضارع معروف باب افعال (م) ارسالا ہے، چھوڑنا۔ جنب پہلو، ج جنوب۔

ترجمہ: اور جب اقتداء کرے اس شخص کی جو قنوت پڑھتا ہے فجر میں تو کھڑا رہے اس کے ساتھ اس کے قنوت میں خاموش ظاہر مذہب کے موافق اور چھوڑ دے اپنے ہاتھوں کو اپنے پہلوؤں میں۔

حنفی شخص کا شافعی امام کی پیچھے فجر پڑھنا

ماقبل میں یہ بات گزر چکی ہے کہ امام شافعیؒ کے نزدیک فجر کی نماز میں دعا قنوت پڑھنا مسنون ہے، اب صورت حال ایسی ہوئی کہ شافعی امام کے پیچھے حنفی مقتدی ہے، اور شافعی امام اپنے مذہب کے مطابق فجر میں قنوت پڑھ رہا ہے، تو حنفی مقتدی کیا کرے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ شافعی امام کے پیچھے حنفی مقتدی کو ہاتھ چھوڑ کر خاموش کھڑا رہنا چاہئے۔

اختیاری مطالعہ

حنفی شخص کا شافعی امام کے پیچھے وتر ادا کرنا

حنفیہ کے نزدیک وتر کی تین رکعت ایک سلام سے پڑھی جاتی ہیں، جب کہ دیگر ائمہ کے نزدیک وتر دو سلاموں سے پڑھی جاتی ہے، اب اگر کوئی حنفی شخص ایسی جگہ نماز پڑھے جہاں شافعی یا حنبلی امام دو سلاموں سے وتر پڑھاتا ہو، مثلاً حرمین شریفین کے ائمہ دو سلاموں سے وتر پڑھاتے ہیں تو یہ حنفی شخص وتر میں ان کی اقتداء کرے گا یا نہیں؟ اس بارے میں فقہ حنفی میں دو نقطۂ نظر پائے جاتے ہیں، (۱) اکثر فقہاء کے نزدیک نماز میں چونکہ مقتدی کے عقیدہ اور رائے کا اعتبار ہے، اور دو سلاموں سے وتر اس شخص کے نزدیک درست نہیں ہے، لہٰذا اس حنفی شخص کے لئے دو سلاموں سے وتر پڑھانے والے امام کے پیچھے وتر پڑھنا درست نہ ہوگا، دوسرا نقطۂ نظر یہ علامہ ابوبکر جصاص رازی اور علامہ ہندوانی کا ہے، کہ ایسی صورت میں مقتدی کی رائے کا نہیں بلکہ امام کی رائے کا اعتبار ہے، پس ۲/۱ سلاموں والی وتر چونکہ امام کی رائے میں صحیح ہے لہٰذا جو مقتدی اس کے ساتھ پڑھے گا اس کی وتر بھی درست ہو جائے گی، آج کل رمضان میں ماشاء اللہ حنفی زائرین کا حرمین

شریفین میں بڑا مجمع ہوتا ہے، ان کے نزدیک جماعت کو چھوڑ کر الگ سے وتر پڑھنے میں بہر حال حرج ہے، اس لئے مناسب ہے کہ اس اجتہادی مسئلہ میں ابوبکر جصاص رازی کی رائے پر عمل کرتے ہوئے حنفی زائرین کو امام حرم کی اقتداء میں وتر ادا کرنے کا حکم دیا جائے، علامہ ابن وہبان نے اسی کو ترجیح دی ہے، اور اکابر دیوبند میں حضرت شیخ الہند کا موقف بھی یہی نقل کیا گیا ہے۔ (کتاب المسائل/۱۴۰ انوار رحمت/ ۲۹ البحر الرائق بیروت ۴۳:۲)

﴿۶۲۴﴾ وَإِذَا نَسِيَ الْقُنُوتَ فِي الْوِتْرِ وَتَذَكَّرَهُ فِي الرُّكُوعِ أَوِ الرَّفْعِ مِنْهُ لَا يَقْنُتُ وَلَوْ قَنَتَ بَعْدَ رَفْعِ رَأْسِهِ مِنَ الرُّكُوعِ لَا يُعِيدُ الرُّكُوعَ وَيَسْجُدُ لِلسَّهْوِ لِزَوَالِ الْقُنُوتِ عَنْ مَحَلِّهِ الْأَصْلِيِّ۔

نَسِيَ ماضی معروف باب (س) نَسْیٌ وَنِسْیَانًا (م) ہے، بھول جانا ذہن وحافظہ سے نکل جانا۔ قنوت باب (ن) کا مصدر ہے، خدا کے لئے کمال انکساری کے ساتھ اظہار بندگی کرنا۔ تذکرہ ضمیر کا مرجع قنوت ہے۔ منہ ضمیر کا مرجع رکوع ہے۔ محلہ ضمیر کا مرجع قنوت ہے اور محل مصدر میمی ہے بمعنی جگہ جہاں قیام کیا جائے مرکز مقام جمع محال۔

ترجمہ اور اگر بھول جائے قنوت وتر میں اور یاد آئے اس کو رکوع میں یا رکوع سے اٹھنے کے وقت تو اب قنوت نہ پڑھے اور اگر پڑھ لے رکوع سے اپنے سر کو اٹھا لینے کے بعد تو دوبارہ رکوع نہ کرے اور سجدہ سہو کرے قنوت کے ہٹنے کی وجہ سے اپنی اصلی جگہ سے۔

دعائے قنوت بھول کر رکوع میں چلا گیا

اگر وتر میں دعا قنوت بھول کر رکوع میں چلا گیا تو بہتر یہ ہے کہ دعائے قنوت ترک کر دے، اور اخیر میں سجدۂ سہو کرے اور اگر رکوع کے بعد قیام کی طرف لوٹ گیا تو اب دعا قنوت پڑھ کر سیدھا سجدہ میں چلا جائے دوبارہ رکوع نہ کرے اور اخیر میں سجدۂ سہو کرے کیوں کہ قنوت کو اصل محل میں پڑھنا ترک کر دیا ہے۔ (درمختار مع الشامی زکریا: ۴۴۷-۴۴۶/۲)

﴿۶۲۵﴾ وَلَوْ رَكَعَ الْإِمَامُ قَبْلَ فَرَاغِ الْمُقْتَدِي مِنْ قِرَاءَةِ الْقُنُوتِ أَوْ قَبْلَ شُرُوعِهِ فِيهِ وَخَافَ فَوْتَ الرُّكُوعِ تَابَعَ إِمَامَهُ۔

شروعہ ضمیر کا مرجع مقتدی ہے۔ فیہ ضمیر کا مرجع قنوت ہے۔

ترجمہ اور اگر رکوع کر دے امام مقتدی کے فارغ ہونے سے قبل قنوت کے پڑھنے سے یا اس کے اس میں

لگنے سے پہلے ہی اور خوف کرے مقتدی رکوع کے چھوٹ جانے کا تو اتباع کرے اپنے امام کی۔

تشریح اس عبارت میں دو مسئلوں کا بیان ہے، (۱) ابھی مقتدی دعائے قنوت پوری نہیں کر پایا تھا کہ امام رکوع میں چلا گیا تو مقتدی کو چاہئے کہ اپنی دعا قنوت چھوڑ کر امام کے ساتھ رکوع میں چلا جائے۔ (درمختار زکریا ۲/۴۴۲) (۲) مقتدی نے دعائے قنوت شروع بھی نہ کی تھی کہ امام نے رکوع کی تکبیر کہہ دی تو اگر رکوع کی بھی مختصر دعا پڑھ کر رکوع ملنے کی امید ہو تو مقتدی وہ دعا پڑھ کر رکوع میں شامل ہو جائے، اور اگر امام کے ساتھ رکوع فوت ہونے کا اندیشہ ہو تو دعائے قنوت ترک کر دے۔ (درمختار مع الشامی زکریا ۲/۴۴۲، کتاب المسائل ۱/۴۱۱-۴۱۲)

﴿۶۲۶﴾ وَلَوْ تَرَكَ الْإِمَامُ الْقُنُوْتَ يَأْتِي بِهِ الْمُؤْتَمُّ إِنْ أَمْكَنَهُ مُشَارَكَةُ الْإِمَامِ فِي الرُّكُوْعِ وَإِلَّا تَابَعَهُ.

مشارکۃ باب مفاعلۃ کا مصدر ہے، کسی کے ساتھ شریک ہونا۔

ترجمہ اور اگر چھوڑ دے امام قنوت کو تو پڑھے اس کو مقتدی اگر ممکن ہو امام کے ساتھ رکوع میں شریک ہونا ورنہ وہ بھی اس کے ساتھ ہو لے۔

امام دعا قنوت بھول کر رکوع میں چلا گیا

اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ امام وتر کی نماز پڑھا رہا تھا اور بھول کر دعا قنوت کو چھوڑ دیا تو اس صورت میں اگر مقتدی کو اس بات کا خوف نہ ہو کہ رکوع چھوٹ جائے گا یعنی امام رکوع سے سر اٹھا لے گا تو مقتدی حضرات دعائے قنوت پڑھیں گے اور اگر رکوع کے چھوٹ جانے کا خوف نہ ہو تو مقتدی بھی دعائے قنوت چھوڑ دیں گے۔

﴿۶۲۷﴾ وَلَوْ أَدْرَكَ الْإِمَامَ فِي رُكُوْعِ الثَّالِثَةِ مِنَ الْوِتْرِ كَانَ مُدْرِكًا لِلْقُنُوْتِ فَلَا يَأْتِي بِهِ فِيْمَا سُبِقَ بِهِ.

ادرک فعل ماضی معروف باب افعال سے اِدْرَاكًا (م) ہے، پانا، پکڑ لینا، اسی سے مدرک اسم فاعل ہے۔ **سبق** ماضی مجہول باب (ف) سَبْقًا مصدر ہے گزرنا۔

ترجمہ اور اگر پائے امام کو وتر کی تیسری رکعت کے رکوع میں تو وہ قنوت کو پانے والا سمجھا جائے گا، چنانچہ نہ پڑھے اس کو گزشتہ رکعتوں کی ادائیگی میں۔

مسبوق امام کے ساتھ دعائے قنوت پڑھے گا

جو شخص وتر کی نماز میں مسبوق ہو وہ صرف امام کے ساتھ دعائے قنوت پڑھے گا حتی کہ اگر وہ وتر کی تیسری رکعت کا

رکوع امام کے ساتھ پالے تو وہ گویا دعا قنوت پڑھنے والا قرار پائے گا، بعد میں اسے کسی رکعت میں قنوت پڑھنے کی ضرورت نہیں ہے۔ (در مختار مع الشامی زکریا: ۲/ ۴۴۸، کتاب المسائل: ۳۱۴)

﴿۴۲۸﴾ وَيُوتِرُ بِجَمَاعَةٍ فِي رَمَضَانَ فَقَطْ وَصَلٰوتُهُ مَعَ الْجَمَاعَةِ فِي رَمَضَانَ أَفْضَلُ مِنْ أَدَائِهِ مُنْفَرِدًا آخِرَ اللَّيْلِ فِي اخْتِيَارِ قَاضِيْ خَان قَالَ هُوَ الصَّحِيْحُ وَصَحَّحَ غَيْرُهُ خِلَافَهُ.

ترجمہ: اور پڑھے وتر جماعت کے ساتھ صرف رمضان میں اور نماز وتر کو جماعت کے ساتھ رمضان میں پڑھنا افضل ہے، بہ نسبت اس کے ادا کرنے کے تنہا آخر رات میں قاضی خان کے پسندیدہ قول میں فرمایا کہ یہی صحیح ہے، اور صحیح قرار دیا ہے، دوسروں نے اس کے علاوہ کو۔

رمضان میں وتر با جماعت پڑھنا مسنون ہے۔

صورت مسئلہ یہ ہے کہ صرف رمضان کے مہینے میں وتر کی نماز جماعت سے پڑھی جائے گی، رمضان کے مہینے کے علاوہ جماعت نہیں کی جائے گی، لیکن رمضان میں سنت کیا ہے، وتر با جماعت پڑھنا یا تنہا؟

اس بارے میں علماء کرام کا اختلاف ہے، قاضی خان نے لکھا ہے کہ رمضان المبارک میں تراویح کے بعد وتر کی نماز با جماعت پڑھنی مسنون ہے، فتویٰ اسی قول پر ہے، بعض حضرات فرماتے ہیں کہ وتر کی نماز رمضان کے مہینہ میں تنہا اپنے گھر ہی پر پڑھی جائے۔ (شامی: ۱/ ۴۶۵، قاضیخان علی الہندیہ: ۱/ ۲۳۴)

اختیاری مطالعہ

اکیلے عشاء پڑھنے والے کا وتر کی جماعت میں شریک ہونا

رمضان المبارک میں اگر کسی شخص کی عشاء کی جماعت نکل گئی اور وہ مسجد میں اس وقت پہنچا جب کہ تراویح کی جماعت ہو رہی تھی، تو اسے چاہئے کہ اولاً عشاء کے فرض پڑھے اس کے بعد تراویح میں شریک ہو جائے، اور وتر جماعت سے پڑھے، اور تراویح کی اگر کچھ رکعتیں رہ جائیں تو انہیں وتر کے بعد ادا کر لے۔ (صغیری/ ۲۱۰، امداد الاحکام: ۲/ ۲۱۵-۲۱۷)

فَصْلٌ فِي النَّوَافِلِ

یہ فصل ہے نوافل کے احکام کے بیان میں

سنن ونوافل کی ضرورت:

فرائض اور واجبات کے ساتھ نوافل وسنن کا اہتمام بھی ضروری ہے، اس لئے کہ بسا اوقات فرائض کی ادائیگی میں دانستہ یا نادانستہ طور پر کچھ کمی رہ جاتی ہے، تو اس کی کی تلافی آخرت میں سنن ونوافل کی ذریعہ کی جائے گی، احادیث شریفہ میں اس کی صراحت ہے، (منتخب احادیث:۳۴۳) اس لئے ضروری ہے کہ ہر مسلمان محض فرائض کی انجام دہی پر اکتفاء نہ کرے بلکہ اپنے نامۂ اعمال میں نوافل کا ذخیرہ بھی زیادہ سے زیادہ جمع رکھے، تاکہ آخرت میں قرب خداوندی اور درجات کی بلندی کی نعمت سے سرفراز ہو سکے، اصطلاح فقہ میں فرض اور واجب کے علاوہ جتنی بھی نمازیں ہیں سب کو تطوع (نفل) کہا جاتا ہے، پھر اس تطوع کی بنیادی طور پر بالترتیب تین قسمیں ہیں (۱) سنن مؤکدہ (۲) سنن غیر مؤکدہ (۳) مندوبات سنن مؤکدہ کا بلا عذر چھوڑنا گناہ ہے، اور سنن غیر مؤکدہ کا بلا عذر چھوڑنا خلاف اولیٰ ہے یعنی بہتر نہیں ہے۔ اور مندوبات کو پڑھنا موجب ثواب ہے، اور ترک کر دینے میں کوئی کراہت نہیں ہے۔

فائدہ: نوافل نافلہ کی جمع ہے، معنی زیادتی نفل اس عبادت کا نام ہے، جو فرائض اور واجبات پر زائد ہو اور اس کے کرنے پر ثواب ہو اور چھوڑنے پر کوئی عذاب نہ ہو چونکہ نوافل سنن کو بھی شامل ہیں اس وجہ سے عنوان میں صرف نوافل کا ذکر کیا ہے، اور سنن کا ذکر نہیں کیا ہے۔

﴿۴۲۹﴾ سُنَّ سُنَّةً مُؤَكَّدَةً رَكْعَتَانِ قَبْلَ الْفَجْرِ وَرَكْعَتَانِ بَعْدَ الظُّهْرِ وَبَعْدَ الْمَغْرِبِ وَبَعْدَ الْعِشَاءِ وَأَرْبَعٌ قَبْلَ الظُّهْرِ وَقَبْلَ الْجُمُعَةِ وَبَعْدَهَا بِتَسْلِيمَةٍ.

ترجمہ سنت مؤکدہ قرار دی گئی ہیں دو رکعت فجر سے پہلے اور دو رکعت ظہر کے بعد اور دو رکعت مغرب کے بعد اور دو رکعت عشاء کے بعد اور چار ظہر سے پہلے اور جمعہ سے پہلے اور جمعہ کے بعد ایک ہی سلام سے۔

تشریح سنن مؤکدہ کی پابندی پر احادیث شریفہ میں بڑی فضیلتیں وارد ہوئی ہیں، ایک حدیث میں ہے کہ جو شخص دن رات میں فرائض کے علاوہ ۱۲ رکعت سنن پڑھے گا اس کے لئے جنت میں محل تعمیر کیا جائے گا۔ (رواہ مسلم مراقی الفلاح:۲۱۳)

اس عبارت میں چند مسائل کا تذکرہ ہے (۱) نماز فجر سے پہلے دو رکعت پڑھنا سنت مؤکدہ ہے، نبی کریم صلی اللہ

علیہ وسلم ان دو رکعتوں کا نہایت اہتمام فرمایا کرتے تھے، (۲) ظہر کی نماز کے بعد دو رکعت سنت پڑھنا سنت مؤکدہ ہے، (۳) مغرب کی نماز کے بعد دو رکعت سنت مؤکدہ ہے، (۴) عشاء کے بعد دو رکعت سنت مؤکدہ ہے، (۵) ظہر کی نماز سے پہلے چار رکعت ایک سلام سے پڑھنا مسنون ہے، (۶) جمعہ کی نماز سے قبل چار رکعت پڑھنا سنت مؤکدہ ہے اور ایسے ہی جمعہ کی نماز کے بعد یہ بات ذہن نشین رہے کہ جن نمازوں میں چار رکعت سنت مؤکدہ ہیں ان میں سنت اسی وقت ادا ہوگی جب کہ چار رکعت ایک ہی سلام سے پڑھے، اگر بلا عذر ۲/۲ رکعت الگ الگ پڑھی تو سنت ادا نہ ہوگی۔ (شامی مصری: ج ۱/ ۶۳۰)

اختیاری مطالعہ

جماعت شروع ہوگئی تو فجر کی سنت کہاں پڑھے؟

(۱) بہتر یہ ہے کہ گھر یا کمرے میں فجر کی سنتیں پڑھ کر مسجد میں جائے، اگر گھر میں نہیں پڑھی اور جب مسجد میں پہنچا تو جماعت کھڑی ہو چکی تھی تو ایسی صورت میں مسجد کے باہری حصہ میں ستون وغیرہ کے پیچھے سنت ادا کرے، جماعت کی صفوں کے ساتھ مل کر سنت پڑھنا سخت مکروہ ہے۔ (کتاب المسائل: ۳۹۱)

سنتوں کی نیت

(۲) سنن ونوافل میں مطلق نیت کافی ہوتی ہے، یعنی اگر محض یہ نیت کرلی کہ میں اتنی رکعت نماز پڑھنا چاہتا ہوں تو بھی وہ سنتیں ادا ہو جائیں گی، باقاعدہ سنت کہنا یا وقت کا ذکر کرنا وغیرہ کچھ ضروری نہیں ہے، اور اگر کوئی ان تفصیلات کو ذکر کر دے تو کوئی حرج بھی نہیں، بعض جاہلوں میں یہ بات مشہور ہے کہ فرض نمازیں اللہ کے لئے پڑھی جاتی ہیں تو یہ بات محض جہالت پر مبنی ہے، نمازیں تو صرف اللہ تعالیٰ ہی کے لئے پڑھی جائیں گی خواہ فرائض ہوں یا سنن ونوافل اور سنت نمازوں کو صرف اس لئے سنت کہا جاتا ہے کہ ان کے پڑھنے کا ثبوت اور حکم نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی جانب سے ہے۔
(فتاویٰ دار العلوم ۴/ ۳۰۲)

﴿۱۳۰﴾ وَنُدِبَ أَرْبَعٌ قَبْلَ الْعَصْرِ وَالْعِشَاءِ وَبَعْدَهُ وَسِتٌّ بَعْدَ الْمَغْرِبِ.

ترجمہ اور مستحب ہے چار رکعت عصر سے پہلے اور عشاء سے پہلے اور عشاء کے بعد اور چھ رکعت مغرب کے بعد۔

سنن غیر مؤکدہ کا بیان

(۱) عصر کی نماز سے قبل ۴/ رکعت پڑھنا سنت غیر مؤکدہ ہے، اگر ۴/ رکعت کا موقع نہ ہو تو کم از کم دو رکعت پڑھ لیں، (۲) عشاء کی نماز سے قبل ۴/ رکعت سنت غیر مؤکدہ ہیں: (۳) عشاء کی نماز کے بعد ۴/ رکعت سنت غیر مؤکدہ ہیں

تاہم اس میں اختلاف ہے کہ یہ چار رکعات سنت مؤکدہ، دو رکعت کو ملا کر ہیں یا الگ ہیں؟ بعض حضرات کی رائے ہے کہ ان چار رکعتوں میں ۲/ رکعت مؤکدہ بھی شامل ہیں اور بعض نے انہیں الگ رکھا ہے، اور وہ کل چھ رکعات کے قائل ہیں ۲/ رکعت مؤکدہ اور ۴/ رکعت غیر مؤکدہ (حلبی کبیر ص ۳۸۴) جناب رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ جو شخص نماز مغرب کے بعد چھ رکعت (اوابین کی نماز) پڑھے گا اور ان کے درمیان کوئی غلط بات زبان سے نہ نکالے گا تو یہ چھ رکعات ثواب میں اس کے لئے بارہ سال کی عبادت کے برابر قرار پائیں گی۔ (ترمذی شریف: ۱/۹۸)

﴿۲۳۱﴾ وَيَقْتَصِرُ فِي الْجُلُوسِ الْأَوَّلِ مِنَ الرُّبَاعِيَّةِ الْمُؤَكَّدَةِ عَلَى التَّشَهُّدِ وَلَا يَأْتِي فِي الثَّالِثَةِ بِدُعَاءِ الْإِسْتِفْتَاحِ بِخِلَافِ الْمَنْدُوبَةِ.

ترجمہ اور اکتفا کرے چار رکعت والی سنت مؤکدہ کے قعدہ اولیٰ میں صرف تشہد پر اور تیسری رکعت میں سبحانک اللہم نہ پڑھے، برخلاف مستحب نمازوں کے۔

سنن مؤکدہ کے قعدہ اولیٰ میں درود شریف نہ ملائیں

چار رکعت والی سنن مؤکدہ (جیسے ظہر سے قبل اور جمعہ سے قبل اور بعد کی چار چار سنتیں) کے قعدہ اولیٰ میں التحیات کے بعد درود شریف اور دعائیں نہ ملائیں، یہی حکم ثلاثی نمازوں کے پہلے قعدہ میں ہے، اسی طرح تیسری رکعت میں کھڑے ہو کر ثناء نہ پڑھیں برخلاف نوافل کے کہ نوافل و سنن غیر مؤکدہ کے ہر قعدہ میں تشہد درود اور دعا سب کچھ پڑھنا ہے، نیز تیسری رکعت میں ثنا تعوذ تسمیہ بھی پڑھنا ہے، اس لئے کہ نوافل و سنن شفعہ ہیں یعنی ان کی ہر دو رکعت ایک نماز ہے، البتہ صرف التحیات پڑھیں تو بھی درست ہے مگر اکثر لوگ اس مسئلہ سے واقف نہیں، وہ ہر نماز کے پہلے قعدہ میں صرف تشہد پڑھتے ہیں اور درود شریف وغیرہ صرف یہ کہ نہیں پڑھتے بلکہ اگر کوئی بھولے سے پڑھ لے تو سجدہ سہو کرتا ہے یہ غلط ہے۔ (مراقی الفلاح: ۲۱۴)

تنبیہ: مذکورہ مسئلہ کا خاص دھیان رکھنا چاہئے والناس عنہ غافلون۔

﴿۲۳۲﴾ وَإِذَا صَلَّى نَافِلَةً أَكْثَرَ مِنْ رَكْعَتَيْنِ وَلَمْ يَجْلِسْ إِلَّا فِي آخِرِهَا صَحَّ اسْتِحْسَانًا لِأَنَّهَا صَارَتْ صَلوٰةً وَاحِدَةً وَفِيهَا الْفَرْضُ الْجُلُوسُ آخِرَهَا.

استحسان پسندیدگی، اصطلاح میں قیاس کو ترک کر کے لوگوں کے لئے آسان تر حکم کو اپنانا۔

ترجمہ اور جب پڑھے نفل نماز دو رکعتوں سے زیادہ اور نہ بیٹھے مگر ان کے آخر میں تو صحیح ہو جائے گی استحساناً کیوں کہ یہ چار رکعت نفل ایک ہی نماز ہو گئی ہیں اور اس نماز میں صرف اخیر میں بیٹھنا فرض ہے۔

قعدۂ اولیٰ چھوٹ جانے کا حکم

ایک شخص نے چار رکعت نماز نفل پڑھی اور چار رکعت پڑھ کر ہی بیٹھا، درمیان میں نہیں بیٹھا تو قیاس کا تقاضہ یہ ہے کہ اس کی نماز فاسد ہو جائے گی، اور یہی امام زفرؒ کا قول ہے، یعنی جن نفلوں میں ہر دوگانہ الگ الگ ہوتا ہے، چنانچہ اگر تیسری یا چوتھی رکعت میں کوئی بات فساد کی پیدا ہو جائے تو صرف دوسرا دوگانہ فاسد مانا جائے گا، اور اسی کے اعادہ کا حکم ہوگا پہلا دوگانہ صحیح مانا جائے گا، اس بنا پر قیاس یہ تھا کہ بیچ کا قعدہ اگر رہ جائے تو نماز نہ ہو کیونکہ فرض رہ گیا ہے، مگر اس واضح قیاس پر فتویٰ نہیں ہے، بلکہ استحسان پر فتویٰ ہے، اور استحسان کا تقاضہ یہ ہے کہ اس کی نماز فاسد نہ ہو گویا کہ یہ ایک نماز ہوگی کیوں کہ نفل نماز جس طرح دو رکعت پڑھی جاتی ہے، اسی طرح چار رکعت بھی پڑھی جاتی ہے، اور اس میں فرض صرف اخیر میں بیٹھنا ہوتا ہے، تو گویا کہ یہ چار رکعت والی ہوگی تو اب قعدۂ اولیٰ کے چھوٹ جانے کی وجہ سے اخیر میں سجدۂ سہو کر کے نماز پوری کرے گا۔ (مراقی الفلاح: ۲۱۴)

﴿۲۳۳﴾ وَكُرِهَ الزِّيَادَةُ عَلٰى أَرْبَعٍ بِتَسْلِيمَةٍ فِي النَّهَارِ وَعَلٰى ثَمَانٍ لَيْلًا وَالْأَفْضَلُ فِيهِمَا رُبَاعُ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ وَعِنْدَهُمَا الْأَفْضَلُ فِي اللَّيْلِ مَثْنٰى مَثْنٰى وَبِهِ يُفْتٰى.

ثمان یہ ثمانیة کا مؤنث ہے۔ رُبَاعُ غیر منصرف ہے وصفیت اور عدل کی وجہ سے یہ اربع اربع سے معدول ہے چار چار جیسے جاء القوم رُبَاعُ چار چار آئے یا جیسے رکعات رباع ای کل اربع بتسلیمة. مثنی دو دو یہ غیر منصرف ہے اور مذکر و مؤنث کے لئے یکساں ہیں۔

ترجمہ اور مکروہ ہے زیادتی چار رکعت پر ایک سلام سے دن میں اور آٹھ رکعت پر رات میں اور افضل ہے دونوں میں چار چار رکعت امام ابو حنیفہؒ کے نزدیک اور صاحبینؒ کے نزدیک افضل ہے، رات میں دو دو رکعت اور اسی پر فتویٰ دیا جاتا ہے۔

دن رات کی نفلیں

امام اعظمؒ کے نزدیک رات، دن کے نوافل چار چار رکعت ایک سلام سے پڑھنا افضل ہے، اگرچہ ایک سلام سے دو رکعت بھی جائز ہیں، اور رات میں چھ یا آٹھ رکعت بھی ایک سلام سے پڑھنے میں کوئی حرج نہیں البتہ آٹھ سے زیادہ نفلیں ایک سلام سے پڑھنا ٹھیک نہیں، اسی طرح دن میں ایک سلام سے چار رکعات سے زیادہ پڑھنا بھی ٹھیک نہیں ہے۔ (مکروہ تحریمی ہے) اور صاحبینؒ کے نزدیک رات میں ایک سلام سے دو رکعتیں افضل ہیں، اور دن میں چار رکعتیں، اور دن میں دو دو پڑھنا اور رات میں چار چار پڑھنا بھی جائز ہے، اور ایک سلام سے آٹھ رکعت تک پڑھنا بھی

جائز ہے وہ نفل کے اعتبار سے صاحبین کا مذہب راجح ہے، اور متاخرین کا فتویٰ بھی اسی پر ہے۔ (درس ترمذی ۲/۱۹۹)

﴿۲۳۴﴾ وَصَلٰوةُ اللَّيْلِ أَفْضَلُ مِنْ صَلٰوةِ النَّهَارِ.

ترجمہ اور رات کی نماز دن کی نماز سے بہتر ہے۔

کونسی نوافل افضل ہیں

رات میں نماز اس وجہ سے افضل ہے کہ وہ تنہائی کا وقت ہے، انسان کو یکسوئی ہوتی ہے، تمام چیزوں سے فارغ ہوتا ہے، اس کا ذہن ادھر ادھر نہیں جاتا نیز وہاں پر کوئی موجود بھی نہیں ہوتا کہ اس میں ریا کے پیدا ہونے کا خطرہ ہو برخلاف دن کے کہ اس میں یہ تمام چیزیں موجود رہتی ہیں۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۲۱۵)

﴿۲۳۵﴾ وَطُوْلُ الْقِيَامِ أَحَبُّ مِنْ كَثْرَةِ السُّجُوْدِ.

أَحَبُّ اسم تفضیل ہے باب (ن) سے حُبًّا مصدر ہے محبوب و پسندیدہ ہونا۔

ترجمہ اور قیام طویل کرنا زیادہ پسندیدہ ہے بہ نسبت سجدوں کی کثرت کے۔

طول قیام

یہاں سب سے پہلے یہ بات جان لینی چاہئے کہ طول قیام کا مطلب ہے قرأت لمبی کرنا، اور کثرت سجود کا مطلب ہے، تلاوت مختصر کر کے زیادہ رکعتیں پڑھنا، اب صورت مسئلہ سمجھنا چاہئے اور وہ یہ ہے کہ دن کے نوافل میں کثرت سجود افضل ہے، اور رات کے نوافل میں طول قیام کیونکہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم سے دن میں لمبے نفل پڑھنا منقول نہیں ہے، جب کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم رات میں طویل نفلیں پڑھا کرتے تھے، ہمارے اکابر کا بھی یہی معمول رہا ہے، اور اس کی وجہ یہ ہے کہ دن کے مزاج میں انقباض ہے، اگر بندہ لمبی قرأت کرے گا تو طبیعت ساتھ نہیں دے گی اور رات کے مزاج میں انبساط ہے، چنانچہ جتنے تفریحی پروگرام ہوتے ہیں جیسے مشاعرے، ڈرامے، قوالیاں وغیرہ سب رات میں منعقد کئے جاتے ہیں پس رات کے نوافل میں طول قیام افضل ہے، البتہ کسی عارض کی وجہ سے معاملہ برعکس بھی ہوسکتا ہے، مثلاً ایک شخص کو رمضان میں نفلوں کے اندر یاد کیا ہوا پارہ پڑھنا ہے تو طول قیام میں کوئی حرج نہیں، غرض عوارض کی بات اور ہے، ورنہ عام حالات میں دن میں کثرت سجود کی روایت پر اور رات میں طویل قیام کی روایت پر عمل کرنا چاہئے، کیونکہ روایات میں دونوں کی فضیلت آئی ہے۔

☆☆☆

فَصْلٌ فِي تَحِيَّةِ الْمَسْجِدِ وَصَلٰوةِ الضُّحٰى وَاِحْيَاءِ اللَّيَالِيْ

(یہ فصل ہے تحیۃ المسجد چاشت اور شب بیداری کے بیان میں)

﴿۲۳۶﴾ سُنَّ تَحِيَّةُ الْمَسْجِدِ بِرَكْعَتَيْنِ قَبْلَ الْجُلُوْسِ .

ترجمہ مسنون ہیں تحیۃ المسجد دو رکعتیں بیٹھنے سے پہلے۔

تحیۃ المسجد کا طریقہ

مسجد میں داخل ہوتے ہی دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھنا مسنون ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے تحیۃ المسجد پڑھنے کا حکم فرمایا ہے، (بشرطیکہ مکروہ وقت نہ ہو) نیز مسجد میں داخل ہونے کے بعد اگر کوئی مانع نہ ہو تو بیٹھنے سے پہلے تحیۃ المسجد کی دو رکعت پڑھنی چاہئیں، یہ بندوں کا رب المسجد کو سلام کرنے کا طریقہ ہے، اور جو شخص مسجد میں پہنچ کر بیٹھ جائے پھر کھڑا ہو اور دو رکعت پڑھے تو یہ بھی تحیۃ المسجد ہے، بیٹھنے کی وجہ سے تحیۃ المسجد فوت نہیں ہوتی البتہ زیادہ دیر تک بیٹھے رہنے سے تحیۃ المسجد کا وقت ہاتھ سے نکل جاتا ہے، اور تھوڑے اور زیادہ وقت کی تعیین مبتلی بہ کی رائے پر چھوڑ دی گئی ہے۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۲۱۵)

﴿۲۳۷﴾ وَاَدَاءُ الْفَرْضِ يَنُوْبُ عَنْهَا وَكُلُّ صَلٰوةٍ اَدَّاهَا عِنْدَ الدُّخُوْلِ بِلَا نِيَّةِ التَّحِيَّةِ .

يَنُوْبُ فعل مضارع معروف باب (ن) لوٹنا، نزدیک ہونا اور جب صلہ میں عن آئے کسی کا قائم مقام ہونے نیابت کرنے کے معنی ہوں گے، اَلتَّحِيَّةُ سلام، سلامی، جمع تحیات، عَنْهَا ضمیر کا مرجع تحیۃ المسجد ہے۔ اَدَّاهَا ضمیر کا مرجع صلوٰۃ ہے۔

ترجمہ اور فرض کا ادا کرنا قائم مقام ہو جائے گا اس کی طرف سے، اور ہر وہ نماز کہ ادا کرے اس کو داخل ہونے کے وقت بغیر تحیۃ المسجد کی نیت کے (اس سے بھی مسجد کا یہ تعظیمی حق ادا ہو جائے گا)

تحیۃ المسجد کے قائم مقام نمازیں

اگر کوئی شخص مسجد میں آتے ہی فوراً کوئی نماز یعنی فرض یا سنت یا نفل پڑھنے لگتا ہے، تو اس کو اس نماز کے علاوہ تحیۃ المسجد کا بھی ثواب ملتا ہے، اور بہتر یہ ہے کہ دل میں باقاعدہ تحیۃ المسجد کی نیت بھی کرے۔ (شامی زکریا: ۲/۴۵۹)

اختیاری مطالعہ

صبح صادق سے سورج نکلنے تک تحیۃ المسجد اور تحیۃ الوضو یا کوئی دوسری نفل نماز پڑھنا جائز نہیں ہے، اس وقت میں دو رکعت فجر کی سنت مؤکدہ کے علاوہ کوئی بھی نفل نماز پڑھنا مکروہ ہے، اسی طرح عصر کی نماز کے بعد غروب تک بھی کوئی نفل نماز نہ پڑھی جائے، نیز یہ بات ذہن نشین رہے کہ اگر مسجد میں بار بار جانا پڑتا ہو تو صرف دو رکعتیں تحیۃ المسجد کی نیت سے دن بھر کے لئے کافی ہیں۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۲۱۵)

﴿۲۳۸﴾ وَنُدِبَ رَكْعَتَانِ بَعْدَ الْوُضُوْءِ قَبْلَ جَفَافِهٖ.

جفاف باب (ض) کا مصدر ہے خشک ہونا، سوکھنا۔

ترجمہ اور مستحب ہیں دو رکعتیں وضو کے بعد وضو کے خشک ہونے سے پہلے۔

تحیۃ الوضو کا وقت

اعضاء وضو خشک ہونے سے پہلے پہلے تحیۃ الوضو کی نماز شروع کر دی جائے کیوں کہ اعضاء خشک ہو جانے کے بعد یہ نماز تحیۃ الوضو نہیں کہلائے گی۔ (درمختار زکریا: ۲/۴۶۳)

تحیۃ الوضو کی فضیلت

حدیث شریف میں وضو کرنے کے بعد تحیۃ الوضو پڑھنے کی بہت فضیلت آئی ہے، ایک حدیث شریف میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں کہ: جو شخص بھی اچھی طرح وضو کرنے کے بعد پورے خشوع وخضوع کے ساتھ دو رکعت تحیۃ الوضو پڑھتا ہے، اللہ تبارک وتعالی اس کے لئے جنت کو واجب قرار دیتے ہیں۔
(مسلم شریف: ۱/۱۲۲، کتاب المسائل: ۴۲۰)

﴿۲۳۹﴾ وَأَرْبَعٌ فَصَاعِدًا فِي الضُّحٰى.

صاعدا: زائد کہا جاتا ہے۔ بلغ الشیء کذا فصاعدا وہ چیز اتنی سے بھی زیادہ ہو گئی نصب بنا بر حال ہے۔ الضحی نصف النہار کا قریبی وقت۔

ترجمہ اور چار رکعت یا اس سے زیادہ چاشت کے وقت۔

تشریح چاشت کی نماز دو رکعت سے لیکر بارہ رکعت تک ثابت ہے، اگر کوئی دو ہی رکعت پر اکتفاء کرے تب بھی اس کو نماز چاشت کا ثواب مل جائے گا، اور افضل یہ ہے کہ چار رکعت یا آٹھ رکعت پڑھی جائیں۔
(درمختار زکریا: ۲/۴۶۵)

نماز چاشت کا وقت

دس گیارہ بجے جب سورج خوب روشن اور چمکدار ہو جائے تو اس وقت نماز چاشت ادا کی جائے۔ (حوالہ بالا)

نماز چاشت کی فضیلت

حضرت انس بن مالک سے روایت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص چاشت کی ۱۲ رکعت نماز پڑھتا ہے تو اللہ تعالیٰ اس کے لئے جنت میں ایک سونے کا محل تیار کرتے ہیں۔ (ترمذی شریف: ۱/۱۰۸)

نماز چاشت میں کون سی سورت پڑھنا مستحب ہے؟

اگر کسی کو سورۃ الشمس اور سورۃ الضحیٰ یاد ہو تو نماز چاشت میں ان دونوں سورتوں کو پڑھنا بہتر ہے، ورنہ اختیار ہے جو بھی سورت یاد ہو پڑھ لیا کرے، ان شاء اللہ ثواب میں کوئی کمی نہیں ہوگی۔ (شامی زکریا: ۲/۴۶۵)

فائدہ: اشراق و چاشت دو نمازیں ہیں یا ایک؟ فقہا و محدثین کے نزدیک دونوں ایک نماز ہیں اگر سورج نکلنے کے بعد پڑھ لے تو اشراق ہے، اور اگر دیر سے پڑھے (تو دس گیارہ بجے پڑھے) تو چاشت ہے، اور صوفیاء کہتے ہیں یہ دونوں الگ الگ نمازیں ہیں اشراق کی کم سے کم دو رکعتیں اور زیادہ سے زیادہ چار رکعتیں ہیں، اور چاشت کی کم سے کم آٹھ رکعتیں اور زیادہ سے زیادہ بارہ رکعتیں ہیں، اس سلسلے میں فقہا و محدثین کی رائے ہی صحیح ہے۔ (تحفۃ الالمعی: ۲/۳۲۹)

﴿۱۳۰﴾ وَنُدِبَ صَلٰوةُ اللَّيْلِ.

ترجمہ: اور مستحب ہے رات کی نماز۔

نماز تہجد کا بیان

صلوۃ اللیل سے مراد نماز تہجد ہے، تہجد کے معنی ہیں ترک الہجود نیند چھوڑنا، چونکہ یہ نماز رات کے آخری حصے میں پڑھی جاتی ہے یعنی بندہ پہلے سو جاتا ہے پھر اٹھ کر یہ نماز رات کے آخری حصہ میں پڑھتا ہے اس لئے اس کا نام تہجد رکھا گیا، تہجد میں سراً قرأت کرنا بھی جائز ہے، اور جہراً قرأت کرنا بھی جائز ہے، مگر بہتر درمیانی کیفیت ہے یعنی نہ بالکل آہستہ قرأت کرے اور نہ بہت زور سے کیونکہ اگر سراً پڑھے گا تو طبیعت اکتا جائے گی، اور دیر تک نہیں پڑھ سکے گا، اور اگر اونچی آواز سے پڑھے گا تو تھک جائے گا اس لئے درمیانی کیفیت سے پڑھنا بہتر ہے، احادیث شریفہ میں نماز تہجد کی بہت فضیلت وارد ہوئی ہیں، ایک حدیث میں ارشاد فرمایا کہ تم رات میں عبادت کرنے کو لازم پکڑو اس لئے کہ یہ تم سے پہلے گزرے ہوئے نیک لوگوں کی عادت ہے تم کو تمہارے پروردگار سے قریب کرنے کا ذریعہ ہے تمہارے گناہوں کی

معافی تلافی کا سبب ہے، اور گناہوں سے روکنے والی عبادت ہے۔ (مشکوٰۃ شریف/۱۰۹، مراقی الفلاح/۲۱۷)

نماز تہجد کا وقت

نماز تہجد کا افضل وقت سوکر اٹھنے کے بعد آدھی یا اخیر رات ہے، تاہم اس کے لئے سونا ضروری نہیں ہے، لہٰذا اگر کوئی شخص سونے سے قبل تہجد کی نوافل پڑھ لے تو بعض علماء نے اسے بھی تہجد کی فضیلت حاصل کرنے والوں میں شامل فرمایا ہے، نیز اگر اخیر شب میں نوافل کا موقع نہ ملے تو کم از کم عشاء کے بعد چند رکعات اسی نیت سے پڑھ لینی چاہئیں۔
(کتاب المسائل/۳۶۲، شامی زکریا:۲/۴۶۷)

تہجد کی رکعات

تہجد میں کم از کم دو رکعت پڑھنا مستحب ہے، اور زیادہ سے زیادہ کے بارے میں آٹھ اور بارہ رکعتوں تک کا ثبوت ہے۔ (بخاری شریف:۱/۱۵۰، شامی:۲/۴۶۸)

﴿۶۴۱﴾ وَصَلٰوۃُ الْاِسْتِخَارَۃِ.

اَلْاِسْتِخَارَۃُ مخصوص نماز کے بعد خدا سے یہ دعا کرنا کہ اس کے لئے فلاں معاملہ میں جو بات باعث خیر ہو اس کی راہنمائی فرمائے، اس مسئلہ میں حضرت ابوبکر صدیقؓ سے یہ دعا منقول ہے اَللّٰھُمَّ خِرْلِیْ وَاخْتَرْلِیْ. اے اللہ! میرے لئے خیر مقدر فرما اور اسے میرے لئے پسند فرما۔

ترجمہ اور مستحب ہے استخارہ کی نماز۔

نماز استخارہ کا بیان

جب کسی شخص کو کوئی اہم معاملہ درپیش ہو اور وہ یہ طے نہ کر پارہا ہو کہ اس کو اختیار کرنا بہتر رہے گا یا نہیں؟ تو اسے چاہئے کہ استخارہ کرے، استخارہ کے معنی خیر طلب کرنے کے آتے ہیں یعنی اپنے معاملہ میں اللہ تعالیٰ سے خیر و بھلائی کی دعا کرے اور اس کا طریقہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بتلایا ہے کہ دو رکعت نفل نماز پڑھی جائے اس کے بعد پوری توجہ کے ساتھ وہ دعا پڑھے جو یہاں نور الایضاح کے حاشیہ (۱) میں لکھی ہے، اور دعا پڑھتے ہوئے جب ہذا الامر پر پہنچے تو دونوں جگہ اس کا دل میں دھیان جمائے جس کے لئے استخارہ کر رہا ہے، یا دعا پوری پڑھنے کے بعد اس کام کا ذکر کرے دعا کے شروع اور اخیر میں اللہ کی حمد و ثنا اور درود شریف بھی ملالے اور اگر عربی میں دعا نہ پڑھی جاسکے تو اردو یا اپنی مادری زبان میں اسی مفہوم کی دعا مانگے۔ (شامی زکریا:۲/۴۷۰)

نماز استخارہ میں کون سی سورتیں پڑھے؟

بہتر یہ ہے کہ استخارہ کی پہلی رکعت میں سورۂ کافرون اور دوسری رکعت میں سورۂ اخلاص پڑھی جائے، اور بعض سلف سے یہ منقول ہے کہ پہلی رکعت میں یہ آیتیں پڑھے: وربك يخلق ما يشاء ويختار ما كان لهم الخيرة سبحان الله وتعالى عما يشركون وربك يعلم ما تكن صدورهم وما يعلنون (القصص) اور دوسری رکعت میں یہ آیت پڑھے: وما كان لمومن ولا مؤمنة اذا قضى الله ورسوله امرا ان يكون لهم الخيرة من امرهم ومن يعص الله ورسوله فقد ضل ضلالا مبينا (الاحزاب) (شامی زکریا:۲/۴۷۱)

اگر نماز پڑھنے کا موقع نہ ہو تو استخارہ کیسے کرے؟

اگر کسی وجہ سے نماز پڑھنے کا موقع نہ ہو تو صرف دعا کے ذریعہ بھی استخارہ ہو سکتا ہے، یعنی پوری توجہ کے ساتھ دعا استخارہ پڑھ لی جائے شامی:۱/۶۶۳ بہتر یہ ہے کہ استخارہ سات دن تک کیا جائے اور اگر سات دن میں بھی کسی ایک جانب رجحان نہ ہو تو مسلسل استخارہ کرتا رہے۔ (شامی زکریا:۲/۴۷۱)

استخارہ کے بعد رجحان کا پتہ کیسے چلے؟

بعض مشائخ نے لکھا ہے کہ استخارہ کی دعا پڑھ کر قبلہ رخ باوضو سو جائے، اگر خواب میں سفیدی یا سبزی نظر آئے تو سمجھ لے کہ اس کام میں خیر ہے، اور اگر کالی یا سرخ چیز دکھائی دے تو سمجھ لو کہ یہ کام بہتر نہیں ہے اس سے بچنا چاہئے، لیکن یہ محض تخمینی چیز ہے، اصل مدار دل کے رجحان پر ہے، استخارہ کے بعد آدمی اپنے دلی رجحان کو دیکھے جس جانب دل مائل ہو ان شاء اللہ اسی میں خیر ہوگی، خوابوں پر اصل مدار نہیں ہے، بلکہ خواب قلبی رجحان کے لئے معاون ثابت ہوتے ہیں۔ (کتاب المسائل/۴۷۵، شامی زکریا:۲/۴۷۱)

کیا استخارہ کے بعد کسی ایک جانب عمل ضروری ہو جاتا ہے؟

استخارہ کرنے کے بعد جس جانب دلی رجحان ہو اس پر عمل بہتر ہے، لیکن اگر کوئی شخص کسی وجہ سے اس کے خلاف پر عمل کرے تو شرعاً کوئی گناہ نہیں ہے، اس لئے کہ دلی رجحان کوئی شرعی دلیل نہیں ہے، البتہ بہر صورت اللہ تعالیٰ سے خیر کا طالب رہنا چاہئے۔ (امداد الفتاوی:۱/۵۹۹)

استخارہ کی حکمت

استخارہ کا سب سے بڑا فائدہ یہ ہے کہ انسان فرشتہ صفت بن جاتا ہے، استخارہ کرنے والا اپنی ذاتی رائے سے نکل

جاتا ہے، اور اپنی مرضی کو خدا کی مرضی کے تابع کردیتا ہے، اور وہ اپنا رخ پوری طرح اللہ کی طرف جھکا دیتا ہے، تو اس میں فرشتوں کی سی خوبو پیدا ہوجاتی ہیں، پس وہ رفتہ رفتہ فرشتوں کے مانند ہوجاتا ہے، فرشتوں کے مانند بننے کا یہ ایک تیر بہدف مجرب نسخہ ہے، جو چاہے آزما کر دیکھ لے۔

﴿۶۳۲﴾ وَصَلٰوةُ الحَاجَةِ

ترجمہ اور (مستحب ہے) نماز حاجت۔

نماز حاجت کا بیان

جب کسی انسان کو کوئی اہم ضرورت درپیش ہو تو اس کے لئے نماز حاجت پڑھنا مستحب ہے، اس سلسلے میں متعدد احادیث شریفہ منقول ہیں، جن میں سے دو روایتیں ذکر کی جارہی ہیں، (۱) حضرت عبداللہ بن اوفیٰؓ فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کو اللہ تعالیٰ سے کوئی ضرورت مانگنی ہو یا کسی آدمی سے اس کی کوئی ضرورت وابستہ ہو (مثلاً کسی سے قرض لینا چاہتا ہے اور خیال ہو کہ اللہ جانے دے گا یا نہیں) تو اس کو چاہئے کہ اچھی طرح وضو کرے پھر دو رکعت نماز پڑھے نماز کے بعد اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرے اور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پڑھے، اس کے بعد یہ دعا پڑھے جو حاشیہ (۲) میں لکھی ہے، اختصار کے پیش نظر بندہ ترجمہ پر اکتفا کرتا ہے۔

کوئی حاکم نہیں سوائے اللہ کے جو نہایت حلم والا اور کرم والا ہے، میں اللہ کی پاکی بیان کرتا ہوں جو عرش عظیم کا مالک ہے، تمام تعریفیں اللہ ہی کے لئے ہیں، جو سارے عالموں کا پالنے والا ہے، اے اللہ میں آپ سے آپکی مہربانی واجب کرنے والی چیزیں اور آپ کی مغفرت کے پختہ اسباب اور ہر نیکی میں سے حصہ ہر برائی سے سلامتی کا سوال کرتا ہوں اے اللہ! میرے کسی گناہ کو معاف کئے بغیر نہ چھوڑ اور میرے کسی غم کو ہٹائے بغیر نہ رکھ، اور میری کوئی بھی ضرورت جس سے تو راضی ہو اسے پورا کئے بغیر نہ چھوڑ اے مہربانوں کے مہربان۔ (۲) علامہ شامی نے تجنیس کے حوالے سے ذکر کیا ہے کہ نماز حاجت عشاء کے بعد چار رکعت ہیں جس کی ترتیب ایک مرفوع حدیث سے یہ معلوم ہوتی ہے کہ پہلی رکعت میں سورۃ فاتحہ ایک مرتبہ اور آیت الکرسی تین مرتبہ پڑھی جائے اور باقی تین رکعتوں میں سورۃ فاتحہ کے ساتھ سورۃ اخلاص اور معوذتین ایک ایک مرتبہ پڑھے، مشائخ فرماتے ہیں کہ ہم نے یہ نماز پڑھی تو ہماری ضرورتیں پوری ہوگئیں۔

(شامی مصری: ۱/۶۳۳، شامی زکریا: ۲/۴۷۳)

اختیاری مطالعہ

نماز حاجت کی حکمت

جب بندہ کسی سے کوئی حاجت طلب کرتا ہے تو اس میں یہ احتمال ہوتا ہے کہ وہ غیر اللہ سے استعانت کسی درجہ میں

کو جائز سمجھتا ہے، پس یہ حاجت طلبی اس کے عقیدۂ توحید و استعانت میں خلل انداز ہوگی، اس لئے شریعت نے یہ نماز مقرر کی اور اس کے بعد دعا مستقلاً تاکہ عقیدہ میں فساد نہ ہو کیوں کہ جب حاجت مند نماز پڑھ کر اللہ سے دعا کرے گا کہ وہ حاجت روائی کے لئے اس بندہ کا دل تیار کرے تو اس کا یہ عقیدہ اور یقین پختہ اور مستحکم ہوگا کہ کرنے والی ذات صرف اللہ کی ہے، وہی کارساز ہے، بندے محض واسطہ ہیں بلکہ آلۂ کار ہیں ان کے اختیار میں کچھ نہیں سب کچھ اللہ کے ہاتھ میں ہے۔ (تحفۃ الالمعی: ۲/۳۳۵)

﴿۶۴۳﴾ وَنُدِبَ إِحْيَاءُ لَيَالِي الْعَشْرِ الْأَخِيرِ مِنْ رَمَضَانَ.

احیاء باب افعال کا مصدر ہے مگر یہاں پر مراد شب بیداری کرنا یعنی رات کو سونے کے بجائے عبادت کرنا۔

ترجمہ اور مستحب ہے رمضان شریف کے آخری عشرہ کی راتوں کو زندہ رکھنا۔

رمضان کے آخری عشرہ کی فضیلت

رمضان المبارک کا پہلا عشرہ نزول رحمت، دوسرا عشرہ حصول مغفرت، اور تیسرا عشرہ دوزخ سے خلاصی کا ہے، مشکوۃ شریف ۱۷۳/۱ یعنی اگر کسی کا نام اہل جہنم کی فہرست میں درج ہو چکا ہے تو آخر عشرہ کی عبادت سے وہاں سے نام کاٹ دیا جاتا ہے، تو معلوم ہوا کہ آخری عشرہ کی فضیلت بہت زیادہ ہے، اور اس میں قرآن سننے کی فضیلت بمقابلہ دوسرے عشرہ کے زیادہ ہوگی، اور شب قدر جس کا تذکرہ قرآن کریم میں آیا ہے، جس میں عبادت کرنے کا اس قدر ثواب ہے کہ دیگر ایام میں ہزار مہینہ عبادت کرنے سے بھی اتنا ثواب نہیں مل سکتا مشائخ نے فرمایا کہ شب قدر انہیں راتوں میں ہوتی ہے، اس لئے اسی امید سے ان راتوں میں بیدار ہو کر عبادت کرنی چاہئے۔

﴿۶۴۴﴾ وَإِحْيَاءُ لَيْلَتَيِ الْعِيدَيْنِ.

ترجمہ اور دونوں عیدوں کی راتوں کو زندہ رکھنا۔ (شب بیداری کرنا)

عیدین کی راتوں میں عبادت

عیدین کی راتیں اللہ تعالی کی نظر میں نہایت فضیلت رکھتی ہیں، ایک روایت میں نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا، جو شخص اخلاص و احتساب کے ساتھ عیدین کی راتیں عبادت میں گزارے اس کا قلب اس دن زندہ رہے گا جب سب لوگوں کے دل مرجائیں گے، (ابن ماجہ حدیث/ ۱۷۸۲) یعنی اس رات میں عبادت کرنے والے خوش نصیب حضرات میدان محشر کی سختیوں میں بے خوف اور مطمئن ہوں گے اور بعض روایات میں ہے کہ عید کی رات آسمانوں میں لیلۃ الجائزہ یعنی انعام کی رات کے عنوان سے جانی جاتی ہے، اس لئے ان راتوں میں فضول مزرگشتی تفریحات اور

واتی جائز مشاغل میں گزارنے کے بجائے عبادت واطاعت میں گزارنے کی کوشش کرنی چاہیے اور اس خیر سے محروم نہیں رہنا چاہیے۔

﴿۶۳۵﴾ وَلَيَالِي عَشْرِ ذِي الْحِجَّةِ.

ترجمہ: اور ذی الحجہ کے (پہلے) عشرہ کی راتوں کو زندہ رکھنا۔ (شب بیداری کرنا)

عشرہ ذی الحجہ کے فضائل

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالیٰ کی عبادت کے لئے عشرہ ذی الحجہ سے بہتر کوئی زمانہ نہیں ان میں ایک دن کا روزہ ایک سال کے روزوں کے برابر اور ایک رات میں عبادت کرنا شب قدر کی عبادت کے برابر ہے۔ (ترمذی وابن ماجہ، مراقی الفلاح: ۲۱۹) قرآن کریم میں سورۃ والفجر میں اللہ تعالیٰ نے دس راتوں کی قسم کھائی ہے وہ دس راتیں جمہور کے قول میں بھی عشرہ ذی الحجہ کی راتیں ہیں لہٰذا راتوں میں بیدار رہ کر عبادت میں مشغول رہنا بڑی فضیلت اور ثواب کا موجب ہے۔

﴿۶۳۶﴾ وَلَيْلَةِ النِّصْفِ مِنْ شَعْبَانَ.

ترجمہ: اور (مستحب ہے) شعبان کی پندرھویں رات کو زندہ رکھنا۔ (شب بیداری کرنا)

شب برأت میں کیا کرنا چاہئے

پندرھویں شعبان میں ضعیف روایات سے صرف تین باتیں ثابت ہیں، اول اس رات میں اپنے لئے اور مردوں کے لئے مغفرت کی دعا کی جائے قبرستان جانا ضروری نہیں، دوم شعبان کی پندرہ تاریخ کا روزہ رکھنا اور یہ صرف مستحب ہے سوم اس رات میں انفرادی طور پر حسب توفیق کوئی بھی نیک کام کرنا تعداد کی تعیین کے بغیر نفلیں پڑھنا وغیرہ وغیرہ۔

﴿۶۳۷﴾ وَيُكْرَهُ الْاِجْتِمَاعُ عَلٰى اِحْيَاءِ لَيْلَةٍ مِنْ هٰذِهِ اللَّيَالِي فِي الْمَسَاجِدِ.

ترجمہ: اور مکروہ ہے اکٹھا ہونا ان راتوں میں سے کسی رات کی زندہ داری کے لئے مساجد میں۔

تشریح: مذکورہ بالا راتوں کو محض جاگ کر گزارنا کار ثواب نہیں ہے، بلکہ ثواب اسی وقت ملے گا، جب کہ کسی نہ کسی عبادت میں وقت لگایا جائے، اور پھر عبادت کی بھی کوئی تخصیص نہیں ہے، بلکہ جس عبادت میں جی لگے اور خشوع وخضوع رہے اسے اختیار کیا جاسکتا ہے، اور مساجد میں جمع ہوکر فضول وقت گزاری کرنا ادھر ادھر کی باتیں کرنا یا پوری رات سڑکوں یا گلیوں میں ٹولیاں بنا کر گشت کرنا محض اپنے وقت کا ضیاع ہے، جس سے بچنا لازم ہے۔ (امداد المفتیین)

/۱۰۱/۱۰ـ فتاویٰ محمودیہ: ۱۲/۵/۳۰۵)

فَصْلٌ فِي صَلٰوةِ النَّفْلِ جَالِسًا وَّالصَّلٰوةِ عَلَى الدَّابَّةِ

(یہ فصل ہے نفل نماز کو بیٹھ کر پڑھنے اور سواری پر پڑھنے کے بیان میں) یہاں لفظ دابہ اگرچہ عام ہے مگر مراد اونٹ ہے، کیوں کہ گھوڑے پر نماز نہیں پڑھ سکتے اس لئے کہ اس کو چلانا پڑتا ہے، اگر نماز کے اندر جانور کو چلانا پڑے تو یہ عمل کثیر ہے جس سے نماز فاسد ہو جائے گی، اور اونٹ کی صورت حال مختلف ہے، ان کی قطار ہے، ہر اونٹ کی نکیل دوسرے اونٹ کی دم میں باندھ دی جاتی ہے، اور جو اونٹ سب سے آگے ہوتا ہے اس کو ایک شخص لے کر چلتا ہے، یا اس پر بیٹھ کر چلاتا ہے، اور باقی سب اونٹ ریل کے ڈبوں کی طرح اس کے پیچھے چلتے ہیں، لہٰذا ایک شخص کے علاوہ سب لوگ فارغ ہوتے ہیں، لیکن وہ ان پر بیٹھے ہوئے نفلیں پڑھ سکتے ہیں، اور اونٹ کی پیٹھ کا پاک ہونا اور استقبال قبلہ شرط نہیں جانور جس جانب بھی متوجہ ہو اس پر نماز پڑھ سکتے ہیں، اور رکوع وسجود کی جگہ اشارہ کرنا کافی ہے، البتہ بغیر عذر کے فرض نماز سواری پر نہیں پڑھ سکتے ہیں، کیوں کہ اس میں قیام ورکوع اور سجود اور استقبال قبلہ شرط ہے، اور یہ متفق علیہ مسئلہ ہے، کار اونٹ کے حکم میں ہے، ان میں بیٹھ کر نفلیں پڑھنا جائز ہے، اور سنن مؤکدہ بھی نفل ہیں اور سیٹ کا پاک ہونا اور استقبال قبلہ شرط نہیں، البتہ ڈرائیور نہیں پڑھ سکتا کیوں کہ اس کو گاڑی چلانی ہے، نیز یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ ریل گاڑی میں نوافل کے لئے اگرچہ قیام ضروری نہیں مگر استقبال قبلہ اور رکوع وسجود ضروری ہیں، ریل اور بس میں کیف ما اتفق اور اشارہ سے نفل پڑھنا جائز نہیں اور کار میں کھڑے ہو کر نماز پڑھ ہی نہیں سکتے، پس وہ دابہ کے حکم میں ہے، اور ٹرین وبس میں کھڑے ہو کر نماز پڑھنا ممکن ہے، اور بھیڑ عارضی عذر ہے، اس لئے اس میں استقبال قبلہ اور رکوع وسجود کے ساتھ نماز پڑھنا ضروری ہے۔
(تحفۃ الالمعی: ۲/۱۶۵)

﴿۲۲۸﴾ يَجُوْزُ النَّفْلُ قَاعِدًا مَعَ الْقُدْرَةِ عَلَى الْقِيَامِ لٰكِنْ لَهٗ نِصْفُ أَجْرِ الْقَائِمِ إِلَّا مِنْ عُذْرٍ.

ترجمہ: جائز ہے نفل پڑھنا بیٹھ کر کھڑے ہونے پر قدرت کے باوجود لیکن اس کے لئے کھڑے ہو کر نماز پڑھنے والے کے ثواب سے آدھا ہے مگر عذر کے باعث۔

نفل نماز بیٹھ کر پڑھنا

نفل نماز بلا عذر بیٹھ کر پڑھنے میں کوئی کراہت نہیں البتہ اگر بلا عذر بیٹھ کر نفل ادا کی تو کھڑے ہو کر پڑھنے کے مقابلہ میں ثواب آدھا ملے گا، اور اگر کوئی عذر ہے تو انشاء اللہ پورا ثواب ملے گا، لیکن افضل یہ ہے کہ کھڑے ہو کر پڑھے

اور سنن مؤکدہ کو بہر حال کھڑے ہو کر ہی پڑھنا چاہئے۔ (در مختار مع الشامی: ۱/۱۵۲)

﴿۶۴۹﴾ وَيَقْعُدُ كَالْمُتَشَهِّدِ فِي الْمُخْتَارِ.

ترجمہ اور بیٹھے التحیات پڑھنے والے کی طرح پسندیدہ قول میں۔

نفل پڑھنے والا کس طرح بیٹھ کر نماز پڑھے؟

اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ نفل پڑھنے والے کو جس طرح سہولت ہو بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہے لیکن افضل یہ ہے کہ تشہد کی ہیئت کی طرح بیٹھ کر نماز ادا کرے بعض حضرات فرماتے ہیں کہ افضل اور بہتر یہ ہے کہ گوٹھ مار کر بیٹھے (سرین کے بل بیٹھ کر گھٹنے کھڑے کر کے ان کے گرد سہارا لینے کے لئے دونوں ہاتھ باندھ لینا یا کمر اور گھٹنوں کے گرد کپڑا باندھنا، عرب لوگ اکثر اس طرح بیٹھا کرتے تھے)۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۲۲۰)

﴿۶۵۰﴾ وَجَازَ إِتْمَامُهُ قَاعِدًا بَعْدَ الْإِفْتِتَاحِ قَائِمًا بِلَا كَرَاهَةٍ عَلَى الْأَصَحِّ.

اتمام باب افعال کا مصدر ہے مکمل کرنا، پورا کرنا، انجام دینا، ختم کرنا۔ افتتاح باب افتعال کا مصدر ہے شروع کرنا۔

ترجمہ اور جائز ہے اس کو مکمل کرنا بیٹھ کر حالت قیام میں شروع کرنے کے بعد بغیر کسی کراہت کے صحیح ترین مذہب پر۔

نفل نماز کچھ کھڑے ہو کر اور کچھ بیٹھ کر پڑھنا

ایک شخص کھڑے ہو کر نفل نماز پڑھ رہا تھا، پھر نماز ہی کے درمیان میں بیٹھ گیا تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، اس کی نماز بلا کراہت درست ہو جائے گی، صحیح ترین قول یہی ہے، صاحب ہدایہ فرماتے ہیں کہ اگر بلا عذر کے ایسا کیا تو مکروہ ہے مگر اس بارے میں صحیح بات یہ ہے کہ عذر کی وجہ سے ہو یا بلا عذر کے ہو کسی بھی صورت میں کوئی کراہت نہیں ہے لیکن جب کھڑے ہو کر شروع کرے تو بہتر یہ ہے کہ بلا عذر نہ بیٹھے۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۲۲۱، حلبی: ۱/۲۷۱)

﴿۶۵۱﴾ وَيَتَنَفَّلُ رَاكِبًا خَارِجَ الْمِصْرِ مُومِيًا إِلَى أَيِّ جِهَةٍ تَوَجَّهَتْ دَابَّتُهُ.

توجهت بمعنی معروف باب تفعل سے توجُّهًا (ہ) کسی طرف رخ کرنا، منہ کرنا، متوجہ ہونا، توجه جهة كذا کسی طرف روانہ ہونا۔

ترجمہ اور نفل نماز پڑھ سکتا ہے سوار ہو کر شہر سے باہر اشارہ سے اس جانب (رخ کر کے) جس طرف اس

کی سواری چلے۔

نفل نماز سواری پر پڑھنا

صورت مسئلہ یہ ہے کہ سفر میں اونٹ پر نفل نماز پڑھنا جائز ہے، اور حضر میں جائز نہیں اور سفر سے کیا مراد ہے؟ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک سفر شرعی مراد ہے، اور احناف کے نزدیک سفر لغوی چنانچہ عالمگیری میں ہے کہ جس شخص کا کھیت گاؤں سے باہر ہو اور وہ اونٹ پر سوار ہو کر اپنے کھیت کی طرف جا رہا ہو تو وہ گاؤں سے نکلنے کے بعد سواری پر نفل نماز پڑھ سکتا ہے، اور رکوع وسجود کی جگہ اشارہ کرنا کافی ہے۔ (فتاویٰ عالمگیری: ۱/۱۴۲)

﴿۶۵۲﴾ وَبَنَى بِنُزُوْلِهٖ لَا بِرُكُوْبِهٖ وَلَوْ كَانَ بِالنَّوَافِلِ الرَّاتِبَةِ.

الراتبة سنن مؤکدہ، مذکر، راتب جمع رواتب۔

ترجمہ اور اتر کر بنا کر سکتا ہے سوار ہو کر نہیں اگرچہ نوافل راتبہ ہی ہوں۔

متنفل بنا کیسے کرے؟

ایک شخص سواری پر نفل نماز پڑھ رہا تھا اب زمین پر اتر آیا تو اسی نماز پر بنا کرنا درست ہے، از سر نو نماز پڑھنا لازم نہیں ہے، اور اگر زمین پر نفل شروع کی اور پھر سوار ہو گیا تو اب بنا کرنا درست نہ ہوگا بلکہ از سر نو نماز پڑھنی ہوگی، کیوں کہ قوی کی بنا ضعیف پر درست نہیں ہے، آگے صاحب نور الایضاح فرماتے ہیں کہ سواری پر حسب تفصیل بالا نفلیں اور سنتیں پڑھ سکتا ہے، اگرچہ وہ سنت مؤکدہ ہی ہوں، یہ بات ذہن نشین رہے کہ دن رات میں فرائض کے علاوہ ۱۲/ رکعت سنن مؤکدہ ہیں، (بیان پہلے گزر چکا ہے) ان کو سنت راتبہ اور رواتب بھی کہتے ہیں، اور وجہ تسمیہ یہ ہے کہ ترتب ثواب کے معنی ہیں، جم جانا چونکہ بندہ حدیث میں مذکور ثواب (بیان گزر چکا ہے) کا مستحق مواظبت کرنے پر ہی ہوتا ہے یعنی دو چار مرتبہ ان کو پڑھ لینے سے ثواب نہیں ملتا بلکہ مداومت پر ملتا ہے، اس لئے ان کو سنن راتبہ یا نوافل راتبہ کہتے ہیں۔

﴿۶۵۳﴾ وَعَنْ اَبِيْ حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى اَنَّهٗ يَنْزِلُ لِسُنَّةِ الْفَجْرِ لِاَنَّهَا اٰكَدُ مِنْ غَيْرِهَا.

ترجمہ اور امام ابوحنیفہؒ سے منقول ہے کہ وہ اترے گا فجر کی سنتوں کے لئے کیوں کہ وہ زیادہ مؤکدہ ہیں دیگر سنتوں کے مقابلہ میں۔

فجر کی سنت سواری پر

ماقبل میں یہ مسئلہ گزر چکا ہے کہ سواری پر سنن مؤکدہ پڑھنے کی اجازت ہے، اب یہ بیان فرما رہے ہیں کہ فجر کی دو

سنتوں کا مسئلہ اس سے الگ ہے، اور وہ یہ ہے کہ فجر کی سنتیں بلا عذر سواری پر یا بیٹھ کر پڑھنا درست نہیں ہے، بلکہ نیچے اتر کر پڑھنا ہی ضروری ہے۔ (درمختار مع الشامی زکریا: ۲/۴۵۴)

﴿۱۵۴﴾ وَجَازَ لِلْمُتَطَوِّعِ الِاتِّكَاءُ عَلَى شَيْءٍ إِنْ تَعِبَ بِلَا كَرَاهَةٍ وَإِنْ كَانَ بِغَيْرِ عُذْرٍ كُرِهَ فِي الْأَظْهَرِ لِإِسَاءَةِ الْأَدَبِ.

الاتکاء باب افتعال کا مصدر ہے ٹیک لگانا سہارا لینا، تعب ماضی معروف باب (س) تعبا (م) تھکنا مشقت میں پڑنا۔

ترجمہ: اور جائز ہے نفل نماز پڑھنے والے کے لئے ٹیک لگانا کسی چیز پر اگر تھک جائے بلا کراہت اور اگر بغیر کسی عذر کے ہو تو مکروہ ہے، ظاہر مذہب کے مطابق بموجب بے ادبی کے۔

نفل نماز ٹیک لگا کر پڑھنا

اگر تھکاوٹ کی وجہ سے کوئی شخص دیوار یا لاٹھی وغیرہ پر ٹیک لگا کر نفل نماز ادا کرے تو بلا کراہت درست ہے اور اگر بلا عذر ایسا کیا تو مکروہ تنزیہی ہوگا، کیوں کہ اس میں بے ادبی ہے۔ (حلبی کبیر: ۲۷۱)

﴿۱۵۵﴾ وَلَا يَمْنَعُ صِحَّةَ الصَّلٰوةِ عَلَى الدَّابَّةِ نَجَاسَةٌ عَلَيْهَا وَلَوْ كَانَتْ فِي السَّرْجِ وَالرِّكَابَيْنِ عَلَى الْأَصَحِّ.

سرج جمع سروج زین (گھوڑے کا چمڑے کا زین جس کے نیچے لکڑی ہوتی ہے)، رکابین یہ تثنیہ ہے واحد رکاب زین لگا ہوا لوہے کا حلقہ جس میں پیر رکھا جاتا ہے، وہ دو ہوتے ہیں۔

ترجمہ: اور نہیں روکتی ہے نماز کے صحیح ہونے کو سواری پر ناپاکی اگر چہ وہ زین اور رکابوں میں لگی ہوئی ہو صحیح ترین مذہب کے مطابق۔

سواری پر نجاست کے ساتھ نماز

ایک آدمی نے اپنی سواری پر نماز ادا کی اور اس پر نجاست تھی خواہ اس کے رکاب میں ہو یا اس کی زین میں ہو تو اس کی یہ نماز صحیح ہو جائے گی اور اس ناپاکی کی وجہ سے اس کی نماز میں کوئی اثر نہیں آئے گا۔ (مراقی الفلاح: ۲۲۲)

﴿۱۵۶﴾ وَلَا تَصِحُّ صَلٰوةُ الْمَاشِي بِالْإِجْمَاعِ.

ترجمہ: اور صحیح نہیں ہے پیدل چلنے والے کی نماز بالاتفاق۔

دوران نماز چلنا

نماز میں عمل کثیر مفسد صلوٰۃ ہے اور چلنا بھی ایک عمل ہے، لہٰذا نماز میں زیادہ چلنے سے نماز فاسد ہوگی، خواہ فرض نماز ہو یا نفل دونوں کا حکم ایک ہے، اور نماز میں عمل قلیل کی گنجائش ہے، اس لئے تھوڑا چلے گا تو نماز فاسد نہ ہوگی، رہی یہ بات کہ کونسا عمل قلیل ہے، اور کونسا کثیر اس میں علماء کے متعدد اقوال ہیں، بعض کا قول ہے، نمازی جو کام دونوں ہاتھ سے کرے وہ عمل کثیر ہے، اور جو کام ایک ہاتھ سے کرے وہ عمل قلیل ہے، اور بعض کا قول یہ ہے کہ نماز پڑھتے ہوئے ایسی حرکت کی کہ دیکھنے والا یہ سمجھا کہ یہ شخص نماز میں نہیں ہے تو وہ عمل کثیر ہے، ورنہ قلیل ہے، اب نماز میں کتنا چلنا مفسد صلوٰۃ ہے اور کتنا چلنا نہیں، فقہاء نے یہ مسئلہ طے کر دیا ہے اگر کوئی شخص لگاتار تین قدم یا اس سے زیادہ چلے تو نماز فاسد ہو جائے گی، اور تین قدم سے کم چلے یا چار پانچ قدم چلے مگر وقفہ وقفہ سے چلے تو نماز فاسد نہ ہوگی فرض اور نفل نماز کے لئے بھی یہی حکم ہے مگر فرض اللہ کے دربار کی خاص حاضری ہے، اس لئے تھوڑا بھی نہیں چلنا چاہئے، اور نفل نماز خصوصی معاملہ ہے اس لئے تھوڑا چلنے کی گنجائش ہے۔ (حلبی کبیر: ۴۴۱-۴۵۰ شامی: ۱/۵۸۶)

فَصْلٌ فِي صَلٰوةِ الْفَرْضِ وَالْوَاجِبِ عَلَى الدَّابَّةِ

﴿۶۵۷﴾ لَا يَصِحُّ عَلَى الدَّابَّةِ صَلٰوةُ الْفَرَائِضِ وَالْوَاجِبَاتِ كَالْوِتْرِ وَالْمَنْذُوْرِ.

ترجمہ صحیح نہیں ہے سواری پر فرض اور واجب نمازیں جیسے وتر اور منت مانی ہوئی نمازیں۔

تشریح بغیر عذر کے فرائض اور واجبات چلتی ہوئی سواری پر پڑھنا درست نہیں ہے کیوں کہ اس میں قیام رکوع وسجود اور استقبال قبلہ شرط ہے۔

﴿۶۵۸﴾ وَمَا شَرَعَ فِيْهِ نَفْلًا فَاَفْسَدَهٗ.

ترجمہ اور وہ نماز جو بطور نفل شروع کی پھر اس کو فاسد کر دیا۔

فاسد کردہ نفل کا حکم

سنت اور نفل نمازیں شروع کرنے سے واجب ہو جاتی ہیں لہٰذا اگر کسی شخص نے نفل نماز شروع کرنے کے بعد کسی وجہ سے توڑ دی تو بعد میں اس کی قضا واجب ہوگی، اور واجب نمازوں کا حکم ماقبل میں گزر چکا کہ بغیر عذر کے سواری پر درست نہیں ہے۔ (مراقی الفلاح: ۲۲۳)

﴿۶۵۹﴾ وَلَا صَلٰوةُ الْجَنَازَةِ.

ترجمہ اور جنازہ کی نماز۔

نماز جنازہ کے صحیح ہونے کی شرط

نماز جنازہ کے صحیح ہونے کی بہت سی شرائط ہیں منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ میت کا یا میت کی چارپائی وغیرہ کا زمین پر ہونا لہٰذا اگر بلا عذر میت کو لوگ اوپر اٹھائے ہوئے ہوں یا میت سواری پر ہو تو نماز درست نہیں ہوگی۔

(درمختار مع الشامی بیروت: ۳/ ۱۰۷، زکریا: ۳/ ۱۰۳-۱۰۴)

﴿۲۶۰﴾ وَسَجْدَةٌ تُلِيَتْ آيَتُهَا عَلَى الْأَرْضِ إِلَّا بِضَرُوْرَةٍ.

تُلِيَتْ ماضی مجہول باب (ن) تلاوۃ (م) سے پڑھنا۔

ترجمہ اور وہ سجدہ تلاوت کہ جس کی آیت زمین پر پڑھی گئی ہو مگر ضرورت کے باعث۔

سواری پر سجدہ تلاوت

صورت مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص نے آیت سجدہ زمین پر پڑھی اس کے بعد سوار ہو گیا تو اب اس تلاوت کی وجہ سے چونکہ سجدہ کرنا واجب ہو گیا اس لئے اس سجدہ کو سواری پر ادا نہیں کر سکتا البتہ اگر سواری پر ہی آیت سجدہ کو پڑھا تو اب سجدہ سواری پر کرنا درست ہوگا۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۴۳۲)

﴿۲۶۱﴾ كَخَوْفِ لِصٍّ عَلَى نَفْسِهِ أَوْ دَابَّتِهِ أَوْ ثِيَابِهِ لَوْ نَزَلَ وَخَوْفِ سَبُعٍ وَطِيْنِ الْمَكَانِ وَجُمُوْحِ الدَّابَّةِ وَعَدَمِ وِجْدَانِ مَنْ يُرْكِبُهُ لِعَجْزِهِ.

سَبُع درندہ، پھاڑ کھانے والا جانور جو انسان اور چوپایوں کو پھاڑ کھاتا ہو جیسے شیر، بھیڑیا، چیتا وغیرہ، ہر پنجے والا جانور جو پنجے سے حملہ کرتا ہو، جمع سِبَاع وَسُبُوْع۔ طین الماء کیچڑ جُمُوْح باب (ف) کا مصدر ہے، جانور کا مست کرنا سوار کے قابو میں نہ آنا سرکش ہونا۔ وِجدان باب (ض) کا مصدر ہے وَجَدَ یَجِدُ وَجْدًا وَوِجْدَانًا پانا۔ عجز باب (ض) کا مصدر ہے، بے بس ہونا، کسی بات یا کام کو کر نہ سکنا۔

ترجمہ جیسے چور کا ڈر اپنے نفس یا اپنی سواری یا اپنے کپڑوں پر اگر اتر جائے اور جیسے درندہ کا خوف اور کیچڑ کا ہونا اور سواری کی سرکشی اور اس شخص کا موجود نہ ہونا جو اس کو سواری پر سوار کرا سکے اس کے عاجز ہونے کی وجہ سے۔

فرائض وواجبات سواری پر

اس عبارت میں ماقبل کی عبارت میں آئے جملہ الا لضرورۃ کی تشریح و توضیح کا بیان ہے، اور مطلب یہ ہے کہ

عبارت میں ذکر کردہ اعذار کی بنیاد پر سواری پر سوار رہتے ہوئے فرائض اور واجبات وغیرہ ادا کر سکتا ہے معقول عذر مندرج ذیل ہیں: (۱) نیچے اتر کر نماز پڑھنے میں جانی یا مالی نقصان کا شدید خطرہ ہو، (۲) آدمی سواری پر سوار ہو اور نیچے زمین پر کیچڑ ہی کیچڑ ہو کوئی پاک جگہ نماز کے لئے میسر نہ ہو نیز یہ بات بھی یاد رہے کہ کیچڑ سے مراد ایسا کیچڑ ہے، جس پر سجدہ کرنے سے اس کا سر دھنس جائے گا، اور کپڑے کیچڑ سے آلودہ ہو جائیں گے، اور اگر اس کے پاس کوئی سواری نہیں اور وہ ایسے کیچڑ میں دھنسا کھڑا ہے تو وہ کھڑا کھڑا اشارہ سے نماز پڑھے گا، (۳) سوار کو اپنی سواری کے بدک جانے کا ڈر ہو کہ اگر وہ اس سے اترے گا تو پھر تنہا سوار نہیں ہو سکتا کیوں کہ سواری سرکش ہے، (۴) ایک شخص سواری پر سوار ہے اور وہ خود نہ اتر سکتا ہو اور کوئی اسے اتارنے والا بھی نہ ہو یا اتر تو جائے گا مگر پھر اکیلا سوار نہیں ہو سکتا، تو ایسے شخص کے لئے بھی سواری پر نماز کا فریضہ ادا کرنا درست ہے، ایسے ہی مسافر سواری رکوانے پر قادر نہ ہو اور نماز کا وقت نکلا جا رہا ہو اسی طرح سواری روک کر نماز پڑھنے میں بقیہ قافلہ والوں سے بچھڑ کر اکیلے رہ جانے کا خطرہ ہو تو ان جیسی صورتوں میں سواری پر نماز پڑھنا جائز اور درست ہے لیکن قبلہ رخ ہونے کا حتی الامکان اہتمام کرنا لازم ہوگا۔ (حلبی: ۲۷۳، ہندیہ: ۱/۱۴۳)

﴿۶۶۲﴾ وَالصَّلٰوةُ فِي الْمَحْمِلِ عَلَى الدَّابَّةِ كَالصَّلٰوةِ عَلَيْهَا سَوَاءٌ كَانَتْ سَائِرَةً أَوْ وَاقِفَةً.

اَلْمَحْمِلُ پالکی، ڈولی، چوپائے کے دو طرف لٹکے ہوئے تھیلے جن پر بوجھ رکھا جاتا ہے، جمع مَحَامِلُ سَائِرَةٌ اسم فاعل مؤنث باب (ض) سَيْرًا (م) چلنا، چالو ہونا، جانا۔

ترجمہ اور نماز پڑھنا اس کجاوہ میں جو سواری پر (رکھا ہوا) ہے، یہ ایسا ہی ہے جیسا کہ نماز پڑھنا سواری پر سواری چل رہی ہو یا کھڑی ہو۔

تشریح مسئلہ یہ ہے کہ کجاوہ جو سواری پر رکھا ہوا ہے، اس پر نماز پڑھنا ایسا ہی ہے جیسے سواری پر نماز پڑھنا یعنی دونوں صورتوں میں کوئی فرق نہیں ہے۔

﴿۶۶۳﴾ وَلَوْ جَعَلَ تَحْتَ الْمَحْمِلِ خَشَبَةً حَتّٰى بَقِيَ قَرَارُهُ إِلَى الْأَرْضِ كَانَ بِمَنْزِلَةِ الْأَرْضِ فَتَصِحُّ الْفَرِيْضَةُ فِيْهِ قَائِمًا.

خَشَبَةٌ ایک لکڑی، لکڑی کا تختہ یا بڑا ٹکڑا، شہتیری۔ بَقِيَ ماضی معروف باب (س) بَقَاءً مصدر ہے باقی رہنا۔

ترجمہ اور اگر کر دے کجاوہ کے نیچے کوئی لکڑی یہاں تک کہ رہے اس کا ٹھہراؤ زمین پر تو یہ کجاوہ بمنزلہ زمین کے ہوگا لہٰذا صحیح ہوگی اس میں فرض نماز کھڑے ہو کر۔

تشریح صورت مسئلہ یہ ہے کہ سواری رکی ہوئی ہے، ورنہ کوئی لکڑی کھڑی کر کے کجاوہ کے نیچے لگا دے تو اب وہ

کیا وہ حرکت نہیں کرے گا اور اس پر نماز پڑھنا زمین پر نماز پڑھنے کے مانند ہے، اگر کھڑے ہوکر پڑھنا ممکن ہو تو کھڑے ہوکر پڑھے ورنہ بیٹھ کر پڑھے۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح:۲۴۳)

فَصْلٌ فِي الصَّلٰوةِ فِي السَّفِينَةِ

(یہ فصل ہے کشتی میں نماز پڑھنے کے احکام کے بیان میں)

﴿۶۶۴﴾ صَلٰوةُ الْفَرْضِ فِيهَا وَهِيَ جَارِيَةٌ قَاعِدًا بِلَا عُذْرٍ صَحِيحَةٌ عِنْدَ أَبِي حَنِيفَةَ بِالرُّكُوعِ وَالسُّجُودِ وَقَالَا لَا تَصِحُّ إِلَّا مِنْ عُذْرٍ وَهُوَ الْأَظْهَرُ.

جاریۃ اسم فاعل مؤنث باب (ض)(م) جَرْيًا دوڑنا، چلنا۔

ترجمہ فرض نماز پڑھنا کشتی میں حالانکہ وہ چل رہی ہو بیٹھ کر بغیر کسی عذر کے صحیح ہے، امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک رکوع اور سجود کے ساتھ اور صاحبین نے فرمایا کہ صحیح نہیں ہے مگر عذر کی وجہ سے اور یہی ظاہر مذہب ہے۔

تشریح کشتی میں نماز پڑھنے والا اگر قیام سے عاجز ہے تو بالاتفاق بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے، اور چلتی ہوئی کشتی میں اگر قیام سے عاجز نہیں ہے تو امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک بغیر کسی عذر کے بھی بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے، لیکن کھڑے ہوکر پڑھنا افضل ہے، ائمہ ثلاثہ وصاحبین کے نزدیک بغیر کسی عذر کے بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز نہیں ہے، فتویٰ اسی قول پر ہے۔

﴿۶۶۵﴾ وَالْعُذْرُ كَدَوَرَانِ الرَّأْسِ وَعَدَمِ الْقُدْرَةِ عَلَى الْخُرُوجِ.

دوران باب (ن) کا مصدر ہے چکر لگانا اور دوران الراس کے معنی ہوں گے چکر آنا۔

ترجمہ اور عذر جیسے سر چکرانا اور باہر نکلنے پر قادر نہ ہونا۔

تشریح اس عبارت میں صاحب کتاب نے ان اعذار کو بیان کیا ہے، جن کی وجہ سے کشتی میں بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے مثلاً کھڑے ہوکر نماز پڑھنے میں سر گھومتا ہے یا کشتی سے باہر نکلنے پر قدرت نہیں ہے۔

﴿۶۶۶﴾ وَلَا تَجُوزُ فِيهَا بِالْإِيمَاءِ اتِّفَاقًا.

ترجمہ اور جائز نہیں ہے کشتی میں اشارہ سے نماز پڑھنا بالاتفاق۔

تشریح صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص رکوع وسجود پر قادر ہے تو اس کے لئے کشتی میں اشارہ سے نماز پڑھنا جائز نہیں ہے، یہ مسئلہ اجماعی ہے۔

﴿۲۶۷﴾ وَالْمَرْبُوْطَةُ فِي لُجَّةِ الْبَحْرِ وَتُحَرِّكُهَا الرِّيْحُ شَدِيْدًا كَالسَّائِرَةِ وَإِلَّا فَكَالْوَاقِفَةِ عَلَى الْأَصَحِّ.

المربوطة اسم مفعول مؤنث باب (ن) رَبْطًا مصدر ہے باندھنا۔ لجة البحر دریا کا وہ حصہ جہاں پانی زیادہ ہو۔ تحرك فعل مضارع معروف باب تفعیل تحریکا مصدر ہے، ہلانا، حرکت دینا، الٹ پلٹ کرنا۔

ترجمہ: اور وہ کشتی جو سمندر کے بیچ میں باندھ دی گئی ہو اور ہوا اس کو شدت سے حرکت دے رہی ہو چلنے والی کشتی کے مانند (حکم رکھتی) ہے ورنہ (اگر ہوا اس کو جھونکے شدت سے نہ دے رہی ہو) تو ٹھہری ہوئی کشتی کے مانند ہے، صحیح مذہب کے مطابق۔

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ ایک کشتی ایسی ہے کہ جو سمندر کے بیچ میں بندھی ہوئی ہے، لیکن موجوں کے تھپیڑوں سے وہ حرکت کرتی ہے تو اس کا حکم چلتی ہوئی کشتی جیسا ہوگا کہ امام صاحب کے نزدیک بلا عذر بھی بیٹھ کر نماز پڑھنا صحیح ہے، اور صاحبین کے نزدیک جائز نہیں ہے، تفصیل ماقبل میں گزر چکی، اور اگر ہوا اس کو جھونکے شدت سے نہ دے رہی ہو تو اب اس کا حکم بندھی ہوئی کشتی جیسا ہوگا جس کی تفصیل آگے عبارت میں موجود ہے۔

﴿۲۶۸﴾ وَإِنْ كَانَتْ مَرْبُوْطَةً بِالشَّطِّ لَا تَجُوْزُ صَلٰوتُهُ قَاعِدًا بِالْإِجْمَاعِ.

الشط دریا کا کنارہ جمع شُطُوْطٌ وشُطْآنٌ۔

ترجمہ: اور اگر بندھی ہوئی ہو کنارے پر تو جائز نہیں ہے اس میں بیٹھ کر نماز پڑھنا بالاتفاق۔

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ جب کشتی کنارے بندھی ہوئی ہے، تو اب قیام سے عاجزی نہیں ہے، لہذا ایسی کشتی میں فرض یا واجب نماز بیٹھ کر پڑھنا کسی حال میں جائز نہیں ہے البتہ نفل نماز بیٹھ کر درست ہے لیکن ثواب کم ملتا ہے۔

﴿۲۶۹﴾ فَإِنْ صَلّٰى قَائِمًا وَكَانَ شَيْءٌ مِنَ السَّفِيْنَةِ عَلٰى قَرَارِ الْأَرْضِ صَحَّتِ الصَّلٰوةُ وَإِلَّا فَلَا تَصِحُّ عَلَى الْمُخْتَارِ إِلَّا إِذَا لَمْ يُمْكِنْهُ الْخُرُوْجُ.

ترجمہ: پھر اگر نماز پڑھے کھڑے ہو کر اور کشتی کا کچھ حصہ زمین کے قرار پر ہے، (زمین پر ٹکا ہوا ہے) تو نماز صحیح ہوگی ورنہ صحیح نہیں ہوگی، پسندیدہ قول پر مگر جب کہ اس کو باہر نکلنا ممکن نہ ہو۔

تشریح: مسئلہ یہ ہے کہ اگر کشتی کنارے پر بندھی ہوئی ہے، اور اس کا کچھ حصہ زمین پر ٹکا ہوا ہے اور کوئی شخص اس میں کھڑے ہو کر نماز پڑھے تو درست ہے، اور یہ ایسا ہی ہے جیسے چار پائی پر نماز پڑھنا اور اگر کشتی کا کچھ بھی حصہ زمین پر نہیں ہے، تو اب مختار قول کے مطابق کھڑے ہو کر بھی کشتی میں نماز پڑھنا درست نہیں ہے، جب کہ اس سے باہر نکل کر نماز پڑھنا ممکن ہو اور اگر ممکن نہ ہو تو پھر اس کشتی میں نماز پڑھنا درست ہے، صاحب ہدایہ فرماتے ہیں کہ کنارے

پر بندھی ہوئی کشتی میں کھڑے ہوکر نماز پڑھنا درست ہے، خواہ اس کا لنگر زمین پر ہو یا نہ ہو کشتی سے باہر نکلنا ممکن ہو یا نہ ہو۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی/۲۳۳)

﴿۴۷۰﴾ وَيَتَوَجَّهُ الْمُصَلِّي فِيهَا إِلَى الْقِبْلَةِ عِنْدَ افْتِتَاحِ الصَّلٰوةِ.

ترجمہ اور رخ کرے نمازی کشتی میں قبلہ کی جانب نماز شروع کرنے کے وقت۔

ریل اور جہاز وغیرہ میں استقبال قبلہ

ریل کشتی بحری جہاز اور ہوائی جہاز جیسی سواریوں میں فرض یا نفل نماز پڑھتے وقت قبلہ کی جانب رخ کرنا ضروری ہے بعض ناواقف لوگ بلاعذر کے ریل وغیرہ کے سفر میں قبلہ کا لحاظ کئے بغیر جدھر چاہتے ہیں حسب سہولت نماز پڑھ لیتے ہیں یہ جائز نہیں ہے۔ (ھدایہ: ۱/۹۲، کتاب المسائل/۲۶۸، ہندیہ: ۱/۹۳)

﴿۴۷۱﴾ وَكُلَّمَا اسْتَدَارَتْ عَنْهَا يَتَوَجَّهُ إِلَيْهَا فِي خِلَالِ الصَّلٰوةِ حَتَّى يُتِمَّهَا مُسْتَقْبِلًا.

استدارت ماضی معروف باب استفعال استدارا مصدر ہے گھومنا۔ خلال دو چیزوں کے بیچ کی کشادگی جیسے فرمانِ خداوندی ہے: جاسوا خلال الدیار وہ گھروں کے درمیان گھوسے پھرے۔

ترجمہ اور جب جب گھومتی رہے قبلہ کی جانب سے تو مڑتا رہے قبلہ ہی کی جانب نماز کے بیچ ہی میں تا آنکہ ختم کرے نماز کو اس حال میں کہ اس کا رخ قبلہ کی طرف ہو۔

دورانِ نماز ریل اور جہاز کا گھوم جانا

اگر نماز کے دوران ریل یا جہاز وغیرہ کا رخ قبلہ سے پھر جانے کا علم ہو جائے تو نمازی پر لازم ہے کہ وہ بھی گھوم کر اپنا رخ قبلہ کی طرف کرلے اگر گھوم جانے کا اندازہ نہ ہو تو اسی طرح نماز درست ہو جائے گی۔ (ہندیہ: ۱/۹۴)

فَصْلٌ فِي التَّرَاوِيْحِ

(یہ فصل ہے تراویح کے احکام کے بیان میں)

تراویح دورِ نبوت اور دورِ صحابہ میں

رمضان المبارک کی ایک امتیازی عبادت نماز تراویح ہے، جو اپنی الگ شان رکھتی ہے، اس نماز کے ذریعہ رمضان المبارک میں مسجدوں کی رونق بڑھ جاتی ہے، اور عبادت کے شوق میں غیر معمولی اضافہ ہو جاتا ہے، صحیح احادیث شریفہ

سے ثابت ہے کہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک میں تین دن مسجد نبوی میں باجماعت نماز پڑھائی لیکن جب مجمع زیادہ بڑھنے لگا اور صحابہ کرام کے غیر معمولی ذوق وشوق کو دیکھ کر آپ صلی اللہ علیہ وسلم کو خطرہ ہوا کہ کہیں یہ نماز امت پر فرض نہ کر دی جائے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ سلسلہ موقوف فرما دیا، (بخاری شریف: ۱/ ۲۶۹) لیکن ساتھ میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم رمضان المبارک کی راتوں میں زیادہ سے زیادہ عبادت انجام دینے کی ترغیب دیتے رہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو رمضان المبارک کی راتوں کو ایمان اور اخلاص کے ساتھ عبادت میں گزارے گا اس کے سب پچھلے گناہ معاف کر دیئے جائیں گے۔ (حوالہ بالا) آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی اس ترغیب کی وجہ سے حضرات صحابہ رمضان المبارک میں کثرت عبادت کا اہتمام کرتے تھے، جو لوگ قرآن کریم کے حافظ تھے، وہ خود نوافل میں قرآن پڑھتے اور جو حافظ نہ تھے، وہ کسی حافظ کی اقتداء میں قرآن کریم سننے کی سعادت حاصل کرتے تھے، چنانچہ حضرت ثعلبہؓ روایت کرتے ہیں کہ ایک مرتبہ رمضان المبارک کی رات میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم مسجد میں تشریف لائے تو دیکھا کہ مسجد کے ایک گوشہ میں کچھ لوگ جماعت سے نماز پڑھ رہے ہیں، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے معلوم کرنے پر کسی نے جواب دیا کہ حضرت ابی بن کعب نماز میں قرآن پڑھ رہے ہیں، اور یہ لوگ ان کی اقتداء میں نماز ادا کر رہے ہیں، یہ سن کر آپ نے فرمایا کہ انھوں نے بہت اچھا کیا۔ (السنن الکبریٰ للبیہقی: ۲/ ۴۹۷)

اس تفصیل سے اتنا یقینی معلوم ہو گیا کہ دور نبوت میں رمضان کی وہ خصوصی نماز جسے بعد میں تراویح کا نام دیا گیا یقیناً پڑھی جاتی رہی، اور صحابہ کرام اس نماز سے بخوبی واقف تھے، اور تنہا تنہا اور کبھی جماعت سے اسے پڑھا کرتے تھے، پھر حضرت ابو بکرؓ کے دور خلافت میں بھی یہی طریقہ رہا اور حضرت عمرؓ کی خلافت کے ابتدائی چھ سال سخت آزمائش کے تھے، مسلمان بیک وقت دو سپر پاور طاقتوں ایران اور روم کے ساتھ جنگوں میں مصروف تھے، جیسے ہی یہ دونوں طاقتیں ٹوٹیں تو حضرت عمرؓ نے اپنے دور خلافت کے آخری چھ سالوں میں ملک وملت کی تنظیم سے تعلق رکھنے والے بہت سے کام کئے ہیں، ان میں سے ایک کام باقاعدہ جماعت کے ساتھ تراویح کا نظام بنانا بھی ہے، شروع میں امام تراویح کی آٹھ رکعتیں پڑھاتا تھا، اور سحری کے وقت تک پڑھاتا تھا، اس وقت یہ خیال تھا کہ یہ تہجد ہی کی نماز ہے، پھر حضرت عمرؓ کے سامنے یہ بات آئی کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے جو دو یا تین دن جماعت کے ساتھ نماز پڑھائی ہے، وہ بیس رکعتیں پڑھائی ہیں، تو حضرت عمرؓ نے نظام بدل دیا، اور حضرت ابی بن کعب اور حضرت تمیم داری کو حکم دیا کہ بیس رکعتیں پڑھائیں اور مختصر پڑھائیں اور لوگوں کو سونے کا موقع دیں، پھر آخری پہر اٹھ کر ہر شخص تنہا تہجد پڑھے۔

غرض حضرت عمرؓ کے زمانہ سے آج تک امت شرقاً غرباً تراویح جماعت کے ساتھ بیس رکعتیں پڑھتی چلی آ رہی ہے، انہیں روایات وآثار کی وجہ سے جمہور علماء امت اور حضرات ائمہ اربعہ کا متفقہ موقف یہ ہے کہ تراویح کی رکعات بیس سے کم نہیں ہیں، اس لئے تراویح ۲۰ رکعات پڑھنے کا اہتمام کرنا چاہئے، اور اس میں کسی مسلمان کو کسی قسم کی کوتاہی نہیں کرنی چاہئے، یہاں یہ وضاحت ضروری ہے، کہ صرف غیر مقلدین اس مسئلہ میں اختلاف کرتے ہیں، وہ کہتے ہیں،

تراویح کی آٹھ رکعتیں ہیں اور حضرت عائشہؓ کی اس حدیث سے استدلال کرتے ہیں جس میں انہوں نے رمضان المبارک اور غیر رمضان کی نوافل کو آٹھ کے عدد میں منحصر کر دیا ہے۔ (بخاری: ۱/۱۵۴) مگر غیر مقلدین کا یہ خیال صحیح نہیں ہے کیوں کہ اس روایت کا تعلق تراویح سے نہیں بلکہ تہجد سے ہے، نیز اسی روایت میں ایک سلام سے تین رکعت وتر پڑھنے کا ذکر ہے، حالاں کہ غیر مقلدین تراویح کی آٹھ رکعات کے تو قائل ہیں، مگر ایک سلام سے وتر کی تین رکعات کے منکر ہیں، اس لئے جب وتر میں یہ روایت ان کے نزدیک حجت نہیں تو تراویح کی رکعات میں حجت کیسے مانی جا سکتی ہے؟ اور اگر بالفرض حضرت عائشہ کی اس حدیث کو تراویح سے متعلق کیا جائے تو غیر مقلدین سے عرض ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس نماز کو سال بھر پڑھتے تھے، آپ بھی سال بھر پڑھیں تو ہم جانیں کہ آپ اہل حدیث ہیں، یہ کیا کہ میٹھا میٹھا ہپ ہپ، کڑوا کڑوا تھو تھو، اور اگر وہ کہیں کہ نبی نے صرف تین دن یا دو دن رمضان میں جماعت سے پڑھی ہیں اس لئے ہم اس پر عمل کرتے ہیں تو سنئے، اس حدیث پر عمل کرنا ہے تو تراویح جماعت کے ساتھ صرف دو دن یا تین دن پڑھو پھر مسجدوں سے دفع ہو جاؤ تا کہ فتنہ ختم ہو اور وہ بھی مہینہ کی آخری تاریخوں میں تا کہ پورا رمضان مسجدوں میں سکون رہے۔ (مستفاد کتاب المسائل وتحفۃ الالمعی جلد ثانی)۔

﴿۴۷۲﴾ اَلتَّرَاوِيْحُ سُنَّةٌ لِلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ.

تراویح ترویحہ کی جمع ہے اصل معنی استراحت کے ہیں جو راحت سے ماخوذ ہے، چار رکعت کے بعد جو تھوڑی دیر کے لئے بیٹھتے ہیں، اس کو ترویحہ کہتے ہیں، چونکہ بیس رکعت میں پانچ ترویحہ ہوتے ہیں، اس لئے اس نماز کو تراویح کہتے ہیں، اور وجہ تسمیہ یہ بیان کی جاتی ہے کہ نماز پڑھنا شریعت مطہرہ کی نظر میں راحت ہے، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے، قُرَّةُ عَيْنِيْ فِي الصَّلٰوةِ میری آنکھوں کی ٹھنڈک نماز میں ہے۔

ترجمہ تراویح مسنون ہے مردوں اور عورتوں کے لئے۔

تراویح کی شرعی حیثیت

اس عبارت میں تراویح کی شرعی حیثیت کا بیان ہے، اور وہ یہ ہے کہ رمضان المبارک میں عشاء کی نماز کے بعد تراویح کی بیس رکعات دس سلاموں کے ساتھ پڑھنا مرد وعورت سب کے لئے سنت مؤکدہ ہے۔

اختیاری مطالعہ

جو مؤمن بندہ اللہ تعالیٰ سے ثواب کی امید رکھتے ہوئے پابندی سے تراویح کی نماز ادا کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کے ماقبل کے تمام گناہ معاف فرما دیتے ہیں، (ترمذی: ج ۱/ ۸۲) نماز تراویح اور تمام سنن ونوافل اگرچہ مطلق نماز کی نیت سے درست ہو جاتی ہیں، لیکن بہتر اور احوط یہ ہے کہ تراویح کا باقاعدہ دل میں ارادہ کر کے نماز شروع کی جائے۔ (در مختار

بیروت: ۲/ ۸۵، حلبی کبیر: ۳۴۸)

﴿۶۷۳﴾ وَصَلوٰتُهَا بِالْجَمَاعَةِ سُنَّةٌ كِفَايَةً.

ترجمہ اور اس کی نماز جماعت کے ساتھ سنت کفایہ ہے۔

تراویح کی جماعت

تراویح کی باجماعت ادائیگی مسجد میں سنت کفایہ ہے، اگر محلہ کی مسجد میں جماعت نہ ہو تو سارے اہل محلہ گناہ گار ہوں گے۔ (درمختار بیروت: ۲/ ۴۳۱)

اختیاری مطالعہ

ایک مسجد میں تراویح کی دو جماعتیں

ایک مسجد میں بیک وقت (مثلاً نچلی اور دوسری منزل میں الگ الگ جماعت کرنا یا پے در پے یعنی ایک جماعت ہونے کے بعد دوسری جماعت قائم کرنا) تراویح کی جماعت کرنا مکروہ ہے۔ (فتاوی خانیہ: ۱/ ۲۳۴، کتاب المسائل: ۴۸۵)

مرد امام کا عورتوں کو تراویح پڑھانا

اگر مرد تراویح کی امامت کرے اور اس کے پیچھے کچھ مرد ہوں اور بقیہ پردہ میں عورتیں ہوں اور یہ امام عورتوں کی امامت کی نیت کرے تو یہ نماز شرعاً درست ہے، اس میں کوئی قباحت نہیں اور اگر امام تنہا ہو بقیہ سب عورتیں ہوں تو نیت امامت کے ساتھ ساتھ یہ بھی ضروری ہے کہ مقتدی عورتوں میں اس امام کی کوئی محرم رشتہ دار یا بیوی بھی شامل ہو ورنہ تنہا تمام اجنبیات کی امامت کرنا مکروہ ہوگا۔ (شامی زکریا: ۲/ ۳۰۷، کتاب المسائل: ۴۸۵)

﴿۶۷۴﴾ وَوَقْتُهَا بَعْدَ صَلوٰةِ الْعِشَاءِ وَيَصِحُّ تَقْدِيْمُ الْوِتْرِ عَلَى التَّرَاوِيْحِ وَتَاخِيْرُهُ عَنْهَا.

ترجمہ اور تراویح کا وقت عشاء کی نماز کے بعد ہے، اور صحیح ہے وتر کو مقدم کرنا تراویح پر اور وتر کو مؤخر کرنا اس سے۔

تراویح کا وقت

تراویح کا وقت عشاء کے بعد سے صبح صادق تک ہے، بہتر یہ ہے کہ وتر تراویح کے بعد پڑھی جائے لیکن اگر وتر

کے بعد بھی تراویح پڑھیں تو بھی شرعاً درست ہے۔ (البحر الرائق: ۲/ ۷۳)

فائدہ: تراویح کے وقت کے سلسلہ میں تین قول ہیں: (۱) پوری رات اس کا وقت ہے عشاء سے پہلے عشاء کے بعد وتر سے پہلے وتر کے بعد۔ (۲) تراویح کا وقت عشاء اور وتر کے درمیان ہے۔ (۳) تراویح کا وقت عشاء کے بعد سے صبح صادق تک ہے اسی قول کو صاحب کتاب نے پسند کیا ہے۔ وصححہ فی الہدایۃ والخانیۃ والمحیط۔ (البحر الرائق: ۲/ ۷۳)

﴿۲۷۵﴾ وَيُسْتَحَبُّ تَاخِيرُ التَّرَاوِيحِ إِلَى ثُلُثِ اللَّيْلِ أَوْ نِصْفِهِ وَلَا يُكْرَهُ تَاخِيرُهَا إِلَى مَا بَعْدَهُ عَلَى الصَّحِيحِ.

ترجمہ: اور مستحب ہے تراویح کو مؤخر کرنا تہائی یا آدھی رات تک اور مکروہ نہیں ہے تراویح کو مؤخر کرنا نصف شب کے بعد تک بھی صحیح مذہب کے مطابق۔

تراویح کے اوقات ثلاثہ

ماقبل میں یہ بات گزر چکی ہے، کہ تراویح کا وقت عشاء کے بعد سے صبح صادق تک ہے، اب افضلیت کو پیش نظر رکھتے ہوئے پوری رات کو تین حصوں پر تقسیم کیا جا سکتا ہے، (۱) شفق ابیض کے بعد سے تہائی رات تک اول حصہ ہے، (۲) تہائی رات کے بعد سے آدھی رات تک دوسرا حصہ ہے، (۳) آدھی رات سے صبح صادق تک تیسرا حصہ ہے، پہلے حصہ میں تراویح ادا کرنے سے بہت فضیلت حاصل ہوتی ہے، اور دوسرے حصہ میں کچھ کم ہوتی ہے، اور تیسرے حصہ میں اور زیادہ کم ہوتی ہے، لیکن ہر حصہ میں تراویح کی نماز ادا کرنے سے ادا ہی کی جائے گی قضا نہیں کی جائے گی، صاحب نور الایضاح نے علی الصحیح کی قید لگا کر ان لوگوں کے قول کی تردید کی ہے، جو یہ کہتے ہیں کہ آدھی رات کے بعد تراویح ادا کرنا مکروہ ہے۔ (مراقی الفلاح: ۲۲۵)

﴿۲۷۶﴾ وَهِيَ عِشْرُوْنَ رَكْعَةً بِعَشْرِ تَسْلِيْمَاتٍ.

ترجمہ: اور وہ بیس رکعتیں ہیں دس سلاموں کے ساتھ۔

تراویح کی رکعات

فرماتے ہیں کہ تراویح کی بیس رکعات ہیں دس سلاموں کے ساتھ نہ اس سے کم اور نہ اس سے زائد یعنی ہر دو رکعت پڑھ کر سلام پھیرا جائے گا، اب چند مسائل اور ملاحظہ فرمائیں، (۱) اگر تین رکعتیں پڑھیں مگر دوسری رکعت پر قعدہ کر لیا تو شروع کی دو رکعت صحیح ہوگی اور آخری کی رکعت باطل ہوگی اس کی قرأت کا اعادہ لازم ہے۔ (ایضاح المسائل / ۱۲۹ امداد

الفتاوی:۱/ ۴۹۸)

(۲) اگر ایک سلام سے تین رکعتیں پڑھیں اور دوسری رکعت پر قعدہ نہیں کیا تو تینوں رکعات باطل ہو گئیں، ان میں پڑھا گیا قرآن دہرایا جائے گا۔ (حوالہ بالا)

(۳) اگر ایک سلام سے چار رکعتیں پڑھیں اور دوسری رکعت پر قعدہ کیا تو چاروں رکعت صحیح ہو گئیں، اور سجدۂ سہو لازم نہ ہوگا۔ (حاشیہ امداد الفتاوی:۱/ ۴۹۸)

(۴) اگر ایک سلام سے چار رکعتیں پڑھیں اور قعدۂ اولیٰ نہیں کیا تو صرف آخری دو رکعتیں معتبر ہوں گی اور شروع کی دو رکعتیں باطل ہو جائیں گی، لہٰذا ان دو رکعتوں میں جو قرآن پڑھا ہے اسے دہرایا جائے گا، ورنہ یہ دونوں رکعتیں تراویح میں شمار نہ ہونے کی وجہ سے قرآن کریم مکمل نہ ہو سکے گا۔ (امداد الفتاوی مطبوعہ دیوبند:۱/ ۴۹۰، کفایت المفتی:۳/ ۳۲۹)

﴿۱۷۷﴾ وَيُسْتَحَبُّ الْجُلُوْسُ بَعْدَ كُلِّ اَرْبَعٍ بِقَدْرِهَا وَكَذَا بَيْنَ التَّرْوِيْحَةِ الْخَامِسَةِ وَالْوِتْرِ.

ترجمہ اور مستحب ہے بیٹھنا ہر چار رکعت کے بعد ان چار رکعت کی بمقدار اور ایسے ہی پانچویں ترویحہ اور وتر کے درمیان (بیٹھنا)۔

تراویح میں ہر چار رکعت پر کچھ دیر بیٹھنا

تراویح کی بیس رکعات دس سلاموں سے پڑھی جائیں گی، اور ان میں ہر ترویحہ (چار رکعت) اور وتر کے درمیان کچھ دیر توقف کرنا پسندیدہ ہے۔ (درمختار:۲/ ۴۳۳، کتاب المسائل:۴۸۷)

ترویحہ میں کیا پڑھیں

ترویحہ کے درمیان کوئی خاص عبادت متعین نہیں ہے، بلکہ اختیار ہے، خواہ ذکر اذکار کریں یا تلاوت کریں یا تنہا تنہا نفل پڑھیں اور بعض فقہاء سے تین مرتبہ یہ دعا پڑھنا بھی منقول ہے، لہٰذا جس کا جی چاہے اسے بھی پڑھ سکتا ہے:

سبحان ذی الملک والملکوت سبحان ذی العزة والعظمة والقدرة والکبریاء والجبروت سبحان الملک الحی الذی لا ینام ولا یموت سبوح قدوس ربنا ورب الملائکة والروح لا اله الا الله نستغفر الله نسألک الجنة ونعوذ بک من النار۔ (حوالہ بالا)

ترجمہ پاک ہے وہ ذات جو حکومت اور زبردست حکومت والی ہے، پاک ہے وہ ذات جو عزت عظمت قدرت بڑائی اور زبردست طاقت والی ہے، پاک ہے وہ بادشاہ جو زندہ ہے نہ وہ سوتا ہے اور نہ مرتا ہے، پاک ہے تمام

فرشتوں اور حضرت جبرئیل کا پروردگار، اللہ کے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے، ہم اللہ سے معافی کے طلبگار ہیں، اور ہم تجھ سے جنت کی درخواست کرتے ہیں، اور پناہ مانگتے ہیں آپ کی دوزخ سے۔

فائدہ: سُبُّوحٌ ہر برائی سے بالکل پاک، اللہ کی صفات میں سے ایک۔ قُدُّوْسٌ عیوب ونقائص سے پاک وغیرہ، یہ اللہ کی صفات میں سے ہے، راقم الحروف نے دونوں کا اسی لحاظ کر کے "پاک" کا ترجمہ کر دیا ہے۔

﴿۶۷۸﴾ وَسُنَّ خَتْمُ الْقُرْآنِ فِيْهَا مَرَّةً فِي الشَّهْرِ عَلَى الصَّحِيْحِ.

ترجمہ اور مسنون ہے ایک مرتبہ قرآن کریم ختم کرنا رمضان میں تراویح کے اندر صحیح مذہب پر۔

ختم قرآن کی اہمیت

تراویح میں قرآن کریم پورے رمضان المبارک میں ایک مرتبہ ترتیب وار ختم کرنا سنت مؤکدہ ہے، اور لوگوں کی غفلت وسستی کی وجہ سے ایک ختم کرنے کو ترک نہیں کیا جا سکتا، اور نہ ہی غافلین کی اس میں رعایت لازم ہے، اور روزانہ دو دو پارے کر کے ختم کرنا فضیلت اور تین تین پارے کر کے ختم کرنا افضل اور باعث خوش نصیبی ہے، اگر پورے رمضان المبارک میں ایک ختم کرے تو ستائیسویں شب میں ختم کرنا مستحب اور افضل ہے، یہاں یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ رمضان المبارک میں تراویح مستقل سنت ہے، اور تراویح میں کم از کم ایک مرتبہ قرآن کریم ختم کرنا الگ سے سنت ہے، لہٰذا الم ترکیف سے تراویح پڑھنے سے ایک سنت پر عمل ہو جاتا ہے، لیکن دوسری سنت کا ترک لازم آتا ہے۔

﴿۶۷۹﴾ وَإِنْ مَلَّ بِهِ الْقَوْمُ قَرَأَ بِقَدْرِ مَا لَا يُؤَدِّيْ إِلَى تَنْفِيْرِهِمْ فِي الْمُخْتَارِ.

مَلَّ ماضی معروف باب (س) مَلَلًا وَمَلَالًا وَمَلَالَةً (م) ہے، کسی چیز سے اکتا جانا، تنگ آجانا، دل اچاٹ ہو جانا۔ تنفیر باب تفعیل کا مصدر ہے نفرت پیدا کرنا۔

ترجمہ اور اگر اکتا جائے اس کی وجہ سے قوم تو پڑھے اتنی مقدار جو نہ پہنچائے ان کو نفرت کی حد تک مذہب مختار کے بموجب۔

تراویح میں کتنا پارہ پڑھے

صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر تراویح میں قرأت کے طویل ہونے کی وجہ سے لوگوں کا دل اچاٹ ہونے لگے (یعنی ایک مرتبہ جو ختم قرآن سنت ہے) تو پھر ان کی رعایت کرتے ہوئے قرأت کرے اور آج کل جو روزانہ تراویح میں سوا یا ڈیڑھ پارہ پڑھا جاتا ہے میرے خیال میں لوگوں کا دل اتنا پڑھنے سے نہیں اکتاتا، کیوں کہ سب کے ذہن میں یہ بات ہے کہ رمضان میں قرآن پورا ہوتا ہے اور اگر لوگ اتنا پڑھنے سے بھی اکتا گئیں تو پھر ختم قرآن کی سنت کو چھوڑ دے

اور تراویح پڑھتے رہیں۔

﴿۶۸۰﴾ وَلَا يَتْرُكُ الصَّلٰوةَ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِي كُلِّ تَشَهُّدٍ فِيْهَا وَلَوْ مَلَّ الْقَوْمُ عَلَى الْمُخْتَارِ وَلَا يَتْرُكُ الثَّنَاءَ وَتَسْبِيْحَ الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ وَلَا يَأْتِيْ بِالدُّعَاءِ إِنْ مَلَّ الْقَوْمُ.

ترجمہ اور نہ چھوڑے درود شریف نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر تراویح کے ہر ایک تشہد میں اگر چہ لوگ اکتا جائیں، پسندیدہ قول پر اور نہ چھوڑے سبحانک اللهم اور رکوع و سجود کی تسبیحات اور نہ پڑھے دعا اگر لوگ اکتا جائیں۔

سنن کا ترک

تکبیر تحریمہ کے بعد ثنا پڑھنا مسنون ہے، اور ثنا کے بعد سورۂ فاتحہ سے قبل اعوذ باللّٰہ من الشیطٰن الرجیم پڑھنا مسنون ہے، اور اعوذ باللہ الخ کے بعد بسم اللہ الرحمٰن الرحیم پڑھنا بھی مسنون ہے۔ رکوع میں کم از کم تین مرتبہ سبحان ربی العظیم پڑھنا مسنون ہے، اور سجدہ میں کم از کم تین مرتبہ سبحان ربی الاعلی پڑھنا سنت ہے، اور قعدۂ اخیرہ میں التحیات کے بعد درود شریف پڑھنا سنت ہے، قعدۂ اخیرہ میں تشہد اور درود شریف کے بعد سلام سے پہلے ادعیہ ماثورہ پڑھنا مسنون ہے، صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ ان سنن کو کسی بھی حال میں ترک نہیں کیا جائے گا، یعنی لوگوں کی اکتاہٹ کی بنا پر امام ان چیزوں کو ترک نہیں کرے گا، ہاں اتنی بات ذہن نشین رہے کہ اگر لوگ اکتا جائیں تو درود شریف کے بعد لمبی دعا نہ پڑھی جائے، بلکہ کوئی بھی مختصر دعا (جیسے ربنا آتنا الخ) پڑھ لی جائے اس سے معلوم ہوا کہ صاحب کتاب کی عبارت میں مطلقاً دعا کی نفی نہیں ہے۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۲۲۶)

﴿۶۸۱﴾ وَلَا تُقْضَى التَّرَاوِيْحُ بِفَوَاتِهَا مُنْفَرِدًا وَلَا بِجَمَاعَةٍ.

ترجمہ اور نہیں قضا کی جائے گی تراویح کی ان کے چھوٹ جانے سے نہ تنہا اور نہ جماعت کے ساتھ۔

تراویح کی قضا نہیں ہے۔

اگر کسی شخص کی تراویح کی مکمل نماز کسی وجہ سے چھوٹ جائے اور اس کا وقت نکل جائے تو اب اس کی قضا کا حکم نہیں ہے، اگر پڑھے گا تو وہ محض نفل قرار پائے گی۔ (در مختار: ۱/۶۶۰)

تراویح کی بعض رکعات جماعت سے چھوٹ گئیں۔

اگر کسی شخص کی تراویح کی بعض رکعات جماعت سے چھوٹ جائیں تو وہ ترویحہ کے وقفہ میں رکعات پوری کرلے

اگر پھر بھی رہ جائیں اور امام وتر پڑھانے کے لئے کھڑا ہو جائے تو امام کے ساتھ وتر ادا کرے اس کے بعد اپنی چھوٹی ہوئی رکعات پڑھے۔ درمختار: ۱/۶۵۹

متفرق مسائل

(۱) جس مسجد میں عشاء کی نماز باجماعت نہ پڑھی گئی ہو بلکہ سب نمازیوں نے تنہا تنہا نماز ادا کی ہو تو اب اگر وہ باجماعت تراویح پڑھنا چاہیں تو ان کے لئے بہتر نہیں ہے۔ (درمختار بیروت: ۲/۴۴۲)

(۲) جس شخص نے عشاء کی نماز جماعت سے نہ پڑھی ہو اپنی فرض نماز تنہا پڑھ کر تراویح اور وتر کی جماعت میں شریک ہو سکتا ہے، اس میں کوئی شرعی رکاوٹ نہیں ہے۔ (حوالہ بالا)

(۳) اگر کوئی شخص ایک جگہ تراویح پڑھ چکا ہو یا پڑھا چکا ہو دوسری جگہ یا گھر نفل کی نیت سے تراویح کی جماعت میں شامل ہو جائے اس میں کوئی شرعی حرج نہیں ہے۔ (حلبی کبیر: ۴۰۸)

(۴) تراویح میں بھی نابالغ شخص کی امامت مفتی بہ قول کے مطابق جائز نہیں ہے۔ (حلبی کبیر: ۴۰۸)

(۵) پوری تراویح میں صرف ایک مرتبہ بسم اللہ جہراً پڑھنا لازم ہے، ورنہ قرآن ناقص رہ جائے گا، البتہ ہر سورت کے شروع میں بسم اللہ جہراً پڑھنا حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور خلفائے راشدین سے ثابت نہیں ہے، اس لئے امام صاحب کے نزدیک ہر سورت میں بسم اللہ جہراً پڑھنا مسنون نہیں ہے۔

ایک اہم تنبیہ

تراویح میں قرآن کریم کم از کم ایک مرتبہ ختم کرنا سنت ہے، اللہ تبارک وتعالیٰ پوری امت کی جانب سے سیدنا حضرت عمر بن خطابؓ کو بے حد جزائے خیر عطا فرمائے کہ انہوں نے باجماعت تراویح اور قرأت قرآن کے اہتمام کا حکم دے کر قرآن کریم کی حفاظت کا ایک سبب مہیا فرما دیا، منقول ہے کہ ایک مرتبہ حضرت علیؓ رمضان المبارک کی پہلی شب میں مسجد نبویؐ سے گزرے تو وہاں قرآن کریم پڑھنے کی آواز آپ کو سنائی دی تو بے ساختہ ارشاد فرمایا کہ نَوَّرَ اللّٰہُ قَبْرَ عُمَرَ كَمَا نَوَّرَ مَسَاجِدَ اللّٰہِ بِالْقُرْآنِ (غنیۃ الطالبین ۱/ ۳۸)

یعنی اللہ تعالیٰ حضرت عمرؓ کی قبر کو نور سے بھر دے جیسا کہ انہوں نے اللہ کی مسجدوں کو قرآن کریم کی تلاوت سے منور کر دیا ہے، واقعہ یہ ہے کہ اگر اس انداز پر تراویح میں قرآن کریم سننے سنانے کا رواج نہ ہوتا تو کتنے ہی حفاظ حفظ کرنے کے باوجود اپنے حفظ کو محفوظ نہ رکھ پاتے، تراویح میں سنانے یا سننے کی فکر کی وجہ سے سال میں کم از کم ایک مرتبہ اکثر حفاظ کرام از سر نو یاد کرنے کا اہتمام کرتے ہیں، لیکن ضروری ہے کہ پڑھنے والے اور سننے والے قرآن کریم کے آداب کا ضرور لحاظ رکھیں، افسوس ہے کہ آجکل اس بارے میں سخت کوتاہی برتی جا رہی ہے، اور جلد از جلد ختم قرآن کے شوق میں شرعی ہدایات کو پس پشت ڈال دیا جاتا ہے، عام طور پر تین تین اور کہیں کہیں پانچ پانچ پارہ تراویح میں پڑھنے کا رواج ہو چلا ہے، زیادہ سننا یا پڑھنا برا نہیں ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ اتنا تیز نہ پڑھا جائے کہ حروف کٹ جائیں یا غلطیاں رہ

جائیں، ایسی جلد بازی قرآن کریم کے ساتھ سخت بے ادبی اور توہین ہے، بہتر یہ ہے کہ روزانہ اتنی مقدار میں قرآن پاک سنا جائے کہ ستائیسویں یا انتیسویں شب میں ایک قرآن پاک ختم ہو جائے، تا کہ اس بہانے آخر ماہ تک تراویح کی پابندی اور ذوق وشوق برقرار رہے، اللہ تعالیٰ ہم سب کو توفیق عطا فرمائے، آمین۔

لمحۂ فکریہ / افسوس کا مقام

تراویح میں ختم قرآن پر لین دین درست نہیں

قرآن کریم کی تلاوت اور اس کا ختم مستقل عبادت ہے، اس کے ذریعہ سے دنیا حاصل کرنا اور طے کر کے یا مروجہ طریقہ پر ختم قرآن پر اجرت لینا جائز نہیں ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ قرآن پڑھا کرو اور اس کو کھانے کمانے کا ذریعہ مت بناؤ اور نہ اس سے مال و دولت کی کثرت حاصل کرو اور نہ اس سے اعراض کرو، اور نہ اس میں غلو سے کام لو (مصنف ابن ابی شیبہ: ۲/۱۷۱) حضرت واقد فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت زاذان کو یہ کہتے ہوئے سنا کہ جو شخص قرآن کریم کو کھانے کمانے کا ذریعہ بنائے گا وہ قیامت کے دن اس حالت میں آئے گا کہ اس کے چہرہ پر ہڈی ہی ہڈی ہوگی گوشت نہ ہوگا۔ (حوالہ بالا)

اسی بناء پر حضرات صحابہ اور سلف صالحین نے تراویح میں قرأت قرآن پر اجرت قبول نہیں کی، حضرت عمرو بن نعمان بن مقرنؓ سے منقول ہے کہ ان کی خدمت میں مصعب بن زبیرؓ نے تراویح میں قرآن سنانے پر دو ہزار درہم پیش کئے لیکن موصوف نے صاف جواب دے دیا کہ ہم قرآن کو دنیا کمانے کے لئے نہیں پڑھتے۔ (مصنف ابن ابی شیبہ: ۲/۱۷۰)

ان روایات کی روشنی میں موجودہ دور کے اکابر اہل فتوی نے یہ فتوی جاری فرمایا کہ تراویح میں ختم قرآن پر طے کر کے یا بلا طے کئے ہوئے لین دین جائز نہیں ہے، تمام معتبر فتاوی میں اس کی صراحت موجود ہے۔ (دیکھئے فتاوی رشیدیہ: ۳۹۲، فتاوی مظاہر علوم: ج ۱/۲۸، امداد الفتاوی: ۱/۴۸۱، کفایت المفتی: ۳/۶۵، فتاوی دار العلوم: ۴/۲۴۶، جواہر الفقہ: ۱/۳۸۲، فتاوی محمودیہ: ۷/۱۷۱، احسن الفتاوی: ۳/۵۱۴، فتاوی رحیمیہ: ۴/۳۴۹)

بعض حضرات امامت اور تعلیم پر قیاس کرتے ہوئے تراویح میں ختم قرآن کی اجرت کے جواز کے قائل ہیں، لیکن ان حضرات کا یہ استدلال قیاس مع الفارق ہے، کیوں کہ امامت و تعلیم ایسی ضرورتیں ہیں کہ جن کا نظم نہ ہونے سے نظام شریعت میں خلل آ سکتا ہے، جب کہ تراویح میں ختم قرآن اس درجہ کی ضرورت نہیں ہے، کہ یہ کہا جائے کہ اگر ختم قرآن نہ ہوا تو دین خطرہ میں آ جائے گا، لہذا ختم قرآن اور امامت و تعلیم کو ضرورت کے اعتبار سے ایک درجہ میں رکھنا خلاف معقول ہے۔ صحیح بات یہ ہے کہ ختم قرآن کا حکم محض تلاوت مجردہ جیسا ہے، جس پر اجرت کے جواز کا کوئی قائل نہیں ہے، دوسری طرف یہ بھی حقیقت ہے کہ ختم تراویح پر لین دین کے رواج نے حفاظ کی حیثیت عرفیہ کو مجروح کر کے رکھ دیا ہے، جس

مجلسوں پر حفاظ کو اجرت دینے کا رواج ہے، وہاں دینے والوں کی نظر میں ان کی کوئی قدر و قیمت نہیں رہتی، اور حفاظ کی بے وقعتی دراصل دین کی بے وقعتی ہے، اس لئے ضروری ہے کہ ہم تراویح میں لین دین کی وبا پر روک لگائیں اور ناجائز ذرائع آمدنی کو چھوڑ کر حلال آمدنی حاصل کرنے کی کوشش کریں، واضح رہے کہ جس طرح سنانے والے کو اجرت دینا اور لینا دونوں ناجائز اور حرام ہیں اسی طرح لقمہ دینے والے سامع کو اجرت دینا ولینا بھی ناجائز وحرام ہے۔ (فتاوی دار العلوم جدید: ۴/ ۲۹۵)

عارضی امام بنا کر ختم کی اجرت

اگر حافظ صاحب کو ایک وقت یا ایک ماہ کی امامت سونپ دی جائے تو اجرت لے سکتا ہے یا نہیں؟ تو اس کا جواب حضرت تھانویؒ نے یوں لکھا ہے کہ یہاں مقصود امامت نہیں ہے، بلکہ تراویح میں قرآن سنانا ہے، اس لئے یہ بھی جائز نہیں ہے۔ (امداد الفتاوی: ۱/ ۳۲۴، ایضاح المسائل: ۲۸)

آمد ورفت کا کرایہ اور مہمانداری

حافظ صاحب کی مہمانداری کرنا اور آمد ورفت کا کرایہ دینا شرعاً اجرت میں داخل نہیں ہے، اس لئے جائز ہے۔
(فتاوی دار العلوم: ۴/ ۲۹۳، ایضاح المسائل: ۲۸)

بَابُ الصَّلٰوةِ فِی الْکَعْبَةِ

کعبہ میں نماز پڑھنے کا بیان

جاننا چاہئے کہ دو لفظ بولے جاتے ہیں ایک کعبہ دوسرا قبلہ، قبلہ کے اصل معنی رخ اور کعبہ اس جگہ کا نام ہے جو مسجد حرام میں شہر مکہ میں واقع ہے، اب قبلہ صلوۃ احناف کے نزدیک درحقیقت وہ فضا ہے جو چاروں سمت کے اعتبار سے خانہ کعبہ کی حدود میں محدود ہے، اور پست وبالا کے لحاظ سے تحت الثری سے آسمان تک ہے، لہٰذا اگر عمارت نہ بھی رہے پھر بھی قبلہ باقی رہے گا۔ (درمختار: ۱/ ۴۰۱-۴۰۲)

﴿۶۸۲﴾ صَحَّ فَرْضٌ وَنَفْلٌ فِیْهَا وَکَذَا فَوْقَهَا وَاِنْ لَّمْ یَتَّخِذْ سُتْرَةً لٰکِنَّهٗ مَکْرُوْهٌ لِاِسَاءَةِ الْاَدَبِ بِاسْتِعْلَائِهٖ عَلَیْهَا.

لم یتخذ نفی جحد بلم در فعل مستقبل معروف باب افتعال اتخاذاً مصدر ہے کر دینا، بنا دینا۔ استعلاءٌ باب استفعال کا مصدر ہے بلند ہونا، چڑھ جانا۔

ترجمہ صحیح ہے فرض اور نفل کعبہ میں اور ایسے ہی کعبہ کے اوپر، اگرچہ سترہ نہ قائم کیا ہو لیکن یہ مکروہ ہے بے ادبی کے باعث اس شخص کے اس کے اوپر چڑھنے کی وجہ سے۔

کعبہ کے اندر یا چھت پر نماز پڑھنا

حنفیہ کے نزدیک ہر طرح کی نماز خانہ کعبہ کے اندر جائز ہے، اور اسی طرح اس کی چھت پر بھی نماز پڑھنا کراہت تنزیہی کے ساتھ جائز ہے، اگرچہ نمازی نے اپنے سامنے سترہ قائم نہ کیا ہو حضرت امام شافعی کا مذہب یہ ہے کہ ایسی صورت میں سترہ قائم کرنا ضروری ہے کعبہ کی چھت پر نماز پڑھنا اس وجہ سے مکروہ ہے کیوں کہ کعبہ کی چھت پر چڑھنے میں کعبہ کی تعظیم ختم ہو جاتی ہے، یہاں یہ وضاحت بھی ضروری ہے، کہ کعبہ مشرفہ کے اندر یا اس کی چھت پر تنہا نماز پڑھنے والا شخص کسی جانب بھی رخ کر کے نماز پڑھ سکتا ہے، وہاں رہتے ہوئے ہر جانب اس کے لئے قبلہ ہے۔ (ہدایہ ۱/۱۳)

﴿۶۸۳﴾ وَمَنْ جَعَلَ ظَهْرَهُ إِلَى غَيْرِ وَجْهِ إِمَامِهِ فِيهَا أَوْ فَوْقَهَا صَحَّ وَإِنْ جَعَلَ ظَهْرَهُ إِلَى وَجْهِ إِمَامِهِ لَا يَصِحُّ.

ترجمہ اور جو شخص کرلے اپنی پشت کو اپنے امام کے چہرے کے علاوہ دوسری طرف کعبہ کے اندر یا کعبہ کے اوپر تو اس کی نماز درست ہوگی، اور اگر کرلے اپنی پیٹھ کو اپنے امام کے چہرے کی جانب تو درست نہ ہوگی۔

کعبہ کے اندر یا اوپر نماز باجماعت میں صفوں کی ترتیب

اگر بیت اللہ شریف میں یا اوپر نماز باجماعت ادا کی جائے تو امام اور مقتدیوں کے مقام اور صفوں کی ترتیب کے اعتبار سے کل سات صورتیں نکلتی ہیں، جن میں چھ جائز اور ایک ناجائز ہے تفصیل مندرجہ ذیل ہے۔

(۱) امام دیوار کی جانب پشت کر کے اور مقتدیوں کی طرف چہرہ کر کے کھڑا ہو اور سب مقتدیوں کا رخ امام کی طرف ہو۔

(۲) امام دیوار کی طرف رخ کرے اور سب مقتدی اس کے بالمقابل دوسری دیوار کی طرف رخ کریں گویا کہ امام کی پشت مقتدیوں کی پشت کی طرف اور مقتدیوں کی پشت امام کی پشت کی طرف۔

(۳) مقتدیوں کا رخ امام کی پشت کی طرف ہو جیسا کہ عام جماعت میں ہوتا ہے۔

(۴) سب مقتدی امام کے پہلو بہ پہلو کھڑے ہوں۔

(۵) مقتدیوں کا رخ امام کے دائیں بائیں پہلو کی طرف ہو۔

(۶) امام کا رخ مقتدیوں کے پہلو کی طرف ہو۔

مذکورہ سب صورتوں میں جماعت درست ہے، اس لئے کہ خاص اس رخ میں جس کی طرف امام نماز پڑھ رہا ہے کوئی مقتدی اس رخ میں اس سے آگے نہیں پڑھ رہا ہے، یہاں پہلی صورت میں نماز مکروہ ہوگی کیوں کہ کسی آدمی کی جانب رخ کر کے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے، لیکن اگر درمیان میں کوئی سترہ کر لیا جائے تو یہ کراہت نہ رہے گی۔

(۷) اور اگر امام کا رخ مقتدیوں کی پشت کی طرف ہو تو ان مقتدیوں کی نماز درست نہ ہوگی اس لئے کہ وہ خاص اسی رخ میں امام سے آگے واقع ہو رہے ہیں۔ (کتاب المسائل: ۲۶۳، المغنی فی الفتاوی: ۳۲، مراقی الفلاح: ۲۲۷)

﴿۲۸۴﴾ وَصَحَّ الاقْتِدَاءُ خَارِجَهَا بِإِمَامٍ فِيهَا وَالْبَابُ مَفْتُوحٌ.

ترجمہ اور صحیح ہے اقتداء کعبہ سے باہر اس امام کی جو کعبہ کے اندر ہو اور حال یہ کہ دروازہ کھلا ہوا ہو۔

تشریح یہاں سب سے پہلے یہ بات جان لینی چاہئے کہ کسی بھی امام کی اقتداء درست ہونے کے لئے بہت سی شرائط ہیں، منجملہ ان کے ایک یہ ہے کہ مقتدی کو امام کی نقل و حرکت کا علم ہو کہ اب وہ قیام میں ہے یا رکوع میں یا سجدہ میں ہے، اب صورت مسئلہ یہ ہے کہ امام خانہ کعبہ میں ہو اور دروازہ کھلا ہوا ہے تو جو مقتدی خانہ کعبہ سے باہر ہوں ان کی نماز درست ہو جائے گی، نیز اگر دروازہ بند ہو اور امام کی نقل و حرکت کا علم ہو رہا ہو تو بھی یہ اقتداء درست ہوگی معلوم ہوا کہ "والباب مفتوح" کی قید اتفاقی ہے۔ (مراقی الفلاح: ۲۲۸)

﴿۲۸۵﴾ وَإِنْ تَحَلَّقُوا حَوْلَهَا وَالإِمَامُ خَارِجَهَا صَحَّ إِلَّا لِمَنْ كَانَ أَقْرَبَ إِلَيْهَا فِي جِهَةِ إِمَامِهِ.

تحلقوا فعل ماضی جمع مذکر غائب باب تفعل سے تحلّقا مصدر ہے، حلقہ بنانا۔ حول اطراف چہار جانب کہتے ہیں رأیت الناس حوله و حوالیه میں نے لوگوں کو اس کے چاروں طرف دیکھا۔

ترجمہ اور اگر حلقہ بنائیں کعبہ کے چاروں طرف اور امام باہر ہو خانہ کعبہ سے تو اقتداء صحیح ہے مگر اس شخص کی (اقتداء صحیح نہ ہوگی) جو زیادہ قریب ہو خانہ کعبہ سے (امام کی بہ نسبت) اپنے امام کی جانب میں۔

مسجد حرام میں امام سے آگے اس رخ میں نماز پڑھنا

مسجد حرام میں امام جس جانب امامت کر رہا ہو اس رخ میں امام سے آگے نماز پڑھنے والوں کی نماز درست نہ ہوگی البتہ دوسرے رخ میں اگر بالکل کعبہ شریف کی دیوار کے قریب نماز پڑھے تو بھی کوئی حرج نہیں ہے۔

تنبیہ: آجکل ناواقفیت کی وجہ سے مسجد حرام میں اس مسئلہ میں بڑی کوتاہی ہوتی ہے، امام صاحب دھوپ کے وقت یا زیادہ بھیڑ کی وجہ سے بسا اوقات رکن یمانی اور حجر اسود کے بالمقابل کمرہ (شیشے والے کمرے) کے پیچھے نماز

پڑھاتے ہیں اور بہت سے حضرات اسی جانب آگے مطاف میں نماز کی نیت باندھ لیتے ہیں جو صحیح نہیں ہے، اس لئے امام کی جگہ دیکھ کر ہی وہاں نماز کی نیت باندھنی چاہئے، والیاسنہ ہو کر غفلت کی وجہ سے نماز صحیح نہ ہوگی، نیز حرم شریف کی انتظامیہ کو بھی چاہئے کہ امام جب پیچھے کھڑا ہو تو اس سے آگے رکاوٹ وغیرہ لگا کر نماز پڑھنے سے روکیں تاکہ لوگوں کی نمازیں فاسد ہوں، جیسا کہ کم بھیڑ کے زمانے میں اور تراویح کے دوران یہ انتظام کیا جاتا ہے۔ (کتاب المسائل ۱/۴۴۴)

بَابُ صَلٰوةِ الْمُسَافِرِ (مسافر کی نماز کا بیان)

اسلام نے جن چیزوں کو تخفیف اور سہولت کا سبب قرار دیا ہے ان میں ایک سفر بھی ہے، سفر کی وجہ سے آدمی کو طرح طرح کی مشقتوں کا سامنا کرنا پڑتا ہے، اب اگر سفر میں بھی وہی سب احکامات جاری رہیں جو مقیم ہونے کی حالت میں جاری رہتے ہیں تو اس سے یقیناً تنگی آئے گی، اس لئے لوگوں کی ضرورت کا خیال رکھتے ہوئے شریعت نے مسافروں کو مختلف سہولتیں دی ہیں، تاکہ آسانی کے ساتھ وہ حقوق اللہ ادا کرسکیں، انہی سہولیات میں سے ایک سہولت نماز میں تخفیف بھی ہے، سفر کے دوران چار رکعت والی نماز کو صرف دو رکعت پڑھنے کا حکم ہے، حنفیہ کے نزدیک یہ قصر کرنا صرف مباح ہی نہیں بلکہ واجب ہے، حتی کہ اگر کوئی مسافر دو کے بجائے چار فرض ادا کرے گا تو گناہ گار ہوگا اور بعض صورتوں میں اس کی نماز بھی واجب الاعادہ ہوگی آداب سفر میں سے یہ کہ (۱) جمعرات کے دن سفر کی ابتداء پسندیدہ ہے، (۲) صبح سویرے سفر کرنا مبارک ہے، (۳) جب سفر میں کئی ساتھی ہوں تو بہتر یہ ہے کہ ان میں سے جو شخص سب سے زیادہ معاملہ فہم ہو اسے امیر بنالیا جائے، (۴) سفر کے لئے گھر سے نکلنے سے پہلے دو رکعت نفل پڑھنا مسنون ہے، (۵) اگر کوئی دشواری اور عذر نہ ہو تو سفر میں بیوی کو ساتھ لیجانا مسنون ہے، (۶) جب کام پورا ہو جائے تو جلد از جلد سفر سے واپس ہو جانا چاہئے (۷) سفر سے واپسی پر گھر والوں کے لئے کچھ تحفہ یا ہدیہ لانا مسنون ہے، (۸) سفر سے واپسی پر معانقہ مسنون ہے (۹) واپس ہو کر اولاً مسجد میں جاکر یا اپنے گھر دو رکعت نماز پڑھنا مسنون ہے، (۱۰) سفر کی حالت میں ذکر واذکار تلاوت اور دینی مطالعہ میں وقت گذارنا چاہئے۔ تلک عشرة کاملة. (کتاب المسائل: ۵۱۰)

﴿۲۸۶﴾ أَقَلُّ سَفَرٍ تَتَغَيَّرُ بِهِ الْأَحْكَامُ مَسِيْرَةُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ مِنْ أَقْصَرِ أَيَّامِ السَّنَةِ بِسَيْرٍ وَسَطٍ مَعَ الْاِسْتِرَاحَاتِ وَالْوَسَطُ سَيْرُ الْإِبِلِ وَمَشْيُ الْأَقْدَامِ فِي الْبَرِّ وَفِي الْجَبَلِ بِمَا يُنَاسِبُهُ وَفِي الْبَحْرِ اِعْتِدَالُ الرِّيْحِ.

تتغیر فعل مضارع معروف باب تفعّل تغیّراً (م) سے بدلنا۔ مسیرۃ مصدر ہے باب ضرب کا، جانا چلنا سفر کرنا، مراد ہے مسافت۔ اقصر اسم تفضیل ہے، باب (ن) قصراً (م) سے، چھوٹا ہونا۔ استراحات استراحة کی جمع ہے استراح یستریح استراحة باب استفعال سے آرام کرنا۔ سیر الابل اونٹ کی رفتار۔ مشی الاقدام

پیدل کی چال۔

ترجمہ سب سے کم سفر کہ بدل جائیں اس کے ذریعہ سے احکام مسافت تین دن کی ہے، سال کے سب سے چھوٹے دنوں سے درمیانی رفتار کے ساتھ آرام کرتے ہوئے اور درمیانی چال اونٹ کی چال ہے، اور پیدل کی چال خشکی میں اور پہاڑ میں اس چیز کی رفتار جو مناسب ہو پہاڑی علاقہ کے اور سمندر میں ہوا کے معتدل اور مناسب ہونے سے۔

تشریح ثلاثة یہ اس سفر کی مقدار کا بیان ہے جس کی وجہ سے نماز میں قصر کیا جائے گا اور جس کی وجہ سے افطار کرنا جائز ہوگا اور موزوں پر مسح کرنا تین دن اور تین رات جائز ہوگا اور قربانی ساقط ہو جائے گی۔ (طحطاوی/۲۲۹)

امام فقہ میں مسافت سفر کا اندازہ میلوں یا کلومیٹر پر نہیں بلکہ تین دن تین رات کی معمولی پیدل مسافت پر ہے۔

وسط اس جگہ میں درمیانی چال کا اعتبار کیا جائے گا لہذا اگر کوئی شخص ضرورت کی بنا پر تیز چلے جیسے ڈاک وغیرہ پہنچانے کی وجہ سے یا بعض لوگوں کی عادت تیز چلنے ہی کی ہوتی ہے تو ان لوگوں کی چال کا اعتبار نہیں کیا جائے گا بلکہ اگر یہ لوگ تین دن کی سفر کی مقدار ایک دن میں طے کرلیں تو یہ لوگ بھی نماز قصر پڑھیں گے۔

الاستراحات سفر میں کھانے پینے اور سونے کی بھی ضرورت پڑتی ہے اس لئے ان ضروریات کے مواقع کو بھی اس مدت میں شمار کیا جائے گا، اور آرام کے ساتھ ان تمام چیزوں کو پورا کرنے کے بعد آدمی ایک دن میں جتنی مسافت طے کرلے گا اس کا اعتبار ہوگا، اور اس چال میں اونٹ کی چال معتبر ہوگی، جو معتدل رفتار سے خشکی میں چلتا ہے۔

فی الجبل یہ حکم اس جگہ کا ہے جو ہموار نہیں ہے، یعنی پہاڑ چونکہ پہاڑوں میں بعض مواقع ایسے ہوتے ہیں کہ جہاں سے گزرنا دشوار ہوتا ہے، اور بعض جگہیں ایسی ہوتی ہیں کہ جہاں اوپر چڑھنا پڑتا ہے، اور اس چڑھنے میں زیادہ دیر لگتی ہے، اور بعض جگہیں ایسی ہوتی ہیں کہ جہاں پر اتار ہوتا ہے، وہاں پر جلدی سے سفر طے ہو جاتا ہے، لہذا ایسی جگہوں میں اس چال کا اعتبار ہوگا جو اس جگہ کے مناسب ہو۔

فی البحر اب یہاں سے سمندر کا حکم بیان کر رہے ہیں اس لئے کہ بعض مرتبہ ہوا کشتی کے موافق ہوتی ہے اس وقت سفر زیادہ طے ہوتا ہے، اور بعض مرتبہ ہوا کشتی کے موافق نہیں ہوتی، وہاں پر اس مدت کا سفر گھنٹوں میں طے ہوتا ہے، اس وجہ سے اس کے حکم کو بیان کرنا ضروری تھا لہذا یہ حکم بیان کیا کہ اس میں معتدل ہواؤں کا اعتبار ہوگا۔ (طحطاوی: ۲۲۹)

خلاصہ یہ ہے کہ اس عبارت میں سفر شرعی کی تعریف کا بیان ہے کہ پیدل آدمی یا اونٹ کی رفتار سے بحد حوائج بشریہ (جیسے کھانا پینا آرام کرنا وغیرہ) بضروریات شرعیہ (نماز وغیرہ) کا لحاظ رکھتے ہوئے تین دن اور تین رات میں جتنی مسافت با آسانی طے کی جا سکے اس پر سفر شرعی کا اطلاق ہوتا ہے، اور چونکہ پیدل سفر کو روزانہ خیال کرتے ہوئے چھ ساعت گھنٹہ سے زیادہ کا نہیں ہوتا اس بنا پر تین دن تین رات میں سفر کی مقدار کا اندازہ ۱۸ گھنٹوں سے ۲۱ گھنٹوں تک کا لگایا جانے لگا، فقہ میں مسافت سفر کا اندازہ میلوں یا کلومیٹر پر نہیں بلکہ تین دن رات کی معمولی پیدل مسافت پر ہے، اب یہ

مسافت کس قدر ہو سکتی ہے؟ اس بارے میں اکابر علماء ہند و مفتیان کرام کی رو سے ۴۸ میل انگریزی کی ہے، جس کی مقدار کلو میٹر کے اعتبار سے تقریباً سواستتر کلو میٹر بنتی ہے، تاہم بعض محققین نے ۵۴ میل شرعی والے فقہی قول پر فتویٰ دیا ہے، جس کی مقدار کلو میٹر کے اعتبار سے ۸۲ کلو میٹر ۲۹۶ میٹر بنتی ہے۔ (کتاب المسائل ۱/۵۱۲)

﴿۶۸۷﴾ فَيَقْصُرُ الْفَرْضَ الرُّبَاعِيَّ مَنْ نَوَى السَّفَرَ.

یَقْصُرُ فعل مضارع معروف باب (ن) قصراً مصدر ہے، شرعی رخصت کی بنا پر چار رکعت والی نماز کو دو رکعت پڑھنا قصر کرنا۔

ترجمہ چنانچہ قصر کرے گا چار رکعت والی فرض نماز میں وہ شخص جو سفر کی نیت کرے۔

قصر کا حکم

جو شخص مسافر شرعی بن جائے اس پر شرعاً لازم ہے کہ وہ چار رکعت والی نماز میں دو رکعت ہی پڑھے جب کہ وہ تنہا یا امام بن کر نماز پڑھے۔

فوائد قیود: صاحب کتاب نے فرضوں سے قصر کی بات کی ہے اس سے یہ معلوم ہوا کہ سنن و نوافل میں قصر نہیں ہے، اسی طرح رباعی کے ساتھ مقید کر دیا اس سے معلوم ہوا کہ تین رکعات اور دو رکعت والی نماز میں قصر نہیں ہے، اور مصنف کی عبارت میں من نوی السفر سے معلوم ہوا کہ شرعی طور پر مسافر وہی شخص قرار دیا جائے گا جو سفر شرعی کی نیت سے سفر کا آغاز کرے بلا نیت سفر کرنے والے پر مسافر شرعی کا اطلاق نہ ہوگا۔ (مراقی الفلاح: ۲۳۰)

مسافر کے لئے سنن و نوافل کا حکم

ائمہ ثلاثہ فرماتے ہیں کہ مسافر کو سنن مؤکدہ پڑھنی چاہئے اور ائمہ احناف سے اس مسئلہ میں کچھ مروی نہیں نہ امام صاحب سے نہ صاحبین سے اور متاخرین احناف نے مسئلہ یہ بیان کیا ہے کہ حالت قرار میں سنتیں پڑھے، اور حالت فرار میں نہ پڑھے مثلاً ایک شخص روڈکی سے مراد آباد گیا اور وہ وہاں پہنچ کر ٹھہر گیا، اور مطمئن ہو گیا کہ آگے روانگی یا واپسی دو دن کے بعد ہوگی تو یہ حالت قرار ہے ایسی صورت میں سنتیں پڑھنی چاہئیں، اور اگر سفر جاری ہے گاڑی میں نماز پڑھ رہا ہے، یا اسٹیشن پر نماز پڑھ رہا ہے، اور گاڑی آنے والی ہے تو یہ حالت فرار ہے، اس حالت میں سنتیں نہ پڑھے اور استاذ محترم حضرت اقدس جناب مولانا مفتی سعید احمد صاحب دامت برکاتہم نے ایک بات تحریر کی لکھی ہے کہ سفر شروع کرنے سے پہلے اور سفر ختم کرنے کے بعد متصلاً جو حالت ہے وہ بھی حالت فرار ہے، مثلاً ایک شخص سہارنپور سے میرٹھ گیا وہاں جا کر ٹھہر گیا تو یہ حالت قرار ہے، مگر وہ تھکا ہوا ہے نیند کا غلبہ ہے، اور نماز بھی پڑھنی ہے تو وہ صرف فرض پڑھ

نے سنتیں نہ پڑھے اسی طرح روانگی کا وقت ہے سامان تیار کرتا ہے اسٹیشن پہنچ کے ٹکٹ لیتا ہے اور نماز کا وقت آگیا تو فرض نماز پڑھ لینا کافی ہے سنت نہ پڑھے تو کوئی حرج نہیں ہے۔ (تحفۃ الالمعی: ۲/۲۹ ۴)

﴿۲۸۸﴾ وَلَوْ كَانَ عَاصِيًا بِسَفَرِهِ.

عاصیا اسم فاعل باب (ض) مَعْصِيَةً وعِصْيَانًا مصدر ہے نافرمانی کرنا حکم کی خلاف ورزی کرنا۔

ترجمہ اور اگرچہ گناہ گار ہی ہو اپنے سفر میں (کسی جرم شرعی کے لئے ہی یہ سفر کر رہا ہو)

گناہ کے ارادے سے سفر کرنا بھی موجب تخفیف ہے

سفر کرنا مسافر کے لئے موجب تخفیف ہے، حتی کہ اگر کوئی شخص کسی گناہ کے ارادہ سے سفر کرے تو اس پر بھی نمازیں قصر کرنے کا حکم ہوگا، یعنی اگر کوئی اس ارادے سے سفر کرے کہ میں زنا کروں گا یا وہاں پہنچ کر چوری کروں گا تو ایسے مجرم کے لئے بھی حنفیہ کے نزدیک قصر کرنا لازم ہے۔ (درمختار زکریا: ۲/۳ ۶۰، ہندیہ: ۱/۱۳۹، کتاب المسائل: ۵۱۳)

﴿۲۸۹﴾ إِذَا جَاوَزَ بُيُوْتَ مَقَامِهِ وَجَاوَزَ أَيْضًا مَا اتَّصَلَ بِهِ مِنْ فِنَائِهِ وَإِنِ انْفَصَلَ الْفِنَاءُ بِمَزْرَعَةٍ أَوْ قَدْرِ غَلْوَةٍ لَا يُشْتَرَطُ مُجَاوَزَتُهُ.

جاوز فعل ماضی معروف باب مفاعلہ مُجَاوَزَةً مصدر ہے گزرنا، پار کرنا۔ اتصل ماضی معروف اِتِّصَالًا مصدر ہے ملنا۔ مَزْرَعَة کھیت، فارم (وہ زمین جس میں کاشت ہو) زمین، جائداد جمع مَزَارِع غلوة تین سو ہاتھ سے چار سو ہاتھ تک کا فاصلہ جمع غِلَاءٌ وغَلَوَاتٌ.

ترجمہ جب گزر جائے اپنے مقام کے مکانات سے اور نیز گزر جائے اس مقام کے فناء سے جو اس مقام سے متصل ہے، اور اگر دور ہو فنا ایک کھیت یا ایک غلوہ (تین سو اور چار سو قدم کے بیچ میں ہوتی ہے) کی مقدار اس مقام سے تو اس سے گزر جانا شرط نہیں۔

مسافت سفر کا اعتبار کہاں سے ہوگا

جب مسافر سفر کی نیت سے اپنی جائے قیام کی آبادی اور اس کے ملحقات سے آگے بڑھے گا تو اس پر قصر کے احکامات شروع ہوں گے محض گھر یا محلہ سے نکلنے سے وہ مسافر نہ سمجھا جائے گا۔ (کتاب المسائل: ۵۱۳)

بڑے شہروں سے سفر شروع کرنے والا کہاں سے مسافر بنے گا

بڑے شہروں (جن کی آبادی میلوں تک پھیلی ہوئی ہے) سے جو شخص سفر شروع کرے تو وہ اس وقت سے مسافر شمار

ہوگا جب کہ اس شہر کی عرفی وحقیقی حدود سے باہر نکل آئے اگر چہ آبادی کا اتصال ختم نہ ہو مثلاً دلی سے غازی آباد کی طرف سفر کرنے والا جب غازی آباد کی حدود میں داخل ہوگا اسی وقت سے مسافر سمجھا جائے گا حالانکہ دلی اور غازی آباد کی آبادیاں متصل ہو چکی ہیں، یہی حال دوسری جانب لونی نوئیڈا اور فرید آباد وغیرہ کا ہے۔ (فتاویٰ رحیمیہ: ۳۶۳، احسن الفتاویٰ ۴/۷۳)

یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ آبادی سے ملحق اسٹیشن ائر پورٹ اور بس اسٹینڈ وغیرہ سب شہر ہی کے حکم میں ہیں یہ لہذا وہاں سے سفر شروع کرنے والا یا واپس آنے والا ان جگہوں پر قصر نہیں کرے گا لیکن اگر یہ جگہیں آبادی سے فاصلہ پر ہوں جیسا کہ آج کل بعض شہروں کے ائیر پورٹ آبادی سے کافی دوری پر واقع ہوتے ہیں تو پھر آدمی حدود شہر سے نکلتے ہی مسافر ہو جائے گا، اور ائیر پورٹ وغیرہ پر قصر کرے گا۔

وان الفصل الخ سے بیان کر رہے ہیں کہ اگر کسی شہر کی آبادی اور فناء شہر کے درمیان ایک غلوہ یعنی چار سو ہاتھ تقریباً پاؤ کلومیٹر کا فاصلہ ہو یا کھیت کا فاصلہ ہو تو فناء شہر سے تجاوز کرنے کا اعتبار نہ ہوگا بلکہ شہر کی آبادی سے تجاوز کرنے کا اعتبار ہوگا اور اگر ایک غلوہ کا فاصلہ نہیں ہے یا کھیت کا فاصلہ نہیں ہے تو فناء شہر سے تجاوز کرنا معتبر ہو جائے گا۔ (قاضی خان علی الہندیہ: ۱/۱۶۵)

﴿۱۹۰﴾ وَالفِنَاءُ المَكَانُ المُعَدُّ لِمَصَالِحِ البَلَدِ كَرَكْضِ الدَّوَابِّ وَدَفْنِ المَوْتٰى.

المعد اسم مفعول باب افعال اعداد مصدر ہے تیار کرنا، مہیا کرنا۔ مصالح البلد ملکی مفاد اور مصالح مَصْلَحَة کی جمع ہے انتظامی شعبہ جس کے تحت مخصوص کام ہوں جیسے انکم ٹیکس کا محکمہ پاسپورٹ کا محکمہ وغیرہ۔ رکض باب (ن) کا مصدر ہے کہا جاتا ہے، رکض الدابة دوڑانے کے لئے جانور کو ایڑ لگانا، مہمیز مار کر دوڑانا۔

ترجمہ اور فناء وہ جگہ ہے جو بنائی گئی ہو شہر کی ضرورتوں کے لئے مثلاً گھوڑوں کے دوڑانے اور مردوں کے دفن کرنے کے لئے

فناء شہر کی تعریف

فناء شہر کا اطلاق آبادی کے ارد گرد ان جگہوں پر ہوتا ہے جن سے شہر کی ضروریات وابستہ ہوتی ہیں مثلاً متعلق کارخانے ملحق ایر پورٹ ریلوے اسٹیشن گھوڑ دوڑ کا میدان اور قبرستان وغیرہ اور فناء شہر کا رقبہ شہر کے بڑے چھوٹے ہونے کے اعتبار سے مختلف ہو سکتا ہے۔ (شامی مصری: ۱/۷۲۹، شامی زکریا: ۲/۵۹۹، کتاب المسائل: ۳۲۴)

﴿۱۹۱﴾ وَيُشْتَرَطُ لِصِحَّةِ نِيَّةِ السَّفَرِ ثَلَاثَةُ اَشْيَاءَ الاِسْتِقْلَالُ بِالحُكْمِ وَالبُلُوْغُ وَعَدَمُ نُقْصَانِ مُدَّةِ السَّفَرِ عَنْ ثَلَاثَةِ اَيَّامٍ.

الاستقلال خود مختاری خود اختیار یت باب استفعال کا مصدر ہے کہا جاتا ہے استقل فلانٌ و استقل بامرہ مستقل بالذات ہونا خود مختار ہونا۔

ترجمہ اور شرط لگائی ہے سفر کی نیت کے صحیح ہونے کے لئے تین چیزوں کی حکم میں مستقل ہونا اور بالغ ہونا اور سفر کی مدت کا تین دن سے کم نہ ہونا۔

شرائط نیت

سفر کی نیت کے صحیح ہونے کے لئے تین چیزیں ضروری ہیں، اگر وہ پائی گئیں تو سفر کی نیت صحیح ہوگی ورنہ نہیں (۱) مسافر اپنے ارادے کا خود حق ہو۔ (۲) سفر کرنے والا بالغ ہو، (۳) سفر کی مدت تین دن سے کم نہ ہو تفصیل آگے آرہی ہے۔

﴿۶۹۲﴾ فلا یقصر من لم یجاوز عمران مقامہ.

ترجمہ چنانچہ قصر نہیں کرے گا وہ شخص جو آگے نہ بڑھا ہو اپنے مقام کی آبادی سے۔

تشریح ماقبل میں مسافر شرعی بننے کے لئے چار شرائط کو بیان کیا ہے، ایک شرط اذا جاوز الخ سے بیان کی ہے، اور باقی تین شرطیں اوپر والے مسئلہ میں ہیں، اب یہاں سے شرط اول پر تفریع کا بیان ہے، اور مطلب یہ ہے کہ جو شخص اپنے جائے قیام کی آبادی اور اس کی ملحقات سے آگے نہ بڑھے تو اس پر قصر کے احکامات لاگو نہیں ہوں گے۔

﴿۶۹۳﴾ او جاوز وکان صبیاً.

ترجمہ یا آگے تو بڑھ گیا ہو اور (لیکن) بچہ ہو۔

تشریح یہ عبارت شرط ثالث یعنی البلوغ پر متفرع ہے، اور صورت مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص اپنی جائے قیام کی آبادی اور اس کے ملحقات سے تجاوز تو کر گیا مگر نابالغ ہے، وہ بچہ مسافر نہ ہوگا، اور اگر نابالغ بچہ سفر کے دوران بالغ ہو جائے تو جس جگہ بالغ ہوا ہے وہاں سے منزل مقصود کی مسافت دیکھی جائے گی، اگر وہ مسافت سفر کے بقدر ہے تو وہ بچہ مسافر شرعی ہوگا ورنہ نہیں۔ (حاشیہ علی الہندیہ: ۱/ ۱۴۸، حلبی کبیر: ۵۳۲)

﴿۶۹۴﴾ او تابعا لم ینو متبوعہ السفر کالمرأة مع زوجھا والعبد مع مولاہ والجندی مع امیرہ.

ترجمہ یا تابع ہو کہ نہ نیت کی ہو اس کے متبوع نے سفر کی جیسے عورت اپنے شوہر کے ساتھ اور غلام اپنے آقا کے ساتھ اور فوجی اپنے سردار کے ساتھ۔

تشریح یہ عبارت شرط ثانی یعنی الاستقلال بالحکم پر متفرع ہے، یعنی وہ شخص بھی مسافر نہ سمجھا جائے گا

جو اپنے ارادہ کا خود مختار نہ ہو بلکہ وہ حکم میں کسی کے تابع ہو، مثلاً بیوی غلام خادم وغیرہ یہ لوگ اگر اپنے طور پر کسی جگہ کے سفر کا ارادہ کر لیں تو ان کی نیت کا کوئی اعتبار نہیں بلکہ یہ لوگ جس کے تابع ہیں اس کی نیت معتبر ہے۔
یہاں یہ بات بھی یاد رکھنی چاہئے کہ متن میں عورت سے مراد وہ عورت ہے جس کو مہر ادا کر دیا گیا ہو اور اگر ادا نہ کیا ہو تو وہ سفر میں جانے سے انکار کر سکتی ہے، اس لئے وہ شوہر کے تابع نہ سمجھی جائے گی اسی طریقہ سے غلام سے مراد مکاتب کے علاوہ تمام قسم کے غلام جیسے ام ولد مدبر وغیرہ ہیں کیوں کہ مکاتب اپنے آقا کی اجازت کے بغیر بھی سفر کر سکتا ہے۔
(مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۲۳۱)

﴿۲۹۵﴾ اَوْ نَاوِيًا دُوْنَ الثَّلَاثَةِ.

ترجمہ: یا نیت کرنے والا تین دن سے کم کی۔
تشریح: اس عبارت کا تعلق شرط چہارم سے ہے یعنی سفر کی مدت تین دن سے کم نہ ہو لہٰذا اگر سفر کی مدت تین دن سے کم ہو گی تو وہ مسافر نہ مانا جائے گا۔

﴿۲۹۶﴾ وَتُعْتَبَرُ نِيَّةُ الْاِقَامَةِ وَالسَّفَرِ مِنَ الْاَصْلِ دُوْنَ التَّبَعِ اِنْ عَلِمَ نِيَّةَ الْمَتْبُوْعِ فِى الْاَصَحِّ.

ترجمہ: اور اعتبار کیا جاتا ہے ٹھہرنے اور سفر کرنے کی نیت میں اصل کا نہ کہ تابع کا اگر معلوم ہو جائے اصل کی نیت صحیح ترین قول میں۔
تشریح: صاحب کتاب اس عبارت میں یہ بیان کر رہے ہیں کہ ٹھہرنے اور سفر کرنے میں اصل یعنی شوہر آقا سردار وغیرہ کا اعتبار ہوگا، لہٰذا تابع یعنی بیوی غلام نوکر پر لازم ہے کہ وہ اصل کا ارادہ معلوم کرنے کی کوشش کرتا رہے اس پر بھی اگر یہ معلوم نہ کر سکے اور اصل کے ارادے کے برخلاف یہ قصر کرتا رہے تو اس کی نماز درست ہے، خلاصہ یہ نکلا کہ جو شخص اپنے ارادہ کا خود مختار نہ ہو اس کی نیت کو کوئی اعتبار نہیں بلکہ وہ جس کے تابع ہے اس کی نیت معتبر ہے۔
(عالمگیری: ۱/۱۴۱)

تابع کو متبوع کی نیت کا علم نہ ہو سکا

اگر کسی جگہ متبوع نے اقامت کی نیت کر لی لیکن تابع حالت سفر سمجھ کر قصر کرتا رہا بعد میں اسے متبوع کی نیت کا علم ہوا تو اس نے جو نمازیں قصر پڑھی ہیں انہیں دہرانے کا حکم نہیں دیا جائے گا یعنی لاعلمی کی حالت میں اسے مقیم قرار نہیں دیں گے۔ (عالمگیری: ۱/۱۴۱)

﴿۱۹۷﴾ وَالْقَصْرُ عَزِيْمَةٌ عِنْدَنَا.

عزیمة باب (ضرب) کا مصدر ہے، ضروری اور لازم ہو جانا، عزیمة یہ رخصة کی ضد ہے وہ کام جس کا کیا جانا لازم ہو۔

ترجمہ اور ہمارے نزدیک قصر ہی اصل حکم ہے۔

قصر عزیمت ہے یا رخصت

اصطلاح فقہاء میں دو لفظ بولے جاتے ہیں عزیمت یعنی اصلی فریضہ اور رخصت یعنی رعایت پھر رخصت کی دو قسمیں ہیں ایک حقیقی دوسرے مجازی رخصت مجازی کو رخصت ترفیہ بھی کہتے ہیں، اس رخصت کو مجازی اس لئے کہا جاتا ہے کہ درحقیقت اس موقع پر اصلی فرض یہی ہوتا ہے چونکہ بظاہر تخفیف پائی جاتی ہے، اس لئے اس کو رخصت کہتے ہیں (تفصیل نورالانوار میں آئیگی)

اس کے بعد جاننا چاہئے کہ الاقتصار، التقصیر اور القصر تینوں مترادف الفاظ ہیں اور فصیح ترین لفظ تیسرا ہے، اور زیادہ تر وہی استعمال ہوتا ہے، سفر شرعی میں قصر یعنی رباعی نماز میں دو رکعتیں پڑھنا بالاتفاق جائز ہے پھر اتمام کے جائز ہونے اور نہ ہونے میں اختلاف ہے، یعنی سفر میں رباعی نماز پوری پڑھ سکتے ہیں یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے، حنفیہ کے نزدیک قصر واجب ہے، اور قصر، قصر اسقاط ہے، پس پوری نماز پڑھنا جائز نہیں اور ائمہ ثلاثہ کے نزدیک قصر قصر ترفیہ ہے، پس اتمام بھی جائز ہے پھر امام شافعی فرماتے ہیں قصر اور اتمام یکساں ہیں کوئی اولیٰ یا غیر اولیٰ نہیں اور امام مالک واحمد فرماتے ہیں قصر افضل ہے اور اتمام جائز ہے۔

فائدہ: مغرب میں بھی قصر ممکن ہے تین کے بجائے دو پڑھی جائیں مگر اس میں قصر نہیں کیونکہ وہ دن کا وتر ہے اور عشاء کے بعد جو وتر ہیں وہ رات کے وتر ہیں اور جب یہ دونوں نماز یں وتر ہیں تو ایک دوسرے کے انداز پر ہونی چاہئیں۔

﴿۱۹۸﴾ فَاِذَا اَتَمَّ الرُّبَاعِيَّةَ وَقَعَدَ الْقُعُوْدَ الْاَوَّلَ صَحَّتْ صَلوٰتُهٗ مَعَ الْكَرَاهَةِ وَاِلَّا فَلَا تَصِحُّ اِلَّا اِذَا نَوَى الْاِقَامَةَ لَمَّا قَامَ لِلثَّالِثَةِ.

ترجمہ پھر جب پوری پڑھ لے چار رکعت والی نماز کو اور بیٹھ جائے پہلے قعدہ میں تو صحیح ہو جائیگی اس کی نماز کراہت کے ساتھ ورنہ تو صحیح نہیں ہوگی مگر جبکہ ارادہ کر لے ٹھہرنے کا تیسری رکعت کے لئے کھڑے ہونے کے وقت۔

مسافر کا چار رکعت پڑھنا

اگر کوئی مسافر بھولے سے یا جان بوجھ کر چار رکعت پڑھ لے تو اس میں یہ تفصیل ہے کہ اگر پہلے قعدہ پر بقدر تشہد

بیٹھا ہے تو اس کی نماز کراہت کے ساتھ ادا ہو جائے گی یعنی دو رکعت فرض اور دو رکعت نفل ہوں گی اور ترک واجبات کی وجہ سے سجدہ سہو کرنا پڑے گا اور اگر پہلے قعدہ میں نہیں بیٹھا تو اس مسافر کی نماز درست نہ ہوگی یعنی فرض ادا نہ ہوگا بلکہ یہ تمام رکعتیں نفل ہو جائیں گی۔ الا اذا نوی الخ فرماتے ہیں کہ اگر کسی مسافر شرعی نے نماز کے دوران تیسری رکعت کو سجدہ کے ساتھ مقید کرنے سے پہلے کسی جگہ اقامت کی نیت کرلی تو اس کی نیت معتبر ہے اور وہ اب بجائے دو رکعت کے چار رکعت پوری کرے اور اگر تیسری رکعت کا سجدہ کرنے کے بعد نیت کرے تو اب تینوں رکعتیں نفل ہو گئیں، اب ان کے ساتھ ایک اور ملالے تاکہ تمام نفلیں بن جائیں۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۲۳۱)

﴿۲۹۹﴾ وَلَا يَزَالُ يَقْصُرُ حَتَّى يَدْخُلَ مِصْرَهُ أَوْ يَنْوِيَ إِقَامَتَهُ نِصْفَ شَهْرٍ بِبَلَدٍ أَوْ قَرْيَةٍ وَقَصَرَ إِنْ نَوَى أَقَلَّ مِنْهُ أَوْ لَمْ يَنْوِ وَبَقِيَ سِنِيْنَ.

تشریح: اور مسافر برابر قصر کرتا رہے گا یہاں تک کہ داخل ہو جائے اپنے شہر میں یا نیت کرلے اپنے ٹھہرنے کی پندرہ دن کسی شہر یا کسی گاؤں میں اور قصر ہی کرتا رہے گا اگر نیت کرے اس سے کم یا نیت ہی نہ کرے اور برسوں رہ جائے۔

قصر کا حکم کب تک رہے گا

ماقبل میں یہ بات آچکی ہے کہ جب کوئی شخص آبادی سے باہر نکل جائے سفر شرعی کے ارادہ سے تو اب اس مسافر پر قصر کرنا واجب ہوگا، اب یہاں یہ بیان کر رہے ہیں کہ سفر کا یہ حکم اس وقت تک باقی رہے گا جب تک کہ وہ اپنے وطن نہ لوٹ آئے یعنی اس جگہ پہنچنے پر وہ مقیم قرار پائے گا جہاں سے آگے بڑھنے پر اسے مسافر قرار دیا گیا تھا یعنی اس شہر سے ملحق متصل آبادی تک پہنچ جائے یا کسی شہر یا گاؤں میں پندرہ دن یا اس سے زیادہ قیام کی نیت نہ کرے جب پندرہ دن یا اس سے زیادہ قیام کی نیت کرے گا تو سفر کا حکم ختم ہو جائے گا اور یہ شخص مقیم کہلائے گا اور اگر کسی جگہ جاکر ابتداءً پندرہ دن سے کم قیام کی نیت کرے تو ایسا شخص مسافر ہی رہے گا، اور صاحب کتاب او لم ینو سے بلانیت طویل قیام کے حکم کو بیان کر رہے ہیں، فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص کسی جگہ جاکر ابتداءً پندرہ دن سے کم قیام کی نیت کرے اور پھر یہ قیام وقتی عوارض کی وجہ سے بڑھتا چلا جائے اور کسی بھی مرحلہ میں پندرہ دن مسلسل قیام کی نیت نہ ہو سکے تو ایسا شخص مسافر ہی رہے گا، اور قصر کرے گا خواہ کتنی مدت ہو جائے، یہاں یہ بھی ذہن نشین رہے کہ اگر کوئی شخص سفر کے دوران اپنے وطن اصلی سے گزرے تو وہ شہر میں داخل ہوتے ہی مقیم ہو جائے گا خواہ وہاں رکنے کا ارادہ ہو یا نہ ہو اور جس جگہ جا رہا ہے اگر وہ وطن اصلی سے مسافت سفر سے کم پر ہے تو وہاں پہنچنے تک مقیم ہی رہے گا، اور اگر وہ جگہ مسافت سفر پر واقع ہے تو پھر وطن اصلی کی آبادی سے نکلنے کے بعد مسافر ہو جائے گا۔

﴿۴۰۰﴾ وَلَا تَصِحُّ نِيَّةُ الْإِقَامَةِ بِبَلْدَتَيْنِ لَمْ يُعَيِّنِ الْمَبِيتَ بِأَحَدِهِمَا.

ترجمہ اور صحیح نہیں ہے ٹھہرنے کی نیت دو شہروں میں کہ مقرر نہ کرے رات گزارنے کو ان دونوں میں سے کسی ایک میں۔

دو جگہ اقامت کی نیت

مسافر کی طرف سے نیت اقامت معتبر ہونے کے لئے یہ ضروری ہے کہ جس جگہ ٹھہرنے کا ارادہ ہے وہ ایک ہو لہٰذا اگر الگ الگ مقامات پر پندرہ دن ٹھہرنے کا ارادہ کیا تو وہ معتبر نہ ہوگا اس کی تفصیل یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے یہ نیت کی کہ پندرہ دن میں مجموعی طور پر دو مقامات پر رہوں گا، کبھی یہاں اور کبھی وہاں تو اگر یہ مقامات الگ الگ آبادیوں کی حیثیت میں ہوں مثلاً سہارنپور اور روڑکی تو ایسا شخص مقیم نہیں ہوگا بلکہ دونوں جگہ قصر کرے گا، البتہ اگر ان دو مقامات میں اتصال ہو مثلاً بڑے شہروں کی دو الگ الگ کالونیوں میں یا ملحق آبادیوں میں مجموعی طور پر پندرہ دن گزارنے کی نیت ہو جیسا کہ بعض جماعتیں بڑے شہروں میں جاتی ہیں اور طویل مدت تک الگ الگ مساجد اور محلوں میں کام کرتی ہیں تو ان پر مقیم کے احکامات جاری ہوں گے، اور اتمام ضروری ہوگا۔ (عالمگیری: ۱/۱۴۰)

تنبیہ: عربی متون وشروحات میں منٰی اور مکہ مزدلفہ اور مکہ کو الگ الگ جگہ قرار دیا گیا ہے، یہ قدیم زمانہ کے اعتبار سے ہے، آج کل مکہ کی آبادی منٰی سے متصل ہو چکی ہے ۱۴۲۰ھ کے موسم حج میں مدرسہ صولتیہ کی زیر نگرانی پاکستان اور ہندوستان کے مفتیان کرام اور علماء عظام کی ایک جماعت نے تسلسل آبادی اور اتصال آبادی کا خود مشاہدہ فرمایا اور سب لوگ متفقہ طور پر اسی نتیجہ پر پہنچے کہ منٰی مکۃ المکرمہ کا ایک محلہ اور ایک جزء ہے، لہٰذا آٹھویں ذی الحجہ کو مکۃ المکرمہ سے حجاج کرام کے منتقل ہونے کے بعد یہ نہیں سمجھا جائے گا کہ مکہ مکرمہ سے الگ کسی اور مقام میں حاجیوں کا قیام ہوا ہے، بلکہ قیام منٰی سفر وحضر اور نمازوں کے اتمام اور قصر کے معاملے میں قیام مکہ کی طرح ہے، پھر ۳/سال کے بعد ۱۴۲۳ھ میں علماء کرام نے مشاہدہ کیا تو دیکھنے میں آیا کہ مکۃ المکرمہ کا مشہور بازار اور محلہ عزیزیہ کی آبادی بہت تیزی سے بڑھتی ہوئی حدود مزدلفہ تک پہنچ گئی ہے، دائرہ مزدلفہ کے اندر بھی کچھ عمارتیں بن گئی ہیں، اس لئے مفتیان کرام نے فتاوی جاری کیا ہے کہ اب مزدلفہ بھی منٰی کی طرح مکۃ المکرمہ کا جزء بن کر اسی کی آبادی میں شامل ہو چکا ہے، اس لئے حجاج کرام کا مزدلفہ میں قیام اور رات گزارنا نمازوں میں قصر اور اتمام کے مسئلہ میں ایسا ہی ہے جیسا کہ مکۃ المکرمہ میں گزارا ہو۔
(مستفاد از انوار رحمت/۱/۱۷۵)

رات کے قیام کا اعتبار ہے

اگر کسی شخص نے نیت کی کہ میں یہاں پر پندرہ رات گزاروں گا اور اس کی نیت یہ ہے کہ دن میں آس پاس

(مسافت سفر سے کم) علاقہ میں بھی آیا جایا کروں گا تو ایسا شخص شرعاً مقیم کہلائے گا، اس لئے کہ نیت اقامت میں رات کی قیام کا اعتبار ہے۔ (عالمگیری: ۱/۱۴۰، کتاب المسائل: ۵۲۲)

﴿۷۰۱﴾ وَلَا فِي مَفَازَةٍ لِغَيْرِ أَهْلِ الْأَخْبِيَةِ.

مفازۃ جمع مفازات جنگل۔ اخبیۃ خباءٌ کی جمع ہے اون کے خیمہ کو کہتے ہیں اہل اخبیہ خیموں والے خانہ بدوش قومیں جو کسی بھی مقام پر خیمہ لگا کر رہنا شروع کر دیتے ہیں۔

ترجمہ اور (صحیح) نہیں ہے جنگل میں (ٹھہرنے کی نیت) خانہ بدوش لوگوں کے علاوہ۔

خانہ بدوشوں کی نیت اقامت

سب سے پہلے یہ بات جان لینی چاہئے کہ جس جگہ اقامت کی نیت کی جارہی ہے وہاں قیام کی صلاحیت ہو لہٰذا اگر جنگل بیابان یا ویران جزیرہ میں اقامت کی نیت کی تو اس کا اعتبار نہیں اس کے بعد سمجھنا چاہئے، خانہ بدوش لوگ جن کے قیام کی مستقل کوئی جگہ نہیں ہوتی اور وہ پوری زندگی جا بجا خیمے لگا کر گذارا کرتے ہیں یہ لوگ اگر کسی غیر آباد جگہ میں خیمے لگا کر پندرہ دن سے زیادہ یا مستقل اقامت کی نیت کرلیں تو یہ نیت ان کے حق میں معتبر ہو جائے گی۔ (عالمگیری: ۱/۱۳۹)

﴿۷۰۲﴾ وَلَا لِعَسْكَرِنَا بِدَارِ الْحَرْبِ.

عسکر فوج لشکر جمع عساکر۔

ترجمہ اور (صحیح) نہیں ہے ہمارے لشکر کے لئے دار الحرب میں۔

دار الحرب میں اقامت کی نیت

اقامت کی نیت اس جگہ معتبر ہے جہاں اقامت کی صلاحیت وقدرت ہو چونکہ دشمن کی زمین میں اقامت کی صلاحیت نہیں ہے ممکن ہے کہ آج ہی شکست کھا کر بھاگنا پڑے یا فتح حاصل کر کے آگے بڑھنا پڑے اس لئے پندرہ دن کے قیام کی نیت کے باوجود بھی حکم یہ ہے کہ فوجی مسلمان قصر نماز پڑھیں۔ (البحر الرائق: ۲/۱۳۴)

﴿۷۰۳﴾ وَلَا بِدَارِنَا فِي مُحَاصَرَةِ أَهْلِ الْبَغْيِ.

محاصرۃ باب مفاعلۃ کا مصدر ہے چاروں طرف سے گھیرنا۔

ترجمہ اور (صحیح) نہیں ہے ہمارے ملک میں باغیوں کے محاصرہ (کی حالت) میں۔

تشریح اگر دار الاسلام میں اسلامی لشکر امام حق کی مخالفت کرنے والوں اور امام حق کی اطاعت کرنے سے

باہر نکلنے والوں کا محاصرہ کئے ہوئے ہے، اور یا اسلامی لشکر پندرہ روز کے قیام کی نیت کرے تو یہ غلط ہے۔ للتردد کما ذکرنا فی المسئلة السابقة۔

﴿۴۰۴﴾ وَاِنِ اقْتَدَىٰ مُسَافِرٌ بِمُقِيمٍ فِي الْوَقْتِ صَحَّ وَاَتَمَّهَا اَرْبَعًا وَبَعْدَهُ لَا يَصِحُّ وَبِعَكْسِهِ صَحَّ فِيهِمَا۔

ترجمہ اور اگر اقتداء کرے کوئی مسافر کسی مقیم کی وقت کے اندر تو صحیح ہے، اور پوری کرے اس نماز کی چار رکعت اور وقت کے بعد صحیح نہیں اور اس کے عکس میں صحیح ہے وقت اور غیر وقت (دونوں صورتوں) میں۔

مقیم کی اقتداء کا حکم

اگر کوئی مسافر مقیم امام کے پیچھے وقتیہ نماز پڑھے تو وہ امام کی پیروی کرتے ہوئے پوری نماز ادا کرے گا، قصر نہیں کرے گا، اور اگر کوئی مقیم شخص مسافر امام کی اقتداء میں نماز پڑھے تو امام کے دو رکعت پر سلام پھیرنے پر مقیم شخص اپنی دو رکعتیں الگ سے پڑھ کر نماز پوری کرے گا، نیز یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ اگر امام مقیم ہو اور مقتدی مسافر ہو تو وقت کے اندر اقتداء صحیح ہے، اور اگر وقت نکل گیا اور اب مسافر مقیم کی اقتداء کرے تو یہ صحیح نہیں یعنی ظہر عصر اور عشاء میں اقتداء نہیں کرسکتا فجر اور مغرب میں کرسکتا ہے، اور اگر امام مسافر ہو خواہ وقت باقی ہو یا ختم ہوگیا ہو دونوں صورتوں میں اقتداء درست ہے۔

اختیاری مطالعہ

اگر مسافر امام بھول سے چار رکعات نماز پڑھا دے تو مقتدیوں کی نماز باطل ہو جائے گی، اور امام نے اگر قعدۂ اولی کیا ہے اور اخیر میں سجدۂ سہو بھی کرلیا تو خود اس کا فریضہ ادا ہو جائے گا، اور اگر قعدۂ اولی نہ کیا ہو تو امام کا فریضہ بھی ادا نہ ہوگا۔ (شامی: ج ۲/ ۶۱۲)

وقت نکلنے کے بعد اقامت کی نیت کا حکم

اگر کوئی مسافر شخص وقتیہ نماز پڑھ رہا تھا کہ اسی دوران وقت ختم ہوگیا تو اب اگر وہ اقامت کی نیت کرے تو اس کی وجہ سے مذکورہ نماز کے قصر کے حکم میں تبدیلی نہ ہوگی، اس لئے کہ اس نماز کے آخری وقت تک وہ شخص مسافر ہی کے حکم میں تھا۔ (ہدایہ: ج ۱/ ۱۶۱، کتاب المسائل: ۵۲۶)

﴿۴۰۵﴾ وَنُدِبَ لِلْاِمَامِ اَنْ يَقُولَ اَتِمُّوا صَلٰوتَكُمْ فَاِنِّي مُسَافِرٌ وَيَنْبَغِي اَنْ يَقُولَ ذٰلِكَ قَبْلَ شُرُوعِهِ فِي الصَّلٰوةِ۔

ترجمہ اور مستحب ہے امام کے لئے کہ (سلام پھیرنے کے بعد) کہہ دے کہ آپ حضرات اپنی نماز پوری کر لیجئے، میں مسافر ہوں اور مناسب ہے یہ کہ کہہ دے اس کو (کہ میں مسافر ہوں) اپنی نماز شروع کرنے سے پہلے۔

مسافر امام کو ہدایت

اگر کوئی مسافر امام ایسی جگہ نماز پڑھائے جہاں مقتدیوں کو اس کے مسافر ہونے کے بارے میں معلوم نہ ہو تو اسے چاہئے کہ نماز سے قبل لوگوں کو باخبر کر دے کہ وہ مسافر ہے، یا سلام پھیرنے کے بعد اعلان کر دے کہ امام مسافر ہے، مقیم اپنی نماز پوری کر لیں اور اگر مقتدیوں کو پہلے سے امام کے مسافر ہونے کا علم ہو یا سبھی مقتدی مسافر ہیں تو اس طرح کے اعلان کی کوئی ضرورت نہیں۔ (در مختار مصری: ج ۱/ ۷۰۰)

﴿۴۰۶﴾ وَلَا يَقْرَأُ الْمُقِيمُ فِيمَا يُتِمُّهُ بَعْدَ فَرَاغِ إِمَامِهِ الْمُسَافِرِ فِي الْأَصَحِّ.

ترجمہ اور قرأت نہ کرے مقیم ان رکعتوں میں کہ جن کو پورا کرے گا اپنے مسافر امام کے فارغ ہونے کے بعد صحیح ترین قول میں۔

مقیم مسافر کے پیچھے نماز کیسے پوری کرے؟

جب مسافر کے پیچھے نماز پڑھنے والا مقیم شخص اپنی دو رکعتیں پوری کرے گا تو ان میں فاتحہ یا سورت کچھ نہیں ملائے گا بلکہ سورۂ فاتحہ پڑھنے کے بقدر خاموش رہ کر دونوں رکعتوں میں رکوع وسجدہ کر کے نماز پوری کرے گا، اسی قول پر فتویٰ ہے۔ (کفایت المفتی: ۳/ ۳۳۳) وقال بعض المشائخ يقرأ كالمسبوق. (طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۲۲۳)

﴿۴۰۷﴾ وَفَائِتَةُ السَّفَرِ وَالْحَضَرِ تُقْضٰى رَكْعَتَيْنِ وَأَرْبَعًا وَالْمُعْتَبَرُ فِيهِ آخِرُ الْوَقْتِ.

ترجمہ اور سفر و حضر کی چھٹی ہوئی نماز دو رکعت اور چار رکعت ادا کی جائیں گی، اور اس میں آخری وقت کا اعتبار ہے۔

تشریح اس عبارت میں لف ونشر مرتب ہے عبارت میں مذکورہ مسئلہ کے بارے میں قاعدہ یہ ہے کہ قضا ادا کے بموجب ہوتی ہے، لہذا سفر کی قضا دو رکعت ہوں گی اور حضر یعنی قیام کی حالت میں جو نماز قضا ہوئی تھی اس کو اگر سفر میں قضاء کرے تو چار رکعت پڑھے گا، لیکن مریض اگر تندرستی کے بعد زمانہ مرض کی نمازیں قضا کرے گا تو اس کو کھڑے ہو کر پڑھنی ہوں گی لیٹ کر یا بیٹھ کر جیسے کہ مرض کی حالت میں پڑھ سکتا تھا اب نہیں پڑھے گا، اور مریض اگر زمانۂ صحت کی نمازیں قضا کرے تو وہ موجودہ حالت کے بموجب لیٹ کر یا بیٹھ کر پڑھ سکتا ہے۔

آگے فرماتے ہیں کہ اگر وقت میں نماز نہیں پڑھ سکا تو اب اگر وقت کے آخری حصہ میں مسافر تھا تو دو رکعت قضا

کرے گا اور اگر مقیم ہو گیا تو چار رکعت قضا کرے گا۔ واللہ اعلم بالصواب۔ (مراقی الفلاح: ۲۴۳)

﴿۷۰۸﴾ وَيَبْطُلُ الْوَطَنُ الْأَصْلِيُّ بِمِثْلِهِ فَقَطْ.

ترجمہ اور باطل ہو جائے گا وطن اصلی صرف اپنے مثل سے (وطن اصلی سے)

وطن اصلی کب ختم ہوتا ہے؟

اگر کوئی شخص وطن اصلی سے بالکلیہ کوچ کر جائے اور وہاں مستقل رہنے کا ارادہ ختم کر دے تو یہ وطن اصلی باقی نہیں رہے گا البتہ محض سفر کرنے یا کسی دوسری جگہ مقیم ہونے سے وطن اصلی باطل نہیں ہوتا۔ (عالمگیری: ۱/۱۴۲)

﴿۷۰۹﴾ وَيَبْطُلُ وَطَنُ الْإِقَامَةِ بِمِثْلِهِ وَبِالسَّفَرِ وَبِالْأَصْلِيِّ.

ترجمہ اور باطل ہو جائے گا وطن اقامت اپنے مثل سے اور سفر سے اور وطن اصلی سے۔

وطن اقامت عارضی کب باطل ہوتا ہے؟

وطن اقامت عارضی سفر کر لینے سے یا دوسری جگہ کو وطن بنا لینے سے یا وطن اصلی کی طرف لوٹ جانے سے باطل ہو جاتا ہے اس لئے کہ بیک وقت دو وطن اقامت نہیں ہو سکتے۔

وطن اقامت سے قریبی آبادی کی طرف سفر

اگر کوئی شخص کسی جگہ کو وطن اقامت بنا لے پھر اسے آس پاس یعنی مسافت سفر سے کم دوری پر واقع کسی آبادی میں جانا پڑے اور لوٹ کر پھر وطن اقامت کے اندر آنے کا ارادہ ہو تو قریبی سفر سے اس کا وطن اقامت باطل نہیں ہوگا اور وہ دونوں جگہ پوری نماز پڑھے گا۔ (شامی بیروت: ۲/۵۳۷، زکریا: ۲/۶۱۵، کتاب المسائل: ۵۲۲)

دوران سفر وطن اقامت سے گزرنا

اگر کوئی شخص وطن اقامت میں مقیم تھا پھر وہاں سے قریب کی کسی آبادی میں چلا گیا اور وہاں دو چار روز ٹھہر کر پھر سفر کے ارادہ سے چلا اور جس جگہ سے جاتا ہے وہ وہاں سے مسافت سفر پر ہے لیکن اس کا راستہ وطن اقامت سے ہو کر گزرتا ہے اور وطن اقامت سے منزل مقصود مقام سفر کی مسافت سے کم پر واقع ہے تو ایسا شخص مسافر نہیں ہوگا ہاں اگر خلاف جگہ کے راستہ میں وطن اقامت نہیں پڑتا یا وہ وہاں سے ایسا راستہ اختیار کرے کہ وطن اقامت تک مسافت سفر کی مقدار ہو جائے تو ایسا شخص مسافر ہو جائے گا۔ (شامی زکریا: ۲/۶۱۵، منحۃ الخالق علی البحر الرائق: ۲/۱۲۸، کتاب المسائل: ۵۲۲)

﴿۴۰۱﴾ وَالْوَطَنُ الْأَصْلِيُّ هُوَ الَّذِي وُلِدَ فِيهِ أَوْ تَزَوَّجَ أَوْ لَمْ يَتَزَوَّجْ وَقَصَدَ التَّعَيُّشَ لَا الْاِرْتِحَالَ عَنْهُ.

التعیش باب تفعل کا مصدر ہے زندہ رہنے کی کوشش کرنا، اسباب زندگی کے حصول کی کوشش کرنا۔ الارتحال باب افتعال کا مصدر ہے روانہ ہونا۔

ترجمہ اور وطن اصلی وہ ہے جس میں پیدائش ہوئی ہو یا نکاح کر لیا ہو یا نکاح تو نہیں کیا مگر (اسی جگہ) زندگی بسر کرنے کا قصد کر لیا نہ کہ اس سے کوچ کرنے کا (قصد نہیں رہا)

وطن کی قسمیں

کتب فقہ پر غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ بنیادی طور پر وطن کی درج ذیل قسمیں ہیں (۱) وطن اصلی (۲) وطن تأہل (۳) وطن توطن یعنی وطن اقامت مستقل (۴) وطن اقامت عارضی (۵) وطن سکنی۔

اب یہاں اس عبارت میں ابتدائی تین قسموں کا بیان ہے تو سنئے: وطن اصلی اس جگہ کو کہا جاتا ہے جہاں آدمی پیدا ہوا ہو اور وہ اس کا آبائی وطن ہو اسی طرح اگر کوئی شخص کسی دوسری جگہ کو مستقل رہائش کے لئے مقرر کر لے اور بیوی بچوں کے ساتھ وہیں مقیم ہو جائے تو یہ جگہ بھی وطن اصلی کے درجہ میں آجاتی ہے، اس سے معلوم ہوا کہ وطن اصلی متعدد ہو سکتے ہیں، نیز اگر کوئی شخص اپنے آبائی وطن میں سکونت نہیں رکھتا بلکہ کبھی سال دو سال میں ایک دو روز کے لئے وہاں آجاتا ہے، پھر بھی وہ وطن اصلی کے درجہ میں ہوگا اور مصنف کا قول او تزوج میں وطن تاہل کا بیان ہے، یعنی اگر کوئی شخص کسی شہر میں کسی عورت سے نکاح کر کے بیوی کو مستقل اسی شہر میں رکھنے کا ارادہ کرے تو یہ وطن تاہل کہلاتا ہے، اس کا حکم بھی وطن اصلی کے مانند ہے، یعنی شوہر جب بھی اس شہر میں آئے گا تو پوری نماز پڑھے گا اور جب تک بیوی کو وہاں رکھنے کا ارادہ ہے یہ وطن باقی رہیگا اور لم یتزوج سے وطن اقامت مستقل کو بیان کرنا چاہتے ہیں یعنی جس شہر میں آدمی کاروبار یا مستقل ملازمت کے سلسلے میں مقیم ہو اور اس کا ارادہ یہ ہو کہ بلا کسی خاص عارض کے یہاں سے نہیں جائے گا تو یہ وطن یا وطن اقامت مستقل کہلائے جانے کے لائق ہے، اور اس کا حکم بھی وطن اصلی کے مانند ہے، اس پوری تفصیل کو سامنے رکھ کر ہم یوں بھی کہہ سکتے ہیں کہ اس عبارت میں متعدد وطن اصلی ہونے کا بیان ہے، کیوں کہ وطن تاہل اور وطن اقامت مستقل بھی وطن اصلی کے درجہ میں ہے، جیسا کہ ماقبل کی تقریر سے واضح ہوتا ہے۔ (حلبی کبیر: ۵۴۴)

اختیاری مطالعہ

سسرال کا حکم

شوہر نے اگر شادی کر کے اپنی بیوی کو اس کے میکے ہی میں مستقل چھوڑ رکھا ہے تو اس شوہر کے لئے وہ مقام وطن

حاصل کے درجہ میں ہوگا اور وہاں اگر تھوڑی دیر کے لئے بھی جائے گا تو نماز پوری پڑھے گا، جیسا کہ اوپر گزرا اسی طرح بیوی جب رخصت ہوکر سسرال چلی جائے اور وہیں رہنے لگے تو اس کا میکہ اس کا وطن اصلی نہیں رہتا بلکہ سسرال ہی اس کا وطن اصلی بن جاتا ہے، اس کے برخلاف وہ بیوی جو اپنے میکہ ہی میں رہ رہی ہے اور رخصت ہوکر شوہر کے گھر (سسرال) جاکر مستقل مقیم نہیں ہوئی ہے، وہ اگر کبھی کچھ وقت کے لئے شوہر کے گھر جائے گی تو جب تک پندرہ دن قیام کی نیت نہ ہو تو وہ قصر کرے گی، کیوں کہ مستقل میکہ میں قیام کی وجہ سے سسرال اس کے لئے وطن اصلی کے درجہ میں نہیں ہوتا ہے۔ (کتاب المسائل ۱/ ۷۰۵، الفتاوی التاتارخانیہ مکتبہ زکریا ۲/ ۵۱۰، مسئلہ: ۳۱۴۵)

﴿۱۱۷﴾ وَوَطَنُ الْاِقَامَةِ مَوْضِعٌ نَوَى الْاِقَامَةَ فِيْهِ نِصْفَ شَهْرٍ فَمَا فَوْقَهُ.

ترجمہ اور وطن اقامت وہ ایسی جگہ ہے کہ نیت کرے ٹھہرنے کی اس میں نصف ماہ یا اس سے زائد۔

وطن اقامت عارضی

جس قابل رہائش جگہ کوئی شخص پندرہ راتیں یا اس سے زائد ٹھہرنے کی نیت کرے جب کہ وہ جگہ اس کے لئے وطن اصلی کے درجہ میں نہ ہو تو اس کو وطن اقامت کہا جاتا ہے، اس کے بعد جاننا چاہئے کہ اگر کسی شخص نے کسی جگہ پندرہ دن ٹھہرنے کی نیت کرلی اور نماز میں اتمام شروع کردیا لیکن پھر اس کا پروگرام پندرہ دن سے پہلے ہی سفر کا بن گیا تو جب تک وہ سفر شروع نہیں کرے گا اس وقت تک مقیم ہی رہے گا۔

جائے ملازمت وغیرہ کا حکم

عصر حاضر کے بعض محقق علماء ومفتیان کے نزدیک موجودہ دور میں جو حضرات مستقل کسی ادارہ کے ملازم ہوں یا کسی شہر میں کاروباری سلسلہ میں مستقل مقیم ہوں، اور ان کا ارادہ یہ ہو کہ یہاں سے کسی خاص سبب کے بغیر کہیں اور منتقل نہ ہوں گے، تو یہ جگہ بھی ان کے لئے وطن اصلی کے درجہ میں ہے، اور یہاں بہر حال اتمام کے احکام جاری ہوں گے۔ (البحر الرائق زکریا ج ۲/ ۱۳۹) اس مسئلہ کے بارے میں اکابر علماء کا اختلاف رہا ہے، بعض کتابوں میں جائے ملازمت کو وطن اقامت عارضی کے درجہ میں رکھا گیا ہے، لیکن دلائل فقہیہ سے اس بات کی تائید ہوتی ہے کہ جائے ملازمت اور جائے معاش وطن اصلی ہی کے حکم میں ہیں، اور احتیاط بھی اسی قول میں ہے، تفصیل کے لئے درج ذیل کتابیں دیکھی جائیں۔ امداد الاحکام احسن الفتاوی احکام سفر کتاب المسائل وغیرہ۔

﴿۱۱۸﴾ وَلَمْ يَعْتَبِرِ الْمُحَقِّقُوْنَ وَطَنَ السُّكْنٰى وَهُوَ مَا يَنْوِي الْاِقَامَةَ فِيْهِ دُوْنَ نِصْفِ شَهْرٍ.

لم يعتبر نفی جحد بلم در فعل مستقبل معروف باب افتعال مصدر اعتبارًا ہے، کسی چیز کو اہمیت و حیثیت دینا، نظر میں لانا، قدر کرنا، اعتبار کرنا۔

ترجمہ اور اعتبار نہیں کیا محققین نے وطن سکنی کا اور وطن سکنی وہ جگہ ہے کہ نیت کرے ٹھہرنے کی اس میں پندرہ دن سے کم۔

وطن سکنی

جس جگہ آدمی پندرہ دن سے کم مقیم ہو (بشرطیکہ وطن اصلی کے حکم میں نہ ہو) اسے وطن سکنی کہا جاتا ہے، اس کی وجہ سے نہ مسافر مقیم بنتا ہے، اور نہ مقیم مسافر ہوتا ہے۔ (یعنی اگر کوئی شخص کسی جگہ پندرہ دن کے لئے مقیم ہو پھر وہ کسی قریبی جگہ جا کر دو چار روز کے لئے ٹھہر جائے تو اس سے وطن اقامت ختم نہیں ہوتا) (در مختار مع الشامی بیروت ۲: ۵۳۷)

بَابُ صَلٰوةِ الْمَرِيْضِ

بیمار کی نماز کا بیان

صلوة المريض میں فعل کی اضافت اس کے فاعل کی طرف ہے۔

ماقبل سے مناسبت: مسافر اور مریض دونوں کے لئے بہت سے احکامات میں تخفیف بھی ہے اور اسقاط بھی۔

﴿۳۱۷﴾ إِذَا تَعَذَّرَ عَلَى الْمَرِيْضِ كُلُّ الْقِيَامِ أَوْ تَعَسَّرَ بِوُجُوْدِ أَلَمٍ شَدِيْدٍ أَوْ خَافَ زِيَادَةَ الْمَرَضِ أَوْ اَبْطَأَهُ بِهِ صَلّٰى قَاعِدًا بِرُكُوْعٍ وَسُجُوْدٍ۔

مریض فعیل کے وزن پر ہے، جمع مرضٰی باب سمع مصدر مرضًا بیمار ہونا **تعذر** فعل ماضی معروف واحد مذکر غائب باب تفعل مصدر تعذرًا دشوار ہونا یہاں پر مراد ناممکن ہونا اور تعسر کے معنی دشوار ہونا۔ **الم** تکلیف ہو کہ درد (جسمانی ہو یا روحانی) جمع آلام، الم یالم المًا، درد ہونا، تکلیف میں ہونا۔ **ابطأ** فعل ماضی باب افعال دیر کرنا۔

ترجمہ جب ناممکن ہو بیمار کے لئے پورا کھڑا ہونا یا مشکل ہو بسبب شدید تکلیف کے یا زیادتی مرض کا خطرہ ہو یا دیر کرے وہ مرض اس قیام کے باعث (کھڑے ہونے کی وجہ سے بیماری دیر میں ٹھیک ہو) تو نماز پڑھے بیٹھ کر رکوع اور سجود کے ساتھ۔

کس شخص کے لئے بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے

جو شخص کھڑا ہونے سے حقیقۃً عاجز ہو کہ کھڑے ہوتے ہی گر جائے یا ضعف اور کمزوری کی وجہ سے کھڑا نہ ہو سکے یا

مثلاً اس کے لئے قیام موجب مشقت ہو یعنی کھڑے ہو کر نماز پڑھنے سے مرض کے بڑھ جانے یا دیر میں ٹھیک ہونے کا اندیشہ ہو یا سر چکراتا ہو یا شدید تکلیف ہوتی ہو، تو ایسے شخص کو بیٹھ کر فرض اور واجب نمازیں پڑھنا جائز ہے، اور قیام کا فریضہ اس سے ساقط ہے، ایسے ہی اگر مسلسل پیشاب کے قطرات جاری رہنے والے مریض کو کھڑے ہو کر نماز پڑھنے میں یہ عارضہ لاحق ہوتا ہو اور بیٹھ کر نماز پڑھنے میں اس سے حفاظت رہتی ہو تو اس کے لئے بیٹھ کر نماز پڑھنا لازم ہے، اسی طرح اگر کوئی شخص رمضان کے روزے کی حالت میں یہ محسوس کرے کہ اگر کھڑے ہو کر نماز پڑھی جائے گی تو اس کے لئے روزہ پورا کرنا بھاری ہو جائے گا، تو ایسے شخص کے لئے بھی بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز بلکہ ضروری ہے، یعنی روزہ کی وجہ سے نماز نہیں چھوڑے گا، اسی طریقہ سے مثلاً اگر کسی شخص کو سانس پھولنے کا مرض ہو اور حالت یہ ہے کہ وہ کھڑا ہوتا ہے تو قراءت کا فریضہ ادا نہیں کر سکتا جب کہ بیٹھ کر نماز پڑھنے میں یہ کیفیت نہیں ہوتی تو ایسے شخص کے لئے بھی بیٹھ کر نماز پڑھنا لازم ہے، اسی طرح اگر کسی شخص کی حالت یہ ہے کہ پیدل چل کر مسجد جائے تو وہاں جماعت کے ساتھ نماز نہیں پڑھ سکتا، جب کہ گھر میں قیام پر قادر ہے، تو ایسے شخص کے لئے مسجد میں جانے کے بجائے گھر میں تنہا کھڑے ہو کر نماز پڑھنا ضروری ہے، ایسے ہی اگر کوئی شخص کسی جگہ چھپ جائے کہ کھڑے ہو کر نماز پڑھنے میں دشمن کے دیکھ لینے اور پھر نقصان پہنچانے کا خطرہ ہو تو اس کے لئے بھی بیٹھ کر نماز پڑھنا جائز ہے۔ (حاشیۃ الطحطاوی علی مراقی الفلاح: ۲۲۳، کتاب المسائل/ ۵۲۸، ۵۲۹)

﴿۷۱۴﴾ وَيَقْعُدُ كَيْفَ شَاءَ فِي الْأَصَحِّ.

ترجمہ اور بیٹھ جائے جس طرح چاہے صحیح ترین قول میں۔

مریض کس طرح بیٹھ کر نماز پڑھے

مریض کو جس طرح سہولت ہو بیٹھ کر نماز پڑھ سکتا ہے، لیکن اولیٰ یہ ہے کہ اگر زیادہ کلفت نہ ہو تو تشہد کی ہیئت کی طرح بیٹھ کر نماز ادا کرے۔ (در مختار مع الشامی بیروت: ۲/ ۴۹۵)

﴿۷۱۵﴾ وَإِلَّا قَامَ بِقَدْرِ مَا يُمْكِنُهُ.

يُمْكِنُ فعل مضارع معروف باب افعال، امکان مصدر ہے کوئی کام کسی کے لئے آسان ہونا ممکن ہونا۔

ترجمہ ورنہ کھڑا ہو جائے جس قدر اس کی قدرت میں ہو۔

اگر تھوڑی دیر قیام پر قادر ہو تو کیا کرے

ایک شخص قیام پر تو قدرت رکھتا ہے مگر زیادہ دیر تک نہیں کھڑا رہ سکتا تو اس پر لازم ہے کہ جتنی دیر قدرت رکھتا

ہو اتنی دیر کھڑے ہو کر پھر بیٹھ کر نماز پوری کرے حتیٰ کہ اگر صرف اللہ اکبر کے بقدر کھڑے ہونے کی طاقت ہے تو تکبیر کہہ کر پھر بیٹھ جائے ایسا شخص اگر بالکل کھڑا نہ ہو تو اس کی نماز صحیح نہ ہونے کا اندیشہ ہے۔ اسی طرح اگر کوئی شخص بلا سہارے کھڑے ہونے پر تو قدرت نہ رکھے لیکن سہارے کے ساتھ کھڑے ہو کر نماز پڑھ سکتا ہو مثلاً دیوار لاٹھی یا کسی خادم کے سہارے کھڑا ہو سکتا ہو تو ایسے شخص کے لئے کھڑے ہو کر نماز پڑھنا لازم ہے، اس کی نماز بیٹھ کر ادا نہ ہوگی۔ (درمختار مع الشامی بیروت: ج ۲/۴۹۵)

﴿۱۷۶﴾ وَإِنْ تَعَذَّرَ الرُّكُوعُ وَالسُّجُودُ صَلَّى قَاعِدًا بِالْإِيْمَاءِ.

ایماء باب افعال کا مصدر ہے، اشارہ کرنا۔

ترجمہ: اور اگر ناممکن ہو رکوع اور سجود تو نماز پڑھ لے بیٹھ کر اشارہ سے۔

تشریح: جو شخص کسی وجہ سے رکوع وسجدہ کرنے پر قادر نہ ہو اس سے نماز میں قیام کا فریضہ ساقط ہے، اس کے لئے بیٹھ کر اشارہ سے نماز پڑھنا افضل ہے، اگر کھڑے کھڑے اشارہ سے نماز پڑھے گا تو خلاف اولیٰ ہوگا۔

﴿۱۷۷﴾ وَيَجْعَلُ إِيْمَاءَهُ لِلسُّجُوْدِ أَخْفَضَ مِنْ إِيْمَائِهِ لِلرُّكُوْعِ فَإِنْ لَمْ يَخْفِضْهُ عَنْهُ لَا يَصِحُّ.

اخفض اسم تفضیل ہے باب (ض) خفضًا مصدر ہے پست کرنا، اتارنا۔

ترجمہ: اور کرے اپنے اشارہ کو سجدوں کے لئے زیادہ پست اپنے اشارہ سے رکوع کے لئے پھر اگر نہ کرے پست اس کو اس سے تو صحیح نہ ہوگی۔

اشارہ سے نماز پڑھنے والا رکوع سجدے کیسے کرے

بیٹھ کر اشارہ سے نماز پڑھنے والا سر جھکا کر رکوع اور سجدہ کرے گا، اور سجدہ میں رکوع کی حالت سے زیادہ سر کو جھکائے گا، اگر رکوع وسجدہ میں سر کا جھکاؤ برابر رہا تو سجدہ کا تحقق نہ ہونے کی وجہ سے نماز نہ ہوگی، اس حالت میں سجدہ کی صحت کے لئے سرین کا اٹھانا لازم نہیں ہے۔ (درمختار مع الشامی بیروت: ۲/۴۹۶)

بیٹھ کر تکیہ یا میز پر سجدہ کرنا

جو شخص رکوع سجدہ پر قادر نہ ہو تو اس کے لئے بیٹھنے کے بعد تکیہ میز یا تپائی پر سجدہ کرنے کی کوئی ضرورت نہیں ہے، تاہم اگر ان چیزوں پر سجدہ کر لیا تو اصل میں سجدہ کی ادائیگی سر جھکانے سے ہو جائے گی۔ (حلبی کبیر/۲۶۳ بحوالہ کتاب المسائل/۵۰۱)

﴿۱۸۰﴾ وَلَا يُرْفَعُ لِوَجْهِهِ شَيْءٌ يَسْجُدُ عَلَيْهِ فَإِنْ فَعَلَ وَخَفَضَ رَأْسَهُ صَحَّ وَإِلَّا لَا.

ترجمہ اور نہ اٹھائی جائے اس کے چہرہ کے لئے کوئی چیز کہ جس پر وہ سجدہ کرے پس اگر ایسا کرے اور اپنے سر کو جھکا لے تو صحیح ہے ورنہ نہیں۔

مریض کا زمین پر رکھی ہوئی کسی چیز پر سجدہ کرنا

جو شخص سپاٹ زمین پر سجدہ کرنے پر کسی وجہ سے قادر نہ ہو اور وہ کوئی اونچی چیز رکھ کر اس پر سجدہ کرے تو اگر وہ چیز سخت اور ٹھوس ہے اور اس کی اونچائی دو اینٹ سے زیادہ نہیں ہے، تو اس کو حقیقۃً سجدہ کرنے والا سمجھا جائے گا، اور اسے سجدہ کرنے سے معذور قرار نہیں دیں گے، اور اسی طرح سجدہ کرنا اس پر لازم ہوگا، اور اگر جو چیز رکھی گئی ہے وہ ٹھوس نہیں ہے، مثلاً نرم تکیہ یا گدا وغیرہ ہے تو اس پر سجدہ کرنا حقیقی سجدہ نہیں ہے، بلکہ سجدہ کا اشارہ ہے، گویا اس نرم چیز تک پیشانی لے جانے کی وجہ سے ہی اس کو سجدہ کا اشارہ کرنے والا قرار دیا جائے گا، خواہ پیشانی اس چیز پر ٹکے یا نہ ٹکے اور وہ سجدہ کرنے سے معذورین کے حکم میں ہوگا، جب کہ وہ ٹھوس چیز پر سجدہ کرنے پر قادر نہ ہو۔ (درمختار مع الشامی بیروت: ۲/۷۴۹) آگے فرماتے ہیں کہ اگر اپنے سر کو بالکل نہ جھکایا یا رکوع اور سجدہ کے لئے بالکل برابر جھکایا تو اس کی نماز صحیح نہ ہوگی۔ (شامی: ۲/۷۱۱)

﴿۱۸۱﴾ وَإِنْ تَعَسَّرَ الْقُعُودُ أَوْمَأَ مُسْتَلْقِيًا أَوْ عَلَى جَنْبِهِ وَالْأَوَّلُ أَوْلَى وَيُجْعَلُ تَحْتَ رَأْسِهِ وِسَادَةٌ لِيَصِيرَ وَجْهُهُ إِلَى الْقِبْلَةِ لَا السَّمَاءِ وَيَنْبَغِي نَصْبُ رُكْبَتَيْهِ إِنْ قَدَرَ حَتَّى لَا يَمُدَّهُمَا إِلَى الْقِبْلَةِ.

مستلقیا: اسم فاعل ہے باب استفعال مصدر استلقاءٌ چت سونا۔ جنب جمع أجناب وجنوب پہلو۔ وسادۃ جمع وسادات تکیہ یا بطور تکیہ سر کے نیچے رکھی جانے والی کوئی چیز۔ نصب باب (ض) کا مصدر ہے کھڑا کرنا۔ رکبتیہ رکبۃ کا تثنیہ جمع رُکَب گھٹنا، زانو۔ یمد فعل مضارع معروف باب (ن) مَدًّا مصدر ہے پھیلانا۔

ترجمہ اور اگر مشکل ہو جائے بیٹھنا (بھی) تو اشارہ کرے چت لیٹ کر یا اپنی کروٹ پر اور پہلی شکل بہتر ہے، اور رکھ لے اپنے سر کے نیچے تکیہ تاکہ ہو جائے اس کا چہرہ قبلہ کی طرف نہ کہ آسمان کی طرف، اور مناسب ہے اپنے گھٹنوں کا کھڑا کر لینا اگر طاقت ہو یہاں تک نہ پھیلائے ان کو قبلہ کی جانب۔

بیٹھنے سے معذور شخص کیسے نماز پڑھے

جو شخص کسی طرح بیٹھنے پر قادر نہ ہو، یعنی تکیہ وغیرہ کے سہارے سے بھی بیٹھ نہ سکے تو ایسا شخص لیٹ کر اشارہ سے

نماز پڑھے گا اور اس کے لئے مندرجہ ذیل دو طرح کی ہیئت اپنانا درست ہے، (۱) افضل یہ ہے کہ پیر قبلہ کی طرف کر کے گھٹنے کھڑے کرے اور سر کے نیچے تکیہ لگا دیا جائے تا کہ چہرہ قبلہ کی طرف ہو جائے، اور پھر گردن کے اشارہ سے نماز ادا کرلے (۲) دوسری صورت یہ ہے کہ مریض کو کروٹ پر لٹا کر اس کا چہرہ قبلہ کی طرف کر دیا جائے اور داہنی کروٹ پر لٹانا افضل ہے۔ (درمختار مع الشامی: ۲/۴۹۷، کتاب المسائل ۵۳۳)

﴿۴۰۷﴾ وَاِنْ تَعَذَّرَ الْاِيْمَاءُ اُخِّرَتْ عَنْهُ مَادَامَ يَفْهَمُ الْخِطَابَ قَالَ فِي الْهِدَايَةِ هُوَ الصَّحِيْحُ وَجَزَمَ صَاحِبُ الْهِدَايَةِ فِي التَّجْنِيْسِ وَالْمَزِيْدِ بِسُقُوْطِ الْقَضَاءِ اِذَا دَامَ عَجْزُهُ عَنِ الْاِيْمَاءِ اَكْثَرَ مِنْ خَمْسِ صَلَوَاتٍ وَاِنْ كَانَ يَفْهَمُ الْخِطَابَ وَصَحَّحَهُ قَاضِيْخَان وَمِثْلُهُ فِي الْمُحِيْطِ وَاخْتَارَهُ شَيْخُ الْاِسْلَامِ وَفَخْرُ الْاِسْلَامِ وَقَالَ فِي الظَّهِيْرِيَّةِ هُوَ ظَاهِرُ الرِّوَايَةِ وَعَلَيْهِ الْفَتْوٰى وَفِي الْخُلَاصَةِ هُوَ الْمُخْتَارُ وَصَحَّحَهُ فِي الْيَنَابِيْعِ وَالْبَدَائِعِ وَجَزَمَ بِهِ الْوَلْوَالِجِيُّ رَحِمَهُمُ اللّٰهُ.

ما دام افعال ناقصہ میں سے ہے یہ اپنے مابعد والے فعل یا حکم کی بقا تک سابقہ فعل کی نفی یا اثبات پر دلالت کرتا ہے، جیسے لا اجلس ما دمت قائما میں نہیں بیٹھوں گا جب تک کہ تو کھڑا رہے گا۔ **اوصانی بالصلاۃ والزکوۃ مادمت حیا** اس نے مجھ کو نماز اور زکوۃ کا حکم دیا جب تک کہ میں زندہ رہوں۔ **الخطاب** جمع **خطابات** گفتگو، **خاطب یخاطب مخاطبۃ وخطابا** بات چیت کرنا۔ **جزم** فعل ماضی معروف باب (ض) **جزما** مصدر ہے قطعی بنانا۔ قطعی فیصلہ کرنا۔

ترجمہ اور اگر نا ممکن ہو جائے اشارہ تو مؤخر ہو جائے گی اس سے جب تک کہ وہ بات کو سمجھتا ہے ہدایہ میں کہا کہ یہی صحیح ہے، اور قطعی فیصلہ کر دیا صاحب ہدایہ نے تجنیس اور مزید میں قضاء کے معاف ہو جانے کا جب کہ باقی رہے اس کی عاجزی اشارہ کرنے سے پانچ نمازوں سے زیادہ اگرچہ وہ بات سمجھتا ہو (سوال کرنے سے صحیح جواب دے سکتا ہو) اور قاضی خاں نے بھی اس کو صحیح بتایا ہے، اور اسی جیسا محیط میں ہے، اور پسند کیا ہے، اسی کو شیخ الاسلام اور فخر الاسلام نے اور ظہیریہ میں کہا کہ یہی ظاہر روایت ہے، اور اسی پر فتوی ہے، اور خلاصہ میں ہے کہ یہی قول مختار ہے، اور اسی کو صحیح کہا ہے ینابیع اور بدائع میں، اور اسی پر پختگی کے ساتھ فیصلہ کیا ہے ولوالجی نے۔

مریض اشارہ سے نماز پڑھنے سے بھی عاجز ہو جائے

اگر کوئی شخص سر کے اشارہ سے نماز پڑھنے پر بھی قادر نہ ہو تو اس کی درج ذیل صورتیں ممکن ہیں، (۱) یہ کیفیت چوبیس گھنٹے سے کم رہے خواہ ہوش وحواس ہوں یا نہ ہوں اور بعد میں وہ ان نمازوں کو ادا کرنے پر قادر ہو جائے تو اس پر

قضا لازم ہے، اور اگر اس نے قضا نہ کی تو فدیہ کی وصیت لازم ہے۔ (۲) اگر یہ کیفیت چوبیس گھنٹے سے کم رہی اور اس کے ہوش وحواس بھی بجا رہے لیکن نماز پر قدرت ہونے سے پہلے ہی اس کا انتقال ہو گیا تو ایسی صورت میں نہ قضا لازم ہے اور نہ فدیہ۔

(۳) اگر کوئی مریض اشارہ سے نماز پڑھنے پر قادر نہ ہو اور اسی حالت میں چوبیس گھنٹے سے زیادہ گزر جائیں تو خواہ ہوش وحواس بجا ہوں یا نہ ہوں اس سے مذکورہ اوقات کی نماز پڑھنا ساقط ہو جائے گا۔ (کتاب المسائل ۱/۳۴۵) اب اس کے بعد ایک نظر متن پر ڈالیے فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص اتنا بیمار ہے کہ اس کی عاجزی پانچ نمازوں سے بھی بڑھ جائے اگرچہ وہ بات بھی سمجھتا ہے تو بعد میں قضاء لازم ہوگی یا نہیں تو صاحب نور الایضاح نے کتب فقہ کے حوالہ سے بیان کیا ہے کہ ان کی قضا لازم نہ ہوگی، اور اسی قول کی صحت پر ایڑی چوٹی کا پورا زور لگاتے ہوئے بھرپور کتابوں کے حوالے دیئے ہیں مگر صاحب ہدایہ نے ہدایہ کتاب میں یہ بات لکھی ہے، کہ ان کی بھی قضا لازم ہوگی، لیکن خود صاحب ہدایہ نے اپنی کتاب تجنیس میں وہی بات کہی ہے کہ جس کی جانب صاحب نور الایضاح کا میلان ہے، کہ قضا لازم نہ ہوگی اور تجنیس ہدایہ کے بعد کی کتاب ہے، معلوم ہوا کہ صاحب ہدایہ نے قول اول سے رجوع کر لیا ہے۔ (درمختار مع الشامی: ۱/۱۲۷، مراقی الفلاح: ۲۳۶)

﴿۲۱﴾ وَلَمْ يُوْمِ بِعَيْنِهِ وَقَلْبِهِ وَحَاجِبِهِ

لم یوم نفی جحد بلم در فعل مستقبل معروف باب افعال ایماءً مصدر ہے اشارہ کرنا۔

ترجمہ اور اشارہ نہ کرے اپنی آنکھوں اور دل اور اپنی بھوں سے۔

تشریح اگر کوئی شخص سر کے اشارہ سے بھی نماز پڑھنے سے عاجز ہو جائے تو اسے آنکھ یا بھوں کے اشارے سے نماز پڑھنے کا حکم نہیں دیا جائے گا، کیوں کہ ان کے اشارہ سے پڑھی گئی نمازیں غیر معتبر ہیں۔

﴿۲۲﴾ وَاِنْ قَدَرَ عَلَى الْقِيَامِ وَعَجَزَ عَنِ الرُّكُوْعِ وَالسُّجُوْدِ صَلّٰى قَاعِدًا بِالْاِيْمَاءِ.

ترجمہ اور اگر قادر ہو قیام پر اور عاجز ہو رکوع اور سجود سے تو نماز پڑھے بیٹھ کر اشارہ سے۔

اگر قیام پر قادر ہو مگر رکوع اور سجدہ نہ کر سکے تو کیسے نماز پڑھے

اگر کوئی شخص کھڑا تو ہو سکتا ہو مگر اپنی بیماری یا ضعف کی وجہ سے رکوع اور سجدہ نہ کر سکتا ہو تو اس پر کھڑے ہو کر نماز پڑھنا لازم نہیں، بلکہ بیٹھ کر نماز پڑھے اور رکوع اور سجدہ کے لئے اشارہ کرے یہی افضل ہے۔ (ایسا شخص کرسی یا اسٹول پر بیٹھ کر رکوع اور سجدہ کا اشارہ کر سکتا ہے) (شرح منیہ: ۲۶۲)

﴿۷۲۳﴾ وَاِنْ عَرَضَ لَهُ مَرَضٌ يُتِمُّهَا بِمَا قَدَرَ وَلَوْ بِالْاِيْمَاءِ فِي الْمَشْهُوْرِ.

عرض فعل ماضی معروف باب (ض) عرضا (م) سے پیش آنا کہتے ہیں عَرَضَ لَهُ اَمْرٌ و تَعَرَّضَ لَهُ عارض اسے کوئی بات یا ضرورت پیش آ گئی۔

ترجمہ اور اگر پیش آ جائے اس کو کوئی بیماری تو مکمل کرے اس کو اس طرح سے جس پر وہ قادر ہو اگر چہ اشارہ ہی سے ہو مشہور مذہب کی بنا پر۔

صحت مند شخص دوران نماز مریض ہو گیا

اگر کوئی صحت مند شخص کھڑا ہو کر نماز پڑھ رہا تھا درمیان میں اس کو ایسا مرض لاحق ہوا کہ وہ کھڑے رہنے یا رکوع سجدہ کرنے حتی کہ بیٹھنے پر بھی قادر نہ رہا تو اس کے لئے حکم یہ ہے کہ جس طرح بھی بیٹھ کر یا اشارہ سے نماز پوری کرنا ممکن ہو نماز مکمل کرلے۔ وعن الامام انه يستقبل والصحيح المشهور هو الاول (شامی بیروت: ج۲/ ۴۹۹)

﴿۷۲۴﴾ وَلَوْ صَلَّى قَاعِدًا يَرْكَعُ وَيَسْجُدُ فَصَحَّ بَنَى.

ترجمہ اور اگر نماز پڑھے بیٹھ کر رکوع اور سجدہ کرتے ہوئے پھر اچھا ہو جائے تو اسی پر جوڑ لگالے۔

بیٹھ کر نماز پڑھنے والا شخص دوران نماز صحت مند ہو گیا

اگر کوئی شخص قیام سے عاجز ہونے کی وجہ سے بیٹھ کر نماز پڑھ رہا تھا لیکن دوران نماز اس کا مرض جاتا رہا اور وہ کھڑے ہونے پر قادر ہو گیا تو اب کھڑے ہو کر بقیہ نماز پوری کرنا اس پر لازم ہے۔ (کتاب المسائل: ۵۲۷، شامی: ۴۹۹/۲)

﴿۷۲۵﴾ وَلَوْ كَانَ مُوْمِيًا لَا.

ترجمہ اور اگر تھا اشارہ کرنے والا (پھر نماز میں اچھا ہو گیا) تو نہیں۔ (از سرِ نو نماز پڑھے)

اشارہ سے نماز پڑھنے والا تندرست ہو گیا

اگر کوئی شخص اشارہ سے نماز پڑھ رہا تھا اسی دوران وہ رکوع سجدہ پر قادر ہو گیا تو اگر رکوع اور سجدہ کا اشارہ کرنے سے پہلے یہ صورت پیش آئی ہے تو رکوع سجدہ سے نماز پوری کرلے گا، اور اگر رکوع اور سجدہ کے اشارہ کے بعد یہ قدرت ہوئی تو اب اس کی نماز باطل ہو گئی، از سرِ نو رکوع سجدہ کے ساتھ نماز پڑھنی ہو گی، یہ تفصیل اس وقت ہے جب کہ کھڑے یا بیٹھے ہونے کی حالت میں اشارہ کر رہا ہو اس کے برخلاف اگر لیٹ کر اشارہ سے نماز پڑھ رہا تھا اسی درمیان بیٹھنے پر قادر

ہو گیا تو اب اس کی نماز بہر حال فاسد ہو جائے گی، اور اسے از سر نو پڑھنی ہوگی الا یہ کہ تکبیر تحریمہ کہتے ہی قادر ہو جائے تو اب رکوع سجدہ کے ساتھ نماز پڑھ لے۔ (در مختار مع الشامی: ۲/۴۹۹، تقریرات رافعی: ۲/۷۷، کتاب المسائل: ۵۳۷)

﴿۲۶۷﴾ وَمَنْ جُنَّ اَوْ اُغْمِيَ عَلَيْهِ خَمْسَ صَلَوَاتٍ قَضٰى وَلَوْ اَكْثَرَ لَا.

جُنَّ ماضی مجہول ہے، باب (ض) جُنُونًا مصدر ہے عقل زائل ہو جانا، دیوانہ ہو جانا، جنون ایک بیماری ہے، جس میں عقل بالکل ختم ہو جاتی ہے۔ اُغْمِيَ ماضی مجہول مصدر اِغْمَاءٌ اغماء ایک بیماری کا نام ہے، جس میں انسان کے قویٰ میں کمزوری پیدا ہو جاتی ہے، اور عقل مغلوب ہو جاتی ہے۔

ترجمہ اور جو شخص مجنون ہو جائے یا اس پر بے ہوشی طاری ہو جائے پانچ نمازوں کے وقت تک تو قضا کرے گا اور اگر اس سے زیادہ وقت تک رہا تو قضا نہیں کرے گا۔

پاگل پن میں نماز کا حکم

اگر کوئی شخص مجنون ہو جائے اور یہ جنون کی حالت پانچ نمازوں کے وقت سے کم رہے تو چھٹی ہوئی نمازوں کی قضا کرے گا، اور اگر یہ حالت چھٹی نماز کے وقت تک ممتد ہو جائے تو اب گزری ہوئی نمازوں کی قضا اس پر لازم نہیں (در مختار بیروت: ۲/۵۰۱)

بے ہوشی کا حکم

اگر کوئی شخص مسلسل چوبیس گھنٹہ سے زیادہ بے ہوش رہے تو اس پر بے ہوشی کے زمانہ کی نمازوں کی قضا لازم نہیں ہے، البتہ اگر بے ہوشی ایک دن ایک رات کے اندر اندر ہو پھر افاقہ ہو جائے تو گزری ہوئی نمازوں کی قضا لازم ہے۔ (حوالہ بالا)

نشہ میں مدہوش کا حکم

جو شخص شراب بھنگ ویسکی اور دوا وغیرہ کے اثر سے مدہوش ہو جائے تو خواہ یہ مدہوشی کتنی ہی لمبی ہو افاقہ کے بعد اسے سب چھوٹی ہوئی نمازیں قضا کرنی پڑیں گی، یہ ایسا ہی ہے جیسے کوئی شخص لمبی مدت تک سوتا رہا تو بیدار ہونے کے بعد اسے سب نمازیں پڑھنی لازم ہیں۔ (کتاب المسائل: ۵۳۸)

اختیاری مطالعہ

(۱) مریض شرائط نماز پوری کرنے سے عاجز ہو جائے

جو شخص قبلہ رخ ہونے یا ستر عورت کرنے یا ناپاکی سے پاک ہونے سے کسی وجہ سے عاجز ہو جائے تو اس پر لازم

ہے کہ جس حالت میں بھی نماز پڑھ سکے نماز ادا کرے البتہ وقت نماز اور طہارت حدث (وضو اور تیمم) کرنا لازم ہے اور بعد میں اگر وہ شخص صحت مند ہو جائے تو بیماری کے زمانہ میں پڑھی گئی نمازوں کا دہرانا اس پر لازم نہیں ہے۔ (درمختار مع الشامی بیروت: ۲/ ۴۹۸، کتاب المسائل: ۵۳۵)

(۲) مریض نماز کے رکوع اور سجدوں کی تعداد ضبط کرنے پر قادر نہ رہے

اگر کوئی شخص اس حالت میں پہنچ جائے کہ اسے رکعتوں اور سجدوں کی تعداد یاد ہی نہ رہ پاتی ہو اور غشی کی سی کیفیت طاری رہے تو اس پر نماز کی ادائیگی لازم نہیں تاہم اگر کوئی دوسرا شخص اسے نماز پڑھوا دے تو امید ہے کہ اس کی نماز درست ہو جائے گی۔ (کتاب المسائل: ۵۳۶، درمختار مع الشامی: ۲/ ۴۹۸)

فَصْلٌ فِي إِسْقَاطِ الصَّلٰوةِ وَالصَّوْمِ

(یہ فصل ہے نماز اور روزہ کی معافی کے بیان میں)

﴿۴۲۷﴾ إِذَا مَاتَ الْمَرِيْضُ وَلَمْ يَقْدِرْ عَلَى الصَّلٰوةِ بِالْإِيْمَاءِ لَا يَلْزَمُهُ الْإِيْصَاءُ بِهَا وَإِنْ قَلَّتْ وَكَذَا الصَّوْمُ إِنْ أَفْطَرَ فِيْهِ الْمُسَافِرُ وَالْمَرِيْضُ وَمَاتَا قَبْلَ الْإِقَامَةِ وَالصِّحَّةِ.

ترجمہ جب مر جائے بیمار اور قادر نہ ہو نماز پڑھنے پر اشارہ سے (بھی) تو لازم نہیں ہے اس پر وصیت ان نمازوں کے متعلق اگرچہ کم ہی ہوں اور اسی طرح روزہ ہے، اگر نہ رکھیں رمضان میں مسافر اور بیمار اور دونوں مر جائیں قیام اور تندرستی سے پہلے۔

تشریح اگر کوئی شخص سر کے اشارہ سے نماز پڑھنے پر بھی قادر نہ رہے اور اسی طرح کی بیماری میں مر جائے، یا اس قدر بیمار ہے کہ روزہ کی طاقت ختم ہو گئی، اور اسی حال میں مر گیا یا ایک شخص سفر شرعی کے ارادے سے نکل گیا اور اس کے لئے روزہ رکھنے یا نہ رکھنے کی اجازت تھی اب مقیم ہونے سے پہلے ہی مر گیا، تو اب ان سب لوگوں کے ذمہ نماز روزوں کی قضا لازم نہ ہوگی، کیوں کہ ان پر قضاء کا وجوب اس وقت ہے جب کہ مرض اور سفر کے ختم ہونے کے بعد اتنا زمانہ پالیں کہ جس میں نماز روزے ادا کر سکیں، اور یہاں صورت حال یہ ہے کہ ان کو قضا کا وقت بالکل نہیں مل سکا، اس لئے ان پر نہ قضا ہے اور نہ وصیت کرنا لازم ہے، ہاں اگر بیمار تندرست ہو گیا اور مسافر مقیم ہو گیا پھر وہ مر گیا تو ان پر قضا لازم ہوگی، چنانچہ اگر تندرست ہونے کے بعد اور مقیم ہونے کے بعد اتنے دن زندہ رہا جتنے دن کے روزے نماز فوت ہوئے تھے تو فوت شدہ تمام نمازوں اور روزوں کی قضا لازم ہوگی، اور اگر چند دن زندہ رہا تو بقدر صحت اور بقدر اقامت

نماز اور روزوں کی قضا لازم ہوگی۔

﴿۲۸﴾ وَعَلَيْهِ الْوَصِيَّةُ بِمَا قَدَرَ عَلَيْهِ وَبَقِيَ بِذِمَّتِهِ فَيُخْرِجُ عَنْهُ وَلِيُّهُ مِنْ ثُلُثِ مَا تَرَكَ لِصَوْمِ كُلِّ يَوْمٍ وَلِصَلٰوةِ كُلِّ وَقْتٍ حَتَّى الْوِتْرِ نِصْفَ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ أَوْ قِيْمَتَهُ.

وصیۃ اس کی جمع وصایا ہے، لغوی معنی نصیحت اور اصطلاح میں وصیت ان نیک کاموں کو کہا جاتا ہے، کہ جن کو انسان اپنی موت پر معلق کرتا ہے، مثلاً میرے مرنے کے بعد اس طرح کرنا، ولی وارث وسرپرست جمع اولیاء، ترک اس سے مراد ترکہ یعنی میت کا چھوڑا ہوا مال ہے، نصف صاع ڈیڑھ کلو ۲۳ گرام ۳۴۰/ ملی گرام۔

ترجمہ اور اس پر (ضروری ہے اس کے ذمہ) وصیت کرنا ہے اس مقدار کی کہ جس پر وہ قادر ہو گیا اور وہ اس کے ذمہ باقی رہ گیا، پس نکالے اس کی طرف سے اس کا ولی ترکہ کے تہائی حصہ میں سے ہر دن کے روزہ کے عوض اور ہر ایک وقت کی نماز کے عوض حتی کہ وتر (کی نماز کے عوض بھی) آدھا صاع گیہوں سے یا اس کی قیمت۔

تشریح اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ مسافر مقیم تو ہو گیا اور بیمار صحت مند ہو گیا مگر مسافر کی اقامت اور مریض کی تندرستی اتنے دنوں تک نہیں رہی کہ جس میں تمام نماز روزوں کی قضا کر لیتے تو اب حکم یہ ہے کہ بقدر صحت اور بقدر اقامت وصیت لازم ہوگی، اور وصیت نافذ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ میت کے ترکہ میں سے اولاً تجہیز وتکفین کی جائے گی پھر قرض ادا کیا جائے گا، اور پھر ترکہ میں سے تہائی مال میں وصیت نافذ کی جائے گی اور نماز روزہ کا فدیہ اس طرح ادا کیا جائے کہ ہر نماز کے عوض میں ایک صدقۂ فطر یا اس کی بازاری قیمت ادا کرے اور ایک دن رات کی جانب سے چھ صدقۂ فطر ادا کیا کرے کیوں کہ وتر کی جانب سے ادا کرنا بھی لازم ہوتا ہے، اور ایک روزہ کی جانب سے ایک صدقۂ فطر ادا کیا کرے، اور صدقۂ فطر کی مقدار نصف صاع گیہوں ہے، اس کا وزن تولہ کے حساب سے ۱۳۵/ تولہ ہے اور ۱۲/ ماشہ کا ایک تولہ گیارہ گرام ۶۶۴/ ملی گرام کا ہوتا ہے لہٰذا نصف صاع کا وزن موجودہ اوزان کے اعتبار سے ڈیڑھ کلو ۷۴ گرام ۶۴۰/ ملی گرام ہوتا ہے، یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ اگر قیمت ادا کرنا چاہے تو بازاری بھاؤ کا اعتبار ہوگا، اگر اس قیمت سے فقیر گیہوں خریدنا چاہے تو باسانی بازار سے خرید سکے، لہٰذا کنٹرول بھاؤ کا اعتبار نہ ہوگا۔

﴿۲۹﴾ وَإِنْ لَمْ يُوْصِ وَتَبَرَّعَ عَنْهُ وَلِيُّهُ جَازَ.

تبرع فعل ماضی معروف باب تفعل تبرعا مصدر ہے ثواب کی نیت سے کام کرنا۔

ترجمہ اور اگر وصیت نہ کرے اور ادا کر دے اس کی جانب سے اس کا ولی بطور احسان کے تو جائز ہے۔

تشریح فرماتے ہیں کہ اگر مرنے والے نے وصیت نہ کی ہو اور ورثہ نے اپنی جانب سے بطور احسان کے ادا کر دیا تو بھی درست ہے، اور امید ہے کہ پروردگار عالم اپنے فضل وکرم سے اس کا یہ فدیہ قبول فرمائیں گے۔

﴿۲۰﴾ وَلَا يَصِحُّ اَنْ يَصُوْمَ وَلَا اَنْ يُصَلِّيَ عَنْهُ.

ترجمہ اور صحیح نہیں کہ روزہ رکھ لے اور نہ (یہ درست) ہے کہ اس کی طرف سے نماز پڑھے۔

تشریح صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ میت کی جانب سے اگر اس کا ولی نماز پڑھ لے یا روزے رکھ لے تو یہ کافی نہیں ہے، یعنی اس کی وجہ سے سبکدوشی نہیں ہوگی، جاننا چاہئے کہ عبادات کی تین قسمیں ہیں، بدنی محض جیسے نماز اور روزہ مالی محض جیسے زکوۃ اور دونوں سے مرکب جیسے حج تمام ائمہ متفق ہیں کہ عبادت بدنی میں نیابت جائز نہیں یعنی کسی کا دوسرے کی طرف سے عبادت کرنا جائز نہیں نہ حالت اختیار (زندگی) میں اور نہ حالت اضطرار (مرنے کے بعد) میں ہر شخص کو عبادت بدنیہ خود کرنی ہے، اس لئے کہ اس میں مقصود اتعاب نفس (اپنے آپ کو تھکانا) ہے جو دوسرے کے عبادت کرنے سے حاصل نہیں ہو سکتا، اور عبادت مالیہ میں نیابت جائز ہے، زندگی میں بھی اور مرنے کے بعد بھی کیوں کہ اس میں مقصود غریب تک مال پہنچانا ہے، خواہ آدمی خود پہنچائے یا نائب کے ذریعہ پہنچائے دونوں یکساں ہیں اور جو عبادت بدن اور مال سے مرکب ہے اور ایسی عبادت صرف حج ہے، اس میں حالت اضطرار میں نیابت جائز ہے، اور حالت اختیار میں جائز نہیں، یعنی اگر آدمی خود حج کر سکتا ہے تو حج بدل نہیں کرا سکتا، اور بڑھاپے کی وجہ سے لنگڑا لولا، اندھا، اور اپاہج ہونے کی وجہ سے خود حج نہیں کر سکتا یا وہ مر گیا ہے تو اس کا حج بدل کرنا جائز ہے۔

﴿۲۱﴾ وَاِنْ لَمْ يَفِ مَا اَوْصٰى بِهٖ عَمَّا عَلَيْهِ يَدْفَعُ ذٰلِكَ الْمِقْدَارَ لِلْفَقِيْرِ فَيَسْقُطُ عَنِ الْمَيِّتِ بِقَدْرِهٖ ثُمَّ يَهَبُهُ الْفَقِيْرُ لِلْوَلِيِّ وَيَقْبِضُهُ ثُمَّ يَدْفَعُهُ لِلْفَقِيْرِ فَيَسْقُطُ بِقَدْرِهٖ ثُمَّ يَهَبُهُ الْفَقِيْرُ لِلْوَلِيِّ وَيَقْبِضُهُ ثُمَّ يَدْفَعُهُ الْوَلِيُّ لِلْفَقِيْرِ وَهٰكَذَا حَتّٰى يَسْقُطَ مَا كَانَ عَلَى الْمَيِّتِ مِنْ صَلٰوةٍ وَّصِيَامٍ.

لم یف نفی جحد بلم در فعل مستقبل معروف باب (ض) وفاءٌ مصدر ہے پورا اور مکمل ہونا۔ اوصٰی ماضی معروف باب افعال۔ ایصاءٌ مصدر ہے کسی کو اپنا جانشین بنانا جو اس کے مرنے کے بعد مال و جائداد اور اہل و عیال کے معاملات کا با اختیار منتظم ہو، ھٰکذا یہ کاف تشبیہ اور ذا اسم اشارہ سے مرکب ہے بمعنی مثل، ایسا ہی، کبھی اس پر ہا تنبیہ بھی داخل ہوتی ہے جیسے یہاں عبارت میں ہے۔

ترجمہ اور اگر پورا نہ ہو وہ مال کہ جس کی وصیت کی تھی ان فدیوں کے لئے جو اس پر واجب تھے تو (حیلہ یہ ہے کہ) ولی اس مقدار کو (جو اس کے پاس ہے) فقیر کو دیدے تو ساقط ہو جائے گا میت سے اس مقدار کے بقدر پھر ہبہ کر دے اس مال کو فقیر ولی کو اور قبضہ کر لے اس پر ولی پھر دیدے اس کو فقیر کو پھر ساقط ہو جائے گا میت سے اس کی بقدر اور پھر ہبہ کر دے اس مال کو فقیر ولی کو اور ولی اس پر قبضہ کر لے پھر اس کو ولی فقیر کو دیدے اور اسی طرح کرتا رہے

یہاں تک ساقط ہو جائیں وہ نماز اور روزے جو میت پر واجب تھے۔

تشریح: اگر میت کا تہائی مال اس قدر نہیں ہے کہ تمام فرائض ساقط ہو جائیں، تو جس مقدار میں ہے وہ فقیر کو دیدی جائے، اور اسے صورت حال بتا دی جائے، اب فقیر اس مال کو ولی کے حوالہ کردے گا پھر ولی فقیر کو دیگا اور اسی طرح کرتے رہیں گے، تا آنکہ میت کے ذمہ سے تمام فرائض ساقط ہو جائیں، اب اخیر میں وہ مال فقیر کو دیدیا جائے گا، اور یہ حیلہ و تدبیر فقیر کی رضامندی سے ہوگا۔

﴿۲۲۷﴾ وَيَجُوْزُ اِعْطَاءُ فِدْيَةِ صَلَوَاتٍ لِوَاحِدٍ جُمْلَةً بِخِلَافِ كَفَّارَةِ الْيَمِيْنِ وَاللّٰهُ سُبْحَانَهٗ وَتَعَالٰى اَعْلَمُ.

اعطاء باب افعال کا مصدر ہے دینا۔ فدیۃ جمع فِدًى وَفِدْيَاتٌ فدیہ کہتے ہیں عبادت میں کوتاہی یا غلطی کا بدل جو اللہ کے لئے پیش کیا جائے جیسے روزہ کا کفارہ یا حالت احرام میں سلا ہوا کپڑا پہننے یا سر منڈانے کا کفارہ جملۃ کل سارا، جیسے اَخَذَ الشَّيْءَ جُمْلَةً اس نے پوری چیز لے لی اور نحویوں کے یہاں جملہ ہر اس کلام کو کہتے ہیں جو مسند اور مسند الیہ پر مشتمل ہو جمع جُمَل۔

ترجمہ: اور جائز ہے چند نمازوں کا فدیہ اکٹھا دینا ایک شخص کو بخلاف قسم کے کفارے کے اور اللہ پاک ہے بلند و بالا ہے بہت زیادہ جاننے والا ہے۔

تشریح: فرماتے ہیں کہ اگر مرنے والے کے ذمہ چند نمازوں کا فدیہ ہے، اور وارثین سارا فدیہ ایک ہی فقیر کو دینا چاہیں تو دے سکتے ہیں، لیکن یہ بات ذہن نشین رہے کہ اگر ایک فقیر کو مقدار نصاب سے زائد دیا جائے تو فدیہ تو ادا ہو جائے گا لیکن ایسا کرنا مکروہ تحریمی ہے، اس کے بعد جاننا چاہئے کہ اگر کسی آدمی کے ذمہ قسم کا کفارہ ہے تو قسم کے کفارہ میں ایک شخص کو ایک فدیہ کی مقدار (ڈیڑھ کلو ۶۳۳ گرام ۶۴۰/ ملی گرام) سے زائد نہیں دے سکتے کیوں کہ قسم کے کفارہ میں عدد کی صراحت ہے، پروردگار عالم کا فرمان ہے: فکفارته اطعام عشرة مساكين الخ: اور یہی حکم کفارہ ظہار کا ہے، فرمایا گیا ہے فمن لم يستطع فا طعام ستين مسكينا۔

بَابُ قَضَاءِ الْفَوَائِتِ

(قضا نمازوں کی ادا کا بیان)

صاحب کتاب نے قضاء المتروکات کے بجائے قضاء الفوائت کہا ہے اس واسطے کہ مومن کی شان سے یہ بات بعید ہے کہ وہ دانستہ نماز کو چھوڑے البتہ سستی و کاہلی نیند بھول چوک وغیرہ کی وجہ سے اس سے فوت ہو جاتی

ہے۔

قضاء کی تعریف: جو چیز اولاً واجب ہوئی ہے اس کو اس کے مقررہ وقت کے علاوہ میں اس کے مستحق کی طرف اپنے پاس سے سپرد کرنے کا نام قضاء ہے۔

﴿۳۳﴾ اَلتَّرْتِيْبُ بَيْنَ الْفَائِتَةِ وَالْوَقْتِيَّةِ وَبَيْنَ الْفَوَائِتِ مُسْتَحَقٌّ.

ترتیب: باب تفعیل کا مصدر ہے جس کے معنی ثابت کرنا ہر چیز کو مرتبہ کے لحاظ سے رکھنا یہی مفہوم یہاں بھی ہے کہ نمازوں کو ان کے اوقات کی ترتیب کے لحاظ سے ادا کرنا۔ الفائتة چھوٹی ہوئی نماز (جو وقت پر ادا نہ کی گئی ہو) جمع فوائت۔ المستحق حق واجب الوصول، مطالبہ جمع مُسْتَحَقَّات۔

ترجمہ قضا نماز اور وقتیہ نمازوں میں اور چند قضا نمازوں میں ترتیب لازم ہے۔

تشریح اس عبارت کو حل کرنے کے لئے اولاً صاحب ترتیب کی تعریف سمجھئے صاحب ترتیب وہ ہے کہ جب سے اس پر نماز فرض ہوئی ہے اس کے بعد سے اس وقت تک کوئی نماز قضا نہ ہوئی ہو یا اگر قضا ہوئی ہو تو زیادہ سے زیادہ پانچ نمازیں قضا ہوئی ہوں، اس کے بعد جاننا چاہئے کہ جس طرح ادا نمازوں میں ترتیب ہوتی ہے، اسی طرح صاحب ترتیب کے لئے قضا نمازوں میں بھی ترتیب باقی رکھنی ضروری ہے، یعنی جو نماز پہلے چھوٹی ہے اس کی قضا پہلے پڑھے اس کے بعد اس کے بعد کی نماز ادا کرے نیز صاحب ترتیب کے لئے یہ بھی ضروری ہے، کہ پہلے قضا نمازیں پڑھے پھر وقتی ورنہ وقتی نماز درست نہ ہوگی دوبارہ پڑھنی پڑے گی متن میں فوائت سے مراد چھ نمازوں سے کم ہیں۔

﴿۳۴﴾ وَيَسْقُطُ بِاَحَدِ ثَلَاثَةِ اَشْيَاءَ ضِيْقِ الْوَقْتِ الْمُسْتَحَبِّ فِي الْاَصَحِّ.

یسقط اس کا فاعل ترتیب ہے۔ ضیق تنگی ضاق یَضِيْقُ ضِيْقًا باب ضرب سے تنگ ہونا۔

ترجمہ اور ساقط ہو جاتی ہے (ترتیب) تین چیزوں میں سے کسی ایک (کے پائے جانے) کی وجہ سے وقت مستحب کا تنگ ہو جانا صحیح ترین قول میں۔

کن چیزوں کی وجہ سے ترتیب ساقط ہو جاتی ہے

پہلے یہ مسئلہ گزر چکا ہے کہ فائتہ اور وقتیہ کے درمیان ترتیب واجب ہے، لیکن تین چیزیں ایسی ہیں کہ اگر ان میں سے کوئی ایک پائی جائے تو ترتیب لازم نہیں رہتی (۱) وقت مستحب تنگ ہو گیا اور اس بات کا اندیشہ پیدا ہو گیا کہ اگر فائتہ کی قضا میں مشغول ہوا تو وقت مستحب نکل جائے گا تو اس صورت میں ترتیب ساقط ہو جائے گی مثلاً ظہر کی نماز نہیں پڑھ سکا تھا اور عصر کا وقت بھی اتنا گزر گیا کہ اب اگر پہلے ظہر کی نماز پڑھتا ہے تو آفتاب میں زردی آ جائے گی اور عصر کا وقت غیر مستحب شروع ہو جائے گا تو ایسی صورت میں وقتیہ (عصر کی نماز) کو مقدم کرے پھر اس کے بعد فائتہ کی قضا کرے اس

کے بعد یہ مسئلہ جاننا چاہئے کہ اگر تنگی وقت کے باوجود فائتہ نماز پڑھ لی اور وقتیہ کو چھوڑ دیا تو فائتہ ادا ہو جائے گی مگر وقتیہ کو وقت پر ادا نہ کرنے کی وجہ سے گناہگار ہوگا۔

تنبیہ: فی الاصح، اس قید کو لگا کر امام محمدؒ کے مذہب کی جانب اشارہ کیا ہے کہ انہوں نے وقت مستحب کا لحاظ کیا ہے برخلاف شیخین کے کہ انہوں نے اصل وقت کا اعتبار کیا ہے۔ (طحطاوی: ۲۴۰)

﴿۳۵ ﴾ وَالنِّسْيَانُ.

ترجمہ اور بھول جانا۔

تشریح مسئلہ یہ ہے کہ قضا نماز یاد نہیں رہی اور اس نے اس وقت کی نماز کو ادا کر لیا تو اس بھول جانے کی وجہ سے اس کی ادا نماز درست ہو جائے گی، یعنی بھول جانے کی وجہ سے بھی فائتہ اور وقتیہ کے درمیان ترتیب لازم نہیں رہتی، یہ دوسری چیز کا بیان ہے۔

﴿۳۶ ﴾ وَإِذَا صَارَتِ الْفَوَائِتُ سِتًّا غَيْرَ الْوِتْرِ فَإِنَّهُ لَا يُعَدُّ مُسْقِطًا وَإِنْ لَزِمَ تَرْتِيبُهُ.

ترجمہ اور جب کہ ہو جائیں چھٹی ہوئی نمازیں چھ، وتر کے علاوہ کیوں کہ وتر کو مسقط (ترتیب کا ساقط کرنے والا) شمار نہیں کیا جاتا اگر چہ لازم ہے اس کی ترتیب (عشاء کے فرضوں کے بعد پڑھنا لازم ہے، پہلے پڑھنا جائز نہیں)

تشریح جن چیزوں کی وجہ سے ترتیب ساقط ہو جاتی ہے ان میں سے تیسری چیز یہ ہے کہ فوت شدہ نمازیں چھ ہو جائیں یعنی چھٹی نماز کا وقت نکل جائے تو اب ان فوائت کثیرہ کے درمیان ترتیب ساقط ہو جائے گی، لہٰذا جس نماز سے بھی قضاء کی ابتداء کرے گا درست ہوگا ترتیب وار ہو یا بغیر ترتیب کے۔

آگے فرماتے ہیں کہ جس طرح چھ نمازوں کے چھوٹ جانے سے ترتیب ساقط ہو جاتی ہے، اگر ان میں چھٹی نماز وتر ہو تو ترتیب ساقط نہ ہوگی اگرچہ عشاء اور وتر کے درمیان ترتیب لازم ہے، یعنی اگر وتر چھوٹ گئے تھے تو صبح کے فرضوں سے پہلے ان کا ادا کرنا ضروری ہے، اگر یاد ہوتے اور گنجائش وقت کے باوجود ان کو ادا نہیں کیا اور نماز صبح پڑھ لی تو درست نہ ہوگی۔

﴿۳۷ ﴾ وَلَمْ يَعُدِ التَّرْتِيبُ بِعَوْدِهَا إِلَى الْقِلَّةِ.

لم یعد نفی جحد بلم باب (ن) عوداً مصدر ہے لوٹنا، بحال ہونا۔ قلۃ کمتر شی مراد بہت ہی کم نمازیں رہ گئی ہیں۔ عودھا ضمیر کا مرجع فوائت ہے۔

ترجمہ اور نہیں لوٹ کر آتی ترتیب قضا نمازوں کے قلت کی طرف لوٹ کر آنے سے۔

ساقط شدہ ترتیب کب لوٹے گی؟

صورت مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص کی ایک ماہ کی نمازیں فوت ہو گئیں، پھر یہ شخص فوت شدہ نمازوں کی قضاء کرنے لگا حتی کہ صرف پانچ نمازیں ہی باقی رہ گئیں، تو باوجودیکہ پانچ نمازوں کے چھوٹنے سے ترتیب ساقط نہیں ہوتی، مگر ساقط شدہ ترتیب اس وقت تک دوبارہ ثابت نہ ہوگی جب تک تمام قضا نمازیں ادا نہ ہو جائیں، اسی کے قائل ابو حفص کبیر علامہ فخر الاسلام شمس الائمہ صاحب محیط اور قاضی خان ہیں، اور اسی مذہب کو صاحب کتاب نقل کر رہے ہیں، اس مذہب کی دلیل یہ ہے کہ اس شخص کے ذمہ ایک ماہ کی نمازیں تھیں اور یہ ظاہر ہے کہ ایک ماہ کی نمازیں کثیر ہیں، اور کثرت فوائت سے ترتیب ساقط ہو جاتی ہے، اور قاعدہ ہے کہ الساقط لا یعود یعنی جو چیز ایک مرتبہ ساقط ہوگی وہ لوٹ کر نہیں آتی اسی طرح جب کثرت فوائت کی وجہ سے ترتیب ساقط ہوگئی پھر قضا نمازیں کم رہ گئیں تو اب اس قلت کی وجہ سے ترتیب عود نہیں کرے گی اور جب ترتیب نہیں لوٹی تو وقتیہ نماز کو باقیہ فوائت پر مقدم کرنا جائز ہے۔

اس سلسلے میں دوسرا مذہب یہ ہے کہ جب تمام نمازیں ادا کر لیں صرف پانچ باقی رہ گئیں تو وہ بھی صاحب ترتیب ہو گیا اسی کے قائل صاحب ہدایہ اور علامہ طحطاوی ہیں، قال بعضهم يعود الترتيب وهوا حوط معجتبیٰ وهو الصحيح ذكره الصدر الشهيد وكذا قال في التجنيس والمزيد وفي الهداية وهو الاظهر (طحطاوی/ ۲۴۱) اس مذہب کی دلیل یہ ہے کہ ترتیب کے ساقط ہونے کی علت مفضي الى الحرج ہونے کی وجہ سے کثرت ہے اور جوں کہ اکثر نمازوں کی قضا کر چکا ہے صرف چھ نمازوں سے کم باقی رہ گئی ہیں، اس لئے ترتیب کے ساقط ہونے کی علت باقی نہ رہی اور جب علت سقوط باقی نہ رہی تو سقوط ترتیب کا حکم بھی باقی نہ رہے گا کیونکہ علت کے منتفی ہونے سے حکم منتفی ہو جاتا ہے اور جب سقوط ترتیب کا حکم باقی نہ رہا تو ترتیب عود کر آئے گی، اور جب ترتیب عود کر آئی تو باقیہ فوائت پر وقتیہ نماز کا مقدم کرنا کیسے جائز ہوگا کیونکہ فوائت قلیلہ اور وقتیہ کے درمیان ترتیب فرض ہے۔

﴿۳۸۷﴾ وَلَا يَفُوْتُ حَدِيْثَةٍ بَعْدَ سِتٍّ قَدِيْمَةٍ عَلَى الْأَصَحِّ فِيْهِمَا.

حدیثة حدیث کا مؤنث ہے، بمعنی جدید، جمع حِدَاثٌ وَحُدَثَاءُ۔ قديمة یہ قدیم کا مؤنث ہے جمع قُدَمَاءُ پہلے، پہلے زمانہ سے۔ فیهما تثنیہ کی ضمیر کا مرجع یہ مسئلہ اور ماقبل کا مسئلہ ہے۔

ترجمہ اور نہ (ترتیب نہیں لوٹے گی) کسی نئی نماز کے فوت ہونے سے پچھلی چھ قضا نمازوں کے بعد صحیح ترین قول پر دونوں مسئلوں میں۔

تشریح اصل مسئلہ کو سمجھنے سے پہلے بطور تمہید یہ بات یاد رکھئے کہ فوائت کی دو قسمیں ہیں، قدیمہ اور حدیثہ صورت یہ ہے کہ ایک شخص نے ایک ماہ کی نمازیں چھوڑ دیں پھر اپنی حرکت پر شرمندہ ہوا اور ان نمازوں کی قضا ان

کے وقت میں شروع کر دی پھر اس سے قبل کہ ان فوائت کی قضا مکمل ہو اور چند نمازیں فوت ہو گئیں لیکن یہ چند نمازیں چھ سے کم ہیں تو پہلی فوت شدہ نمازیں قدیمہ اور یہ بعد کی حدیثہ کہلائیں گی، اب صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر اس شخص نے وقتیہ نماز پڑھی اور اس کو یہ متروکہ حدیثہ جدیدہ نمازیں بھی یاد ہیں تو ایسی صورت میں وقتیہ کا پڑھنا جائز ہوگا یا جائز ہوگا؟ اس بارے میں بعض متاخرین کا خیال یہ ہے کہ وقتیہ نماز جائز ہو جائے گی، کیوں کہ فوائت قدیمہ اور حدیثہ دونوں مل کر حد کثرت کو پہنچ جاتی ہیں اور کثرت ترتیب کو ساقط کر دیتی ہے، پس جب ترتیب ساقط ہوگئی تو وقتیہ کو فوائت پر مقدم کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے، فتویٰ اسی قول پر ہے۔

﴿۴۹ـ﴾ فَلَوْ صَلّٰى فَرْضًا ذَاكِرًا فَائِتَةً وَلَوْ وِتْرًا فَسَدَ فَرْضُهُ فَسَادًا مَوْقُوْفًا فَإِنْ خَرَجَ وَقْتُ الْخَامِسَةِ مِمَّا صَلَّاهُ بَعْدَ الْمَتْرُوْكَةِ ذَاكِرًا لَهَا صَحَّتْ جَمِيْعُهَا فَلَا تَبْطُلُ بِقَضَاءِ الْمَتْرُوْكَةِ بَعْدَهُ وَإِنْ قَضَى الْمَتْرُوْكَةَ قَبْلَ خُرُوْجِ وَقْتِ الْخَامِسَةِ بَطَلَ وَصْفُ مَا صَلَّاهُ مُتَذَكِّرًا قَبْلَهَا وَصَارَ نَفْلًا۔

ذَاكِرًا اسم فاعل ہے باب (ن) ذِكْرًا و ذُكْرًا مصدر ہے یاد کرنا، ذہن میں لانا۔ المتروكة اسم مفعول مؤنث باب (ن) ترکا مصدر ہے چھوڑنا۔

ترجمہ پس اگر پڑھ لے کوئی فرض نماز کسی قضا نماز کے یاد ہوتے ہوئے خواہ وہ وتر ہی ہو تو فاسد ہو جائے گا اس کا فرض موقوف طور پر فاسد ہونا پھر اگر نکل جائے پانچویں نماز کا وقت ان نمازوں میں سے جنہیں متروکہ نماز کے بعد اس کے یاد ہوتے ہوئے پڑھا ہے، تو اس کی تمام نمازیں صحیح ہو جائیں گی، چنانچہ باطل نہ ہوں گی متروکہ نماز کو ادا کرنے سے اس کے بعد (پانچویں نماز کا وقت نکل جانے کے بعد) اور اگر ادا کر لے چھٹی ہوئی نماز کو پانچویں نماز کا وقت نکل جانے سے پہلے تو باطل ہو جائے گا ان نمازوں کا وصف (فرضیت) کہ جن کو پڑھا ہے اس متروکہ نماز سے پہلے متروکہ نماز کے یاد ہوتے ہوئے اور وہ نمازیں نفل ہو جائیں گی۔

صاحب ترتیب کو فوت شدہ نماز یاد آ گئی

مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص نے عصر کی نماز پڑھی اور اس کو یہ یاد ہے کہ ابھی تک ظہر نہیں پڑھی ہے، تو عصر کی نماز فاسد ہو جائے گی، کیوں کہ اس نے ترتیب کو چھوڑ دیا ہے، حالاں کہ اس پر ترتیب فرض تھی، ہاں اگر عصر کی نماز عصر کے آخری وقت میں ادا کی اور یہ یاد ہے کہ ظہر نہیں پڑھی ہے تو عصر کی نماز درست ہو جائے گی، کیوں کہ وقت کا تنگ ہونا ترتیب کو ساقط کر دیتا ہے۔ رہی یہ بات کہ ترتیب کے فوت ہونے سے جب فرضیت باطل ہوگی تو اصل صلوٰۃ بھی باطل ہوگی یا نہیں؟ سو اس بارے میں اختلاف ہے۔ چنانچہ شیخین نے فرمایا کہ اصل صلوٰۃ باطل نہیں ہوتی، یعنی ترتیب نہ پائے جانے

کی وجہ سے عصر کی نماز کا فرض ادا ہونا اگرچہ باطل ہو گیا لیکن اس کا نفل ہونا باقی ہے، اور امام محمدؒ نے فرمایا کہ عصر کی یہ نماز نہ فرض شمار ہوگی اور نہ نفل شمار ہوگی، اب آگے تفصیل یہ ہے کہ مسئلہ مذکورہ میں عصر کی نماز پڑھی اور یہ یاد ہے کہ ظہر کی نماز ابھی نہیں پڑھی ہے، تو اس صورت میں فرمایا تھا کہ ترتیب کے فوت ہونے کی وجہ سے عصر کی نماز فاسد ہے، لیکن اس میں اختلاف ہے، کہ عصر کی یہ نماز موقوفاً فاسد ہوتی ہے یا قطعاً اور حتماً سو امام ابوحنیفہؒ نے فرمایا کہ عصر کی نماز موقوفاً فاسد ہوتی ہے، حتی کہ اگر چھ نمازیں پڑھ لیں یعنی آج کی عصر سے کل آئندہ کی عصر تک اور ظہر کی فائتہ نماز کو ابھی تک ادا نہیں کیا ہے تو یہ سب نمازیں جائز ہو جائیں گی، کیوں کہ عصر اور اس کے بعد پانچ نمازوں تک فساد کی علت وجوب ترتیب ہے، یعنی عصر مغرب عشاء اور فجر اور اگلے دن کی ظہر اس لئے فاسد ہیں کہ اس نے ابھی تک کل گذشتہ کی ظہر کو ادا نہیں کیا ہے، حالانکہ ترتیب کا مقتضی یہ تھا کہ پہلے کل گذشتہ کی ظہر کی قضا کرتا، لیکن جب اس نے اگلے دن کی عصر ادا کی تو اب گویا کل گذشتہ کی ظہر کے بعد چھ نمازیں فاسد ہوئیں اور چھ نمازوں سے کثرت ثابت ہو جاتی ہے، اور کثرت فوائت سے ترتیب ساقط ہو جاتی ہے، اور جب ترتیب ساقط ہوگئی تو تمام نمازیں جائز ہو جائیں گی اور اگر پانچ نمازوں کے وقت کے اندر سابقہ فوت شدہ نماز قضا کر لی تو بقیہ نمازیں نفل بن جائیں گی اور از سرِ نو بالترتیب سب نمازیں ادا کرنی ہوں گی، اور صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ عصر کی نماز حتماً اور قطعاً فاسد ہو جائے گی یعنی کسی حال میں بھی جائز نہیں ہو سکتی ہے، پھر صاحب کتاب کا قول ولو وتر (کا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص نے فجر کی نماز پڑھی حال یہ کہ اس نے وتر کی نماز نہیں پڑھی تھی، اور اس کو وتر نہ پڑھنا یاد بھی ہے، تو اب اس صورت میں امام صاحبؒ کے نزدیک فجر کی نماز فاسد ہے، یعنی فساد موقوف ہے، امام صاحب کی دلیل یہ ہے کہ نماز وتر واجب ہے، اور واجب عمل کے اعتبار سے فرض کے مانند ہے، اور فرائض کے درمیان ترتیب واجب ہے، اور یہاں ترتیب نہیں پائی گئی اس لئے نماز فجر فاسد ہو جائے گی۔

﴿۷۴۰﴾ وَإِذَا كَثُرَتِ الْفَوَائِتُ يَحْتَاجُ لِتَعْيِيْنِ كُلِّ صَلٰوةٍ.

ترجمہ اور اگر بہت ہو جائیں قضا نمازیں تو ضرورت ہوگی ہر نماز کے متعین کرنے کی۔

قضا نمازوں کی نیت

اگر قضا نمازیں بہت سی ہوں مثلاً دو تین ہفتے کی نمازیں بالکل نہیں پڑھیں یا کچھ پڑھیں اور کچھ نہیں پڑھیں تو اب قضا نماز کی نیت اس طرح کرنی چاہئے کہ مثلاً میں فلاں دن کی فجر کی نماز قضا پڑھتا ہوں، صرف یہ نیت کر لینا کہ میں فجر کی قضا پڑھتا ہوں کافی نہیں ہے، اس طرح نیت کرنے میں دقت اور پریشانی ہے اس لئے اگلی عبارت میں ایک آسان طریقہ بیان کرتے ہیں۔

﴿۷۴۱﴾ فَإِنْ أَرَادَ تَسْهِيْلَ الْأَمْرِ عَلَيْهِ نَوٰى أَوَّلَ ظُهْرٍ عَلَيْهِ أَوْ آخِرَهٗ.

تسہیل باب تفعیل کا مصدر ہے کسی کے لئے کوئی کام آسان کردینا۔

ترجمہ پھر اگر چاہے اپنے اوپر سہولت معاملہ کی تو نیت کرے (اس طرح) کہ سب سے پہلی ظہر جو اس پر واجب ہے، یا سب سے آخری ظہر جو اس پر واجب ہے۔

قضاء عمری کی نیت

اگر کسی شخص پر لمبی مدت کی نمازیں قضا ہوں تو ان کو ادا کرتے وقت نیت کا آسان طریقہ یہ ہے کہ نیت کرے کہ میں مثلاً قضا شدہ ظہر کی نمازوں میں سے پہلی یا آخری ظہر ادا کر رہا ہوں، ہر قضا نماز میں اسی طرح نیت کرتا رہے تو اسی نیت سے اس کی نمازیں ادا ہوتی رہیں گی۔ (الاشباہ: ۱/ ۹۰، شامی زکریا: ۲/ ۹۹، کتاب المسائل: ۲۷۰)

﴿۲۳۲﴾ وَكَذَا الصَّوْمُ مِنْ رَمَضَانَيْنِ عَلَى اَحَدِ تَصْحِيْحَيْنِ مُخْتَلِفَيْنِ.

ترجمہ اور ایسے ہی دو رمضانوں کے روزے (ان کے متعین کرنے کی ضرورت ہے) دو مختلف تصحیح میں سے ایک کی بنا پر۔

تشریح مذکورہ طریقہ روزوں کی قضا کا بھی ہے مگر یہ جب ہے کہ مختلف رمضانوں کے روزے اس کے ذمہ قضا ہوں اور اگر ایک ہی رمضان کے روزے ہیں تو پھر تعیین کی حاجت نہیں ہے علامہ زیلعی نے متعین کرنے کو صحیح قرار دیا ہے، اور خلاصہ میں متعین ذکر نے کو صحیح مسلک قرار دیا ہے۔

﴿۲۳۳﴾ وَيُعْذَرُ مَنْ اَسْلَمَ بِدَارِ الْحَرْبِ بِجَهْلِهِ الشَّرَائِعَ.

جھل باب سمع کا مصدر ہے ناواقف ہونا، لاعلم ہونا۔ شرائع شریعۃ کی جمع ہے اسلامی قانون خدائی احکام کا مجموعہ۔

ترجمہ اور معذور سمجھا جائے گا وہ شخص جو مسلمان ہوا دار الحرب میں، اس کے ناواقف ہونے کی وجہ سے احکام شرع سے۔

تشریح صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کافروں کے ملک میں مسلمان ہو گیا اور وہاں مذہب اسلام کے احکام مثلاً نماز روزہ زکوۃ حج وغیرہ سے واقفیت ممکن نہیں ہے یا کوئی شخص قبائلی و پہاڑی علاقہ میں جہاں کوئی احکام شرع بتانے والا ہی نہیں ہے وہ نو مسلم بغیر احکام شرع پر عمل کئے ہی منتقل ہو جائے تو کل قیامت کے دن ان شاء اللہ ماخوذ نہ ہوگا اسے معذور سمجھا جائے گا۔

بَابُ اِدْرَاكِ الْفَرِيْضَةِ

فرض کے پالینے کا بیان

﴿۴۳۴﴾ اِذَا شَرَعَ فِي فَرْضٍ مُنْفَرِدًا فَاُقِيْمَتِ الْجَمَاعَةُ قَطَعَ وَاقْتَدٰى اِنْ لَّمْ يَسْجُدْ لِمَا شَرَعَ فِيْهِ اَوْ سَجَدَ فِي غَيْرِ رُبَاعِيَّةٍ.

ترجمہ: جب شروع کر دے کوئی فرض نماز تنہا پھر (اسی میں) جماعت قائم کر دی جائے (کھڑی ہو جائے) تو (فرض) توڑ دے اور اقتدا کرے اگر سجدہ نہ کیا ہو اس نماز کا جس کو اس نے شروع کیا تھا یا سجدہ تو کر لیا تھا مگر وہ ایسی نماز تھی جو چار رکعت والی نہیں تھی۔

اکیلے فرض نماز پڑھنے کے دوران جماعت کھڑی ہو گئی۔

اگر کسی شخص نے انفرادی طور پر کسی فرض نماز کی نیت باندھ لی تھی، اسی درمیان اسی مسجد میں وہ نماز باجماعت پڑھی جانے لگی تو اب یہ الگ پڑھنے والا شخص کیا کرے؟ اس بارے میں فقہاء نے درج ذیل تفصیل بیان فرمائی ہے، اور اس عبارت میں صرف دو صورتوں کا بیان ہے باقی تفصیل آگے ہے: (۱) اگر وہ نماز دو یا تین رکعت والی (مثلاً فجر یا مغرب) کی ہے، اور ابھی اس نمازی نے دوسری رکعت کا سجدہ نہیں کیا ہے تو حکم یہ ہے کہ اپنی نماز توڑ کر امام کے ساتھ جماعت میں شامل ہو جائے۔ (۲) اور اگر دو یا تین رکعت والی نماز میں دوسری رکعت کا سجدہ کر چکا ہے تو اب اپنی ہی نماز پوری کرے جماعت میں شریک نہ ہو اور اگر صرف پہلی رکعت کا سجدہ کیا ہے اور جماعت کھڑی ہو گئی تو بھی اپنی نماز توڑ کر امام کے ساتھ جماعت میں شامل ہو جائے۔ (حلبی: ۵۱۱، کتاب المسائل: ۳۸۸)

﴿۴۳۵﴾ وَاِنْ سَجَدَ فِي رُبَاعِيَّةٍ ضَمَّ رَكْعَةً ثَانِيَةً وَسَلَّمَ لِتَصِيْرَ الرَّكْعَتَانِ لَهٗ نَافِلَةً ثُمَّ اقْتَدٰى مُفْتَرِضًا.

ترجمہ: اور اگر سجدہ کر لے چار رکعت والی نماز میں تو ملا لے ایک دوسری رکعت اور سلام پھیر دے، تاکہ ہو جائیں دو رکعت اس کی نفل پھر اقتدا کرے فرض نماز ادا کرنے کے لئے۔

تشریح: (۳) اس عبارت میں تیسری صورت کا بیان ہے، یعنی اگر چار رکعت والی نماز میں پہلی رکعت کا سجدہ کر لیا تو فوراً نماز نہ توڑے بلکہ دو رکعت پوری کر کے سلام پھیر کر جماعت میں شریک ہو جائے، اور یہ دو رکعت نفل

ہوجائیں گی، اور اگر نماز چار رکعت والی ہے، مثلاً ظہر یا عشاء اور ابھی اس نمازی نے پہلی رکعت کا سجدہ نہیں کیا ہے تو فوراً کھڑے کھڑے ایک سلام کے ذریعہ نماز توڑ کر جماعت میں شامل ہوجائے۔

﴿۴۳۶﴾ وَاِنْ صَلّٰی ثَلاثًا اَتَمَّهَا ثُمَّ اقْتَدٰی مُتَنَفِّلاً اِلَّا فِی الْعَصْرِ.

ترجمہ اور اگر پڑھ لی تین رکعت تو انہیں کو پورا کرلے، پھر اقتدا کرے نفل کی نیت سے مگر عصر کی نماز میں۔

تشریح (۴) اس عبارت میں چوتھی صورت کا بیان ہے، یعنی اگر تین رکعت پڑھ چکا تھا جماعت کھڑی ہوگئی تو اب اپنی نماز نہ توڑے، بلکہ اسے پوری کرلے اور بعد میں بطور نفل امام کے ساتھ شریک ہوجائے، مگر یہ صورت عصر میں نہیں ہوسکتی کیوں کہ عصر کے فرض پڑھنے کے بعد کوئی بھی نفل نماز پڑھنا منع ہے۔

﴿۴۳۷﴾ وَاِنْ قَامَ لِثَالِثَةٍ فَاُقِيْمَتْ قَبْلَ سُجُوْدِهٖ قَطَعَ قَائِمًا بِتَسْلِيْمَةٍ فِی الْاَصَحِّ.

ترجمہ اور اگر کھڑا ہوگیا تیسری رکعت کے لئے پھر جماعت قائم کردی گئی (کھڑی ہوگئی) تو کھڑے کھڑے ہی سلام پھیر کر نماز توڑ دے صحیح مذہب کے بموجب۔

تشریح (۵) صورت مسئلہ یہ ہے کہ نماز چار رکعت والی ہے، اور اس منفرد نے دو رکعت مکمل کرلی ہیں، اور تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہوگیا تھا اور ابھی تک سجدہ نہیں کیا تھا کہ اسی دوران جماعت کھڑی ہوگئی، تو حکم یہ ہے کہ کھڑے کھڑے ایک سلام کے ذریعہ نماز توڑ کر جماعت میں شامل ہوجائے۔

تنبیہ: فی الاصح سے مقصود یہ ہے کہ قول تو وہی ہے جو تشریح میں آچکا ہے، دوسرا قول شمس الائمہ سرخسی کا ہے اور وہ یہ ہے کہ مذکورہ صورت میں لوٹ کر قعدہ میں آکر سلام پھیر دے اور جماعت میں شریک ہوجائے اور علامہ فخر الاسلام فرماتے ہیں کہ کھڑے کھڑے ہی تکبیر کہہ کر جماعت میں شامل ہوجائے۔ (مراقی الفلاح: ۲۲۵)

اختیاری مطالعہ

نفل یا سنت پڑھتے ہوئے نماز کھڑی ہوگئی تو کیا کرے؟

اگر نفل یا سنت کی نیت باندھ رکھی تھی کہ نماز کھڑی ہوگئی تو اب تین صورتیں ہیں، (۱) اگر اس نے ابھی دو رکعت پوری نہیں کی ہیں تو فوراً نماز نہ توڑے بلکہ دو رکعت پوری کرکے سلام پھیر کر نماز میں شریک ہوجائے۔

(۲) اور اگر سنت کی تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہوچکا تھا مگر ابھی سجدہ نہیں کیا تھا تو لوٹ کر قعدہ میں آکر سلام پھیر دے اور جماعت میں شریک ہوجائے، (۳) اور اگر تیسری رکعت کا سجدہ بھی کرلیا تھا تو اب چوتھی رکعت پوری کرکے جماعت میں شریک ہو۔ (کتاب المسائل ۱/۴۹۶، شامی ۲/۵۱۸، درمختار مع الشامی کراچی ۲/۵۰۵)

﴿۴۷۸﴾ وَإِنْ كَانَ فِي سُنَّةِ الْجُمُعَةِ فَخَرَجَ الْخَطِيبُ أَوْ فِي سُنَّةِ الظُّهْرِ فَأُقِيمَتْ سَلَّمَ عَلَى رَأْسِ رَكْعَتَيْنِ وَهُوَ الْأَوْجَهُ ثُمَّ قَضَى السُّنَّةَ بَعْدَ الْفَرْضِ.

ترجمہ اور اگر جمعہ کی سنت میں تھا کہ خطیب نکل آیا یا ظہر کی سنت میں تھا کہ جماعت کھڑی کر دی گئی تو سلام پھیر دے دو رکعتوں پر اور یہی زیادہ مدلل ہے، پھر فرض کے بعد سنتوں کی قضا کرے۔

سنت پڑھتے ہوئے ظہر کی جماعت یا خطبہ جمعہ شروع ہو جائے؟

اگر جماعت ظہر یا خطبۂ جمعہ کا وقت قریب ہو تو سنتوں کی نیت نہیں باندھنی چاہیے، بلکہ ان کو مؤخر کر دینا چاہیے، لیکن اگر سنت پڑھنی شروع کی اور درمیان ہی میں نماز یا خطبہ شروع ہو گیا تو کیا کرے؟ اس بارے میں مندرجہ ذیل تفصیل ہے: (۱) اگر قعدۂ اولیٰ سے پہلے جماعت شروع ہو گئی تو قعدۂ اولیٰ ہی پر سلام پھیر دے اور جماعت میں شامل ہو جائے اور نماز کے بعد وہ چار رکعت سنت مؤکدہ دوبارہ پڑھے۔ امداد الفتاویٰ: ۱/ ۳۶۵ (۲) دوسری صورت یہ ہے کہ جماعت اس وقت شروع ہوئی جب کہ سنت پڑھنے والا شخص سنت کی تیسری رکعت کا سجدہ کر چکا تھا تو اب اسے چاہیے کہ چوتھی رکعت پوری کر کے ہی سلام پھیرے۔ (شامی زکریا: ۲/ ۵۰۷) (۳) تیسری صورت یہ ہے کہ قعدہ کے بعد تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہوا اور ابھی سجدہ نہیں کیا تھا کہ جماعت شروع ہو گئی یا امام نے خطبہ کا آغاز کر دیا تو اس بارے میں مشائخ حنفیہ کا اختلاف ہے، بعض مشائخ کی رائے یہ ہے کہ ایسے شخص کو چاہیے کہ وہ قعدۂ اولیٰ کی طرف لوٹ آئے اور دو رکعت ہی پر سلام پھیر دے اور سجدۂ سہو بھی کرے جب کہ دیگر مشائخ کا قول یہ ہے کہ اس صورت میں اس شخص کو مختصر قرأت کے ساتھ سنت کی چار رکعت پوری کر لینی چاہئیں، دلیل کے اعتبار سے اسی قول کو مضبوط کہا گیا ہے۔ (کتاب المسائل: ۱/ ۴۵۲)

﴿۴۷۹﴾ وَمَنْ حَضَرَ وَالْإِمَامُ فِي صَلَاةِ الْفَرْضِ اقْتَدَى بِهِ وَلَا يَشْتَغِلُ عَنْهُ بِالسُّنَّةِ إِلَّا فِي الْفَجْرِ إِنْ أَمِنَ فَوْتَهُ وَإِنْ لَمْ يَأْمَنْ تَرَكَهَا.

حَضَرَ ماضی معروف باب (ن) حُضُوْرًا مصدر ہے، آنا، حاضر ہونا۔ یَشْتَغِلُ فعل مضارع معروف اشتغالًا مصدر ہے، توجہ ہٹانا۔ أَمِنَ ماضی معروف باب (س) أَمْنًا مصدر ہے، مطمئن ہونا، بے خوف ہونا۔

ترجمہ اور جو شخص حاضر ہوا اور امام فرض نماز میں ہے تو اس کے پیچھے نیت باندھ لے اور اعراض نہ کرے اس سے سنتوں میں مشغول ہو کر مگر فجر کی نماز میں اگر مامون ہو اس کے فوت ہو جانے سے اور اگر مامون نہ ہو تو سنتوں کو چھوڑ دے۔

فجر کی سنتوں کا مسئلہ

فرماتے ہیں کہ جو شخص مسجد میں ایسے وقت پہنچا کہ جماعت ہو رہی ہو تو پہلے جماعت میں شامل ہو جائے پھر سنتیں پڑھے، مگر فجر کی سنتوں کا مسئلہ الگ ہے، اور وہ یہ ہے کہ اگر فجر کے وقت مسجد میں اس حال میں پہنچا کہ جماعت شروع ہو چکی ہے تو فجر کی سنت پڑھے یا نہ پڑھے اس بارے میں درج ذیل صورتیں ہیں، (۱) اگر مسجد میں ایک ہی ہال ہے جہاں جماعت ہو رہی ہے، یا مسجد کشادہ ہے لیکن نمازیوں کی کثرت کی وجہ سے صفیں پیچھے تک پہنچ چکی ہیں، اور کوئی جگہ خالی نہیں ہے، تو اس صورت میں فجر کی سنت چھوڑ دے اور فوراً فرض نماز میں شریک ہو جائے اس لئے کہ فرض نماز کی صفوں کے ساتھ مل کر سنتیں پڑھنا سخت مکروہ ہے، (۲) اگر مسجد کشادہ ہے اور باہری حصہ تک نماز کی صفیں نہیں پہنچ رہی ہیں تو اگر سنت کی ادائیگی کے بعد امام کے ساتھ تشہد میں شریک ہونے کی امید ہو تو باہری حصہ میں (جماعت کی جگہ سے دور ہٹ کر مثلاً اندر نماز ہو رہی ہے تو دالان میں یا ملحقہ کمرے میں) سنت پڑھ کر جماعت میں شریک ہو جائے، (۳) اگر یہ اندیشہ ہے کہ سنت پڑھنے کی وجہ سے پوری جماعت ہی چھوٹ جائے گی تو اب سنت نہ پڑھے بلکہ جماعت میں شریک ہو جائے اور اشراق کے وقت یہ چھوٹی ہوئی سنتیں ادا کرے۔ (درمختار مع الشامی زکریا ۲/۵۱۰-۵۱۲، کتاب المسائل: ۳۹۰)

﴿۵۰۷﴾ وَلَمْ تُقْضَ سُنَّةُ الْفَجْرِ إِلَّا بِفَوْتِهَا مَعَ الْفَرْضِ۔

لم تقض نفی جحد بلم باب (ض) قضاءً مصدر ہے ادا کرنا، نماز کی قضا کرنا (وقت گزر جانے کے بعد ادا کرنا)

ترجمہ اور نہیں ادا کی جائیں گی فجر کی سنتیں مگر ان کے فوت ہونے کی شکل میں فرضوں کے ساتھ۔

فجر کی سنت کی قضا

فجر کی سنتیں اگر مع فرض قضا ہو جائیں تو زوال سے پہلے فرضوں کے ساتھ ان کو بھی پڑھ لینا چاہئے، اور زوال کے بعد پڑھے تو صرف فرضوں کی قضا کرے اور اگر صرف سنتیں چھوٹ گئی تھیں تو سنتوں کی قضا نہیں ہے، اب سورج نکلنے سے پہلے تو ادا نہ کرے البتہ اسی دن اشراق کے وقت سے زوال کے درمیان ان کو بطور نفل ادا کر لینا بہتر ہے۔
(درمختار مع الشامی ۱/۶۷۲)

﴿۵۰۸﴾ وَقَضَى السُّنَّةَ الَّتِي قَبْلَ الظُّهْرِ فِي وَقْتِهِ قَبْلَ شَفْعِهِ۔

شفع جوڑا، وہ عدد جو دو پر برابر تقسیم ہو، شَفَعَ يَشْفَعُ شَفْعًا باب فتح جوڑا بنانا (کسی چیز کے ساتھ اس جیسی دوسری چیز ملانا) اور یہاں پر مراد ظہر کے فرضوں کے بعد کی دو سنتیں ہیں۔

ترجمہ اور ادا کرے ظہر سے پہلی سنتیں ظہر کے وقت میں دوگانہ سنتوں سے پہلے۔

ظہر سے پہلے چھوٹی ہوئی سنتیں فرض کے بعد کس ترتیب سے پڑھیں

اگر ظہر سے پہلے والی چار سنتیں فرض سے پہلے نہ پڑھ سکا تو فرض کے بعد اولاً دو رکعت سنت مؤکدہ پڑھے اس کے بعد پہلے چھوٹی ہوئی سنتیں ادا کرے یہی قول مختار اور اصح ہے۔ (درمختار مع الشامی زکریا: ج ۲/۵۱۲) کیوں کہ جو تاخیر ہوگئی ہے بروقت کو لیٹ نہیں کرنا چاہئے، علاوہ ازیں شریعت نے کسی مصلحت سے فرضوں کے بعد ان کے مانند نوافل نہیں رکھے تاکہ ناظر اس شبہ میں مبتلا نہ ہو کہ نمازی نے نماز کا اعادہ کیا اور امام کے ساتھ پڑھی ہوئی نماز کا اعتبار نہ کیا کیوں کہ یہ شکایت امام (حاکم وقت) تک پہنچ گئی تو گردن نپ جائے گی، اس لئے بھی پہلے دو سنتیں پڑھے پھر چار (تحفۃ الالمعی: ۲/۳۷۲) اور مصنف کتاب نے جس قول کو ذکر کیا ہے، وہ یہ ہے کہ اولاً فرضوں کے بعد چھوٹی ہوئی چار رکعت پڑھے بعدہ دو رکعت پڑھے، یہاں یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ اگر جمعہ سے پہلی چار سنتیں چھوٹ گئیں اور پھر بعد میں ان کو پڑھنا چاہتا ہے تو ترتیب اس طرح سے ہے کہ پہلے فرض کے بعد چار رکعت سنت پڑھے پھر دو اور اس کے بعد چھوٹی ہوئی چار سنتیں پڑھے۔ (مراقی الفلاح: ۲۳۶)

﴿۵۱۷﴾ وَلَمْ يُصَلِّ الظُّهْرَ جَمَاعَةً بِإِدْرَاكِ رَكْعَةٍ بَلْ أَدْرَكَ فَضْلَهَا.

ترجمہ اور ظہر کو باجماعت ادا کرنا نہیں کہا جاتا ایک رکعت کو پالینے سے ہاں جماعت کی فضیلت ضرور پالی۔

جماعت کی فضیلت کب تک حاصل ہوگی

اس مسئلہ کا تعلق درحقیقت قسم اور عہد کے مسائل سے ہے، وانما ذکرت هنا لبیان انه لا تلازم بین ادراك الفضل و ادراك الجماعة خیر اگر کسی شخص نے قسم کھائی کہ (معاذ اللہ) آج ظہر کی نماز جماعت سے نہیں پڑھے گا اور اگر پڑھی تو میرا غلام آزاد ہے تو سوال یہ ہے کہ اگر اس شخص کو صرف ایک رکعت یا دو رکعت جماعت سے ملی تو اس کی قسم پوری ہوئی یا نہیں؟ جواب یہ ہے کہ ایک رکعت کے ملنے کو عرفاً باجماعت ادا کرنا نہیں کہا جاتا اور قسم کا دارومدار عرف وعادات پر ہے، لہٰذا اس شخص کی قسم پوری نہیں ہوئی اور نہ غلام آزاد ہوگا، اس کے بعد اس بات کو بیان کررہے ہیں کہ جماعت کی فضیلت کب تک حاصل ہوگی اس سلسلہ میں امام محمد کی رائے ہے کہ جب تک امام کے ساتھ کم از کم ایک رکعت میں شریک نہ ہو جماعت کی فضیلت حاصل نہ ہوگی لیکن جمہور فقہاء احناف کا موقف یہ ہے کہ اگر نماز کے کسی بھی جز میں امام کے ساتھ شرکت ہوگئی حتی کہ قعدۂ اخیرہ میں بھی تو نماز باجماعت کی فضیلت حاصل ہوجائے گی۔

(کبیری/۵۱۰، شامی کراچی: ۲/۵۱۰، کتاب المسائل/۴۸۸)

﴿۵۱۸﴾ وَاخْتُلِفَ فِي مُدْرِكِ الثَّلَاثِ.

مدرک: جو شخص امام کے ساتھ نماز کی تمام رکعتوں کو پڑھے وہ مدرک کہلاتا ہے، نیز جو شخص جماعت میں اس وقت پہنچا جب کہ امام پہلی رکعت کے رکوع میں تھا اور وہ رکوع میں شریک ہو گیا تو وہ بھی مدرک شمار ہوگا۔

ترجمہ اور اختلاف کیا گیا تین رکعتوں کے پالنے والے کے بارے میں۔

تشریح صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے قسم کھائی کہ وہ ظہر یا مغرب با جماعت نہیں پڑھے گا اس کے بعد اسے ظہر کی تین رکعت امام کے ساتھ مل گئی یا مغرب کی دو رکعت امام کے ساتھ مل گئی تو اس شخص کی قسم ٹوٹے گی یا نہیں اس سلسلہ میں شمس الائمہ سرخسی نے فرمایا کہ حانث ہو جائے گا، لان للا کثر حکم الکل مگر علامہ طحطاوی نے اس قول کی تضعیف کی ہے، اور ظاہر الروایہ یہ ہے کہ حانث نہیں ہوگا کیوں کہ اس نے پوری نماز با جماعت نہیں پڑھی بلکہ اس کا کچھ حصہ پڑھا ہے، وبعض الشئ لیس بالشئ وهو القاهر۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۲۴۷)

﴿۴۵۳﴾ وَيَتَطَوَّعُ قَبْلَ الْفَرْضِ إِنْ أَمِنَ فَوْتَ الْوَقْتِ وَإِلَّا فَلَا۔

ترجمہ اور نفل پڑھے فرض سے پہلے اگر مطمئن ہو وقت کے فوت ہونے سے ورنہ نہیں۔

سنن ونوافل کی اہمیت

صورت مسئلہ یہ ہے کہ فرائض کی ادائیگی سے پہلے سنن یا نوافل کا اہتمام کرنا چاہئے کیوں کہ فرائض سے پہلے سنتوں کی مشروعیت شیطان کی طمع کو ختم کرنے کے لئے ہے، کہ جب آدمی یہ سنتیں پڑھیگا تو شیطان کہے گا کہ جو چیز اس پر فرض نہیں تھی اس کو اس نے نہیں چھوڑا تو فرض کہاں ترک کر سکتا ہے اب یہ بات ذہن نشین رہے کہ اگر فرائض سے پہلے وقت میں گنجائش ہے تو اولا سنتیں ادا پڑھنی چاہئیں، اور اگر وقت تنگ ہے صرف فرائض ہی کی گنجائش ہے تو اس صورت میں سنتیں ترک کر دیں کیوں کہ اگر سنن ونوافل میں مشغول ہوگا تو فرائض رہ جائیں گے، اور سنتیں بھی مختلف درجہ کی ہیں، سب سے اعلیٰ مقام فجر کی سنتوں کا ہے، پھر ظہر سے قبل چار سنتوں کا اور عصر سے پہلے چار سنتوں کا درجہ ظہر کے بعد ہے اگر چہ ان کا کوئی ثواب بالتعیین مروی نہیں لیکن ان کا درجہ متعین ہوگا، سنن مؤکدہ روایت میں عصر سے پہلے سنتوں کا تذکرہ نہیں ہے، پس وہ درجہ کے لحاظ سے اور بھی نیچے ہیں، یعنی صرف مستحب ہے، علامہ طحطاوی نے لکھا ہے کہ اگر مصنفؒ فوت الوقت کے بجائے فوت الجماعة کہتے تو زیادہ بہتر ہوتا کیوں کہ جب جماعت کے چھوٹ جانے کے ڈر کے وقت سنتوں کا ترک کرنا معلوم ہو جاتا تو وقت کے فوت ہونے کے خوف کے وقت بدرجہ اولیٰ معلوم ہو جاتا۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح / ۲۴۷)

﴿۴۵۴﴾ وَمَنْ أَدْرَكَ إِمَامَهُ رَاكِعًا فَكَبَّرَ وَوَقَفَ حَتّٰى رَفَعَ الْإِمَامُ رَأْسَهُ لَمْ يُدْرِكْهُ

الرَّكْعَةَ.

ترجمہ: اور جس شخص نے پایا اپنے امام کو رکوع کی حالت میں پھر اس نے تکبیر کہی اور کھڑا رہا یہاں تک کہ اٹھا لیا امام نے اپنا سر تو اس نے رکعت کو نہیں پایا۔

رکوع پالینے والے کا حکم

ایک شخص مسجد میں اس وقت پہنچا جب کہ امام رکوع میں تھا، اس شخص نے حالت قیام میں تکبیر کہی مگر تکبیر کہہ کر رکوع میں نہیں گیا بلکہ یوں ہی کھڑا رہا یا ذرا سا جھک گیا تھا اور امام نے اس کے رکوع سے پہلے سر اٹھا لیا تو ان دونوں صورتوں میں اسے رکعت کا پانے والا نہیں کہا جائے گا۔

﴿۵۵۷﴾ وَاِنْ رَكَعَ قَبْلَ اِمَامِهٖ بَعْدَ قِرَاءَةِ الْاِمَامِ مَا تَجُوْزُ بِهِ الصَّلٰوةُ فَاَدْرَكَهٗ اِمَامُهٗ فِيْهِ صَحَّ وَاِلَّا لَا.

ترجمہ: اور اگر رکوع کرے اپنے امام سے پہلے امام کی اتنی قرأت کے بعد جس سے نماز جائز ہو جاتی ہے، پھر پالے اس کو اس کا امام رکوع میں تو صحیح ہے ورنہ نہیں۔

مقتدی کا امام سے پہلے رکوع میں چلے جانا

تمام ائمہ متفق ہیں کہ افعال میں امام کی متابعت لازم ہے، یعنی اس کے پیچھے پیچھے رہنا ضروری ہے، اور مبادرت یعنی امام سے پہلے اگلے رکن میں پہنچ جانا جائز نہیں، البتہ اقوال میں متابعت ضروری نہیں چنانچہ امام رکوع سے اٹھتے وقت تسمیع کہتا ہے، اور مقتدی تحمید اور امام قرأت کرتا ہے اور مقتدی خاموش رہتے ہیں، اور قرأت سنتے ہیں اور اس کی متابعت نہیں کرتے، اب سنئے صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر مقتدی امام سے پہلے ہی رکوع میں چلا گیا پھر امام کے رکوع میں جانے سے پہلے ہی رکوع کر کے قیام کی حالت میں آگیا تو اس کا یہ رکوع کرنا شرعاً معتبر نہیں ہوا اسے دوبارہ امام کے ساتھ یا اس کے بعد رکوع کرنا پڑے گا، ورنہ نماز درست نہ ہوگی، ہاں اگر پہلے رکوع کیا تھا لیکن ابھی وہ رکوع ہی میں تھا کہ امام بھی رکوع میں چلا گیا تو اگرچہ ایسا کرنا مکروہ تحریمی ہے مگر مقتدی کا رکوع معتبر ہو جائے گا، کیوں کہ اس کا رکوع امام کے ساتھ ہو گیا ہے۔ (حلبی کبیر: ۲۸۰، کتاب المسائل: ۴۸۷) اور اگر مقتدی اس حال میں رکوع میں چلا گیا کہ امام نے ابھی تک فرض قرأت کی مقدار بھی نہ پڑھی تھی تو اگرچہ رکوع میں امام کے ساتھ شرکت بھی ہو جائے پھر بھی نماز درست نہ ہوگی جب تک کہ دوبارہ رکوع نہ کرے۔ (درمختار مع الشامی: ۱/۴۷۵-۴۷۶، حلبی کبیر: ۲۸۰)

﴿۵۵۸﴾ وَكُرِهَ خُرُوْجُهٗ مِنْ مَسْجِدٍ اُذِّنَ فِيْهِ حَتّٰى يُصَلِّيَ اِلَّا اِذَا كَانَ مُقِيْمَ جَمَاعَةٍ اُخْرٰى.

نکرہ اس سے مکروہ تحریمی مراد ہے من مسجد یہ موصوف ہے اذن فیہ یہ اس کی صفت ہے اس لئے موصوف کا حکم صفت کے ساتھ متصف ہے ورنہ عمومی مساجد کا یہ حکم نہیں ہے۔

ترجمہ اور مکروہ ہے اس کا نکلنا ایسی مسجد سے جس میں اذان پڑھ دی گئی ہو یہاں تک کہ وہ نماز پڑھ لے مگر جب کہ وہ دوسری جماعت قائم کرانے والا ہو۔

اذان ہو جانے کے بعد مسجد سے نکلنے والے کا حکم

صورت مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص مسجد میں ایسے وقت پہنچا جب کہ اذان ہو چکی ہے یا اس کے داخل ہونے کے بعد اذان ہوئی ہے اب اگر وہ شخص مسجد سے بغیر نماز پڑھے نکلتا ہے تو دیکھنے والے اور بدگمانی کریں گے کہ یہ شخص نماز نہیں پڑھتا اس وجہ سے اس مسجد سے نکلنا مکروہ تحریمی ہے، ابن ماجہ وغیرہ کی بعض روایات میں اذان کے بعد مسجد سے نکلنے والے کو منافق کہا گیا ہے مگر اس روایت میں اس بات کی صراحت ہے، بشرطیکہ وہ بلا کسی ضرورت کے نکلا ہو اور واپسی کا بھی ارادہ نہ ہو اسی طرح فقہاء نے اور بھی بعض کا استثناء کیا ہے، مثلاً وہ شخص کسی دوسری مسجد میں امامت یا اذان یا نظم جماعت کا ذمہ دار ہو اس کے لئے خروج جائز ہے۔ (شامی: ۱/ ۴۶۸)

﴿۵۷﴾ وَإِنْ خَرَجَ بَعْدَ صَلٰوتِهٖ مُنْفَرِدًا لَا يُكْرَهُ إِلَّا إِذَا أُقِيْمَتِ الْجَمَاعَةُ قَبْلَ خُرُوْجِهٖ فِي الظُّهْرِ وَالْعِشَاءِ فَيَقْتَدِيْ فِيْهِمَا مُتَنَفِّلًا.

ترجمہ اور اگر نکلے اپنی نماز تنہا پڑھ لینے کے بعد تو مکروہ نہیں ہے، مگر جب کہ قائم کر دی گئی ہو جماعت (جماعت کھڑی ہو گئی) اس کے نکلنے سے پہلے ظہر اور عشاء میں چنانچہ اقتداء کرے دونوں میں نفل کی نیت سے۔

جماعت کی اہمیت

مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اذان کے بعد مسجد میں تنہا نماز پڑھ لے تو جماعت کھڑی ہونے سے پہلے مسجد سے بلا کراہت نکل سکتا ہے، لیکن اگر وہ مسجد ہی میں تھا اسی درمیان وہ نماز باجماعت پڑھی جانے لگی تو اب یہ الگ پڑھنے والا شخص کیا کرے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ اگر وہ نماز ظہر یا عشاء تھی تو یہ شخص نفل کی نیت سے اس امام کے پیچھے اقتداء کرے اور اگر عصر یا فجر تھی تو نفل کی نیت سے شریک نہ ہو کیوں کہ بعد نماز عصر اور فجر نفل کی ممانعت ہے، اسی طرح مغرب میں بھی شرکت نہ کرے کیوں کہ تین رکعت نفل نہیں ہوتے۔ (مراقی الفلاح: ۲۳۹)

﴿۵۸﴾ وَلَا يُصَلّٰى بَعْدَ صَلٰوةٍ مِثْلَهَا.

ترجمہ اور نہ پڑھی جائے کسی نماز کے بعد اس جیسی نماز۔

نماز کے بعد نماز کا حکم

اس عبارت کے چند مطلب ہیں، (۱) دو رکعت قرأت سے اور دو رکعت بلا قرأت نہ پڑھی جائیں، (۲) ثواب کے شوق میں بار بار فرض نہ پڑھے جائیں، (۳) بلا وجہ فساد کے وہم کی وجہ سے نماز نہ لوٹائی جائے، (۴) اسی جگہ دوبارہ اس نماز کی جماعت نہ کی جائے۔ (مراقی الفلاح/۲۴۹)

بَابُ سُجُوْدِ السَّهْوِ (سجدۂ سہو کا بیان)

سجدۂ سہو کیوں مشروع ہے؟

نماز کے درمیان شیطان طرح طرح کے وساوس اور خیالات ڈال کر نماز خراب کرنے کی کوشش کرتا ہے، اور کبھی بے خیالی میں آدمی غلطی بھی کر بیٹھتا ہے، اس غلطی کی تلافی اور شیطان کی کوشش کو ناکام کرنے کے لئے شریعت میں سجدۂ سہو کا حکم دیا گیا ہے، نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے: ان احدکم اذا قام یصلی جاءہ الشیطان فلبس علیہ حتی لا یدری کم صلی فاذا وجد ذلک احدکم فلیسجد سجدتین وھو جالس. (مسلم شریف: ۱/۲۱۰) جب تم میں سے کوئی شخص نماز پڑھنے کھڑا ہوتا ہے تو شیطان اس کے پاس آکر اس کو شبہ میں ڈالتا ہے، تا آنکہ اسے پتہ نہیں رہتا کہ اس نے کتنی رکعت نماز پڑھی ہے، لہٰذا جب تم میں سے کوئی اس طرح کی بات محسوس کرے تو اسے چاہئے کہ بیٹھے بیٹھے دو سجدے اور کر لے۔

سجدۂ سہو کے وجوب کے اسباب

نماز میں سجدۂ سہو واجب ہونے کے درج ذیل اسباب ہیں، ان میں سے جب بھی کوئی سبب پایا جائے گا تو سجدۂ سہو واجب ہو جائے گا۔

(۱) کسی فرض یا واجب عمل کو اپنی اصل جگہ سے مقدم کرنا مثلاً قرأت سے پہلے رکوع کر لیا یا سورۂ فاتحہ سے پہلے سورت ملالی، (۲) کسی فرض یا واجب عمل کو اپنی اصل جگہ سے مؤخر کر دینا مثلاً پہلی رکعت میں ایک سجدہ بھول گیا اور دوسری رکعت میں یاد آنے پر تین سجدے کر لئے یا سورۂ فاتحہ سورت کے بعد پڑھ لی، (۳) کسی فرض یا واجب کا تکرار کر دینا مثلاً رکوع دو بار کر لیا یا ایک رکعت میں تین سجدے کر لئے، (۴) کسی واجب کی صفت کو بدل دینا مثلاً جہری نماز میں امام نے آہستہ قرأت کر دی یا سری نماز میں امام نے زور سے قرأت کی، (۵) کسی واجب کو ترک کر دینا مثلاً تشہد نہیں پڑھا یا سورۂ فاتحہ چھوڑ دی۔

﴿۵۹﴾ يَجِبُ سَجْدَتَانِ بِتَشَهُّدٍ وَتَسْلِيمٍ لِتَرْكِ وَاجِبٍ سَهْوًا وَإِنْ تَكَرَّرَ.

ترجمہ واجب ہوتے ہیں دو سجدے التحیات اور سلام کے ساتھ کسی واجب کو بھول کر چھوڑ دینے کے باعث اگرچہ مکرر ہو جائے۔

سجدۂ سہو کا طریقہ

اس عبارت میں اولاً سجدۂ سہو کا طریقہ بیان کیا ہے، اور ثانیاً سجدۂ سہو کے وجوب کا سبب بیان کیا ہے، سجدۂ سہو کا طریقہ یہ ہے کہ قعدۂ اخیرہ میں تشہد کے بعد دائیں جانب ایک سلام پھیر کر دو سجدے ادا کریں، اس کے بعد بیٹھ کر تشہد پڑھیں اور پھر درود شریف اور دعائیں پڑھ کر سلام پھیر دیں، اس کے بعد فرمایا کہ اگر کسی شخص نے کسی واجب کو بھول کر چھوڑ دیا مثلاً تشہد نہیں پڑھا تو سجدۂ سہو واجب ہوگا، اور اگر کئی واجب چھوٹ گئے مثلاً سورۂ فاتحہ پڑھنا بھول گیا اور قعدۂ اولیٰ بھی چھوٹ گیا ایسے ہی تعدیل ارکان کو ترک کر دیا تو ان سب واجبات کے چھوٹنے سے ایک ہی سجدہ سہو سے کام چل جائے گا۔

﴿۶۰﴾ وَإِنْ كَانَ تَرَكَهُ عَمْدًا أَثِمَ وَوَجَبَ إِعَادَةُ الصَّلٰوةِ لِجَبْرِ نَقْصِهَا.

جبر باب (ن) کا مصدر ہے تلافی مافات کرنا، ٹوٹی ہوئی شئ کا جوڑنا۔ نقص کی، نَقَصَ يَنْقُصُ نَقْصًا ونُقْصَانًا کم ہونا، گھٹنا۔ ترکہ ضمیر کا مرجع، واجب ہے۔ نقصہا ضمیر کا مرجع صلوٰۃ ہے۔

ترجمہ اور اگر چھوڑ دے اس کو جان بوجھ کر تو گنہگار ہوگا، اور واجب ہوگا نماز کا لوٹانا اس کی کمی کو پورا کرنے کے لئے۔

نماز میں جان بوجھ کر غلطی کی تلافی کیسے کرے؟

اگر کسی شخص نے جان بوجھ کر نماز میں کسی واجب کو ترک کر دیا تو وہ نماز واجب الاعادہ ہے، محض سجدۂ سہو کرنے سے تلافی نہیں ہوگی، اور اعادہ اس وجہ سے واجب رہے گا تاکہ نماز میں جو کمی کوتاہی ہوئی ہے، وہ پوری ہو جائے اب اگر اس نے اس نماز کو نہ لوٹایا تو کراہت تحریمی کے ساتھ ہو جائے گی۔ (الطحطاوی علی مراقی الفلاح ۲۵۱)

﴿۶۱﴾ وَلَا يَسْجُدُ فِي الْعَمْدِ لِلسَّهْوِ وَقِيلَ إِلَّا فِي ثَلَاثٍ تَرْكُ الْقُعُودِ الْأَوَّلِ أَوْ تَاخِيرُهُ سَجْدَةً مِنَ الرَّكْعَةِ الْأُولٰى إِلٰى آخِرِ الصَّلٰوةِ وَتَفَكُّرُهُ عَمْدًا حَتّٰى شَغَلَهُ عَنْ رُكْنٍ.

اور سجدۂ سہو نہیں کرے گا جان بوجھ کر کسی واجب کو چھوڑ دینے کی شکل میں، اور کہا گیا ہے مگر تین میں

(یعنی صرف تین صورتوں میں قصداً ترک واجب پر سجدۂ سہو ہوگا) قعدۂ اولیٰ کو چھوڑ دیا یا مؤخر کر دیا اس کا پہلی رکعت کے سجدے کو نماز کے آخری حصہ تک (پہلی کی کوئی تخصیص نہیں ہر رکعت کا یہی حکم ہے، اسی طرح آخری حصہ کی تخصیص نہیں مطلب یہ ہے کہ ایک رکعت کا دوسرا سجدہ دوسری رکعت کے بعد ادا کیا) اور اس کو جان بوجھ کر غور وفکر کرنا یہاں تک کہ اس کو کسی ایک رکن سے باز رکھے۔

تشریح: اگر کسی شخص نے جان بوجھ کر واجب کو ترک کر دیا ہے تو اس کی تلافی سجدۂ سہو سے نہیں ہو سکتی، جیسا کہ ماقبل میں آچکا ہے، مگر تین چیزیں ایسی ہیں کہ اگر انہیں جان بوجھ کر بھی کیا ہے تو سجدۂ سہو سے تلافی ہو جائے گی، (۱) قعدۂ اولیٰ جان بوجھ کر چھوڑ دیا، (۲) پہلی رکعت کا سجدہ نماز کے اخیر میں کیا ہو، (۳) جان بوجھ کر کوئی چیز سوچنے لگا اور اس قدر مشغول ہوا کہ ایک رکن کی مقدار سوچتا رہا تو اب سجدۂ سہو کر لینے سے تلافی ہو جائے گی، علامہ طحطاوی نے اس پر دو چیزوں کا اضافہ اور کیا ہے، (۱) قعدۂ اولیٰ میں درود پڑھ لینے سے (۲) جان بوجھ کر فاتحہ کو ترک کر دینے سے، اب یہ کل پانچ چیزیں ہو گئیں، کہ جن کو جان بوجھ کر ترک کر دینے سے سجدۂ سہو سے تلافی ہو جائے گی۔

تنبیہ: ماقبل میں جن پانچ چیزوں کا تذکرہ کیا گیا ہے ان کے سلسلہ میں صحیح بات یہ ہے کہ اگر ان چیزوں میں بھول ہوگئی تو سجدۂ سہو سے تلافی ہو جائے گی، اور اگر جان بوجھ کر کسی واجب کو ترک کر دیا تو وہ نماز واجب الاعادہ رہے گی محض سجدۂ سہو کرنے سے تلافی نہیں ہوگی، یعنی اگر بھول سے قعدۂ اولیٰ کرنے کے بجائے کھڑا ہو گیا تو جب تک کھڑے ہونے کے قریب نہ ہو لوٹ آئے، لیکن اگر سیدھا ہو یا کھڑے ہونے کے قریب پہنچ گیا ہو تو سجدۂ سہو لازم ہوگا خواہ نماز فرض ہو یا نفل۔ (عالمگیری: ۱/۱۲۷) (۲) ہر رکعت میں دو سجدے فرض ہیں اور دونوں کو لگاتار ایک ساتھ کرنا واجب ہے اگر کسی شخص نے کسی رکعت میں ایک سجدہ بھول سے چھوڑ دیا پھر نماز کے دوران ہی اپنی بھول کا احساس ہوا تو اسے چاہئے کہ بھولا ہوا سجدہ نماز کے دوران ہی ادا کر لے اور اخیر میں سجدۂ سہو کرے دیگر ارکان کو از سر نو دہرانے کی ضرورت نہیں ہے۔ (حلبی: ۴۵۶) (۳) اگر فرض نماز کے قعدۂ اولیٰ میں تشہد پڑھنے کے بعد بھول سے درود شریف پڑھنا شروع کر دیا اور علی آل محمد تک پڑھ لیا تو سجدۂ سہو واجب ہوگا، راجح قول یہی ہے۔ (شامی: ۱/۶۹۴) (۴) اگر نفل کی کسی رکعت میں اور فرض کی ابتدائی دو رکعتوں میں سے کسی میں سورۂ فاتحہ بھول سے نہیں پڑھی یا اس کی کوئی آیت یا کوئی لفظ رہ گیا تو اس کی تلافی کے لئے سجدۂ سہو لازم ہوگا، لیکن اگر کسی نے جان بوجھ کر ایسا کیا ہے تو پھر نماز واجب الاعادہ رہے گی۔ (درمختار: ۱/۴۲۶) معلوم ہوا کہ جس قول کو قہستانی نے ذکر کیا ہے وہ ضعیف ہے، اس پر عمل اور فتویٰ نہیں ہے، علامہ شامی البحر الرائق کے حاشیہ پر لکھتے ہیں لان السجدة شرعت جابرة نظرا للمعذور لا للمتعمد ولما اتفقوا عليه من ان سبب وجوبه ترك الواجب الاصلي او تغييره ساهيا وهذا هو الذي يعتمد للفتوى والعمل (منحة الخالق على البحر الرائق: ۲/۹۹)

﴿۱۲﴾ وَيُسَنُّ الْإِتْيَانُ بِسُجُوْدِ السَّهْوِ بَعْدَ السَّلَامِ.

ترجمہ اور مسنون ہے سجدۂ سہو کا سلام کے بعد کرنا۔

سجدۂ سہو کا سلام کب پھیرے؟

مطلب یہ ہے کہ سجدۂ سہو سے پہلے سلام پھیرنا مسنون ہے، اور ایک قول یہ بھی ہے کہ واجب ہے، مگر قول اول راجح ہے۔ مراقی الفلاح/۲۵۱

﴿۶۶۳﴾ وَيَكْتَفِي بِتَسْلِيمَةٍ وَاحِدَةٍ عَنْ يَمِينِهِ فِي الْأَصَحِّ.

ترجمہ اور کافی ہے ایک سلام پھیرنا اپنی داہنی جانب صحیح ترین قول میں۔

سلام کی تعداد

سلام کے بارے میں فقہ حنفی میں تین قول ہیں، ایک قول یہ ہے کہ صرف ایک سلام پھیرے اور وہ بھی سامنے پھیرے داہنی یا بائیں متوجہ ہوئے، اس قول پر کسی حنفی عالم نے فتویٰ نہیں دیا، اور دوسرا قول یہ ہے کہ داہنی بائیں دو سلام پھیرے صاحب ہدایہ وغیرہ نے اسی قول کی تصحیح کی ہے، شیخ الاسلام خواہر زادہ فرماتے ہیں کہ دونوں طرف سلام پھیرنا بات چیت کا حکم رکھتا ہے، تیسرا قول یہ ہے کہ صرف ایک سلام پھیرے اور داہنی جانب متوجہ ہوئے، ابوالحسن کرخی نے اس قول کی تصحیح کی ہے، اور یہی مفتی بہ ہے، اسی کو مصنفؒ نے اصح کہہ کر بیان کیا ہے۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی:۲۵۱)

﴿۶۶۴﴾ فَإِنْ سَجَدَ قَبْلَ السَّلَامِ كُرِهَ تَنْزِيهًا.

ترجمہ پس اگر سجدہ کرے سلام سے پہلے تو مکروہ تنزیہی ہے۔

تشریح جو شخص سلام پھیرے بغیر سجدۂ سہو کرے تو اگرچہ سجدۂ سہو صحیح ہو جائے گا لیکن وہ کراہت تنزیہی کا مرتکب ہوگا۔

﴿۶۶۵﴾ وَيَسْقُطُ سُجُودُ السَّهْوِ بِطُلُوعِ الشَّمْسِ بَعْدَ السَّلَامِ فِي الْفَجْرِ وَاحْمِرَارِهَا فِي الْعَصْرِ وَبِوُجُودِ مَا يَمْنَعُ الْبِنَاءَ بَعْدَ السَّلَامِ.

ترجمہ اور سجدۂ سہو ساقط ہو جاتا ہے سورج کے نکلنے سے سلام کے بعد فجر کی نماز میں اور سورج کے سرخ ہو جانے سے عصر کی نماز میں اور کسی ایسی چیز کے پائے جانے سے جو روک دے بنا کو سلام کے بعد۔

سجدۂ سہو ساقط ہونے کی صورتیں

جاننا چاہئے کہ سجدۂ سہو اس وقت واجب ہوگا جب کہ وقت میں گنجائش ہو کہ سجدۂ سہو کر کے نماز کو پورا کیا جا سکتا ہے،

مثلاً نماز فجر ہے، اور سلام پھیرتے ہی سورج نکل جائے یا عصر کی نماز ہے اور سلام پھیرتے ہی سورج زرد ہی نکل ہو گیا یا ایسی کوئی چیز پائی جائے جس کے باعث نماز میں جوڑ نہ لگایا جا سکے، مثلاً جان بوجھ کر حدث خارج کر دی یا بات چیت کر لی تو ان تمام صورتوں میں سجدۂ سہو ساقط ہو جائے گا، اور کراہت کے ساتھ نماز درست ہو جائے گی۔

﴿۶۶۶﴾ وَيَلْزَمُ الْمَأْمُومَ بِسَهْوِ إِمَامِهِ لَا بِسَهْوِهِ.

ترجمہ اور لازم ہو جاتا ہے سجدۂ سہو مقتدی پر اپنے امام کے سہو کے باعث نہ کہ اپنے سہو سے۔

مقتدی پر سجدۂ سہو کب واجب ہے؟

مسئلہ یہ ہے کہ امام سے کوئی سہو ہو گیا تو سجدۂ سہو امام پر بھی واجب ہوگا اور مقتدی پر بھی، اگر سجدۂ سہو واجب ہونے کے باوجود امام نے سجدۂ سہو نہیں کیا تو مقتدی پر بھی سجدۂ سہو کرنا واجب نہ ہوگا، اس کے بعد صاحب نورالایضاح فرماتے ہیں کہ اگر مقتدی سے نماز میں کوئی سہو ہو گیا مثلاً قعدۂ اولیٰ میں تشہد نہیں پڑھا تو اس کی وجہ سے نہ امام پر سجدۂ سہو لازم ہوگا اور نہ مقتدی پر، کیوں کہ صحت وفساد کے اعتبار سے امام کی نماز مقتدی کی نماز پر حاوی نہیں ہے۔

﴿۶۶۷﴾ وَيَسْجُدُ الْمَسْبُوقُ مَعَ إِمَامِهِ ثُمَّ يَقُومُ بِقَضَاءِ مَا سُبِقَ بِهِ.

المسبوق پیچھے رہ جانے والا، وہ شخص جس کی نماز میں کوئی رکعت چھوٹ گئی ہو مثلاً پہلی رکعت ہونے کے بعد جماعت میں شامل ہوا ہو۔

ترجمہ اور سجدۂ سہو کرے مسبوق اپنے امام کے ساتھ پھر کھڑا ہو ان رکعتوں کو ادا کرنے کے لئے جو اس سے چھوٹ گئی تھی۔

مسبوق سجدۂ سہو میں امام کے ساتھ رہے گا

اگر امام پر سجدۂ سہو واجب ہو تو مسبوق کو بھی سجدۂ سہو کرنا ضروری ہے، حتی کہ اگر مسبوق اپنی نماز پوری کرنے کے لئے کھڑا ہو گیا پھر اسے معلوم ہوا کہ امام پر سجدۂ سہو ہے تو اسے واپس لوٹ کر سجدۂ سہو میں شامل ہونا چاہئے، اس کے بعد فرماتے ہیں کہ مسبوق کو چاہئے کہ جب امام دونوں سلام پھیر چکے اور اس کو اطمینان ہو جائے کہ امام پر سجدۂ سہو لازم نہیں ہے تو اب وہ اپنی نماز پوری کرنے کے لئے کھڑا ہو، لفظ ثم لا کر اسی بات کی جانب اشارہ کیا ہے کیوں کہ ثم تراخی کے لئے آتا ہے۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۱/۲۵۴)

اختیاری مطالعہ

(۱) مسبوق کس طرح نماز پوری کرے؟

مسبوق شخص امام کے سلام پھیرنے کے بعد اپنی چھٹی ہوئی نماز اس طرح پڑھے گا کہ قرأت کے اعتبار سے انہیں اولیں رکعت قرار دیا جائے، جب کہ قعدہ کی ترتیب کے اعتبار سے ان رکعتوں کو آخری قرار دیا جائے مثلاً اگر کسی شخص کی ظہر میں تین رکعت نکل گئیں اور امام کے ساتھ صرف ایک رکعت ملی تو یہ شخص امام کے سلام کے بعد جب فوت شدہ تین رکعتیں ادا کرے گا تو ترتیب یہ ہے کہ پہلی رکعت میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورت ملائے گا۔ اور پھر رکوع سجدہ کے بعد قعدہ کرے گا، کیوں کہ یہاں اس کی دو رکعتیں پوری ہوئی ہیں ایک امام کے ساتھ اور دوسری بعد میں۔ قعدہ کے بعد والی رکعت میں سورۂ فاتحہ اور سورت ملائے گا، اور آخری رکعت میں سورت نہیں ملائے گا۔ (الطحاوی /۲۹۹: حلبی کبیر: ۴۶۸-۴۶۹)

(۲) مسبوق کو مغرب کی صرف ایک رکعت ملی تو نماز کیسے پوری کرے؟

اگر کسی شخص کو امام کے ساتھ مغرب کی صرف ایک رکعت ملی تو وہ باقی دو رکعتوں میں سورۂ فاتحہ کے بعد سورت ملائے گا، اور بہتر یہ ہے کہ ان کے درمیان قعدہ کرے تاہم اگر قعدہ نہیں کیا تو بھی استحساناً نماز درست ہو جائے گی۔ (حلبی کبیر/۴۶۸)

(۳) مسبوق کا امام کے ساتھ سلام پھیر دینا

اگر مسبوق شخص نے بھول سے سلام پھیر دیا تو اس کی تین صورتیں ہیں: (۱) امام سے پہلے سلام پھیرا (۲) امام کے بالکل ساتھ سلام پھیرا (۳) امام کے بعد سلام پھیرا جیسا کہ عام طور پر ہوتا ہے تو ان میں سے پہلی اور دوسری صورت میں مسبوق پر سجدۂ سہو واجب نہیں ہے، اور تیسری صورت میں واجب ہے، خواہ ایک طرف سلام پھیرا ہو یا دونوں طرف پھیرا ہو۔ (البحر الرائق ۲/۱۰۸، بیروت ۲/۴۰۱)

(۴) مسبوق کا سلام سے پہلے اپنی نماز کے لئے کھڑے ہونا

آخری قعدہ میں تشہد پڑھنے کے بقدر بیٹھنے سے پہلے مسبوق کو کھڑا ہونے کی صورت میں یہ تفصیل ہے، اس مسئلہ میں بہت زیادہ بے احتیاطی پائی جاتی ہے، ایک شخص قعدہ اخیرہ میں امام کے سلام سے پہلے جماعت میں شریک ہوتا ہے وہ پیچھے ہی ... ہے ... ہے تو آخر ... ہے کہ وہ مسبوق ... جاتا ہے جو کہ

نہیں ہے اس کا لحاظ رکھا جائے) اور تشہد کے بقدر بیٹھنے کے بعد امام کے سلام سے پہلے کھڑے ہونے کی اجازت صرف عذر کی صورت میں ہو سکتی ہے، عام حالات میں اجازت نہیں اور عذر درج ذیل ہو سکتے ہیں، (۱) مسبوق نے موزے پہن رکھے ہیں اور اسے خطرہ ہے کہ اگر امام کے سلام کے بعد نماز پوری کی تو مسح کی مدت ختم ہو جائے گی، (۲) مسبوق معذور شرعی ہے، اور اسے نماز کے وقت کے نکل جانے کا اندیشہ ہے، (۳) جمعہ کی نماز میں عصر کے وقت کے داخل ہونے کا خطرہ ہے یا فجر کی نماز میں سورج طلوع ہونے کا امکان ہے، (۴) مسبوق کو اندیشہ ہے کہ امام کے سلام پھیرتے ہی ایسی بھیڑ ہوگی کہ اس کے لئے بعد میں اپنی نماز پوری کرنا مشکل ہو جائے گا تو اس طرح کے اعذار کی وجہ سے وہ امام کے سلام پھیرنے سے قبل بھی اپنی نماز پوری کرنے میں مشغول ہو سکتا ہے۔ (کتاب المسائل: ۳۹۷، ہندیہ: ۱/۹۱)

﴿۴۸۷﴾ وَلَوْ سَهَا الْمَسْبُوقُ فِيمَا يَقْضِيهِ سَجَدَ لَهُ أَيْضًا لَا اللَّاحِقُ.

ترجمہ اور اگر بھول جائے مسبوق اس حصہ میں جس کو ادا کر رہا ہے تو اس کے لئے بھی سجدہ کرے نہ کہ لاحق۔

تشریح صورت مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص مثلاً مغرب کی نماز میں امام کے ساتھ اس وقت شریک ہوا جب کہ امام تینوں رکعتیں پڑھا کر قعدہ اخیرہ میں ہے، اب امام نے سجدۂ سہو کیا جس میں اس مسبوق نے بھی شرکت کی پھر امام نے نماز کا سلام پھیر دیا اس کے بعد یہ مسبوق اپنی چھوٹی ہوئی رکعتیں پوری کر رہا ہے دوران میں اسے سہو ہو گیا تو اب مسبوق پر سجدۂ سہو لازم ہوگا، اور امام کے ساتھ کیا ہوا سجدۂ سہو کافی نہ ہوگا، اور یہاں سجدۂ سہو کا تکرار اس اعتبار سے ہے کہ اس مسبوق کی نماز حکماً دو نمازوں کے مانند ہے، کیوں کہ جن رکعتوں کو وہ پڑھ رہا ہے ان میں وہ منفرد ہے، اس کے بعد صاحب کتاب نے لاحق کے مسئلہ کو بیان کیا ہے، اور وہ یہ کہ لاحق کا حکم چوں کہ مقتدی کی طرح ہے، اس لئے اگر اس کی فوت شدہ رکعت میں کوئی سہو ہو جائے تو اس پر سجدۂ سہو واجب نہ ہوگا۔

لاحق کسے کہتے ہیں؟

جو شخص پہلی رکعت میں تو امام کے ساتھ شریک ہو لیکن بعد کی کسی رکعت میں مثلاً سو جانے، رونے یا حدث لاحق ہو جانے وغیرہ کی وجہ سے شریک نہ ہو سکے اسے اصطلاح میں لاحق کہتے ہیں۔ (عالمگیری: ۱/۹۲، کتاب المسائل: ۳۹۲)

لاحق مسبوق کسے کہتے ہیں؟

جو شخص شروع سے امام کے ساتھ شریک نہیں رہا تھا ایک رکعت یا اس سے زیادہ ہونے کے بعد جماعت میں شامل ہوا اور پھر درمیان میں کسی وجہ سے اس کی کوئی رکعت مزید چھوٹ گئی تو اس مقتدی کو لاحق مسبوق کہتے ہیں۔

(البحر الرائق: ۱/۳۲۲، کتاب المسائل: ۳۹۲)

اختیاری مطالعہ

لاحق اپنی نماز کیسے پوری کرے

لاحق شخص پر ضروری ہے کہ اولاً اپنی فوت شدہ رکعت ادا کرے اس کے بعد اگر ابھی امام نے سلام نہ پھیرا ہو تو اس کے ساتھ شامل ہو کر نماز مکمل کرے اور اگر امام سلام پھیر چکا ہو تو پھر تنہا ہی اپنی نماز پوری کرے اگر اس کے برخلاف کیا یعنی امام کے ساتھ رہا اور اس کے سلام پھیرنے کے بعد فوت شدہ رکعت پڑھی تو نماز صحیح ہو جائے گی مگر گنہگار ہوگا۔
(عالمگیری: ۱/۹۲، بہشتی گوہر: ۱۱/۹۰)

لاحق مسبوق نماز کیسے پوری کرے

لاحق مسبوق شخص اولاً وہ رکعتیں ادا کرے گا جو امام کے ساتھ شامل ہونے کے بعد چھوٹی ہیں اور انہیں مکمل کرنے کے بعد وہ رکعت پڑھے گا جو جماعت میں شامل ہونے سے پہلے چھوٹی ہیں، مثلاً کوئی شخص ظہر کی ایک رکعت ہونے کے بعد جماعت میں شامل ہوا پھر امام کی اقتداء کے دوران کسی رکعت میں سو گیا تو بیدار ہونے کے بعد اولاً سونے کی وجہ سے جو رکعت چھوٹی ہے اسے ادا کرے گا اور اس میں قرأت نہیں کرے گا، اس کے بعد وہ رکعت ادا کرے گا جو پہلے چھوٹی ہے اس میں قرأت کرے گا۔ (ہندیہ: ۱/۹۳، کتاب المسائل: ۳۹۴)

﴿۶۹۷﴾ وَلَا يَأْتِي الْإِمَامُ بِسُجُوْدِ السَّهْوِ فِي الْجُمُعَةِ وَالْعِيْدَيْنِ.

ترجمہ اور نہ کرے امام سجدۂ سہو جمعہ اور عیدین میں۔

نماز عید اور جمعہ وغیرہ میں سہو کا پیش آنا

اگر عیدین اور جمعہ کی نماز میں امام سے کوئی ایسی غلطی ہو گئی جس سے سجدۂ سہو واجب ہو جاتا ہو تو متأخرین مشائخ کے نزدیک بہتر یہ ہے کہ ان نمازوں میں سجدۂ سہو نہ کیا جائے اس لئے کہ مجمع کثیر ہونے کی وجہ سے سجدۂ سہو کرنے میں ناواقف عوام کی نماز خراب ہونے کا قوی اندیشہ ہے، یہی حکم بڑے بڑے اجتماعات میں جم غفیر کے ساتھ پڑھی جانے والی جماعت کی نمازوں کا بھی ہے۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح ۱/۲۵۳، کتاب المسائل: ۳۱۰)

﴿۶۹۸﴾ وَمَنْ سَهَا عَنِ الْقُعُوْدِ الْأَوَّلِ مِنَ الْفَرْضِ عَادَ إِلَيْهِ مَالَمْ يَسْتَوِ قَائِمًا فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ وَهُوَ الْأَصَحُّ وَالْمُقْتَدِي كَالْمُتَنَفِّلِ يَعُوْدُ وَلَوِ اسْتَتَمَّ قَائِمًا فَإِنْ عَادَ وَهُوَ إِلَى الْقِيَامِ أَقْرَبُ سَجَدَ لِلسَّهْوِ وَإِنْ كَانَ إِلَى الْقُعُوْدِ أَقْرَبَ لَا سُجُوْدَ عَلَيْهِ فِي الْأَصَحِّ وَإِنْ عَادَ بَعْدَ مَا

استتمّ قائمًا اختلف التصحيح في فساد صلوته۔

لم یستو نفی جحد بلم باب افتعال استواءٌ مصدر ہے سیدھا ہونا۔ **استتم** فعل ماضی معروف باب استفعال استتمامًا مصدر ہے مکمل کرنا۔

ترجمہ: اور جو بھول جائے قعدۂ اولیٰ فرض نماز کا تو لوٹ آئے اس کی طرف جب تک کہ سیدھا کھڑا نہ ہوا ہو ظاہر روایت میں اور یہی صحیح ترین قول ہے، اور مقتدی نفل نماز پڑھنے والے کی طرح لوٹ آئے اگرچہ سیدھا کھڑا ہو گیا ہو، پھر اگر لوٹ جائے اور وہ کھڑے ہونے کے زیادہ قریب ہے تو سجدۂ سہو کرے اور اگر بیٹھنے سے زیادہ قریب ہے تو اس پر سجدۂ سہو نہیں ہے صحیح ترین قول میں، اور اگر لوٹ جائے سیدھا کھڑا ہونے کے بعد تو مختلف ہوگئی ہے تصحیح اس کی نماز کے فساد میں۔

قعدۂ اولیٰ بھولنے کا حکم

صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر تین یا چار رکعت والی فرض نماز میں کوئی شخص قعدۂ اولیٰ بھول گیا، اور دو رکعت پڑھ کر تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا پھر یاد آیا تو صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ جب تک سیدھا نہ کھڑا ہوا ہو تو بیٹھ جائے، پھر آگے فرماتے ہیں کہ اگر قعدہ کی جانب لوٹ آیا اور کھڑے ہونے کے زیادہ قریب تھا تو سجدۂ سہو کر کے نماز پوری کرے، اور اگر بیٹھنے کے زیادہ قریب تھا تو اس پر سجدۂ سہو نہیں ہے، اس کے بعد فرمایا کہ اگر سیدھا ہونے کے بعد لوٹ گیا تو اب اس کی نماز فاسد ہو جائے گی یا نہیں اس کے بارے میں اختلاف ہے، بعض علماء فرماتے ہیں کہ نماز فاسد ہو گئی مگر راجح یہ ہے کہ نماز نہیں ٹوٹی، اگرچہ کھڑے ہونے کے بعد قعدہ کی طرف لوٹنا غلط ہے اور سجدۂ سہو بہر صورت واجب ہوگا۔

والمقتدی الخ: اس عبارت میں یہ بات بیان کر رہے ہیں کہ اگر مقتدی کو سہو ہو جائے اور وہ غلطی سے تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو جائے تو اس کو امام کی اتباع میں قعدہ کی جانب لوٹ کر آنا ضروری ہے، بالکل یہی مسئلہ نفل نماز پڑھنے والے کے لئے ہے کہ اگر وہ سیدھا کھڑا ہو گیا تو اسے بھی قعدہ کی جانب لوٹ کر آنا ضروری ہوگا مگر یہ مسئلہ اس وقت ہے جب کہ دو رکعت نفل کی نیت کی تھی اور اگر چار رکعت کی نیت باندھ رکھی ہے تو پھر قعدہ کی طرف نہ لوٹے بلکہ آخر میں سجدۂ سہو کر لے، اس کے بعد جاننا چاہئے کہ متن میں مذکورہ مسئلہ کو صاحب ہدایہ، صاحب کنز وغیرہ نے اس طرح بیان کیا ہے کہ تین یا چار رکعت والی نماز میں اگر کوئی شخص قعدۂ اولیٰ بھول گیا اور دو رکعت پڑھ کر تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا پھر یاد آیا تو اگر بیٹھنے کا آدھا دھڑ ابھی سیدھا نہیں ہوا تو بیٹھ جائے اور التحیات پڑھ لے تب کھڑا ہو اور اس حالت میں سجدۂ سہو کرنا واجب نہیں اور اگر آدھا دھڑ سیدھا ہو گیا تو پھر نہ بیٹھے بلکہ کھڑے ہو کر چاروں یا تینوں رکعتیں پوری کرے صرف اخیر میں بیٹھے اور اس صورت میں سجدۂ سہو واجب ہے، کیونکہ اس نے واجب یعنی قعدۂ اولیٰ کو ترک کر دیا ہے۔

﴿۲۷۵﴾ وَإِنْ سَهَا عَنِ الْقُعُوْدِ الأَخِيْرِ عَادَ مَالَمْ يَسْجُدْ وَسَجَدَ لِتَاخِيْرِهِ فَرْضَ الْقُعُوْدِ فَإِنْ سَجَدَ صَارَ فَرْضُهُ نَفْلاً وَضَمَّ سَادِسَةً إِنْ شَاءَ وَلَوْ فِي الْعَصْرِ وَرَابِعَةً فِي الْفَجْرِ.

ترجمہ اور اگر بھول جائے قعدہ اخیرہ تو لوٹ آئے جب تک سجدہ نہ کرے اور سجدہ سہو کرے اس کے مؤخر کرنے کی وجہ سے قعدہ کی فرضیت کو پھر اگر سجدہ کرے تو ہو گیا اس کا فرض نفل اور ملا لے چھٹی رکعت کو اگر چاہے اگر چہ عصر کی نماز ہی میں ہو اور ملا لے چوتھی رکعت کو فجر میں۔

قعدۂ اخیرہ کے وقت بھول سے کھڑا ہو گیا

صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص قعدہ اخیرہ بھول گیا اور رباعی نماز میں پانچویں رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا یا ثلاثی نماز یعنی مغرب و وتر میں چوتھی رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا یا دو رکعت والی نماز میں تیسری رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا تو اس پر لازم ہے کہ وہ اگلی رکعت کے سجدہ سے پہلے پہلے قعدۂ اخیرہ کی طرف لوٹ آئے کیوں کہ قعدہ کی طرف لوٹ آنے میں اس کی نماز کی اصلاح ہے اور وہ جو اگلی رکعت تو اس کو لغو کر دے اور اخیر میں سجدۂ سہو بھی کرے کیوں کہ اس صورت میں فرض میں بھی تاخیر ہوگئی ہے اور واجب میں بھی تاخیر فرض تو اس لئے ہے کہ قعدہ اخیرہ فرض ہے اور تاخیر واجب اس لئے ہے کہ لفظ سلام واجب ہے، آگے فرماتے ہیں کہ اگر قعدہ کی طرف نہ لوٹا اور اگلی رکعت کا سجدہ کر لیا تو سجدہ سے سر اٹھاتے ہی اس کی نماز فرض کے بجائے نفل ہی جائے گی، اب اس کے ساتھ ایک رکعت اور ملا لے اور فرض نماز دوبارہ پڑھے۔

﴿۲۷۶﴾ وَلَا كَرَاهَةَ فِي الضَّمِّ فِيْهِمَا عَلَى الصَّحِيْحِ.

الضم ایک چیز کو دوسری کے ساتھ جوڑنا، ملانا۔

ترجمہ اور کوئی کراہت نہیں ہے دونوں کے اندر ملانے میں صحیح ترین قول پر۔

تشریح صورت مسئلہ یہ ہے کہ صحیح ترین قول کے مطابق مغرب اور فجر کی نماز میں مذکورہ بالا تفصیل کے مطابق ایک اور رکعت ملا لے اس میں کوئی حرج نہیں ہے، اور علی الصحیح کی قید لگا کر اس بات کو بیان کر رہے ہیں، کہ السراج الوھاج میں جو لکھا ہے کہ تمام نمازوں میں ایسا کر سکتا ہے، علاوہ عصر کے عصر میں زائد رکعت نہیں ملائے گا کیوں کہ عصر کے بعد نوافل مکروہ ہے اس قول کو رد کر دیا ہے، کیوں کہ نوافل کی کراہت عصر کے بعد ہے نہ کہ عصر سے قبل اور یہاں مذکورہ مسئلہ میں جب تمام رکعتیں نفل ہو گئیں اور فرض دوبارہ پڑھنے کا حکم ہے تو نوافل عصر کے بعد کہاں ادا ہیں؟ اور فوائد قاضی خاں کے اندر فجر کا استثناء ہے یعنی فجر کی نماز میں زائد رکعت نہ ملائے کیوں کہ نوافل کی کراہت فجر سے پہلے بھی ہے اور فجر کے بعد بھی تو علی الصحیح کی قید لگا کر اس قول کو بھی رد کر دیا ہے، کیوں کہ کراہت فجر کے بعد اس وقت ہے،

جب کہ اختیار سے ہو اور یہاں نوافل کا بن جانا بغیر اختیار کے ہے۔ علامہ ابن نجیم مصری البحر الرائق میں عصر اور فجر سے متعلق فرماتے ہیں کہ التطوع انما یکرہ فیھما اذا کان عن اختیار اما اذا لم یکن عن اختیار فلا وعلیہ الاعتماد وکذا فی الخانیۃ وھو الصحیح کذا فی التبیین وعلیہ الفتوی کذا فی المجتبی وقال فی فتح القدیر والنھی عن التنفل القصدی بعدھما . (البحر الرائق: ۲/۱۱۳)

﴿۴۴۳﴾ وَلَا يَسْجُدُ لِلسَّهْوِ فِي الْأَصَحِّ.

ترجمہ اور نہ سجدۂ سہو کرے صحیح ترین قول میں۔

تشریح ماقبل میں آچکا ہے کہ اگر قعدۂ اخیرہ بھول کر اگلی رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا تھا اور اس کا سجدہ بھی کر چکا تھا تو ایک اور رکعت ملا لے، اور یہ دو رکعتیں نفل بن گئیں اسی صورت کے متعلق فرماتے ہیں کہ سجدۂ سہو کی کوئی ضرورت نہیں ہے، کیوں کہ یہاں پر نقصان فساد کی وجہ سے ہے جس کی سجدۂ سہو سے تلافی نہیں ہو سکتی، اب فرض نماز الگ سے پڑھنی پڑے گی۔

﴿۴۴۴﴾ وَإِنْ قَعَدَ الْأَخِيرَ ثُمَّ قَامَ عَادَ وَسَلَّمَ مِنْ غَيْرِ إِعَادَةِ التَّشَهُّدِ فَإِنْ سَجَدَ لَمْ يَبْطُلْ فَرْضُهُ وَضَمَّ إِلَيْهَا أُخْرَى لِتَصِيرَ الزَّائِدَتَانِ لَهُ نَافِلَةً وَسَجَدَ لِلسَّهْوِ.

قَامَ ماضی معروف باب (ن) قَوْمًا وقِيَامًا مصدر ہے کھڑا ہونا، سیدھا ہونا۔ عَادَ ماضی معروف باب (ن) عَوْدًا مصدر ہے لوٹنا، واپس ہونا اور اعادۃ باب افعال کا مصدر ہے لوٹانا، دوبارہ کرنا، بحال کرنا۔ لَمْ يَبْطُلْ نفی جحد بلم باب (ن) بُطْلَانًا مصدر ہے، بے کار ہونا، ضائع ہو جانا۔

ترجمہ اور اگر قعدۂ اخیرہ کر لے پھر کھڑا ہو جائے تو لوٹ آئے اور سلام پھیر دے التحیات کے دوبارہ پڑھے بغیر پھر اگر سجدہ کر لے تو باطل نہیں ہوا اس کا فرض اور ملا لے اس کی جانب ایک اور تاکہ ہو جائیں دو زائد رکعتیں نفل اور سجدۂ سہو کرے۔

آخری قعدہ میں سلام پھیرنے کے بجائے کھڑا ہو گیا

صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص قعدۂ اخیرہ میں تشہد کی مقدار بیٹھنے کے بعد پھر تیسری یا پانچویں رکعت کے لئے کھڑا ہو گیا تو اس شخص کا فرض ادا ہو گیا لیکن اسے چاہئے کہ فوراً قعدہ کی طرف لوٹ آئے اور قعدہ کی طرف لوٹ آنے کے بعد تشہد کا اعادہ نہ کرے بلکہ سجدۂ سہو کر کے سلام پھیر دے، اور اگر پانچویں یا تیسری رکعت کا سجدہ کر لیا تو اس صورت میں بہتر یہ ہے کہ چوتھی یا چھٹی رکعت بھی ساتھ ملا لے تاکہ آخری دو رکعت نفل ہو جائیں اور بقیہ فرائض لیکن سجدۂ سہو کرنا بہر صورت ضروری ہوگا فرض نماز اس لئے پوری ہوگئی کہ لفظ سلام کے ساتھ نماز سے نکلنا ہمارے نزدیک واجب ہے اور

اس صورت میں لفظ سلام ہی باقی رہ گیا تھا، اور ترک واجب سے نماز فاسد نہیں ہوتی کیوں کہ ترک واجب کی وجہ سے جو نقصان پیدا ہوا ہے وہ سجدۂ سہو سے پورا ہو جائے گا۔

﴿۵۷۷﴾ وَلَوْ سَجَدَ لِلسَّهْوِ فِي شَفْعِ التَّطَوُّعِ لَمْ يَبْنِ شَفْعًا آخَرَ عَلَيْهِ اسْتِحْبَابًا فَإِنْ بَنَى أَعَادَ سُجُودَ السَّهْوِ فِي الْمُخْتَارِ۔

شفع التطوع نفل کی دو رکعت والی نماز۔ آخر علیہ اس پہلے شفع پر دوسرے شفع کی بنا کرنا صحیح نہیں۔

ترجمہ اور اگر سجدۂ سہو کرے نفل کے دوگانہ میں تو نہ جوڑے دوسری دو رکعت اس پر استحباب کے اعتبار سے پھر اگر جوڑ لے تو سجدۂ سہو دوبارہ کرے پسندیدہ قول کے مطابق۔

پہلی دو رکعتوں پر آخری دو رکعتوں کی بنا

صورت مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص نے نفل نماز کی دو رکعتیں پڑھیں لیکن ان میں کوئی بھول ہوگئی جس کی وجہ سے سجدۂ سہو کیا پھر اس نے چاہا کہ ان دو رکعتوں پر اور دو رکعت نفل کی بنا کرے، تو اس شخص کو بنا کی اجازت نہیں ہے، بلکہ سلام پھیر کر نئی تحریمہ کے ساتھ دو رکعت نفل پڑھے، دلیل یہ ہے کہ سجدۂ سہو نماز کے آخر میں مشروع کیا گیا ہے نماز کے دو شفعوں کے درمیان مشروع نہیں ہے، اب اگر بنا کی اجازت دی جائے تو سجدۂ سہو کو بلا ضرورت باطل کرنا لازم آئے گا کیوں کہ سجدۂ سہو درمیان نماز میں واقع ہوگیا ہے، حالانکہ درمیان نماز میں مشروع نہیں ہے۔

آگے فرماتے ہیں کہ بلا شبہ اس شخص کو بنا نہیں کرنی چاہئے تھی لیکن پھر بھی اس نے بنا کر لی اور دوسری دو رکعت بھی پڑھ لی تو صحیح ہے کیوں کہ ابھی تک تحریمہ باقی ہے البتہ کیا ہوا سجدۂ سہو باطل ہو جائے گا کیوں کہ جب بنا کی تو سجدۂ سہو نماز کے درمیان میں واقع ہوگیا ہے اس لئے یہ سجدہ غیر معتبر ہوگا اور اس پر صحیح قول کے مطابق سجدۂ سہو کا اعادہ واجب ہوگا۔

قولہ اِسْتِحْبَابًا اس لفظ کی تشریح کرتے ہوئے علامہ طحطاوی نے صاحب بحر کے حوالہ سے لکھا ہے کہ اس نفل پر بنا کرنے والے کو بنا کرنا مکروہ تحریمی ہے، کیوں کہ بنا کرنے میں ایک واجب کا ترک پایا جا رہا ہے، اور وہ سجدۂ سہو کا باطل کرنا ہے، اس سے معلوم ہوا کہ بنا نہ کرنا واجب ہے، نہ کہ مستحب۔ قال الطحطاوی اذا علمت ما ذکر مع ظهوره يكون عدم البناء واجبًا لا مستحبًا. (طحطاوی ۲۵۶، البحر الرائق: ۱۱۴/۲)

﴿۵۷۸﴾ وَلَوْ سَلَّمَ مَنْ عَلَيْهِ سَهْوٌ فَاقْتَدَى بِهِ غَيْرُهُ صَحَّ إِنْ سَجَدَ لِلسَّهْوِ وَإِلَّا فَلَا يَصِحُّ۔

ترجمہ اور اگر سلام پھیر لے وہ شخص کہ جس پر سجدۂ سہو واجب ہے، پھر اقتدا کرے اس کی کوئی دوسرا تو صحیح ہے اگر وہ سجدۂ سہو کر لے ورنہ تو صحیح نہیں ہے۔

سجدۂ سہو کرنے والے کی اقتداء کرنا

مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص جس پر سجدۂ سہو واجب تھا اس نے سلام پھیرا ایک آدمی اس کے سلام پھیرنے کے بعد اس کی نماز میں اقتداء کی نیت کر کے شامل ہو گیا تو حکم یہ ہے کہ اگر امام نے سجدۂ سہو کیا تو یہ مقتدی اس کی نماز میں داخل ہو گیا اور اگر امام نے سجدۂ سہو نہیں کیا تو یہ اس کی نماز میں شامل ہونے والا شمار نہیں ہوگا، کیوں کہ سلام پھیرنے کے بعد اگر اس نے سجدہ کر لیا تو کہا جائے گا کہ تحریمہ باقی ہے، اور جب تحریمہ باقی ہے تو دوسرے نمازی کا اقتداء کرنا بھی درست ہے، اور اگر سلام کے بعد سجدہ نہیں کیا تو کہا جائے گا تحریمہ باقی نہیں رہا، اور جب تحریمہ باقی نہیں رہا تو اقتداء کرنا بھی درست نہ ہوگا۔

﴿۷۷۷﴾ وَيَسْجُدُ لِلسَّهْوِ وَإِنْ سَلَّمَ عَامِدًا لِلْقَطْعِ مَا لَمْ يَتَحَوَّلْ عَنِ الْقِبْلَةِ أَوْ يَتَكَلَّمْ.

عَامِدًا اسم فاعل ہے باب (ض) عَمْدًا مصدر ہے جان بوجھ کر، دیدہ و دانستہ کوئی کام کرنا۔ لَمْ يَتَحَوَّلْ نفی جحد بلم باب تفعل تَحَوُّلٌ مصدر ہے پھر جانا۔

ترجمہ: اور سجدۂ سہو کر سکتا ہے اگرچہ سلام پھیرا ہو جان بوجھ کر ختم کرنے کے لئے جب تک کہ قبلہ سے نہ پھر جائے یا گفتگو نہ کرے۔

کب تک سجدۂ سہو کر سکتا ہے؟

اگر کسی شخص پر سجدۂ سہو کرنا واجب تھا لیکن اس نے نماز ختم کرنے کے ارادے سے سلام پھیر دیا اور سجدۂ سہو کرنا بھول گیا تو اگر اپنی جگہ بیٹھے بیٹھے قبلہ سے سینہ پھیرنے اور کسی منافی صلوٰۃ عمل کرنے سے پہلے اسے یاد آجائے تو اب سجدۂ سہو کر کے نماز پوری کرے، رہ گیا یہ مسئلہ کہ اس نے نماز ختم کرنے کی نیت سے سلام پھیرا ہے، اس کا جواب یہ ہے کہ یہ خلاف مشروع ہونے کی وجہ سے لغو ہو جائے گا اس کا اعتبار نہیں ہوگا۔ (درمختار مع الشامی بیروت: ۲/ ۴۸۷، کتاب المسائل: ۳۱۰)

﴿۷۷۸﴾ وَلَوْ تَوَهَّمَ مُصَلٍّ رُبَاعِيَّةً أَوْ ثُلَاثِيَّةً أَنَّهُ أَتَمَّهَا فَسَلَّمَ ثُمَّ عَلِمَ أَنَّهُ صَلَّى رَكْعَتَيْنِ أَتَمَّهَا وَسَجَدَ لِلسَّهْوِ.

توهم باب تفعل سے فعل ماضی معروف ہے کسی بات کا گمان کرنا، تصور کرنا، کسی چیز کا خیال دل میں لانا۔ مُصَلٍّ اسم فاعل ہے باب تفعیل سے تصلیۃ مصدر ہے نماز پڑھنا اور مُصَلٍّ اصل میں مُصَلِّيٌ تھا، مُنَقٍّ کی طرح تعلیل ہوگی جو پہلے گزر چکی ہے۔

ترجمہ: اور اگر وہم ہو جائے چار رکعت یا تین رکعت والی نماز پڑھنے والے کو کہ اس نے پوری نماز پڑھ لی

ہے، چنانچہ سلام پھیر دے پھر اسے یاد آجائے کہ اس نے دو رکعت پڑھی تھی تو پوری کرے اور سجدۂ سہو کرلے۔

چار یا تین رکعت والی نماز میں دو رکعت پر سلام پھیر دینا

اس عبارت کو حل کرنے سے پہلے یہ بات ذہن نشین رہے کہ جو شخص بھول کر درمیان نماز میں سلام پھیر دے اس کی نماز ختم نہیں ہوتی کیوں کہ قاعدہ ہے، سلام من علیہ بقیۃ من الصلاۃ لا یقطع الصلاۃ جس کی نماز ابھی باقی ہے وہ اگر بھولے سے سلام پھیر دے تو اس کی نماز باطل نہیں ہوتی، اب سنئے عبارت کا خلاصہ یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے چار رکعت یا تین رکعت والی نماز میں قعدۂ اولیٰ کے بعد یہ سمجھتے ہوئے سلام پھیر دیا کہ یہی قعدۂ اخیرہ ہے تو نماز فاسد نہ ہوگی، اب اس شخص کے لئے حکم یہ ہے کہ اگر وہ اپنی جگہ ہی بیٹھا ہے اور سینہ قبلہ سے نہیں پھرا ہے اور نہ کوئی منافی صلوٰۃ عمل کیا ہے تو بغیر تکبیر تحریمہ کہے اپنی سابقہ نماز پر بناء کرلے اور اخیر میں سجدۂ سہو کرلے تا کہ اس نقصان کی تلافی ہوجائے جو نماز میں ہوا ہے۔ (طحطاوی/۲۵۷)

لیکن اگر مذکورہ نمازوں میں قعدہ کے بعد یہ سمجھ کر سلام پھیرا کہ اس پر دو ہی رکعت واجب ہیں، حالاں کہ در حقیقت چار رکعت واجب تھیں مثلاً مقیم شخص اپنے کو مسافر سمجھتے ہوئے دو رکعت پر سلام پھیر دے یا ظہر کی نماز کو جمعہ کی نماز سمجھتے ہوئے دو رکعت پر سلام پھیر دے تو اس صورت میں سلام پھیرتے ہی نماز فاسد ہوجائے گی۔ (شامی مصری: ۱/۵۷۶)

﴿۷۹﴾ وَإِنْ طَالَ تَفَكُّرُهُ وَلَمْ يُسَلِّمْ حَتَّى اسْتَيْقَنَ إِنْ كَانَ قَدْرَ أَدَاءِ رُكْنٍ وَجَبَ عَلَيْهِ سُجُودُ السَّهْوِ وَإِلَّا لَا.

طَالَ ماضی معروف باب (ن) طولاً (م) ہے لمبا ہونا۔ تفکّر باب تفعّل کا مصدر ہے خوب غور کرنا، خوب سوچنا۔ استیقن ماضی معروف باب استفعال استیقاناً مصدر ہے یقین کرنا۔

ترجمہ اور اگر لمبا ہوجائے اس کا غور و فکر اور سلام نہ پھیرے تا آنکہ یقین ہوجائے اگر ہو ایک رکن ادا کرنے کی مقدار تک تو اس پر سجدۂ سہو واجب ہوگیا ورنہ نہیں۔

نماز کے دوران سوچتے رہ جانا

اگر کسی شخص کو رکعتوں کی تعداد میں شک ہوگیا اور وہ قعدہ میں بیٹھ کر سوچتا رہا اور سلام نہیں پھیرا اور اس کی سوچ ایک رکن یعنی تین تسبیح کے بقدر ہوگئی تو اس پر سجدۂ سہو لازم ہے ورنہ نہیں۔ (شامی بیروت: ۲/۴۹۰، کتاب المسائل: ۳۱۱)

فَصْلٌ فِي الشَّكِّ

(فصل شک کے بیان میں)

﴿۴۸۰﴾ تَبْطُلُ الصَّلٰوةُ بِالشَّكِّ فِي عَدَدِ رَكَعَاتِهَا إِذَا كَانَ قَبْلَ إِكْمَالِهَا وَهُوَ أَوَّلُ مَا عَرَضَ لَهُ مِنَ الشَّكِّ أَوْ كَانَ الشَّكُّ غَيْرَ عَادَةٍ لَهُ.

شک شک وشبہ (ایک ذہنی کیفیت جو اثبات ونفی میں دائر رہتی ہے اور ذہن کوئی ایک فیصلہ نہیں کر پاتا) اکمال باب افعال کا مصدر ہے مکمل کرنا، پورا کرنا۔

ترجمہ باطل ہو جاتی ہے نماز اس کی رکعتوں کی تعداد میں شک میں پڑ جانے سے جب کہ ہو شک اس کو پوری کرنے سے پہلے اور یہ پہلا شک ہو جو اس کو پیش آیا ہو یا شک اس کی عادت نہ ہو۔

رکعتوں کی تعداد میں شک ہونا

مسئلہ یہ ہے کہ نمازی کو اپنی نماز میں یہ شک پیش آیا کہ تین رکعتیں ہوئیں یا چار رکعتیں اور یہ شک پہلی ہی بار پیش آیا ہے تو اسے چاہئے کہ نیت توڑ کر از سر نو نماز پڑھے اس کی سابقہ نماز باطل ہو جائے گی مگر شرط یہ ہے کہ شک نماز ختم ہونے سے پہلے ہوا ہو اب رہ گئی یہ بات: اول ما عرض له سے کیا مراد ہے، اس سلسلہ میں قول راجح یہ ہے کہ سہو اس کی عادت نہیں ہے، بلکہ کبھی کبھار ہو جاتا ہے، یہ مطلب ہرگز نہیں ہے کہ عمر بھر کبھی سہو ہی نہیں ہوا ہے، شمس الائمہ سرخسی کی یہی رائے ہے، اور فخر الاسلام نے کہا ہے کہ مراد یہ ہے کہ اس نماز میں پہلا سہو یہی ہے، اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ مراد یہ ہے کہ زندگی میں پہلی مرتبہ یہی سہو پیش آیا ہے، بالغ ہونے کے بعد سے نماز کے اندر کبھی کوئی سہو واقع نہیں ہوا ہے، علامہ طحطاوی فرماتے ہیں کہ صاحب کتاب نے اول ما عرض له من الشك او كان الشك غير عادة له لاکر دو تینوں قولوں کو جمع کر دیا ہے، اب یہ فیصلہ دشوار ہے کہ مصنف نے کس قول کو قابل اعتماد سمجھا ہے۔ (طحطاوی / ۲۵۸)

﴿۴۸۱﴾ فَلَوْ شَكَّ بَعْدَ سَلَامِهِ لَا يُعْتَبَرُ إِلَّا أَنْ تَيَقَّنَ بِالتَّرْكِ.

تیقن باب تفعل سے فعل ماضی معروف ہے یقین کرنا۔

ترجمہ چنانچہ اگر شک ہوا اس کے سلام پھیرنے کے بعد تو اعتبار نہ کیا جائے گا مگر یہ کہ یقین ہو جائے چھوڑ دینے کا۔

سلام پھیرنے کے بعد شک ہوا

صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ اگر نمازی کو نماز پڑھنے کے بعد شک ہوا تو نماز باطل نہ ہوگی، مثلاً ایک شخص ظہر کی نماز پڑھ رہا تھا سلام پھیرنے کے بعد اسے شک ہوا کہ تین رکعت پڑھی ہیں یا چار رکعت تو یہاں پر یہی کہا جائے گا کہ اس نے چار رکعت پڑھ لی ہیں، ہاں اگر اس بات کا پختہ یقین ہو جائے کہ تین ہی رکعت پڑھی ہیں تو کسی منافی صلاۃ عمل کرنے سے پہلے پہلے بقیہ پڑھ لے۔

«۸۴۲» وَإِنْ تَكَرَّرَ الشَّكُّ عَمِلَ بِغَالِبِ ظَنِّهِ فَإِنْ لَمْ يَغْلِبْ لَهُ ظَنٌّ أَخَذَ بِالْأَقَلِّ وَقَعَدَ بَعْدَ كُلِّ رَكْعَةٍ ظَنَّهَا آخِرَ صَلَاتِهِ.

ترجمہ: اور اگر شک بار بار ہو جاتا ہو تو عمل کرے اپنے غالب گمان کے موافق پھر اگر اس کے لئے کوئی غالب گمان نہ ہو تو کم پر عمل کرے اور بیٹھ جائے ہر اس رکعت کے بعد جس کو اپنی نماز کی آخری رکعت گمان کرے۔

تکرار شک

فرماتے ہیں کہ اگر نمازی کو شک پیش آتا رہتا ہو اور وہ دو رائے ہو تو تحری کرے اور ظن غالب پر عمل کرے یعنی جتنی رکعت پڑھ لینے کا ظن غالب ہو اسی کو بنیاد بنائے اور اگر کسی رائے نہ ہو اور کوئی فیصلہ نہ کر سکے تو جتنی رکعت پڑھنے کا یقین ہو (مثلاً دو اور تین میں شک ہے تو دو کا پڑھنا یقینی ہے) اس پر بنا کرے اور ساتھ ہی آگے کی ہر اس رکعت پر قعدہ کرے جہاں قعدہ اخیرہ کا احتمال ہو کیونکہ قعدہ اخیرہ فرض ہے اور آخر میں سجدہ سہو کرے۔

جاننا چاہئے کہ سوچ رائے کو تحری نماز کا وظیفہ جاری رکھتے ہوئے کرنی ہے، ورنہ اس پر سجدہ سہو واجب ہوگا علامہ حصکفیؒ نے درمختار میں یہی مسئلہ لکھا ہے، اور علامہ ابن الہمام کی رائے یہ ہے کہ چاہے وظیفہ موقوف کر کے سوچے اور چاہے وظیفہ جاری رکھتے ہوئے ساتھ سوچے، بہر صورت میں سجدہ سہو واجب ہے، اور علامہ کشمیریؒ نے صاحب درمختار کے قول کو اظہر قرار دیا ہے۔ (تحفۃ الالمعی: ۲/ ۲۲۸)

بَابُ سُجُودِ التِّلَاوَةِ

(سجدۂ تلاوت کا بیان)

قرآن کریم کی چودہ آیتوں کی تلاوت سے سجدۂ تلاوت واجب ہو جاتا ہے، ان آیات کے مضامین میں غور کرنے سے معلوم ہوتا ہے کہ کہیں فرشتوں کی مشابہت کے لئے کہیں ساری مخلوق خدا کے اظہار عبدیت کو اجاگر کرنے کے لئے

کہیں اہل معرفت افراد کے دلوں کی دھڑکن ظاہر کرنے کے لئے اور کہیں حکم دے کر سجدہ کی تاکید کی گئی ہے، اس کی تفصیل یہ ہے کہ سجدوں کی آیات میں پانچ طرح کے مضامین ہیں (۱) انسانوں کو فرشتوں کا حال سنایا گیا ہے، (سورۂ اعراف سورۂ نحل) آسمان و زمین کا ذرہ ذرہ خدا کے سامنے سجدہ ریز ہے، اگر بہت سے انسان انکاری ہیں ان پر عذاب ثابت ہو گیا (سورۂ رعد سورۂ حج) انبیاء اور مؤمنین خدا کو سجدہ کرتے ہیں روتے ہیں اور اللہ کی آیتیں سن کر ان کا خشوع بڑھ جاتا ہے، (بنی اسرائیل مریم سجدہ) کفار سجدہ سے انکار کرتے ہیں (الفرقان انشقاق) سجدہ صرف اللہ کو کرو (نمل حم السجدہ والنجم العلق) اور سورۂ ص میں حضرت داؤد کی آزمائش مذکور ہے جب وہ سجدے میں گر پڑے۔

سجدۂ تلاوت کی اہلیت کے شرائط

سجدۂ تلاوت واجب ہونے کے لئے وہی اہلیت شرط ہے جو نماز کے فرض ہونے کے لئے شرط ہے مثلاً مسلمان ہونا عاقل و بالغ ہونا اور حیض و نفاس سے پاک ہونا (شامی زکریا: ۲/۵۸۱)

﴿۴۸۳﴾ سَبَبُهَا التِّلَاوَةُ عَلَى التَّالِي وَالسَّامِعِ فِي الصَّحِيحِ.

ترجمہ اس کا سبب پڑھنے والے اور سننے والے کے لئے آیت سجدہ کا پڑھنا ہے صحیح مذہب میں۔

سجدۂ تلاوت کے واجب ہونے کے اسباب

سجدۂ تلاوت واجب ہونے کے فی الجملہ تین اسباب ہیں، (۱) خود آیت سجدہ کی تلاوت کرنا (۲) کسی اہلیت رکھنے والے کی تلاوت کو سننا (۳) نماز با جماعت میں امام کی اقتداء میں مقتدی پر سجدہ کا وجوب جب کہ اسے امام کے ساتھ سجدۂ تلاوت کی ادائیگی کا موقع ملے خواہ مقتدی نے سجدہ کی آیت کو امام سے سنا ہو یا نہ سنا ہو۔

(شامی زکریا: ۲/۵۷۷ کتاب المسائل: ۴۹۴)

﴿۴۸۴﴾ وَهُوَ وَاجِبٌ عَلَى التَّرَاخِي إِنْ لَمْ يَكُنْ فِي الصَّلٰوةِ.

ترجمہ اور وہ واجب ہے تاخیر کی گنجائش کے ساتھ اگر نماز میں نہ ہو۔

تشریح فرماتے ہیں کہ اگر سجدۂ تلاوت کی آیت نماز کے اندر نہ پڑھی ہو بلکہ باہر تلاوت کی ہو تو اس میں تاخیر کی گنجائش ہے یعنی فوراً کرنا ضروری نہیں ہے مگر پھر بھی بلا تاخیر کرنا بہتر ہے۔

﴿۴۸۵﴾ وَكُرِهَ تَاخِيْرُهُ تَنْزِيْهًا.

تاخیر باب تفعیل کا مصدر ہے مؤخر کرنا، ایک کرنا، ملتوی کرنا۔

ترجمہ اور مؤخر کرنا اس کا مکروہ تنزیہی ہے۔

سجدۂ تلاوت میں تاخیر مکروہ تنزیہی ہے

بہتر یہ ہے کہ سجدۂ تلاوت جلد از جلد ادا کرے اگر بلا وجہ تاخیر کرے گا تو کراہت تنزیہی لازم آئیگی اور اگر کسی شخص پر تلاوت یا آیت سجدہ سننے کی بنا پر سجدۂ تلاوت واجب ہوا لیکن کسی وجہ سے وہ اس وقت فوراً سجدہ نہیں کر سکتا تو مستحب یہ ہے کہ اس وقت یہ آیت پڑھ لے، سمعنا واطعنا غفرانك ربنا واليك المصير (البقرہ) اور پھر بعد میں جب موقع ملے سجدۂ تلاوت ادا کرے۔ (شامی زکریا: ۲/۵۸۳، کتاب المسائل: ۵۰۳)

﴿۴۸۶﴾ وَيَجِبُ عَلَى مَنْ تَلَا آيَةً وَلَوْ بِالْفَارِسِيَّةِ.

ترجمہ اور واجب ہوتا ہے اس شخص پر جس نے آیت کو پڑھا اگرچہ فارسی زبان میں ہی ہو۔

کتنی آیت پڑھنے سے سجدۂ تلاوت واجب ہوگا

کیا سجدۂ تلاوت کے وجوب کے لئے پوری آیت سجدہ پڑھنا شرط ہے؟ اس بارے میں فقہاء کا اختلاف ہے، راجح اور صحیح قول یہ ہے کہ وجوب سجدہ کے لئے پوری آیت سجدہ پڑھنی ضروری ہے، اور بعض لوگ اس پر فتوی دیتے ہیں کہ اگر آیت سجدہ مکمل نہ پڑھے بلکہ کچھ حصہ پڑھ لیا تو بھی سجدہ کرنا واجب ہے، لیکن اگر پوری آیت پڑھی اور سجدہ والا حرف نہ پڑھا تو سجدۂ تلاوت واجب نہ ہوگا۔ (شامی زکریا: ۲/۵۷۵) اور مصنفؒ کے قول ولو بالفارسیۃ کا مطلب یہ ہے کہ عربی زبان کے علاوہ خواہ کوئی سی بھی زبان ہو انگریزی ہو یا ہندی وغیرہ۔

﴿۴۸۷﴾ وَقِرَاءَةُ حَرْفِ السَّجْدَةِ مَعَ كَلِمَةٍ قَبْلَهُ أَوْ بَعْدَهُ مِنْ آيَتِهَا كَالْآيَةِ فِي الصَّحِيحِ.

ترجمہ اور حرف سجدہ کو پڑھنا کسی کلمہ کے ساتھ کہ وہ حرف سجدہ سے پہلے ہو یا اس کے بعد میں ہو اسی آیت میں سے پوری آیت کے مانند ہے صحیح مذہب کے بموجب۔

تشریح حرف سے مراد کلمہ ہے اور کلمۂ سجدہ اور حرف سجدہ سے وہ لفظ مراد ہے جو سجدہ کی جانب مشیر ہو مثلاً سورۂ اعراف میں وله يسجدون پر سجدہ ہوتا ہے اس کو کلمۂ سجدہ کہا جائے گا مگر صرف وله يسجدون زبان سے ادا کرنے سے سجدہ واجب نہیں ہوگا جب تک اس سے پہلے لفظ بھی ساتھ میں ملا کر نہ پڑھے، البتہ سورۃ اقراء میں جو کلمۂ سجدہ ہے اس کو اس سے مستثنیٰ قرار دیا گیا ہے، چنانچہ مختصر البحر میں ہے کہ اگر واسجد پڑھ کر ختم کیا اس کے بعد واقترب نہیں پڑھا تو سجدہ واجب ہوگا کیونکہ کلمۂ سجدہ واسجد واقترب مانا گیا ہے لیکن یہاں صرف ایک حصہ یعنی

واسجد پڑھ لیتے پر سجدۂ تلاوت واجب ہو جائے گا۔ (مراقی الفلاح /۲۶۱) اور متن میں فی الصحیح کی قید لگا کر ان لوگوں کے قول کو رد کر دیا ہے، جنھوں نے یہ کہا ہے کہ سجدہ اس وقت واجب ہوگا جب اکثر آیت سجدہ پڑھے خواہ اکثر حرف سجدہ سے پہلے ہو یا بعد میں وهو رواية عن محمد واختاره الزيلعي ۔ (حوالہ بالا)

﴿۲۸۸﴾ وَآيَاتُهَا أَرْبَعَ عَشْرَةَ آيَةً فِي الْأَعْرَافِ وَالرَّعْدِ وَالنَّحْلِ وَالْإِسْرَاءِ وَمَرْيَمَ وَأُوْلَى الْحَجِّ وَالْفُرْقَانِ وَالنَّمْلِ وَالسَّجْدَةِ وَصٓ وَحٰمٓ السَّجْدَةِ وَالنَّجْمِ وَانْشَقَّتْ وَاقْرَأْ۔

ترجمہ: اور آیات سجدہ چودہ آیتیں ہیں، سورۂ اعراف میں، سورۂ رعد میں، سورۂ نحل میں، سورۂ اسراء میں، سورۂ مریم میں، اور سورۂ حج کی دو آیتوں میں سے پہلی آیت میں سورۂ فرقان میں سورۂ نمل میں، سورۂ سجدہ میں سورۂ ص میں سورۂ حم سجدہ میں، سورۂ والنجم میں، سورۂ انشقت، سورۂ اقراء میں۔

سجدۂ تلاوت کی تعداد

اس عبارت میں سجدۂ تلاوت کی تعداد بیان کی ہے، اور وہ کل چودہ سورتیں ہیں جن میں آیت سجدہ موجود ہے، ان میں سے ہر سورت میں سجدہ کے مقام پر نشان موجود ہے، لیکن سورۂ حج میں صرف اول مقام میں سجدہ لازم ہے، مقام ثانی میں حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک سجدہ لازم نہیں ہے، اور سورۂ ص میں راکعا واناب پر سجدہ کا نشان صحیح نہیں ہے، بلکہ صحیح یہ ہے کہ حسن مآب پر سجدہ کیا جائے، اور سورۂ حم میں لا یسئمون پر سجدہ کرنا چاہئے۔
(ایضاح المسائل: ۳۹، الجوہرۃ النیرۃ: ۱/۹۷)

﴿۲۸۹﴾ وَيَجِبُ السُّجُودُ عَلَى مَنْ سَمِعَ وَإِنْ لَمْ يَقْصِدِ السَّمَاعَ۔

ترجمہ: اور واجب ہوتا ہے سجدہ ہر اس شخص پر جو سن لے اگرچہ ارادہ نہ کیا ہو سننے کا۔

سجدۂ تلاوت کس پر واجب ہے؟

پورے قرآن کریم میں کل چودہ مقامات میں آیات سجدہ ہیں ان آیتوں کے پڑھنے والے پر اور سننے والے پر سجدہ کرنا واجب ہے، چاہے قرآن کریم سننے کے ارادے سے بیٹھا ہو یا کسی اور کام میں لگا ہوا ہو اور بغیر ارادے کے سجدہ کی آیت سن لی ہو اگر ان مقامات میں سجدہ نہیں کرے گا تو گنہگار ہوگا۔ (البحر الرائق بیروت: ۲/۱۲۸)

﴿۲۹۰﴾ إِلَّا الْحَائِضَ وَالنُّفَسَاءَ۔

ترجمہ: مگر حیض اور نفاس والی عورت۔

تشریح عورت نے حیض یا نفاس کی حالت میں کسی سے سجدہ کی آیت سن لی تو عورت پر سجدہ واجب نہیں ہوا بعد میں سجدہ کرنا بھی اس پر لازم نہیں ہے، لیکن اگر کسی نے حالت جنابت میں سن لی ہے تو غسل سے فارغ ہونے کے بعد سجدہ کرنا واجب ہے۔ (بہشتی زیور: ۲/۴۳) اور اگر کوئی شخص حالت جنابت میں سجدہ کی آیت پڑھے تو اس پر پاک ہونے کے بعد سجدۂ تلاوت ادا کرنا لازم ہے۔ (درمختار: ۱/۵۱۷) اور حیض و نفاس والی عورت کو اگرچہ آیت سجدہ پڑھنا جائز نہیں لیکن اگر پڑھ لے تو اس پر سجدہ واجب نہیں ہاں جو شخص اس سے سن لے اس پر واجب ہوگا، اور اگر کوئی شخص حالت کفر میں آیت سجدہ پڑھے تو اگرچہ خود اس پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں لیکن اگر کوئی مسلمان اس کو آیت سجدہ پڑھتے ہوئے سن لے تو اس مسلمان پر سجدۂ تلاوت واجب ہو جائے گا اور اگر بچہ آیت سجدہ پڑھے اور وہ سمجھدار ہو اگرچہ بچے پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں لیکن اس سے آیت سجدہ سننے والے پر سجدۂ تلاوت واجب ہو جائیگا۔ (مستفاد کتاب المسائل/۵۰۰)

﴿۵۹۱﴾ وَالْاِمَامَ وَالْمُقْتَدِيْ بِهٖ.

ترجمہ اور (مگر) امام اور اس شخص پر جو اس کی اقتداء کر رہا ہے۔

مقتدی اگر امام کے پیچھے آیت سجدہ پڑھ دے؟

یہ عبارت بھی الا کے تحت ہے، اصل عبارت اس طرح ہے وَاِلَّا الْاِمَام الخ اگر کوئی شخص کسی امام کی اقتداء میں نماز پڑھ رہا ہو اور اس دوران وہ آیت سجدہ پڑھ دے تو نہ اس پر سجدہ واجب ہوگا اور نہ اس کے امام پر، نہ نماز کے دوران اور نہ اس کے بعد اور اگر اس نے اتنی زور سے پڑھی کہ دوسروں نے سن لی تو اس میں تفصیل ہے (۱) اگر سننے والا اسی مقتدی کی نماز کے ساتھ شامل ہے تو اس پر سجدۂ تلاوت واجب نہ ہوگا، (۲) اگر سننے والا اپنی نماز الگ پڑھ رہا ہے تو اس پر سجدۂ تلاوت لازم ہو جائے گا، لیکن وہ نماز سے فارغ ہونے کے بعد اسے ادا کرے گا، (۳) اسی طرح اگر مقتدی سے آیت سجدہ سننے والا نماز نہ پڑھ رہا ہو تو بھی اس پر سجدۂ تلاوت واجب ہو جائے گا۔ (درمختار مع الشامی مصری: ۱/۵۲۱، طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۲۶۳)

﴿۵۹۲﴾ وَلَوْ سَمِعُوْهَا مِنْ غَيْرِهٖ سَجَدُوْا بَعْدَ الصَّلٰوةِ وَلَوْ سَجَدُوْا فِيْهَا لَمْ تُجْزِهِمْ وَلَمْ تَفْسُدْ صَلٰوتُهُمْ فِيْ ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ.

سمعوھا فاعل کی ضمیر امام اور مقتدیوں کی جانب راجع ہے، ھا ضمیر مفعول آیت سجدہ کی جانب راجع ہے۔ غیرہ ضمیر کا مرجع مقتدی ہے۔ فیھا ضمیر صلوۃ کی جانب راجع ہے۔

ترجمہ اور اگر سن لیں اس کو اس کے علاوہ سے تو سجدہ کریں نماز کے بعد اور اگر سجدہ کر لیں نماز میں تو ان کو کافی نہ ہوگا اور نماز ان کی فاسد نہ ہوگی ظاہر روایت میں۔

نمازی کا غیر نمازی سے آیت سجدہ سننا

اگر کچھ لوگوں نے نماز پڑھتے ہوئے کسی ایسے شخص سے سجدہ کی آیت سنی جو ان کے ساتھ نماز میں شریک نہیں ہے تو یہ لوگ نماز میں سجدہ نہ کریں کیوں کہ یہ سجدہ نماز کا سجدہ نہیں ہے، بلکہ نماز کے بعد کریں کیوں کہ سجدہ کا سبب یعنی آیت کا سننا پایا گیا، اور اگر ممانعت کے باوجود نماز ہی میں سجدہ کر لیا تو وہ معتبر نہ ہوگا، پھر دوبارہ نماز کے بعد بھی کرنا پڑے گا، اور گناہ بھی ہوگا، لیکن نماز بھی فاسد نہ ہوگی اس لئے نماز کا اعادہ کرنے کی ضرورت نہیں ہے، اور نماز کا فاسد نہ ہونا اس لئے ہے کہ نماز یا تو فاسد ہوتی ہے، کسی رکن کو ترک کر دینے سے یا فاسد ہوتی ہے منافی نماز پیش آنے سے اور یہاں دونوں باتیں نہیں پائی گئیں، کیوں کہ سجدہ نماز کے منافی نہیں ہے، اس کے بعد جاننا چاہئے کہ مصنفؒ نے ظاہر الروایہ کی قید لگا کر نوادر کی روایت کو نکال دیا ہے، اور وہ یہ ہے کہ مذکورہ مسئلہ میں نماز فاسد ہو جائے گی کیوں کہ ان لوگوں نے نماز کے اندر ایسی چیز کا اضافہ کیا ہے، جو نماز کے افعال سے نہیں ہے۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۲۶۳)

﴿۴۹۳﴾ وَيَجِبُ بِسَمَاعِ الْفَارِسِيَّةِ إِنْ فَهِمَهَا عَلَى الْمُعْتَمَدِ.

ترجمہ اور واجب ہو جائے گا (آیت سجدہ کا ترجمہ) فارسی (یعنی عربی کے علاوہ) سن لینے سے بھی اگر اس کو سمجھ جائے معتمد مذہب کے مطابق۔

کیا آیت سجدہ کا ترجمہ سننے سے سجدہ واجب ہے؟

اگر آیت سجدہ کا ترجمہ کسی نے پڑھا یا سنا اور وہ یہ جانتا ہے، کہ یہ آیت سجدہ ہی کا ترجمہ ہے تو اس پر احتیاطاً سجدۂ تلاوت واجب ہے، اور اگر اسے یہ پتہ نہ ہو کہ یہ آیت سجدہ کا ترجمہ ہے تو اس پر سجدۂ تلاوت لازم نہیں ہے۔ (درمختار مع الشامی زکریا ۲/۵۷۷، تقریرات رافعی ۱/۱۰۵، کتاب المسائل: ۴۹۷)

﴿۴۹۴﴾ وَاخْتَلَفَ التَّصْحِيحُ فِي وُجُوبِهَا بِالسَّمَاعِ مِنْ نَائِمٍ أَوْ مَجْنُونٍ.

ترجمہ اور مختلف ہوگئی تصحیح (اختلاف ہوا ہے صحیح مذہب قائم کرنے میں) اس کے وجوب میں سننے کے ذریعہ سونے والے سے یا پاگل سے۔

سوتے ہوئے شخص سے آیت سجدہ سننا

اگر کسی سونے والے شخص نے سوتے ہوئے آیت سجدہ پڑھی تو سننے والے پر سجدۂ تلاوت واجب ہوگا یا نہیں؟ اس بارے میں دو قول ہیں راجح یہ ہے کہ واجب نہ ہوگا۔ (شامی زکریا ۲/۵۸۲، کتاب المسائل: ۴۹۹)

مجنون شخص کا آیت سجدہ پڑھنا

مجنون کے تین درجات ہیں، (۱) جنون کا سلسلہ ایک دن ایک رات کے اندر اندر رہتا ایسی صورت میں آیت سجدہ پڑھنے سے خود پڑھنے والے پر اور اس سے سننے والے دونوں پر سجدۂ تلاوت واجب ہوگا، (۲) اگر جنون کا سلسلہ ایک دن ایک رات سے زیادہ ہے، لیکن بعد میں افاقہ بھی ہو جاتا ہے تو پڑھنے والے پر تو سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہے لیکن اس سے سننے والے پر سجدۂ تلاوت واجب ہوگا، (۳) اور اگر جنون کا سلسلہ اس طرح مسلسل ہے کہ کبھی افاقہ ہی نہیں ہوتا تو ایسی صورت میں نہ تو پڑھنے والے پر سجدۂ تلاوت واجب ہوگا اور نہ سننے والے پر۔ (شامی زکریا: ۲/۵۸۴، کتاب المسائل: ۵۰۰)

اختیاری مطالعہ

سوتے ہوئے آیت سجدہ پڑھنا

اگر کوئی شخص سوتے ہوئے سجدہ کی آیت پڑھے اور جاگنے کے بعد اسے بتایا جائے کہ اس نے سجدہ کی آیت پڑھی ہے تو اس شخص پر سجدۂ تلاوت واجب ہے یا نہیں؟ اس بارے میں فقہ میں دو روایتیں ہیں ایک روایت کے اعتبار سے واجب ہے، اور دوسری روایت کے اعتبار سے واجب نہیں ہے۔ (اس لئے احتیاط یہی ہے کہ سجدہ کر لیا جائے)
(شامی زکریا: ۲/۵۸۱، کتاب المسائل: ۴۹۹)

﴿۵۹۷﴾ وَلَا تَجِبُ بِسَمَاعِهَا مِنَ الطَّيْرِ وَالصَّدَىٰ.

طَیر پرندے واحد طائر جمع طیور۔ اَلصَّدَیٰ آواز بازگشت پہاڑ وغیرہ میں گونج کر لوٹنے والی آواز۔

ترجمہ اور واجب نہیں ہوتا آیت سجدہ سننے سے پرندہ یا گونج کے ذریعہ۔

پرندے سے آیت سجدہ سننا

اگر کسی طوطے یا مینا وغیرہ کو سجدہ کی کوئی آیت رٹا دی جائے تو اس سے سننے والے پر سجدہ واجب نہ ہوگا۔ (شامی زکریا: ۲/۵۸۳، کتاب المسائل: ۵۰۱)

آیت سجدہ کی بازگشت

اگر کوئی شخص آیت سجدہ کی صدائے بازگشت (پہاڑ وبڑی عمارتوں سے ٹکرا کر آنے والی آواز) کو سنے تو اس پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہے۔ (حوالۂ بالا)

اختیاری مطالعہ

ریڈیو پر آیت سجدہ کی تلاوت

اگر ریڈیو پر آیت سجدہ پڑھی جائے تو سننے والے پر سجدۂ تلاوت واجب نہیں ہے، کیوں کہ ریڈیو کے اکثر پروگرام پہلے سے ٹیپ کرکے نشر کیے جاتے ہیں، البتہ اگر براہ راست ٹیلی کاسٹ ہو رہا ہو تو ایسی صورت میں آیت سجدہ سننے سے سجدۂ تلاوت واجب ہو جائے گا کیوں کہ اسے لاؤڈ اسپیکر کے درجہ میں رکھا جا سکتا ہے۔

ٹیپ ریکارڈ سے آیت سجدہ سننے کا حکم

ٹیپ ریکارڈ میں بھری جانے والی آواز بھی بظاہر صدائے بازگشت کے مشابہ ہے، اس لئے اکثر مفتیان ٹیپ ریکارڈ سے آیت سجدہ سننے کو موجب سجدۂ تلاوت قرار نہیں دیتے، لیکن بعض محقق علماء کی رائے یہ ہے کہ ٹیپ ریکارڈ سے آیت سجدہ سننے پر سجدۂ تلاوت واجب ہونا چاہئے کیوں کہ جب وہ آواز آلۂ غیر مختار سے نکل رہی ہے تو اس کا انتساب آلہ کی طرف نہ ہو کر تلاوت کرنے والے ہی کی طرف ہوگا، جس کی اہلیت میں کوئی شبہ نہیں ہے، اسی بنا پر احتیاط کا تقاضہ یہ ہے کہ ٹیپ ریکارڈ سے آیت سجدہ سن کر سجدۂ تلاوت کر لیا جائے۔ (فتوی نویسی کے رہنما اصول جدید ایڈیشن/۱۲۶/۱۲۷ کتاب المسائل/۵۰۱)

﴿۹۶۷﴾ وَتُؤَدَّى بِرُكُوْعٍ اَوْ سُجُوْدٍ فِي الصَّلٰوةِ غَيْرِ رُكُوْعِ الصَّلٰوةِ وَسُجُوْدِهَا.

ترجمہ اور ادا ہو جاتا ہے رکوع یا سجدہ کر لینے سے نماز میں نماز کے رکوع اور اس کے سجدہ کے علاوہ۔

تشریح اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ نماز میں آیت سجدہ پڑھ لینے سے جو سجدہ واجب ہوتا ہے اس کے لئے مسنون شکل تو یہ ہے کہ ایک مستقل سجدہ کرے اور اگر سجدہ کے بجائے ایک زائد رکوع کرے تب بھی ادا ہو جائے گا، نیز یہ بات بھی یاد رکھنی ضروری ہے کہ سجدۂ تلاوت کی ادائیگی نماز والے رکوع سے تو ہو جائے گی بشرطیکہ سجدۂ تلاوت کی نیت رکوع میں کر لی ہو لیکن اگر سجدۂ تلاوت کی ادائیگی خارج نماز رکوع سے کرے تو سجدۂ تلاوت ادا نہ ہوگا، اسی کو علامہ طحطاوی نے ان الفاظ میں بیان کیا ہے، (في الصلوة) هذا القيد بالنسبة الى الركوع فقط فلا يجزئ عنها ركوع في خارجها لان الاثر انما ورد فيما اذا ركع فيها فقط فيقتصر على مورد الاثر. طحطاوی علی مراقی الفلاح/۲۶۲

﴿۹۶۷﴾ وَيُجْزِئُ عَنْهَا رُكُوْعُ الصَّلٰوةِ اِنْ نَوَاهَا وَسُجُوْدُهَا وَاِنْ لَّمْ يَنْوِهَا اِذَا لَمْ يَنْقَطِعْ فَوْرُ التِّلَاوَةِ بِاَكْثَرَ مِنْ اٰيَتَيْنِ.

لم ینقطع نفی جحد بلم در فعل مستقبل معروف باب انفعال انقطاعاً مصدر ہے ختم ہو جانا جیسے اِنْقَطَعَ الْحَرُّ اَوِ الْبَرْدُ گرمی یا سردی ختم ہو گئی۔ **فور** ہر چیز کا ابتدائی وقت، ابتدائی حالت، جوش فَارَ یفُورُ فوراً **الجائز عنہا** ضمیر کا مرجع سجدۂ تلاوت ہے۔ **تؤدیہا** ضمیر کا مرجع سجدہ ہے۔ **سجودہا** ضمیر کا مرجع صلوٰۃ ہے۔ **ینوہا** ضمیر کا مرجع سجدۂ تلاوت ہے۔

ترجمہ اور کافی ہو جاتا ہے، سجدۂ تلاوت کی طرف سے نماز کا رکوع اگر اس کی نیت کرلے اور اس کا سجدہ اگرچہ اس کی نیت نہ کی ہو جب کہ ختم نہ ہوا ہو تلاوت کا جوش دو آیتوں سے زیادہ کے ذریعہ۔

(۱) نماز کے رکوع سے سجدۂ تلاوت کی ادائیگی

اس عبارت میں متعدد ذیلی مسائل کا بیان ہے، (۱) اگر نماز میں آیت سجدہ پڑھی اور اس کے فوراً بعد (دو یا تین آیتوں کے بعد) رکوع کرلیا اور رکوع میں سجدۂ تلاوت کی بھی نیت کرلی تو اس رکوع سے سجدۂ تلاوت ادا ہو جائے گا اور اگر تین آیتوں سے تاخیر ہو گئی تو اب رکوع کافی نہ ہوگا بلکہ الگ سے سجدہ کرنا ہوگا۔ (درمختار زکریا: ۲/۵۸۶)

(۲) رکوع سے سجدۂ تلاوت کی ادائیگی کے لئے نیت شرط ہے

اگر رکوع کے ذریعہ سجدۂ تلاوت کی ادائیگی کی جائے تو اس میں سجدۂ تلاوت کی نیت ضروری ہے، حتی کہ اگر جہری نماز میں امام نے آیت سجدہ پڑھ کر رکوع کرلیا اور رکوع ہی کی حالت میں سجدہ کی نیت کرلی لیکن مقتدیوں نے نیت نہیں کی تو مقتدیوں پر امام کے سلام پھیرنے کے بعد سجدۂ تلاوت کرکے قعدہ کرنے کے بعد سلام پھیرنا ہوگا ورنہ مقتدیوں کی نماز فاسد ہو جائے گی، (اس لئے ایسی صورت میں امام کو چاہئے کہ وہ رکوع میں سجدہ کی نیت نہ کرے تاکہ بعد میں نماز والے سجدہ سے سب کا سجدۂ تلاوت خود بخود ادا ہو جائے جیسا کہ آگے مسئلہ آ رہا ہے) (درمختار زکریا: ۲/۵۸۸، البحرالرائق ۲/۱۲۴)

(۳) آیت سجدہ کے فوراً بعد سجدہ کرنے میں نیت شرط نہیں

اگر آیت سجدہ پڑھی اور اس کے بعد فوراً یعنی تین آیتوں سے زائد فصل کے بغیر رکوع اور سجدہ کرلیا اور رکوع میں سجدہ کی نیت نہیں کی تو امام اور مقتدی سب کا سجدۂ تلاوت نماز کے سجدہ کے ساتھ ادا ہو جائے گا۔ (درمختار زکریا ۲/۵۸۸)

اختیاری مطالعہ

امام سجدہ میں گیا مقتدیوں نے رکوع سمجھا

امام سجدۂ تلاوت کے لئے تکبیر کہہ کر سجدہ میں چلا گیا اور مقتدی سمجھے کہ امام رکوع میں ہے تو مقتدیوں کو چاہئے کہ وہ اپنا رکوع چھوڑ کر سجدہ ادا کرلیں خواہ امام کے سجدہ کے بعد ہی ہو۔ (مستفاد کتاب المسائل: ۵۰۷-۵۰۸)

﴿۴۹۸﴾ وَلَوْ سَمِعَ مِنْ اِمَامٍ فَلَمْ يَأْتَمَّ بِهٖ اَوِ ائْتَمَّ فِي رَكْعَةٍ اُخْرٰى سَجَدَ خَارِجَ الصَّلٰوةِ فِي الْاَظْهَرِ.

یاتمّ فعل ماضی معروف باب افتعال ائتمام مصدر ہے اقتداء کرنا۔

ترجمہ اور اگر سنا امام سے پھر اس کی اقتداء نہیں کی یا اقتداء کی دوسری رکعت میں تو سجدہ کرے نماز سے باہر ظاہر ترین قول میں۔

غیر نمازی کا امام سے آیت سجدہ سننا

صورت مسئلہ یہ ہے کہ امام نے آیت سجدہ پڑھی اور اس کو ایسے آدمی نے سنا جو اس کے ساتھ نماز میں شریک نہیں ہے، اور سنا آیت سجدہ کو سن کر امام کے ساتھ نماز میں شامل ہوا تو نماز سے باہر سجدہ کرنا واجب ہوگا اس لئے کہ سجدہ کا سبب یعنی آیت سجدہ کو سننا پایا گیا، اور اگر اس نے دوسری رکعت میں امام کے ساتھ شرکت کی تو نماز سے فراغت کے بعد سجدہ کا تلاوت کرے کیوں کہ جب اس شخص نے اس رکعت کو نہیں پایا جس میں آیت سجدہ پڑھی گئی ہے تو اس نے نہ قراءت کو پایا اور نہ اس کے متعلقات یعنی سجدہ کو پایا اور جب سجدہ کو نہیں پایا تو نماز سے فارغ ہونے کے بعد سجدہ کرنا واجب ہوگا۔

تنبیہ: فی الاظہر بعض نسخوں میں مسئلہ اس طرح لکھا ہے کہ دوسری رکعت میں اقتداء کرنے سے سجدۂ تلاوت ساقط ہو جائے گا مگر صحیح بات وہی ہے جو شرح میں آچکی ہے۔

﴿۴۹۹﴾ وَاِنِ ائْتَمَّ قَبْلَ سُجُوْدِ اِمَامِهٖ لَهَا سَجَدَ مَعَهٗ فَاِنِ اقْتَدٰى بِهٖ بَعْدَ سُجُوْدِهَا فِي رَكْعَتِهَا صَارَ مُدْرِكًا لَّهَا حُكْمًا فَلَا يَسْجُدُهَا اَصْلًا.

اصلاً کبھی نہیں، ہرگز نہیں، بالکل نہیں۔ بہ ضمیر کا مرجع امام ہے، لہا ضمیر کا مرجع سجدۂ تلاوت ہے۔

ترجمہ اور اگر اقتداء کرے اپنے امام کے سجدۂ تلاوت سے پہلے تو سجدہ کرے اس کے ساتھ اور اگر اقتداء کرے اس کی اس کے سجدۂ تلاوت کے بعد اسی رکعت میں تو ہوگا پانے والا اس کو حکمی طور پر چنانچہ سجدہ نہیں کرے گا اس کا بالکل۔

تشریح مسئلہ یہ ہے کہ امام نے آیت سجدہ پڑھی اور اس کو ایسے شخص نے سنا جو اس کے ساتھ نماز میں شریک نہیں ہے، پھر یہ شخص امام کے ساتھ نماز میں شریک ہو گیا تو اب دو صورتیں ہیں، (۱) امام کے سجدہ کرنے سے پہلے شامل ہوا (۲) امام کے سجدہ کرنے کے بعد شامل ہوا، اگر امام کے سجدہ کرنے سے پہلے امام کے ساتھ شریک ہو گیا تو امام کے ساتھ سجدہ کرے کیوں کہ یہ شخص اگر آیت سجدہ کو نہ سن پاتا اس طریقہ سے کہ امام آہستہ پڑھتا تو بھی امام کے ساتھ سجدہ کرنا واجب ہوتا تو اس صورت میں جب کہ اس نے آیت سجدہ کو سنا بھی ہے، بدرجہ اولیٰ امام کے ساتھ سجدہ کرنا واجب

ہے، اور اگر امام سے سجدہ کرنے کے بعد اسی رکعت میں شامل ہوا تو اب اس پر سجدۂ تلاوت واجب نہ رہا کیوں کہ اس رکعت کو پالینے کی وجہ سے وہ شخص حکماً سجدہ پانے والا بھی ہو گیا۔

﴿۸۰۰﴾ وَلَمْ تُقْضَ الصَّلٰوتِيَّةُ خَارِجَهَا.

ترجمہ: اور ادا نہیں کیا جا سکتا سجدۂ صلوتیہ (یعنی ہر وہ سجدہ جو نماز میں واجب ہوا تھا) نماز سے باہر۔

سجدۂ صلوتیہ کا حکم

اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ وہ سجدہ جو نماز کے اندر آیت سجدۂ تلاوت کرنے کی وجہ سے واجب ہوا لیکن نماز میں سجدہ نہیں کیا، تو نماز سے باہر ادا کرنے سے ادا نہ ہوگا، اب آگے تفصیل یہ ہے کہ اگر سجدۂ تلاوت فوراً نماز میں کرنا بھول گیا تو منافی نماز عمل کرنے سے پہلے جب بھی یاد آجائے تو سجدۂ تلاوت ادا کرلے اس کے بعد سجدۂ سہو کر کے نماز مکمل کرے اور اگر سجدۂ تلاوت کرنا یاد ہی نہ آیا تو سجدہ نہ کرنے کا گناہ اس کے ذمہ رہ جائے گا، اور اس کی تلافی صرف توبہ سے ہے، اللہ تبارک و تعالیٰ سے امید ہے کہ معاف فرمادے گا، اور اگر نماز میں آیت سجدہ پڑھی اور قصداً سجدۂ تلاوت چھوڑ دیا تو اگر چہ وہ گنہگار ہوگا اور اس پر توبہ لازم ہوگی لیکن نماز درست ہو جائے گی، اور اس سجدہ کی قضا بعد میں لازم ہوگی۔ (در مختار مع الشامی: ۱/۷۲۲ تا ۷۲۳، مستفاد کتاب المسائل: ۵۰۳)

﴿۸۰۱﴾ وَلَوْ تَلَا خَارِجَ الصَّلٰوةِ فَسَجَدَ ثُمَّ أَعَادَ فِيهَا سَجَدَ أُخْرٰى.

ترجمہ: اور اگر تلاوت کی نماز سے باہر پھر سجدہ کرلیا پھر دوبارہ پڑھا نماز میں تو دوبارہ سجدہ کرے۔

آیت سجدہ کا تکرار

مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی نے نماز سے باہر آیت سجدۂ تلاوت کرکے سجدۂ تلاوت کرلیا، پھر نماز میں داخل ہو کر اسی آیت سجدہ کی تلاوت کی تو اس پر نماز کے اندر تلاوت کرنے کی وجہ سے سجدۂ تلاوت واجب ہوگا۔

﴿۸۰۲﴾ وَإِنْ لَمْ يَسْجُدْ أَوَّلًا كَفَتْهُ وَاحِدَةٌ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ.

کفت ماضی معروف باب (ض) کفاية مصدر ہے کافی ہونا، دوسری چیز سے بے نیاز کرنا۔

ترجمہ: اور اگر سجدہ نہیں کیا اول مرتبہ تو کافی ہوگا اس کو ایک ہی سجدہ (جو نماز میں ادا کرے گا) ظاہر روایت میں۔

آیت سجدہ پڑھ کر وہی آیت نماز میں دہرانا

اس عبارت میں سجدۂ تلاوت کے تداخل کا بیان ہے، فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے خارج نماز آیت سجدہ کی تلاوت کی

اور سجدہ نہیں کیا حتی کہ کسی نفل یا فرض نماز میں داخل ہوگیا، پھر اسی آیت سجدہ کی دوبارہ تلاوت کی اور نماز ہی میں سجدۂ تلاوت کیا تو یہ دونوں تلاوتوں کے لئے کافی ہوگا حتی کہ اگر اس نے نماز میں سجدۂ تلاوت نہیں کیا تو اس سے دونوں آیتوں کے سجدے ساقط ہوجائیں گے، اور وہ ترک سجدہ پر گنہگار ہوگا، ظاہر روایت کی قید لگا کر نوادر کی روایت کو نکال دیا ہے اور وہ یہ ہے کہ نماز کے اندر سجدۂ تلاوت کرنے سے ایک سجدہ ادا ہوگا دوسرا سجدہ نماز سے فراغت کے بعد ادا کرنا ضروری ہے۔ (طحطاوی مع مراقی الفلاح: ۲۶۸)

﴿۸۰۳﴾ كَمَنْ كَرَّرَهَا فِي مَجْلِسٍ وَاحِدٍ لَا مَجْلِسَيْنِ.

ترجمہ جیسے وہ شخص (ایک ہی سجدہ کافی ہوجاتا ہے) جس نے بار بار پڑھا ہو اس کو ایک ہی مجلس میں نہ کہ دو مجلسوں میں۔

ایک مجلس میں متعدد بار آیت سجدہ پڑھنا یا سننا

فرماتے ہیں کہ جیسے ماقبل کے مسئلہ میں دونوں تلاوتوں کی طرف سے ایک ہی سجدہ کافی ہے، اسی طرح اگر ایک مجلس میں ایک ہی آیت سجدہ بار بار پڑھی، یا ایک ہی مجلس میں رہتے ہوئے اسے بار بار سنا تو ایک ہی مرتبہ سجدۂ تلاوت واجب ہوگا، (در مختار مصری: ۱/۲۶) ایسے ہی اگر کسی شخص نے آیت سجدہ پڑھی پھر سجدہ کرلیا اس کے بعد پھر مجلس میں رہتے ہوئے اسی آیت کا تکرار کرتا رہا تو اس پر مزید کوئی سجدہ واجب نہ ہوگا بلکہ پہلا ہی سجدہ کافی ہوجائے گا، (در مختار: ۱/۲۷) اس کے بعد فرماتے ہیں کہ اگر ایک آیت سجدہ ایک مجلس میں پڑھی یا سنی پھر مجلس بدل گئی تو بعد میں اگر چہ وہی آیت دہرائی گئی ہو مگر دوبارہ سجدہ واجب ہوگا۔

اختیاری مطالعہ

تکرار وجوب سجدۂ تلاوت کی صورتیں

آیات سجدہ کے متعدد بار واجب ہونے کے لئے تین میں سے ایک بات کا پایا جانا ضروری ہے، (۱) اگر ایک مجلس میں بیٹھ کر متعدد آیات سجدہ پڑھیں تو ہر ایک پر الگ الگ سجدہ واجب ہوگا، یہ نہیں کہا جائے گا کہ مجلس ایک ہے، لہٰذا ایک ہی سجدہ واجب ہو، کیوں کہ ہر آیت مستقل طور پر وجوب سجدہ کا سبب ہے، (۲) اگر کسی شخص نے ایک مجلس میں بیٹھے بیٹھے دوسرے شخص یا اشخاص سے الگ الگ آیت سجدہ سنیں تو ہر آیت سجدہ پر مستقل سجدۂ تلاوت واجب ہوگا، (۳) پڑھنے والے یا سننے والے کی مجلس بدل جائے (اور مجلس کی تبدیلی کا بیان اگلی عبارت میں آرہا ہے) (شامی زکریا: ۵۹۰-۵۹۱)

﴿۸۰۴﴾ وَيَتَبَدَّلُ الْمَجْلِسُ بِالْإِنْتِقَالِ مِنْهُ وَلَوْ مُسَدِّيًا إِلَى غُصْنٍ وَبِالْإِنْتِقَالِ مِنْ غُصْنٍ

إلى غُصْنٍ وَعَوْمٍ فِي نَهْرٍ أَوْ حَوْضٍ كَبِيرٍ فِي الْأَصَحِّ.

مسدیا مسدی یسدی سدیا باب (ض) الثوب کپڑے کا تانا تننا۔ غصن ٹہنی جمع اغصان۔ عوم باب نصر کا مصدر ہے عام یعوم عوماً تیرنا، باب نصر سے ہے۔

ترجمہ اور مجلس بدل جائے گی اس سے منتقل ہونے سے اگر چہ تانا تنتے ہوئے ہو ایک لکڑی سے دوسری لکڑی تک اور منتقل ہونے سے ایک شاخ سے دوسری شاخ کی طرف اور تیرنے سے کسی نہر میں یا بڑی حوض میں صحیح ترین قول میں۔

تبدیلی مجلس

اس عبارت میں فاضل مصنف مجلس کی تبدیلی کی صورتوں کو بیان فرمارہے ہیں، (۱) حقیقی مثلاً ایک جگہ سے اٹھ کر دو چار قدم ادھر ادھر چلے جانا یا مسجد یا کمرہ سے باہر نکل جانا، (۲) حکمی مثلاً ایک مجلس میں بیٹھے بیٹھے کسی ایسے کام میں مشغول ہو جانا جو عرف میں الگ سمجھا جاتا ہے، جیسے پڑھتے پڑھتے درمیان میں دسترخوان بچھا کر کھانے لگنا وغیرہ تو ان اعمال کے بعد اگر وہی آیت دوبارہ پڑھے گا پھر بھی مکرر طور پر سجدۂ تلاوت واجب ہو جائے گا، (۳) تانا تننے کی آمد ورفت میں وجوب سجدہ مکرر ہو جائے گا، یعنی تانا تنتے وقت اگر ایک آیت سجدہ کو بار بار تلاوت کیا تو جتنی بار تلاوت کی ہے اسی قدر سجدے واجب ہوں گے، کیوں کہ اس آمد ورفت میں مجلس بدل جاتی ہے، (۴) اگر درخت کی ایک شاخ پر بیٹھ کر ایک آیت سجدۂ تلاوت کی پھر دوسری شاخ کی طرف منتقل ہو کر اسی آیت کو دوبارہ پڑھا تو دو سجدے واجب ہوں گے، (۵) اسی طریقہ سے اگر ایسی نہر میں یا بڑی حوض میں ہے کہ جس میں عام طور پر لوگ تیرتے ہیں اور وہ تیراک تیرتے ہوئے آیت سجدہ بار بار پڑھ رہا ہے تو جتنی بار تلاوت کرے گا اتنے ہی سجدے واجب ہو جائیں گے۔

فائدہ: بڑا حوض جو ماء جاری کے حکم میں ہوتا ہے اس کا مدار اگر چہ پانی کی کثرت پر ہے، لیکن فقہاء نے سہولت کے لئے اس کا اوپری رقبہ کم از کم دس ہاتھ لمبائی (یعنی ۲۲۵/ فٹ مربع) چوڑائی متعین کیا ہے، جس کی پیمائش نئے پیمانوں کے اعتبار سے ۲۲۵/ مربع فٹ یا ۲۱/ میٹر ہے۔ (الاوزان المحمودہ/۱۰۱ کتاب المسائل/۸۸)

﴿۸۰۵﴾ وَلَا يَتَبَدَّلُ بِزَوَايَا الْبَيْتِ وَالْمَسْجِدِ وَلَوْ كَبِيرًا وَلَا بِسَيْرِ سَفِينَةٍ وَلَا بِرَكْعَةٍ وَبِرَكْعَتَيْنِ وَشَرْبَةٍ وَأَكْلِ لُقْمَتَيْنِ وَمَشْيِ خُطْوَتَيْنِ وَلَا بِاتِّكَاءٍ وَقُعُودٍ وَقِيَامٍ وَرُكُوبٍ وَنُزُولٍ فِي مَحَلِّ تِلَاوَتِهِ وَلَا بِسَيْرِ دَابَّتِهِ مُصَلِّيًا.

زوایا واحد زاویۃ گھر کا کونہ بیت جمع ابیات البیت سفینۃ کشتی جمع سفن شربۃ سیراب ہونے کے اندازہ

کا پانی خُطوتین تثنیہ ہے اس کا واحد خطوۃ جمع خطوات دو قدموں کا درمیانی فاصلہ تقریباً ۳۰ انچ۔ اتکاء باب افتعال کا مصدر ہے ٹیک لگانا۔ دَابّۃ زمین پر چلنے والا جانور، اکثر استعمال اس چوپائے پر ہوتا ہے جو سواری یا بوجھ لادنے کے کام آتا ہے جمع دَوَابّ تصغیر دُوَیبّۃ۔

ترجمہ اور نہیں بدلتی فلیٹ کے گوشوں سے اور مسجد کے گوشوں سے اگرچہ بڑی ہو اور نہ کشتی کے چلنے سے اور نہ ایک دو رکعت پڑھنے سے اور نہ پانی پینے سے اور نہ ایک دو لقمہ کھانے سے اور نہ دو قدم چلنے سے اور نہ ٹیک لگانے سے اور نہ بیٹھنے اور نہ کھڑے ہونے اور نہ سوار ہونے اور نہ اترنے سے اپنی تلاوت کی جگہ میں اور نہ اپنی سواری کے چلنے سے جب کہ وہ نماز پڑھ رہا ہو۔

مجلس نہ بدلنے کی چند صورتیں

اس عبارت میں صاحب نور الایضاح نے مجلس نہ بدلنے کی چند صورتوں کو بیان کیا ہے فرماتے ہیں کہ کوئی شخص کسی کمرے یا فلیٹ کے اندر رہتے ہوئے اس کے کونوں میں گھوم پھر کر آیت سجدہ بار بار پڑھ رہا ہے، تو یہ پورا کمرہ ایک ہی مجلس کی درجہ میں ہے، لہٰذا ایک ہی سجدہ واجب ہوگا ایسے ہی پوری مسجد بھی مجلس واحد کے درجہ میں ہے۔ علامہ شامی فرماتے ہیں: والحاصل ان ماله حكم المكان الواحد كالمسجد والبيت. آگے صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ اگر چلتی سواری مثلاً ہوائی جہاز کشتی یا کار اور بس وغیرہ میں ایک ہی آیت سجدہ متعدد بار پڑھی تو بھی ایک ہی سجدہ واجب ہوگا، البتہ اگر کسی جانور گھوڑے یا اونٹ وغیرہ پر سواری کر رہا ہے، تو ہر مرتبہ کے لئے الگ سجدہ کرنا ہوگا۔ (درمختار زکریا: ۲/۵۹۳)

آگے فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے آیت سجدہ پڑھی اور پھر دو رکعت نماز پڑھ لی اب کے بعد اس آیت کو دہراتا رہا یا آیت سجدہ پڑھی اور پھر پانی پی لیا یا ایک دو لقمہ کھانا کھالیا یا ایک دو قدم چل پڑا اور پھر وہی آیت سجدہ پڑھی تو یہ سب اعمال مجلس واحد ہی کے درجہ میں ہیں ایسے ہی سیدھا بیٹھا تھا، اور آیت سجدہ پڑھی پھر ٹیک لگا کر پڑھتا رہا یا کھڑا تھا بیٹھ گیا یا بیٹھا تھا کھڑا ہو گیا یا اپنی تلاوت کی جگہ میں رہتے ہوئے سوار ہو گیا یا سوار تھا اسی جگہ اتر گیا تو ان تمام صورتوں میں ایک ہی سجدہ واجب ہوگا، پھر اخیر میں یہ بیان کیا ہے کہ اگر کوئی شخص سواری پر سوار جا رہا ہے، اور وہ نماز میں مشغول ہے، اور آیت سجدہ بار بار پڑھ رہا ہے تو یہ بھی مجلس واحد کے درجہ میں ہے، کیوں کہ نماز کا صحیح ہو جانا اتحاد مکان کی واضح دلیل ہے، ہاں اگر نماز میں مشغول نہیں ہے، اور آیت سجدہ بار بار پڑھ رہا ہے تو ہر مرتبہ پڑھنے پر الگ سجدہ لازم ہوگا۔

(البحرالرائق: ۲/۱۲۵)

﴿۸۰۲﴾ وَيَتَكَرَّرُ الْوُجُوْبُ عَلَى السَّامِعِ بِتَبْدِيْلِ مَجْلِسِهٖ وَقَدِ اتَّحَدَ مَجْلِسُ التَّالِيْ لَا

بِعَكْسِهٖ عَلَى الْأَصَحِّ.

ترجمہ اور مکرر ہو جاتا ہے وجوب سننے والے پر اس کی مجلس بدل جانے سے حالانکہ (اگر چہ) ایک ہی ہو پڑھنے والے کی مجلس نہ کہ اس کے عکس میں صحیح ترین مذہب پر۔

مجلس بدلنے کا حکم

مسئلہ یہ ہے کہ اگر آیت سجدہ سننے والے کی مجلس بدل گئی اور تلاوت کرنے والے کی مجلس نہیں بدلی تو بالاتفاق وجوب سجدہ سامع پر مکرر ہوگا کیوں کہ سامع کے حق میں سجدۂ تلاوت واجب ہونے کا سبب سننا ہے، اور چونکہ مجلس بدلنے کی وجہ سے سننا مکرر ہو گیا ہے، اس لئے وجوب سجدہ بھی مکرر ہوگا، اور اگر تلاوت کرنے والے کی مجلس بدل گئی لیکن سننے والے کی مجلس نہیں بدلی اس طرح کہ سامع اپنی جگہ کھڑا ہو اور پڑھنے والا چلتا پھرتا رہے اور منتقل ہوتا رہے، تو علامہ فخر الاسلام کے قول کے مطابق اس صورت میں بھی سجدہ کا وجوب سامع پر مکرر ہوگا، صاحب نور الایضاح فرماتے ہیں کہ صحیح بات یہ ہے کہ اس صورت میں سامع پر وجوب سجدہ مکرر نہیں ہوگا، کیوں کہ سامع کے حق میں سجدہ واجب ہونے کا سبب سماع ہے اور سامع کی مجلس میں تکرار نہیں ہوا لہٰذا اس پر وجوب سجدہ بھی مکرر نہ ہوگا۔

﴿۸۰۷﴾ وَكُرِهَ أَنْ يَّقْرَأَ سُوْرَةً وَّيَدَعَ اٰيَةَ السَّجْدَةِ لَا عَكْسُهٗ.

یدع فعل مضارع معروف باب (ف) ودعا مصدر ہے چھوڑنا۔

ترجمہ اور مکروہ ہے کہ سورت پڑھے اور چھوڑ دے آیت سجدہ نہ کہ اس کا عکس۔

آیت سجدہ چھوڑ دینا

صاحب نور الایضاح فرماتے ہیں کہ نماز یا غیر نماز میں پوری سورت کو پڑھنا اور آیت سجدہ کو چھوڑ دینا مکروہ تحریمی ہے، وجہ کراہت یہ ہے کہ یہ عمل آیت سجدہ سے اعراض کرنے کے مشابہ ہے، اور قرآن کریم کی کسی آیت سے اعراض کرنا حرام ہے، کیوں کہ یہ تو کفر ہے، پس جب حقیقتاً اعراض کرنا حرام ہے تو جو چیز اس کے مشابہ ہے وہ مکروہ ضرور ہوگی، اور اگر کسی نے آیت سجدہ کی تلاوت کی اور باقی پوری سورت کو چھوڑ دیا تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے، کیوں کہ یہ سجدہ کی طرف پیش قدمی ہے۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح/۲۷۰)

﴿۸۰۸﴾ وَنُدِبَ ضَمُّ اٰيَةٍ اَوْ اَكْثَرَ اِلَيْهَا.

الیھا ضمیر کا مرجع آیت سجدہ ہے۔

ترجمہ اور مستحب ہے ایک یا زیادہ آیتوں کا ملانا اس کی طرف۔

آیت سجدہ کے ساتھ دوسری آیت ملانا

فرماتے ہیں کہ پسندیدہ اور افضل یہ ہے کہ آیت سجدہ سے پہلے ایک یا دو آیتیں پڑھ لے تاکہ یہ وہم نہ ہو کہ آیت سجدہ کو اوروں پر فضیلت ہے، حالانکہ تمام آیتیں کلام اللہ ہونے کے اعتبار سے برابر ہیں اگرچہ بعض آیات کو صفات باری کے ذکر پر مشتمل ہونے کی وجہ سے فضیلت ہے۔ (حوالہ بالا)

﴿۸۰۹﴾ وَنُدِبَ اِخْفَاؤُهَا مِنْ غَيْرِ مُتَأَهِّبٍ لَهَا.

اخفاء باب افعال کا مصدر ہے پوشیدہ رکھنا، چھپانا، یہاں پر مراد آہستہ پڑھنا ہے۔ متأهب اسم فاعل ہے باب تفعل سے تأهب یتأهب تأهبا تیار ہونا۔

ترجمہ اور مستحب ہے اس کا آہستہ پڑھنا ایسے شخص کے سامنے جو تیار نہ ہو سجدہ کے لئے۔

آیت سجدہ آہستہ پڑھنا افضل ہے

اگر کوئی شخص جہرا تلاوت کر رہا ہو اور وہاں ایسے لوگ بھی موجود ہوں جو اپنے کاموں میں مشغولی کی وجہ سے سجدہ کے لئے تیار نہ ہوں تو اس کے لئے بہتر یہ ہے کہ جب آیت سجدہ آئے تو آہستہ پڑھے تاکہ سننے والوں پر سجدہ ہی نہ ہو اور اگر پڑھنے والا تنہا ہو تو اب اسے اختیار ہے، خواہ جہرا پڑھے یا سرا اور اگر وہاں ایسے لوگ موجود ہوں کہ سجدۂ تلاوت ان پر شاق نہ گزرے گا اور ان کو سجدۂ تلاوت سے کوئی چیز مانع بھی نہیں ہے تو پھر زور سے پڑھنا افضل ہے، لأن في هذا حثا لهم على الطاعة (طحطاوی/۲۷۱)

﴿۸۱۰﴾ وَنُدِبَ الْقِيَامُ ثُمَّ السُّجُودُ لَهَا.

ترجمہ اور مستحب ہے کھڑا ہونا پھر سجدہ کرنا اس کے لئے۔

سجدۂ تلاوت کا طریقہ

بہتر یہ ہے کہ سجدہ سے پہلے کھڑے ہو کر سجدہ میں جائے اور سجدہ کے بعد بھی سیدھا کھڑا ہو لیکن یہ لازم نہیں اگر بیٹھے بیٹھے بھی سجدہ کرلے گا تو بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ اسی طرح اس شخص کے لئے جس نے سوار ہونے کی حالت میں آیت سجدہ پڑھی سواری سے اتر کر زمین پر سجدہ کرنا افضل اور بہتر ہے۔ (طحطاوی/۲۷۱)

﴿۸۱۱﴾ وَلَا يَرْفَعُ السَّامِعُ رَأْسَهُ مِنْهَا قَبْلَ تَالِيهَا وَلَا يُؤْمَرُ التَّالِي بِالتَّقَدُّمِ وَلَا

السَّامِعُوْنَ بِالْاِصْطِفَافِ فَيَسْجُدُوْنَ كَيْفَ كَانُوْا.

اصطفاف باب افتعال کا مصدر ہے اس کا معنی صف بستہ ہونا۔

ترجمہ: اور نہ اٹھائے سننے والا اپنے سر کو اس سے آیت سجدہ پڑھنے والے سے پہلے اور نہ حکم دیا جائے آیت سجدہ پڑھنے والے کو آگے بڑھنے کا اور نہ سننے والوں کو صف لگانے کا پس وہ جیسے بھی ہوں سجدہ کرلیں۔

اجتماعاً سجدہ کا طریقہ

صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ اگر کسی شخص نے خارج نماز آیت سجدہ پڑھی اور وہاں ایسے لوگ بھی موجود ہیں جنہوں نے آیت سجدہ سنی اب یہ سب لوگ سجدہ کرنا چاہتے ہیں تو ان کے لئے افضل اور بہتر یہ ہے کہ آیت سجدہ پڑھنے والا اولاً سجدہ میں جائے پھر یہ سب سامعین اس کے بعد جائیں ایسے ہی پہلے تلاوت کرنے والا اپنا سر اٹھائے پھر یہ لوگ سجدہ سے اٹھیں آگے فرماتے ہیں کہ یہ چونکہ حقیقتاً اقتداء نہیں ہے اسی وجہ سے تلاوت کرنے والے کو آگے بڑھنے کا حکم نہیں دیا جائے گا اور نہ سامعین کو صف بندی کا بلکہ آگے پیچھے جیسے بھی ہوں سجدہ کرلیں گے۔

(طحطاوی مع مراقی الفلاح: ۱/۱۷۲)

﴿۸۱۴﴾ وَشُرِطَ لِصِحَّتِهَا شَرَائِطُ الصَّلٰوةِ إِلَّا التَّحْرِيْمَةَ.

ترجمہ: اور شرط لگائی گئی اس کے صحیح ہونے کے لئے نماز کی شرائط کی سوائے تحریمہ کے۔

سجدۂ تلاوت کے شرائط

سجدۂ تلاوت صحیح ہونے کے لئے وہ تمام شرائط ہیں، جو نماز کے صحیح ہونے کے لئے ہیں، مثلاً بدن اور جگہ کی پاکی کپڑے کا پاک ہونا، ستر کا ڈھانکنا، قبلہ کی طرف رخ ہونا، وغیرہ البتہ سجدۂ تلاوت میں الگ سے تکبیر تحریمہ اور متعین آیت سجدہ کی نیت کرنا لازم نہیں ہے، یعنی اگر کسی شخص نے متعدد آیات سجدہ پڑھیں اور وہ تلاوت کے سجدے بیک وقت ادا کرنا چاہتا ہے تو ہر ہر آیت کی تعیین کے ساتھ سجدہ کرنے کی ضرورت نہیں بلکہ بلا تعیین واجب شدہ سجدوں کی گن کر سجدہ کرلینے سے بھی واجب ادا ہو جاتا ہے، (سجدۂ تلاوت میں یہ نیت ضروری ہے کہ آیت سجدہ پڑھنے سے جو سجدہ مجھ پر واجب ہوا ہے وہ ادا کر رہا ہوں) اور ماقبل میں یہ بات آچکی ہے کہ جو شرطیں نماز کے صحیح ہونے کے لئے ہیں وہی تمام شرطیں سجدۂ تلاوت کے صحیح ہونے کے لئے ہیں اسی وجہ سے اگر وقت مکروہ میں کسی شخص پر سجدۂ تلاوت واجب ہوا اور اسی وقت اس نے ادا کرلیا تو ادا ہو جائے گا، لیکن اگر غیر مکروہ وقت میں سجدۂ تلاوت واجب ہوا تھا تو اب مکروہ میں اس کی ادائیگی درست نہ ہوگی۔ (درمختار مع الشامی مصری: ۱/۷۱۸)

نیز سجدۂ تلاوت کے دوران اگر حدث لاحق ہو جائے یا گفتگو کرلے یا قہقہہ لگا دے تو سجدۂ تلاوت فاسد ہو جائے گا، اور اسے سجدہ دوبارہ کرنا ہوگا؛ البتہ قہقہہ کی وجہ سے اس پر وضو لازم نہیں، اور آگے علامہ شامی فرماتے ہیں کہ اگر عورت کی محاذات یا اس کے قریب رہتے ہوئے سجدۂ تلاوت ادا کیا تو بھی وہ درست ہو جائے گا، فاسد نہ ہوگا۔ (حوالہ بالا)

﴿۸۱۳﴾ وَكَيْفِيَّتُهَا اَنْ يَسْجُدَ سَجْدَةً وَاحِدَةً بَيْنَ تَكْبِيْرَتَيْنِ هُمَا سُنَّتَانِ بِلَا رَفْعِ يَدٍ وَلَا تَشَهُّدٍ وَلَا تَسْلِيْمٍ.

ترجمہ اور اس کی ترکیب یہ ہے کہ سجدہ کرے ایک سجدہ دو تکبیروں کے بیچ میں وہ دونوں سنت ہیں بغیر ہاتھ اٹھائے اور بغیر التحیات پڑھے اور بغیر سلام پھیرے۔

سجدۂ تلاوت کے افعال

سجدۂ تلاوت کا اصل رکن سجدہ یا اس کے قائم مقام مثلاً نمازی کا سجدۂ تلاوت کی جگہ رکوع کرنا یا مریض اور مسافر کا اشارہ کرنا ہے، اور سجدہ سے پہلے اور بعد میں دو تکبیریں کہنا مسنون ہے، یعنی سجدہ کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ طہارت کی حالت میں قبلہ رو ہو کر اللہ اکبر کہہ کر سجدہ میں جائے اور تین دفعہ سبحان ربی الاعلیٰ پڑھ کر اللہ اکبر کہہ کر کھڑا ہو جائے، اور سجدۂ تلاوت بیٹھ کر اور کھڑے ہو کر دونوں طرح جائز ہے، لیکن کھڑے ہو کر زیادہ افضل ہے، اور سجدۂ تلاوت میں تکبیر کہتے ہوئے ہاتھ نہیں اٹھائے جائیں گے اور نہ ہی سجدہ کے بعد بیٹھ کر تشہد پڑھا جائے گا، اور نہ ہی سلام پھیرا جائیگا۔
(درمختار زکریا: ۵۸۰/۲)

اختیاری مطالعہ

سجدۂ تلاوت میں کیا ذکر کرے

اگر کوئی شخص فرض نماز میں سجدۂ تلاوت کرے تو سجدہ کی تسبیح سبحان ربی الاعلیٰ پڑھے، اور نفل نماز میں یا جماعت سے باہر سجدہ کرے تو تسبیح کے ساتھ دیگر دعائیں بھی پڑھ سکتا ہے، اور اگر کوئی شخص سجدۂ تلاوت میں کچھ بھی نہ پڑھے خاموش رہے تو بھی سجدہ صحیح ہے۔ (تحفۃ الالمعی: ۳۲۷/۲، شامی: ۱۹/۱ے)

﴿۸۱۴﴾ سَجْدَةُ الشُّكْرِ مَكْرُوْهَةٌ عِنْدَ الْاِمَامِ لَا يُثَابُ عَلَيْهَا وَتَرْكُهَا وَقَالَا هِيَ قُرْبَةٌ يُثَابُ عَلَيْهَا وَهَيْئَتُهَا مِثْلُ سَجْدَةِ التِّلَاوَةِ.

لا یثاب فعل مضارع منفی مجہول باب افعال اثابۃ مصدر ہے بدلہ یا انعام دینا، اچھے کاموں کے بدلہ کو ثواب کہتے

ہیں۔ قُربَةً نیک اعمال جن سے خدا کی خوشنودی اور قربت حاصل ہو، کار ثواب نیکی کا، جمع قُرَب و قُرُبات۔ هيئة طریقہ جمع هيئات۔

ترجمہ سجدۂ شکر مکروہ ہے امام صاحب کے نزدیک اس کے کرنے پر ثواب نہیں ملتا، اور اس کو چھوڑ دینا، اور فرمایا صاحبین نے کہ وہ عبادت ہے اس پر ثواب دیا جاتا ہے، اور اس کا طریقہ سجدۂ تلاوت کے مانند ہے۔

سجدۂ شکر کا بیان

سجدۂ شکر کا مطلب یہ ہے کہ جب کوئی نعمت الٰہی ظاہرا حاصل ہو یا اللہ تعالیٰ مال و دولت، اولاد عطا فرمائے تو اس وقت اس کی خوشی میں مستحب اور افضل یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ کے لئے قبلہ رخ ہو کر سجدہ کرے اور سجدہ میں اللہ کی حمد و ثنا کرے تسبیح پڑھے اس کے بعد اللہ اکبر کہہ کر سجدہ سے سر اٹھائے اور اب سجدہ کے بعد بیٹھ کر تشہد پڑھا جائے گا، اور نہ سلام پھیرا جائے گا، علامہ شامی نے محیط کے حوالے سے لکھا ہے کہ امام صاحب فرماتے ہیں کہ میں سجدۂ شکر واجب نہیں سمجھتا اس لئے کہ اگر واجب ہو جائے تو ہر لمحہ بندوں پر اللہ تعالیٰ کی نعمتیں بارش کی طرح ہوتی رہتی ہیں، تو پھر ان کے شکر میں ہر وقت سجدۂ شکر لازم ہوگا، اور اس میں تکلیف مالایطاق ہے، صاحبین فرماتے ہیں کہ یہ ایک طرح کی عبادت ہے، اس کے کرنے والے کو ثواب ملے گا، گویا کہ صاحبین کے نزدیک سجدۂ شکر مستحب اور افضل ہے، علامہ شامی اخیر بحث میں فرماتے ہیں کہ امام اور صاحبین کا اختلاف سنیت میں ہے، جواز اور مشروع ہونے میں کوئی اختلاف نہیں ہے، والمعتمد ان الخلاف في سنيتها لا في الجواز (شامی ج ۱ / ۷۳۱) خلاصہ کلام یہ ہے کہ سجدۂ شکر ایسی جگہ نہیں کرنا چاہئے جہاں لوگ دیکھ رہے ہوں کہ ... جب اسے سمجھیں گے تنہائی میں کرنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

فَائِدَةٌ مُهِمَّةٌ لِدَفْعِ كُلِّ مُهِمَّةٍ

مہتم بالشان اور عظیم الشان فائدہ ہر ایک مشکل دور کرنے کے لئے

﴿۸۱۵﴾ قَالَ الْإِمَامُ النَّسَفِيُّ فِي الْكَافِي مَنْ قَرَأَ آيَ السَّجْدَةِ كُلَّهَا فِي مَجْلِسٍ وَاحِدٍ وَسَجَدَ لِكُلٍّ مِنْهَا كَفَاهُ اللّٰهُ مَا أَهَمَّهُ۔

آيَ قرآن پاک کا ایک جملہ یا چند جملے جن کے آخر میں وقف ہوتا ہے واحد آيةٌ۔ أَهَمَّ فعل ماضی معروف باب افعال سے مغموم و بے چین کرنا، باعث تشویش ہونا۔

 فرمایا امام نسفی نے کافی میں جو شخص پڑھے سجدوں کی تمام آیتیں ایک ہی مجلس میں اور سجدہ کرتا رہے

ان میں سے ہر ایک کے لئے تو کفایت کرے گا اللہ اس کے معاملہ میں جو اس کو پریشان کئے ہوئے ہیں۔

پریشانیوں کے دفعیہ کے لئے ایک مجرب عمل

بعض فقہاء نے لکھا ہے کہ جو شخص چودہ آیات سجدہ کو ایک مجلس میں ایک ہی بیٹھک میں علی الترتیب پڑھے اور ہر ایک کے ساتھ ساتھ سجدہ بھی کرے اور پھر اس کے بعد دعا کرے تو انشاء اللہ ضرور قبول ہوگی، اور اگر مصیبت زدہ ہے تو اس کی مصیبت اور پریشانی بہت جلدی دور ہو جائے گی، یہ اکابر فقہاء اور ائمہ مجتہدین کا مجرب عمل ہے سب آیات اکٹھی پڑھ کر بعد میں سب کے سجدے ایک ساتھ بھی کرسکتا ہے، لیکن زیادہ بہتر یہ ہے کہ ایک آیت سجدہ پڑھ کر سجدہ کرے پھر دوسری آیت سجدہ پڑھ کر سجدہ کرے اسی طرح چودہ آیات سجدہ پر الگ الگ سجدے کرے اور اخیر میں دعا مانگے، (مراقی الفلاح مع الطحطاوی/۲۷۰) اور اگر یہ عمل معظم اور مقبول راتوں میں کیا جائے، مثلاً رمضان المبارک کی راتوں اور شب قدر اور شب برات اور عیدین کی راتوں میں کیا جائے تو زیادہ قبولیت کی امید ہے۔

بَابُ الْجُمُعَةِ (جمعہ کا بیان)

اسلام میں جمعہ کے دن کی اہمیت

اسلامی شریعت میں جمعہ کے دن کو بڑی فضیلت حاصل ہے، آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد ہے کہ سورج جن دنوں پر طلوع ہوتا ہے، ان میں سب سے بہتر اور افضل دن جمعہ کا دن ہے، اسی دن حضرت آدم کی پیدائش ہوئی اسی دن انھیں جنت میں بھیجا گیا، اسی دن وہ جنت سے باہر تشریف لائے، اور قیامت بھی اسی دن قائم ہوگی۔ (مشکوۃ شریف:۱/۱۱۹)

جمعہ کی ایک اہم خصوصیت

جمعہ کے دن اللہ تعالیٰ نے ایسی ساعت امت محمدیہ کو عطا فرمائی ہے کہ اس ساعت میں اللہ تعالیٰ سے جو بھی دعا مانگی جائے گی یقیناً پوری ہوگی۔ (حوالۂ بالا)

قبولیت کی گھڑی کون سی ہے

جمعہ کے دن قبولیت کی گھڑی کو اللہ تعالیٰ نے مخفی رکھا ہے، تا کہ لوگ زیادہ سے زیادہ وقت عبادت وطاعت اور دعا میں صرف کریں، اس وقت کی تعیین نہ کرنے کی حکمت یہ بیان کی جاتی ہے کہ اگر لوگوں کو معلوم ہو جائے تو صرف اسی گھڑی کو عبادت اور اطاعت کے لئے متعین کرلیں گے اور دیگر اوقات وایام میں چھٹی کر دیں گے، علاوہ ازیں وہ قبولیت کا

وقت قیمتی ہیرا ہے، اور قیمتی ہیرا دکھایا نہیں جاتا اس کو تلاش کرنا پڑتا ہے، ترمذی شریف کی روایت میں عصر و مغرب کے درمیان کا حصہ بتلایا ہے، (ترمذی: ۱/ 15) اور مسلم شریف کی روایت میں امام کے ممبر پر چڑھنے سے لیکر نماز ختم ہونے تک کے درمیان ہے۔ (مشکوۃ: ۱/ ۱۱۹) مگر اس وقت جو بھی دعا ہو وہ دل دل میں ہونی چاہئے کیوں کہ دوران خطبہ زبان سے دعا وغیرہ کرنے کی اجازت نہیں ہے۔

جمعہ کے دن اجر و ثواب کی کثرت

جمعہ کے دن غسل کرنے خوشبو لگانے اور اچھی طرح نظافت حاصل کرنے کے بعد نماز جمعہ میں باادب شرکت کرنے پر عظیم الشان اجر و ثواب کا اعلان کیا گیا ہے، مثال کے طور پر ایک حدیث ذکر کر رہا ہوں، حضرت سلمان فارسی کی روایت ہے کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا جو شخص بھی جمعہ کے دن غسل کرے اور ہر ممکن طور پر پاکی حاصل کرے اور تیل لگائے اور اپنے گھر والوں کی خوشبو استعمال کرے اس کے بعد جمعہ کے لئے گھر سے نکلے اور دو بیٹھنے والوں کے درمیان تفریق نہ کرے، یعنی زبردستی نہ گھسے پھر جو مقدر ہو نماز پڑھے اور جب امام خطبہ دے تو خاموش رہے تو یقیناً اس کے اگلے جمعہ تک کے سارے (صغیرہ) گناہ بخش دیئے جائیں گے۔ (رواہ البخاری مشکوۃ: ۱/ ۱۲۲)

جمعہ کے دن مسجد میں پہلے پہنچنے کی کوشش کی جائے

جمعہ کے دن فضیلت حاصل کرنے کی غرض سے صبح ہی سے جمعہ کی تیاری شروع ہو جانی چاہئے، اور مسجد میں جلد از جلد پہنچنے کی کوشش کرنی چاہئے، جو شخص جتنا پہلے مسجد میں حاضر ہوگا اتنا ہی زیادہ ثواب اور اجر عظیم کا مستحق ہوگا۔

نماز جمعہ چھوڑنے کی نحوست

جو شخص مذکورہ بالا فضائل اور خصوصیات کے باوجود نماز جمعہ چھوڑ دے اور سستی و غفلت کی وجہ سے جمعہ کی نماز نہ پڑھنے کا معمول بنا لے اس سے بڑا بدنصیب اور محروم شخص اور کوئی نہیں ہو سکتا، ایسا شخص منافقوں کے طریقہ پر چلنے والا ہے، اور اس کوتاہی کی نحوست سے اس کے دل پر غفلت کی مہر لگا دی جاتی ہے، پھر شاید آئندہ اسے جمعہ پڑھنے کی توفیق نہ ہو، ایک روایت میں ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ جو لوگ بلا عذر جمعہ میں شرکت سے پیچھے رہ جاتے ہیں ان کے بارے میں میرا دل یہ چاہتا ہے کہ کسی اور شخص کو جمعہ پڑھانے کا حکم دوں، پھر جو لوگ جمعہ سے رہ گئے ہیں ان کو ان کے گھر سمیت آگ لگا دوں۔ (مشکوۃ شریف: ۱/ ۱۲۱، مستفاد کتاب المسائل: ۱/ ۲۱۵ تا ۲۲۰)

اس بنا پر ہم سب کو چاہئے کہ ہم اس عظیم الشان نعمت خداوندی کی قدر کریں اور جمعہ کے مبارک وقت کو ہر اعتبار سے وصول کرنے کی کوشش کریں، اللہ تعالیٰ ہمیں عمل کی توفیق عطا فرمائے آمین یا رب العالمین۔

﴿۸۱۶﴾ صَلوٰةُ الْجُمُعَةِ فَرْضُ عَيْنٍ عَلٰى مَنِ اجْتَمَعَ فِيْهِ سَبْعَةُ شَرَائِطَ الذُّكُوْرَةُ وَالْحُرِّيَّةُ وَالْاِقَامَةُ فِيْ مِصْرٍ اَوْ فِيْمَا هُوَ دَاخِلٌ فِيْ حَدِّ الْاِقَامَةِ فِيْهَا فِي الْاَصَحِّ وَالصِّحَّةُ وَالْاَمْنُ مِنْ ظَالِمٍ وَسَلَامَةُ الْعَيْنَيْنِ وَسَلَامَةُ الرِّجْلَيْنِ.

ترجمہ جمعہ کی نماز فرض عین ہے، ہر اس شخص پر کہ جس میں جمع ہو جائیں سات شرطیں مذکر ہونا آزادی اور ٹھہرنا شہر میں یا اس مقام میں جو داخل ہے شہر میں ٹھہرنے کی حد (حکم) میں (یعنی ایسے مقام میں ٹھہرنا جہاں ٹھہرنے کو شہر میں ٹھہرنا سمجھا جاتا ہے) صحیح ترین مذہب کی رو سے اور تندرستی اور بے خوف ہونا ظالم سے اور دونوں آنکھوں کا سلامت ہونا اور دونوں پیروں کا سلامت ہونا۔

جمعہ کس پر فرض ہے

جمعہ کی فرضیت اس شخص پر ہے جس میں درج ذیل ۹/شرائط پائی جائیں: (۱) مرد ہونا (عورتوں پر جمعہ فرض نہیں) (۲) آزاد ہونا (غلام پر جمعہ فرض نہیں) (۳) بڑی آبادی میں مقیم ہونا (گاؤں دیہات میں رہنے والوں پر جمعہ فرض نہیں) (۴) تندرست ہونا (مریض شخص پر جمعہ فرض نہیں) (۵) قید اور خوف کا نہ ہونا (قیدی اور گرفتاری کے خوف سے چھپنے والے پر جمعہ فرض نہیں) (۶) بینا ہونا (نابینا پر جمعہ فرض نہیں) (۷) چلنے پر قادر ہونا (اپاہج پر جمعہ فرض نہیں) (۸) عاقل بالغ ہونا (بچہ اور پاگل پر جمعہ فرض نہیں) (۹) سخت بارش اور کیچڑ نہ ہونا (سخت بارش وغیرہ کی وجہ سے ترک جمعہ کی رخصت ہو جاتی ہے) تاہم مذکورہ اعذار کے باوجود اگر کوئی شخص جمعہ ادا کرے مثلاً دیہات کا رہنے والا شہر جا کر جمعہ پڑھ لے یا مریض اور اپاہج کسی کے سہارے سے مسجد چلا جائے تو اس کا جمعہ فرض وقت کے طور ادا ہو جائے گا۔ (کتاب المسائل: ۴۲۱)

او فيما هو داخل في حد الاقامة فيها: اس عبارت میں فناء شہر کی تعریف اور اس کے حکم کو بیان ہے، فناء شہر کا اطلاق آبادی کے ارد گرد ان جگہوں پر ہوتا ہے جن سے شہر کی ضروریات وابستہ ہوتی ہیں، مثلاً صنعتی کارخانے، ملحق ایئرپورٹ، ریلوے اسٹیشن وغیرہ اور فناء شہر کا رقبہ شہر کے بڑے چھوٹے ہونے کی اعتبار سے مختلف ہو سکتا ہے۔

فناء شہر کا حکم

بڑی آبادی سے ملحق علاقوں (جنہیں اصطلاح میں فناء شہر کہا جاتا ہے) میں جمعہ کا قیام درست ہے، اور اس کے لئے آبادی کا اتصال ضروری نہیں ہے۔

﴿۸۱۷﴾ وَيُشْتَرَطُ لِصِحَّتِهَا سِتَّةُ اَشْيَاءَ الْمِصْرُ اَوْ فِنَاؤُهُ وَالسُّلْطَانُ اَوْ نَائِبُهٗ.

السلطان حکمران، بادشاہ، جمع سلاطین۔ نائب قائم مقام، نمائندہ، جمع نوّاب۔

ترجمہ اور شرط لگائی گئی یا پیا جمعہ کی نماز کے صحیح ہونے کے لئے چھ چیزوں کی، شہر یا فنا شہر اور بادشاہ یا اس کا نائب۔

صحت جمعہ کے شرائط

کسی جگہ جمعہ کے صحیح ہونے کے لئے سات شرطوں کا پایا جانا ضروری ہے، اس عبارت میں دو شرطوں کا بیان ہے:
(۱) شہر یا فنا شہر ہو، (۲) حاکم یا اس کا قائم مقام ہونا، یعنی جس علاقہ میں اسلامی حکومت قائم ہو تو وہاں کے شہروں میں جمعہ صحیح ہونے کے لئے حکومت کی طرف سے صراحۃً یا دلالۃً اجازت شرط ہے، اس کی اجازت کے بغیر جمعہ کا قیام درست نہ ہوگا، اور ہندوستان جیسے ملک جہاں اسلامی حکومت قائم نہیں اور اقتدار پر کفار قابض ہیں وہاں جمعہ کے قیام کا انتظام خود مسلمانوں کے سپرد ہے، مسلمان مل کر جسے امام جمعہ بنادیں اس کی اقتداء میں جمعہ پڑھنا درست ہے۔
(کتاب المسائل ص ۴۲۴-۴۲۵)

﴿۸۱۸﴾ وَوَقْتُ الظُّهْرِ فَلَا تَصِحُّ قَبْلَهُ وَتَبْطُلُ بِخُرُوْجِهِ .

ترجمہ اور ظہر کا وقت ہونا چنانچہ صحیح نہیں ہے اس سے پہلے اور باطل ہو جائے گا اس کے نکل جانے سے۔

جمعہ کے وقت کا بیان

تمام ائمہ متفق ہیں کہ ظہر کی طرح جمعہ کا وقت بھی زوال کے بعد شروع ہوتا ہے البتہ امام احمدؒ فرماتے ہیں زوال سے پہلے بھی جس وقت عیدین پڑھی جاتی ہیں یعنی دس گیارہ بجے جمعہ پڑھ لیا جائے تو جائز ہے لیکن افضل زوال کے بعد جمعہ پڑھنا ہے باقی سب ائمہ کے نزدیک زوال کے بعد ہی جمعہ پڑھنا صحیح ہے اگر زوال سے پہلے جمعہ پڑھ لیا گیا تو اس کا اعادہ ضروری ہے۔ (تحفۃ الالمعی ج: ۲ ص: ۳۲۷، مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۲۷۷)

جمعہ میں ہر زمانہ میں تعجیل افضل ہے

زوال کے بعد جمعہ کی نماز جلد از جلد پڑھنی افضل ہے خواہ سردی کا زمانہ ہو یا گرمی کا کیونکہ نبی ﷺ گرمیوں میں بھی اور سردیوں میں بھی زوال کے بعد فوراً جمعہ پڑھتے تھے، اسی سے معلوم ہو گیا کہ بعض جگہ بہت تاخیر سے جو جمعہ کا وقت مقرر ہوتا ہے یہ غلط طریقہ ہے حضور ﷺ کی سنت مستمرہ کی خلاف ورزی ہے اس کو بدلنا ضروری ہے، اللہ تعالیٰ اصلاح کی توفیق عطا فرمائے آمین۔ (تحفۃ الالمعی ۲/۳۲۷، کتاب المسائل ص: ۴۲۶)
آگے صاحب نور الایضاح فرماتے ہیں کہ اگر جمعہ پڑھنے کے دوران وقت نکل گیا اور عصر کا وقت داخل ہو گیا تو

فرض نماز باقی نہ رہے گی بلکہ دوبارہ پڑھنی ہوگی۔

﴿۸۱۹﴾ وَالْخُطْبَةُ قَبْلَهَا بِقَصْدِهَا فِي وَقْتِهَا وَحُضُوْرُ أَحَدٍ لِسَمَاعِهَا مِمَّنْ تَنْعَقِدُ بِهِمُ الْجُمُعَةُ وَلَوْ وَاحِدًا فِي الصَّحِيْحِ.

ترجمہ: اور خطبہ پڑھنا اس سے پہلے اس کے ارادہ سے (جمعہ کے خطبہ کے ارادے سے) اس کے وقت میں اور کسی شخص کا حاضر ہونا اس کے سننے کے لئے ان میں سے جن سے جمعہ منعقد ہوتا ہے اگرچہ ایک ہی ہو صحیح مذہب کی بناء پر۔

خطبہ کا حکم

صحت جمعہ کے شرائط میں سے چوتھی شرط خطبہ پڑھنا ہے اور پانچویں شرط خطبہ کا جمعہ سے پہلے ہونا اور اتنے لوگوں کے سامنے خطبہ پڑھنا جن سے جمعہ قائم ہو سکے اور جمعہ کی نماز میں نماز جمعہ سے قبل خطبہ دینا شرط ہے اس کے بغیر نماز جمعہ درست نہ ہوگی صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ خطبہ کے ارادے سے خطبہ پڑھا جائے حتیٰ کہ اگر خطیب کو چھینک آئی اور اس نے الحمد للہ کہا تو یہ خطبہ کے قائم مقام نہ ہوگا ایسے ہی اگر خطبہ کی نیت نہ ہو تو محض الفاظ ادا کرنے سے خطبہ معتبر نہ ہوگا اور جمعہ میں خطبہ دینا شرط ہے اس کا سننا شرط نہیں اگر مسجد میں سب مقتدی بہرے ہوں یا سب سوۓ ہوں اور کسی نے بھی خطبہ نہ سنا ہو تو بھی نماز صحیح ہے۔ (مراقی الفلاح: ۲۷۷)

﴿۸۲۰﴾ وَالْإِذْنُ الْعَامُّ.

ترجمہ: اور عام اجازت کا ہونا۔

اذنِ عام کی شرط

اس عبارت میں صحت جمعہ کی چھٹی شرط کو بیان کر رہے ہیں اور وہ یہ ہے کہ جمعہ میں شرکت کی عام اجازت ہو لہٰذا جس جگہ عام اجازت ہوگی وہاں نماز جمعہ صحیح ہوگی ورنہ نہیں، اسی وجہ سے بعض جیلوں میں جو باقاعدہ مسجدیں بنی ہوئی ہیں اور وہاں ہزاروں قیدی مقیم رہتے ہیں اور حکومت کی طرف سے جمعہ قائم کرنے میں کوئی رکاوٹ نہیں ہے تو وہاں جمعہ پڑھنا درست ہے، ایسے ہی کسی شہر کا ائرپورٹ اگر فناء شہر میں داخل ہے تو وہاں جمعہ کا قیام درست ہے اور جمعہ کی جماعت ائرپورٹ کے اندر بھی ادا کی جا سکتی ہے اگرچہ وہاں باہر کے لوگوں کو آنے کی اجازت نہ ہو کیونکہ وہاں باہر والوں پر روک ٹوک حفاظت کی غرض سے ہے، نہ کہ محض نماز کے لئے کوئی رکاوٹ نہیں ہے اور پانی کا جہاز کسی شہر کے ساحل سے لگا ہوا کھڑا ہو یا ائرپورٹ پر ہوائی جہاز کھڑا ہو تو اس کے مسافروں کے لئے جہاز کے اندر جمعہ کی نماز پڑھنا جائز نہیں ہے اس لئے کہ یہاں اذن عام کی شرط مفقود ہے۔ (درمختار مع الشامی ۱/۲۱ ۔ ۲۳۰ ۔ ۲۷ کتاب المسائل: ۴۲۵)

﴿۸۲۱﴾ وَالْجَمَاعَةُ وَهُمْ ثَلَاثَةُ رِجَالٍ غَيْرِ الْإِمَامِ وَلَوْ كَانُوا عَبِيْدًا أَوْ مُسَافِرِيْنَ أَوْ مَرْضٰى.

عبید اس کا واحد عَبْدٌ ہے، غلام مملوک۔ مَرْضٰی جمع ہے مریض کی بیمار۔

ترجمہ اور جماعت اور وہ تین مردوں کا ہونا ہے امام کے علاوہ اگر چہ غلام یا مسافر یا مریض ہوں۔

جمعہ کی جماعت کے لئے کم از کم تین مقتدیوں کا ہونا شرط ہے

جمعہ کے قیام کے لئے ضروری ہے کہ امام کے علاوہ کم از کم تین مقتدی خطبہ و جماعت میں شامل ہوں خواہ وہ غلام یا مسافر یا بیمار ہی کیوں نہ ہوں۔ وفي الشامي هذا عند ابي حنيفة ورجح الشارحون دليله واختاره المحبوبي والنسفي كذا في تصحيح الشيخ قاسم . (شامی کراچی: ۲/۱۶۵)

﴿۸۲۲﴾ وَالشَّرْطُ بَقَاؤُهُمْ مَعَ الْإِمَامِ حَتّٰى يَسْجُدَ فَإِنْ نَفَرُوْا بَعْدَ سُجُوْدِهٖ أَتَمَّهَا وَحْدَهٗ جُمُعَةً وَإِنْ نَفَرُوْا قَبْلَ سُجُوْدِهٖ بَطَلَتْ .

نفروا فعل ماضی معروف جمع مذکر غائب باب (ن) نَفْرًا وَنُفُوْرًا بھاگنا، دور ہونا۔ سجوده ضمیر کا مرجع امام ہے۔ اتمها ضمیر کا مرجع جمعہ ہے۔

ترجمہ اور شرط ان کا باقی رہنا امام کے ساتھ سجدہ کرنے تک چنانچہ اگر بھاگ جائیں اس کے سجدہ کے بعد تو مکمل کرے اس کو تنہا ہی نماز جمعہ کی حیثیت سے اور اگر بھاگ جائیں اس کے سجدہ کرنے سے پہلے تو باطل ہو جائے گی۔

تشریح مسئلہ یہ ہے کہ اگر نماز جمعہ شروع کرنے سے پہلے لوگ امام کو تنہا چھوڑ کر فرار ہو گئے تو بالاتفاق امام ظہر کی نماز پڑھے جمعہ کی نماز پڑھنے کی اجازت نہ ہوگی اور اگر نماز جمعہ شروع کرنے کے بعد امام کے رکوع اور سجدہ کرنے سے پہلے لوگ امام کو چھوڑ کر چلے گئے تو حضرت امام صاحب کے نزدیک امام اس صورت میں بھی از سر نو ظہر پڑھے اور صاحبین کے نزدیک امام جمعہ پر بناء کرے یعنی جمعہ ہی کی نماز پڑھے اور اگر امام کے رکوع اور ایک سجدہ کرنے کے بعد لوگ امام کو چھوڑ کر بھاگ گئے تو پھر امام صاحب اور صاحبین کے نزدیک جمعہ پر بناء کرے یعنی جمعہ کی نماز پوری کرے۔
(مستفاد اشرف الہدایہ ۲/ ۳۰۲ مراقی الفلاح: ۲۷۹)

﴿۸۲۳﴾ وَلَا تَصِحُّ بِامْرَأَةٍ أَوْ صَبِيٍّ مَعَ رَجُلَيْنِ.

ترجمہ اور صحیح نہیں ہوتی ایک عورت یا بچے سے دو مردوں کے ساتھ۔

تشریح صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ جمعہ کی نماز کے صحیح ہونے کے لئے تین بالغ مردوں کا ہونا ضروری

ہے، اس وجہ سے دو بالغ مرد اور ایک عورت کی موجودگی میں یا ایک بچہ کی موجودگی میں جمعہ صحیح نہ ہوگا۔

﴿۸۲۴﴾ وَجَازَ لِلْعَبْدِ وَالْمَرِيْضِ اَنْ يَّؤُمَّ فِيْهَا .

يَؤُمَّ فعل مضارع معروف باب (ن) اَمَّ اَمًّا امامت کرنا، امام بننا۔ فِيْهَا ضمیر کا مرجع جمعة ہے۔

ترجمہ اور جائز ہے غلام اور بیمار کیلئے کہ امامت کرے جمعہ میں۔

تشریح مسئلہ یہ ہے کہ مسافر بیمار اور غلام پر اگرچہ جمعہ فرض نہیں ہے لیکن ان کو جمعہ میں امام بننا جائز ہے۔

﴿۸۲۵﴾ وَالْمِصْرُ كُلُّ مَوْضِعٍ لَهٗ مُفْتٍ وَاَمِيْرٌ وَقَاضٍ يُنَفِّذُ الْاَحْكَامَ وَيُقِيْمُ الْحُدُوْدَ وَبَلَغَتْ اَبْنِيَتُهٗ مِنٰى فِيْ ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ .

مُفْتٍ اسم فاعل ہے باب افعال سے اَفْتٰى يُفْتِىْ اِفْتَاءً فتویٰ دینا۔ مفتی وہ شخص ہے جو مسائل کا جواب دے سکے، ماہر علم فقہ۔ تعلیل مفتٍ اصل میں مُفْتِىٌ تھا، یا متحرک ما قبل مکسور ہے اور یا پر ضمہ دشوار ہے اس وجہ سے یا ساکن ہوگئی پھر اجتماع ساکنین کی وجہ سے یا گرگئی مُفْتٍ ہوگیا، یہی تعلیل قاضٍ میں بھی ہوگی۔ منیٰ کو منیٰ کہنے کی بہت سی وجوہات منقول ہیں لیکن ان میں سب سے مشہور بات یہ ہے کہ یہاں چونکہ ہدی کے جانور ذبح کئے جاتے تھے اور ان کا خون بہایا جاتا تھا اس لئے اس مقام کا نام منیٰ پڑ گیا کیونکہ عربی زبان میں امنٰی اور منّٰی کا لفظ کسی چیز کے بہانے کے معنی میں آتا ہے لیکن آج کل جانوروں کو ذبح کرنے کی جگہیں المعیصم میں منتقل کر دی گئی ہیں جو منیٰ سے شمالی جانب واقع ہے اب منیٰ کی حدود میں کوئی مذبح (سلاٹر ہاؤس) نہیں رہا اور منیٰ کی شرعی حدود کی نشانی کے طور پر حکومت نے بڑے بڑے نیلے بورڈ لگا رکھے ہیں ان سے باسانی منیٰ کی حدود کا اندازہ لگایا جا سکتا ہے۔

ترجمہ اور مصر ہر ایسا مقام ہے جس کے لئے کوئی مفتی، امیر اور ایسا قاضی ہو جو احکام نافذ کرے اور حدود قائم کرے اور پہنچ گئی ہوں اس کی عمارتیں منیٰ (مقام منیٰ کی عمارتوں کی مقدار) کو ظاہر روایت میں۔

جمعہ کتنی بڑی آبادی میں جائز ہے؟

صحت جمعہ کے لئے بڑی آبادی ہونا شرط ہے اور اس کی تعیین میں فقہاء کی عبارات مختلف ہیں، سب کا خلاصہ یہ ہے کہ وہاں روز مرہ کی ضروریات کے لئے دکانیں وغیرہ موجود ہوں اور حکومت کا ایسا انتظام بھی ہو جس سے مظلوم مدد حاصل کر سکتا ہو مثلاً پولیس چوکی یا گرام پنچایت اور عام طور پر ہمارے ملک میں تین ہزار کی آبادی پر یہ سہولتیں مہیا ہو جاتی ہیں لہٰذا اتنی بڑی آبادی میں جمعہ قائم کرنا درست ہوگا اور اس سے کم آبادی پر جمعہ فرض نہ ہوگا ان کو ظہر کی نماز پڑھنی ضروری ہوگی وہ لوگ اگر ظہر چھوڑ کر جمعہ پڑھیں گے تو ان پر ظہر کا فریضہ باقی رہ جائے گا۔ (کتاب المسائل ص: ۴۴۴)

اور اگر کوئی جگہ پکی روڈ اور چوراہے پر واقع ہونے کی وجہ سے اس میں بازار شفاخانہ ڈاکخانہ سب کچھ موجود ہیں تو

وہاں جمعہ کی نماز صحیح اور درست ہے اگر چہ وہاں کے باشندے تین ہزار سے کم کیوں نہ ہوں۔ (فتاوی دار العلوم ۵/۴۳)
اور شہر و قصبات سے دور دراز جنگل بیابان میں جمعہ قائم کرنا جائز نہیں ہے اس لئے کہ وہاں صحت جمعہ کی شرط نہیں پائی جاتی
اور شہر کے اطراف میں واقع کارخانہ میں نماز جمعہ قائم کرنا درست ہے جبکہ وہاں جمعہ قائم کرنے میں کوئی رکاوٹ نہ ہو اور
ایسا گاؤں جو شہر سے چند کلومیٹر پر واقع ہو اور اس کی آبادی شہر سے متصل نہ ہو تو وہاں جمعہ درست نہیں اگر چہ وہاں شہر کی
اذان کی آواز سنائی دیتی ہے اور جمعہ کے صحیح ہونے کے لئے جامع مسجد یا کسی بڑی مسجد ہی کا ہونا ضروری نہیں بلکہ بڑی
آبادی کے کسی میدان میں بھی جمعہ کی نماز پڑھنی درست ہے۔ (کتاب المسائل: ص: ۴۲۳، کبیری: ۵۱۱)

﴿۸۲۶﴾ وَاِذَا كَانَ الْقَاضِيْ اَوِ الْاَمِيْرُ مُفْتِيًا اَغْنٰى عَنِ التَّعْدَادِ.

اَغْنٰى فعل ماضی معروف باب افعال سے اِغْنَاءٌ مصدر ہے جب صلہ میں عن آئے تو معنی ہوں گے بے نیاز کرنا، کفایت کرنا۔

ترجمہ اور جب قاضی یا امیر ہی مفتی ہو تو بے نیاز کر دے گا تعداد سے۔

تشریح اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ جب قاضی عالم ہو اس کے اندر فتوی دینے کی صلاحیت ہو تو پھر الگ سے ایک مفتی کی ضرورت نہیں ہے ایسے ہی اگر امیر عالم ہو فتوی دے سکتا ہو تو امیر بھی مفتی کا کام انجام دے سکتا ہے کسی دوسرے مفتی کی کوئی ضرورت نہ ہوگی۔ پہلی کی عبارت سے چونکہ اس کا وہم ہوتا تھا کہ تین آدمیوں کی ضرورت ہے اس وجہ سے صاحب کتاب نے فرمایا کہ مذکورہ بالا صورت میں اس متعینہ تعداد کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ (مراقی الفلاح: ۲۷۹)

﴿۸۲۷﴾ وَجَازَتِ الْجُمُعَةُ بِمِنٰى فِى الْمَوْسِمِ لِلْخَلِيْفَةِ اَوْ اَمِيْرِ الْحِجَازِ.

ترجمہ اور جائز ہے جمعہ منی میں موسم حج کے اندر خلیفہ یا امیر حجاز کے لئے۔

منٰی میں جمعہ کا قیام

مسئلہ یہ ہے کہ شیخینؒ کے نزدیک ایام حج میں منی کے اندر جمعہ کی نماز ادا کرنا جائز ہے مگر اس شرط کے ساتھ کہ امیر حج وہ شخص ہو جو صوبہ حجاز کا حاکم ہے، صرف حج کرانے کے لئے امیر نہ بنایا گیا ہو یا خلیفۃ المسلمین بذات خود حج کے ارادے سے سفر کر کے یہاں موجود ہو خلیفہ کے ساتھ مسافر ہونے کی قید اس لئے لگائی ہے کہ خلیفہ اگر منی میں مقیم ہو تو بدرجہ اولی جمعہ کی نماز پڑھنا جائز ہوگا اور صاحب کتاب نے منی کے اندر جواز جمعہ کے لئے امیر حجاز یا خلیفہ ہونے کی قید اس لئے لگائی ہے کہ جمعہ قائم کرنے کی ولایت انہیں دونوں کو ہے اور رہا وہ امیر جس کو امیر موسم کہتے ہیں وہ تو حج کے امور کا متولی ہوتا ہے نہ کہ اس کے علاوہ کا اس لئے اس کو ولایت جمعہ حاصل نہیں ہے۔

تنبیہ: اس عبارت میں منی کے اندر جمعہ کے صحیح ہونے کو موسم حج کے ایام کے ساتھ مقید کیا گیا ہے یہ قید کہ زمانہ

کے اعتبار سے ہے جبکہ منیٰ کی آبادی صدیوں تک مکہ مکرمہ کی آبادی سے بالکل الگ رہی ہے اور دونوں کے درمیان صدیوں تک ویران میدان اور پہاڑوں کا فاصلہ رہا ہے جس میں کسی قسم کی آبادی اور عمارت نہیں تھی اس کے پیش نظر ماضی کے تمام فقہاء نے تسلسل آبادی نہ ہونے کی وجہ سے دونوں کو الگ الگ آبادی قرار دیا تھا مگر ۱۴۲۰ھ کے موسم حج میں مدرسہ صولتیہ کی زیر نگرانی پاکستان اور ہندوستان کے مفتیان کرام اور علماء عظام کی ایک جماعت نے اتصال آبادی کا خود مشاہدہ فرمایا اور سب لوگ متفقہ طور پر اسی نتیجہ پر پہنچے کہ منیٰ کی حیثیت مکہ معظمہ کے ایک محلہ یا فنائے شہر کی طرح ہوگئی ہے، اس لئے موسم حج ہو یا نہ ہو منیٰ کے اندر جمعہ پڑھنا جائز ہے۔ (انوار رحمت: ۱۷۸) یہ بہتا تجاج کو اپنے اپنے خیموں میں جمع ہو کر جمعہ قائم کرنا ہوگا۔

﴿۸۲۸﴾ وَصَحَّ الْاِقْتِصَارُ فِي الْخُطْبَةِ عَلٰى نَحْوِ تَسْبِيْحَةٍ أَوْ تَحْمِيْدَةٍ مَعَ الْكَرَاهَةِ.

ترجمہ اور صحیح ہے اکتفا کرنا خطبہ میں صرف تسبیح (سبحان اللہ) یا تحمید (الحمد للہ) پر کراہت کے ساتھ۔

خطبہ کی مقدار کیا ہو؟

خطبہ کی کم سے کم مقدار ایک مرتبہ الحمد للہ، سبحان اللہ، یا لا الٰہ الا اللہ کہنا ہے لیکن تین آیات قرآنیہ سے کم خطبہ پڑھنا مکروہ تحریمی ہے اور صاحبین کے نزدیک خطبہ کی کم سے کم مقدار تشہد کے بقدر ہے اس سے کم مکروہ ہے۔
(درمختار زکریا: ۳/۲۰)

﴿۸۲۹﴾ وَسُنَنُ الْخُطْبَةِ ثَمَانِيَةَ عَشَرَ شَيْئًا: اَلطَّهَارَةُ.

ترجمہ اور خطبہ کی سنتیں اٹھارہ چیزیں ہیں: پاکی

خطبہ کے سنن وآداب

یہاں سے صاحب کتاب خطبہ کے سنن وآداب کا آغاز کر رہے ہیں جو بالترتیب آ رہے ہیں، ان میں سے سب سے پہلی چیز طہارت ہے یعنی بلا وضو خطبہ دینا مکروہ ہے، اور اگر دے دیا تو خطبہ تو ہو جائے گا مگر مکروہ تحریمی ہے اور اگر حالت جنابت میں خطبہ دیا تو اس کا لوٹانا مستحب ہے۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۲۸۰)

﴿۸۳۰﴾ وَسَتْرُ الْعَوْرَةِ.

ترجمہ اور ستر کو چھپا ہوا ہو۔

تشریح ستر اگرچہ فی نفسہ فرض ہے لیکن خطبہ کی حالت میں مسنون ہے، لہٰذا اگر کسی نے بلا ستر خطبہ دیا تو

کراہت تحریمی کے ساتھ ہو جائے گا۔ (حوالہ بالا)

﴿۸۳۱﴾ وَالْجُلُوْسُ عَلَى الْمِنْبَرِ قَبْلَ الشُّرُوْعِ فِي الْخُطْبَةِ .

ترجمہ اور بیٹھنا منبر پر خطبہ شروع کرنے سے پہلے۔

تشریح خطیب کا منبر پر پہنچنے کے بعد شروع میں بیٹھنا اذان پورا ہونے کے انتظار میں مستحب ہے۔

﴿۸۳۲﴾ وَالْاَذَانُ بَيْنَ يَدَيْهِ كَالْاِقَامَةِ .

ترجمہ اور اذان پڑھنا اس کے سامنے تکبیر کی طرح۔

جمعہ کی اذانِ ثانی

جمعہ کی دوسری اذان منبر کے سامنے اور قریب ہونی چاہئے منبر سے قریب ہونے کو یہی مطلب نہیں کہ صف اول ہی میں ہو بلکہ منبر سے دور امام کے سامنے دو چار صفوں کے بعد یا تمام صفوں کے بعد بھی کہی جا سکتی ہے، البتہ یہ اذان مسجد کی حدود سے باہر دینا امت کے متوارث عمل کے خلاف ہے ایسے ہی نماز میں تکبیر کہنے والا کسی بھی صف میں کھڑے ہو کر تکبیر کہہ سکتا ہے، پہلی صف میں یا امام کے عین پیچھے یا دائیں بائیں ہونا ضروری نہیں ہے۔

﴿۸۳۳﴾ ثُمَّ قِيَامُهٗ .

ترجمہ پھر اس کا کھڑا ہونا۔

کھڑے ہو کر خطبہ دینا

جمعہ وعیدین کا خطبہ کھڑے ہو کر دینا مسنون ہے بیٹھ کر بلا عذر خطبہ دینا مکروہ ہے تاہم اگر کوئی شخص بیٹھ کر خطبہ پڑھ دے تو بھی خطبہ معتبر ہو جائے گا نیز یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ منبر پر خطبہ دینا سنت ہے اگر منبر نہ ہو تو نیچے کھڑے ہو کر خطبہ دینا بھی جائز ہے اور منبر سے مراد ہر اونچی چیز ہے جیسے کرسی ٹیبل وغیرہ کسی بھی اونچی چیز سے خطبہ دیا جائے تو سنت ادا ہو جائے گی۔ (بدائع الصنائع ۱/۵۹۲)

﴿۸۳۴﴾ وَالسَّيْفُ بِيَسَارِهٖ مُتَّكِئًا عَلَيْهِ فِي كُلِّ بَلْدَةٍ فُتِحَتْ عَنْوَةً وَبِدُوْنِهٖ فِي بَلْدَةٍ فُتِحَتْ صُلْحًا .

سیف جمع سُیُوف تلوار، ساف یسیف سیفا باب ضرب، تلوار سے مارنا۔ مُتَّكِئًا اسم فاعل باب افتعال

سے اِتِّکَاءٌ مصدر ہے سہارا لگانا، ٹیک لگانا۔ عنوۃ زبردستی بروزن غنا یعنو عنوۃ باب نصر زبردستی لینا۔

ترجمہ اور تلوار اس کے بائیں ہاتھ میں ہو اس حالت میں کہ اس پر سہارا لگائے ہوئے ہو ہر اس شہر میں جو فتح کیا گیا ہو بطور غلبہ کے اور تلوار کے بغیر ہر اس شہر میں جو فتح کیا گیا ہو بطور صلح کے۔

ہاتھ میں عصا لیکر خطبہ دینا

صورت مسئلہ یہ ہے کہ خطیب ایسے شہر میں ہے کہ جسے غلبہ حاصل کر کے فتح کیا گیا ہو تو ایسے شہر میں ہاتھ میں تلوار لیکر خطبہ دینا مسنون ہے اور اس سے یہ بتلانا مقصود ہے کہ اگر تم اسلام سے پھر وگے تو تم لوگ اب مسلمانوں کے ہاتھوں میں ہو وہ تم سے مقابلہ کریں گے نیز اس میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ ایسے شہر میں تلوار کے علاوہ مثلاً لکڑی وغیرہ پر ٹیک لگانا بہتر نہیں البتہ اگر ایسا شہر ہے کہ جسے بلا جنگ فتح کیا گیا ہے تو اس شہر میں تلوار لیکر خطبہ نہیں دیا جائے گا، ہاں خطبہ کے دوران عصا ہاتھ میں لینا مستحب ہے لیکن اس کو ضروری قرار دینا اور نہ لینے والے کو ہدف ملامت بنانا (جیسا کہ جنوبی ہند کے بعض علاقوں میں التزام ہے) جائز نہیں ہے۔ (شامی: ۷۷۲/۱)

﴿۸۳۵﴾ وَاسْتِقْبَالُ الْقَوْمِ بِوَجْهِهِ.

ترجمہ اور اپنے چہرہ کا لوگوں کی طرف کرنا۔

قبلہ رُخ خطبہ دینے کا کیا حکم ہے؟

حاضرین کی جانب متوجہ ہو کر خطبہ دینا مسنون ہے اور قبلہ رو ہو کر خطبہ دینا مکروہ ہے اور جب امام خطبہ دے تو لوگوں کو صفوں میں بیٹھے ہوئے امام کی طرف چہرہ پھیرنا چاہیے کیونکہ مقرر کے چہرے کے اتار چڑھاؤ اور اس کے ہاتھوں کے اشارے سے بھی بات سمجھنے میں مدد ہوتی ہے اگر پیچھے دیکھا جائے اور مقرر کو نہ دیکھا جائے تو بھی بات سمجھ میں آتی ہے مگر جتنی آنی چاہئے نہیں آتی۔ (تحفۃ الالمعی ۳۷۷/۲، مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۲۸۰) مگر یہ بات جب ہے کہ جب خطیب خطبہ زبانی پڑھ رہا ہو اور اگر دیکھ کر پڑھ رہا ہو تو پھر یہ بات ممکن ہے۔

﴿۸۳۶﴾ وَبِدَاءَتُهُ بِحَمْدِ اللّٰهِ وَالثَّنَاءُ عَلَيْهِ بِمَا هُوَ اَهْلُهُ وَالشَّهَادَتَانِ وَالصَّلٰوةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَالْعِظَةُ وَالتَّذْكِيْرُ وَقِرَاءَةُ اٰيَةٍ مِّنَ الْقُرْاٰنِ.

عِظَةٌ وعظ و نصیحت جمع عظات وَعَظَ يَعِظُ وَعْظًا باب ضرب سے نصیحت کرنا۔ تذکیر باب تفعیل کا مصدر ہے یاد دلانا، نصیحت کرنا۔

ترجمہ اور اس کا شروع کرنا اللہ کی تعریف سے اور تعریف کرنا اللہ کی ایسی تعریف جو اس کی شایان شان ہو اور شہادت کے دونوں کلموں کو کہنا اور درود بھیجنا نبی پر اور نصیحت کرنا اور آخرت کے عذاب وثواب کی یاد دہانی اور کسی آیت کا پڑھنا قرآن میں سے۔

تشریح خطبہ سے پہلے آہستہ سے اعوذ باللہ پڑھنا اور حمد سے شروع کرنا اور خطبہ میں اللہ تعالیٰ کی حمد وثنا کرنا اور کلمہ شہادت پڑھنا درود شریف پڑھنا لوگوں کو وعظ ونصیحت کرنا قرآن کریم کی کوئی آیت پڑھنا یہ تمام چیزیں مسنون ہیں۔

﴿۸۳۷﴾ وَخُطْبَتَانِ وَالْجُلُوْسُ بَيْنَ الْخُطْبَتَيْنِ.

ترجمہ اور دو خطبے اور بیٹھنا دونوں خطبوں کے بیچ میں۔

تشریح اور فرماتے ہیں کہ نماز جمعہ میں دو خطبے سنت ہیں اگر ایک ہی خطبہ دیا گیا تب بھی خطبہ ہو جائے گا مگر ترک سنت کی وجہ سے ایسا کرنا مکروہ ہے، آگے فرماتے ہیں کہ دونوں خطبوں کے درمیان بیٹھنا سنت ہے نیز جمعہ کے دونوں خطبوں کا درمیانی وقفہ قبولیت کا وقت ہے اس میں دل دل میں دعا کرنی چاہئے زبان سے کوئی کلمہ ادا نہ کریں۔
(شامی ۱/۷۷۲، شامی زکریا: ۳/۳۴)

﴿۸۳۸﴾ وَإِعَادَةُ الْحَمْدِ وَالثَّنَاءِ وَالصَّلٰوةِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيْ اِبْتِدَاءِ الْخُطْبَةِ الثَّانِيَةِ.

ترجمہ اور حمد وثنا اور درود شریف کا دوبارہ پڑھنا دوسرے خطبہ کے شروع میں۔

تشریح فرماتے ہیں دوسرے خطبہ میں دوبارہ حمد وثنا اور درود شریف پڑھنا مسنون ہے اس کے بعد جاننا چاہئے کہ دوران خطبہ چونکہ زبان سے ذکر واذکار ممنوع ہے لہٰذا اگر نبی کا نام نامی اسم گرامی خطبہ میں سنے تو صرف دل دل میں درود شریف پڑھے زبان سے نہ پڑھے۔ (شامی مصری: ۱/۷۶۸، زکریا: ۳/۳۵)

تنبیہ: بعض جگہ رواج ہے کہ خطیب کے آیت درود ان اللہ وملئکتہ یصلون الخ پڑھتے وقت زور سے درود شریف پڑھتے ہیں، یہ طریقہ شرعاً خلاف سنت ہے۔

﴿۸۳۹﴾ وَالدُّعَاءُ فِيْهَا لِلْمُؤْمِنِيْنَ وَالْمُؤْمِنَاتِ بِالْاِسْتِغْفَارِ لَهُمْ.

فیہا ضمیر کا مرجع خطبۂ ثانیہ ہے۔ بالاستغفار با مع کے معنی ہے۔

ترجمہ اور دعا کرنا اس میں مؤمن مردوں وعورتوں کے لئے ان کی مغفرت کے ساتھ۔

تشریح تمام مسلمان مرد و عورت کے لئے دعا مانگنا بالخصوص خلفائے راشدین اور حضرات صحابہ کا ذکر کرنا بھی خطبہ ثانیہ میں مسنون ہے اور دعا کے اندر رحمت خداوندی کے حصول کی دعا آفات و مصائب سے حفاظت کی دعا کی جائے اور دشمنان اسلام پر فتح و کامرانی کی دعا کی جائے۔ (مراقی الفلاح:۲۸۱)

﴿۸۴۰﴾ وَأَنْ يَسْمَعَ الْقَوْمُ الْخُطْبَةَ.

ترجمہ اور یہ کہ سن لیں لوگ خطبہ کو۔

خطبہ کتنی زور سے پڑھے

اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ خطیب اتنی زور سے خطبہ پڑھے کہ لوگوں تک آواز پہنچ جائے چونکہ جمعہ میں مجمع زیادہ ہوتا ہے اس لئے بلند جگہ سے خطبہ دیا جائے تو سب کو آواز پہنچے گی اور سب خطیب کو دیکھ بھی سکیں گے مقرر کو دیکھنے سے اس کے اشاروں اور چہرے کے اتار چڑھاؤ کے ملاحظہ سے بھی بات سمجھنے میں مدد ملتی ہے۔
(تحفۃ الالمعی ج:۲،ص:۳۷۲)

اختیاری مطالعہ

جس شخص کو خطبہ کی آواز نہ آرہی ہو وہ کیا کرے؟

جو شخص امام سے اتنی دور ہے کہ اسے خطبہ کی آواز بالکل سنائی نہ دے رہی ہو اس کے لئے افضل یہی ہے کہ خاموش بیٹھا رہے اور تلاوت یا کسی ذکر و اذکار میں مشغول نہ ہو۔ فاما البعيد منه اذا لم يسمع الخطبة كيف يصنع؟ قال محمد بن سلمة الانصات له اولى من قراءة القرآن. (بدائع الصنائع ۱/۵۹۳، کتاب المسائل:۴۳۰)

﴿۸۴۱﴾ وَتَخْفِيفُ الْخُطْبَتَيْنِ بِقَدْرِ سُوْرَةٍ مِنْ طِوَالِ الْمُفَصَّلِ.

تخفیف باب تفعیل کا مصدر ہے ہلکا کرنا، معتدل بنانا۔

ترجمہ اور دونوں خطبوں کا مختصر کرنا طوال مفصل کی ایک سورت کی مقدار۔

خطبہ کی مقدار کیا ہو؟

بہتر یہ ہے کہ طوال مفصل کی کسی سورت کے بقدر ہو مسلم شریف میں حدیث ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: آدمی کی نماز کا لمبا ہونا اور اس کے خطبہ کا مختصر ہونا اس کے سمجھدار ہونے کی علامت ہے۔ (مراقی الفلاح:۲۸۱) اس لئے کہ لمبی تقریر کرنا مشکل نہیں اور تھوڑے وقت میں اور کم الفاظ میں مافی الضمیر ادا کرنا اور اس کو سمجھا دینا مشکل کام ہے۔ آج کے

ائمہ کا عمل الٹا ہے ان کا خطبہ لمبا ہوتا ہے پھر نماز سورۂ والتین اور سورۂ قدر سے پڑھا دیتے ہیں اور دعوی مصلحت کا کرتے ہیں حالانکہ اگر لوگوں کی مصلحت کا اتنا ہی خیال ہے تو خطبہ مختصر دینا چاہئے اور نماز سنت کے مطابق پڑھانی چاہئے اللہ عمل کی توفیق عطا فرمائے۔

﴿۸۴۲﴾ وَيُكْرَهُ التَّطْوِيْلُ وَتَرْكُ شَيْءٍ مِنَ السُّنَنِ.

تطویل باب تفعیل کا مصدر ہے لمبا کرنا، طول دینا۔

ترجمہ اور مکروہ ہے لمبا کرنا اور سنتوں میں سے کسی کا چھوڑ دینا۔

خطبہ کو مقدار مسنون سے زیادہ کرنا

فرماتے ہیں کہ خطبہ کو مقدار مسنون سے لمبا کرنا مکروہ ہے کیونکہ جمعہ میں اور دنوں کے مقابلے میں مجمع بھی زیادہ ہوتا ہے اور بعض لوگ تندرست ہیں بعض بیمار ہیں ہر طرح کے لوگ حاضر ہیں پس ان کی رعایت میں مسنون مقدار سے زیادہ لمبا خطبہ نہ پڑھایا جائے اور ماقبل میں جن سنن کا تذکرہ آیا ہے ان میں سے کسی سنت کو چھوڑ دینا اور خطبہ کو زیادہ لمبا کرنا مکروہ ہے۔

﴿۸۴۳﴾ وَيَجِبُ السَّعْيُ لِلْجُمُعَةِ وَتَرْكُ الْبَيْعِ بِالْأَذَانِ الْأَوَّلِ فِي الْأَصَحِّ.

السعی باب فتح کا مصدر ہے کسی کام کی کوشش کرنا۔

ترجمہ اور واجب ہے روانہ ہو جانا جمعہ کے لئے اور خرید و فروخت کا چھوڑ دینا پہلی اذان پر صحیح ترین قول میں۔

اذان اول کا حکم

صورت مسئلہ یہ ہے کہ مؤذن جب پہلی اذان دے تو لوگ خرید و فروخت و دیگر مشاغل کو چھوڑ کر جمعہ کی طرف متوجہ ہو جائیں رہ گئی یہ بات کہ وہ کونسی اذان ہے جس کے بعد خرید و فروخت و دیگر مشاغل حرام ہیں اور سعی واجب ہے سو جاننا چاہئے کہ حضور اکرم اور صدیق اکبر اور فاروق اعظم کے زمانہ میں نماز جمعہ کے لئے صرف ایک اذان ہی دی جاتی تھی جو منبر کے سامنے ہوتی تھی جب حضرت عثمان غنیؓ کے زمانہ میں مدینہ طیبہ کی آبادی وسیع ہو گئی اور یہ اذان اطلاع عام کے لئے کافی نہ ہوئی تو حضرت عثمانؓ نے اس اذان سے پہلے ایک اور اذان بڑھائی اور یہ تمام صحابہ کے مشورے اور اجماع سے ہوا اور یہ اذان بھی سنت ہو گئی وہ لوگ جو اجماع امت کو حجت نہیں مانتے اور آثار صحابہ کو بھی حجت نہیں مانتے یعنی غیر مقلدین اس میں اختلاف کرتے ہیں اور وہ جمعہ کی پہلی اذان کو بدعت عثمانی کہتے ہیں حالانکہ اس کو بدعت کہنا خود ضلالت و گمراہی ہے اس کے بعد سمجھنا چاہئے کہ اذان اول سے مراد وہ اذان ہے جو حضرت عثمانؓ کے زمانہ میں بڑھائی

گئی۔ (شامی ۱/۷۷۰)

﴿۸۴۴﴾ وَإِذَا خَرَجَ الْإِمَامُ فَلَا صَلٰوةَ وَلَا كَلَامَ وَلَا يَرُدُّ سَلَامًا وَلَا يُشَمِّتُ عَاطِسًا حَتّٰى يَفْرُغَ مِنْ صَلٰوتِهٖ۔

يشمت فعل مضارع معروف باب تفعیل سے تشمیت مصدر ہے کہا جاتا ہے شَمَّتَ العاطس وشمّت علیہ چھینکنے والے کو یرحمك الله کہہ کر دعا دینا یا کسی کے حق میں یہ دعا کرنا کہ وہ ایسی مصیبت میں مبتلا نہ ہو کہ کوئی اس پر خوش ہو۔

ترجمہ اور جب امام آ جائے تو نہ نماز ہے اور نہ کلام اور نہ سلام کا جواب دے اور نہ چھینکنے والے کی چھینک کا جواب دے تا آنکہ فارغ ہو جائے اپنی نماز سے۔

دورانِ خطبہ بات چیت

خطبہ سے پہلے یعنی جب امام منبر پر آ کر بیٹھ جائے اور ابھی خطبہ شروع نہ کیا ہو اس وقت اور خطبہ پورا ہونے کے بعد نماز شروع کرنے سے پہلے بات چیت کر سکتے ہیں یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے امام اعظمؒ کے نزدیک لوگوں کا باہم گفتگو کرنا جائز نہیں اور صاحبین و ائمہ ثلاثہ کے نزدیک جائز ہے جیسے ہی دورانِ خطبہ کوئی نماز پڑھنا بھی درست نہیں ہے بلکہ خطبہ سننا ضروری ہے، ہاں قضا نماز پڑھنا صاحب ترتیب کے لئے نہ صرف جائز بلکہ واجب ہے۔ آگے فرماتے ہیں کہ خطبہ جمعہ کے دوران اگر کوئی شخص سلام کرے یا کسی شخص کو چھینک آئے تو سننے والے پر جواب دینا واجب نہیں ہے اور اگر خطبہ سننے کے دوران کسی شخص کو چھینک آئے تو زبان سے الحمد للہ نہ کہے بلکہ دل دل میں پڑھ لے تا کہ خطبہ سننے میں کوئی خلل نہ واقع ہو۔ (مراقی الفلاح: ۲۸۲)

﴿۸۴۵﴾ وَكُرِهَ لِحَاضِرِ الْخُطْبَةِ الْأَكْلُ وَالشُّرْبُ وَالْعَبَثُ وَالْاِلْتِفَاتُ۔

عبث بے فائدہ اور لغو کام عَبِثَ يَعْبَثُ عَبَثًا باب فتح سے کھیل کود میں لگنا، لایعنی اور بے فائدہ کام میں لگنا۔ الالتفات باب افتعال کا مصدر ہے دائیں یا بائیں طرف منہ کرنا، بے توجہی اور بے رخی کرنا۔

ترجمہ اور مکروہ ہے خطبہ میں حاضر شخص کے لئے کھانا پینا کھیلنا اور ادھر ادھر دیکھنا۔

دورانِ خطبہ بے توجہی

فرماتے ہیں کہ جو شخص خطبہ میں حاضر ہے اور اسے خطیب کی آواز آ رہی ہے تو اسے بغور خطبہ سننا چاہئے اور ایسا کوئی کام نہ کرے جس سے خطبہ سننے میں خلل ہو مثلاً کوئی چیز کھانا پینا کھیلنا اور ادھر ادھر متوجہ ہونا۔

﴿۸۳۶﴾ وَلَا يُسَلِّمُ الْخَطِيْبُ عَلَى الْقَوْمِ إِذَا اسْتَوٰى عَلَى الْمِنْبَرِ.

ترجمہ اور سلام نہ کرے خطیب لوگوں کو جب سیدھا کھڑا ہو جائے منبر پر۔

تشریح فرماتے ہیں کہ جب خطیب منبر پر آئے تو اس وقت لوگوں کو سلام کرنا مکروہ ہے کیونکہ اس کا کوئی ثبوت نہیں ہے۔

﴿۸۳۷﴾ وَكُرِهَ الْخُرُوْجُ مِنَ الْمِصْرِ بَعْدَ النِّدَاءِ مَا لَمْ يُصَلِّ.

ترجمہ اور مکروہ ہے نکلنا شہر سے اذان کے بعد جب تک کہ نماز نہ پڑھ لے۔

جمعہ کے دن سفر کرنا

جس کے اوپر جمعہ کی نماز فرض ہے اس کے لئے جمعہ کے دن زوال سے پہلے سفر کرنا جائز ہے اس میں کوئی حرج نہیں اور جمعہ کا وقت شروع ہونے کے بعد یعنی زوال کے بعد جمعہ پڑھے بغیر سفر کرنا مکروہ ہے البتہ اگر آگے جمعہ ملنے کی امید ہو یا مجبوری ہو مثلاً دس بجے کی ٹرین میں ریزرویشن کرایا تھا مگر ٹرین لیٹ آئی تو زوال کے بعد بھی سفر کرنا جائز ہے اور ضرورت کے بغیر اور آگے جمعہ ملنے کی امید بھی نہ ہو تو زوال کے بعد سفر کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ (تحفۃ الالمعی ۲/۳۰۱)

﴿۸۳۸﴾ وَمَنْ لَا جُمُعَةَ عَلَيْهِ إِنْ أَدَّاهَا جَازَ عَنْ فَرْضِ الْوَقْتِ.

ترجمہ اور جس شخص پر جمعہ فرض نہیں اگر ادا کرے اس کو تو جائز ہے وقتیہ فرض کی طرف سے۔

تشریح ماقبل میں یہ مسئلہ گزر چکا ہے کہ غلام، عورت، نابالغ، بیمار، مسافر پر جمعہ فرض نہیں ہے، اب یہ فرماتے ہیں کہ اگر مذکورہ لوگوں نے جمعہ میں حاضر ہو کر لوگوں کے ساتھ نماز جمعہ ادا کرلی تو ان کا جمعہ فریضۂ وقت کے بطور ادا ہو جائے گا۔ (ظہر کی نماز کی طرف سے کافی ہو جائے گا)

﴿۸۳۹﴾ وَمَنْ لَا عُذْرَ لَهُ لَوْ صَلَّى الظُّهْرَ قَبْلَهَا حَرُمَ فَإِنْ سَعٰى إِلَيْهَا وَالْإِمَامُ فِيْهَا بَطَلَ ظُهْرُهُ وَإِنْ لَمْ يُدْرِكْهَا.

قبلها ضمیر کا مرجع صلوٰۃ جمعہ ہے۔ الیها ضمیر کا مرجع جمعہ ہے۔ ظهره ضمیر کا مرجع من ہے۔ لم یدرك نفی جحد بلم در فعل مستقبل معروف ادرك یدرك ادراکا باب افعال سے پانا، حاصل کرنا، پکڑ لینا۔ اور ھا ضمیر جمعہ کی جانب راجع ہے۔

ترجمہ اور جس شخص کے لئے کوئی عذر نہیں اگر پڑھ لے ظہر کی نماز اس سے پہلے تو حرام ہے پھر اگر روانہ ہو

اس کی طرف اور امام جمعہ کی نماز میں ہے تو باطل ہوگئی اس کی ظہر اگرچہ نہ پائے اس کو۔

غیر معذور نے جمعہ سے پہلے ظہر کی نماز پڑھ لی تو کیا حکم ہے؟

صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی نے جمعہ کے دن نماز جمعہ سے پہلے ظہر پڑھ لی حالانکہ اس کو کوئی عذر بھی نہیں تھا تو اس کی یہ نماز جائز تو ہوگئی مگر صاحب قدوری وصاحب کنز وصاحب ہدایہ کے بقول مکروہ ہوئی اور صاحب کتاب کے بقول حرام بہرحال پھر آگے تفصیل یہ ہے کہ ظہر پڑھنے کے بعد اس کو خیال آیا کہ نماز جمعہ میں شرکت کرنی چاہئے اس ارادہ کے ساتھ یہ شخص جامع مسجد کی طرف چل دیا تو اس کی دو صورتیں ہیں یا تو امام کے ساتھ نماز جمعہ میں شریک ہو جائے گا یا شریک نہ ہو سکے گا اگر اس نے امام کے ساتھ جمعہ کی نماز پالی تو اس کی پڑھی ہوئی نماز ظہر باطل ہو جائے گی اور وہ نفل بن جائے گی اور اگر یہ شخص جمعہ کے لئے روانہ تو اس وقت ہوا تھا جبکہ امام نماز جمعہ میں تھا لیکن اس کے پہنچتے پہنچتے امام نماز جمعہ سے فارغ ہو گیا اور یہ شخص نماز جمعہ کو امام کے ساتھ نہیں پا سکا تو اس بارے میں امام اعظم ابوحنیفہ فرماتے ہیں کہ اس کے چلنے کے ساتھ ہی اس کی نماز ظہر باطل ہوگئی تو اب اس کو دوبارہ پڑھے۔

﴿۸۵۰﴾ وَكُرِهَ لِلْمَعْذُوْرِ وَالْمَسْجُوْنِ اَدَاءُ الظُّهْرِ بِجَمَاعَةٍ فِي الْمِصْرِ يَوْمَهَا ۔

معذور اسم مفعول ہے بہانہ کیا گیا، مجبور جمع معذورین اور عذر کے معنی وہ دلیل جس کے ذریعہ مجبوری ظاہر کی جائے۔ مسجون اسم مفعول ہے باب (ن) سَجَنَ يَسْجُنُ سَجْنًا قید کرنا۔ یومھا ضمیر کا مرجع جمعہ ہے۔

ترجمہ: اور مکروہ ہے معذور اور قیدی کے لئے ظہر کا ادا کرنا جماعت سے شہر میں جمعہ کے دن۔

معذورین کا حکم

صورت مسئلہ یہ ہے کہ معذور لوگ مثلاً غلام مسافر بیمار جمعہ کے دن جمعہ کی نماز سے پہلے یا بعد میں ایسے مقام میں ہیں جہاں نماز جمعہ صحیح ہو جاتی ہے تو اس مقام میں باجماعت ظہر ادا کریں تو ایسا کرنا مکروہ تحریمی ہے یہی حکم جیل خانہ میں قیدیوں کا بھی ہے اس لئے کہ باجماعت ظہر ادا کرنے میں کھلم کھلا جمعہ کا مقابلہ معلوم ہوتا ہے۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۲۸۳)

﴿۸۵۱﴾ وَمَنْ اَدْرَكَهَا فِي التَّشَهُّدِ اَوْ سُجُوْدِ السَّهْوِ اَتَمَّ جُمُعَةً ۔ وَاللّٰهُ اَعْلَمُ

ادرکھا ھا، ضمیر جمعہ کی جانب لوٹ رہی ہے۔

ترجمہ: اور جو شخص پائے اس کو التحیات میں یا سجدۂ سہو میں تو پوری کرے جمعہ کی نماز ہی اور اللہ ہی زیادہ باخبر ہونے والا ہے۔

تشہد پانے والے کا حکم

مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی نے امام کو نماز جمعہ کے تشہد میں پایا یا سجدۂ سہو میں پایا تو شیخین کے نزدیک یہ شخص جمعہ کی نماز پوری کرے یعنی امام کے سلام پھیر لے کے بعد یہ جمعہ کی دو رکعتیں پڑھے گا اور امام محمد کے نزدیک جمعہ پانے کے لئے کم از کم ایک رکعت پانا ضروری ہے جو شخص قعدۂ اخیرہ میں شریک ہوا یعنی جس کی دونوں رکعتیں فوت ہو گئیں اس کو جمعہ نہیں ملا پس وہ امام کے سلام کے بعد اسی تحریمہ سے ظہر کی چار رکعتیں پڑھے، فتویٰ شیخین کے قول پر ہے۔

(تحفۃ الالمعی: ۲/ ۳۹۸ - انوار القدوری: ۱/ ۲۰۷ - در مختار مع الشامی: ۱/ ۷۹۷)

بَابُ الْعِيْدَيْنِ

(عیدین کا بیان)

عید، خوشی میں اظہار بندگی

اسلام ایک ایسا مبارک مذہب ہے جس کی مذہبی تعلیمات کھیل کود سے کوسوں دور اور خرافات کے شائبہ سے بالکلیہ پاک ہیں، چنانچہ اسلامی شریعت نے جہاں انسانی فطرت کا لحاظ رکھتے ہوئے اپنے متبعین کے لئے سال میں دو دن عید کے نام پر خوشی و مسرت کے منانے تجویز کئے ہیں وہیں ان میں پر عظمت عبادت دوگانہ نماز عید واجب کر کے خوشی کے جذبات کے ساتھ معرفت خداوندی اور شکر نعمت جیسے واجبات کی طرف توجہ دلائی ہے، عید محض مذہبی تیوہار نہیں بلکہ انعامات خداوندی کی شکر گزاری کا دن ہے عید کھیل کود کا دن نہیں بلکہ خدا کی معرفت حاصل کرنے کا دن ہے وہ منظر بڑا خوشنما اور عبرت آموز ہوتا ہے جب ایک ہی انداز میں اور ایک ہی جذبہ کے ساتھ دنیا کے قریہ قریہ چپہ چپہ شہر در شہر مسجدوں میں میدانوں میں سڑکوں پر عیدگاہوں میں سیکڑوں نہیں ہزاروں نہیں لاکھوں نہیں کروڑوں نہیں بلکہ کروڑہا کروڑ فرزندان توحید بارگاہ ایزدی میں سجدہ ریز ہو کر نہ صرف جذبۂ عبدیت کا اظہار کرتے ہیں بلکہ اسلامی اخوت کی بھی شاندار مثال پیش کرتے ہیں جب اچھے اچھے لباس پہنے بچے بوڑھے اور جوان عید کی خوشیاں مناتے اور اپنے پروردگار کی تسبیح و تحمید میں مشغول نظر آتے ہیں۔

دنیا کی قوموں کا یہ طریقہ ہے کہ وہ اپنے تیوہار اور خوشی کے دنوں میں کھیل کود ناچ گانے شراب نوشی اور تفریحات کو پسند کرتے ہیں ہم اپنے برادران وطن میں ہولی اور دیوالی کے موقع پر ایسے مناظر بکثرت دیکھتے رہتے ہیں، اسی طرح عیسائیوں کے یہاں جب کرسمس (حضرت عیسیٰؑ کی پیدائش کا دن، عید نصاریٰ ۲۵ دسمبر) کا دن آتا ہے تو وہ ہر طرح کے

معاصی اور منکرات میں مبتلا ہو کر اظہار مسرت کرتے ہیں از زمانہ جاہلیت میں بھی یہی طریقہ رائج تھا مگر جب حضور ہجرت فرما کر مدینۃ المنورہ تشریف لائے تو آپ نے رسومات جاہلیہ کو ختم فرما کر اللہ کے حکم سے دو خوشی کے دن (عید الفطر اور عید الاضحیٰ) مقرر فرمائے اور حکم ہوا کہ مسلمان مسرت کا اظہار اس انداز میں کریں کہ وہ خوشی ان کے ظاہر اور باطن سے نمایاں ہو سکے اور شکرانہ کے طور پر دوگانہ ادا کرنے کی تاکید فرمائی، یہی عید کی اصل روح ہے، بقیہ جو لوازمات ہیں جیسے نہانا دھونا خوشبو لگانا نئے کپڑے پہننا بشاشت ظاہر کرنا، یہ سب ضمنی چیزیں ہیں آج کے دن کا اصل کام یہ ہے کہ بندہ اپنے عمل سے یہ ظاہر کردے کہ وہ واقعی اپنے رب کا فرمانبردار اور اطاعت گزار ہے۔ (کتاب المسائل: ۴۳۴-۴۳۵)

ماقبل سے مناسبت: باب جمعہ کے ساتھ اس باب کی مناسبت یہ ہے کہ دونوں نمازیں عظیم جماعت کے ساتھ پڑھی جاتی ہیں۔ دونوں دن کی نمازیں ہیں، دونوں میں جہری قرأت ہے جس پر جمعہ واجب ہے اس پر عید کی نماز بھی واجب ہے چونکہ جمعہ فرض ہونے کی وجہ سے قوی ہے اور عیدین کی نماز فرض نہ ہونے کی وجہ سے ضعیف ہے اس لئے اولاً احکام جمعہ بیان کئے گئے ہیں۔

﴿۸۵۲﴾ صَلٰوةُ الْعِيْدِ وَاجِبَةٌ فِي الْاَصَحِّ عَلٰى مَنْ تَجِبُ عَلَيْهِ الْجُمُعَةُ بِشَرَائِطِهَا سِوَى الْخُطْبَةِ فَتَصِحُّ بِدُوْنِهَا مَعَ الْاِسَاءَةِ كَمَا لَوْ قُدِّمَتِ الْخُطْبَةُ عَلٰى صَلٰوةِ الْعِيْدِ .

عید عود سے ہے جس کے معنی ہیں لوٹنا بار بار آنا، چونکہ یہ مفہوم اس دن کے اندر موجود ہے اور اس دن میں اللہ تعالیٰ کے انعام بندوں پر عائد اور مکرر ہوتے ہیں یہ دن ہر سال مسرت وخوشی کا پیغام لاتا ہے اس روز ہر شخص کی حسب حیثیت عزت وحرمت کا احساس ہر سال تازہ ہوتا ہے۔ عید کو عید اس لئے کہتے ہیں کہ وہ ہر سال لوٹ کر آتی ہے، عید دراصل عِوْدٌ تھا، اس کی جمع حسب قاعدہ اَعْوَادٌ ہونی چاہئے تھی مگر عود بمعنی لکڑی کی جمع سے فرق کرنے کے اَعْيَادٌ آتی ہے، وہ دن جس میں بڑی یاد، بڑی خوشی منائی جائے۔ علی چونکہ لزوم کے لئے آتا ہے اس لئے۔ تجب یہ فرض کے معنی میں ہے۔ فی الاصح اس قید کو لگا کر ان لوگوں کا مذہب رد کر دیا ہے جو نماز عیدین کو سنت کہتے ہیں۔ بشرائطها یعنی جو جمعہ کی شرائط ہیں خواہ وہ شرط صحت واداء ہو یا وجوب کی وہی تمام شرائط عید کی نماز کے لئے ہیں۔ سوی الخطبة خطبہ عید میں شرط نہیں اس لئے اس کا استثناء کیا ہے اس میں خطبہ جمعہ میں ہے۔ اساءة مصدر ہے باب افعال سے خراب کرنا، برائی کرنا اور مجرد میں باب نصر سے ساء یسوء سوأ قبیح ہونا برا ہونا، اور اسائت کا درجہ مکروہ تحریمی سے نیچا اور مکروہ تنزیہی سے اوپر ہوتا ہے، گویا کہ وہ مکروہ تحریمی کے قریب تر ہے۔

ترجمہ عید کی نماز واجب ہے صحیح ترین قول میں ہر اس شخص پر کہ جس پر فرض ہے جمعہ اس کے شرائط کے ساتھ خطبہ کے علاوہ پس صحیح ہے اس کے بغیر اساءت کے ساتھ جیسا کہ اگر مقدم کر دیا جائے خطبہ عید کی نماز پر۔

عیدین کی شرائط

بڑے شہروں اور قصبات میں جہاں اقامت جمعہ کے شرائط پائے جاتے ہوں (مثلاً وہاں کی آبادی کم از کم تین ہزار ہو یا ضروریات زندگی آسانی مہیا ہوں وغیرہ) وہاں عیدین کی نماز پڑھنا واجب ہے البتہ جہاں شرائط جمعہ پائی جاتی ہوں وہاں عید کی نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔ آگے فرماتے ہیں کہ جو شرائط جمعہ کے لئے ہیں وہی تمام شرائط عیدین کیلئے بھی ہیں علاوہ خطبہ کے کہ جمعہ کی نماز میں نماز سے قبل خطبہ دینا شرط ہے اس کے بغیر نماز جمعہ درست نہ ہوگی برخلاف عیدین کے خطبہ کے کہ ان کا خطبہ پڑھنا مسنون ہے اب اگر کسی نے بغیر خطبہ کے ہی نماز عید پڑھا دی تو مکروہ تحریمی ہے اور یہ ایسا ہی ہے جیسے اگر کوئی شخص عیدین کے خطبے نماز سے پہلے دے دے تو امام ابو حنیفہ فرماتے ہیں وہ خطبہ محسوب (گنا ہوا) ہوگا اور ایسا کرنا مکروہ تحریمی ہے کیونکہ یہ عمل سنت متوارثہ کے خلاف ہے۔

اختیاری مطالعہ

سوال عیدین میں خطبہ بعد میں کیوں ہے؟ اور جمعہ میں پہلے کیوں ہے؟

جواب عیدین میں لوگ دوگانہ ادا کرنے کے لئے جاتے ہیں تقریر سننے کے لئے نہیں جاتے پس پہلے دوگانہ ادا کرنا چاہئے پھر خطیب کو جو تقریر کرنی ہو کرے غرض عیدین میں معاملہ اصل حالت پر ہے اور عیدین کی نوبت سال میں دو ہی مرتبہ آتی ہے اور اس میں خوب ذوق و شوق ہوتا ہے لوگ پہلے سے تیاری کر کے آتے ہیں اس لئے عیدین میں اصل کے مطابق عمل کیا جاتا ہے اور جمعہ ہفتہ واری اجتماع ہے اس میں اگرچہ ذوق و شوق ہوتا ہے مگر عیدین جیسا نہیں ہوتا بلکہ بعض لوگ سستی کرتے ہیں اور دیر سے آتے ہیں پس اگر خطبہ بعد میں ہوگا تو ان کی پوری نماز یا کوئی رکعت چھوٹ جائے گی اس لئے خطبہ مقدم کیا گیا تاکہ دیر سے آنے والے بھی نماز سے محروم نہ ہوں۔ (تحفۃ الالمعی ۲/۳۰۵)

﴿۸۵۳﴾ وَنُدِبَ فِي الْفِطْرِ ثَلَاثَةَ عَشَرَ شَيْئًا اَنْ يَّاكُلَ وَاَنْ يَّكُوْنَ الْمَاْكُوْلُ تَمْرًا وَوِتْرًا.

يَاكُلَ فعل مضارع مثبت معروف واحد مذکر غائب اور اَنْ کی وجہ سے فعل مضارع منصوب ہے اور اسی کو اَنْ ناصبہ کہتے ہیں جو فعل مضارع کو مصدر کے معنی میں کر دیتا ہے۔ اور مَاكُوْلٌ اسم مفعول ہے باب نصر سے اَكَلَ يَاكُلُ اَكْلًا کھانا۔ تمرًا کھجور، چھوارہ۔ واحد تمرۃ۔

ترجمہ اور مستحب ہیں عید الفطر میں تیرہ چیزیں کھانا اور جو چیز کھائی جائے وہ کھجور یا چھوارہ ہو اور طاق عدد ہو۔

عید الفطر کا ایک مستحب عمل

عید الفطر میں عیدگاہ جانے سے پہلے طاق عدد چھوارے یا کھجور کھا کر جانا مستحب ہے، اگر یہ میسر نہ ہو تو کوئی بھی میٹھی چیز کھا لینا کافی ہے، اس موقع پر کسی خاص شیرینی کی تخصیص ثابت نہیں۔ (البحر الرائق ۲/۱۴۱) اور عید الفطر میں مسح

صادق کے بعد کچھ کھانا اس لئے مستحب ہے تاکہ افطار متحقق ہو جائے یعنی عملی طور پر یہ بات معلوم ہو جائے کہ آج روزہ نہیں ہے کیوں کہ روزوں کا مہینہ ختم ہو چکا۔ (تحفۃ الالمعی: ۳/۱۳۰)

﴿۸۵۴﴾ وَیَغْتَسِلَ وَیَسْتَاكَ وَیَتَطَیَّبَ وَیَلْبَسَ اَحْسَنَ ثِیَابِهٖ.

یستاك فعل مضارع معروف، باب افتعال سے مسواک کرنا۔ یتطیب فعل مضارع معروف باب تفعل تَطَیُّبًا مصدر ہے عمدہ اور خوشبودار ہو جانا، خود خوشبو لگانا۔

ترجمہ اور غسل کرے مسواک کرے خوشبو لگائے اور پہنے اپنے کپڑوں میں سب سے اچھے کپڑے۔

عید کی تیاری

عید کے دن غسل کرنا مسواک کرنا اچھے کپڑے پہننا اور خوشبو وغیرہ لگانا مستحب ہے۔ (عالمگیری: ۱/۱۴۹)

﴿۸۵۵﴾ وَیُؤَدِّیَ صَدَقَةَ الْفِطْرِ اِنْ وَجَبَتْ عَلَیْهِ.

ترجمہ اور ادا کرے صدقۂ فطر اگر واجب ہوا اس پر۔

تشریح رمضان سے قبل صدقۂ فطر ادا کرنا جائز ہے لیکن خلاف احتیاط ہے اور رمضان میں ادا کرنا جائز اور درست ہے اور عید الفطر کی صبح کو ادا کرنا زیادہ افضل اور مستحب ہے اور عید کے دن سے مؤخر کرنا گناہ ہے لیکن جب ادا کرے گا تو گناہ ختم ہو جائے گا۔ (طحطاوی: ص ۴۸۹)

﴿۸۵۶﴾ وَیُظْهِرَ الْفَرَحَ وَالْبَشَاشَةَ.

الفرح خوشی جمع افراح فرح یفرح فرحا خوش ہونا۔ البشاشة باب (س) کا مصدر ہے چہرہ کا کھلنا، چمکنا، کسی سے خندہ پیشانی سے ملنا۔

ترجمہ اور ظاہر کرے خوشی اور خندہ پیشانی۔

تشریح اس عبارت میں دو لفظ آرہے ہیں دونوں کو الگ الگ سمجھتے ہیں: ۱۔ فرح بمعنی خوشی یعنی اللہ تعالیٰ کی نعمتوں پر شکر ادا کرے اور اس چیز پر کہ اللہ نے اسے یہ دن دکھایا ہے کہ رحمت کے فرشتے آسمان سے نازل ہوتے ہیں اور بڑے بڑے مجمع میں عاجزی انکساری کے ساتھ دعا کے لئے اٹھنے والے ہاتھ رحمت خداوندی کے بے پایاں نزول کا سبب بن جاتے ہیں اور خوشی کا اظہار اس انداز میں کرے کہ وہ خوشی اس کے ظاہر اور باطن سے نمایاں ہو سکے دلوں کی گہرائیوں سے سرور کی خوشبو مہکیں اور بندہ اپنے عمل سے یہ ظاہر کر دے کہ وہ واقعی اپنے رب کا اطاعت گزار ہے اور ایسے ہی بندہ کو در حقیقت آج خوشی منانے کا حق ہے۔ ۲۔ بشاشت: اس کا مطلب یہ ہے کہ جس مسلمان بھائی

سے بھی ملاقات ہو خندہ پیشانی سے بلے خوشی کا اظہار کرتے ہوئے ملاقات کرے۔

اختیاری مطالعہ

عید کے دن ایک دوسرے کو مبارکباد دینا

عید کے دن ایک دوسرے کو مبارکباد دینا جائز ہے: والتهنئة بقوله تقبل الله منه ومنكم لا تنكر بل مستحبة لورود الاثر بها. (طحاوی: ۲۸۹، کتاب المسائل: ۴۳۲)

عیدین کے بعد مصافحہ و معانقہ

عید کی نماز کے بعد ملنا اور معانقہ یا مصافحہ کرنا امر مسنون نہیں ہے ہاں اگر کسی سے اسی وقت ملاقات ہو یا نماز کے کچھ فصل کے بعد محض ملاقات کی نیت سے مصافحہ یا معانقہ کیا جائے تو کوئی حرج نہیں۔ (مجالس الابرار: ۲۹۸، کتاب المسائل: ۴۳۳)

﴿۸۵۷﴾ وَكَثْرَةُ الصَّدَقَةِ حَسْبَ طَاقَتِهِ .

ترجمہ اور خیرات زیادہ کرنا اپنی طاقت کے مطابق۔

عید کے دن صدقہ و خیرات

مطلب یہ ہے کہ عیدین کے دن زیادہ سے زیادہ صدقہ خیرات کرنا چاہئے مگر اس بات کا خیال رہے کہ اپنی طاقت و وسعت سے زیادہ نہ ہو نیز اس کا ایک مطلب یہ بھی ہے کہ جو صدقہ فطر اس پر واجب ہے اس سے کچھ زائد مقدار میں ہی دے اور یہ زیادتی اس کے لئے صدقہ نافلہ کے درجہ میں ہوگی۔

﴿۸۵۸﴾ وَالتَّبْكِيرُ وَهُوَ سُرْعَةُ الانْتِبَاهِ وَالابْتِكَارُ وَهُوَ الْمُسَارَعَةُ إِلَى الْمُصَلَّى وَصَلوةُ الصُّبْحِ فِي مَسْجِدِ حَيِّهِ .

تبکیر باب تفعیل کا مصدر ہے صبح سویرے اٹھنا، صبح کے وقت آنا۔ ابتکار باب افتعال کا مصدر ہے سویرے آنے یا جلدی آنے کی کوشش کرنا۔

ترجمہ اور تبکیر اور وہ جلدی اٹھنا ہے اور ابتکار اور وہ سویرے عیدگاہ جانا ہے اور صبح کی نماز پڑھنا اپنے محلہ کی مسجد میں۔

عید کے دن صبح سویرے اٹھنا

فرماتے ہیں صبح سویرے اٹھنا اور عیدگاہ میں سویرے جانا اور فجر کی نماز محلہ کی مسجد میں پڑھنا یہ سب عیدین کے مستحبات میں سے ہیں۔

﴿۸۵۹﴾ ثُمَّ يَتَوَجَّهُ إِلَى الْمُصَلّٰى مَاشِيًا مُكَبِّرًا سِرًّا.

یَتَوَجَّهُ فعل مضارع مثبت معروف باب تفعل سے۔ علامہ ابن نجیم مصری نے لکھا ہے کہ یتجہ ثم کے ساتھ ہے اور اس کی وجہ یہ ہے کہ نماز عیدین کے لئے جانا واجب ہے مستحب نہیں، اسی وجہ سے اسلوب بدل کر ثم کے ساتھ عبارت بیان کی ہے کہ عیدین کے لئے روانگی مذکورہ افعال کے بعد سب سے اخیر میں ہوگی اور پھر آگے نقل کر لکھتے ہیں کہ اس کا عطف یا کل پر کر کے نصب بھی پڑھ سکتے ہیں، اس صورت میں تاویل اس طرح کریں گے کہ عیدگاہ جانا تھا مستحب ہے اگرچہ عید کی نماز واجب ہے حتی کہ اگر کسی نے عید کی نماز مسجد میں ادا کرلی اور عیدگاہ نہیں گیا فقد ترک السنۃ۔ (البحر الرائق: ۱/۱۷۱)

ترجمہ پھر روانہ ہو جائے عیدگاہ کی طرف پیدل تکبیر کہتا ہوا آہستہ آہستہ۔

عیدگاہ پیدل جانا

نماز عیدین عیدگاہ میں پڑھنا سنت ہے اور شہر کی متعدد مسجدوں میں ادا کرنے کی بھی اجازت ہے اور عیدگاہ پیدل جانا سنت ہے بلا ضرورت سواری پر سوار ہو کر نہ جائے کیوں کہ پیدل جانے میں عاجزی ہے اور سوار ہو کر جانے میں شان کا اظہار ہے جو عبادت کے شایان شان نہیں اور وہاں سے واپسی میں سوار ہو کر آنے میں کوئی حرج نہیں ہے اور عید الفطر میں آہستہ آواز سے اور بقر عید میں بلند آواز سے تکبیر کہتے ہوئے جانا مستحب ہے۔

عیدگاہ کسے کہتے ہیں؟

شرعی طور پر عیدگاہ اس کو کہتے ہیں جو آبادی سے بالکل باہر ہو اور اگر آبادی سے باہر باقاعدہ عیدگاہ بنی ہوئی نہ ہو تو کھلے میدان وجنگل میں نماز عید ادا کی جائے تو وہ بھی وقتی طور پر عیدگاہ ہی کہلائے گی اور سنت کا ثواب حاصل ہو جائے گا اور شہر کی مساجد میں بھی نماز عید بلا کراہت درست ہے مگر افضل اور بہتر یہ ہے کہ عیدگاہ میں ہی نماز ادا کی جائے۔
(ایضاح المسائل: ۳۰)

﴿۸۶۰﴾ وَيَقْطَعُهُ إِذَا انْتَهٰى إِلَى الْمُصَلّٰى فِي رِوَايَةٍ وَفِي رِوَايَةٍ إِذَا افْتَتَحَ الصَّلٰوةَ.

اِنْتَهٰی . معنی معروف باب افتعال اِنْتِهَاءٌ مصدر ہے مکمل ہونا، ختم ہونا اور جب صلہ میں اِلٰی آئے تو معنی ہوں گے کسی کے پاس پہنچنے۔ مُصَلّٰی نماز ادا کرنے کی جگہ مُصَلَّی الْعِید عیدگاہ، جمع مُصَلَّیَاتُ الْاَعْیَاد۔ اِفْتَتَحَ معنی معروف باب افتعال مصدر اِفْتِتَاحًا آغاز کرنا، شروع کرنا۔

ترجمہ اور ختم کردے اس کو جب پہنچ جائے عیدگاہ ایک روایت میں اور دوسری روایت میں ہے جب نماز شروع کردے۔

تکبیر تشریق کب ختم کرے؟

اس عبارت میں یہ بیان کررہے ہیں کہ تکبیر کب ختم کرے؟ صاحب کتاب نے دو روایتیں ذکر کی ہیں: ۱۔ جب عیدگاہ پہنچ جائے تو اس وقت تکبیر ختم کردے۔ ۲۔ جب جماعت کھڑی ہو جائے تو تکبیر ختم کردے، کذا فی الکافی وعلیہ عمل الناس قال ابوجعفر وبہ ناخذ. (مراقی الفلاح علی نور الایضاح ص: ۲۹۰)

﴿۸۶۱﴾ وَيَرْجِعُ مِنْ طَرِيقٍ آخَرَ .

ترجمہ اور لوٹے دوسرے راستے سے۔

تشریح فرماتے ہیں ایک راستہ سے عیدگاہ جانا اور دوسرے سے لوٹنا مسنون ہے کیونکہ حضور کا معمول یہ تھا کہ آپ ایک راستہ سے عیدگاہ جاتے تھے اور دوسرے سے واپس لوٹتے تھے۔

﴿۸۶۲﴾ وَيُكْرَهُ التَّنَفُّلُ قَبْلَ صَلٰوةِ الْعِيدِ فِي الْمُصَلّٰى وَالْبَيْتِ وَبَعْدَهَا فِي الْمُصَلّٰى فَقَطْ عَلٰى اخْتِيَارِ الْجُمْهُورِ .

ترجمہ اور مکروہ ہے نفل پڑھنا عید کی نماز سے پہلے عیدگاہ میں اور گھر میں اور عید کے بعد عیدگاہ میں صرف اکثر علماء کے اختیار کردہ فتوے کے مطابق۔

عیدین سے پہلے اور بعد میں نفلیں نہیں

نماز عیدین سے قبل گھر یا عیدگاہ میں نفلیں پڑھنا جائز نہیں ہے حتی کہ عورتیں بھی اس دن اشراق اور چاشت کی نماز اس وقت تک نہ پڑھیں جب تک کہ عید کی نماز با جماعت نہ پڑھی جائے۔ (شامی زکریا صفحہ ۵۰) صاحب نور الایضاح نے علی اختیار الجمہور کی قید لگا کر قاضی خان اور صاحب تحفہ وغیرہ پر رد کردیا ہے کیونکہ یہ حضرات اس بات کے قائل ہیں کہ عید کی نماز کے بعد عیدگاہ میں چار رکعتیں نفل پڑھنا جائز اور درست ہے۔ (تحفہ زکی علی مراقی الفلاح ص ۲۹۰)

﴿۸۶۳﴾ وَوَقْتُ صِحَّةِ صَلٰوةِ الْعِيدِ مِنِ ارْتِفَاعِ الشَّمْسِ قَدْرَ رُمْحٍ اَوْ رُمْحَيْنِ اِلٰی زَوَالِهَا

ارتفاع باب افتعال کا مصدر ہے بلند ہونا اور مجرد میں باب فتح سے رَفَعَ یَرْفَعُ رَفْعًا اٹھانا۔ رمح نیزہ (بارہ بالشت کی مقدار) جمع رِمَاح اور عبارت میں اس سے مراد سورج کا اتنا بلند ہو جانا ہے کہ جب نوافل وغیرہ پڑھنا جائز ہو جائے۔ (طحطاوی: ۲۹۰) مثلاً سورج نکلنے کے تقریباً پندرہ منٹ بعد۔ زوالہا ضمیر شمس کی جانب لوٹ رہی ہے۔

ترجمہ اور نماز عید کے صحیح ہونے کا وقت سورج کے بلند ہو جانے سے ایک یا دو نیزہ کی مقدار اس کے ڈھلنے تک ہے۔

عیدین کا وقت کب شروع ہوتا ہے؟

اس عبارت میں عیدین کے وقت کی ابتداء اور انتہا کو بیان کر رہے ہیں چنانچہ فرمایا کہ عیدین کا ابتدائی وقت سورج کے ایک دو نیزہ کے برابر اونچا ہو جانے سے شروع ہو جاتا ہے یعنی سورج نکلنے کے تقریباً چند منٹ کے بعد شروع ہو جاتا ہے لیکن نماز کا ایسا وقت مقرر کیا جائے کہ لوگ تمام تیاری کر کے آسانی سے عیدگاہ میں حاضر ہو سکیں اور عیدین کی نماز پڑھنے کا آخری وقت سورج ڈھلنے سے پہلے تک ہے چنانچہ اگر وقت ہونے سے پہلے عیدین کی نماز پڑھ لی تو وہ درست نہ ہوگی ایسے ہی اگر عیدین کی نماز پڑھتے ہوئے سورج ڈھل گیا تو نماز فاسد ہو جائے گی فاسد ہونے کا مطلب یہ ہے کہ وہ نماز جو پڑھ رہا تھا وہ نہیں ہوگی بلکہ اسے نفل نماز کا ثواب مل جائے گا۔ (شامی: ۷۷۹/۱)

﴿۸۶۴﴾ وَكَيْفِيَّةُ صَلوٰتِهِمَا اَنْ يَّنْوِيَ صَلوٰةَ الْعِيْدِ ثُمَّ يُكَبِّرُ لِلتَّحْرِيْمَةِ ثُمَّ يَقْرَأُ الثَّنَاءَ ثُمَّ يُكَبِّرُ تَكْبِيْرَاتِ الزَّوَائِدِ ثَلَاثًا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِيْ كُلٍّ مِّنْهَا ثُمَّ يَتَعَوَّذُ ثُمَّ يُسَمِّيْ سِرًّا ثُمَّ يَقْرَأُ الْفَاتِحَةَ ثُمَّ سُوْرَةً وَنُدِبَ اَنْ تَكُوْنَ سَبِّحِ اسْمَ رَبِّكَ الْاَعْلٰى ثُمَّ يَرْكَعُ فَاِذَا قَامَ لِلثَّانِيَةِ ابْتَدَأَ بِالْبَسْمَلَةِ ثُمَّ بِالْفَاتِحَةِ ثُمَّ بِالسُّوْرَةِ وَنُدِبَ اَنْ تَكُوْنَ سُوْرَةَ الْغَاشِيَةِ ثُمَّ يُكَبِّرُ تَكْبِيْرَاتِ الزَّوَائِدِ ثَلَاثًا وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ فِيْهَا كَمَا فِي الْاُوْلٰى۔

ترجمہ اور دونوں عیدوں کی نماز پڑھنے کی کیفیت یہ ہے کہ نیت کرے عید کی نماز کی پھر تکبیر تحریمہ کہے پھر ثنا پڑھے پھر تین مرتبہ تکبیرات زوائد کہے اٹھائے اپنے دونوں ہاتھوں کو ان میں سے ہر ایک میں پھر اعوذ باللہ پڑھے پھر بسم اللہ پڑھے آہستہ پھر سورۂ فاتحہ پڑھے پھر سورت اور مستحب ہے یہ کہ وہ سبح اسم ربك الاعلى ہو پھر رکوع کرے پھر جب کھڑا ہو دوسری رکعت کے لئے تو شروع کرے بسم اللہ سے پھر سورۂ فاتحہ اور پھر سورت اور مستحب ہے کہ وہ سورۂ غاشیہ ہو پھر تکبیرات زوائد کہے تین مرتبہ اور اٹھائے اپنے ہاتھوں کو ان میں جیسا کہ پہلی رکعت میں۔

نماز عید کی نیت و ترکیب نماز

اس عبارت میں نماز عیدین کی نیت اور ترکیب نماز اور مسنون قرأت بیان کر رہے ہیں:

۱ نماز عید کی نیت: نماز عید شروع کرتے وقت مقتدی کے دل میں یہ استحضار رہے کہ میں قبلہ رو ہو کر اس امام کے پیچھے دو رکعت واجب نماز ادا کر رہا ہوں جس میں چھ زائد واجب تکبیریں ہیں نیت کے لئے یہ استحضار کافی ہے زبان سے کلمات ادا کرنا ضروری نہیں ہے باقی اگر کوئی ادا کرلے تو ناجائز بھی نہیں۔ (الاشباہ: ۱/۸۳)

۲ ترکیب نماز عید: نماز عید کا طریقہ یہ ہے کہ نیت کے بعد تکبیر تحریمہ کہہ کر ہاتھ باندھ لیں، ثنا پڑھیں، اس کے بعد دونوں ہاتھ اٹھاتے ہوئے معمولی فصل سے تین مرتبہ تکبیر کہیں پہلی دو تکبیروں کے بعد ہاتھ چھوڑ دیتے رہیں اور تیسری تکبیر کے بعد ہاتھ باندھیں اس کے بعد امام تعوذ و تسمیہ آہستہ پڑھے پھر سورۂ فاتحہ اور کوئی سورت ملائے پھر رکوع سجدہ کر کے رکعت مکمل کرلیں، دوسری رکعت میں اولاً آہستہ بسم اللہ پڑھے پھر سورۂ فاتحہ اور کوئی سورت پڑھے اس کے بعد تین تکبیریں اسی طرح کہیں جیسے پہلی رکعت میں کہی تھیں اور درمیان میں ہاتھ نہ باندھیں اس کے بعد بغیر ہاتھ اٹھائے تکبیر کہہ کر رکوع میں چلے جائیں اور بقیہ نماز حسب معمول پوری کریں، اس تفصیل کے مطابق تکبیر تحریمہ اور رکوع کی تکبیریں ملا کر دونوں رکعتوں میں کل نو تکبیریں ہیں: پہلی رکعت میں پانچ، ایک تکبیر تحریمہ تین تکبیرات زوائد اور ایک رکوع کی تکبیر اور دوسری رکعت میں چار ہیں تین تکبیرات زوائد اور ایک رکوع کی تکبیر۔ (حلبی کبیر: ۵۶۷)

۳ جب عیدین کی نمازوں میں لمبی قرأت کا ارادہ ہوتا تو آپ سورۂ ق اور سورۂ القمر پڑھتے تھے اور جب ہلکی قرأت کرنا مقصود ہوتا تو سورۃ الاعلیٰ اور سورۃ الغاشیہ پڑھتے تھے، پہلی دو سورتوں میں اختصار کے ساتھ قرآن کریم کے تمام مقاصد بیان کئے گئے ہیں اور بہت بڑے اجتماع کے موقع پر اسی کی ضرورت ہوتی ہے کہ جامعیت کے ساتھ دین کا خلاصہ لوگوں کے سامنے آجائے اور آخری دو سورتوں میں آخرت کی منظر کشی ہے اور آخرت کی زندگی کو بنانے کی ترغیب ہے یہ مضامین بھی اہم ہیں، اجتماع کے لئے مناسب ہیں اسی کے پیش نظر مصنف نے فرمایا ہے کہ مستحب یہ ہے کہ سورۃ الاعلیٰ اور سورۃ الغاشیہ پڑھی جائے۔

﴿۸۶۵﴾ وَهٰذَا أَوْلَى مِنْ تَقْدِيمِ تَكْبِيرَاتِ الزَّوَائِدِ فِي الرَّكْعَةِ الثَّانِيَةِ عَلَى الْقِرَاءَةِ فَإِنْ قَدَّمَ التَّكْبِيرَاتِ عَلَى الْقِرَاءَةِ فِيهَا جَازَ.

اولیٰ اسم تفضیل زیادہ حقدار، زیادہ لائق، تثنیہ اولیان جمع اُوَل۔

ترجمہ: اور یہ زیادہ افضل ہے تکبیرات زوائد کو مقدم کرنے سے دوسری رکعت میں قرأت پر، پس اگر مقدم کرے تکبیرات کو قرأت پر دوسری رکعت میں تو (یہ بھی) جائز ہے۔

تکبیرات عیدین میں اختلاف ائمہ

اس عبارت کو سمجھنے کے لئے اولاً یہ بات ذہن نشین رکھنی چاہئے کہ ائمہ ثلاثہ (امام مالک، امام احمد، امام شافعی) کے

نزدیک عیدین کی پہلی رکعت میں قرأت سے پہلے سات تکبیریں ہیں اور دوسری رکعت میں قرأت سے پہلے پانچ تکبیرات ہیں پھر ان میں اختلاف ہے کہ پہلی رکعت میں جو سات تکبیریں ہیں وہ تکبیر تحریمہ کے علاوہ سات ہیں یا اس کے ساتھ سات ہیں؟ امام شافعی کے نزدیک تکبیر تحریمہ کے علاوہ سات ہیں اس لئے ان کے نزدیک زائد تکبیریں کل بارہ ہیں اور امام مالک واحمد کے نزدیک سات میں تکبیر تحریمہ بھی شامل ہے پس ان کے نزدیک تکبیرات زوائد گیارہ ہیں۔

اب سمجھئے صاحب کتاب یہ بتانا چاہتے ہیں کہ دونوں رکعتوں کی قرأتوں کے درمیان تکبیرات زوائد سے فصل نہ کرنا اور ہر رکعت میں تین زائد تکبیریں کہنا (یعنی ترکیب نماز عید جو ماقبل میں بیان کی گئی ہے) یہ افضل اور بہتر ہے اس سے کہ ہر رکعت میں تین سے زائد تکبیریں کہی جائیں اور دوسری رکعت میں قرأت سے پہلے کہی جائیں (جیسا کہ ائمہ ثلاثہ کا مذہب ہے) لیکن اگر کسی نے ایسا کر دیا تو بھی جائز ہے صرف غیر اولیٰ ہے اور رسول اللہ سے بارہ یا گیارہ تکبیرات زوائد بھی مروی ہیں اور چار چار بھی ثابت ہیں اور آپ کا آخری عمل چار چار تکبیریں کہنے کا تھا اس کے بعد جاننا چاہئے کہ یہ اختلاف اولیٰ اور غیر اولیٰ کا ہے جواز و عدم جواز کا نہیں احناف چار چار تکبیروں کو افضل قرار دیتے ہیں اور ائمہ ثلاثہ گیارہ یا بارہ تکبیروں کو افضل کہتے ہیں، اسی کی طرف صاحب کتاب یہاں عبارت میں رہنمائی کر رہے ہیں۔ (مراقی الفلاح: ۲۹۱)

﴿۸۶۶﴾ ثُمَّ يَخْطُبُ الْإِمَامُ بَعْدَ الصَّلٰوةِ خُطْبَتَيْنِ يُعَلِّمُ فِيْهِمَا أَحْكَامَ صَدَقَةِ الْفِطْرِ۔

ترجمہ پھر پڑھے امام دو خطبے نماز کے بعد بتائے ان میں صدقۃ الفطر کے احکام۔

عیدین کا خطبہ

عیدین کا خطبہ پڑھنا مسنون ہے، جو عید کی نماز کے بعد پڑھا جائے گا اور عیدین کا خطبہ شروع کرنے سے قبل ۹ مرتبہ لگاتار تکبیرات تشریق پڑھنا مستحب ہے جبکہ دوسرے خطبہ کے شروع میں سات تکبیرات پڑھنا منقول ہے۔ (درمختار: ۱/۷۸۳)

آگے فرماتے ہیں کہ امام اپنے خطبہ میں لوگوں کو صدقۂ فطر کے احکام خمسہ کی تعلیم دے یعنی یہ بتائے کہ صدقۂ فطر کس پر واجب ہے کس کے لئے واجب ہے کب واجب ہے کتنا واجب ہے اور کس چیز سے واجب ہے۔

﴿۸۶۷﴾ وَمَنْ فَاتَتْهُ الصَّلٰوةُ مَعَ الْإِمَامِ لَا يَقْضِيْهَا۔

فاتت ماضی معروف واحد مؤنث غائب باب (ن) مصدر فوتا وفواتا کوئی چیز چھوٹ جانا پھر اسے نہ پاسکنا جیسے فاتته الصلوة او الركعة الاولىٰ ۔ فاته القطار اس کی ٹرین چھوٹ گئی۔

ترجمہ اور جس شخص کی چھوٹ گئی نماز عید امام کے ساتھ تو اس کی قضا نہیں کرے گا۔

عیدین کی قضا

اگر کسی شخص سے نماز عیدین فوت ہو جائے تو پھر اس شخص کے حق میں قضا نہیں ہے اگر چہ اس کا فوت ہونا خود اس کے فاسد کرنے سے ہوا ہو اس طرح کہ ایک شخص امام کے ساتھ نماز عید میں شریک ہوا اور امام سے پہلے ہی فارغ ہو گیا۔ امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ فاسد کر لے کی صورت میں قضا لازم ہے مگر قول اول ہی اصح ہے۔ (شامی: ۱/۷۸۳) علامہ شامی فرماتے ہیں کہ مع الامام، فاتت کی ضمیر سے حال واقع ہے اور عبارت کا مطلب یہ ہے کہ امام نے تو نماز عید پڑھ لی حالانکہ مقتدی رہ گیا تو اب مقتدی قضاء نہ کرے گا اور اگر امام و مقتدی دونوں ہی کی نماز فوت ہو گئی تو پھر قضا لازم ہے۔

(حوالہ بالا)

﴿۸۶۸﴾ وَتُؤَخَّرُ بِعُذْرٍ اِلَی الْغَدِ فَقَطْ.

تؤخر فعل مضارع مجہول واحد مؤنث غائب باب تفعیل سے تاخیراً مصدر ہے پیچھے کرنا، لیٹ کرنا، ملتوی کرنا۔ غد آئندہ کل کا دن۔ مستقبل وہ دن جو دور ہو لیکن اس کی آمد متوقع ہو۔

ترجمہ اور مؤخر کی جا سکتی ہے کسی عذر کے باعث صرف اگلے روز تک۔

بارش کی وجہ سے عید کی نماز مؤخر کرنا

اگر کسی عذر مثلاً بارش وغیرہ کی وجہ سے عید الفطر کی نماز ایک دن مؤخر کر کے دوسرے دن پڑھی جائے تو جائز ہے۔

﴿۸۶۹﴾ وَاَحْکَامُ الْاَضْحٰی کَالْفِطْرِ لٰکِنَّہٗ فِی الْاَضْحٰی یُؤَخِّرُ الْاَکْلَ عَنِ الصَّلٰوۃِ.

اضحی یہ جمع ہے اس کا واحد اضحاۃ ہے، یوم الاضحی قربانی کا دن۔

ترجمہ اور بقر عید کے احکام عید الفطر جیسے ہیں لیکن بقر عید میں مؤخر کر دے کھانے کو نماز سے۔

بقر عید کی نماز سے پہلے کچھ نہ کھانا مستحب ہے

عید الاضحی میں نماز سے پہلے کچھ نہ کھانا پینا مستحب ہے نماز کے بعد اپنی قربانی کا گوشت کھائے۔ (در مختار مع الشامی: ۱/۷۸۴) کیونکہ بھوکا ہوگا تو قربانی کا گوشت رغبت سے کھائے گا البتہ چائے پی سکتا ہے اور پان کھا سکتا ہے کیونکہ اس سے پیٹ نہیں بھرتا، اسی طرح اگر قربانی کرنے میں بہت دیر ہو سکتی ہو تو ناشتہ بھی کر سکتا ہے، عرب لوگ خود ذبح کرتے تھے اور ان کا گوشت دس منٹ میں پک جاتا تھا اور ہمارے احوال ان سے مختلف ہیں)(تحفۃ الالمعی: ۲/۳۴۰)

﴿۸۷۰﴾ وَیُکَبِّرُ فِی الطَّرِیْقِ جَهْرًا وَیُعَلِّمُ الْاُضْحِیَّۃَ وَتَکْبِیْرَ التَّشْرِیْقِ فِی الْخُطْبَۃِ

وَتَوخّر بعُذرٍ إلٰى ثلاثَةِ أيّام.

تشریق لغوی معنی گوشت کو لٹکا دینا تا کہ سورج کی تپش سے خشک ہو جائے اور عرب میں لوگ قربانی کے گوشت کو سکھاتے ہیں گیارہ بارہ تیرہ میں اس لئے ان ایام کو ایام تشریق کہا جاتا ہے (ہمارے یہاں بھی مختلف انداز میں لوگ مصالحہ جات وغیرہ ڈال کر کافی عرصہ تک گوشت رکھتے ہیں) بعض حضرات فرماتے ہیں کہ تشریق بمعنی التکبیر بالجہر ہے چونکہ ان ایام میں نمازوں کے بعد بلند آواز سے تکبیر کہی جاتی ہے اس لئے ان ایام کا نام ایام تشریق رکھ دیا گیا ہے۔
الاضحیۃ جمع اضاحی قربانی کا جانور، ذبیحہ۔

ترجمہ اور تکبیر کہتا رہے راستہ میں بلند آواز سے اور بتلائے خطبہ میں قربانی اور تکبیر تشریق اور موخر کی جاسکتی ہے عذر کی وجہ سے تین دن تک۔

بقر عید کی نماز کو ملتوی کرنا

فرماتے ہیں کہ عیدگاہ جاتے ہوئے راستہ میں با آواز بلند تکبیر کہے اس میں کسی کا اختلاف نہیں ہے اور امام نماز عید کے بعد اپنے خطبوں میں لوگوں کو قربانی اور تکبیر تشریق کے احکام سکھائے یعنی بتلائے کہ ہر عاقل بالغ آزاد مسلمان صاحب نصاب پر قربانی واجب ہے اور قربانی کے لئے تین قسم کے جانور ہیں: (۱) اونٹ نر و مادہ یہ سب سے اعلیٰ ہے، جو پانچ سال کا ہونا ضروری ہے۔ (۲) گائے، بیل، بھینس، بکرا، بکری، بچھڑا اور بچھڑی یہ درمیانی ہیں پورے دو سال کے ہونے ضروری ہیں۔ (۳) بکری، بکرا، بھیڑ، دنبہ یہ ادنیٰ ہیں جو ایک سال کے ہونے ضروری ہیں ہاں اگر بھیڑ اور دنبہ چھ ماہ کے ہوں اور اتنے موٹے تازے ہوں کہ سال بھر کے معلوم ہوتے ہوں تو بھی قربانی درست ہے۔ (تکبیر تشریق اور احکام قربانی اس جمعہ میں سکھائے جو بقر عید سے پہلے آیا ہے یہ زیادہ مناسب ہے) اس کے بعد صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ عید الاضحیٰ کی نماز میں اتفاقیہ کوئی عذر پیش آجائے تو گیارہویں بارہویں تاریخ کو بھی ادا کی جاسکتی ہے۔

﴿۸۶۷﴾ وَالتّعريفُ لَيْسَ بِشَيْءٍ

ترجمہ اور عرفات منانے کی کچھ اصلیت نہیں ہے۔

تشریح لغت کے اعتبار سے تعریف عرفات میں ٹھہرنے کو کہتے ہیں۔ مگر یہاں پر مراد یہ ہے کہ عرفہ کے دن لوگ کسی میدان میں جمع ہو کر حاجیوں کی طرح دعا کریں خوب گڑگڑائیں وغیرہ وغیرہ کیا ایسا کرنا صحیح ہے؟ صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ یہ کوئی شئی چیز نہیں ہے جس پر ثواب مرتب ہو بلکہ ایسا کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ (شامی: ۲/۷۸۴)

﴿۸۶۷﴾ وَيَجِبُ تَكْبِيرُ التَّشْرِيقِ مِنْ بَعْدِ فَجْرِ عَرَفَةَ إلٰى عَصْرِ العِيدِ مَرَّةً فَوْرَ كُلِّ

فَرْضٍ أُدِّيَ بِجَمَاعَةٍ مُسْتَحَبَّةٍ عَلَى إِمَامٍ مُقِيْمٍ بِمِصْرٍ وَعَلَى مَنِ اقْتَدَى بِهِ وَلَوْ كَانَ مُسَافِرًا أَوْ رَقِيْقًا أَوْ أُنْثَى عِنْدَ أَبِي حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ وَقَالَا يَجِبُ فَوْرَ كُلِّ فَرْضٍ عَلَى مَنْ صَلَّاهُ وَلَوْ مُنْفَرِدًا أَوْ مُسَافِرًا أَوْ قَرَوِيًّا إِلَى عَصْرِ الْخَامِسِ مِنْ يَوْمِ عَرَفَةَ وَبِهِ يُعْمَلُ وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى وَلَا بَأْسَ بِالتَّكْبِيْرِ عَقْبَ صَلٰوةِ الْعِيْدَيْنِ.

مستحبۃ یہ قید احترازی ہے عورتوں اور غلاموں کی جماعت نکل گئی۔ رقیق غلام، واحد جمع کے لئے یکساں آتا ہے کبھی اس کی جمع ارقاء لاتے ہیں، مؤنث کے لئے رقیق یا رقیقۃ بولتے ہیں۔ انثی ، مادہ جمع اناث ۔ قروی خلاف قیاس، قریۃ کی طرف منسوب، دیہاتی، گاؤں کا باشندہ۔ فور ہر چیز کا ابتدائی حصہ، فورا، فی الفور، اسی وقت فوری طور پر، ابھی، ہاتھ کے ہاتھ۔

ترجمہ اور واجب ہوتی ہے تکبیر تشریق عرفہ کی فجر کے بعد سے عید کی عصر تک ایک مرتبہ ہر اس فرض نماز کے فوراً بعد جو ادا کی گئی ہو مستحب جماعت سے ایسے امام پر جو مقیم ہو شہر میں اور ہر اس شخص پر جو اس کا مقتدی ہے اگرچہ یہ مقتدی مسافر ہو یا غلام یا عورت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک اور فرمایا صاحبینؒ نے کہ واجب ہوتی ہے ہر فرض نماز کے فوراً بعد اس شخص پر جو فرض نماز ادا کرے اگرچہ وہ تنہا نماز پڑھنے والا ہو یا مسافر ہو یا گاؤں کا رہنے والا ہو، ۹ ذی الحجہ سے پانچویں دن کی عصر تک اور اسی پر عمل کیا جاتا ہے اور اسی پر فتویٰ ہے اور کوئی حرج نہیں تکبیر تشریق پڑھنے میں عیدین کی نماز کے بعد۔

(۱) تکبیر تشریق کب سے کب تک ہے؟

حضرت امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ تکبیر تشریق کی ابتداء عرفہ کے دن یعنی ذی الحجہ کی نویں تاریخ کی فجر کی نماز سے ہوگی اور ان کا اختتام ۱۰ ذی الحجہ کی نماز عصر کے بعد تک ہے اس طرح امام صاحب کے نزدیک صرف آٹھ نمازوں کے بعد تکبیر تشریق کہی جائے گی، نیز امام صاحب کے نزدیک عورتوں گاؤں والوں (جہاں نماز جمعہ نہیں) مسافر اور تنہا نماز پڑھنے والوں پر تکبیر تشریق نہیں ہے، ہاں اگر کسی مسافر یا غلام یا عورت نے کسی امام کی اقتداء میں باجماعت نماز پڑھی تو اب تکبیر تشریق واجب ہے، صاحبینؒ فرماتے ہیں کہ تکبیر تشریق نویں ذی الحجہ کی نماز فجر سے تیرہویں ذی الحجہ کی نماز عصر تک ہر فرض نماز کے فوراً بعد مردوں کے لئے آواز بلند اور عورتوں کیلئے ایک مرتبہ آہستہ کہنا واجب ہے کل ۲۳ نمازیں ہو جاتی ہیں جن کے بعد تکبیر تشریق واجب ہے اور نماز عید الاضحیٰ کو ملا کر ۲۴ نمازیں ہو جاتی ہیں۔

(۲) تکبیر تشریق کتنی مرتبہ پڑھی جائے؟

تکبیر تشریق اصلاً ایک مرتبہ واجب ہے تاہم کوئی شخص ایک سے زیادہ مرتبہ پڑھ لے تو بھی کوئی حرج نہیں۔
(درمختار زکریا ۳/۶۲، کتاب المسائل:۴۴۳)

(۳) تکبیر تشریق کن لوگوں پر واجب ہے؟

تکبیر تشریق مقیم مسافر منفرد جماعت اہل شہر اور دیہات کے رہنے والوں پر واجب ہے ایسے ہی عورتوں پر بھی تکبیر تشریق واجب ہے لیکن وہ بالکل آہستہ آہستہ پڑھیں گی اور مسبوق پر بھی تکبیر تشریق واجب ہے وہ اپنی بقیہ رکعات پوری کرنے کے بعد پڑھے گا فتویٰ اور عمل صاحبین کے قول پر ہے۔ آگے صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ عیدین کی نماز کے بعد تکبیر تشریق پڑھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

اختیاری مطالعہ

تکبیر تشریق بھول جانا

تکبیر تشریق پڑھنا واجب ہے اگر کوئی مانع فعل صادر ہو جائے مثلاً مسجد سے باہر نکل گیا یا کوئی بات چیت کر لی یا جان بوجھ کر وضو توڑ دیا تو ان تمام صورتوں میں تکبیر تشریق ساقط ہو جائے گی لیکن سہواً وضو ٹوٹ جائے تو تکبیر کہہ لے اور اگر قبلہ سے سینہ پھر گیا تو اس میں دو روایتیں ہیں لہٰذا احتیاطاً تکبیر کہہ لی جائے۔ (شامی زکریا: ۳/۶۳، احسن الفتاویٰ ۴/۱۲۳، کتاب المسائل ص ۴۴۵)

﴿۸۷۳﴾ وَالتَّكْبِيْرُ اَنْ يَّقُوْلَ اَللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ لَا اِلٰهَ اِلَّا اللّٰهُ وَاللّٰهُ اَكْبَرُ اَللّٰهُ اَكْبَرُ وَلِلّٰهِ الْحَمْدُ.

ترجمہ اور تکبیر یہ ہے کہ کہے اللہ بہت بڑا ہے اللہ بہت بڑا ہے اللہ کے سوا کوئی معبود نہیں اور اللہ بہت بڑا ہے اللہ عظیم تر ہے اور اللہ ہی کیلئے تمام تعریفیں ہیں۔

تکبیر تشریق کی ابتداء کب سے ہوئی؟

تکبیر تشریق فرض نماز کے بعد ایک مرتبہ پڑھنا واجب ہے اور تکبیر تشریق میں تین معزز اور مقرب بندوں کے الفاظ موجود ہیں: (۱) جب حضرت اسماعیلؑ کو ذبح کیا جا رہا تھا اور حضرت جبرئیل امینؑ مینڈھا لیکر تشریف لا رہے تھے تو حضرت اسماعیلؑ کو ذبح کرنے میں عجلت محسوس کرتے ہوئے فرمایا: اللّٰہ اکبر اللّٰہ اکبر (۲) جب حضرت ابراہیمؑ نے آسمانی قربانی کو دیکھا تو فرمایا: لا الٰہ الا اللّٰہ واللّٰہ اکبر (۳) جب حضرت اسماعیلؑ کو فدیہ کی خبر ہوئی تو فرمایا: اللّٰہ اکبر وللّٰہ الحمد۔ (شامی: ۱/۷۸۵)

بَابُ صَلٰوةِ الْكُسُوْفِ وَالْخُسُوْفِ وَالْاَفْزَاعِ

کسوف اس کے لغوی معنی ہے تاریک ہونا کَسَفَ یَکْسِفُ کُسُوْفاً سورج کو گہن لگنا۔ خسوف خسف

یخسف خسوفا (ض) والمخسف دھنس جانا، نیچے اتر جانا، چاند کو گہن لگنا۔ کسوف اور خسوف دونوں عام لفظ ہیں، سورج گہن اور چاند گہن دونوں پر دونوں کا اطلاق ہوجاتا ہے مگر عامۃ سورج گہن کے لئے کسوف اور چاند گہن کے لئے خسوف استعمال ہوتا ہے۔ الفزاع یہ جمع ہے اس کا واحد فزع ہے، ڈر گھبراہٹ فزع یفزع فزعا (س) ڈرنا گھبرا جانا سہمنا۔ جاننا چاہئے کہ صلوٰۃ الکسوف میں اضافت تعریف کے لئے ہے اور اس کا مطلب یہ ہے کہ کسی چیز کی نسبت کرنا اس کے سبب کی جانب اور یہاں نماز کا سبب کسوف ہے۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح)

ترجمہ سورج گہن، چاند گہن اور گھبراہٹ کی نماز کا بیان

﴿۸۷۴﴾ سُنَّ رَكْعَتَانِ كَهَيْئَةِ النَّفْلِ لِلْكُسُوْفِ بِإِمَامِ الْجُمُعَةِ أَوْ مَأْمُوْرِ السُّلْطَانِ.

هيئة شکل، صورت، طریقہ جمع هيئات هاء يهاء هيئة باب (ف) اچھی شکل کا ہونا۔

ترجمہ سنت قرار دی گئی ہیں دو رکعت نوافل کی طرح سورج گرہن کے لئے جمعہ کے امام یا بادشاہ کے مامور کے ساتھ۔

سورج گرہن کی نماز

جب سورج گرہن ہوجائے تو کم از کم دو رکعت نماز باجماعت ادا کرنا مسنون ہے، دو سے زیادہ رکعات بھی پڑھ سکتے ہیں اور اگر جماعت کا موقع نہ ہو تو اکیلے اکیلے بھی پڑھ سکتے ہیں، آگے فرماتے ہیں کہ جو شرطیں جمعہ کے صحیح ہونے کے لئے ہیں وہی شرطیں سورج گرہن کی نماز کیلئے ہیں علاوہ خطبہ کے کہ اس میں خطبہ نہیں ہے، سورج گرہن کی نماز کے لئے تین چیزیں مستحب ہیں: (۱) امام کا ہونا۔ (۲) وقت کا ہونا یعنی وہ وقت نہ ہو کہ جس کے اندر نوافل مکروہ ہیں اگر مکروہ وقت مثلاً زوال یا عصر کے بعد سورج کا گرہن ہونا ظاہر ہو تو ان اوقات میں نماز کسوف نہیں پڑھی جائے گی بلکہ لوگوں کو دعا واستغفار میں مشغول ہونے کا حکم دیا جائے گا۔ (۳) جگہ کا ہونا جیسے عیدگاہ یا جامع مسجد۔ (درمختار مع الشامی: ۱/۷۸۸-۷۸۹)

﴿۸۷۵﴾ بِلَا أَذَانٍ وَلَا إِقَامَةٍ.

ترجمہ بغیر اذان اور تکبیر کے۔

نماز کسوف میں اذان واقامت

فرماتے ہیں کہ جیسے نفل نماز میں اذان اور تکبیر نہیں ہے ایسے ہی سورج گرہن کی نماز کے لئے باقاعدہ اذان اور تکبیر نہیں کہی جائے گی البتہ لوگوں کو جمع کرنے کے لئے اعلان کرایا جائے گا۔

﴿۸۷۶﴾ وَلَا جَهْرٍ .

ترجمہ اور بغیر جہر کے۔

نمازِ کسوف میں قراءت جہراً ہوگی یا سراً؟

امام ابوحنیفہؒ کی رائے یہ ہے کہ نمازِ کسوف میں امام آہستہ قراءت کرے گا کیونکہ وہ دن کی نماز ہے اور دن کی نمازیں گونگی ہوتی ہیں اور امام ابو یوسفؒ جہری قراءت کے قائل ہیں، اس لئے اگر مقتدیوں کو اکتاہٹ سے بچانے کی غرض سے نمازِ کسوف میں جہری قراءت کی جائے تو اس میں کوئی حرج نہیں۔ وعن محمد روایتان. (شامی بیروت:۳/۲۳)

فائدہ: چاند گرہن میں اگر جماعت کریں تو قراءت بالاتفاق جہراً ہوگی اس لئے کہ وہ رات کی نماز ہے۔

﴿۸۷۷﴾ وَلَا خُطْبَةٍ .

ترجمہ اور بغیر خطبہ کے۔

سورج گرہن کے موقع پر خطبہ ہے یا نہیں؟

فرماتے ہیں کہ سورج گرہن کے موقع پر نبیؐ نے اللہ کی بڑائی بیان کرنے نماز پڑھنے اور صدقہ خیرات کا حکم دیا ہے اور خطبہ کا آپ نے حکم نہیں فرمایا اور آپ نے نماز کے بعد جو خطبہ دیا تھا وہ ایک مخصوص تنبیہ تھی جو اس وقت کے مناسب تھی کیونکہ عربوں کے تصورات یہ تھے کہ جب کوئی حادثہ یا نئی بات پیش آتی ہے تو کائنات سوگ مناتی ہے چونکہ اس دن آپ کے صاحبزادے حضرت ابراہیمؓ کا انتقال ہوا تھا تو لوگوں میں یہ چرچا شروع ہو گیا کہ آج سورج نے بھی سوگ منایا، نبیؐ نے نماز کے بعد ایک مختصر تقریر فرمائی اور اس میں یہ بات واضح کی کہ سورج اور چاند کسی کی موت یا حیات پر گہن نہیں ہوتے بلکہ یہ اللہ تعالیٰ کی قدرت کی نشانیاں ہیں جو اللہ تعالیٰ مخلوق کو دکھاتے ہیں۔ (شامی:۱/۶۸۹)

﴿۸۷۸﴾ بَلْ يُنَادَى الصَّلٰوةُ جَامِعَةٌ .

ینادی فعل مضارع مجہول صیغہ واحد مذکر غائب باب مفاعلہ مصدر مُنَادَاۃ پکارنا۔ الصلوٰۃ جامعۃ مسجد چلو جماعت ہورہی ہے، اس عبارت کو چار طریقہ سے پڑھ سکتے ہیں: (۱) دونوں کو نصب پڑھنا تقدیری عبارت اس طرح ہوگی: احضروا الصلوٰۃ فی حال کونہا جامعۃ ۔ نماز کے لئے حاضر ہو جاؤ اس حال میں کہ وہ جمع کرنے والی ہے۔ (کھڑی ہونے والی ہے)

(۲) مبتداء اور خبر کی وجہ سے دونوں کو مرفوع پڑھنا (۳) اول کو فعل محذوف کا مفعول ہونے کی وجہ سے منصوب

پڑھنا اور ثانی کو مبتداء محذوف کی خبر ہونے کی وجہ سے مرفوع پڑھنا اصل عبارت ہوگی احضروا الصلوۃ ھی جامعۃ نماز کے لئے حاضر ہو جاؤ وہ جمع کرنے والی ہے۔ (۴) اول فاعل کی بنا پر مرفوع ہوگا اور دوسرا حال ہونے کی وجہ سے منصوب ہوگا اصل عبارت اس طرح ہوگی: حضرت الصلوۃ حال کونھا جامعۃ (شامی: ۱/۷۸۹) نماز حاضر ہوگئی (جماعت کھڑی ہوگئی) اس حال میں کہ وہ اکٹھا کرنے والی ہے۔

ترجمہ بلکہ آواز لگائی جائے گی مسجد جو جماعت ہو رہی ہے۔

تشریح فرماتے ہیں کہ سورج گرہن کی نماز کے لئے اذان تو نہیں دی جائے گی بلکہ لوگوں کو جمع کرنے کیلئے یہ اعلان کرایا جائے گا جو متن میں موجود ہے۔

﴿۸۷۹﴾ وَسُنَّ تَطْوِيْلُهُمَا وَتَطْوِيْلُ رُكُوْعِهِمَا وَسُجُوْدِهِمَا .

ترجمہ اور سنت قرار دیا گیا اس کی دونوں رکعتوں کا اور ان کے رکوع اور سجدوں کا لمبا کرنا۔

نمازِ کسوف میں قراءت کی مقدار

نماز کسوف میں امام کو چاہئے کہ لمبی قراءت کرے مثلاً سورۂ بقرہ اور سورۂ آل عمران پڑھے، اسی مناسبت سے رکوع اور سجدہ وغیرہ بھی طویل کرے جیسا کہ احادیث سے نبی کا عمل ثابت ہے۔ (درمختار مع الشامی بیروت: ۳/۶۳)

﴿۸۸۰﴾ ثُمَّ يَدْعُو الْإِمَامُ جَالِسًا مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ إِنْ شَاءَ أَوْ قَائِمًا مُسْتَقْبِلَ النَّاسِ وَهُوَ أَحْسَنُ وَيُؤَمِّنُوْنَ عَلٰى دُعَائِهِ حَتّٰى يَكْمُلَ انْجِلَاءُ الشَّمْسِ .

يؤمنون فعل مضارع مثبت معروف صیغہ واحد مذکر غائب باب تفعیل مصدر تامین آمین کہنا اور آمین اسم فعل ہے بمعنی قبول کر، ایسا ہی ہو۔ انجلاء باب انفعال کا مصدر ہے ظاہر ہونا۔

ترجمہ پھر دعا مانگے امام قبلہ رخ بیٹھ کر اگر چاہے یا کھڑا ہو کر لوگوں کی طرف رخ کر کے اور یہ زیادہ اچھا ہے اور آمین کہتے رہیں اس کی دعا پر تا آنکہ سورج مکمل طور پر کھل جائے۔

سورج گرہن کی اہمیت

بہتر یہ ہے کہ اتنی لمبی نماز ہو کہ گرہن کا پورا وقت نماز ہی میں صرف ہو جائے لیکن اگر یہ نہ ہو سکے تو نماز کے بعد دعاؤں میں مشغول رہنا مستحب ہے تا آنکہ گرہن کا اثر بالکل ختم ہو جائے اور اس وقت امام اگر چاہے تو لوگوں کی طرف رخ کر کے جہری دعا بھی کرا سکتا ہے، وھو احسن اور لوگ اس کی دعا پر آمین کہتے رہیں۔ (درمختار مع الشامی: ۳/۶۴، کتاب المسائل: ۴۲۸)

﴿۸۸۱﴾ وَاِنْ لَمْ يَحْضُرِ الْاِمَامُ صَلَّوْهُ فُرَادىٰ كَالْخُسُوْفِ وَالظُّلْمَةِ الْهَائِلَةِ نَهَارًا وَالرِّيْحِ الشَّدِيْدَةِ وَالْفَزَعِ.

ظلمة جمع ظلمات اندھیری۔ ھائلة اسم فاعل باب نصر ھَالَ يَهُوْلُ هَوْلًا گھبراہٹ میں ڈالنا ہائل کے معنی خوفناک۔

ترجمہ اور اگر امام موجود نہ ہو تو نماز پڑھ لیں تنہا تنہا جیسا کہ چاند گرہن میں اور دن کے وقت خوفناک تاریکی میں اور سخت آندھی یا پریشانی کے وقت۔

تشریح تمام ائمہ متفق ہیں کہ سورج گرہن میں باجماعت نماز سنت ہے لیکن اگر امام نہ ہو تو تنہا پڑھنا جائز ہے جیسے چاند گرہن کے موقع پر جماعت کے ساتھ نماز پڑھنا جائز تو ہے مگر تنہا پڑھنا سنت ہے اس کے بعد فرماتے ہیں کہ اگر تیز آندھی چلنے لگے یا دن میں خلاف معمول اندھیرا چھا جائے یا رات میں حیرت انگیز طور پر روشنی نظر آنے لگے یا زلزلہ وغیرہ کے دہشت زدہ واقعات پیش آجائیں یا وبائی امراض پھیل جائیں تو ایسے حالات میں بلا جماعت تنہا نفل نمازیں پڑھنا بہتر ہے۔ (درمختار مع الشامی بیروت: ۳/۶۴-۶۵، کتاب المسائل: ۳۶۸)

اختیاری مطالعہ

اگر سورج گرہن کے درمیان افق پر بادل چھا جائے تو کیا کریں؟

اگر سورج گرہن کے وقت آسمان پر بادل چھا جائے یا گرد و غبار آجائے جس سے سورج گرہن کا مشاہدہ نہ ہو سکے تب بھی نماز کسوف پڑھی جائے گی۔ (شامی بیروت: ۳/۶۴، کتاب المسائل: ۳۶۷)

عورتیں نماز کسوف اکیلے پڑھیں گی

سورج گرہن ہونے کے وقت عورتوں کو چاہئے کہ وہ اپنے اپنے گھروں میں نماز دعا و عبادت میں مشغول رہیں، جماعت میں شریک نہ ہوں۔ (شامی بیروت: ۳/۶۳، کتاب المسائل: ۳۶۸)

بَابُ الْاِسْتِسْقَاءِ

(بارش طلبی کا بیان)

استسقاء کے لغوی معنی: اللہ سے پانی مانگنا۔

اصطلاحی تعریف: قحط سالی کے موقع پر مخصوص کیفیت کے ساتھ دعا مانگنے یا نماز پڑھنے کو کہتے ہیں۔

استسقاء کی مشروعیت: اس کی مشروعیت ماہِ رمضان ۹ ہجری میں ہوئی۔ (عمدۃ القاری: ۵/۲۵۷)

﴿۸۸۴﴾ لَهٗ صَلٰوةٌ مِنْ غَيْرِ جَمَاعَةٍ وَلَهُ اسْتِغْفَارٌ .

ترجمہ: اس کے لئے نماز ہے بغیر جماعت کے اور اس کے لئے (صرف) استغفار (بھی) ہے۔

بارش طلبی کی صورتوں کا بیان

اگر کسی علاقہ میں بارش نہ ہونے اور آب رسانی کے اسباب مفقود ہونے کی وجہ سے قحط سالی کی نوبت آجائے تو وہاں کے لوگوں کے لئے باجماعت نمازِ استسقاء پڑھنا اور بارش کی دعا مانگنا مستحب ہے۔ روایات سے بارش طلبی کی تین صورتیں ثابت ہیں: (۱) لوگ بستی سے نکل کر کسی جگہ اکٹھے ہوں اور بارش کے لئے دعا کریں۔ (۲) جمعہ کے خطبہ میں بارش کے لئے دعا کی جائے۔ (۳) نبی لوگوں کو لے کر عیدگاہ تشریف لے گئے اور وہاں جماعت سے دو رکعت ادا فرمائی اس کے بعد مختصر تقریر کی اس کے بعد دعا مانگی، اب یہ سمجھنا ہے کہ صاحبینؒ کے نزدیک استسقاء کے لئے نماز باجماعت مسنون ہے اور اس کا طریقہ وہی ہے جو نمازِ عید کا ہے یعنی اذان واقامت کے بغیر جماعت قائم کی جائے گی بس فرق یہ ہے کہ عید کی نماز میں زائد تکبیرات ہوتی ہیں، استسقاء میں نہیں ہوتی اور آبادی سے باہر جا کر دو رکعت نماز باجماعت جہری قراءت کے ساتھ پڑھیں۔

اور امام اعظمؒ فرماتے ہیں کہ بارش طلبی کے لئے نماز نہیں ہے، بظاہر امام اعظمؒ کے اس قول کا مطلب یہ سمجھا گیا ہے کہ آپ کے نزدیک نمازِ استسقاء مشروع نہیں اور فقہ حنفی کی اکثر کتابوں میں یہی بات لکھی ہے مگر یہ مطلب صحیح نہیں بلکہ اس قول کا مطلب یہ ہے کہ استسقاء کے لئے نماز ضروری نہیں اس کے بغیر بھی استسقاء ہوسکتا ہے لوگ بارش کی دعا کرنے کے لئے کسی جگہ جمع ہوں اور دعا مانگیں تو بھی استسقاء ہے، فرض نمازوں کے بعد یا جمعہ کے بعد یا خطبہ میں بارش کے لئے دعا کریں تو یہ بھی استسقاء ہے اور باقاعدہ عیدگاہ جا کر دو رکعت پڑھیں پھر دعا مانگیں تو یہ بھی استسقاء ہے اور تمام صورتیں جائز ہیں صرف نماز پڑھنا ہی استسقاء کا طریقہ نہیں، امام صاحب کے قول کا صحیح مطلب یہی ہے۔

(مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۳۰۰، تحفۃ الالمعی ۲/۳۳۷، نورالایضاح حاشیہ ۳)

اختیاری مطالعہ

نمازِ استسقاء اکیلے پڑھنا

اگر نماز باجماعت کا موقع نہ ہو تو لوگوں کا تنہا ہو کر انفرادی طور پر استسقاء کی نماز پڑھنا یا صرف اجتماعی دعا کرنا بھی درست ہے (درمختار مع الشامی زکریا: ۳/۷۲)

اگر نماز استسقاء سے پہلے ہی بارش ہوگئی

اگر نماز استسقاء کا اعلان کردیا گیا تھا لیکن ابھی لوگ جمع نہیں ہو پائے تھے کہ بارش ہوگئی تو بھی مستحب یہ ہے کہ اللہ کا شکر بجالانے کے لئے حسب پروگرام لوگ جمع ہوکر نماز و دعا کا اہتمام کریں۔ (درمختار مع الشامی زکریا: ۳/۷۳)

﴿۸۸۳﴾ وَيُسْتَحَبُّ الْخُرُوْجُ لَهٗ ثَلَاثَةَ اَيَّامٍ مُشَاةً فِيْ ثِيَابٍ خَلِقَةٍ غَسِيْلَةٍ اَوْ مُرَقَّعَةٍ مُتَذَلِّلِيْنَ مُتَوَاضِعِيْنَ خَاشِعِيْنَ لِلّٰهِ تَعَالٰى نَاكِسِيْنَ رُؤُوْسَهُمْ مُقَدِّمِيْنَ الصَّدَقَةَ كُلَّ يَوْمٍ قَبْلَ خُرُوْجِهِمْ وَيُسْتَحَبُّ اِخْرَاجُ الدَّوَابِّ وَالشُّيُوْخِ الْكِبَارِ وَالْاَطْفَالِ ۔

له میں ضمیر کا مرجع استسقاء ہے۔ مشاة یہ ماش کی جمع ہے پیدل، اور مشاة کے معنی پیدل دستہ۔ مشی یمشی مشیا باب ضرب سے چلنا۔ خلقة پرانا، کہتے ہیں خلق الثوب خلقا وخلاقة وخلوقة پرانا ہونا۔ غسیلة یہ مؤنث ہے، اس کی جمع غسالی ہے اور غسیل دھویا ہوا یا دھونے کے قابل کپڑا، اس کی جمع غسلی اور غسلاء آتی ہے۔ مرقعة اسم مفعول ہے، باب تفعیل سے رقع یرقع ترقیعا پیوند لگانا، کپڑے کی گٹھائی کرنا اور مرقعة کے معنی ہوں گے پیوند لگا ہوا۔ متذللین اسم فاعل جمع مذکر ہے باب تفعل سے تذلل یتذلل تذللا فهو متذلل عاجزی اختیار کرنا، ذلیل بننا۔ متواضعین اسم فاعل جمع ہے باب تفاعل سے تواضع تواضعا ذلیل وعاجز ہونا۔ خاشعین اسم فاعل جمع ہے خشع یخشع خشوعا باب فتح سے گڑگڑانا، اظہار عجز کرنا، غرور کو چھوڑنا اور بے حیثیت بنانا۔ ناکسین اسم فاعل جمع کا صیغہ ہے باب نصر سے نکس ینکس نکسا ذلت وشرمندگی سے سر جھکانا۔ دواب یہ جمع ہے اس کا واحد دابة ہے، جانور مویشی چوپایہ۔ شیوخ یہ جمع ہے اس کا واحد شیخ ہے بوڑھا، عمر رسیدہ شاخ یشیخ شیخوخة باب ضرب بوڑھا ہونا۔ الکبار یہ کبیر کی جمع ہے بڑا، بلند مرتبہ۔ اطفال یہ طفل کی جمع ہے بچے۔

ترجمہ اور مستحب ہے نکلنا استسقاء کے لئے تین دن پیدل پرانے کپڑوں میں جو دھلے ہوئے ہوں یا پیوند لگے ہوئے ہوں، اس حال میں کہ عاجزی اختیار کرتے ہوئے اپنے آپ کو عاجز سمجھتے ہوئے گڑگڑاتے ہوئے اللہ کے سامنے اپنے سروں کو جھکائے ہوئے ہر دن اپنے نکلنے سے پہلے صدقہ دے کر، اور مستحب ہے جانوروں بڑے بوڑھوں اور بچوں کا لے جانا (بھی)۔

نماز استسقاء کے چند مستحبات

نماز استسقاء میں مندرجہ ذیل چیزوں کا اہتمام کرنا مستحب اور پسندیدہ ہے: (۱) جب بارش کے موسم میں بالکل

بارش نہ ہو اور مخلوق خدا بے چین اور پریشان ہو تو امام نماز استسقاء سے پہلے لوگوں کو تین دن روزہ رکھنے اور توبہ و استغفار کرنے کا حکم دے پھر چوتھے دن سے نماز استسقاء شروع کرے اور تین دن لگاتار نماز استسقاء کا اہتمام کیا جائے۔ (۲) نماز استسقاء کے لئے لوگ پیدل چل کر جائیں۔ (۳) اس دن نئے کپڑوں کے بجائے دھلے ہوئے یا پیوند لگے ہوئے کپڑے پہنیں۔ (۴) اللہ کے لئے تواضع اور خشوع وخضوع ظاہر کریں اور شرمندگی کے مارے سروں کو جھکائے رکھیں اور فضول بات چیت اور ہنسی مذاق نہ کریں۔ (۵) ہر دن نماز کے لئے نکلنے سے پہلے کچھ صدقہ و خیرات کریں۔ (۶) ہر آدمی دل سے سچی توبہ کرے اور اگر اس پر کسی دوسرے آدمی کا حق ہو تو اسے ادا کرے۔ (۷) تمام مسلمانوں کے لئے مغفرت اور عفو وکرم کی دعا کریں۔ (۸) اپنے کمزور اور بوڑھے اور بچوں کو آگے رکھیں اور ان سے دعا کرائیں اور ان کے وسیلہ سے دعا مانگیں۔ (۹) چھوٹے بچوں کو اپنی ماؤں سے جدا کریں تاکہ ان کے رونے دھونے سے ماحول رقت آمیز ہو۔ (۱۰) یہ بھی مستحب ہے کہ بے زبان جانوروں کو اپنے ساتھ لائیں تاکہ وہ رحمت خداوندی متوجہ ہونے کا ذریعہ بنیں اگر مسجد میں نماز استسقاء ہو رہی ہو تو جانوروں کو باہر باندھیں۔

(مستفاد کتاب المسائل: ۱/۴۷۲، ورمختار مع الشامی: ۱/۹۲۷، طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۳۰۰-۳۰۱)

﴿۸۸۳﴾ وَفِي مَكَّةَ وَبَيْتِ الْمَقْدِسِ فَفِي الْمَسْجِدِ الْحَرَامِ وَالْمَسْجِدِ الْأَقْصَى يَجْتَمِعُونَ وَيَنْبَغِي ذٰلِكَ أَيْضًا لِأَهْلِ مَدِينَةِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ۔

مكة یہ غیر منصرف ہے کیونکہ اس میں علمیت اور تانیث لفظی ہے اور ملک عرب کا وہ مشہور شہر ہے جہاں نبی کی ولادت باسعادت ہوئی تعظیماً مکہ معظمہ کہتے ہیں۔ بیت المقدس پاک گھر، متبرک مکان، مسجد اقصیٰ یروشلم کی عبادت گاہ، جس کی بنیاد حضرت داؤد نے ڈالی اور تکمیل حضرت سلیمان نے کی۔ مسجد حرام بیت اللہ شریف کے چاروں طرف بنی ہوئی مسجد ہے اس میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔ مدينة شہر، ج مدن ہے اور تمدنی ضروریات ولوازم کا جامع ہو ج مَدَائِنُ وَمُدُنٌ۔ رسول اللہ کا شہر یثرب جہاں آپ نے مکہ معظمہ سے ہجرت فرما کر قیام فرمایا اسی معنی میں اس کا زیادہ استعمال ہے۔

ترجمہ اور مکہ اور بیت المقدس میں چنانچہ مسجد حرام اور مسجد اقصیٰ میں اکٹھے ہوں گے اور مدینۃ النبی کے رہنے والوں کے لئے بھی یہی مناسب ہے (مسجد نبوی میں جمع ہوں)

نماز استسقاء کہاں پڑھی جائے؟

بہتر یہ ہے کہ نماز استسقاء کے لئے عیدگاہ یا کسی بڑے میدان میں جمع ہونے کا اہتمام کیا جائے، البتہ مکہ معظمہ، مدینہ منورہ اور بیت المقدس میں مسجد حرام، مسجد نبوی اور مسجد اقصیٰ میں استسقاء کی نماز پڑھی جاتی ہے۔ (شامی زکریا: ۳/۷۲)

کتاب المسائل: ۲۷۰)

﴿۸۸۵﴾ وَيَقُوْمُ الْاِمَامُ مُسْتَقْبِلَ الْقِبْلَةِ رَافِعًا يَدَيْهِ وَالنَّاسُ قُعُوْدٌ مُسْتَقْبِلِيْنَ الْقِبْلَةَ يُؤَمِّنُوْنَ عَلٰى دُعَائِهٖ.

ترجمہ اور کھڑا ہو امام قبلہ رخ ہو کر اپنے ہاتھوں کو اٹھائے ہوئے اور لوگ بیٹھے ہوئے ہوں قبلہ رخ آمین کہتے رہیں اس کی دعا پر۔

تشریح صورت مسئلہ یہ ہے کہ دو رکعت نماز پڑھانے کے بعد امام زمین پر کھڑے ہو کر ہی خطبہ دے اس کے بعد قبلہ رخ کھڑے ہو کر نہایت گریہ وزاری اور عاجزی کے ساتھ دعا کرے گا اور تمام نمازی بھی امام کی دعا پر آمین کہتے رہیں گے یا خود پوری توجہ سے دعا مانگتے رہیں گے۔

اختیاری مطالعہ

دعا استسقاء میں ہاتھ کس طرح اٹھائیں؟

صحیح حدیث سے ثابت ہے کہ نبی نے دعا استسقاء کے وقت عام دعاؤں کے برخلاف ہتھیلیوں کا حصہ زمین کی طرف اور ہاتھ کا اوپری حصہ آسمان کی طرف کر کے یعنی الٹے ہاتھ کر کے دعا فرمائی، اسی وجہ سے فقہاء نے بھی دعا استسقاء میں اسی کیفیت کو پسندیدہ قرار دیا ہے۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۳۰۱، کتاب المسائل: ۲۷۲)

﴿۸۸۶﴾ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اسْقِنَا غَيْثًا مُغِيْثًا هَنِيْئًا مَرِيْئًا مُرِيْعًا غَدَقًا مُجَلِّلًا طَبَقًا دَائِمًا وَمَا اَشْبَهَهٗ سِرًّا اَوْ جَهْرًا.

لغت اِسْقِ فعل امر حاضر معروف، باب ضرب سقی یسقی سقیًا سیراب کرنا۔ غَیْث بارش جمع غُیُوث اَغْیَاث۔ مُغِیْث میم کے ضمہ کے ساتھ گھٹن سے چھٹکارا دلانے والی۔ هَنِیْئًا مد اور ہمزہ کے ساتھ اچھا انجام مَرِیْ اور مرئی کے درمیان فرق یہ ہے کہ اول ظاہری نفع کو کہتے ہیں اور ثانی باطنی نفع کو کہتے ہیں۔ مُرِیْع میم کے ضمہ کے ساتھ ہر چیز کی زیادتی کرنے والی مَطَرٌ مُرِیْعٌ سرسبزی وخوشحالی لانے والی بارش۔ غَدَقًا باب سمع کا مصدر ہے غَدِقَ یَغْدَقُ غَدَقًا بارش بکثرت ہونا۔ مُجَلِّلًا اسم فاعل ہے باب تفعیل سے جَلَّلَ تجلیلًا ڈھانکنا یعنی تمام آسمان کو بادلوں سے چھپانے والی اور تمام زمین کو گھاس سے چھپانے والی۔ سَحًّا سین کے فتح کے ساتھ اور حا کی تشدید کے ساتھ سَحَّ الماءُ سُحُوْحًا پانی بہنا، برسنا۔ طَبَقًا کسی چیز کو عام ہونا۔

ترجمہ کہے (اور امام یہ دعا پڑھے:) اے اللہ ہمیں ایسی بارش سے سیراب فرمایئے جو مصیبت ختم کرنے والی

اور ظاہری و باطنی طور پر فائدہ مند ہو اور سرسبزی و شادابی لانے کا ذریعہ ہو اور خوب جل تھل کرنے والی ہو جو تمام زمین کو ڈھانپنے والی ہو جاری ہونے والی ہو عام ہو ضرورت پورا ہونے تک ہمیشہ برسنے والی ہو یا اور کوئی دعا جو اس کے مقصود میں اس کے مشابہ ہو آہستہ پڑھے یا بلند آواز سے۔

استسقاء کی خاص دعا

استسقاء کے موقع پر نبی اکرم ﷺ سے دعا کے متعدد کلمات ثابت ہیں جن میں سے متن میں ذکر کردہ کلمات یاد رکھنے کے قابل ہیں۔

﴿۸۸۷﴾ وَلَيْسَ فِيهِ قَلْبُ رِدَاءٍ۔

قلب یہ باب ضرب کا مصدر ہے الٹنا پلٹنا الٹا کرنا۔ رداء جمع اَرْدِيَةٌ چادر۔ فیہ ضمیر استسقاء کی جانب راجع ہے۔

ترجمہ اور نہیں ہے اس میں چادر کا پلٹنا۔

امام کا چادر وغیرہ پلٹنا

استسقاء کے خطبہ کے دوران امام کے لئے اپنی چادر کو الٹنا پلٹنا سنت (حدیث) سے ثابت ہے، اصل میں یہ حالت کے بدلنے کے لئے نیک فالی کے طور پر ہے اور چادر بدلنے کی کیفیت یہ ہے کہ نیچے کا حصہ اوپر کی جانب یا دائیں جانب کو بائیں جانب اور بائیں جانب کو دائیں جانب کرے یا اندرونی حصہ باہر اور باہری حصہ اندر کرے، الغرض جس طرح بھی الٹنا پلٹنا ممکن ہو اس کو عمل میں لائے حتی کہ اگر کوٹ وغیرہ پہنے ہو تو ظاہری حصہ اندر کی طرف اور استر کا حصہ باہر کر دے۔ قال الشامی بحثاً واختار القدوری قول محمد لانه علیه الصلوٰة والسلام فعل ذلك نهر وعلیه الفتوی. (شامی زکریا:۳/۷۱) قال الطحطاوی وعن ابی یوسف روایتان وفی روایة اخری انه مع محمد وهو الاصح. (طحطاوی:۳۰۳)

تنبیه: جاننا چاہئے کہ صاحب نور الایضاح نے جس قول کو کتاب میں ذکر کیا ہے وہ امام ابوحنیفہ کے نزدیک ہے اور ایک روایت امام ابویوسف کی بھی یہی ہے مگر یہ غیر اصح ہے جیسا کہ ماقبل کی تشریح سے معلوم ہو گیا ہے۔

﴿۸۸۸﴾ وَلَا يَحْضُرُهُ ذِمِّيٌّ۔

ذمی دار الاسلام میں جزیہ دیکر مستقل رہنے والا غیر مسلم ہے اور یَحْضُرُهُ میں ہ ضمیر کا مرجع استسقاء ہے۔

ترجمہ اور حاضر نہ ہوں اس میں ذمی لوگ۔

تشریح فرماتے ہیں کہ استسقاء میں کفار حاضر نہ ہوں کیونکہ یہ وقت طلب رحمت کا ہے لیکن یہ بات ذہن میں

دانی چاہئے کہ ذمی لوگ کسی ایک دن تنہا نہ نکلیں بلکہ جب وہ نکلیں تو کچھ مسلمان ان کے ساتھ ضرور نکلیں کیونکہ اگر وہ تنہا نکل گئے اور دعا کی اتفاق سے اس روز بارش ہوگئی تو بڑا فتنہ کھڑا ہو جائے گا۔

بَابُ صَلٰوةِ الْخَوْفِ

(نمازِ خوف کا بیان)

﴿۸۸۹﴾ هِيَ جَائِزَةٌ بِحُضُوْرِ عَدُوٍّ وَبِخَوْفِ غَرَقٍ اَوْ حَرْقٍ.

عدو دشمن، مذکر و مؤنث اور واحد و جمع سب کے لئے بھی اس کا تثنیہ اور مؤنث بھی استعمال ہوتا ہے، جمع عِدٰی اور اَعْدَاء اور جمع الجمع اَعَادِی۔ غرق ڈوبنے کا فعل یا حالت غَرِقَ غَرَقًا باب (س) اور بمعنی حرق آگ، آگ کی لپٹ۔

ترجمہ وہ جائز ہے دشمن کے سامنے آنے کے وقت اور ڈوبنے یا جلنے کے خوف کے وقت۔

نمازِ خوف کی مشروعیت

پوری امت متفق ہے کہ صلوۃ الخوف آج بھی مشروع ہے اور اسے پڑھنا جائز ہے صرف امام ابو یوسف اختلاف کرتے ہیں وہ نمازِ خوف کی مشروعیت کو تسلیم نہیں کرتے۔ مصنفؒ نے حضور کی قید لگا کر اس طرف اشارہ کر دیا کہ اگر صرف وہم و گمان ہو کہ دشمن ہے مثلاً گرد و غبار اڑتا ہوا دیکھا اور حقیقت میں دشمن نہ ہو تو صلوۃ الخوف درست نہیں اور اگر دشمن سامنے ہے اور اس بات کا خوف ہے کہ اگر میں نماز میں مشغول ہوگیا تو دشمن مجھ پر حملہ کر دے گا تو اس وقت نمازِ خوف جائز ہے، ایسے ہی سیلاب ہے یا کشتی میں ہے اور اسے اس بات کا خوف ہے کہ اگر میں نماز پڑھنے میں لگ گیا تو ڈوب جاؤں گا یا ایسے ہی آگ میں جل جانے کا خطرہ ہے تو ان تمام صورتوں میں نمازِ خوف مشروع ہے۔

﴿۸۹۰﴾ وَاِذَا تَنَازَعَ الْقَوْمُ فِي الصَّلٰوةِ خَلْفَ اِمَامٍ وَّاحِدٍ فَيَجْعَلُهُمْ طَائِفَتَيْنِ وَاحِدَةً بِاِزَاءِ الْعَدُوِّ وَيُصَلِّي بِالْاُخْرٰى رَكْعَةً مِنَ الثُّنَائِيَّةِ وَرَكْعَتَيْنِ مِنَ الرُّبَاعِيَّةِ اَوِ الْمَغْرِبِ وَتَمْضِي هٰذِهٖ اِلَى الْعَدُوِّ مُشَاةً وَجَاءَتْ تِلْكَ فَصَلّٰى بِهِمْ مَا بَقِيَ وَسَلَّمَ وَحْدَهٗ فَذَهَبُوْا اِلَى الْعَدُوِّ ثُمَّ جَاءَتِ الْاُوْلٰى وَاَتَمُّوْا بِلَا قِرَاءَةٍ وَسَلَّمُوْا وَمَضَوْا ثُمَّ جَاءَتِ الْاُخْرٰى اِنْ شَاءُوْا صَلُّوْا مَا بَقِيَ بِقِرَاءَةٍ.

تنازع فعل ماضی معروف صیغہ واحد مذکر غائب باب تفاعل سے باہم اختلاف کرنا۔ طائفتین یہ تثنیہ ہے اس کا واحد طائفۃ ہے، لوگوں کی جماعت جمع طائفات وطوائف۔ بازاء مقابل، سامنے کہا جاتا ہے جلس ازائہ

وبازائه اور اس کے مقابل بیٹھنا۔ آزی موازاة الرجل ایک دوسرے کے مقابل ہونا اور قریب ہونا۔ عدو دشمن جمع اعداءٌ عاداہ معاداۃً دشمنی رکھنا اور باب افعال سے اعداءً مصدر ہے دشمن بنانا۔ ثانی دوسرا، دوہرا۔

ترجمہ اور جب جھگڑے میں لوگ نماز پڑھنے میں کسی ایک امام کے پیچھے تو کردے امام ان کی دو جماعتیں ایک کو دشمن کے مقابل اور پڑھائے دوسری جماعت کو ایک رکعت دو رکعت والی نماز میں سے اور دو رکعت چار رکعت والی نماز میں سے یا مغرب میں سے اور چلی جائے یہ جماعت دشمن کی طرف پیدل (سوار ہو کر نہیں) اور آجائے وہ (جو دشمن کے مقابل ہیں) پس پڑھادے ان کو باقی نماز اور سلام پھیر دے امام تنہا (کیونکہ اس کی نماز پوری ہوگئی ہے) پھر چلے جائیں یہ لوگ دشمن کی جانب اور پھر آجائے پہلی جماعت اور پوری کرلیں بغیر قرأت کے (کیونکہ یہ لوگ لاحق ہیں اور لاحق پر قرأت نہیں ہے) اور سلام پھیر دیں اور چلے جائیں پھر آجائے دوسری جماعت اگر چاہے اور پڑھیں باقی نماز کو قرأت کے ساتھ۔

نمازِ خوف کا طریقہ

جاننا چاہئے کہ نمازِ خوف مختلف طرح سے منقول ہے امام ابوداؤد نے ۸ طریقے ابن حزم نے ۱۴ طریقے اور ابو الفضل عراقی نے ۱۷ طریقے ذکر کئے ہیں مگر حنفیہ کے نزدیک افضل اور بہتر طریقہ یہ ہے کہ فوج کے دو حصے کئے جائیں ایک حصہ دشمن کے مقابل کھڑا رہے اور دوسرے حصہ کو امام اگر مسافر ہے تو ایک رکعت اور مقیم ہے تو دو رکعتیں پڑھائے پھر یہ جماعت دشمن کے مقابل چلی جائے اور جو جماعت دشمن کے مقابل ہے وہ آکر صف بنائے اور نماز شروع کرے پھر امام اس جماعت کو ایک یا دو رکعت پڑھا کر سلام پھیر دے کیوں کہ امام کی دونوں رکعتیں ہوگئیں اور یہ جماعت سلام پھیرے بغیر دشمن کی طرف چلی جائے اور پہلی جماعت واپس آئے اور صف بنا کر لاحق کی طرح یعنی قرأت کے بغیر ایک رکعت یا دو رکعت پڑھ کر نماز پوری کرے پھر وہ دشمن کے مقابل چلی جائے اور پچھلی جماعت آئے اور وہ بھی صف بنا کر مسبوق کی طرح یعنی قرأت کے ساتھ بقیہ نماز پوری کرے۔

﴿۸۹۱﴾ وَاِنِ اشْتَدَّ الْخَوْفُ صَلَّوْا رُكْبَانًا فُرَادٰى بِالْاِيْمَاءِ اِلٰى اَيِّ جِهَةٍ قَدَرُوْا۔

رُكْبَانٌ یہ جمع ہے اس کا واحد راکب ہے سوار۔ رَكِبَ رُكُوْبًا باب سمع سے سوار ہونا۔ فُرَادٰى یہ خلاف قیاس فرد کی جمع ہے اور ترکیب میں حال ہے جیسا کہ رکبانا حال ہے۔ ایماء مصدر ہے اشارہ کرنا۔

ترجمہ اور اگر خوف سخت ہو جائے تو نماز پڑھ لیں سواری کی حالت میں تنہا تنہا اشارہ سے جس جانب کی بھی طاقت رکھیں۔

سواری پر نمازِ خوف

اگر دشمن کا خوف اس قدر بڑھ گیا کہ وہ مسلمانوں کو سواری سے اتر کر نماز پڑھنے کا موقع نہیں دیتے تو اس صورت

میں مسلمانوں کے لئے سواری پر بیٹھے بیٹھے رکوع اور سجدے کے اشارے کے ساتھ تنہا تنہا نماز ادا کرنا جائز ہے اور اگر قبلہ کی طرف رخ کرنا ممکن نہ ہو تو جس طرف چاہیں منہ کر کے نماز ادا کر سکتے ہیں۔

﴿۸۹۲﴾ وَلَمْ تَجُزْ بِلَا حُضُوْرِ عَدُوٍّ.

لم تجز نفی جحد بلم فعل مضارع معروف صیغہ واحد مؤنث غائب ہے، اس میں ھی ضمیر پوشیدہ ہے جو لوٹ رہی ہے الصلوٰۃ الخوف کی جانب وہ ترکیب میں فاعل ہے۔

ترجمہ اور جائز نہیں ہے دشمن کے سامنے آئے بغیر۔

شرط صحت نماز خوف

تشریح فرماتے ہیں کہ بغیر دشمن کے موجود ہوئے صلوٰۃ خوف جائز نہیں، اس لئے کہ اس وقت اس کی ضرورت نہیں حتی کہ اگر مسلمان فوج نے گمان کیا کہ وہ دشمن کی فوج آ رہی ہے اور اس کی وجہ سے صلوٰۃ خوف پڑھ لیں بعد میں معلوم ہوا کہ دشمن کی فوج نہ تھی تو اب یہ لوگ نماز کا اعادہ کریں گے۔ (مراقی الفلاح:۳۰۴)

﴿۸۹۳﴾ وَيُسْتَحَبُّ حَمْلُ السِّلَاحِ فِي الصَّلٰوةِ عِنْدَ الْخَوْفِ.

ترجمہ اور مستحب ہے ہتھیاروں کو لگائے رکھنا نماز میں خوف کے وقت۔

تشریح نماز کی حالت میں خوف کے وقت ہتھیار کا ساتھ لے کر نماز ادا کرنا، احناف کے نزدیک مستحب اور افضل ہے۔

﴿۸۹۴﴾ وَإِنْ لَّمْ يَتَنَازَعُوْا فِي الصَّلٰوةِ خَلْفَ إِمَامٍ وَّاحِدٍ فَالْأَفْضَلُ صَلٰوةُ كُلِّ طَائِفَةٍ بِإِمَامٍ مِثْلَ حَالَةِ الْأَمْنِ.

ترجمہ اور اگر اختلاف نہ کریں نماز پڑھنے میں ایک امام کے پیچھے تو افضل ہے ہر جماعت کا نماز پڑھنا الگ الگ امام کے ساتھ امن کی حالت کی طرح۔

نماز خوف الگ الگ اماموں کے پیچھے

اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ اگر لوگوں میں ایک امام کے پیچھے نماز پڑھنے کے سلسلہ میں اختلاف نہ ہو تو پھر جس طرح حالت امن وسکون میں ایک امام کے پیچھے پوری نماز ادا کی جاتی ہے اسی طرح اس حالت میں بھی بہتر یہی ہے کہ ایک امام کے پیچھے نماز ادا کی جائے اس طرح کہ ایک جماعت ایک امام کی اقتداء کرے اور اس کے فارغ ہونے کے بعد دوسرے امام کی دوسرے لوگ اقتداء کریں۔

بَابُ اَحْكَامِ الْجَنَائِزِ

(جنازہ کے احکام کا بیان)

میت کے بارے میں اسلامی تعلیمات

ہر انسان کو موت سے سابقہ پڑتا ہے امیر ہو یا غریب، فقیر ہو یا بادشاہ، مسلم ہو یا غیر مسلم، ہر ایک کے لئے ایک نہ ایک دن موت یقینی ہے مرنے والے کے ساتھ کیا معاملہ کیا جائے؟ یہ اہم ترین مرحلہ ہے کیونکہ ظاہر ہے کہ نعش کو گھر میں رکھا نہیں جا سکتا، یقینا اسے کہیں نہ کہیں منتقل کیا جائے گا تو اب اس بارے میں طریقے مختلف ہو گئے پارسیوں نے یہ طریقہ اپنایا کہ مردے کی نعش کو حرام خور پرندوں کے حوالے کر دیتے ہیں، مجنونوں میں اس کی تکہ بوٹی کر ڈالتے ہیں اور ہمارے برادران وطن ہندوؤں نے اپنے مردوں کی نعشوں کو آگ میں جلانے کا طریقہ اپنایا جس کی راکھ کو دریاؤں میں بہا دیا جاتا ہے لیکن تمام معروف آسمانی مذاہب کے یہاں مردوں کو زمین میں دفن کرنے کا طریقہ ہے اور اس کی ابتداء اس طرح ہوئی کہ جب دنیا میں پہلی مرتبہ حادثۂ قتل رونما ہوا اور قابیل نے ہابیل کو مار ڈالا تو حیران ہوا کہ بھائی کی نعش کو کہاں ٹھکانے لگائے؟ چنانچہ پروردگار عالم نے اس کی رہنمائی کے لئے کوے کو بھیجا جس نے اپنے عمل سے اسے دفن کا طریقہ بتایا، اسی وقت سے اموات کی تدفین کا سلسلہ جاری ہوا اور یہ طریقہ ضرورت ماحول عزت اور تکریم ہر اعتبار سے عین مناسب تھا چنانچہ اسلام جو دین فطرت ہے اور انسانیت کے احترام کا سب سے بڑا علم بردار ہے اس نے بھی اپنے ماننے والوں کو نہ صرف یہ کہ تدفین کا حکم دیا بلکہ نہایت اعزاز و اکرام کے ساتھ مرض الموت سے لے کر تجہیز و تکفین اور پھر نماز جنازہ کے مسائل واضح طور پر بتائے ہیں۔ (مستفاد کتاب المسائل: ۵۴۲)

ماقبل سے مناسبت: جب مصنفؒ ان نمازوں کے بیان سے فارغ ہو گئے جن کا تعلق انسان کی زندگی سے ہے تو اب مناسب معلوم ہوا کہ ان احکامات کو بیان کریں جو انسان کے مرنے کے بعد کئے جائیں گے۔

جنائز کی تحقیق: یہ جنازہ کی جمع ہے جنازہ جیم کے فتحہ کے ساتھ میت کو کہا جاتا ہے اور جیم کے کسرہ کے ساتھ اس تختہ کو کہا جاتا ہے جس پر میت کو رکھا جاتا ہے۔

﴿۸۹۵﴾ يُسَنُّ تَوْجِيْهُ الْمُحْتَضَرِ لِلْقِبْلَةِ عَلٰى يَمِيْنِهِ وَجَازَ الْاِسْتِلْقَاءُ وَيُرْفَعُ رَأْسُهُ قَلِيْلًا

توجیہ باب تفعیل کا مصدر ہے کسی کا منہ قبلہ کی طرف کرنا، قبلہ رو کرنا۔ محتضر اسم مفعول باب افتعال

احتضار مصدر ہے قریب المرگ ہونا یا وہ شخص کہ جس کے پاس موت کے فرشتے حاضر ہو جائیں مجرد میں باب نصر سے حضر حضوراً آنا موجود ہونا۔ استلقاء باب استفعال کا مصدر ہے چت لٹانا۔

ترجمہ سنت قرار دیا گیا ہے قریب الوفات (جو شخص حالت نزع میں دم توڑ رہا ہو) کو قبلہ رو کر دیا داہنی کروٹ پر اور جائز ہے چت لٹانا اور اٹھا دیا جائے اس کا سر ہلکا سا۔

موت کے وقت میت کو کس طرح لٹائیں؟

جب کوئی آدمی مرنے لگتا ہے تو موت کی کچھ علامات ظاہر ہونے لگتی ہیں مثلاً دونوں پیر ڈھیلے پڑ جاتے ہیں ناک ٹیڑھی ہو جاتی ہے کنپٹی اندر کو دھنس جاتی ہے آنکھوں کی روشنی ختم ہو جاتی ہے زبان لڑکھڑانے لگتی ہے جب یہ حالت انسان پر طاری ہو جائے تو اس کا سر شمال کی طرف اور پیر جنوب کی طرف کر کے دائیں کروٹ پر لٹا دیں اور اگر اس طرح چت لٹایا جائے کہ قبلہ اس کی داہنی طرف ہو جائے اور اس کے چہرہ کو قبلہ کی طرف کر دیا جائے تو بھی جائز ہے اور اگر قبلہ کی طرف رخ کرنے میں تکلیف ہوتی ہو تو پھر اس کو اپنے حال پر چھوڑ دیں ایک صورت صاحب کتاب یہ بیان فرماتے ہیں کہ اس کا سر مشرق کی جانب کر دیں، اس صورت میں پیر قبلہ کی جانب ہوں گے یہ بھی جائز ہے اور اس صورت میں اس کے سر کے نیچے کوئی تکیہ وغیرہ رکھ دیا جائے تا کہ اس کا چہرہ آسمان کی طرف نہ رہے بلکہ قبلہ کی طرف ہو جائے۔ (درمختار: ۷۹۵/۱)

﴿۸۹۶﴾ وَيُلَقَّنُ بِذِكْرِ الشَّهَادَتَيْنِ عِنْدَهُ مِنْ غَيْرِ إِلْحَاحٍ وَلَا يُؤْمَرُ بِهَا ۔

يلقن فعل مضارع مجہول باب تفعیل سے تلقین مصدر، سکھانا بتانا بالمشافہ سمجھانا، بار بار سنا کر، ذہن میں بٹھانا۔ الحاح اصرار، جماؤ، برقراری، باب افعال کا مصدر ہے مصر ہونا، اڑنا۔

ترجمہ اور تلقین کی جائے شہادت کے دونوں کلموں کو یاد کرنے کی اس کے پاس بغیر اصرار کے اور حکم نہ دیا جائے اس کا۔

جب موت کے آثار ظاہر ہونے لگیں

جب میت پر موت کے آثار ظاہر ہونے لگیں تو اس کے پاس قدرے بلند آواز سے کلمہ شہادت یا کلمہ طیبہ پڑھا جائے جب وہ کلمہ سنے گا تو وہ خود پڑھے گا مگر اس سے کلمہ پڑھنے کے لئے نہ کہا جائے کیونکہ ممکن ہے کہ اس پریشانی اور بے چینی کے وقت میں اس کے منہ سے کوئی کلمہ اس کے خلاف نکل جائے یا وہ جھنجھلا کر کلمہ پڑھنے سے انکار کر دے اور جب وہ ایک بار کلمہ پڑھ لے تو تلقین بند کر دیں پھر اگر وہ کوئی دنیاوی بات بولے یا ذکر کرے تو کوئی حرج نہیں اور اگر دنیوی

بات ہو سے مثلاً استنجاء کرنے کے لئے کہے یا کسی سے ملنے کے لئے یا کچھ کھانے پینے کے لئے کہے تو دوبارہ تلقین کی جائے۔ (تنویر الابصار: ۲/۳۸۰، مراقی الفلاح: ۳۰۲)

﴿۸۹۷﴾ وَتَلْقِيْنُهُ فِي الْقَبْرِ مَشْرُوْعٌ وَقِيْلَ لَا يُلَقَّنُ وَقِيْلَ لَا يُؤْمَرُ بِهِ وَلَا يُنْهٰى عَنْهُ.

تلقین باب تفعیل کا مصدر ہے کہا جاتا ہے: لَقَّنَهُ الْمَيِّتَ مردہ کو دفن کرنے کے بعد وہ بات دہرانا جسے مردہ قبر میں سوال کرنے والے دو فرشتوں کے جواب میں کہے۔

ترجمہ اور اس کو تلقین کرنا قبر میں جائز ہے اور کہا گیا ہے کہ تلقین نہ کی جائے اور کہا گیا ہے کہ نہ اس کا حکم کیا جائے اور نہ اس سے روکا جائے۔

تلقین کا طریقہ

بریلویوں کے یہاں تلقین کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ میت کی تدفین سے فارغ ہو کر ایک شخص سرہانے یا پائتی کھڑا ہوتا ہے اور اس کا نام لے کر کہتا ہے: اے فلاں یاد کر کہ تو مسلمان تھا اور لا الٰہ الا اللہ کا قائل تھا، باقی پوری امت متفق ہے کہ جس شخص کا نزع شروع ہو چکا ہو جو تھوڑی دیر کے بعد مرنے والا ہے اس کو کلمہ کی تلقین کی جائے قبر میں تلقین کرنے سے کوئی فائدہ نہیں ہے کیونکہ اگر حالت ایمان میں مرا ہے تو اب اسے تلقین کی ضرورت نہیں ہے اور اگر حالت کفر میں اس کی روح پرواز کر گئی ہے تو اب تلقین سے کیا فائدہ ہوگا؟

قبر میں تلقین سے متعلق صاحب کتاب نے دو قول نقل کئے ہیں: (۱) جو لوگ نہیں کرتے انہیں کرنے کا حکم نہ دیا جائے۔ (۲) اور جو کرتے ہیں انہیں منع نہ کیا جائے۔

﴿۸۹۸﴾ وَيُسْتَحَبُّ لِأَقْرِبَاءِ الْمُحْتَضَرِ وَجِيْرَانِهِ الدُّخُوْلُ عَلَيْهِ.

اقرباء قریب کی جمع ہے نزدیک، رشتہ دار قَرُبَ يَقْرُبُ قُرْبًا باب (ک) نزدیک ہونا۔ جیران جار کی جمع ہے پڑوسی۔

ترجمہ اور مستحب ہے مرنے والے کے رشتہ دار اور پڑوسیوں کے لئے اس کے پاس جانا۔

قریب المرگ کی عیادت

صورت مسئلہ یہ ہے کہ جس وقت کوئی آدمی مرنے کے قریب ہو تو اس وقت اس کے رشتہ دار پڑوسی دوست واحباب اس کے پاس آئیں کیونکہ یہ اس کا آخری وقت ہے اور اس آخری وقت میں اس کا ساتھ دیں اس کی خدمت کریں، مریض کی عیادت پر بڑا ثواب وارد ہوا ہے اور آخری وقت میں پیاس وغیرہ کی شدت ہوتی ہے اسی وجہ سے

شیطان ٹھنڈا پانی لے کر آتا ہے اور کہتا ہے کہ کہدے میرے علاوہ کوئی معبود نہیں ہے میں تجھ کو پانی پلادوں گا، نعوذ باللہ من ذلک آس پاس بیٹھنے والے لوگ مرنے والے کو اچھی دعائیں کہ اللہ تیرے ساتھ اچھا معاملہ کرے گا تم اللہ سے حسن ظن رکھو حدیث میں آتا ہے انا عند ظن عبد بی یعنی میں بندہ کو اس کے گمان کے مطابق بدلہ دوں گا اگر اچھا گمان رکھے گا تو اچھا بدلہ ورنہ برا بدلہ۔ (مراقی الفلاح: ۳۰۸)

﴿۸۹۹﴾ وَيَتْلُوْنَ عِنْدَهُ سُوْرَةَ يٰسٓ وَاسْتُحْسِنَ سُوْرَةُ الرَّعْدِ.

یتلون فعل مضارع ہے تلاوۃ سے باب (ن) پڑھنا۔ استحسن ماضی مجہول باب استفعال استحسانا پسند کرنا، اچھا سمجھنا۔

ترجمہ اور تلاوت کریں وہ لوگ جو اس کے پاس ہیں سورہ یٰسین کی اور اچھا سمجھا گیا ہے سورہ رعد کا پڑھنا (بھی)

تشریح فرماتے ہیں کہ میت کے قریب سورہ یٰسین اور سورہ رعد پڑھنا بھی مستحب ہے اس سے روح کا نکلنا آسان ہو جاتا ہے۔

﴿۹۰۰﴾ وَاخْتَلَفُوْا فِي إِخْرَاجِ الْحَائِضِ وَالنُّفَسَاءِ مِنْ عِنْدِهِ.

الحائض حاضت (ض) حیضا محیضا ومحاضا وتحیضت المرأۃ عورت کا ماہواری خون جاری ہونا صفت حائض وحائضۃ جمع حُیَّض وحوائض۔ نفساء زچہ تثنیہ نفساوان جمع نفاس نوافس۔

ترجمہ اور اختلاف کیا ہے حیض اور نفاس والی عورتوں کے نکالنے میں اس کے پاس سے۔

ناپاک آدمی میت کے پاس نہ آئیں

جب کسی شخص کا انتقال ہو جائے تو حیض اور نفاس والی عورتیں اور وہ شخص جس کو غسل کی ضرورت ہے اس میت کے پاس سے ان کو نکال دیا جائے یا وہیں رہنے دیا جائے اس کے بارے میں علماء کا اختلاف ہے بعض علماء فرماتے ہیں کہ نکال دیا جائے اور بعض عدم اخراج کے قائل ہیں علامہ شامی فرماتے ہیں کہ نکال دینا ہی زیادہ بہتر ہے، ایسے ہی خود حیض ونفاس والی اور جنبی شخص کو بھی چاہئے کہ وہ میت کے پاس نہ آئیں۔ (درمختار مع الشامی بیروت: ۳/ ۷۸)

﴿۹۰۱﴾ فَإِذَا مَاتَ شُدَّ لَحْيَاهُ وَغُمِّضَ عَيْنَاهُ وَيَقُوْلُ مُغَمِّضُهُ بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ يَسِّرْ عَلَيْهِ أَمْرَهُ وَسَهِّلْ عَلَيْهِ مَا بَعْدَهُ وَأَسْعِدْهُ بِلِقَائِكَ وَاجْعَلْ مَا خَرَجَ إِلَيْهِ خَيْرًا مِمَّا خَرَجَ عَنْهُ.

شد ماضی مجہول باب نصر سے شد یشد شدا باندھنا کھینچنا۔ لحیاہ لام کے فتحہ کے ساتھ یہ تثنیہ ہے۔ لحی

کا، اضافت کی وجہ سے نون گر گیا، ذوا ٹھی اگنے کی جگہ یا وہ ہڈی جس پر دانتوں کا دار و مدار ہے یعنی جبڑا، جمع لحاءٌ ولُحِیٌّ. غُمِّضَ ماضی مجہول باب تفعیل تغمیض مصدر ہے بند کرنا۔ عینَاہ عین بمعنی آنکھ کا تثنیہ ہے نون اضافت کی وجہ سے گر گیا اور یہ ترکیب میں غُمِّضَ کا نائب فاعل ہے جیسا کہ لحیاہ، شُدَّ کا نائب فاعل ہے۔ ملّة مذہب جمع مِلَل. یسر فعل امر ہے باب تفعیل سے آسان کرنا۔ سهل یہ بھی فعل امر ہے تسہیل مصدر ہے کہا جاتا ہے، سهّل علیه آسان بنا دینا، سہولت دینا۔ اسعد فعل امر ہے باب افعال اسعاد مصدر ہے خوش حال بنانا، خوش نصیب بنانا کامیاب بنانا، قسمت چمکانا، خوش کرنا۔ اور فاذا مات شرط ہے اور اگلا جملہ معطوف علیہ معطوف ہو کر جزا ہے۔

ترجمہ پھر جب مر جائے تو باندھ دیے جائیں اس کے دونوں جبڑے اور بند کر دی جائیں اس کی آنکھیں اور کہے اس کی آنکھوں کو بند کرنے والا اللہ تعالیٰ کے نام سے اور رسول اللہ کے دین پر (یہ عمل انجام دیتا ہوں) اے اللہ! آسان فرما اس میت پر اس کا معاملہ اور آسان فرما اس پر بعد کے حالات اور اس کی قسمت چمکا دے اپنی ملاقات سے مشرف فرما کر اور بنا دے بہتر جہاں کیا ہے یعنی آخرت اس جگہ سے جہاں سے گیا ہے یعنی دنیا۔

تشریح جب موت واقع ہو جائے تو کسی کپڑے وغیرہ کے ذریعہ جبڑے باندھ دیں اور نرمی سے آنکھیں بند کر دیں اور آنکھیں بند کرنے والا وہ دعا پڑھے جو عبارت میں موجود ہے۔

﴿۹۰۲﴾ وَيُوضَعُ عَلَى بَطْنِهِ حَدِيدَةٌ لِئَلَّا يَنْتَفِخَ.

ینتفخ فعل مضارع معروف باب افتعال، انتفاخاً مصدر ہے، پھولنا، اوپر اٹھنا، اور اَنْ ناصبہ کی وجہ سے فعل مضارع منصوب ہے۔

ترجمہ اور رکھ دیا جائے اس کے پیٹ پر ایک لوہے کا ٹکڑا تاکہ پھول نہ جائے۔

تشریح انتقال کے بعد اس کے پیٹ پر کوئی بھاری چیز لوہا وغیرہ رکھ دیا جائے تاکہ اس کا پیٹ نہ پھولے۔

﴿۹۰۳﴾ وَتُوضَعُ يَدَاهُ بِجَنْبَيْهِ وَلَا يَجُوزُ وَضْعُهُمَا عَلَى صَدْرِهِ.

توضع فعل مضارع مجہول اور یداہ یہ تثنیہ ہے اضافت کی وجہ سے نون گر گیا اور توضع کا نائب فاعل ہے۔ جنبیه جنب کا تثنیہ ہے، پہلو، کنارہ، آغوش۔ صدر جمع صُدُورٌ سینہ۔ لا یجوز سے تعبیر حرمت کا فائدہ دے رہی ہے۔

ترجمہ اور رکھ دیے جائیں اس کے دونوں ہاتھ اس کے دونوں پہلوؤں میں اور جائز نہیں ان دونوں کو رکھنا اس کے سینہ پر۔

تشریح فرماتے ہیں کہ انتقال کے بعد اس کے ہاتھ اس کے پہلو میں رکھ دیے جائیں اس کے ہاتھوں کو اس کے سینہ پر رکھنا جائز نہیں ہے کیونکہ یہ اہل کتاب کی عادت ہے اور ہم کو ان کی مخالفت کا حکم دیا گیا ہے۔ (مراقی الفلاح

مع الطحطاوی: ۳۰۸)

﴿۹۰۴﴾ وَتُكْرَهُ قِرَاءَةُ الْقُرْآنِ عِنْدَهُ حَتّٰى يُغْسَلَ .

ترجمہ اور مکروہ ہے قرآن پڑھنا اس کے پاس جب تک کہ غسل نہ دیا جائے۔

میت کے پاس قرآن کی تلاوت

مرنے کے بعد جب تک میت کو غسل نہ دیا جائے اس کے پاس بلند آواز سے قرآن کریم نہ پڑھا جائے ایسا کرنا مکروہ تحریمی ہے۔

﴿۹۰۵﴾ وَلَا بَأْسَ بِإِعْلَامِ النَّاسِ بِمَوْتِهِ وَيُعَجَّلُ بِتَجْهِيْزِهِ .

اعلام باب افعال کا مصدر ہے خبر دینا، اطلاع کرنا۔ یعجل فعل مضارع مجہول باب تفعیل تعجیلاً مصدر ہے جلدی کرنا۔ تجهیز یہ باب تفعیل کا مصدر ہے مادہ جہز ہے تیار کرنا مہیا کرنا اور اصطلاح میں تجہیز میں وہ تمام امور داخل ہیں جن کی وفات کے بعد سے دفن تک ضرورت پڑتی ہے۔

ترجمہ اور کوئی حرج نہیں لوگوں کو اس کی موت کی خبر دینے میں اور جلدی کی جائے اس کے کفن دفن میں۔

عزیز واقارب میں موت کی خبر کردیں

میت کے دوست واحباب پڑوسیوں اور رشتہ داروں اور میت سے تعلق رکھنے والے شاگردوں اور مریدوں کو اور نیک لوگوں کو موت کی خبر دینا تاکہ اس کی نماز میں زیادہ آدمی شریک ہوں اور اس کے لئے دعائے خیر کریں جائز ہے تاہم اس کی تجہیز وتکفین اور تدفین میں بہت جلدی کی جائے بلا وجہ تاخیر نہ کی جائے۔ (ہندیہ: ۱/۱۵۷، کتاب المسائل: ۵۴۲)

﴿۹۰۶﴾ فَيُوْضَعُ كَمَا مَاتَ عَلٰى سَرِيْرٍ مُجَمَّرٍ وِتْرًا .

فیوضع میں فا ماقبل کی عبارت میں ویعجل کی تفسیر کے لئے ہے یا تعقیب کے لئے ہے، مطلب یہ ہے کہ جب اس کے مرنے کا یقین ہوجائے تو اس کے بعد تاخیر نہ کی جائے بلکہ تجہیز وتکفین میں جلدی کی جائے۔ سریر جمع سُرُرٌ واَسِرَّةٌ چارپائی تخت۔ مجمر اسم مفعول ہے تجمیر مصدر ہے مادہ جَمْرٌ دہکتی ہوئی آگ انگارہ، یہاں پر مراد یہ ہے کہ لوبان وغیرہ خوشبو آگ پر رکھ کر اس کو جلانا اور جب دھواں اٹھنے لگے تو تخت کے اردگرد تین یا پانچ مرتبہ گھمادیا جائے۔

ترجمہ چناں چہ رکھ دیا جائے جیسے ہی وہ مرے ایک ایسے تخت پر جو طاق مرتبہ دھونی دیا گیا ہو۔

کفن ودفن میں تاخیر کرنا کیسا ہے؟

فرماتے ہیں کہ جب مرنے کا پتہ یقین ہو جائے تو فوراً ہی دھونی دیتے ہوئے تختہ پر رکھ کر کفن دفن کا انتظام کیا جائے۔

فائدہ: مریض کے بارے میں ذرا احتیاط سے کام لیا جائے بسا اوقات کسی پر سکتہ طاری ہو جاتا ہے اور پتہ نہیں چلتا اور بد احتیاطی میں لوگ دفن کر دیتے ہیں اور موت حقیقی کا ادراک نہیں ہوتا اور اطباء نے بھی اس بات کی صراحت کی ہے کہ بہت سے سکتہ کے مریض ہوتے ہیں حقیقت میں ان کی موت نہیں ہوتی مگر انہیں مردہ سمجھ کر دفن کر دیا جاتا ہے۔ (مراقی الفلاح علی نور الایضاح:۳۱۰)

﴿۹۰۷﴾ وَيُوْضَعُ كَيْفَ اتَّفَقَ عَلَى الْأَصَحِّ

ترجمہ اور رکھ دیا جائے جس جانب بھی اتفاق ہو صحیح ترین مذہب پر (تختہ پر رکھنے میں کسی رخ کی قید نہیں)

میت کو غسل دیتے وقت پیر کدھر ہوں

میت کو غسل دیتے وقت تختہ پر رکھنے کی دو صورتیں ہیں ایک تو قبلہ کی جانب پاؤں کر کے لٹانا اور دوسرے قبلہ کی طرف منہ کرنا جیسا کہ قبر میں رکھتے ہیں جو صورت بھی آسان ہو اس کو اختیار کر لیں دونوں درست ہیں صحیح ترین قول یہی ہے۔ (فتاویٰ محمودیہ قدیم:۱۳/ ۹۹ طحطاوی علی مراقی الفلاح:۳۱۰)

﴿۹۰۸﴾ وَيُسْتَرُ عَوْرَتُهُ ثُمَّ جُرِّدَ عَنْ ثِيَابِهِ وَوُضِّئَ إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ صَغِيْرًا لَا يَعْقِلُ الصَّلٰوةَ بِلَا مَضْمَضَةٍ وَاسْتِنْشَاقٍ إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ جُنُبًا وَصُبَّ عَلَيْهِ مَاءٌ مُغْلًى بِسِدْرٍ أَوْ حُرُضٍ وَإِلَّا فَالْقَرَاحُ وَهُوَ الْمَاءُ الْخَالِصُ وَيُغْسَلُ رَأْسُهُ وَلِحْيَتُهُ بِالْخِطْمِيِّ ثُمَّ يُضْجَعُ عَلَى يَسَارِهِ فَيُغْسَلُ حَتّٰى يَصِلَ الْمَاءُ إِلَى مَا يَلِي التَّخْتَ مِنْهُ ثُمَّ عَلَى يَمِيْنِهِ كَذٰلِكَ ثُمَّ أُجْلِسَ مُسْنَدًا إِلَيْهِ وَمُسِحَ بَطْنُهُ رَفِيْقًا وَمَا خَرَجَ مِنْهُ غَسَلَهُ وَلَمْ يُعِدْ غُسْلَهُ ثُمَّ يُنَشَّفُ بِثَوْبٍ وَيُجْعَلُ الْحَنُوْطُ عَلٰى لِحْيَتِهِ وَرَأْسِهِ وَالْكَافُوْرُ عَلٰى مَسَاجِدِهِ.

يُسْتَرُ فعل مضارع مجہول واحد مذکر غائب باب نصر سَتْرًا مصدر ہے چھپانا ڈھانکنا۔ عَوْرَة قابل پوشیدگی اعضائے جسم، جمع عَوْرَات۔ جُرِّدَ ماضی مجہول باب تفعیل سے تجرید مصدر ہے کسی کے کپڑے اتارنا، برہنہ کرنا۔ ثِيَاب واحد ثَوْب کپڑا۔ مَضْمَضَة منہ میں پانی ڈال کر غرارہ کلی کرنا۔ اِسْتِنْشَاق باب استفعال کا مصدر ہے ناک

میں پانی چڑھ جاتا۔ صُبَّ ماضی مجہول باب نصر سے صَبًّا مصدر ہے پانی ڈالنا بہانا۔ مغلی اسم مفعول ہے باب افعال سے مصدر اغلاءً ابالنا جوش دینا۔ غلیٌ اور غلیان سے مشتق نہیں ہے، کیونکہ یہ دونوں مصدر لازم ہیں اور لازم سے اسم مفعول نہیں بنایا جا سکتا۔ مُغْلٰی اصل میں مُغْلَیٌ تھا یا متحرک ماقبل مفتوح ہونے کی وجہ سے یا کو الف سے بدل دیا پھر دو ساکن جمع ہوگئے الف کو گرا دیا اور رسم الخط میں یا کو باقی رکھا گیا۔ سِدر بیری کا درخت یہاں پر مراد اس کے پتے ہیں۔ حرض حا کے ضمہ کے ساتھ اور را پر سکون اور ضمہ دونوں پڑھنا درست ہے اُشنان (چزی) جس سے کھانے کے بعد ہاتھ دھوئے جاتے ہیں۔ قراح بروزن سَحاب خالص پانی جمع اقرحۃ۔ خطمی واحد خطمیۃ گل خیرو (نیلے رنگ کا ایک پھول جو بطور دوا استعمال کیا جاتا ہے) نیز ایک خوشبودار گھاس جو صابن جیسا کام کرتی ہے۔ یضجع فعل مضارع مجہول باب افعال سے پہلو پر لٹانا۔ ینشف فعل مضارع واحد مذکر غائب باب تفعیل مصدر تنشیف خشک کرنا۔ حنوط چند خوشبودار چیزوں کا ایک مرکب جو مردے کو غسل دینے کے بعد اس پر ملتے ہیں۔ کافور پودہ ایک نہایت تیز خوشبودار گوند جو سفید مادہ جو بطور دوا استعمال ہوتا ہے اور کھلا رہنے سے اڑ جاتا ہے، ہمارے علاقے میں عورتیں اس کی گولیاں کپڑوں میں رکھتی ہیں تاکہ ان کو دیمک وغیرہ نہ لگے۔

ترجمہ اور چھپا دیا جائے اس کا ستر پھر ننگا کر دیا جائے اس کے کپڑوں سے (یعنی اس کے کپڑے اتار لئے جائیں) اور وضو کرایا جائے مگر یہ کہ ایسا چھوٹا بچہ ہو جو نماز کو نہ سمجھتا ہو بلا کلی اور بلا ناک میں پانی دیئے مگر یہ کہ جنبی ہو اور بہایا جائے اس پر ایسا پانی کہ جس کو جوش دیا گیا ہو بیری کے پتے یا اشنان ڈال کر ورنہ پھر خالص پانی اور دھویا جائے اس کا سر اور داڑھی خطمی سے پھر لٹایا جائے اس کی بائیں کروٹ پر اور دھویا جائے تاآنکہ پہنچ جائے پانی اس حصہ تک جو تخت سے متصل ہے پھر اس کی داہنی کروٹ پر اسی طرح پھر بٹھایا جائے اپنی جانب سہارا دے کر اور ملے اس کے پیٹ کو ہلکے ہلکے اور جو کچھ اس کے پیٹ سے نکلے اس کو دھو دے اور نہ لوٹایا جائے اس کے غسل کو پھر پونچھ دیا جائے ایک کپڑے سے اور لگا دی جائے حنوط اس کی داڑھی اور اس کے سر پر اور کافور اس کے سجدے کی جگہوں پر۔

غسل دینے کا طریقہ

جس تختہ پر غسل دیا جائے پہلے اس کو تین یا پانچ یا سات مرتبہ لوبان وغیرہ کی دھونی دے لیں پھر اس پر میت کو قبلہ کی طرف رخ کر کے یا جیسے بھی آسان ہو لٹایا جائے اس کے بعد میت کے بدن کے کپڑے چاک کر لیں اور ایک تہبند اس کے ستر پر ڈال کر بدن کے کپڑے اتار لیں یہ تہبند موٹے کپڑے کا ناف سے لے کر پنڈلی تک ہونا چاہئے تاکہ بھیگنے کے بعد ستر نظر نہ آئے پھر بائیں ہاتھ میں دستانے پہن کر میت کو استنجا کرائیں، اور میت کو استنجا دستانے پہن کر کرانا ضروری ہے، کیونکہ جس جگہ کو زندگی میں ہاتھ لگانا اور دیکھنا جائز نہیں مرنے کے بعد بھی اس جگہ کو بلا دستانے پہنے ہاتھ لگانا اور دیکھنا جائز نہیں، اس کے بعد وضو کرائیں وضو میں نہ کلی کرائیں نہ ناک میں پانی ڈالا جائے اور نہ گٹوں تک ہاتھ دھوئے جائیں،

ہاں البتہ کوئی کپڑا یا روئی وغیرہ انگلی پر لپیٹ کر تر کر کے ہونٹوں دانتوں اور مسوڑھوں پر پھیر دیں پھر اسی طرح ناک کے سوراخوں کو بھی صاف کر دیں خاص کر اگر میت جنبی یا حائضہ ہو تو منھ اور ناک میں انگلی پھیرنے کا زیادہ اہتمام کیا جائے اس کے بعد ناک منھ اور کانوں کے سوراخوں میں روئی رکھ دیں تا کہ وضو و غسل کراتے ہوئے پانی اندر نہ جائے وضو کرانے کے بعد داڑھی اور سر کے بالوں کو صابن وغیرہ سے خوب اچھی طرح دھو دیں پھر مردے کو بائیں کروٹ پر لٹا کر بیری کے پتوں میں پکا ہوا یا سادہ نیم گرم پانی دائیں کروٹ پر خوب اچھی طرح تین مرتبہ نیچے سے اوپر تک بہا دیں کہ پانی بائیں کروٹ کے نیچے پہنچ جائے پھر دائیں کروٹ پر لٹا کر اسی طرح بائیں کروٹ پر سر سے پیر تک تین مرتبہ پانی ڈالا جائے کہ پانی دائیں کروٹ تک پہنچ جائے نیز پانی ڈالتے ہوئے بدن کو بھی آہستہ آہستہ ملا جائے اگر میسر ہو تو صابن بھی استعمال کریں اس کے بعد میت کو ذرا بٹھانے کے قریب کر دیں اور پیٹ کو اوپر سے نیچے کی طرف آہستہ آہستہ ملیں اور دبائیں اگر کچھ نجاست نکلے تو صرف اس کو پونچھ کر دھو ڈالیں وضو و غسل لوٹانے کی ضرورت نہیں اس کے بعد اس کو بائیں کروٹ پر لٹا کر کافور ملا ہوا پانی سر سے پیر تک تین دفعہ ڈالیں پھر سارے بدن کو تولیہ وغیرہ سے پونچھ دیا جائے۔ (درمختار مع الشامی بیروت: ۳/۸۴-۸۳، کتاب المسائل: ۵۵۰) یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ بیری کے پتوں سے ابلا ہوا پانی جسم سے میل خوب صاف کرتا ہے اگر بیری کے پتے میسر نہ ہوں تو صابن بھی کافی ہے، اور آخری مرتبہ کافور ملا ہوا پانی استعمال کرنا چاہئے کیونکہ اس سے جسم جلدی خراب نہیں ہوتا کافور میں یہ خاصیت ہے کہ جس چیز میں وہ استعمال کیا جاتا ہے اس میں جلدی تغیر نہیں آتا، دوسرا فائدہ یہ ہے کہ کافور لگانے سے موذی جانور کیڑے وغیرہ پاس نہیں آتے اسی لئے لوگ کتابوں اور کپڑوں میں کافور کی گولیاں رکھتے ہیں، تیسرا فائدہ یہ ہے کہ کافور تیز خوشبو ہے پس اگر اچھی طرح غسل دینے کے باوجود جسم میں کچھ بدبو رہ گئی تو وہ کافور کی خوشبو سے دب جائے گی۔ (تحفۃ الالمعی: ۳/۳۹۲)

غسل دینے کے بعد عطر لگانا

جب میت کو تولیہ وغیرہ سے صاف کر کے کفن پر رکھ دیا جائے تو سر اور داڑھی پر اور عورت کے صرف سر پر عطر لگا دیں پھر پیشانی، ناک، دونوں ہتھیلیوں، دونوں گھٹنوں اور دونوں پیروں پر کافور مل دیں (بعض لوگ کفن میں بھی عطر لگاتے ہیں یہ صحیح نہیں ہے) (درمختار مع الشامی بیروت: ۳/۸۴، البحر الرائق: ۲/۱۸۶)

الا ان یکون صغیرا اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ اگر بچہ بالکل ناسمجھ ہے اور نماز روزہ کو نہیں سمجھتا ہے تو اس کو غسل دیتے وقت وضو نہیں کرائی جائے گی اور اگر سمجھ دار ہے تو پھر بالغوں کی طرح وضو کرائی جائے گی۔ (تاتارخانیہ: ۳/۶، مسئلہ ۳۵۹۰)

جاننا چاہئے کہ غسل دینے کا جو طریقہ بیان کیا ہے یہ مسنون ہے اگر کوئی اس طرح نہ نہلائے بلکہ سارے بدن پر صرف ایک مرتبہ پانی بہا دے تب بھی واجب غسل ادا ہو جائے گا۔ (بہشتی زیور: ۲/۱۱۳)

اختیاری مطالعہ

میت کو نہلانے میں حکمت یہ ہے کہ اللہ کا جو بندہ دنیا سے رخصت ہو کر آخرت کی راہ لیتا ہے شریعت نے حکم دیا ہے کہ اس کو اعزاز و اکرام کے ساتھ رخصت کیا جائے اور میت کی تعظیم کا اس سے بہتر کوئی طریقہ نہیں کہ اس کو نہایت پاکیزہ حالت میں نہلا کر اور اچھے کپڑے پہنا کر رخصت کیا جائے۔ (تحفۃ الالمعی: ۳/۳۹۱)

غسل دینے والوں کے لئے چند ہدایات

(۱) میت کو اتنے گرم پانی سے نہ نہلایا جائے جس سے زندہ آدمی کو تکلیف ہوتی ہو بلکہ اس کو نہلانے کے لئے صرف نیم گرم پانی یا سادہ ہی استعمال کیا جائے اس لئے کہ جس چیز سے زندہ آدمی کو تکلیف ہوتی ہے اسی سے مردے بھی تکلیف محسوس کرتے ہیں۔ (شامی بیروت: ۳/۸۰۲) (۲) غسل دینے والا اپنے قریب کوئی خوشبو (اگربتی وغیرہ) جلا کر رکھ لے۔ (عالمگیری: ۱/۱۵۹) (۳) جس جگہ غسل دیا جائے وہاں پردہ ہونا چاہئے اور زائد آدمیوں کو وہاں بالکل نہ رہنا چاہئے۔ (عالمگیری: ۱/۱۵۸) (۴) اگر نہلاتے وقت کوئی عیب دیکھیں مثلاً چہرہ بگڑ گیا ہو یا کالا ہو گیا ہو وغیرہ تو کسی سے اس کا تذکرہ نہ کریں ہاں اگر کوئی اچھی علامت دیکھیں مثلاً چہرہ کی نورانیت یا جسم کی خوشبو وغیرہ تو اس کو لوگوں کے سامنے ظاہر کر دینا چاہئے۔ (کتاب المسائل: ۵۲۸، عالمگیری: ۱/۱۵۹) (۵) میت کو غسل دینے والوں کے لئے مستحب ہے کہ غسل دینے کے بعد خود بھی غسل کر لیں (شامی: ۱/۸۰۶) کیونکہ اس میں دو حکمتیں ہیں: (۱) میت کو نہلاتے وقت بدن پر چھینٹیں پڑتی ہیں اور وہ ناپاک ہو سکتی ہیں اور کہاں کہاں پڑی ہیں اس کا اندازہ نہیں ہوتا اس لئے نہلانے والا نہالے تو جسم پاک ہو جائے گا۔ (۲) جو لوگ میت کو نہلانے کے عادی نہیں جب وہ کسی میت کو نہلاتے ہیں تو ان پر خوف اور گھبراہٹ طاری ہوتی ہے نہا لینے سے یہ حالت بدل جائے گی نیز وساوس بھی منقطع ہو جائیں گے جیسے جانور کو ذبح کرتے وقت دوسرے جانور جو اس کے قریب ہوتے ہیں ان پر خوف طاری ہوتا ہے اسی طرح موت کا اثر مردہ کو غسل دینے والوں پر بھی پڑتا ہے اس لئے ان کو غسل کا حکم دیا گیا ہے اور اٹھانے والوں پر اثر کم پڑتا ہے اس لئے ان کو وضو کرنے کا حکم ہے۔ (تحفۃ الالمعی: ۳/۳۹۶)

﴿۹۰۹﴾ وَلَيْسَ فِي الْغُسْلِ اسْتِعْمَالُ الْقُطْنِ فِي الرِّوَايَاتِ الظَّاهِرَةِ.

ترجمہ اور ضروری نہیں ہے غسل میں روئی کا استعمال روایات ظاہرہ میں۔

تشریح فرماتے ہیں کہ غسل میں روئی کا استعمال ضروری نہیں ہے اگر کوئی استعمال کر لے تو کوئی حرج نہیں مثلاً میت کا منہ کھلا ہوا ہو اس میں روئی رکھ دی جائے ایسے ہی ناک کان پر روئی رکھ دی جائے اور غسل کے بعد ہٹا دی جائے۔

﴿۹۱۰﴾ وَلَا يُقَصُّ ظُفْرُهُ وَشَعْرُهُ وَلَا يُسَرَّحُ شَعْرُهُ وَلِحْيَتُهُ.

یقص فعل مضارع مجہول باب نصر سے قص یقص قصاً قینچی سے کترنا ناخن وغیرہ کاٹنا۔ یسرح فعل مضارع مجہول باب تفعیل تسریحاً مصدر ہے کنگھی کرنا۔

ترجمہ اور نہ کاٹے جائیں اس کے ناخن اور اس کے بال اور نہ کنگھی کی جائے اس کے بالوں اور داڑھی میں

تشریح فرماتے ہیں کہ میت کے نہ ناخن کاٹے جائیں اور نہ کسی جگہ کے بال کاٹے جائیں بلکہ جس طرح بھی ہوں اسی حالت پر چھوڑ دیا جائے ایسے ہی میت کے بالوں اور داڑھی میں بھی کنگھی نہ کی جائے۔

﴿۹۱۱﴾ وَالْمَرْأَةُ تَغْسِلُ زَوْجَهَا بِخِلَافِهِ كَأُمِّ الْوَلَدِ لَا تَغْسِلُ سَيِّدَهَا.

ترجمہ اور عورت غسل دے سکتی ہے اپنے شوہر کو بخلاف مرد کے جیسا کہ ام ولد نہیں غسل دے سکتی اپنے آقا کو۔

مرنے کے بعد بیوی اور شوہر کا حکم

اس عبارت میں تین مسائل بیان کر رہے ہیں: (۱) کسی کا شوہر مر جائے تو بیوی کیلئے اس کا چہرہ دیکھنا نہلانا اور کفنانا درست ہے۔ (۲) اگر بیوی مر جائے تو شوہر کے لئے اس کو نہلانا اور بدن چھونا تو درست نہیں البتہ دیکھنا اور جنازہ اٹھانا جائز ہے۔ (۳) اس مسئلہ کو سمجھنے کے لئے ام ولد کی تعریف کا جاننا ضروری ہے ام ولد وہ باندی ہے جس کے ساتھ اس کے آقا نے صحبت کی ہو اور وہ حاملہ ہوگئی ہو پھر اس نے بچہ جنا ہو یہ باندی آقا کے انتقال کے بعد آزاد ہو جائے گی، اب صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر آقا کا انتقال ہو جائے تو ام ولد اپنے میت آقا کو غسل نہیں دے سکتی کیونکہ یہ آقا کے مرنے کے بعد آزاد ہوگئی اور اجنبیہ عورت کے مانند ہوگئی، اس لئے اپنے آقا کو غسل نہیں دے سکتی، اسی طرح شوہر بھی اپنی بیوی کو غسل نہیں دے سکتا۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۳۱۳)

﴿۹۱۲﴾ وَلَوْ مَاتَتِ امْرَأَةٌ مَعَ الرِّجَالِ يَمَّمُوهَا كَعَكْسِهِ بِخِرْقَةٍ وَإِنْ وُجِدَ ذُو رَحِمٍ مَحْرَمٍ يُيَمِّمُ بِلَا خِرْقَةٍ.

یمموا فعل ماضی صیغہ جمع مذکر غائب باب تفعیل سے تیمم کرانا۔ خرقة اس کی جمع خرق ٹکڑا، دھجی پرانے کپڑے کا ٹکڑا۔ رحم رشتہ قرابت (مذکر و مؤنث) جمع ارحام۔ ذوو الارحام رشتہ دار، وہ رشتہ دار جو نہ عصبہ میں سے ہوں اور نہ ذوی الفروض میں سے جیسے بھتیجیاں اور چچازاد بہنیں۔ محرم ایسا قریبی رشتہ دار جس کے ساتھ نکاح جائز نہ ہو، وہ شخص جس سے پردہ ضروری نہ ہو جیسے ماں خالہ بہن اور اگر نکاح جائز ہو تو اسے غیر محرم کہتے ہیں، جیسے پھوپھی زاد بہن ماموں زاد بہن چچازاد بہن۔

ترجمہ اور اگر مر جائے کوئی عورت مردوں کے ساتھ تو تیمم کرا دیں اس کو جیسا کہ اس کے عکس کی شکل میں ایک کپڑے کے ٹکڑے کے ذریعہ اور اگر پایا جائے ذو رحم محرم تو تیمم کرایا جائے بغیر کپڑے کے ہی۔

میت کو غسل دینے والا کوئی مرد نہ ہو

اس عبارت کی تفصیل اس طرح ہے کہ اگر کوئی مرد مر جائے اور صرف عورتیں ہی عورتیں ہوں نہ کوئی مرد ہو نہ کوئی نابالغ لڑکا اور نہ نابالغ لڑکی تو ان عورتوں میں اگر کوئی ذو رحم محرم ہے کہ اس کا چھونا نا جائز نہیں تھا جیسے ماں خالہ بہن وغیرہ یا اس کی زرخرید باندی تو وہ اس کو بغیر کپڑے کے تیمم کرا دے اور اگر کوئی عورت اس قسم کی نہیں ہے سب عورتیں محرمات ہیں جن کا چھونا جائز نہیں تھا تو وہ اس کو کپڑے کے ذریعہ سے تیمم کرائیں اور اگر عورت مردوں میں مر جائے یعنی سب مرد ہی مرد ہوں تب بھی یہی حکم ہے کہ جو مرد ذو رحم محرم ہو تو وہ تیمم کرا دے بغیر کپڑے کے اور اگر کوئی مرد اس قسم کا نہ ہو تو ہاتھ پر کپڑا لپیٹ کر یا دستانے پہن کر تیمم کرائیں اور اگر مرنے والے مرد کے ساتھ عورتوں کے علاوہ کافر مرد تھا یا نابالغ بچہ تھا یا نابالغ لڑکی تھی اور وہ سمجھدار ہیں تو یہ عورتیں ان کو غسل کا طریقہ سکھا دیں اور وہ غسل دیں اور یہ علیحدہ ہو جائیں اور اسی طرح اگر عورت مری ہے اور سب تو مرد ہیں مگر صرف ایک عورت کافر ہے یا سمجھدار نابالغ بچہ یا بچی ہے تب بھی یہی حکم ہے کہ اس عورت کو یا بچی کو غسل کا طریقہ سکھا دیں وہ غسل دیں۔ (درمختار مع الشامی: ۱/ ۸۰۶)

﴿۹۱۳﴾ وَكَذَا الْخُنْثَى الْمُشْكِلُ يُيَمَّمُ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ.

يُيَمَّمُ ماضی مجہول باب تفعیل سے تیمم کرایا جائے۔

ترجمہ اور ایسے ہی خنثی مشکل کو تیمم کرایا جائے ظاہر روایت میں۔

خنثی کو غسل کون دے؟

اگر خنثی مشکل میت بالغ یا قریب البلوغ ہو تو اس کو غسل نہیں دیں گے بلکہ صرف تیمم کرائیں گے البتہ اگر نابالغ ہو تو اس کا حکم چھوٹے بچے اور بچی کے مانند ہے یعنی اس کو مرد یا عورت کوئی بھی غسل دے سکتا ہے۔ (عالمگیری: ۱/ ۱۶۰)

فائدہ: خنثی وہ شخص ہے جس کے ذکر و فرج دونوں ہوں یا دونوں میں سے کوئی نہ ہو اگر دونوں اعضاء سے بیک وقت پیشاب نکلتا ہو تو بلوغ تک خنثی مشکل کہلائے گا اور بلوغ کے بعد اگر مرد کی طرح خواب میں عورت سے مباشرت کرے اور احتلام ہو یا داڑھی نکل آئے تو مذکر سمجھا جائے گا اور اگر عورت کی طرح پستان ابھر آئے یا پستان میں دودھ اترے یا حیض آنے لگے یا قابل جماع ہو جائے یا حاملہ ہو جائے تو مؤنث سمجھا جائے گا، اور اگر دونوں میں سے کوئی آلہ نہ ہو اور پیشاب کسی سوراخ سے آتا ہے جس کی شکل نہ ذکر کی ہے نہ فرج کی تو ایسا شخص بھی خنثی مشکل کہلائے گا۔

(شریفیہ: ۱۲۵-۱۲۶، طرازی: ۲۴۲)

﴿۹۱۴﴾ وَيَجُوزُ لِلرَّجُلِ وَالْمَرْأَةِ تَغْسِيلُ صَبِيٍّ وَصَبِيَّةٍ لَمْ يُشْتَهَيَا.

تغسیل باب تفعیل کا مصدر ہے خوب دھونا صاف کرنا، مردے کو نہلانا۔ لم یشتہیا نفی جحد بلم فعل مضارع معروف صیغہ تثنیہ مذکر غائب باب افتعال اشتہیٰ یشتہی اشتہاءً خواہش کرنا، دل چاہنا۔

ترجمہ اور جائز ہے مرد و عورت کے لئے ایسے بچہ اور بچی کو غسل دینا کہ جن کی طرف دل نہ کھنچتے ہوں۔

بچہ و بچی کو کون غسل دے؟

اگر کسی ایسے چھوٹے نابالغ بچے کا انتقال ہو جائے جن کو دیکھنے سے شہوت نہیں ہوتی تو ایسے بچے کو عورتیں اور ایسی بچی کو مرد بھی غسل دے سکتے ہیں اور اگر بچے و بچی اتنے بڑے ہوں کہ ان کے دیکھنے سے شہوت ہوتی ہو تو لڑکے کو مرد اور لڑکی کو عورت ہی غسل دے۔ (طحطاوی: ۳۱۳، کتاب المسائل: ۵۲۸)

﴿۹۱۵﴾ وَلَا بَاسَ بِتَقْبِيْلِ الْمَيِّتِ.

ترجمہ اور کوئی حرج نہیں میت کو بوسہ دینے میں۔

میت کو چومنا

جس طرح زندہ کو چومنا جائز ہے مردہ کو چومنا بھی جائز ہے مرنے کے بعد اگرچہ میت کا جسم ناپاک ہو جاتا ہے اسی لئے غسل فرض ہے اس کے بغیر نماز جنازہ جائز نہیں مگر یہ نجاست حکمی ہے حقیقی نجاست نہیں ہوتی بظاہر بدن پاک ہے اسی لئے میت کو چوم سکتے ہیں نبی نے حضرت عثمان بن مظعون کو ان کی وفات کے بعد چوما ہے جب حضرت عثمان کا انتقال ہوا اور آپ کو اس کی اطلاع ملی تو آپ تشریف لے گئے اور ان کی پیشانی کو بوسہ دیا اس وقت آپ کی آنکھوں سے آنسو جاری تھے اور خود نبی کو وفات کے بعد حضرت ابوبکر صدیق نے چوما ہے اور فرمایا: طبت حیا و میتا آپ جب زندہ تھے تب بھی ستھرے تھے اور وفات کے بعد بھی ستھرے ہیں، غرض میت کی تقبیل جائز ہے۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۳۱۳، تحفۃ الالمعی: ۳/۲۹۰)

﴿۹۱۶﴾ وَعَلَى الرَّجُلِ تَجْهِيْزُ امْرَأَتِهٖ وَلَوْ مُعْسِرًا فِي الْاَصَحِّ.

معسرا اسم فاعل ہے باب افعال سے اعسار مصدر ہے تنگ دست ہونا، مفلس ہونا۔

ترجمہ اور شوہر پر ضروری ہے اپنی عورت کی تجہیز و تکفین اگرچہ وہ تنگدست ہو صحیح ترین قول میں۔

عورت کا کفن و دفن کس کے ذمہ ہے؟

میت کی ذات پر جو سب سے پہلے خرچ کیا جائے گا وہ کفن دفن کا خرچ ہے اور یہ خرچ بمنزلہ نفقہ کے ہے اسی وجہ سے عورت کا کفن شوہر کے ذمہ ہے اگرچہ عورت مالدار ہو اور شوہر غریب ہو کیونکہ عورت کا نفقہ شوہر پر واجب ہے، لیکن

قول مطلق ہی پر ہے۔ (طحاوی: ۳۴۷، درمختار: ۱/۸۱۰)

﴿۹۱۷﴾ وَمَنْ لَا مَالَ لَهُ فَكَفَنُهُ عَلَى مَنْ تَلْزَمُهُ نَفَقَتُهُ .

ترجمہ اور جس شخص کے پاس مال نہیں ہے تو اس کا کفن اس پر ہے جس پر اس کا نفقہ لازم (تھا)۔

مفلس کا کفن و دفن کس کے ذمہ ہے؟

صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر مرنے والا مال چھوڑ کر مرا ہے تو اس کے ترکہ میں سے سب سے پہلے تجہیز و تکفین ہی کی جائے گی اس کا قرض اس کی وصیت اور میراث پر عمل بعد میں ہوگا اور اگر مرنے والا بالکل غریب ہو کر مرا ہے تو پھر تجہیز و تکفین اس شخص پر لازم ہے جس پر زندگی میں اس کا خرچ لازم تھا، مثلاً غلام کا کفن اس کے آقا پر ہے اور گروی رکھی ہوئی چیز کا کفن و دفن گروی رکھنے والے پر ہے ایسے ہی اگر کسی شخص نے اپنا غلام بیچ دیا اور ابھی مشتری کے حوالہ نہیں کیا اور غلام بیچنے والے کے قبضہ میں ہی مر گیا تو اس کا کفن و دفن بائع پر لازم ہے۔ (البحر الرائق: ۲/۱۹۲، شامی: ۱/۸۱۰)

﴿۹۱۸﴾ وَإِنْ لَمْ يُوجَدْ مَنْ تَجِبُ عَلَيْهِ نَفَقَتُهُ فَفِي بَيْتِ الْمَالِ .

ترجمہ اور اگر نہ ہو وہ شخص جس پر اس کا نفقہ واجب ہے تو بیت المال کے ذمہ ہے۔

بیت المال کے ذمہ کس کا کفن و دفن ہے؟

فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص مر گیا اور وہ بالکل غریب تھا اور اس کا کوئی ایسا پرسان حال بھی نہیں تھا کہ جس پر زندگی میں اس کا خرچ لازم ہوتا یا ایسا شخص موجود ہے مگر وہ بھی اتنا غریب ہے کہ کفن و دفن کا انتظام نہیں کر سکتا تو مذکورہ دونوں صورتوں میں اس میت کا کفن و دفن بیت المال یعنی حکومت اسلامیہ کے خزانہ سے کیا جائے گا۔

﴿۹۱۹﴾ فَإِنْ لَمْ يُعْطَ عَجْزًا وَظُلْمًا فَعَلَى النَّاسِ .

لم یعط نفی جحد بلم در فعل مستقبل مجہول باب افعال سے اعطاء مصدر ہے دینا۔ عجزاً باب (ض) کا مصدر ہے ادا نگی سے معذور ہونا، بے بس ہونا۔

ترجمہ پھر اگر نہ دیا جائے عاجزی یا ظلم کے باعث تو مسلمانوں کے ذمہ ہے۔

مسلمانوں کے ذمہ کفن و دفن کب ہے؟

فرماتے ہیں کہ اگر صورت حال اتنی خراب ہے کہ حکومت اسلامیہ کا خزانہ بھی خالی ہے یا حکومت اسلامیہ کا

منتظم ظالم ہے کہ مال مصارف اور مستحقین پر خرچ ہی نہیں کرتا ہے تو ایسی نازک ترین صورت میں مسلمانوں پر کفن دفن کا انتظام ضروری ہے اور اگر کوئی بھی کفن دفن کا انتظام نہ کرے تو سب کے سب لوگ گناہگار ہوں گے۔ (شامی: ۱/۸۴۰)

﴿۹۲۰﴾ وَيَسْأَلُ لَهُ التَّجْهِيزَ مَنْ لَا يَقْدِرُ عَلَيْهِ غَيْرَهُ .

یسال فعل مضارع معروف ہے اور دو مفعولوں کی طرف متعدی ہے، لہ یسال کے متعلق ہے اور ہ ضمیر میت کی جانب لوٹ رہی ہے، التجهیز یسال کا مفعول اول ہے اور من لا یقدر علیہ فاعل ہے اور غیرہ مفعول ثانی ہے۔

ترجمہ اور سوال کرے اس کے لئے تجہیز و تکفین کا وہ شخص جو قادر نہ ہو اس کے سامان کفن مہیا کرنے پر اپنے علاوہ کسی دوسرے شخص سے۔

تشریح صورت مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص کو یا چند لوگوں کو معلوم ہے کہ مرنے والا تنگدست ہے اور وہ شخص یا وہ لوگ بھی اس قدر غریب ہیں کہ اس کے کفن دفن کا انتظام نہیں کر سکتے تو پھر ایسی صورت میں یہ ان لوگوں سے مانگ کر کفن دفن کا انتظام کریں جو انتظام کی طاقت رکھتے ہیں۔ (البحر الرائق: ۲/۱۹۲)

﴿۹۲۱﴾ وَكَفَنُ الرَّجُلِ سُنَّةً قَمِيصٌ وَإِزَارٌ وَلِفَافَةٌ مِمَّا يَلْبَسُهُ فِي حَيَاتِهِ .

ازار تہبند، لنگی (مذکر و مؤنث دونوں طرح مستعمل ہے) جمع أُزُر و آزِرَة ۔ لفافة لپیٹنے کا کپڑا جمع لفائف ۔

ترجمہ اور مرد کا کفن باعتبار سنت کے قمیص ازار اور لفافہ ہے اسی قسم کے کپڑوں میں سے جن کو وہ اپنی زندگی میں پہنتا ہے۔

مرد کا کفن

اس عبارت میں دو مسئلے بیان کر رہے ہیں: (۱) مرد کا کفن: مرد کے کفن کے مسنون کپڑے تین ہیں: ۱۔ قمیص ۲۔ ازار ۳۔ لفافہ۔ (۲) کفن کیسا ہو؟ کفن کا کپڑا اسی حیثیت کا ہونا چاہئے جیسا وہ (مردہ) اپنی زندگی میں جمعہ، عیدین وغیرہ کے موقع پر استعمال کرتا تھا اور عورت کو بھی اسی طرح کا کفن دیا جائے جو وہ اپنی زندگی میں میکے یا شادی وغیرہ میں جانے کے موقع پر استعمال کرتی تھی۔ (طحطاوی: ۳۱۵)

﴿۹۲۲﴾ وَكِفَايَةً إِزَارٌ وَلِفَافَةٌ .

ترجمہ اور باعتبار کفایت کے ازار اور لفافہ ہے۔

مرد کا کفن کفایت

مرد کے کفن میں اگر صرف دو کپڑے ہوں یعنی ازار اور لفافہ تو یہ بھی بلا کراہت درست ہے اور اس کو کفن کفایت کہ

جاتا ہے۔

﴿۹۲۳﴾ وَفُضِّلَ الْبَيَاضُ مِنَ الْقُطْنِ

قطن روئی کاٹن، قطنی روئی کا سوتی۔

ترجمہ اور افضل قرار دیا گیا سفید سوتی کپڑا۔

کفن کا رنگ کیسا ہو؟

سفید کپڑا کفن کے لئے سب سے بہتر ہے البتہ نیا پرانا (دھلا ہوا) سب برابر ہے۔ اور اس بارے میں قاعدہ یہ ہے کہ جو کپڑا زندگی میں پہننا جائز ہے اس میں کفن دینا بھی جائز ہے اور جس کپڑے کو پہننا زندگی میں مکروہ ہے اس میں کفن دینا بھی مکروہ ہے۔ اور جس کو پہننا حرام ہے اس میں کفن دینا بھی حرام ہے، جیسے عورت کو ریشمی کپڑے میں کفن دینا جائز ہے مرد کو حرام ہے۔

﴿۹۲۴﴾ وَكُلٌّ مِنَ الْإِزَارِ وَاللِّفَافَةِ مِنَ الْقَرْنِ إِلَى الْقَدَمِ وَلَا يُجْعَلُ لِقَمِيصِهِ كُمٌّ وَلَا دِخْرِيصٌ وَلَا جَيْبٌ وَلَا تُكَفُّ أَطْرَافُهُ.

قرن سینگ، القرن في الانسان انسان کے سر کی وہ جگہ جہاں جانور کے سینگ اگتے ہیں جمع قُرُون۔ کُمّ آستین جمع أكمام و كِمَمَة، دخريص کلی یعنی تمین تراش کا کپڑا جو پاجاموں اور کرتوں وغیرہ میں ڈالتے ہیں۔

ترجمہ اور ازار اور لفافہ میں سے ہر ایک چوٹی سے لے کر پیروں تک اور نہ بنائی جائے اس کی قمیص کے لئے آستین اور نہ کلی اور نہ جیب اور نہ سلا جائے اس کے کناروں کو۔

ازار لفافہ قمیص کی تفصیل

مسنون کفن مرد کے لئے تین کپڑے ہیں: (۱) ازار سر سے پاؤں تک، جس میں میت کو لپیٹا جا سکے۔ (۲) لفافہ، اس کو چادر بھی کہتے ہیں یہ سر کے کچھ اوپر سے پیر کے کچھ نیچے تک ہوتی ہے یعنی ازار سے ایک ڈیڑھ ہاتھ لمبی۔ (۳) قمیص کندھے سے قدم تک جیب، آستین اور کلی کے بغیر دو تکی ہوئی ہوتی ہے اس کا ایک حصہ میت کے اوپر ہوتا ہے اور دوسرا نیچے اور کندھے پر سے اُسے سی لیا جاتا ہے اور اوپر کے حصہ میں گریبان چیر دیا جاتا ہے تاکہ اس کو گردن میں پہنایا جا سکے نیز ذہن میں رہے کہ جو چادر سب سے اوپر چارپائی پر بطور پردہ کے ڈالی جاتی ہے وہ کفن میں شامل نہیں کفن صرف اتنا ہی ہے جو اوپر بیان کیا گیا ہے۔

﴿۹۲۵﴾ وَتُكْرَهُ الْعِمَامَةُ فِي الْأَصَحِّ.

ترجمہ اور مکروہ ہے پگڑی صحیح ترین قول میں۔

تشریح مردے کے سر پر پگڑی باندھنا مکروہ ہے اگرچہ بعض حضرات نے اس میت کے لئے جو عالم یا زاہد ہو مستحسن قرار دیا ہے مگر علامہ شامی فرماتے ہیں والاصح ان تکرہ العمامۃ بکل حال کما فی الزاھدی۔ (شامی بیروت ۳/۹۰، شامی مصری ۱/۸۰۷)

﴿۹۲۶﴾ وَلُفَّ مِنْ يَسَارِهِ ثُمَّ يَمِيْنِهِ وَعُقِدَ اِنْ خِيْفَ انْتِشَارُهٗ۔

لُفَّ ماضی مجہول باب نصر لَفًّا مصدر ہے، لپیٹنا، ڈھانپنا، پیک کرنا۔ عُقِدَ ماضی مجہول باب ضرب عَقَدَ يَعْقِدُ عَقْدًا گرہ لگانا۔ خِيْفَ ماضی مجہول باب سمع خَافَ يَخَافُ خَوْفًا ڈرنا۔ یسارہ اور یمینہ دونوں ضمیریں ازار کی جانب لوٹ رہی ہیں جو اس سے پہلی عبارت میں ہے اور اس عبارت میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ ازار اور لفافہ میں سے ہر ایک کو الگ الگ لپیٹے۔ انتشار باب افتعال کا مصدر ہے پھیلنا۔ (شامی بیروت ۳/۹۰، شامی ۱/۸۰۸)

ترجمہ اور لپیٹا جائے اس کی بائیں جانب سے پھر اس کی داہنی جانب سے اور باندھ دیا جائے اگر ڈر ہو اس کے کھل جانے کا۔

مرد کو کفنانے کا طریقہ

کفنانے کا طریقہ یہ ہے کہ چارپائی پر پہلے لفافہ بچھائیں پھر ازار اس کے بعد کرتا پھر مردے کو اس پر لے جا کر پہلے کرتا پہنا دیں پھر ازار لپیٹ دیں، اس طرح کہ پہلے بائیں طرف لپیٹا جائے پھر دائیں طرف تاکہ داہنی طرف اوپر رہے پھر چادر لپیٹیں پہلے بائیں طرف پھر دائیں طرف پھر کسی پٹی وغیرہ سے پیروں اور سر اور کمر کے پاس سے کفن کو باندھ دیں تاکہ راستے میں کھل نہ جائے۔ (مراقی الفلاح ۳۲۶)

﴿۹۲۷﴾ وَتُزَادُ الْمَرْأَةُ فِي السُّنَّةِ خِمَارًا لِوَجْهِهَا وَخِرْقَةً لِرَبْطِ ثَدْيَيْهَا۔

خِمَارًا خاء کے کسرہ کے ساتھ جمع اخمرۃ و خُمُرٌ و خُمْرٌ دوپٹہ، اوڑھنی، سربند، یہاں مراد تین ہاتھ لمبی اوڑھنی ہے۔ خِرْقَة جمع خِرَق، ٹکڑا، چیتھڑا، پرانے کپڑے کا ٹکڑا، یہاں سینہ بند مراد ہے جو پستانوں سے رانوں تک ہوگا۔ ربط باب (ن) کا مصدر ہے باندھنا۔ ثدی پستان جمع اَثْدٍ و ثُدِيٌّ۔ (شامی ۱/۸۰۷، طحطاوی ۳۱۶)

ترجمہ اور زیادہ کردی جائے عورت کے مسنون کفن میں ایک اوڑھنی اس کے چہرہ کے لئے اور ایک سینہ بند اس کی پستانوں کو باندھنے کے لئے۔

عورت کا کفن

عورت کے کفن کے مسنون کپڑے پانچ ہیں: (۱) ازار (۲) لفافہ (۳) قمیص بغیر آستین اور کلی کے (۴) سینہ بند

لپیٹا ہوں سے دانوں تک (۵) خمار سر بند تین ہاتھ لمبا، خلاصہ یہ کہ تین کپڑے تو وہی ہیں جو مرد کے ہیں اور دو کپڑے سینہ بند اور سر بند زائد ہیں۔

﴿۹۲۸﴾ وَفِي الْكِفَايَةِ خِمَارًا .

ترجمہ اور کفن کفایت میں ایک اوڑھنی کو (زیادہ کر دیا جائے)

عورت کا کفن کفایت

اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ مرد کے کفن کفایت میں ایک اوڑھنی کا اضافہ کر دیا جائے تو وہ عورت کا کفن کفایت ہو جائے گا مثلاً قمیص لفافہ اور سر بند یا ازار لفافہ اور سر بند یہ عورت کا کفن کفایت ہے۔

﴿۹۲۹﴾ وَيُجْعَلُ شَعْرُهَا ضَفِيرَتَيْنِ عَلَى صَدْرِهَا فَوْقَ الْقَمِيصِ ثُمَّ الْخِمَارُ فَوْقَهُ تَحْتَ اللِّفَافَةِ ثُمَّ الْخِرْقَةُ فَوْقَهَا .

ضفیرتین اس کا واحد ضفیرۃ ہے جمع ضفائر و ضُفُر چوٹی مضفور جس کے بال گندھے ہوئے ہوں اور علی صدرھا یہ فعل محذوف کے متعلق ہے ای توضعان علی صدرھا۔

ترجمہ اور کر دی جائیں اس کے بالوں کی دو چوٹیں (اور رکھ دی جائیں) اس کے سینہ پر کرتے کے اوپر پھر اوڑھنی اس کے اوپر لفافہ کے نیچے پھر سینہ بند اس کے اوپر۔

عورت کو کفنانے کا طریقہ

عورت کو کفنانے کا طریقہ یہ ہے کہ پہلے چادر (لفافہ) بچھائیں اس کے بعد سینہ بند رکھیں اس کے اوپر ازار پھر قمیص مردے کو کفن پر لے جا کر پہلے کرتا پہنائیں اور سر کے بالوں کے دو حصے کر کے کرتے کے اوپر سینے پر ڈال دیں ایک حصہ داہنی طرف ایک حصہ بائیں طرف اس کے بعد سر بند کو سر اور بالوں پر ڈال دیں اس کو نہ باندھیں نہ لپیٹیں پھر ازار لپیٹ دیں پہلے بائیں طرف پھر دائیں طرف اس کے بعد پیر سر اور کمر کے پاس سے کفن دھجیوں سے باندھ دیں تاکہ ہوا وغیرہ سے راستہ میں کھل نہ جائے۔ (ہندیہ: ۱/۱۶۱، کتاب المسائل: ۵۵۹)

﴿۹۳۰﴾ وَتُجَمَّرُ الْأَكْفَانُ وِتْرًا قَبْلَ أَنْ يُدْرَجَ فِيهَا .

اکفان جمع اس وجہ سے لائے ہیں کیونکہ کفن میں متعدد کپڑے ہوتے ہیں۔ وترًا یہ صفت ہے مصدر محذوف کی اصل عبارت یوں ہے: تجمیرا وترًا۔ یدرج فعل مضارع مجہول باب افعال سے ایک چیز کو دوسری میں داخل کرنا۔

ترجمہ: اور دھونی دی جائے کفن کو طاق مرتبہ اس میں داخل کرنے سے پہلے۔

کفن کو دھونی دینا

کفن کو پہلے تین مرتبہ یا پانچ مرتبہ لوبان وغیرہ کی دھونی دے دی جائے اس کے بعد مردے کو کفنایا جائے پانچ مرتبہ سے زائد دھونی نہ دی جائے۔ (مراقی الفلاح: ۳۱۷، کتاب المسائل: ۵۵۴)

﴿۹۳۶﴾ وَكَفَنُ الضَّرُوْرَةِ مَا يُوْجَدُ.

ترجمہ: اور کفن ضرورت وہ ہے جو میسر آجائے۔

کفن ضرورت

مرد کو دو کپڑوں سے کم میں کفن دینا اور عورت کو تین کپڑوں سے کم میں کفن دینا مکروہ ہے، ہاں اگر کوئی مجبوری ہو تو پھر وقت پر جو کچھ بھی میسر ہو خواہ ایک ہی کپڑا ہو اس میں کفن دیدیا جائے لما روی ان حمزة کفن فی ثوب واحد. (طحطاوی: ۳۱۷)

اختیاری مطالعہ

قریب البلوغ لڑکا اور لڑکی بڑے مرد اور عورت کی طرح ہیں یعنی قریب البلوغ لڑکے کو مرد کی طرح تین کپڑوں میں اور قریب البلوغ لڑکی کو عورت کی طرح پانچ کپڑوں میں کفن دیا جائے نیز بہت چھوٹے لڑکے اور لڑکی کو بھی اسی طرح کفن دیا جائے گا، ہاں البتہ چھوٹے لڑکے کو ایک کپڑے میں اور لڑکی کو دو کپڑوں میں کفن دینا بھی جائز ہے۔
(درمختار مع الشامی: ۱/۸۰۹)

فَصْلُ الصَّلَاةُ عَلَيْهِ

ماقبل سے مناسبت: جب صاحب کتاب میت کے غسل اور کفن کے بیان سے فارغ ہوگئے تو اب اس پر نماز کے بیان کو شروع کرتے ہیں کیونکہ غسل وکفن شرط ہے اور نماز مشروط ہے اور قاعدہ ہے: الشرط یتقدم علی المشروط. (طحطاوی: ۳۱۷)

بارگاہ حق میں میت کی سفارش

نماز جنازہ حقیقت میں اہل ایمان کی طرف سے اپنے مومن بھائی کے لئے بارگاہ خداوندی میں مغفرت کی سفارش کی ایک باوقار شکل ہے اور اس سفارش کی قبولیت کا اللہ کی جانب سے وعدہ کیا گیا ہے، ایک روایت میں ہے کہ جس میت

پر چالیس ایمان والے نمازِ جنازہ پڑھیں تو ان کی سفارش اس میت کے حق میں بلاشبہ قبول کرلی جاتی ہے (مسلم شریف حدیث ۹۴۸) اور ایک روایت میں ہے کہ جس شخص کی نمازِ جنازہ میں مسلمانوں کی تین صفیں ہوں اس کے لئے جنت واجب ہے۔ (ابوداؤد حدیث: ۳۱۶۶)

نمازِ جنازہ میں شرکت کرنے والوں کو خوشخبری

نہ صرف یہ کہ نمازِ جنازہ سے میت کو فائدہ پہنچتا ہے بلکہ خود نمازِ جنازہ پڑھنے والے بھی سعادت سے محروم نہیں رہتے اور ان کے لئے بھی مغفرت کا وعدہ ہے، چناں چہ ایک روایت میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: انسان کو اس کی موت کے بعد سب سے پہلے بدلہ یہ دیا جاتا ہے کہ اس کے جنازہ کے ساتھ چلنے والے تمام لوگوں کی مغفرت کردی جاتی ہے۔ (الترغیب والترہیب مکمل ۷۲۳، کتاب المسائل: ۵۶۸)

افسوس کا مقام

آج کل بہت افسوس کی بات ہے کہ عام طور پر نمازِ جنازہ کے موقع پر یہ منظر نظر آتا ہے کہ بہت لوگ نمازِ جنازہ کی جگہ سے دور کھڑے دکھائی دیتے ہیں اور جب ان سے پوچھا جاتا ہے کہ جنازہ میں کیوں شریک نہیں ہو رہے؟ تو کوئی ناپاکی کا عذر کردیتا ہے اور کوئی دعا جنازہ یاد نہ ہونے کا ذکر کرتا ہے حالانکہ یہ اعذار سب لچر اور کمزور ہیں اس لئے کہ پاکی حاصل کرنا کوئی مشکل نہیں اور دعا کی بات تو یہ نمازِ جنازہ کے فرائض میں داخل نہیں ہے بلکہ اس کے فرائض صرف دو ہیں:

1. قیام 2. چار مرتبہ تکبیر کہنا۔ اتنی آسان عبادت کو محض غفلت کی وجہ سے انجام نہ دینا بڑی محرومی کی بات ہے۔ (کتاب المسائل: ۵۶۹)

﴿۹۳۲﴾ اَلصَّلٰوةُ عَلَيْهِ فَرْضُ كِفَايَةٍ.

ترجمہ نماز پڑھنا اس پر فرض کفایہ ہے۔

نمازِ جنازہ فرض کفایہ ہے

نمازِ جنازہ فرض کفایہ ہے اگر کسی نے بھی نمازِ جنازہ نہ پڑھی اور مسلمان میت کو نماز کے بغیر ہی دفنا دیا گیا تو جن کو معلوم ہے سب گناہگار ہوں گے اور اگر صرف ایک شخص نے بھی نمازِ جنازہ پڑھ لی تو فرض کفایہ ادا ہوگیا۔ نمازِ جنازہ کے لئے جماعت شرط نہیں ہے۔ (طحطاوی: ۳۱۸، ہندیہ: ۱/۱۶۲، کتاب المسائل: ۵۶۹)

﴿۹۳۳﴾ وَاَرْكَانُهَا التَّكْبِيْرَاتُ وَالْقِيَامُ.

ترجمہ اور اس کے ارکان تکبیریں ہیں اور قیام۔

نمازِ جنازہ کے فرائض

نمازِ جنازہ میں دو چیزیں فرض ہیں: (۱) چار مرتبہ اللہ اکبر کہنا۔ (۲) کھڑے ہونے کی قدرت رکھنے والے شخص کا نمازِ جنازہ کھڑے ہوکر پڑھنا۔

﴿۴۳۳﴾ وَشَرَائِطُهَا سِتَّةٌ إِسْلَامُ الْمَيِّتِ وَطَهَارَتُهُ وَتَقَدُّمُهُ وَحُضُورُهُ أَوْ حُضُورُ أَكْثَرِ بَدَنِهِ أَوْ نِصْفِهِ مَعَ رَأْسِهِ وَكَوْنُ الْمُصَلِّي عَلَيْهَا غَيْرَ رَاكِبٍ بِلَا عُذْرٍ وَكَوْنُ الْمَيِّتِ عَلَى الْأَرْضِ فَإِنْ كَانَ عَلَى دَابَّةٍ أَوْ عَلَى أَيْدِي النَّاسِ لَمْ تَجُزِ الصَّلٰوةُ عَلَى الْمُخْتَارِ إِلَّا مِنْ عُذْرٍ

ترجمہ اور اس کی شرطیں چھ ہیں میت کا مسلمان ہونا اور اس کا پاک ہونا اور اس کا آگے ہونا اور اس کا موجود ہونا یا اس کے بدن کے اکثر حصے یا اس کے آدھے حصے کا سر کے ساتھ موجود ہونا اور اس پر نماز پڑھنے والے کا سوار نہ ہونا بغیر کسی عذر کے اور میت کا زمین پر ہونا پس اگر ہو سواری پر یا لوگوں کے ہاتھوں پر تو نماز جائز نہ ہوگی مذہب مختار کی بناء پر مگر کسی عذر کے باعث۔

نمازِ جنازہ کے صحیح ہونے کی شرطیں

نمازِ جنازہ کے صحیح ہونے کے لئے دو قسم کی شرطیں ہیں: (۱) وہ شرطیں جن کا نمازیوں میں پایا جانا ضروری ہے۔ (۲) وہ شرطیں جن کا میت میں پایا جانا ضروری ہے، چنانچہ جن شرطوں کا نمازیوں میں پایا جانا ضروری ہے وہ چھ ہیں: (۱) بدن کی پاکی (۲) کپڑے کی پاکی (۳) جگہ کی پاکی (۴) ستر چھپانا (۵) قبلہ کی طرف متوجہ کرنا (۶) نیت کرنا وقت اس کے لئے شرط نہیں۔

اور جن شرطوں کا میت میں پایا جانا ضروری ہے وہ بھی چھ ہیں اور اس عبارت میں انہیں کا بیان کرنا مقصود ہی ہے: (۱) میت کا مسلمان ہونا (۲) میت کے بدن اور کفن کا نجاست سے پاک ہونا، ہاں اگر نجاست اس کے بدن سے کفنانے کے بعد نکلے پھر کوئی حرج نہیں نماز درست ہے اس کا دھونا ضروری نہیں اور میت اگر کسی پاک چارپائی یا تختہ یا کسی پاک گدے یا لحاف وغیرہ پر رکھی ہوئی ہو تو اب اس چارپائی وغیرہ کی زمین کا پاک ہونا شرط نہیں بلکہ اسی حالت میں نمازِ جنازہ اس پر درست ہے اور اگر چارپائی یا تخت وغیرہ بھی ناپاک ہو یا میت کو بغیر چارپائی کے ناپاک زمین پر رکھ دیا گیا ہو تو اب اس صورت میں میت کی جگہ کے پاک ہونے نہ ہونے میں اختلاف ہے بعض کے نزدیک شرط ہے لہٰذا اس

صورت میں نماز جنازہ صحیح نہ ہوگی اور بعض کے نزدیک شرط نہیں لہٰذا نماز صحیح ہو جائے گی۔ (البحر الرائق: ۲/۱۹۳) (۳) میت کے ستر کا چھپانا لہٰذا اگر میت بالکل برہنہ ہو تو اس کی نماز جنازہ درست نہ ہوگی، یہ شرط نمازی اور میت دونوں میں ہونا ضروری ہے اس شرط کو متن میں بیان نہیں کیا ہے۔ (۴) میت کا نمازیوں سے آگے ہونا لہٰذا اگر میت نمازیوں سے پیچھے ہو اور نمازی اس سے آگے ہوں تو نماز جنازہ جائز نہ ہوگی۔ (شامی: ۱/۸۱۲) (۵) میت کا موجود ہونا لہٰذا اگر غائب پر نماز جنازہ پڑھی تو نماز درست نہ ہوگی یا میت کے بدن کا نصف سے زائد یا نصف کا ہونا اس کی تفصیل یہ ہے کہ کسی میت کے بدن کا نصف سے زائد حصہ خواہ سر سمیت ہو یا سر کے بغیر دستیاب ہو تو اس کو باقاعدہ غسل دے کر کفن پہنا کر نماز جنازہ پڑھی جائے گی اس کے بعد دفنایا جائے گا اور اگر صرف نصف حصہ دستیاب ہوا تو دیکھا جائے گا کہ اس کے ساتھ سر ہے یا نہیں؟ اگر سر ہے تو اسے غسل دے کر تجہیز وتکفین کی جائے گی ورنہ ایک پاک کپڑے میں لپیٹ کر نماز پڑھے بغیر دفنا دیا جائے گا اور اگر کسی میت کا صرف سر یا بدن کا نصف سے کم دستیاب ہوا تو نہ اسے غسل دیا جائے گا اور نہ اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی بلکہ اسے ویسے ہی پاک کپڑے میں لپیٹ کر دفنا دیا جائے گا۔ (عالمگیری: ۱/۱۵۹، شامی: ۱/۸۰۴) (۶) میت کا یا میت کی چارپائی وغیرہ کا زمین پر ہونا لہٰذا اگر بلا عذر میت کو لوگ اوپر اٹھائے ہوئے ہوں یا میت سواری (جانور وغیرہ) پر ہو تو نماز درست نہ ہوگی، ہاں اگر کوئی عذر ہو مثلاً زمین پر کیچڑ ہو کہ میت وہاں پر نہیں رکھ سکتے تو ایسی مجبوری میں ہاتھوں میں یا میت کو سواری پر رکھ کر نماز جنازہ پڑھ سکتے ہیں۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۳۱۹)

وکون المصلی الخ اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ نماز جنازہ پڑھنے والا سواری پر سوار ہو ایسے ہی بیٹھ کر نماز جنازہ نہ پڑھے ہاں اگر کوئی عذر ہو مثلاً نیچے زمین پر کیچڑ ہی کیچڑ ہو تو سوار ہونے کی حالت میں نماز جنازہ پڑھنا درست ہے صاحب کتاب نے اس کو شرط کے درجہ میں رکھا ہے اس طرح ملا کر کل سات شرطیں ہوگئی ہیں اور نماز جنازہ کے فرض ہونے کی پانچ شرطیں ہیں: (۱) قدرت یعنی مصلی کا جنازہ کی نماز پڑھنے پر قادر ہونا۔ (۲) عقل لہٰذا مجنون پر جنازہ کی نماز فرض نہیں۔ (۳) بلوغ بچے پر نماز جنازہ پڑھنا فرض نہیں اسی وجہ سے اگر نابالغ کو امام بنا دیا جائے یا صرف کوئی نابالغ بچہ نماز جنازہ پڑھ لے تو بالغین کے ذمہ سے فرض ساقط نہ ہوگا۔ (۴) اسلام یعنی نمازی کا مسلمان ہونا شرط ہے، کافر پر نماز جنازہ فرض نہیں۔ (۵) موت کا علم ہونا لہٰذا جس کو میت کے مرنے کا پتہ نہ ہو وہ معذور سمجھا جائے گا۔ (شامی: ۱/۸۱۱)

﴿۹۳۵﴾ وَسُنَنُهَا أَرْبَعٌ قِيَامُ الإِمَامِ بِحِذَاءِ صَدْرِ الْمَيِّتِ ذَكَرًا كَانَ أَوْ أُنْثٰى وَالثَّنَاءُ بَعْدَ التَّكْبِيرَةِ الأُولٰى وَالصَّلٰوةُ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ بَعْدَ الثَّانِيَةِ وَالدُّعَاءُ لِلْمَيِّتِ بَعْدَ الثَّالِثَةِ.

ترجمہ: اور اس کی سنتیں چار ہیں امام کا کھڑا ہونا میت کے سینہ کے سامنے میت مرد ہو یا عورت اور ثنا پڑھنا

پہلی تکبیر کے بعد اور درود شریف پڑھنا نبی پہ دوسری تکبیر کے بعد اور دعا کرنا میت کے لئے تیسری تکبیر کے بعد۔

نماز جنازہ کی سنتیں

نماز جنازہ میں تین چیزیں مسنون ہیں: (۱) اللہ کی حمد وثنا بیان کرنا۔ (۲) نبی پر درود پڑھنا۔ (۳) میت کے لئے دعا کرنا۔ (درمختار مع الشامی بیروت: ۳/۹۹)

صاحب نور الایضاح نے نماز جنازہ میں چار چیزیں مسنون بتلائی ہیں، تین تو اوپر گذر چکی ہیں اور چوتھی یہ ہے کہ جنازہ مرد کا ہو یا عورت کا نماز کے وقت امام میت کے سینہ کے مقابل کھڑا ہو مگر علامہ شامی، صاحب بحر الرائق اور علامہ طحطاوی نے اس کو مستحب کے درجہ میں رکھا ہے چناں چہ فرمایا: وهذا ظاهر الرواية وهو بيان الاستحباب۔
(طحطاوی: ۳۲۰، البحر الرائق: ۲/۲۰۰، شامی: ۱/۸۱۹)

﴿۹۳۶﴾ وَلَا يَتَعَيَّنُ لَهُ شَيْءٌ وَإِنْ دَعَا بِالْمَأْثُورِ فَهُوَ أَحْسَنُ وَأَبْلَغُ وَمِنْهُ مَا حَفِظَ "عَوْفٌ" مِنْ دُعَاءِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْ لَهُ وَارْحَمْهُ وَعَافِهِ وَاعْفُ عَنْهُ وَأَكْرِمْ نُزُلَهُ وَوَسِّعْ مُدْخَلَهُ وَاغْسِلْهُ بِالْمَاءِ وَالثَّلْجِ وَالْبَرَدِ وَنَقِّهِ مِنَ الْخَطَايَا كَمَا يُنَقَّى الثَّوْبُ الْأَبْيَضُ مِنَ الدَّنَسِ وَأَبْدِلْهُ دَارًا خَيْرًا مِنْ دَارِهِ وَأَهْلًا خَيْرًا مِنْ أَهْلِهِ وَزَوْجًا خَيْرًا مِنْ زَوْجِهِ وَأَدْخِلْهُ الْجَنَّةَ وَأَعِذْهُ مِنْ عَذَابِ الْقَبْرِ وَعَذَابِ النَّارِ۔

مأثور اسم مفعول باب ن، ض، أثر أثرًا نقل کرنا، مأثور منقول۔ أحسن اسم تفضیل ہے بہت اچھا۔ ابلغ اسم تفضیل ہے مقصود تک زیادہ پہنچانے والا بلغ بلوغا باب نصر سے پہنچنا۔ عافه معافاة سے امر حاضر معروف ہے، مراد یہ ہے کہ اس کو عذاب سے سلامتی اور امن عطا فرما۔ واعف عنه عفا يعفوا عفوًا (ن) معاف کرنا، درگزر کرنا، یعنی اس سے جو گناہوں کا ارتکاب ہوگیا ہے وہ درگزر فرما۔ نزل اصل میں ان چیزوں کو کہا جاتا ہے جو مہمان کے لئے مہیا کی جائیں، یہاں پر کثرت ثواب یا قبر کی نعمتیں مراد ہیں۔ مدخل جمع مداخل (ضد مخرج) داخل کا دروازہ، گیٹ، انٹری، یہاں مراد قبر ہے۔ ثلج اس کی جمع ثلوج برف۔ برد اولہ، دنس نون کے فتحہ کے ساتھ میل کچیل، گندگی جمع ادناس باب (س) سے مستعمل ہے۔ اهلا خيرا من اهله وزوجا خيرا من زوجه اس عبارت میں اگر اہل سے مراد زوج ہے تو پھر عطف تفسیری ہے اور اگر اہل سے مراد رحمت کے فرشتے اور وہ مسلمان پڑوسی جن کا انتقال ہو چکا ہے یا جنت کے باشندے مراد ہوں تو پھر ایک جملہ کا عطف دوسرے پر مغایرت کے لئے ہے۔ (طحطاوی: ۳۲۲) اعذ فعل امر صیغہ واحد مذکر باب افعال سے محفوظ رکھ، پناہ میں رکھ۔

ترجمہ: اور متعین نہیں دعا کے لئے کوئی خاص دعا اور اگر پڑھے منقول دعا تو بہت اچھا اور مقصود تک زیادہ

پہنچانے والا ہے، منجملہ ان کے وہ دعا ہے جس کو حضرت عوف بن مالکؓ نے نبیؐ سے یاد کیا ہے، اے اللہ اس کی مغفرت فرما اور اس پر رحم فرما اور اس کو عذاب سے سلامتی دے اور اس کے گناہ معاف فرما، اور معزز بنا اس کی مہمانی کو اور کشادہ کردے اس کے داخل ہونے کی جگہ (قبر) کو اور اس کو دھو ڈال پانی، برف اور اولوں سے (گناہوں سے پاک صاف کردے) اور پاک صاف کردے اس کو تمام خطاؤں سے جیسا کہ صاف کیا جاتا ہے سفید کپڑا میل کچیل سے اور اس کو ایسا مکان بدلہ میں عطا فرما جو بہتر ہو اس کے مکان سے اور ایسے اہل وعیال عطا فرما جو بہتر ہوں دنیاوی اہل وعیال سے اور ایسا جوڑا جو بہتر ہو اس کے جوڑے سے اور داخل کر اس کو جنت میں اور پناہ دے اس کو قبر کے عذاب اور دوزخ کے عذاب سے۔

تیسری تکبیر کے بعد کیا دعا پڑھیں

نماز جنازہ میں تیسری تکبیر کے بعد کوئی بھی دعا پڑھ سکتے ہیں، صرف اس بات کا خیال رکھا جائے کہ اس میں میت کے لئے دعائے مغفرت ہونی چاہئے، ایک دعا متن کے اندر موجود ہے جس کے بارے میں صاحب کتابؒ نے احسن اور ابلغ ہونے کا فیصلہ کیا ہے، یہ دعا حضرت عوف بن مالکؓ سے منقول ہے وہ کہتے ہیں: نبیؐ نے ایک جنازہ پڑھایا میں نے کان لگا کر سنا تو آپ نے یہ دعا پڑھی اللّٰھم اغفر آگے وہ فرماتے ہیں کہ یہ دعا سن کر میں یہ تمنا کرنے لگا کہ کاش یہ جنازہ میرا ہوتا۔ (مراقی الفلاح: ۳۲۱، الدر المنضود: ۵/۲۶۲)

اہم فائدہ: واغسلہ بالماء والثلج والبرد الی قولہ من الدنس۔

اس عبارت کے بارے میں علامہ طحطاویؒ فرماتے ہیں کہ یہاں استعارہ بالکنایہ ہے استعارہ بالکنایہ کا مطلب یہ ہے کہ ایک چیز کو دوسری چیز کے ساتھ دل میں تشبیہ دے کر مشبہ کے علاوہ تمام ارکان تشبیہ (مشبہ بہ، وجہ شبہ، ادات تشبیہ) کو ترک کر دیا گیا ہو، چنانچہ یہاں بھی میت کو ایسے کپڑے کے ساتھ تشبیہ دی گئی ہے جس کو دھویا جاتا ہے اور مشبہ کے علاوہ تمام ارکان تشبیہ کو ترک کر دیا گیا ہے اور غسل کا ذکر استعارہ تخییلیہ ہے، استعارہ تخییلیہ کا مطلب یہ ہے کہ مشبہ بہ متروک کا کوئی لازم مشبہ مذکور کے لئے ثابت کر دیا گیا ہو، چنانچہ یہاں پر بھی مشبہ بہ یعنی کپڑے کا لازم غسل مشبہ یعنی میت کے لئے ثابت کیا گیا ہے اور ماء، برد اور ثلج استعارہ ترشیحیہ ہے، اس کا مطلب یہ ہے کہ مشبہ بہ متروک کا کوئی مناسب مشبہ مذکور کے لئے ثابت کر دیا گیا ہو۔ (طحطاوی: ۳۲۱)

﴿۹۳۷﴾ وَيُسَلِّمُ بَعْدَ الرَّابِعَةِ مِنْ غَيْرِ دُعَاءٍ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ.

ترجمہ اور سلام پھیر دے چوتھی تکبیر کے بعد بغیر کسی دعا کے ظاہر روایت میں۔

چوتھی تکبیر کے بعد فوراً سلام پھیرنا

فرماتے ہیں کہ چوتھی تکبیر کہہ کر سلام پھیر دے اس میں کوئی دعا نہیں ہے، صحیح بات یہی ہے اگرچہ بعض مشائخ نے

فرمایا ہے کہ چوتھی تکبیر کے بعد رَبَّنَا آتِنَا فِي الدُّنْيَا الخ یا ربنا لا تزغ الخ پڑھ کر سلام پھیرے۔ (مراقی الفلاح: ۳۲۱)

﴿۴۳۸﴾ وَلَا يَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي غَيْرِ التَّكْبِيرَةِ الْأُولٰى.

ترجمہ اور نہ اٹھائے اپنے ہاتھ پہلی تکبیر کے علاوہ میں۔

پہلی تکبیر کے علاوہ ہاتھ نہ اٹھائے

صورت مسئلہ یہ ہے کہ نماز جنازہ پڑھتے وقت پہلی تکبیر کہہ کر دونوں ہاتھ کانوں کی لو تک اٹھا کر ناف کے نیچے باندھ لیں اور پھر اس کے بعد کی تین تکبیروں میں کانوں تک ہاتھ نہ اٹھائے بلکہ بغیر ہاتھوں کو اٹھائے تکبیر کہتا رہے۔

﴿۴۳۹﴾ وَلَوْ كَبَّرَ الْإِمَامُ خَمْسًا لَمْ يُتَّبَعْ وَلٰكِنْ يَنْتَظِرُ سَلَامَهُ فِي الْمُخْتَارِ.

لم یتبع نفی جحد بلم در فعل مستقبل مجہول باب افتعال مصدر اتباعا پیچھے چلنا، پیروی کرنا۔

ترجمہ اور اگر امام پانچ تکبیریں کہہ دے تو پیروی نہ کی جائے بلکہ انتظار کرے گا اس کے سلام کا پسندیدہ قول میں۔

اگر امام نماز جنازہ میں پانچ تکبیر کہہ دے؟

صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر امام نے نماز جنازہ پڑھاتے وقت پانچویں تکبیر کہی تو مقتدی اس پانچویں تکبیر میں امام کی پیروی نہ کرے، رہی یہ بات کہ مقتدی جب پانچویں تکبیر میں امام کی متابعت نہیں کریں گے تو پھر کیا کرے؟ اس میں حضرت امام ابوحنیفہؒ سے دو روایتیں ہیں: (۱) مقتدی فوراً سلام پھیر دیں تاکہ پانچویں تکبیر میں امام کی مخالفت ثابت ہو اور دوسری روایت یہ ہے کہ مقتدی امام کے سلام پھیرنے کا انتظار کریں تاکہ سلام کے اندر متابعت ہو جائے مصنف کہتے ہیں کہ مختار یہی دوسری روایت ہے۔ (در مختار مع الشامی بیروت: ۳/۱۰۶، مراقی الفلاح: ۳۲۲)

﴿۴۴۰﴾ وَلَا يَسْتَغْفِرُ لِمَجْنُونٍ وَصَبِيٍّ وَيَقُولُ اللّٰهُمَّ اجْعَلْهُ لَنَا فَرَطًا وَاجْعَلْهُ لَنَا أَجْرًا وَذُخْرًا وَاجْعَلْهُ لَنَا شَافِعًا وَمُشَفَّعًا.

فرطا فا اور راء کے فتح کے ساتھ آگے جا کر ایسی چیزوں کا انتظام کرنے والا جو جنت میں ہمارے لئے بہتر ہوں۔
ذخرا ذال کے ضمہ کے ساتھ اور خاء کے سکون کے ساتھ ذخر یذخر ذخرا وذخرا (ف) ذخیرہ کرنا جمع کرنا، اکٹھا کرنا، کسی چیز کو بوقت ضرورت محفوظ رکھنا۔

ترجمہ اور استغفار نہیں کیا جائے گا پاگل اور بچہ کے لئے اور کہے اے اللہ بنا دے اس کو ہمارے لئے آگے

عمل کرانتظام کرنے والا اور بنادے اس کو ہمارے لئے ثواب اور ذخیرہ اور بنادے اس کو ہمارے لئے سفارش کرنے والا اور سفارش قبول کیا ہوا۔

بچہ کی نماز جنازہ

جاننا چاہئے کہ دعا کرنا درحقیقت میت کے لئے مغفرت طلب کرنا ہے اور ثنا اور صلوٰۃ علی النبی سے ابتداء کرنا دعا کی سنت ہے یہی وجہ ہے کہ پاگل اور نابالغ بچہ کے لئے استغفار نہ کرے کیونکہ مکلف نہ ہونے کی وجہ سے ان سے گناہ کا صدور نہیں ہوا ہاں ان کی نماز جنازہ پڑھنا ضروری ہے اور اس کا طریقہ وہی ہے جو بڑوں پر نماز جنازہ کا ہے بس فرق یہ ہے کہ تیسری تکبیر کے بعد یہ دعا پڑھیں گے جو متن میں لکھی ہے اور اگر بچی ہو تو اجعلہ کے بجائے اجعلہا پڑھیں اور شافعًا کے بجائے شافعۃً اور مشفعًا کے بجائے مشفعۃً پڑھیں گے۔

اختیاری مطالعہ

نماز جنازہ کی ترکیب

نماز جنازہ کا مسنون اور مستحب طریقہ یہ ہے کہ میت کو آگے رکھ کر بالغ امام اس کے سینہ کے مقابل کھڑا ہو جائے اور سب لوگ دل میں یا زبان سے بھی یہ نیت کریں کہ میں اللہ کی رضا اور میت کے حق میں دعا کرنے کے لئے نماز جنازہ پڑھ رہا ہوں، اس کے بعد اللہ اکبر کہہ کر دونوں ہاتھ کانوں کی لو تک اٹھا کر ناف کے نیچے باندھ لیں پھر ثنا یعنی سبحانك اللّٰهم وبحمدك وتبارك اسمك وتعالٰى جدك وجل ثناءك ولا اله غيرك پڑھے، اس کے بعد دوسری تکبیر کہیں اس کے بعد درود شریف جو نماز میں پڑھا جاتا ہے پڑھیں، یا بعض علماء کرام نے یہ درود شریف بھی لکھا ہے: اللّٰهم صلّ علٰى محمد وعلٰى آل محمد كما صليت وسلمت وباركت ورحمت وترحمت علٰى ابراهيم وعلٰى آل ابراهيم انك حميد مجيد اس کو بھی پڑھ سکتے ہیں، اس کے بعد تیسری تکبیر کہیں، تکبیر کے بعد میت کے لئے دعا کریں، میت اگر بالغ ہے مرد ہو یا عورت تو یہ دعا پڑھیں: اللّٰهم اغفر لحينا وميتنا وشاهدنا وغائبنا وصغيرنا وكبيرنا وذكرنا وانثانا اللّٰهم من احييته منا فاحيه على الاسلام ومن توفيته منا فتوفه على الايمان اور اگر چاہے تو وہ دعا پڑھیں جو حضرت عوف بن مالکؓ سے منقول (مسئلہ ۹۳۲ میں) گزر چکی ہے، اگر بالغ عورت کا جنازہ ہو تو اس دعا میں مذکر کی ضمیروں کے بجائے مونث کی ضمیریں استعمال کریں اور اگر میت نابالغ لڑکا ہو تو وہ دعا پڑھیں جو مسئلہ ۹۳۲ میں گزری ہے اور اگر نابالغ لڑکی ہو تو اجعله کے بجائے اجعلها اور شافعًا کے بجائے شافعةً اور مشفعًا کے بجائے مشفعةً پڑھیں، اس کے بعد چوتھی تکبیر کہہ کر سلام پھیر دیں، اور اگر کسی شخص کو نماز جنازہ کی دعا یاد نہ ہو تو وہ صرف: اللّٰهم اغفرلنا ولوالدينا وله وللمؤمنين والمؤمنات پڑھ سکتا ہے اور اگر یہ بھی

یاد نہ ہوسکے تو صرف چار تکبیر کہنے سے نماز ہوجاتی ہے، لہٰذا بلا عذر نماز نہ چھوڑے۔ (درمختار مع الشامی مصری ۱/۸۱۶، بیروت:۳/۱۰۴، طحطاوی:۳۲۱، کتاب المسائل:۵۷۳)

فصل

﴿۹۳۱﴾ اَلسُّلْطَانُ اَحَقُّ بِصَلٰوتِهٖ ثُمَّ نَائِبُهٗ ثُمَّ الْقَاضِیْ ثُمَّ اِمَامُ الْحَیِّ ثُمَّ الْوَلِیُّ۔

السلطان حکمراں، بادشاہ، جمع سلاطین۔ الحی محلہ، جمع احیاء۔

ترجمہ: بادشاہ سب سے زیادہ مستحق ہے اس کی نماز پڑھانے کا پھر اس کا نائب پھر قاضی پھر محلّہ کا امام پھر ولی۔

نمازِ جنازہ میں امامت کا مستحق

اگر اسلامی حکومت ہو تو نمازِ جنازہ کی امامت کا اولین حق دار حاکم وقت ہے پھر اس کا نائب، وہ نہ ہو تو قاضی شہر پھر اس کا نائب اور اگر یہ لوگ موجود نہ ہوں یا حکومت اسلامی نہ ہو (جیسے ہندوستان میں حکومت اسلامی نہیں ہے) تو زندگی میں جس محلّہ کی مسجد میں میت نماز پڑھتا رہا ہو اور اس مسجد کے امام کی امامت سے خوش رہا ہو تو وہ امام ولی میت کے مقابلہ میں اولیٰ ہے بشرطیکہ وہ علم وتقویٰ میں ولی میت پر فوقیت رکھتا ہو اور اگر میت اس امام سے خوش نہ رہا ہو یا اس امام کے مقابلہ میں ولی میت علم وتقویٰ میں افضل ہو تو پھر ولی ہی کو اولیت حاصل ہوگی، اس تفصیل سے یہ بھی معلوم ہوگیا کہ اگر میت کی نمازِ جنازہ اپنے محلّہ کے علاوہ کسی دوسرے محلّہ میں ادا کی جارہی ہے تو اس محلّہ کی مسجد کے امام کو ولی پر مطلقاً اولیت حاصل نہ ہوگی، لہٰذا وہاں کے امام کو ولی کی اجازت کے بغیر نمازِ جنازہ نہیں پڑھانی چاہئے بلکہ ولی کا حق ہے خواہ خود پڑھائے یا کسی دوسرے سے پڑھوائے اور ولی کے نماز جنازہ پڑھانے کا استحقاق نکاح کی ولایت کی ترتیب کے اعتبار سے ہوگا مگر فرق صرف اتنا ہے کہ نماز جنازہ کے استحقاق میں باپ بیٹے سے مقدم ہوگا ہاں اگر میت کا لڑکا عالم ہو اور باپ جاہل ہو تو پھر لڑکا ہی مقدم ہوگا اگر کوئی ولی نہیں تو پھر شوہر اور وہ بھی نہ ہو تو پھر پڑوسی کو حق حاصل ہے نیز اس ولایت میں وہی لوگ داخل ہیں جن کیلئے نماز جنازہ پڑھانی درست ہو اسی وجہ سے عورت، بچے، پاگل وغیرہ کا اعتبار نہیں کیا جائے گا۔ (درمختار مع الشامی زکریا:۳/۱۱۹-۱۲۰، مراقی الفلاح:۳۲۳، کتاب المسائل:۵۷۴-۵۷۵)

﴿۹۳۲﴾ وَلِمَنْ لَّهٗ حَقُّ التَّقَدُّمِ اَنْ یَّاْذَنَ لِغَیْرِهٖ۔

یاذن فعل مضارع معروف باب (س) الاذنا مصدر ہے اجازت دینا۔

ترجمہ: اور جس شخص کو آگے بڑھنے کا حق حاصل ہے اس کے لئے جائز ہے کہ اجازت دیدے اپنے غیر کو۔

کیا ولی دوسرے سے نمازِ جنازہ پڑھوا سکتا ہے؟

اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ جس شخص کو نمازِ جنازہ پڑھانے کا حق پہنچتا تھا وہ خود نہ پڑھا کر دوسرے سے پڑھوائے تو ایسا کرنا جائز ہے مثلاً ولی خود نہ پڑھا کر امام کو اجازت دیدے یا بادشاہ اپنے نائب کو اجازت دیدے تو یہ درست ہے۔

﴿۹۳۳﴾ فَإِنْ صَلَّى غَيْرُهُ أَعَادَهَا إِنْ شَاءَ وَلَا يُعِيدُ مَعَهُ مَنْ صَلَّى مَعَ غَيْرِهِ.

شاءَ ماضی معروف باب (ف) (م) شیئاً ارادہ کرنا، چاہنا۔ غیرہ ای الولی ممن لیس له حق التقدم اعادھا ای الصلوٰۃ ان شاء فالاعادۃ لیست بواجبۃ معہ ای مع من له حق التقدم۔

ترجمہ پس اگر نماز پڑھادے اس کے علاوہ تو لوٹا لے اس کو اگر چاہے اور دوبارہ نہ پڑھے اس کے ساتھ وہ شخص جو پڑھ چکا ہے دوسرے کے ساتھ۔

جنازہ پر دوبارہ نماز پڑھنا

اگر امامت کا مستحق شخص جنازہ کی نماز پڑھا چکا تو اب دوبارہ اس کی نمازِ جنازہ پڑھنا جائز نہیں ہے لیکن اگر میت کے ولی کی اجازت کے بغیر کسی غیر مستحق نے نمازِ جنازہ پڑھادی ہو تو اب ولی کے لئے نمازِ جنازہ دوبارہ پڑھنا درست ہے البتہ جو لوگ پہلے نماز پڑھ چکے ہیں وہ ولی کی اقتداء میں دوبارہ نماز نہ پڑھیں۔ (کتاب المسائل: ۵۰۷، درمختار مع الشامی زکریا ۱۲۳/۳)

﴿۹۳۴﴾ وَمَنْ لَهُ وِلَايَةُ التَّقَدُّمِ فِيهَا أَحَقُّ مِمَّنْ أَوْصَى لَهُ الْمَيِّتُ بِالصَّلٰوةِ عَلَيْهِ عَلَى الْمُفْتَى بِهِ.

اوصٰی فعل ماضی معروف باب افعال ایصاءً مصدر ہے کسی کے لئے کسی چیز کی وصیت کرنا۔

ترجمہ اور جس شخص کو (حکم شریعت کے بموجب) تقدم کا حق حاصل ہے نمازِ جنازہ میں وہی زیادہ حقدار ہے اس شخص سے کہ جس کے لئے وصیت کی ہے میت نے اس پر (یعنی میت پر) نماز پڑھانے کی مفتٰی بہ قول پر۔

وصیت کی کہ میری نمازِ جنازہ فلاں پڑھائے

اگر کسی شخص نے وصیت کی کہ میری نمازِ جنازہ فلاں شخص پڑھائے تو اس وصیت کا پورا کرنا لازم نہیں ہے بلکہ جو امامت کا مستحق ہے وہی نماز پڑھانے کا زیادہ حقدار ہے تاہم اگر اولیاء میت اس سے نماز پڑھوانا چاہیں تو اس میں کوئی

حرج بھی نہیں ہے۔ (مراقی الفلاح: ۳۲۴)

﴿۹۳۵﴾ وَاِنْ دُفِنَ بِلَا صَلٰوةٍ صُلِّيَ عَلٰى قَبْرِهٖ وَاِنْ لَمْ يُغَسَّلْ مَا لَمْ يَتَفَسَّخْ.

لم یتفسخ نفی جحد بلم در فعل مستقبل معروف باب تفعل تفسخ یتفسخ تفسُّخًا پھٹنا ٹکڑے ٹکڑے ہونا۔

ترجمہ اور اگر دفن کردیا جائے بغیر نماز کے تو نماز پڑھی جائے اس کی قبر پر اگرچہ غسل نہ دیا گیا ہو جب تک کہ وہ نہ پھٹے۔

قبر پر نمازِ جنازہ پڑھنا

اگر کسی میت کو نمازِ جنازہ کے بغیر دفن کردیا گیا تو جب تک اس کی نعش کے پھٹ جانے کا اندیشہ نہ ہو اس وقت تک اس کی نماز اس کی قبر پر پڑھی جائے گی اس کے بعد نہیں اور نعش پھٹ جانے کی مدت ہر جگہ کے تفاوت کے اعتبار سے مختلف ہوسکتی ہے، اسی طرح موسم کے اعتبار سے بھی مختلف ہوسکتی ہے۔ (درمختار مع الشامی زکریا: ۳/۱۲۵)

غسل کے بغیر نمازِ جنازہ پڑھا دی گئی

اگر میت کو غسل دیے بغیر جنازہ کی نماز پڑھا دی گئی اور جنازہ ابھی دفن نہیں کیا گیا ہے تو دوبارہ اسے غسل دے کر نمازِ جنازہ پڑھنا ضروری ہے، اور اگر میت کو دفن کرنے کے لئے قبر میں اتارا جا چکا ہے لیکن ابھی مٹی نہیں دی ہے کہ پتہ چلا کہ اسے غسل نہیں دیا گیا تو نعش قبر سے نکال کر غسل دے کر دوبارہ نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی اور اگر مٹی بھی دی جاچکی ہے تو اب میت کو نکالا تو نہیں جائے گا لیکن اوپر سے دوبارہ نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی۔

(مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۳۲۴، کتاب المسائل: ۵۸۴)

اختیاری مطالعہ

(۱) کسی میت پر نمازِ جنازہ پڑھی گئی اس کے بعد پتہ چلا کہ جس امام نے نماز پڑھائی اس کا وضو نہیں تھا تو اس میت پر دوبارہ نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی، اور اگر دفن کے بعد اس بات کا پتہ چلا ہو تو قبر کے اوپر دوبارہ نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی جبکہ نعش کے پھٹ جانے کا اندیشہ نہ ہو۔ (المحیط البرہانی: ۳/۹۸، کتاب المسائل: ۵۸۴)

(۲) اگر عمارت منہدم ہونے یا زلزلہ کی وجہ سے کوئی شخص ملبہ میں دب جائے اور کوشش کے باوجود اسے زندہ یا مردہ نکالا نہ جاسکے تو جب تک یہ غالب گمان ہو کہ اس کی لاش پھولی پھٹی نہ ہوگی اس کی نمازِ جنازہ اوپر سے پڑھی جاسکتی ہے۔

(شامی بیروت: ج ۳/۱۰۷)

﴿۹۳۶﴾ وَاِذَا اجْتَمَعَتِ الْجَنَائِزُ فَالْاِفْرَادُ بِالصَّلٰوةِ لِكُلٍّ مِّنْهَا اَوْلٰى وَيُقَدَّمُ الْاَفْضَلُ

فالافضل.

ترجمہ اور اگر اکٹھے ہو جائیں بہت سے جنازے تو ان میں سے ہر ایک کی الگ الگ نماز پڑھنا افضل ہے اور مقدم رکھا جائے گا سب سے افضل شخص کو پھر جو افضل ہو (جو باقی ماندہ میں افضل ہو)

بیک وقت کئی جنازے جمع ہو جائیں

اگر ایک ہی وقت میں کئی جنازے جمع ہو جائیں تو بہتر یہ ہے کہ ہر ایک کی نماز جنازہ علیحدہ علیحدہ پڑھی جائے اس صورت میں جو سب سے زیادہ علم و عمل میں افضل ہو اس کی نماز جنازہ سب سے پہلے پڑھی جائے اور اگر سب پر ایک ہی ساتھ نماز پڑھی جائے تب بھی جائز ہے سب کے لئے ایک ہی نماز کافی ہو جائے گی۔

﴿۴۳۷﴾ وَاِنِ اجْتَمَعْنَ وَصَلّٰی عَلَیْهَا مَرَّةً جَعَلَهَا صَفًّا طَوِیْلًا مِمَّا یَلِی الْقِبْلَةَ بِحَیْثُ یَکُوْنُ صَدْرُ کُلٍّ قُدَّامَ الْاِمَامِ وَرَاعَی التَّرْتِیْبَ فَیَجْعَلُ الرِّجَالَ مِمَّا یَلِی الْاِمَامَ ثُمَّ الصِّبْیَانَ بَعْدَهُمْ ثُمَّ الْخَنَاثٰی ثُمَّ النِّسَاءَ.

یلی فعل مضارع معروف باب (ض) وَلْیًا (م) ہے قریب ہونا، ملا ہوا ہونا۔ صدر سینہ جمع صُدُوْرٌ۔ صبیان اس کا واحد صَبِیٌّ ہے بچہ۔ خناثی خنثی بروزن فعلی ہیجڑا جمع خِنَاثٌ و خَنَاثٰی یہ الفاء سے خنث سے مشتق ہے، باب تفعیل کا اسم مفعول مُخَنَّثٌ بھی اسی سے ہے ہیجڑا، ایسا شخص جس میں لچک ہو اور اصطلاح میں خنثی وہ شخص ہے جس کے ذکر و فرج دونوں ہوں یا دونوں میں سے کوئی نہ ہو۔ (طحطاوی: ۳۶۱ شریفیہ: ۱۴۰)

ترجمہ اور اگر جمع ہو جائیں (بہت سے جنازے) اور نماز پڑھی جائے ان پر ایک مرتبہ تو کر دے ان کی (امام) ایک لمبی صف اس جانب میں جو متصل ہے قبلہ کے اس طرح کہ ہو جائے ہر ایک کا سینہ امام کے سامنے اور لحاظ رکھے ترتیب کا چنانچہ رکھے مردوں کو اس جانب میں جو متصل ہے امام سے پھر بچوں کو ان کے بعد پھر ہیجڑوں کو پھر عورتوں کو۔

جنائز کے درمیان صف بندی کی ترتیب

اگر متعدد جنازوں پر ایک ہی نماز پڑھی جائے تو ان کے درمیان صف بندی کے تین طریقے ہیں: (۱) اس طرح صف بندی کی جائے کہ ایک جنازہ کی پائتی دوسرے کے سرہانے سے مل جائے۔

(۲) یعنی مثلاً جنوباً قطار بندی کی جائے اولاً مرد کا جنازہ رکھیں اس کی پائتی پر نابالغ بچہ کا جنازہ اور اس کی پائتی پر عورت کا جنازہ اور پھر نابالغ بچی کا جنازہ اور امام سب سے مقدم میت کے پاس کھڑا ہوگا کیونکہ ان جنازوں میں وہی افضل ہے اور افضلیت کی وجہ ہی سے اس کو مقدم رکھا گیا ہے، اس کی صورت اس طرح ہے:
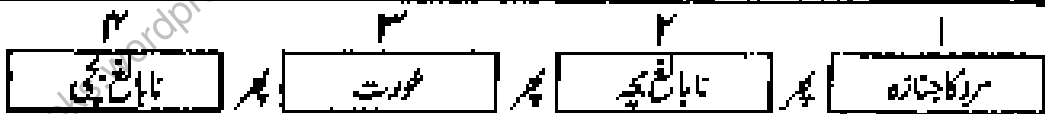
(۲) دوسرا طریقہ یہ ہے کہ جنازوں کو اس طریقہ پر رکھا جائے کہ ہر ایک کا سینہ امام کے مقابل ہو جائے اسی ترتیب پر عمل کرنا احسن ہے اور بہر صورت اموات میں جو شخص افضل ہو اسے امام سے قریب رکھا جائے۔ (در مختار مع الشامی: ۸۲۲/۱)

(۲) اس کی صورت اس طرح ہے:

(۳) یہ بھی جائز ہے کہ پہلے جنازے کے بعد دوسرا جنازہ تھوڑا نیچے ہٹا کر اس طرح رکھا جائے کہ دوسری میت کا سر پہلی میت کے کندھے کے پاس ہو اور تیسری میت کا سر دوسری میت کے کندھے کے پاس ہو اور چوتھی میت کا سر تیسری میت کے کندھے کے پاس ہو، سیڑھی کی طرح، جس کی صورت یہ ہے:
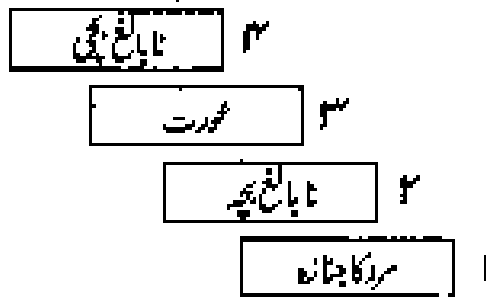
سب جنازوں کے لئے دعا: اللّٰھم اغفر لحینا ومیتنا الخ کافی ہے، نابالغ جنازہ کے لئے اس دعا کے ساتھ نابالغ کی دعا شامل کرلے تو بہتر ہے۔ (در مختار مع الشامی: ۸۲۲/۱، مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۳۲۵، فتاویٰ رحیمیہ: ۹۸/۵)

نوٹ: مختلف جنازوں میں اگر خنثیٰ کا جنازہ بھی ہو تو عورت کے جنازے سے پہلے اس کا جنازہ رکھا جائے پھر عورت کا جنازہ رکھا جائے۔

پھر آگے صاحب کتاب صفوں کی ترتیب بیان کر رہے ہیں چنانچہ فرمایا کہ سب سے پہلے مردوں کے جنازے رکھے جائیں پھر بچوں کے پھر خنثوں کے پھر عورتوں کے یعنی مردوں میں جو افضل ہو وہ سب سے مقدم رکھا جائے پھر اس سے کم افضل، وعلیٰ ہذا ایسے ہی بچوں میں جو افضل ہو پھر اس سے کم افضل ایسے ہی خنثوں میں پھر عورتوں میں یہی ترتیب اختیار کریں گے۔

﴿۹۲۸﴾ وَلَوْ دَفَنُوا بِقَبْرٍ وَاحِدٍ وَضَعُوا عَلٰی عَكْسِ هٰذَا.

ترجمہ اور اگر دفن کریں ایک قبر میں تو رکھیں اس کے برعکس۔

تشریح اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ نماز جنازہ پڑھنے کے وقت تو قبلہ کی جانب عورتوں کے جنازے رکھے گئے تھے اور قبلہ سے دور یعنی امام کے قریب اور امام سے ملے ہوئے جتنے مردوں کے جنازے رکھے گئے تھے اب تدفین کے وقت قبر میں قبلہ کی جانب بالغ مردوں کی نعش رکھی جائے گی پھر بچوں کی پھر خنثوں کی اور قبلہ سے دور ان سب قسموں کے بعد عورتیں رکھی جائیں گی اور جیسا کہ امام سے ملا ہوا سب سے افضل شخص کا جنازہ تھا یہاں قبلہ سے ملا ہوا بھی سب سے افضل شخص کا جنازہ رہے گا اس کے بعد ترتیب وار۔

﴿۹۲۹﴾ وَلَا يَقْتَدِيْ بِالْإِمَامِ مَنْ وَجَدَهٗ بَيْنَ تَكْبِيْرَتَيْنِ بَلْ يَنْتَظِرُ تَكْبِيْرَ الْإِمَامِ فَيَدْخُلُ مَعَهٗ وَيُوَافِقُهٗ فِيْ دُعَائِهٖ ثُمَّ يَقْضِيْ مَا فَاتَهٗ قَبْلَ رَفْعِ الْجَنَازَةِ.

ترجمہ اور اقتداء نہ کرے امام کی وہ شخص کہ پائے اس کو دو تکبیروں کے درمیان بلکہ انتظار کرے امام کی (آئندہ) تکبیر کا پھر شامل ہو اس کے ساتھ اور موافقت کرے اس کی دعا میں پھر قضا کرے اس حصہ کی جو فوت ہو گیا جنازہ اٹھانے سے پہلے۔

نماز جنازہ میں مسبوق کا حکم

اگر کوئی شخص نماز جنازہ میں ایسے وقت پہنچا کہ اس کے آنے سے پہلے کچھ تکبیریں ہو چکی تھیں تو اس شخص کو اور نمازوں کی طرح آتے ہی نماز جنازہ میں شریک نہیں ہونا چاہئے بلکہ امام کی اگلی تکبیر کا انتظار کرے جب امام اگلی تکبیر کہے تو یہ شخص بھی اپنا ہاتھ اٹھا کر تکبیر کہہ کر نماز میں شریک ہو جائے، یہ اس کی تکبیر تحریمہ ہے اور امام تکبیر کہہ کر جو دعا

پڑھنے کا یہی پڑھتا رہے پھر جب امام سلام پھیر دے تو یہ شخص امام کے سلام کے بعد بقیہ تکبیریں کہہ کر سلام پھیر دے اور ان کے درمیان اس کے لئے کچھ پڑھنا ضروری نہیں اور اگر مسبوق آتے ہی امام کی تکبیر کا انتظار کئے بغیر تحریمہ میں شریک ہو جائے تو یہ شرکت معتبر تو ہے لیکن چونکہ نماز جنازہ کی ہر تکبیر ایک رکعت کے قائم مقام ہے اس لئے اس تکبیر کا کچھ اعتبار نہ ہوگا بلکہ اس تکبیر کو بھی امام کے سلام کے بعد دوبارہ کہنا ہوگا۔ (درمختار مع الشامی بیروت: ۳/۱۰۸-۱۰۹، کتاب المسائل: ۵۷۸)

﴿۹۵۰﴾ وَلَا يَنْتَظِرُ تَكْبِيرَ الْإِمَامِ مَنْ حَضَرَ تَحْرِيمَتَهُ۔

ترجمہ: اور انتظار نہیں کرے گا امام کی تکبیر کا وہ شخص جو تحریمہ کے وقت موجود تھا۔

سستی کی وجہ سے تکبیر تحریمہ میں تاخیر کرنا

ایک شخص امام کی تکبیر تحریمہ کے وقت حاضر تھا لیکن غفلت یا نیت لمبی کرنے یا کسی اور وجہ سے امام کے ساتھ تکبیر نہ کہہ سکا تو ایسا شخص امام کی دوسری تکبیر کہنے سے پہلے ہی امام کے ساتھ شریک ہو جائے امام کی دوسری تکبیر کا انتظار نہ کرے گویا یہ شخص مدرک کہلائے گا اور امام کے ساتھ ہی سلام پھیر کر نماز مکمل کرے گا۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۳۲۲، کتاب المسائل: ۵۷۹)

﴿۹۵۱﴾ وَمَنْ حَضَرَ بَعْدَ التَّكْبِيرَةِ الرَّابِعَةِ قَبْلَ السَّلَامِ فَاتَتْهُ الصَّلٰوةُ فِي الصَّحِيحِ۔

ترجمہ: اور جو شخص آیا چوتھی تکبیر کے بعد سلام سے پہلے تو فوت ہوگئی اس کی نماز صحیح مذہب کے مطابق۔

چار تکبیروں کے بعد آنے والے کا مسئلہ

اگر کوئی شخص نماز جنازہ میں ایسے وقت پہنچا کہ امام چاروں تکبیریں کہہ چکا تھا اب اگر یہ نماز میں شریک ہونا چاہتا ہے تو فوراً امام کے سلام پھیرنے سے پہلے پہلے تکبیر کہہ کر نماز میں شریک ہو جائے پھر امام کے سلام کے بعد تین تکبیریں کہہ کر سلام پھیر دے یہ حضرت امام ابو یوسف کا مذہب ہے اور امام محمدؒ کی ایک روایت بھی یہی ہے اسی پر فتویٰ دیا گیا ہے۔ قال الشامی نحا ہو کرنی المحیط ان علیہ الفتوی (شامی بیروت: ۳/۱۱۰) اور صاحب نور الایضاح کا رجحان یہ ہے کہ چار تکبیروں کے بعد آنے والا شخص شرکت کے بعد بھی نماز جنازہ پانے والا نہیں سمجھا جائے گا اور اسی کو مذہب اصح بتایا ہے لیکن علامہ طحطاوی فرماتے ہیں: الا ان ما علیہ الفتوی مقدم علی غیرہ کما ذکروہ لما فیہ من التسہیل فی تحصیل العبادۃ لہٰذا مفتیٰ بہ قول وہی ہے جس کو علامہ شامی وغیرہ نے بھی نقل فرمایا ہے۔ (حلبی کبیر: ۵۸۷، طحطاوی: ۳۲۶)

﴿۹۵۲﴾ وَتُكْرَهُ الصَّلٰوةُ عَلَيْهِ فِي مَسْجِدِ الْجَمَاعَةِ وَهُوَ فِيْهِ أَوْ خَارِجَهُ وَبَعْضُ النَّاسِ فِي الْمَسْجِدِ عَلَى الْمُخْتَارِ.

ترجمہ اور مکروہ ہے نماز اس پر جماعت کی مسجد میں حال یہ کہ وہ میت اس میں ہو یا اس کے باہر اور بعض لوگ مسجد میں مذہب مختار پر۔

نماز جنازہ مسجد میں پڑھنا

وہ مسجد جس میں پنج وقتہ نماز ہوتی ہو اس میں بلا عذر نماز جنازہ پڑھنا مکروہ ہے، اور اعذار کی صورت میں مسجد میں نماز جنازہ پڑھنا جائز ہے مثلاً بارش ہو رہی ہو یا کرفیو لگا ہوا ہو اور باہر جمع ہونے کی اجازت نہ ہو تو مسجد میں جنازہ پڑھنا جائز ہے اسی طرح حرمین شریفین میں بھی عذر ہے وہاں لاکھوں نمازی ہوتے ہیں اگر دوسری جگہ جنازہ پڑھا جائے گا تو لوگوں کے لئے حرم میں فرض پڑھ کر جنازہ پڑھنے کے لئے دوسری جگہ جانا مشکل ہوگا، اس لئے حرمین میں جنازہ پڑھ سکتے ہیں۔

مسجد میں نماز جنازہ صحیح ہونے کی صورت

میت اور نمازی مسجد میں یا میت باہر اور امام سمیت سب نمازی مسجد میں ہوں تو یہ بالاتفاق مکروہ ہے اور اگر جنازہ کے ساتھ امام اور کچھ لوگ مسجد کے باہر ہوں اور کچھ لوگ عذر کی وجہ سے مسجد (مثلاً خارج مسجد جگہ تنگ ہونے کی بناء) کے اندر ہوں تو صرف اندر والوں کی نماز مکروہ ہوگی اور یہ کراہت بھی مختلف فیہ ہونے کی وجہ سے مکروہ تنزیہی ہوگی۔ (ایضاح المسائل: ۵۰، کتاب المسائل: ۵۷۶، مجمع الانہر: ۱/۱۸۴، شامی: ۱/۸۲۸)

جاننا چاہئے کہ یہاں متن کی عبارت میں "مسجد الجماعۃ" کی قید لگائی ہے اس سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ اس مسجد میں نماز مکروہ نہیں ہے جس میں نماز نہ ہوتی ہو ایسے ہی عیدگاہ اور مدرسہ میں جنازہ رکھ کر نماز پڑھنا بلا کراہت درست ہے۔ (طحطاوی: ۳۲۶)

﴿۹۵۳﴾ وَمَنِ اسْتَهَلَّ سُمِّيَ وَغُسِّلَ وَصُلِّيَ عَلَيْهِ وَإِنْ لَمْ يَسْتَهِلَّ غُسِّلَ فِي الْمُخْتَارِ وَأُدْرِجَ فِي خِرْقَةٍ وَدُفِنَ وَلَمْ يُصَلَّ عَلَيْهِ.

اِسْتَهَلَّ ماضی معروف اِسْتِهْلَال مصدر ہے اس کے لغوی معنی ہیں آواز بلند کرنا اور اِسْتَهَلَّ الْهِلَالُ اس وقت بولتے ہیں، جب نیا چاند نظر آئے اور یہ بات پوشیدہ نہیں ہے کہ یہاں معنی اول مراد ہیں مگر آواز کا بلند کرنا شرط نہیں ہے بلکہ معنی شرعی مراد ہیں یعنی پیدا ہونے والے بچہ سے زندگی کے آثار ظاہر ہو جائیں خواہ حرکت سے یا آواز سے جبکہ اس کا

اکثر حصہ اور سینہ نکل گیا ہو اگر سر کی جانب سے پیدا ہو یا ناف تک نکل گیا ہو اگر پیروں کی جانب سے الٹا پیدا ہوا اور پیٹ میں حرکت وغیرہ کا اعتبار نہیں ہے۔ (حاشیہ نور الایضاح) اُدرِجَ ماضی مجہول باب افعال سے ادراج مصدر ہے ایک شی کو دوسری میں داخل کرنا، لپیٹنا۔

ترجمہ: اور جو بچہ چلایا اس کا نام رکھا جائے غسل دیا جائے اور اس پر نماز پڑھی جائے اور اگر نہ چلائے تو غسل دیا جائے، مختار مذہب کی رو سے، اور لپیٹا جائے ایک کپڑے میں اور دفن کر دیا جائے اور اس پر نماز نہ پڑھی جائے۔

بچہ پیدا ہونے کے بعد مر جائے

اگر کوئی بچہ پیدا ہوا اور اس میں زندگی کے آثار پائے گئے مثلاً حرکت ہوئی یا چھینکا، جمائی لی تو اس پر انتقال کے بعد بندوں کے احکام جاری ہوں گے یعنی اس کا نام رکھا جائے گا غسل دیا جائے گا اور نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور وراثت وغیرہ جاری ہوگی۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی ص ۳۲۷، کتاب المسائل: ۵۵۲)

مرا ہوا بچہ پیدا ہوا

مذکورہ عبارت میں دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ اگر بچہ مرا ہوا پیدا ہوا یعنی پیدائش کے بعد اس میں زندگی کے آثار بالکل نہیں پائے گئے یا حمل ساقط ہو جائے یعنی گر جائے تو ایسے بچہ کا نہ تو نام رکھا جائے گا اور نہ ہی اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی اور اسے کفنانے میں سنت طریقہ کی رعایت کرنا بھی ضروری نہیں ہے بلکہ اسے غسل دے کر ایک پاک کپڑے میں لپیٹ کر دفن کر دیا جائے گا، صاحب کتاب نے فی المختار کی قید لگا کر ظاہر الروایت کو نکال دیا ہے اور وہ یہ ہے کہ ایسے بچہ کو غسل نہیں دیا جائے گا، اور وراثت وغیرہ بھی جاری نہ ہوگی مگر مذہب مختار وہی ہے جو مصنفؒ نے بیان کیا ہے۔

﴿۹۵۴﴾ كَصَبِيٍّ سُبِيَ مَعَ أَحَدِ أَبَوَيْهِ إِلَّا أَنْ يُسْلِمَ أَحَدُهُمَا أَوْ هُوَ أَوْ لَمْ يُسْبَ أَحَدُهُمَا مَعَهُ.

سُبِيَ ماضی مجہول صیغہ واحد غائب باب ضرب سَبَى يَسْبِي سَبْيًا وسِبَاءً قید کرنا۔ لم یُسب نفی جحد بلم در فعل مستقبل مجہول۔

ترجمہ: اس بچہ کی طرح سے جو قید کیا گیا ہو اپنے ماں باپ میں سے کسی ایک کے ساتھ مگر یہ کہ مسلمان ہو جائے اُن دونوں میں سے کوئی ایک یا وہ خود یا قید نہ کیا گیا ہو ان دونوں میں سے کوئی ایک اس کے ساتھ۔

قیدی بچہ پر نماز جنازہ

صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی بچہ دار الحرب سے والدین میں سے کسی ایک کے ساتھ گرفتار کر کے لایا گیا اور وہ بچہ

مر گیا تو اس پر نماز جنازہ نہیں پڑھی جائے گی کیونکہ بچہ والدین کے تابع ہو کر کافر ہے، ہاں اگر اس کے والدین میں سے کوئی ایک مسلمان ہو گیا یا وہ بچہ سمجھدار تھا خود ہی مسلمان ہو گیا یا بچہ تنہا ہی گرفتار کر کے لایا گیا اس کے ساتھ والدین نہیں ہیں تو اب تینوں صورتوں میں اس پر نماز جنازہ پڑھی جائے گی۔

نوٹ: کصبی میں کاف تشبیہ کا ہے گویا کہ ماقبل کے مسئلہ کو اس کے ساتھ تشبیہ دی ہے۔

﴿۹۵۵﴾ وَاِنْ كَانَ لِكَافِرٍ قَرِيْبٌ مُسْلِمٌ غَسَّلَهُ كَغَسْلِ خِرْقَةٍ نَجِسَةٍ وَكَفَّنَهُ فِيْ خِرْقَةٍ وَاَلْقَاهُ فِيْ حُفْرَةٍ اَوْ دَفَعَهُ اِلٰى اَهْلِ مِلَّتِهِ۔

حُفْرَةٌ جمع حُفَرٌ گڑھا۔ حَفَرَ يَحْفِرُ حَفْرًا باب (ض) زمین میں گڑھا کھودنا۔ مِلَّةٌ اس کی جمع مِلَلٌ ہے مذاہب، ادیان۔

ترجمہ اور اگر ہو کسی کافر کا کوئی رشتہ دار مسلمان (اور یہ کافر مر جائے) تو دھو دے اس کو ناپاک کپڑے کے دھونے کی طرح اور کفنا دے اس کو ایک کپڑے میں اور ڈال دے اس کو ایک گڑھے میں یا حوالے کر دے اس کو اس کے مذہب والوں کے۔

کسی مسلمان کا کوئی کافر رشتہ مر جائے تو کیا حکم ہے؟

مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی کافر مرا اور اس کے کفار اولیاء میں سے وہاں کوئی نہیں ہے البتہ مسلمان ولی ہے یعنی اس کافر کا کوئی قریبی رشتہ دار مسلمان ہے تو یہ مسلمان اس کو ناپاک کپڑے کی طرح دھو کر ایک کپڑے میں لپیٹ کر کسی گڑھے میں ڈال دے یعنی نہ مسلمان میت کی طرح وضو کرایا جائے گا اور نہ دیگر مستحب کا لحاظ ہوگا اور جیسے کفن میں تین کپڑے مسلمان کے لئے ہوتے ہیں نہ اس کا لحاظ ہوگا اور جیسی قبر مسلمان کے لئے بنائی جاتی ہے نہ ایسی قبر بنائی جائے گی بلکہ ایک گڑھا کھود کر اس میں دبا دیا جائے گا خواہ وہ کسی رخ پر ہو۔ صاحب نورالایضاح فرماتے ہیں کہ یا تو وہ مسلمان رشتہ دار وہ شکل اختیار کرے جو ماقبل میں آچکی ہے اور یا اس کے مذہب والوں کے حوالہ کر دے وہ اس کے ساتھ جو چاہیں معاملہ کریں۔

﴿۹۵۶﴾ وَلَا يُصَلِّيْ عَلٰى بَاغٍ وَقَاطِعِ طَرِيْقٍ قُتِلَ فِيْ حَالَةِ الْمُحَارَبَةِ۔

بَاغٍ جمع بغاۃ بَغٰى يَبْغِيْ بُغَاةً وَبَغْيًا باب ضرب سے نافرمانی کرنا، حق سے ہٹ جانا۔ قَاطِعُ طَرِيْقٍ راستہ کاٹنے والا مرد، ڈاکو۔ مُحَارَبَةٌ باب مفاعلہ کا مصدر ہے جنگ کرنا اور مجرد میں باب سمع سے حَرِبَ يَحْرَبُ حَرَبًا غضبناک ہونا، آگ سے گولا ہونا۔

ترجمہ اور نماز نہ پڑھی جائے گی باغی اور ڈاکو پر جو مار دیا گیا ہو جنگ کی حالت میں۔

باغی اور ڈاکو پر نمازِ جنازہ

صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ کوئی شخص امام حق کی اطاعت سے باہر ہو کر بغاوت و سرکشی پر اتر آئے اور سمجھانے بجھانے کے باوجود اطاعت و فرمانبرداری میں نہ آئے اور جنگ پر اتر آئے اور لڑائی میں مارا جائے تو نہ اس کو غسل دیا جائے گا اور نہ اس کی نمازِ جنازہ پڑھی جائے گی ویسے ہی اگر ڈاکو ڈاکہ ڈالتے وقت مارا جائے تو عبرت کے لئے اس کی بھی نمازِ جنازہ نہیں پڑھی جائے گی اور نہ ہی اس کو غسل دیا جائے گا۔ (درمختار مع الشامی: ۱/۸۱۴)

﴿۹۵۷﴾ وَقَاتِلٍ بِالْخَنْقِ غِيلَةً.

خنق باب نصر کا مصدر خَنَقَ يَخْنُقُ خَنْقًا گلا گھونٹنا، دم گھونٹنا، سانس روکنا۔ غِيلَةً دھوکہ۔ غَالَ يَغُولُ غَوْلًا باب نصر سے ہے دھوکہ سے قتل کرنا، بے خبری میں مار ڈالنا۔ قَاتِلٍ اس کا عطف باغ پر ہے اور نفی کے تحت ہے اسی وجہ سے مجرور ہے۔

ترجمہ اور (نہ نماز پڑھی جائے گی) دھوکہ سے گلا گھونٹ کر مار ڈالنے والے (شخص پر)

قاتل پر نمازِ جنازہ

صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ کوئی شخص دھوکہ بازی سے لوگوں کا گلا گھونٹ کر قتل کرتا رہتا ہے جب وہ قتل مارا جائے گا تو اسے نہ غسل دیا جائے گا اور نہ اس پر نماز پڑھی جائے گی۔

﴿۹۵۸﴾ وَمُكَابِرٍ فِي الْمِصْرِ لَيْلًا بِالسِّلَاحِ.

مُكَابِرٍ اسم فاعل ہے باب مفاعلہ سے کَابَرَ يُكَابِرُ مُكَابَرَةً دشمنی و عناد کرنا، غالب آنا۔ مراد یہاں پر وہ شخص ہے جو شہر میں بے گناہ لوگوں کو قتل کرنے کیلئے گھومتا رہتا ہے۔ سِلَاحٌ ہتھیار جمع اسلحة۔ مُكَابِرٍ کا عطف بھی باغ پر ہے۔

ترجمہ (اور نہ نماز پڑھی جائے گی) رات کو ہتھیار لے کر شہر میں جرم کرنے والے پر۔

بے گناہ لوگوں کے قاتل کا حکم

صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ جو شخص رات میں ہتھیار لے کر گھومتا ہے اور بے گناہ لوگوں کو قتل کرنے اور مال ہڑپ کرنے کے پیچھے رہتا ہے اس کا حکم ڈاکو کی طرح ہے اگر یہ شخص مال لینے سے پہلے اور کسی کو قتل کرنے سے پہلے پکڑا گیا تو ایسی صورت میں حاکم اس کو اتنی مدت تک قید میں رکھے کہ وہ توبہ کر لے اور حرکات و سکنات سے محسوس ہو کہ اس نے جرم سے

توبہ کرلی ہے اور اگر مال لینے کے بعد پکڑا گیا تو دایاں ہاتھ اور بایاں پیر کاٹا جائے گا اور اگر اس نے کسی بے گناہ کو قتل کر دیا اور مال نہیں لیا اور پکڑا گیا تو حاکم اس کو بطور حد قتل کرے گا نہ کہ قصاصا تو اس اعتبار سے کہ اس کی سزا قتل ہے اس پر نماز نہ پڑھی جائے گی نیز ذہن میں رہے کہ متن میں بسلاح کی قید اتفاقی ہے، مقصود اس کی جانب سے قتل کا پایا جانا ہے خواہ ہتھیار سے مارے یا پتھر سے یا لاٹھی وغیرہ سے۔ (شامی: ۱/۸۱۵، البحر الرائق: ۲/۲۱۵)

﴿۹۵۹﴾ وَمَقْتُوْلِ عَصَبِيَّةٍ وَاِنْ غُسِّلُوْا.

عصبیۃ یہاں پر نسخے مختلف ہیں نور الایضاح کے نسخہ میں عَصَبِيَّة ہے اور تنویر الابصار کے نسخہ میں عَصَبَة ہے اس کے معنی ہیں جماعت، ٹولی، گروہ اور عصبیۃ بمعنی تعصب، گروہ بندی، طرفداری، متعصب جماعتی طرفداری کرنے والا، یہاں مراد وہ شخص ہے جو اپنی قوم کی ظلم و تعدی پر مدد کرتا ہے اور اپنی برادری کے خلاف کوئی بات سننا نہیں چاہتا ہے اور اگر کوئی کہہ دے تو ناراض ہو جاتا ہے۔ (شامی: ۱/۸۱۴)

ترجمہ (اور نماز نہیں پڑھی جائے گی) اس شخص کی جو عصبیت میں جنگ کرتا ہوا مارا گیا ہو اگرچہ غسل دیا جائے گا (ان سب کو)

عصبیت میں مارے جانے والے کا حکم

صورت مسئلہ یہ ہے کہ اپنی قوم اور برادری کی طرف داری کرتے ہوئے کوئی شخص مارا گیا یعنی قومی حمیت وغیرت میں اس نے جان دیدی تو ایسے شخص پر بھی نماز نہ پڑھی جائے گی، رہ گئی یہ بات غسل دیا جائے گا یا نہیں یہ مسئلہ مختلف فیہ ہے بعض حضرات فرماتے ہیں کہ غسل نہیں دیا جائے گا اور صاحب نور الایضاح وغیرہ فرماتے ہیں کہ غسل دیا جائے گا۔ علامہ شامی فرماتے ہیں: حكم اهل عصبية ومكابر وخناق حكم البغاة في انهم لا يغسلون ولا يصلى عليهم واما في الدرر من قوله وان غسلوا اى البغاة والقطاع والمكابر فانه مبني على الرواية الاخرى والمصنف رجحها۔ (۱/۸۱۵)

﴿۹۶۰﴾ وَقَاتِلِ نَفْسِهِ يُغَسَّلُ وَيُصَلّٰى عَلَيْهِ.

ترجمہ اور خودکشی کرنے والے کو غسل دیا جائے گا اور اس پر نماز پڑھی جائے گی۔

خودکشی کرنے والے پر نماز جنازہ

خودکشی کرنے والے کی نماز جنازہ پڑھنا لازم ہے اگرچہ خودکشی فی نفسہ بہت بڑا گناہ ہے۔ (شامی: ۱/۸۱۵، احسن الفتاوی: ۴/۱۹۶، ایضاح المسائل: ۵۷)

﴿۹۶۱﴾ لَا عَلٰى قَاتِلِ اَحَدِ اَبَوَيْهِ عَمْدًا .

ترجمہ نہ کہ (نہیں نماز پڑھی جائے گی) اپنے ماں باپ میں سے کسی ایک کو جان بوجھ کر قتل کرنے والے پر۔

والدین کے قاتل کا حکم

صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے اپنے مسلمان والدین میں سے کسی ایک کو جان بوجھ کر ظلماً مار ڈالا اور پھر حاکم وقت نے اس شخص کو قصاصاً مارا تو اس شخص پر نماز جنازہ نہ پڑھی جائے گی اگر جان بوجھ کر نہ مارا ہو بلکہ خطاءً قتل کا صدور ہو گیا اور حاکم وقت نے اس کے قتل کا فیصلہ کر دیا ہو تو پھر غسل بھی دیا جائے گا اور نماز بھی پڑھی جائے گی ایسے ہی اگر والدین مسلمان نہیں تھے بلکہ کافر تھے یا باغی تھے اور لڑکے نے ان کو قتل کر دیا تو پھر متن کا مذکورہ بالا حکم نہیں ہے۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی:۳۳۶)

فَصْلٌ فِي حَمْلِهَا وَدَفْنِهَا

(یہ فصل جنازہ اٹھانے کے بیان میں اور اس کو دفن کرنے کے بیان میں ہے)

اسلام کی ایک اہم تعلیم یہ بھی ہے کہ جنازہ کے ساتھ چل کر قبرستان تک جایا جائے، حضرت ابو ہریرہؓ کی مشہور روایت ہے کہ نبیؐ نے ارشاد فرمایا جو شخص جنازہ میں حاضر ہو یہاں تک کہ اس کی نماز پڑھی جائے تو اسے ایک قیراط اجر ملتا ہے اور جو دفن تک شریک ہو تو اس کے لئے دو قیراط اجر مقرر ہے تو آپ سے پوچھا گیا کہ دو قیراط کتنے بڑے ہیں؟ آپ نے فرمایا دو بڑے پہاڑوں کے برابر۔ (بخاری شریف:۱/۱۷۷)

دفن کرنا فرض کفایہ ہے

میت کے غسل کفن اور جنازہ کی نماز کی طرح دفن کرنا بھی فرض کفایہ ہے اگر کسی نے بھی یہ فرض ادا نہ کیا تو سب گنا ہگار ہوں گے۔ (طحطاوی:۳۳۱)

﴿۹۶۲﴾ يُسَنُّ لِحَمْلِهَا اَرْبَعَةُ رِجَالٍ .

يُسَنُّ فعل مضارع مجہول ہے۔ لِحَمْلِهَا اس میں لام فی کے معنی میں ہے اور "حمل" يُسَنُّ کا نائب فاعل ہے اور مطلب یہ ہے کہ سنت جنازہ کے اٹھانے میں یہ ہے کہ اٹھانے والے چار ہوں اور "رجال" کی قید لگا کر عورتوں کو نکالنا مقصود ہے کیونکہ عورتوں کا جنازہ کے ساتھ جانا مکروہ تحریمی ہے۔

ترجمہ مسنون ہیں جنازہ اٹھانے میں چار مرد۔

بڑے جنازہ کو اٹھانے کا طریقہ

اگر میت بڑی ہو مرد ہو یا عورت تو اس کو چارپائی وغیرہ پر لٹا کر لے جائیں، سرہانا آگے رکھیں اور اس کے چاروں پایوں کو ایک ایک آدمی اٹھائے اور اگر میت چھوٹا بچہ ہے تو لوگوں کو چاہئے کہ اس کو دست بدست لے جائیں کہ ایک آدمی اسے اپنے ہاتھوں پر اٹھائے پھر اس سے دوسرا آدمی لے لے، اسی طرح ادلتے بدلتے لے جائیں، اور بلا عذر جنازہ کو سواری پر لے جانا مکروہ ہے، لیکن اگر کوئی عذر ہو مثلاً قبرستان بہت زیادہ دور ہو تو جنازہ کو سواری پر لے جانے کی گنجائش ہے اور جنازہ کو دو لکڑیوں کے درمیان اس طرح اٹھانا کہ اسے دو آدمیوں نے اٹھا رکھا ہو یہ طریقہ مکروہ ہے ہاں اگر کوئی مجبوری ہو تو درست ہے مثلاً راستہ تنگ ہو کہ چارپائی پر چار آدمی سنت کے مطابق نہ اٹھا سکیں۔

(البحر الرائق: ۲/ ۲۰۶، در مختار مع الشامی: ۱/ ۸۳۳، مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۳۳۱، کتاب المسائل: ۵۶۳)

﴿۹۶۳﴾ وَيَنْبَغِي حَمْلُهَا اَرْبَعِيْنَ خُطْوَةً يَبْدَأُ بِمُقَدَّمِهَا الْاَيْمَنِ عَلٰى يَمِيْنِهٖ وَيَمِيْنُهَا مَا كَانَ جِهَةَ يَسَارِ الْحَامِلِ ثُمَّ مُؤَخَّرِهَا الْاَيْمَنِ عَلَيْهِ ثُمَّ مُقَدَّمِهَا الْاَيْسَرِ عَلٰى يَسَارِهٖ ثُمَّ يَخْتِمُ الْاَيْسَرَ عَلَيْهِ.

مقدم اسم مفعول ہے باب تفعیل سے اگلا حصہ۔ یمین جمع ایمن و ایامن و ایامین داہنا ہاتھ، داہنی جانب۔ یسار بایاں جمع یُسُر۔ الایسر بائیں جانب والا۔ مؤخر پچھلا حصہ اخرّہ تاخیرًا پیچھے کرنا۔

ترجمہ اور مناسب ہے اس کا اٹھانا چالیس قدم شروع کرے جنازہ کے اگلے حصے داہنے سے اپنے داہنے پر اور جنازہ کی داہنی جانب وہ ہے جو اٹھانے والے کی بائیں جانب ہے پھر جنازہ کے پچھلے داہنے حصہ کو اپنے داہنے کندھے پر پھر جنازہ کے اگلے بائیں حصہ کو اپنے بائیں کندھے پر پھر ختم کرے جنازہ کی بائیں جانب کو اپنے بائیں کندھے پر۔

جنازہ لے جانے کا مسنون طریقہ

جنازہ کو اٹھانے کا مسنون طریقہ یہ ہے کہ پہلے میت کی داہنی طرف کا اگلا پایا اپنے داہنے کندھے پر رکھ کر دس قدم چلے پھر پچھلا پایا اپنے داہنے کندھے پر رکھ کر دس قدم چلے پھر بائیں طرف کا اگلا پایا اپنے بائیں کندھے پر رکھ کر دس قدم چلے اور پھر پچھلا پایہ بائیں کندھے پر رکھ کر دس قدم چلے، حدیث شریف میں اس طرح اٹھانے کی بڑی فضیلت آئی ہے۔ (مراقی الفلاح: ۳۳۱، کتاب المسائل: ۵۶۷)

﴿۹۶۴﴾ ويستحب الإسراع بها بلا خبب وهو ما يؤدي إلى اضطراب الميت.

اسراع باب افعال کا مصدر ہے جلدی چلانا۔ خبب فتح الخاء والباء الاولیٰ ایک قسم کی دوڑ اس کی علامت یہ ہے کہ مردہ کو جھٹکے لگیں۔ اضطراب حرکت جمع اضطرابات۔

ترجمہ اور مستحب ہے جنازہ کو تیز لے جانا بغیر دوڑ کے اور خبب وہ رفتار ہے جو پہنچا دے میت کو ہلا دینے کی طرف۔

جنازہ کو جلدی لے کر چلنا

جنازہ کو تیز قدم لے جانا مسنون ہے قدماں قدماں نہیں چلنا چاہئے مگر اتنا تیز نہیں کہ میت حرکت میں آجائے اس سے جنازہ کی بے وقعتی ہوتی ہے، شریعت کا حکم یہ ہے کہ قبرستان کی طرف جنازہ جلدی لے جایا جائے چنانچہ نبی ﷺ نے ارشاد فرمایا جنازہ کو لے کر جلدی چلو اس لئے کہ اگر وہ نیک ہے تو تم اس کو بہتر مکان تک پہنچاؤ گے (جلدی ہی نعمتوں سے ہمکنار ہوگا) اور اگر وہ نیک نہیں ہے تو ایک برائی کو (جلد) ہٹاؤ گے (بری چیز سے جلدی پیچھا چھوٹ جائیگا) (بخاری شریف: ۱۳۱۵)

اختیاری مطالعہ

بعض جگہوں پر جو یہ رواج ہے کہ قبرستان قریب ہونے کے باوجود محض کندھے لگانے والوں کی رعایت میں دور کے راستے سے جنازہ کو قبرستان تک پہنچایا جاتا ہے مذکورہ حدیث کی روشنی میں یہ طریقہ صحیح نہیں بلکہ حکم یہ ہے کہ نماز جنازہ ہونے کے بعد بلا تاخیر جلد از جلد میت کو قبر میں پہنچا دیا جانا چاہئے اور بلا خاص عذر کے ہرگز تاخیر نہیں کرنی چاہئے۔

فائدہ: چلنے کا پہلا درجہ مشی (چلنا) ہے پھر ھرولۃ (تیز چلنا) ہے، پھر اسراع (اور تیز چلنا) ہے، پھر خبب (ہلکا دوڑنا) ہے، پھر عدو (تیز دوڑنا) ہے۔ پس جنازہ کے پیچھے تیز چلنا چاہئے اور جب لوگ تیز چلیں گے تو جنازہ بھی تیز چلے گا۔ (تحفۃ الالمعی: ۳/۲۱۵)

﴿۹۶۵﴾ والمشي خلفها أفضل من المشي أمامها كفضل صلوة الفرض على النفل.

ترجمہ اور چلنا اس کے پیچھے افضل ہے اس کے آگے چلنے سے فرض نماز کی فضیلت کی طرح نفل پر۔

جنازہ کے پیچھے چلنا

جنازہ کے پیچھے پیدل چلنا افضل ہے، اور ایک موقع پر حضرت علیؓ نے فرمایا قسم ہے اس ذات کی جس نے محمد ﷺ کو برحق بنا کر بھیجا کہ جنازہ کے پیچھے چلنے والے کی فضیلت آگے چلنے والے پر ایسی ہے جیسے فرض نماز کی فضیلت نفل پر اور

اگر چند آدمی آگے نکل جائیں اور جنازہ سے دور نہ ہوں تو کوئی حرج نہیں لیکن اگر سب کے سب آدمی آگے بڑھ جائیں اور جنازہ پیچھے کردیں یا چند آدمی آگے نکل کر جنازہ سے دور ہوجائیں تو یہ مکروہ ہے۔ (درمختار مع الشامی ۲/۲۳۲، البحر الرائق: ۲/۲۰۶، مراقی الفلاح: ۳۳۲)

جنازہ کے ساتھ پیدل جائیں

بہتر یہ ہے کہ بلا ضرورت جنازہ کے پیچھے سوار ہوکر نہ چلیں بلکہ پیدل چلنے کا اہتمام کریں اس لئے کہ فرشتے بھی مومن کے جنازہ کے ساتھ پیدل جاتے ہیں، حضرت ثوبانؓ فرماتے ہیں کہ ہم لوگ ایک جنازہ کے ساتھ نبی کی معیت میں نکلے تو آپ نے کچھ لوگوں کو سواری پر دیکھا تو ارشاد فرمایا کیا آپ لوگوں کو شرم نہیں آتی؟ اللہ کے فرشتے پیروں پر چل رہے ہیں اور تم سواریوں پر چڑھے بیٹھے ہو۔ (ترمذی: ۱/۱۹۶)

اس حدیث سے معلوم ہوا کہ بلا ضرورت جنازہ کے ساتھ سوار ہوکر جانا پسندیدہ نہیں ہے تاہم اگر ضرورت ہو مثلاً قبرستان بہت دور ہو یا جانے والا کمزور ہو یا بوڑھا ہو یا بیمار ہو تو سواری پر کوئی حرج نہیں ہے مگر سواری لوگوں کے پیچھے چلنی چاہئے تاکہ لوگوں کو چلنے میں دشواری نہ ہو اور قبرستان سے واپسی کے وقت سوار ہونے میں کوئی حرج نہیں۔ (تحفۃ الالمعی: ۳/۴۱۸، کتاب المسائل: ۵۲۳)

﴿۹۶۶﴾ وَيُكْرَهُ رَفْعُ الصَّوْتِ بِالذِّكْرِ.

ترجمہ اور مکروہ ہے آواز بلند کرنا ذکر کے ساتھ۔

جنازہ کے پیچھے کیا ذکر کرے؟

اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ جنازہ کے پیچھے چلتے وقت خاموش رہنا چاہئے اور اپنی موت کے بارے میں سوچے قبر کے سوال وجواب کے بارے میں غور وفکر کرے کہ ایک دن ہمیں مرنا ہے اور اپنے کرے کرائے کا حساب وکتاب دینا ہے اور اگر کچھ ذکر واذکار کرنا ہو تو وہ آہستہ آواز سے ہو بلند آواز سے قرآن کریم پڑھنا یا کوئی دوسرا ذکر کرنا مکروہ تحریمی ہے۔ (طحطاوی: ۳۳۲)

﴿۹۶۷﴾ وَالْجُلُوسُ قَبْلَ وَضْعِهَا.

ترجمہ اور بیٹھنا اس کو رکھے جانے سے پہلے۔

قبرستان میں بیٹھنا

وضع کے دو مطلب ہیں ایک جنازہ کو کاندھوں سے نیچے رکھنا دوسرے جنازہ کو قبر میں اتارنا۔ جنازہ قبر میں اتارنے

سے پہلے بیٹھنا جائز ہے، اور جنازہ پہنچنے سے پہلے قبرستان بلا ضرورت جا کر بیٹھنا مکروہ ہے، اسی طرح جنازہ کے کندھوں سے اترنے سے پہلے بھی بیٹھ جانا مکروہ ہے لیکن جنازہ کندھوں سے اتر جانے کے بعد بیٹھنا منع نہیں ہے۔
(مراقی الفلاح:۳۳۳)

﴿۹۶۸﴾ وَيُحْفَرُ الْقَبْرُ نِصْفَ قَامَةٍ أَوْ إِلَى الصَّدْرِ وَإِنْ زِيدَ كَانَ حَسَنًا.

زِيدَ ماضی مجہول ہے باب (ض) زَادَ يَزِيدُ زِيَادَةً وَزَيْدًا زیادہ ہونا، زیادہ کرنا۔

ترجمہ اور کھودی جائے قبر آدھے قد کی برابر یا سینہ تک اور اگر زیادہ گہری کردی جائے تو بہت بہتر ہے۔

قبر کی گہرائی

قبر کے دو حصے ہوتے ہیں: ایک وہ حصہ جس میں میت کو رکھا جاتا ہے اور ایک تختوں سے اوپر کا حصہ، تو فقہی عبارات سے یہ معلوم ہوتا ہے کہ تختوں سے اوپری حصہ کی گہرائی کم از کم آدمی کے نصف قد کے برابر ہونی چاہئے اور اندر کے حصہ کی گہرائی کم از کم اتنی ہو کہ اس پر تختہ رکھنے سے وہ تختے میت کے بدن سے نہ لگیں، یہ تفصیل صندوقی قبر جانے کی ہے (اس کا بیان اگلی عبارت میں آرہا ہے) (طحطاوی علی مراقی الفلاح ۳۳۳، کتاب المسائل:۵۸۲)

﴿۹۶۹﴾ وَيُلْحَدُ وَلَا يُشَقُّ إِلَّا فِي أَرْضٍ رِخْوَةٍ.

يُلْحَدُ فعل مضارع مجہول باب فتح سے لَحْدًا مصدر ہے، بغلی قبر کھودنا، يُشَقُّ فعل مضارع مجہول باب نصر سے شَقًّا مصدر ہے، کسی چیز کا آدھا حصہ کرنا، صندوقی قبر بنانا۔ رِخْوَةٌ رَخِيَ يَرْخَى رَخَاءً وَرَخَاوَةً باب سمع نرم ہونا۔

ترجمہ اور بغلی قبر بنائی جائے اور صندوقی قبر نہ بنائی جائے مگر نرم زمین میں۔

بغلی قبر

اصل سنت بغلی قبر بنانا ہے جس کو لحد کہا جاتا ہے لہذا جس جگہ کی مٹی سخت ہو وہاں بغلی قبر بنانی چاہئے اور اس کی صورت یہ ہے کہ قبر کھود کر قبلہ کی جانب اتنی جگہ مزید کھودی جائے جس میں بآسانی میت کو لٹایا جاسکے اس کے بعد کچی اینٹوں سے اس حصہ کو ڈھک دیا جائے۔ (طحطاوی:۳۳۳، المحیط البرہانی ۸۹/۳، کتاب المسائل ۵۸۵)

صندوقی قبر

صندوقی قبر کو عربی میں شق کہا جاتا ہے جہاں کی زمین ایسی نرم ہو کہ بغلی قبر کھودنے میں قبر کے بیٹھ جانے کا اندیشہ ہو تو وہاں صندوقی قبر بنائی جائے گی اور اس قبر کے بنانے کا طریقہ یہ ہے کہ قبر کھود کر اس کے بیچوں بیچ ایک مزید گڑھا بنایا

جائے جس کی لمبائی چوڑائی میت کے بدن کے مناسب ہو اور اس کے اوپر سے تختوں وغیرہ سے ڈھک دیا جائے۔ (المحیط البرہانی: ۳/۹۰، مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۳۳۳)

فائدہ: بغلی قبر بنانا شق کے مقابلہ میں افضل ہے کیونکہ بغلی قبر میں میت مردار خور جانوروں سے محفوظ رہتی ہے جانور نرم مٹی کھودتا رہتا ہے اور میت ایک طرف رہ جاتی ہے اس کے ہاتھ نہیں آتی۔ اسی عربی متن کے ذیل میں صاحب مراقی الفلاح نے ایک مسئلہ اور ذکر کیا ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر زمین بہت زیادہ نرم ہو یا سیلاب زدہ ہو تو میت کو کسی صندوق یا تابوت میں رکھ کر دفن کریں، صندوق چاہے لکڑی کا ہو یا پتھر کا یا لوہے کا، سب جائز ہے مگر بہتر یہ ہے کہ پہلے صندوق میں نیچے تھوڑی سی مٹی بچھادی جائے۔ (حوالہ بالا)

﴿۹۷۰﴾ وَيُدْخَلُ الْمَيِّتُ مِنْ جِهَةِ الْقِبْلَةِ .

ترجمہ اور داخل کیا جائے میت کو قبلہ کی جانب سے۔

میت کو قبر میں کس طرح اتاریں؟

میت کو قبلہ کی طرف سے قبر میں اتاریں اس کی صورت یہ ہے کہ جنازہ قبر سے قبلہ کی جانب رکھا جائے اور اتارنے والے قبلہ رخ کھڑے ہوں پھر میت کو اٹھا کر قبر میں اتار دیں۔ (مراقی الفلاح: ۳۳۳، کتاب المسائل: ۵۸۶)

﴿۹۷۱﴾ وَيَقُوْلُ وَاضِعُهُ بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ .

ترجمہ اور کہے اس کو رکھنے والا اللہ کے نام سے اور رسول اللہ کے مذہب پر۔

قبر میں رکھتے ہوئے کیا پڑھیں؟

میت کو قبر میں اتارتے وقت میت کو قبر میں رکھتے ہوئے یہ پڑھیں: بسم اللہ وعلی ملۃ رسول اللہ یا بسم اللہ وباللہ وعلی ملۃ رسول اللہ اور ایک روایت میں ہے وعلی سنۃ رسول اللہ۔

﴿۹۷۲﴾ وَيُوَجَّهُ إِلَى الْقِبْلَةِ عَلٰى جَنْبِهِ الْأَيْمَنِ .

جنب پہلو، جمع جُنُوبٌ وأجْنَابٌ.

ترجمہ اور رخ کر دیا جائے قبلہ کی جانب اس کی داہنی کروٹ پر۔

میت کو قبر میں کس طرح رکھا جائے

مردہ کو قبر میں داہنی کروٹ لٹانا چاہئے اور اگر داہنی کروٹ لٹانا ممکن نہ ہو تو چت لٹا کر اس کا منہ قبلہ کی طرف کرنا چاہئے۔

﴿۹۷۳﴾ وَتُحَلُّ الْعُقَدُ .

عُقَدٌ یہ جمع ہے اس کا واحد عُقْدَۃٌ ہے گرہ عَقَدَ یَعْقِدُ عَقْدًا باب (ض) گرہ لگانا۔

ترجمہ اور کھول دی جائیں گرہیں۔

کفن کی گرہیں کب کھولیں؟

فرماتے ہیں کہ میت کو قبر میں رکھنے کے بعد اس کے کفن کی گرہیں کھول دی جائیں کیونکہ اب کفن کے منتشر ہونے کا خوف باقی نہیں رہا۔

﴿۹۷۴﴾ وَيُسَوَّى اللَّبِنُ عَلَيْهِ وَالْقَصَبُ .

يُسَوّٰى فعل مضارع مجہول باب تفعیل، تسویۃ مصدر ہے برابر کرنا۔ اللبن اس میں دو لغات ہیں: ایک بفتح اللام وکسر الباء جیسے لَبِنٌ اس کا واحد بھی اسی طرح ہے لَبِنَۃٌ (۲) بکسر اللام وسکون الباء جیسے لِبْنٌ اس کا واحد لِبْنَۃٌ ہے کچی اینٹ۔ (طحطاوی: ۳۳۴) القصب ہر وہ چیز جس میں پورے اور گرہیں ہوں جیسے نرسل، بانس وغیرہ۔

ترجمہ اور برابر کردی جائیں کچی اینٹیں اس پر اور نرسل۔

قبر پر کچی اینٹیں لگانا

اس عبارت میں یہ بیان فرمارہے ہیں کہ میت کو قبر میں رکھنے کے بعد قبر پر کچی اینٹیں کھڑی کردی جائیں اور نرسل وغیرہ ڈالی دی جائیں اور اینٹوں ونرسل کے درمیان جو سوراخ وکشادگی رہ جائے اس کو بھی کچے ڈھیلوں پتھروں یا گارے سے بند کردیا جائے ان تمام چیزوں کا حکم اس وجہ سے ہے کہ اس میں میت کا زیادہ آرام ہے، کیونکہ بے ضرورت میت کے چہرے پر مٹی ڈالنا بے ادبی ہے۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۳۳۴ شامی: ۱/۸۴۷ مصری)

﴿۹۷۵﴾ وَكُرِهَ الْآجُرُّ وَالْخَشَبُ .

آجر بمد الهمزة وتشديد الراء پختہ اینٹ۔ خشب جمع اخشاب لکڑی اور خشبۃ لکڑی کا تختہ۔

ترجمہ اور مکروہ ہے پکی اینٹیں اور لکڑی رکھنا۔

قبر اندر سے کیسی ہو؟

قبر کے اندر میت کے چاروں طرف پکی اینٹیں یا لکڑی کے تختے اور چٹائی وغیرہ بچھانا مکروہ ہے کیونکہ یہ چیزیں

مضبوطی اور زینت کے لئے ہیں اور شان قبر کے غیر مناسب ہیں البتہ اوپر سے تختے وغیرہ لگانے میں کوئی حرج نہیں ہے قال فی الحلیة وکرھوا الآجر الواح الخشب وقال الامام التمرتاشی ھذا اذا کان حول المیت فلو فوقه لا یکرہ لانه یکون عصمة من السبع ۔ (شامی زکریا: ۳/۱۴۲، البحر الرائق: ۲/۲۰۹) اور بوقت ضرورت کپڑا یا چٹائی وغیرہ میت کے نیچے بچھا سکتے ہیں مثلاً بارش کی وجہ سے قبر کی اندر کی مٹی گیلی ہے یا نیچے سے پانی نکل رہا ہے۔ (تحفۃ الالمعی: ۳/۴۵۸)

﴿۹۷۶﴾ وَأَنْ يُسَجَّى قَبْرُهَا لَا قَبْرُهُ ۔

یُسَجّٰی فعل مضارع مجہول صیغہ واحد مذکر غائب باب تفعیل سَجّٰی یُسَجِّی تَسْجِیَةَ المَیِّتَ مردہ پر چادر ڈالنا، کپڑے میں لپیٹنا اور مجرد میں باب نصر سے ہے سَجَا یَسْجُو سَجْوًا میت کو ڈھانپنا۔

ترجمہ اور (مستحب ہے) چھپالی جائے عورت کی قبر نہ کہ مرد کی قبر۔

میت عورت کو قبر میں اتارتے وقت پردہ

اگر میت عورت ہے تو اسے قبر میں اتارتے وقت چاروں طرف سے چادر وغیرہ کے ذریعہ پردہ کرلیا جائے تاکہ نامحرموں کی نظر اس کے کفن پر نہ پڑے اور عورت کے محرم ہی اسے قبر میں اتاریں نامحرم وہاں سے ہٹ جائیں، جاننا چاہئے کہ میت اگر مرد ہو تو اسے قبر میں کوئی بھی مرد اتار سکتا ہے اور اگر عورت ہو تو ضروری ہے کہ اس کو اتارنے والے اس کے رشتہ دار ہوں جن سے اس کا نکاح حرام ہے یعنی ذی رحم محرم اور اگر یہ نہ ہوں تو اس کو قریبی رشتہ دار اتاریں یعنی ذی رحم غیر محرم اور اگر کوئی قریبی رشتہ دار بھی نہ ہو تو اجنبی مرد بھی عورت کو قبر میں اتار سکتے ہیں عورت کو قبر میں اتارنے کے لئے عورتوں کی ضرورت نہیں۔ (البحر الرائق: ۲/۲۰۸) آگے صاحب نور الایضاح فرماتے ہیں کہ اگر میت مرد ہے تو اس کو قبر میں اتارتے وقت پردہ نہ کیا جائے کیونکہ مردوں کے حال کی بنیاد تکشف پر ہے نہ کہ ستر پر، ہاں اگر بارش وغیرہ کی وجہ سے پردہ کرلیا جائے یا برف گر رہی ہو یا دھوپ سخت ہو تو کوئی حرج نہیں۔ (البحر الرائق: ۲/۲۰۹)

﴿۹۷۷﴾ وَيُهَالُ التُّرَابُ ۔

یُہَالُ فعل مضارع مجہول ھال یھیل ھیلاً علیه التراب مٹی ڈالنا، باب ضرب سے مستعمل ہے۔

ترجمہ اور ڈالدی جائے مٹی۔

قبر پر مٹی ڈالنا

جو مٹی قبر کھودتے ہوئے نکلے وہی دوبارہ قبر پر ڈال دی جائے ادھر ادھر سے اور زیادہ مٹی نہ ڈالی جائے اور مٹی

ڈالنے والے میت کے سر کی طرف سے دونوں ہاتھوں سے تین مرتبہ مٹی ڈالیں، پہلی مرتبہ ڈالتے وقت "منها خلقناكم" دوسری مرتبہ "وفيها نعيدكم" اور تیسری مرتبہ "ومنها نخرجكم تارةً اخرىٰ" پڑھیں۔
(درمختار مع الشامی زکریا: ۳/۱۴۳)

﴿۹۷۸﴾ وَيُسَنَّمُ الْقَبْرُ وَلَا يُرَبَّعُ.

يسنم فعل مضارع مجہول باب تفعیل سے مصدر تسنیما کوہان نما بنانا اور کوہان اونٹ کی پیٹھ کی بلندی کو کہتے ہیں۔ يربع فعل مضارع مجہول باب تفعیل سے مصدر تربیعا چوکور بنانا۔

ترجمہ اور قبر کوہان نما بنائی جائے چوکور نہ بنائی جائے۔

قبر اوپر سے کیسی ہو؟

قبر کو اوپر سے اونٹ کی کوہان کے مشابہ بنائی جائے چوکور نہ بنایا جائے ایسا کرنا مکروہ تحریمی ہے، حضور نے اس کی ممانعت فرمائی ہے۔ (شامی زکریا: ۳/۱۴۳)

﴿۹۷۹﴾ وَيَحْرُمُ الْبِنَاءُ عَلَيْهِ لِلزِّيْنَةِ.

ترجمہ اور حرام ہے تعمیر اس پر خوبصورتی کے لئے۔

قبر پر تعمیر جائز نہیں

قبر پر تعمیر کرنا آپ وغیرہ بنانا بغرض زینت قطعاً جائز نہیں ہے، اور قبر تیار ہونے کے بعد پانی ڈال کر مٹی کو جمانا تاکہ ہوا سے مٹی اڑ نہ جائے یہ جائز ہے۔ (شامی زکریا: ۳/۱۴۳)

نوٹ: جن بعض فقہی عبارتوں میں اس سلسلہ میں کچھ نرم باتیں لکھی گئی ہیں، وہ احادیث صحیحہ صریحہ کے مقابلہ میں حجت نہیں ہیں۔

﴿۹۸۰﴾ وَيُكْرَهُ لِلْاِحْكَامِ بَعْدَ الدَّفْنِ.

ترجمہ اور مکروہ ہے مضبوطی کیلئے دفن کے بعد۔

تشریح صورت مسئلہ یہ ہے کہ دفن کرنے کے بعد قبر پر تعمیر کرنا مضبوطی کے لئے مکروہ تحریمی ہے کیونکہ کسی چیز کی مضبوطی اس کو باقی رکھنے کے لئے ہے حالانکہ قبر ختم ہونے کے لئے ہے اور جب قبر کا نشان مٹ جائے گا تو وہ جگہ دوبارہ تدفین میں استعمال ہو سکے گی۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۳۳۵)

﴿۹۸۱﴾ وَلَا بَأْسَ بِالْكِتَابَةِ عَلَيْهِ لِئَلَّا يَذْهَبَ الْأَثَرُ وَلَا يُمْتَهَنَ.

اَثَر دیرپا نشان، پرانی یادگار جمع آثار۔ یُمْتَهَنُ فعل مضارع معروف باب افتعال، امتہان مصدر ہے حقیر سمجھنا پامال کرنا۔

ترجمہ اور کوئی حرج نہیں لکھنے میں (کتبہ لگانے میں) اس پر تاکہ نہ جاتی رہے پرانی یادگار اور تاکہ نہ حقیر کی جائے۔

قبر پر کتبہ

میت اگر بہت بڑا آدمی ہے اور دور دراز سے لوگ آتے ہیں تو ایسے آدمی کی قبر پر کتبہ لگانا جائز ہے تاکہ اجنبی لوگوں کے لئے پہچاننے میں آسانی ہو، یہ جزئیہ اگرچہ درمختار میں لکھا ہے اور یہاں صاحب کتاب کا کلام بھی اسی جانب مشیر ہے مگر اس بارے میں حضرت اقدس مفتی سعید احمد صاحب مدظلہ العالی نے تحفۃ الالمعی جلد ثالث میں اس بارے میں بڑی مفصل بحث لکھی ہے اور فرماتے ہیں کہ کتبہ لگانے کی ممانعت کے سلسلہ میں اعلیٰ درجہ کی صحیح حدیث موجود ہے اس وجہ سے قبروں پر کتبہ لگانا ممنوع ہے اور رہی یہ بات کہ اس کا امت میں تعامل ہے اس کا جواب یہ ہے کہ تعامل اس وقت حجت ہوتا ہے جب وہ نص کے خلاف نہ ہو۔ (تحفۃ الالمعی ۳/۳۶۴)

﴿۹۸۲﴾ وَيُكْرَهُ الدَّفْنُ فِي الْبُيُوتِ لِاخْتِصَاصِهِ بِالْأَنْبِيَاءِ عَلَيْهِمُ الصَّلٰوةُ وَالسَّلَامُ.

ترجمہ اور مکروہ ہے دفن کرنا گھروں میں اس کے خاص ہونے کی وجہ سے انبیاء کے ساتھ۔

تدفین قبرستان میں ہونی چاہئے

گھر میں کسی نیک آدمی کی یا عام آدمی کی قبر بنانا جائز نہیں ہے کیونکہ تدفین قبرستان میں ہونی چاہئے، آپ کا ارشاد ہے: صَلُّوا فِي بُيُوتِكُمْ وَلَا تَتَّخِذُوهَا قُبُورًا اپنے گھروں میں نماز پڑھو اور ان کو قبریں مت بناؤ یعنی گھروں میں نمازیں پڑھنی چاہئیں تاکہ گھروں میں برکت ہو اور گھر کے دیگر افراد کو بھی ترغیب ہو، اب اگر گھروں میں قبریں بھی ہوں گی تو ہوسکتا ہے کہ نماز میں قبر سامنے پڑے حالانکہ قبر کی طرف متوجہ ہو کر نماز پڑھنے کی ممانعت آئی ہے اور انبیاء کی روح جس جگہ قبض ہوتی ہے وہیں ان کو دفن کر دیا جاتا ہے، یہ ان کی خصوصیت ہے جیسے حضرت عائشہؓ کے حجرہ میں جس چارپائی پر آپ کی روح قبض ہوئی تھی ٹھیک اس کے نیچے قبر تیار کی گئی اور اسی جگہ آپ کی تدفین ہوئی یہ بھی آپ کی خصوصیت ہے۔ (تحفۃ الالمعی ۳/۴۲۲)

﴿۹۸۳﴾ وَيُكْرَهُ الدَّفْنُ فِي الْفَسَاقِي.

ترجمہ اور مکروہ ہے دفن کرنا فساقی میں۔

فساقی میں دفن

اولاً بطور تمہید یہ بات ذہن نشین رکھئے کہ گزشتہ زمانہ میں زمین میں ایک گڑھا کھودنیا کرتے تھے اور اس کے چاروں طرف کمرہ نما عمارت بنالیا کرتے تھے اور مردوں کو اس میں دفن کرتے تھے، اس طرح کا رواج مصر وغیرہ میں تھا تو کیا ایسا کرنا صحیح ہے؟ صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ اس طرح مردوں کو دفن کرنا مکروہ ہے، کیونکہ اس میں چند خرابیاں ہیں (۱) وہ جگہ قبر کی طرح نہیں کھودتے تھے۔ (۲) بلا ضرورت ایک ہی جگہ میں بہت سے لوگوں کو دفن کرنا۔ (۳) بلا حائل مردوں و عورتوں کا اختلاط۔ (۴) اس پر عمارت بنانا اور اس کو پختہ کرنا۔ (ہمارے دیار میں اس کا کہیں رواج نہیں ہے)
(البحر الرائق: ۲/۲۰۹)

﴿۹۸۴﴾ وَلَا بَأسَ بِدَفْنِ أَكْثَرَ مِنْ وَاحِدٍ فِي قَبْرٍ لِلضَّرُورَةِ وَيُحْجَزُ بَيْنَ كُلِّ اثْنَيْنِ بِالتُّرَابِ.

یحجز فعل مضارع مجہول باب (ن) حَجَزَ یَحْجُزُ حَجْزًا رکاوٹ کھڑی کرنا، چیزوں کے درمیان فصل کرنا۔

ترجمہ اور کوئی حرج نہیں ایک سے زیادہ دفن کرنے میں ایک قبر میں ضرورت کی وجہ سے اور آڑ کر دی جائے ہر دو کے درمیان مٹی سے۔

ایک قبر میں کئی میت دفن کرنا

ایک قبر میں کئی کئی میتیں ضرورت کی بنیاد پر دفن کرنا جائز ہے اور دو لاشوں کے درمیان فصل کرنا چاہئے خواہ کپڑے کے ذریعہ فصل کیا جائے یا گھاس پتے یا کاغذ وغیرہ کے ذریعہ اور جس قبر میں متعدد اموات دفن کرنی ہوں اس کو کھودنے کے دو طریقے ہیں، ایک شمال جنوب، لمبی قبر کھودی جائے، اس کو پاٹنا آسان ہوتا ہے اور قبر کھودنے کا دوسرا طریقہ یہ ہے کہ مشرق و مغرب چوڑی قبر کھودی جائے غزوۂ احد میں چوڑی قبریں کھودی گئی تھیں۔
(تحفۃ الالمعی: ۳/۳۲۰، البحر الرائق: ۲/۲۰۹، مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۳۳۶)

﴿۹۸۵﴾ وَمَنْ مَاتَ فِي سَفِينَةٍ وَكَانَ الْبَرُّ بَعِيدًا أَوْ خِيفَ الضَّرَرُ غُسِلَ وَكُفِّنَ وَصُلِّيَ عَلَيْهِ وَأُلْقِيَ فِي الْبَحْرِ.

سفینۃ کشتی، جہاز جمع سُفُن۔ بر خشکی خیف ماضی مجہول باب سمع سے مصدر خوفا ڈرنا۔ ضرر نقصان جمع اضرار۔ بحر سمندر، دریا جمع بحار۔

ترجمہ اور جو مر جائے کشتی میں اور خشکی دور ہو یا ڈر ہو بگڑ جانے کا تو غسل دیا جائے اور کفن دیا جائے اور نماز پڑھی جائے اس پر اور ڈال دیا جائے سمندر میں۔

سمندری سفر کے دوران وفات

اگر سمندری سفر کے دوران کسی شخص کا انتقال ہو جائے اور کنارے تک پہنچنے میں اتنی دیر ہو کہ نعش کے خراب ہونے کا خطرہ ہو تو ایسی صورت میں میت کو حسب دستور غسل و کفن دے کر نماز جنازہ پڑھ لی جائے گی اور اس کے بعد کوئی وزنی چیز باندھ کر میت کو سمندر کے حوالہ کر دیا جائے گا، قبر کا رخ اس کی داہنی کروٹ پر ہو اور وزنی چیز اس وجہ سے باندھی جائے گی تاکہ لاش اوپر نہ تیرے اور اگر کنارہ قریب ہو تو تھوڑی دیر انتظار کیا جائے گا اور خشکی میں لاکر باقاعدہ تدفین کی جائے گی۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۳۳۶، کتاب المسائل: ۵۵۹)

﴿۹۸۶﴾ وَيُسْتَحَبُّ الدَّفْنُ فِي مَحَلٍّ مَاتَ بِهِ أَوْ قُتِلَ فَإِنْ نُقِلَ قَبْلَ الدَّفْنِ قَدْرَ مِيلٍ أَوْ مِيلَيْنِ لَا بَأْسَ بِهِ وَكُرِهَ نَقْلُهُ لِأَكْثَرَ مِنْهُ.

ترجمہ اور مستحب ہے دفن کرنا جس جگہ مرا ہے یا قتل کیا گیا ہے پھر اگر منتقل کیا جائے دفن سے پہلے ایک میل یا دو میل کے فاصلہ پر تو کوئی حرج نہیں اور مکروہ ہے اس کا منتقل کرنا اس سے زیادہ۔

جنازہ دوسرے شہر میں لے جانا

اولیٰ اور افضل یہ ہے کہ میت کا جس شہر میں انتقال ہو وہیں تدفین کا انتظام کیا جائے اور اگر اس نے وصیت کی ہو کہ مجھ کو فلاں جگہ دفن کرنا تو اس وصیت پر عمل کرنا لازم نہیں شرعاً یہ وصیت باطل ہے، اور اس کے خلاف کسی کا بھی عمل حجت نہیں حجت قرآن و حدیث ہیں اور حدیث سے یہ بات ثابت ہے کہ جس کا جہاں انتقال ہو وہیں اسے دفن کرنا چاہئے، دوسری جگہ منتقل نہیں کرنا چاہئے البتہ اگر کسی معقول عذر کی وجہ سے دوسری جگہ منتقل کیا جائے تو اس کی بھی گنجائش ہے مثلاً اگر کوئی شخص بغرض علاج سہارنپور سے چنڈی گڑھ میرٹھ دہلی لے جایا گیا اور وہاں اس کا انتقال ہو جائے تو اس کو وہاں دفن کرنے میں مشقت زیادہ ہے کیونکہ وہاں کوئی جان پہچان نہیں ہے، اس وجہ سے وہاں سے جنازہ سہارنپور واپس لاسکتے ہیں اور اگر ممبئی، مدراس، سعودی عرب، دبئی وغیرہ میں انتقال ہوا ہے تو اب وہاں سے جنازہ واپس لانے میں مشقت زیادہ ہے اس لئے وہیں دفن کر دینا چاہئے، ہاں اگر بآسانی ہوائی جہاز وغیرہ سے بعجلت منتقل کیا جائے تو کوئی کراہت نہیں ہے۔

﴿۹۸۷﴾ وَلَا يَجُوزُ نَقْلُهُ بَعْدَ دَفْنِهِ بِالْإِجْمَاعِ إِلَّا أَنْ تَكُونَ الْأَرْضُ مَغْصُوبَةً أَوْ

أُخِذَتْ بالشُّفْعَةِ

مغصوبۃ اسم مفعول مؤنث ہے جبراً لی ہوئی چیز، غَصَبَ یَغْصِبُ غَصْبًا باب (ض) جبراً اور قہراً کوئی چیز لے لینا۔ الشفعۃ فقہاء اسلام کی مقرر کردہ شرائط پر پڑوسی کی جائداد کو جبراً ملکیت میں لینے کا حق شَفَعَ یَشْفَعُ شَفْعًا باب (ف) جوڑا بنانا (کسی چیز کے ساتھ اس جیسی دوسری چیز ملانا)

ترجمہ اور جائز نہیں ہے اس کو منتقل کرنا اس کے دفن کے بعد بالاتفاق مگر یہ کہ وہ زمین چھینی ہوئی ہو (زبردستی قبضہ کیا ہوا ہو) یا لے لی گئی ہو شفعہ کے ذریعہ۔

میت کو بعد دفن منتقل کرنا

صورت مسئلہ یہ ہے کہ دفن کے بعد منتقل کرنے کی اجازت نہیں، علامہ طحطاوی نے دفن کے بعد منتقل کرنے کی تین صورتیں لکھی ہیں، ایک یہ کہ میت کو کسی غیر کی زمین میں بغیر اجازت مالک دفن کر دیا گیا جس سے وہ حصہ زمین غصب ہو گیا اور مالک کسی طرح میت کے یہاں رہنے پر رضامند نہیں ہے بلکہ اس کے نکالنے پر مصر ہے تو ایسی حالت میں مجبوراً دوسری قبر میں منتقل کر دیا جائے، یہ صورت بالاتفاق جائز ہے ایسے ہی مثلاً زید نامی ایک شخص نے زمین خریدی تھی اس میں اس نے کسی میت کو دفن کر دیا تھا اس کے بعد اس زمین کے متعلق مثلاً عمر نے شفعہ کا دعویٰ کر دیا اور یہ زمین قانون شفعہ کے بموجب عمر کو دیدی گئی اور عمر کسی بھی طرح میت کے یہاں رہنے پر رضامند نہیں ہے تو مجبوراً اس مردہ کو دوسری جگہ منتقل کیا جا سکتا ہے، علامہ طحطاوی نے دوسری صورت یہ لکھی ہے کہ میت کو دوسرے قبرستان میں منتقل کرنا مقصود ہے (خواہ میت کی عظمت و محبت کی وجہ سے یا اس کی تمنا اور وصیت کی خاطر) یہ صورت بالاتفاق ناجائز ہے، تیسری صورت یہ ہے کہ میت کی قبر پر پانی غالب آ جائے جس سے میت محفوظ نہ رہ سکے، اس صورت میں بعض حضرات نے میت کو منتقل کرنے کی اجازت دی ہے اور بعض نے منع کیا ہے۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۳۳۷، فتاویٰ محمودیہ قدیم: ۲/۲۰۴)

﴿۹۸۸﴾ وَإِنْ دُفِنَ فِي قَبْرٍ حُفِرَ لِغَيْرِهِ ضَمِنَ قِيْمَةَ الْحَفْرِ وَلَا يُخْرَجُ مِنْهُ.

حُفِرَ ماضی مجہول باب (ض) حفراً کھودنا۔

ترجمہ اور اگر دفن کر دیا جائے ایسی قبر میں جو کھودی جائے دوسرے کے لئے تو ضامن ہوگا کھدائی کی اجرت کا اور نکالا نہ جائے اس سے۔

قبر کھود کر میت نکالنا

صورت مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص نے زندگی میں اپنی قبر تیار کی تھی اس میں کسی اور میت کو دفن کر دیا گیا تو اب میت

کو تو قبر کھود کر نہیں نکالا جائے گا، ہاں قبر کھودنے والے کی اجرت دینی پڑے گی اگر کسی جگہ اس کا رواج ہو اور قبر کی جگہ کی قیمت اگر کسی جگہ بے قیمت جگہ میسر نہ ہو اور یہ سب قیمت اولاً میت کے ترکہ میں سے ادا کی جائے گی ورنہ بیت المال سے اگر بیت المال بھی نہ ہو تو مسلمانوں سے لی جائے گی۔

﴿۹۸۹﴾ وَيُنْبَشُ لِمَتَاعٍ سَقَطَ فِيهِ وَلِكَفَنٍ مَغْصُوبٍ وَمَالٍ مَعَ الْمَيِّتِ .

ینبش فعل مضارع مجہول باب نصر نَبَشَ يَنْبُشُ نَبْشًا مدفون کو نکالنا۔ متاع سامان جمع أمتعة . مغصوب اسم مفعول ہے باب ضرب سے۔ غَصَبَ يَغْصِبُ غَصْبًا جبراً کوئی چیز لینا۔

ترجمہ اور قبر کھولی جا سکتی ہے کسی سامان کے باعث جو قبر میں گر گیا ہو اور زبردستی لئے ہوئے کفن کے باعث اور کسی مال کے باعث جو میت کے ساتھ (دفن ہو گیا)

قبر کب کھول سکتے ہیں؟

صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر قبر میں کوئی گرانقدر سامان گر جائے یعنی ایسا قیمتی سامان کہ جس کے بغیر کام نہ چل سکے اور تدفین کے بعد یاد آئے تو مجبوراً قبر کھود کر اس سامان کو نکالنے کی گنجائش ہے ایسے ہی کسی شخص سے زبردستی کپڑا چھین کر میت کے کفن میں لگا دیا اب کپڑے کا مالک اس کا مطالبہ کر رہا ہے تو اگر وہ قیمت لینے پر راضی نہ ہو تو قبر کھول کر اس کا کپڑا دیا جائے گا، اسی طرح اگر مردہ کو دفن کیا گیا اور اس کے ساتھ مال و دولت بھی دفن ہو گیا تو اس مال کو حاصل کرنے کے لئے قبر کھولنے کی گنجائش ہے۔ جیسا کہ نبی اکرمؐ نے ابو رغال کی قبر کو کھولنے کی اجازت دیدی تھی، سونے کی ایک چھڑی کی وجہ سے جو اس کے ساتھ رکھی گئی تھی۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۳۳۸)

﴿۹۹۰﴾ وَلَا يُنْبَشُ بِوَضْعِهِ لِغَيْرِ الْقِبْلَةِ أَوْ عَلَى يَسَارِهِ وَاللهُ أَعْلَمُ .

ترجمہ اور قبر نہیں کھولی جا سکتی میت کو رکھنے کی وجہ سے بغیر قبلہ پر یا بائیں کروٹ پر (لٹانے کی وجہ سے)

تشریح اصل مسئلہ یہ ہے کہ میت کو قبر میں داہنی کروٹ پر لٹایا جائے اور اگر یہ ممکن نہ ہو تو چت لٹا کر اس کا رخ قبلہ کی جانب کر دیا جائے مگر ہوا یوں کہ میت کو بائیں کروٹ پر لٹا دیا یا اس کا رخ غیر قبلہ پر کر دیا تدفین کے بعد یاد آیا تو اب جانب قبلہ کرنے کے لئے قبر کا کھولنا جائز نہیں ہے، ہاں اگر صرف تختے رکھے گئے ہوں مٹی نہ ڈالی گئی ہو تو تختے ہٹا کر اس کو قبلہ رو کر دینا چاہئے۔

فَصْلٌ فِی زِیَارَةِ الْقُبُوْرِ

یہ فصل ہے زیارتِ قبور کے بیان میں

﴿۹۹۱﴾ نُدِبَ زِیَارَتُهَا لِلرِّجَالِ وَالنِّسَاءِ عَلَی الْاَصَحِّ.

ترجمہ مستحب ہے قبور کی زیارت مردوں اور عورتوں کے لئے صحیح ترین قول پر۔

تشریح شروع میں زیارتِ قبور کے لئے قبرستان جانا مطلقاً ممنوع تھا اور یہ ممانعت حضور اقدس ﷺ کیلئے بھی تھی، آپ کو اپنی والدہ کی قبر پر حاضری کی بڑی خواہش تھی مگر اجازت نہیں تھی، کچھ عرصہ کے بعد آپ کو والدہ ماجدہ کی قبر پر حاضری کی اجازت مل گئی، چنانچہ آپ نے فرمایا میں نے آپ لوگوں کو زیارتِ قبور سے روکا تھا، اب محمد کو ان کی والدہ کی قبر پر جانے کی اجازت مل گئی ہے، لہٰذا آپ لوگ قبرستان جایا کریں اور شروع میں زیارتِ قبور سے اس لئے روکا گیا تھا کہ عام مسلمانوں کے دلوں میں ابھی توحید کا بیج پوری طرح جما نہیں تھا اس لئے اندیشہ تھا کہ قبرستان جانے سے قبور پرستی کا سلسلہ شروع ہو جائے گا چنانچہ قبروں پر جانے سے منع کیا گیا پھر جب امت کا توحیدی مزاج بن گیا اور اسلام کی بنیادی تعلیمات دلوں میں جڑ پکڑ گئیں اور دلوں میں شرک کی نفرت بیٹھ گئی اور قبور پر جانے میں شرک کا اندیشہ نہ رہا تو آپ نے قبور پر جانے کی اجازت دیدی اور جواز کی یہ وجہ بیان کی کہ زیارتِ قبور میں بڑا فائدہ ہے اس سے آدمی کو اپنی موت یاد آتی ہے اور دنیا سے دل اکھڑتا ہے اور وہ انقلاباتِ زمانہ سے عبرت حاصل کرنے کا بہترین ذریعہ ہے اور اولیاء کی قبور پر جا کر اپنی موت کوئی یاد نہیں کرتا، یہ مقصد تو قبرستان میں جا کر پورا ہوتا ہے اب آگے ایک مسئلہ یہ ہے کہ عورتیں قبرستان جا سکتی ہیں یا نہیں؟ یہاں صاحب کتاب کی عبارت سے مردوں اور عورتوں کے لئے قبرستان جانے کا استحباب معلوم ہوتا ہے اور اسی کو صحیح قول بتایا ہے، اصل بات یہ ہے کہ اس مسئلہ میں علماء کا اختلاف ہے امام اعظمؒ سے بھی دو روایتیں منقول ہیں جواز کی بھی اور عدم جواز کی بھی اور حضرت اقدس مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کی رائے یہ ہے کہ عورتوں کے لئے قبرستان جانے سے احتراز ضروری ہے اور فتاویٰ دار العلوم ۶/ ۳۴۸ میں ہے راجح یہی ہے کہ عورت زیارتِ قبور کو نہ جاوے۔

آخری بات: عورتوں کے لئے بکثرت قبرستان آنا جانا ممنوع ہے کبھی کبھار کوئی عورت قبرستان جائے تو ممنوع نہیں اور بکثرت جانے کی ممانعت اس وجہ سے ہے کہ وہ وہاں جا کر روئیں دھوئیں گی اور بے صبری کا مظاہرہ کریں گی، بال نوچیں گی سینہ پیٹیں گی پردہ کا اہتمام نہیں کریں گی، اور عورتوں کے لئے بزرگوں کی قبروں پر جانے کی ممانعت کی وجہ فساد اعتقاد ہے وہ وہاں جائیں گی تو مرادیں مانگیں گی، قبروں کا طواف کریں گی، ان کو سجدہ کریں گی، ان پر چادر

ذلیلیں گی، وہاں چراغ جلائیں گی، چڑھاوا چڑھائیں گی، غرض شرکیات و محرمات میں مبتلا ہوں گی جیسا کہ عامۃً اولیاء اللہ کے مزارات پر ہوتا ہے اور بعض مردوں کا حال بھی عورتوں کی طرح ہو ان کو بھی منع کیا جائے گا، اور اگر کبھی کبھار رشتہ دار کی قبر پر چلی جائے تو اس کی گنجائش ہے (مستفاد تحفۃ الالمعی جلد ثالث) اور جہاں تک ہوسکے ان کو جانے سے روکنا ہی چاہئے اسی میں خیر ہے۔

﴿۹۹۲﴾ وَيُسْتَحَبُّ قِرَاءَةُ يٰسٓ لِمَا وَرَدَ اَنَّهُ مَنْ دَخَلَ الْمَقَابِرَ وَقَرَأَ يٰسٓ خَفَّفَ اللّٰهُ عَنْهُمْ يَوْمَئِذٍ وَكَانَ لَهُ بِعَدَدِ مَا فِيْهَا حَسَنَاتٌ .

يستحب فعل مضارع معروف باب استفعال سے پسند کرنا۔ مقابر اس کا واحد مقبرۃ قبرستان۔ خفف ماضی معروف باب تفعیل مصدر تخفیفاً ہلکا کرنا، کمی کرنا، آرام پہنچانا، اور بعدد ما میں ما، من کے معنی میں ہے حسنات نیک اعمال نیکیاں واحد حَسَنَةٌ .

ترجمہ اور مستحب ہے سورۂ یٰسٓ شریف کا پڑھنا کیونکہ وارد ہوا ہے کہ جو شخص قبرستان جائے اور سورۂ یٰسٓ پڑھے تو ہلکا کر دیتا ہے عذاب اللہ ان لوگوں سے (جو وہاں مدفون ہیں) اس دن اور ملتی ہیں اس پڑھنے والے کو نیکیاں ان تمام مردوں کے برابر جو اس میں ہیں۔

قبرستان جا کر کیا پڑھے؟

جب قبرستان جائے تو اولاً ان الفاظ میں سلام کرنا چاہئے اے اہل قبور! تم پر سلامتی ہو، اللہ تعالیٰ ہماری اور تمہاری مغفرت فرمائے تم ہمارے پیش رَو ہو اور ہم تمہارے نشان قدم پر آرہے ہیں، پھر سلام کے بعد قبلہ کی طرف پشت کر کے اور میت (قبر) کی جانب منہ کر کے جتنا ہوسکے قرآن شریف پڑھ کر میت کو ثواب پہنچا دیں مثلاً سورۂ فاتحہ سورۂ یٰسٓ سورۂ الملک وغیرہ پڑھ کر ثواب پہنچا دے، اس عبارت میں سورۂ یٰسٓ کی فضیلت یہ بیان کی گئی ہے کہ جو شخص قبرستان میں جا کر یہ سورت پڑھے گا تو اللہ تعالیٰ اسے مردوں کے بقدر نیکیاں مرحمت فرمائیں گے اور اس روز تمام مردوں سے عذاب ہلکا کر دیا جائے گا۔

﴿۹۹۳﴾ وَلَا يُكْرَهُ الْجُلُوْسُ لِلْقِرَاءَةِ عَلَى الْقَبْرِ فِي الْمُخْتَارِ .

ترجمہ اور مکروہ نہیں ہے بیٹھنا پڑھنے کے لئے قبر پر مذہب مختار میں۔

قبر کے پاس بیٹھ کر قرآن کریم پڑھنا

صورت مسئلہ یہ ہے کہ قبرستان جا کر قرآن کریم خواہ دیکھ کر پڑھے یا زبانی قبر کے پاس بیٹھ کر پڑھنے میں کوئی حرج

نہیں ہے، یہاں عبارت میں علیٰ عند کے معنی میں ہے کیونکہ قبر کے اوپر بیٹھنا خواہ پڑھنے کے لئے ہو یا پنے ای ہر صورت مکروہ تحریمی ہے۔

﴿۶۹۴﴾ وَيُكْرَهُ الْقُعُوْدُ عَلَى الْقُبُوْرِ لِغَيْرِ قِرَاءَةٍ وَّوَطْؤُهَا وَالنَّوْمُ وَقَضَاءُ الْحَاجَةِ عَلَيْهَا

وطؤھا باب (س) کا مصدر ہے، پیروں سے روندنا، کچلنا۔ **علیھا** ضمیر کا مرجع قبور ہے۔

ترجمہ اور مکروہ ہے بیٹھنا قبروں پر بغیر قرأت کے اور ان کو روندنا اور سونا اور قضاء حاجت کرنا ان پر۔

تشریح مسئلہ یہ ہے کہ قبروں کی توہین بھی نہیں کرنی چاہئے اور حد درجہ تعظیم بھی نہیں کرنی چاہئے بلکہ ان کے ساتھ اعتدال برتا جائے توہین یہ ہے کہ ان کو روندا جائے ان پر چلا جائے ان پر بیٹھا جائے ان پر قضاء حاجت کی جائے اور تعظیم یہ ہے کہ قبریں اونچی اونچی بنائی جائیں قبروں پر گنبد بنایا جائے ان پر کتبہ لگایا جائے ان پر پھول ڈالے جائیں ان پر چادریں چڑھائی جائیں اور ان پر چراغاں کیا جائے اور اعتدال یہ ہے کہ دل میں قبور کی قدر و منزلت ہو اور ان کے ساتھ وہ معاملہ کیا جائے جو سنت سے ثابت ہے یعنی قبروں کی زیارت کے لئے جانا اور ان کے پاس کھڑے ہو کر ایصال ثواب کرنا اور دعائے مغفرت کرنا۔ فقط

﴿۶۹۵﴾ وَقَلْعُ الْحَشِيْشِ وَالشَّجَرِ مِنَ الْمَقْبَرَةِ وَلَا بَأْسَ بِقَلْعِ الْيَابِسِ مِنْهُمَا.

قلع باب فتح کا مصدر ہے اکھاڑنا، جڑ سے نکالنا۔ **حشیش** ہری گھاس یابس اس کا واحد یبس ہے خشک، تری کے بعد خشک شدہ۔ **منھما** تثنیہ کی ضمیر حشیش اور شجر کی جانب راجع ہے۔

ترجمہ اور گھاس کاٹنا اور درخت اکھاڑنا قبرستان سے (مکروہ ہے) اور کوئی حرج نہیں گھاس اور درخت میں سے خشک شدہ کے کاٹنے میں۔

قبر کے آس پاس کی سبز گھاس کاٹنا

مستحب یہ ہے کہ قبر کے اوپر کی تر گھاس وغیرہ نہ کاٹی جائے، اس سے میت کو انس حاصل ہوتا ہے اور فائدہ پہنچتا ہے کیونکہ ہری گھاس پھونس اللہ کے ذکر میں مشغول رہتی ہے اور اس کے ذکر کرنے کی وجہ سے رحمت خداوندی نازل ہوتی ہے، ہاں خشک ہونے کے بعد کاٹنے میں کوئی حرج نہیں البتہ اگر قبر کے آس پاس گھاس وغیرہ ہونے کی وجہ سے لوگوں کو تکلیف ہوتی ہو تو اسے کاٹ کر راستہ صاف کیا جا سکتا ہے۔ (مراقی الفلاح: ۳۲۴، فتاویٰ رحیمیہ: ج۵/۱۰۵)

بَابُ اَحْکَامِ الشَّهِيْدِ

شہید کے احکام کا بیان

اسلام میں شہید کا مقام

راہ حق میں اخلاص کے ساتھ اپنی جان قربان کردینا یا بحالت مظلومی قتل ہو جانا جس کو اسلامی اصطلاح میں شہادت کہا جاتا ہے اسلام کی نظر میں بہت اونچے درجہ کا عمل ہے اور ایسا شخص اخروی زندگی کے اعتبار سے نہایت خوش نصیب اور نیک بخت قرار پاتا ہے، ایک روایت میں حضرت عبادہ بن صامتؓ نبی اکرمؐ سے نقل فرماتے ہیں کہ شہید کے لئے اللہ تعالیٰ کی طرف سے سات اہم انعامات ہوتے ہیں: (۱) خون کا پہلا فوارہ نکلتے ہی اس کی مغفرت کردی جاتی ہے۔ (۲) جنت میں اس کا ٹھکانہ پہلے ہی دکھلا دیا جاتا ہے۔ (۳) اس کو ایمانی جوڑا پہنایا جاتا ہے۔ (۴) اسے عذاب قبر سے پناہ دی جاتی ہے اور وہ قیامت کی عظیم ہولناکی سے محفوظ رہے گا۔ (۵) اس کے سر پر وقار کا تاج رکھا جائے گا جس کا ایک موتی دنیا و مافیہا سے زیادہ شاندار ہوگا۔ (۶) اس کی ۷۲ بڑی آنکھوں والی حوروں سے شادی کرائی جائے گی۔ (۷) اس کے ۷۰ قریبی رشتہ داروں کے بارے میں اس کی سفارش قبول کی جائے گی۔ (رواہ احمد المتجر الرابح فی ثواب العمل الصالح: ۴۵۵) الغرض شہادت بہت بڑی سعادت ہے جس کی تمنا ہر مومن کو رکھنی چاہئے چنانچہ حدیث میں وارد ہے کہ نبیؐ نے ارشاد فرمایا کہ جو شخص صدق دل سے شہادت کا متمنی رہے تو اللہ تعالیٰ اسے آخرت میں شہیدوں کے درجوں سے نوازیں گے گو کہ اس کی موت بستر پر آئی ہو۔ (مسلم شریف عن سہل بن حنیف، حدیث ۱۹۰۹، کتاب المسائل: ۵۹۳)۔

شہید کی قسمیں

انجام اور احکام کے اعتبار سے شہید کی تین قسمیں ہیں:

(۱) دنیوی و اخروی شہید (شہید کامل): یعنی وہ شخص جو ظلماً و عمداً دھار دار آلہ سے قتل کیا جائے یا صدق دل سے اللہ کے دین کی سربلندی کے لئے جہاد کرتے ہوئے شہادت کی سعادت حاصل کرے اس کو آخرت میں شہادت کا مرتبہ نصیب ہوگا اور دنیا میں بھی اس پر شہید کے احکام جاری ہوں گے۔

(۲) اخروی شہید: یہ وہ شخص ہے جو جہاد وغیرہ میں شہادت نہ پائے لیکن اپنی جان و مال کے دفاع میں مارا جائے یا پیٹ کی بیماری میں وفات پائے یا طاعون وغیرہ میں مرجائے مختلف روایات میں تقریباً ساٹھ آدمیوں کا تذکرہ آیا ہے جو

سب روایات او جزا المسالک میں جمع کی گئی ہیں۔

(۳) صرف دنیوی شہید: ایسا منافق یا بدنیت شخص جو محض دکھاوے کے لئے جہاد میں شریک ہو کر مارا جائے یا مال غنیمت حاصل کرنے کے لئے یا خاندانی حمیت کی وجہ سے یا کسی اور دنیوی غرض سے لڑتا ہے اور مرتا ہے چونکہ دلوں کے بھید اللہ کے علاوہ کوئی نہیں جانتا اس لئے ان کو دنیوی احکام میں شہید مانا گیا ہے ان کے ساتھ حقیقی شہداء جیسا معاملہ کیا جائے گا لیکن آخرت میں ایسے لوگوں کو شہادت کا مرتبہ حاصل نہ ہوگا۔ (مستفاد کتاب المسائل وتحفۃ الالمعی جلد ثالث)

﴿۹۹۶﴾ اَلشَّهِيْدُ الْمَقْتُوْلُ مَيِّتٌ بِاَجَلِهٖ عِنْدَنَا اَهْلِ السُّنَّةِ.

شہید فعیل کے وزن پر ہے مفعول کے معنی میں شہید کو دنیا ہی میں جنت الفردوس کی خوشخبری مل جاتی ہے اس وجہ سے اس کو شہید کہتے ہیں۔ اجل جمع آجال وقت مقررہ موت کا وقت۔

ترجمہ شہید مقتول مرتا ہے اپنی موت سے ہمارے یعنی اہل سنت والجماعت کے نزدیک۔

تشریح اس مسئلہ کا تعلق عقائد اور علم کلام سے ہے معتزلہ کا خیال یہ ہے کہ مقتول کی عمر ابھی باقی تھی قاتل نے اس کی عمر کو بیچ ہی میں ختم کر دیا ورنہ ابھی اس کا رزق باقی تھا جبکہ ہم اہل سنت والجماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ مقتول کی عمر اتنی ہی مقدر تھی وہ اپنی ہی موت مرا ہے رہ گئی یہ بات کہ پھر قاتل پر قصاص کیوں واجب؟ اس کا جواب یہ ہے کہ تا کہ اجتماعی نظام امن وامان کے ساتھ باقی رہے۔

فائدہ: علامہ کاسانی نے بدائع الصنائع ج ۱/۷۷ پر اہل سنت والجماعت کی چار شرطیں نقل فرمائی ہیں: (۱) شیخین کو فضیلت دینا۔ (۲) ختنین سے محبت رکھنا۔ (۳) مسح علی الخفین کو جائز سمجھنا۔ (۴) نبیذ تمر کو حلال سمجھنا (کھجور کے پانی کو تھوڑا سا پکایا جائے تو وہ حلال ہے بشرطیکہ نشہ آور نہ ہو)

﴿۹۹۷﴾ وَالشَّهِيْدُ مَنْ قَتَلَهٗ اَهْلُ الْحَرْبِ اَوْ اَهْلُ الْبَغْيِ اَوْ قُطَّاعُ الطَّرِيْقِ اَوِ اللُّصُوْصُ فِيْ مَنْزِلِهٖ لَيْلًا وَلَوْ بِمُثَقَّلٍ اَوْ وُجِدَ فِي الْمَعْرَكَةِ وَبِهٖ اَثَرٌ.

اهل الحرب اس سے مراد حربی کافر ہیں یعنی اس ملک کا باشندہ جہاں کفار کی حکومت ہے۔ البغی قانون شکنی، حد سے تجاوز۔ قطاع یہ قاطع کی جمع ہے اور قطاع الطریق کہتے ہیں ڈاکہ زنی کی وجہ سے لوگوں کا راستہ کاٹنے والے۔ اللصوص واحد لص چور۔ لیلا یہ قید اتفاقی ہے مطلب یہ ہے کہ ڈاکو گھر پر چڑھ آئیں خواہ دن میں یا رات میں دونوں کا حکم برابر ہے۔ منقل بھاری بوزن وادار معرکۃ میدان جنگ جمع معارک۔

ترجمہ اور شہید وہ شخص ہے جس کو مار دیا ہو حربی کافروں نے یا باغیوں نے یا ڈاکوؤں نے یا چوروں نے اس کے گھر میں رات کو اگرچہ بھاری چیز سے (مارا ہو) یا پایا گیا لڑائی میں اور اس پر زخم کے نشانات ہیں۔

شہید کامل کی شرائط

جس شہید کے ساتھ تجہیز و تکفین میں خصوصی معاملہ کیا جاتا ہے اس کے لئے سات شرائط پائی جانی لازم ہیں اگر یہ سب شرطیں پائی جائیں گی تو اس پر دنیا میں شہید کے احکامات جاری ہوں گے اور اگر ان شرائط میں سے ایک شرط بھی مفقود ہو جائے تو اس پر شہید کا حکم جاری نہ ہوگا مصنف نے چھ شرائط بیان کی ہیں، متن کی مذکورہ عبارت میں شرط اول کا بیان ہے اور وہ یہ ہے کہ اگر مقتول کو قتل کرنے والا حربی کافر یا باغی یا ڈاکو ہو یا مقتول کے گھر پر ڈاکو چڑھ آئیں یا راستہ میں گھیر کر مار ڈالیں خواہ کسی بھی طرح ماریں دھار دار آلہ سے یا بغیر دھار دار آلہ کے ہر صورت میں اس مقتول پر شہید کامل کے احکام جاری ہوں گے، آگے مصنف فرماتے ہیں کہ وہ آدمی بھی شہید ہے جو میدان جنگ میں مردہ پایا گیا اور اس کے جسم پر زخم کے نشانات ہیں مثلاً کوئی عضو ٹوٹا ہوا ہے یا ناک یا آنکھ سے خون بہہ رہا ہے یا جسم کے حصہ پر جلن کا اثر ہے جس سے یہ معلوم ہو کہ اس کو مارا گیا ہے۔ (درمختار مع الشامی: ۸۴۹/۱)

﴿۹۹۸﴾ أَوْ قَتَلَهُ مُسْلِمٌ ظُلْمًا عَمْدًا بِمُحَدَّدٍ .

عَمْدًا دیدہ دانستہ بالقصد عَمَدَ يَعْمِدُ عَمْدًا باب ضرب قصد کرنا، ارادہ کرنا۔ مُحَدَّدٌ تیز دھار دار، حَدَّدَ يُحَدِّدُ تَحْدِيدًا باب تفعیل دھار رکھنا، تیز کرنا۔

ترجمہ یا مارا ہو اس کو کسی مسلمان نے ظلم کے طور پر جان بوجھ کر دھار دار آلہ سے۔

(۲) ظلماً مقتول ہونا

شہید کے احکام جاری ہونے کے لئے یہ بھی شرط ہے کہ اسے کسی مسلمان یا ذمی نے ناحق قتل کیا ہو قتل کر دینے والے دھار دار آلہ سے، اس سے معلوم ہوا کہ جو شخص کسی حق کی وجہ سے قتل ہو مثلاً اس پر قصاص لازم ہو یا خود بخود کسی حادثہ میں مارا جائے تو اس پر دنیا میں شہید کے احکام جاری نہ ہوں گے۔ نیز مسلمان یا ذمی کی قید سے اس صورت سے احتراز ہے جبکہ قتل کا واقعہ حربی کافر یا باغی یا ڈاکوؤں کی طرف سے پیش آیا ہو تو اس میں دھار دار آلہ سے قتل کرنا شرط نہیں بلکہ یہ لوگ جس طرح بھی ماریں مقتول پر شہید کے احکام جاری ہو جائیں گے اور آلہ دھار دار کی قید سے اس صورت کا استثناء مقصود ہے جبکہ پتھر وغیرہ مار کر قتل کیا ہو کہ اگر مسلمان یا ذمی آلہ دھار دار کے علاوہ سے کسی کو قتل کریں تو ایسے مقتول پر شہید کے احکام جاری نہیں ہوتے۔ (درمختار مع الشامی: ۸۴۹/۱)

﴿۹۹۹﴾ وَكَانَ مُسْلِمًا .

ترجمہ اور وہ (مقتول) مسلمان ہو۔

(۳) مسلمان ہونا

شہید کے لئے مسلمان ہونا شرط ہے لہٰذا غیر مسلم کے واسطے کسی قسم کی شہادت نہیں ہو سکتی۔

﴿۱۰۰۰﴾ بالغًا.

ترجمہ بالغ ہو۔

(۴) مکلّف ہونا

شہید وہی کہلائے گا جو شرعاً مکلف یعنی عاقل بالغ ہو لہٰذا اگر بچے کو ظلماً قتل کر دیا گیا یا پاگل شخص کو قتل کیا گیا ہو تو اس پر دنیا میں شہید کے احکام پورے نہ ہوں گے۔ (شامی زکریا: ۳/ ۱۵۸، کتاب المسائل: ۵۹۴)

﴿۱۰۰۱﴾ خالیًا عن حیض ونفاس وجنابۃ.

ترجمہ خالی ہو حیض نفاس اور جنابت سے۔

(۵) حدثِ اکبر سے پاک ہونا

شہید کامل کے احکام اسی شخص پر جاری ہوں گے جو شہادت کے وقت حالت جنابت میں نہ رہا ہو لہٰذا اگر کوئی جنبی شہید ہوا یا عورت حیض ونفاس کی حالت میں شہید ہوئی تو اس پر شہید کے احکام جاری نہیں ہوں گے اور عام میت کی طرح اس کی تجہیز وتکفین کی جائے گی۔ (شامی زکریا: ۳/ ۱۵۸، کتاب المسائل: ۵۹۵)

﴿۱۰۰۲﴾ ولم یرتث بعد انقضاء الحرب.

لم یرتث نفی جحد بلم در فعل مضارع معروف ارتثاث سے اس کا مادہ رثّ ہے، رثّ اصل میں پرانی چیز کو کہتے ہیں مراد یہ ہے کہ شہادت کے بارے میں ایسا نہیں ہوا جیسا کہ پرانا کپڑا ہو جاتا ہے۔ انقضاء باب انفعال کا مصدر ہے ختم ہونا، پورا ہو جانا۔

ترجمہ اور پرانا نہ پڑے جنگ ختم ہونے کے بعد۔

(۶) زخمی ہونے کے بعد زندگی سے نفع نہ اٹھانا

شہید شرعی کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ زخمی ہونے کے بعد اور حالت جنگ میں معرکہ ختم ہونے کے بعد اپنی

زندگی سے مستفید ہو نفع نہ اٹھا سکا ہو، باقی تفصیل آگے آرہی ہے۔

﴿۱۰۰۳﴾ فَيُكَفَّنُ بِدَمِهِ وَثِيَابِهِ وَيُصَلَّى عَلَيْهِ بِلَا غُسْلٍ وَيُنْزَعُ عَنْهُ مَا لَيْسَ صَالِحًا لِلْكَفَنِ كَالْفَرْوِ وَالْحَشْوِ وَالسِّلَاحِ وَالدِّرْعِ وَيُزَادُ وَيُنْقَصُ فِي ثِيَابِهِ وَكُرِهَ نَزْعُ جَمِيعِهَا۔

دَمٌ جمع دِمَاءٌ خون۔ دَمِیَ یَدْمٰی دَمًی باب (س) خون آلود ہونا، خون ٹپکنا۔ یُنْزَعُ فعل مضارع مجہول باب (ض) نَزَعَ یَنْزِعُ نَزْعًا کپڑے اتارنا، نکالنا۔ یُزَادُ فعل مضارع مجہول باب (ض) زیادۃ مصدر ہے زیادہ کرنا۔ فَرْوٌ کھال کا کوٹ، چمڑے کا چوغہ، جانور کی بالدار کھال جمع فِرَاءٌ۔ حَشْوٌ روئی سے بھرا ہوا کپڑا۔ دِرْعٌ دال کے کسرہ کے ساتھ اس کی جمع دُرُوْعٌ ہے زرہ یعنی لوہے کا جالی دار کرتا جو لڑائی میں پہنتے ہیں۔ عَنْهُ ضمیر کا مرجع شہید ہے جمیعھا ای ثیابه التی قتل فیھا۔

ترجمہ چناں چہ کفن دیا جائے گا اس کے خون کے ساتھ اور اس کے کپڑوں کے ساتھ اور اس پر نماز پڑھی جائے گی بغیر غسل کے اور اتار لئے جائیں گے اس سے ایسے کپڑے جو کفن کے مناسب نہ ہوں جیسے پوستین روئی کے کپڑے ہتھیار اور زرہ اور زیادتی کی جائے گی (اگر اس کے کپڑے کم ہوں) اور کمی کی جائے گی (اگر زیادہ ہوں) اس کے کپڑوں میں اور مکروہ ہے ان تمام کا اتارنا۔ (یعنی وہ کپڑے جن میں وہ شہید کیا گیا)

شہید کے احکامات

شہید کامل کے احکامات درج ذیل ہیں: (۱) شہید کو غسل نہیں دیا جائے گا اور نہ اس کے بدن پر لگا ہوا خون اس سے صاف کیا جائے گا البتہ اگر شہید کے بدن پر خون کے علاوہ کوئی اور ناپاکی لگی ہو تو اسے دھویا جائے گا۔ (۲) شہید شہادت کے وقت جو کپڑے شلوار وغیرہ پہنے ہوئے ہو ان کپڑوں کو اس کے جسم سے اتارا نہیں جائے گا۔ (۳) اگر وہ کپڑے مسنون عدد سے کم ہوں تو اس کے بقدر کپڑوں میں اضافہ کر دیا جائے گا۔ (۴) اور اگر اس کے بدن کے کپڑے عدد مسنون سے زائد ہوں تو زائد کپڑے اتار لئے جائیں گے۔ (۵) اسی طرح اگر بدن پر ایسی چیز ہو جو کفن نہ بن سکے مثلاً چمڑے کا کوٹ یا ٹوپی یا جوتا یا ہتھیار وغیرہ تو انہیں بہر حال اتار لیا جائے گا، باقی سب احکام جو دوسرے مسلمانوں کے لئے ہیں مثلاً نماز جنازہ اور دفن وغیرہ وہ سب اس کے حق میں بھی جاری ہوں گے، اخیر میں صاحب کتاب یہ فرما رہے ہیں کہ شہید کے بدن کے وہ کپڑے جو شہادت کے وقت پہنے ہوئے ہیں وہ اتار کر دوسرے کپڑوں میں کفن دینا مکروہ ہے۔ (المحیط البرہانی: ۲/۹۳، مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۳۳۳)

﴿۱۰۰۴﴾ وَيُغَسَّلُ إِنْ قُتِلَ صَبِيًّا أَوْ مَجْنُونًا أَوْ حَائِضًا أَوْ نُفَسَاءَ أَوْ جُنُبًا۔

ترجمہ اور غسل دیا جائے گا اگر قتل کیا گیا بچہ یا پاگل یا حائضہ عورت یا نفاس والی یا جنبی۔

تشریح اگر کسی شہید میں مذکورہ بالا شرائط میں سے کوئی شرط نہ پائی جائے تو اس کو غسل بھی دیا جائے گا اور دوسرے مردوں کی طرح نیا کفن بھی پہنایا جائے گا اس کی تفصیل مسئلہ ۱۰۰۲،۱۰۰۰ میں ملاحظہ فرمائیں۔

﴿۱۰۰۵﴾ أَوِ ارْتُثَّ بَعْدَ انْقِضَاءِ الْحَرْبِ بِأَنْ أَكَلَ أَوْ شَرِبَ أَوْ نَامَ أَوْ تَدَاوَى أَوْ مَضَى وَقْتُ الصَّلٰوةِ وَهُوَ يَعْقِلُ أَوْ نُقِلَ مِنَ الْمَعْرَكَةِ لَا لِخَوْفِ وَطْءِ الْخَيْلِ أَوْ أَوْصَى أَوْ بَاعَ أَوِ اشْتَرَى أَوْ تَكَلَّمَ بِكَلَامٍ كَثِيرٍ وَإِنْ وُجِدَ مَا ذُكِرَ قَبْلَ انْقِضَاءِ الْحَرْبِ لَا يَكُونُ مُرْتَثًّا.

ارتث ماضی مجہول ثاء کی تشدید کے ساتھ یعنی وہ شخص جسے میدان جنگ سے ایسی حالت میں منتقل کیا گیا کہ اس میں زندگی کی رمق باقی تھی اور اس کا نام مرتث اس وجہ سے رکھا گیا کیونکہ شہادت کے حکم میں یہ پرانا ہو گیا، اسی وجہ سے اس پر دنیاوی احکامات مثلاً نماز وغیرہ لازم ہوگی جبکہ کسی نماز کا وقت ہوش و حواس میں گزر رہا ہو۔ (مراقی الفلاح: ۳۲۵) وطی باب سمع سے ہے روندنا، کچلنا۔ خیل گھوڑے مجازاً گھوڑے سوار۔ اوصی فعل ماضی معروف باب افعال ایصاء مصدر ہے، وصیت کرنا اور وصیت کے لغوی معنی عہد و نصائح کے ہیں اور اصطلاح شرع میں وہ نیک کام اور تبرعات ہیں جن کی تعلیق انسان اپنی موت پر کرتا ہے مثلاً کسی شخص کو یہ کہنا کہ میرے مرنے کے بعد تم میری فلاں چیز کے مالک ہو۔ (تشریح السراجی: ۳۹)

ترجمہ یا پایا جائے جنگ ختم ہونے کے بعد اس طرح کہ کھالے یا پی لے یا سو جائے یا دوا کرے یا گزر جائے نماز کا وقت اس حالت میں کہ وہ ہوش میں تھا، یا منتقل کیا گیا میدان جنگ سے (مگر) گھوڑوں کے روندنے کے خوف سے نہیں (یعنی اگر اس خوف سے منتقل کیا گیا تو یہ اس کی شہادت میں کوئی حرج پیدا نہیں کرے گا) یا وصیت کرے یا بیچے یا خریدے یا بہت سی باتیں کرے، اور اگر پائی گئیں مذکورہ بالا چیزیں جنگ ختم ہونے سے پہلے تو مرتث نہیں ہوگا (یہ چیزیں تاخیر شمار نہ ہوں گی بلکہ اس کو شہید کامل کا درجہ حاصل ہوگا)

تشریح یہ مسئلہ ۱۰۰۲ کے اجمال کی تفصیل ہے مطلب یہ ہے کہ شہید شرعی کے لئے یہ بھی ضروری ہے کہ وہ زخمی ہونے کے بعد دوران جنگ یا معرکہ ختم ہونے کے بعد اپنی زندگی سے معتد بہ نفع نہ اٹھا سکا ہو مثلاً کھانے پینے یا دوا علاج کرنے کی مہلت اسے نہ ملی ہو اور نہ ہی ہوش و حواس کے ساتھ ایک نماز کا وقت یا ایک دن رات اس پر گزرے ہوں اور نہ ہی اسے جنگ ختم ہونے کے بعد باقاعدہ جائے حادثہ یا مقام معرکہ سے اٹھا کر لایا گیا ہو اور اگر دوران جنگ اسے منتقل کیا جائے یا جنگ جاری رہتے ہوئے وہ زخمی ہونے کے بعد زندگی سے کچھ نفع اٹھائے تو شہادت کا حکم ساقط نہیں ہوگا اور اگر جنگ ختم ہونے کے بعد مذکورہ بالا چیزیں پائی جائیں تو شہادت کا حکم ختم ہو جائے گا۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۳۲۵-۳۲۶)

﴿۱۰۰۶﴾ وَيُغَسَّلُ مَنْ قُتِلَ فِي الْمِصْرِ وَلَمْ يُعْلَمْ أَنَّهُ قُتِلَ بِحَدِيدَةٍ ظُلْمًا أَوْ قُتِلَ بِحَدٍّ أَوْ قَوَدٍ

وَيُصَلّٰى عَلَيْهِ.

مصر شہر جمع أمصار ۔ حد سزا جو شریعت اسلامیہ کے مطابق دی جائے ۔ قود مصدر باب نصر قصاص مقتول کے بدلہ میں قاتل کا قتل۔

ترجمہ اور غسل دیا جائے گا اس شخص کو جو قتل کیا گیا ہو شہر میں اور یہ معلوم نہ ہو سکے کہ قتل کیا گیا کسی حد میں ظلماً یا قتل کیا گیا کسی شرعی سزا میں یا قصاص میں اور اس پر نماز پڑھی جائے گی۔

تشریح اگر کوئی شخص کسی آبادی یا آبادی کے قریب کسی جگہ سوائے معرکہ جنگ کے مقتول پایا جائے اور یہ معلوم نہ ہو سکے کہ کس وجہ سے قتل کیا گیا ہے تو اس پر شہید کے احکام جاری نہ ہوں گے، یا زنا کا ارتکاب کرنے کی وجہ سے مارا گیا یا قصاصاً مارا گیا تو اس پر بھی شہید کے احکام جاری نہ ہوں گے۔

كتاب الصوم

روزہ کا بیان

عظمت رمضان

رمضان المبارک نہایت پُرعظمت اور بابرکت مہینہ ہے اسی بابرکت مہینہ میں قرآن کریم کا نزول ہوا اور اس مقدس مہینہ میں رحمت خداوندی مومنین کی طرف خاص طور سے متوجہ ہوتی ہے، نفل عبادت کا ثواب فرض اور فرض کا ستر فرضوں کے برابر دیا جاتا ہے، رمضان کا چاند طلوع ہوتے ہی جنت کے دروازے کھول دیئے جاتے ہیں اور دوزخ کے دروازے بند کر دیئے جاتے ہیں شیاطین اور سرکش جنات جکڑ دیئے جاتے ہیں، رمضان کے مہینہ کو یہ فضیلت بھی حاصل ہے کہ وہ روزوں کا مہینہ ہے۔ رمضان کے روزے ہر مسلمان پر فرض ہیں، روزہ انسان کو اللہ کی ہر آن نازل ہونے والی نعمتوں اور نوازشوں کی قدر و قیمت سے آگاہ کرتا ہے، روزہ مالدار کو فقراء کی بھوک اور محتاجوں کی محتاجی اور فقر کا احساس دلاتا ہے جس کے نتیجہ میں مالدار کا دل فقراء کے لئے نرم پڑتا ہے اور وہ ان کے تعاون کی ہر ممکن کوشش میں لگ جاتا ہے۔

ماقبل سے مناسبت: نماز چونکہ ایک بدنی عبادت ہے اور روزہ بھی بدنی عبادت ہے، اس لئے دونوں بدنی عبادتوں کو ایک دوسرے کے بعد بیان کیا ہے۔ (مراقی الفلاح: ۳۳۶)

صوم کی لغوی تعریف: کسی چیز سے رکنا قول ہو یا فعل۔

مشروعیت صوم: روزہ کی مشروعیت نصف شعبان ۲ ہجری میں ہوئی۔

﴿۱۰۰۷﴾ هُوَ الْإِمْسَاكُ نَهَارًا عَنْ إِدْخَالِ شَيْءٍ عَمْدًا أَوْ خَطَأً بَطْنًا أَوْ مَالَهُ حُكْمُ الْبَاطِنِ

وَعَنْ شَهْوَةِ الْفَرْجِ بِنِيَّةٍ مِنْ أَهْلِهِ .

امساك مصدر ہے باب افعال سے رُکنا۔ بطنا جیت جمع بُطون ہے ادخال شیء کا مفعول بہ ہے۔ نهاراً بمعنی دن، نہار کی دو قسمیں ہیں: (۱) نہار عرفی یہ سورج کے نکلنے سے سورج کے غروب ہونے تک کا وقت ہے۔ (۲) نہار شرعی یعنی صبح صادق سے سورج کے غروب ہونے تک کا زمانہ ہے، اس جگہ یہی مراد ہے۔

ترجمہ روزہ کہتا ہے دن کے وقت کسی چیز کو داخل کرنے سے جان بوجھ کر یا غلطی سے پیٹ میں یا (بدن کے) اس حصہ میں جو پیٹ کے حکم میں ہے اور شرمگاہ کی خواہش سے نیت کے ساتھ اس کے اہل سے (ایسے شخص سے جو اس کا اہل ہو)

تشریح اس عبارت میں روزہ کی اصطلاحی تعریف کا بیان ہے، صبح صادق سے غروب آفتاب تک اللہ کی رضا اور اللہ کے قرب کے ارادہ سے کھانے پینے اور جماع سے رکے رہنے کا نام روزہ ہے، روزہ ہر عاقل بالغ مسلمان مرد وعورت غیر معذور پر فرض ہے۔

فوائد قیود: نهاراً اس قید کو لگا کر رات کو نکالنا مقصود ہے، کیونکہ روزہ دن میں مشروع ہے نہ کہ رات میں۔ ادخال اس قید کو لگا کر ان چیزوں کو نکالنا مقصود ہے جو بلا اختیار داخل ہو جائے جیسے اگربتی اور لوبان وغیرہ کا دھواں ایسے ہی غبار جو خود داخل ہو جاتا ہے ان سے روزہ نہ ٹوٹے گا ہاں اگر اتنا ہی غبار پھانک لے یا اگربتی وغیرہ جلا کر اپنے پاس رکھ کر سونگھے تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔ عمداً او خطأً اس قید کو لگا کر نسیان والی صورت کو نکالنا چاہتے ہیں یعنی اگر کسی کو اپنا روزہ بالکل یاد نہ رہے اور بے خیالی میں کھا لے یا پی لے یا بیوی سے ہمبستری کر لے اور بعد میں یاد آجائے تو روزہ پر کوئی اثر نہ پڑے گا، ہاں اگر جان بوجھ کر یا غلطی سے کسی چیز کو داخل کرے تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔ ما له حكم الباطن جیسے دماغ عن شهوة الفرج جماع ہو یا چھیڑ چھاڑ جس سے انزال ہو جائے تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔ بنية نیت کرنے سے مقصود عبادات کو عادات سے ممتاز کرنا ہے جیسے بھوکا رہنا کبھی محض طبعی خواہش کی بنا پر ہوتا ہے اور یہی بھوکا رہنا جب عبادت کی نیت سے ہو تو وہ روزہ بن جاتا ہے۔ اهل اس سے مراد عاقل بالغ مسلمان ہے اور حائضہ نفاس والی کافر دیوانہ سب نکل گئے۔ (مراقی الفلاح: ۳۲۶-۳۲۷)

﴿۱۰۰۸﴾ وَسَبَبُ وُجُوْبِ رَمَضَانَ شُهُوْدُ جُزْءٍ مِنْهُ وَكُلُّ يَوْمٍ مِنْهُ سَبَبٌ لِوُجُوْبِ أَدَائِهِ

وجوب فرض کے معنی میں ہے اور یہاں عبارت میں مضاف محذوف ہے، اصل عبارت اس طرح ہے: سبب فرض صوم رمضان۔ رمضان رَمَض سے مشتق ہے کسی چیز کا جلنا، اور وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس ماہ میں گناہ جل جاتے ہیں اور ختم ہو جاتے ہیں، رمضان یہ علمیت اور الف نون زائدتان کی وجہ سے غیر منصرف ہے۔ منه دونوں جگہ ضمیر کا مرجع رمضان ہے، ادائه ای لوجوب اداء ذلك اليوم.

ترجمہ اور رمضان کے روزوں کے فرض ہونے کا سبب رمضان کے کسی جز کا پا جانا ہے اور رمضان کا ہر دن سبب ہے اس کی ادائیگی کی فرضیت کے لئے۔

روزہ کے واجب ہونے کا سبب

اصل مسئلہ کو سمجھنے سے قبل بطور تمہید یہ بات ذہن نشین رہے کہ سبب وجوب اور وجوب ادا یہ دو اصطلاحی الفاظ ہیں سبب وجوب (یعنی واجب ہونے کا سبب) کا مطلب یہ ہے کہ جس سے اصل چیز واجب ہو جائے اور سبب وجوب ادا (یعنی ادائیگی کے واجب ہونے کا سبب) کا مطلب یہ ہے کہ جس سے ادا کرنا واجب ہو جائے مثلاً قرض کا لینا یہ سبب ہے روپے کے واجب ہونے کا مقروض کے اوپر اور پھر قرض خواہ کا مطالبہ کرنا یہ سبب ہے ادا کے واجب ہونے کا۔ اب اصل مسئلہ یہ ہے کہ ماہ رمضان یعنی وقت رمضان روزہ واجب ہونے کا سبب ہے کیونکہ روزہ رمضان کی طرف مضاف ہوتا ہے اور اضافت سببیت کی دلیل ہے اور ہر دن کے روزے کی فرضیت کا سبب وہ دن ہے کیونکہ ہر دن کا روزہ مستقل عبادت ہے، یہی وجہ ہے کہ ایک روزہ کے فاسد ہونے سے دوسرے روزے فاسد نہیں ہوتے ہیں جب ہر روزہ مستقل عبادت ہے تو ہر روزہ کا سبب ادا بھی مستقل ہوگا اس لئے کہ مستقل مسببات کے لئے اسباب ہوتے ہیں۔

(۱۰۰۹) وَهُوَ فَرْضٌ اَدَاءً وَقَضَاءً عَلٰى مَنِ اجْتَمَعَ فِيْهِ اَرْبَعَةُ اَشْيَاءَ الْاِسْلَامُ وَالْعَقْلُ وَالْبُلُوْغُ وَالْعِلْمُ بِالْوُجُوْبِ لِمَنْ اَسْلَمَ بِدَارِ الْحَرْبِ اَوِ الْكَوْنُ بِدَارِ الْاِسْلَامِ۔

دار الحرب اس حکومت کو کہتے ہیں جس کا اقتدار اعلیٰ غیر مسلموں کے ہاتھوں میں ہے، اور نظام حکومت کو چلانے میں پورا اختیار غیر مسلموں کو ہے، جیسے امریکہ، برطانیہ، جرمنی۔ دار الاسلام اس حکومت کو کہا جاتا ہے جس کا اقتدار اعلیٰ مسلمانوں کے ہاتھوں میں ہے اور نظام حکومت چلانے میں پوری طاقت مسلمانوں کے ہاتھوں میں ہو جیسے سعودی عرب، مصر، بنگلہ دیش۔

ترجمہ اور وہ فرض ہے ادا اور قضا (دونوں اعتبار سے) اس شخص پر کہ جمع ہوں اس میں چار چیزیں اسلام، عقل، بلوغ اور جاننا فرضیت کا اس شخص کے لئے جو اسلام لایا دار الحرب میں یا ہونا دار الاسلام میں۔

روزہ کس پر فرض ہے؟

فرماتے ہیں کہ جس شخص میں چار چیزیں پائی جائیں اس پر رمضان المبارک کا روزہ رکھنا فرض ہے اگر ماہ مبارک میں نہ رکھ سکا تو بعد میں قضا لازم ہے (۱) مسلمان ہونا (۲) عاقل ہونا (۳) بالغ ہونا (۴) اگر دار الحرب میں مسلمان ہوا ہے اور وہاں روزوں کی فرضیت کا پتہ چل گیا ہے تو روزے رکھنا لازم ہے اور اگر فرضیت رمضان سے بے خبر ہے تو

روزے فرض نہ ہوں گے اور علم کے بعد فوت شدہ روزوں کی قضا بھی لازم نہ ہوگی اور اگر دار الاسلام میں ہے تو پھر روزوں کی فرضیت سے واقف نہ ہونا عذر نہیں سمجھا جائے گا۔

﴿۱۰۱۰﴾ وَيُشْتَرَطُ لِوُجُوبِ اَدَائِهِ الصِّحَّةُ مِنْ مَرَضٍ وَحَيْضٍ وَنِفَاسٍ وَالْاِقَامَةُ .

ترجمہ: اور شرط لگائی گئی ہے اس کی ادائیگی کے فرض ہونے کے لئے تندرست ہونے کی بیماری سے اور (خالی ہونا) حیض ونفاس سے اور مقیم ہونے کی۔

شرائط اداء

فرماتے ہیں کہ رمضان المبارک کے ادا روزے رکھنے کے لئے چند شرطیں ہیں: (۱) بیمار نہ ہو لہٰذا اگر بیماری کی وجہ سے روزہ کی طاقت نہ ہو یا بیماری بڑھنے کا شدید خطرہ ہو تو روزہ نہ رکھنا جائز ہے۔ (۲) عورت حالت حیض ونفاس میں نہ ہو اسی لئے حیض ونفاس والی عورتوں کے لئے روزہ رکھنا جائز نہیں لیکن بعد میں قضا لازم ہے۔ (۳) مقیم ہونا لہٰذا اگر کوئی شخص مسافر شرعی ہے تو اس کے لئے روزہ نہ رکھنا مباح ہے۔

﴿۱۰۱۱﴾ وَيُشْتَرَطُ لِصِحَّةِ اَدَائِهِ ثَلَاثَةٌ اَلنِّيَّةُ وَالْخُلُوُّ عَمَّا يُنَافِيهِ مِنْ حَيْضٍ وَنِفَاسٍ وَعَمَّا يُفْسِدُهُ .

ترجمہ: اور شرط لگائی گئی ہے روزے کی ادائیگی کے صحیح ہونے کے واسطے تین چیزوں کی نیت اور خالی ہونا ان چیزوں سے جو روزے کے منافی ہیں یعنی حیض ونفاس اور ان چیزوں سے جو اس کو فاسد کر دیتی ہیں۔

تشریح: فرماتے ہیں کہ روزہ جب صحیح ہوگا جب تین چیزیں پائی جائیں: (۱) نیت (۲) حیض ونفاس سے پاک ہونا (یہ ادائیگی کے فرض ہونے کے لئے بھی شرط ہے) (۳) روزہ کو فاسد کرنے والی کوئی چیز نہ پائی جائے۔

﴿۱۰۱۲﴾ وَلَا يُشْتَرَطُ الْخُلُوُّ عَنِ الْجَنَابَةِ .

خُلُوٌّ باب (ن) کا مصدر ہے، خَلَا يَخْلُو خُلُوًّا وخَلَاءً خالی ہونا۔

ترجمہ: اور شرط نہیں لگائی گئی ہے خالی ہونے کی ناپاکی سے۔

جنابت روزہ کے منافی نہیں

اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ روزہ میں جنابت معتبر نہیں لہٰذا اگر سوتے ہوئے غسل کی حاجت ہوگئی تو مفسد صوم نہیں ایسے ہی حالت جنابت میں سحری کھانے سے اور صبح صادق کے بعد غسل کرنے سے روزہ میں فساد نہیں آتا کیونکہ

جنابت روزہ کے منافی نہیں ہے ہاں اگر عورت کی ماہواری کا دن ہو تو روزہ نہ ہوگا، یہی مسئلہ ایام نفاس کا ہے۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۳۴۹)

﴿۱۰۱۳﴾ وَرُكْنُهُ الْكَفُّ عَنْ قَضَاءِ شَهْوَتَي الْبَطْنِ وَالْفَرْجِ وَمَا أُلْحِقَ بِهِمَا .

كف باب نصر کا مصدر ہے رکنا۔ شهوتي یہ تثنیہ ہے شهوة کا یاء ضمیر متکلم کی جانب اضافت کی وجہ سے نون گر گیا اس کے معنی لذت خواہش۔ ما الحق بهما یعنی وہ چیزیں جو پیٹ اور شرمگاہ کے ساتھ لاحق کردی گئی ہیں جیسے دوا۔

ترجمہ اور روزہ کا رکن پیٹ اور شرمگاہ کی لذتوں کے پورا کرنے سے رک جانا اور ان چیزوں سے جو ان کے ساتھ لاحق کردی گئی ہیں۔

تشریح اس عبارت میں روزہ کا رکن بیان کیا ہے کہ نفسانی خواہشات ولذات سے اپنے آپ کو روک کر رکھنا روزہ کا رکن ہے۔

﴿۱۰۱۴﴾ وَحُكْمُهُ سُقُوطُ الْوَاجِبِ عَنِ الذِّمَّةِ وَالثَّوَابُ فِي الْآخِرَةِ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ .

ترجمہ اور اس کا حکم فرض کا ذمہ سے اتر جانا اور آخرت میں ثواب ملنا اور اللہ زیادہ جاننے والا ہے۔

روزہ کا حکم

حکم اس اثر کو کہتے ہیں جو کسی شی پر مرتب ہوتا ہے یہاں اس عبارت میں روزہ کا حکم بیان کیا گیا ہے اور وہ یہ ہے کہ فرض روزہ کی ادائیگی پر دنیا میں مکلف کے ذمہ سے واجب کا ساقط ہونا اور آخرت میں ثواب کا حاصل ہونا ہے اور اگر روزہ فرض نہیں ہے تو اس کا حکم فقط آخرت میں ثواب کا حاصل ہوتا ہے۔

فَصْلٌ (فِي صِفَةِ الصَّوْمِ وَتَقْسِيمِهِ)

(یہ فصل ہے روزہ کی کیفیت اور اس کی تقسیم کے بیان میں)

﴿۱۰۱۵﴾ يَنْقَسِمُ الصَّوْمُ إِلَى سِتَّةِ أَقْسَامٍ فَرْضٍ وَوَاجِبٍ وَمَسْنُوْنٍ وَمَنْدُوْبٍ وَنَفْلٍ وَمَكْرُوْهٍ .

فرض سے مكروه تک ان تمام الفاظ کو ستة اقسام سے بدل مان کر مجرور پڑھ سکتے ہیں اور مبتدا محذوف کی

خبر مان کر مرفوع بھی پڑھ سکتے ہیں مثلاً اَحَدُهَا فرض وثانيها واجب وثالثها مسنون الخ۔

ترجمہ منقسم ہوتا ہے روزہ چھ قسموں کی طرف (ان میں سے ایک) فرض ہے (دوسرا) واجب ہے، (تیسرا) مسنون ہے، (چوتھا) مندوب ہے، (پانچواں) نفل ہے، (چھٹا) مکروہ ہے۔

تشریح فرض: وہ حکم ہے جس میں زیادتی اور کمی کا احتمال نہ ہو اور ایسی دلیل قطعی سے ثابت ہو جس میں کسی طرح کا شک وشبہ نہ ہو جیسے روزوں کی تعداد۔

واجب: وہ حکم شرعی ہے جس کا ثبوت فرض کے مقابلہ میں ایک گونہ کم تر دلائل سے ہو جیسے رکوع سے اٹھ کر سیدھے کھڑا ہو جانے کو سے کہتے ہیں واجب ہے۔

مسنون: یعنی سنت وہ طریقہ ہے جو دین میں رائج ہو اور فرض وواجب کے علاوہ ہو جیسے پنج گانہ نماز باجماعت سے پہلے اذان دینا اقامت کہنا مسنون ہے۔

مندوب: یعنی مستحب وہ عمل ہے کہ اگر اسے اختیار کیا جائے تو ثواب ملے گا اور اگر نہ کیا جائے تو کوئی گناہ نہ ہوگا جیسے دائیں طرف سلام پھیرتے وقت دائیں مونڈھے پر نظر رکھنا اور بائیں طرف سلام پھیرتے وقت بائیں مونڈھے پر نظر رکھنا مستحب ہے۔

نفل: وہ عمل ہے جس کے کرنے میں ثواب ہے اور ترک میں کوئی کراہت نہیں، جیسے نماز اشراق وچاشت۔

مکروہ: بنیادی طور پر کراہت کی دو قسمیں ہیں: (۱) کراہت تحریمی اگر کوئی فعل ترک واجب کو شامل ہے تو اس پر مکروہ تحریمی کا اطلاق ہوگا جیسے فرض نماز بلا ضرورت ٹیک لگا کر پڑھنا مکروہ تحریمی ہوگا۔ (۲) کراہت تنزیہی اگر ممانعت کی دلیل ترک استحباب پر مبنی ہے تو وہ فعل مکروہ تنزیہی ہے جیسے نماز میں قیام کی حالت میں ایک پیر پر زور دے کر کھڑا ہونا مکروہ تنزیہی ہے۔

﴿۱۰۱۶﴾ اَمَّا الْفَرْضُ فَهُوَ صَوْمُ رَمَضَانَ اَدَاءً وَقَضَاءً وَصَوْمُ الْكَفَّارَاتِ وَالْمَنْذُوْرِ فِي الْاَظْهَرِ.

مَنْذُوْرٌ اسم مفعول ہے باب (ن ض) نَذَرَ يَنْذُرُ نَذْرًا وَنُذُوْرًا کوئی چیز اپنے اوپر لازم کر لینا، نذر ماننا، منت ماننا (یہ کہ اس کا فلاں کام ہو گیا تو وہ اتنا مال غریبوں کو دے گا)

ترجمہ بہرحال فرض پس وہ رمضان کے روزے ہیں ادا ہوں یا قضا اور کفاروں کے روزے اور وہ روزے جن کی منت مانی گئی ہے ظاہر مذہب کے مطابق۔

فرض روزوں کی تعداد

اس عبارت میں فرض روزوں کی تعداد کو بیان کر رہے ہیں چنانچہ فرمایا رمضان کے روزے فرض ہیں اور ان کا وقت بھی مقرر ہے ان کو فرض معین یا ادا کہیں گے، اور اگر کسی عذر شرعی کی وجہ سے یا غفلت ولاپرواہی سے نہ رکھ سکا تو بعد میں

قضاء کرنا فرض ہے مگر اس کے لئے کوئی دن یا تاریخ مقرر نہیں ہوتی جس قدر جلدی موقع ملے رکھ لے ان کو فرض غیر معین کہتے ہیں، ایسے ہی کفارۂ ظہار کفارۂ قتل خطاء کفارۂ قسم کے روزے ایسے ہی اگر کسی نے منت مانی کہ اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو تین روزے رکھوں گا پس جب وہ کام ہو جائے تو تین روزے رکھنے ظاہر ترین قول کے بموجب فرض ہیں یعنی فرض عملی ہیں کہ جس طرح فرض پر عمل لازم ہے اسی طرح ان روزوں کا رکھنا بھی لازم ہے مگر ان کا منکر کافر نہیں ہوتا برخلاف رمضان کے روزوں کے کہ ان کا منکر کافر ہے۔

﴿۱۰۱۷﴾ وَاَمَّا الْوَاجِبُ فَهُوَ قَضَاءُ مَا اَفْسَدَهٗ مِنْ صَوْمِ نَفْلٍ۔

ترجمہ اور بہرحال واجب پس وہ قضا کرنا ہے اس نفل روزہ کو جس کو توڑ دیا تھا۔

نفل کا حکم

نفل روزہ شروع کرنے کے بعد لازم اور واجب ہو جاتا ہے اگر مکمل کرنے سے پہلے توڑ دے گا تو قضاء واجب ہو جاتی ہے اور یہی حکم نفل نماز کا بھی ہے۔

﴿۱۰۱۸﴾ وَاَمَّا الْمَسْنُوْنُ فَهُوَ صَوْمُ يَوْمِ عَاشُوْرَاءَ مَعَ التَّاسِعِ۔

عاشوراء کو بالمد اور بالقصر دونوں طرح پڑھ سکتے ہیں اور الف ممدودہ والف مقصورہ چونکہ دو سببوں کے قائم مقام ہے اس وجہ سے یہ لفظ غیر منصرف پڑھا جائے گا اور عاشورہ دس محرم کا نام ہے، تاسع کے معنی ۹ محرم الحرام ہے۔

ترجمہ اور بہرحال مسنون پس وہ محرم الحرام کی دسویں تاریخ کا روزہ ہے نویں کے ساتھ۔

صوم عاشوراء

صورت مسئلہ یہ ہے کہ رمضان کے روزے فرض ہونے سے پہلے عاشورہ کا روزہ فرض تھا جب رمضان کی فرضیت آئی تو عاشورہ کی فرضیت ختم ہو گئی اور قاعدہ یہ ہے کہ جو حکم آسانی کے طور پر منسوخ کیا جاتا ہے، نسخ کے بعد بھی اس کا استحباب باقی رہتا ہے اور عاشورہ کے روزے کی فرضیت بھی تو آسانی کے لئے ختم کی گئی تھی کیونکہ ایک سال میں دو مرتبہ روزوں کی فرضیت امت پر بھاری ہے پس نفس استحباب باقی رہے گا اور جب یہ روزہ مستحب ہے تو نذر رکھنا بھی جائز ہے اور عاشورہ کا روزہ ۹ محرم الحرام سے شروع کرنا افضل ہے اگر چہ دس محرم اور گیارہ محرم کا بھی بلا کسی کراہت کے درست ہے، عاشورہ کے روزے سے گذشتہ ایک سال کے گناہ صغیرہ معاف ہو جاتے ہیں۔

﴿۱۰۱۹﴾ وَاَمَّا الْمَنْدُوْبُ فَهُوَ صَوْمُ ثَلَاثَةٍ مِنْ كُلِّ شَهْرٍ وَيُنْدَبُ كَوْنُهَا الْاَيَّامَ الْبِيْضَ

وَهِیَ الثَّالِثَ عَشَرَ وَالرَّابِعَ عَشَرَ وَالْخَامِسَ عَشَرَ.

مندوب اصطلاح شریعت میں مستحب۔ ایام بیض بیض یہ ابیض کی جمع ہے یعنی سفید اور روشن دن چونکہ ۱۳، ۱۴ اور ۱۵ ر تاریخوں میں چاند مکمل ہو جاتا ہے اور یہ راتیں مہینہ کی تمام راتوں میں سب سے زیادہ روشن ہوتی ہیں اس لئے ان تاریخوں کو ایام بیض کہا جاتا ہے۔ مراقی الفلاح مع الطحاوی: ۳۵۰) وکونہا ضمیر کا مرجع ثلاثۃ ہے۔

ترجمہ اور بہرحال مستحب پس وہ ہر ماہ میں تین دن روزہ رکھنا ہے اور مستحب ہے ان تین دن کا ایام بیض میں سے ہونا اور وہ چاند کی تیرہویں چودھویں پندرھویں تاریخ ہے۔

ایام بیض کے روزے

ہر ماہ تین روزے رکھنا مستحب ہے اور یہ صوم الدہر (ہمیشہ روزہ رکھنا) کی ایک شکل ہے اس لئے کہ الحسنۃ بعشرۃ امثالھا کے قاعدہ سے تین روزے تیس روزے ہو گئے یعنی ایک دن کا روزہ دس دنوں کے روزوں کے برابر ہوگا پس ہر ماہ تین روزے رکھنے والا صائم الدہر ہوا اور رمضان کے روزوں کو دس میں ضرب دیں گے ان کو ملحوظ رکھیں گے۔ آگے صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ یہ تین روزے ایام بیض یعنی تیرہ چودہ پندرہ تاریخوں کے ہوں۔ (مراقی الفلاح مع الطحاوی: ۳۵۰)

﴿۱۰۲۰﴾ وَصَوْمُ يَوْمِ الْاِثْنَيْنِ وَالْخَمِيْسِ.

ترجمہ اور پیر و جمعرات کے دن کا روزہ۔

پیر اور جمعرات کا روزہ

مستحب روزوں میں سے یہ بھی ہے کہ پیر اور جمعرات کا روزہ رکھا جائے۔ رسول اللہ نے فرمایا: بندوں کے اعمال پیر اور جمعرات کو (بارگاہ ایزدی میں) پیش کئے جاتے ہیں پس میں پسند کرتا ہوں کہ میرے اعمال پیش کئے جائیں درانحالیکہ میں روزے سے ہوں۔ (ترمذی، مراقی الفلاح: ۳۵۰)

﴿۱۰۲۱﴾ وَصَوْمُ سِتٍّ مِنْ شَوَّالٍ ثُمَّ قِيْلَ الْاَفْضَلُ وَصْلُهَا وَقِيْلَ تَفْرِيْقُهَا.

وصل باب (ض) سے وَصَلَ يَصِلُ وَصْلًا ملانا، جوڑنا۔ تفریق باب تفعیل کا مصدر ہے الگ الگ کرنا۔ وصلها تفریقها دونوں میں ضمیریں ست کی جانب راجع ہے۔

ترجمہ اور شوال کے چھ روزے رکھنا پھر کہا گیا ہے ان کو ملا کر رکھنا افضل ہے اور کہا گیا ہے ان کو علیحدہ علیحدہ

رکھنا افضل ہے۔

شوال کے چھ روزوں کا بیان

رمضان کے بعد شوال کے چھ روزے مستحب ہیں اور یہ صوم الدہر (ہمیشہ روزہ رکھنے) کی سب سے اونی شکل ہے اور یہ صوم الدہر اس طرح ہے کہ شوال کے چھ روزے رمضان کے تیس روزوں کے ساتھ مل کر ۳۶ ہو جائیں گے رمضان کے روزے اگر انتیس بھی ہوں گے تو حکماً تیس شمار ہوں گے کیونکہ حدیث میں آیا ہے شھرا عید لا ینقصان (ترمذی) یعنی اگر رمضان انتیس دن میں پورا ہو تو بھی ثواب پورے تیس دن کا ملے گا، پھر الحسنة بعشرة امثالها (یعنی ایک نیکی دس نیکیوں کے برابر ہے) کے قاعدہ سے ۳۶ کو دس میں ضرب دیں گے تو تین سو ساٹھ روزے ہو جائیں گے اس طرح وہ صائم الدہر ہو گیا۔

آگے فرماتے ہیں کہ شوال کے چھ روزے متفرق رکھنا بھی جائز ہے اور مسلسل بھی ابن المبارک فرماتے ہیں اگر کوئی یہ چھ روزے شوال کے پورے مہینے میں رکھ لے تو جائز ہے یعنی وہ بھی حدیث پر عامل ہوگا اور فضیلت کا مستحق ہوگا مگر بہتر یہ ہے کہ عید کے بعد فوراً شروع کر دیئے جائیں اور مسلسل رکھے جائیں۔ (تحفۃ الالمعی: ۳/۳۳، مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۳۵۱)

﴿۱۰۲۲﴾ وَكُلُّ صَوْمٍ ثَبَتَ طَلَبُهُ وَالْوَعْدُ عَلَيْهِ بِالسُّنَّةِ كَصَوْمِ دَاوُدَ عَلَيْهِ السَّلَامُ كَانَ يَصُوْمُ يَوْمًا وَيُفْطِرُ يَوْمًا وَهُوَ أَفْضَلُ الصِّيَامِ وَأَحَبُّهُ إِلَى اللهِ تَعَالَى۔

ترجمہ اور ہر وہ روزہ جس کی طلب اور جس پر (ثواب کا) وعدہ سنت (رسول) سے ثابت ہو جیسے صوم داؤدی یعنی حضرت داؤد کی طرح روزے رکھنا کہ وہ ایک دن روزہ رکھتے تھے اور ایک دن افطار کیا کرتے تھے اور یہ تمام (نفلی) روزوں میں اللہ کے نزدیک سب سے زیادہ افضل اور پسندیدہ ہے۔

صوم داؤدیؑ

صوم الدہر کی ایک صورت صوم داؤدی ہے یعنی ایک دن روزہ رکھا جائے دوسرے دن نہ رکھا جائے، اسی طرح سال بھر روزے رکھے حضورؐ نے اس کو پسند کیا ہے کیونکہ اس صورت میں نہ بھوکا رہنے کی عادت پڑے گی اور نہ روزہ سے کمزوری آئے گی، صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ اس طرح روزہ رکھنا اللہ کو سب سے زیادہ محبوب اور پسندیدہ ہے۔

﴿۱۰۲۳﴾ وَأَمَّا الْمُنْفَلُ فَهُوَ مَا سِوَى ذٰلِكَ مِمَّا لَمْ يَثْبُتْ كَرَاهِيَتُهُ۔

ترجمہ اور بہر حال نفل پس وہ ان کے علاوہ ان روزوں میں سے (مذکورہ بالا روزوں کے علاوہ تمام روزے

یں اگرچہ ان کی کراہت ثابت نہیں ہوئی ہے۔

تشریح: ماقبل میں پانچ دنوں کا تذکرہ آیا ہے ان کے علاوہ اگر روزہ رکھا جائے تو وہ نفل کے درجہ میں ہے بشرطیکہ اس کی کراہت ثابت نہ ہو۔

﴿۱۰۲۴﴾ وَأَمَّا الْمَكْرُوهُ فَهُوَ قِسْمَانِ مَكْرُوهٌ تَنْزِيهًا وَمَكْرُوهٌ تَحْرِيمًا اَلْأَوَّلُ كَصَوْمِ عَاشُورَاءَ مُنْفَرِدًا عَنِ التَّاسِعِ أَوْ عَنِ الْحَادِي عَشَرَ، وَالثَّانِي صَوْمُ الْعِيدَيْنِ وَأَيَّامِ التَّشْرِيقِ.

ترجمہ: اور بہرحال مکروہ پس وہ دو قسمیں ہیں ۱۔ مکروہ تنزیہی اور ۲۔ مکروہ تحریمی۔ اول جیسے دس محرم کا روزہ بغیر نو یا گیارہ کے، دوم جیسے عیدین اور ایام تشریق کے روزے۔

مکروہ تنزیہی و تحریمی روزوں کا بیان

اس عبارت میں مکروہ تنزیہی اور مکروہ تحریمی روزوں کو بیان کر رہے ہیں چنانچہ فرمایا کہ صرف دس محرم الحرام کا روزہ رکھنا مکروہ تنزیہی ہے اس کی تفصیل اس طرح ہے کہ نبی کو آپ کی حیات کے آخری سال یہ بات بتائی گئی کہ یہود دس محرم کا روزہ رکھتے ہیں اور وہ اس وجہ سے رکھتے ہیں کہ اس دن اللہ تعالیٰ نے بنی اسرائیل کو فرعون کے ظلم سے نجات دی تھی پس موسیٰ نے شکریہ کے طور پر دس محرم کا روزہ رکھا تھا اور ان کی اتباع میں پوری قوم اس دن کا روزہ رکھتی ہے۔ آپ نے فرمایا موسیٰ کی سنت کی پیروی کرنے کے ہم زیادہ حقدار ہیں اور فرمایا کہ اگر میں آئندہ سال زندہ رہا تو دس کے ساتھ ۹ محرم کا بھی روزہ رکھوں گا تاکہ یہود کے روزہ سے امتیاز ہو جائے، اس وجہ سے صرف ۱۰ محرم کا روزہ رکھنا مشابہت کی وجہ سے مکروہ تنزیہی ہوگا۔ اس کے بعد وہ پانچ روزے بیان کر رہے ہیں جو مکروہ تحریمی ہے ان کی مثال اس طرح ہے کہ جس طرح وہ پانچ اوقات جن میں نماز پڑھنا ممنوع ہے ان میں سے اوقات ثلاثہ میں ممانعت ہے اور ان وقتوں میں قضا نماز بھی پڑھنا جائز نہیں اور عصر و فجر کے بعد نماز کی ممانعت ہلکی ہے اس لئے ان وقتوں میں قضا پڑھ سکتے ہیں اسی طرح عید الاضحیٰ اور عید الفطر میں روزوں کی ممانعت سخت ہے۔ ان دونوں میں روزوں کے رکھنے کی گنجائش نہیں اور ایام تشریق یعنی گیارہ، بارہ، تیرہ ذی الحجہ میں جو ممانعت ہے وہ ہلکی ہے چنانچہ بعض حضرات کے نزدیک ایام تشریق میں متمتع اور قارن کے لئے روزہ رکھنا جائز ہے۔ (تحفۃ الالمعی: ۳/۱۴۹)

﴿۱۰۲۵﴾ وَكُرِهَ إِفْرَادُ يَوْمِ الْجُمُعَةِ وَإِفْرَادُ يَوْمِ السَّبْتِ وَيَوْمِ النَّيْرُوزِ أَوِ الْمِهْرَجَانِ إِلَّا أَنْ يُوَافِقَ عَادَتَهُ.

لغات: سبت سنیچر، بارہ سبت، سبتا باب نصر ضرب سنیچر کے دن مذہبی تقریب کرنا۔ نیروز اس کی اصل نوروز تھی

جب یہ کلام عرب کے اوزان پر نہیں آ رہا تھا تو اس میں یہ تعلیل کی کہ واو کو یا سے بدل دیا، موسم بہار کا آخری دن۔ ایرانی شمسی سال کا پہلا دن جو ۲۱ مارچ کو ہوتا ہے، عید الفیروز، اہل فارس کا سب سے بڑا تیوہار۔ مہرجان: پت جھڑ کے موسم کا آخری دن جشن، کسی قابل ذکر واقعہ یا خاص خوشی منانے کی تقریب، یہ فارسی کا لفظ مہر اور جان کا مرکب ہے مہر کے معنی سورج کے ہیں جمع مہر جانان۔

ترجمہ اور مکروہ ہے صرف جمعہ کا روزہ رکھنا اور صرف سنیچر کا روزہ رکھنا اور نیروز یا مہرجان کا روزہ رکھنا مگر یہ کہ موافق ہو جائے اس کی عادت کے۔

نیروز و مہرجان کے روزے

اس عبارت میں چند مسائل کا بیان ہے: (۱) جمعہ کا روزہ بالاتفاق مستحب ہے البتہ اگر تخصیص سے فضیلت کا وہم پیدا ہو کہ آدمی جمعہ کے آگے پیچھے روزہ رکھنا جائز ہی نہ سمجھے تو صرف جمعہ کا روزہ رکھنا مکروہ ہے جیسے نماز میں منقول سورتیں پڑھنا جائز ہے مگر التزام کی صورت میں یعنی آدمی دوسری سورتیں پڑھنا جائز ہی نہ سمجھے تو مکروہ ہے۔ (۲) سنیچر میں روزہ رکھنا فی نفسہ جائز ہے نبی نے اس دن میں روزہ رکھا ہے اور سنیچر کا روزہ جمعہ یا اتوار کے ساتھ ملا کر رکھنا بھی جائز ہے اور تنہا سنیچر کا روزہ بھی رکھ سکتے ہیں مگر چونکہ سنیچر کا روزہ یہودی رکھتے ہیں اس لئے جہاں یہودی ہوں وہاں سنیچر میں روزہ نہیں رکھنا چاہئے کیونکہ اس میں ان کی مشابہت لازم آئے گی۔ (۳) نیروز اور مہرجان یہ دونوں دن ایرانیوں کے تیوہار تھے ان دنوں کے اندر وہ لوگ روزے رکھتے تھے ان کی تعظیم میں کیونکہ انہیں سے موسم بدلتا تھا اس لئے ہمیں نیروز اور مہرجان میں روزہ رکھنے سے روک دیا گیا، آگے فرماتے ہیں کہ مثلاً ایک شخص کی عادت ہر جمعرات کو روزہ رکھنے کی تھی اور اتفاق سے نیروز اور مہرجان جمعرات کا دن پڑ گیا تو اس شخص کیلئے روزہ رکھنا جائز ہے، اس لئے کہ وہ ان کی مشابہت میں روزہ نہیں رکھ رہا ہے بلکہ اپنا معمول پورا کر رہا ہے۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۳۵۰)

﴿۱۰۲۶﴾ وَكُرِهَ صَوْمُ الْوِصَالِ وَلَوْ يَوْمَيْنِ وَهُوَ اَنْ لَّا يُفْطِرَ بَعْدَ الْغُرُوْبِ اَصْلًا حَتّٰى يَتَّصِلَ صَوْمُ الْغَدِ بِالْاَمْسِ.

ترجمہ اور مکروہ ہے صوم وصال اگرچہ دو ہی دن کا ہو اور وہ یہ ہے کہ افطار نہ کرے غروب کے بعد بالکل یہاں تک مل جائے اگلے دن کا روزہ پچھلے دن کے روزے سے۔

صوم وصال

صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ صوم وصال مکروہ ہے اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ کوئی شخص رات دن روزہ رکھتا رہے

سورج غروب ہونے کے بعد بھی افطار نہ کرے اور سحری کے وقت سحری بھی نہ کھائے پھر اگلے دن کا روزہ شروع ہو جائے، صوم وصال فی نفسہ جائز ہے مگر صرف امت کے لئے مکروہ ہے اور نبی نے امت کو شفقۃ صوم وصال سے روکا ہے چنانچہ اگر کوئی شخص طاقت رکھتا ہو تو اس کے لئے صوم وصال جائز ہے مگر عام لوگوں کے لئے دشواری ہے اس لئے ان کو صوم وصال نہیں رکھنا چاہئے۔

﴿۱۰۲۷﴾ وَكُرِهَ صَوْمُ الدَّهْرِ.

ترجمہ اور مکروہ ہے ہمیشہ روزہ رکھنا۔

صوم الدہر

حقیقی صوم الدہر مکروہ ہے اور وہ یہ ہے کہ آدمی پورے سال کے روزے رکھے حتی کہ ان پانچ دنوں کے بھی روزے رکھے جن میں روزے حرام ہیں اور اگر پانچ ممنوع دنوں کو چھوڑ کر باقی دنوں کے روزے رکھے تو یہ صورت جائز ہے مگر شریعت کو پسند نہیں، اس لئے کہ جو ہمیشہ روزہ رکھتا ہے اس کی صبح صادق سے پہلے کھانے کی اور غروب کے بعد کھانے کی عادت ہو جاتی ہے درمیان میں اسے کھانے پینے کی خواہش نہیں ہوتی، پس روزے کی جو مشقت ہے وہ اس کو حاصل نہیں ہوتی پس روزہ بے فائدہ ہوگا۔ (مراقی الفلاح ج ۱: ۳۵۱)

فَصْلٌ فِيمَا يُشْتَرَطُ تَبْيِيتُ النِّيَّةِ وَتَعْيِينُهَا فِيهِ وَمَا لَا يُشْتَرَطُ

(یہ فصل ہے ان روزوں کے بیان میں کہ جن میں رات سے نیت کرنا شرط ہے اور ان کو معین کرنا شرط ہے اور ان روزوں کے بیان میں کہ جن میں یہ شرط نہیں ہے)

﴿۱۰۲۸﴾ أَمَّا الْقِسْمُ الَّذِي لَا يُشْتَرَطُ فِيهِ تَعْيِينُ النِّيَّةِ وَلَا تَبْيِيتُهَا فَهُوَ أَدَاءُ رَمَضَانَ وَالنَّذْرُ الْمُعَيَّنُ زَمَانُهُ وَالنَّفْلُ فَيَصِحُّ بِنِيَّةٍ مِنَ اللَّيْلِ إِلَى مَا قَبْلَ نِصْفِ النَّهَارِ عَلَى الْأَصَحِّ.

تبییت باب تفعیل کا مصدر ہے رات کو نیت کرنا۔

ترجمہ بہر حال وہ قسم کہ شرط نہیں ہے اس میں نیت کی تعیین اور نہ رات سے نیت کرنا وہ رمضان کے ادا روزے ہیں اور ایسی نذر کا روزہ کہ جس کا زمانہ متعین ہو اور نفلی روزہ ہے، چنانچہ صحیح ہے رات کی نیت سے آدھے دن سے پہلے تک صحیح ترین قول پر۔

نیت کس طرح کرے؟

جو روزے اللہ کی طرف سے متعین ہیں جیسے رمضان کے روزے یا بندے کی طرف سے متعین ہیں جیسے نذر معین کے روزے اور نفل روزے ان میں صرف روزے کا ارادہ کر لینا کافی ہے تعیین ضروری نہیں چنانچہ اگر رمضان شریف میں یا نذر معین کے دن صرف روزے کا ارادہ کرلے تو نفل نہیں بلکہ رمضان شریف میں رمضان کا اور نذر معین کے دن اس نذر کا روزہ ہوگا اور باقی دنوں میں نفل روزہ ہوگا۔

وقت

متن میں دوسرا مسئلہ یہ بیان کر رہے ہیں کہ رمضان شریف اور نذر معین اور نفل روزوں کی نیت رات سے لیکر یا صبح کو آدھے دن سے پہلے پہلے کرلے تو جائز ہے۔

فائدہ: تعیین النیۃ اس عبارت میں مصدر کی اضافت اس کے مفعول کی طرف ہے اور متن میں نفل سے مراد فرض اور واجب کے علاوہ روزے مراد ہیں جیسے مسنون مندوب مکروہ روزے۔

﴿۱۰۲۹﴾ وَنِصْفُ النَّهَارِ مِنْ طُلُوْعِ الْفَجْرِ إِلَىٰ وَقْتِ الضَّحْوَةِ الْكُبْرَىٰ.

الضحوۃ الکبریٰ چاشت کا وقت جبکہ سورج خوب چڑھ آیا ہو، اس کی وجہ تسمیہ یہ ہے کہ اس وقت سورج کی روشنی مکمل ہو جاتی ہے، ضحوۃ کے معنی روشنی اور کبریٰ کے معنی مکمل اور یہاں عبارت میں ضحوہ کبریٰ سے مراد نصف النہار شرعی ہے جس سے پہلے پہلے روزہ کی نیت کرنا ضروری ہے تاکہ اکثر نہار میں نیت عبادت پائی جائے، اس کے بعد نیت کرنے کا کوئی اعتبار نہیں ہے۔

ترجمہ: اور نصف النہار صبح صادق کے طلوع ہونے سے ضحوہ کبریٰ کے وقت تک ہے۔

دن سے مراد

اس عبارت میں اس بات کو بیان کر رہے ہیں کہ ماقبل میں جو نہار (دن) آیا ہے اس سے کونسا دن مراد ہے اس کا جواب یہ ہے کہ شرعی دن مراد ہے جو صبح صادق سے غروب آفتاب تک ہے مثلاً اگر چار بجے صبح صادق ہوا اور چھ بجے آفتاب غروب ہوا تو شرعی دن چودہ گھنٹہ کا ہوا اور آدھا دن گیارہ بجے ہوا تو گیارہ بجے سے پہلے نیت کر لینی ضروری ہے۔ عرفی دن طلوع آفتاب سے غروب آفتاب تک ہے۔

﴿۱۰۳۰﴾ وَيَصِحُّ أَيْضًا بِمُطْلَقِ النِّيَّةِ وَبِنِيَّةِ النَّفْلِ وَلَوْ كَانَ مُسَافِرًا أَوْ مَرِيْضًا فِي

الْأَصَحِّ.

ترجمہ اور صحیح ہے مطلق نیت اور نفل کی نیت سے بھی اگرچہ وہ مسافر ہو یا مریض ہو صحیح ترین قول میں۔

کیا رمضان کے روزوں میں تعیین ضروری ہے؟

فرماتے ہیں کہ رمضان میں روزہ رکھنے کیلئے تعیین کی نیت کرنا شرط نہیں ہے یعنی دل یا زبان سے یہ کہنا ضروری نہیں کہ میں کل آئندہ رمضان کا روزہ رکھوں گا بلکہ صرف یہ کہنا کہ میں کل آئندہ روزہ رکھوں گا کافی ہے کیونکہ رمضان میں غیر رمضان کا روزہ مشروع نہیں ہے بلکہ صرف رمضان کا روزہ مشروع ہے اس لئے یہاں تعیین کی نیت شرط قرار نہیں دی گئی ہے ایسے ہی اگر کوئی شخص رمضان میں نفل روزے کی نیت کر لے تو رمضان ہی کا روزہ ادا ہوگا نفل کا روزہ ادا نہ ہوگا، خواہ وہ شخص مسافر ہو یعنی اگر مسافر بھی نفل روزے کی نیت کرتا ہے تو اس کی نیت کے مطابق نفلی روزہ ادا نہ ہوگا بلکہ موجودہ رمضان کا روزہ ادا ہوگا، صحیح ترین قول یہی ہے، اس بارے میں دوسرا قول یہ ہے کہ مسافر کی نیت کے مطابق نفل کا روزہ ادا ہو جائے گا، ایسے ہی اگر مریض نے رمضان میں نفلی روزے کی نیت کی تو نفل روزہ ادا نہ ہوگا بلکہ موجودہ رمضان کا روزہ ہی ادا ہوگا کیونکہ مریض کے لئے روزہ نہ رکھنے کی اجازت حقیقی عجز کے ساتھ متعلق ہے اور اس کا روزہ رکھنا اس کے عاجز نہ ہونے کی دلیل ہے اور جب وہ عاجز نہیں ہے تو اس پر موجودہ رمضان کا روزہ واجب ہوگا، یہی صحیح ترین قول ہے بعض حضرات فرماتے ہیں کہ مریض کی رخصت احتمالی عجز کے ساتھ متعلق ہے اور احتمالی عجز بیماری بڑھ جانے کا اندیشہ ہے یعنی اگر مریض کو روزہ رکھنے سے مرض بڑھ جانے کا اندیشہ ہو تو اس کو روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے اور جب روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے اور اس نے رکھ لیا تو نیت کے مطابق ہی فیصلہ ہوگا۔

(۱۰۳۱) وَيَصِحُّ أَدَاءُ رَمَضَانَ بِنِيَّةِ وَاجِبٍ آخَرَ لِمَنْ كَانَ صَحِيحًا مُقِيمًا بِخِلَافِ الْمُسَافِرِ فَإِنَّهُ يَقَعُ عَمَّا نَوَاهُ مِنَ الْوَاجِبِ.

ترجمہ اور درست ہے رمضان کا ادا (روزہ) کسی دوسرے واجب کی نیت سے اس شخص کے لئے جو تندرست اور مقیم ہو برخلاف مسافر کے کیونکہ ادا ہوگا اسی واجب کا جس کی وہ نیت کرے۔

رمضان میں نذر یا قضا کا روزہ

فرماتے ہیں کہ اگر کوئی شخص تندرست ہے اور مقیم ہے اور وہ رمضان میں نذر، یا قضا کے کسی روزہ کی نیت کر لے تو بھی رمضان ہی کا روزہ ادا ہوگا اس قضا یا نذر کا روزہ نہ ہوگا کیونکہ رمضان کے مہینہ میں واجب آخر کا روزہ مشروع نہیں ہے ہاں اگر مسافر رمضان میں کسی واجب آخر یعنی قضاء یا کفارہ کی نیت کر لے تو حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک جس

واجب کی نیت کی ہے وہی ادا ہوگا رمضان کا روزہ ادا نہ ہوگا اور صاحبینؒ نے فرمایا کہ رمضان میں اگر مسافر بھی واجب آخر کی نیت کرے گا تو اس کی طرف سے بھی موجودہ رمضان ہی کا روزہ ادا ہوگا اور واجب آخر کا روزہ ادا نہ ہوگا۔

﴿۱۰۳۲﴾ وَاخْتَلَفَ التَّرْجِيْحُ فِي الْمَرِيْضِ إِذَا نَوَىٰ وَاجِبًا آخَرَ فِي رَمَضَانَ۔

ترجمہ: اور مختلف ہوگئی ہے ترجیح مریض کے بارے میں جبکہ وہ نیت کرے کسی دوسرے واجب کی رمضان میں۔

مریض رمضان میں کسی واجب آخر کی نیت کرے تو؟

فرماتے ہیں کہ اگر مریض نے رمضان میں کسی واجب آخر مثلاً قضا یا کفارہ کے روزے کی نیت کی تو واجب آخر کا ادا ہوگا یا رمضان کا اس بارے میں علماء کے مابین اختلاف ہوا ہے بعض حضرات فرماتے ہیں کہ موجودہ رمضان کا روزہ ہی ادا ہوگا اور بعض حضرات فرماتے ہیں کہ نیت کے مطابق ہی روزہ ادا ہوگا اور رمضان کا روزہ ادا نہ ہوگا۔

﴿۱۰۳۳﴾ وَلَا يَصِحُّ الْمَنْذُوْرُ الْمُعَيَّنُ زَمَانُهُ بِنِيَّةِ وَاجِبٍ غَيْرِهِ بَلْ يَقَعُ عَمَّا نَوَاهُ مِنَ الْوَاجِبِ فِيْهِ۔

ترجمہ: اور صحیح نہیں ہے اس نذر کا روزہ جس کا زمانہ متعین کیا گیا ہے اس کے علاوہ کسی واجب کی نیت سے بلکہ واقع ہوگا اسی واجب کا جس کی نیت کی ہے اس میں۔

نذر معین کے روزہ کے لئے کیا تعیین ضروری ہے؟

صورت مسئلہ یہ ہے کہ نذر معین کا روزہ مطلق نیت سے بھی ادا ہو جاتا ہے اور نفل کے روزے کی نیت سے بھی ادا ہو جاتا ہے جیسے رمضان کا روزہ مطلق نیت اور نفل کے روزے کی نیت سے ادا ہو جاتا ہے لیکن نذر معین کا روزہ واجب آخر یعنی قضا اور کفارہ کی نیت سے ادا نہیں ہوگا اگرچہ رمضان کا روزہ واجب آخر کی نیت سے بھی ادا ہو جاتا ہے اور وجہ فرق یہ ہے کہ نذر معین کا روزہ بندے کا واجب کردہ ہے اور رمضان کا روزہ اللہ تعالیٰ کا واجب کردہ ہے اللہ کا واجب کردہ روزہ چونکہ زیادہ اہم ہے اس لئے وہ واجب آخر کی نیت سے ادا ہو جائے گا اور بندے کا واجب کردہ نذر معین کا روزہ چونکہ اس قدر اہم نہیں ہے اس لئے وہ واجب آخر کی نیت سے ادا نہ ہوگا۔

﴿۱۰۳۴﴾ وَأَمَّا الْقِسْمُ الثَّانِيْ وَهُوَ مَا يُشْتَرَطُ فِيْهِ تَعْيِيْنُ النِّيَّةِ وَتَبْيِيْتُهَا فَهُوَ قَضَاءُ رَمَضَانَ وَقَضَاءُ مَا أَفْسَدَهُ مِنْ نَفْلٍ وَصَوْمُ الْكَفَّارَاتِ بِأَنْوَاعِهَا وَالْمَنْذُوْرُ الْمُطْلَقُ كَقَوْلِهِ إِنْ شَفَى اللّٰهُ مَرِيْضِيْ فَعَلَيَّ صَوْمُ يَوْمٍ فَحَصَلَ الشِّفَاءُ۔

شَفٰی فعل ماضی معروف باب (ض) شفٰی یشفی شفاءً تندرستی عطا کرنا، اچھا کرنا۔

ترجمہ: اور بہر حال دوسری قسم وہ ہے کہ ضروری ہے اس میں نیت کو متعین کرنا اور رات سے نیت کرنا وہ رمضان کے قضا روزے اور اس نفل کی قضا کہ جس کو رکھ کر توڑ دیا اور کفارے کے روزے اس کی تمام اقسام کے ساتھ اور نذر مطلق کے روزے جیسے اس کا قول اگر اللہ شفا دیدے میرے بیمار کو تو میرے ذمہ ایک دن کا روزہ ہے پھر شفا ہوگئی۔

تعیین نیت

اس عبارت میں ان روزوں کا بیان ہے جن میں تعیین نیت اور رات سے نیت کرنا لازم ہے اور ایسے روزے چار قسم کے ہیں: (۱) رمضان کی قضا کا روزہ (۲) کسی نے نفل روزہ رکھ کر توڑ دیا تو اس پر قضا واجب ہے۔ (۳) کفاروں کے روزے۔ (۴) نذر غیر معین کے روزے۔ اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ مذکورہ بالا چاروں قسم کے روزوں میں تعیین کی نیت کرنا شرط ہے یعنی دل یا زبان سے یہ کہنا شرط ہے کہ میں نے قضائے رمضان کی نیت کی یا میں نے نذر مطلق کے روزے کی نیت کی یا قسم کے کفارے کے روزے کی نیت کی اگر مطلق روزے کی نیت کی یا نفل کے روزے کی نیت کی یا واجب آخر کفارہ وغیرہ کے روزے کی نیت کی تو اس سے قضاء رمضان اور نذر مطلق کا روزہ ادا نہ ہوگا ایسے ہی اگر کسی نے نفل روزہ رکھا اور پھر توڑ دیا تو بعد میں قضا کرتے وقت تعیین ضروری ہے۔ دوسری بات یہ بیان کر رہے ہیں کہ مذکورہ بالا روزوں میں رات سے نیت کرنا ضروری ہے صبح صادق کے بعد ان کی نیت نہیں ہوسکتی۔

فَصْلٌ فِيمَا يَثْبُتُ بِهِ الهِلَالُ وَفِي صَوْمِ يَوْمِ الشَّكِّ وَغَيْرِهٖ اَیْ كَصَوْمِ يَوْمَيْنِ مِنْ آخِرِ الشَّهْرِ

(یہ فصل ہے ان چیزوں کے بیان میں جن سے چاند کا ثبوت ہوتا ہے
اور یوم شک وغیرہ جیسے مہینہ کے آخری دو دنوں کے روزے کے بیان میں)

(۱۰۳۵) يَثْبُتُ رَمَضَانُ بِرُؤْيَةِ هِلَالِهٖ اَوْ بِعَدِّ شَعْبَانَ ثَلَاثِيْنَ اِنْ غُمَّ الهِلَالُ.

هِلَال نیا چاند، پہلی رات کا چاند۔ عَدّ باب نصر کا مصدر ہے شمار کرنا، گنتی شمار میں لانا۔ غُمَّ ماضی مجہول باب نصر سے غمًّا مصدر ہے پوشیدہ رہنا۔

ترجمہ: ثابت ہوتا ہے رمضان اس کے چاند کو دیکھ لینے سے یا شعبان کے تیس دن گن لینے سے اگر چاند چھپا رہ جائے۔

رمضان کا دارومدار

صورت مسئلہ یہ ہے کہ رمضان کی ابتداء کا دارومدار چاند دیکھنے پر ہے اگر انتیس شعبان میں چاند نظر آ جائے تو رمضان شروع کر دیں گے اور اگر انتیس شعبان کو مطلع صاف نہ ہو بادل گہرا غبار یا تیز سرخی ہو جس کی وجہ سے چاند نظر نہ آئے تو تیس دن پورے کر کے روزے شروع کریں گے۔

﴿۱۰۳۶﴾ وَيَوْمُ الشَّكِّ هُوَ مَا يَلِيَ التَّاسِعَ وَالْعِشْرِيْنَ مِنْ شَعْبَانَ وَقَدِ اسْتَوَىٰ فِيْهِ طَرَفُ الْعِلْمِ وَالْجَهْلِ بِأَنْ غُمَّ الْهِلَالُ.

استوی ماضی معروف باب افتعال سے استواءً مصدر ہے برابر ہونا۔ اور یہاں سے یوم کی اضافت جو شک کی جانب ہو رہی ہے اس کی وجہ کا بیان ہے۔ طرف جمع اطراف کنارہ، ہر چیز کی آخری حد۔ علم باب سمع کا مصدر ہے، حقیقت کا جاننا، واقفیت۔ جھل باب سمع کا مصدر ہے ناواقفیت، بے خبری۔ بان اس میں باسببیت کے لئے ہے۔

ترجمہ اور یوم شک شعبان کا وہ دن جو انتیس شعبان سے متصل ہو اور تحقیق کہ برابر ہوا اس میں جاننے اور نہ جاننے کا پہلو بایں معنی کہ چاند چھپا رہ جائے۔

یوم الشک

اگر انتیس شعبان کو مطلع صاف نہ ہو بادل گہرا غبار یا تیز سرخی ہو جس کی وجہ سے چاند نظر نہ آئے تو اگلا دن یوم الشک ہے کیونکہ اس میں دو احتمال ہیں ایک ممکن ہے آسمان کے کنارے پر چاند ہو اور علت کی وجہ سے نظر نہ آیا ہو پس وہ رمضان کی پہلی تاریخ ہوگی اور یہ بھی ممکن ہے کہ چاند نہ ہو پس وہ شعبان کی تیس تاریخ ہوگی اس لئے یہ یوم الشک ہے۔

﴿۱۰۳۷﴾ وَكُرِهَ فِيْهِ كُلُّ صَوْمٍ إِلَّا صَوْمَ نَفْلٍ جَزَمَ بِهِ بِلَا تَرْدِيْدٍ بَيْنَهُ وَبَيْنَ صَوْمٍ آخَرَ وَإِنْ ظَهَرَ أَنَّهُ مِنْ رَمَضَانَ أَجْزَأَ عَنْهُ مَا صَامَهُ وَإِنْ رَدَّدَ فِيْهِ بَيْنَ صِيَامٍ وَفِطْرٍ لَا يَكُوْنُ صَائِمًا.

جزم ماضی معروف باب (ض) جزماً مصدر ہے پختہ ارادہ کرنا۔ تردید باب تفعیل کا مصدر ہے پس و پیش کرنا، ایک رخ پر نہ جمنا۔ اجزاء ماضی معروف باب افعال سے کافی ہونا، کفایت کرنا۔ فیہ ضمیر کا مرجع یوم الشک ہے۔ عنہ ضمیر کا مرجع رمضان ہے ردّد ای الشخص۔ فیہ ای فی یوم الشک.

ترجمہ اور مکروہ ہے اس میں ہر روزہ مگر وہ نفل روزہ جس کا ارادہ پختگی سے کیا ہو بغیر تذبذب کے نفل روزہ اور دوسرے روزے کے درمیان اور اگر ظاہر ہو جائے کہ یہ (دن) رمضان (کا دن) ہے، تو کافی ہو جائے گا رمضان کی

طرف سے جو روزہ اس نے رکھا ہے اور اگر شش و پنج کرے اس میں روزہ اور افطار کے درمیان تو وہ روزہ دار نہیں سمجھا جائے گا۔

یوم الشک میں روزہ رکھنے کی چند صورتوں کا بیان

فرماتے ہیں کہ یوم شک میں روزہ رکھنا مکروہ ہے کیونکہ اس دن کے روزہ میں دو احتمال ہیں اگر وہ رمضان کی پہلی تاریخ ہے تو روزہ فرض ہوگا ورنہ نفل ہوگا پھر روزہ رکھنے کی چند صورتیں ہیں: (۱) یقینی طور پر نفل کی نیت سے روزہ رکھا یہ صورت جائز ہے، اس صورت میں اگر رمضان المبارک کا ثبوت ہو گیا تو یہ روزہ رمضان کا مانا جائے گا ورنہ نفل ہوگا۔ (۲) مشکوک طور پر نیت کی کہ اگر رمضان ہوا تو روزہ سے رہوں گا ورنہ نہیں تو اس صورت میں روزہ نہ ہوگا خواہ رمضان ہو یا نہ ہو کیونکہ یقینی طور پر نیت ہی نہیں پائی گئی اور اگر اس طرح نیت کی کہ چاند ہو گیا تو رمضان کا روزہ ہوگا نہیں تو نفل کا ہو جائے گا، یہ مکروہ ہے۔

﴿۱۰۳۸﴾ وَكُرِهَ صَوْمُ يَوْمٍ أَوْ يَوْمَيْنِ مِنْ آخِرِ شَعْبَانَ وَلَا يُكْرَهُ مَا فَوْقَهُمَا .

فوق ظرف مکان (ضد تحت) بلندی وارتفاع کے بیان کے لئے، اضافت کی صورت میں منصوب ہوتا ہے جیسے السماءُ فوقَ الارض اور اگر لفظاً مضاف نہ ہو صرف معنیٰ مضاف ہو تو مبنی علی الضم ہوتا ہے جیسے السماءُ من فوقُ آسمان ہمارے اوپر ہے۔

ترجمہ اور ناپسند سمجھا گیا ایک دن یا دو دن کا روزہ رکھنا شعبان کے آخر میں اور مکروہ نہیں ہے دونوں سے زیادہ۔

۲۹ر یا ۳۰ر شعبان میں روزہ رکھنا

شریعت نے جو عبادت جتنی شروع کی ہے اتنی ہی بجالائی جانی چاہئے نہ اس میں کمی کرنی چاہئے نہ زیادتی، کمی کرنے کی خرابی تو ظاہر ہے اور زیادتی کرنے میں برائی یہ ہے کہ جب احتیاط کے نام پر اضافہ کیا جائے گا تو وہ اضافہ بڑھتا جائے گا پھر جب بوجھ نا قابل برداشت ہو جائے گا تو لوگ اصل کو بھی چھوڑ دیں گے، اب سنئے! صورت مسئلہ یہ ہے کہ رمضان سے پہلے ایک یا دو روزے یعنی ۲۹ر یا ۳۰ر شعبان میں رکھنا مکروہ ہے اور اگر اس سے زائد رکھے تین چار پانچ اس کی اجازت ہے جس کی وجہ یہ ہو سکتی ہے کہ ممانعت اصل میں ان روزوں کی ہے جو بطور احتیاط کے رکھے جائیں یعنی رمضان کے روزوں میں احتیاط اور احتیاط جو عام طور سے ہو سکتی ہے ایک دو روزوں ہی سے ہوتی ہے لہذا کوئی زائد رکھے تو اس کی اجازت ہوگی علت منع کے مفقود ہونے کی وجہ سے ہاں اگر کسی شخص کا معمول ہر ماہ کی آخری تاریخ میں روزہ رکھنے کا ہے تو اس کے لئے انتیس یا تیس شعبان میں بھی روزہ رکھنا جائز ہے۔

﴿۱۰۳۹﴾ وَيَأْمُرُ الْمُفْتِي الْعَامَّةَ بِالتَّلَوُّمِ يَوْمَ الشَّكِّ ثُمَّ بِالْإِفْطَارِ إِذَا ذَهَبَ وَقْتُ النِّيَّةِ وَلَمْ يَتَبَيَّنِ الْحَالُ وَيَصُومُ فِيهِ الْمُفْتِي وَالْقَاضِي وَمَنْ كَانَ مِنَ الْخَوَاصِّ وَهُوَ مَنْ يَتَمَكَّنُ مِنْ ضَبْطِ نَفْسِهِ عَنِ التَّرْدِيدِ فِي النِّيَّةِ وَمُلَاحَظَةِ كَوْنِهِ عَنِ الْفَرْضِ.

العامّة عوام (خلاف الخاصۃ) جمع عَوَامّ جاء القومُ عامّةً سب لوگ آئے۔ التلوم باب تفعل کا مصدر ہے انتظار کرنا، توقف کرنا۔ یتمکن فعل مضارع معروف باب تفعل سے تمکّناً مصدر ہے جب اس کے صلہ میں من آئے تو معنی ہوں گے کسی چیز پر قادر ہونا۔ ضبط باب (ن) کا مصدر ہے قابو میں لانا، کنٹرول کرنا۔ ملاحظة باب مفاعلۃ کا مصدر ہے لحاظ کرنا، خیال رکھنا۔

ترجمہ اور حکم دے مفتی عوام کو شک کے دن انتظار کرنے کا پھر افطار کرنے کا جب جاتا رہے نیت کا وقت اور متعین نہ ہو کوئی حالت اور روزہ رکھے اس میں مفتی اور قاضی اور وہ شخص جو خواص میں سے ہو اور خاص وہ ہے جو قادر ہو اپنے نفس کو ضبط کرنے پر نیت میں ہیر پھیر کرنے سے اور (قادر ہو اس روزہ کا) فرض روزہ ہونے کے لحاظ کرنے پر۔

یوم الشک میں عوام وخواص کے احکامات

صورت مسئلہ یہ ہے کہ یوم الشک میں مفتی عام لوگوں کو حکم دے کہ وہ انتظار کریں یعنی بغیر روزے کی نیت کے زوال کے قریب تک اس کے بعد افطار کریں اور علماء اور خواص اس دن میں روزہ رکھیں یعنی جو لوگ استحکام نیت پر قادر ہوں تردد میں نہ واقع ہوں اس کی تفصیل یہ ہے کہ یوم الشک میں عوام کے لئے روزہ رکھنا مکروہ ہے البتہ خواص رکھ سکتے ہیں پھر اگر اتفاق سے وہ رمضان کی پہلی تاریخ ہو تو یہ روزہ فرض ہو جائے گا مگر ضروری ہے کہ یوم الشک کا روزہ نفل کی نیت سے رکھا جائے رمضان کا کوئی تصور نہ ہو اور یہی خاص اور عام کا معیار ہے جو شخص نفل کی پختہ نیت کر سکتا ہے وہ خاص ہے اور نیت پختہ نہ ہو یہ خیال آئے کہ اگر رمضان ہوگا تو رمضان کا روزہ ہو جائے گا وہ عامی ہے۔

﴿۱۰۴۰﴾ وَمَنْ رَأَى هِلَالَ رَمَضَانَ أَوِ الْفِطْرِ وَحْدَهُ وَرُدَّ قَوْلُهُ لَزِمَهُ الصِّيَامُ وَلَا يَجُوزُ لَهُ الْفِطْرُ بِتَيَقُّنِهِ هِلَالَ شَوَّالٍ وَإِنْ أَفْطَرَ فِي الْوَقْتَيْنِ قَضَى وَلَا كَفَّارَةَ عَلَيْهِ وَلَوْ كَانَ فِطْرُهُ قَبْلَ مَا رَدَّهُ الْقَاضِي فِي الصَّحِيحِ.

ترجمہ اور جس نے دیکھا رمضان یا عید کا چاند تنہا اور رد کر دیا گیا اس کا قول تو لازم ہے اس کو روزہ رکھنا اور جائز نہیں اس کے لئے افطار کرنا اس کے شوال کے چاند کا یقین کرنے کے بعد (بھی) اور اگر افطار کر لے دونوں وقتوں میں تو قضا کرے اور کفارہ نہیں ہے اس پر اگرچہ ہو اس کا افطار کرنا اس سے پہلے ہی کہ واپس کرے اس کو قاضی صحیح ترین قول میں۔

تنہا چاند دیکھنے والے کا کیا حکم ہے؟

اس عبارت میں دو مسئلے بیان کر رہے ہیں: (۱) اگر تنہا ایک شخص نے ماہ رمضان کا چاند دیکھا اور کسی وجہ سے امام نے اس کا قول قبول نہیں کیا اور روزہ کا فیصلہ نہیں کیا تو اس تنہا دیکھنے والے کو روزہ رکھنا چاہئے اس میں جماعت کی موافقت نہ کرے۔ (۲) اگر ایک شخص نے عید کا چاند دیکھ لیا ہو اور دوسرے حضرات کو نظر نہ آیا ہو اور قاضی صاحب نے ایک گواہ کا اعتبار نہ کیا ہو اور اس پر عید کا فیصلہ نہ کیا تو اس چاند دیکھنے والے کو اپنی رویت کا اعتبار نہیں کرنا چاہئے بلکہ دوسرے لوگوں کے ساتھ روزہ رکھے۔ آگے فرماتے ہیں کہ اگر تنہا چاند دیکھنے والے نے روزہ نہ رکھا تو بعد میں اس پر روزہ کی قضا لازم ہوگی بعض حضرات فرماتے ہیں کہ قضا کے ساتھ ساتھ کفارہ بھی لازم ہوگا، صاحب نور الایضاح نے فی الصحیح کی قید لگا کر ان بعض حضرات کے قول کو رد کر دیا ہے۔

(۳۰۲) وَإِذَا كَانَ بِالسَّمَاءِ عِلَّةٌ مِنْ غَيْمٍ أَوْ غُبَارٍ أَوْ نَحْوِهِ قُبِلَ خَبَرُ وَاحِدٍ عَدْلٍ أَوْ مَسْتُورٍ فِي الصَّحِيحِ وَلَوْ شَهِدَ عَلَى شَهَادَةِ وَاحِدٍ مِثْلِهِ وَلَوْ كَانَ أُنْثَى أَوْ رَقِيقًا أَوْ مَحْدُودًا فِي قَذْفٍ تَابَ لِرَمَضَانَ.

غیم بادل جمع غیوم۔ عدل انصاف پرور، منصف جمع عُدول عادل وہ شخص ہے جس کی نیکیاں برائیوں سے زیادہ ہوں اور عدل ایک روحانی قوت ہے جو انسان کو تقویٰ پر آمادہ کرتی ہے جس میں یہ قوت ہو وہ عادل ہے۔ مستور اسم مفعول باب نصر سے ستر امصدر چھپانا، مستور کے لغوی معنی ہیں پوشیدہ اور اصطلاحاً ایسا شخص جس کی حالت پوشیدہ ہو نہ اس کا تقویٰ ظاہر ہو نہ فسق و فجور۔ محدوداً فی قذف وہ شخص جسے تہمت کے سلسلہ میں حد لگائی گئی ہو۔

ترجمہ: اور اگر آسمان میں کوئی علت ہو یعنی بادل یا غبار یا اس جیسی کوئی چیز تو قبول کر لی جائے گی رمضان کے لئے ایک عادل آدمی کی خبر یا مستور الحال کی صحیح مذہب کے مطابق اگرچہ گواہی دی ہو اس نے اپنے جیسے کسی ایک شخص کی گواہی پر اگرچہ وہ عورت ہو یا غلام یا تہمت زنا کے معاملے میں سزا یافتہ شخص جو توبہ کر چکا۔

اگر مطلع صاف نہ ہو تو رمضان کے چاند کا کیا حکم ہے؟

رمضان کی ابتداء کا مدار چونکہ رویت پر ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ فی الجملہ رویت ضروری ہے اگر کسی کو بھی چاند نظر آیا اور وہ رویت کی گواہی دے تو چاند کا ثبوت ہو جائے گا، ہر شخص کے لئے چاند دیکھنا ضروری نہیں پھر اگر مطلع صاف نہ ہو بادل گرد و غبار یا تیز سرخی ہو تو رمضان کے چاند میں ایک عادل مسلمان یا مستور الحال کی گواہی کافی ہے۔ صحیح مذہب یہی ہے ظاہر الروایت یہ ہے کہ مستور الحال کی گواہی قبول نہ ہوگی۔ ولو شهد علی شهادة الخ اس عبارت کا مطلب یہ

ہے کہ اصل گواہ خود قاضی کی عدالت میں حاضر نہ ہوسکا یا تو اس وجہ سے کہ وہ بیمار ہے یا اپنی کسی مصروفیت کی وجہ سے اور اس نے کسی کے سامنے گواہی دی تا کہ وہ یہ گواہی قاضی کی مجلس میں دے۔ کہ تو رمضان کے چاند کی گواہی میں تعداد یعنی دو گواہ کی ضرورت نہیں ہے ایک ہی کافی ہے خواہ آزاد ہو یا غلام مرد ہو یا عورت اور محدود فی القذف جاننا چاہئے کہ کسی پر زنا کی تہمت لگانا شرعاً جرم ہے ایسے شخص پر ہتک عزت کا دعویٰ کیا جاسکتا ہے۔ جس کے نتیجہ میں تہمت لگانے والے کو اسی کوڑے مارے جائیں گے اور آئندہ کے لئے عدالت میں اس کی گواہی قبول نہ ہوگی البتہ ایسا شخص اگر توبہ کرلے تو دینی امور میں اس کی روایت یا خبر قبول کی جاسکے گی چونکہ رمضان کے چاند کی گواہی بھی دینی امر ہے اس لئے اس بارے میں بھی اس کی گواہی قبول ہوجائے گی۔

﴿۱۰۴۲﴾ وَلَا يُشْتَرَطُ لَفْظُ الشَّهَادَةِ وَلَا الدَّعْوىٰ.

ترجمہ اور شرط نہیں لگائی گئی ہے شہادت کے لفظ کی اور نہ دعویٰ کی۔

تشریح اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ چاند دیکھنے والے کے لئے قاضی کی عدالت میں یہ کہنا ضروری نہیں ہے کہ میں گواہی دیتا ہوں کہ میں نے آج چاند دیکھا ہے حتیٰ کہ اگر کسی نے حاکم کے پاس گواہی دی اور دوسرے کسی شخص نے اس کی گواہی کو سنا اور گواہی دینے والا بظاہر عادل ہے تو سننے والے پر ضروری ہے کہ روزہ رکھے حاکم کے فیصلہ کی کوئی ضرورت نہیں ہے۔ ایسے ہی پہلے سے دعویٰ دائر کرنا اور پھر اس پر گواہی دینا یہ سب بھی ضروری نہیں ہے۔
(طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۳۵۸)

﴿۱۰۴۳﴾ وَشُرِطَ لِهِلَالِ الْفِطْرِ إِذَا كَانَ بِالسَّمَاءِ عِلَّةٌ لَفْظُ الشَّهَادَةِ مِنْ حُرَّيْنِ أَوْ حُرٍّ وَحُرَّتَيْنِ بِلَا دَعْوىٰ.

ترجمہ اور شرط لگائی گئی عید کے چاند کے لئے جب کہ ہو آسمان میں کوئی علت لفظ شہادت کی جو دو آزاد مرد یا ایک آزاد مرد اور دو آزاد عورتوں کی جانب سے ہو بغیر دعویٰ کے۔

عید کے چاند کا حکم

فرماتے ہیں کہ اگر مطلع صاف نہ ہو تو عید کے چاند میں تعداد دو گواہ بھی شرط ہیں اور ان کا دیندار ہونا بھی شرط ہے اسی طرح لفظ شہادت یا ہر زبان میں اس کا مترادف لفظ بولنا ضروری ہے، متن کی عبارت میں بلا دعویٰ کا مطلب یہ ہے کہ قاضی کے یہاں یعنی جج کی عدالت میں کوئی گواہی اسی وقت پیش ہوتی ہے جب کوئی دعویٰ ہو اور اس ضابطہ کو پورا کرنے کے لئے ایک شکل نکالی جاسکتی ہے کہ مثلاً کوئی شخص کسی پر دعویٰ دائر کرے کہ اس نے میرا قرض نہیں لوٹایا جبکہ اس نے وعدہ

کیا تھا کہ چاند دیکھنے کے بعد ادا کروں گا، اس صورت میں چاند دیکھنے کے گواہ ہونے چاہئیں جو باضابطہ عدالت میں ہو سکتے ہیں، یہاں یہی بتانا چاہتے ہیں کہ عید کے چاند کے ثبوت کے لئے اس طرح کے دعوے کی ضرورت نہیں بلکہ بلا کسی دعوے کے گواہ گواہی دیں گے۔

﴿۱۰۴۴﴾ وَإِنْ لَمْ يَكُنْ بِالسَّمَاءِ عِلَّةٌ فَلَابُدَّ مِنْ جَمْعٍ عَظِيْمٍ لِرَمَضَانَ وَالْفِطْرِ وَمِقْدَارُ الْجَمْعِ الْعَظِيْمِ مُفَوَّضٌ لِرَأْيِ الْإِمَامِ فِي الْأَصَحِّ.

مفوض اسم مفعول باب تفعیل سے تفویض مصدر ہے سپرد کرنا، سونپنا، کسی معاملہ میں تصرف کا اختیار دینا۔

ترجمہ: اور اگر نہ ہو آسمان میں کوئی علت تو ضروری ہے ایک بڑی جماعت کا ہونا رمضان اور عید کے لئے اور جماعت عظیم کی مقدار سپرد کر دی گئی ہے امام کی رائے کے صحیح ترین مذہب میں۔

مطلع صاف ہونے کی صورت میں رمضان وعیدین کے چاند کا حکم

صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر مطلع صاف ہو یعنی گرد وغبار دھواں تیز سرخی نہ ہو اس کے باوجود بستی یا شہر کے عام لوگوں کو چاند نظر نہیں آیا تو ایسی صورت میں رمضان وعیدین کے چاند کے لئے صرف دو چار گواہوں کے اس بیان کا اعتبار نہ ہوگا کہ ہم نے اس بستی یا شہر میں چاند دیکھا ہے بلکہ اس صورت میں ایک بڑی جماعت کی گواہی ضروری ہوگی یعنی اتنی بڑی جماعت کہ قاضی کو ان کی گواہی سے یقین حاصل ہو جائے کہ واقعی انہوں نے چاند دیکھا ہے ان کو دھوکا نہیں ہوا ہے اس جماعت کی تعداد کے متعلق فقہاء کے مختلف اقوال ہیں، ایک روایت امام ابو یوسف سے یہ ہے کہ انہوں نے پچاس کی تعداد بیان فرمائی ہے اور بعضوں نے کہا کہ ہر مسجد جماعت سے ایک دو آدمی ہونے چاہئیں مگر صحیح بات یہ ہے کہ کوئی خاص تعداد شرعاً متعین نہیں جتنی تعداد سے یہ یقین ہو جائے کہ یہ سب مل کر جھوٹ نہیں بول سکتے وہی تعداد کافی ہے خواہ پچاس ہو یا کم وبیش۔ (الدر المنضود: ۳/۱۹۲، انوار القدوری: ۱/۱۷۷، مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۳۵۹)

﴿۱۰۴۵﴾ وَإِذَا تَمَّ الْعَدَدُ بِشَهَادَةِ فَرْدٍ وَلَمْ يُرَ هِلَالُ الْفِطْرِ وَالسَّمَاءُ مُصْحِيَةٌ لَا يَحِلُّ لَهُ الْفِطْرُ.

لم یر نفی جحد بلم در فعل مستقبل مجہول باب فتح سے رأیا مصدر ہے دیکھنا۔ مصحیۃ اسم مفعول مؤنث بروزن مؤمنۃ اصل میں مصحوۃ تھا، واؤ اور یا ایک جگہ جمع ہو گئے ان میں سے پہلا ساکن تھا واؤ کو یا سے بدل دیا اور پھر یا کا یا میں ادغام کر دیا اور میم کے ضمہ کو یا کی مناسبت سے کسرہ سے بدل دیا مصحیۃ ہو گیا بے بادل والا دن صاف ستھرا دن۔

ترجمہ: اور جب پوری ہو جائے گنتی ایک شخص کی گواہی سے اور نظر نہ آئے عید کا چاند حالانکہ آسمان صاف ستھرا ہے تو جائز نہیں اس کے لئے افطار کرنا۔

ایک کی گواہی کا حکم

اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ اگر رمضان کے چاند کی صرف ایک شخص نے گواہی دی تھی اسی کی بنا پر روزہ رکھنا شروع کر دیا تھا اب مہینہ ختم ہو گیا تیس دن روزے رکھے جا چکے مگر چاند نظر نہیں آیا اور آسمان بھی صاف ہے تو عید منانی صحیح نہ ہوگی اور قاضی کو حق ہوگا اس پر مقدمہ چلائے اور سزا دے۔

﴿۱۰۳۶﴾ وَاخْتَلَفَ التَّرْجِيْحُ فِيْمَا إِذَا كَانَ بِشَهَادَةِ عَدْلَيْنِ .

ترجمہ اور مختلف ہوگئی ترجیح (اختلاف ہوا ہے قول راجح کے قرار دینے میں) اس صورت میں جب کہ ہو دو دیندار نیک آدمیوں کی گواہی ہے۔

تشریح صورت مسئلہ یہ ہے کہ رمضان کے چاند کی گواہی دو معتبر لوگوں نے دی تھی اس بنیاد پر روزے شروع کر دیے گئے تھے، اب ماہ مبارک ختم ہو گیا یعنی تیس دن مکمل ہو گئے اور آسمان بالکل صاف ہے پھر بھی چاند نظر نہ آیا تو اگلے دن عید منائی جائے گی یا نہیں؟ تو ایک قول یہ ہے کہ عید منائی جائے گی اور دوسرا قول یہ ہے کہ عید نہیں منائی جائے گی بعض نے قول اول کو راجح قرار دیا ہے اور بعض نے قول ثانی کو۔ (مراقی الفلاح: ۳۵۹)

﴿۱۰۳۷﴾ وَلَا خِلَافَ فِيْ حِلِّ الْفِطْرِ إِذَا كَانَ بِالسَّمَاءِ عِلَّةٌ وَلَوْ ثَبَتَ رَمَضَانُ بِشَهَادَةِ الْفَرْدِ .

فَرْدٌ انسان وغیرہ کا ایک فرد جمع اَفْرَادٌ وفِرَادٌ.

ترجمہ اور کوئی اختلاف نہیں افطار کے جائز ہونے میں (عید الفطر کے تسلیم کر لینے میں) جبکہ آسمان میں کوئی علت ہو اگرچہ ثابت ہو رمضان ایک شخص کی گواہی سے۔

دو کی گواہی کا حکم

صورت مسئلہ یہ ہے کہ رمضان کے چاند کی گواہی دو معتبر آدمیوں نے دی تھی جس کی بنا پر رمضان کے روزے شروع کر دیے گئے تھے، آج تیس روزے مکمل ہو گئے ہیں مگر آسمان پر گرد وغبار یا تیز سرخی ہے جس کی وجہ سے چاند نظر نہیں آیا تو اگلے روز عید منائی جائے گی اس میں کسی کا کوئی اختلاف نہیں ہے بلکہ متفق علیہ مسئلہ ہے اور یہی حکم اس صورت میں بھی ہے جب کہ رمضان کا ثبوت ایک شخص کی گواہی کی بنیاد پر ہوا ہو۔ (مراقی الفلاح: ۳۵۹)

﴿۱۰۳۸﴾ وَهِلَالُ الْأَضْحٰى كَالْفِطْرِ .

ترجمہ اور بقر عید کا چاند عید الفطر کے مانند ہے۔ (احکامات میں دونوں برابر ہیں)

تشریح اگر مطلع صاف نہ ہو تو عید الفطر کے چاند کے ثبوت کے لئے دو گواہ بھی ضروری ہیں اور ان کا دیندار ہونا بھی لازم ہے اور اگر مطلع صاف ہو تو پھر ایک بڑی جماعت کی گواہی سے چاند کا ثبوت ہوگا، ایسے ہی ذی الحجہ کے چاند کا حکم ہے۔ تفصیل ۱۰۴۳، ۱۰۴۴ میں ملاحظہ فرمائیں۔

﴿۱۰۴۹﴾ وَيُشْتَرَطُ لِبَقِيَّةِ الْأَهِلَّةِ شَهَادَةُ رَجُلَيْنِ عَدْلَيْنِ أَوْ حُرٍّ وَحُرَّتَيْنِ غَيْرِ مَحْدُوْدِيْنَ فِي الْقَذْفِ.

اَھِلَّۃ یہ جمع ہے اس کا واحد ھِلال پہلی رات کا چاند۔ محدودین اسم مفعول جمع باب (ن) حدًّا مصدر ہے سزا دینا، حد جاری کرنا۔ قذف باب (ض) کا مصدر ہے کسی پر کسی بات کی تہمت لگانا، یا کسی برائی کی طرف منسوب کرنا۔

ترجمہ اور شرط لگائی گئی ہے باقی چاندوں کے لئے دو عادل آزاد مرد یا ایک آزاد عادل مرد اور دو آزاد عادل عورتیں جو تہمت کے سلسلہ میں سزا یافتہ نہ ہوں۔

رمضان کے علاوہ دیگر مہینوں کا حکم

صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر مطلع صاف نہ ہو بادل، گرد وغبار یا تیز سرخی ہو تو رمضان کے علاوہ دوسرے مہینوں کے لئے دو مرد یا ایک مرد اور دو عورتوں کی گواہی سے چاند کا ثبوت ہوگا بشرطیکہ گواہوں کے اوصاف ان میں موجود ہوں اور خود چاند دیکھنے کی گواہی دیں یا اس بات کی گواہی دیں کہ ہمارے سامنے فلاں شہر کے قاضی کے سامنے گواہ پیش ہوئے، قاضی نے گواہی کو قبول کر کے اعلان عام کر دیا اور اگر مطلع صاف ہو تو ثبوت ہلال کے لئے ضروری ہے کہ اتنی بڑی تعداد چاند دیکھے جس سے یقین ہو جائے کہ واقعی انہوں نے چاند دیکھا ہے ان کو دھوکا نہیں ہوا ہے۔

﴿۱۰۵۰﴾ وَإِذَا ثَبَتَ فِي مَطْلَعِ قُطْرٍ لَزِمَ سَائِرَ النَّاسِ فِي ظَاهِرِ الْمَذْهَبِ وَعَلَيْهِ الْفَتْوَى وَأَكْثَرُ الْمَشَائِخِ.

مطلع اس کی جمع مطالع ہے اس کے معنی ہیں طلوع ہونے کی جگہ۔ قُطر ملک، کنٹری، (مختلف شہروں اور آبادیوں پر مشتمل وہ مجموعہ جو کسی خاص نام سے مشہور ہو) جمع اَقطار۔

ترجمہ اور جب ثبوت ہو گیا (چاند کا) کسی ملک کے مطلع میں تو لازم ہو جائے گا تمام لوگوں پر ظاہر مذہب میں اور اسی پر فتوی ہے اور یہی اکثر مشائخ کا مذہب ہے۔

اختلاف مطالع کا بیان

اس عبارت میں اختلاف مطالع کا بیان ہے مطالع مطلع کی جمع ہے اس کے معنی ہیں طلوع ہونے کی جگہ چونکہ زمین گول ہے اس لئے چاند سورج ہر جگہ الگ الگ اوقات میں نکلتے چھپتے ہیں۔ رمضان میں اختلاف مطالع کا اعتبار ہے یا نہیں؟ اعتبار ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ہر جگہ کے لئے وہیں کی رویت کا اعتبار ہوگا، ایک جگہ کی رویت کا دوسری جگہ اعتبار نہ ہوگا اور اعتبار نہ ہونے کا مطلب یہ ہے کہ ساری دنیا کا ایک مطلع ہے، کسی بھی جگہ چاند نظر آجائے تو اس کو ہر جگہ مان لیا جائے یعنی جہاں تک معتبر ذریعہ سے رویت کی خبر پہنچے اس کو مان لیا جائے، پہلے راجح قول یہ تھا کہ اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں البتہ بعض حضرات اختلاف مطالع کا اعتبار کرتے تھے مثلاً حنفیہ میں سے امام قدوری اور امام زیلعی اور بعض شوافع وغیرہ مگر چاروں مذہبوں میں فتویٰ اس پر تھا کہ اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں ایک جگہ کی چاند دیکھنے کی خبر معتبر ذریعہ سے جہاں تک پہنچے اس کو ماننا اور اس کے مطابق عمل کرنا ضروری ہے جیسا کہ صاحب کتاب نے اسی بات کو بیان کیا ہے لیکن جب نقل وحمل اور مواصلات کے ذرائع وسیع ہوئے اب آدمی ۲۴ گھنٹے میں پوری زمین کا چکر لگا سکتا ہے اور دو چار منٹ میں ایک کونے کی خبر دوسرے کونے تک پہنچ جاتی ہے تو علماء کا فتویٰ بدل گیا اگر چہ اب بھی بعض لوگ پرانی رائے کے قائل ہیں کہ اختلاف مطالع کا اعتبار نہیں مگر اس زمانہ میں ننانوے فیصد علماء کی رائے یہ ہے کہ اب ممالک بعیدہ میں اختلاف مطالع کا اعتبار ہے البتہ ممالک قریبہ میں اعتبار نہیں اور ایسی دو جگہیں جہاں کی چاند کی تاریخیں ہمیشہ یا اکثر ایک رہتی ہیں وہ ممالک قریبہ ہیں جیسے ہندوستان، پاکستان، بنگلہ دیش اور جن جگہوں کی تاریخوں میں ہمیشہ یا اکثر اختلاف ہوتا ہے جیسے ہندوستان اور سعودیہ وہ ممالک بعیدہ ہیں اس وجہ سے پاکستان کی رویت اہل ہند کے لئے معتبر ہوگی اور عرب ممالک کی معتبر نہ ہوگی۔ (مستفاد تحفۃ الالمعی: ۳/۲۳، الدر المنضود: ۴/۱۸۴، ایضاح المسائل: ص ۷۹)

﴿۱۰۵۱﴾ وَلَا عِبْرَةَ بِرُؤْيَةِ الْهِلَالِ نَهَارًا سَوَاءٌ كَانَ قَبْلَ الزَّوَالِ أَوْ بَعْدَهُ وَهُوَ لِلَّيْلَةِ الْمُسْتَقْبَلَةِ فِي الْمُخْتَارِ.

ترجمہ اور کوئی اعتبار نہیں چاند دیکھنے کا دن میں برابر ہے سورج ڈھلنے سے پہلے ہو یا اس کے بعد میں اور وہ چاند آنے والی رات کا ہے پسندیدہ مذہب میں۔

اگر دن میں چاند نظر آجائے تو؟

صورت مسئلہ یہ ہے کہ چاند قبل الزوال دیکھا جائے یا بعد الزوال دونوں صورتوں میں اس دن کے حق میں یہ رویت معتبر نہ ہوگی اور دونوں صورتوں میں روزہ توڑنا درست نہ ہوگا اور توڑنے کی صورت میں قضا وکفارہ اس پر واجب ہے خواہ روزہ قبل الزوال توڑے خواہ بعد الزوال ہر حال میں ممنوع ہوگا اور یہ چاند آنے والی رات کا سمجھا جائے گا، یہی حضرت

امام ابوحنیفہ وامام محمد کا قول ہے، یہی مختار اور مفتیٰ بہ ہے۔ (فتاویٰ دارالعلوم: ۲/ ۱۲۱، درمختار مع الشامی بیروت: ۳/ ۳۲۲، فتاویٰ محمودیہ قدیم: ۷/ ۲۷۸)

بَابُ مَا لَا يُفْسِدُ الصَّوْمَ

(ان چیزوں کا بیان جو روزہ کو نہیں توڑتی)

﴿۱۰۵۲﴾ وَهُوَ أَرْبَعَةٌ وَّعِشْرُوْنَ شَيْئًا مَا لَوْ أَكَلَ أَوْ شَرِبَ أَوْ جَامَعَ نَاسِيًا.

جامع ماضی معروف باب مفاعلۃ سے مجامعۃ مصدر ہے صحبت کرنا، ہم بستری کرنا۔

ترجمہ: اور وہ چوبیس چیزیں ہیں کوئی چیز اگر کھا لے یا پی لے یا صحبت کرلے بھول کر۔

بھول سے کھانا

رمضان کا روزہ ہو یا غیر رمضان کا اگر کسی کو اپنا روزہ بالکل یاد نہ رہے اور بے خیالی میں کھالیا یا پی لیا یا بیوی سے ہمبستری کرلی اور بعد میں یاد آجائے تو روزہ پر کوئی اثر نہیں پڑے گا بلکہ روزہ بدستور باقی رہے گا۔ (درمختار بیروت: ۳/ ۳۳۶)

﴿۱۰۵۳﴾ وَإِنْ كَانَ لِلنَّاسِيْ قُدْرَةٌ عَلَى الصَّوْمِ يُذَكِّرُهُ بِهِ مَنْ رَآهُ يَأْكُلُ وَكُرِهَ عَدَمُ تَذْكِيْرِهِ وَإِنْ لَّمْ يَكُنْ لَهُ قُوَّةٌ فَالْأَوْلٰى عَدَمُ تَذْكِيْرِهِ.

ترجمہ: اور اگر ہو بھولنے والے شخص کے لئے روزہ پر طاقت تو یاد دلادے اس کو وہ شخص جو دیکھے اس کو کھاتا ہوا اور مکروہ تحریمی ہے اس کو یاد نہ دلانا اور اگر اس میں طاقت نہ ہو تو زیادہ بہتر ہے اس کو یاد نہ دلانا۔

بھول کر کھانے والے کو روزہ یاد دلانا چاہئے یا نہیں؟

صورت مسئلہ یہ ہے کہ کوئی شخص بھول کر کھا پی رہا ہے اور کسی شخص نے اس کو دیکھ لیا تو اگر دیکھنے والے کو اندازہ ہو کہ روزہ دار شام تک بلا کسی پریشانی کے روزہ پورا کرسکتا ہے تو اسے بتادینا ضروری ہے اور اگر یہ اندازہ ہو کہ یہ روزہ پورا نہیں کرسکتا تو یاد نہ دلانا بہتر ہے اسے تھوڑا کھانے پینے دے اور علامہ دہلی نے اس طرح تعبیر کی ہے کہ اگر بھول کر کھانے پینے والا جوان ہے تو یاد دلانا ضروری ہے اور اگر بوڑھا ہے تو یاد نہ دلانا بہتر ہے۔ (شامی بیروت: ۳/ ۳۷۴)

﴿۱۰۵۴﴾ أَوْ أَنْزَلَ بِنَظَرٍ أَوْ فِكْرٍ وَإِنْ أَدَامَ النَّظَرَ وَالْفِكْرَ.

ترجمہ یا انزال ہو جائے دیکھنے کے باعث یا خیال کرنے کے باعث اگرچہ مسلسل دیکھتا رہا اور سوچتا رہا۔

نظر کرنے سے انزال

اس عبارت میں دو مسئلے بیان کر رہے ہیں: (۱) اگر اتفاق سے روزہ کی حالت میں کسی حسین عورت پر نظر پڑ جائے اور کمزوری کی وجہ سے انزال ہو جائے تو روزہ فاسد ہوگا اگرچہ مسلسل دیکھتے رہنا جائز نہیں ہے۔ (۲) کسی عورت کے بارے میں غور وفکر کیا اور کرتا ہی رہا اور پھر غور وفکر کی وجہ سے انزال ہو گیا تو روزہ فاسد ہوگا اور اس عورت کو دل میں خیال جمالینا جائز نہیں ہے۔ (درمختار: ۲/۳۹۳)

﴿۱۰۵۵﴾ أو ادَّهَنَ.

ادَّهَنَ ماضی معروف باب افتعال سے اِدِّهان مصدر ہے اصل میں اِدْتَهَنَ تھا ایک جنس کے دو حرف ایک کلمہ میں جمع ہو گئے ان میں سے پہلا ساکن ہے ایک کا دوسرے میں ادغام کر دیا اِدَّهَنَ ہو گیا۔

ترجمہ یا تیل لگائے۔

سر میں تیل لگانا

روزہ کی حالت میں سر میں تیل لگانے سے روزہ میں کوئی خرابی نہیں آتی۔ (ایضاح المسائل: ۸۵)

﴿۱۰۵۶﴾ أو اكْتَحَلَ وَلَوْ وَجَدَ طَعْمَهُ فِي حَلْقِهِ.

اكْتَحَلَ فعل ماضی معروف باب افتعال اكتحال مصدر ہے سرمہ لگانا۔ طَعْمٌ ذائقہ، لذت، مزہ، کیفیت، مرغوب کھانا جمع طُعُوْمٌ۔ اور ہ ضمیر کا مرجع الكحل ہے۔

ترجمہ یا سرمہ لگائے اگرچہ پائے اس کا مزہ اپنے حلق میں۔

آنکھ میں دوا

آنکھ میں دوا ڈالنے اور سرمہ لگانے سے روزہ میں کوئی خرابی نہیں آتی روزہ بدستور باقی رہتا ہے اگرچہ اس کا اثر حلق میں محسوس کیوں نہ ہو۔ (مراقی الفلاح: ۳۶۱، ایضاح المسائل: ۸۵)

﴿۱۰۵۷﴾ أو احْتَجَمَ.

احْتَجَمَ فعل ماضی معروف باب افتعال مصدر احتجام پچھنے لگوانا، سینگی لگوانا، بذریعہ آلہ فاسد خون نکلوانا ہے

طریقہ دنیا میں آج بھی رائج ہے اور مختلف طریقوں سے بدن سے فاسد خون نکالا جاتا ہے۔

ترجمہ یا خون نکلوائے۔

روزہ میں خون نکلوانا

روزہ کی حالت میں خون نکلوانے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا اور اگر ایسی کمزوری کا خطرہ ہے کہ روزہ کی طاقت باقی نہ رہے تو مکروہ ہے۔ (احسن الفتاوی: ۴/ ۴۳۵، طحطاوی: ۳۶۱، ایضاح المسائل: ۸۷)

﴿۱۰۵۸﴾ أو اغتاب۔

اغتاب فعل ماضی معروف باب افتعال اغتیابا مصدر ہے غیبت کرنا، اغتاب اصل میں اغتیب تھا یا متحرک ما قبل مفتوح یا کو الف سے بدل دیا، اغتاب ہو گیا۔

ترجمہ یا غیبت کرے۔

روزہ میں غیبت کرنا

غیبت کے معنی ہیں وصف الرجل فی غیبته بما یکرہ اذا سمعه یعنی کسی آدمی کے متعلق اس کی عدم موجودگی میں ایسی بات کہنا کہ اگر وہ سنے تو ناراض ہو صحابہ نے عرض کیا یا رسول اللہ! اگر وہ بات واقعی ہو؟ آپ نے فرمایا جبھی تو غیبت ہے ورنہ تو وہ بہتان ہے۔ (طحطاوی: ۳۶۱) اب اس کے بعد صورت مسئلہ یہ ہے کہ روزہ کھانا پینا اور صحبت چھوڑنے کا نام ہے اور یہ تینوں کام مباح ہیں پس جب روزہ دار اللہ کی خوشنودی کے لئے مباح چیزوں کو چھوڑ دیتا ہے تو اس کو ممنوعات شرعیہ سے بدرجہ اولیٰ احتراز کرنا چاہئے پھر بھی اگر کوئی کسی ممنوع شرعی کا ارتکاب کرتا ہے مثلاً روزہ کی حالت میں کسی کی غیبت کرتا ہے تو اس کا روزہ فاسد تو نہ ہوگا مگر وہ شخص گناہگار ہوگا۔

﴿۱۰۵۹﴾ أو نوی الفطر ولم یفطر۔

ترجمہ یا ارادہ کرے افطار کا اور افطار نہ کرے۔

قصد افطار کا حکم

فرماتے ہیں کہ اگر ایک شخص روزہ دار ہے اور اس نے افطار کا قصد ہوتے ہوئے پہلے ہی افطار کا ارادہ کر لیا مگر افطار نہیں کیا تو صرف نیت کر لینے سے اس کا روزہ فاسد نہ ہوگا ہاں اگر افطار کا پختہ ارادہ کر لیا تھا تو روزہ فاسد نہ ہوگا البتہ گناہگار ہوگا۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۳۶۱)

﴿۱۰۶۰﴾ اَوْ دَخَلَ حَلْقَهٗ دُخَانٌ بِلَا صُنْعِهٖ.

دُخَان دھواں جمع دَوَاخِن. صُنْع کام، عمل (حیوان یا پتھر کی طرف منسوب نہ ہوگا)

ترجمہ یا داخل ہوجائے اس کے حلق میں دھواں بغیر اس کے کسی فعل کے۔

اگربتی کے دھوئیں کا حکم

اگربتی اور لوبان وغیرہ جلا کر اگر اپنے پاس رکھ کر سونگھتا ہے تو اس سے روزہ فاسد ہوجاتا ہے لیکن اگر بالقصد سونگھتا نہیں بلکہ بلا اختیار داخل ہوجائے تو روزہ فاسد نہ ہوگا لہٰذا جمعہ وغیرہ میں مساجد میں رمضان کے موقع پر اگربتی وغیرہ جلانے سے احتراز کرنا بہتر ہے۔ (ایضاح المسائل: ۸۶) البتہ اس دھوئیں کے سوا عطر کیوڑہ گلاب کا پھول وغیرہ اور خوشبو کا سونگھنا جس میں دھواں نہ ہو درست ہے۔ (مراقی: ۳۶۲-۳۶۲)

﴿۱۰۶۱﴾ اَوْ غُبَارٌ وَلَوْ غُبَارَ الطَّاحُوْنِ.

طَاحُوْن جمع طَوَاحِيْن آٹا پیسنے کی چکی یا مشین، آٹا مل۔

ترجمہ یا غبار اگرچہ چکی کا غبار ہو۔

تشریح فرماتے ہیں کہ وہ گرد وغبار جو خود بخود داخل ہوجاتا ہے اس سے روزہ نہیں ٹوٹے گا، ہاں اگر گرد وغبار پھانک لے تو روزہ ٹوٹ جائے گا، ایسے ہی آٹا پیسنے کی چکی کے چلنے سے جو آٹے کا گرد وغبار اڑ رہا ہے وہ بھی اگر بلا اختیار داخل ہوجائے تو بھی روزہ نہ ٹوٹے گا۔

﴿۱۰۶۲﴾ اَوْ ذُبَابٌ.

ترجمہ یا مکھی گھس جائے۔

تشریح حلق میں بلا اختیار مکھی کے چلے جانے سے بھی روزہ نہ ٹوٹے گا۔

﴿۱۰۶۳﴾ اَوْ اَثَرُ طَعْمِ الْاَدْوِيَةِ فِيْهِ وَهُوَ ذَاكِرٌ لِصَوْمِهٖ.

الاَدْوِيَة یہ جمع ہے اس کا واحد اَلدَّوَاءُ ہے، دوا۔ فِيْهِ ضمیر کا مرجع حلق ہے۔

ترجمہ یا (چلا جائے) دواؤں کے مزہ کا اثر حلق میں حالانکہ وہ اپنے روزہ کو یاد رکھنے والا ہے۔

دوائی کا اثر حلق میں محسوس ہو تو کیا حکم ہے؟

صورت مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص روزہ کی حالت میں دوائی کوٹ رہا ہے اور اس کا اثر اسے حلق میں محسوس ہو رہا ہے

جبکہ روزہ بھی یاد ہے تو بھی روزہ ٹوٹ جائے گا ایسے ہی خوشبو سونگھنے سے بھی روزہ ٹوٹ جائے گا۔

﴿۱۰۶۴﴾ أَوْ أَصْبَحَ جُنُبًا وَلَوْ اسْتَمَرَّ يَوْمًا بِالْجَنَابَةِ .

ترجمہ یا صبح کی حالت جنابت میں اگرچہ پورے دن جنابت کے ساتھ ہی رہا۔

جنابت روزہ کے منافی نہیں

جو شخص جنبی ہو خواہ بیوی سے صحبت کی وجہ سے یا احتلام کی وجہ سے اور وہ رمضان کا یا غیر رمضان کا روزہ رکھنا چاہے اور صبح صادق کے بعد غسل کرے تو درست ہے اس لئے کہ جنابت روزہ کے منافی نہیں روزہ کی حالت میں اگر احتلام ہو جائے تو روزہ نہیں ٹوٹتا اگرچہ اس حالت کے اندر پورے دن رہنا حرام ہے اور ناپاک رہ کر نماز ضائع نہیں کرنی چاہئے۔

﴿۱۰۶۵﴾ أَوْ صَبَّ فِي إِحْلِيلِهِ مَاءً أَوْ دُهْنًا .

صَبَّ ماضی معروف صیغہ واحد غائب باب نصر صبًّا مصدر ہے پانی ڈالنا بہانا۔ اِحلیل پیشاب نکلنے کا سوراخ جمع احالیل۔

ترجمہ یا ڈالے اپنے ذکر کے سوراخ میں پانی یا تیل۔

ذکر کے سوراخ میں تیل ڈالنے کا حکم

صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی نے اپنے ذکر میں پانی یا تیل یا دوا وغیرہ ڈال لی اور وہ مثانہ تک پہنچ جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور اگر مثانہ تک نہ پہنچے تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ (ہندیہ: ۱/۲۰۴) اور احلیل کی قید سے یہ معلوم ہوا کہ اگر کسی عورت کی شرمگاہ میں کوئی دوا ڈالی جائے تو فوراً اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۳۶۲)

اختیاری مطالعہ

اگر کسی مرض کی تشخیص یا مدت وضع حمل کا اندازہ لگانے کے لئے لیڈی ڈاکٹر کسی عورت کی شرمگاہ میں ہاتھ ڈالے تو اس کی دو صورتیں ہیں: (۱) اگر وہ خشک ہاتھ ڈالے جس پر پانی یا دوا کا کچھ اثر نہ ہو تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ (۲) اور اگر تر ہاتھ ڈالا یا دوا وغیرہ لگا کر ہاتھ ڈالا تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (عالمگیری: ۱/۲۰۴)

﴿۱۰۶۶﴾ أَوْ خَاضَ نَهْرًا فَدَخَلَ الْمَاءُ أُذُنَهُ .

خاض فعل ماضی معروف باب نصر سے خوضًا مصدر ہے پانی میں گھسنا۔ اُذُن کان جمع آذان۔

ترجمہ یا گھس جائے تیرتے ہوئے اور داخل ہو جائے پانی اس کے کان میں۔

کان میں پانی چلے جانے کا حکم

فرماتے ہیں کہ روزہ کی حالت میں کسی نے نہر میں غوطہ لگایا اور اس کے کان میں پانی داخل ہو گیا تو روزہ نہ ٹوٹے گا، لیکن اگر باقاعدہ کان میں پانی داخل کیا تو ایک قول کے مطابق روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (طحطاوی: ۳۶۲) لہذا احتیاط ضروری ہے۔

﴿۱۰۶۷﴾ أَوْ حَكَّ أُذُنَهُ بِعُوْدٍ فَخَرَجَ عَلَيْهِ دَرَنٌ ثُمَّ أَدْخَلَهُ مِرَارًا إِلَى أُذُنِهِ.

حَكَّ فعل ماضی معروف باب نصر سے حکًا مصدر ہے کھجانا۔

ترجمہ یا کھجایا اپنے کان کو کسی لکڑی سے اور اس پر میل کچیل نکلا پھر داخل کیا اس کو کئی بار اپنے کان میں۔

کان کا میل نکالنے سے بھی روزہ نہیں ٹوٹتا

صورت مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص نے روزہ کی حالت میں اپنا کان کسی لکڑی سے کھجایا اور سوراخ کے اندر سے میل نکالا پھر میل لگی ہوئی لکڑی کو بار بار کان میں داخل کیا تو اس سے روزہ فاسد نہ ہوگا۔

﴿۱۰۶۸﴾ أَوْ دَخَلَ أَنْفَهُ مُخَاطٌ فَاسْتَنْشَقَهُ عَمْدًا أَوِ ابْتَلَعَهُ وَيَنْبَغِيْ إِلْقَاءُ النُّخَامَةِ حَتّٰى لَا يَفْسُدَ صَوْمُهُ عَلٰى قَوْلِ الْإِمَامِ الشَّافِعِيِّ رَحِمَهُ اللّٰهُ.

مُخَاطٌ ناک کی رینٹ، سینک۔ **اِسْتَنْشَقَ** ماضی معروف باب استفعال سے مصدر استنشاق ناک میں کوئی چیز چڑھانا۔ **اِبْتَلَعَ** ماضی معروف باب افتعال سے اور مجرد میں باب فتح سے بَلَعَ یَبْلَعُ بَلْعًا نگلنا۔ **النُّخَامَةُ** کھنکار، علامہ شامی فرماتے ہیں کہ متن میں او دخل انفه کے بجائے او نزل الی انفه کہنا زیادہ بہتر تھا۔ حتی تفریعیہ ہے اور فعل اس کے بعد مرفوع ہے۔

ترجمہ یا آ گئی اس کی ناک میں سینک اور سڑک لیا اس کو جان بوجھ کر یا نگل گیا اس کو اور مناسب ہے رینٹ کا پھینک دینا (تھوک دینا) تا کہ نہ ٹوٹے اس کا روزہ حضرت امام شافعیؒ کے قول کے مطابق۔

رینٹ کا حکم

صورت مسئلہ یہ ہے کہ روزہ دار کے ناک میں سینک آ ئی اس نے قصداً اوپر چڑھالی کہ حلق میں چلی گئی یا اس کو نگل گیا تو روزہ نہیں ٹوٹتا، آگے صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ ناک کی رینٹ کا باہر پھینک دینا مناسب ہے تا کہ امام شافعی

کے اختلاف سے نکل جائے کیونکہ ان کے نزدیک نگل لینے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے۔

اختیاری مطالعہ

منہ کی رال نکلنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا اور اگر منہ سے رال نکلی لیکن ابھی وہ منقطع ہو کر نیچے نہ پائی تھی کہ اسے منہ کی طرف کھینچ کر نگل لیا تو اس سے بھی روزہ نہ ٹوٹے گا اور اگر ٹپک گئی پھر نگل گیا تو ٹوٹ جائے گا۔ (مراقی الفلاح: ۳۶۲)

﴿۱۰۶۹﴾ أَوْ ذَرَعَهُ الْقَيْءُ وَعَادَ بِغَيْرِ صُنْعِهِ وَلَوْ مَلَأَ فَاهُ فِي الصَّحِيحِ أَوْ اسْتَقَاءَ أَقَلَّ مِنْ مِلْأِ فِيهِ عَلَى الصَّحِيحِ وَلَوْ أَعَادَهُ فِي الصَّحِيحِ.

ذرعه القیٔ کے معنی ہیں اس کو الٹی ہوگئی۔ استقاء کے معنی ہیں قی طلب کی یعنی بالقصد کی۔ سین طلب کے لئے ہے۔

ترجمہ یا اس کو قی ہوئی اور لوٹ گئی بغیر اس کے فعل کے (خود بخود) اگرچہ بھر دیا ہو اس کا منہ صحیح ترین قول میں یا قصداً قی کی اپنے منہ بھر سے کم صحیح ترین قول پر اگرچہ اس کو واپس کر لیا ہو صحیح ترین قول میں۔

قے کا کیا حکم ہے؟

اس عبارت میں صاحب کتاب حالت صوم میں قی کا حکم بیان فرماتے ہیں مسئلہ یہ ہے کہ اگر خود بخود قی ہو جائے چاہے تھوڑی ہو یا زیادہ تو روزہ نہیں ٹوٹتا کیونکہ اس میں بندے کا دخل نہیں، آگے صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ قی ہوئی پھر خود ہی حلق میں لوٹ گئی چاہے منہ بھر کر بھی ہو روزہ نہیں ٹوٹے گا صحیح قول یہی ہے یعنی امام محمد کے نزدیک، امام ابو یوسف فرماتے ہیں کہ اگر منہ بھر کر ہے تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور اگر جان بوجھ کر لوٹا لیا تو امام محمد کے نزدیک ٹوٹ جائے گا، امام ابو یوسف کے نزدیک نہیں ٹوٹے گا اور اگر روزہ کی حالت میں قصداً قی کی تو منہ بھر کر قی ہونے کی صورت میں بالاتفاق روزہ ٹوٹ جائے گا اور اگر منہ بھر کر نہ ہو تو امام محمدؒ کے نزدیک روزہ ٹوٹ جائے گا جبکہ امام ابو یوسف کے نزدیک نہیں ٹوٹے گا۔ (درمختار مع الشامی بیروت: ۳/۳۵۰) اور اگر اس کو لوٹا لیا تو امام ابو یوسف کے نزدیک نہیں ٹوٹے گا اور امام محمد کے نزدیک ٹوٹ جائے گا۔

﴿۱۰۷۰﴾ أَوْ أَكَلَ مَا بَيْنَ أَسْنَانِهِ وَكَانَ دُوْنَ الْحِمَّصَةِ.

اسنان اس کا واحد سن دانت، حمصة چنا۔

ترجمہ یا کھا لے اس چیز کو جو اس کے دانتوں کے بیچ میں ہے اور وہ چنے سے کم تھی۔

چنے سے کم غذا کا حکم

اگر کوئی غذا چنے کی مقدار سے کم دانت میں پھنسی رہ جائے پھر منہ سے نکالے بغیر اسے نگل گیا تو روزہ فاسد نہ ہوگا۔ (ہندیہ ۱/۲۰۲)

﴿۷۰۱﴾ أَوْ مَضَغَ مِثْلَ سِمْسِمَةٍ مِنْ خَارِجِ فِيهِ حَتَّى تَلَاشَتْ وَلَمْ يَجِدْ لَهَا طَعْمًا فِي حَلْقِهِ.

مضغ فعل ماضی معروف صیغہ واحد غائب باب فتح مضغ یمضغ مضغًا چبانا۔ سمسمۃ تل، تھوڑی سی چیز۔ تلاشت ماضی معروف ہے، تلاشی سے اور وہ لاشی کی ایک خاص شکل ہے یعنی کوئی چیز نہیں رہی بلکہ ٹل مل گئی۔

ترجمہ یا چبائے تل جیسی کوئی چیز اپنے منہ کے باہر سے حتی کہ وہ ٹل مل گئی اور نہ پائے اس کا کوئی مزہ اپنے حلق میں۔

تشریح مسئلہ یہ ہے کہ تل جیسی کوئی چیز روزہ دار نے منہ میں ڈال کر چبائی اور وہ منہ میں ٹل مل گئی اور اس کا مزہ بھی حلق میں محسوس نہیں ہوا تو روزہ فاسد نہ ہوگا اور اگر اس چیز کو نگل گیا تو روزہ فاسد ہو جائے گا۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۳۶۳)

بَابُ مَا يُفْسِدُ بِهِ الصَّوْمُ وَتَجِبُ بِهِ الْكَفَّارَةُ مَعَ الْقَضَاءِ

(ان چیزوں کا بیان جن سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور واجب ہوتا ہے ان کی وجہ سے کفارہ قضا کے ساتھ)

﴿۷۰۲﴾ وَهُوَ اثْنَانِ وَعِشْرُونَ شَيْئًا إِذَا فَعَلَ الصَّائِمُ شَيْئًا مِنْهَا طَائِعًا مُتَعَمِّدًا غَيْرَ مُضْطَرٍّ لَزِمَهُ الْقَضَاءُ وَالْكَفَّارَةُ.

طائعًا خوشی سے، اختیاری طور پر۔ متعمدًا جان بوجھ کر، ارادہ سے۔ مضطرٌ اسم مفعول باب افتعال سے مصدر اضطرار مجبور کرنا اور مضطر کے معنی ہیں بے تاب، بے قرار، بے چین، پریشان۔ کفارہ گناہ کا شرعی اتار یعنی شریعت نے گناہ کی سزا سے محفوظ رکھنے کے لئے جو بدلہ بصورت صوم یا صدقہ یا باندی وغلام کی آزادی کی تجویز فرمادی ہے اسے کفارہ کہتے ہیں۔

ترجمہ اور وہ بائیس چیزیں ہیں جب کرے روزہ دار ان میں سے کسی ایک کو خوشی سے جان بوجھ کر اس حال

میں کہ وہ بے تاب نہ ہو تو اس پر قضا اور کفارہ لازم ہے۔

تشریح کفارہ واجب ہونے کے لئے چند صورتیں ہیں: (۱) رمضان شریف کا روزہ ہو (۲) روزہ دار مکلف ہو (۳) روزہ توڑنا اس کی مرضی اور اختیار سے ہو اگر کسی بیماری وغیرہ یا جبر واکراہ کی وجہ سے مجبور ہو کر روزہ توڑا تو کفارہ نہ ہوگا۔ جاننا چاہئے کہ یہاں عبارت میں صاحب کتاب نے جو بائیس کی تعداد بیان کی ہے یہ تقریباً ہے اُن میں انحصار مقصود نہیں ہے اس سے زیادہ بھی ہوسکتی ہیں۔

فوائد قیود: طائعاً اس قید کو لاکر مکرہ (جس پر زبردستی کی گئی ہو) کو نکالنا مقصود ہے کیونکہ اگر کسی پر زبردستی کرکے روزہ تڑوایا تو اس پر صرف قضاء ہے کفارہ نہیں۔ متعمداً یہ قید بھی احترازی ہے اس سے ناسی (بھولنے والا) اور مخطی (غلطی کرنے والا) کو نکالنا مقصود ہے۔ کیونکہ اگر کوئی شخص بھول سے کھالے تو روزہ نہ ٹوٹے گا اور اگر غلطی ہوگئی مثلاً کلی کرتے وقت حلق میں پانی چلا گیا اور روزہ یاد تھا تو روزہ جاتا رہا قضا واجب ہے کفارہ واجب نہیں۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۳۶۳) غیر مضطر اس قید کو لاکر مضطر کو نکالنا مقصود ہے یعنی اگر روزہ دار کو کسی عمل کی وجہ سے بے حد پیاس لگ گئی اور اتنا بیتاب ہوگیا کہ اب جان کا خوف ہے تو روزہ توڑ دینا درست ہے اور بعد میں صرف قضا لازم ہوگی اور اگر خود قصداً اس نے ایسا کام کیا جس کی وجہ سے ایسی حالت ہوگئی تو گنہگار بھی ہوگا۔ (در مختار مع الشامی: ۳/۳۵۸)

﴿۱۰۷۳﴾ وَهِيَ الْجِمَاعُ فِي أَحَدِ السَّبِيْلَيْنِ عَلَى الْفَاعِلِ وَالْمَفْعُوْلِ بِهِ.

ترجمہ اور وہ صحبت کرنا ہے دونوں شرمگاہوں میں سے کسی ایک میں (اس سے کفارہ واجب ہوتا ہے) فاعل پر (بھی) اور مفعول پر (بھی)۔

تشریح صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر روزہ میں باقاعدہ روزہ دار بیوی سے ہمبستری کرلی ہے تو قضاء کے ساتھ ساتھ دونوں پر کفارہ بھی واجب ہوگا اور اس دن کھانا پینا بھی جائز نہ ہوگا ایسے ہی لواطت کرنے میں جب سپاری چھپ جائے اگرچہ منی نہ نکلی ہو یعنی انزال نہ ہوا ہو تو قضا وکفارہ دونوں لازم ہیں اور اگر بے روزہ دار مرد نے روزہ دار بیوی سے صحبت کرلی تو کفارہ عورت پر لازم ہے اور اگر عورت کے ساتھ مرد نے زبردستی صحبت کرلے تو عورت پر صرف قضا لازم ہے کفارہ نہیں۔

﴿۱۰۷۴﴾ وَالْاَكْلُ وَالشُّرْبُ سَوَاءٌ فِيْهِ مَا يُتَغَذّٰى بِهِ اَوْ يُتَدَاوٰى بِهِ.

یتغذیٰ فعل مضارع مجہول واحد مذکر غائب باب تفعّل سے تغذّی تغذّیاً غذا حاصل کرنا اور غذا وہ کھانے پینے کی چیز جس کی طرف طبیعت کو رغبت ہو اور پیٹ کی خواہش اس سے پوری ہو جائے جیسے گیہوں، روٹی، گوشت، پانی۔ یتداویٰ فعل مضارع مجہول یعنی وہ چیز جو دوا کے کام آتی ہو اور دوا سے ایسی چیز مراد ہے جس سے بدن کی درستگی ہو۔

ترجمہ اور کھانا اور پینا برابر ہیں اس میں وہ چیز جس کے ذریعہ غذا حاصل کی جاتی ہے یا دوا کی جاتی ہے۔

تشریح صورت مسئلہ یہ ہے کہ روزہ یاد ہونے کی حالت میں اگر کوئی مکلف شخص رمضان میں جان بوجھ کر بلا کسی اشتباہ کے کوئی دل پسند غذا یا نفع بخش دوا کھا پی کر روزہ کو فاسد کردے تو اس پر قضا و کفارہ دونوں لازم ہوتے ہیں۔ (عالمگیری: ۲۰۶-۲۰۵)

اختیاری مطالعہ

امراض قلب میں جو گولی زبان کے نیچے رکھی جاتی ہے اور وہ وہیں جذب ہو کر تحلیل ہو جاتی ہے اس سے روزہ نہیں ٹوٹتا لیکن اگر دوا کے اجزا لعاب کے ساتھ مل کر حلق کے راستے سے اندر چلے جائیں تو روزہ ٹوٹ جائے گا۔
(شامی: ۲/۱۲۳)

﴿۱۰۷۵﴾ وَابْتِلَاعُ مَطَرٍ دَخَلَ إِلَىٰ فِيهِ.

ابتلاع باب افتعال کا مصدر ہے اور مجرد میں باب (س ف) سے مستعمل ہے نگلنا۔

ترجمہ اور بارش (کی بوند) کا نگل جانا جو اس کے منہ میں داخل ہو گئی ہو۔

تشریح صورت مسئلہ یہ ہے کہ روزہ دار نے بارش ہوتے ہوئے اپنا منہ آسمان کی جانب اٹھا کر کھول دیا اور بارش کا قطرہ منہ میں آ گیا اور وہ اس کو نگل گیا تو اس کا روزہ فاسد ہو جائے گا قضا و کفارہ دونوں لازم ہوں گے برف اور اولہ بھی اسی حکم میں داخل ہیں۔ (مراقی الفلاح: ۳۶۴)

اختیاری مطالعہ

آنسو یا چہرہ کا پسینہ ایک دو قطرہ بلا اختیار حلق میں چلا جائے تو روزہ فاسد ہو گا۔ (ہندیہ: ۱/۲۰۳)

﴿۱۰۷۶﴾ وَأَكْلُ اللَّحْمِ النِّيِّ إِلَّا إِذَا دَوَّدَ.

اللحم گوشت جمع لحوم۔ النی ناءَ یَنِیْءُ نِیًّا باب ضرب کچا رہنا (جو ابھی پکا نہ ہو) اور نئی کی تفسیر حاشیہ میں یہ لکھی ہے وھو اللحم الذی لم تمسہ النار ولم ینضج وہ گوشت جسے آگ نے نہ چھوا ہو اور نہ پکا یا یعنی کچا گوشت۔ دَوَّدَ ماضی معروف کہا جاتا ہے دَوَّدَ الشیٔ تدویدًا کیڑے پڑنا کیڑا پیدا ہونا، کیڑا لگنا۔

ترجمہ اور کچے گوشت کا کھا لینا مگر جبکہ کیڑے پڑ جائیں۔

تشریح صورت مسئلہ یہ ہے کہ روزہ کی حالت میں عمدا کچا گوشت اور کچا چاول کھانے سے بھی قضا و کفارہ دونوں لازم ہوں گے اس سے بحث نہیں کہ گوشت حلال جانور کا ہے یا حرام کا ایسے ہی جھٹکے کا گوشت ہو یا شرعا ذبح کیا ہوا ہر صورت میں کھانے سے ہو ... ... کے فرماتے ہیں کہ اگر گوشت میں کیڑے پڑ گئے یا بدبو پیدا ہو گئی اس کے بگڑنے کی وجہ سے ... ... ٹوٹ جائے گا اور صرف قضا لازم ہو گی کفارہ نہیں کیونکہ اس میں غذا کے معنی

نہیں رہتا اب وہ بدن کو نقصان ہی پہنچا سکتا ہے۔ (شامی بیروت: ۳/ ۴۲۵، طحطاوی: ۳۶۳)

﴿۱۰۷۷﴾ وَأَكْلُ الشَّحْمِ فِي اخْتِيَارِ الْفَقِيهِ أَبِي اللَّيْثِ .

الشحم چربی، چکنائی جمع شُحُومٌ شَحِمَ يَشْحَمُ شَحْمًا باب (س) چربی دار ہونا، فربہ ہونا، چربی سے بھرا ہوا ہونا۔

ترجمہ اور چربی کا کھانا فقیہ ابو اللیث کے اختیار کردہ قول میں۔

تشریح فرماتے ہیں کہ اگر روزہ دار نے چربی کھائی تو فقیہ ابو اللیث فرماتے ہیں کہ روزہ فاسد ہو جائے گا اور قضاء و کفارہ دونوں لازم ہیں۔

﴿۱۰۷۸﴾ وَقَدِيدِ اللَّحْمِ بِالْاِتِّفَاقِ .

قدید ٹکڑے کیا ہوا گوشت، یا گوشت کا لمبا پارچہ جسے نمک لگا کر سکھا لیا گیا ہو۔

ترجمہ اور سوکھے گوشت کا (کھالینا) بالاتفاق۔

تشریح فرماتے ہیں کہ سکھایا ہوا گوشت کھانے سے بالاتفاق قضاء کفارہ دونوں لازم ہو جائیں گے۔

﴿۱۰۷۹﴾ وَأَكْلُ الْحِنْطَةِ وَقَضْمُهَا إِلَّا أَنْ يَمْضَغَ قَمْحَةً فَتَلَاشَتْ .

حنطة گیہوں جمع حنط . قضم باب ض، س، دانتوں کی نوک سے چبا کر کھانا۔ یمضغ فعل مضارع معروف باب (ف ن) مضغا دانتوں سے چبانا۔ قمحة گیہوں کا دانہ، آدمی رتی برابر۔

ترجمہ اور گیہوں کا کھالینا اور اس کا چبانا مگر یہ چبائے ایک دانہ کہ وہ ریزہ ریزہ ہو جائے۔

تشریح فرماتے ہیں کہ اگر روزہ دار نے گیہوں کھا لئے یا ان کو دانتوں سے چبا کر کھا لیا تو قضاء و کفارہ دونوں ہوں گے لیکن اگر گیہوں کا ایک دانہ منھ میں ڈالا اور اسے چبایا اور وہ ذرہ ذرہ ہو کر دانتوں اور زبان ہی میں رہ گیا اندر نکل گیا اور اس کا مزہ بھی حلق میں محسوس نہیں ہوا تو اس صورت میں نہ روزہ ٹوٹے گا اور نہ قضاء و کفارہ لازم ہوگا۔

﴿۱۰۸۰﴾ وَابْتِلَاعُ حَبَّةِ حِنْطَةٍ وَابْتِلَاعُ حَبَّةِ سِمْسِمَةٍ أَوْ نَحْوِهَا مِنْ خَارِجٍ فِيهِ فِي الْمُخْتَارِ .

ترجمہ اور گیہوں کے ایک دانہ کا نگل جانا اور تل یا اس جیسے کسی غلہ کے ایک دانہ کا اپنے منھ کے باہر سے لیکر نگل جانا پسندیدہ قول میں۔

تشریح فرماتے ہیں کہ اگر روزہ دار نے گیہوں کا دانہ یا تل وغیرہ کا دانہ نگل لیا یعنی باہر سے اٹھا کر منھ میں ڈالا

اور نگل گیا تو بالاتفاق اس کا روزہ ٹوٹ گیا مگر کفارہ لازم ہوگا یا نہیں؟ اس بارے میں بعض حضرات فرماتے ہیں کہ کفارہ لازم نہ ہوگا صرف قضا لازم ہے مگر مفتی بہ قول یہ ہے کہ قضا کے ساتھ ساتھ کفارہ بھی لازم ہوگا۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۳۶۵)

﴿۱۰۸۱﴾ وَاَكْلُ الطِّيْنِ الْاَرْمَنِيِّ مُطْلَقًا وَالطِّيْنِ غَيْرِ الْاَرْمَنِيِّ كَالطَّفْلِ اِنِ اعْتَادَ اَكْلَهٗ۔

الطین الارمنی ایک قسم کی سیاہی مائل سرخ مٹی۔

ترجمہ اور ارمنی مٹی کا کھانا مطلقاً اور ارمنی مٹی کے علاوہ کسی اور مٹی کا کھانا جیسے طین طفل اگر عادت ہو اس کے کھانے کی۔

تشریح فرماتے ہیں ارمنی مٹی کے کھانے کا عادی ہو یا نہ ہو ہر صورت میں اس کے کھانے سے روزہ ٹوٹ جائے گا اور قضا و کفارہ دونوں لازم ہوں گے کیونکہ اس کو دوا کے طور پر کھایا جاتا ہے اور عالمگیری کے حوالہ سے یہ مسئلہ گزر چکا ہے کہ اگر دوا کے طور پر کھا کر روزہ توڑ دیا تو قضا و کفارہ دونوں ہوں گے اور ارمنی مٹی کے علاوہ دوسری مٹی موجب کفارہ اس وقت ہوگی کہ جب وہ کھانے والا شخص اس کا عادی ہو ورنہ نہیں یعنی بے فائدہ مٹی کھانے سے روزہ ٹوٹ جائے گا مگر صرف قضا لازم ہوگی۔

﴿۱۰۸۲﴾ وَالْمِلْحِ الْقَلِيْلِ فِي الْمُخْتَارِ۔

ملح نمک جمع املاح۔

ترجمہ اور تھوڑا سا نمک مذہب مختار کے بموجب (موجب کفارہ ہے)

تشریح فرماتے ہیں کہ اگر روزہ دار نے تھوڑا سا نمک کھا لیا تو قضا و کفارہ دونوں لازم ہوں گے کیونکہ زیادہ نمک کی نہ خواہش ہوتی ہے اور نہ دوا کے طور پر کھایا جاتا ہے۔

﴿۱۰۸۳﴾ وَابْتِلَاعُ بُزَاقِ زَوْجَتِهٖ اَوْ صَدِيْقِهٖ لَا غَيْرِهِمَا۔

ابتلاع باب افتعال کا مصدر ہے نگلنا۔ بزاق تھوک باب نصر سے بَزَقَ يَبْزُقُ بَزْقًا وَبُزَاقًا تھوکنا۔

ترجمہ اور نگل جانا اپنی بیوی یا اپنے دوست کے تھوک کو نہ کہ ان دونوں کے علاوہ۔

تشریح اگر کوئی شخص دوسرے کا تھوک نگل لے تو روزہ فاسد ہو جائے گا قضا لازم ہوگی کفارہ نہیں اگر اپنا تھوک ہاتھ میں لے کر نگل جائے تو روزہ فاسد ہو جائے گا کفارہ لازم نہ ہوگا لیکن اگر اپنے پسندیدہ شخص مثلاً بیوی یا دوست کا تھوک ہے تو کفارہ بھی لازم ہوگا۔ (شامی: ۲/ ۱۴۸)

اختیاری مطالعہ

روزہ کی حالت میں اگر کوئی شخص کسی بزرگ کا تھوک تبرکا چاٹ لے تو روزہ فاسد ہو جائے گا اور قضا و کفارہ اس پر لازم ہوگا۔ (فتاویٰ دار العلوم: ۶/ ۴۳۲، شامی بیروت: ۳/ ۴۲۵)

﴿۱۰۸۳﴾ وَاَكْلُهٗ عَمَدًا بَعْدَ غِيْبَةٍ اَوْ بَعْدَ حِجَامَةٍ اَوْ بَعْدَ مَسٍّ اَوْ قُبْلَةٍ بِشَهْوَةٍ اَوْ بَعْدَ مُضَاجَعَةٍ مِنْ غَيْرِ اِنْزَالٍ اَوْ بَعْدَ دُهْنِ شَارِبِهٖ ظَانًّا اَنَّهٗ اَفْطَرَ بِذٰلِكَ اِلَّا اِذَا اَفْتَاهُ فَقِيْهٌ اَوْ سَمِعَ الْحَدِيْثَ وَلَمْ يَعْرِفْ تَاوِيْلَهٗ عَلَى الْمَذْهَبِ وَاِنْ عَرَفَ تَاوِيْلَهٗ وَجَبَتْ عَلَيْهِ الْكَفَّارَةُ.

قبلة بوسہ جمع قُبَلٌ و قُبُلَاتٌ . مضاجعة باب مفاعلہ کا مصدر ہے اردو میں اس کے معنی ہیں صحبت کرنا اور عربی میں اس کے معنی ہیں بدن سے بدن لگانا یہاں روزہ کی حالت میں بیوی کو ساتھ لٹانا مراد ہے۔ دھن تیل جمع ادھان . شارب مونچھ جمع شوارب . تاویل باب تفعیل کا مصدر ہے جمع تاویلات . ظاہری مطلب سے کسی بات کو پھیر دینا۔

ترجمہ اور اس کا کھالینا جان بوجھ کر غیبت کے بعد یا فاسد خون نکلوانے کے بعد یا چھونے کے بعد یا شہوت کے ساتھ بوسہ لینے کے بعد یا ساتھ لٹانے کے بعد بغیر انزال کے یا اپنی مونچھوں پر تیل لگانے کے بعد یہ خیال کر کے کہ ان چیزوں سے روزہ ٹوٹ گیا مگر جبکہ اس کو کسی فقیہ نے فتویٰ دیا ہو یا حدیث کو سنا ہو اور نہ پہچان سکے اس کی تاویل کو اپنے مذہب کے مطابق اور اگر پہچان لے اس کی تاویل کو تو اس پر کفارہ واجب ہو گیا۔

تشریح اس عبارت میں چند مسائل کا بیان ہے: (۱) حدیث شریف میں آتا ہے کہ جس شخص نے غیبت کی اس کا روزہ ٹوٹ گیا، اس حدیث کا مطلب یہ ہے کہ ایسی صورت میں ثواب کم ہو جاتا ہے اب اگر کسی شخص نے اس حدیث کو سنا اور اس کی تفسیر بھی جانتا تھا اور اس نے روزہ کی حالت میں کسی کی غیبت کی اور پھر یہ سمجھ کر کہ غیبت کرنے سے تو روزہ ٹوٹ جاتا ہے جان بوجھ کر کھالیا تو اب تک تو روزہ نہ ٹوٹا تھا مگر جب کھالیا تو اب روزہ ٹوٹ گیا اب قضا بھی لازم ہوگی اور کفارہ بھی۔ (مراقی الفلاح: ۳۶۵) (۲) روزہ کی حالت میں خون نکلوانے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا مگر روزہ دار نے یہ سوچ کر کہ روزہ ٹوٹ جاتا ہے جان بوجھ کر کھالیا تو اب حقیقت میں روزہ فاسد ہو گیا اور قضا و کفارہ دونوں لازم ہوں گے۔ (۳) روزہ کی حالت میں بیوی کا بوسہ لینے چھونے یا ساتھ لٹانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا مگر کسی روزہ دار نے یہ سمجھا کہ ان افعال کو کرنے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے یہی سوچ کر اس نے کھا پی لیا تو قضا و کفارہ دونوں لازم ہوں گے۔ (۴) روزہ کی حالت میں مونچھوں پر تیل لگانے سے روزہ فاسد نہیں ہوتا مگر روزہ دار نے سمجھا کہ روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور اس نے جان بوجھ کر کھا پی لیا تو قضا و کفارہ دونوں لازم ہوں گے۔ (درمختار مع الشامی بیروت: ۳/ ۳۷۶) الا اذا افتاه الخ اولا یہ سمجھیں حجامة کے معنی ہیں سینگی لگوانا پچھنے لگوانا یعنی بدن سے فاسد خون نکلوانا یہ طریقہ دنیا میں آج بھی

رائج ہے اور مختلف طریقوں سے بدن سے فاسد خون نکالا جاتا ہے اور روزہ کی حالت میں پچھنے لگوانے یا کسی اور طریقہ سے بدن سے خون نکلوانے سے روزہ ٹوٹتا ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے امام احمدؒ کے نزدیک روزہ ٹوٹ جاتا ہے مگر صرف قضا واجب ہوتی ہے کفارہ واجب نہیں ہوتا ہے دیگر فقہاء کے نزدیک روزہ نہیں ٹوٹتا اب صورت مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص روزے سے ہے اور اس نے پچھنے لگوائے پھر کسی حنبلی عالم سے مسئلہ پوچھا کہ میرا روزہ ٹوٹ گیا یا نہیں؟ حنبلی مفتی صاحب نے اپنے مذہب کے مطابق جواب دیا کہ روزہ ٹوٹ گیا ہے اس نے جان بوجھ کر کھا پی لیا تو اب اس شخص پر صرف قضا لازم ہے کفارہ نہیں، کیونکہ اس پر ضروری ہے کہ مفتی صاحب کے قول پر عمل کرے۔ (درمختار مع الشامی: ۳/ ۳۳۶)

او سمع الحدیث حدیث شریف میں ہے رسول اللہ ﷺ نے فرمایا جو پچھنے لگا رہا ہے اس کا بھی روزہ ٹوٹ گیا اور جو لگوا رہا ہے اس کا بھی روزہ ٹوٹ گیا۔ اب صورت مسئلہ یہ ہے کہ روزہ دار نے فاسد خون نکلوایا اور پھر حدیث کی روشنی میں یہ سوچا کہ روزہ تو ٹوٹ گیا اب جان بوجھ کر کھا لیا اور حدیث کی تاویل کا اسے علم نہیں ہے تو اس پر صرف قضا ہے کفارہ نہیں، اور اگر حدیث کی تاویل کو جانتا ہے تو پھر قضا و کفارہ دونوں ہوں گے۔

(درمختار مع الشامی: ۳/ ۳۳۶، مراقی الفلاح: ۳۶۵)

اختیاری مطالعہ

ماقبل میں پچھنے کے بارے میں جو حدیث آئی ہے اس کی مختلف توجیہیں کی گئی ہیں: (۱) افطر الحاجم والمحجوم میں افطر کاد ان یفطر کے معنی میں ہے اور مطلب یہ ہے کہ عمل حجامت سے دونوں کا روزہ ٹوٹنے کے قریب ہو گیا حاجم کا تو اس لئے کہ وہ خون چوستا ہے پس خون کے حلق میں چلے جانے کا اندیشہ ہے اور محجوم کا اس لئے کہ اس کو خون نکلنے کی وجہ سے کمزوری لاحق ہو سکتی ہے اسے فوری دوا لینی پڑ سکتی ہے اور روزہ توڑنا پڑ سکتا ہے۔ (۲) الحاجم والمحجوم میں ال عہدی ہے اور مراد دو مخصوص آدمی ہیں جو حجامت کے دوران غیبت کر رہے تھے ان کے بارے میں آپ نے فرمایا دونوں کا روزہ ٹوٹ گیا یعنی دونوں کے روزوں کا ثواب ضائع ہو گیا اور ضیاع ثواب کی علت حجامت نہیں ہے بلکہ غیبت ہے۔ (شامی: ۳/ ۳۳۷) (۳) افطر الحاجم والمحجوم اگرچہ جملہ خبریہ ہے مگر اس میں انشاء مضمر ہے اور وہی مقصود ہے یعنی آپ نے لوگوں کو مشورہ دیا کہ روزہ کی حالت میں پچھنے نہ لگوائیں اور یہ ممانعت شفقۃً تھی حرمت کے طور پر نہیں تھی کیونکہ اس سے کمزوری لاحق ہوتی ہے۔ (تحفۃ الالمعی: ۳/ ۱۴۸)

﴿۱۰۸۵﴾ وَتَجِبُ الْكَفَّارَةُ عَلٰى مَنْ طَاوَعَتْ مُكْرِهًا۔

طاوعت فعل ماضی معروف واحد مؤنث غائب باب مفاعلۃ سے اس نے موافقت کی اس نے ساتھ دیا مکرہا بضم المیم اسم مفعول باب افعال سے مجبور کیا ہوا۔

ترجمہ اور واجب ہوگا کفارہ اس عورت پر جس نے موافقت کی مجبور کیے ہوئے کی۔

تشریح ایک شخص نے روزہ دار کو جان سے مارنے کی یا کسی عضو کو کاٹنے کی دھمکی دیکر کہا کہ فلاں عورت سے جو تیری بیوی ہے صحبت کر وہ عورت بخوشی آمادہ ہوگئی یعنی اس پر کوئی زبردستی نہ کی گئی تو کفارہ صرف عورت پر ہوگا مرد پر نہیں۔

فَصْلٌ فِي الْكَفَّارَةِ وَمَا يُسْقِطُهَا عَنِ الذِّمَّةِ

(فصل کفارہ کے بیان میں اور ان چیزوں کے بیان میں جو ساقط کر دیتی ہیں کفارہ کو ذمہ سے)

﴿۱۰۸۶﴾ تَسْقُطُ الْكَفَّارَةُ بِطُرُوِّ حَيْضٍ أَوْ نِفَاسٍ أَوْ مَرَضٍ مُبِيحٍ لِلْفِطْرِ فِي يَوْمِهِ.

طُرُوّ، طَرَأَ يَطْرَأُ طَرْأً وَطُرُوْءًا باب فتح سے طاری ہونا پیش آنا رونما ہونا اچانک پیش آنا۔ مُبِيْح اسم فاعل باب افعال سے مصدر اِبَاحَةٌ جائز کرنا۔

ترجمہ ساقط ہو جاتا ہے کفارہ حیض یا نفاس یا ایسی بیماری کے اچانک پیش آجانے سے جو جائز کرنے والی ہو روزہ توڑنے کو اسی دن میں۔

تشریح صورت مسئلہ یہ ہے کہ کوئی عورت روزہ دار تھی اس نے جان بوجھ کر کھا پی لیا جس کی وجہ سے اس کا روزہ فاسد ہو گیا اب اس پر قضا و کفارہ دونوں لازم ہوں گے پھر اسی دن عورت کو حیض آ گیا یا نفاس تو قضا لازم ہوگی کفارہ ساقط ہو جائے گا یا کسی نے قصداً روزہ توڑ دیا پھر ایسا بیمار ہو گیا کہ اگر روزہ دار ہوتا تو روزہ توڑنا جائز ہو جاتا تو صرف قضا لازم ہوگی کفارہ ساقط ہو جائے گا۔ (درمختار: ۲/۱۵۹)

فوائد قیود: مرض مبیح ما قبل کا مسئلہ اس وقت ہے جب کہ یہ بیماری اس نے خود پیدا نہ کی ہو چنانچہ اگر خود کو زخمی کر لیا یا اپنے آپ کو بیمار کیا چھت پر سے نیچے گرا دیا یا ایسا کوئی کام کیا جس کی وجہ سے بیمار ہو گیا تو ان تمام صورتوں میں اگر روزہ توڑے گا تو کفارہ ساقط نہ ہوگا۔ (مراقی الفلاح: ۳۲۶، وحاشیہ نور الایضاح) فی یومہ ما قبل کا مسئلہ اس وقت ہے کہ جب حیض و نفاس یا بیماری اسی دن پیش آئی جس دن روزہ توڑا تھا اور اگر اس دن سے پہلے یا اس دن کے بعد یہ امور پیش آئے تو پھر کفارہ ساقط نہ ہوگا۔ (حاشیہ نور الایضاح، مراقی الفلاح: ۳۲۶)

﴿۱۰۸۷﴾ وَلَا تَسْقُطُ عَمَّنْ سُوفِرَ بِهِ كُرْهًا بَعْدَ لُزُوْمِهَا عَلَيْهِ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ.

سُوْفِرَ ماضی مجہول باب مفاعلہ سے مُسَافَرَةٌ وَسِفَارًا مصدر ہے سفر کرنا اور یہاں پر با کے ذریعہ متعدی کیا گیا تو معنی ہوں گے سفر میں لے جانا۔ كُرْهًا جبراً مجبوراً بلا دل و خواست۔

ترجمہ اور معاف نہیں ہوگا اس شخص سے کہ جس کو سفر میں لے جایا گیا زبردستی کفارہ واجب ہو جانے کے بعد

اس پر ظاہر روایت ہیں۔

تشریح: کسی شخص نے جان بوجھ کر روزہ توڑ دیا اس کے بعد کوئی شخص اسے زبردستی سفر میں لے جاتا ہے تو اس سے کفارہ ساقط نہ ہوگا اور یہی حکم اس وقت ہے کہ جب اپنے اختیار سے سفر میں جائے ہاں اگر روزہ کی حالت میں ہی سفر میں چلا گیا خواہ خود گیا ہو یا کوئی زبردستی لے گیا ہو اور وہاں جا کر روزہ توڑ دیا ہو تو اب کفارہ ساقط ہو جائے گا۔
(مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۳۶۶، ورد المحتار مع الشامی: ۲/۱۵۱)

(۱۰۸۸) وَالْكَفَّارَةُ تَحْرِيرُ رَقَبَةٍ وَلَوْ كَانَتْ غَيْرَ مُؤْمِنَةٍ فَإِنْ عَجَزَ عَنْهُ صَامَ شَهْرَيْنِ مُتَتَابِعَيْنِ لَيْسَ فِيهِمَا يَوْمُ عِيدٍ وَلَا أَيَّامُ التَّشْرِيقِ فَإِنْ لَمْ يَسْتَطِعِ الصَّوْمَ أَطْعَمَ سِتِّينَ مِسْكِينًا يُغَدِّيهِمْ وَيُعَشِّيهِمْ غَدَاءً وَعَشَاءً مُشْبِعَيْنِ أَوْ غَدَاءَيْنِ أَوْ عَشَاءَيْنِ أَوْ عَشَاءً وَسَحُورًا أَوْ يُعْطِي كُلَّ فَقِيرٍ نِصْفَ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ أَوْ دَقِيقِهِ أَوْ سَوِيقِهِ أَوْ صَاعَ تَمْرٍ أَوْ شَعِيرٍ أَوْ قِيمَتَهُ۔

متتابعین یہ تثنیہ ہے اس کا واحد مُتَتَابِعٌ ہے اور تتابع مصدر ہے مسلسل لگاتار۔ یغدیہم فعل مضارع معروف غَدّٰی تَغْدِیَۃً صبح کا کھانا کھلانا لنچ دینا۔ غداء اصل میں صبح کے کھانے کو کہتے ہیں اور عرب میں صبح کا کھانا دس گیارہ بجے کھایا جاتا تھا جیسے ہمارے یہاں دوپہر کا کھانا، لنچ۔ یعشیہم عَشّٰی تَعْشِیَۃً رات کا کھانا کھلانا۔ عشاء رات کا کھانا، ڈنر۔ مشبعین اسم فاعل جمع کا صیغہ ہے باب افعال سے اَشْبَعَ یُشْبِعُ اِشْبَاعًا شکم سیر کرنا۔ سحور سحری کھانا سحری۔ نصف صاع اس کا وزن ۱۳۵ تولہ ہوتا ہے، اور ۱۲ ماشہ کا ایک تولہ گیارہ گرام ۶۶۴ ملی گرام ہوتا ہے، لہٰذا نصف صاع کا وزن موجودہ اوزان کے اعتبار سے ڈیڑھ کلو ۷ گرام ۶۴۰ ملی گرام ہوتا ہے، احتیاطاً ایک کلو ۵۷۵ گرام گیہوں یا اس کی قیمت۔ دقیق آٹا جمع اَدِقَّۃٌ و اَدِقَّاءُ دَقَّ یَدُقُّ دَقًّا باب (ن) باریک کرنا، پیسنا۔ سویق ستو، جو گیہوں جو وغیرہ کو کوٹ کر بنایا جاتا ہے جمع اَسْوِقَۃٌ۔

ترجمہ: اور کفارہ ایک غلام کو آزاد کرنا ہے اگرچہ وہ مسلمان نہ ہو پس اگر عاجز ہو اس سے تو روزے رکھے دو مہینے کے لگاتار کہ ان میں عید اور ایام تشریق نہ ہوں پھر اگر طاقت نہ ہو روزے کی تو کھلائے ساٹھ مسکینوں کو صبح کو بھی اور شام کو بھی یعنی صبح کو صبح کا کھانا اور شام کو شام کا کھانا سیر کر کے یا دو دن صبح کے وقت یعنی دن کا کھانا کھلا دے یا دو دن رات کا کھانا کھلا دے یا ایک شام اور سحری کھلا دے یا دیدے ہر ایک فقیر کو نصف صاع گیہوں یا اس کا آٹا یا اس کا ستو یا ایک صاع کھجور یا جو یا اس کی قیمت۔

کفارہ کا بیان

رمضان کا روزہ توڑنے کا کفارہ یہ ہے کہ غلام یا باندی آزاد کرے خواہ کافر ہو یا مسلمان بالغ ہو یا نابالغ کیونکہ

آیت میں تحریر رقبۃ ہے جو عام ہے البتہ مومن غلام کا آزاد کرنا زیادہ بہتر ہے۔ اگر غلام کا آزاد کرنا ممکن نہ ہو جیسا کہ آج کل کا دور ہے تو لگاتار دو مہینے کے روزے رکھے درمیان میں ایک بھی ناغہ نہ ہو اگر درمیان میں بقرعید اور تین دن اس کے بعد آگئے تو اس فاصلہ کی وجہ سے متواتر روزوں میں فرق آئے گا لہذا کفارہ میں جو پہلے روزے رکھے گئے ہیں وہ شمار نہ ہوں گے بلکہ ۱۴ ذی الحجہ سے از سر نو روزے رکھنے ہوں گے یہ بات ذہن نشین رہے کہ اگر عورت پر کفارہ لازم ہو جائے تو اس کی ماہواری (ناپاکی) کے ایام عذر سمجھے جائیں گے اور ان دنوں میں روزہ نہ رکھنے سے اس کے تسلسل پر کوئی فرق نہ پڑے گا مگر پاکی کے بعد فوراً روزے مسلسل رکھنے ہوں گے۔

آگے فرماتے ہیں کہ اگر روزے رکھنے کی طاقت نہ ہو لاعلاج بیماری کی وجہ سے یا بڑھاپے کی وجہ سے تو ساٹھ مسکینوں کو کھانا کھلانا ضروری ہے اور اس کی دو صورتیں ہیں: (۱) ساٹھ مسکینوں کو دونوں وقت پیٹ بھر کر کھانا کھلا دے اور اس میں تسلسل ضروری نہیں ہے بلکہ دو متفرق اوقات میں بھی مسکینوں کو کھانا کھلا سکتا ہے مثلاً دو دن صبح کو کھلا دے یا دو دن شام کو کھلا دے یا اسی طرح ایک دن شام کو کھلا دے اور ایک وقت سحری میں کھلا دے مگر شرط یہ ہے کہ پہلے دن جن ساٹھ مسکینوں کو کھلایا ہے اگلے دن یا اگلے وقت میں بھی وہی فقیر ہوں اگر الگ الگ ہو گئے تو کفارہ ادا نہ ہوگا۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۳۶۹) (۲) ہر مسکین کو آدھا صاع گیہوں یا آٹا یا ستو یا ایک صاع کھجور یا جو یا اس کی قیمت دے اور اگر قیمت ادا کرنا چاہے تو بازاری بھاؤ کا اعتبار رہے گا کہ اگر اس قیمت سے فقیر گیہوں خریدنا چاہے تو آسانی بازار سے خرید سکے یعنی کنٹرول بھاؤ کا اعتبار نہ ہوگا۔ (فتاویٰ رحیمیہ: ۵/۱۷۱)

اختیاری مطالعہ

(۱) اگر ایک ہی مسکین کو ساٹھ دن تک صبح شام کھلایا تو بھی کفارہ ادا ہو جائے گا۔ (۲) آٹھ دس برس کے بچوں کو جو کہ قریب البلوغ نہ ہوں کھانا کھلانے سے کفارہ ادا نہیں ہوتا البتہ اگر ان کو مقدار کفارہ تملیکاً دیدے مثلاً نصف صاع گندم یا اس کی قیمت ہر ایک بچے کی ملک کردی جائے تو درست ہے۔ (درمختار مع الشامی: ۲/۸۰۲-۸۰۳)

﴿۶۰۹﴾ وَكَفَتْ كَفَّارَةٌ وَاحِدَةٌ عَنْ جِمَاعٍ وَأَكْلٍ مُتَعَدِّدٍ فِي أَيَّامٍ لَمْ يَتَخَلَّلْهُ تَكْفِيرٌ وَلَوْ مِنْ رَمَضَانَيْنِ عَلَى الصَّحِيحِ فَإِنْ تَخَلَّلَ التَّكْفِيرُ لَا تَكْفِي كَفَّارَةٌ وَاحِدَةٌ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ.

كَفَتْ ماضی معروف باب (ض) كِفَايَةً (م) سے کافی ہونا، کفایت کرنا، دوسری چیز سے بے نیاز کرنا۔ لَمْ يَتَخَلَّلْ نفی جحد بلم در فعل مستقبل معروف باب تفعل تَخَلُّل تَخَلَّلَ يَتَخَلَّلُ تَخَلُّلاً درمیان سے نکلنا، وقفہ ہونا۔ تَكْفِير باب تفعیل کا مصدر ہے تدارک کرنا، تلافی کرنا۔

ترجمہ اور کافی ہوگا ایک کفارہ متعدد جماع اور متعدد مرتبہ کھانا کھا لینے سے ایسے چند دنوں میں کہ ان میں

کفارہ درمیان میں نہیں آیا اگرچہ دو رمضان سے ہوں صحیح مذہب پر پس اگر درمیان میں کفارہ ادا کر دے تو کافی نہ ہوگا، ایک کفارہ ظاہر روایت میں۔

تشریح صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر جماع کرنے یا کھانا کھا پینے وغیرہ کے بعد کفارہ ادا کر دیا پھر دوسری مرتبہ جماع کیا یا کھانا کھایا تو کفارہ دوبارہ دینا پڑے گا اور جب تک کفارہ ادا نہ کرے اس وقت تک اگر کئی مرتبہ جماع کرے یا کھانا کھائے خواہ ایک رمضان میں یا چند رمضان میں تو صرف ایک کفارہ آخر میں ادا کرنا کافی ہو جائے گا مگر ایسا کرنا سخت گناہ ہے۔ (حاشیہ نور الایضاح، مراقی الفلاح: ۳۶۷)

بَابُ مَا يُفْسِدُ الصَّوْمَ مِنْ غَيْرِ كَفَّارَةٍ

(ان چیزوں کا بیان جو روزہ کو فاسد کر دیتی ہیں بغیر کفارہ کے)

﴿۱۰۹۰﴾ وَهُوَ سَبْعَةٌ وَّخَمْسُوْنَ شَيْئًا إِذَا أَكَلَ الصَّائِمُ أُرْزًا نِّيًّا أَوْ عَجِيْنًا أَوْ دَقِيْقًا أَوْ مِلْحًا كَثِيْرًا دَفْعَةً أَوْ طِيْنًا غَيْرَ أَرْمَنِيٍّ لَمْ يَعْتَدْ أَكْلَهٗ أَوْ نَوَاةً أَوْ قُطْنًا أَوْ كَاغَدًا أَوْ سَفَرْجَلًا وَّلَمْ يُطْبَخْ أَوْ جَوْزَةً رَطْبَةً أَوِ ابْتَلَعَ حَصَاةً أَوْ حَدِيْدًا أَوْ تُرَابًا أَوْ حَجَرًا.

ارزا نیا کچا چاول۔ عجین گندھا ہوا آٹا، جمع عُجُن. عجن یعجن عجنا باب (ض) آٹے میں پانی ڈال کر ہاتھوں یا مشین سے ملانا۔ نواۃ گٹھلی جمع نویات ونوی. قطن روئی، کاٹن۔ سفرجل ایک پھل کا نام جو سیب کے مشابہ ہے اور کابل و کشمیر میں پیدا ہوتا ہے جمع سفارج واحد سفرجلۃ. جوزۃ اخروٹ، جوز کا واحد ہے۔ حصاۃ کنکر، پتھری جمع حصی وحصیات حصی یحصی حصیا باب (ض) کسی کو کنکر مارنا یا کسی پر کنکریاں پھینکنا۔

ترجمہ اور وہ ستاون (۵۷) چیزیں ہیں جب کھائے روزہ دار کچے چاول یا گندھا ہوا آٹا یا آٹا یا بہت سا نمک ایک مرتبہ یا ارمنی مٹی کے علاوہ (کوئی اور مٹی) جس کے کھانے کی اس کو عادت نہ ہو یا گٹھلی یا روئی یا کاغذ یا بہی (اور ابھی تک) پکی نہیں تھی یا ہرا اخروٹ یا نگل گیا کنکری یا لوہا یا مٹی یا پتھر۔

تشریح فرماتے ہیں کہ اگر روزہ دار نے کچے چاول کھالئے تو روزہ فاسد ہو جائے گا اور صرف قضا لازم ہوگی یہ امام ابو یوسف کے نزدیک ہے امام محمد کے نزدیک کفارہ بھی لازم ہوگا فتویٰ اسی قول پر ہے ایسے ہی اگر گندھا ہوا آٹا یا خشک آٹا کھالیا تو قضا لازم ہوگی اور اگر گھی میں ملا ہوا تھا یا شکر ملی ہوئی تھی تو اب کفارہ بھی لازم ہوگا۔ آگے فرماتے ہیں کہ اگر روزہ دار نے بہت سا نمک کھایا ایک ہی دفعہ تو صرف قضا ہوگی اور اگر کئی مرتبہ میں کھالیا تھوڑا تھوڑا کر کے تو پہلی ہی

مرچ کھانے سے قضا و کفارہ دونوں لازم ہوں گے، فرماتے ہیں کاغذ کھانے سے بھی روزہ فاسد ہو جائے گا اور صرف قضا لازم ہوگی ایسے ہی سفرجل کھانے سے بھی روزہ فاسد ہو جائے گا اور صرف سفرجل ہی مراد نہیں بلکہ ایسا پھل مراد ہے جو کچا نہ کھایا جاتا ہو، آگے فرماتے ہیں کہ اگر ایسا اخروٹ کھایا کہ جس میں گری نہیں ہے تو صرف قضا ہے اور اگر اس میں گری تھی تو اب دو صورتیں ہیں اول حلق میں چھلکا پہنچا ہوگا یا گری اگر چھلکا پہنچا تو صرف قضا ہے کفارہ نہیں ورنہ کفارہ بھی لازم ہوگا۔ آگے فرماتے ہیں کہ پتھر کی کنکری یا بے فائدہ مٹی کھانے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے مگر صرف قضا لازم ہوگی ایسے ہی پیتل سونا چاندی لوہا وغیرہ کھانے سے بھی قضا لازم ہوگی۔

{۱۰۹۱} أو احتقن.

احتقن ماضی معروف باب افتعال احتقان (مص) سے حقنہ کرانا اور دوا چڑھانا۔

ترجمہ یا حقنہ کرائے۔

حقنہ کا حکم

پیٹ کی صفائی کے لئے پیچھے کے راستے سے جو دوا چڑھائی جاتی ہے جس کو "انیما" کہا جاتا ہے اس سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور قضا لازم ہے۔

{۱۰۹۲} أو استعط.

استعط ماضی معروف واحد غائب باب افتعال استعاطاً مصدر ہے ناک میں دوا ڈالنا یہ لغوی معنی ہے مگر حکم صرف دوا ہی کے ساتھ خاص نہیں بلکہ اگر پانی ڈالا تو بھی یہی حکم ہے جیسا کہ تشریح کے تحت آ رہا ہے۔

ترجمہ یا ناک میں دوا ڈالے۔

ناک میں دوا ڈالنا

روزہ کی حالت میں ناک میں دوا ڈالنے اور پانی پہنچانے سے روزہ ٹوٹ جاتا ہے اس لئے روزہ کی حالت میں وضو اور غسل کرتے وقت ناک میں پانی احتیاط سے چڑھانا چاہیئے اگر پانی دماغ میں چڑھ گیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا کیونکہ ناک سے آگے منھ کی طرف بھی سوراخ ہے اور دماغ کی طرف بھی پھر دماغ سے پیٹ کی طرف الگ سوراخ ہے اور احتیاط کا طریقہ یہ ہے کہ سانس روک کر پانی چڑھائے دماغ میں پانی نہیں چڑھے گا۔ (تحفۃ الالمعی: ۱۲/۳، طحطاوی: ۳۶۷)

{۱۰۹۳} أو أوجر بصب شيء في حلقه على الأصح.

اوجر ماضی معروف باب افعال سے مصدر ایجاراً مادہ وَجْرٌ ہے کوئی چیز منہ میں ڈالنا اور اس کی تعبیر صاحب کتاب نے بصب شیء فی حلقه کہہ کر کی ہے اس میں اس طرف بھی اشارہ ہے کہ صب کے شروع میں جو باء ہے وہ اوجر کی منظرکشی کے لئے ہے اور صَبٌّ باب (ن) کا مصدر ہے ڈالنا۔

ترجمہ یا ڈالے کوئی چیز اپنے حلق میں صحیح مذہب کے مطابق۔

حلق میں کوئی چیز ڈال لینا

مسئلہ یہ ہے کہ نلکی وغیرہ کے ذریعہ کوئی چیز حلق میں ڈال کر اندر پہنچا لے تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور صرف قضا لازم ہوگی کفارہ نہیں صحیح ترین مذہب یہی ہے۔

فائدہ: علی الاصح اس قید کا تعلق احتقن ، استعط ، اوجر تینوں سے ہے اور اس قید کو لگا کر امام ابو یوسف کے قول سے احتراز ہے کہ وہ تینوں صورتوں میں کفارہ کے بھی قائل ہیں۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۳۶۷)

---

(۹۲۰) او اقطر فی اذنه دهنا او ماء فی الاصح۔

اقطر علامہ شامیؒ نے فرمایا ہے کہ یہ لفظ دو طریقے سے پڑھ سکتے ہیں: (۱) معروف (۲) مجہول۔ مجہول پڑھنے کی صورت میں فی اذنه اس کا نائب فاعل ہے اور اگلا جملہ مفعول ہوتی ہے اور معروف پڑھنے کی صورت میں دهنا اس کا مفعول ہے اور فی اذنه اقطر کے متعلق ہے۔ اور معروف پڑھنا ہی اولیٰ ہے جیسا کہ مصنف کی عبارت سے بھی معلوم ہوتا ہے۔

ترجمہ یا ٹپکائے اپنے کان میں تیل یا پانی صحیح ترین قول میں۔

کان میں تیل یا دوا ڈالنا

روزہ کی حالت میں کان میں تیل اور دوا ڈالنے سے روزہ فاسد ہو جاتا ہے قضا لازم ہوگی کفارہ نہیں اور کان میں خود بخود پانی چلے جانے سے روزہ نہیں ٹوٹتا لیکن اگر بالقصد کان میں پانی داخل کیا تو ایک قول کے مطابق روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (الطحطاوی علی مراقی الفلاح: ۳۶۸) خلاصہ یہ نکلا کہ تیل اور دوا کے ڈالنے سے بالاتفاق روزہ ٹوٹ جائے گا اور پانی کے خود بخود چلے جانے سے بالاتفاق نہ ٹوٹے گا اور داخل کرنے سے ٹوٹ جائے گا یا نہیں؟ اس بارے میں دو قول ہیں: (۱) نہیں ٹوٹے گا اختاره فی الهدایه والتبیین وصححه فی المحیط وفی الولوالجیة انه المختار ۔ (۲) ٹوٹ جائے گا مشی فی البزازیه واستظهره فی الفتح والبرهان۔ (شامی بیروت: ۳/۳۶۸)

اختیاری مطالعه

حضرت اقدس مفتی سعید احمد صاحب دامت برکاتہم فرماتے ہیں کہ کان میں سیال دوا ڈالنے سے بعض حضرات

کے نزدیک روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور بعض کے نزدیک نہیں ٹوٹتا اور اختلاف کی وجہ یہ ہے کہ کان سے آگے حلق کی طرف تو بالاتفاق سوراخ نہیں مگر دماغ کی طرف سوراخ ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے جن حضرات کے نزدیک سوراخ ہے ان کے نزدیک کان میں دوا ڈالنا مفسد صوم ہے اور جن کے نزدیک سوراخ نہیں وہ عدم تفطیر کے قائل ہیں اور ان کے نزدیک کان میں دوا ڈالنے سے روزہ نہیں ٹوٹتا البتہ بہتر یہ ہے کہ روزہ کی حالت میں کان میں دوا نہ ڈالے لیکن اگر کوئی ڈال لے تو روزہ نہ ٹوٹے گا۔ (تقریرات رافعی: ۱۶۱/۳)

﴿۱۰۹۵﴾ أو داوى جائفة أو آمة بدواء ووصل إلى جوفه أو دماغه.

داوى فعل ماضی معروف صیغہ واحد مذکر غائب باب مفاعلہ سے داوی مداواۃ علاج کرنا، دوا دارو کرنا۔
جائفة پیٹ میں کوئی ایسا زخم ہو گیا جو معدہ کے اندر تک جاتا ہے اور وہ مستقل سوراخ بن گیا ہے اس کو جائفہ کہتے ہیں جمع جوائف ، آمة سر کا وہ زخم جو اندرون دماغ تک پہنچ گیا ہو اور الى جوفه کا تعلق جائفة سے ہے اور الى دماغه کا تعلق آمة سے ہے۔

ترجمہ یا علاج کرے پیٹ کے زخم یا دماغ کے زخم کا کسی دوا سے اور وہ پہنچ جائے اس کے پیٹ یا دماغ کے اندر تک۔

زخم پر دوا لگانا

فرماتے ہیں کہ اگر پیٹ میں کوئی زخم ہو گیا اور اس پر دوا لگانے یا ڈالنے سے وہ دوا معدہ کے اندر پہنچ جائے تو روزہ ٹوٹ جائے گا خواہ دوا تر ہو یا خشک ہو دونوں صورتوں میں حکم برابر ہے، ایسے ہی اگر سر پر زخم ہے اور اس پر دوا لگائی وہ دماغ تک پہنچ گئی تو بھی روزہ ٹوٹ جائے گا کیونکہ جو چیز دماغ میں پہنچتی ہے وہ وہاں سے حلق کے ذریعہ پیٹ میں اتر جاتی ہے، علامہ ابن نجیم مصری فرماتے ہیں کہ دماغ اور پیٹ کے درمیان اصلی سوراخ ہے اور دماغ میں پہنچنے والی ہر چیز پیٹ میں اتر جاتی ہے پس اصل ناقض جوف معدہ میں کسی چیز کا پہنچنا ہے۔ (البحر الرائق بیروت: ۳۰۰/۲، طحطاوی: ۳۶۸)

﴿۱۰۹۶﴾ أو دخل حلقه مطر أو ثلج في الأصح ولم يبتلعه بصنعه.

ترجمہ یا داخل ہو جائے اس کے حلق میں بارش یا برف صحیح ترین قول میں اور نہ نگلے اس کو اپنے فعل سے۔

تشریح صورت مسئلہ یہ ہے کہ روزہ دار کے منہ میں بلا اختیار بارش کی بوند یا برف چلا گیا اور اس نے اسے نہیں نگلا تو روزہ فاسد ہو جائے گا اور صرف قضا لازم ہوگی اور اگر اپنے اختیار سے نگل لیا تو پھر کفارہ بھی ہوگا۔

﴿۱۰۹۷﴾ أو أفطر خطأ بسبق ماء المضمضة إلى جوفه.

ترجمہ یا ٹوٹ جائے غلطی سے کلی کے پانی کے چلے جانے کے باعث اس کے پیٹ تک۔

حلق میں پانی چلا جائے

اگر وضو وغیرہ کرتے ہوئے حلق میں پانی چلا جائے اور روزہ یاد تھا تو روزہ جاتا رہا قضا واجب ہے کفارہ نہیں لیکن پھر بھی دن بھر کھانا پینا جائز نہیں ہے۔ (شامی بیروت: ۳۳۳/۳، امداد الفتاوی: ۱۳۶/۲)

﴿۱۰۹۸﴾ أَوْ أَفْطَرَ مُكْرَهًا وَلَوْ بِالْجِمَاعِ أَوْ أُكْرِهَتْ عَلَى الْجِمَاعِ.

ترجمہ یا توڑ دے اس حالت میں کہ زبردستی کی گئی ہو اگرچہ جماع کے ذریعہ سے ہو یا مجبور کی گئی جماع پر۔

روزہ فاسد کرانے کا حکم

اس عبارت میں دو مسئلے بیان کر رہے ہیں: (۱) کسی نے دھمکی دے کر کسی روزہ دار کا روزہ فاسد کرا دیا یعنی مثلاً صحبت کرنے پر مجبور کر دیا تو ایسی صورت میں صرف قضا لازم ہوگی کفارہ نہیں۔ (۲) کسی عورت کو مجبور کیا گیا اور اس سے زبردستی مجامعت کی گئی تو عورت پر صرف قضاء ہے کفارہ نہیں۔

﴿۱۰۹۹﴾ أَوْ أَفْطَرَتْ خَوْفًا عَلَى نَفْسِهَا مِنْ أَنْ تَمْرَضَ مِنَ الْخِدْمَةِ أَمَةً كَانَتْ أَوْ مَنْكُوحَةً.

ترجمہ یا توڑ دے اپنی جان پر خوف کرتے ہوئے اس بات کا کہ وہ بیمار ہو جائے گی خدمت کرنے سے خواہ باندی ہو یا منکوحہ۔

خدمت کرنے کی وجہ سے روزہ توڑنے کا حکم

صورت مسئلہ یہ ہے کہ روزہ دار باندی کو اس بات کا پختہ یقین ہے کہ اپنے آقا کی خدمت کی وجہ سے بیمار پڑ جائے گی اس نے یہ سوچ کر روزہ توڑ دیا یا آزاد عورت کو اس بات کا یقین ہے کہ شوہر کی خدمت کرنے کی وجہ سے بیمار ہو جائے گی یہ خیال کر کے اس نے روزہ توڑ دیا تو ان دونوں صورتوں میں فقط قضا لازم ہے۔

﴿۱۱۰۰﴾ أَوْ صُبَّ أَحَدٌ فِي جَوْفِهِ مَاءً وَهُوَ نَائِمٌ.

صُبَّ ماضی معروف واحد مذکر غائب باب (ن) صَبًّا مصدر ہے پانی ڈالنا، بہانا اور ھو ضمیر صائم کی جانب لوٹ رہی ہے اور یہ جملہ حالیہ واقع ہو رہا ہے۔ جوف پیٹ، ہر چیز کا اندرونی کھوکھلا حصہ جمع اجواف۔

ترجمہ: یا اس نے کوئی اس کے منہ میں پانی اس حال میں کہ وہ سویا ہوا ہے۔

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ روزہ دار سویا ہوا تھا کسی نے اس کے منہ میں پانی ڈال دیا جو حلق تک گیا تو اس کا روزہ فاسد ہو گیا اور اب قضاء لازم ہے کفارہ نہیں۔

﴿۱۰۱﴾ اَوْ اَكَلَ عَمَدًا بَعْدَ اَكْلِهٖ نَاسِيًا وَلَوْ عَلِمَ الْخَبَرَ عَلَى الْاَصَحِّ.

ترجمہ: یا کھائے جان بوجھ کر اس کے بھول کر کھانے کے بعد اگرچہ وہ حدیث کو جانتا ہو صحیح ترین قول میں۔

بھولنے کے بعد جان بوجھ کر کھانے والے کا حکم

اگر کسی کو اپنا روزہ بالکل یاد نہ رہا اور بے خیالی میں کھا لیا یا پی لیا تو روزہ نہیں ٹوٹتا اب ایک شخص روزہ دار ہے اس نے بھول سے کھا پی لیا اور اسے اس بات کا علم بھی ہے کہ بھول سے کھانے پینے سے روزہ نہیں ٹوٹتا یا علم نہیں بہر حال پھر اس نے جان بوجھ کر کھا لیا تو اب اس شخص پر قضاء و کفارہ دونوں لازم ہوں گے یا صرف قضا؟ صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ صرف قضاء لازم ہوگی کفارہ نہیں مفتیٰ بہ قول یہی ہے اگرچہ ایک روایت یہ بھی ہے کہ کفارہ بھی لازم ہوگا اور کفارہ لازم نہ ہونے کی علت حضرت امام مالکؒ کا اختلاف ہے اور وہ یہ ہے کہ رمضان کا روزہ ہو یا غیر رمضان کا اگر روزہ دار بھول کر کھا پی لے تو روزہ نہیں ٹوٹتا اس مسئلہ میں صرف امام مالکؒ کا اختلاف ہے وہ فرماتے ہیں بھول کر کھانے پینے سے نفل روزہ نہیں ٹوٹتا رمضان کا روزہ ٹوٹ جاتا ہے اس اختلاف کی بنیاد پر مسئلہ میں نرمی ہوگی ورنہ کفارہ لازم ہوتا۔

(شامی: ۳/۳۳۵)

فائدہ: متن کی عبارت میں خبر سے مراد حدیث رسولؐ ہے اور وہ یہ ہے کہ آپ نے فرمایا جس نے بھول کر کھایا پیا وہ روزہ نہ توڑے اس لئے کہ وہ کھانا اور پینا ایک رزق ہے جو اللہ تعالیٰ نے اسے کھلایا پلایا ہے۔ (ترمذی)

کفارہ واجب نہ ہونے کی یہ وجہ بھی ہو سکتی ہے کہ بھول کر کھانے والا اشتباہ میں پڑ گیا ہو اس نے یہ سوچ کہ جان بوجھ کر کھانے سے روزہ ٹوٹتا ہے تو اس نے نسیان کو عمد پر قیاس کر لیا اور یہ خیال کیا کہ کھانا روزہ کے منافی ہے خواہ بھول کر یا جان بوجھ کر اور حدیث جس کا تذکرہ ابھی اوپر آچکا ہے اس سے معلوم ہوتا ہے کہ روزہ نہیں ٹوٹتا تو اس شبہ کی وجہ سے کفارہ ساقط ہو گیا۔ (شامی بیروت: ۳/۳۳۵)

﴿۱۰۲﴾ اَوْ جَامَعَ نَاسِيًا ثُمَّ جَامَعَ عَامِدًا.

ترجمہ: یا صحبت کرے بھول کر پھر صحبت کرے جان بوجھ کر۔

تشریح: اگر کسی کو اپنا روزہ بالکل یاد نہ رہا اور بے خیالی میں بیوی سے صحبت کر لی تو اس کا روزہ بدستور باقی رہے گا لیکن اگر اس نے یہ سمجھ کر کہ روزہ جاتا رہا اب جان بوجھ کر صحبت کر لی تو صرف قضا لازم ہے کفارہ نہیں۔

﴿۱۰۳﴾ أَوْ أَكَلَ بَعْدَ مَا نَوَى نَهَارًا وَلَمْ يُبَيِّتْ نِيَّتَهُ.

لم یبیت نفی جحد بلم در فعل مستقبل معروف باب التفعیل سے تبییت، تو پیشاب رات میں کسی کام کو انجام دینا۔

ترجمہ یا کھائے دن میں نیت کرنے کے بعد حالانکہ رات سے اس کی نیت نہ کی ہو۔

صبح صادق کے بعد جان بوجھ کر کھا پی لیا تو کیا حکم ہے؟

اس عبارت کو حل کرنے کے لئے اولاً یہ بات ذہن نشین رکھئے کہ رمضان کے ادا روزے اور نذر معین کے روزے ان میں حضرت امام مالک و شافعی و احمد کے نزدیک صبح صادق سے پہلے نیت کرنا ضروری ہے اگر صبح صادق ہو گئی اور نیت نہیں کی تو روزہ نہیں ہوگا اور احناف کے نزدیک صبح صادق کے بعد بھی نیت کر سکتے ہیں۔ (اوجز المسالک: ۳/۱۳، عمدة القاری: ۸/۲۷) اب سنئے صورت مسئلہ یہ ہے کہ ماہ مبارک میں ایک شخص نے صبح صادق کے بعد روزہ کی نیت کی اور اس کے بعد جان بوجھ کر کھا پی لیا یا صحبت کر لی تو اس کا روزہ فاسد ہو گیا اور قضا کے ساتھ کفارہ بھی لازم ہونا چاہئے تھا مگر چونکہ ائمہ ثلاثہ کے مذہب کے مطابق صبح صادق کے بعد نیت کرنے کا کوئی اعتبار ہی نہیں ہے اس لئے وہ روزہ دار ہی نہیں سمجھا جائے گا اب جو اس نے کھایا پیا ہے وہ غیر روزہ دار ہونے کی حالت میں کھایا پیا ہے تو ائمہ ثلاثہ کے اس مذہب کی بنیاد پر اس کے افطار کے جرم میں کمزوری آ گئی اس کمزوری کی بنا پر کفارہ کا حکم نہیں دیا جائے گا کیونکہ کفارہ ایک سزا ہے اور سزا شبہ کی صورت میں لازم نہیں ہوتی۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی ۳۶۹)

﴿۱۰۴﴾ أَوْ أَصْبَحَ مُسَافِرًا فَنَوَى الْإِقَامَةَ ثُمَّ أَكَلَ.

ترجمہ یا صبح کرے مسافر ہونے کی حالت میں پھر نیت کرے ٹھہرنے کی پھر کھالے

مسافر شرعی نے پندرہ روز قیام کی نیت کر لی تو کیا حکم ہے؟

صورت مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص صبح کے وقت مسافر شرعی تھا اور اس نے صبح صادق سے پہلے روزہ رکھنے کا پختہ ارادہ کر لیا یا صبح صادق سے پہلے نیت نہیں کی (دونوں صورتوں میں حکم برابر ہے) پھر اس نے پندرہ روز ٹھہرنے کا ارادہ کر لیا اس کے بعد اس نے کھا پی کر روزہ فاسد کر دیا یا پہلے روزہ توڑ دیا پھر اقامت کی نیت کی تو اس پر کفارہ لازم نہ ہوگا صرف قضا لازم ہے اور اب بقیہ دن کھانا پینا حرام ہے کفارہ لازم نہ ہونے کی وجہ یہ ہے کہ وہ پہلے سے مسافر تھا لہٰذا اس کو افطار کرنا جائز تھا اور کفارہ شبہ سے ساقط ہو جاتا ہے۔ (مراقی الفلاح: ۳۶۹)

﴿۱۰۵﴾ أَوْ سَافَرَ بَعْدَ مَا أَصْبَحَ مُقِيمًا فَأَكَلَ.

ترجمہ یا سفر کرے صبح کے بعد اس حال میں کہ وہ مقیم تھا پھر کھالے۔

روزہ دار مقیم مسافر ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

صورت مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص مقیم تھا اور روزہ سے تھا اور صبح صادق کے بعد سفر میں چلا گیا اور پھر حالت سفر میں اس نے کھا پی کر یا جماع کر کے روزہ فاسد کر دیا یہ خیال کرتے کہ اب تو مسافر ہے تو اس پر قضا ہے کفارہ نہیں کیوں کہ سفر شروع ہو جانے کے بعد رخصت حاصل ہو جاتی ہے اس لئے شبہ پیدا ہوا لہٰذا کفارہ واجب نہیں، ہاں اگر کسی ضرورت کی بنا پر درمیان سفر سے وطن واپس آ گیا اور پھر جان بوجھ کر کھا پی لیا تو اب قضا کے ساتھ کفارہ بھی لازم ہوگا کیونکہ واپس لوٹنے کی وجہ سے اس کا سفر ختم ہو گیا یا سفر کی نیت سے چل دیا مگر ابھی اپنے جائے قیام کی آبادی اور اس کے ملحقات سے آگے نہیں بڑھا بلکہ گھر یا محلے سے ہی نکلا تھا اور جان بوجھ کر روزہ توڑ دیا تو اس پر کفارہ بھی لازم ہوگا کیونکہ ابھی تک وہ مسافر شرعی ہی نہ ہوا۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی:۳۶۹)

﴿۱۰۶﴾ أَوْ أَمْسَكَ بِلَا نِيَّةِ صَوْمٍ وَلَا نِيَّةِ فِطْرٍ.

ترجمہ یا رُکا رہے بغیر روزہ کی نیت کے اور بغیر روزہ نہ رکھنے کی نیت کے۔

بلا نیت بھوکا پیاسا رہنے سے کیا روزہ ہو جائے گا

صورت مسئلہ یہ ہے کہ کسی نے رمضان شریف میں تمام دن یونہی گزار دیا بغیر کھائے پیئے نہ روزہ کی نیت کی اور نہ روزہ نہ رکھنے کی نیت کی تو اس صورت میں اس دن کے روزہ کی قضا واجب ہوگی نہ کہ کفارہ کیونکہ روزہ کے صحیح ہونے کے لئے نیت کرنا ضروری ہے اور یہاں نیت نہیں پائی گئی اور شرط کے ختم ہو جانے سے مشروط ختم ہو جاتی ہے اور کفارہ اس شخص پر لازم ہوتا ہے جو روزہ رکھنے کے بعد اس کو توڑ دے اور یہاں نیت کے نہ پائے جانے کی وجہ سے روزہ بالکل نہیں پایا گیا اس لئے کفارہ لازم نہ ہوگا۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی:۳۶۹)

﴿۱۰۷﴾ أَوْ تَسَحَّرَ أَوْ جَامَعَ شَاكًّا فِي طُلُوعِ الْفَجْرِ وَهُوَ طَالِعٌ أَوْ أَفْطَرَ بِظَنِّ الْغُرُوبِ وَالشَّمْسُ بَاقِيَةٌ.

تسحر ماضی معروف باب تفعل سے سحری کھانا۔ **شاکا** شک وشبہ میں مبتلا شک یشک شکا باب (ن) جب صلہ میں فی آئے تو معنی ہوں گے شک کرنا، شبہ کرنا۔

ترجمہ یا سحری کھائے یا صحبت کرے درانحالیکہ شک کرنے والا ہو صبح صادق کے طلوع میں حالانکہ وہ طلوع ہو چکی یا افطار کرلے (سورج) چھپ جانے کے گمان پر حالانکہ (ابھی) سورج موجود ہے۔

صبح صادق کے بعد غلطی سے کھانے والے کا حکم

اس عبارت میں تین مسئلے بیان کر رہے ہیں: (۱) اگر کسی کی آنکھ دیر میں کھلی اور یہ خیال ہوا کہ ابھی رات باقی ہے اس گمان پر سحری کھالی پھر بعد میں معلوم ہوا کہ صبح صادق ہو جانے کے بعد سحری کھائی تھی تو روزہ نہیں ہوا قضا روزہ رکھے اور کفارہ واجب نہیں لیکن پھر بھی کچھ کھائے پیئے نہیں اور روزہ داروں کی طرح رہے۔ (۲) سحری کے بعد کسی نے اپنی بیوی سے صحبت کی اور اس کو یہ شک تھا کہ ابھی صبح صادق نہیں ہوئی ہے حالانکہ صبح صادق ہو چکی تھی اور سحری کا وقت ختم ہو گیا تھا تو اب اس صورت میں صرف قضا لازم ہوگی کفارہ نہیں۔ (۳) اگر سورج غروب ہونے کے گمان سے روزہ کھول لیا بعد میں معلوم ہوا کہ ابھی چند منٹ باقی تھے تو روزہ جاتا رہا اس کی قضا کرے کفارہ واجب نہیں اور جب تک سورج نہ ڈوب جائے کھانا پینا درست نہیں۔

﴿۱۱۰۸﴾ اَوْ اَنْزَلَ بِوَطْيِ مَيْتَةٍ اَوْ بَهِيْمَةٍ اَوْ بِفَخِذٍ اَوْ بَطْنٍ .

ترجمہ یا انزال ہو جائے مردہ یا جانور سے وطی کرنے سے یا ران یا پیٹ پر رگڑنے سے۔

جانور سے وطی کا حکم

صورت مسئلہ یہ ہے کہ روزہ دار نے کسی مردہ عورت سے صحبت کی یا جانور سے تو چونکہ جانبین سے مکمل قضاء شہوت نہیں ہے اس لئے صرف قضا لازم ہے یا ایک شخص نے روزہ کی حالت میں اپنی بیوی کے پیٹ یا ران پر اپنے عضو تناسل کو رکھ کر رگڑ دیا جس کی وجہ سے انزال ہو گیا تو اس صورت میں صرف روزہ کی قضا لازم ہوگی کفارہ لازم نہ ہوگا۔

(در مختار مع الشامی بیروت: ۳/ ۳۲۸، در مختار مع الشامی مصری: ۲/ ۱۴۲)

﴿۱۱۰۹﴾ اَوْ قُبْلَةٍ اَوْ لَمْسٍ .

قبلة بوسہ جمع قُبَل۔

ترجمہ یا بوسہ لینے یا چھونے (کے سبب)

بوس وکنار کی وجہ سے انزال ہو گیا تو کیا حکم ہے؟

ایک شخص نے ماہ رمضان میں دن کو اپنی زوجہ سے بوس وکنار کیا جس سے انزال ہو گیا تو اس صورت میں روزہ فاسد ہو جائے گا بعد میں ایک روزہ قضا کرنا واجب ہوگا کفارہ لازم نہ ہوگا۔ (فتاویٰ دار العلوم: ۹/ ۱۰۱۴، در مختار: ۳/ ۳۲۸)

﴿۱۱۱۰﴾ اَوْ اَفْسَدَ صَوْمَ غَيْرِ اَدَاءِ رَمَضَانَ .

ترجمہ یا فاسد کردے رمضان کے ادا روزہ کے علاوہ۔

غیر رمضان کا روزہ قصداً توڑ دے تو کیا حکم ہے؟

فرماتے ہیں کہ اگر غیر رمضان میں روزہ رکھ کر اس کو جان بوجھ کر توڑ دیا تو اس کی وجہ سے اس پر کفارہ واجب نہ ہوگا صرف قضا لازم ہوگی۔

تنبیہ: جاننا چاہئے کہ یہاں عبارت میں اداء کی قید لگا کر یہ بیان کرنا چاہتے ہیں کہ رمضان کے قضا روزہ کے فاسد کرنے میں کفارہ نہ ہوگا، اداء کی قید اس بات کو بیان کرنے کے لئے نہیں لگائی گئی ہے کہ قضاء رمضان کے فاسد کرنے میں قضا بھی نہ ہوگی۔ (شامی بیروت: ۳/۳۲۸)

﴿۱۱۱۱﴾ أَوْ وُطِئَتْ وَهِيَ نَائِمَةٌ.

ترجمہ یا صحبت کرلی گئی اس حال میں کہ وہ سوئی ہوئی ہے۔

سوئی بیوی سے صحبت کرنا

صورت مسئلہ یہ ہے کہ عورت سوئی ہوئی تھی شوہر نے اسی حال میں اس سے وطی کرلی تو روزہ فاسد ہوگیا اور عورت پر صرف قضا لازم ہے اور شوہر پر قضا و کفارہ دونوں لازم ہوں گے۔ (شامی: ۲/۱۳۳، شامی بیروت: ۳/۳۲۹)

﴿۱۱۱۲﴾ أَوْ أَقْطَرَتْ فِي فَرْجِهَا عَلَى الْأَصَحِّ.

أقطرت ماضی معروف باب افعال سے ٹپکانا تھوڑا تھوڑا بہانا۔

ترجمہ یا ٹپکائے (کوئی عورت) اپنی شرمگاہ میں صحیح مذہب پر۔

شرمگاہ میں دوا ڈالنا

اگر کوئی عورت شرمگاہ میں دوا ڈال لے تو فوراً اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا اور روزہ کی قضا بغیر کفارہ کے لازم ہوگی۔ (البحر الرائق: ۲/۳۰۱)

﴿۱۱۱۳﴾ أَوْ أَدْخَلَ إِصْبَعَهُ مَبْلُولَةً بِمَاءٍ أَوْ دُهْنٍ فِي دُبُرِهِ.

مبلولة اسم مفعول مؤنث باب نصر سے بَلَّ يَبُلُّ بَلًّا بھگونا، تر کرنا، مبلولة کے معنی بھیگی ہوئی۔

ترجمہ یا داخل کرے اپنی انگلی اس حال میں کہ وہ بھیگی ہوئی ہے پانی یا تیل سے اپنے پاخانے کے مقام میں۔

دبر میں انگلی داخل کرنا

صورت مسئلہ یہ ہے کہ کسی روزہ دار نے اپنے پیچھے کے راستہ میں انگلی ڈالی تو اس کی دو صورتیں ہیں: (۱) اگر خشک انگلی داخل کرے جس پر پانی یا دوا کا کچھ اثر نہ ہو تو روزہ نہیں ٹوٹے گا۔ (۲) اگر تر ہاتھ ڈالا یا دوا وغیرہ لگا کر ہاتھ ڈالا تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور قضا لازم ہوگی۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۳۷۰)

﴿۱۱۱۴﴾ اَوْ اَدْخَلَتْهُ فِيْ فَرْجِهَا الدَّاخِلِ فِي الْمُخْتَارِ.

ترجمہ یا داخل کرے کوئی عورت بھیگی ہوئی انگلی کو اپنی شرمگاہ کے اندر کے حصہ میں پسندیدہ قول کے مطابق۔

عورت کا شرمگاہ میں انگلی داخل کرنا

صورت مسئلہ یہ ہے کہ کسی عورت نے اپنی فرج کے اندرونی حصہ میں بھیگی ہوئی انگلی داخل کرلی تو فوراً اس کا روزہ ٹوٹ جائے گا۔ (شامی مصری: ۲/۱۳۵، شامی بیروت: ۳/۳۲۹)

﴿۱۱۱۵﴾ اَوْ اَدْخَلَ قُطْنَةً فِيْ دُبُرِهٖ اَوْ فِيْ فَرْجِهَا الدَّاخِلِ وَغَيَّبَهَا.

قُطْنَةٌ روئی کا ٹکڑا، پھویہ۔ غَيَّبَ ماضی معروف باب تفعیل سے چھپانا، غائب کرنا۔

ترجمہ یا داخل کرے روئی کا ٹکڑا اپنے پاخانہ کی جگہ میں یا (داخل کرے اس کو) عورت اپنی اندرونی شرمگاہ میں اور اسے غائب کردے۔

دبر میں روئی وغیرہ داخل کرنا

مسئلہ یہ ہے کہ کسی مرد نے اپنے پیچھے کے راستہ میں روئی یا کوئی چیتھڑا یا لکڑی داخل کرلی یا عورت نے اپنی شرمگاہ کے اندرونی حصہ میں داخل کر کے اس کو مکمل اندر پہنچا دیا تو روزہ فاسد ہو جائے گا اور قضا لازم ہوگی۔

﴿۱۱۱۶﴾ اَوْ اَدْخَلَ حَلْقَهٗ دُخَانًا بِصُنْعِهٖ.

ترجمہ یا داخل کرے اپنے حلق میں دھواں اپنے فعل سے۔

قصداً دھواں سونگھنا

اگر کوئی شخص روزہ کی حالت میں اگربتی اور لوبان وغیرہ کا دھواں یا کوئی بھی بھاپ ناک یا منہ میں داخل کرے تو

روزہ فاسد ہو جائے گا۔ (شامی مصری: ۲/۱۳۳، شامی بیروت: ۳/۳۷۴) اور حقہ بیڑی پینے سے بھی روزہ ٹوٹ جاتا ہے اور قضا لازم ہوتی ہے اور بعض صورتوں میں کفارہ بھی لازم ہوتا ہے یعنی اگر اسے نفع بخش سمجھا تب تو کفارہ و قضا دونوں لازم ہوں گے ورنہ صرف قضا ہوگی۔ (فتاویٰ دارالعلوم: ۶/۴۱۹، شامی: ۲/۱۳۴، شامی بیروت: ۳/۳۷۴)

﴿۱۱۱۷﴾ أَوِ اسْتَقَاءَ وَلَوْ دُوْنَ مِلْءِ الْفَمِ فِيْ ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ وَشَرَطَ أَبُوْ يُوْسُفَ مِلْءَ الْفَمِ وَهُوَ الصَّحِيْحُ.

دُوْنَ ظرف مکان منصوب، مضاف الیہ کے مطابق اس کے معنی مختلف ہیں یہاں پر مراد کم، کم درجہ جیسے هٰذَا الشَّيْءُ دُوْنَ ذٰلِكَ یہ چیز اس سے کم درجہ کی ہے۔

ترجمہ یا جان بوجھ کر قے کردے اگرچہ منہ بھر سے کم ہی ہو، ظاہر روایت میں اور شرط لگائی امام ابو یوسف نے منہ بھر کی اور یہی صحیح ہے۔

روزہ میں قے ہونا

اگر روزہ کی حالت میں قصداً قے کی تو منہ بھر قے ہونے کی صورت میں بالاتفاق روزہ ٹوٹ جائے گا اور اگر منہ بھر کم ہو تو امام محمد کے نزدیک روزہ ٹوٹ جائے گا جبکہ امام ابو یوسف کے نزدیک نہیں ٹوٹے گا۔ (شامی مصری: ۲/۱۵۲)

﴿۱۱۱۸﴾ أَوْ أَعَادَ مَا ذَرَعَهُ مِنَ الْقَيْءِ وَكَانَ مِلْءَ الْفَمِ وَهُوَ ذَاكِرٌ لِصَوْمِهِ.

ذرعه القيء بے اختیار قے آجانا۔

ترجمہ یا لوٹالے اس قے کو جو خود بخود ہوئی اور وہ منہ بھر تھی حالانکہ اس کو روزہ یاد ہے۔

تشریح فرماتے ہیں کہ روزہ کی حالت میں کسی کو خود بخود قے آئی اور وہ منہ بھر تھی پھر اس نے اسے قصداً لوٹا لیا تو روزہ ٹوٹ جائے گا اور قضا لازم ہوگی اور اگر منہ بھر سے کم تھی اور پھر قصداً لوٹالی تو بھی روزہ ٹوٹ جائے گا جیسا کہ فتاویٰ عالمگیری میں لکھا ہے (۱/۲۰۴) مگر علامہ طحطاوی نے عدم فساد کو صحیح کہا ہے۔

﴿۱۱۱۹﴾ أَوْ أَكَلَ مَا بَيْنَ أَسْنَانِهِ وَكَانَ قَدْرَ الْحِمَّصَةِ.

سِنٌّ جمع أسنان دانت۔ حِمَّص و حِمَّصَة چنا۔

ترجمہ یا کھالے اس چیز کو جو اس کے دانتوں میں ہے اور وہ چنے کی مقدار تھی۔

تشریح اگر کوئی غذا چنے کی بقدر دانت میں پھنسی رہ جائے پھر منہ سے نکالے بغیر اسے نگل گیا تو روزہ فاسد ہو جائے گا اور قضا لازم ہوگی اور اگر منہ سے باہر نکال لیا پھر کھایا تو قضا و کفارہ دونوں لازم ہوں گے۔

﴿۱۱۲۰﴾ اَوْ نَوَى الصَّوْمَ نَهَارًا بَعْدَ مَا اَكَلَ نَاسِيًا قَبْلَ اِيْجَادِ نِيَّتِهٖ مِنَ النَّهَارِ .

ترجمہ یا نیت کرے روزہ کی دن میں بھول کر کھانے کے بعد دن کے وقت روزہ کی نیت کو وجود میں لانے سے پہلے۔

بھول کر کھانے کے بعد نیت کرلی تو کیا حکم ہے:

صورت مسئلہ یہ ہے کہ رمضان شریف میں کسی نے بھول سے کھا لیا یا پی لیا اس کے بعد رمضان کا خیال آیا تو روزے کا ارادہ کرلیا اور بھول کر کھانے پینے سے پہلے اس نے روزہ کی نیت بالکل نہیں کی تھی تو اگرچہ یہ کھانا پینا بھول کر کھایا گیا مگر پھر بھی اس پر قضا لازم ہوگی ہاں اگر روزہ کا ارادہ کر رکھا تھا اور پھر بھول کر کھا لیا یا پی لیا تو اب روزہ پر کوئی اثر نہیں پڑے گا۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی:۳۷۰)

﴿۱۱۲۱﴾ اَوْ اُغْمِيَ عَلَيْهِ وَلَوْ جَمِيْعَ الشَّهْرِ اِلَّا اَنَّهٗ لَا يَقْضِيْ الْيَوْمَ الَّذِيْ حَدَثَ فِيْهِ الْاِغْمَاءُ اَوْ حَدَثَ فِيْ لَيْلَتِهٖ .

اُغمی ماضی مجہول باب افعال سے اِغماءً مصدر ہے غشی طاری ہونا، بے ہوش ہونا اور اغماء ایک بیماری ہے جس میں انسان کے قویٰ میں کمزوری پیدا ہو جاتی ہے۔ حدث ماضی معروف باب (ن) حُدُوثًا (م) پیش آنا۔

ترجمہ یا بے ہوشی طاری ہو جائے اس پر اگرچہ تمام مہینہ ہو مگر یہ کہ قضا نہیں کرے گا اس دن کی کہ جس دن بے ہوشی طاری ہوئی یا طاری ہوئی اس دن کی رات میں۔

روزہ کی نیت کے بعد بے ہوش ہو جائے

صورت مسئلہ یہ ہے کہ کسی شخص نے سحری کھائی اور روزہ کی نیت بھی کرلی اس کے بعد دن میں یا اسی رات میں اس پر بے ہوشی طاری ہوگئی اور کئی دن تک بے ہوش رہا یا پورا ماہ بے ہوش رہا تو جس دن بے ہوشی شروع ہوئی ہے اس دن کی قضا تو نہ کرے لیکن اس کے بعد کے دنوں کی قضا کرنا واجب ہوگا چونکہ جس رات بے ہوش رہا اس دن روزے کی نیت کے ساتھ روزہ کو توڑنے والی چیزوں سے باز رہا اس لئے اس دن کی قضا واجب نہ ہوگی اور اس کے بعد کے دنوں میں نیت نہیں پائی گئی اس لئے ان دنوں میں روزہ کو توڑنے والی چیزوں سے رکنا روزہ شمار نہ ہوگا اور نیت اس لئے نہیں پائی گئی کہ بے ہوشی طاری ہونا مانع نیت ہے۔ (انوار القدوری: ا/۱۸۹، مراقی الفلاح:۳۷۰)

﴿۱۱۲۲﴾ اَوْ جُنَّ غَيْرَ مُمْتَدٍّ جَمِيْعَ الشَّهْرِ .

جُنَّ جُنُوْنًا وَتَجَنَّنَ پاگل ہونا، دیوانہ بننا، آپے سے باہر ہونا اور جِنَّۃٌ بمعنی دیوانگی، پاگل پن، آسیب کا اثر۔ مُمْتَدٌّ پھیلایا گیا، دراز کیا گیا، لمبا، طویل۔

ترجمہ یا پاگل ہو جائے اس حالت میں کہ (اس کا جنون) تمام ماہ ممتد رہا ہو۔

تشریح صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر مجنون کو رمضان کے کسی حصہ میں افاقہ ہو گیا تو گذرے ہوئے دنوں کی قضا کرے گا اور آئندہ دنوں کے روزے رکھے گا حتیٰ کہ اگر رمضان کے آخری دن میں زوال سے پہلے بھی اس کو آرام ہو گیا تو اس صورت میں اس پر ان تمام روزوں کی قضا لازم ہوگی جن میں وہ پاگل رہا اور اگر سارا رمضان گذر گیا اور اس کو آرام نہیں ہوا تو اس پر قضا نہیں وہ غیر مکلف ہو گیا۔

﴿۱۱۴۳﴾ وَلَا يَلْزَمُهُ قَضَاؤُهُ بِإِفَاقَتِهِ لَيْلًا أَوْ نَهَارًا بَعْدَ فَوَاتِ وَقْتِ النِّيَّةِ فِي الصَّحِيْحِ .

اَلْإِفَاقَةُ باب افعال کا مصدر ہے اصلی حالت پر آنا، افاق المجنون من جنونه دیوانہ کو ہوش آنا، دیوانگی دور ہونا۔

ترجمہ اور لازم نہ ہوگی اس پر قضا اس کے ہوش میں آ جانے سے رات کو یا دن کو نیت کا وقت ختم ہو جانے کے بعد صحیح مذہب کے مطابق۔

اگر مجنون کو جنون سے افاقہ ہو جائے تو کیا حکم ہے؟

صورت مسئلہ یہ ہے کہ رمضان کے آخری دن میں زوال کے بعد یعنی نیت کا آخری وقت گذر جانے کے بعد کسی مجنون کو جو پورے مہینہ مجنون رہا آرام ہوا تو اس پر قضا نہیں ہے، ایسے ہی اگر رات میں آرام ہوا تب بھی قضا نہ ہوگی، صاحب مراقی الفلاح نے لکھا ہے وعليه الفتوىٰ لان الليل لا يصام فيه ولا فيما بعد الزوال كذا في مجموع النوازل والمجتبى والنهاية وغيرها وهو مختار شمس الائمة . (مراقی الفلاح: ۳۰۰)

فصل

﴿۱۱۴۴﴾ يَجِبُ الْإِمْسَاكُ بَقِيَّةَ الْيَوْمِ عَلَى مَنْ فَسَدَ صَوْمُهُ .

ترجمہ واجب ہے رکے رہنا دن کے باقی حصہ میں اس شخص پر کہ جس کا روزہ فاسد ہو گیا۔

فساد روزہ کا حکم

صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی شخص کا روزہ فاسد ہو گیا تو دن کا جو حصہ باقی بچا ہوا ہے اس میں کھانے پینے وغیرہ سے پرہیز کرے اور شام تک روزہ داروں کی طرح رہے اور روزہ کا فاسد ہونا خواہ عذر کی وجہ سے ہو یا بغیر عذر کے۔

﴿۱۱۲۵﴾ وَعَلٰى حَائِضٍ وَنُفَسَاءَ طَهُرَتَا بَعْدَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ.

ترجمہ اور اس حیض ونفاس والی عورت پر جو پاک ہوئی صبح صادق کے طلوع ہونے کے بعد۔

تشریح اگر کوئی عورت رمضان کے دن میں حیض ونفاس سے پاک ہوگئی تو اس پر دن کے باقی حصہ میں روزہ کو توڑنے والی چیزوں سے رکنا واجب ہے۔

﴿۱۱۲۶﴾ وَعَلٰى صَبِيٍّ بَلَغَ وَكَافِرٍ أَسْلَمَ وَعَلَيْهِمُ الْقَضَاءُ إِلَّا الْأَخِيْرَيْنِ.

ترجمہ اور اس بچہ پر جو بالغ ہوا اور اس کافر پر جو مسلمان ہوا اور ان سب پر قضا لازم ہوگی مگر اخیر کے دو آدمیوں پر۔

بچہ اور کافر کا مسئلہ

رمضان کے دن میں ایک نابالغ بچہ بالغ ہوگیا یا کافر مسلمان ہوگیا تو یہ دونوں بقیہ دن میں کھانے پینے اور صحبت وغیرہ سے پرہیز کریں تاکہ روزہ داروں کے ساتھ مشابہت اختیار کرنے کی وجہ سے رمضان کے مقدس وقت کا حق پورا پورا ادا ہو جائے لیکن اس کے باوجود اگر کچھ کھا پی لیا تو ان پر اس دن کی قضاء واجب نہ ہوگی، ہاں اس دن کے بعد جو رمضان کے ایام ہیں ان کے روزے ان پر فرض ہوں گے کیونکہ اب ان کے اندر روزہ کی اہلیت موجود ہے کہ عاقل بالغ مسلمان ہیں اور شرعی اعذار سے پاک ہیں، اور حیض ونفاس سے پاک ہونے والی عورتوں پر اس دن کی قضا بھی بعد میں لازم ہوگی جس دن وہ پاک ہوئی ہیں لیکن بالغ ہونے والے بچہ اور مسلمان ہونے والے کافر پر اس دن کی قضا نہ ہوگی۔

فَصْلٌ فِيْمَا يُكْرَهُ لِلصَّائِمِ وَفِيْمَا لَا يُكْرَهُ وَمَا يُسْتَحَبُّ

(یہ فصل ان چیزوں کے بیان میں ہے جو روزہ دار کے لئے مکروہ ہیں
اور جو مکروہ نہیں اور وہ چیزیں جو مستحب ہیں)

﴿۱۱۲۷﴾ كُرِهَ لِلصَّائِمِ سَبْعَةُ أَشْيَاءَ ذَوْقُ شَيْءٍ وَمَضْغُهُ بِلَا عُذْرٍ.

ذوق باب (ن) چکھنا، ذائقہ معلوم کرنا۔ مضغہ مَضَغَ يَمْضَغُ مَضْغًا چبانا، باب فتح۔

ترجمہ مکروہ ہے روزہ دار کے لئے سات چیزیں چکھنا کسی چیز کا اور اس کا چبانا بلا عذر۔

تشریح بلا عذر کسی چیز کے چکھنے اور چبانے سے روزہ میں کراہت تحریمی آجاتی ہے، ہاں اگر کوئی عذر ہو تو پھر کوئی کراہت نہیں ہے مثلاً کسی عورت کا خاوند بدمزاج ہو تو کھانے کا نمک چکھ لیا کرے اور پھر تھوک دے یا بچے شیر خوار

بچہ کو کوئی چیز چبا کر کھلانا چاہے اور وہاں کوئی غیر روزہ دار نہ ہو تو بچہ کی حفاظت کی خاطر عورت چبا سکتی ہے۔
(مراقی الفلاح:۳۶۷)

﴿۱۱۲۸﴾ وَمَضْغُ الْعِلْكِ.

علک درخت کا گوند جو چبانے سے نہ گھلے، جمع علوک واعلاک واحد علکۃ۔

ترجمہ اور گوند کا چبانا۔

تشریح فرماتے ہیں کہ اگر روزہ دار گوند چبالے تو اس کا روزہ فاسد تو نہ ہوگا البتہ روزہ دار کے لئے گوند چبانا مکروہ ہے کیونکہ ہوسکتا ہے کہ کچھ اجزاء حلق سے نیچے اتر جائیں اور اگر زبان سے لنافہ کا گوند چاٹ کر تھوک دیتا ہے اور پھر اس کے بعد تھوک نگل جاتا ہے تو روزہ فاسد نہ ہوگا اور اگر بغیر تھوکے نگلتا ہے تو روزہ فاسد ہوجائے گا۔ (احسن الفتاوی:۴/۴۳۲، ایضاح المسائل:۸۶، درمختار:۲/۱۵۳، درمختار بیروت:۳/۳۵۳)

﴿۱۱۲۹﴾ وَالْقُبْلَةُ وَالْمُبَاشَرَةُ إِنْ لَمْ يَأْمَنْ فِيهِمَا عَلَى نَفْسِهِ الْإِنْزَالَ أَوِ الْجِمَاعَ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ.

ترجمہ اور بوسہ لینا اور ساتھ لٹانا اگر اطمینان نہ ہو دونوں میں اپنے نفس پر انزال یا جماع سے ظاہر روایت میں۔

بحالت صوم بیوی سے دل لگی کرنا

روزہ کی حالت میں اپنی بیوی سے بوس وکنار ہونا اور ساتھ لیٹنا ایسے آدمی کے لئے مکروہ ہے جس کو انزال یا ہمبستری کا خطرہ ہو لیکن جس شخص کو خطرہ نہ ہو وہ لیٹ سکتا ہے۔ (درمختار مع الشامی:۲/۱۵۴، درمختار مع الشامی بیروت:۳/۳۵۴)

﴿۱۱۳۰﴾ وَجَمْعُ الرِّيقِ فِي الْفَمِ ثُمَّ ابْتِلَاعُهُ.

ریق جمع اریاق وریاق تھوک، لعاب۔

ترجمہ اور تھوک کا اکٹھا کرلینا منھ میں پھر اس کو نگل جانا۔

تھوک نگلنا

منھ میں تھوک جمع کرکے نگلنا روزہ کی حالت میں مکروہ ہے۔ (ہندیہ:۱/۱۹۹)

﴿۱۱۳۱﴾ وَمَا ظُنَّ أَنَّهُ يُضْعِفُهُ كَالْفَصْدِ وَالْحِجَامَةِ.

فصد فصد یفصد فصدا باب ضرب فصد کرنا، فاسد خون نکالنا، رگ کھولنا کر۔ حجامۃ حجم یحجم حجما بذریعہ آلہ فاسد خون نکالنا۔

ترجمہ اور وہ چیز (کہ جس کے متعلق یہ خیال ہو) کہ اس کو کمزور کردے گی جیسے فصد اور سینگی لگوانا۔

خون نکلوانا

روزہ کی حالت میں ہر ایسا کام جس سے اس قدر ضعف کا اندیشہ ہو کہ روزہ توڑ دینا پڑ جائے گا اختیار کرنا مکروہ ہے اور کمزوری کا اندیشہ نہ ہو تو جائز ہے مثلاً شوگر ٹیسٹ کرنے کے لئے خون دینے میں کوئی حرج نہیں کیونکہ اس میں تھوڑا سا خون لیا جاتا ہے اور روزہ میں خاص طور پر فرض روزہ میں کسی مریض کو خون کی بوتل دینا مکروہ ہے، ایسے ہی سینگی لگوانا یا فصد کرانا کیونکہ کمزوری کا اندیشہ ہے اور فوری دوا لینی پڑ سکتی ہے۔ (تحفۃ الالمعی ۳/۱۲۹، عالمگیری ۱/۱۹۹، قاضی خاں ۱/۲۰۸)

﴿۱۱۳۲﴾ وَتِسْعَةُ أَشْيَاءَ لَا تُكْرَهُ لِلصَّائِمِ الْقُبْلَةُ وَالْمُبَاشَرَةُ مَعَ الْأَمْنِ.

ترجمہ اور نو چیزیں مکروہ نہیں روزہ دار کیلئے بوسہ لینا اور ساتھ لیٹنا بحالت امن۔

تشریح روزہ کی حالت میں اپنی بیوی سے بوس وکنار ہونا اور ساتھ لیٹنا ایسے آدمی کے لئے بلا کراہت جائز ہے جس کو انزال یا ہمبستری کا خطرہ نہ ہو البتہ بوڑھے آدمی کے لئے بلا کراہت جائز ہے۔

﴿۱۱۳۳﴾ وَدَهْنُ الشَّارِبِ وَالْكُحْلُ وَالْحِجَامَةُ وَالْفَصْدُ.

ترجمہ اور مونچھوں کو تیل لگانا اور سرمہ لگانا اور پچھنے لگوانا اور فصد کرانا۔

تشریح روزہ کی حالت میں مونچھوں پر تیل لگانا بلا کراہت جائز ہے۔ ایسے ہی آنکھ میں سرمہ لگانے سے روزہ میں کوئی خرابی نہیں آتی، روزہ بدستور باقی رہتا ہے، ایسے ہی سینگی لگوانا یا فصد کرانا بلا کراہت درست ہے جبکہ غیر معمولی کمزوری نہ پیدا کرے۔

﴿۱۱۳۴﴾ وَالسِّوَاكُ آخِرَ النَّهَارِ بَلْ هُوَ سُنَّةٌ كَأَوَّلِهِ وَلَوْ كَانَ رَطْبًا أَوْ مَبْلُولًا بِالْمَاءِ.

ترجمہ اور مسواک کرنا دن کے آخر حصہ میں بلکہ وہ مسنون ہے جیسے دن کے اول (حصہ) میں اگرچہ مسواک ہری ہو یا پانی میں بھیگی ہوئی ہو۔

روزہ میں مسواک کا حکم

صحیح حدیث سے یہ بات ثابت ہے کہ جو نماز مسواک کرکے پڑھی جائے وہ بغیر مسواک والی نمازوں سے ستر گنا زیادہ فضیلت رکھتی ہے۔ (مراقی الفلاح ۳۷۲) روزہ کی حالت میں بھی ہر وضو میں مسواک کرنا سنت ہے روزہ دار کے

منھ کی بو جو اللہ تعالیٰ کو پسند ہے مسواک اس سے مانع نہیں ہے۔ (ہدایہ: ۱/۲۲۱) حضرت امام شافعیؒ نے زوال کے بعد مسواک کرنے کو مکروہ فرمایا ہے انہیں کے مذہب کو رد کرنے کیلئے صاحب کتاب نے "آخر النهار" کی قید لگائی ہے، اور فرمایا ہے کہ مسواک ہر وقت کر سکتے ہیں۔ (طحطاوی: ۳۷۲)

اختیاری مطالعہ

اگر مسواک کرتے وقت اس کا ریشہ حلق میں داخل ہو کر پیٹ میں پہنچ جائے تو اس سے روزہ فاسد نہیں ہوتا۔ (احسن الفتاوی: ۴/۴۳۵)

﴿۱۱۳۵﴾ وَالْمَضْمَضَةُ وَالْاِسْتِنْشَاقُ لِغَيْرِ وُضُوْءٍ.

ترجمہ اور کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا وضو کے علاوہ کے لئے۔

تشریح روزہ کی حالت میں کلی کرنا اور ناک میں پانی چڑھانا جبکہ اس کا ارادہ وضو کا نہیں ہے محض ٹھنڈک حاصل کرنے کے لئے ایسا کرنا بلا کراہت درست ہے مگر ناک میں پانی چڑھانے اور کلی کرنے میں مبالغہ کرنے سے روزہ مکروہ ہو جاتا ہے۔ (ہندیہ: ۱/۱۹۹)

﴿۱۱۳۶﴾ وَالْاِغْتِسَالُ وَالتَّلَفُّفُ بِثَوْبٍ مُبْتَلٍّ لِلتَّبَرُّدِ عَلَى الْمُفْتٰى بِهٖ.

تلفف باب تفعل سے ہے لپٹنا۔ تبرد باب تفعل کا مصدر ہے ٹھنڈک چاہنا۔ کہا جاتا ہے نزل من الماء يتبرد وہ ٹھنڈک کی خاطر پانی میں اترا۔

ترجمہ اور غسل کرنا اور لپٹنا بھیگے ہوئے کپڑے میں ٹھنڈک حاصل کرنے کے لئے مفتیٰ بہ مذہب کے مطابق۔

تشریح گرمی یا پیاس کی وجہ سے روزہ کی حالت میں بار بار غسل کرنا بلا کراہت درست ہے، ایسے ہی روزہ کی حالت میں رومال بھگو کر سر پر رکھنا اور بھیگے ہوئے کپڑوں میں لپٹنا بلا کراہت جائز ہے۔ (در مختار مع الشامی: ۲/۱۵۶)

﴿۱۱۳۷﴾ وَيُسْتَحَبُّ لَهٗ ثَلَاثَةُ اَشْيَاءَ السُّحُوْرُ وَتَاخِيْرُهٗ وَتَعْجِيْلُ الْفِطْرِ فِيْ غَيْرِ يَوْمِ غَيْمٍ

سحور (سین کے فتحہ کے ساتھ) کے معنی ہیں سحری کا کھانا اور سحور (بالضم) کے معنی ہیں سحری کھانا۔ غیم بادل جمع غیوم۔

ترجمہ اور مستحب ہے اس کے لئے (روزہ دار کے لئے) تین چیزیں سحری کھانا اور اس کو لیٹ کرنا اور افطار میں جلدی کرنا بادل کے دن کے علاوہ میں۔

☆☆☆☆

مستحبات روزہ کا بیان

اس عبارت میں تین مستحبات روزہ کو بیان کر رہے ہیں: (۱) کچھ نہ کچھ سحری کے وقت کھایا جائے خواہ تھوڑا سا کیوں ہو یا ایک گھونٹ پانی ہو، نبیؐ نے فرمایا سحری کھایا کرو، بیشک سحری کے کھانے میں یا سحری کھانے میں برکت ہے، سحری میں پیٹ بھر کھانا ضروری نہیں، مسند احمد میں روایت ہے جس نے ایک لقمہ کھایا اس نے سحری کھائی اور سنن سعید بن منصور میں روایت ہے: جس نے ایک گھونٹ پیا اس نے سحری کھائی اور ایک حدیث میں ہے ہمارے اور اہل کتاب کے روزوں میں فرق، سحری کا ایک لقمہ ہے اور سحری کھانے میں برکت یہ ہے کہ دل نہیں ڈکھتا جس نے کسی وجہ سے سحری نہیں کھائی اس کا دل دوپہر تک ڈکھتا رہتا ہے اور زوال کے بعد مسلسل افطار کا انتظار رہتا ہے نیز کھانا پینا روزہ میں مددگار ہوتا ہے اور سحری کھانے سے مسلم اور اہل کتاب کے روزوں کے درمیان امتیاز ہوتا ہے، نیز اس میں سنت کی اتباع نشاط میں زیادتی اور دعا قبول ہونے کی گھڑی میں دعا کا موقع ملتا اور دیگر بہت سے فوائد ہیں۔ (۲) صبح صادق کے قریب سحری کھانا مگر اتنی تاخیر نہ ہو کہ صبح ہونے کا اندیشہ ہونے لگے۔ (۳) سورج ڈوبتے ہی نماز سے پہلے روزہ کھولنے میں جلدی کرنا۔

حدیث قدسی ہے اللہ تعالیٰ ارشاد فرماتے ہیں: مجھے میرے بندوں میں وہ بندے زیادہ پسند ہیں جو افطار میں جلدی کرتے ہیں۔ ایک حدیث میں آپؐ نے فرمایا لوگ برابر خیر میں رہیں گے جب تک افطار میں جلدی کرتے رہیں گے۔
(ترمذی ج ۱، باب ماجاء فی تعجیل الافطار)

فَصْلٌ فِي الْعَوَارِضِ

(فصل عوارض کے بیان میں یعنی وہ اعذار جن کی وجہ سے روزہ توڑ دینا جائز ہے)

﴿۱۱۳۶﴾ لِمَنْ خَافَ زِيَادَةَ الْمَرَضِ أَوْ بُطْءَ الْبُرْءِ وَلِحَامِلٍ وَمُرْضِعٍ خَافَتْ نُقْصَانَ الْعَقْلِ أَوِ الْهَلَاكَ أَوِ الْمَرَضَ عَلَى نَفْسِهِمَا نَسَبًا كَانَ أَوْ رَضَاعًا۔

بُطْءٌ بَطُؤَ (ک) بُطْئًا وبِطَاءً وبُطُوءً ا سست پڑنا، سست رفتار ہونا۔ بُرْءٌ وبُرُوءٌ شفا، تندرستی پانا۔ بَرِئَ بُرْءًا بُرْئًا وبُرُوءًا باب (س) صحتیاب ہونا۔ مُرْضِعٌ دودھ پلانے والی (ماں)۔ رَضَاعًا راء پر فتحہ اور کسرہ دونوں لغت ہیں مگر راء کا فتحہ اصل ہے فصیح لغت میں باب (س) سے ہے اور اہل نجد سے کہا ہے کہ باب (ض) سے ہے لغت میں رضاعت چھاتی سے دودھ چوسنے کو کہتے ہیں۔ نفسهما تثنیہ کی ضمیر کا مرجع حامل اور مرضع ہے۔

ترجمہ (روزہ نہ رکھنا جائز ہے) اس شخص کے لئے جو خوف کرے بیماری کے بڑھ جانے کا یا دیر سے ٹھیک ہونے کا اور حاملہ اور دودھ پلانے والی کے لئے جو خوف کرے عقل کے نقصان کا یا ہلاکت کا یا بیماری کا اپنے اوپر بچہ نسبی ہو یا رضاعی۔

اعذارِ صحیحہ

اس عبارت میں چند مسائل کا بیان ہے: (۱) روزہ رکھنے کی وجہ سے جس کی بیماری بڑھ جاتی ہے تو ایسے مریض کو رمضان شریف میں روزہ افطار کرنے کی اجازت ہے، پھر جب تندرست ہو جائے اور روزہ رکھنے کے قابل ہو جائے تو اس کی قضا کرے۔ (۲) اگر روزہ رکھتا ہے تو زیادہ دیر میں صحت یاب ہوگا تو ایسے مریض کے لئے بھی روزہ نہ رکھنا جائز ہے۔ (۳) حالت حمل میں عورت کے اندر روزہ رکھنے کی طاقت نہیں ہے یا بچہ کی طرف سے اندیشہ ہے تو روزہ نہ رکھنے کی اجازت ہے اور بعد میں قضا کرے۔ (۴) اگر دودھ پلانے والی عورت کو اندیشہ ہو کہ روزہ رکھنے کی وجہ سے شیر خوار بچہ ہلاک ہو جائے گا یعنی وہ بچہ ماں کے دودھ پر اکتفا کرتا ہے باہر کی غذا نہیں لیتا یا عورت بوجہ ضعف کے ہلاک ہو جائے گی یا زوال عقل کا اندیشہ ہو تو ان تمام صورتوں میں روزہ افطار کرنے کی اجازت ہے اور بعد میں قضا کرے آگے فرماتے ہیں کہ بچہ نسبی ہو یا کسی کا دودھ پلانے رکھا ہو۔

﴿۱۳۹﴾ وَالْخَوْفُ الْمُعْتَبَرُ مَا كَانَ مُسْتَنِدًا لِغَلَبَةِ الظَّنِّ بِتَجْرِبَةٍ أَوْ إِخْبَارِ طَبِيبٍ مُسْلِمٍ حَاذِقٍ عَدْلٍ.

تجربۃ آزمائش جانچ، کسی کام کو کر کے دیکھنا تاکہ اس میں نقص باقی نہ رہے جمع تَجَارِبُ۔ حاذق باکمال، ماہر، ہوشیار جمع حُذَّاق۔

ترجمہ اور خوف جس کا اعتبار کیا جاتا ہے وہ خوف ہے جو تصدیق شدہ ہو غالب گمان سے (یہ غالب گمان) تجربے کے ذریعہ ہو یا دیندار مسلمان ماہر حکیم کے خبر دینے سے ہو۔

تشریح جس خوف کا تذکرہ اس سے پہلی عبارت میں آیا ہے اس خوف سے مراد یہ ہے کہ مریض کو غالب گمان ہے کہ روزہ رکھنے کی وجہ سے جان خطرہ میں پڑ جائے گی یا بیماری بڑھ جائے گی یا ماہر طبیب مسلم نے خبر دی ہے تو ایسے مریض کو روزہ نہ رکھنے کی شرعی اجازت ہے۔

﴿۱۴۰﴾ وَلِمَنْ حَصَلَ لَهُ عَطَشٌ شَدِيدٌ أَوْ جُوعٌ يَخَافُ مِنْهُ الْهَلَاكَ.

عطش پیاس۔ عَطِشَ يَعْطَشُ عَطَشًا باب سمع سے، پیاس لگنا، پیاسا ہونا۔ جوع بھوک، فاقہ جَاعَ يَجُوعُ جُوعًا وَجَوْعَةً وَمَجَاعَةً باب (ن) بھوکا ہونا، بھوک لگنا، فاقہ مست ہونا۔

ترجمہ اور اس شخص کے لئے کہ جس کو سخت پیاس یا بھوک لگی ہو کہ جس سے مر جانے کا خطرہ ہو۔

تشریح کسی عمل کی وجہ سے بے حد بھوک پیاس لگ گئی اور اتنا بیتاب ہو گیا کہ اب جان کا خوف ہے تو روزہ توڑ دینا درست ہے لیکن اگر خود قصداً اس نے ایسا کام کیا جس کی وجہ سے ایسی حالت ہو گئی تو گنہگار ہوگا اور کفارہ ادا

کرنے کے بارے میں دو قول ہیں ایک قول یہ ہے کہ لازم ہوگا اور دوسرا قول یہ ہے کہ لازم نہ ہوگا۔ (درمختار مصری: ۲/۱۵۸، بیروت: ۳/۳۵۸)

﴿۱۱۳۱﴾ وَلِلْمُسَافِرِ الْفِطْرُ وَصَوْمُهُ أَحَبُّ إِنْ لَمْ يَضُرَّهُ وَلَمْ تَكُنْ عَامَّةُ رُفْقَتِهِ مُفْطِرِيْنَ وَلَا مُشْتَرِكِيْنَ فِي النَّفَقَةِ فَإِنْ كَانُوْا مُشْتَرِكِيْنَ أَوْ مُفْطِرِيْنَ فَالْأَفْضَلُ فِطْرُهُ مُوَافَقَةً لِلْجَمَاعَةِ

لم یضرہ نفی جحد بلم در فعل مستقبل معروف ضَرَّ یَضُرُّ ضَرًّا نقصان دینا، اور یہاں ضرر سے مراد وہ ضرر ہے کہ جس میں جان کا خطرہ نہیں ہے کیونکہ اگر جان کا خطرہ ہے تو پھر مسافر کے لئے روزہ توڑنا واجب ہے۔ رُفْقَة ساتھیوں کی جماعت، جمع رُفَق ورفاق جمع الجمع اَرْفاق۔

ترجمہ اور مسافر کے لئے روزہ نہ رکھنا (جائز ہے) اور اس کو روزہ رکھنا افضل ہے اگر نقصان نہ دے اس کو اور نہ ہو اس کے ساتھیوں کی اکثریت روزہ نہ رکھنے والی اور نہ خرچ میں شریک چنانچہ اگر شریک ہوں یا روزہ نہ رکھنے والے ہوں تو افضل ہے اس کے لئے روزہ نہ رکھنا جماعت کی موافقت حاصل کرنے کے لئے۔

مسافر کے لئے کیا حکم ہے؟

سفر میں رمضان میں روزے نہ رکھنا جائز ہے اور اگر سفر سہولت کا ہے اور روزہ میں کچھ دشواری نہیں ہے تو بہتر روزے رکھنا ہے۔ آگے فرماتے ہیں کہ اگر ساتھیوں کی اکثریت روزہ دار ہو اور ساتھیوں کا توشۂ سفر اکٹھا نہ ہو بلکہ سب کے پاس اپنا الگ الگ ہو تو بھی روزے رکھنا بہتر ہے لیکن اگر ساتھیوں کی اکثریت غیر روزہ دار ہو یا توشۂ سفر سب کا اکٹھا ہو تو ساتھیوں کی رعایت میں روزہ نہ رکھنا افضل ہے کیونکہ اگر ان کی عدم موافقت کرتے ہوئے روزہ رکھے گا تو ان پر شاق گزرے گا ایسے ہی اگر توشۂ سفر ایک ساتھ ہوگا تو اس کو تقسیم کرکے دینا بھی ان پر شاق گزرے گا۔ (درمختار مع الشامی مصری: ۳/۳۶۱)

﴿۱۱۳۲﴾ وَلَا يَجِبُ الْإِيْصَاءُ عَلَى مَنْ مَاتَ قَبْلَ زَوَالِ عُذْرِهِ بِمَرَضٍ وَسَفَرٍ وَنَحْوِهِ كَمَا تَقَدَّمَ وَقَضَوْا مَا قَدَرُوْا عَلَى قَضَائِهِ بِقَدْرِ الْإِقَامَةِ وَالصِّحَّةِ.

ترجمہ اور واجب نہیں (فدیہ ادا کرنے کی) وصیت کرنا اس شخص پر جو مرجائے اپنے مرض اور سفر اور اس جیسے عذر کے دور ہونے سے پہلے جیسا کہ پہلے گذر گیا اور قضا کریں اتنے روزوں کی کہ جن کی قضا پر وہ قادر ہو جائیں اقامت اور تندرستی کی مقدار۔

بیمار کا حکم

اگر بیمار بیماری کی حالت میں مرگیا اور مسافر بحالت سفر مرگیا تو ان کے ذمہ قضا لازم نہ ہوگی کیونکہ ان پر قضا کا وجوب اس وقت ہے جب کہ مرض اور سفر ختم ہونے کے بعد اتنا زمانہ پائیں جس میں روزے رکھے جاسکیں اور یہاں صورت حال یہ ہے کہ ان کو قضا کا وقت بالکل نہیں مل سکا اس لئے ان پر قضا لازم نہ ہوگی لیکن اگر بیمار تندرست ہوگیا اور مسافر مقیم ہوگیا پھر وہ مرگئے تو ان پر قضا کرنا لازم ہوگا یعنی اگر تندرست ہونے کے بعد اور مقیم ہونے کے بعد اتنے دن زندہ رہا جتنے دن کے روزے فوت ہوئے تھے تو فوت شدہ تمام روزوں کی قضا لازم ہے ورنہ مرتے وقت وصیت کرنا ضروری ہے اور اگر چند دن زندہ رہا تو بقدر صحت اور بقدر اقامت روزوں کی قضا لازم ہوگی مثلاً ایک شخص تمام رمضان سفر میں رہا اب سفر سے فارغ ہوکر مکان پر آیا اور دس روز بعد اس کا انتقال ہوگیا تو یہاں صرف دس روز کی قضا کرنی واجب ہوگی یعنی اتنے روزوں کے فدیہ ادا کرنے کی مرتے وقت وصیت کرنا واجب ہوگا۔

﴿۱۱۴۳﴾ وَلَا يُشْتَرَطُ التَّتَابُعُ فِي الْقَضَاءِ فَإِنْ جَاءَ رَمَضَانُ آخَرُ قَدَّمَ عَلَى الْقَضَاءِ وَلَا فِدْيَةَ بِالتَّاخِيْرِ إِلَيْهِ.

تتابع مسلسل پے در پے، باری باری۔ فدیۃ نقد معاوضہ، عبادت میں کوتاہی یا غلطی کا بدل جو اللہ کے لئے پیش کیا جائے۔ الیہ ضمیر کا مرجع رمضان آخر ہے۔

ترجمہ اور شرط نہیں لگاتار روزے رکھنے کی قضاء میں پھر اگر آجائے دوسرا رمضان تو مقدم کرے قضاء پر اور فدیہ نہیں ہے مؤخر کر دینے سے دوسرے رمضان تک۔

قضا روزے لگاتار رکھنا ضروری نہیں

اگر کسی کے رمضان کے روزے قضا ہوگئے ہوں خواہ سفر کی وجہ سے یا بیماری کی وجہ سے یا حیض ونفاس کی وجہ سے تو ان کی قضاء میں اختیار ہے اگر چاہے سب کو لگاتار رکھ لے یا تھوڑے تھوڑے کر کے رکھ لے مثلاً اگر چند روزے قضاء ہوئے تو ان کو ایک ہفتہ میں یا ایک ماہ میں کچھ دن بیچ میں چھوڑ کر قضاء کر سکتا ہے البتہ مستحب یہی ہے کہ جیسے ہی قضا کا موقع ملے بلا توقف لگاتار ادا کرے، اس کے بعد فرماتے ہیں کہ رمضان کے قضا روزے جن کو تاخیر سے قضا کرنا بھی درست تھا اس نے بلا عذر اتنی تاخیر کردی کہ دوسرا رمضان آ پہنچا تو اب موجودہ رمضان کے روزے رکھے اور اس کے بعد رمضان رکھے اور اس طرح تاخیر کرنے سے اس پر صرف قضاء ہے فدیہ واجب نہیں ہے۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۳۷۵)

﴿۱۱۴۴﴾ وَيَجُوْزُ الْفِطْرُ لِشَيْخٍ فَانٍ وَعَجُوْزٍ فَانِيَةٍ وَتَلْزَمُهُمَا الْفِدْيَةُ لِكُلِّ يَوْمٍ نِصْفُ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ كَمَنْ نَذَرَ صَوْمَ الْاَبَدِ فَضَعُفَ عَنْهُ لِاشْتِغَالِهٖ بِالْمَعِيْشَةِ يُفْطِرُ وَيَفْدِيْ فَاِنْ لَمْ يَقْدِرْ عَلَى الْفِدْيَةِ لِعُسْرَتِهٖ يَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ تَعَالٰى وَيَسْتَقِيْلُهٗ.

شیخ فانی اس قدر بوڑھا ہو کہ اس میں بالکل قوت نہیں رہی اور موت کے قریب پہنچ گیا ہے عمر کی کوئی تعیین نہیں بے قوت وعدم قوت پر دارومدار ہے۔ عَجُوْزٌ بڑھیا جمع عُجُزٌ وعَجَائِزُ۔ مَعِيْشَةٌ گذر بسر کا سامان روزینہ (کھانا پینا آمدنی وغیرہ) جمع مَعَايِشُ۔ عُسْرَةٌ تنگدستی، مالی پریشانی۔ يَسْتَقِيْلُ فعل مضارع معروف باب استفعال سے استقالۃً مصدر ہے کسی سے کہنا کہ اس کی خطاء سے درگذر کرے یہاں پر مراد یہ ہے کہ اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے اپنی غلطیوں وکوتاہیوں کی معافی چاہنا۔

ترجمہ اور جائز ہے روزہ نہ رکھنا ایسے شخص کے لئے جو قریب الفناء ہے اور ایسی بڑھیا کے لئے جو مرنے کے لئے تیار بیٹھی ہے اور لازم ہوگا ان دونوں پر فدیہ ہر دن کے عوض میں نصف صاع گندم اس شخص کی طرح جس نے منت مان لی ہمیشہ روزہ رکھنے کی پھر عاجز ہو گیا اس سے اس کے مشغول ہونے کی وجہ سے گذر بسر کے سامان میں افطار کرتا رہے اور فدیہ دیتا رہے پھر اگر قادر نہ ہو فدیہ پر اپنی تنگدستی کے باعث تو استغفار کرے اللہ سے اور درگذر کی درخواست کرے۔

شیخ فانی وفانیہ کا کیا حکم ہے؟

شیخ فانی وفانیہ جو کہ روزہ رکھنے کی طاقت نہ رکھے ان کو فدیہ دینا لازم ہے اور فدیہ ان کے ذمہ دین ہے جس وقت بھی ادا کرے ورنہ مرتے وقت وصیت کرے کہ میرے ترکہ میں سے روزوں کا فدیہ ادا کیا جائے فدیہ کی مقدار یہ ہے کہ ہر ایک روزہ کے عوض میں ایک صدقۂ فطر یا اس کی قیمت فقراء کو دی جائے اور ایک صدقۂ فطر کی مقدار نصف صاع گیہوں ہے یعنی ایک کلو ۵۷۵ گرام۔ آگے فرماتے ہیں کہ شیخ فانی پر جو فدیہ ہے یہ بالکل اسی طرح ہے جیسے کسی شخص نے نذر مانی کہ اگر میرے اولاد ہو (خداوند کریم مجھ کو اولاد دیدے) تو ہمیشہ روزے رکھا کروں گا اب اولاد ہوگئی اور وہ شخص اپنے گذر بسر کی وجہ سے روزے نہیں رکھ سکتا تو اس وقت سے ہی فدیہ ادا کرتا رہے اور اگر زندگی میں فدیہ ادا نہ کر سکا تو مرتے وقت وصیت کر جائے اور اگر وہ شخص بے انتہا تنگدست ہے کوئی مال ومتاع اس کے پاس نہیں ہے تو اللہ سے توبہ واستغفار کرے اور معافی کا طلبگار رہے اللہ کی ذات سے امید ہے کہ آخرت کے مواخذہ سے بچ جائے گا۔

﴿۱۱۴۵﴾ وَلَوْ وَجَبَتْ عَلَيْهِ كَفَّارَةُ يَمِيْنٍ اَوْ قَتْلٍ فَلَمْ يَجِدْ مَا يُكَفِّرُ بِهٖ مِنْ عِتْقٍ وَهُوَ شَيْخٌ فَانٍ اَوْ لَمْ يَصُمْ حَتّٰى صَارَ فَانِيًا لَا يَجُوْزُ لَهُ الْفِدْيَةُ لِاَنَّ الصَّوْمَ هُنَا بَدَلٌ عَنْ غَيْرِهٖ.

ترجمہ اور اگر واجب ہو اس پر قسم یا قتل (خطا) کا کفارہ پھر نہ پائے اس چیز کو جس سے کفارہ ادا کرے یعنی

غلام آزاد کرنا اور وہ شیخ فانی ہے یا روزے نہیں رکھے یہاں تک ہو گیا قریب الموت تو جائز نہیں اس کے لئے فدیہ ادا کرنا کیونکہ روزہ یہاں دوسری چیز کا بدل ہے۔

تشریح صورت مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص پر قسم کا کفارہ لازم تھا یا قتل خطاء کا کفارہ لازم تھا اور وہ غلام آزاد کرنے پر قادر تھا مگر اس نے آزاد نہیں کیا یا غلام آزاد کرنے پر تو قادر نہ تھا مگر روزے رکھ سکتا تھا اور اس نے روزے نہیں رکھے حتی کہ وہ اب روزہ رکھنے سے بھی معذور ہو گیا تو ایسے شخص کیلئے فدیہ ادا کرنا جائز نہیں، بصورت دیگر فدیہ کی وصیت کرنا جائز نہیں بلکہ اس کو غلام آزاد کرنے کی وصیت کرنی ہوگی کیونکہ روزہ کے بجائے فدیہ اسی صورت میں جائز ہو سکتا ہے کہ روزہ مستقل طور پر فرض ہو کسی کے قائم مقام کی حیثیت سے فرض نہ ہوا اور یہاں روزہ آزادی غلام کے بدلہ میں ہے۔

﴿۱۱۲۶﴾ وَيَجُوزُ لِلْمُتَطَوِّعِ الْفِطْرُ بِلَا عُذْرٍ فِي رِوَايَةٍ۔

المتطوع اسم فاعل ہے باب تفعل سے تطوعا مصدر ہے نفل پڑھنا یعنی غیر مطروضہ عبادت کرنا۔

ترجمہ اور جائز ہے نفل روزہ رکھنے والے کے لئے افطار کرنا بغیر عذر کے ایک روایت میں۔

نفل روزہ توڑنا کیسا ہے؟

اس عبارت میں مسئلہ یہ ہے کہ نفل روزہ توڑنا کیسا ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ ائمہ ثلاثہ کے نزدیک نفل روزہ توڑنا بلا کراہت جائز ہے خواہ کوئی عذر ہو یا نہ ہو اور اس کی قضا واجب نہیں، البتہ امام مالک کے نزدیک قضا واجب ہے اور حنفیہ کے یہاں دو قول ہیں مشہور قول یہ ہے کہ عذر کے بغیر نفل روزہ توڑنا مکروہ ہے اور اگر کوئی معقول عذر ہو تو توڑ سکتے ہیں اور دوسرا قول وہی ہے جو ائمہ ثلاثہ کا ہے مگر یہ غیر مشہور قول ہے اور دونوں صورتوں میں قضاء واجب ہے۔ (تحفۃ الالمعی: ۳/۱۰۵، البحر الرائق: ۲/۳۰۹)

﴿۱۱۲۷﴾ وَالضِّيَافَةُ عُذْرٌ عَلَى الْأَظْهَرِ لِلضَّيْفِ وَالْمُضِيفِ وَلَهُ الْبِشَارَةُ بِهٰذِهِ الْفَائِدَةِ الْجَلِيلَةِ۔

الضیافۃ مہمان نوازی، میزبانی۔ الضیف مہمان، ملاقاتی (یہ چونکہ مصدر ہے اس لئے اس میں مفرد وتثنیہ وجمع اور مذکر ومؤنث برابر ہیں) جمع اضیاف وضیوف ضیافۃ ضیف دونوں باب (ض) کے مصدر ہیں۔ البشارۃ خوشخبری جمع بَشَائِرُ بَشَرَ يَبْشُرُ بَشْرًا باب (ن) خوش ہونا۔

ترجمہ اور میزبانی عذر ہے ظاہر روایت کے مطابق مہمان اور میزبان (دونوں کے) لئے اور اس کے لئے

خوشخبری ہے اس فائدۂ جلیلہ کی وجہ ہے۔

روزہ دار کو دعوت قبول کرنی چاہیے

صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی کو کھانے پر بلایا جائے اور وہ روزے سے ہو تو بھی دعوت قبول کرے پھر تقریب میں پہنچ اور صاحب خانہ سے معذرت کرے اگر عذر قبول ہو جائے تو دعائیں دے کر واپس آجائے اور اگر میزبان کھانے پر اصرار کرے تو روزہ توڑ کر دعوت کھالے اور میزبان کی خاطر مہمان کا نفل روزہ توڑنا یا مہمان کی خاطر میزبان کا نفل روزہ توڑنا جائز ہے، صاحب مراقی الفلاح نے تجنیس کے حوالہ سے لکھا ہے کہ حضور کا ارشاد ہے کہ جو شخص اپنے بھائی کے احترام میں نفل روزہ توڑ دے تو اسے ہر روزہ کے بدلہ میں ایک ہزار روزوں کا ثواب ملے گا اور جب قضا کرے گا تو ہر روزہ کے بدلہ میں دو ہزار روزوں کا ثواب ہوگا۔ متن میں بشارت سے یہی مراد ہے۔ (مراقی الفلاح: ۳۷۷)

﴿۱۱۴۸﴾ وَإِذَا أَفْطَرَ عَلٰى أَيِّ حَالٍ عَلَيْهِ الْقَضَاءُ إِلَّا إِذَا شَرَعَ مُتَطَوِّعًا فِيْ خَمْسَةِ أَيَّامٍ يَوْمَيِ الْعِيْدَيْنِ وَأَيَّامِ التَّشْرِيْقِ فَلَا يَلْزَمُهُ قَضَاؤُهَا بِإِفْسَادِهَا فِيْ ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ وَاللّٰهُ أَعْلَمُ۔

ترجمہ اور جب توڑ دے کسی بھی حالت پر تو اس پر قضا ہے مگر جبکہ شروع کرے نفلی روزہ رکھنے والا پانچ دنوں میں عید کے دو دن اور تشریق کے تین دن تو لازم نہیں ان روزوں کی قضا ان کے فاسد کرنے سے ظاہر روایت میں اور اللہ ہی زیادہ جاننے والا ہے۔

ایام خمسہ میں روزوں کا بیان

فرماتے ہیں کہ نفل روزہ خواہ عذر کی بنیاد پر توڑا ہو یا بغیر عذر کے دونوں صورتوں میں قضا واجب ہے مگر پانچ ایام کے روزے ایسے ہیں کہ اگر انہیں شروع کر دیا تو ان کا پورا کرنا واجب نہ ہوگا بلکہ ان کو توڑنا اور چھوڑنا واجب ہوگا چنانچہ اگر ان کو درمیان میں چھوڑ دیا تو ان کی قضا واجب نہ ہوگی اور قضا واجب نہ ہونے کی دلیل یہ ہے کہ شروع کرنے کے بعد پورا کرنا اس لئے واجب ہوتا ہے تاکہ شروع کی ہوئی چیز کی وہ مقدار جو ادا کی گئی ہے اس کی حفاظت ہو سکے مگر چونکہ ایام خمسہ میں روزہ شروع کرنے کے بعد ممانعت پر مشتمل ہونے کی وجہ سے ادا کی ہوئی مقدار کی حفاظت کرنا واجب نہیں ہوتا اس لئے ادا کی ہوئی مقدار کی حفاظت کرنے کے لئے اس کا پورا کرنا بھی واجب نہ ہوگا اور جب شروع کردہ روزوں کو پورا کرنا واجب نہیں ہے تو درمیان میں توڑنے اور چھوڑنے کی وجہ سے اس کی قضا بھی واجب نہ ہوگی کیونکہ قضا اسی چیز کو درمیان میں چھوڑنے کی وجہ سے واجب ہوتی ہے جس کو شروع کرنے کے بعد پورا کرنا بھی واجب ہو۔ (نور الانوار: ۶۱ حاشیہ ۲۳، بحث النہی)

بَابُ مَا يَلْزَمُ الْوَفَاءُ بِهٖ مِنْ مَنْذُوْرِ الصَّوْمِ وَالصَّلٰوةِ وَنَحْوِهِمَا

(ان عبادتوں کا بیان جن کا پورا کرنا لازم ہے یعنی نذر کردہ روزے اور نماز اور ان جیسی عبادتیں)

یعنی آزادی اور اعتکاف

﴿۴۹۱﴾ إِذَا نَذَرَ شَيْئًا لَزِمَهُ الْوَفَاءُ بِهٖ إِذَا اجْتَمَعَ فِيْهِ ثَلَاثَةُ شُرُوْطٍ أَنْ يَكُوْنَ مِنْ جِنْسِهٖ وَاجِبٌ وَأَنْ يَكُوْنَ مَقْصُوْدًا وَأَنْ يَكُوْنَ لَيْسَ وَاجِبًا .

نَذَرَ ماضی معروف باب (ن ض) نذرًا ونذورًا کوئی چیز اپنے اوپر لازم کر لینا، منت ماننا (یہ اگر میرا فلاں کام ہو گیا تو وہ اتنا مال غریبوں کو دے گا) الوفاء وفی یفی وفاءً باب (ض) پورا کرنا۔

ترجمہ جب منت مان لے کسی چیز کی تو لازم ہے پورا کرنا اس چیز کا جب پائی جائیں اس میں تین شرطیں یہ کہ ہو اس کی جنس سے کوئی واجب اور یہ کہ ہو مقصود اور یہ کہ نہ ہو واجب۔

نذر پوری کرنے کے شرائط اور تفریعات کا بیان

اولاً نذر کی تعریف کا سمجھنا ضروری ہے نذر کہتے ہیں انسان کا اپنے اوپر کسی ایسی چیز کو واجب قرار دے دینا جو اس پر واجب نہ تھی کسی امر کے پائے جانے کے وقت جیسے یوں کہے کہ اگر میں امتحان میں کامیاب ہو گیا تو میرے ذمہ ایک روزہ ہے یہاں پر روزہ جو غیر واجب تھا اپنے اوپر واجب کیا گیا ہے امتحان میں کامیابی کے پائے جانے پر اب سمجھئے صورت مسئلہ یہ بیان کر رہے ہیں کہ اگر کسی شخص نے ایسی چیز کی نذر مانی کہ جس کا وجود مطلوب ہو جیسے اِنْ شَفَى اللّٰهُ مَرِيْضِيْ فَعَلَيَّ كَذَا تو ایسی نذر کا پورا کرنا ہی واجب ہے مگر آگے فرماتے ہیں کہ نذر کا پورا کرنا اس وقت لازم ہے جبکہ تین شرطوں میں سے کوئی ایک شرط پائی جائے: (۱) اس کی جنس کی کوئی واجب عبادت ہو اگر ایسا ہو گا تو نذر صحیح ہے ورنہ نہیں بالفاظ دیگر کسی ایسی عبادت کو اپنے ذمہ لازم کرنا اور اس کو مقرر لینا جس کی جنس سے کوئی واجب عبادت ہو جیسے روزہ نماز وغیرہ کی منت مانی اور شرط پائی گئی تو اس کو پورا کرنا ضروری ہے اور اگر نذر مانی کہ اگر اس کا کام ہو گیا تو وہ ایک کلو تمباکو کھائے گا ظاہر ہے کہ یہ کام مباح ہے اس کی جنس سے کوئی واجب عبادت نہیں اس لئے اس کا پورا کرنا ضروری نہیں۔ (۲) جس عبادت کی نذر ماننا چاہتا ہے وہ مقصود ہو ذریعہ اور شرط نہ ہو یعنی جو چیزیں کسی فرض کو ادا کرنے کے لئے ذریعہ اور سبب ہوتی ہیں وہ بھی عبادت ہوا کرتی ہیں مگر ان کی نذر درست نہیں مثلاً کوئی نذر مانے کہ وہ غسل کرے یا وضو کرے ظاہر ہے کہ یہ چیزیں مقصود نہیں مقصود تو نماز پڑھنا ہے۔ (۳) وہ عبادت جس کی منت مان رہا ہے بذات خود واجب اور فرض نہ ہو جیسے نفل نماز کہ اس قسم کی عبادت یعنی نماز فرض تو ہے مگر یہ نفل نماز فرض نہیں لہذا اس کی منت ماننا صحیح ہوگا اور فرض نماز کی منت ماننا

درست نہیں۔

﴿۱۱۵۰﴾ فَلَا یَلْزَمُ الْوُضُوْءُ بِنَذْرِہٖ.

ترجمہ پس لازم نہ ہوگا وضو کرنا وضو کی منت ماننے سے۔

تشریح ماتن نے نذر کے صحیح اور درست ہونے کے لئے تین شرطیں بیان کی ہیں، اب یہاں سے تفریعات اور مثالوں کو بیان کر رہے ہیں مگر شرائط کی ترتیب کے اعتبار سے عکس ہے اس عبارت کا تعلق شرط ثانی سے ہے چناں چہ فرماتے ہیں کہ وضو کی منت ماننے سے وضو کرنا لازم نہ ہوگا کیونکہ وضو کرنا عبادت مقصودہ نہیں بلکہ ادائیگی نماز کے لئے صرف ذریعہ اور وسیلہ یا شرط ہے۔

﴿۱۱۵۱﴾ وَلَا سَجْدَۃُ التِّلَاوَۃِ.

ترجمہ اور نہ سجدۂ تلاوت۔

تشریح اس عبارت کا تعلق شرط ثالث سے ہے چونکہ سجدۂ تلاوت آیت سجدہ پڑھنے کے بعد خود ہی اللہ کی طرف سے واجب ہو جاتا ہے اور جو پہلے سے واجب ہو اس کی منت ماننا جائز نہیں ہے۔

﴿۱۱۵۲﴾ وَلَا عِیَادَۃُ الْمَرِیْضِ.

ترجمہ اور نہ مریض کی مزاج پرسی۔

تشریح اس عبارت کا تعلق شرط اول سے ہے چنانچہ مریض کی مزاج پرسی اگرچہ نیک کام ہے جس پر بہت زیادہ ثواب ملتا ہے مگر فرض نہیں، دوسرا فرق یہ بھی ہے کہ نذر ایسی عبادتوں کی ہونی چاہئے جو حقوق اللہ میں سے ہوں اور مزاج پرسی بندوں کے حقوق میں سے ہے۔

﴿۱۱۵۳﴾ وَلَا الْوَاجِبَاتُ بِنَذْرِھَا.

ترجمہ اور نہ واجب عبادتیں ان کی نذر ماننے سے۔

تشریح فرماتے ہیں کہ جو عبادتیں ایسی ہیں کہ وہ واجب اور فرض ہیں ان کی نذر ماننا بھی صحیح نہیں ہے جیسے پنجگانہ نمازیں نماز وتر رمضان کے روزے کیونکہ جو چیزیں پہلے سے لازم ہیں ان کو اپنے اوپر پھر لازم کرنا محال ہے اور دوسری دلیل یہ ہے کہ اللہ کی جانب سے فرضیت زیادہ اہم ہے اس فرضیت اور لزومیت کے مقابلہ میں جو بندہ کی جانب سے ہو۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۳۷۹)

﴿۱۱۵۴﴾ وَیَصِحُّ بِالْعِتْقِ وَالْاِعْتِکَافِ وَالصَّلٰوۃِ غَیْرِ الْمَفْرُوْضَۃِ وَالصَّوْمِ.

ترجمہ: اور صحیح ہے (نذر ماننا) غلام آزاد کرنے کی اور اعتکاف کرنے اور فرض کے علاوہ دوسری نماز کے پڑھنے اور روزہ رکھنے کی۔

تشریح: فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے نذر مانی کہ اگر میرا فلاں کام ہوگیا تو میں غلام آزاد کروں گا تو اس طرح نذر ماننا درست ہے ایسے ہی اعتکاف کی نذر ماننا صحیح ہے کیونکہ جنس اعتکاف میں قعدۂ اخیرہ ہے جو کہ فرض ہے اور اعتکاف نماز کے لئے بیٹھ کر انتظار کرنا ہے گویا کہ وہ نماز ہی ہے اور قعدۂ اخیرہ بھی نماز ہی کے اندر ہوتا ہے اسی وجہ سے اعتکاف کی نذر صحیح ہے، ایسے ہی بعض عبادتیں ایسی ہوتی ہیں کہ جو فرض واجب سنت اور مستحب بھی ہوتی ہیں جیسے نماز روزے وغیرہ کہ پانچوں وقتوں کی نمازیں اور رمضان کے روزے فرض ہیں نماز عیدین نماز وتر واجب ہیں اور ان کے علاوہ روزے یا نمازیں فرض نہیں وہ نفل ہیں پس جو عبادتیں نوافل ہیں خواہ نمازیں ہوں یا روزے ان کی نذر ماننا درست ہے۔

﴿۱۵۵﴾ فَإِنْ نَذَرَ نَذْرًا مُطْلَقًا أَوْ مُعَلَّقًا بِشَرْطٍ وَوُجِدَ لَزِمَهُ الْوَفَاءُ بِهِ.

ترجمہ: پس اگر نذر مانے نذر مطلق یا معلق کسی شرط کے ساتھ اور وہ پائی گئی تو لازم ہے اس کا پورا کرنا۔

نذر مطلق و معلق کا بیان

اولاً نذر مطلق و نذر معلق کی تعریف سمجھئے، نذر مطلق کا مطلب یہ ہے کہ تاریخ اور دن کی تعیین کے بغیر منت مانی جائے اور اس میں کسی قسم کی شرط نہ ہو مثلاً یہ کہہ دیا کہ خدا کے لئے میرے اوپر لازم ہے کہ میں دو رکعت نماز پڑھوں گا اور نذر معلق کا مطلب یہ ہے کہ تاریخ اور دن کی تعیین کے ساتھ نذر مانے اور کسی شرط پر معلق کردے مثلاً اگر فلاں بیمار اچھا ہوگیا تو میں آنے والی جمعرات کو روزہ رکھوں گا۔ صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ نذر مطلق ہو یا نذر معلق ان کا پورا کرنا لازم ہے مگر نذر معلق کا پورا کرنا اس وقت لازم ہے جب وہ شرط پائی جائے اگر شرط نہ پائی گئی تو نذر پورا کرنا لازم نہیں۔

فائدہ: جاننا چاہئے معلق منت ماننا اگرچہ صحیح ہے مگر پسندیدہ نہیں اور نذر مطلق بلا کراہت جائز ہے۔

﴿۱۵۶﴾ وَصَحَّ نَذْرُ صَوْمِ الْعِيدَيْنِ وَأَيَّامِ التَّشْرِيقِ فِي الْمُخْتَارِ وَيَجِبُ فِطْرُهَا وَقَضَاؤُهَا وَإِنْ صَامَهَا أَجْزَأَهُ مَعَ الْحُرْمَةِ.

ترجمہ: اور صحیح ہے عیدین کے روزوں اور ایام تشریق کے روزوں کی نذر مذہب مختار میں اور واجب ہے ان کو توڑنا اور ان کی قضا کرنا اور اگر رکھ ہی لئے تو کافی ہو جائیں گے اس کو کراہت تحریمی کے ساتھ۔

ایام خمسہ میں نذر کا بیان

فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے ۹ ذی الحجہ کو یوں کہا کہ میں کل روزہ رکھوں گا یا یوں کہا کہ میں اللہ کے لئے نذر مانتا

ہوں کہ دسویں ذی الحجہ کا روزہ رکھوں گا یا عید الفطر کے دن روزہ رکھنے کی نذر مانی یا ۱۱ اور ۱۲ اور ۱۳ ذی الحجہ کو روزہ رکھنے کی نذر مانی تو یہ نذر صحیح ہے لیکن ان دنوں میں روزے نہ رکھے بلکہ بعد میں ان کی قضا کرے اور اگر شرعی ممانعت کے باوجود مذکورہ دنوں میں نذر کا روزہ رکھ لیا تو نذر پوری ہوجائے گی مگر کراہت تحریمی کے ساتھ اور اس پر بعد میں قضا واجب نہ ہوگی کیونکہ جیسا روزہ اس نے اپنے اوپر لازم کیا تھا ویسا ہی ادا کرلیا ہے اور مذکورہ دنوں میں روزہ رکھنے کی نذر ماننا اس لئے درست ہوگا کہ اللہ کے لئے روزہ رکھنے کی نذر ماننا تو سبب طاعت ہے اور محض اس کہنے میں کہ مذکورہ دنوں کے روزہ کی نذر کرتا ہوں نہ کوئی فساد ہے اور نہ کوئی قباحت ہے کیونکہ گناہ تو اللہ کی میزبانی سے اعراض کرنے میں ہے اور محض روزہ کا ذکر کرنے اور نذر کرنے سے اعراض لازم نہیں آتا اس لئے نذر ماننے میں بھی کوئی فساد نہ ہوگا فساد اور معصیت تو اس میں ہے کہ روزہ رکھا جائے پس جب مذکورہ ایام میں روزے رکھنا ممنوع اور گناہ ہے تو یہ شخص روزے نہ رکھے بلکہ بعد میں ان کی قضا کرے، اسی پر فتویٰ ہے لیکن اگر اس کے باوجود روزے رکھ لئے تو نذر پوری ہوجائے گی۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۳۷۹-۳۸۰)

﴿۷۵۱﴾ وَاَلْغَيْنَا تَعْيِيْنَ الزَّمَانِ وَالْمَكَانِ وَالدِّرْهَمِ وَالْفَقِيْرِ فَيُجْزِئُهُ صَوْمُ رَجَبٍ عَنْ نَذْرِهِ صَوْمَ شَعْبَانَ وَيُجْزِئُهُ صَلٰوةُ رَكْعَتَيْنِ بِمِصْرَ نَذَرَ اَدَاءَهُمَا بِمَكَّةَ وَالتَّصَدُّقُ بِدِرْهَمٍ عَنْ دِرْهَمٍ عَيَّنَهُ لَهُ وَالتَّصَرُّفُ لِزَيْدٍ الْفَقِيْرِ بِنَذْرِهِ لِعَمْرٍو۔

اَلْغَيْنَا فعل ماضی معروف جمع متکلم باب افعال اِلْغَاءٌ مصدر ہے، کالعدم کرنا، باطل قرار دینا، ختم کرنا۔ عَيَّنَ باب تفعیل سے فعل ماضی معروف ہے تعیین مصدر ہے تعیین و تخصیص کرنا۔

ترجمہ اور ہم نے لغو قرار دے دیا زمان مکان درہم اور فقیر کی تعیین کو چنانچہ کافی ہے اس کو رجب کا روزہ اس کی نذر ماننے کی طرف سے شعبان کے روزہ کی ادائیگی اور کافی ہے اس کو دو رکعت نماز مصر میں کہ نذر مانی تھی ان کی ادائیگی کی مکہ میں اور صدقہ کردینا کسی (دوسرے) درہم کا اس درہم کے بدلہ میں جس کو نذر کے لئے متعین کیا تھا اور خرچ کردینا زید فقیر کے لئے اس کے منت ماننے سے عمرو کے لئے۔

نذر میں تعیین الزمان والمکان

حنفیہ کے نزدیک نذر کے اندر تعیین الزمان والمکان معتبر نہیں لہٰذا اگر کوئی شخص کسی خاص مسجد میں نماز کی نذر مانے یا کسی خاص زمانہ میں روزہ کی نذر مانے تو نفس نماز اور نفس روزہ سے نذر پوری ہوجاتی ہے ایسے ہی درہم اور فقیر کی تعیین بھی غیر معتبر ہے ان سب چیزوں کی وضاحت کرتے ہوئے صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ اگر کسی نے ماہ شعبان کے روزوں کی نذر مانی تھی اور اس نے وہ روزے ماہ رجب میں رکھ لئے تو کافی ہے کیونکہ خاص زمانہ کی نیت لغو ہے اور ایسے

ہی اگر مکہ مکرمہ میں دو رکعت نماز پڑھنے کی نذر کی تھی اب مصر میں وہ دو رکعت پڑھ لے تو صحیح ہو جائے گی کیونکہ خاص مکان یا جگہ کا اعتبار نہیں اور اس درہم کے بدلہ میں جس کو نذر کے لئے خاص کیا تھا کسی دوسرے درہم کا صدقہ کر دینا جائز ہوگا، کیونکہ دراہم یا روپے پیسے کے خاص کر دینے کا کچھ اعتبار نہیں اور ایسے ہی اگر عمر فقیر کو دینے کی منت مانی تھی اس کے بجائے زید فقیر کے واسطے خرچ کر دینا جائز ہوگا کیونکہ فقیر کو مقرر کرنے کا کچھ اعتبار نہیں۔

﴿۱۱۵۸﴾ وَإِنْ عَلَّقَ النَّذْرَ بِشَرْطٍ لَا يُجْزِئُهُ عَنْهُ مَا فَعَلَهُ قَبْلَ وُجُودِ شَرْطِهِ.

ترجمہ اور اگر معلق کر دے نذر کو کسی شرط کے ساتھ تو کافی نہ ہوگا اس کو اس نذر کی طرف سے وہ کام جس کو اس نے کیا اس کی شرط کے پائے جانے سے پہلے۔

تشریح صورت مسئلہ یہ ہے کہ کسی شخص نے نذر معلق کی تو جب تک وہ شرط نہیں پائی جائے گی نذر پوری کرنا بھی لازم نہ ہوگا اور اگر شرط کے پائے جانے سے قبل نذر پوری کر دی تو اس کا اعتبار نہ ہوگا مثلاً لڑکا ہونے کے متعلق کوئی منت مانی تھی تو جب تک لڑکا نہ ہو جائے نذر کا پورا کرنا صحیح نہ ہوگا لڑکا ہونے پر ہی صحت کا حکم لگے گا۔

بَابُ الْاِعْتِكَاف (اعتکاف کا بیان)

باب سے مناسبت: مصنفؒ نے کتاب الصوم کی تکمیل کے لئے اخیر میں اعتکاف کا باب قائم کیا اس لئے کہ جس طرح صوم فرض کا تعلق ماہ رمضان سے ہے اسی طرح اعتکاف بھی اسی ماہ کے عشرۂ اخیر کی سنت ہے۔ (الدر المنضود ۲۶۶/۳، طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۳۸۱)

اعتکاف کی فضیلت: جو شخص خلوص کے ساتھ رمضان کے اخیر عشرہ کا اعتکاف کرتا ہے اس کے پچھلے تمام گناہ معاف کردئیے جاتے ہیں اور دو حج اور دو عمروں کا ثواب ملتا ہے نیز چالیس دن تک سرحد اسلام کے محافظ ہونے کا درجہ حاصل ہوتا ہے اور جو چالیس دن تک سرحد اسلام کی حفاظت کرتا ہے اللہ تعالیٰ اس کو گناہوں سے اس طرح پاک صاف کر دیتا ہے جیسے کہ نومولود بچہ کا حال ہوتا ہے۔ (ایضاح المسائل: ۹۱)

اعتکاف کے لغوی معنی: اللزوم الشيء وحبس النفس عليه کسی چیز کو لازم پکڑنا اور اپنے نفس کو اس پر جمانا۔

﴿۶۵۹﴾ هُوَ الْإِقَامَةُ بِنِيَّتِهِ فِي مَسْجِدٍ تُقَامُ فِيهِ الْجَمَاعَةُ بِالْفِعْلِ لِلصَّلَوَاتِ الْخَمْسِ فَلَا يَصِحُّ فِي مَسْجِدٍ لَا تُقَامُ فِيهِ الْجَمَاعَةُ لِلصَّلٰوةِ عَلَى الْمُخْتَارِ.

هو اس کا مرجع اعتکاف ہے۔ بنیتہ ضمیر کا مرجع اعتکاف ہے۔ فیہ ضمیر کا مرجع مسجد ہے۔

ترجمہ: وہ ٹھہرنا ہے اعتکاف کی نیت سے کسی ایسی مسجد میں جس میں جماعت قائم کی جاتی ہو بالفعل پانچوں نمازوں کے لئے چنانچہ صحیح نہیں ایسی مسجد میں کہ جس میں جماعت قائم نہ کی جاتی ہو نماز کے لئے مذہب مختار پر۔

تشریح: صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ اعتکاف کے شرعی معنی یہ ہیں کہ عبادت کی نیت سے مسجد میں ٹھہرا جائے پھر آگے مسئلہ یہ ہے کہ کونسی مسجد ضروری ہے؟ امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک مسجد جماعت یعنی جس کے لئے امام اور مؤذن متعین ہوں پانچوں وقت کی نماز ادا ہوتی ہو یا نہ ہوتی ہو، اس میں دونوں قول ہیں اور امام ابو یوسفؒ سے منقول ہے کہ اعتکاف واجب کے لئے مسجد جماعت ضروری ہے اور اعتکاف نفل کے لئے مطلق مسجد کافی ہے۔ (الدر المنضود ۲۶۷/۳، مراقی الفلاح: ۳۸۲)

﴿۶۶۰﴾ وَلِلْمَرْأَةِ الْاِعْتِكَافُ فِي مَسْجِدِ بَيْتِهَا وَهُوَ مَحَلٌّ عَيَّنَتْهُ لِلصَّلٰوةِ فِيهِ.

ترجمہ: اور عورت کے لئے اعتکاف ہے اپنے گھر کی مسجد میں اور (گھر کی مسجد سے مراد) وہ جگہ ہے کہ جس کو اس نے نماز پڑھنے کے لئے متعین کر لیا ہو۔

عورت کا اعتکاف

مسئلہ یہ ہے کہ عورت کا اعتکاف مسجد بیت میں صحیح ہے مسجد بیت سے مراد گھر میں وہ جگہ ہے جس کو وہ اپنی نماز کیلئے متعین کرے اور اگر عورت مسجد جماعت میں اعتکاف کرے تو اس کا اعتکاف صحیح بھی ہو جاتا ہے یا نہیں؟ اس میں ہمارے یہاں دونوں قول ہیں جواز اور عدم جواز۔ (الدر المنضود: ۲/ ۲۶۷)

﴿۱۱۶۱﴾ وَالْاِعْتِكَافُ عَلٰى ثَلَاثَةِ اَقْسَامٍ وَاجِبٌ فِى الْمَنْذُوْرِ .

ترجمہ اور اعتکاف تین قسم پر ہے واجب منت مانی ہوئی صورت میں۔

اعتکاف کے اقسام ثلٰثہ کا بیان

اعتکاف کی تین قسمیں ہیں: (۱) واجب اعتکاف: منت کا اعتکاف ہے اور منت و نذر دو ہیں: (۱) نذر معلق (۲) نذر منجز ۔ نذر معلق یہ ہے کہ آدمی اعتکاف کو کسی کام پر معلق کرے کہ اگر اس کا فلاں کام ہو گیا تو وہ اعتکاف کرے گا پھر وہ کام ہو گیا تو اعتکاف کرنا واجب ہے۔ (۲) نذر منجز یہ ہے کہ کسی چیز پر معلق کئے بغیر اللہ کے لئے اعتکاف کی نذر مانے، اس صورت میں بھی اعتکاف واجب ہے اور نذر میں زبان سے لِلّٰهِ عَلَيَّ یعنی مجھ پر اللہ کے لئے واجب ہے یا ہر زبان میں جو کلمہ اس کے مترادف ہو وہ بولنا ضروری ہے محض نیت کرنے سے اعتکاف واجب نہیں ہوتا۔ (تحفۃ الالمعی: ۳/ ۱۶۳، مراقی الفلاح: ۳۸۳)

﴿۱۱۶۲﴾ وَسُنَّةٌ كِفَايَةٌ مُؤَكَّدَةٌ فِى الْعَشْرِ الْاَخِيْرِ مِنْ رَمَضَانَ .

ترجمہ اور سنت مؤکدہ کفایہ ہے رمضان کے عشرۂ اخیرہ میں۔

تشریح اس عبارت میں دوسری قسم کا بیان ہے یعنی سنت مؤکدہ علی الکفایہ رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف ہے اور علی الکفایہ کا مطلب یہ ہے کہ اگر ایک دو آدمی بھی اعتکاف کر لیں تو سارے محلہ کی طرف سے سنت ادا ہو جائے گی اور اگر کوئی بھی اعتکاف نہ کرے تو سب پر ترک سنت کا وبال ہوگا یہاں سے معلوم ہوا کہ سنت کے ترک پر بھی عذاب ہے در مختار میں ہے اگر کوئی شخص دائمی طور پر سنن مؤکدہ کا تارک ہو جائے تو وہ عند اللہ ماخوذ ہوگا یعنی تارک سنت کے لئے بھی سزا ہے اور اس کے اندر روزہ شرط ہے نیز بیس رمضان کو سورج ڈوبنے سے پہلے مسجد میں داخل ہونا لازم ہے۔ (در مختار مع الشامی مصری: ۲/ ۱۷۷ شامی بیروت: ۳/ ۳۸۳)

﴿۱۱۶۳﴾ وَمُسْتَحَبٌّ فِيْمَا سِوَاهُ .

سواہ ضمیر کا مرجع العشر الاخیر ہے۔

ترجمہ اور مستحب ہے ان کے ماسوا زمانہ میں۔

تشریح مذکورہ دو اعتکافوں کے علاوہ جو بھی اعتکاف ہے وہ مستحب ہے۔

﴿۱۱۶۴﴾ وَالصَّوْمُ شَرْطٌ لِصِحَّةِ الْمَنْذُوْرِ فَقَطْ۔

فقط یعنی صرف فحسب کے معنی میں اسے عدد کے ساتھ ذکر کرتے ہیں کہ اب گویا کہ اس کے بعد کچھ نہیں کہا جاتا ہے، قرأت هذا فقط میں نے صرف یہ پڑھا۔

ترجمہ اور روزہ شرط ہے صرف منت مانے ہوئے اعتکاف کی صحت کے لئے۔

تشریح فرماتے ہیں کہ واجب اعتکاف میں روزہ شرط ہے خواہ روزے کی منت مانی ہو یا نہ مانی ہو، روزے کے بغیر واجب اعتکاف نہیں ہوتا اور اگر کوئی شخص رمضان میں نذر کا اعتکاف کرے تو رمضان کا روزہ کافی ہو جائے گا۔

﴿۱۱۶۵﴾ وَاَقَلُّهٗ نَفْلًا مُدَّةٌ يَسِيْرَةٌ وَلَوْ كَانَ مَاشِيًا عَلَى الْمُفْتٰى بِهٖ۔

اقله ای اقل الاعتکاف حال یکونه نفلاً یعنی حال کی بنا پر نفلا منصوب ہے۔ یسیرۃ تھوڑا سا، ذرا سا شیء یسیر تھوڑی سی چیز۔

ترجمہ اور کم سے کم اعتکاف اس حال میں کہ وہ نفل ہو تھوڑی سی مدت ہے اگرچہ چلتے ہوئے ہی ہو، مفتی بہ قول پر۔

نفلی اعتکاف

نفلی اعتکاف کے لئے وقت کی تحدید ہے یا نہیں؟ اس میں اختلاف ہے، امام اعظمؒ کے نزدیک نفل اعتکاف کا زمانہ کم از کم ایک دن ہے اور امام ابو یوسفؒ کے نزدیک دن کا اکثر حصہ ہے اور امام محمدؒ کے نزدیک تحدید نہیں ہے، ایک گھڑی کا بھی اعتکاف صحیح ہے حتی کہ مسجد سے گزرتے ہوئے اعتکاف کی نیت سے کچھ توقف کیا یا بیٹھا نہیں تو بھی اعتکاف ہو گیا، فتوی امام محمدؒ کے قول پر ہے۔ (شامی: ۲/۱۷۷، البحر الرائق: ۲/۳۲۳، عینی شرح کنز: ۱/۱۰۶، شامی بیروت: ۳/۳۸۳، تحفۃ الالمعی: ۳/۱۹۴) اس لئے ہر شخص کے لئے مناسب ہے کہ جب مسجد میں داخل ہو اعتکاف کی نیت کر لیا کرے کہ اتنے نماز وغیرہ میں مشغول رہے اعتکاف کا ثواب بھی ملتا رہے۔

تنبیہ: ولو کان ماشیا الخ جاننا چاہئے کہ مسجد کو گزرگاہ بنانے کی ممانعت ہے، اس عبارت سے اس جانب اشارہ ہے کہ جو شخص مسجد کے اندر سے گزر کر دوسری جانب جانا چاہے تو وہ اعتکاف کی نیت سے گزرے تو اس طرح حیلہ کرنے سے ممانعت ختم ہو جائے گی۔ (مراقی الفلاح: ۳۸۳)

﴿۱۱۶۶﴾ وَلَا يَخْرُجُ مِنْهُ إِلَّا لِحَاجَةٍ شَرْعِيَّةٍ كَالْجُمُعَةِ .

ترجمہ اور نہ نکلے اس سے مگر شرعی ضرورت کے لئے جیسے جمعہ۔

معتکف کب باہر نکل سکتا ہے؟

اعتکاف نذر اور اخیر عشرہ کے اعتکاف میں بلا ضرورت شرعیہ مسجد سے باہر نکلنا جائز نہیں جیسے جمعہ پڑھنے کے لئے جا سکتا ہے یعنی اگر اس مسجد میں جمعہ نہیں ہوتا ہے تو دوسری مسجد میں جمعہ پڑھنے کے لئے جانا جائز ہے البتہ معتکف کو چاہئے کہ وہ مسجد سے کم سے کم غیر حاضر رہے، جمعہ کے بالکل قریب مسجد سے نکلے اور جمعہ پڑھ کر فوراً واپس آ جائے، فضول وقت نہ گزارے اور سنتیں اپنی مسجد میں پڑھے اور اگر دیہات کی مسجد میں اعتکاف کیا ہے تو جمعہ کے لئے باہر نکلنا درست نہیں ہے، اس لئے کہ دیہات میں جمعہ جائز نہیں ہے۔ (کفایت المفتی: ۲۳۲/۴، فتاوی محمودیہ: ۱۷۵/۳، ایضاح المسائل: ۹۲) اور دیگر حاجات شرعیہ مثلاً مریض کی عیادت کے لئے جنازہ پڑھنے کے لئے یا سبق میں حاضر ہونے کے لئے اس وقت نکل سکتا ہے جب اعتکاف کرتے وقت ان کاموں کا استثناء کیا ہے ورنہ نہیں مگر اس پر لڑائی نہ کیا جائے تاکہ لوگ اعتکاف کو تماشہ نہ بنالیں۔

﴿۱۱۶۷﴾ أَوْ طَبِيعِيَّةٍ كَالْبَوْلِ .

ترجمہ یا کسی طبعی (ضرورت کے لئے) جیسے پیشاب۔

طبعی ضرورت کے لئے نکلنا

فرماتے ہیں کہ غسل واجب اور پیشاب پاخانے کے لئے بقدر ضرورت معتکف کا مسجد سے باہر نکلنا جائز ہے۔

﴿۱۱۶۸﴾ أَوْ ضَرُورِيَّةٍ كَانْهِدَامِ الْمَسْجِدِ وَإِخْرَاجِ ظَالِمٍ كَرْهًا وَتَفَرُّقِ أَهْلِهِ وَخَوْفٍ عَلَى نَفْسِهِ أَوْ مَتَاعِهِ مِنَ الْمُكَابِرِينَ فَيَدْخُلُ مَسْجِدًا غَيْرَهُ مِنْ سَاعَتِهِ .

انهدام باب انفعال کا مصدر ہے گر جانا۔ کرھا مجبوراً ناخوشی سے۔ متاع سامان جمع امتعة۔ مکابرین اسم فاعل باب مفاعلہ سے کابرہ مکابرۃ دشمنی وعناد کرنا، غالب آنا۔

ترجمہ یا کسی اضطراری (ضرورت سے) جیسے مسجد کا منہدم ہو جانا اور کسی ظالم کا زبردستی نکال دینا اور اس مسجد کے لوگوں کا منتشر ہو جانا اور اپنی جان یا اپنے مال پر خطرہ ہونا ظالموں کی جانب سے چنانچہ چلا جائے کسی دوسری مسجد میں اسی وقت۔

تشریح فرماتے ہیں کہ سخت مجبوری میں بھی معتکف مسجد سے باہر جا سکتا ہے جیسا کہ اس کی چند مثالیں متن میں موجود ہیں مگر شرط یہ ہے کہ دوسری مسجد میں جانے کی نیت سے نکلے اور راستہ میں کہیں فضول وقت نہ گزارے تو یہ نکلنا اور چلنا بھی اعتکاف مانا جائے گا۔ (مراقی الفلاح: ۳۸۳)

﴿۱۶۹﴾ فَإِنْ خَرَجَ سَاعَةً بِلَا عُذْرٍ فَسَدَ الْوَاجِبُ وَانْتَهَى بِهِ غَيْرُهُ.

ترجمہ پھر اگر نکل جائے تھوڑی سی دیر بغیر کسی عذر کے تو واجب فاسد ہو گیا اور ختم ہو گیا اس کی وجہ سے اس کے علاوہ (جو واجب نہ ہو وہ اس نکلنے سے ختم ہو جائے گا واجب باطل ہوگا)

ضرورت شدیدہ کے بغیر مسجد سے نکلنا کیا حکم رکھتا ہے؟

اعتکاف نذر اور اخیر عشرہ کے اعتکاف میں ضرورت شدیدہ کے بغیر مسجد سے باہر نکلنا حرام اور مفسد اعتکاف ہے اس کی تفصیل اس طرح ہے کہ اگر کوئی شخص اعتکاف شروع کر کے توڑ دے خواہ وہ اعتکاف سنت مؤکدہ ہو یا واجب یا ایسا نفل اعتکاف ہو جس میں وقت کی تعیین کر کے مثلاً چوبیس گھنٹے کی نیت کر کے اعتکاف شروع کیا ہو اور اسے پورا کرنے سے پہلے توڑ دے تو امام اعظم کے نزدیک قضا واجب ہے اس کے بعد جاننا چاہئے کہ اگر دو یا زیادہ دنوں کا اعتکاف کیا جائے تو ہر دن کا اعتکاف مستقل عبادت ہے پس جو شخص اعتکاف توڑ دے گا اس پر صرف چوبیس گھنٹے کی قضا واجب ہوگی مثلاً ایک شخص نے تین دن کا نفل اعتکاف کیا اور دوسرے دن اعتکاف توڑ دیا یا رمضان کے عشرۂ اخیرہ کا اعتکاف کیا اور چھبیسویں دن اعتکاف توڑ دیا تو صرف چوبیس گھنٹے کی قضا واجب ہوگی اس لئے کہ گذشتہ ایام کے اعتکاف صحیح ہو گئے اور آئندہ کا اعتکاف شروع نہیں ہوا لیکن جس دن کا اعتکاف توڑا ہے اسی کی قضا واجب ہوگی کیوں کہ ہر دن کا اعتکاف مستقل ہے اور اگر ٹھیک غروب کے وقت اٹھ جائے تو پھر کوئی قضا واجب نہیں ہے اور قضا اعتکاف میں روزہ شرط ہے اور اگر کوئی رمضان میں قضا کرے تو رمضان کا روزہ کافی ہے اور اگر نفل اعتکاف میں وقت کی تعیین نہ کی ہو تو مسجد سے نکلتے ہی اعتکاف ختم ہو جائے گا اس کی کوئی قضا واجب نہیں۔ (تحفۃ الالمعی: ۲/۱۰۷، بحر الرائق: ۲/۳۲۴، مراقی الفلاح: ۳۸۳)

﴿۱۷۰﴾ وَأَكْلُ الْمُعْتَكِفِ وَشُرْبُهُ وَنَوْمُهُ وَعَقْدُهُ الْبَيْعَ لِمَا يَحْتَاجُهُ لِنَفْسِهِ أَوْ عِيَالِهِ فِي الْمَسْجِدِ وَكُرِهَ إِحْضَارُ الْمَبِيعِ فِيهِ وَكُرِهَ عَقْدُ مَا كَانَ لِلتِّجَارَةِ.

ترجمہ اور معتکف کا کھانا اور اس کا پینا اور اس کا سونا اور ان چیزوں کے بیچنے یا خریدنے کا معاملہ کرنا کہ جس کی خود اس کو یا اس کے بال بچوں کو ضرورت ہے مسجد میں اور مکروہ ہے بیچ کا لانا مسجد میں اور مکروہ ہے ان چیزوں کا معاملہ کرنا جو تجارت کے لئے ہیں۔

معتکف کے لئے مسجد میں خرید وفروخت

فرماتے ہیں کہ اعتکاف کی حالت میں معتکف کھانا پینا سونا سب مسجد میں ہی کرے گا اور تجارتی یا غیر تجارتی سامان مسجد میں لاکر بیچنا یا خریدنا معتکف کے لئے ناجائز ہے البتہ خرید وفروخت کا معاملہ جو اس کے لئے اور اس کے بال بچوں کے لئے ضروری ہے مسجد میں کیا جائے تو جائز ہے لیکن سامان مسجد میں نہ لائے۔

اختیاری مطالعہ

اگر کوئی کھانا لانے والا نہیں ہے یا ساتھ کھانے کی ہمت نہیں ہے تو کھانا لانے کے لئے بھی باہر نکل سکتا ہے اس میں دیر نہ لگائے اور کھانا مسجد میں لاکر کھائے۔ (طحطاوی:۳۸۴)

﴿۱۷۱﴾ وَكُرِهَ الصَّمْتُ إِنِ اعْتَقَدَهُ قُرْبَةً وَالتَّكَلُّمُ إِلَّا بِخَيْرٍ.

صمت باب نصر کا مصدر ہے صَمَتَ يَصْمُتُ صَمْتًا وَصُمُوْتًا خاموش ہونا اور سکوت کے بجائے صمت کا استعمال اس وجہ سے کیا ہے کہ دونوں میں فرق ہے سکوت نام ہے دونوں ہونٹوں کو ملانے کا اور اگر یہ ملانا نہ ہو تو صمت ہے۔ قُرْبَةً اللہ کی خوشنودی کا حصول۔ (شامی:۲/۱۸۵)

ترجمہ اور مکروہ ہے خاموش رہنا اگر سمجھے اس کو اللہ کی رضا کے حصول کا ذریعہ اور (اسی طرح) بولتے رہنا (بھی مکروہ ہے) مگر اچھی بات۔

معتکف کا خاموش رہنا

مسجد میں بری بات بولنا تو کسی کے لئے جائز نہیں مگر معتکف کے لئے خاص طور سے ممنوع ہے اعتکاف کے آداب میں سے یہ ہے کہ اچھی بات کے سوا اور کوئی کلام نہ کرے اور چپ چاپ گم صم بیٹھنا اس خیال سے کہ اس میں ثواب زیادہ ہے اعتکاف میں مکروہ ہے اگر یہ خیال نہیں تھا تو پھر کوئی کراہت نہیں ہے ہاں خاموش رہنا زبان کے گناہ سے بچنے کے لئے سب سے بڑی عبادت ہے۔ (اللباب:۱/۱۹۳، انوار القدوری:۱/۲۹۰، مراقی الفلاح:۳۸۴)

﴿۱۷۲﴾ وَحَرُمَ الْوَطْءُ وَدَوَاعِيْهِ وَبَطَلَ بِوَطْئِهِ وَبِالْإِنْزَالِ بِدَوَاعِيْهِ.

وَطَأَ وَطِئَ يَطَأُ وَطْأً باب سمع سے روندنا، کچلنا۔ دواعیہ زنا پر ابھارنے والی چیزیں مثلاً عورت کا بوسہ لینا شہوت کے ساتھ اس کو چھونا۔ اور ضمیر کا مرجع وَطْءٌ ہے۔

ترجمہ اور حرام ہے صحبت کرنا اور صحبت پر ابھارنے والی چیزوں کا اختیار کرنا اور باطل ہو جائے گا اس کے صحبت کرنے سے اور اس انزال سے جو محرکات جماع کی وجہ سے ہو۔

حالت اعتکاف میں ہمبستری

حالت اعتکاف میں ہمبستری کرنا حرام ہے دن میں ہو یا رات میں بھول کر ہو یا جان بوجھ کر خواہ انزال ہوا ہو یا نہ ہوا ہو، ہر حال میں اعتکاف فاسد ہو جائے گا ایسے ہی معتکف نے شرمگاہ کے علاوہ بیوی کے کسی دوسرے حصہ بدن کے ساتھ مباشرت کی یا بوس و کنار کیا تو اگر انزال ہو جائے تو اعتکاف فاسد ہو جائے گا ورنہ نہیں اور قضا لازم ہوگی جس کی تفصیل (مسئلہ ۱۶۴۳) میں گزر چکی ہے۔

﴿۱۶۷۳﴾ وَلَزِمَتْهُ اللَّيَالِي اَيْضًا بِنَذْرِ اِعْتِكَافِ اَيَّامٍ وَلَزِمَتْهُ الْاَيَّامُ بِنَذْرِ اللَّيَالِي مُتَتَابِعَةً وَاِنْ لَمْ يَشْتَرِطِ التَّتَابُعَ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ وَلَزِمَتْهُ لَيْلَتَانِ بِنَذْرِ يَوْمَيْنِ.

ترجمہ اور لازم ہو جائے گا راتوں کا اعتکاف کرنا بھی چند دنوں کے اعتکاف کی نذر کرنے سے اور لازم ہو جائیں گے دن راتوں کے اعتکاف کی نذر کرنے سے لگاتار اگرچہ شرط نہ لگائی ہو لگاتار کی، ظاہر روایت میں اور لازم ہو جائیں گی دو راتیں دو دن کے اعتکاف کی نذر کرنے سے۔

کیا دنوں کے اعتکاف کی نذر سے راتوں کا بھی لازم ہے؟

اگر کسی نے چند دنوں کا اعتکاف اپنے اوپر لازم کیا مثلاً اس طرح کہا اللہ کے واسطے مجھ پر دس دن کا اعتکاف لازم ہے تو دس دن کا اعتکاف ان کی راتوں کے ساتھ لازم ہوگا ایسے ہی برعکس کی صورت میں اور پے در پے لازم ہوگا اگرچہ پے در پے کی شرط نہ لگائی ہو کیونکہ اعتکاف کا دارومدار ہی تسلسل پر ہے اور دنوں کے ذکر سے راتیں اور راتوں کے ذکر سے دن اس وجہ سے شامل ہوں گے کیونکہ قاعدہ ہے کہ بصیغۂ جمع ایام یا لیالی کا ذکر اپنے مقابل کو شامل ہوتا ہے۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۳۸۵) اور اگر دو دن کے اعتکاف کی نذر مانی تو دو راتیں بھی اسی میں شامل ہوں گی چنانچہ پہلی رات غروب سے قبل داخل ہو جائے اور دو دن گزرنے پر غروب کے بعد نکل جائے۔

﴿۱۶۷۴﴾ وَصَحَّ نِيَّةُ النَّهَارِ خَاصَّةً دُوْنَ اللَّيَالِي.

ترجمہ اور صحیح ہے صرف دنوں (کے اعتکاف) کی نیت نہ کہ راتوں کی۔

تشریح پچھلی عبارت میں جو مسئلہ آیا ہے کہ اگر دنوں کا اعتکاف اپنے اوپر لازم کر لیا تو راتیں بھی شامل ہوں گی ایسے ہی اگر راتوں کا لازم کر لیا تو دن بھی شامل ہوں گے، یہ تمام تفصیل اس وقت ہے جبکہ دنوں کے ساتھ راتوں کی بھی نیت کی تھی یا راتوں کے ساتھ دن کی بھی نیت کی تھی یا بالکل نیت نہیں کی تھی، اب اس عبارت میں یہ مسئلہ بیان کر رہے ہیں کہ اگر کسی نے صرف دنوں کے اعتکاف کی نیت کی راتوں کے بغیر تو اس کی نیت صحیح ہے اور صرف دنوں کا

اعتکاف ہی اس کے ذمہ ہے نیز لگاتار بھی ضروری نہیں ہے ہاں اگر شرط لگائی تو پھر لگاتار کرنا ضروری ہے اور اس اعتکاف کا طریقہ یہ ہے کہ ہر روز صبح صادق کے بعد مسجد میں داخل ہو اور غروب شمس کے بعد نکل جائے یہی وقت ہے جب وہ ایک ماہ سے کم کے اعتکاف کی نذر کرے تو وہ نیت کے مطابق عمل کرے گا کقولہ لفرث اعتکاف عشرین یوما ونوی بیاض النہار خاصۃ منہا صحت نیتہ۔ (مراقی الفلاح: ۱۸۰)

﴿۱۱۷۵﴾ وَإِنْ نَذَرَ اعْتِكَافَ شَهْرٍ وَنَوَى النُّهُرَ خَاصَّةً أَوِ اللَّيَالِي خَاصَّةً لَا تَعْمَلُ نِيَّتُهُ إِلَّا أَنْ يُصَرِّحَ بِالِاسْتِثْنَاءِ۔

نُهُرٌ نَهَارٌ کی جمع ہے دن طلوع فجر سے غروب آفتاب تک کا وقت۔ یصرح فعل مضارع معروف باب تفعیل سے تصریحا (م) ہے صاف لفظوں میں کہنا، کھول کر بیان کرنا۔ الاستثناء عام قاعدہ یا حکم سے نکالنا، باب استفعال کا (م) ہے۔

ترجمہ اور اگر نذر مانے ایک مہینہ کے اعتکاف کی اور نیت کرے دنوں کی خاص طور پر یا راتوں کی خاص طور پر تو کارآمد نہ ہوگی اس کی نیت مگر یہ کہ صراحت کردے استثناء کی۔

ایک ماہ کے اعتکاف کی نذر ماننے کا کیا حکم ہے؟

صورت مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص نے ایک ماہ کے اعتکاف کی نذر مانی اور اس نے صرف دنوں کی نیت کی یا صرف راتوں کی نیت کی تو اس کی نیت کا کچھ اعتبار نہ ہوگا اور رات دن اعتکاف کرنا ہوگا کیونکہ مہینہ رات اور دن دونوں کو شامل ہونے کا نام ہے آگے فرماتے ہیں کہ اگر اس نے راتوں کا استثناء کر دیا تو صرف دنوں کا اعتکاف لازم ہوگا اور اگر دنوں کا استثناء کر دیا اور یہ کہا کہ میرے ذمہ اللہ کے لئے ایک ماہ کی راتوں کا اعتکاف ہے تو اب اس کے ذمہ کچھ نہیں ہے کیونکہ ایام کا استثناء کرنے کے بعد محض راتیں رہ گئیں اور راتوں میں صحت کا اعتکاف نہیں ہو سکتا کیونکہ اعتکاف منذور میں روزہ شرط ہے اور راتیں روزہ کا محل نہیں ہیں۔ (درمختار مع الشامی مصری: ۲/ ۱۸۷، بیروت: ۳/ ۳۹۴، البحر الرائق: ۲/ ۳۲۸، مراقی الفلاح: ۳۸۶)

﴿۱۱۷۶﴾ وَالِاعْتِكَافُ مَشْرُوعٌ بِالْكِتَابِ وَالسُّنَّةِ۔

ترجمہ اور اعتکاف کتاب اللہ اور سنت رسول اللہ سے ثابت ہے۔

اعتکاف کی مشروعیت

فرماتے ہیں کہ اعتکاف کی مشروعیت قرآن کریم سے ہے اللہ سبحانہ وتعالیٰ کا فرمان ہے ولا تباشروھن وانتم

عاکفون فی المساجد یعنی ان بیویوں سے اپنا بدن بھی نہ ملنے دو جس زمانہ میں کہ تم لوگ اعتکاف والے ہو مسجدوں میں، ایسے ہی اعتکاف کا ثبوت حدیث رسول سے بھی ہے حضرت ابو ہریرہؓ و حضرت عائشہؓ سے منقول ہے کہ حضور مدینہ منورہ میں تشریف لانے کے بعد ہمیشہ رمضان کے آخری عشرہ کا اعتکاف کرتے تھے یہاں تک آپ کا انتقال ہو گیا۔ (مراقی الفلاح: ۳۸۹) اور جس سال وصال ہوا ہے اس سال بیس روز کا اعتکاف فرمایا۔

﴿۷۷۷﴾ وَهُوَ مِنْ اَشْرَفِ الْاَعْمَالِ اِذَا كَانَ عَنْ اِخْلَاصٍ وَمِنْ مَّحَاسِنِهٖ اَنَّ فِيْهِ تَفْرِيْغَ الْقَلْبِ مِنْ اُمُوْرِ الدُّنْيَا وَتَسْلِيْمَ النَّفْسِ اِلَى الْمَوْلٰى وَمُلَازَمَةَ عِبَادَتِهٖ فِيْ بَيْتِهٖ وَالتَّحَصُّنَ بِحِصْنِهٖ.

اشرف اسم تفضیل اعلیٰ و افضل۔ محاسن یہ حُسن کی جمع ہے (خلاف قیاس) اچھائیاں، خوبیاں، بھلائیاں۔ تفریغ باب تفعیل کا مصدر ہے خالی کرنا۔ تحصن باب تفعل کا مصدر ہے قلعہ بند ہونا۔ حصن جمع حصون و احصان قلعہ، محفوظ جگہ۔

ترجمہ اور وہ افضل کاموں میں سے ہے جبکہ وہ اخلاص سے ہو اور اس کی خوبیوں میں سے یہ ہے کہ اس میں دل کو خالی کرنا ہے دنیوی معاملات سے اور نفس کو سونپ دینا ہے مولیٰ کی طرف اور اس کی عبادت کو لازم کر لینا اسی کے گھر میں اور اس کے قلعہ میں محفوظ ہو جانا ہے۔

اعتکاف افضل ترین عمل

فرماتے ہیں کہ اعتکاف اگر اخلاص کے ساتھ ہو تو افضل ترین اعمال میں سے ہے اس کی خصوصیتیں حد احصاء سے خارج ہیں کہ اس میں قلب کو دنیا و ما فیہا سے یکسو کر لینا ہے اور نفس کو مولیٰ کے سپرد کر دینا اور آقا کی چوکھٹ پر پڑ جانا ہے، نیز اس میں اللہ کے گھر میں پڑ جانا ہے اور کریم میزبان ہمیشہ گھر آنے والے کا اکرام کرتا ہے نیز اللہ کے قلعہ میں محفوظ ہونا ہے کہ دشمن کی رسائی وہاں تک نہیں وغیرہ وغیرہ بہت سے فضائل اور فوائد اس اہم عبادت کے ہیں۔

﴿۷۷۸﴾ وَقَالَ عَطَاءٌ رَحِمَهُ اللّٰهُ مَثَلُ الْمُعْتَكِفِ مَثَلُ رَجُلٍ يَخْتَلِفُ عَلٰى بَابِ عَظِيْمٍ لِحَاجَةٍ فَالْمُعْتَكِفُ يَقُوْلُ لَا اَبْرَحُ حَتّٰى يَغْفِرَ لِيْ.

یختلف فعل مضارع باب افتعال سے اختلاف مصدر ہے آمد و رفت رکھنا۔ لا ابرح فعل مضارع منفی معروف واحد متکلم باب سمع سے برح یبرح بَرَحاً الگ ہونا، لا ابرح کے معنی ہوں گے لگاتار رہا ہے۔

ترجمہ اور فرمایا حضرت عطاءؒ نے معتکف کی مثال اس آدمی جیسی ہے جو (کسی بہت بڑے سردار کے) بڑے

دروازہ پر کسی ضرورت کے لئے آ پڑا رہتا ہے پس معتکف (زبان حال سے یوں) کہتا ہے کہ میں (یہاں سے) نہیں ہٹوں گا جب تک میری مغفرت نہ ہو جائے۔

معتکف کی مثال

حضرت عطاء بن ابی رباح جو جلیل القدر تابعی ہیں اور حضرت ابن عباسؓ کے شاگرد رشید ہیں اور حضرت امام ابوحنیفہ صاحب المذہب کے استاذ محترم ہیں وہ فرماتے ہیں کہ معتکف کی مثال اس شخص کی سی ہے کہ کسی کے در پر جا پڑے کہ کہتا تھا میری درخواست قبول نہ ہو میں نہیں ٹلوں گا نکل جائے دم تیرے قدموں کے نیچے، یہی دل کی حسرت یہی آرزو ہے۔ اگر حقیقتاً یہی حال ہو تو پتھر دل بھی موم ہو جاتا ہے اور اللہ جل شانہ کی کریم ذات بخشش کے لئے بہانہ ڈھونڈتی ہے بلکہ بے بہانہ مرحمت فرماتی ہے۔

﴿۷۰۱﴾ وَهٰذَا مَا تَيَسَّرَ لِلْعَاجِزِ الْحَقِيْرِ بِعِنَايَةِ مَوْلَاهُ الْقَوِيِّ الْقَدِيْرِ اَلْحَمْدُ لِلّٰهِ الَّذِيْ هَدَانَا لِهٰذَا وَمَا كُنَّا لِنَهْتَدِيَ لَوْ لَا اَنْ هَدَانَا اللّٰهُ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلٰى سَيِّدِنَا وَمَوْلَانَا مُحَمَّدٍ خَاتِمِ الْاَنْبِيَاءِ وَعَلٰى اٰلِهٖ وَصَحْبِهٖ وَذُرِّيَّتِهٖ وَمَنْ وَالَاهُ وَنَسْاَلُ اللّٰهَ سُبْحَانَهٗ مُتَوَسِّلِيْنَ اَنْ يَّجْعَلَهٗ خَالِصًا لِوَجْهِهِ الْكَرِيْمِ وَاَنْ يَّنْفَعَ بِهِ النَّفْعَ الْعَمِيْمَ وَيُجْزِلَ بِهِ الثَّوَابَ الْجَسِيْمَ۔

تیسر ماضی معروف باب تفعّل سے، سہل اور آسان ہو جانا۔ حقیر بے حیثیت، معمولی۔ عنایۃ توجہ، اہتمام۔ والاہ فعل ماضی معروف باب مفاعلہ سے مُوالاۃ مصدر ہے مدد کرنا۔ متوسلین توسّل سے ہے وسیلہ ڈھونڈنا، کسی کو بیچ میں ڈالنا، ذریعہ، سفارش۔ یجزل فعل مضارع معروف صیغہ واحد مذکر غائب باب افعال سے خوب دینا، بخشش کرنا، دل کھول کر دینا۔ جسیم بھاری بھرکم، زبردست۔

ترجمہ اور یہ (جو کچھ بیان کیا گیا) آسان ہوا اس بے حیثیت عاجز کے لئے اپنے طاقتور قدرت والے آقا کی توجہ سے تمام تعریفیں اس اللہ کے لئے ہیں جس نے ہم کو ہدایت عطا فرمائی اس تالیف کی اور ہم کبھی راستہ نہ پا سکتے تھے اگر خدا ہمیں راستہ نہ بتاتا اور اللہ کی رحمتیں نازل ہوں ہمارے سردار اور ہمارے آقا محمدؐ پر جو تمام انبیاء کو ختم کرنے والے ہیں (آپ کے بعد کوئی نبی نہیں آئے گا نہ ظلی نہ بروزی نہ تشریعی نہ غیر تشریعی، صرف حضرت عیسیٰؑ کہ وہ بھی پیدا نہ ہوں گے جو خاتم النبیین کے لقب میں نقصان آئے بلکہ آسمان سے اتریں گے نبوت ان کو پہلے مل چکی تھی قرب قیامت امتی کی حیثیت سے تشریف لائیں گے) اور آپ کی اولاد پر اور آپ کے اصحاب پر اور ذریت پر اور ان لوگوں پر جنہوں نے آپ کی مدد کی اور درخواست کرتے ہیں ہم اللہ سبحانہ وتعالیٰ سے وسیلہ اختیار کرتے ہوئے کہ وہ اس کتاب کو اپنی ذات کریم کے لئے خالص کرے اور اس کے ذریعہ عام نفع عنایت فرمائے اور اس کے ذریعے بہت بڑا ثواب عطا

فرمائے۔

تشریح صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ نماز روزے وغیرہ کے جو مسائل پیش کئے گئے ہیں یہ پروردگار عالم کی بے پناہ توجہات کا ثمرہ ہے ورنہ بندہ اس لائق کہاں تھا اور مصنفؒ نے اولاً کتاب نور الایضاح یہاں تک لکھی تھی جیسا کہ اس آخری حمد وثنا سے معلوم ہورہا ہے بعد میں خیال آیا کہ لگے ہاتھوں زکوٰۃ وحج کے مسائل کا بھی اضافہ کرنا چاہئے، پس یہاں باقی حصہ میں زکوٰۃ وحج کے مسائل پیش کئے جارہے ہیں۔

كِتَابُ الزَّكٰوةِ (زکوۃ کی کتاب)

فریضۂ زکوۃ

ہر مسلمان کو خصوصاً یہ حقیقت پیش نظر رکھنی چاہئے کہ اسے جو کچھ بھی دولت وثروت ملی ہے اس کا اصل مالک وہ خود نہیں بلکہ اللہ تبارک وتعالیٰ ہی مالک حقیقی ہے اور اس نے محض اپنے فضل وکرم سے ہمیں اپنی ملکیت میں بطور نیابت تصرف کرنے کا حق دے رکھا ہے جب اللہ ہی اس کا مالک ہے اور اسی کی قدرت کی بنا پر ہمیں یہ نعمت میسر آئی ہے تو اگر وہ اپنے بندوں کو یہ حکم کرتا کہ وہ اپنا سارا مال اللہ کی راہ میں لٹا دیں تو ہمیں شکایت یا اعتراض کا کوئی موقع نہ تھا کیونکہ اس کی چیز ہے وہ جہاں اور جتنی چاہے خرچ کرے مگر یہ بھی اس کا فضل ہے کہ اس نے جہاں ہمیں خرچ کرنے کا حکم دیا وہاں پورا مال نہیں بلکہ کچھ حصہ خرچ کرنا ضروری قرار دیا۔

شکر ادا کیجئے

پہلے زمانہ میں اللہ تعالیٰ کی راہ میں صدقہ کی قبولیت کی نشانی یہ تھی کہ صدقہ کا مال کسی جگہ رکھ دیا جاتا اور آسمان سے آگ آکر اسے جلا کر خاکستر کر دیتی گویا صدقہ کا مال کسی دوسرے بھائی کے کام نہ آسکتا تھا بلکہ اس کا آگ سے بھسم ہو جانا ہی اصل مقصود سمجھا جاتا تھا لیکن اللہ نے اس امت مرحومہ پر یہ کرم فرمایا کہ اس سے زکوۃ کی شکل میں وصول کیا ہوا مال اسی کے ضرورت مند افراد پر خرچ کر دیا جاتا ہے اس حکم کی وجہ سے زکوۃ دینا اور آسان ہو گیا کہ ہم اپنے مال کو ضائع نہیں کر رہے بلکہ اپنے ہی بھائیوں کی ضرورت پوری کر رہے ہیں۔

زکوۃ وصدقہ مال میں اضافہ کا سبب ہے

عام طور پر لوگ یہ سمجھتے ہیں کہ زکوۃ کی ادائیگی اور صدقہ خیرات کرنے سے مال گھٹ جاتا ہے لیکن قرآن وحدیث کی صراحت یہ ہے کہ صدقہ سے مال گھٹتا نہیں بلکہ بڑھتا ہے، سوال یہ ہے کہ بظاہر دیکھتے ہیں تو جب زکوۃ یا صدقہ نکالا جاتا ہے تو مال گھٹتا ہوا نظر آتا ہے پھر یہ کیوں کہا گیا کہ صدقہ سے مال نہیں گھٹتا؟ اس کا جواب یہ ہے کہ صدقہ کی وجہ سے اگرچہ بظاہر مال کم ہوتا دکھائی دیتا ہے مگر اس کی بنا پر من جانب خداوندی جو برکت ہوتی ہے خواہ بعد میں کاروبار میں اضافہ کی صورت میں ہو یا نقصان ومصائب سے حفاظت کی صورت میں وہ صدقہ کی مقدار کے مقابلہ میں کہیں زیادہ ہو جاتی ہے۔

نقد فائدہ:

یہ بات بھی قابل غور ہے کہ اکثر عبادات کے ثواب اور نتیجہ کا وعدہ آخرت کی زندگی میں کیا گیا ہے مثلاً نماز سے جنت میں فلاں نعمت ملے گی، روزہ داروں کو فلاں ثواب کا مستحق بنایا جائے گا مگر زکوٰۃ وصدقات کے لئے جہاں آخرت میں عظیم الشان اجر وثواب کا ذکر ہے وہیں دنیوی نقد فائدہ کو بھی بیان کیا گیا ہے اور وہ فائدہ یہ ہے کہ زکوٰۃ وصدقات ادا کرنے سے بلائیں اور مصیبتیں ٹلا دی جاتی ہیں۔

آخرت کا نفع

(۱) ایک روپیہ کے بدلہ میں سات گنا اجر مقرر ہے اور اخلاص وغیرہ کی وجہ سے اس میں زیادتی کا بھی وعدہ ہے۔ (سورۂ بقرہ: آیت ۲۶۱)

(۲) صدقہ ہمارے لئے قیامت کے دن حجت بنے گا۔ (مسلم شریف: ۱/ ۱۱۸)

(۳) زکوٰۃ وصدقہ کے (معمولی حصہ) ایک کھجور کو اللہ تعالیٰ اپنے ہاتھ میں لیتا ہے اور اس کی اسی طرح پرورش فرماتا ہے جیسے انسان اپنی اونٹنی کے بچہ کی پرورش کرتا ہے تا آں کہ وہ چھوٹی سی کھجور اللہ تعالیٰ کے یہاں بڑے پہاڑ کے برابر بن جاتی ہے۔ (مسلم شریف: ۱/ ۳۲۶) خلاصۂ کلام یہ ہے کہ جس کو اللہ نے نصاب کا مالک بنا رکھا ہے اس کے ساتھ کتنے فضل عظیم کا معاملہ فرمایا ہے اس کے باوجود بھی اگر ہم زکوٰۃ ادا کرتے وقت اپنے دل میں تنگی محسوس کریں اور اسے جبری ٹیکس تصور کریں تو اس سے بڑی حماقت کیا ہو سکتی ہے اسلئے اس فرض کی انجام دہی میں قطعاً تغافل اور ٹال مٹول سے کام نہ لیں، خیال رہے کہ ماہ مبارک میں فریضہ کی ادائیگی کا ثواب ستر گنا بڑھ جاتا ہے اللہ تعالیٰ عمل کی توفیق عطا فرمائے آمین ثم آمین

ماقبل سے مناسبت: صلوٰۃ وصوم دونوں عبادت بدنیہ ہیں اور زکوٰۃ عبادت مالیہ ہے نیز اصح قول کی بنا پر صوم کی فرضیت مقدم ہے زکوٰۃ پر اسی وجہ سے صاحب کتاب نے اولاً کتاب الصلوٰۃ پھر کتاب الصوم اور پھر کتاب الزکوٰۃ کو بیان کیا ہے، زکوٰۃ کے معنی لغت میں بڑھوتری کے آتے ہیں نیز پاک وصاف کرنے کے معنی میں بھی آتا ہے اور اسی کو زکوٰۃ اس لئے کہتے ہیں کہ یہ مالدار کے مال میں زیادتی، خیر و برکت اور پاکیزگی پیدا کرتا ہے۔

زکوٰۃ کی فرضیت: زکوٰۃ اسلام کے ابتدائی دور میں فرض کی گئی تھی، سورۂ مزمل جو ابتدائی سورتوں میں سے ہے اس کی آخری آیت میں زکوٰۃ کا ذکر ہے ارشاد پاک ہے واقیموا الصلوٰۃ واتوا الزکوٰۃ مگر مکی دور میں زکوٰۃ کی تفصیلات نازل نہیں ہوئی تھیں، صحابہ نے دریافت بھی کیا تھا: یسئلونک ماذا ینفقون؟ قل العفو لوگ آپ سے پوچھتے ہیں کیا خرچ کریں؟ جواب دیں اپنی ضرورت سے زائد کو خرچ کرو، مال کی کوئی مقدار متعین نہیں کی، جب ہجرت کے بعد سن ۲ ہجری میں اسلامی حکومت قائم ہوئی اور اسلامی نظام وجود میں آیا تو زکوٰۃ کی تفصیلات نازل ہوئیں۔ (تحفۃ

الاکمل ۲/۵۰۷)

زکوٰۃ کا حکم: زکوٰۃ کی فرضیت پر تمام امت کا اتفاق ہے جو شخص زکوٰۃ کی فرضیت کا انکار کرے گا اس پر کفر کا فتویٰ لگے گا۔ (عینی شرح ہدایہ ۱/۱۱۵)

﴿۱۱۸۰﴾ هِيَ تَمْلِيكُ مَالٍ مَخْصُوصٍ لِشَخْصٍ مَخْصُوصٍ.

ترجمہ وہ مخصوص مال کا کسی مخصوص شخص کو مالک بنانا ہے۔

زکوٰۃ کی تعریف

اس عبارت میں زکوٰۃ کی تعریف کا بیان ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ مال جس پر سال گزر جائے اور نصاب کے بقدر ہو اس میں سے چالیسویں حصہ کا ایسے مسلم شخص کو مالک بنا دینا جو فقیر ہو اور ہاشمی یا ہاشمی کا آزاد کردہ نہ ہو اللہ کے حکم کی تعمیل کی نیت سے۔ زکوٰۃ کی تعریف سے معلوم ہوا کہ اس کی حقیقت تملیک ہے لہٰذا جہاں تملیک کے معنی نہیں پائے جائیں گے وہ زکوٰۃ شرعی نہ ہوگی مثلاً مسجد میں خرچ کرنا کفن میت میں دینا رفاہ عام میں لگانا جیسے مہمان خانہ مسافر خانہ وغیرہ اور ایسے ہی اگر فقیر کو مکان ایک مدت تک رہنے کے لئے دیا اور اس کے کرایہ میں زکوٰۃ کی نیت کر لی تو اس سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی اور ایسے ہی اگر مستحق فقراء کو ایک جگہ بٹھا کر کھانا کھلا دیا تو اس سے زکوٰۃ ادا نہ ہوگی ان کو کھانے کا مالک بنانا ضروری ہے (بعض مدارس میں بٹھا کر طلبہ کو کھانا کھلانے کا رواج ہے تو منتظمین کو چاہئے کہ وہ زکوٰۃ کی رقم تملیک کر کے کھانے میں خرچ کریں ورنہ زکوٰۃ ادا نہ ہوگی) (طحطاوی: ۳۸۹ ودر مختار مصری: ۲/۳ ودر مختار بیروت: ۳/۱۶۱)

﴿۱۱۸۱﴾ فُرِضَتْ عَلَى حُرٍّ مُسْلِمٍ مُكَلَّفٍ مَالِكٍ لِنِصَابٍ مِنْ نَقْدٍ وَلَوْ تِبْرًا أَوْ حُلِيًّا أَوْ آنِيَةً أَوْ مَا يُسَاوِي قِيمَتَهُ مِنْ عُرُوضِ تِجَارَةٍ فَارِغٍ عَنِ الدَّيْنِ وَعَنْ حَاجَتِهِ الْأَصْلِيَّةِ نَامٍ وَلَوْ تَقْدِيرًا.

نصاب اس کے معنی اصل کے ہیں اور شریعت میں مال اسباب اور جانوروں کی اس مقدار کا نام ہے جس پر زکوٰۃ فرض ہوتی ہے۔ تبر سونے چاندی کا ڈلا جو ڈھلا ہوا نہ ہو۔ حلی اس کا واحد حَلْی حا کے فتحہ اور لام کے سکون کے ساتھ ہے بمعنی زیور خواہ سونے چاندی کا ہو یا کسی قیمتی پتھر موتی وغیرہ کا مگر یہاں سونے چاندی ہی کا مراد ہے کیونکہ مسئلہ زکوٰۃ اسی سے متعلق ہے اور جو زیورات جواہر سے بنائے گئے ہوں ان میں زکوٰۃ نہیں ہے۔ آنیۃ برتن جمع اوانی عروض بضم العین عرض کی جمع ہے جیسے فلوس فلس کی جمع ہے سامان اور ہر چیز سونے چاندی کے علاوہ اور بعض نے لکھا ہے عروض وہ سامان جو مکیل وموزون نہ ہو اور نہ وہ حیوان ہو نہ زمین (المصباح المنیر) نام ایسا مال جس میں بڑھنے کی

صلاحیت ہو۔

ترجمہ فرض کی گئی ہے آزاد مسلمان مکلف پر جو نقد کے نصاب کا مالک ہو خواہ وہ کچا سونا چاندی ہو یا زیور یا برتن یا سامان تجارت ہو جو نصاب کی قیمت کے برابر ہو قرض سے خالی ہو اور اپنی ضرورت اصلی سے زائد ہو بڑھنے والا ہو اگرچہ (اس کا بڑھنا فرضا اور) تقدیراً ہی ہو۔

تشریح اس عبارت میں زکوۃ کی فرضیت کی اہلیت اور شرائط وجوب زکوۃ کو بیان کر رہے ہیں۔

زکوۃ کی فرضیت کی اہلیت

زکوۃ کی فرضیت کے لئے ضروری ہے کہ آدمی میں درج ذیل اہلیتیں پائی جائیں: (۱) آزاد ہو، غلام باندی پر زکوۃ فرض نہیں۔ (۲) مسلمان ہو کافر سے زکوۃ کا مطالبہ نہیں۔ (۳) بالغ ہو، بچہ پر زکوۃ فرض نہیں لہٰذا اس کے ولی سے ادا کرنے کا مطالبہ نہیں کیا جائے گا۔ (۴) سمجھدار ہو پاگل پر زکوۃ فرض نہیں جبکہ پاگل پن اس پر مسلسل طاری ہو اور اگر کوئی شخص بے ہوش ہو مگر اس کی ملکیت میں نصاب کے بقدر مال موجود ہو تو اگرچہ وہ سال بھر بے ہوش رہے پھر بھی اس کے مال میں زکوۃ واجب ہوگی۔ (عالمگیری: ۱/۱۷۲) (۵) اسے زکوۃ کی فرضیت کا علم ہو خواہ حکماً جیسے اسلامی ماحول میں رہنے والا شخص۔ (درمختار مصری: ۲/۳-۵، بیروت: ۳/۱۶۲-۱۶۳)

شرائط وجوب زکوۃ

زکوۃ فرض ہونے کے لئے درج ذیل شرائط کا پایا جانا لازم ہے: (۱) مال بقدر نصاب ہو، مثلاً سونے کا نصاب بیس مثقال اور چاندی کا نصاب دوسو درہم وغیرہ، اور سونے چاندی کی ہر چیز اور زیورات پر زکوۃ فرض ہوگی خواہ مردوں کے ہوں یا عورتوں کے تراشے ہوئے ہوں یا پگھلا کر برتن ہوں یا کچھ اور استعمال میں آتے ہوں یا نہ آتے ہوں۔ (۲) ملکیت تام ہو لہٰذا جو مال اپنے قبضہ میں نہ ہو سردست اس کی زکوۃ کا مطالبہ نہیں۔ (۳) نصاب قرض سے خالی ہو یعنی قرض کی رقم گھٹا کرنے کے بعد بقیہ مال اگر نصاب کو پہنچتا ہے تو زکوۃ فرض ہوگی۔ (۴) نصاب ضرورت اصلی سے زائد ہو استعمالی سازوسامان پر زکوۃ نہیں ہے جیسے استعمالی کپڑے چادریں قرش وغیرہ فریج کولر واشنگ مشین کار اسکوٹر سائیکل اپنی حفاظت کے لئے رکھے گئے ہتھیار گھر میں رکھا ہوا کھانے پینے کا ذخیرہ، تجارت کے برتن، مطالعہ کی کتابیں، صنعت کاروں کے اوزار، مشین، کارخانے، فیکٹریاں، کرایہ پر چلنے والی بسیں اور ٹرک اور کاشتکار حضرات کے ٹریکٹر اور آلات زراعت وغیرہ (نیز ہر ایسا سامان جو تجارت کی نیت سے نہ خریدا گیا ہو) (عالمگیری: ۱/۱۷۲) (۵) مال نامی ہو یعنی ایسا مال جس میں بڑھنے کی صلاحیت ہو اور اس کی دو صورتیں ہیں: (۱) پیدائشی مال نامی ہو یعنی سونا چاندی ان دونوں دھاتوں کو شریعت نے مطلقاً مال نامی تسلیم کیا ہے خواہ ان کی تجارت کی جائے یا نہیں۔ (۲) عملی مال نامی یعنی وہ مال جسے تجارت کی نیت سے

خرید کیا ہو۔ (درمختار مع الشامی: ۲/ ۸، بیروت: ۳/ ۱۹۷)

او ما یساوی قیمته من عروض تجارة فقہاء تجارتی مال کو عروض تجارت کہتے ہیں اور اس سے مراد سونے چاندی کے علاوہ ہر وہ سامان ہوتا ہے جو تجارت کے لئے مہیا کیا گیا ہو خواہ وہ کسی بھی قسم کا ہو مثلاً آلات اور مشینیں ہوں استعمالی سامان ہو یا کپڑے ہوں، کھانے پینے کی چیزیں ہوں یا زیورات ہوں، حیوانات و نباتات ہوں، غرض جو چیز بھی فائدہ حاصل کرنے کی غرض سے خرید و فروخت کے لئے مہیا کی گئی ہیں وہ سامان تجارت ہیں جس کسی کے پاس بھی مالِ تجارت ہو اور اس پر سال گذر جائے اور اس کی قیمت بقدر نصاب ہو تو اس پر زکوٰۃ کی ادائیگی لازم ہوگی یعنی سامان کی قیمت کا چالیسواں حصہ یا ڈھائی فیصد جس طرح سونے چاندی کی زکوٰۃ کا حساب ہوتا ہے۔ (انوار القدوری: ۱/ ۴۵۵، مؤلف: راقم الحروف)

﴿۱۱۸۲﴾ وَشَرْطُ وُجُوبِ أَدَائِهَا حَوَلَانُ الْحَوْلِ عَلَى النِّصَابِ الْأَصْلِيِّ.

ترجمہ اور اس کی ادائیگی کے وجوب کی شرط سال بھر کا گزر جانا نصاب اصلی پر۔

زکوٰۃ کی ادائیگی کب واجب ہوتی ہے؟

صورت مسئلہ یہ ہے کہ زکوٰۃ کی فرضیت تو اس وقت سے ہو جاتی ہے جب سے نصاب کا مالک ہوتا ہے البتہ اس کا ادا کرنا اس وقت فرض ہوگا جب سال پورا ہو جائے، اس درمیان میں اگر مال ضائع ہو یا صاحب مال ضائع ہو تو گنہگار نہ ہوگا کیونکہ ابھی تک ادا کرنا اس کے اوپر فرض ہی نہیں ہوا تھا۔ (درمختار مع الشامی مصری: ۲/ ۱۳، بیروت: ۳/ ۱۷۳)

﴿۱۱۸۳﴾ وَأَمَّا الْمُسْتَفَادُ فِي أَثْنَاءِ الْحَوْلِ فَيُضَمُّ إِلَى مُجَانِسِهِ وَيُزَكَّى بِتَمَامِ الْحَوْلِ الْأَصْلِيِّ سَوَاءٌ اُسْتُفِيدَ بِتِجَارَةٍ أَوْ مِيرَاثٍ أَوْ غَيْرِهِ.

مستفاد بڑھوتری، پراپٹ، نیا حاصل شدہ مال۔ أثناء جمع ہے الثنی کی درمیان، کہا جاتا ہے جاءوا فی اثناء الامر وہ کام کے درمیان میں آئے۔ مجانسة مشابہ ہونا، باب مفاعلة کا مصدر ہے۔

ترجمہ اور بہر حال وہ مال جو بڑھ گیا ہو درمیان سال میں وہ ملایا جائے گا اس کے ہم جنس کی طرف اور زکوٰۃ دی جائے گی اصلی سال کے ختم پر برابر ہے مال بڑھ گیا ہو تجارت سے یا میراث کے ذریعہ یا اس کے علاوہ (کسی اور صورت سے حاصل ہوا ہو)

اضافہ شدہ مال نصاب میں شامل ہوگا

دوران سال نصاب میں جس قدر اضافہ ہوا اس سب پر آخر سال میں زکوٰۃ واجب ہوگی یعنی جس دن سال پورا ہو

اس دن کا بیلنس دیکھا جائے گا اور کل پر زکوٰۃ واجب ہوگی یعنی درمیان سال میں جو مال حاصل ہوا خواہ وہ خریدنے سے ہو یا جانوروں کے بچے دینے سے یا وراثت سے یا ہبہ وغیرہ سے تو وہ اپنے ہم جنس نصاب کے ساتھ ملا دیا جائے گا اور اس کے ساتھ اس کی بھی زکوٰۃ دی جائے گی مثلاً شروع سال میں پچیس اونٹ تھے سال کے درمیان میں ان کے پچیس بچے ہو گئے تو اب سال کے ختم پر یہ بچے بھی ان اونٹوں کے ساتھ ملا دئے جائیں گے اور کل اونٹوں کی زکوٰۃ میں تین سالہ اونٹنی دینی ہوگی اگرچہ ان بچوں پر ابھی سال نہیں گزرا یا پندرہ ہزار کا تجارت کا مال تھا اس میں نفع ہوا اور بیس ہزار کا ہو گیا تو سال پورا ہونے پر بیس ہزار کی زکوٰۃ واجب ہوگی اس صورت میں مال مستفاد پر الگ سے سال گزرنا ضروری نہیں۔ جاننا چاہئے کہ ادائے زکوٰۃ کے وجوب کے لئے قمری سال کا اعتبار ہوگا نہ کہ شمسی سال کا۔ (طحطاوی: ۳۹۱)

اختیاری مطالعہ

تنبیہ: اس مسئلہ کو اچھی طرح یاد رکھنے اور اس کا لحاظ رکھنے کی ضرورت ہے اس لئے کہ اکثر سرمایہ دار حضرات سہولت کے لئے سرکاری سال کی ابتداء و انتہاء (مارچ اپریل) کے اعتبار سے زکوٰۃ کا حساب لگاتے ہیں اور قمری سال کا اعتبار نہیں کرتے جس کی وجہ سے شرعی حساب مکمل نہیں ہو پاتا اس لئے زکوٰۃ نکالنے والوں پر لازم ہے کہ وہ چاند کے مہینہ کی جس تاریخ سے صاحب نصاب ہوتے ہیں اسی تاریخ کو ہر سال اپنی زکوٰۃ کا حساب لگایا کریں۔ (تفہیم المسائل: ۸۲ مؤلف راقم الحروف)

﴿۱۱۸۳﴾ وَلَوْ عَجَّلَ ذُوْ نِصَابٍ لِسِنِيْنَ صَحَّ.

عَجَّلَ باب تفعیل سے ماضی معروف تعجیلاً مصدر ہے، جلدی کرنا۔ ذُوْ والا جمع ذَوُوْنَ، یہ لفظ مضاف ہوکر استعمال ہوتا ہے یہ اضافت اسم ظاہر کی طرف ہوتی ہے جو عموماً جنس ہوتا ہے اور ذو کے ذریعہ اس اسم جنس کو صفت بنایا جاتا ہے جیسے ذُوْمَالٍ رَجُلٌ کی صفت ہے، اور مال اسم ظاہر ہے اور جنس ہے اس کی طرف ذو کو مضاف کیا گیا ہے، کبھی ذو بنی طے کی لغت میں بمعنی الذی بھی آتا ہے جیسے شاعر کے قول وبئری ذو حفرت وذو طویت میرا کنواں جسے میں نے کھودا اور جسے میں نے پاٹا۔ (تہ در کیا، گول کیا)

ترجمہ اور اگر پیشگی دے دے صاحب نصاب چند سالوں کے لئے تو صحیح ہے۔

پیشگی زکوٰۃ ادا کرنا

اگر کسی شخص نے بقدر نصاب مال ملکیت میں آنے کے بعد حساب لگا کر چند سالوں کی پیشگی زکوٰۃ ادا کر دی تو بھی اس کی ادائیگی درست ہو جائے گی تاہم اگلے سالوں میں اگر مال بڑھ جائے تو اسی حساب سے مزید زکوٰۃ نکالنی ہوگی اور اگر نصاب مکمل ہونے سے پہلے زکوٰۃ ادا کر دے تو ادائیگی درست نہ ہوگی اور اس خرچ کرنے کی حیثیت نفلی خیرات کے

مانند ہوگی۔(طحطاوی:۳۸۹،انوار القدوری:۱/۲۵۱)

﴿۱۱۸۵﴾ وَشَرْطُ صِحَّةِ اَدَائِهَا نِيَّةٌ مُقَارِنَةٌ لِاَدَائِهَا لِلْفَقِيْرِ اَوْ وَكِيْلِهٖ اَوْ لِعَزْلِ مَا وَجَبَ وَلَوْ مُقَارَنَةً حُكْمِيَّةً كَمَا لَوْ دَفَعَ بِلَا نِيَّةٍ ثُمَّ نَوٰى وَالْمَالُ قَائِمٌ بِيَدِ الْفَقِيْرِ.

مُقَارِنَةٌ قارنه قرانًا ومُقارنةً باب مفاعلة کسی کے ساتھ اور متصل رہنا۔ وکیل کسی کا قائم مقام اور ذمہ دار جمع وُکَلَاءُ. عزل علیحدگی عَزَلَ يَعْزِلُ عَزْلًا باب (ض) الگ کرنا۔

ترجمہ اور زکوۃ کی ادائیگی کے صحیح ہونے کی شرط ایسی نیت ہے جو متصل ہو فقیر کو زکوۃ ادا کرنے یا اپنے وکیل کو یا واجب مقدار کو علیحدہ کرنے کے لئے اگرچہ اتصال حکمی ہو (اتصال حکمی کی مثال) جیسا کہ اگر دیدی بغیر نیت کے پھر نیت کی درانحالیکہ مال موجود ہے فقیر کے قبضہ میں۔

تشریح اس عبارت میں دو مسئلے بیان کررہے ہیں: (۱) فقیر کو زکوۃ دیتے وقت یا وکیل کو سپرد کرتے وقت یا کل مال سے الگ کرتے وقت زکوۃ کی نیت ضروری ہے۔ (۲) اگر دیتے وقت نیت نہیں کی اور بعد میں نیت کی اور ابھی مال فقیر کے قبضہ میں موجود ہے تو زکوۃ ادا ہو جائے گی اور اگر فقیر کے پاس سے مال خرچ ہو جانے یا ضائع ہو جانے کے بعد زکوۃ کی نیت کی تو اس نیت کا اعتبار نہیں۔(مراقی الفلاح:۳۹۰)

اختیاری مطالعہ

(۱) مال دیے بغیر زکوۃ کا وکیل بنانا

اگر کسی کو زکوۃ ادا کرنے کا حکم دیا اور ابھی مال نہیں دیا بلکہ کہا کہ میری طرف سے ادا کردے تو اس کے ادا کرنے سے بھی زکوۃ ادا ہو جائے گی۔

(۲) وکیل دوسرے کو وکیل بنا سکتا ہے

اگر ایک شخص کو مالک نے زکوۃ کی ادائیگی کا وکیل بنایا اس نے مالک کی اجازت کے بغیر دوسرے کو وکیل بنادیا تو بھی جائز ہے۔(شامی مصری:۲/۱۵، بیروت:۳/۱۷۶)

﴿۱۱۸۶﴾ وَلَا يُشْتَرَطُ عِلْمُ الْفَقِيْرِ اَنَّهَا زَكٰوةٌ عَلَى الْاَصَحِّ حَتّٰى لَوْ اَعْطَاهُ شَيْئًا وَسَمَّاهُ هِبَةً اَوْ قَرْضًا وَنَوٰى بِهِ الزَّكٰوةَ صَحَّتْ.

هِبَةٌ یہ اصل میں وَهَبَ يَهَبُ باب (ض) کا مصدر ہے شروع سے واؤ کو حذف کرکے آخر میں ۃ تا زیادہ کردی گئی ہے جیسے وعد یعد سے عدۃ ہے لغت میں ہبہ اس کو کہتے ہیں کہ دوسرے کو ایسی چیز دی جائے جو اس کے

لئے نفع بخش ہو وہ مال ہو یا غیر مالی۔

ترجمہ اور شرط نہیں ہے فقیر کا جاننا اس بات کو کہ یہ زکوۃ ہے صحیح ترین مذہب پر حتی کہ اگر دیدے اس کو کچھ اور نام رکھے اس کا ہبہ یا قرض اور نیت کرے اس سے زکوۃ کی تو صحیح ہوگی۔

زکوۃ کو ہبہ یا قرض کہہ کر دینا

صورت مسئلہ یہ ہے کہ زکوۃ دینے والے کے لئے ضروری ہے کہ اس کی نیت تو یہ ہو کہ زکوۃ ادا کر رہا ہوں لیکن لینے والے کے لئے ضروری نہیں کہ اس کو معلوم ہو کہ میں زکوۃ لے رہا ہوں حتی کہ اگر ہبہ یا قرض کے نام سے زکوۃ کی رقم دی جبکہ نیت زکوۃ ہی کی ہے تو بھی زکوۃ ادا ہو جائے گی بعد میں اس کو کہدے کہ میں نے قرض معاف کر دیا ہے تاکہ اس کو سکون ہو جائے ایسے ہی عیدی کے عنوان سے مستحق زکوۃ حضرات کو زکوۃ کی رقم دینے سے بھی زکوۃ ادا ہو جاتی ہے۔
(مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۳۹۰)

﴿۱۱۸۷﴾ وَلَوْ تَصَدَّقَ بِجَمِيْعِ مَالِهِ وَلَمْ يَنْوِ الزَّكٰوةَ سَقَطَ عَنْهُ فَرْضُهَا.

ترجمہ اور اگر خیرات کر دے اپنا سارا مال اور زکوۃ کی نیت نہ کرے تو ساقط ہو گیا اس سے زکوۃ کا فریضہ۔

پورا نصاب صدقہ کر دیا تو ضمناً زکوۃ بھی ادا ہو گئی

صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر کوئی شخص کسی نصاب کا مالک ہو پھر اس نے وہ سارا مال خیرات کر دیا مگر زکوۃ کی نیت نہیں کی تو بطور استحسان اس کے ذمہ سے زکوۃ ساقط ہو جائے گی یعنی قیاس کا تقاضہ تو یہی تھا کہ نیت کے بغیر زکوۃ ادا نہ ہو مگر چونکہ اب اس کے پاس کوئی مالیت باقی نہیں رہی اس لئے اس کے ذمہ سے اس نصاب کا فریضہ زکوۃ ساقط ہو گیا۔
(فتاوی عالمگیری: ۱/۱۷۱)

﴿۱۱۸۸﴾ وَزَكٰوةُ الدَّيْنِ عَلٰى اَقْسَامٍ فَاِنَّهُ قَوِيٌّ وَوَسَطٌ وَضَعِيْفٌ فَالْقَوِيُّ وَهُوَ بَدَلُ الْقَرْضِ وَمَالُ التِّجَارَةِ اِذَا قَبَضَهُ وَكَانَ عَلٰى مُقِرٍّ وَلَوْ مُفْلِسًا اَوْ عَلٰى جَاحِدٍ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ زَكَّاهُ لِمَا مَضٰى وَيَتَرَاخٰى وُجُوْبُ الْاَدَاءِ اِلٰى اَنْ يَّقْبِضَ اَرْبَعِيْنَ دِرْهَمًا فَفِيْهَا دِرْهَمٌ لِاَنَّ مَا دُوْنَ الْخُمُسِ مِنَ النِّصَابِ عَفْوٌ لَا زَكٰوةَ فِيْهِ وَكَذَا فِيْمَا زَادَ بِحِسَابِهِ.

قرض جمع قروض ادھار۔ مفلسا وہ شخص جس میں قرض ادا کر سکنے کی طاقت نہ رہی ہو اچھا غریب ہو یہ اسم مفعول ہے باب تفعیل سے یعنی وہ شخص جس کو قاضی نے مفلس اور دیوالیہ قرار دیدیا۔ جاحد اسم فاعل باب فتح سے

يَجْحَدُ يجحَدُ جحدًا و جحودًا انکار کرنا، جھٹلانا۔ الخمس پانچواں حصہ (1/5) جمع اخماس۔

ترجمہ اور قرض کی زکوٰۃ چند قسم پر ہے کیونکہ (ایک) قرض قوی ہے، (دوسرا) قرض متوسط، (تیسرا) قرض ضعیف، پس قوی وہ قرض کا بدل اور مالِ تجارت کا بدل ہے جب قبضہ کرے اس پر اور ہو اقرار کرنے والے پر اگرچہ وہ بے انتہا غریب ہو یا ہو انکار کرنے والے پر (مگر) قرض خواہ کے پاس گواہ ہیں زکوٰۃ دے اس کی جو وقت گزر چکا اور ملتوی رہے گا زکوٰۃ کی ادائیگی کا وجوب یہاں تک وصول کرے چالیس درہم چنانچہ ان میں ایک درہم ہے کیونکہ نصاب کے پانچویں حصہ سے کم معاف ہے اس میں کوئی زکوٰۃ نہیں اور ایسے ہی جو زیادہ ہو اس میں اس کے حساب سے ہے۔

قرض کی اقسامِ ثلٰثہ کا بیان

صورتِ مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی کا کسی آدمی پر قرض ہے تو اس کی زکوٰۃ ہوگی یا نہیں؟ اس کا جواب یہ ہے کہ قرض کی تین قسمیں ہیں: (۱) قوی (۲) متوسط (۳) ضعیف۔ اس عبارت میں قرض قوی کی زکوٰۃ کا بیان ہے، تفصیل یہ ہے کہ اگر کسی نے ادھار کسی کو مال دے رکھا ہے اور اس کے وصول ہونے کی امید ہے مثلاً قرض لینے والا قرض کا اقرار کرتا ہے بھلے ہی فی الحال اس کے پاس ادا کرنے کو نہیں ہے یا قرض لینے والا قرض سے انکاری ہو اور مالک کے پاس شرعی ثبوت ہو (یعنی قرض قوی کی یہ چند صورتیں ہیں) تو ایسے قرض کی زکوٰۃ وصول ہونے سے پہلے ادا کرنا لازم نہیں بلکہ وصول ہونے کے بعد ادا کرنا لازم ہے اور جتنا وصول ہوتا رہے گا اتنے کی زکوٰۃ ادا کرنا لازم ہے اور گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ بھی ادا کرنا لازم ہے ایسے ہی تجارتی قرض کی زکوٰۃ کا مسئلہ ہے یعنی اگر تھوک میں مال بھیجا جائے اور اس کی رقم حاصل ہونے کی امید رہتی ہے لیکن دیر میں وصول ہوتی ہے تو ایسے قرض کے وصول ہونے پر گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ بھی ادا کرنا لازم ہے جیسا کہ آج کل عام طور پر تجارت اور کاروبار کا یہی طریقہ رائج ہے، اس کے بعد صاحب کتاب نے اس مسئلہ کو ایک مثال بیان کر کے اچھی طرح واضح کیا ہے مثلاً چالیس درہم وصول ہوئے تو اس کا چالیسواں حصہ یعنی ایک درہم زکوٰۃ ہوگی پھر جب مزید چالیس درہم وصول ہوں گے تو ایک درہم زکوٰۃ کا واجب ہوگا چالیس سے کم میں زکوٰۃ نہیں ہے، پھر آگے ہر چالیس پر ایک درہم واجب ہوتا رہے گا، یہاں تک دو سو درہم میں پانچ درہم لازم ہوں گے اور اگر دو سو چالیس ہوں تو ان میں چھ درہم لازم ہوں گے وَ نُقِلَمْ جَرًّا اور گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ ادا کرنے کا طریقہ علامہ شامی نے ایک مثال سے واضح کیا ہے مثلاً کسی نے کسی کو بطورِ قرض تین سو درہم دئے اور ان پر تین سال گزر گئے، مالک نے دو سو درہم وصول کر لئے تو اب پہلے سال کی زکوٰۃ پانچ درہم اور دوسرے و تیسرے کی چار چار درہم لازم ہوگی ایک سو ساٹھ میں سے کیونکہ پانچ ادا کرنے کے بعد چالیس سے کم بچ گئے۔ (شامی مصری: ۲/۴۷، شامی بیروت: ۳/۲۱۷)

﴿۱۱۸۹﴾ وَالْوَسَطُ وَهُوَ بَدَلُ مَا لَيْسَ لِلتِّجَارَةِ كَثَمَنِ ثِيَابِ الْبِذْلَةِ وَعَبْدِ الْخِدْمَةِ

وَدَارِ السُّكْنٰى لَا تَجِبُ الزَّكٰوةُ فِيْهِ مَا لَمْ يَقْبِضْ نِصَابًا وَيُعْتَبَرُ لِمَا مَضٰى مِنَ الْحَوْلِ مِنْ وَقْتِ لُزُوْمِهٖ لِذِمَّةِ الْمُشْتَرِىْ فِىْ صَحِيْحِ الرِّوَايَةِ .

الْبِذْلَةُ بوقت کام پہننے کے کپڑے جمع بِذَلٌ بَذَلَ يَبْذُلُ بَذْلًا باب (ن) کام کے وقت کا لباس پہننا۔ السُّكْنٰى رہائش، رہائش گاہ، مسکن۔

ترجمہ اور (قرض) متوسط اور وہ اس چیز کا بدل ہے جو تجارت کے لئے نہیں ہیں جیسے استعمال کے کپڑوں اور خدمت کے غلام اور رہنے کے مکان کی قیمت زکوٰۃ واجب نہیں ہوتی اس میں جب تک کہ ایک نصاب وصول نہ کرلے اور اعتبار کیا جائے گا اس حصہ کا جو گزر گیا سال سے اس کے لازم ہونے کے وقت سے مشتری کے ذمہ صحیح روایت میں۔

تشریح اس عبارت میں قرض متوسط کی زکوٰۃ کا بیان ہے اور قرض متوسط سے مراد یہ ہے کہ ان چیزوں کا معاوضہ جو تجارت کی چیز یں نہیں جیسے فرنیچر اور استعمال کے کپڑوں کی قیمت اور خدمتگار غلام اور رہنے کے مکان کی قیمت، تفصیل یہ ہے کہ کسی شخص نے اپنے استعمالی کپڑے بیچ ڈالے جن کی قیمت ایک نصاب کے برابر تھی یا خدمتگار غلام تھا یا رہنے کا مکان تھا اسے بیچ دیا اور وہ رقم اتنی ہے جو بقدر نصاب ہے اس کے بعد ایک سال گزر گیا رقم وصول نہیں ہوئی تو ان تمام صورتوں میں حکم یہ ہے کہ جب کم از کم ایک نصاب کے برابر رقم وصول ہوگی تب زکوٰۃ ادا کرنی ہوگی اور سال کا آغاز بیچنے کے وقت سے لگایا جائے گا یعنی جب سے کسی شخص نے ان چیزوں کو خریدا ہے اور اس پر قیمت واجب ہوئی ہے اس وقت سے مال کا حساب لیا جائے گا اب اگر خریدار نے ڈیڑھ سال بعد روپیہ دیا ہے تو وصول ہوتے ہی گزشتہ سال کی زکوٰۃ مالک کو ادا کرنی پڑے گی اور پھر چھ ماہ بعد سال رواں کی زکوٰۃ دے سکے گا، جاننا چاہئے کہ دین متوسط کے سلسلہ میں دو روایتیں ہیں: (۱) اس میں زکوٰۃ واجب ہوگی اور ادائیگی کا حکم اس وقت دیا جائے گا جب بقدر نصاب رقم وصول ہو جائے جیسا کہ تشریح کے تحت آچکا ہے، یہی صحیح روایت ہے۔ (۲) محمد بن سماعہ کی حضرت امام ابوحنیفہؒ سے ایک روایت یہ ہے کہ جب بقدر نصاب رقم وصول ہو جائے اور اس پر سال بھی گزر جائے تب زکوٰۃ ہوگی یعنی قبضہ کرنے کے بعد نیا سال گزرنا ضروری ہے۔ (شامی مصری: ۲/۲۸، شامی بیروت: ۳/۲۱۸)

﴿۱۱۹۰﴾ وَالضَّعِيْفُ وَهُوَ بَدَلُ مَا لَيْسَ بِمَالٍ كَالْمَهْرِ وَالْوَصِيَّةِ وَبَدَلِ الْخُلْعِ وَالصُّلْحِ عَنْ دَمِ الْعَمْدِ وَالدِّيَةِ وَبَدَلِ الْكِتَابَةِ وَالسِّعَايَةِ لَا تَجِبُ فِيْهِ الزَّكٰوةُ مَا لَمْ يَقْبِضْ نِصَابًا وَيَحُوْلُ عَلَيْهِ الْحَوْلُ بَعْدَ الْقَبْضِ .

مَهْر روپیہ یا جنس جو مسلمانوں کے نکاح کے وقت مرد کے ذمے عورت کو دینا مقرر کیا جاتا ہے، حق زوجیت کا

اس کی جمع مُهُورٌ و مُهُورَةٌ۔ وصیۃ اس کی جمع وصایا ہے وہ نیک کام جس کو انسان اپنی موت پر معلق کرتا ہے مثلاً کسی شخص کو یہ کہنا کہ میرے مرنے کے بعد تم میری فلاں چیز کے مالک ہو۔ بدلِ خلع زوجیت کو مال کے بدلے میں ٹال دینا خلع ہے، بالفاظ دیگر شوہر کا بیوی سے مال لے کر طلاق دینا۔ دیۃ اس کی جمع دیات ہے خون بہا، دیت میں ہ واؤ کے عوض میں ہے کیونکہ یہ ودیٰ سے مشتق ہے شریعت میں اس مال کو کہتے ہیں جو نفس کا بدل قرار دیا گیا ہے یعنی مقتول کے ولی کو قاتل کی طرف سے جان کے بدلہ دیا جانے والا مال سعایۃ. غلام کو آزاد کرنے کے لئے بقدر غلامی کام کرانا (غلام کا کچھ حصہ آزاد کرنا باقی ہے تو اس کو ایسے کام کا مکلف کرنا جو اس کا بدل ہو جائے اور وہ مکمل آزادی حاصل کر لے۔

ترجمہ اور ضعیف اور وہ ان چیزوں کا بدلہ ہے جو مال نہیں جیسے مہر وصیت بدلِ خلع اور قصداً قتل کرنے کی وجہ سے صلح کا مال اور خون بہا، بدلِ کتابت بدلِ سعایت ان سب میں زکوۃ واجب نہیں ہوتی جب تک کہ ایک نصاب وصول نہ کرلے اور اس پر سال بھر نہ گزر جائے قبضہ کرنے کے بعد۔

تشریح اس عبارت میں قرض ضعیف کی زکوۃ کا بیان ہے اور قرض ضعیف سے مراد ان چیزوں کا بدلہ ہے جو مال نہیں، اس کی چند مثالیں مصنف نور الایضاح بیان کر رہے ہیں: (۱) جب تک عورت اپنے مہر پر قبضہ نہ کرے اور قبضہ کے بعد سال نہ گزر جائے اس وقت تک اس کی زکوۃ اس پر واجب نہیں ہے۔ (۲) ایک شخص نے اپنے وارثین کو مرتے وقت یہ وصیت کی کہ میرے مال میں سے ایک ہزار درہم زید کو دیدینا وارثین نے ایک سال تک وہ رقم زید کے حوالہ نہیں کی تو قبضہ سے پہلے زید پر زکوۃ لازم نہ ہوگی بلکہ جب قبضہ کے بعد سال بھر گزر جائے گا تب زکوۃ لازم ہوگی۔ (۳) عورت نے شوہر سے اس شرط پر طلاق حاصل کی کہ اس کو ایک ہزار روپے دے گی، یہ رقم بدلِ خلع ہے عورت نے ایک سال تک یہ رقم نہیں دی تو ابھی شوہر پر زکوۃ بھی لازم نہ ہوگی۔ (۴) زید نے عمر کو قصداً دھار دار آلہ سے قتل کر دیا اور عمر کے اولیاء نے مثلاً ایک ہزار پر صلح کر لی مگر ایک سال تک انہیں وہ ہزار نہ مل سکے تو جب تک قبضہ کے بعد ایک سال نہ گزر جائے زکوۃ نہ ہوگی۔ (۵) کسی نے غلطی سے کسی کو قتل کر دیا مثلاً شکار پر گولی چلائی وہ کسی آدمی کو لگ گئی، اس صورت میں قصاص نہیں بلکہ دیت ہے اور وہ ایک سال تک نہ مل سکی تو جب تک قبضہ کے بعد ایک سال نہ گزر جائے زکوۃ نہ ہوگی۔ (۶) آقا نے اپنے غلام سے کہا کہ ایک ہزار درہم ادا کر دو آزاد ہو جاؤ گے، غلام نے ایک سال تک ادا نہ کئے تو آقا پر زکوۃ نہ ہوگی۔ (۷) دو آدمیوں نے مل کر ایک غلام خریدا تھا ان میں سے ایک نے اپنے حصہ کے بقدر غلام آزاد کر دیا اور دوسرا شخص تنگ دست اور غیر مستطیع ہونے کے باعث آزاد کرنے سے معذور ہے، تو غلام مزدوری کر کے دوسرے شخص کے حصہ کی رقم ادا کرے گا اس رقم کا نام بدلِ سعایت ہے، اس غلام نے وہ رقم ایک مدت تک ادا نہ کی تو جب تک وہ رقم اس شخص کے قبضہ میں نہ آ جائے اور سال بھر نہ گزر جائے اس وقت تک زکوۃ لازم نہ ہوگی۔ (مستفاد حاشیہ نور الایضاح: ۵۰، مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۳۹۰)

﴿۱۹۱﴾ وَهٰذَا عِنْدَ الْإِمَامِ وَأَوْجَبَا عَنِ الْمَقْبُوْضِ مِنَ الدُّيُوْنِ الثَّلَاثَةِ بِحِسَابِهِ مُطْلَقًا.

ترجمہ اور یہ (تفصیل) امام اعظمؒ کے نزدیک ہے اور واجب کیا ہے صاحبین نے تینوں قرضوں کے وصول شدہ حصہ کی اس کے حساب کے مطابق مطلقاً۔

تشریح ماقبل میں دیون ثلاثہ سے متعلق جو تفصیل گزر چکی ہے یہ امام صاحب کے نزدیک تھی، صاحبین فرماتے ہیں کہ جس قدر رقم وصول ہوتی رہے اس کی زکوٰۃ ادا کرتا رہے خواہ وصول شدہ رقم نصاب کے برابر ہو یا نہ ہو اور خواہ نصاب کا پانچواں حصہ وصول ہو یا نہ ہو، ہر صورت میں زکوٰۃ لازم ہوگی۔

﴿۱۹۲﴾ وَإِذَا قَبَضَ مَالَ الضِّمَارِ لَا تَجِبُ زَكٰوةُ السِّنِيْنَ الْمَاضِيَةِ وَهُوَ كَابِقٍ وَمَفْقُوْدٍ وَمَغْصُوْبٍ لَيْسَ عَلَيْهِ بَيِّنَةٌ وَمَالٍ سَاقِطٍ فِي الْبَحْرِ وَمَدْفُوْنٍ فِي مَفَازَةٍ أَوْ دَارٍ عَظِيْمَةٍ وَقَدْ نَسِيَ مَكَانَهٗ وَمَأْخُوْذٍ مُصَادَرَةً وَمُوْدَعٍ عِنْدَ مَنْ لَا يَعْرِفُهٗ وَدَيْنٍ لَا بَيِّنَةَ عَلَيْهِ.

مال ضمار اس سے مراد ایسا مال ہے جس کی وصولیابی دشوار ہو۔ آبق اسم فاعل باب (س، ن، ض) فرار ہونا، غلام کا آقا کے پاس سے بھاگ جانا، اگر بلا وشرارت یعنی بغیر کسی ظلم و زیادتی کے ہو اور اگر آقا کے ظلم و زیادتی سے بھاگتا ہے تو اس کو ہارب کہیں گے۔ مفقود اسم مفعول ضائع شدہ، گمشدہ، باب (ض) فَقْدًا وَفِقْدَانًا مصدر ہے کسی کے پاس سے کوئی چیز گم یا ضائع ہو جانا۔ مغصوب اسم مفعول باب ضرب غَصْبًا مصدر ہے جبراً کوئی چیز لینا، ناجائز قبضہ کرنا۔ مفازۃ جنگل بے آب و گیاہ، چٹیل میدان جمع مَفَاوِزُ. مصادرۃ باب مفاعلۃ کا مصدر ہے ضبط کرنا، اصرار کے ساتھ مطالبہ کرنا۔ مودَع بفتح الدال جس کے پاس امانت رکھی جائے، یہ اسم مفعول ہے باب افعال سے ایداعًا (م) ہے، امانت رکھنا۔

ترجمہ اور جب قبض ہو جائے مال ضمار پر تو واجب نہ ہوگی گزشتہ سالوں کی زکوٰۃ (مال ضمار کی مثالیں) جیسے بھاگا ہوا غلام گم شدہ اور غصب کیا ہوا مال جس پر گواہ موجود نہ ہوں اور (جیسے) دریا میں گرا ہوا مال اور جنگل میں دفن کیا ہوا یا کسی بڑی حویلی میں درانحالیکہ اس کی جگہ بھول گیا اور وہ مال جو لے لیا گیا ہو بطور تاوان اور وہ مال جو امانت رکھ دیا گیا ہو ایسے شخص کے پاس جس کو یہ نہیں پہچانتا اور وہ قرضہ جس پر گواہ نہ ہوں۔

جس مال کے وصول کی امید نہ ہو اس کی زکوٰۃ واجب نہیں

جاننا چاہئے کہ مال ضمار سے مراد ایسا مال ہے جس کا مالک تو ہے مگر یہ مال اس کے قبضہ میں نہیں اور اس کا حاصل کرنا بھی سخت مشکل ہے، اس کی کئی مثالیں صاحب کتاب نے بیان فرمائی ہیں: مثلاً کوئی شخص تجارت کی نیت سے غلام خرید کر لایا تھا اور وہ بھاگ گیا یا اس کا کوئی سامان گم ہو گیا اور وہ بقدر نصاب تھا یا کسی نے چھین لیا اور مالک کے پاس شرعی

ثبوت ممکن ہے کہ اس پر جا کر گواہی دیدے کہ یہ اس کا مال تھا یا مال دریا میں گر گیا یا جنگل و بیابان یا کسی بڑے مکان میں دفن کر دیا تھا اور وہ جگہ یاد نہ رہی یا کسی حاکم نے اس پر جرمانہ لازم کر دیا اور مال تاوان میں چلا گیا یا مال کسی ایسے شخص کے پاس بطور امانت رکھ دیا جس کو پہچانتا نہیں یعنی کسی اجنبی کے پاس، یا قرض لینے والا قرض سے انکاری ہو اور مالک کے پاس شرعی ثبوت نہ ہو تو ان تمام صورتوں کا حکم یہ ہے کہ زکوٰۃ لازم نہیں البتہ اگر بعد میں کسی طرح یہ تمام اموال مل جائیں تو اب سال گزرنے کے بعد یا دیگر نصاب کے ساتھ ملا کر زکوٰۃ واجب ہوگی اور سابقہ سالوں کی زکوٰۃ واجب نہ ہوگی۔

(درمختار مع الشامی مصری: ۲/۱۱، بیروت: ۳/۱۷۱)

﴿۱۱۹۳﴾ وَلَا يُجْزِئُ عَنِ الزَّكٰوةِ دَيْنٌ أُبْرِئَ عَنْهُ فَقِيْرٌ بِنِيَّتِهَا۔

دین قرض جو مدت معینہ کے ساتھ ہو بلا مدت معینہ کو عربی میں قرض کہیں گے دین نہیں۔ ابری ماضی مجہول باب افعال سے ابراءٌ مصدر ہے سبکدوش کرنا اور ابری سے آخیر تک یہ پورا جملہ ما قبل کی صفت بنے گا۔ عنہ ضمیر کا مرجع دین ہے۔ بنیتہا ضمیر کا مرجع زکوٰۃ ہے۔

ترجمہ اور کافی نہیں ہو سکتا زکوٰۃ کی طرف سے ایسا قرض کہ جس سے فقیر بری کر دیا گیا ہو اس کی نیت سے۔

فقیر کا قرض معاف کرنے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی

اگر خالد کا قرض راشد پر ہے اور راشد اپنی غربت کی وجہ سے قرض ادا کرنے سے عاجز ہے اور خالد پر زکوٰۃ واجب ہے تو کیا خالد اپنے مقروض فقیر راشد سے زکوٰۃ کی نیت سے قرض ساقط کر دینے سے زکوٰۃ ادا کرنے والا سمجھا جائے گا یا نہیں؟ تو اس کا جواب یہ ہے کہ اس طرح زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی، ہاں البتہ اس کے لئے ایک حل ہے کہ اولاً زکوٰۃ کی نیت سے بقدر قرض راشد کو دیدے اور پھر اسی مجلس میں ہاتھوں ہاتھ اپنے قرض کے نام سے راشد سے واپس لے لیا جائے تو ایسی صورت میں خالد کی زکوٰۃ ادا ہو جائے گی اور راشد کا قرض بھی ادا ہو جائے گا۔ (درمختار مصری: ۲/۱۲، ایضاح المسائل: ۱۱۳، طحطاوی: ۳۹۰، درمختار بیروت: ۳/۱۷۷)

اختیاری مطالعہ

مذکورہ بالا حیلہ اختیار کرنے میں اگر خالد کو یہ خطرہ ہو کہ راشد کے ہاتھ میں رقم پہنچنے کے بعد قرض کے نام سے واپس نہیں دے گا یا بھاگ جائے گا تو اس کے حل کیلئے دو طریقے ہیں: (۱) راشد مقروض کو زکوٰۃ کا روپیہ دے کر فوراً اپنا ہاتھ بڑھا کر از خود اپنے قرض کے نام سے قبضہ کر لے اس لئے کہ راشد شرعاً ٹال مٹول کرنے والا ثابت کیا ہے اور ایسے مقروض سے اپنا قرض زبردستی وصول کر لینا جائز ہے۔ (۲) خالد کے کسی خادم یا نوکر کو راشد زکوٰۃ وصول کرنے کے لئے وکیل بنائے وہ وکیل راشد کی طرف سے قبضہ کرے اور پھر راشد کی طرف سے قرض ادا کرنے کا وکیل بن کر بنام قرض خالد کو دیدے تو اس طرح زکوٰۃ و قرض دونوں ادا ہو جائیں گے۔ (مستفاد ایضاح المسائل: ۱۱۲، درمختار مع الشامی: ۲/۱۲، درمختار

بیروت:۳/۱۷۷)

﴿۱۱۹۴﴾ وَصَحَّ دَفْعُ عَرْضٍ وَمَكِيْلٍ وَمَوْزُوْنٍ عَنْ زَكٰوةِ النَّقْدَيْنِ بِالْقِيْمَةِ .

عرض. سامان جمع عروض . مکیل وہ چیزیں جن کا لین دین پیمانہ سے اندازہ کرکے ہوتا ہو۔ موزون وہ چیزیں جن کا لین دین تول سے ہوتا ہو۔ نقدین اس سے مراد سونا چاندی ہے۔

ترجمہ اور صحیح ہے سامان اور مکیلی اور موزونی چیزوں کا دینا سونے اور چاندی کی زکوۃ کے عوض میں قیمت کے حساب سے۔

تشریح صورت مسئلہ یہ ہے کہ سامان اور وہ چیزیں جو ناپ کر بیچی جاتی ہیں اور وہ چیزیں جو تول کر بیچی جاتی ہیں سونے چاندی کی زکوۃ میں قیمت کے حساب سے دیدینا صحیح اور جائز ہے مثلاً زیور کی زکوۃ میں زکوۃ کی قیمت کا غلہ دیدیا جائے۔

﴿۱۱۹۵﴾ وَإِنْ أَدّٰى مِنْ عَيْنِ النَّقْدَيْنِ فَالْمُعْتَبَرُ وَزْنُهُمَا أَدَاءً كَمَا اعْتُبِرَ وُجُوْبًا .

ترجمہ اور اگر ادا کرے خاص سونے چاندی سے تو معتبر ان دونوں کا وزن ہے ادا کی حیثیت سے جیسا کہ اعتبار کیا گیا واجب ہونے کے لحاظ سے۔

سونے اور چاندی میں وزن کا اعتبار

فرماتے ہیں کہ اگر عین چاندی یا عین سونا سے زکوۃ ادا کی جائے تو وزن کا اعتبار ہوگا مثلاً سونے کا نصاب بیس مثقال ہے تو اس کا چالیسواں حصہ نصف مثقال واجب ہوگا ایسے ہی چاندی کا نصاب دوسو درہم ہے تو اس کا چالیسواں حصہ پانچ درہم لازم ہوں گے اور موجودہ دس گرام کے تولہ کے حساب سے ۸۷ گرام ۴۸۰ ملی گرام سونے کا نصاب بنے گا تو اس کا چالیسواں حصہ ۲ گرام ۱۸۷ ملی گرام سونا نکالنا فرض ہوگا، ایسے ہی ۶۱۲ گرام ۳۶۰ ملی گرام چاندی کا نصاب بنے گا تو اس کا چالیسواں حصہ نکالنا فرض ہوگا یعنی ۱۵ گرام ۳۰۹ ملی گرام، جیسا کہ زکوۃ واجب ہونے میں بھی اسی نصاب کا اعتبار ہے یعنی صاحب نصاب ہونے کے لئے دوسو درہم چاندی کا مالک ہو یا بیس مثقال سونے کا مالک ہو۔

اختیاری مطالعہ

سونے چاندی میں خرید کی قیمت کا اعتبار

سونے چاندی میں زکوۃ اصلاً وزن کے اعتبار سے واجب ہوتی ہے مثلاً ۴۰ گرام سونے میں ایک گرام سونا واجب ہوگا اب اگر اس کی ادائیگی روپیہ کے ذریعہ کرنے کا ارادہ ہے تو واجب شدہ وزن کی بازار سے خرید کی قیمت نکالنا واجب

ہوگا فروخت کی قیمت معتبر نہ ہوگی۔ (درمختار مع الشامی: ۲/۳۰، بیروت: ۲/۲۰۹)

﴿۱۱۹۶﴾ وَتُضَمُّ قِيْمَةُ الْعُرُوْضِ إِلَى الثَّمَنَيْنِ وَالذَّهَبُ إِلَى الْفِضَّةِ قِيْمَةً.

ترجمہ اور ملائی جائے گی سامان کی قیمت سونے اور چاندی کی طرف اور سونے کی چاندی کی طرف قیمت کے اعتبار سے۔

تجارتی سامان سونا اور چاندی کا الگ الگ نصاب اگر پورا نہ ہو تو کیا کرے؟

اس عبارت میں دو مسئلے بیان کر رہے ہیں: (۱) زیور کے ساتھ اگر روپیہ یا سامان تجارت ہو تو اگر چہ زیور کا وزن نصاب تک نہ پہنچتا ہو لیکن سب ملا کر قیمت چاندی کے نصاب تک پہنچ گئی تو زکوٰۃ واجب ہو جائے گی مثلاً ایک تولہ سونا ہے اور ساتھ میں پانچ ہزار روپے ہیں یا مال تجارت ہے تو کل کی قیمت چونکہ چاندی کے نصاب تک پہنچ رہی ہے اس لئے زکوٰۃ واجب ہوگی۔ (۲) اگر سونا اور چاندی دونوں کے زیورات ملکیت میں ہوں لیکن کسی ایک کا نصاب بھی پورا نہ ہو تو دونوں کو ملا کر قیمت لگائی جائے گی اگر دونوں کی قیمت مل کر سونے یا چاندی کے کسی نصاب کو پہنچ جائے تو زکوٰۃ واجب ہو جائے گی مثلاً آج کل سونے اور چاندی کی قیمتوں میں بڑا فرق ہو گیا ہے اب اگر کسی کے پاس ڈیڑھ تولہ سونا ہے اور ۵ تولہ چاندی ہے تو دونوں کی جب قیمت لگائی جائے گی تو چاندی کے اعتبار سے نصاب تک پہنچ جائے گی لہٰذا زکوٰۃ واجب ہوگی۔ (مستفاد تسہیل المسائل، مؤلف راقم الحروف: ۸۳، درمختار مع الشامی مصری: ۲/۳۵-۳۶، بیروت: ۳/۲۵۱)

﴿۱۱۹۷﴾ وَنُقْصَانُ النِّصَابِ فِي الْحَوْلِ لَا يَضُرُّ إِنْ كَمُلَ فِي طَرَفَيْهِ.

حَوْل: سال جمع أَحْوَال۔ كَمُلَ: ماضی معروف باب (ک) مکمل ہونا، کامل ہونا، پورا ہونا۔ طرفيه ضمیر کا مرجع حول ہے۔

ترجمہ اور نصاب کا کم ہونا سال کے اندر نقصان دہ نہیں اگر کامل رہے اس کی دونوں جانب میں۔

سال کے درمیان میں نصاب گھٹ جائے

اگر شروع اور اخیر سال میں نصاب پورا تھا مگر درمیان سال میں اس کی مقدار کم رہی تب بھی پورے نصاب کی زکوٰۃ واجب ہوگی۔ (بدائع الصنائع: ۲/۹۹)

﴿۱۱۹۸﴾ فَإِنْ تَمَلَّكَ عَرَضًا بِنِيَّةِ التِّجَارَةِ وَهُوَ لَا يُسَاوِي نِصَابًا وَلَيْسَ لَهُ غَيْرُهُ ثُمَّ بَلَغَتْ قِيْمَتُهُ نِصَابًا فِي آخِرِ الْحَوْلِ لَا تَجِبُ زَكوٰتُهُ لِذَلِكَ الْحَوْلِ.

تملّک ماضی معروف باب تفعّل سے تملّکًا (م) ہے، مالک ہونا۔ یساوی فعل مضارع معروف باب مفاعلہ سے کسی کے برابر ہونا۔

ترجمہ پھر اگر مالک ہو جائے کسی سامان کا تجارت کی نیت سے اور وہ برابر نہیں نصاب کے اور نہیں ہے اس کے پاس اس کے علاوہ (کوئی اور مال) پھر پہنچ جائے اس کی قیمت نصاب کو سال کے آخر میں تو واجب نہیں ہوگی اس کی زکوٰۃ اس سال کی۔

تشریح ماقبل کے مسئلہ پر تفریع ہے صورت مسئلہ یہ ہے کہ کسی شخص نے تجارت شروع کی اور اس وقت مال بقدر نصاب نہ تھا لیکن اخیر سال میں نصاب کے بقدر ہو گیا تو اس مال کی زکوٰۃ اس سال واجب نہ ہوگی بلکہ جب سے نصاب کے بقدر ہوا ہے اس وقت سے ایک سال گذرنے پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ (مراقی الفلاح: ۳۹۱)

﴿۶۹۹﴾ وَنِصَابُ الذَّهَبِ عِشْرُوْنَ مِثْقَالًا وَنِصَابُ الْفِضَّةِ مِائَتَا دِرْهَمٍ مِنَ الدَّرَاهِمِ الَّتِي كُلُّ عَشَرَةٍ مِنْهَا وَزْنُ سَبْعَةِ مَثَاقِيْلَ.

مائتا درهم اس سے چاندی کا نصاب بتایا ہے وہ دو سو درہم ہے درہم یہ یونانی کلمہ ہے چاندی کا سکہ ایک درہم = ۳ گرام ۶۲ ملی گرام کا ہوتا ہے، حضرت مفتی رشید احمد صاحب احسن الفتاوی کے نزدیک ایک درہم کا وزن ۳ گرام ۲۰۲ ملی گرام ہے۔

ترجمہ اور سونے کا نصاب بیس مثقال ہے اور چاندی کا نصاب دو سو درہم ہے ان درہموں میں سے کہ ان میں سے ہر دس درہم سات مثقال کے وزن کے ہوں۔

سونے کا نصاب بیس مثقال اور چاندی کا دو سو درہم ہے

صورت مسئلہ یہ ہے کہ سونے کا نصاب بیس مثقال ہے اس سے کم میں زکوٰۃ واجب نہ ہوگی اور بیس مثقال میں چالیسواں حصہ واجب ہے، بالفاظ دیگر ڈھائی فیصد واجب ہے یعنی آدھا مثقال ہے اور ایک مثقال کا وزن ۴ ماشہ ۴ رتی اور گراموں کے حساب سے ۴ گرام ۳۷۴ ملی گرام ایک مثقال کا وزن ہوگا لہٰذا بیس مثقال کا وزن ۸۷ گرام ۴۸۰ ملی گرام ہوگا۔ اور موجودہ دس گرام کے تولہ کے حساب سے ۸ تولہ ۷ گرام ۴۸۰ ملی گرام سونے کا نصاب بنے گا۔ لہٰذا اگر کسی شخص کے پاس ۸۷ گرام ۴۸۰ ملی گرام سونا ہے جو کہ بیس مثقال کا وزن ہے تو اس میں آدھا مثقال یعنی ۲ گرام ۱۸۷ ملی گرام سونا نکالنا فرض ہوگا۔ (انوار القدوری: ۱/۳۰۵)

چاندی کا نصاب دو سو درہم ہے دو سو میں ایک پائی بھی کم ہو تو زکوٰۃ واجب نہیں اور دو سو درہم میں چالیسویں حصہ کے حساب سے پانچ درہم واجب ہیں، اور حضور ﷺ کے زمانہ میں جزیرۃ العرب میں درہم نہیں ڈھلتے تھے بلکہ روم وایران

سے ڈھلی کراتے تھے اور وہ تین قسم کے تھے: ۱۔ دس قیراط کا۔ ۲۔ بارہ قیراط کا۔ ۳۔ بیس قیراط کا (ایک قیراط پانچ جو کے دانوں کے برابر ہوتا ہے) اور نبیؐ نے دو سو درہم چاندی کی زکوٰۃ کا نصاب مقرر کیا ہے، اب سوال یہ ہے کہ چھوٹے درہم کا اعتبار کیا جائے یا بڑے کا یا درمیانی کا؟ فاروق اعظمؓ نے جب اپنے دور خلافت میں درہم ڈھالنے کا ارادہ کیا تو تینوں درہموں کو پگھلا کر برابر حصوں میں تقسیم کیا تو ایک حصہ چودہ قیراط بنا (دس، بارہ اور بیس کا مجموعہ ۴۲ ہے، اور اس کا ایک تہائی چودہ ہے) پس آپؓ نے چودہ قیراط کا سکہ ڈھال دیا، اب چاروں فقہاء احکام شرعیہ میں اسی چودہ قیراط والے درہم کا اعتبار کرتے ہیں، اب دس بارہ اور بیس قیراط والے درہموں کا اعتبار نہیں اور یہاں کتاب میں ہے کہ درہم میں معتبر وزن سبعہ ہے یعنی جو دس درہم سات دینار کے ہم وزن ہو جائیں ان کا اعتبار ہے اور وہ چودہ قیراط والا درہم ہے، چاروں فقہاء کے نزدیک یہی درہم معتبر ہے۔ (حاشیہ نور الایضاح وتحفۃ الالمعی: ۲/ ۵۳۷) اور دس درہم جب موجودہ گراموں کے حساب سے ۳۰ گرام ۶۱۸ ملی گرام چاندی ہوتی ہے اور دس گرام کے تولہ کے حساب سے ۳ تولہ ۶۱۸ ملی گرام چاندی ہوتی ہے، لہٰذا دو سو درہم میں ۶۱۲ گرام ۳۶۰ ملی گرام چاندی ہوگی اور موجودہ دس گرام کے تولہ کے حساب سے ۶۱ تولہ ۲ گرام ۳۶۰ ملی گرام چاندی کا نصاب بنے گا اس لئے اگر کسی کے پاس ۶۱۲ گرام ۳۶۰ ملی گرام چاندی ہو اور اس پر سال بھر گزر جائے تو ۱۵ گرام ۳۱۲ ملی گرام چاندی نکالنی زکوٰۃ میں ضروری ہے۔ (ایضاح المسائل: ۱۰۳)

﴿۱۲۰۰﴾ وَمَا زَادَ عَلٰى نِصَابٍ وَبَلَغَ خُمُسًا زَكَّاهُ بِحِسَابِهٖ .

ترجمہ اور جو مال کہ نصاب سے زائد ہو اور پہنچ جائے نصاب کے پانچویں حصہ کو (مثلاً دو سو درہم میں چالیس درہم) تو زکوٰۃ دے اس کی اس کے حساب سے۔

نصاب پر زیادتی کا حکم

ماقبل میں یہ مسئلہ گزر چکا ہے کہ چاندی کا نصاب دو سو درہم ہے اور سونے کا نصاب بیس مثقال ہے، اب یہ بیان فرماتے ہیں کہ اگر دو سو درہم پر زیادتی ہو جائے تو زیادتی میں زکوٰۃ واجب نہ ہوگی مگر یہ کہ زیادتی کی مقدار چالیس درہم کو پہنچ جائے چنانچہ اگر دو سو چالیس درہم ہوں تو ان میں چھ درہم واجب ہوں گے پھر ہر چالیس میں ایک درہم واجب ہوتا رہے گا ایسے ہی اگر بیس مثقال پر چار مثقال سے کم کا اضافہ ہوتا ہے تو اس زیادتی میں کوئی زکوٰۃ واجب نہ ہوگی، یہ تفصیل امام صاحب کے نزدیک ہے اور اسی کو صاحب نور الایضاح یہاں پر بیان فرما رہے ہیں، اس بارے میں صاحبین فرماتے ہیں کہ دو سو درہم سے جتنے زائد ہوں گے ان میں ان کے حساب سے زکوٰۃ واجب ہوگی حتیٰ کہ اگر دو سو سے ایک درہم بھی زائد ہوگا تو ان کی زکوٰۃ پانچ درہم اور ایک درہم کا چالیسواں حصہ واجب ہوگی، ایسے ہی بیس مثقال سے اگر ایک مثقال زیادہ ہو تو زکوٰۃ میں آدھا مثقال اور آدھا قیراط واجب ہوگا کیونکہ بیس مثقال کا چالیسواں حصہ آدھا مثقال ہے اور ایک مثقال کا چالیسواں حصہ آدھا قیراط ہے اس کا مطلب یہ ہوا کہ سونے چاندی کی زکوٰۃ میں نصاب پورا ہونے کے بعد مطلق

نہیں ہے کہ آیا زائد علی النصاب قلیل ہو یا کثیر اس کے بقدر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ (انوار القدوری: ۱/۲۵۲، ۲۵۳، الدر المختار: ۳۰/۳۶)

﴿۱۳۰۱﴾ وَمَا غَلَبَ عَلَى الْغِشِّ فَكَالْخَالِصِ مِنَ النَّقْدَيْنِ.

غش باب نصر سے ملاوٹ کرنا، کھوٹا اور غیر خالص ملانا۔

ترجمہ اور جو غالب ہو کھوٹ پر تو وہ خالص سونے اور چاندی کے مانند ہے۔

کھوٹ کا حکم

ڈھلے ہوئے سکہ میں اگر چاندی غالب ہو اور کھوٹ یعنی دوسری دھات مغلوب ہو تو وہ سکہ چاندی کے حکم میں ہوگا اور اس میں چاندی کی زکوٰۃ واجب ہوگی یہی حکم سونے کا ہے اور اگر کھوٹ غالب ہو اور چاندی یا سونا مغلوب ہو تو وہ سامان کے حکم میں ہوگا چنانچہ اس کی قیمت کا اندازہ کرکے دیکھا جائے گا اگر وہ مقدار نصاب کو پہنچ جائے تو زکوٰۃ واجب ہوگی ورنہ نہیں۔ (انوار القدوری: ۱/۲۵۳)

﴿۱۳۰۲﴾ وَلَا زَكٰوةَ فِي الْجَوَاهِرِ وَاللَّالِي إِلَّا أَنْ يَتَمَلَّكَهَا بِنِيَّةِ التِّجَارَةِ كَسَائِرِ الْعُرُوْضِ.

جواهر جوھر کی جمع ہے قیمتی پتھر جس کے نگینے وغیرہ بنائے جاتے ہیں۔ لآلی موتی واحد لؤلؤۃ۔

ترجمہ اور زکوٰۃ نہیں جواہر اور موتیوں میں مگر یہ کہ مالک ہو جائے ان کا تجارت کی نیت سے تمام سامانوں کی طرح

استعمالی ہیرے موتی پر زکوٰۃ واجب نہیں

ہیرے اور موتی اور جواہرات جن کو بغرض استعمال خریدا ہے ان پر زکوٰۃ نہیں ہے خواہ وہ کتنے ہی قیمتی کیوں نہ ہوں البتہ اگر ہیروں وغیرہ کی تجارت کرتا ہے تو مال تجارت کے اعتبار سے ان کی قیمت پر زکوٰۃ واجب ہوگی۔ (مراقی الفلاح: ۳۹۱)

﴿۱۳۰۳﴾ وَلَوْ تَمَّ الْحَوْلُ عَلٰى مَكِيْلٍ أَوْ مَوْزُوْنٍ فَغَلَا سِعْرُهٗ وَرَخُصَ فَأَدّٰى مِنْ عَيْنِهٖ رُبْعَ عُشْرِهٖ أَجْزَأَهٗ وَإِنْ أَدّٰى مِنْ قِيْمَتِهٖ تُعْتَبَرُ قِيْمَتُهٗ يَوْمَ الْوُجُوْبِ وَهُوَ تَمَامُ الْحَوْلِ عِنْدَ الْإِمَامِ وَقَالَا يَوْمَ الْأَدَاءِ لِمَصْرِفِهَا.

غلا السعر غلاءً باب نصر سے بھاؤ بڑھنا، گرانی ہونا، حد سے متجاوز ہونا۔ رخص باب کرم سے رُخصًا

مصدر ہے سستا ہونا، ارزاں ہونا۔ ربع عشر دسویں کا چوتھائی یعنی چالیسواں حصہ۔ مصرف مستحق زکوٰۃ ۔ حضرات (بیان آگے آرہا ہے)

ترجمہ: اور سال مکمل ہونے کے بعد گیہوں یا موزونی چیزوں پر پھر اس کا بھاؤ بڑھ جائے یا سستا ہوجائے پس ادا کردے خاص اسی چیز میں سے اس کے دسویں حصہ کا چوتھائی یعنی چالیسواں حصہ تو اس کو کافی ہوگا اور اگر ادا کرے اس کی قیمت سے تو اعتبار کیا جائے گا اس کی قیمت کا واجب ہونے کے دن اور وہ سال کا ختم ہونا ہے، امام صاحب کے نزدیک اور صاحبین نے فرمایا ادائیگی کے دن اس کے مستحق کے لئے۔

موزونی کا حکم

صورت مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص نے کوئی مکیلی یا موزونی چیز تجارت کی غرض سے خریدی پھر کچھ وقت کے بعد وہ چیز مہنگی ہوگئی یا سستی ہوگئی اور اس سامان پر ایک سال بھی گذر گیا ہے اب مالک اس کی زکوٰۃ دینا چاہتا ہے تو اس کی دو صورتیں ہیں: (۱) اگر بعینہ وہی چیز زکوٰۃ میں دینا چاہتا ہے تو اس کا چالیسواں حصہ ادا کردے تو زکوٰۃ صحیح ہوجائے گی۔ (۲) اگر قیمت کے اعتبار سے دینا چاہتا ہے تو یہ دیکھا جائے گا سال کب مکمل ہوا ہے اس دن اس سامان کی بازاری قیمت کیا تھی؟ اسی کے اعتبار سے زکوٰۃ لازمی ہوگی، یہ تفصیل امام صاحب سے منقول ہے اور صاحبین نے فرمایا ہے کہ جس روز زکوٰۃ اس شخص کو دے گا جو زکوٰۃ کا مصرف ہے یعنی جس کو زکوٰۃ دینی چاہیے اس روز دیکھا جائے گا کہ اس چیز کی کیا قیمت ہے۔

اختیاری مطالعہ

مال تجارت میں فروختگی کی قیمت کا اعتبار

تجارتی سامان کی زکوٰۃ میں یہ دیکھا جائے گا کہ وجوب زکوٰۃ کے وقت اس کی بازاری قیمت کیا ہے؟ اسی قیمت کا حساب لگاکر زکوٰۃ ادا کی جائے گی تاجر کی خریدی قیمت کا اعتبار نہ ہوگا مثلاً کسی تاجر نے سو روپیہ میں سامان خریدا اور دوکان پر لاکر وہ نفع کے ساتھ دوسو روپیہ میں فروخت کرتا ہے تو وہ فروختگی کی قیمت کے اعتبار سے ہی زکوٰۃ نکالے گا۔ (تلخیص المسائل حصہ اول: ۹۰)

﴿۱۴۴﴾ وَلَا يَضْمَنُ الزَّكٰوةَ مُفْرِطٌ غَيْرُ مُتْلِفٍ فَهَلَاكُ الْمَالِ بَعْدَ الْحَوْلِ يُسْقِطُ الْوَاجِبَ وَهَلَاكُ الْبَعْضِ حِصَّتَهٗ.

مفرط اس میں دو لغت ہیں ایک راء کی تشدید کے ساتھ اسم فاعل ہے باب تفعیل سے سستی اور کاہلی کرنے والا۔ دوسری راء کی تخفیف کے ساتھ باب افعال سے اسم فاعل ہے زیادتی کرنے والا، اس موقع پر دونوں لغات کی گنجائش

ہے۔ مُتلِف اسم فاعل باب افعال سے اتلاف مصدر ہے ضائع کرنا، برباد کرنا۔

ترجمہ اور ضامن نہیں ہوگا زکوٰۃ کا سستی کرنے والا جو مال کو برباد کرنے والا نہ ہو چنانچہ مال کا ضائع ہو جانا سال گذرنے کے بعد واجب کو ختم کر دیتا ہے اور بعض کا ہلاک ہو جانا اس کے ایک حصہ کو۔

سستی کا حکم

صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر سال ختم ہونے پر سستی کی وجہ سے زکوٰۃ ادا نہیں کی تھی کہ وہ مال ہلاک ہو گیا تو زکوٰۃ ساقط ہو جائے گی اگرچہ اس تاخیر کی بناء پر گناہ گار ہوگا نیز اگر سارا مال زکوٰۃ کی نیت کے بغیر فقراء پر لٹا دیتا ہے تو اس صورت میں بھی زکوٰۃ ساقط ہو جائے گی لیکن اگر اس نے مال کو خود ہلاک اور ختم کر دیا تو اس صورت میں زکوٰۃ ساقط نہ ہوگی، آگے فرماتے ہیں کہ سال گذرنے کے بعد اگر پورا مال نصاب ضائع ہو گیا تو اس کی زکوٰۃ بھی ساقط ہو جائے گی کیونکہ مال نصاب ضائع ہونے کے باوجود اگر مکلف پر زکوٰۃ باقی رکھی گئی تو یہ مکلف پر ایک طرح کا تاوان ہوگا اس لئے زکوٰۃ ساقط ہو جائیگی اور اگر نصاب کا ایک حصہ ہلاک ہو گیا تو باقی ماندہ حصہ کی زکوٰۃ باقی رہے گی اور ہلاک شدہ کی ساقط ہو جائے گی۔

﴿۱۳۰۵﴾ وَيُصْرَفُ الْهَالِكُ إِلَى الْعَفْوِ فَإِنْ لَمْ يُجَاوِزْهُ فَالْوَاجِبُ عَلَى حَالِهِ.

ترجمہ اور پھیرا جائے گا ہلاک شدہ مال عفو کی طرف (یعنی اس مقدار کی طرف جس پر کچھ واجب نہیں) پھر اگر عفو سے تجاوز نہ کیا ہو تو واجب اپنی حالت پر ہے۔

زکوٰۃ کا تعلق نصاب سے ہے یا عفو سے

مال کا ایک نصاب ہوتا ہے اور ایک عفو ہوتا ہے مثلاً چالیس بکریوں میں ایک بکری واجب ہے اور ایک سو بیس تک ایک ہی رہتی ہے جب ایک سو اکیس ہو جائیں تو دو بکری ہیں چنانچہ چالیس بکری تو نصاب ہے لیکن درمیان میں اکتالیس سے ایک سو بیس تک عفو ہے، اب سمجھئے صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر کچھ بکریاں ضائع ہو جائیں تو اگر وہ عفو سے زائد ہیں تب تو نصاب میں سے منہا کی جائیں گی ورنہ عفو میں کٹوتی ہوگی اور نصاب پر بدستور زکوٰۃ واجب رہے گی، مثلاً کسی کے پاس اسی بکریاں ہیں سال گذرنے کے بعد ان میں ایک بکری واجب ہوتی ہے پھر سال گذرنے کے بعد چالیس بکریاں مر گئیں تو باقی چالیس بکریاں پورا نصاب ہے ان میں جو ایک بکری واجب تھی وہ واجب رہے گی اور یہ مانا جائے گا کہ عفو ضائع ہو گیا عفو کو نظر انداز کر کے اصل نصاب میں سے کٹوتی نہ ہوگی اور اگر اکتالیس بکری مر گئیں تو چالیس عفو میں سے اور ایک اصل نصاب میں سے شمار کر کے کل کی زکوٰۃ ساقط ہو جائے گی۔ (درمختار مع الشامی مصری: ۲/۲۷، بیروت: ۳/۱۹۳)

﴿۱۳۰۶﴾ وَلَا تُؤْخَذُ الزَّكٰوةُ جَبْرًا.

جبراً زبردستی بلا مرضی، مجبوراً۔

ترجمہ: اور نہ لی جائے زکوٰۃ زبردستی۔

جبراً زکوٰۃ

صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر صاحب نصاب زکوٰۃ ادا نہیں کر رہا ہے تو زکوٰۃ وصول کرنے والا اس سے زبردستی نہ لے اور اگر زبردستی سے لی تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی کیونکہ اس کے بغیر اختیار کے لی ہے ہاں زکوٰۃ ادا نہ کرنے کی وجہ سے اس کے خلاف قانونی کارروائی کرکے اسے قید خانہ میں بھیجا جاسکتا ہے تاکہ وہ مجبور ہوکر اپنی خوشی سے زکوٰۃ ادا کرے۔

(البحر الرائق: ۲/۲۲۷)

﴿۱۲۰۷﴾ وَلَا مِنْ تَرِكَتِهِ إِلَّا أَنْ يُوصِيَ بِهَا فَتَكُونُ مِنْ ثُلُثِهِ.

ترکۃ اس میں ایک لغت تا کا فتحہ اور را کا کسرہ ہے، دوسری تا کا کسرہ اور را کا سکون ہے نیز بکسر التاء بھی جائز ہے ترکہ کے معنی ہیں چھوڑی ہوئی چیز اور اصطلاح میں ترکہ وہ مال کہلاتا ہے کثیر ہو یا قلیل منقول ہو یا غیر منقول جس کو میت نے اپنی ملکیت میں ایسے طریقہ پر چھوڑا ہو کہ اس کی ذات کے ساتھ غیر کا حق وابستہ نہ ہو۔

(تشریح السراجی: ۳۳)

ترجمہ: اور نہ اس کے ترکہ میں سے مگر یہ کہ وصیت کر جائے اس کی تو ہوگی اس کے ایک تہائی میں سے۔

ترکہ سے زکوٰۃ

صورت مسئلہ یہ ہے کہ ایک شخص صاحب نصاب تھا اس پر زکوٰۃ فرض تھی وہ بغیر ادا کئے ہی مرگیا تو اب اس کے ترکہ میں سے زکوٰۃ نہیں لی جائے گی کیونکہ زکوٰۃ کی ادائیگی کے صحیح ہونے کے لئے نیت کا پایا جانا ضروری ہے جو یہاں مفقود ہے ہاں اگر مرنے والے نے وصیت کی تھی کہ میرے ذمہ زکوٰۃ باقی ہے تم لوگ ادا کر دینا تو تہائی میں میت کی وصیت نافذ ہوگی باقی دو تہائی وارثین کا حق ہے اس میں میت کو کسی طرح کا دخل دینے کا اختیار نہیں ہے، وصیت کے نفاذ میں تہائی کی قید اس صورت میں ہے کہ میت کے ذمہ جو زکوٰۃ ہے وہ تہائی مال سے زائد ہے مگر وارثین تہائی سے زیادہ میں اس کو جائز نہیں رکھتے تو اس صورت میں صرف ۱/۳ کی حد تک وصیت نافذ ہوگی اور اگر تہائی سے زیادہ ہے اور ورثہ جو عاقل وبالغ ہوں وہ اس کو جائز رکھیں تو تہائی سے زائد میں بھی وصیت نافذ ہوجائے گی نابالغ ورثہ کی اجازت کا اعتبار نہیں ہے۔

﴿۱۲۰۸﴾ وَيُجِيزُ أَبُو يُوسُفَ الْحِيلَةَ لِدَفْعِ وُجُوبِ الزَّكٰوةِ وَكَرِهَهَا مُحَمَّدٌ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ تَعَالٰى.

یجیز فعل مضارع معروف باب افعال اجازۃ مصدر ہے جائز قرار دینا۔ **الحیلۃ** تدبیر، ترکیب، چالاکی، ہوشیاری، ایسا ماہرانہ طریقہ جو ظاہر سے ہٹ کر مقصد تک پہنچنے کی حکمت عملی پر مبنی ہو جمع حِیَلٌ و حِوَلٌ۔

ترجمہ اور جائز قرار دیتے ہیں امام ابو یوسف حیلہ کو زکوۃ کے وجوب کو ہٹانے کے لئے اور مکروہ سمجھا ہے اس کو امام محمدؒ نے۔

زکوۃ واجب ہونے سے قبل اس کو ساقط کرنے کا حیلہ

علامہ طحطاوی نے البحر الرائق کے حوالے سے لکھا ہے کہ اگر کسی شخص نے سال مکمل ہونے سے پہلے بقدر نصاب مال کسی شخص کو بطور ہدیہ دیدیا پھر سال مکمل ہو گیا اور وہ مال موہوب لہ (جسے ھدیۃً دیا گیا ہے) کے پاس ہے پھر واہب نے (ہدیہ دینے والا) وہ اپنا دیا ہوا مال واپس لے لیا خواہ قانونی کارروائی سے لیا ہو یا بغیر قانونی کارروائی کے لیا ہو تو ایسی صورت میں نہ زکوۃ واہب پر ہے اور نہ موہوب لہ پر اور یہ زکوۃ واجب ہونے سے قبل اس کو ساقط کرنے کا ایک حیلہ ہے اس حیلہ کی اجازت امام ابو یوسفؒ کے یہاں ہے اور امام محمد اس کو ناپسند کرتے ہیں، اور اگر فرض کو ساقط کرنے کی غرض سے حیلہ کرتا ہے یا بخل اور کنجوسی کی بنا پر ایسی صورت نکالتا ہے کہ زکوۃ ہی واجب نہ ہو تو بالاتفاق مکروہ تحریمی ہے۔ (طحطاوی ۳۹۱)

باب المصرف (مستحق زکوۃ کا بیان)

اسلام کی منجملہ خصوصیات میں سے ایک خصوصیت یہ ہے کہ اس میں صدقہ وخیرات کی رقم خود اپنے ہی ہم جنسوں پر خرچ کرنے کی اجازت دی گئی ہے چنانچہ قرآن کریم میں زکوۃ وصدقات کے مصارف بیان کرتے ہوئے ارشاد فرمایا گیا ہے: انما الصدقات للفقراء الخ اس آیت شریفہ میں آٹھ مصارف زکوۃ وصدقات بیان کئے گئے ہیں اور مؤلفۃ القلوب والا مصرف اب باقی نہیں رہا اس لئے کہ اسلام کے غلبہ اور اس کی تعلیمات عام ہو جانے کے بعد اب اس کی ضرورت باقی نہیں رہی گویا کہ ان کو دینے کی علت ضعف اسلام تھی جب یہ علت ختم ہو گئی تو مصرف بھی ختم ہو گیا (لہٰذا کفار مسلم ہونے کی وجہ سے ان پر زکوۃ صرف نہ ہوگی البتہ اگر وہ فقیر یا مسکین ہوں تو اس اعتبار سے انہیں زکوۃ دی جا سکتی ہے) اگر قیامت سے پہلے کبھی علت لوٹ آئے جیسا کہ حدیث میں ہے بدأ الاسلام غریبا وسیعود کما بدأ یعنی اسلام کس مپرسی کی حالت میں شروع ہوا ہے اور آئندہ اس کا وہی حال ہو جائے گا جو شروع میں تھا پس اگر اسلام دور اول کی طرح کفار کی دلجوئی کا محتاج ہو جائے تو مؤلفۃ القلوب کا حصہ دوبارہ شروع ہو جائے گا، بہر حال اب مصارف زکوۃ وصدقات صرف سات ہیں جن کا یہاں سے بیان شروع ہوتا ہے۔

مصرف اس کی جمع مصارف ہے خرچ کرنے کی جگہ، یہ اسم مکان ہے اور اصطلاح میں مصرف سے مراد ہر وہ

مسلمان ہے کہ جس پر شرعاً زکوٰۃ وصدقات کا خرچ کرنا صحیح اور درست ہے۔

﴿۱۲۰۹﴾ هُوَ الْفَقِيْرُ وَهُوَ مَنْ يَمْلِكُ مَالاً لَا يَبْلُغُ نِصَاباً وَلَا قِيْمَتَهُ مِنْ أَيِّ مَالٍ كَانَ وَلَوْ صَحِيْحًا مُكْتَسِبًا .

فقیر معمولی روزی کا مالک، غریب جمع فُقَرَاءُ وفُقُرٌ فَقُرَ يَفْقُرُ فَقْرًا غریب ہونا، نادار ہونا باب (ک) سے ہے۔ **مکتسباً** اسم فاعل ہے باب افتعال سے اِكْتِسَابًا مصدر ہے کمانا۔

ترجمہ وہ (جس کو زکوٰۃ دینی جائز ہے) فقیر ہے اور فقیر وہ شخص ہے جو (بہت سے بہت) اتنے مال کا مالک ہو جو نصاب کی مقدار کو نہیں پہنچ سکتا اور نہ کسی نصاب کی قیمت کو خواہ کسی مال سے ہو اگرچہ وہ تندرست اور کما سکنے والا ہو۔

تشریح اس عبارت میں مصارف زکوٰۃ میں سے اول شخص کا بیان ہے اور وہ فقیر ہے، فقیر وہ شخص ہے جو صاحب نصاب نہ ہو یا صاحب نصاب تو ہو لیکن وہ مال غیر نامی ہو یا نامی بھی ہو مگر اس کی ضرورت اصلیہ سے زائد نہ ہو اگرچہ وہ فقیر صحیح تندرست طاقتور اور کمانے کے لائق ہو پھر بھی اس کے لئے زکوٰۃ اور صدقات واجبہ حلال اور جائز ہے مگر ایسے تندرست کے لئے زکوٰۃ کا سوال کرنا اور زکوٰۃ لینا جائز تو ہے مگر مناسب نہیں اس لئے کہ جو صحیح الاعضاء ہے اور کما سکتا ہو اسے زکوٰۃ کے ٹکڑوں پر گزارہ نہیں کرنا چاہئے۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۳۹۳)

اختیاری مطالعہ

اصل مسئلہ تو یہی ہے کہ جو شخص غریب اور فقیر ہو اسے زکوٰۃ دینا درست ہے، لیکن آج کل غریب بچیوں کی شادی کے نام پر جو باقاعدہ چندہ کیا جاتا ہے اس میں یہ شرعی خرابی پیش آتی ہے کہ اوّلاً تو ایک دو صاحب خیر کے تعاون سے نصاب کے بقدر رقم جمع ہو جاتی ہے لیکن واہی تباہی رسومات اور لمبی چوڑی دعوتوں کے انتظام کے لئے مزید رقم کا سوال جاری رہتا ہے تو اچھی طرح سمجھ لینا چاہئے کہ بقدر نصاب مال حاصل ہونے کے بعد مزید زکوٰۃ کی رقم لینا ہرگز جائز نہیں ہے اور دینے والے کو اگر اصل صورت حال معلوم ہو تو اس کے لئے دینا بھی درست نہیں ہے اس لئے ایسی جگہوں پر اگر خرچ ضروری ہی ہو جائے تو امدادی رقم سے تعاون کیا جائے زکوٰۃ نہ دی جائے، احوط یہی ہے۔ (درمختار مع الشامی ۲/۹۵-۹۳)

﴿۱۲۱۰﴾ وَالْمِسْكِيْنُ وَهُوَ مَنْ لَا شَيْءَ لَهُ .

ترجمہ اور مسکین وہ شخص ہے کہ جس کے پاس کچھ بھی نہ ہو۔

تشریح زکوٰۃ کا دوسرا مصرف مسکین ہے اور مسکین وہ شخص ہے جس کے پاس جو شخص کھانے کا گزارہ بھی نہ ہو یہ شخص زکوٰۃ کا سوال کر سکتا ہے اور اس کو زکوٰۃ دینا بھی جائز ہے۔

﴿۱۲۱۱﴾ وَالْمُكَاتَبُ .

ترجمہ اور مکاتب

تشریح اس عبارت میں تیسرا مصرف زکوٰۃ بیان کیا ہے یعنی وہ غلام جس کے مالک نے اس کو یہ کہہ دیا ہو کہ اتنے روپیہ کے ادا کرنے پر تو آزاد ہو جائے گا تو زکوٰۃ کی رقم سے ایسے مکاتب کا تعاون کرنا جائز ہے تاکہ وہ بدل کتابت ادا کر کے اپنی گردن کو غلامی سے رہا کر سکے، تحریر رقبہ یعنی خالص غلام کو آزاد کرنا اس میں داخل نہیں۔

﴿۱۲۱۲﴾ وَالْمَدْيُوْنُ الَّذِيْ لَا يَمْلِكُ نِصَابًا وَلَا قِيْمَتَهُ فَاضِلًا عَنْ دَيْنِهِ.

ترجمہ اور وہ قرض دار جو کسی ایسے نصاب کا مالک نہیں ہے اور نہ نصاب کی قیمت کا جو اس کے قرض سے بچا ہوا ہو (قرض سے زائد نہ اس کے پاس کسی مال کا نصاب ہو اور نہ کوئی ایسی چیز ہو جس کی قیمت نصاب کے برابر ہو)

تشریح مدیون سے مراد وہ شخص ہے جس کے پاس مال ہے لیکن اس کا سارا مال یا بعض مال قرض میں گھرا ہوا ہے اور قرض ادا کرنے کے بعد بقدر نصاب باقی نہیں رہتا یہ شخص اگرچہ بظاہر مالدار ہے مگر حقیقت میں فقیر ہے اس لئے اس کو زکوٰۃ دینا جائز ہے اور اس کے لئے لینا بھی جائز ہے۔

اختیاری مطالعہ

اگر کوئی شخص بہت زیادہ مقروض ہے اور قرض ادا کرنے کے لئے اس کو زکوٰۃ کی رقم دینے میں یہ خطرہ ہے کہ خود کھا جائے گا اور قرض ادا نہیں کرے گا تو مقروض فقیر سے اس کا قرض ادا کرنے کی اجازت لے کر مالدار آدمی اپنی زکوٰۃ کی رقم سے قرضدار فقیر کا قرض ادا کر دے گا تو فقیر کا قرض اور مالدار کی زکوٰۃ دونوں ادا ہو جائیں گے۔ (احسن الفتاویٰ: ۲۵۰/۴)

﴿۱۲۱۳﴾ وَفِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ وَهُوَ مُنْقَطِعُ الْغُزَاةِ أَوِ الْحَاجِّ.

منقطع اسم فاعل ہے باب انفعال سے انقطاع مصدر ہے کٹنا۔ غُزَاۃ غازی کی جمع ہے حملہ آور، مجاہد۔ حاج حاجی حج کے ارکان ادا کرنے والا جمع حُجَّاج۔

ترجمہ اور اللہ کے راستہ میں یعنی وہ شخص جو مجاہدین سے یا حاجیوں سے علیحدہ رہ گیا ہو۔

تشریح منقطع طاء کے کسرہ کے ساتھ ہے اور غزاۃ غازی کی جمع ہے اور فی سبیل اللہ کی تفسیر عند الجمہور مجاہدین کے ساتھ کی گئی ہے فقر اور ضرورت کی قید کے بغیر اور حنفیہ میں سے امام ابو یوسف کی رائے بھی یہی ہے لیکن قید حاجت وفقر یعنی وہ مجاہدین جو جہاد میں جانا چاہتے ہیں لیکن وہ سامان جہاد کے مہیا کرنے پر قادر نہ ہونے کی وجہ سے مجاہدین کی جماعت سے منقطع ہو رہے ہیں ایسے شخص کا زکوٰۃ کی رقم سے تعاون کرنا درست ہے اسی کو منقطع الغزاۃ سے تعبیر کیا ہے بالفاظ دیگر وہ غازیان اسلام اور مجاہدین جو اپنی مالی بے سروسامانی کی وجہ سے اسلامی لشکر سے بچھڑ گئے ہوں گویا جہاد کرنے کے لئے زکوٰۃ کی رقم سے مجاہدین کی مدد کی جاسکتی ہے۔ اور امام محمدؒ کے نزدیک فی سبیل اللہ سے مراد منقطع الحاج

ہے یعنی وہ شخص جس پر حج فرض ہو چکا تھا لیکن فی الحال فقیر ہے اپنے شخص کو حج فرض ادا کرنے کے لئے زکوٰۃ دی جا سکتی ہے۔ (طحطاوی: ۳۸۲، شامی: ۸۳/۲، شامی بیروت: ۲۶۱/۳)

﴿۱۲۱۴﴾ وَابْنُ السَّبِيْلِ وَهُوَ مَنْ لَهُ مَالٌ فِيْ وَطَنِهِ وَلَيْسَ مَعَهُ مَالٌ .

ترجمہ اور ابن السبیل یعنی وہ شخص کہ جس کے پاس اس کے وطن میں تو مال ہو لیکن اس کے ساتھ مال نہ ہو۔

تشریح اس عبارت میں چھٹے مصرف کا بیان ہے اور وہ یہ ہے کہ وہ مسافر جو اپنے وطن میں مالدار ہو اور راستہ میں کسی وجہ سے ضرورتمند ہو جائے تو اس کے لئے زکوٰۃ لینے کے بجائے مناسب یہ ہے کہ کسی سے قرض لے لے اور وطن پہنچ کر ادا کر دے، اور اگر زکوٰۃ لینا ناگزیر ہو تو صرف ضرورت کے بقدر ہی لے اس سے زائد لینا اس کے لئے درست نہیں لیکن اگر اندازہ لگا کر بقدر ضرورت لیا پھر وطن واپسی تک خرچ سے کچھ روپے بچ گئے تو یہ باقی ماندہ رقم صدقہ کرنا اس پر لازم نہیں ہے۔ (شامی مصری: ۸۲/۲، البحر الرائق: ۲۴۰/۲، شامی بیروت: ۲۶۲/۳)

﴿۱۲۱۵﴾ وَالْعَامِلُ عَلَيْهَا يُعْطٰى قَدْرَ مَا يَسَعُهُ وَاَعْوَانَهُ .

عامل کام کرنے والا، باب (س) سے اسم فاعل ہے، کہا جاتا ہے عَمِلَ فُلَانٌ عَلَى الصَّدَقَةِ صدقہ کی وصولیابی کا کام کرنا، تحصیل کرنا۔ یسع فعل مضارع معروف باب فتح سے سَعَةً مصدر ہے گنجائش ہونا۔ اعوان عون کی جمع ہے مددگار، ہر معاون چیز (مذکر و مؤنث)۔ علیہا ضمیر کا مرجع زکوٰۃ ہے۔ یسعہ و اعوانہ دونوں ضمیریں عامل کی جانب راجع ہیں۔

ترجمہ اور کام کرنے والا اس پر (زکوٰۃ کی تحصیل پر) دیا جائے گا اتنا کہ جو کافی و مناسب ہو اس کو اور اس کے مددگاروں کو۔

تشریح عامل وہ شخص ہے جو اسلامی حکومت کی جانب سے زکوٰۃ و صدقات کی وصولیابی کے لئے مقرر کیا جائے اس کو بقدر کفایت زکوٰۃ کی رقم میں سے دیا جاتا ہے لیکن اگر مال زکوٰۃ صرف اتنا ہے کہ اگر عامل کو بقدر کفایت دیا جائے تو ساری زکوٰۃ اسی میں صرف ہو جاتی ہے تو ایسی صورت میں اس کو صرف نصف دیں گے اس سے زائد نہیں اور جو کچھ اس کو دیا جاتا ہے وہ زکوٰۃ ہونے کی حیثیت سے نہیں بلکہ خدمت کا حق اور معاوضہ عمل کے طور پر دیا جاتا ہے اسی لئے عامل کو ہر حال میں دیا جاتا ہے خواہ وہ مالدار ہو یا فقیر جملہ مصارف زکوٰۃ میں سے صرف یہی ایک مصرف ایسا ہے جس کو زکوٰۃ معاوضۂ خدمت کے طور پر دی جاتی ہے ورنہ تو زکوٰۃ کہتے ہی ہیں اس عطیہ کو جو فقراء کو بغیر کسی معاوضۂ خدمت کے دیا جائے۔ (الدر المنضود: ۹۸/۳)

اختیاری مطالعہ

حضورؐ کے زمانہ میں اکثر ایسا ہوتا تھا کہ عامل زکوٰۃ وصول کرنے کے بعد وہیں غریبوں میں تقسیم بھی کر دیا کرتا تھا،

خالی ہاتھ جاتا تھا اور خالی ہاتھ لوٹ آتا تھا اور اگر زکوٰۃ کا مال زیادہ ہوتا اور غریب کم ہوتے اور تقسیم سے مال بچ جاتا تو وہ مدینہ منورہ لے آتا غرض دور اول میں وصولی کا محکمہ اور تقسیم کا محکمہ ایک ساتھ تھا بعد میں یہ دونوں محکمے الگ الگ ہو گئے، اب وصولی کرنے والے صرف وصولی کریں گے اور تقسیم کرنے والے تقسیم کریں گے، ان کے پاس ملک کے فقراء کی فہرست ہوگی اور وہ ہر ایک کا حصہ پہنچائیں گے اور یہ دونوں وصولی کرنے والے اور تقسیم کرنے والے العاملین علیہا ہیں۔ (تحفۃ الالمعی ۲/۵۶۳)

﴿۲۲۶﴾ وَلِلْمُزَكِّي الدَّفْعُ إِلَى كُلِّ الْأَصْنَافِ وَلَهُ الْاِقْتِصَارُ عَلٰى وَاحِدٍ مَعَ وُجُوْدِ بَاقِي الْأَصْنَافِ.

مزکی اسم فاعل باب تفعیل سے زکوٰۃ دینے والا۔ اصناف صنف کی جمع ہے قسم، نوع۔

ترجمہ اور زکوٰۃ دینے والے کے لئے جائز ہے اقسام مذکورہ میں سے ہر ایک کو دینا اور باقی اقسام کے موجود ہوتے ہوئے صرف ایک قسم پر اکتفا کرنا اور بس کرنا۔

تشریح مصارف زکوٰۃ کی جو سات قسمیں بیان کی گئی ہیں اگر ان میں سے صرف ایک قسم مثلاً مسکین یا مسافر تو موجود ہے اور دوسری قسم کے لوگ موجود ہی نہیں تب تو صرف موجود قسم کے لوگوں کو دینا بلاشبہ جائز ہے لیکن اگر دوسری قسم کے لوگ موجود ہوں تب بھی صرف ایک قسم کے مستحقین کو مثلاً صرف مسافر کو یا مکاتب کو پوری زکوٰۃ دے دینی جائز ہے، مگر ایک مستحق زکوٰۃ کو یک مشت اتنا مال دینا کہ وہ صاحب نصاب ہو جائے مکروہ تحریمی ہے البتہ اگر وہ مقروض ہو اور قرض کی ادائیگی کے لئے بڑی رقم دی تو کوئی حرج نہیں۔ (عالمگیری ۱/۱۸۸)

اختیاری مطالعہ

بعض سرمایہ دار اس مسئلہ سے غلط فائدہ اٹھاتے ہیں کہ بسا اوقات ان پر کاروباری یا حکومت کا قرض اتنا زیادہ ہو جاتا ہے کہ ان کے اصل سرمایہ سے بڑھ جاتا ہے تو وہ لوگوں کے پاس جا کر یہ کہتے ہیں کہ ہم مقروض ہونے کی وجہ سے مستحق زکوٰۃ ہو گئے، اس لئے زکوٰۃ کے مال سے ہمیں قرض کی ادائیگی میں تعاون دیا جائے اس طرح وہ لاکھوں روپیہ کا مطالبہ رکھتے ہیں تو ایسے لوگوں کو چاہئے کہ وہ پہلے اپنی ذاتی مالیت جائیداد گاڑیاں وغیرہ فروخت کر کے اپنا قرض ادا کریں اور اس کے بعد بھی قرض ادا نہ ہو تو اب تعاون کا مطالبہ کریں اس سے پہلے ان کا اپنے کو زکوٰۃ کا مستحق کہنا غریبوں کی حق تلفی ہے۔

﴿۲۲۷﴾ وَلَا يَصِحُّ دَفْعُهَا لِكَافِرٍ.

ترجمہ اور صحیح نہیں زکوٰۃ کا دینا کسی کافر کو۔

تشریح غیر مسلم فقیر کو زکوٰۃ دینے سے زکوٰۃ ادا نہیں ہوتی اس لئے زکوٰۃ کا روپیہ کسی کافر پر صرف کرنا جائز

نہیں ہے البتہ اس کو نفل خیرات دے سکتے ہیں۔

﴿۱۲۱۸﴾ وَغَنِيٍّ يَمْلِكُ نِصَابًا أَوْ مَا يُسَاوِي قِيمَتَهُ مِنْ أَيِّ مَالٍ كَانَ فَاضِلٍ عَنْ حَوَائِجِهِ الْأَصْلِيَّةِ.

فاضل زائد از ضرورت فَضَلَ يَفْضُلُ فَضْلًا باب (ن) ضرورت سے زائد ہونا، باقی بچنا، منقول ہے أَنْفِقْ مِنْ مَالِكَ مَا فَضَلَ تمہارا مال جتنا زائد از ضرورت ہو اسے خرچ کرو۔

ترجمہ اور (صحیح نہیں) ایسے مالدار کو جو ایک نصاب یا کسی ایسی چیز کا مالک ہو جو نصاب کی قیمت کے برابر ہو خواہ کسی مال سے ہو (بشرطیکہ یہ نصاب یا قیمت نصاب) اس کی اصلی ضروریات سے زائد ہو۔

تشریح جو شخص نصاب نامی یا غیر نامی کا مالک ہے وہ غنی ہے اور غنی کے لئے نہ تو زکوۃ کا سوال کرنا جائز ہے اور نہ زکوۃ لینا جائز ہے اور غنی کو زکوۃ دینے سے زکوۃ ادا بھی نہیں ہوتی۔

﴿۱۲۱۹﴾ وَطِفْلِ غَنِيٍّ.

ترجمہ اور (صحیح نہیں) مالدار کے بچے کو۔

تشریح صورت مسئلہ یہ ہے کہ مالدار کے نابالغ بچے کو زکوۃ دینا جائز نہیں ہے خواہ وہ سمجھدار ہو یا نا سمجھ کیونکہ نابالغ اولاد اپنے باپ کے مالدار ہونے سے مالدار شمار ہوتی ہے۔ (شامی: ۲/۹۰، شامی بیروت: ۳/۲۹۹) اور اگر فقیر کے ناسمجھ بچے کو زکوۃ دیدی تو زکوۃ ادا نہ ہوگی البتہ اگر اس کا ولی اس کی طرف سے قبضہ کرلے تو زکوۃ درست ہو جائے گی اور اگر فقیر باپ کے سمجھدار بچے کو زکوۃ دیدی تو زکوۃ ادا ہو جائے گی۔ (درمختار مع الشامی: ۲/۹۶، بیروت: ۳/۲۷۷)

﴿۱۲۲۰﴾ وَبَنِي هَاشِمٍ وَمَوَالِيهِمْ وَاخْتَارَ الطَّحَاوِيُّ جَوَازَ دَفْعِهَا لِبَنِي هَاشِمٍ.

ترجمہ اور (صحیح نہیں) بنو ہاشم اور ان کے آزاد کردہ غلاموں کو اور پسند کیا طحاوی نے بنو ہاشم کو زکوۃ دینا۔

سادات بنو ہاشم کو زکوۃ دینا جائز نہیں

نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے خاندان والوں کو زکوۃ و صدقات واجبہ کے استعمال سے منع فرمایا ہے لہذا سادات اور ان کے آزاد کردہ غلاموں کو زکوۃ دینا کسی حال میں درست نہ ہوگا، اس مسئلہ کے بارے میں ابو عصمہؒ کے حوالہ سے امام ابو حنیفہؒ کا ایک قول نقل کیا جاتا ہے کہ جہاں حکومت اسلامی کی طرف سے بنو ہاشم کے وظائف مقرر نہ ہوں وہاں انہیں زکوۃ دینا درست ہے اسی کو امام طحاوی نے پسند کیا ہے مگر یہ قول فقہاء کے نزدیک مرجوح اور ناقابل اعتبار ہے صحیح اور مفتی بہ قول یہی ہے کہ سادات بنو ہاشم کو زکوۃ دینا ہرگز جائز نہیں ہے البتہ زکوۃ و صدقات واجبہ کے علاوہ نفلی

صدقات سے ان کی مدد کی جاسکتی ہے بلکہ پیغمبر سے نسبی نسبت کی بناء پر ان کی مالی خدمت کرنا بڑے ثواب کا کام ہے۔
(شامی ۲/۹۱، البحرالرائق ۲/۲۶۶، طحطاوی: ۳۹۳، شامی بیروت: ۳/۲۹۹)

بنو ہاشم سے کون لوگ مراد ہیں؟

بنو ہاشم سے درج ذیل ۵ خاندان کے افراد مراد ہیں: (۱) حضرت علیؓ کی تمام اولاد۔ (۲) حضرت عباسؓ کی تمام اولاد۔ (۳) حضرت جعفرؓ کی تمام اولاد۔ (۴) حضرت عقیلؓ کی تمام اولاد۔ (۵) حضرت حارث بن عبدالمطلب کی اولاد۔ اور ابولہب اگر چہ بنو ہاشم میں سے ہے لیکن اس کو اور اس کی اولاد کو یہ شرف حاصل نہیں ہے۔ (البحرالرائق: ۲/۲۶۵)

(۱۳۲۱) وَاَصْلِ الْمُزَكِّي وَفَرْعِهٖ وَزَوْجَتِهٖ وَمَمْلُوْكِهٖ وَمُكَاتَبِهٖ وَمُعْتَقِ بَعْضِهٖ.

ترجمہ اور زکوۃ دینے والے کے اصول اور اس کے فروع اور اس کی بیوی اور اس کے غلام اور اس کے مکاتب اور ایسے غلام کو کہ جس کا کچھ حصہ آزاد کر دیا گیا ہو۔

کن لوگوں کو زکوۃ دینا جائز نہیں

دو قسم کے رشتہ داروں کو زکوۃ دینا جائز نہیں، ایک وہ جن کے ساتھ ولادت کا تعلق ہے یعنی اصول باپ دادا دادا پر دادا الخ، اسی طرح ماں نانی پر نانی اوپر تک دادی پر دادی اوپر تک اور فروع یعنی بیٹا بیٹی پوتا پوتی نواسا نواسی نیچے تک۔ دوسرے وہ جن سے نکاح کا تعلق ہے یعنی میاں بیوی ایک دوسرے کو زکوۃ نہیں دے سکتے۔ ان دو رشتہ داروں کے علاوہ تمام رشتہ داروں کو اگر وہ غریب ہوں زکوۃ دینا جائز ہے، لہذا آدمی اپنی سوتیلی ماں بہو (بیٹے کی بیوی) یا داماد (بیٹی کے شوہر) کو زکوۃ دے سکتا ہے جبکہ وہ مستحق زکوۃ ہوں ایسے ہی بھائی بہن کو ان کی اولاد کو چچا پھوپھی ماموں خالہ وغیرہ سب کو زکوۃ دے سکتا ہے اور زکوۃ دینا نہ صرف جائز ہے بلکہ اس میں دوگنا ثواب ہے ایک زکوۃ دینے کا دوسرا صلہ رحمی کا یعنی خاندان کو جوڑنے کا اور ان کے ساتھ اچھا برتاؤ کرنے کا۔ (طحطاوی: ۳۹۳) مگر عام طور پر لوگوں کے ذہنوں میں یہ بات بیٹھ گئی ہے کہ اپنے لوگوں کو دینے میں کیا ثواب؟ اس لئے وہ دور کی جگہوں میں اور اجنبیوں پر شوق سے خرچ کرتے ہیں غیر علاقہ کی مسجد یا مدرسہ ہو تو شوق سے چندہ دیں گے اجنبی کی بلا تکلف مدد کریں گے مگر اپنے گاؤں کی مسجد اور مدرسہ کو چندہ دینے میں اور رشتہ داروں کی مدد کرنے میں ان پر بوجھ پڑتا ہے، یہ مزاج ٹھیک نہیں، رشتہ داروں کا اور گاؤں کی مسجد و مدرسہ کا حق مقدم ہے پس چندہ دینے میں اور مدد کرنے میں ان کو مقدم رکھنا چاہئے۔ آگے فرماتے ہیں کہ اپنے غلام اور اپنے مکاتب کو بھی زکوۃ دینا جائز نہیں ہے کیونکہ مکاتب کی کمائی میں آقا کا حق ہوتا ہے ایسے ہی غلام کی کمائی اس کے آقا کے لئے ہوتی ہے چنانچہ ان کو زکوۃ دینا اپنے آپ کو دینا ہے اور اپنے مال کی زکوۃ خود اپنے آپ کو دینے سے ادا نہیں ہوتی، ایسے ہی وہ غلام کہ جس کے بعض حصہ کو آزاد کر دیا ہے اور بعض کو نہیں اس کو بھی زکوۃ دینے سے زکوۃ ادا نہ ہوگی۔
(طحطاوی: ۳۹۳)

﴿۱۳۲۲﴾ وَكَفَنِ مَيِّتٍ وَقَضَاءِ دَيْنِهِ وَثَمَنِ قِنٍّ يُعْتَقُ۔

قِنّ خالص غلام (جو مکاتب و مدبر نہ ہو) جمع اقنان اور دینہ ضمیر کا مرجع میت ہے۔

ترجمہ: اور میت کے کفن اور اس کے قرض کی ادائیگی اور ایسے غلام کی قیمت میں جس کو آزاد کیا جائے گا۔

زکوٰۃ کی رقم مسجد اور کفن میت میں خرچ کرنے کا حکم

فرماتے ہیں زکوٰۃ کی رقم سے میت کی تجہیز وتکفین کرنا جائز نہیں ہے ایسے ہی زکوٰۃ کی رقم سے میت کے قرض کو ادا کرنا بھی جائز نہیں ہے کیونکہ زکوٰۃ کی ادائیگی کے لئے بلا عوض اور بلا خدمت فقیر کو مالک بنانا شرط ہے اور یہ بات مذکورہ امور میں نہیں ہے۔ آگے فرماتے ہیں کہ اگر زکوٰۃ کے مال سے غلام یا باندی خرید کر آزاد کردئے جائیں تو زکوٰۃ ادا نہ ہوگی کیونکہ زکوٰۃ کا رکن مالک بنانا ہے اور آزاد کرنے میں مالک بنانے کے معنی نہیں پائے جاتے بلکہ ملک ساقط کرنے کے معنی پائے جاتے ہیں پھر آگے صاحب بحر نے زکوٰۃ کی ادائیگی کے صحیح ہونے کے لئے ایک حیلہ لکھا ہے اور وہ یہ ہے کہ زکوٰۃ کسی فقیر کو دیدی جائے اور پھر اس کو مذکورہ امور میں خرچ کرنے کو کہدے تو اس طرح مالک کی زکوٰۃ بھی ادا ہوجائے گی اور فقیر کو مذکورہ امور میں خرچ کرنے پر ثواب بھی ملے گا۔ (البحر الرائق: ۲/۲۶۱)

﴿۱۳۲۳﴾ وَلَوْ دَفَعَ بِتَحَرٍّ لِمَنْ ظَنَّهُ مَصْرِفًا فَظَهَرَ بِخِلَافِهِ أَجْزَأَهُ إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ عَبْدَهُ وَمُكَاتَبَهُ۔

ترجمہ: اور اگر دیدے غور وفکر کرکے اس شخص کو کہ سمجھا اس کو مستحق زکوٰۃ پھر ظاہر ہوا اس کے خلاف تو کافی ہے اس کو مگر یہ کہ ہو اس کا غلام اور اس کا مکاتب۔

فقیر سمجھ کر زکوٰۃ دی بعد میں پتہ چلا کہ وہ مالدار ہے

اگر کسی شخص نے اپنی زکوٰۃ کسی شخص کو فقیر سمجھ کر دی مثلاً وہ شخص فقراء کی لائن میں کھڑا تھا یا فقیروں جیسا حلیہ اس نے اختیار کر رکھا تھا بعد میں تحقیق سے معلوم ہوا کہ وہ لینے والا شخص مستحق زکوٰۃ نہ تھا مثلاً وہ مالدار ہے یا ہاشمی گھرانے سے تعلق رکھتا ہے یا کافر ہے یا زکوٰۃ دینے والے کا باپ ہے یا اس کا بیٹا ہے یا اس کی بیوی ہے تو ان تمام صورتوں میں دینے والے کی زکوٰۃ ادا ہوگی اور اگر زکوٰۃ دینے کے بعد معلوم ہوا کہ جس کو زکوٰۃ دی ہے وہ اس کا غلام ہے یا اس کا مکاتب ہے تو دینے والے کی زکوٰۃ ادا نہ ہوگی کیونکہ غلام اور مکاتب کے اندر مالک بنانا نہیں پایا گیا حالانکہ زکوٰۃ کی ادائیگی کا رکن ہی مالک بنانا ہے۔ (درمختار مع الشامی: ۳/۳۹۲، ۹۳، انوار القدوری ۱/۲۶۸ مؤلف راقم الحروف، شامی بیروت: ۳/۲۴۳)

﴿۱۳۲۴﴾ وَكُرِهَ الْإِغْنَاءُ وَهُوَ أَنْ يَفْضُلَ لِلْفَقِيْرِ نِصَابٌ بَعْدَ قَضَاءِ دَيْنِهِ وَبَعْدَ إِعْطَاءِ

كُلَّ فَرْدٍ مِنْ عِيَالِهِ دُوْنَ نِصَابٍ مِنَ الْمَدْفُوْعِ إِلَيْهِ وَإِلَّا فَلَا يُكْرَهُ .

الاغناء أغنى إغناءً بالدار بنانا مالدار کرنا۔

ترجمہ اور مکروہ ہے مالدار بنا دینا اور وہ یہ ہے کہ پہنچ جائے فقیر کے پاس ایک نصاب اس کے قرض کی ادائیگی کے بعد اور اس کے اہل وعیال میں سے ہر ایک کو دینے کے بعد اس نصاب سے کم جو اس شخص کے پاس ہے جس کو یہ رقم دی گئی ہے ورنہ تو مکروہ نہیں۔

ایک فقیر کو مقدارِ نصاب سے زائد دینا

صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ فقیر کو مالدار بنا دینا مکروہ تحریمی ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ ایک شخص مستحق زکوٰۃ ہے اور وہ مقروض بھی ہے کسی نے اس کو زکوٰۃ کی اتنی رقم دی کہ اس نے اپنا قرض بھی ادا کر دیا اور پھر بھی اس کے پاس مقدار نصاب مال بچ گیا تو اس طرح دینے سے زکوٰۃ تو ادا ہو جائے گی لیکن ایسا کرنا مکروہ تحریمی ہے کیونکہ مقصد شریعت کے موافق نہیں ہے اس لئے کہ زکوٰۃ سے فقیر کو مالدار بنانا مقصد نہیں ہے بلکہ پیٹ بھرنا مقصد ہے۔ دوسری شکل یہ ہے کہ ایک شخص مستحق زکوٰۃ ہے اور وہ کنبہ دار بھی ہے کسی نے اس کو زکوٰۃ کی اتنی رقم دی کہ اگر وہ سب گھر والوں پر اس کو مقدار نصاب سے کم تقسیم کرے تو اس کے پاس ایک نصاب کے بقدر بچ جائے تو اس طرح دینے سے زکوٰۃ تو ادا ہو جائے گی مگر ایسا کرنا مکروہ تحریمی ہے اور اگر مقدار نصاب سے کم بچے تو مکروہ نہیں ہے۔ (درمختار مع الشامی: ۲/۹۳، حاشیہ نور الایضاح، درمختار مع الشامی بیروت: ۳/۲۷۴)

﴿۱۳۲۵﴾ وَنُدِبَ إِغْنَاؤُهُ عَنِ السُّؤَالِ .

ترجمہ اور مستحب ہے اس کو بے نیاز کر دینا سوال سے۔

مستحق کو کتنی رقم دی جائے

فرماتے ہیں کہ مستحق زکوٰۃ کو کم از کم اتنی رقم دی جائے کہ اس روز اس کو سوال کی ضرورت نہ رہے اور افضل اور بہتر یہ ہے کہ اس کے اہل وعیال اور قرض وغیرہ کی ضرورتوں کا لحاظ کرتے ہوئے زکوٰۃ دے۔ (طحطاوی علی المراقی: ۳۹۳)

﴿۱۳۲۶﴾ وَكُرِهَ نَقْلُهَا بَعْدَ تَمَامِ الْحَوْلِ لِبَلَدٍ آخَرَ لِغَيْرِ قَرِيْبٍ وَأَحْوَجَ وَأَوْرَعَ وَأَنْفَعَ لِلْمُسْلِمِيْنَ بِتَعْلِيْمٍ .

احوج اسم تفضیل ہے زیادہ محتاج۔ اورع زیادہ پرہیزگار، ورع پرہیزگاری تقویٰ۔ انفع زیادہ نفع بخش۔

ترجمہ اور مکروہ ہے اس کا (زکوۃ کا) منتقل کرنا سال پورا ہونے کے بعد کسی دوسرے شہر کی جانب کسی ایسے شخص کے لئے جو رشتہ دار زیادہ محتاج زیادہ متقی اور تعلیم کے سلسلہ میں مسلمانوں کے لئے زیادہ نفع بخش ہو۔

زکوۃ کا ایک شہر سے دوسرے شہر کی جانب منتقل کرنا

جس شہر اور جس علاقہ سے زکوۃ لی جائے اسی شہر اور اسی علاقہ کے فقراء پر خرچ کی جائے، دوسری جگہ بھیجنا مکروہ تنزیہی ہے لیکن اگر دوسری جگہ کے لوگ زیادہ مستحق ہوں تو دوسری جگہ زکوۃ کی رقم بھیجنے میں بھی کوئی حرج نہیں ہے مثلاً بہت سے رشتہ دار ضرورت مند دوسرے شہر میں رہتے ہوں یا بہت سے مدارس ایسے پسماندہ علاقوں میں واقع ہیں جہاں تعاون کرنا دین کی بقا کے لئے ضروری ہے تو وہاں زکوۃ کی رقم بھیجنا نہ صرف جائز بلکہ زیادہ ثواب کا باعث ہے۔ (درمختار مع الشامی: ۲/۹۳، بیروت: ۳/۲۷۴)

﴿۱۲۲۷﴾ وَالْاَفْضَلُ صَرْفُهَا لِلْاَقْرَبِ فَالْاَقْرَبِ مِنْ كُلِّ ذِي رَحِمٍ مَحْرَمٍ مِنْهُ ثُمَّ لِجِيْرَانِهِ ثُمَّ لِأَهْلِ مَحَلَّتِهِ ثُمَّ لِأَهْلِ حِرْفَتِهِ ثُمَّ لِأَهْلِ بَلْدَتِهِ وَقَالَ الشَّيْخُ أَبُوْحَفْصٍ الْكَبِيْرُ رَحِمَهُ اللّٰهُ لَا تُقْبَلُ صَدَقَةُ الرَّجُلِ وَقَرَابَتُهُ مَحَاوِيْجُ حَتّٰى يَبْدَأَ بِهِمْ فَيَسُدَّ حَاجَتَهُمْ.

جیران پڑوسی واحد جار۔ اهل حرفة پیشہ ور، کاریگر۔ ذی رحم محرم وہ نسبی رشتہ دار جس سے نکاح ہمیشہ کے لئے حرام ہے جیسے ماں باپ دادا نانا بیٹا بیٹی پوتا پوتی وغیرہ، مگر یہاں پر مراد بھائی بہن ان کی اولاد چچا پھوپھی اور ماموں خالہ وغیرہ ہیں جبکہ یہ لوگ مستحق زکوۃ ہوں۔ محاویج اس کا واحد مَحْوَجٌ ہے ضرورتمند۔

ترجمہ اور افضل ہے اس کا خرچ کرنا قریب تر رشتہ دار کے لئے پھر (اس سے) قریب تر (کے لئے) اپنے ذی رحم محرم میں سے ہر ایک سے پھر اپنے پڑوسیوں کے لئے پھر اپنے محلہ والوں کے لئے پھر اپنے ہم پیشہ لوگوں کے لئے پھر اپنے شہر والوں کے لئے اور فرمایا شیخ ابوحفص کبیرؒ نے نہیں قبول کیا جا سکتا کسی شخص کا صدقہ درانحالیکہ اس کے رشتہ دار ضرورت مند ہوں تا آں کہ شروع کرے ان سے اور ان کی ضرورت پوری کرے۔

قریبی رشتہ داروں کا حق

قریبی رشتہ دار زکوۃ کے اہم مستحقین میں سے ہیں ان کو زکوۃ دینے میں دوہرا ثواب ہے ایک زکوۃ کا دوسرے صلہ رحمی اور قرابت کا، واضح رہے کہ اصول و فروع (تذکرہ ماقبل میں آچکا ہے) کے علاوہ بقیہ سب ضرورتمند رشتہ داروں مثلاً بھائی بہن ان کی اولاد چچا چچی پھوپھی ماموں خالہ اور بھانجے وغیرہ کو زکوۃ دینا شرعاً درست ہے بلکہ افضل ہے پھر پڑوسیوں کا حق ہے پھر محلہ والے پھر اپنے ہم پیشہ پھر اپنے شہر والے۔ صاحب نورالایضاحؒ نے شیخ ابوحفص کبیرؒ کا ایک

قول نقل کیا ہے اس سلسلہ میں علامہ شامیؒ نے حضرت ابو ہریرہؓ سے ایک مرفوع روایت وضاحت سے نقل کی ہے کہ نبیؐ نے فرمایا: اے امت محمد! اس ذات کی قسم جس نے مجھے حق کے ساتھ مبعوث فرمایا کہ اللہ تعالیٰ اس آدمی کے صدقہ وخیرات کو قبول نہیں فرمائیں گے (یعنی اس خرچ کرنے پر اسے ثواب نہیں ملے گا اگر چہ فریضہ اس کے ذمہ سے ساقط ہوجائے گا) کہ جس کا رشتہ دار ضرورتمند ہو اور وہ شخص غیروں پر خرچ کرے اور اس ذات کی قسم جس کے قبضہ میں میری جان ہے اللہ تعالیٰ قیامت کے دن ایسے شخص کی جانب نظر رحمت نہیں فرمائیں گے۔ (شامی: ۲/۹۳، بیروت: ۳/۲۷۴).

بَابُ صَدَقَةِ الْفِطْرِ

(صدقۂ فطر کا بیان)

روزہ کی زکوٰۃ

روزہ دار کتنا ہی اہتمام کرے روزہ کے دوران کچھ نہ کچھ کوتاہی ہو ہی جاتی ہے کھانے پینے اور روزہ توڑنے والی باتوں سے بچنا تو آسان ہوتا ہے لیکن لغو کلام فضول مصروفیات اور نامناسب گفتگو سے مکمل احتراز نہیں ہو پاتا اس لئے اس طرح کی کوتاہیوں کی تلافی کے لئے شریعت میں رمضان المبارک کے ختم پر صدقۃ الفطر کے نام سے گویا روزہ کی زکوٰۃ الگ سے واجب قرار دی ہے، حضرت عبداللہ بن عباسؓ ارشاد فرماتے ہیں کہ نبی اکرمؐ نے صدقۂ فطر کو ضروری قرار دیا جو روزہ دار کے لغو اور بے حیائی کی باتوں سے پاکیزگی کا ذریعہ ہے اور مسکینوں کے لئے کھانے کا انتظام ہے جو شخص اسے عید کی نماز سے پہلے ادا کر دے تو یہ مقبول زکوٰۃ ہوگی اور جو اسے نماز کے بعد ادا کرے تو یہ عام صدقات میں سے ایک صدقہ ہے۔ (ابوداؤد شریف، حدیث ۱۶۰۹)

اس روایت سے معلوم ہوا کہ صدقۂ فطر واجب ہونے کے دو مقاصد ہیں: (۱) روزہ کی کوتاہیوں کی تلافی۔ (۲) امت کے مسکینوں کے لئے عید کے دن رزق کا انتظام تاکہ وہ بھی اس روز لوگوں کی خوشیوں میں شریک ہوسکیں، اسی لئے پیغمبر نے ارشاد فرمایا ہے کہ اَغْنُوْهُمْ عَنِ السُّؤَالِ فِيْ هٰذَا الْيَوْمِ (منہاج المسلم ۳۳۳) یعنی اس دن مسکینوں پر اتنا خرچ کرو کہ وہ سوال سے بے نیاز ہوجائیں۔ اس لئے صاحب وسعت مسلمانوں پر لازم ہے کہ وہ صدقۂ فطر بروقت ادا کرنے کا اہتمام کریں جیسا کہ حدیث بالا میں فرمایا گیا کہ نماز عید سے پہلے صدقۂ فطر ادا کرنے کا ثواب زیادہ ہے اسی بنیاد پر حضرت عبداللہ بن عمرؓ عید سے دو تین دن پہلے ہی صدقۃ الفطر ادا کر دیا کرتے تھے۔ (ابوداؤد شریف: حدیث ۱۶۱۰) اور یہ مناسب بھی ہے تاکہ مستحق حضرات پہلے ہی سے عید کی تیاری کرسکیں۔

ایک اہم فائدہ: صدقۃ الفطر میں مسبب کی سبب کی طرف اضافت ہے یعنی یہ صدقۂ فطر کی وجہ سے

واجب ہوتا ہے اس فطر کے کیا معنی ہیں؟ امام شافعیؒ فرماتے ہیں، اس فطر کے بھی وہی معنی ہیں جو ہر دن فطر کے ہیں یعنی روزہ کھولنا یعنی رمضان کی آخری تاریخ کا روزہ کھولنا، پس جب سورج غروب ہوگا تو فطرہ واجب ہوگا کیونکہ آخری روزہ اسی وقت کھلتا ہے اور امام اعظمؒ فرماتے ہیں، اس طرح روزہ تو رمضان کے ہر دن میں کھلتا ہے پس ہر دن فطرہ واجب ہونا چاہئے بلکہ یہاں فطر کے دوسرے معنی ہیں یعنی روزہ نہ ہونا، عید الفطر کے دن روزہ حرام ہے یہ فطر مراد ہے اور اسی کی خوشی میں فطرہ واجب ہے۔ (تحفۃ الالمعی: ۲/۲۰۳)

ماقبل سے مناسبت: زکوٰۃ اور صدقۃ الفطر دونوں عبادات مالیہ ہیں لیکن صدقۃ الفطر واجب ہے اور زکوٰۃ فرض ہے اس وجہ سے صدقۂ فطر کے احکام کو زکوٰۃ کے احکام کے بعد میں ذکر کیا گیا۔

صدقہ کے معنی: عطیہ لیکن یہاں پر مراد وہ عطیہ ہے جو اللہ کی نزدیکی حاصل کرنے کی امید پر دیا جائے۔

صدقۂ فطر کی مشروعیت: صدقۂ فطر کی مشروعیت زکوٰۃ سے پہلے ۲ ہجری میں عید سے دو دن قبل ہوئی۔ (اوجز المسالک: ۳/۲۷۶)

﴿۱۲۲۸﴾ تَجِبُ عَلٰى حُرٍّ مُسْلِمٍ مَالِكٍ لِنِصَابٍ أَوْ قِيمَتِهِ وَإِنْ لَمْ يَحُلْ عَلَيْهِ الْحَوْلُ عِنْدَ طُلُوْعِ فَجْرِ يَوْمِ الْفِطْرِ وَلَمْ يَكُنْ لِلتِّجَارَةِ فَارِغٍ عَنِ الدَّيْنِ وَحَاجَتِهِ الْأَصْلِيَّةِ وَحَوَائِجِ عِيَالِهِ.

ترجمہ واجب ہے ہر آزاد مسلمان پر جو مالک ہو نصاب کا یا اس کی قیمت کا اگر چہ نہ گزرا ہو اس پر سال عید الفطر کے دن کی صبح صادق کے طلوع ہونے کے وقت اور نہ ہو تجارت کے لئے زائد ہو قرض سے اور اس کی ضرورت اصلیہ اور اپنے بال بچوں کی ضرورتوں سے۔

صدقۃ الفطر کس پر واجب ہے؟

صدقۂ فطر کے وجوب کے لئے تین شرطیں ہیں: (۱) آزاد ہونا۔ (۲) مسلمان ہونا (۳) صاحب نصاب ہونا۔ تفصیل اس طرح ہے کہ اتنا مالدار مسلمان جس پر زکوٰۃ فرض ہوتی ہے یا زکوٰۃ تو فرض نہیں ہوتی لیکن رہائشی مکان اور ضروری اسباب وآلات واوزار کے علاوہ اتنی قیمت کا زائد مال واسباب ہے جتنی قیمت پر زکوٰۃ فرض ہو جاتی ہے تو اس پر عید الفطر کے دن صدقۂ فطر ادا کرنا واجب ہے چاہے اس مال پر سال گزرا ہو یا نہ گزرا ہو اور تجارت کا مال ہو یا تجارت کا نہ ہو، صدقۂ فطر اور زکوٰۃ کے وجوب میں تھوڑا سا فرق ہے زکوٰۃ میں مال نامی ہونا لازمی ہے، صدقۂ فطر میں یہ ضروری نہیں ہے اسی طرح زکوٰۃ کی ادائیگی کا وجوب سال گزرنے کے بعد ہوتا ہے، صدقۂ فطر فوراً واجب ہو جاتا ہے وغیرہ، البتہ اس معاملے میں زکوٰۃ اور صدقۃ الفطر متحد ہیں کہ یہ مال قرض اور ضرورت اصلی سے زائد ہونا چاہئے ورنہ زکوٰۃ اور صدقۂ فطر

واجب نہ ہوگا۔ عبارت میں عند طلوع فجر یوم الفطر سے صدقۂ فطر کے وقت وجوب کا بیان ہے اور عند تجب کا مفعول فیہ ہونے کی بناپر منصوب ہے۔ (طحطاوی علی مراقی الفلاح: ۳۹۴)

﴿۱۲۲۹﴾ وَالْمُعْتَبَرُ فِيهَا الْكِفَايَةُ لَا التَّقْدِيرُ وَهِيَ مَسْكَنُهُ وَأَثَاثُهُ وَثِيَابُهُ وَفَرَسُهُ وَسِلَاحُهُ وَعَبِيدُهُ لِلْخِدْمَةِ.

مسکن رہائشی مکان۔ اثاث گھر کا آرائشی سامان، سامان زینت۔ ثیاب ثوب کی جمع ہے کپڑا۔ فرس جمع افراس گھوڑا۔ سلاح جمع اسلحۃ ہتھیار۔ عبید عبد کی جمع ہے غلام۔

ترجمہ: اور معتبر اس میں کفایت ہے نہ کہ فرض کر لینا اور وہ اس کا گھر اور اس کا گھریلو سامان اور اس کے کپڑے اور اس کے گھوڑے اور اس کے ہتھیار اور اس کے خدمت گار غلام ہیں۔

کن عبادتوں میں صرف امکان شرط ہے؟

اصول فقہ کے اعتبار سے بعض عبادتوں میں تو صرف امکان شرط ہے مثلاً زکوٰۃ کے نصاب میں مال نامی شرط ہے خواہ حقیقتاً ہو یا تقدیراً تفصیل پہلے گزر چکی ہے ایسے ہی سفر میں فرض کر لیا گیا ہے کہ تکلیف ہوتی ہے، یہ ضروری نہیں ہے کہ حقیقت میں تکلیف ہو راحت و آرام سے سفر کرنے والا بھی اسی طرح قصر کرے گا جیسا کہ زحمت اور مشقت کے ساتھ سفر کرنے والا قصر کرے گا اور بعض عبادتوں میں قدرت میسرہ شرط ہے یعنی کہ اس وقت اس کے پاس وہ سہولت موجود ہو جیسے صدقۂ فطر کے وجوب کے لئے یہ شرط ہے کہ اس کے پاس اتنا مال ہو کہ وہ بال بچوں کی ضرورت اور اپنی لازمی ضروریات کے لئے فی الواقع کافی ہو رہا ہو، صرف کافی ہوسکنے کا امکان کافی نہیں، شروع عبارت میں اسی قاعدہ کی جانب اشارہ کیا ہے، اس کے بعد انسان کی لازمی ضرورتیں بیان کر رہے ہیں مثلاً رہنے کا گھر، گھر کا ساز و سامان جیسے فریج کولر واشنگ مشین وغیرہ، استعمالی کپڑے سواریاں گاڑی موٹر سائیکل وغیرہ اپنی حفاظت کے لئے رکھے گئے ہتھیار، غلام باندیاں جو خدمت پر مامور ہوں۔ جاننا چاہئے کہ اگر کسی کے پاس دو مکان ہیں ایک میں خود رہتا ہے اور دوسرا خالی پڑا ہے تو اس پر صدقۂ فطر واجب ہے لیکن اگر وہ مکان کرایہ پر دے رکھا ہے اور اس پر ان کا گزارہ ہے اور اس کے پاس اس کے علاوہ اور کوئی دولت نہیں ہے تو اس پر صدقۂ فطر واجب نہیں ہے۔ (بہشتی زیور جلد: ۳/۲۵۹) اگر کسی کے پاس عمدہ عمدہ قیمتی جوڑے ہیں اور ان کو کبھی کبھار استعمال میں لاتا ہے ان کے علاوہ زائد مال نہیں ہے تو ایسے مال پر صدقۂ فطر واجب نہیں۔ (ایضاح المسائل: ۹۷)

﴿۱۲۳۰﴾ فَيُخْرِجُهَا عَنْ نَفْسِهِ وَأَوْلَادِهِ الصِّغَارِ الْفُقَرَاءِ وَإِنْ كَانُوا أَغْنِيَاءَ يُخْرِجُهَا مِنْ مَالِهِمْ.

ترجمہ چنانچہ نکالے گا اس کو اپنی جانب سے اور اپنے چھوٹے بچوں کی طرف سے جو فقیر ہوں اور اگر وہ مالدار ہوں تو نکالے گا اس کو ان کے مال سے۔

صدقۂ فطر کس کی طرف سے ادا کیا جائے؟

صدقۂ فطر اپنی طرف سے اور اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے ادا کرنا واجب ہے بشرطیکہ نابالغ بچے خود کسی نصاب کے مالک نہ ہوں اور اگر وہ بچے خود صاحب نصاب ہوں تو ان کے مال میں سے صدقۂ فطر نکالا جائے گا۔ محشیؒ کے بقول یہاں سے صدقۃ الفطر کے سبب وجوب کا بیان شروع ہوتا ہے اور وہ رأسٌ یمونہ ویلی علیہ ہے یعنی ایسی ذات جس کا وہ خرچ برداشت کرتا ہے اور وہ ذات اس کی سرپرستی میں ہے اور جس پر اس کو ولایت تامہ حاصل ہو اس کا اولین مصداق تو آدمی کی خود اپنی ذات ہے کیونکہ آدمی اپنا بھی خرچ برداشت کرتا ہے اور اپنی بھی سرپرستی کرتا ہے اور اپنی نابالغ اولاد کی بھی سرپرستی کرتا ہے اور ان کے برے بھلے کا ذمہ دار ہوتا ہے اس لئے اپنی طرف سے اور اپنی نابالغ اولاد کی طرف سے صدقۂ فطر واجب ہوگا۔

﴿۴۳۱﴾ وَلَا تَجِبُ عَلَى الْجَدِّ فِي ظَاهِرِ الرِّوَايَةِ وَاخْتِيرَ أَنَّ الْجَدَّ كَالْأَبِ عِنْدَ فَقْدِهِ أَوْ فَقْرِهِ.

اُخْتِيْرَ ماضی مجہول اصل میں اُخْتُيِرَ تھا ضمہ کے بعد یا پر کسرہ دشوار ہونے کی وجہ سے نقل کرکے ماقبل کو دے دیا ہے تاکے ضمہ کو ہٹا کر اُخْتِيْرَ ہو گیا۔

ترجمہ اور واجب نہیں ہوتا دادا پر ظاہر روایت میں اور پسند کیا گیا ہے کہ دادا باپ جیسا ہی ہے اس کے نہ ہونے کے وقت یا اس کے محتاج ہونے کے وقت۔

تشریح صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر باپ نہ ہو اور پوتے چھوٹے ہوں تو ظاہر روایت یہ ہے کہ دادا پر ان کا صدقۂ فطر واجب نہ ہوگا کیونکہ دادا کی ولایت مطلق نہیں ہوتی مگر مختار اور پسندیدہ مذہب یہ ہے کہ دادا باپ کے مانند ہے اگر باپ موجود نہ ہو یا موجود تو ہو مگر محتاج اور فقیر ہو تو دونوں صورتوں میں دادا پر نابالغ پوتوں و پوتیوں کا صدقۂ فطر واجب ہوگا۔

﴿۴۳۲﴾ وَعَنْ مَمَالِيكِهِ لِلْخِدْمَةِ وَمُدَبَّرِهِ وَأُمِّ وَلَدِهِ وَلَوْ كُفَّارًا لَا عَنْ مُكَاتَبِهِ وَلَا عَنْ وَلَدِهِ الْكَبِيرِ وَزَوْجَتِهِ وَقِنٍّ مُشْتَرَكٍ وَآبِقٍ إِلَّا بَعْدَ عَوْدِهِ وَكَذَا الْمَغْصُوبُ وَالْمَأْسُورُ.

مَمَالِيك اس کا واحد مملوک ہے غلام۔ مُدَبَّر وہ غلام جس سے آقا نے یہ کہہ دیا کہ میرے مرنے کے بعد تو آزاد ہے۔ ام ولد وہ باندی جس سے اس کے آقا نے صحبت کی ہو اور اس سے اولاد پیدا ہو گئی ہو۔ مُکاتَب وہ غلام جس سے آقا نے یہ کہہ دیا ہو کہ ایک ہزار روپے کما کر دیدے تو تو آزاد ہے۔ قِنّ غلام جمع اَقْنَان۔ آبِق اسم فاعل ہے باب

(س، ن، ض) فرار ہونا غلام کا آقا کے پاس سے بھاگ جانا۔ مغصوب اسم مفعول باب ضرب سے غصباً مصدر ہے جبراً کوئی چیز لینا۔ ماسور اسم مفعول ہے باب ضرب سے اَسَرَ یَاسِرُ اَسْرًا و اِسَارًا قید کرنا، غلام بنانا۔

ترجمہ اور اپنے ان غلاموں کی جانب سے جو خدمت کے لئے ہیں اور اپنے مدبر اور ام ولد کی جانب سے اگر چہ یہ لوگ کافر ہی ہوں نہ کہ اپنے مکاتب کی طرف سے اور نہ اپنے بڑے لڑکے کی طرف سے اور نہ اپنی بیوی کی طرف سے اور نہ مشترک غلام کی طرف سے اور نہ بھاگے ہوئے غلام کی طرف سے مگر اس کے واپس آنے کے بعد اور ایسے ہی چھینا ہوا غلام اور قیدی غلام ہے۔ (گذشتہ ایام کا صدقۂ فطر واجب ہوگا)

صدقۂ فطر کا سبب وجوب

یہ بات پہلے گذر چکی ہے کہ صدقۃ الفطر کا سبب وجوب وہ ذات ہے جس کا انسان خرچ برداشت کرتا ہے اور وہ اس کی سرپرستی میں ہے اسی کے پیش نظر فرماتے ہیں کہ غلاموں کا صدقۂ فطر آقا کے ذمہ ہے کیوں کہ ان کے برے بھلے کا آقا ذمہ دار ہے اور اس بات میں سب غلام باندی یکساں ہیں خواہ وہ مسلمان ہوں یا کافر ہوں پس ہر غلام باندی کا صدقہ آقا پر واجب ہے مسلم اور غیر مسلم میں تفریق درست نہیں اور یہ مسئلہ اب غیر اہم ہے کیونکہ اب غلام باندی نہیں رہے اور بالغ اولاد کا خرچ باپ پر واجب نہیں اور نہ وہ باپ کی سرپرستی میں ہیں باپ اخلاقاً ان کی سرپرستی کرتا ہے اور ان پر خرچ بھی کرتا ہے مگر ان کا خرچ باپ پر واجب نہیں اس لئے ان کا صدقۂ فطر بھی باپ پر واجب نہیں لیکن اگر وہ بیٹے باپ کی پرورش میں رہتے ہوں اور باپ ان کی طرف سے صدقۂ فطر ادا کر دے تو درست ہو جائے گا ایسے ہی بیوی کا صدقۂ فطر شوہر پر واجب نہیں ہے اگر بیوی صاحب نصاب ہے تو اس کا صدقہ اسی پر واجب ہے لیکن اگر اس کی طرف سے شوہر ادا کر دے تو ادا ہو جائے گا خواہ بیوی سے اجازت لی ہو یا نہ لی ہو، اگر کوئی بچہ عقل کے اعتبار سے کمزور ہے یا پاگل ہے تو اس کی طرف سے بھی اس کا باپ صدقۂ فطر ادا کرے گا اگر چہ وہ بڑی عمر کا ہو آگے فرماتے ہیں کہ اگر ایک غلام دو آدمیوں کے درمیان مشترک ہو تو دونوں میں سے کسی پر بھی اس غلام کا صدقۃ الفطر واجب نہ ہوگا کیوں کہ دونوں میں سے کسی کو بھی ولایت تامہ نہیں ہے اور ایسے ہی نفقہ کاملہ بھی نہیں ہے حالانکہ دونوں چیزیں صدقۃ الفطر کے وجوب کا سبب ہیں، اس کے بعد فرماتے ہیں کہ اگر غلام بھاگ گیا یا کوئی زبردستی چھین کر لے گیا یا غلام قید میں ہے تو واپس آنے کے بعد گذشتہ ایام کا صدقۃ الفطر واجب ہوگا۔

﴿۱۴۳۳﴾ وَهِيَ نِصْفُ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ أَوْ دَقِيْقِهِ أَوْ سَوِيْقِهِ أَوْ صَاعُ تَمْرٍ أَوْ زَبِيْبٍ أَوْ شَعِيْرٍ وَهُوَ ثَمَانِيَةُ أَرْطَالٍ بِالْعِرَاقِيِّ.

ترجمہ اور وہ آدھا صاع ہے گیہوں سے یا اس کے آٹے سے یا اس کے ستو سے یا کھجور یا کشمش یا جو کا ایک

صاع ہے اور وہ آٹھ رطل عراقی کا ہے۔

صدقۂ فطر کی شرعی مقدار

ائمہ ثلاثہ کے نزدیک ہر غلہ کا خواہ وہ منصوص ہو یا غیر منصوص یعنی حدیثوں میں اس کا ذکر آیا ہو یا نہ آیا ہو صدقۃ الفطر ایک صاع ہے اور احناف کے نزدیک گیہوں اور کشمش میں راجح قول کے مطابق نصف صاع ہے اور باقی غلوں میں ایک صاع ہے اور کشمش میں احناف کا دوسرا قول ایک صاع کا بھی ہے اور غیر منصوص غلوں میں جیسے چاول چنے وغیرہ میں نصف صاع گیہوں کی قیمت یا دوسرے غلوں کے ایک صاع کی قیمت کے برابر واجب ہے، اور نصف صاع کی مقدار موجودہ اوزان کے اعتبار سے ایک کلو ۵۷۴ گرام ۶۴۰ ملی گرام ہوتی ہے، اور ایک صاع کی مقدار ۳ کلو ۱۴۹ گرام ۲۸۰ ملی گرام ہوگی۔ اس کی قیمت بھی دی جا سکتی ہے، یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ صدقۂ فطر میں بازاری بھاؤ کا اعتبار ہوتا ہے کنٹرول یا راشن کی دوکانوں کے ریٹ کا اعتبار نہیں ہے۔ صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ ایک صاع، آٹھ رطل عراقی کا ہوتا ہے اور ایک رطل ۳۹۸ گرام ۳۴ ملی گرام کا ہوتا ہے اس اعتبار سے ایک صاع ۳ کلو ۱۸۴ گرام اور ۲۷۲ ملی گرام کا ہوگا اور نصف صاع ایک کلو ۵۹۲ گرام ۱۳۶ ملی گرام کا ہوگا، یہ وزن مثقال کے اعتبار سے نکالا گیا ہے اور اس سے پہلے صاع اور نصف صاع کا وزن درہم کے اعتبار سے نکالا گیا ہے۔

نوٹ: ایک مثقال = ۴ گرام ۳۷۴ ملی گرام۔ ایک درہم = ۳ گرام ۶۱۲ ملی گرام۔ (اعداد الاوزان)

اختیاری مطالعہ

صاحب حیثیت لوگوں کے لئے مشورہ

آج کل نصف صاع کے اعتبار سے ایک صدقۂ فطر کی مقدار ۲۰-۲۵ روپئے متعین ہے جو بڑے مالداروں کے لئے کوئی حیثیت اور وقعت نہیں رکھتی اس لئے ایسے لکھ پتی اور کروڑ پتی سرمایہ دار حضرات کو مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ زیادہ ثواب حاصل کرنے کے لئے نصف صاع گیہوں کی قیمت لگانے کے بجائے ایک صاع ۳ کلو ڈیڑھ سو گرام کھجور یا کشمش کا حساب لگایا کریں اس میں ان کو زیادہ ثواب ملے گا اور فقراء کو نفع زیادہ ہوگا، روایت میں آتا ہے کہ حضرت عبداللہ بن عباسؓ نے بصرہ میں خطبہ دیتے ہوئے ارشاد فرمایا کہ پیغمبر نے ایک صاع کھجور یا جو یا آدھا صاع گیہوں کا صدقہ ضروری قرار دیا ہے جو ہر آزاد غلام مرد عورت چھوٹے اور بڑے پر لازم ہے لیکن جب حضرت علیؓ وہاں تشریف لائے اور یہ دیکھا کہ گیہوں کا بازاری بھاؤ سستا ہے تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے اوپر وسعت فرمائی ہے اس لئے اگر تم صدقۂ فطر ہر چیز کا ایک صاع کے حساب سے نکالو تو زیادہ بہتر ہے۔ (ابوداؤد حدیث ۱۶۲۲) اس سے معلوم ہوا کہ وسعت رکھنے والے صاحب حیثیت لوگوں کو اضافے کے ساتھ صدقۂ فطر نکالنا چاہئے۔

﴿۱۲۳۴﴾ وَيَجُوزُ دَفْعُ القِيمَةِ وَهِيَ أَفْضَلُ عِنْدَ وِجْدَانِ مَا يَحْتَاجُهُ لِأَنَّهَا أَسْرَعُ لِقَضَاءِ حَاجَةِ الفَقِيرِ وَإِنْ كَانَ زَمَنَ شِدَّةٍ فَالحِنْطَةُ وَالشَّعِيرُ وَمَا يُؤْكَلُ أَفْضَلُ مِنَ الدَّرَاهِمِ

ترجمہ اور جائز ہے قیمت کا ادا کرنا اور وہ افضل ہے اس چیز کے ملنے کے وقت جس کی اس کو ضرورت ہو کیونکہ ان چیزوں کی قیمت فقیر کی ضرورت کو پوری کرنے کے لئے بہت جلد کام آنے والی ہے اور اگر تنگی کا زمانہ ہو تو گیہوں اور جو اور جو چیز کہ کھائی جاتی ہے افضل ہے درا ہم سے۔

صدقۃ الفطر میں کیا دیا جائے

فرماتے ہیں کہ صدقۃ الفطر میں مذکورہ بالا چیزوں کی قیمت دینا بھی جائز ہے بلکہ اس وقت قیمت دینا ہی افضل ہے جبکہ فقیر کو کسی خاص چیز کی ضرورت ہو اور وہ بازار وغیرہ میں مل رہی ہو اور افضل اس وجہ سے ہے کہ فقیر اپنا من پسند چیز خریدے گا اور غلہ وغیرہ دینے میں یہ بات حاصل نہ ہوگی، ہاں اگر قحط سالی ہو اور لوگوں کو غلہ وغیرہ کی ہی زیادہ ضرورت ہو تو پھر وہی دینا افضل ہے۔

﴿۱۲۳۵﴾ وَوَقْتُ الوُجُوبِ عِنْدَ طُلُوعِ فَجْرِ يَوْمِ الفِطْرِ فَمَنْ مَاتَ أَوِ افْتَقَرَ قَبْلَهُ أَوْ أَسْلَمَ أَوِ اغْتَنَى أَوْ وُلِدَ بَعْدَهُ لَا تَلْزَمُهُ.

افتقر فعل ماضی معروف باب افتعال (م) افتقارا فَقُرَ يَفْقُرُ فَقْرًا و افتقر محتاج ہونا، نادار ہونا، مفلس ہونا۔ اغتنی ماضی معروف باب افتعال سے اغتناءً مصدر ہے مالدار ہونا۔

ترجمہ اور وجوب کا وقت عید الفطر کے دن کے صبح صادق کے طلوع ہونے کے وقت ہے چنانچہ جو مرجائے یا محتاج ہو جائے اس سے پہلے یا مسلمان ہو جائے یا مالدار ہو جائے یا پیدا ہو اس کے بعد تو اس پر صدقۂ فطر لازم نہ ہوگا۔

صدقۃ الفطر کب ادا کیا جائے

احناف کے نزدیک یکم شوال کی صبح صادق کے وقت صدقۃ الفطر واجب ہوتا ہے چنانچہ جو شخص اس وقت موجود تھا اسی پر صدقۃ الفطر واجب ہوگا اور جو شخص اس سے قبل مرجائے یا اس سے پہلے فقیر محتاج ہو جائے یا اس وقت کے گزرنے کے بعد مسلمان ہو یا مالدار ہو یا جو بچہ اس وقت کے گزرنے کے بعد پیدا ہو تو اس کا فطرہ واجب نہیں۔

﴿۱۲۳۶﴾ وَيُسْتَحَبُّ إِخْرَاجُهَا قَبْلَ الخُرُوجِ إِلَى المُصَلَّى وَصَحَّ لَوْ قَدَّمَ أَوْ أَخَّرَ

وَالتَّاخِيرُ مَكْرُوهٌ.

ترجمہ اور مستحب ہے اس کا نکالنا عیدگاہ کی طرف جانے سے پہلے اور صحیح ہے اگر مقدم کردے یا مؤخر کردے اور تاخیر مکروہ ہے۔

تشریح افضل اور مستحب یہ ہے کہ صدقۃ الفطر عید کے دن عیدگاہ جانے سے پہلے ادا کردیں اگر رمضان سے قبل ادا کردیا تو جائز ہے لیکن خلاف احتیاط ہے اور رمضان میں ادا کرنا جائز اور درست ہے اور اگر عید کا دن گزر گیا اور صدقہ ادا نہ کیا تو اس وقت ادا نہ کرنے سے ذمہ سے ساقط نہ ہوگا بلکہ نکالنا واجب رہے گا خواہ کتنی ہی تاخیر ہو جائے اور اگر عید کے دن سے تاخیر کرے تو ایسا کرنا مکروہ ہے اور اس تاخیر کی وجہ سے گناہ ہوگا۔

﴿۱۲۳۷﴾ وَيَدْفَعُ كُلُّ شَخْصٍ فِطْرَتَهُ لِفَقِيرٍ وَاحِدٍ وَاخْتُلِفَ فِي جَوَازِ تَفْرِيقِ فِطْرَةٍ وَاحِدَةٍ عَلَى أَكْثَرَ مِنْ فَقِيرٍ وَيَجُوزُ دَفْعُ مَا عَلَى جَمَاعَةٍ لِوَاحِدٍ عَلَى الصَّحِيحِ وَاللّٰهُ الْمُوَفِّقُ لِلصَّوَابِ.

يَدْفَعُ فعل مضارع معروف باب (ف) دَفْعًا ادا کرنا، دینا۔ فِطْرَةٌ صدقۂ فطر جمع فِطَرٌ۔

ترجمہ اور دے ہر آدمی اپنا فطرہ ایک ہی فقیر کو اور اختلاف ہوا ہے ایک فطرے کو ایک سے زائد فقیروں پر متفرق کرنے کے جائز ہونے میں اور جائز ہے اس صدقہ کا دینا جو ایک جماعت پر واجب ہے ایک شخص کو صحیح مذہب پر اور اللہ ہی درست باتوں کی توفیق دینے والا ہے۔

ایک فقیر کو پورا صدقۂ فطر دیں

بہتر یہ ہے کہ ایک آدمی کا صدقۂ فطر ایک ہی مستحق فقیر کو دیا جائے اور ایک صدقۂ فطر متعدد فقراء کو تقسیم کر کے دینا کم از کم مکروہ تنزیہی ہے، البتہ کئی لوگوں پر واجب ہونے والا صدقۂ فطر ایک فقیر کو دینے میں کوئی حرج نہیں۔

(در مختار مع الشامی مصری: ۳/۱۰۲، بیروت: ۳/۲۹۱)

كِتَابُ الْحَجِّ

(حج کی کتاب)

ماقبل سے مناسبت: عبادات تین قسم کی ہیں: (۱) صرف بدنیہ (۲) صرف مالیہ (۳) بدنیہ و مالیہ مشترکہ۔ پس اسی ترتیب سے مصنفؒ نے ان کو ذکر کیا ہے۔

حج: بکسر الحاء وفتحها دونوں لغت ہیں قال اللہ تعالیٰ وللہ علی الناس حج البیت اس میں بھی دونوں قراءتیں ہیں، پھر بعض تو یہ کہتے ہیں کہ بالکسر مصدر ہے اور بالفتح اسم مصدر وقیل بعکسہ۔ حَجَّ (ن) حَجًّا کے لغوی معنی ہیں قصد کرنا اور اصطلاحی معنی ہیں کعبہ شریف کی زیارت کا قصد کرنا بالفاظ دیگر مخصوص زمانہ میں مخصوص مقامات میں جا کر مخصوص افعال کو مخصوص طریقہ سے ادا کرنا۔

حج کس سن میں فرض ہوا اس بارے میں متعدد اقوال ہیں، علامہ شامیؒ نے ۹ ہجری کے آخر میں حج کی فرضیت والے قول کو ترجیح دی ہے اور وہ فرماتے ہیں کہ آپ نے اس سال حج اس وجہ سے نہیں کیا کہ حج کی فرضیت حج کا وقت گذرنے کے بعد ہوئی گویا آپ نے حج کرنے میں تاخیر بالکل نہیں کی۔ (شامی مصری ۱۹۰/۲)

حج کی فرضیت: حج کی فرضیت قرآن کریم سے ہے چنانچہ ارشاد ربانی ہے وَلِلّٰهِ عَلَى النَّاسِ حِجُّ الْبَيْتِ مَنِ اسْتَطَاعَ إِلَيْهِ سَبِيْلًا اور اللہ کے (خوش کرنے کے) واسطے لوگوں کے ذمہ اس مکان کا حج کرنا (فرض) ہے (مگر سب کے ذمہ نہیں بلکہ خاص کے) یعنی اس شخص کے لئے جو کہ طاقت رکھے وہاں تک (پہنچ) کے سبیل کی، ایسے ہی حدیث سے بھی ثبوت ہے، نبیؐ نے ارشاد فرمایا: اے لوگو! تم پر حج فرض کیا گیا ہے پس حج کرو۔ (مسلم شریف: ۴۳۲/۱)

حکم کے اعتبار سے حج کی قسمیں

حکم وصفت کے اعتبار سے حج کی درج ذیل پانچ قسمیں ہیں:

(۱) فرض عین: یعنی مستطیع شخص کے لئے عمر میں ایک مرتبہ حج کرنا فرض ہے۔

(۲) واجب: مثلاً میقات سے بلا احرام آگے بڑھ گیا اور اس کی تلافی کے لئے حج کا ارادہ کیا تو یہ حج واجب کہلائے گا۔

(۳) نفل: جو حج زندگی میں ایک سے زائد بار کیا جائے اور وہ واجب وغیرہ کی قسم سے نہ ہو تو اس پر نفل کا اطلاق ہوگا۔

(۴) حرام: نام وری اور شہرت کے مقصد سے یا حرام مال سے حج کرنا حرام ہے۔

(۵) مکروہ تحریمی: مثلاً خدمت کے محتاج والدین کی اجازت کے بغیر جانا یا اہل وعیال کے نان ونفقہ کا انتظام کئے بغیر سفر میں چلا جانا۔ (غنیۃ الناسک: ۱۰)

﴿۱۲۳۸﴾ هُوَ زِيَارَةُ بِقَاعٍ مَخْصُوْصَةٍ بِفِعْلٍ مَخْصُوْصٍ فِيْ أَشْهُرِهِ۔

بِقَاعٍ یہ جمع ہے اس کا واحد بُقْعَةٌ ہے، زمین کا ایک حصہ، یہاں پر مراد کعبہ اور عرفات ہے۔

ترجمہ وہ زیارت کرنا ہے مخصوص جگہوں کی مخصوص فعل کے ساتھ اس کے مہینوں میں۔

حج کی شرعی تعریف

حج ان خاص افعال ومناسک (وقوف عرفہ اور طواف زیارت وغیرہ) کا نام ہے جو حج کی نیت سے احرام باندھنے کی حالت میں خاص اوقات (ایام حج) میں ادا کئے جاتے ہیں۔ (غنیۃ الناسک: ۱۰)

﴿۱۲۲۹﴾ وَهِيَ شَوَّالٌ وَذُوْ الْقَعْدَةِ وَعَشْرُ ذِي الْحِجَّةِ .

شَوَّالٌ عربی مہینہ ماہ رمضان کے بعد آتا ہے قمری سال کا دسواں مہینہ۔ اس پر کبھی الف لام بھی داخل کردیتے ہیں جمع شَوَاوِيْلُ وشَوَاوِلُ . ذو القعدة قمری سال کا گیارہواں مہینہ، یہ نام اس لئے رکھا گیا کہ عرب لوگ اس مہینہ میں گھر بیٹھ جاتے تھے نہ سفر کرتے تھے نہ لڑائی وغیرہ جمع ذَوَاتُ الْقَعْدَةِ . ذو الحجة قمری سال کا آخری مہینہ حج کا مہینہ جمع ذواتُ الحِجَّةِ.

ترجمہ اور وہ (حج کے مہینے) شوال ذی قعدہ اور ذی الحجہ کے دس دن ہیں۔

میقاتِ زمانی

حج کے ارکان کی ادائیگی کے لئے شرعاً وقت مقرر ہے جس کو میقات زمانی کہا جاتا ہے یہ شوال ذی قعدہ اور ذی الحجہ کے ابتدائی دس دن ہیں، اس وقت سے پہلے حج کا کوئی عمل مثلاً طواف زیارت یا سعی وغیرہ ادا کرنا معتبر نہیں ہے اور حج کا احرام باندھنا بھی ان مہینوں سے پہلے مکروہ تحریمی ہے اسلئے شوال کا مہینہ شروع ہونے کے بعد ہی حج کے اعمال کا آغاز کرنا چاہئے۔ (غنیۃ الناسک: ۴۹، طحطاوی: ۳۹۶)

﴿۱۲۳۰﴾ فُرِضَ مَرَّةً عَلَى الْفَوْرِ فِي الْأَصَحِّ .

عَلَى الْفَوْرِ ہاتھوں ہاتھ، جلدی ہی۔

ترجمہ فرض کیا گیا ایک مرتبہ جلدی ہی صحیح ترین مذہب میں۔

حج پہلی فرصت میں کریں

شرائط پائے جانے کے بعد پہلی فرصت میں حج کی ادائیگی واجب ہے اگر بلا عذر تاخیر کی تو گنہگار ہوگا، اس لئے ایسے تمام بھائیوں سے گزارش ہے کہ جن پر حج فرض ہو چکا ہے تاخیر نہ کریں اور عذاب الٰہی سے اپنی حفاظت کریں تاہم اگر تاخیر کے بعد ادا کرلیا تو انشاء اللہ تعالیٰ پچھلے گناہ بھی معاف ہو جائیں گے، مگر ایسے موقع کا کیا یقین ہے موت تو ہمہ وقت پیچھے لگی ہوئی ہے، نیز مستطیع شخص کے لئے عمر میں ایک بار حج کرنا فرض ہے اس سے زائد کوئی کرے تو وہ نفل ہے اور

جو شخص حج فرض ہونے کے بعد ادا کرے اس کا فرض ادا ہو گیا۔

قولہ فی الاصح ادائے حج کے سلسلہ میں حضرت امام ابو یوسف نے تنگی وقت کا اعتبار کیا ہے اور امام محمد نے وسعت وقت کا اعتبار کیا ہے۔ یعنی حضرت امام ابو یوسف کے نزدیک پہلے سال کے حج کے مہینے حج ادا کرنے کے لئے متعین ہیں یعنی پہلے ہی سال احتیاطاً حج کرنا ضروری ہے تاکہ حج فوت ہونے کا امکان باقی نہ رہے حضرت امام محمد کے نزدیک پہلے سال کے حج کے مہینے ادائے حج کے لئے متعین نہیں ہیں بلکہ آئندہ سالوں تک حج کو مؤخر کرنے کی اجازت ہے، لیکن شرط یہ ہے کہ حج فوت نہ ہو جائے مراد یہ ہے کہ مرنے سے پہلے پہلے جب چاہے حج کرے اس تاخیر سے گناہ گار نہ ہوگا صاحب کتاب نے فی الاصح کہہ کر امام ابو یوسف کے مذہب کو راجح قرار دیا ہے۔ (مراقی الفلاح مع الطحاوی: ۳۹۶)

اختیاری مطالعہ

(۱) بیوی کی بیماری کی وجہ سے حج میں تاخیر: جس شخص پر حج فرض ہو چکا ہو لیکن اس کی بیوی بیمار ہو تو یہ اس کے لئے حج کی ادائیگی میں تاخیر کا عذر نہیں بن سکتا (لہٰذا اسے بیوی کی تیمارداری کا معقول انتظام کر کے حج کو چلے جانا چاہئے۔

(۲) والدین کی بیماری کی وجہ سے حج میں تاخیر کی گنجائش: اگر کسی شخص پر حج فرض ہو چکا ہو اور اس کے والدین یا ان میں سے کوئی ایک ایسے بیمار ہوں کہ ان کو اس کی خدمت کی ضرورت ہو تو اسے چاہئے کہ حج کے ارادے کو مؤخر کردے اور والدین کی خدمت بجالائے۔

(۳) چھوٹے بچے کی رعایت میں حج میں تاخیر: اگر کسی عورت پر حج فرض ہو چکا ہو لیکن اس کی گود میں چھوٹا بچہ ہو جس کی نگہداشت کی بنا پر وہ فوراً حج کرنے سے قاصر ہو تو بچہ کی رعایت میں اس کے لئے حج میں تاخیر جائز ہے۔

(۴) کیا دمہ یا نزلہ کا مریض حج مؤخر کرے گا؟ جس شخص کو دمہ کا مرض لاحق ہو کہ تھوڑا چلنے سے سانس پھولنے لگتا ہو یا نزلہ زکام کا مسلسل مریض ہو کہ ذرا سی خنکی بھی برداشت نہ ہو اس کے لئے بھی پہلی فرصت میں حج کی ادائیگی لازم ہے مذکورہ امراض اس کے لئے عذر نہیں بن سکتے (گویا کہ مناسب سفری انتظامات مثلاً ضرورت کے کپڑے دوائیں اور اسباب وغیرہ کا انتظام کر کے اسے فریضہ حج ادا کرنا چاہئے، بلڈ پریشر کے مریض وغیرہ کا بھی یہی حکم ہے) (تحفۃ المناسک: ۱۳)

﴿۱۲۳۱﴾ وَشُرُوْطُ فَرْضِيَّتِهٖ ثَمَانِيَةٌ عَلَى الْأَصَحِّ الْإِسْلَامُ.

شُرُوْطٌ شرائط و قیود واحد شَرْطٌ اور شرط اس قید کو کہتے ہیں جس کے بغیر کوئی چیز مکمل نہ ہو لیکن اس کی حقیقت سے خارج ہو۔

ترجمہ اور اس کے فرض ہونے کی آٹھ شرطیں ہیں صحیح ترین مذہب پر مسلمان ہونا۔

حج کب فرض ہوتا ہے؟

حج کے واجب ہونے کے شرائط سات ہیں: (۱) مسلمان ہونا، لہٰذا جو شخص کھلا کافر ہو اس پر حج کی ادائیگی واجب نہیں، اور نہ ہی کسی غیر مسلم کے لئے حدودِ حرم کے دائرہ میں داخل ہونا جائز ہے، اور اگر کافر ہوتے ہوئے حج کو چلا بھی جائے اور حج کے تمام ارکان ادا کرلے تو اس کا حج معتبر نہ ہوگا۔ (غنیۃ الناسک: ۱۲)

﴿۱۲۳۲﴾ وَالْعَقْلُ .

ترجمہ اور عاقل ہونا۔

تشریح دوسری شرط عاقل ہونا ہے، لہٰذا اگر مجنون ہے تو اس پر حج واجب نہیں ہے اور اگر مجنون اور پاگل کی طرف سے اس کا ولی (باپ وغیرہ) احرام باندھ لے اور پھر اس سے ارکان ادا کرائیں تو اس کی طرف سے نفلی حج ادا ہو جائے گا اور ولی کو بھی ثواب ملے گا اور اگر پاگل شخص کی طرف سے ولی نے حج کا احرام باندھا اور پاگل کو ساتھ لے کر چلا پھر وقوفِ عرفہ سے پہلے وہ پاگل شخص تندرست ہو گیا تو اسے چاہئے کہ اپنے احرام کی تجدید کرے اس کے بعد ارکانِ حج ادا کرے، اگر تجدید کئے بغیر سابقہ احرام سے ارکان ادا کئے تو اس کا فریضۂ حج معتبر نہ ہوگا۔ (غنیۃ الناسک: ۱۳)

﴿۱۲۳۳﴾ وَالْبُلُوْغُ .

ترجمہ اور بالغ ہونا۔

تشریح تیسری شرط بالغ ہونا ہے لہٰذا نابالغ پر حج فرض نہیں اگرچہ وہ مالدار اور استطاعت والا ہو لہٰذا جو بچہ سمجھ بوجھ رکھتا ہو وہ اگر حج کے تمام ارکان ادا کرلے تو اس کا حج صحیح ہو جاتا ہے لیکن وہ اس کے حق میں نفل شمار ہوتا ہے، لہٰذا بالغ ہونے کے بعد اگر استطاعت ہو تو دوبارہ حج کرنا ہوگا۔ (غنیۃ الناسک: ۱۳)

اختیاری مطالعہ

اگر بچے نے حج کا احرام باندھا خواہ سمجھدار ہونے کی وجہ سے خود باندھا یا ناسمجھ ہونے کی وجہ سے اس کی طرف سے ولی مثلاً والدین میں سے کسی نے باندھا ہو اور وقوفِ عرفہ سے پہلے یہ بچہ بالغ ہو جائے تو مذکورہ احرام سے اس کا حج فرض ادا نہ ہوگا البتہ اگر بالغ ہونے کے بعد احرام کی تجدید کرلی اور پھر وقوفِ عرفہ کیا تو اس کا حج فرض ادا ہو جائے گا۔ (غنیۃ الناسک: ۱۳)

(۲) اگر کوئی شخص عاقل بالغ ہے لیکن بچپن کے اثرات کی بنا پر مال خرچ کرنے میں بہت لاپرواہ اور چھوٹے پن کا عادی ہے تو ایسے شخص پر حج فرض ہے اور اس کا حکم عام سمجھدار شخصوں کے مانند ہے تاہم مناسب ہے کہ اخراجات کی کل رقم اس کے قبضہ میں نہ دی جائے بلکہ کسی دیانت دار شریک سفر کے حوالہ کر کے اس کو حج کے لئے بھیجا جائے۔ (غنیۃ

المناسک:۱۵)

﴿۱۳۳۴﴾ وَالْحُرِّيَّةُ.

ترجمہ اور آزاد ہونا۔

تشریح اس عبارت میں چوتھی شرط کا بیان ہے اور وہ یہ ہے کہ حج واجب ہونے کے لئے آزاد ہونا شرط ہے لہٰذا غلام پر تو حج واجب ہے اور نہ اس کے حج کرنے سے اس کا حج فرض ادا ہوگا بلکہ آزاد ہونے کے بعد اگر استطاعت ہو تو دوبارہ حج کرنا ہوگا۔ (غنیۃ المناسک:۱۳)

﴿۱۳۳۵﴾ وَالْوَقْتُ.

ترجمہ اور وقت ہونا۔

تشریح پانچویں شرط حج کا وقت پانا ہے یعنی حج کے مہینوں شوال ذی قعدہ اور ذی الحجہ میں یا اگر بہت دور دراز کا رہنے والا ہے تو ایسے وقت میں پانا جس میں سفر کر کے وہ حج کر سکے۔ (غنیۃ المناسک:۲۲)

﴿۱۳۳۶﴾ وَالْقُدْرَةُ عَلَى الزَّادِ وَلَوْ بِمَكَّةَ بِنَفَقَةٍ وَسَطٍ وَالْقُدْرَةُ عَلَى رَاحِلَةٍ مُخْتَصَّةٍ بِهِ أَوْ عَلَى شِقِّ مَحْمِلٍ بِالْمِلْكِ وَالْإِجَارَةِ لَا الْإِبَاحَةِ وَالْإِعَارَةِ لِغَيْرِ أَهْلِ مَكَّةَ وَمَنْ حَوْلَهُمْ إِذَا أَمْكَنَهُمُ الْمَشْيُ بِالْقَدَمِ وَالْقُوَّةِ بِلَا مَشَقَّةٍ وَإِلَّا فَلَا بُدَّ مِنَ الرَّاحِلَةِ مُطْلَقًا وَتِلْكَ الْقُدْرَةُ فَاضِلَةٌ عَنْ نَفَقَتِهِ وَنَفَقَةِ عِيَالِهِ إِلَى حِينِ عَوْدِهِ وَعَمَّا لَا بُدَّ مِنْهُ كَالْمَنْزِلِ وَأَثَاثِهِ وَآلَاتِ الْمُحْتَرِفِينَ وَقَضَاءِ الدَّيْنِ.

زاد توشۂ سفر، راشن، اشیائے خوردنی جمع أَزْوَادٌ وَأَزْوِدَةٌ. نفقة خرچ کی جانے والی مال کی مقدار، زاد راہ جمع نفقات۔ راحلة سواری کے لائق اونٹ، سفر و بار برداری کے لئے طاقت ور اونٹ یا اونٹنی (مذکر ومؤنث ہر دو کے لئے) تا مبالغہ کی ہے جمع رَوَاحِل خچر یا گدھا مراد نہیں ہے اور عبارت میں مختص کی قید لگا کر یہ بتلانا مقصود ہے کہ مشترک سواری پر قدرت ہونے سے حج فرض نہ ہوگا۔ مَحْمِل جمع محامل ڈولی پالکی، چوپائے کے دو طرف لٹکے ہوئے تھیلے جن پر بوجھ رکھا جاتا ہے۔ بملک قابل تصرف مقبوضہ شئی جمع املاک مَلَکَ يَمْلِكُ مِلْكًا باب (ض) مالک ہونا (قبضہ کے ساتھ حسب منشا تنہا تصرف کرنا)۔ اجارہ ایسا معاملہ ہے جو منافع پر مال کے عوض ہوتا ہے اور منافع جس قدر پائے جائیں اسی حساب سے اجارہ منعقد ہوتا رہتا ہے۔ اباحة کسی چیز سے مفت نفع اٹھانا۔ اعارہ یعنی عاریت کسی چیز کو مفت استعمال کرنے کے لئے دے اور بعد میں اس کو واپس لے لے۔ حول اطراف، چہار جانب جمع أَحْوَال.

اَمْكَنَ ماضی معروف باب افعال، امکان مصدر ہے کسی چیز پر کسی کو قادر بنانا۔ قَدَمٌ پاؤں اقدام (مؤنث ہے کبھی مذکر بھی مستعمل ہوتا ہے) ٹانگ کا وہ حصہ جو زمین پر ٹکتا ہے اس کے اوپر پنڈلی ہوتی ہے۔ مَشَقَّةٌ کلفت، دشواری جمع مَشَاقّ ومَشَقَّات ۔ لَابُدَّ مِنْهُ اس سے چھٹکارا نہیں یعنی وہ ضروری ہے جمع اَبْدَاد وبِدَدَة۔ مَنْزِلٌ رہائش گاہ، مکان جمع منازل۔ آلَاتٌ آرائشی سامان، فرنیچر، فرش وغیرہ جمع اثاث۔ مُحْتَرِفِیْن اس کا واحد مُحْتَرِفٌ پیشہ ور، اِحْتَرَفَ یَحْتَرِفُ اِحْتِرَافًا مصدر ہے پیشہ اختیار کرنا۔

ترجمہ اور قادر ہونا توشۂ سفر پر اگرچہ مکہ ہی میں ہو درمیانی خرچ کے ساتھ اور قادر ہونا ایسی سواری پر جو خاص اسی کے لئے ہو یا پالکی کے ایک حصہ پر ملکیت یا کرایہ کے طور پر نہ کہ اباحت اور عاریت کے طور پر غیر اہل مکہ کے لئے اور وہ لوگ جو مکہ مکرمہ یا اس کے اطراف میں رہتے ہوں (ان پر حج اس وقت فرض ہوگا) جبکہ ممکن ہو ان کیلئے چلنا پیدل اور طاقت بلا کسی مشقت کے ورنہ ضروری ہوگی سواری مطلقا اور وہ قدرت (یعنی توشۂ سفر اور خرچ پر جو قدرت ہو وہ) زائد ہو اس کے خرچ سے اور اس کے بال بچوں کے خرچ سے اس کے واپس آنے کے وقت تک اور ان چیزوں سے (بھی فاضل ہونی چاہئے) جو لازمی اور ضروری ہیں جیسے مکان اور اس کا سامان اور پیشہ وروں (دست کاروں) کے اوزار وآلات اور قرض کی ادائیگی۔

استطاعت سے کیا مراد ہے؟

چھٹی شرط حج کے سفر پر قادر ہونا یعنی بدنی طاقت سواری اور توشہ کا ہونا اگر یہ استطاعت نہیں تو حج واجب نہیں استطاعت سے مراد سفر کی ایسی قدرت ہے جو جانے والے کی حالت کے مناسب ہو مثلاً جو شخص مکہ کا رہنے والا ہے اور پیدل چلنے پر قادر ہے تو اس کے لئے پیدل چلنا استطاعت ہے اور جو چلنے پر قدرت نہ رکھتا ہو اگر سواری اس کے لئے مہیا ہو تو اس کے لئے سواری قدرت ہے اور جو مکہ کے باہر رہنے والے ہیں تو اس مقام سے بسہولت جس سواری کے ذریعہ سفر حج کرنے کا معمول ہو مثلاً خشکی کے راستے سے کاروں، بسوں یا ٹرین وغیرہ کے ذریعہ یا سمندری راستے سے پانی کے جہازوں کے ذریعہ یا دور دراز کے ممالک سے ہوائی جہاز کے ذریعہ۔ الغرض جس جگہ سے جس طرح کی سواری سفر حج میں استعمال ہوتی ہو اس پر قدرت شرط ہے یہی حال زاد راہ کے معاملہ میں ہے جو شخص جس طرح کے کھانے کا عادی ہو، سفر میں اسی طرح کے کھانے کا انتظام ہو جانا اس کے حق میں قدرت شمار ہوگا۔ (غنیۃ الناسک: ۱۹)

زاد سفر حوائج اصلیہ سے الگ ہونا چاہئے

حج میں جس مالی وسعت کی شرط ہے اس کا مطلب یہ ہے کہ اپنے وطن سے مناسب حال سواری (جس کا بیان اوپر آچکا ہے) سے مکہ معظمہ آمد ورفت کا خرچ اس کے پاس ہو اور یہ خرچ اس کی لازمی ضروریات سے علیحدہ ہو اور لازمی

ضروریات میں مکان، سواری، کاریگری کے آلات، عالم کے لئے مطالعہ کی کتابیں، پہننے کے کپڑے، گھر کا ساز وسامان اور بقدر ضرورت تجارتی سرمایہ وغیرہ شامل ہے۔ (غنیۃ الناسک:۱۹)

ایام سفر میں اہل وعیال کا خرچ

استطاعت میں یہ بھی شرط ہے کہ جو شخص مکہ سے مسافت سفر سے زائد فاصلہ پر رہتا ہو اس کے پاس اپنے اور اہل وعیال کے نفقہ کا انتظام بھی ہو لہٰذا جس شخص کے پاس زاد وسفر تو ہے لیکن اہل وعیال کا خرچ نہیں ہے تو اس پر حج فرض نہ ہوگا۔ (غنیۃ الناسک:۱۸)

قوله علی راحلة مختصة : اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ حج پر قدرت جبھی سمجھی جائے گی جبکہ سواری اسی کی ہو یا کرایہ پر لی ہو اس میں کوئی دوسرا شریک نہ ہو چنانچہ اگر دو آدمیوں نے مثلاً سواری کرایہ پر لی اور یہ طے کر لیا کہ ترتیب وار ایک ایک منزل سوار ہوتے ہوئے جائیں گے تو قدرت علی الحج نہیں سمجھی جائے گی۔ **او علی شق محمل** فرماتے ہیں کہ یا تو پوری سواری پر قدرت ہو یا مثلاً دیگر پالکی اور ڈولی کے دو حصوں میں سے ایک پر قدرت ہو کیونکہ ایک جانب ایک سوار کے لئے کافی ہو جائے گی لہٰذا اتنے حصہ پر قدرت ہونے سے بھی قدرت علی الحج سمجھی جائے گی۔ **لا بالاباحة والاعارة** : یعنی اباحت اور عاریت سے قدرت ثابت نہیں ہوتی، مطلب یہ ہے کہ اگر کوئی شخص اپنی طرف سے کسی دوسرے کو حج کے اخراجات یا سواری کی پیش کش کرے تو اس پیش کش کی وجہ سے اس پر حج فرض نہیں ہوگا اور یہ پیش کش قبول کرنا اس پر لازم نہیں ہے۔ (غنیۃ الناسک:۲۱)

اختیاری مطالعہ

حج کے لئے حوائج اصلیہ کو نہیں بیچا جائے گا

گھر کے ضروری ساز وسامان مثلاً فریج کولر وغیرہ اگرچہ کتنے ہی قیمتی ہوں ان کی وجہ سے حج کے وجوب کا حکم نہ ہوگا لہٰذا انہیں بیچ کر حج کو جانا ضروری نہیں بلکہ حج کے وجوب کے لئے حوائج اصلیہ سے زائد مال ہونا ضروری ہے۔ (غنیۃ الناسک:۲۰)

حج کو جائے یا گھر کا سامان خریدے؟

اگر کسی کے پاس حج کے بقدر مال موجود ہو لیکن اس کو گھر کے لئے مثلاً بڑا جہیز خریدنے کی ضرورت ہو تو اگر حج کا وقت آگیا ہو تو جہیز نہ خریدے بلکہ پہلے حج کر کے آئے اور اگر حج کا وقت دور ہو تو ضرورت کے لئے جہیز خرید سکتا ہے اور اس پر حج فرض نہ ہوگا۔ (غنیۃ الناسک:۲۰)

پہلے شادی کرے یا حج؟

اگر شادی کی ضرورت ہے اور حج کا وقت آجائے تو اول حج کرے اور اگر حج کے وقت میں دیر ہو تو شادی کرنے کو ترجیح ہوگی، یہی حکم اپنے بچوں کی شادی وغیرہ کا ہے کہ بچوں کی شادی کی وجہ سے حج کو مؤخر کرنا جائز نہیں ہے، (غنیۃ الناسک: ۲۰) یہ بات جو مشہور ہے کہ جس گھر میں بالغ بچی نکاح کے قابل موجود ہو اس پر بچی کا نکاح کئے بغیر حج کو جانا لازم نہیں تو یہ بات بالکل غلط ہے۔ (انوار مناسک: ۱۶۸)

﴿۱۲۲۷﴾ وَيُشْتَرَطُ الْعِلْمُ بِفَرْضِيَّةِ الْحَجِّ لِمَنْ أَسْلَمَ بِدَارِ الْحَرْبِ أَوِ الْكَوْنُ بِدَارِ الْإِسْلَامِ.

ترجمہ اور شرط ہے جاننا حج کی فرضیت کا اس شخص کے لئے جو اسلام لایا دار الحرب میں یا ہونا دار الاسلام میں۔

تشریح ساتویں اور آخری شرط یہ ہے کہ حج کی فرضیت کا علم ہو خواہ علم حقیقی ہو یا علم حکمی ہو حکمی کا مطلب یہ ہے کہ آدمی دار الاسلام میں یا اسلامی ماحول میں رہتا ہو کہ جہاں کے رہنے والے کو حکماً فرضیت کا علم رکھنے والا قرار دیا جائے گا اور اس کے لئے یہ عذر نہ ہوگا کہ مجھے علم نہ تھا اور جس شخص کی پرورش دار الحرب میں غیر اسلامی ماحول میں ہوئی اور اسے پہلے سے حج کی فرضیت کا علم نہ ہو سکا تو اس پر حج فرض نہیں لیکن اگر اس نے کر لیا تب بھی اس کا حج ادا ہو جائے گا۔ (غنیۃ الناسک: ۱۳)

﴿۱۲۲۸﴾ وَشُرُوطُ وُجُوبِ الْأَدَاءِ خَمْسَةٌ عَلَى الْأَصَحِّ صِحَّةُ الْبَدَنِ وَزَوَالُ الْمَانِعِ الْحِسِّيِّ عَنِ الذَّهَابِ لِلْحَجِّ وَأَمْنُ الطَّرِيقِ.

زوال باب (ن) کا مصدر ہے، سرکنا، اور جب صلہ میں عن آئے تو معنی ہوں گے ختم ہونا۔ مانع حسی مثلاً قید خانہ میں بند ہے یا حکومت کی جانب سے وارنٹ ہے۔ ذھاب باب (ف) کا مصدر ہے جانا۔

ترجمہ اور ادا کے وجوب کی شرطیں پانچ ہیں صحیح مذہب کی بنا پر، بدن کا صحیح وسالم ہونا اور مانع حسی کا ختم ہو جانا حج کے لئے جانے سے اور راستہ کا محفوظ ہونا۔

حج کی ادائیگی کی شرائط کا بیان

اب تک شرائط وجوب کو بیان کر رہے تھے اب یہاں سے حج کی ادائیگی کی شرائط کو بیان کرتے ہیں چنانچہ مذکورہ عبارت میں تین شرائط کا بیان ہے فرماتے ہیں کہ ہر اس شخص پر حج کی ادائیگی ہے (۱) جو کہ تندرست ہو لنگڑا اپاہج وغیرہ

نہ ہو (۲) اور راستہ کی ساری رکاوٹیں بھی ختم ہوں مثلاً حکومت کی طرف سے سفر کی منظوری ویزا اور سواری اور ٹکٹ کی فراہمی (۳) اور دشمن وغیرہ کے خطرات سے مامون ہونا۔

﴿۱۲۴۹﴾ وَعَدَمُ قِيَامِ الْعِدَّةِ.

ترجمہ اور عدت کا نہ رہنا۔

تشریح اس عبارت میں چوتھی شرط کا بیان ہے اور مطلب یہ ہے کہ اگر کسی عورت کا شوہر مر گیا یا طلاق دیدی ہو تو جس وقت تک وہ عدت میں رہے گی اس وقت تک حج کی ادائیگی لازم نہیں ہے۔

﴿۱۲۵۰﴾ وَخُرُوْجُ مَحْرَمٍ وَلَوْ مِنْ رَضَاعٍ أَوْ مُصَاهَرَةٍ مُسْلِمٍ مَأْمُوْنٍ عَاقِلٍ بَالِغٍ أَوْ زَوْجٍ لِامْرَأَةٍ فِي سَفَرٍ.

مَحْرَم وہ مرد یا عورت جو ایک دوسرے کے لئے محرم ہوں یعنی قرابت کی وجہ سے نکاح جائز نہ ہو اور ان میں پردہ نہ ہو جمع مَحَارِمُ۔ رَضَاع رضاعی اخوت، دودھ شریک بھائی بہن رَضَعَ يَرْضَعُ رَضْعًا باب فتح دودھ پینا۔ مُصَاهَرَة باب مفاعلۃ کا مصدر ہے ازدواجی رشتہ قائم کرنا، داماد بنانا یا داماد بنانا۔

ترجمہ اور محرم کا نکلنا اگر چہ رضاعت کے باعث ہو یا سسرالی تعلقات کی وجہ سے ہو (اور وہ شخص) مسلمان ہو مامون ہو عاقل بالغ ہو یا عورت کا شوہر ہو ہر سفر میں۔

عورت پر حج کب فرض ہوتا ہے؟

اس عبارت میں وجوب ادا کی پانچویں شرط کا بیان ہے مطلب یہ ہے کہ عورت پر حج فرض ہونے کیلئے ذاتی خرچ کے علاوہ ساتھ میں جانے والے محرم کا پورا سفر خرچ بھی مہیا ہونا لازم ہے ورنہ عورت پر حج فرض نہیں ہوتا۔ (ہدایہ: ۱/۲۱۳، ایضاح المناسک: ۶۳)

عورت کے محارم

عورت اپنے شوہر کے ساتھ حج کو جاسکتی ہے اور شوہر کے علاوہ ان تمام محرم مردوں کے ساتھ حج کو جاسکتی ہے جن کے ساتھ نکاح جائز نہیں ہوتا مثلاً باپ دادا، پردادا، سگڑدادا، لکڑدادا، بیٹے، پوتے، پڑپوتے، سگڑپوتے، لکڑپوتے، نواسے، داماد، خسر، خسر کا باپ، شوہر کا نانا، حقیقی بھائی، باپ شریک بھائی، ماں شریک بھائی، رضاعی بھائی، رضاعی باپ، حقیقی چچا، تایا، ماموں، نانا وغیرہ سب عورت کے ایسے محارم ہیں کہ جن کے ساتھ نکاح جائز نہیں ہے لہذا ان میں سے ہر

ایک کے ساتھ حج کو جاسکتی ہے مگر تایازاد، چچازاد، پھوپھی زاد، ماموں زاد، خالہ زاد بھائی شرعی محرم نہیں ہیں اس لئے ان کے ساتھ تین روز سے زائد مسافت کا سفر جائز نہیں ہے۔ (ایضاح المناسک: ۹۳، معلم الحجاج: ۸۵)

تین دن سے کم کی مسافت کا سفر

اگر مسافت سفر تین دن سے کم کی ہے یعنی سوا ستتر کلو میٹر سے کم کی مسافت کی ہے اور فتنہ و معصیت کا خطرہ بھی نہیں ہے تو حضرت امام ابوحنیفہؒ کے مشہور قول کے مطابق عورت کے لئے بلا محرم اور بلا شوہر سفر کر کے حج کرنا بلا کراہت جائز ہے اور غیر مشہور قول کے مطابق ایسی صورت میں بھی محرم یا شوہر کے بغیر حج کا سفر کرنا مکروہ ہے اور فساد زمانہ کی وجہ سے اسی غیر مشہور قول پر فتویٰ دیا جاتا ہے اور اسی پر عمل ہونا چاہئے۔ (شامی مصری: ۲/۱۹۹، کراچی: ۲/۴۶۵، بیروت: ۳/۴۱)

تین دن یا اس سے زیادہ کی مسافت کا سفر

اگر سفر تین دن یا اس سے زیادہ کی مسافت کا ہے یعنی سوا ستتر کلو میٹر یا اس سے زیادہ کا ہے تو حنفی مذہب کے مطابق عورت کا بلا محرم یا بلا شوہر اتنی لمبی مسافت کا سفر طے کر کے حج کو جانا مکروہ تحریمی ہے لیکن اگر کرے گی تو اس کا حج صحیح ہو جائے گا البتہ کراہت تحریمی کے ارتکاب کا گناہ ہوگا۔ (درمختار مصری: ۲/۲۰۰، بیروت: ۳/۴۲)

فوائد قیود: مسلم علامہ طحطاویؒ فرماتے ہیں کہ مسلم کی قید کے بجائے اگر "غیر مجوسی" کی قید ہوتی تو زیادہ بہتر تھا کیونکہ محرم اگر ذمی ہو تو بھی کافی ہے۔

مامون، عاقل بالغ: اس سے مراد یہ ہے کہ اس کی جانب سے اطمینان ہو وہ بدمعاش نہ ہو جس کی بدفعلی کا ایسی حالت میں بھی خوف ہو اور اس قید کو لگا کر وہ مجوسی نکل گیا جو محرم عورتوں سے نکاح کے جواز کا اعتقاد رکھتا ہے ایسے ہی وہ مسلمان رشتہ دار جس کی جانب سے اطمینان نہ ہو ایسے ہی وہ بچہ جو بالغ نہیں ہوا اور مجنون وہ پاگل یہ چاروں اس وجہ سے نکل گئے کہ محرم کا مقصد حفاظت ہے اور مذکورہ بالا لوگوں میں یہ مفقود ہے۔ (البحر الرائق: ۲/۳۳۹)

﴿۱۲۵۱﴾ وَالْعِبْرَةُ بِغَلَبَةِ السَّلَامَةِ بَرًّا وَبَحْرًا عَلَى الْمُفْتَى بِهِ .

اَلْبَرُّ خشکی جمع بُرُوْز. اَلْبَحْرُ سمندر، دریا جمع اَبْحُر وبُحُوْر.

ترجمہ اور اعتبار ہے اکثر صحیح سالم واپس آجانے کا خشکی اور تری سے مفتیٰ بہ قول پر۔

راستہ کے پُر امن ہونے کی حقیقت کیا ہے اور اس میں کس چیز کا اعتبار ہے

اس عبارت میں یہ بیان کرتے ہیں کہ راستہ کے پُر امن ہونے کی حقیقت کیا ہے اور اس میں کس چیز کا اعتبار ہے

چناں چہ فرماتے ہیں کہ اس میں اکثر صحیح سالم واپس آجانے کا اعتبار ہے علامہ ابن نجیمؒ نے فتح القدیر کے حوالہ سے لکھا ہے کہ غلبہ سلامت کا مطلب خوف کا نہ ہونا ہے کہ اگر لٹیروں کی جانب سے خوف ہو اور وہ لوگ کئی بار غالب آچکے اور ان کو دبدبہ حاصل ہے اور مسافرین بذات خود کمزور ہیں تو ایسی صورت میں حج واجب نہ ہوگا پھر آگے فرماتے ہیں کہ اگر سفر حج کا راستہ سمندر سے ہی گزرتا ہو اس کے علاوہ کوئی چارہ کار نہ ہو تو حج ادا کرنا ضروری ہے یا نہیں؟ بعض حضرات فرماتے ہیں کہ ادائیگی ساقط ہو جائے گی مگر اس سلسلہ میں علامہ کرمانی فرماتے ہیں کہ اگر صحیح سالم واپس آنے کا غالب گمان ہے تو حج واجب ہوگا ورنہ نہیں اسی کو صاحب کتاب بیان فرمارہے ہیں اور یہی قول اصح اور منقح ہے۔ (البحر الرائق ج۲/۳۳۶)

﴿۱۲۵۲﴾ وَيَصِحُّ أَدَاءُ فَرْضِ الْحَجِّ بِأَرْبَعَةِ أَشْيَاءَ لِلْحُرِّ الْإِحْرَامُ وَالْإِسْلَامُ وَهُمَا شَرْطَانِ ثُمَّ الْإِتْيَانُ بِرُكْنَيْهِ وَهُمَا الْوُقُوفُ مُحْرِمًا بِعَرَفَاتٍ لَحْظَةً مِنْ زَوَالِ يَوْمِ التَّاسِعِ إِلَى فَجْرِ يَوْمِ النَّحْرِ بِشَرْطِ عَدَمِ الْجِمَاعِ قَبْلَهُ مُحْرِمًا وَالرُّكْنُ الثَّانِي هُوَ أَكْثَرُ طَوَافِ الْإِفَاضَةِ فِي وَقْتِهِ وَهُوَ مَا بَعْدَ طُلُوعِ فَجْرِ النَّحْرِ.

لحظة مختصر وقت، ذرا سی دیر جمع لحظات . **زوال** سورج ڈھلنے کا وقت۔

ترجمہ اور صحیح ہو جاتا ہے فریضہ حج کا ادا کرنا چار چیزوں سے آزاد شخص کے لئے احرام اور اسلام اور یہ دونوں شرطیں ہیں پھر ادا کرنا حج کے دو رکنوں کا اور وہ ٹھہرنا بحالت احرام میں میدان عرفات میں ایک لمحہ کے لئے نویں ذی الحجہ کے زوال کے وقت سے دسویں ذی الحجہ کی صبح صادق تک صحبت نہ ہونے کی شرط کے ساتھ اس سے پہلے حالت احرام میں اور دوسرا رکن وہ طواف افاضہ کا اکثر حصہ اس کے وقت میں ادا کرنا اور وہ دسویں ذی الحجہ کی صبح صادق طلوع ہونے کے بعد سے ہے۔

حج کے فرائض

حج کے فرائض میں دو طرح کے اعمال شامل ہیں ایک تو وہ عمل جس کا تحقق اصل عمل سے پہلے ضروری ہے جسے اصطلاح میں شرط کہا جاتا ہے دوسرے وہ ارکان جو اصل اعمال میں شامل ہیں ان دونوں کو ملا کر حج کے فرائض اصلاً تین ہوتے ہیں جو درج ذیل ہیں: (۱) احرام باندھنا: یہ شرط ہے احرام کے بغیر حج درست نہیں ہو سکتا (اگرچہ کتب فقہ میں شرط کہا ہے مگر یہ درحقیقت فرض ہے) اور احرام کی حقیقت یہ ہے کہ حج یا عمرہ کی نیت سے تلبیہ پڑھ لیا جائے لہٰذا احرام کے لئے نہ صرف نیت کافی ہے اور نہ ہی صرف تلبیہ بلکہ جس طرح نماز میں داخل ہونے کے لئے تکبیر تحریمہ اور نیت دونوں کا ایک ساتھ ہونا شرط ہے اسی طرح حج یا عمرہ میں داخل ہونے کے لئے تلبیہ اور نیت دونوں کا ایک ساتھ ہونا شرط ہے احرام کی جو دو چادریں ہوتی ہیں وہ احرام نہیں ہیں بلکہ بنا سلے ہوئے احرام کے کپڑے ہیں ان کو مجازاً احرام کہہ دیتے ہیں ورنہ

یا عمرہ کی نیت کر کے تلبیہ پڑھ لینے سے احرام شروع ہو جاتا ہے۔ اور فریضہ حج کی ادائیگی کے لئے مسلمان ہونا بھی شرط ہے، یہ بات پہلے گزر چکی ہے۔ (۲) ۹ ذی الحجہ کو زوال آفتاب کے وقت سے ۱۰ ذی الحجہ کی صبح صادق تک عرفہ میں کسی وقت ٹھہرنا چاہے ایک ہی منٹ کیوں نہ ہو۔ (۳) طواف زیارت جو دسویں ذی الحجہ کی صبح سے لیکر بارہویں ذی الحجہ تک کیا جاتا ہے۔ ان تینوں فرضوں میں سے اگر کوئی چیز چھوٹ جائے گی تو حج صحیح نہ ہوگا اور نہ ہی اس کی تلافی دم وغیرہ کے ذریعہ ہو سکتی ہے۔ (غنیۃ الناسک: ۴۴-۴۵)

ملحق بہ فرائض

درج ذیل دو باتیں بھی فرائض حج کے ساتھ ملحق ہیں: (۱) وقوف عرفہ سے پہلے احرام کی حالت میں عورت سے صحبت نہ کرنا کیوں کہ اگر وقوف عرفہ سے پہلے جماع پایا گیا تو حج فاسد ہو جائے گا اور اس کی تلافی کی کوئی شکل نہ ہوگی البتہ وقوف عرفہ کے بعد جماع کی تلافی ممکن ہے۔ (غنیۃ الناسک: ۴۵) (۲) احرام وقوف عرفہ اور طواف زیارت میں ترتیب کیوں کہ ان میں سے کسی بھی طرح ترتیب الٹی تو حج درست نہ ہوگا۔ (انوار مناسک: ۲۶۹)

طواف زیارت کے اسماء

طواف زیارت جو حج کے اندر اہم ترین رکن ہے اس کے چھ نام مشہور ہیں جو حسب ذیل ہیں: طواف زیارت، طواف فرض، طواف افاضہ، طواف رکن، طواف یوم النحر، طواف معروض۔ اور طواف زیارت کے صحیح ہونے کے لئے بہت سی شرائط ہیں ان میں سے صاحب کتاب نے صرف ایک شرط بیان کی ہے اور وہ یہ ہے کہ کم از کم چار چکروں کی تکمیل کرنا طواف میں فرض اور شرط ہے ورنہ طواف ہی صحیح نہ ہوگا اس کے بعد تین چکر واجب ہیں فرض یا شرط نہیں ہیں۔ باقی جملہ شرائط کے لئے ایضاح المناسک: ۹۸ کا مطالعہ مفید ہوگا۔

﴿۱۲۵۳﴾ وَوَاجِبَاتُ الْحَجِّ.

ترجمہ اور حج کے واجبات۔

واجبات حج

حج میں ہر وہ کام واجب ہے جس کو چھوڑ دینے کے بعد اعادہ نہ کرنے کی صورت میں جرمانہ میں ایک قربانی واجب ہو جاتی ہو واجبات حج اصلاً چھ ہیں: (۱) وقوف مزدلفہ (۲) صفا اور مروہ کے درمیان سعی کرنا۔ (۳) رمی جمار کرنا (۴) قارن و متمتع کو دم شکر دینا۔ (۵) حلق یا قصر کرانا (۶) آفاقی کو طواف وداع کرنا۔ (غنیۃ الناسک: ۴۵)

تنبیہ: بعض کتابوں میں واجبات حج ۳۵ تک شمار کیے ہیں وہ حقیقت میں بلا واسطہ حج کے واجبات نہیں ہیں بلکہ حج کے افعال کے واجبات ہیں مثلاً بعض احرام کے ہیں بعض طواف کے ہیں اور ان میں واجبات حج اور شرائط حج کے واجبات کو بھی شمار کر لیا ہے حج کے واجبات بلا واسطہ صرف چھ ہیں، یہاں صاحب کتاب نے بھی واجبات حج اور ملحقات واجب ۲۲ تک ذکر کیے ہیں۔ (غنیۃ الناسک: ۴۲، مناسک علی قاری: ۷۰)

﴿۱۲۵۴﴾ اِنْشَاءُ الْاِحْرَامِ مِنَ الْمِيْقَاتِ .

ترجمہ میقات سے احرام کا شروع کرنا۔

میقات مکانی

(۱) میقات اس کی جمع مواقیت ہے، میقات وقت سے ماخوذ ہے، کسی کام کے لئے جو وقت متعین کیا جائے وہ اس کی میقات ہے پھر بعد میں اس میں مزید وسعت و گنجائش نکال کر میقات کا استعمال اس جگہ پر بھی کیا گیا جو کسی کام کے لئے متعین و مقرر کیا جائے، لہذا میقات کے معنی ہوئے زمان معین یا مکان معین۔ حج کے لئے میقات زمانی بھی ہے جس کا بیان گذر چکا ہے اور میقات مکانی بھی اور یہاں یہی معنی مراد ہیں، مواقیت الحج کہتے ہیں مواضع احرام کو کہ مکہ کے چاروں طرف معین جگہیں ہیں جن پر سے بغیر احرام کے گذرنا اس شخص کے لئے ممنوع ہے جس کا ارادہ حرم مکہ میں دخول کا ہو معلوم ہوا کہ میقات ہی سے احرام باندھنا واجب ہے۔

اختیاری مطالعہ

میقات کی حکمت

شاہی دربار میں حاضری کے کچھ آداب و ضوابط ہوتے ہیں اسی اعتبار سے احکم الحاکمین رب العالمین کے دربار میں حاضری کے آداب بھی مقرر ہیں، میقات کی پابندیاں اسی قبیل سے ہیں کہ جو شخص باہر سے دربار خداوندی میں حاضری کے ارادہ سے اندر آئے اس کے لئے میقات پر پہنچتے ہی احرام کی پابندی لازم ہے اور احرام کی حالت کمال عاجزی کی حالت ہے جس میں آدمی اپنی سب شان و شوکت کو اتار کر ایک عاجز بندے کی شکل میں ننگے سر اور کھلے پاؤں حاضر ہوتا ہے، اس حکم میں امیر غریب بادشاہ یا رعایا میں کوئی فرق نہیں ہے، اس عالی دربار میں سب کو یکساں انداز میں حاضر ہونے کا حکم ہے۔

﴿۱۲۵۵﴾ وَمَدُّ الْوُقُوْفِ بِعَرَفَاتٍ اِلَى الْغُرُوْبِ .

ترجمہ اور وقوف عرفات کو کھینچنا غروب تک۔

غروب شمس سے قبل حدود عرفات سے نکلنا

(۲) نویں ذی الحجہ کو میدان عرفات پہنچ جانے کے بعد زوال شمس سے قبل وقوف صحیح نہیں ہوتا زوال کے بعد ہی وقوف صحیح ہوتا ہے اس درمیان میں دعاؤں میں مشغول ہو جانا اور ذکر و تکبیر پڑھتے رہنا مسنون ہے، اب صورت مسئلہ یہ ہے کہ غروب آفتاب ہو جانے تک عرفات میں رہنا واجب ہے، لہذا اگر غروب سے قبل عرفات سے نکلے گا تو ترک واجب کی وجہ سے دم دینا لازم ہوگا۔ (شامی کراچی: ۲/۵۱۴، مصری: ۲/۲۲۱)

﴿۱۲۵۶﴾ وَالْوُقُوْفُ بِالْمُزْدَلِفَةِ فِيْمَا بَعْدَ فَجْرِ يَوْمِ النَّحْرِ وَقَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ۔

ترجمہ اور مزدلفہ میں ٹھہرنا دسویں تاریخ کی صبح صادق کے بعد اور سورج نکلنے سے پہلے تک۔

وقوف مزدلفہ کا وقت

(۳) وقوف مزدلفہ کا وقت ذی الحجہ کی دسویں تاریخ کی صبح صادق سے طلوع آفتاب کے درمیان ہے لہذا اگر کوئی طلوع صبح صادق سے قبل یا طلوع شمس کے بعد مزدلفہ میں وقوف کرے گا تو اس کا وقوف حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک صحیح نہ ہوگا۔ (شامی مصری: ۲/۲۲۴، کراچی: ۲/۵۱۱)

مزدلفہ: یہ منیٰ اور عرفات کے درمیان ایک بڑا میدان ہے جس کے تین جانب پہاڑ ہے عرفات سے واپسی میں اسی میدان میں مغرب اور عشا کی نماز ایک ساتھ پڑھنے کا حکم ہے۔ (ایضاح المناسک: ۴۳)

مزدلفہ کے حدود متعین ہیں اس کے اندر ہی قیام لازم ہے بہت لوگ حدود مزدلفہ سے پہلے قیام کرتے اور رات گذارتے ہیں اور سورج نکلنے کے بعد اب حدود مزدلفہ سے گذرتے ہیں ان کا وقوف مزدلفہ فوت ہو جاتا ہے اور ان پر دم واجب ہے۔

﴿۱۲۵۷﴾ وَرَمْيُ الْجِمَارِ۔

جمار: یہ منیٰ کے وہ تین مشہور کھمبے ہیں جن پر کنکریاں ماری جاتی ہیں۔

ترجمہ اور جمروں پر کنکریاں پھینکنا۔

تشریح (۴) جمرات کی رمی کرنا واجب ہے ایک دن کی رمی ترک کر دی ہو یا تینوں دن کی رمی ترک کر دی ہو ایک ہی دم واجب ہوتا ہے۔ (غنیۃ المناسک: ۹۷)

﴿۱۲۵۸﴾ وَذِبْحُ الْقَارِنِ وَالْمُتَمَتِّعِ .

ترجمه: اور قارن اور متمتع کا ذبح کرنا۔

تشریح: (۵) قارن و متمتع کا قربانی کرنا واجب ہے لہٰذا اگر قربانی کئے بغیر احرام کھول لیں گے تو جرمانہ میں ایک قربانی اور کرنی لازم ہو جائے گی۔ (فتح القدیر: ۳/۹۵)

جو لوگ مکہ مکرمہ میں اتنے پہلے پہنچ جائیں کہ وہ وہاں جا کر مقیم ہو جائیں تو ان پر صاحب نصاب ہونے کی قربانی بھی دم تمتع اور دم قران کے علاوہ واجب ہے یعنی جو شخص حج سے قبل مکہ معظمہ آئے اور اس کا ارادہ بشمول ایام حج پندرہ روز قیام کا ہو تو وہ مقیم شمار ہوگا اور مقیم ذی استطاعت حاجی پر حج کی قربانی کے علاوہ مالی قربانی حسب دستور واجب ہوگی اب وہ چاہے حرم میں قربانی کرے یا اپنے وطن میں قربانی کرائے۔

﴿۱۲۵۹﴾ وَالْحَلْقُ .

ترجمه: اور سر منڈوانا (یا سر کے بال کٹوانا)

تشریح: حج یا عمرہ کا احرام کھولنے کے لئے سر کا منڈانا یا کتروانا لازم ہے یعنی حج یا عمرہ کے تمام ارکان سے فارغ ہونے کے بعد احرام کھولنے کی نیت سے سر کے بال صاف کر لئے جائیں۔

﴿۱۲۶۰﴾ وَتَخْصِيْصُهُ بِالْحَرَمِ وَأَيَّامِ النَّحْرِ .

تخصیصہ ضمیر کا مرجع حلق ہے۔ حرم یہ مکہ مکرمہ کے چاروں طرف کچھ دور دور تک زمین ہے اور اس کے حدود پر نشانات لگے ہوئے ہیں، جو تقریباً ۵۵۰ مربع کلو میٹر پر مشتمل ہے، ان نشانات کے اندرونی حصہ کو حرم کہا جاتا ہے۔ ایام النحر دسویں ذی الحجہ سے بارہویں ذی الحجہ کے غروب تک تین دن ہیں۔

ترجمه: اور اس کو خاص کرنا حرم میں اور ایام نحر میں۔

حدود حرم میں ایام نحر کے اندر حلق کرنا

حدود حرم میں ایام النحر کے گزر جانے سے قبل سر کے بال صاف کر کے احرام کھول دینا واجب ہے لہٰذا اگر حدود حرم سے باہر بال صاف کرے گا یا بارہویں ذی الحجہ گزر جانے کے بعد حلق یا قصر کرے گا تو جرمانہ میں ایک دم دینا لازم ہوگا۔

(در مختار مصری: ۲/۲۸۳، ایضاح المناسک: ۵۹، در مختار کراچی: ۲/۴۷۰)

﴿۱۲۶۱﴾ وَتَقْدِيْمُ الرَّمْيِ عَلَى الْحَلْقِ .

ترجمہ اور کنکریوں کے پھینکنے کو سر منڈانے سے پہلے کرلینا۔

جمرۂ عقبہ کی رمی وقربانی وحلق میں ترتیب

جمرۂ عقبہ (منیٰ میں حرم شریف کی طرف بالکل اخیر میں جو کھمبا ہے اس کو جمرۂ عقبہ کہتے ہیں) کی رمی قربانی حلق راس کے درمیان ترتیب قائم رکھنا واجب ہے اور ترتیب اس طرح ہے کہ یوم النحر میں اولاً جمرۂ عقبہ کی رمی اس کے بعد قربانی (اگر قربانی لازم ہے) اس کے بعد حلق یا قصر لہٰذا اگر رمی سے قبل قربانی یا حلق کرے گا یا قربانی سے قبل حلق کرے گا تو جرمانہ میں ایک دم دینا لازم ہوگا۔ (درمختار: ۲/۲۸۶، ایضاح المناسک: ۵۸، درمختار مع الشامی: ۲/۳۷۰)

﴿۱۲۶۲﴾ وَنَحْرُ الْقَارِنِ وَالْمُتَمَتِّعِ بَيْنَهُمَا۔

نحر سینہ کے قریب کی رگوں کو نیزہ وغیرہ سے اس طریقہ سے کاٹنا کہ ایک ہی بار میں کام تمام ہو جائے۔ **قارن** حج قران کرنے والے کو کہتے ہیں اور قران حج کی اس قسم کو کہتے ہیں کہ جس میں میقات سے حج اور عمرہ دونوں کا ایک ساتھ احرام باندھ کر جاتے ہیں۔ **متمتع** حج تمتع کرنے والا اور تمتع اس حج کو کہتے ہیں کہ جس میں حج کے مہینوں میں صرف عمرہ کا احرام باندھا جائے پھر ارکان عمرہ کرکے احرام کھول دیا جائے پھر آٹھویں ذی الحجہ کو حج کا احرام باندھا جائے۔

ترجمہ اور نحر کرنا قارن اور متمتع کا دونوں کے درمیان (رمی جمار اور حلق کے درمیان)

قربانی کو حلق پر مقدم کرنا

متمتع اور قارن کا قربانی کو حلق پر مقدم کرنا واجب ہے لہٰذا اگر حلق کو مقدم کرے گا تو جرمانہ کا دم دینا لازم ہوگا۔
(ایضاح المناسک: ۲۰، معلم الحجاج: ۲۴۷، فتح القدیر: ۳/۶۵، شامی کراچی: ۲/۳۶۷)

﴿۱۲۶۳﴾ وَاِيْقَاعُ طَوَافِ الزِّيَارَةِ فِيْ اَيَّامِ النَّحْرِ۔

ترجمہ اور طواف زیارت کرنا ایام نحر میں۔

طواف زیارت ایام نحر کے اندر کرنا

طواف زیارت ایام النحر یعنی دسویں سے بارہویں ذی الحجہ کے درمیان کرلینا واجب ہے یعنی ان تین دنوں میں سے کسی بھی دن کرے گا تو موجب جرمانہ ہوگا۔ (ایضاح المناسک: ۵۸، درمختار کراچی: ۲/۳۷۰)

﴿۱۲۶۴﴾ وَالسَّعْيُ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ فِيْ اَشْهُرِ الْحَجِّ۔

سعی صفا و مروہ کے درمیان مخصوص طریقے سے چلنا۔ صفا یہ بیت اللہ شریف کی مشرقی جنوبی جانب ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے اور اسی سے سعی کی ابتدا کی جاتی ہے۔ مروہ یہ بیت اللہ شریف کی شمال مشرقی جانب میں ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے جو صفا پہاڑی کے مقابل میں ہے یہاں پر سعی ختم ہو جاتی ہے۔

ترجمہ: اور سعی کرنا صفا اور مروہ کے درمیان حج کے کنگنوں میں۔

تشریح: صفا و مروہ کے درمیان سعی واجب ہے اس کے ترک کر دینے سے جرمانہ لازم ہوتا ہے ائمہ ثلاثہ کے نزدیک یہ رکن اور فرض میں داخل ہے۔ (درمختار: ۲/ ۴۶۸)

﴿۱۲۶۵﴾ وَحُصُوْلُهُ بَعْدَ طَوَافٍ مُعْتَدٍّ بِهِ .

حصول باب (ن) کا مصدر ہے واقع ہونا، ثابت ہونا اور ضمیر کا مرجع سعی ہے۔ معتد اسم مفعول باب افتعال اعتداد مصدر ہے شمار میں آنا۔

ترجمہ: اور اس کا واقع ہونا ایسے طواف کے بعد جس کا اعتبار کیا جا سکے۔

سعی سے قبل طواف

سعی بین الصفا والمروہ کا کسی بھی طواف کے بعد ہونا، لہٰذا ہر سعی سے پہلے ایک طواف کا ہونا واجب ہے چاہے طواف قدوم ہو یا طواف زیارت ہو یا طواف نفل ہو، لہٰذا اگر بغیر کسی طواف کے سعی کرے گا تو جرمانہ میں ایک دم دینا لازم ہوگا۔ (ایضاح المناسک: ۵۹)

﴿۱۲۶۶﴾ وَالْمَشْيُ فِيْهِ لِمَنْ لَا عُذْرَ لَهُ .

ترجمہ: اور پیدل چلنا اس میں اس شخص کو جس کے لئے کوئی (معقول) عذر نہ ہو۔

غیر معذور کا سعی میں پیدل چلنا

غیر معذور تندرست آدمی کا سعی میں پیدل چلنا واجب ہے، لہٰذا اگر بلا عذر سواری پر سعی کرے گا تو دم دینا لازم ہوگا۔ (درمختار: ۲/ ۴۸۴، درمختار کراچی: ۲/ ۴۶۹، ایضاح المناسک: ۵۸)

﴿۱۲۶۷﴾ وَبِدَاءَةُ السَّعْيِ مِنَ الصَّفَا .

بداءۃ باب (ف) کا مصدر ہے شروع کرنا، آغاز کرنا۔

ترجمہ: اور سعی کا شروع کرنا صفا سے۔

صفا پہاڑی سے سعی کی ابتداء

صفا ومروہ کے درمیان سعی کی ابتداء صفا پہاڑی سے کرنے کو بعض علماء نے واجب کہا ہے اور بعض نے سنت مگر صفا سے ابتداء نہ کرنے میں کسی کے نزدیک دم واجب نہیں ہے جو پھیری مروہ سے کی ہے اس کا اعادہ کرنے کا تو کوئی جرمانہ نہیں اور اگر اعادہ نہ کرے گا تو ایک صدقۂ فطر لازم ہوگا۔ (معلم الحجاج: ۱۴۷، ایضاح المناسک: ۶۲)

﴿۱۲۶۸﴾ وَطَوَافُ الْوَدَاعِ.

ترجمہ اور رخصتی کا طواف۔

تشریح آفاقی پر وطن روانہ ہوتے وقت طواف وداع کرنا واجب ہے اس کو طواف صدر بھی کہتے ہیں۔ (معلم الحجاج: ۱۹۰)

آفاقی کی تعریف

یہ اس حاجی کے لئے بولتے ہیں جو میقات کے باہر سے حج یا عمرہ کے لئے حرم شریف پہنچتا ہے جیسا کہ ہندوستانی پاکستانی افغانستانی یمنی مصری وغیرہ۔

﴿۱۲۶۹﴾ وَبِدَاءَةُ كُلِّ طَوَافٍ بِالْبَيْتِ مِنَ الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ.

ترجمہ اور بیت اللہ کے گرد ہر طواف حجر اسود سے شروع کرنا۔

حجر اسود سے طواف کی ابتداء

حجر اسود سے طواف کی ابتداء کرنا اس کو صاحب درمختار نے واجب کہا ہے اور اکثر علماء نے سنت کہا ہے اس کے ترک کرنے سے راجح قول کے مطابق دم واجب نہیں ہوتا۔

حجر اسود: ترمذی شریف: ۱/۱۷۷، میں حضرت عبداللہ بن عباسؓ اور حضرت عبداللہ بن عمرؓ سے حدیث شریف مروی ہے کہ حجر اسود جنت کے یاقوت کا ایک پتھر ہے ان کے نور کو اللہ نے ختم کر کے دنیا میں اتارا ہے اگر اس کے نور کو ختم نہ کیا جاتا تو مشرق ومغرب اس کی روشنی سے منور ہو جاتے جس وقت اس کو اتارا گیا تھا بالکل دودھ کی طرح سفید تھا مگر جب انسانوں نے اس کا استلام کیا بعض بندے گناہ گار بھی ہوتے ہیں اس لئے ان کے گناہوں کا اثر اس پر پڑا اور وہ میلا ہو گیا، یہ بیت اللہ کے مشرقی جنوبی گوشہ میں قد آدم کے قریب اونچائی پر دیوار میں گڑا ہوا ہے اس کے چاروں طرف چاندی کا حلقہ چڑھا ہوا ہے اور چھوٹے بڑے گیارہ ٹکڑے اس وقت چاندی کے حلقے کے اندر جڑے ہوئے

گیا۔ (ایضاح المناسک: ۱۲۷)

اختیـــــاری مطالعــــہ

① نیک لوگوں کی نیکیوں نے پتھر کو اور سفید کیوں نہیں کیا؟ گناہگاروں کے گناہوں نے اس کو کالا کیوں کیا؟ یعنی نیکیوں کا اس پر اثر کیوں نہ پڑا؟

② نتیجہ ہمیشہ ارذل کے تابع ہوتا ہے اگر دودھ میں پیشاب کا قطرہ گر جائے تو وہ دودھ نجس بن جاتا بلکہ دودھ پیشاب بن کر تاپاک ہو جاتا ہے علاوہ ازیں کسی چیز کو لوگ مسلسل ہاتھ لگاتے رہیں تو بھی جگہ میلی ہو جاتی ہے کوہ نور کو لوگ دس ہزار سال تک مسلسل چھوتے رہیں تو وہ بھی میلا ہو جائے گا یہ ایک فطری بات ہے۔ (تحفۃ الالمعی: ۳/۲۷۷)

﴿۱۲۷۰﴾ وَالتَّيَامُنُ فِيهِ .

ترجمہ اور داہنی جانب سے شروع کرنا اس میں۔

تشریح طواف جس طرح حجر اسود سے شروع کرنا واجب ہے اسی طرح دائیں جانب سے طواف کرنا واجب ہے یعنی کعبہ شریف کے پاس پہنچ کر سب سے پہلے حجر اسود کا استلام کرے یعنی اس کو چھوئے پھر دائیں جانب چلے اور سات چکر لگانے پر ایک طواف ہوا۔

﴿۱۲۷۱﴾ وَالْمَشْيُ فِيهِ لِمَنْ لَا عُذْرَ لَهُ .

ترجمہ اور پیدل چلنا طواف میں اس آدمی کو جس کے لئے کوئی عذر نہ ہو۔

طواف میں پیدل چلنا

طواف میں پیدل چلنے پر قدرت ہو تو پیدل چلنا واجب ہے لہٰذا اگر قدرت ہوتے ہوئے سواری پر طواف کرے گا تو جنایت میں دم دینا لازم ہوگا۔

﴿۱۲۷۲﴾ وَالطَّهَارَةُ مِنَ الْحَدَثَيْنِ .

ترجمہ اور پاک ہونا دونوں حدثوں سے۔

باوضو طواف کرنا

حدث اور ناپاکی سے پاک صاف ہو کر طواف کرنا واجب ہے۔

﴿۱۲۷۳﴾ وَسَتْرُ الْعَوْرَةِ .

ترجمہ اور ستر چھپانا۔

طواف میں ستر عورت

ستر عورت یعنی بحالت طواف ستر کے اعضاء کو چھپانا واجب ہے لہذا ننگے طواف کرنا موجب دم ہوگا۔

﴿۱۲۷۴﴾ وَاَقَلُّ الْاَشْوَاطِ بَعْدَ فِعْلِ الْاَكْثَرِ مِنْ طَوَافِ الزِّيَارَةِ .

ترجمہ اور طواف زیارت کے اکثر چکر کو (ایام نحر میں) ادا کرنے کے بعد کم یعنی تین چکر ادا کرنا۔

تشریح کم از کم چار پھیروں کی تکمیل کرنا طواف میں فرض ہے ورنہ طواف ہی صحیح نہ ہوگا اس کے بعد تین پھیرے واجب ہیں فرض نہیں ہیں اور یہ سب ایام نحر میں ہی ہونے چاہئیں۔

﴿۱۲۷۵﴾ وَتَرْكُ الْمَحْظُوْرَاتِ كَلُبْسِ الرَّجُلِ الْمَخِيْطَ وَسَتْرِ رَأْسِهٖ وَوَجْهِهٖ وَسَتْرِ الْمَرْاَةِ وَجْهَهَا وَالرَّفَثِ وَالْفُسُوْقِ وَالْجِدَالِ وَقَتْلِ الصَّيْدِ وَالْاِشَارَةِ اِلَيْهِ وَالدَّلَالَةِ عَلَيْهِ .

محظورات اس کا واحد محظور ہے، ہر وہ چیز جس سے بچا جائے، پرہیز کیا جائے، ممنوع، ناجائز۔ رفث میاں بیوی کے درمیان مذاق سے تعلق رکھنے والی باتیں رفث کہلاتی ہیں، حالت احرام میں اس کی بھی گنجائش نہیں، رفث یرفث رفثا باب (ن) گندی باتیں کرنا۔ فسوق فسق اور فسوق دونوں مصدر ہیں اور ان کے معنی ہیں حق وصلاح کے راستہ سے ہٹ جانا اور مادہ کے اصل معنی ہیں کسی چیز سے نکل جانا کہتے ہیں فَسَقَتِ الرُّطَبَةُ عَنْ قِشْرِهٖ کھجور اپنے کا بھے سے نکل آئی پس جو بندہ معصیت کا ارتکاب کرتا ہے وہ فاسق ہے یعنی دینداری کے دائرہ سے باہر ہو گیا اس لئے حج میں فسق یعنی معصیت سے بچنا ضروری ہے ورنہ حج مقبول نہ ہوگا۔ جدال ساتھیوں سے لڑنا جھگڑنا حج کے دوران اس سے بچنا بھی ضروری ہے، جَادَلَ يُجَادِلُ جِدَالًا بہت جھگڑالو ہونا۔ اشارۃ شکار سامنے موجود ہو اور اس کی طرف محرم اشارہ کرے یہ ناجائز ہے۔ دلالۃ شکار تو سامنے موجود نہیں لیکن شکار کے بارے میں محرم جانتا ہے وہ کسی غیر محرم کو بتلائے یہ رہنمائی بھی حرام ہے۔

ترجمہ اور ممنوع چیزوں کا چھوڑ دینا جیسے مرد کا سلے ہوئے کپڑے پہننا اور اپنے سر اور چہرے کو چھپانا اور عورت کا اپنے چہرے کو چھپانا اور ہنسی مذاق کرنا اور لڑائی جھگڑے سے بچنا اور شکار کرنے اور اس کی جانب اشارہ کرنے سے اور اس پر رہنمائی کرنے سے۔

احرام کی پابندیاں اور امور ممنوعہ

فرماتے ہیں کہ حالت احرام میں ممنوعات احرام سے بچنا جیسے مردوں کے لئے سلے ہوئے کپڑوں کے پہننے سے

چھپانا سر اور چہرہ کو ڈھانکنے سے بچنا ایسے ہی حالت احرام میں عورت کے لئے بھی چہرہ چھپانا ممنوع ہے البتہ اگر اجنبیوں سے پردہ کرنے کی نیت سے اس طرح چہرے پر کپڑا ڈال لیتی ہے کہ کپڑا چہرے سے مس نہ کرے اور کپڑا چہرے سے دور رہے تو جائز ہے اور اس کا اہتمام کرنا ضروری ہے کہ کپڑا چہرے سے نہ لگنے پائے۔ نیز احرام باندھ کر ان تمام باتوں سے پرہیز کرے جن سے اللہ نے منع کیا ہے یعنی حالت احرام میں جماع اور دواعی جماع کا تو سوال ہی پیدا نہیں ہوتا میاں بیوی کے درمیان جو مذاق کی باتیں ہوتی ہیں ان کی بھی گنجائش نہیں البتہ اگر بیوی ساتھ نہیں ہے اور حالت احرام میں کوئی عشقیہ بات بولی یا عشقیہ شعر پڑھا تو حنفیہ کے نزدیک رفث نہیں ہے، ایسے ہی ساتھیوں سے لڑنا جھگڑنا حج کے دوران اس سے بچنا بھی ضروری ہے حج کے سفر میں معمولی باتوں پر جھگڑا ہو جاتا ہے پس اس سے بچنے کا خوب اہتمام کرنا چاہئے، ایسے ہی خشکی کے جانور کو نہ چھیڑے اور نہ مارے نہ کسی غیر محرم کو شکار کی جانب اشارہ کرے اور نہ رہنمائی کرے۔

واجبات کا حکم

مذکورہ واجبات کا حکم یہ ہے کہ اگر ان میں سے کوئی بلا عذر ادا ہونے سے رہ جائے تو دم واجب ہوگا اور حج درست ہو جائے گا چاہے قصداً چھوڑا ہو یا بھول کر۔ (غنیۃ الناسک: ۳۶)

فائدہ: مذکورہ واجبات میں اگر باریک بینی سے کام لیا جائے گا تو واجبات کی تعداد ۳۵ تک پہنچ جاتی ہے۔

﴿۱۲۷۶﴾ وَسُنَنُ الْحَجِّ مِنْهَا الْاِغْتِسَالُ وَلَوْ لِحَائِضٍ وَنُفَسَاءَ اَوِ الْوُضُوْءُ اِذَا اَرَادَ الْاِحْرَامَ.

ترجمہ اور حج کی سنتیں منجملہ ان کے غسل کرنا ہے اگرچہ عورت کو حیض یا نفاس ہی ہو یا وضو کرنا ہے جبکہ ارادہ کرے احرام کا۔

احرام سے قبل غسل یا وضو

جاننا چاہئے کہ فقہاء سنن بولکر مستحبات و سنن دونوں بھی مراد لیتے ہیں اور کبھی اس کا برعکس بھی مراد لیتے ہیں یہاں پر بھی سنن کے ذیل میں بعض مستحبات کا ذکر ہے، دوسری بات یہ ہے کہ بعض چیزیں تو حج کی سنتیں ہیں اور بعض احرام کی یہاں پر دونوں کو ملا جلا کر بیان کر دیا ہے میں حتی الامکان دونوں کی جانب رہنمائی کرنے کی کوشش کروں گا۔ (ان شاء اللہ تعالیٰ) فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص احرام باندھنے کا ارادہ کرے تو وہ پہلے غسل کر لے یا وضو کر لے اور غسل کرنا افضل ہے اور غسل یا وضو کرنا حج و احرام دونوں کی سنت ہے، اس لئے احرام شعائر اللہ میں سے ہے اس کے ذریعہ توحید کا شعیرہ پھیلتا ہے پس نہا کر احرام باندھنے میں اس کی تعظیم ہے جیسے قرآن کو باوضو ہاتھ لگانے میں اس کی تعظیم ہے اور اگر نہانے کا

موقع نہ ہو تو بغیر نہائے بھی احرام باندھنے میں کچھ حرج نہیں جیسے آج کل ہوائی جہاز سے سفر ہوتا ہے اور کسی ایئر پورٹ پر نہانے کا انتظام نہ ہو تو گھر سے روانہ ہوتے وقت نہالینا کافی ہے۔ آگے فرماتے ہیں کہ ماہواری ونفاس کی حالت میں احرام باندھنا اور طواف کے علاوہ سارے امور انجام دینا بلا کراہت جائز ہے یعنی حیض ونفاس احرام وغیرہ سے مانع نہیں ہے۔

﴿۱۲۷۷﴾ وَلُبْسُ اِزَارٍ وَرِدَاءٍ جَدِیْدَیْنِ اَبْیَضَیْنِ ۔

لُبس باب سمع کا مصدر ہے پہننا۔ اِزار تہبند، لنگی (مذکر ومؤنث دونوں طرح مستعمل ہے) جمع اُزُرٌ۔ رِداء چادر، بالائی لباس، جیسے جبہ وغیرہ جمع اردیۃ۔

ترجمہ تہبند اور چادر کا پہننا جو نئے ہوں اور سفید ہوں۔

احرام کے کپڑے

فرماتے ہیں کہ غسل یا وضو کے بعد احرام کے دو کپڑے ایک چادر اور ایک لنگی پہننا مردوں کے لئے احرام کی سنت ہے اور دونوں نئے ہوں یا دھلے ہوئے یہ احرام کے مستحبات میں سے ہے اور احرام میں سفید کپڑوں کا استعمال ہی افضل ہے تاہم اگر کسی نے سفید کے علاوہ کوئی اور دوسرا رنگ مثلاً کالا لال پیلا یا ہرا وغیرہ استعمال کرلیا تو بھی درست ہے یا رنگین اونی چادر یا رضائی وغیرہ اوڑھ لی تو بھی کوئی حرج نہیں ہے۔ (غنیۃ الناسک: ۷۱)

﴿۱۲۷۸﴾ وَالتَّطَیُّبُ ۔

ترجمہ اور خوشبو لگانا۔

بدن پر خوشبو لگانے کا حکم

احرام باندھنے کے لئے غسل کرنے کے بعد بدن میں عطر وغیرہ لگانا مسنون ہے جبکہ خوشبو بسہولت میسر ہو اور احرام کے کپڑوں میں ایسی گاڑھی خوشبو لگانا مثلاً جما ہوا مشک جس کا اثر بعد تک باقی رہے ناجائز ہے البتہ ایسی خوشبو جو گاڑھی نہ ہو اور اس کا اثر بعد میں باقی نہ رہے اس کا کپڑوں پر لگانا گو کہ جائز ہے مگر نہ لگانا ہی بہتر ہے۔
(غنیۃ الناسک: ۷۰)

﴿۱۲۷۹﴾ وَصَلٰوۃُ رَکْعَتَیْنِ ۔

ترجمہ اور دو رکعت نفل پڑھنا۔

دو رکعت صلوٰۃ احرام

دو رکعت نماز ادا کرنا احرام کی سنت ہے اور پہلی رکعت میں قل یا ایہا الکافرون اور دوسری رکعت میں قل ھو اللہ احد پڑھے اور اگر کسی نے مکروہ وقت میں احرام باندھا ہے تو اس وقت نماز ادا نہیں کرے گا۔ (غنیۃ الناسک: ۶۷)

﴿۱۲۸۰﴾ وَالْاِكْثَارُ مِنَ التَّلْبِيَةِ بَعْدَ الْاِحْرَامِ.

اکثار باب افعال کا مصدر ہے، کثیر بنانا، تعداد بڑھانا۔

ترجمہ اور تلبیہ کو کثرت سے کہنا احرام کے بعد۔

ہر حال میں تلبیہ زیادہ سے زیادہ پڑھنا مطلوب ہے

احرام کی ابتداء میں ایک مرتبہ تلبیہ پڑھنا شرط ہے اور ایک سے زائد مرتبہ تلبیہ پڑھنا مسنون ہے اور زیادہ سے زیادہ تلبیہ پڑھنا مستحب ہے یعنی ہر حال میں اٹھتے بیٹھتے چلتے پھرتے اور پاکی ناپاکی الغرض ہر حالت میں تلبیہ زیادہ سے زیادہ پڑھنا مطلوب ہے۔

﴿۱۲۸۱﴾ رَافِعًا بِهَا صَوْتَهُ.

ترجمہ اس حال میں کہ بلند کرنے والا ہو اس کے ذریعہ اپنی آواز کو۔

مرد بلند آواز سے تلبیہ پڑھیں

احرام کی ایک سنت یہ ہے کہ مرد تلبیہ قدرے بلند آواز سے پڑھے مگر اس قدر زور سے بھی نہ پڑھے کہ تکان ہو جائے اور عورت تلبیہ آہستہ آواز سے پڑھے کہ کوئی اجنبی نہ سن سکے۔ (غنیۃ الناسک: ۷۳)

﴿۱۲۸۲﴾ مَتٰى صَلّٰى اَوْ عَلَا شَرَفًا اَوْ هَبَطَ وَادِيًا اَوْ لَقِيَ رَكْبًا وَبِالْاَسْحَارِ.

علا ماضی معروف باب (ن) عُلُوًّا مصدر ہے بلند ہونا، اوپر ہونا۔ شرفًا باب کرم سے ہے شرف یشرف شرفًا بلند ہونا۔ هبط ماضی معروف باب (ض) هُبُوطًا مصدر ہے اترنا، نیچے آنا۔ وادیًا پہاڑوں یا ٹیلوں کے درمیان کا فاصلہ جو سیلاب کے بہنے کی جگہ ہو یہاں پر مراد پست جگہ ہے۔ رکبًا یہ راکب کی جمع ہے، دس یا زیادہ سواروں کا قافلہ۔ اسحار جمع ہے سَحَر کی رات کا اخیر اور فجر سے کچھ پہلے کا وقت۔

ترجمہ جس وقت نماز پڑھے یا چڑھے کسی بلند جگہ پر یا اترے کسی پست زمین میں یا ملے قافلہ سے اور صبح کے وقت۔

اوقات واحوال کے تغیر کے وقت تلبیہ کا حکم

ہر حال میں تلبیہ زیادہ سے زیادہ پڑھنا مستحب اور مطلوب ہے مگر احوال اور اوقات کی تبدیلی مثلاً کسی بلند مقام کی طرف چڑھتے وقت یا کسی پست جگہ کی طرف اترتے وقت صبح اور شام اور فرض نمازوں کے بعد اس کے استحباب میں اور زیادہ تاکید ہو جاتی ہے یعنی ان اوقات میں بطور خاص تلبیہ کا اہتمام کرنا چاہئے۔ (غنیۃ الناسک: ۷۵)

﴿۱۲۸۳﴾ وَتَكْرِيْرُهَا كُلَّمَا اَخَذَ فِيْهَا .

تکریر باب تفعیل کا مصدر ہے بار بار دہرانا، اعادہ کرنا۔ اَخَذَ ماضی معروف باب (ن) اَخْذًا مصدر ہے، جب صلہ میں فی آئے تو شروع کرنے کے معنی ہوں گے۔

ترجمہ اور اس کو بار بار کہنا جس وقت بھی تلبیہ کہنا شروع کرے۔

تلبیہ کتنی بار مستحب ہے؟

تلبیہ تین بار پڑھنا مستحب ہے جس کی صورت یہ ہونی چاہئے کہ تین بار لگاتار پڑھے اور تلبیہ کے دوران کوئی اور بات چیت نہ کرے۔ (غنیۃ الناسک: ۷۴)

﴿۱۲۸۴﴾ وَالصَّلٰوةُ عَلَى النَّبِيِّ وَسُؤَالُ الْجَنَّةِ وَصُحْبَةِ الْاَبْرَارِ وَالْاِسْتِعَاذَةُ مِنَ النَّارِ .

جَنَّة آخرت کی نعمتوں کا گھر، مومنوں کا ٹھکانہ، جمع جنات۔ صُحْبَة ساتھ ہونا، ساتھ رہنا۔ ابرار بارٌّ کی جمع ہے بھلائی کرنے والا، بڑا نیک، سچا۔ اِسْتِعَاذَة باب استفعال کا مصدر ہے پناہ چاہنا، حفاظت میں آنا۔ نار، آگ، جلا دینے والی حرارت یا دکھائی دینے والی لپٹ، جہنم جمع نیران۔

ترجمہ اور درود شریف پڑھنا نبی پر اور جنت کا اور نیک لوگوں کی صحبت کا (کثرت سے) سوال کرنا اور (کثرت سے) دوزخ سے پناہ مانگنا۔

تشریح فرماتے ہیں کہ کثرت سے درود وسلام پڑھنا چاہئے اور جہاں تک ممکن ہو اسی میں مستغرق اور منہمک رہے اور جنت کی طلب اور نیک لوگوں کا پڑوس جنت الفردوس میں اور دوزخ سے پناہ مانگتا رہے۔

﴿۱۲۸۵﴾ وَالْغُسْلُ لِدُخُوْلِ مَكَّةَ وَدُخُوْلُهَا مِنْ بَابِ الْمُعَلَّاةِ نَهَارًا .

ترجمہ اور غسل کرنا مکہ میں داخل ہونے کے وقت اور مکہ میں داخل ہونا باب معلاۃ سے دن کے وقت۔

مکہ مکرمہ میں دخول کے وقت غسل کرنا

حضورؐ کے زمانہ میں مدینہ منورہ سے مکہ معظمہ دس دن میں پہنچتے تھے اور سارا علاقہ ریتیلا تھا، ہوائیں چلتی تھیں گرد وغبار اڑتا تھا اور آدمی کا برا حال ہو جاتا تھا اس لئے سنت یہ ہے کہ جب مکہ قریب آئے تو نہائے دھوئے اور احرام کی صاف ستھری چادریں پہنے پھر مکہ میں داخل ہو اور طواف کرے اس میں کعبہ شریف کی تعظیم ہے لیکن اب صورت حال مختلف ہے لوگ بسوں میں سفر کرتے ہیں اور بے بس ہوتے ہیں اس لئے موقع ہو تو جدہ میں نہالے ورنہ مکہ پہنچ کر نہائے وہاں نہانے کا معقول انتظام ہے۔ دوسرا مسئلہ یہ ہے کہ مکہ معظمہ کی مشرقی اور مغربی جانبوں میں پہاڑی سلسلہ ہے جو بہت دور تک چلا گیا ہے اور ان کے بیچ میں وادی مکہ ہے، حضورؐ جب حجۃ الوداع کیلئے تشریف لے گئے تو آپ نے مکہ سے قریب ذی طوی میں قیام فرمایا اور اگلے دن ۴ ذی الحجہ کی صبح میں غسل کیا پھر مکہ شریف کے بالائی حصہ سے داخل ہوئے، بیت اللہ سے منیٰ کی جانب بالائی حصہ ہے اور مکہ کا مشہور قبرستان حجون اسی طرف ہے اور جب حج سے فارغ ہوئے اور مدینہ منورہ کی طرف مراجعت فرمائی تو مکہ کے نشیبی حصہ سے نکلے، اسی کو صاحب کتاب من باب المعلاۃ سے بیان فرماتے ہیں، آج کل لوگ بسوں میں سفر کرتے ہیں اس لئے جس راستہ سے بس جائے گی اسی جانب سے دخول مکہ ہوگا ہاں اگر اپنی پرائیویٹ گاڑی میں سفر کر رہے ہوں کہ جس راستے سے جانا چاہیں جا سکتے ہیں تو مکہ میں داخلہ بالائی حصہ سے کرنا مستحب اور افضل ہے۔

تیسرا مسئلہ یہ ہے کہ حضورؐ دن میں مکہ میں داخل ہوئے تھے اور اس کی متعدد وجوہ تھیں اس لئے دن میں داخل ہونا مسنون ہے مگر آج کل صورت حال مختلف ہے۔

﴿۱۲۸۶﴾ وَالتَّكْبِيْرُ وَالتَّهْلِيْلُ بِلِقَاءِ الْبَيْتِ الشَّرِيْفِ وَالدُّعَاءُ بِمَا أَحَبَّ عِنْدَ رُؤْيَتِهِ وَهُوَ مُسْتَجَابٌ.

لِقَاءُ باب (س) کا مصدر ہے کسی سے ملاقات ہونا، ملنا۔ مُسْتَجَابٌ اسم مفعول ہے باب استفعال اِسْتِجَابَةٌ مصدر سے قبول کرنا۔

ترجمہ اور تکبیر اور تہلیل کہنا خانہ کعبہ کی زیارت کے وقت اور دعا مانگنا اس چیز کی جو محبوب ہو اس کو دیکھنے کے وقت کیونکہ اس وقت دعائیں قبول کی جاتی ہیں۔

تشریح جب مسجد حرام میں داخل ہو اور کعبہ شریف پر نظر پڑے تو تین مرتبہ اللہ اکبر اور تین مرتبہ لا الہ الا اللہ کہے اور بغیر ہاتھ اٹھائے اپنی دلی مراد کے مطابق ضرور دعا کرے وہ قبولیت دعا کا موقع ہے۔ (تحفۃ الالمعی ۳/۲۵۲)

﴿۱۲۸۷﴾ وَطَوَافُ الْقُدُوْمِ وَلَوْ فِيْ غَيْرِ أَشْهُرِ الْحَجِّ.

ترجمہ اور طواف قدوم کرنا اگرچہ حج کے مہینوں کے علاوہ میں ہی ہو۔

طواف قدوم مسنون ہے

طواف قدوم اس کو طواف اللقاء اور طواف ورود بھی کہتے ہیں حج کی سنتوں میں سے یہ ہے کہ وہ آفاقی جو مفرد بالحج یا قارن ہو اس کے لئے طواف قدوم مسنون ہے اور اہل مکہ اور وہ آفاقی جو تمتع یا عمرہ کرنے والے ہوں ان کے لئے یہ طواف مسنون نہیں ہے اور اس کی صورت یہ ہے کہ میقات کے باہر سے آنے والے مفرد بالحج یا قارن حرم شریف میں داخل ہوتے ہی فوراً ایک طواف بطور نفل کرلیں گے اس کو طواف قدوم کہتے ہیں۔ (ایضاح المناسک: ۹۶)

﴿۱۲۸۸﴾ وَالْاِضْطِبَاعُ فِيْهِ وَالرَّمَلُ اِنْ سَعٰى بَعْدَهٗ فِيْ اَشْهُرِ الْحَجِّ.

اضطباع باب افتعال کا مصدر ہے داہنی بغل سے چادر وغیرہ نکال کر بائیں کندھے پر ڈالنا۔ رَمَل مونڈھے ہلاتے ہوئے تیز چلنا رَمَلَ يَرْمُلُ رَمْلاً وَرَمَلاناً (باب (ن)) لپک کر چلنا۔

ترجمہ اور اضطباع کرنا اس میں اور رمل اگر سعی کرنے اس کے بعد حج کے مہینوں میں۔

اضطباع کا حکم

اضطباع کا مطلب یہ ہے کہ احرام کی چادر کو داہنی بغل سے نکال کر بائیں کندھے پر ڈال لینا اور داہنا کندھا کھلا رہنے دینا اور اضطباع طواف کے ساتوں چکروں میں کرنا مسنون ہے اور ہر اس طواف میں اضطباع مسنون ہے جو احرام کی حالت میں کیا جاتا ہے اور اس کے بعد سعی بین الصفا والمروہ کی جاتی ہو جیسے طواف قدوم طواف عمرہ طواف زیارت اور اضطباع صرف مردوں کے لئے مسنون ہے عورتوں کے لئے نہیں اور اضطباع حالت رمل میں سہولت کے لئے ہے رمل کے معنی طواف کے دوران سینہ تان کر کندھے ہلاتے ہوئے ذرا تیز قدموں سے چلنا جیسے پہلوان جب وہ اکھاڑے میں اترتا ہے تو چلتا ہے اور رمل صرف مرد کریں گے عورتیں رمل نہیں کریں گی اور اگر کوئی شخص بالقصد رمل نہ کرے یا بھیڑ کی وجہ سے رمل نہ کرے تو اس پر کچھ واجب نہیں اس لئے کہ رمل سنت ہے، احناف کے نزدیک قاعدہ یہ ہے کہ جس طواف کے بعد سعی ہے اس میں رمل ہے اور جس طواف کے بعد سعی نہیں اس میں رمل نہیں عمرہ کے طواف کے بعد چونکہ سعی ہے اس لئے عمرہ کے طواف میں رمل کریں گے اور حج میں اگر طواف قدوم کے بعد سعی کرنے کا ارادہ ہے تو رمل کریں گے پھر طواف زیارت میں رمل نہیں کریں گے کیونکہ حج کی سعی طواف قدوم کے بعد کی جا چکی ہے پس طواف زیارت کے بعد سعی نہیں کرے گا اس لئے رمل بھی نہیں کرے گا اور اگر طواف قدوم کے بعد سعی کرنے کا ارادہ نہیں تو اس طواف میں رمل نہیں کرے گا بلکہ طواف زیارت میں رمل کرے گا اور یہ قاعدہ کلیہ مکی اور آفاقی سب کے لئے ہے، جاننا چاہئے کہ رمل صرف تین چکروں میں مسنون ہے اور اضطباع ساتوں چکروں میں مسنون ہے اور یہ حج کی سنتیں ہیں۔

(مستفاد تحفۃ الالمعی جلد ثالث وایضاح المناسک)

﴿۱۲۸۹﴾ وَالْهَرْوَلَةُ فِيْمَا بَيْنَ الْمِيْلَيْنِ الْأَخْضَرَيْنِ لِلرِّجَالِ وَالْمَشْيُ عَلٰى هِيْنَةٍ فِيْ بَاقِي السَّعْيِ۔

هرولة تیز چلنا۔لپکنا (عام چال اور دوڑنے کے درمیان کی چال) مشی چلنا،باب (ض) کا مصدر ہے۔ هينة هَوْنًا سے ہے علی هون آہستہ نرمی سے۔

ترجمہ اور تیز چلنا میلین اخضرین کے درمیان مردوں کے لئے اور چلنا باقی سعی میں (اپنی فطری) حالت پر

میلین اخضرین کے درمیان ہر چکر میں دوڑنا

صفا و مروہ کے درمیان دو ہرے کھمبے ہیں ان کو میلین اخضرین کہا جاتا ہے جب سعی کرتے ہوئے ہرے ستون کے پاس پہنچ جائے خوب تیز چلے اور تیز رفتاری کا سلسلہ دوسرے ستون کے بعد چھ ہاتھ تک جاری رکھے باقاعدہ دوڑنا نہیں چاہئے بلکہ دوڑنے کے قریب تیز چلنا مسنون ہے اور سعی کے ہر چکر میں ان ستونوں کے پاس سے تیز چلنا مسنون ہے اور یہ حج کی سنت ہے،عورتوں بوڑھوں اور بیماروں کے لئے دوڑنا نہیں ہے اور یہ حضرت ہاجرہ کی ایک یادگار ہے جسے مناسک میں شامل کیا گیا ہے وہ جگہ جو دو ہرے نشانوں کے درمیان ہے پہلے وہاں نالہ تھا یہ کعبہ شریف تعمیر ہونے سے پہلے کی بات ہے اور مکہ کی ایک جانب اونچی ہے جب بارش ہوتی ہے تو بالائی حصہ کا پانی اسی نالے سے زیریں حصہ میں آتا ہے،حضرت ہاجرہ نے جب پانی کی تلاش میں صفا سے مروہ اور مروہ سے صفا کے چکر لگائے تھے تو وہ اس ڈھلان میں دوڑ کر اترتی تھیں اور دوڑ کر سامنے چڑھ جاتی تھیں،ان کا یہ دوڑنا اللہ کو پسند آیا چنانچہ اس کو مناسک میں لے لیا گیا۔

﴿۱۲۹۰﴾ وَالْإِكْثَارُ مِنَ الطَّوَافِ وَهُوَ أَفْضَلُ مِنْ صَلٰوةِ النَّفْلِ لِلْآفَاقِيِّ۔

ترجمہ اور زیادہ سے زیادہ طواف کرتے رہنا اور وہ افضل ہے نفل نماز سے آفاقی کے لئے۔

نفل طواف نفل نماز سے افضل

یہ مسئلہ بھی بہت اہم ہے کہ مسجد حرام میں نفل نماز افضل ہے یا نفل طواف؟ تو اس کی وضاحت یوں ہے کہ موسم حج میں اہل مکہ کے لئے نفل طواف سے نفل نماز افضل ہے اور باہر سے آنے والے مسافروں کے لئے ہر زمانہ میں نفل نماز سے نفل طواف افضل ہے اور موسم حج کے علاوہ دیگر ایام میں مکی اور غیر مکی سب کے لئے نفل نماز سے نفل طواف زیادہ افضل اور اولیٰ ہے۔(ایضاح المناسک:۱۴۲) پس جو شخص بتوفیق الٰہی حرم شریف پہنچے اسے وہاں زیادہ سے زیادہ طواف کرنے چاہئیں،حدیث میں پچاس طوافوں کی بڑی فضیلت آئی ہے اور اس تعداد میں نفل فرض واجب سب طواف شامل

لیا جائے یہ پچاس طواف ایک سفر میں کرنے ضروری نہیں پوری زندگی کے طوافوں کا مجموعہ اگر پچاس ہو جائے تو بھی اس فضیلت کا مستحق ہوگا۔ (تحفۃ الالمعی: ۳/۲۶۶)

﴿۱۲۴۱﴾ وَالْخُطْبَةُ بَعْدَ صَلٰوةِ الظُّهْرِ يَوْمَ سَابِعِ الْحِجَّةِ بِمَكَّةَ وَهِيَ خُطْبَةٌ وَاحِدَةٌ بِلَا جُلُوْسٍ يُعَلِّمُ الْمَنَاسِكَ فِيْهَا.

مَنَاسِكَ منسك کی جمع ہے حج کی عبادات (افعال وارکان)

ترجمہ اور خطبہ دینا ظہر کی نماز کے بعد ذی الحجہ کی ساتویں تاریخ کو مکہ میں اور یہ ایک ہی خطبہ ہے بغیر بیٹھے سکھلائے مناسک حج اس میں۔

امام تین مقام پر خطبہ دے گا

حج کی سنتوں میں سے یہ ہے کہ امام تین مقام پر خطبہ دے گا: (۱) ساتویں ذی الحجہ کو مکہ مکرمہ میں۔ (۲) نویں کو عرفہ میں۔ (۳) گیارہویں کو منیٰ میں۔ اس عبارت میں اول کا بیان ہے فرماتے ہیں ساتویں ذی الحجہ کو ظہر کی نماز کے بعد امام ایک خطبہ دے گا جس میں وہ لوگوں کو افعال حج کی تعلیم دے۔

﴿۱۲۴۲﴾ وَالْخُرُوْجُ بَعْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ يَوْمَ التَّرْوِيَةِ مِنْ مَكَّةَ لِمِنًى وَالْمَبِيْتُ بِهَا ثُمَّ الْخُرُوْجُ مِنْهَا بَعْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ يَوْمَ عَرَفَةَ إِلَى عَرَفَاتٍ.

یوم الترویۃ آٹھویں ذی الحجہ اس کو یوم الترویہ اس لئے کہا جاتا ہے کہ مکہ کے لوگ منیٰ اور عرفات میں پانی کی فراہمی کے لئے آج کے دن پانی سے لدی ہوئی سواریوں کو ساتھ لے جاتے تھے۔ (البحر العمیق: ۳/۱۳۰۲) منیٰ یہ وادی محسر سے جمرۂ عقبہ تک دو طرفہ پہاڑوں کے درمیان ایک وسیع میدان ہے اور یہ میدان مسجد حرام سے تین میل کے فاصلہ پر ہے۔ مَبِيت باب (ض) کا مصدر ہے رات گزارنا۔

ترجمہ اور نکلنا سورج نکلنے کے بعد آٹھویں ذی الحجہ کو مکہ سے منیٰ کی طرف اور منیٰ میں رات گزارنا پھر نکلنا منیٰ سے عرفہ کے دن سورج نکلنے کے بعد عرفات کی طرف۔

آٹھویں ذی الحجہ کو منیٰ کے افعال

آٹھویں ذی الحجہ کو سورج نکلنے کے بعد ظہر سے پہلے منیٰ پہنچ جانا اور ظہر عصر مغرب عشاء اور نویں کی فجر کل پانچ نمازیں ادا کرنا اور اس رات کو منیٰ میں گزارنا نویں کو طلوع آفتاب کے بعد منیٰ سے عرفات کو روانہ ہو جانا، یہ سب حج کی

مستحب ہیں اور اس کے خلاف کرنا مکروہ ہے۔ (احکام حج: ۶۰)

تنبیہ: لیکن آج کل رات ہی سے منی کی روانگی شروع ہو جاتی ہے اور عام لوگوں کے لئے معلم کی بسوں کے بغیر منی میں اپنے خیمہ تک پہنچنا بہت مشکل ہے اس لئے عوام کو یہی مشورہ دیا جاتا ہے کہ وہ جس وقت بھی معلم کی طرف سے لے جانے کا انتظام ہو اس کی پابندی کریں اور سورج نکلنے کا انتظار نہ کریں۔

﴿۲۹۳﴾ فَيَخْطُبُ الْإِمَامُ بَعْدَ الزَّوَالِ قَبْلَ صَلٰوةِ الظُّهْرِ وَالْعَصْرِ مَجْمُوْعَةً جَمْعَ تَقْدِيْمٍ مَعَ الظُّهْرِ خُطْبَتَيْنِ يَجْلِسُ بَيْنَهُمَا.

مجموعة جمع مجموعات یکجا کی ہوئی چیز یہ العصر سے حال ہونے کی بنا پر منصوب پڑھا جارہا ہے۔

ترجمہ پھر خطبہ دے امام سورج ڈھلنے کے بعد ظہر اور (نیز) عصر کی نماز سے پہلے اس حال میں کہ جمع کی گئی ہو عصر ظہر کے ساتھ جمع تقدیم کے طور پر (یعنی اپنے وقت سے مقدم کر کے پڑھی جائے گی) دو خطبے بیٹھے ان دونوں کے درمیان۔

عرفات میں ظہر و عصر

صورت مسئلہ یہ ہے کہ جب نویں ذی الحجہ کو زوال ہو جائے تو فوراً ظہر کی اذان ہوگی اور اذان کے بعد امام جمعہ کے خطبہ کی طرح نماز سے قبل دو خطبے دے گا اور عیدین کے خطبہ کی طرح پہلے خطبہ کے شروع میں نو مرتبہ تکبیر پڑھے گا اور دوسرے خطبہ کی ابتداء میں سات مرتبہ اور بالکل اخیر میں چودہ مرتبہ تکبیر پڑھے گا اور تکبیر تشریق پڑھے گا اور خطبہ سے فارغ ہو کر ظہر اور عصر دونوں نمازوں کو ظہر کے وقت میں الگ الگ دو اقامتوں کے ساتھ ادا کیا جائے گا، یہ جمع تقدیم ہے نماز سے فراغت کے بعد وقوف کیا جائے گا۔ (ایضاح المناسک: ۱۳۹، در مختار مع الشامی: ۲/ ۲۳۷)

﴿۲۹۴﴾ وَالْاِجْتِهَادُ فِي التَّضَرُّعِ وَالْخُشُوْعِ وَالْبُكَاءِ بِالدُّمُوْعِ وَالدُّعَاءُ لِلنَّفْسِ وَالْوَالِدَيْنِ وَالْاِخْوَانِ الْمُؤْمِنِيْنَ بِمَا شَاءَ مِنْ اَمْرِ الدَّارَيْنِ فِي الْجَمْعَيْنِ.

الاجتهاد باب افتعال کا مصدر ہے پوری کوشش کرنا محنت کرنا۔ تضرع باب تفعل کا مصدر ہے گڑگڑانا، اظہار عجز کرنا، اپنی لاچاری و بے بسی کا اظہار کرنا اور خشوع کے معنی بھی یہی ہیں۔ دموع دمع کی جمع ہے آنسو۔ دَمَعَ يَدْمَعُ دَمْعًا وَدَمَعَانًا آنکھ سے آنسو جاری ہونا۔ فی الجمعین جار مجرور سے مل کر اجتہاد مصدر کے متعلق ہے۔

ترجمہ اور خوب کوشش کرنا گڑگڑانے اور اظہار عجز کرنے اور آنسوؤں کے ساتھ رونے میں اور دعا کرنا خود اپنے لئے والدین اور تمام مسلمان بھائیوں کے لئے دین اور دنیا کے کاموں میں سے جو چاہے دونوں جگہوں میں۔

وقوف عرفہ کا مسنون طریقہ

دوران وقوف عرفہ قبلہ کی طرف رخ کر کے دونوں ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھا کر تکبیر تہلیل تسبیح حمد وثنا اور حضور پر درود شریف استغفار اور تلبیہ پڑھتے ہوئے حضور قلبی کے ساتھ اپنے لئے اپنے ماں باپ کے لئے اعزاء واقارب ودوست احباب اور تمام مومنین ومومنات کے لئے رورو کر دعائیں مانگیں اور اسی طریقہ پر دعائیں بار بار مانگتے رہیں۔

(غنیۃ الناسک: ۸۰)

﴿۱۲۹۵﴾ وَالدَّفْعُ بِالسَّكِينَةِ وَالْوَقَارِ بَعْدَ الْغُرُوْبِ مِنْ عَرَفَاتٍ .

ترجمہ اور روانہ ہونا سنجیدگی اور وقار کے ساتھ غروب آفتاب کے بعد عرفات سے۔

تشریح عرفات کے دن حجاج کے لئے غروب شمس سے قبل حدود عرفات سے باہر نکلنا جائز نہیں ہے جب سورج غروب ہو جائے تو عرفات کے لئے روانہ ہو جائے اور سکون ووقار کے ساتھ تلبیہ تکبیر تہلیل ذکر دعائیں درود شریف پڑھتے ہوئے چلے۔

﴿۱۲۹۶﴾ وَالنُّزُوْلُ بِمُزْدَلِفَةَ مُرْتَفِعًا عَنْ بَطْنِ الْوَادِيْ بِقُرْبِ جَبَلِ قُزَحَ .

مزدلفہ اس کو مزدلفہ اس لئے کہتے ہیں از دلاف کے معنی قرب کے ہیں حجاج وہاں وقوف کر کے اور رات گزار کر اللہ تعالیٰ کا تقرب حاصل کرتے ہیں اور یا اس لئے کہ وہاں پہنچ کر حاجی لوگ منی کے قریب ہو جاتے ہیں برخلاف عرفات کے کہ جب وہاں تھے تو منی سے دور تھے۔ (در منضود: ۳/۲۲۹)

جبل قزح یہ میدان مزدلفہ میں ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے جس کے دامن پر مسجد مشعر حرام بنی ہوئی ہے اور اس پہاڑ کے آثار معمولی درجہ کے باقی ہیں جب عرفات سے مزدلفہ کو چلیں گے تو دائیں بائیں اونچے اونچے دو پہاڑ ہیں جب دونوں پہاڑوں کے درمیان سے گزریں گے تو پہاڑ کا حصہ ختم ہو جانے کے بعد مزدلفہ کا حصہ شروع ہو جاتا ہے اور سامنے ہی جبل قزح اور مسجد مشعر حرام نظر آئے گی۔ (ایضاح المناسک: ۳۳) قزح قاف کے ضمہ اور زا کے فتحہ کے ساتھ ہے بروزن عمر غیر منصرف ہے علمیت اور عدل کی بنا پر قازح سے معدول ہے معنی بلندی۔ (طحطاوی: ۳۹۸)

ترجمہ اور اترنا مقام مزدلفہ میں بطن وادی سے اوپر ہٹ کر جبل قزح کے قریب۔

وقوف مزدلفہ کہاں افضل ہے؟

وقوف مزدلفہ کا وقت دسویں ذی الحجہ کو طلوع صبح صادق اور طلوع شمس کے درمیان کا وقت ہے لہٰذا اگر کوئی طلوع صبح صادق سے پہلے یا طلوع شمس کے بعد وقوف کرے گا تو اس کا وقوف صحیح نہ ہوگا صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ جب مزدلفہ

پہنچ جائے تو جبل قزح کے قریب ٹھہرنا مستحب ہے۔

﴿۱۲۹۷﴾ وَالْمَبِيْتُ بِهَا لَيْلَةَ النَّحْرِ.

ترجمہ اور ذی الحجہ کی دسویں رات کو مزدلفہ ہی میں گزارنا۔

تشریح اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ نویں ذی الحجہ کو سورج ڈوبنے کے بعد عرفات سے مزدلفہ کی طرف جائیں گے اور آنے والی رات یعنی دس ذی الحجہ کی مزدلفہ میں گزارنی سنت ہے، اور وقوف جس کا بیان اوپر والے مسئلہ میں آچکا ہے وہ واجب ہے۔

﴿۱۲۹۸﴾ وَ بِمِنًى اَيَّامَ مِنًى بِجَمِيْعِ اَمْتِعَتِهٖ.

جمیع سب، کل، برائے تاکید لفظی۔ اَمْتِعَةٌ مَتَاعٌ کی جمع ہے ہر قابل استفادہ چیز۔

ترجمہ اور منیٰ میں (گزارنا) ایام منیٰ کو اپنے پورے سامان کے ساتھ۔

ایام منیٰ اور لیالی منیٰ

درحقیقت حج کے کل پانچ دن ہیں آٹھویں نویں دسویں گیارہویں بارہویں ذی الحجہ ان پانچ دنوں میں سے چار دن ایام منیٰ ہیں یعنی نویں ذی الحجہ ایام منیٰ میں سے نہیں ہے بلکہ یہ یوم عرفہ ہے اور منیٰ کی کل تین راتیں ہیں ان راتوں کا منیٰ میں گزارنا سنت ہے (۱) آٹھویں اور نویں ذی الحجہ کی درمیانی رات۔ (۲) دسویں اور گیارہویں ذی الحجہ کی درمیانی رات۔ (۳) گیارہویں اور بارہویں کی درمیانی رات۔ (ایضاح المناسک: ۱۳۹)

﴿۱۲۹۹﴾ وَكُرِهَ تَقْدِيْمُ ثِقَلِهٖ اِلٰى مَكَّةَ اِذْ ذَاكَ.

ثِقَلٌ جمع اثقال، وزن، بوجھ، وو۔ ثَقُلَ يَثْقُلُ ثِقَلًا وَثَقَالَةً بھاری اور وزنی ہونا، باب (ک)۔

ترجمہ اور مکروہ ہے اپنے سامان کو پہلے سے بھیج دینا مکہ میں ان دنوں میں۔

تشریح فرماتے ہیں کہ منیٰ سے روانہ ہونے سے پہلے اپنا سارا سامان مکہ روانہ کر دینا مکروہ ہے کیونکہ دل افعال حج سے غافل ہو کر سامان کی طرف مشغول ہو جاتا ہے مگر آج کل سامان مکۃ المکرمہ میں بحفاظت رہائش گاہ پر ہی ہوتا ہے اور حاجی لوگ ضرورت کے بقدر ہی اپنا اوڑھنا بچھونا ساتھ لے جاتے ہیں اس میں کوئی حرج نہیں۔

﴿۱۳۰۰﴾ وَيَجْعَلُ مِنًى عَنْ يَمِيْنِهٖ وَمَكَّةَ عَنْ يَسَارِهٖ حَالَةَ الْوُقُوْفِ لِرَمْيِ الْجِمَارِ.

ترجمہ اور کرے منیٰ کو اپنی داہنی جانب اور مکہ کو اپنی بائیں جانب رمی جمار کے لئے کھڑے ہونے کے وقت۔

رمی کے وقت کھڑے ہونے کا طریقہ

جمرات کی رمی چاروں طرف سے درست ہے مگر نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے میدان کے بیچ میں سے رمی کی تھی اور رمی کرنے کے لئے آپ اس طرح کھڑے ہوتے تھے کہ کعبہ شریف آپ کی بائیں جانب اور منی دائیں جانب اسی کے پیش نظر مصنف کی عبارت ہے مگر اب وہاں نہ وادی ہے نہ اس کا بیچ البتہ رمی کا راستہ سنت کا لحاظ کر کے بنایا گیا ہے۔
(مستفاد تحفۃ الالمعی: ۳/۳۰۲)

﴿۱۳۰۱﴾ وَكَوْنُهُ رَاكِبًا حَالَةَ رَمْيِ جَمْرَةِ الْعَقَبَةِ فِي كُلِّ الْأَيَّامِ مَاشِيًا فِي الْجَمْرَةِ الْأُوْلَى الَّتِي تَلِي الْمَسْجِدَ وَالْوُسْطَى.

جمرۂ عقبہ منی میں جو تین مشہور کھمبے ہیں جن پر کنکریاں ماری جاتی ہیں ان میں سے حرم شریف کی طرف بالکل اخیر میں جو کھمبا ہے اس کو جمرۂ عقبہ جمرۃ الکبریٰ جمرۃ الاخریٰ بھی کہا جاتا ہے۔ جمرۂ اولیٰ منی میں جو مسجد خیف ہے اس سے قریب کا جو کھمبا ہے اس کو جمرۂ اولیٰ کہتے ہیں۔ جمرۂ وسطیٰ جمرۂ عقبہ کے بعد دوسرے نمبر پر جو کھمبا ہے اس کو جمرۂ وسطیٰ کہتے ہیں۔

ترجمہ اور اس کا سوار ہونا جمرۂ عقبہ پر رمی کرنے کے وقت تمام دنوں میں (اور) پیدل ہونا جمرۂ اولیٰ یعنی جو جمرۂ مسجد خیف سے متصل ہے اور جمرۂ وسطیٰ پر۔ (رمی کے وقت)

کیا رمی سوار ہو کر کی جائے گی؟

جاننا چاہئے کہ دسویں ذی الحجہ کو صرف جمرۂ عقبہ کی رمی کی جائے گی اور گیارہویں اور بارہویں میں تینوں جمرات کی رمی واجب ہے، اب سنئے صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ جمرۂ عقبہ کی رمی تمام ایام میں سوار ہو کر کرنا اور جمرۂ وسطیٰ وجمرۂ اولیٰ کی رمی پیدل کرنا افضل ہے اسی کی روشنی میں حنفیہ نے یہ قاعدہ بنایا ہے کہ جس رمی کے بعد رمی ہے وہ پیدل کرنا افضل ہے اور جس کے بعد رمی نہیں وہ سوار ہو کر کرنا افضل ہے مگر اب سب پیدل ہی رمی کرتے ہیں جانور پر سوار ہو کر رمی کرنے کی اب کوئی صورت نہیں۔ (تحفۃ الالمعی: ۳/۳۰۱)

﴿۱۳۰۲﴾ وَالْقِيَامُ فِي بَطْنِ الْوَادِي حَالَةَ الرَّمْيِ.

ترجمہ اور کھڑا ہونا وادی کے بیچ میں رمی کے وقت۔

تشریح اس کی تفصیل مسئلہ ۱۳۰۰ کے تحت گزر چکی ہے کہ نبیؐ نے میدان کے بیچ میں سے رمی کی تھی اس لئے یہی مسنون ہے مگر اب وہاں وہ وادی ہے نہ اس کا بیچ۔

﴿۱۳۰۳﴾ وَكَوْنُ الرَّمْيِ فِي الْيَوْمِ الْأَوَّلِ فِيمَا بَيْنَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَزَوَالِهَا وَفِيمَا بَيْنَ الزَّوَالِ وَغُرُوْبِ الشَّمْسِ فِي بَاقِي الْأَيَّامِ وَكُرِهَ الرَّمْيُ فِي الْيَوْمِ الْأَوَّلِ وَالرَّابِعِ فِيمَا بَيْنَ طُلُوْعِ الْفَجْرِ وَالشَّمْسِ .

ترجمہ: اور رمی کا ہونا پہلے دن طلوع شمس اور اس کے زوال کے درمیان اور باقی دنوں میں زوال اور سورج غروب کے درمیان اور مکروہ ہے رمی پہلے اور چوتھے دن صبح صادق اور طلوع آفتاب کے درمیان۔

گیارہویں اور بارہویں کی رمی کا وقت

چاروں اماموں کے نزدیک جمرۂ عقبہ کی رمی طلوع آفتاب کے بعد زوال سے قبل ہی کرنا افضل اور اولیٰ ہے اور گیارہویں و بارہویں دونوں دنوں کی رمی کا وقت زوال سے شروع ہو کر دوسرے دن صبح صادق تک رہتا ہے مگر زوال سے غروب تک وقت مسنون ہے اور غروب سے صبح صادق تک وقت مکروہ ہے اور صبح صادق کے بعد وقت قضا شروع ہو جاتا ہے، آگے فرماتے ہیں کہ دس ذی الحجہ کو طلوع آفتاب سے قبل صبح صادق کے بعد رمی کرنا صحیح تندرست اور کمزور ضعیف سب کے لئے مکروہ ہے مگر کوئی جرمانہ لازم نہیں ہے، یہی مسئلہ تیرہ ذی الحجہ کا ہے یعنی تیرہ ذی الحجہ میں امام صاحب کے نزدیک رمی کا وقت صبح صادق ہو جانے کے بعد سے غروب تک ہے مگر زوال سے پہلے مکروہ ہے اور زوال کے بعد مسنون ہے۔

﴿۱۳۰۴﴾ وَكُرِهَ فِي اللَّيَالِي الثَّلَاثِ وَصَحَّ لِأَنَّ اللَّيَالِيَ كُلَّهَا تَابِعَةٌ لِمَا بَعْدَهَا مِنَ الْأَيَّامِ إِلَّا اللَّيْلَةَ الَّتِي تَلِي عَرَفَةَ حَتّٰى صَحَّ فِيهَا الْوُقُوْفُ بِعَرَفَاتٍ وَهِيَ لَيْلَةُ الْعِيْدِ وَلَيَالِي رَمْيِ الثَّلَاثِ فَإِنَّهَا تَابِعَةٌ لِمَا قَبْلَهَا .

ترجمہ: اور مکروہ ہے تینوں راتوں میں اور (لیکن اگر کر لی جائے تو) صحیح ہے کیونکہ تمام راتیں تابع ہیں ان دنوں کے جو ان کے بعد آنے والے ہیں مگر صرف وہ رات جو یوم عرفہ سے متصل ہے یہاں تک کہ صحیح ہے اس میں ٹھہرنا عرفات میں اور یہ (وہی رات ہے جو) عید کی رات ہے اور تینوں جمروں پر رمی کرنے کی راتیں (یعنی گیارہویں اور بارہویں شب) تو یہ راتیں اپنے ما قبل دنوں کے تابع ہیں۔

تشریح: شریعت میں رات کو دن سے پہلے مانا گیا ہے مثلاً جمعہ کی رات پہلے آئے گی اور دن بعد میں، اس قاعدہ کی بنا پر لازم آتا ہے کہ عرفہ اور رمی کی بھی راتیں پہلے ہوں اور دن بعد میں، مگر مصنف فرماتے ہیں کہ ان ایام میں یہ بات نہیں چنانچہ نویں تاریخ یوم عرفہ ہے عام قاعدہ کے لحاظ سے نویں شب ہی شب عرفہ ہونی چاہئے مگر دسویں رات جو عید

کی رات کہلاتی ہے وہ شب عرفہ ہے، اسی طرح رمی کے تینوں دن پہلے ہوں گے اور ان کے بعد ان کی رات آئے گی۔ اب سمجھیں صورت مسئلہ یہ ہے کہ دسویں ذی الحجہ کی رمی طلوع آفتاب کے بعد کرنا افضل اور اولی ہے اور طلوع آفتاب سے قبل صبح صادق کے بعد کرنا مکروہ ہے اور صبح صادق سے قبل رات میں رمی کرنا کسی کے لئے بھی جائز نہیں ہے۔ گیارہویں اور بارہویں دونوں دنوں کی رمی کا وقت زوال سے شروع ہو کر دوسرے دن صبح صادق تک رہتا ہے مگر زوال سے غروب تک وقت مسنون ہے اور غروب سے صبح صادق تک وقت مکروہ ہے اور صبح صادق کے بعد وقت قضا شروع ہو جاتا ہے اس تفصیل سے معلوم ہوا کہ رمی دن میں ہی کرنی چاہئے اگر رمی رات میں کی جائے گی تو مکروہ ہے لیکن اگر دن میں زبردست بھیڑ کی وجہ سے جمرات تک پہنچنا دشوار ہو جائے تو رات میں رمی کرنا بلا کراہت جائز ہے۔

﴿۱۳۰۵﴾ وَالْمُبَاحُ مِنْ اَوْقَاتِ الرَّمْيِ مَا بَعْدَ الزَّوَالِ اِلَى غُرُوْبِ الشَّمْسِ مِنَ الْيَوْمِ الْاَوَّلِ.

ترجمہ اور مباح رمی کے اوقات سے زوال کے بعد سے آفتاب غروب ہونے کے وقت تک ہے پہلے دن سے۔

تشریح دسویں ذی الحجہ کو زوال کے بعد سے غروب سے پہلے تک رمی کرنا بلا کراہت جائز ہے البتہ بلا عذر زوال تک تاخیر خلاف سنت ہے۔ (غنیۃ الناسک: ۹۴)

﴿۱۳۰۶﴾ وَبِهٰذَا عُلِمَتْ اَوْقَاتُ الرَّمْيِ كُلُّهَا جَوَازًا وَكَرَاهَةً وَاسْتِحْبَابًا.

ترجمہ اور اس سے معلوم ہو گئے رمی کے تمام اوقات جواز کراہت اور استحباب کے اعتبار سے۔

تشریح ماقبل میں متن (۱۳۰۳) سے یہاں تک جو عبارت ہے اس پوری عبارت سے رمی کے اوقات جواز کراہت اور استحباب کے اعتبار سے معلوم ہو گئے یعنی کب رمی کرنا جائز ہے کب مکروہ ہے اور کب مستحب ہے اختصاراً سب کو نقل کرتا ہوں تو سنئے دسویں ذی الحجہ کی رمی طلوع آفتاب کے بعد زوال سے قبل کرنا افضل اور مستحب ہے اور طلوع آفتاب سے قبل صبح صادق کے بعد کرنا مکروہ ہے اور صبح صادق سے قبل رات میں کرنا بالکل جائز نہیں ہے اور زوال کے بعد سے غروب سے پہلے پہلے تک تاخیر کی جائے تب بھی بلا کراہت جائز ہے البتہ بلا عذر زوال تک تاخیر خلاف سنت ہے اور غروب ہو جانے کے بعد رمی کرنا بھی مکروہ ہے گیارہویں اور بارہویں ان دونوں دنوں کی رمی کا وقت زوال سے شروع ہو کر دوسرے دن صبح صادق تک رہتا ہے مگر زوال سے غروب تک مسنون ہے اور غروب سے صبح صادق تک وقت مکروہ ہے اور صبح صادق کے بعد وقت قضا شروع ہو جاتا ہے اور رمی کی قضا کا وقت تیرہویں کے غروب تک رہتا ہے اس کے بعد رمی کا وقت ختم ہو جاتا ہے اور اگر تیرہویں ذی الحجہ کو بھی منی میں رک جائے تو زوال تک رک کر تینوں جمرات کی رمی کرنا واجب ہے اور صاحبین کے نزدیک زوال سے پہلے رمی جائز نہ ہوگی اگر زوال سے قبل رمی کرے گا تو اعادہ لازم ہوگا یعنی زوال کے بعد اعادہ کرنا پڑے گا اور اگر اعادہ نہ کیا تو جرمانہ میں ایک قربانی واجب ہو جائے گی اور امام ابوحنیفہ

کے نزدیک تیرہویں تاریخ کو زوال سے پہلے رمی کرنے کی صورت میں اعادہ نہیں ہے۔ (الجوہرۃ النیرۃ ا/۱۸۱، وحاشیہ نورالایضاح)

﴿۱۳۰۷﴾ وَمِنَ السُّنَّةِ هَدْيُ الْمُفْرِدِ بِالْحَجِّ وَالْأَكْلُ مِنْهُ وَمِنْ هَدْيِ التَّطَوُّعِ وَالْمُتْعَةِ وَالْقِرَانِ فَقَطْ.

ترجمہ: اور سنتوں میں سے یہ ہے کہ مفرد بالحج کا ہدی (کوئی جانور ذبح) کرنا اور اس سے کھانا اور صرف نفلی متعہ اور قران کی ہدی میں سے کھانا۔

قربانی کا وجوب کس پر ہے؟

حج کی تین قسمیں ہیں: (۱) حج افراد (۲) حج تمتع (۳) حج قران۔ حج افراد: اس میں میقات سے صرف حج کا احرام باندھا جاتا ہے اور ارکان حج کی ادائیگی کے بعد ہی احرام کھلتا ہے، باقی دو کی تفصیل مسئلہ (۱۲۵۵) کے حل لغات کے تحت ملاحظہ فرمائیں۔ صورت مسئلہ یہ بیان کر رہے ہیں کہ اگر کوئی حاجی حج تمتع یا حج قران کرتا ہے تو اس پر قربانی کرنا واجب ہے لیکن اگر حج افراد کرتا ہے تو اس پر کوئی قربانی لازم نہیں ہے البتہ سنت اور مستحب یہ ہے کہ وہ بھی قربانی کرے اور اپنی اس قربانی کا گوشت بھی کھا سکتا ہے ایسے ہی حج تمتع و حج قران کی قربانی کا گوشت بھی کھا سکتا ہے البتہ اگر کوئی قربانی کسی جرم کے ارتکاب کی بنا پر کی جارہی ہے تو اس کے مستحق صرف فقراء ہی ہیں خود کھانا اور مالداروں کو کھلانا درست نہیں ہے۔

﴿۱۳۰۸﴾ وَمِنَ السُّنَّةِ الْخُطْبَةُ يَوْمَ النَّحْرِ مِثْلَ الْأُولٰى يُعَلِّمُ فِيهَا بَقِيَّةَ الْمَنَاسِكِ وَهِيَ ثَالِثَةُ خُطَبِ الْحَجِّ.

ترجمہ: اور سنت میں سے خطبہ ہے یوم النحر میں پہلے خطبہ کی طرح سکھائے اس میں حج کے باقی ارکان اور یہ خطبۂ حج کے خطبوں میں تیسرا ہے۔

خطب الحج

یہاں عبارت میں یوم النحر سے مراد گیارہ ذی الحجہ ہے خطب الحج کی تعداد میں فقہاء کا اختلاف ہے، حنفیہ و مالکیہ کے نزدیک تین ہیں ۷ ذی الحجہ ۹ ذی الحجہ ۱۱ ذی الحجہ اور شافعیہ و حنابلہ کے نزدیک چار ہیں ۷/۹/۱۰/۱۲ اور امام زفر کے نزدیک تین ہیں ۸/۹/۱۰ ذی الحجہ۔ (الدر المنضود ۳/۲۶۵)

﴿۱۳۰۹﴾ وَتَعْجِيلُ النَّفْرِ إِذَا أَرَادَهُ مِنْ مِنًى قَبْلَ غُرُوبِ الشَّمْسِ مِنَ الْيَوْمِ الثَّانِي عَشَرَ

وَاِنْ اَقَامَ بِهَا حَتّٰى غَرَبَتِ الشَّمْسُ مِنَ الْيَوْمِ الثَّانِي عَشَرَ فَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ وَقَدْ اَسَاءَ وَاِنْ اَقَامَ بِمِنًى اِلٰى طُلُوْعِ فَجْرِ الْيَوْمِ الرَّابِعِ لَزِمَهُ رَمْيُهُ.

تعجیل باب تفعیل کا مصدر ہے جلدی کرنا۔ نفر باب (ض) کا مصدر ہے، کسی جگہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ جانا، یہاں پر مراد حاجی کا منیٰ سے مکہ معظمہ واپس آنا۔ اساءۃ بمعنی معروف باب افعال اساءۃ مصدر ہے برا یا غلط کام کرنا۔

ترجمہ اور کوچ کا جلدی کرنا جبکہ ارادہ کرے اس کا منیٰ سے سورج غروب ہونے سے پہلے بارہویں تاریخ سے اور اگر ٹھہرا رہے اس میں یہاں تک کہ سورج غروب ہو جائے بارہویں تاریخ کا تو اس پر کوئی چیز نہیں ہے لیکن اس نے برا کیا اور اگر ٹھہر جائے منیٰ میں تیرہویں تاریخ کی صبح صادق تک تو ضروری ہوگی اس کی رمی۔

بارہویں ذی الحجہ کو منیٰ سے روانہ ہو جانا

بارہویں ذی الحجہ کو تینوں جمرات کی رمی کے بعد غروب سے پہلے منیٰ سے روانہ ہو جانا بلا کراہت جائز ہے اور غروب کے بعد روانہ ہونا کراہت کے ساتھ جائز ہے اور اس کراہت کی وجہ سے کوئی جرمانہ لازم نہیں ہے اور تیرہویں کو صبح صادق کے بعد تک اگر رک جائے تو زوال تک رک کر تینوں جمرات کی رمی کرنا واجب ہے لہٰذا اگر جمرات کی رمی کئے بغیر روانہ ہو جائے تو جرمانہ میں ایک قربانی واجب ہو جائے گی۔ (معلم الحجاج: ۱۸۲، ایضاح المناسک: ۱۹۱)

(۱۳۱۰) وَمِنَ السُّنَّةِ النُّزُوْلُ بِالْمُحَصَّبِ سَاعَةً بَعْدَ ارْتِحَالِهِ مِنْ مِنًى.

محصب جاننا چاہئے کہ ابطح بطحاء اور خیف بنی کنانہ اور محصب ایک ہی جگہ کے نام ہیں اور یہ وہی میدان ہے جہاں قریش نے قسمیں کھائی تھیں اور آپ ﷺ کا ابو طالب کا بنو ہاشم کا اور بنو عبد المطلب کا بائیکاٹ کیا تھا کہ جب تک وہ نبی کو ہمیں نہ سونپ دیں گے ان کے ساتھ کوئی راہ و رسم نہیں رکھی جائے گی نہ شادی بیاہ کے معاملات ہوں گے نہ خرید و فروخت ہوگی چنانچہ تین سال آپ نے اور آپ کے خاندان نے مشقت کے ساتھ گزارے تھے پھر آپ نے اطلاع دی کہ قریش نے جس عہد نامہ کو خانہ کعبہ میں لٹکایا ہے اس کو دیمک نے چاٹ لیا ہے سوائے اللہ کے نام کے، صرف اللہ کا نام باقی ہے تب جا کر قید سے چھٹکارا ملا اور بائیکاٹ ختم ہوا۔ ارتحال مصدر ہے باب افتعال سے سفر کرنا روانہ ہونا۔ منیٰ بکسر المیم اور بضم المیم دونوں طرح درست ہے۔

ترجمہ اور سنت ہے اترنا محصب میں تھوڑی دیر اس کے منیٰ سے روانہ ہونے کے بعد۔

محصب میں اترنے کا بیان

حضور جب تیرہویں کی رمی کر کے منیٰ سے لوٹے تو مکہ سے باہر محصب نامی میدان میں پڑاؤ کیا تھا ظہر تو منیٰ میں

ادا فرمائی تھی ظہر تا عشاء چار نمازیں یہاں محصب میں ادا فرمائیں اور عشاء کے بعد طواف وداع کر کے آدھی رات کے قریب مدینہ کے لئے روانہ ہو گئے۔ آپ کا پڑاؤ محصب میں عادت کے طور پر تھا یا عبادت کے طور پر؟ یعنی یہ نزول مناسک میں داخل ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے ابن عمر اس کو سنت کہتے ہیں اور ابن عباس وغیرہ محض راحت کی ایک منزل قرار دیتے ہیں یعنی مناسک میں شمار نہیں کرتے بغرض ائمہ اربعہ کے نزدیک محصب میں اترنا مناسک میں داخل نہیں مگر چونکہ آپ اور حضرات شیخین وہاں اترے تھے اس لئے اکثر علماء کے نزدیک محصب میں اترنا مستحب ہے مگر اب وہاں مکانات بن گئے ہیں وہاں اترنے کی اب کوئی صورت نہیں ہے۔ (تحفۃ الالمعی: ۳/۳۲۵)

﴿۱۳۱۱﴾ وَشُرْبُ مَاءِ زَمْزَمَ وَالتَّضَلُّعُ مِنْهُ .

زَمْزَمَ (غیر منصرف) مکہ معظمہ میں خانہ کعبہ سے متصل بابرکت کنواں جس کا شیریں پانی حجاج پیتے ہیں اور بطور تبرک اپنے وطن لے جاتے ہیں۔ تضلع اس کا مادہ ضَلَعَ ہے بمعنی پسلی تضلع کے معنی خوب سیر یا سیراب ہونا۔

ترجمہ اور زمزم کا پانی پینا اور اس سے خوب سیرابی حاصل کرنا۔

تشریح اللہ تبارک وتعالیٰ نے بیر زمزم میں ایسی برکت ودیعت رکھی ہے جس کی انتہا نہیں ہے اس پانی میں اللہ تعالیٰ نے غذائیت رکھی ہے اور اس پانی کو اللہ تعالیٰ نے ہر بیماری کے لئے شفا بنایا ہے اس لئے اس سے برکت حاصل کرنے کے لئے خوب سیر ہو کر پیے۔ (ایضاح المناسک: ۱۳۰)

﴿۱۳۱۲﴾ وَاسْتِقْبَالُ الْبَيْتِ وَالنَّظَرُ إِلَيْهِ قَائِمًا وَالصَّبُّ مِنْهُ عَلَى رَأْسِهِ وَسَائِرِ جَسَدِهِ .

صَبَّ الشئ بہا ہوا پانی اوپر سے ڈالا ہوا پانی صَبَّ يَصُبُّ صَبًّا باب (ن) ڈالنا، انڈیلنا۔

ترجمہ اور قبلہ کی طرف رخ کرنا اور اسے دیکھنا اس حال میں کہ کھڑا ہوا ہو اور بہانا اس سے اپنے سر اور اپنے تمام بدن پر۔

آب زمزم کھڑے ہو کر پینا

آب زمزم پینے کا مسنون ومستحب طریقہ یہ ہے کہ قبلہ کی طرف منہ کر کے کھڑے ہو کر پیا جائے، حضور نے بھی کھڑے ہو کر نوش فرمایا ہے اور پیتے وقت اپنی مرادوں پر دھیان کیا جائے اور اپنے بدن پر بھی ڈال لے۔ (ایضاح المناسک: ۱۳۰)

﴿۱۳۱۳﴾ وَهُوَ لِمَا شُرِبَ لَهُ مِنْ أُمُورِ الدُّنْيَا وَالْآخِرَةِ .

ترجمہ اور وہ اس چیز کے واسطے ہے جس کے لئے وہ پیا جائے دنیا اور آخرت کے کاموں میں سے۔

تشریح فرماتے ہیں کہ زمزم کے پانی میں پروردگار عالم نے اپنی برکت اور تاثیر رکھی ہے کہ اس کے استعمال کے وقت جو بھی نیت کی جائے وہ انشاء اللہ ضرور پوری ہوگی چنانچہ علماء نے بڑے بڑے کاموں کے لئے ماء زمزم استعمال کیا اور ان کا مطلب حل ہو گیا۔

﴿۱۳۱۴﴾ وَمِنَ السُّنَّةِ اِلْتِزَامُ الْمُلْتَزَمِ وَهُوَ اَنْ يَّضَعَ صَدْرَهٗ وَوَجْهَهٗ عَلَيْهِ.

اَلْتِزَام چمٹنا باب افتعال کا مصدر ہے۔ یَضَعُ فعل مضارع معروف باب (ف) وَضْعًا مصدر ہے رکھنا۔ صَدْرٌ سینہ (گردن کے نیچے سے پیٹ تک) جمع صُدُوْرٌ۔

ترجمہ اور سنت میں سے ہے ملتزم کو چمٹنا اور وہ یہ ہے کہ رکھے اپنے سینہ اور چہرہ کو اس پر۔

ملتزم پر دعا

ملتزم بیت اللہ کے دروازہ اور حجر اسود کے درمیانی حصہ کا نام ہے اس سے لپٹ کر دعا کرنا مسنون اور مقبول ہے اور لپٹنے کی صورت یہ ہے کہ اس جگہ اپنے رخسار اور سینے اور دونوں ہاتھوں کی کلائیوں کو پھیلا کر اس حصہ سے ملادے اور رو رو کر دعائیں مانگے۔ تذکرۃ الخلیل میں لکھا ہے حضرت سہارنپوری فرماتے تھے کہ ملتزم پر میں نے اللہ سے تین دعائیں مانگی تینوں قبول ہوئیں۔ تفصیل ملاحظہ فرمائیں الدر المنضود: ۳/۲۳۲۔

﴿۱۳۱۵﴾ وَالتَّشَبُّثُ بِالْاَسْتَارِ سَاعَةً دَاعِيًا بِمَا اَحَبَّ وَتَقْبِيْلُ عَتَبَةِ الْبَيْتِ وَدُخُوْلُهٗ بِالْاَدَبِ وَالتَّعْظِيْمِ.

تَشَبُّث باب تفعل کا مصدر ہے چمٹنا، لگنا، وابستہ ہونا، تھامنا۔ اَسْتَار پردے واحد سِتْرٌ۔ عَتَبَة چوکھٹ آستانہ جمع عَتَبٌ وعَتَبَاتٌ۔ اَدَب سلیقہ تہذیب جمع آداب۔

ترجمہ اور تھامنا (خانہ کعبہ کے) پردوں کو تھوڑی دیر کے لئے اس حال میں کہ دعا مانگنے والا ہو اس چیز کی جو وہ چاہے اور بیت اللہ کی چوکھٹ کو بوسہ دینا اور اس میں داخل ہونا سلیقہ اور احترام سے۔

خانہ کعبہ کے پردہ کو پکڑ کر دعا کرنا

فرماتے ہیں خانہ کعبہ کے پردے کو چمٹ کر روتے کی شکل بنائے، یہ اس صورت میں ہے کہ جب اس کا پکڑنا ممکن ہو اور اگر اس کا پکڑنا ممکن نہ ہو تو اپنے ہاتھوں کو کھول کر اپنے سر پر دیوار پر رکھے اور اللہ تعالیٰ سے دنیا اور آخرت کی مرادیں مانگے مناسک حج کی کتابوں میں امام نووی اور ملا علی قاری نے لکھا ہے کہ طواف وداع سے فارغ ہونے کے بعد حاجی کے لئے مستحب ہے کہ بیت اللہ کے دروازہ کی چوکھٹ کو چومے اور اگر بیت اللہ میں داخل ہونے کا موقع مل جائے

کو قاعت دریجا ادب اور تعظیم سے داخل ہونا چاہئے اور وہاں جا کر دعا مانگنی چاہئے، اور اگر موقع ہو تو نماز پڑھنا بھی مستحب ہے، جاننا چاہئے کہ بیت اللہ میں داخل ہونا مناسک حج میں داخل نہیں ہے۔

﴿۱۳۶۶﴾ ثُمَّ لَمْ يَبْقَ عَلَيْهِ إِلَّا أَعْظَمُ الْقُرُبَاتِ وَهِيَ زِيَارَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَصْحَابِهِ فَيَنْوِيهَا عِنْدَ خُرُوْجِهِ مِنْ مَكَّةَ مِنْ بَابِ شُبَيْكَةَ مِنَ الثَّنِيَّةِ السُّفْلٰى وَسَنَذْكُرُ لِلزِّيَارَةِ فَصْلاً عَلٰى حِدَتِهِ إِنْ شَاءَ اللّٰهُ تَعَالٰى۔

لم يبق نفی جحد بلم بقِيَ يبقى بقاءً باب (س) باقی رہنا، بچ جانا۔ قربات واحد قربة نیک کام۔

ترجمہ پھر نہیں باقی رہا اس پر مگر ایک سب سے بڑی عبادت اور سب سے زیادہ ثواب کا کام اور وہ نبی اکرمؐ اور آپ کے اصحاب کی زیارت ہے چنانچہ نیت کرے اس کی جس وقت کہ باب سبیکہ سے جو کہ ثنیہ سفلیٰ میں گزرتا ہوا مکہ معظمہ سے نکلے اور ہم عنقریب ذکر کریں گے زیارت سے متعلق ایک مستقل فصل اگر اللہ نے چاہا۔

روضۂ اطہر کی زیارت کی فضیلت

حج سے فراغت کے بعد سب سے افضل اور بڑی سعادت سید المرسلین خاتم النبیین رحمۃ للعالمین رسول اکرمؐ کے روضۂ اطہر کی زیارت ہے کوئی بھی صاحب ایمان ایسا نہیں کر سکتا کہ دیار قدس میں پہنچنے کے بعد روضۂ اقدس کی زیارت سے محروم واپس آجائے اور وہاں جانے کے بعد روضۂ اطہر کی زیارت کرنا واجب کے قریب کا درجہ رکھتا ہے، حضورؐ نے ارشاد فرمایا کہ موقع اور گنجائش کے باوجود جس نے میری زیارت نہ کی اس نے مجھے تکلیف دی اور مجھے ناراض کیا، باقی تفصیل مستقل فصل کے تحت آرہی ہے، آگے فرماتے ہیں کہ مکۃ المکرمہ سے مدینہ منورہ کی جانب روانگی مکہ کے زیریں حصہ (مسفلہ) سے گزرتا ہوا جب مکہ سے باہر نکلے تو روضۂ اطہر کی نیت کرے آج کل چونکہ بسوں میں سفر ہوتا ہے اور جس راستہ سے وہ لوگ لے جائیں گے جانا پڑے گا، انسان بے بس ہوتا ہے اور اگر اپنی ذاتی گاڑی سے آدمی سفر کر رہا ہے تو پھر مسفلہ سے ہی گزرے ثنیہ سفلیٰ کا نام کدی بضم الکاف والقصر بھی ہے۔

فَصْلٌ فِيْ كَيْفِيَّةِ تَرْكِيْبِ أَفْعَالِ الْحَجِّ

(یہ فصل ہے افعال حج کو ترکیب دینے کی صورت اور طریقہ کے بیان میں)

﴿۱۳۶۷﴾ إِذَا أَرَادَ الدُّخُوْلَ فِي الْحَجِّ أَحْرَمَ مِنَ الْمِيْقَاتِ كَرَابِغٍ۔

رابغ جو لوگ مصر و شام سے تبوک ہوتے ہوئے مکہ کا سفر کریں ان کے لئے جحفہ میقات ہے اس زمانہ میں یہ مقام

ویران سا ہو گیا ہے اور آج کل یہ جگہ متعین نہیں ہے اس لئے اس کے قریب رابغ نامی ساحلی قصبہ سے احرام باندھا جاتا ہے جو طریق بدر پر واقع ہے اس جگہ سے مکہ معظمہ کی مسافت ۱۸۷ کلو میٹر ہے۔

ترجمہ جب ارادہ کرے حج میں داخل ہونے کا تو احرام باندھے میقات سے جیسا کہ مقام رابغ ہے۔

میقات سے بغیر احرام گزرنے کا کیا حکم ہے؟

میقات سے باہر رہنے والا مکلف مسلمان اگر مکہ یا حدود حرم کے لئے عازم سفر ہو خواہ یہ سفر کسی بھی مقصد سے ہو اور وہ میقات سے احرام باندھے بغیر گزر جائے تو اس پر حج یا عمرہ کی ادائیگی اور احرام باندھنے کے لئے میقات کی طرف لوٹنا واجب ہے اگر نہ لوٹے تو گناہگار ہوگا اور دم بھی لازم ہوگا۔ (غنیۃ الناسک: ۶۰)

﴿۱۳۱۸﴾ فَيَغْتَسِلُ أَوْ يَتَوَضَّأُ وَالْغُسْلُ وَهُوَ أَحَبُّ لِلتَّنْظِيفِ فَتَغْتَسِلُ الْمَرْأَةُ الْحَائِضُ وَالنُّفَسَاءُ إِذَا لَمْ يَضُرَّهَا.

تنظیف باب تفعیل کا مصدر ہے صفائی ستھرائی کرنا۔ لم یضر نفی جحد بلم ضر یضر ضرا وضررا تکلیف پہنچانا نقصان دینا۔

ترجمہ چناں چہ غسل کرے یا وضو کرے اور غسل اور وہ زیادہ پسندیدہ ہے صفائی ستھرائی کے لئے چناں چہ غسل کرے حائضہ عورت اور نفاس والی اگر نقصان نہ دے اس کو۔

احرام باندھنے سے قبل غسل کس مقصد کے لئے ہے؟

صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ جب کوئی شخص احرام باندھنے کا ارادہ کرے تو وہ پہلے غسل کرے یا وضو کرے لیکن غسل کرنا افضل ہے اور یہ غسل صفائی ستھرائی کے لئے ہے، یہ نہیں کہ ناپاکی کو دور کرنے کے لئے ہو، اسی وجہ سے حالت حیض میں جتلا عورت بھی یہ غسل کرے گی ایسے ہی اگر نفاس والی عورت کو غسل کرنا نقصان دہ نہ ہو تو وہ بھی کرے گی اور اگر نہانے کا موقع نہ ہو تو بغیر نہائے بھی احرام باندھنے میں کوئی حرج نہیں ہے۔

فائدہ: حائضہ کہتے ہیں اس عورت کو کہ جو ایام حیض میں چل رہی ہو اور ایسے ہی حاملہ کہتے ہیں اس عورت کو جو حمل سے ہو اور حائض بغیر تاء کے اس عورت کو کہتے ہیں جو حیض کی حد کو پہنچ گئی ہو یعنی جس میں حیض آنے کی صلاحیت ہو اور حامل بغیر تاء کے کہتے ہیں اس عورت کو جو حد حمل کو پہنچ گئی ہو یعنی جس میں استقرار حمل کی صلاحیت ہو۔ (حاشیہ ہدایہ النحو: ۳۳ بحوالہ حیات النحو: ۲۳۹)

﴿۱۳۱۹﴾ وَيُسْتَحَبُّ كَمَالُ النَّظَافَةِ بِقَصِّ الظُّفُرِ وَالشَّارِبِ وَنَتْفِ الْإِبِطِ وَحَلْقِ الْعَانَةِ

وَجِمَاعِ الْأَهْلِ وَالدُّهْنِ وَلَوْ مُطَيِّبًا.

نظافة نظف الشيء نظافةً باب کرم سے صاف ستھرا ہونا۔ قصّ از باب (ن) کاٹنا۔ ظفر ناخن جمع اظفار۔ شارب مونچھ جمع شوارب۔ ابط بغل جمع آباط۔ عانة پیڑو، ناف جمع عانات۔ مطیب خوشبودار کیا ہوا اور تیل کو خوشبودار کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ بے خوشبو کے تیل میں مثلاً گلاب کے پتے ڈال کر پکائیں یہاں تک کہ وہ پتے جل جائیں پھر چھان کر تیل نکال لیں تو وہ خوشبودار ہو جائے گا۔

ترجمہ اور مستحب ہے پوری صفائی حاصل کرنا ناخن اور مونچھ کاٹ کر بغل کے بال اکھاڑ کر اور ناف کے نیچے کے بال صاف کر کے اور بیوی سے صحبت کر کے اور تیل لگا کر اگرچہ خوشبودار ہی ہو۔

احرام کے بعض مستحبات

یہاں سے احرام کے بعض مستحبات کو بیان کرتے ہیں چنانچہ فرمایا کہ صفائی ستھرائی اعلیٰ درجہ کی ہونی چاہئے مثلاً ناخن تراشنا مونچھ کترنا بغل صاف کرنا موئے زیر ناف صاف کرنا اگر بیوی پاس ہو اور کوئی مانع نہ ہو تو اس سے جماع کرنا تاکہ احرام کے دوران دل فارغ رہے، احرام کے لئے غسل کرنے کے بعد کنگھی کرنا سر اور ڈاڑھی میں تیل لگانا بھی مستحب ہے وہ تیل چاہے خوشبودار ہو یا خوشبودار نہ ہو۔ (غنیۃ الناسک: ۶۸، ح)

﴿۱۳۲۰﴾ وَيَلْبَسُ الرَّجُلُ إِزَارًا وَرِدَاءً جَدِيدَيْنِ أَوْ غَسِيلَيْنِ وَالْجَدِيدُ الْأَبْيَضُ أَفْضَلُ.

ترجمہ اور پہنے مرد ایک تہبند اور چادر جو دونوں نئے ہوں یا دھلے ہوئے اور نئے سفید بہتر ہیں۔

احرام کا کپڑا

فرماتے ہیں کہ غسل یا وضو کرنے کے بعد احرام کے دو کپڑے ایک چادر اور ایک لنگی پہننا مردوں کیلئے احرام کی سنت ہے اور چادر ایسی لمبی ہونی چاہئے جو داہنے کندھے سے نکال کر بائیں کندھے پر سہولت سے آجائے اور بدن کا کوئی حصہ کھلا ہوا نہ ہو اور لنگی (ازار) ایسی ہو کہ جس سے ستر اچھی طرح چھپ جائے اور ازار اور رداء دونوں نئے ہوں یا دھلے ہوئے، یہ احرام کے مستحبات میں سے ہیں اور احرام میں سفید کپڑوں کا استعمال ہی افضل ہے۔ (غنیۃ الناسک: ۷۱)

اختیاری مطالعہ

بچہ کو بھی چادر اور لنگی پہنائی جائے: نابالغ بچہ کی طرف سے احرام باندھنے کے وقت اس کے بدن سے سلے ہوئے کپڑے اتار کر چادر لنگی پہنا دی جائے۔ (غنیۃ الناسک: ۸۴)

﴿۱۳۲۱﴾ وَلَا يَزُرُّهُ وَلَا يَعْقِدُهُ وَلَا يُخَلِّلُهُ فَإِنْ فَعَلَ كُرِهَ وَلَا شَيْءَ عَلَيْهِ.

یزرّ فعل مضارع معروف زَرَّ القمیص زرًّا باب نصر کا مصدر ہے گھنڈی لگانا بٹن لگانا اور زِرٌّ زا کے کسرہ کے ساتھ جمع أزرار بٹن۔ **یعقد** فعل مضارع معروف باب ضرب عقدًا مصدر ہے گرہ لگانا۔ **یخلل** فعل مضارع معروف باب تفعیل سے، کپڑے کو پھاڑ کر گلے میں ڈالنا۔

ترجمہ اور نہ اس میں گھنڈی لگائے اور نہ اس کو باندھے اور نہ اس کو پھاڑ کر گلے میں ڈالے پھر اگر کرلے تو مکروہ ہے اور اس پر کوئی چیز نہیں ہے۔

حالت احرام میں سلے ہوئے کپڑے نہ پہنے

احرام کے کپڑوں میں بہتر یہی ہے کہ وہ بالکل سلے ہوئے نہ ہوں لیکن اگر کسی نے کشف عورت کے خطرہ سے لنگی کے ایک کونہ کو دوسرے سے باندھ دیا یا سلوا لیا تو اس پر کوئی جزا لازم نہیں ہوگی۔ (غنیۃ الناسک: ۷۱)

(۱۳۲۲) وَتَطَیَّبَ.

ترجمہ اور خوشبو لگائے۔

احرام کا غسل کرنے کے بعد عطر لگانا

احرام باندھنے کے لئے غسل کرنے کے بعد بدن میں عطر وغیرہ لگانا مسنون ہے جبکہ خوشبو بسہولت میسر ہو اور احرام کے کپڑوں میں ایسی گاڑھی خوشبو لگانا مثلاً جما ہوا مشک جس کا اثر بعد تک باقی رہے ناجائز ہے البتہ ایسی خوشبو جو گاڑھی نہ ہو اس کا اثر بعد میں باقی نہ رہے اس کا کپڑوں میں لگانا گو جائز ہے مگر نہ لگانا ہی بہتر ہے۔

اختیاری مطالعہ

احرام کے لئے غسل کرنے کے بعد کنگھی کرنا مستحب ہے، ایسے ہی سر اور داڑھی میں تیل لگا لینا بھی مستحب ہے، تیل چاہے خوشبودار ہو یا خوشبودار نہ ہو۔ (غنیۃ الناسک: ۷۰)

(۱۳۲۳) وَصَلِّ رَكْعَتَيْنِ.

ترجمہ اور دو رکعت پڑھے۔

تشریح دو رکعت نماز ادا کرنا احرام کی سنت ہے لیکن کسی نے اگر مکروہ وقت میں احرام باندھا ہے تو اس وقت نماز ادا نہیں کرے گا۔ (غنیۃ الناسک: ۶۷)

(۱۳۲۴) وَقُلِ اللّٰهُمَّ إِنِّيْ أُرِيْدُ الْحَجَّ فَيَسِّرْهُ لِيْ وَتَقَبَّلْهُ مِنِّيْ.

اَللّٰھُمَّ اے اللہ! بمعنی یَا اَللّٰہُ. یَسِّرْ فعل امر باب تفعیل تیسیرًا مصدر ہے آسان کرنا۔ تَقَبَّلْ فعل امر باب تفعل تقبلاً مصدر ہے قبول کرنا۔

ترجمہ اور کہنے اے اللہ! میں حج کا ارادہ کرتا ہوں اس کو میرے لئے آسان فرما اور میری طرف سے قبول فرما

احرام کی دعا

حاجی احرام باندھنے سے قبل غسل یا وضو کر کے دو رکعت نفل نماز پڑھ کر ان الفاظ سے دعا مانگے جو یہاں متن میں مذکور ہیں۔

﴿۱۳۲۵﴾ وَلَبِّ دُبُرَ صَلٰوتِكَ تَنْوِی بِهَا الْحَجَّ .

لَبِّ فعل امر ہے تلبیۃ سے باب تفعیل تلبیہ پڑھنا جس کا بیان اگلی عبارت میں آرہا ہے۔ دُبُر ہر چیز کا پچھلا حصہ جمع اَدْبَار۔

ترجمہ اور تلبیہ پڑھنے اپنی نماز کے بعد اس حالت میں کہ اس تلبیہ سے حج کی نیت کرے۔

پہلا تلبیہ کس وقت پڑھا جائے

دو رکعت صلوٰۃ احرام ادا کرنے کے بعد نماز کا سلام پھیرتے ہی متصلاً اسی مجلس میں احرام کی نیت کے ساتھ تلبیہ پڑھ لیا جائے پہلا احرام کی نماز اور احرام کی نیت و تلبیہ کے درمیان فاصلہ نہیں ہونا چاہئے اگر بہت زیادہ فاصلہ ہو جائے گا تو سنت طریقے سے احرام باندھنے کا جو حکم ہے اس پر عمل نہ ہوگا اور سنت طریقہ کے ثواب سے بھی محروم ہو جائے گا۔
(تبیین الحقائق ۹/۲)

جاننا چاہئے کہ حج میں تلبیہ کی حیثیت تقریباً ایسی ہی ہے جیسی نماز میں تکبیر تحریمہ کی۔

﴿۱۳۲۶﴾ وَهِیَ لَبَّیْكَ اللّٰهُمَّ لَبَّیْكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ لَبَّیْكَ اِنَّ الْحَمْدَ وَالنِّعْمَةَ وَالْمُلْكَ لَكَ لَا شَرِیْكَ لَكَ.

ترجمہ اور تلبیہ یہ ہے: میں بار بار حاضر ہوں خداوندا تیرے حضور میں بار بار حاضر ہوں آپ کا کوئی شریک نہیں، میں آپ کے حضور میں بار بار حاضر ہوں بیشک تمام حمد و ثنا ساری نعمتیں اور فرماں روائی بھی آپ ہی کے لئے ہے آپ کا کوئی شریک نہیں۔

تلبیہ کے الفاظ

اس تلبیہ میں چار جگہ وقف مستحب ہے، عبارت میں علامت وقف کے ذریعہ ان کی نشاندہی کر دی گئی ہے اور تلبیہ

یعنی یہ الفاظ اس لئے پسند کئے گئے ہیں کہ وہ اپنے مولیٰ کی بندگی پر برقرار رہنے کی ترجمانی کرتے ہیں اور اس کو یہ بات بھی یاد دلاتے ہیں کہ اب وہ بندگی کے لئے کمربستہ ہے پس اس کو عبادت کا پورا پورا حق ادا کرنا چاہئے اور تلبیہ میں دو مرتبہ لا شریک لک شامل کیا گیا ہے کیونکہ زمانہ جاہلیت کے لوگ اپنے بتوں کی تعظیم کرتے تھے اور تلبیہ میں ان کا بھی تذکرہ کرتے تھے وہ کہتے تھے لا شریک لک الا شریکا ھو لک تملکہ وما ملک یعنی آپ کا کوئی شریک نہیں مگر وہ شریک جو آپ کا ہے جس کے آپ مالک ہیں اور وہ مالک نہیں چنانچہ مشرکین کی تردید کے لئے اور مسلمانوں کے تلبیہ کو مشرکین کے تلبیہ سے جدا کرنے کے لئے رسول اللہ ﷺ نے تلبیہ میں یہ جملہ بڑھایا ہے۔ (تحفۃ الالمعی: ۳/۲۲۰)

اختیاری مطالعہ

(۱) احناف کے نزدیک کوئی بھی ذکر تلبیہ کے قائم مقام ہو جاتا ہے یعنی حج یا عمرہ کی نیت کرنے کے بعد کوئی بھی اللہ کا ذکر کیا جائے مثلاً الحمد للہ کہا یا سبحان اللہ کہا تو احرام شروع ہو گیا یہ ذکر تلبیہ کے قائم مقام ہو جائے گا یعنی گویا کہ اس نے تلبیہ پڑھ لیا، اور عربی زبان کے علاوہ کسی اور زبان میں تلبیہ کا ترجمہ بھی پڑھ سکتا ہے مگر عربی افضل ہے۔ (شامی: ۲/۲۱۷)

تلبیہ زبان سے کہنا شرط ہے

(۲) تلبیہ زبان سے اس طرح کہنا شرط ہے کہ حروف صحیح ادا ہوں اور کم از کم خود سن رہا ہوں اگر دل دل میں تلبیہ پڑھا یا اس طرح زبان سے پڑھا کہ حروف تو صحیح ہو گئے مگر خود سن نہیں سکا یعنی بہت ہی آہستہ پڑھا تو بھی تلبیہ معتبر نہیں ہوگا۔ (غنیۃ الناسک: ۷۳)

(۳) گونگا کس طرح تلبیہ پڑھے، گونگے کو تلبیہ پڑھتے وقت صرف زبان ہلانا کافی ہے۔ (غنیۃ: ۷۵)

(۴) ایام تشریق میں تلبیہ کس طرح پڑھے، ایام تشریق میں فرض نمازوں کے بعد تلبیہ پڑھنے کا طریقہ یہ ہے کہ اولاً تکبیر تشریق پڑھے پھر تلبیہ پڑھے اور اگر کسی نے پہلے تلبیہ پڑھ لیا تو اب اس کے ذمہ سے تکبیر تشریق ساقط ہو جائے گی۔ (غنیۃ: ۷۵)

﴿۱۳۲۷﴾ وَلَا تَنْقُصْ مِنْ هٰذِهِ الْأَلْفَاظِ شَيْئًا وَزِدْ فِيْهَا لَبَّيْكَ وَسَعْدَيْكَ وَالْخَيْرُ كُلُّهُ بِيَدَيْكَ لَبَّيْكَ وَالرَّغْبٰى إِلَيْكَ وَالزِّيَادَةُ سُنَّةٌ .

تنقص فعل مضارع معروف، باب (ن) نقصا ونقصانا کم کرنا۔ زد فعل امر باب (ض) زیدا وزیادۃ مصدر ہے بڑھانا، زیادہ کرنا، اضافہ کرنا۔ سعدیک سعد کا تثنیہ ہے اور کاف ضمیر مخاطب کی ہے جمع اسعد وسعود خوش بختی (نیکی اور بھلائی حاصل کرنے کی منجانب اللہ توفیق و اعانت)۔ ید ہاتھ، یہاں پر مراد ملکیت اور قبضہ ہے۔ رغبی باب (س) کا مصدر ہے عاجزی و خواری سے مانگنا، التجا کرنا۔

ترجمہ اور کم نہ کرے ان الفاظ سے بلکہ اور ان میں اضافہ کرے میں بار بار حاضر ہوں اور آپ کی عبادت کو نیک بخت تصور کرتا ہوں اور تمام بھلائی آپ کے اختیار میں ہے میں بار بار حاضر ہوں اور پوری رغبت آپ کی طرف ہے اور زیادتی سنت ہے۔

تلبیہ کے الفاظ میں کمی زیادتی

تلبیہ کے الفاظ میں بعد میں زیادتی تو مستحب ہے مگر درمیان میں زیادتی کرنا اور اسی طرح سے تلبیہ کے منقول الفاظ سے کم کرنا مکروہ تنزیہی ہے۔ (غنیۃ المناسک: ۷۴) حضرت عبداللہ بن عمرؓ کے بارے میں منقول ہے کہ انہوں نے احرام باندھا اور تلبیہ پڑھنا شروع کیا وہ کہہ رہے تھے لبیک اللّٰھم لبیک ...... الی قولہ ...... لا شریک لک نافع کہتے ہیں ابن عمرؓ فرماتے تھے یہ نبیؐ کا تلبیہ ہے اور ابن عمرؓ اپنی طرف سے نبیؐ کے تلبیہ کے بعد بڑھاتے تھے لبیک لبیک وسعدیک الی آخرہ معلوم ہوا کہ اگر کوئی ابن عمرؓ نے جو جملے بڑھائے ہیں وہ یا اپنی طرف سے کوئی اور جملہ بڑھائے جس میں اللہ کی تعظیم ہو تو جائز ہے۔ (تحفۃ الالمعی: ۲۲۱/۳)

﴿۳۲۸﴾ فَاِذَا لَبَّیْتَ نَاوِیًا فَقَدْ اَحْرَمْتَ فَاتَّقِ الرَّفَثَ وَھُوَ الْجِمَاعُ وَقِیْلَ ذِکْرُہٗ بِحَضْرَۃِ النِّسَاءِ وَالْکَلَامَ الْفَاحِشَ وَالْفُسُوْقَ وَالْمَعَاصِیَ وَالْجِدَالَ مَعَ الرُّفَقَاءِ وَالْخَدَمِ وَقَتْلَ صَیْدِ الْبَرِّ وَالْاِشَارَۃَ اِلَیْہِ وَالدَّلَالَۃَ عَلَیْہِ۔

اتق فعل امر باب افتعال اتقاءً مصدر ہے سزا سے ڈر کر اللہ کی منع کی ہوئی چیزوں سے بچنا۔ الفاحش اسم فاعل باب (ن) فحشا مصدر ہے تو کلمہ مذمت ہونا، انتہائی برا ہونا۔ معاصی واحد معصیۃ گناہ خطاء۔ رفقاء رفیق کی جمع ہے ساتھی۔ خدم خادم کی جمع ہے خدمتگار۔

ترجمہ جب نیت کرتے ہوئے آپ نے تلبیہ کہہ لیا تو آپ محرم ہو گئے تو بچئے رفث سے اور وہ جماع ہے اور کہا گیا ہے جماع کا ذکر کرنا عورتوں کی موجودگی میں اور فحش کلام کرنا اور بیہودہ بات کہنے سے اور گناہوں سے اور لڑائی جھگڑا کرنے سے ساتھیوں اور خدمتگاروں کے ساتھ اور جنگل کا شکار مارنے سے اور اس کی طرف اشارہ کرنے اور اس پر راہنمائی کرنے سے۔

حالت احرام میں معصیتوں سے پرہیز

صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ احرام باندھ کر ان تمام باتوں سے پرہیز کرے جن سے اللہ نے منع کیا ہے یعنی زبان سے گندی اور بیہودہ بات نکالنا اور معصیت وگناہ کرنا جماع یا دواعی جماع کرنا ایسے ہی اپنے ساتھیوں وخدمتگاروں

سے لڑنا جھگڑنا حج کے دوران ان تمام باتوں سے بچے ایسے ہی حالت احرام میں خشکی کے جانور کو نہ چھیڑے اور نہ مارے غیر محرم کے لئے نہ شکار کی طرف اشارہ کرنا جائز ہے یعنی شکار سامنے موجود ہو اور اس کی طرف اشارہ کرے تبھی ناجائز ہے اور اگر شکار تو سامنے موجود نہیں ہے لیکن شکار کے بارے میں محرم جانتا ہے اب وہ کسی غیر محرم سے یوں کہے کہ فلاں جگہ شکار ہے تو یہ رہنمائی بھی حرام ہے۔

فائدہ: والفسوق والمعاصی اس عبارت کے بارے میں علامہ طحطاوی فرماتے ہیں کہ یہاں عطف تفسیری ہے یعنی فسوق کی تفسیر معاصی سے ہے اور محشی حضرت مولانا اعزاز علیؒ نے لکھا ہے کہ معاصی کے شروع میں حرف واؤ کا تحسین کا اضافہ ہے اصل عبارت الفسوق المعاصی یعنی بغیر واؤ کے ہے کما علیه عامة الکتب الفقهية. (حاشیہ نور الایضاح)

اختیاری مطالعہ

بچہ کو بھی ممنوعات احرام سے بچایا جائے:

ولی کو چاہئے کہ بچہ کو بھی ممنوعات احرام سے بچائے رکھے تاہم اگر بچہ کسی ممنوع چیز کا ارتکاب کر لے تو ان دونوں میں سے کسی پر بھی کوئی چیز لازم نہ ہوگی۔ (غنیۃ الناسک:۸۳)

﴿۱۳۲۹﴾ وَلُبْسَ الْمَخِيْطِ وَالْعِمَامَةِ وَالْخُفَّيْنِ وَتَغْطِيَةَ الرَّأْسِ وَالْوَجْهِ وَمَسَّ الطِّيْبِ وَحَلْقَ الرَّأْسِ وَالشَّعْرِ.

ترجمہ اور سلا ہوا کپڑا پہننے پگڑی باندھنے موزے پہنے اور سر و چہرہ چھپانے اور خوشبو لگانے اور سر اور بالوں کے منڈوانے سے (بچے)

احرام کی پابندیاں مردوں کے لئے

حالت احرام میں مرد کے لئے ایسا سلا ہوا کپڑا پہننا ممنوع اور ناجائز ہے جو بدن کی ہیئت اور جسم کی بناوٹ کے مطابق سلا گیا ہو یا بنایا گیا ہو جیسے کرتا جبہ پاجامہ پتلون بنیان چڈی نیکر جانگیہ جرسی ٹوپی پگڑی وغیرہ اور جو کپڑا بدن کی ہیئت اور بناوٹ پر نہیں سلا گیا ہے تو اس کا پہننا بلا کراہت جائز ہے لہٰذا سلی ہوئی لنگی پہننا جائز ہے ایسے ہی پیروں میں بھی احرام ہے لہٰذا احرام کی حالت میں مردوں کے لئے ایسے موزے و جوتے پہننا منع ہے جس سے قدم کے اوپر ابھری ہوئی ہڈی ڈھک جائے لہٰذا اگر ایسا جوتا پہنا جس سے یہ ہڈی اور ٹخنے کھلے رہتے ہیں تو اس کو بحالت احرام پہننے میں کوئی حرج نہیں ایسے ہی سر اور چہرہ ڈھانکے اور حالت احرام میں خوشبو استعمال نہ کرے نیز بدن و کپڑے دونوں پر لگانا ممنوع ہے ہر وہ کپڑا جو خوشبودار رنگ میں رنگا گیا ہو یا خوشبو میں بسایا گیا ہو محرم نہیں پہن سکتا نہ مرد پہن سکتا ہے نہ عورت ایسے ہی

محرم اپنے سر اور بدن کے بال بھی نہ مونڈے۔

• **تنبیہ:** بعض لوگ احرام میں ہوائی چپل پہننا ہی ضروری سمجھتے ہیں تو ان کا یہ خیال صحیح نہیں ہے۔

احرام کی پابندیاں عورتوں کے لئے

عورت کے لئے بھی وہی پابندیاں ہیں جو مردوں کیلئے ہیں البتہ وہ سلا ہوا کپڑا اور بند جوتا پہن سکتی ہے اسی طرح سر حسب دستور ڈھانپے گی لیکن چہرہ کو اس طرح رکھے کہ اس پر کپڑا نہ لگنے پائے تاہم اجنبیوں سے پردہ کرنا ضروری ہے عورت اگر اپنے سر پر ہیٹ رکھ کر اوپر سے نقاب ڈال لے تو زیادہ بہتر ہے اس لئے کہ ایسی صورت میں دو کام ایک ساتھ ہو جائیں گے: (۱) اجنبی مردوں سے پردہ۔ (۲) ہیٹ کی وجہ سے چہرہ سے نقاب کا کپڑا لگنے نہیں پائے گا اور ایسی صورت میں اگر بلا اختیار ہوا وغیرہ سے نقاب کا کپڑا اتفاق سے لگتا رہے اور عورت ہٹانے کی کوشش کرتی رہے تو کوئی جرمانہ لازم نہ ہوگا اور حالت احرام میں ہاتھوں میں دستانے نہ پہنے مرد و عورت دونوں کے لئے دستانے پہننا علماء حنفیہ کے نزدیک پسندیدہ نہیں ہے اور عورت کو حالت احرام میں ہر طرح کے زیورات پہننا جائز ہے مگر احتیاطاً نہ پہننا اولیٰ ہے۔ (مستفاد رفیق المناسک و تحفۃ الالمعی و ایضاح المناسک)

اختیاری مطالعہ

(۱) کان گدی اور ٹھوڑی ڈھانکنے میں حرج نہیں

محرم کے لئے اپنے دونوں کانوں گدی اور ٹھوڑی کے نیچے داڑھی کے ڈھانکنے میں کوئی حرج نہیں۔

(۲) غیر معتاد اشیاء سے چہرہ ڈھانکنا

محرم اگر اپنے سر یا چہرہ کو کسی ایسی چیز سے ڈھانکے جس سے عموماً سر ڈھانکنے کا کام نہیں لیا جاتا ہے مثلاً چھتری لکڑی لوہا پیتل اور شیشہ وغیرہ تو اس میں کوئی حرج نہیں ہے چاہے اس ڈھانکنے سے سردی یا گرمی سے بچاؤ ہی مقصود کیوں نہ ہو۔

(۳) احرام میں چہرے پر ماسک لگانا

آج کل جراثیم سے بچنے کے فیشن میں بحالت احرام چہرے پر ماسک لگانا عام ہو گیا ہے تو اس بارے میں شرعی حکم اچھی طرح یاد رکھنے کی ضرورت ہے کہ احرام میں اس طرح ماسک پہننا بلاشبہ ممنوع ہے۔ (فتاویٰ المناسک: ۱۵۴-۱۵۵)

﴿۱۳۳۰﴾ وَيَجُوْزُ الْاِغْتِسَالُ وَالْاِسْتِظْلَالُ بِالْخَيْمَةِ وَالْمَحْمِلِ وَغَيْرِهِمَا.

استظلال باب استفعال سے سایہ حاصل کرنا۔ خیمة بانس پھونس وغیرہ کا سایہ کے لئے بنایا ہوا گھر، جھونپڑی سوتی یا اونی کپڑے کا بنایا ہوا عارضی گھر جو بلیوں اور لکڑیوں پر کھڑا کیا جاتا ہے۔ جمع خیام. محمل میم اولی کے فتحہ کے ساتھ اور دوسرے میم کے کسرہ کے ساتھ یا اول میم کے کسرہ کے ساتھ اور دوسرے میم کے فتحہ کے ساتھ دونوں لغت صحیح ہیں، کجاوہ۔

ترجمہ: اور جائز ہے غسل کرنا اور سایہ حاصل کرنا خیمہ اور کجاوہ اور ان کے علاوہ سے۔

محرم کے لئے سایہ حاصل کرنا کیسا ہے؟

حالت احرام میں محرم غسل کر سکتا ہے عند الجمہور والائمۃ الثلاثۃ اس میں کوئی حرج نہیں اس میں امام مالک کا اختلاف ہے ان کے نزدیک مکروہ ہے، آگے فرماتے ہیں کہ کسی چھت کے نیچے یا خیمہ کے اندر بیٹھ کر سایہ حاصل کرنا محرم کے لئے درست ہے اور احرام کی حالت میں عذر یا بلا عذر سر پر دوپٹہ یا رومال وغیرہ باندھنا مکروہ ہے اگر مکمل ایک دن یا ایک رات کے بقدر باندھے رکھا تو دم لازم ہوگا۔

(۱۳۳۱) وَشَدُّ الْهِمْيَانِ فِي الْوَسَطِ.

همیان ہا کے کسرہ کے ساتھ، تھیلی جو کمر سے باندھی جاتی ہے اور اس میں نقدی وغیرہ رکھی جاتی ہے جمع همایین وهمائن۔

ترجمہ: اور ہمیانی کا کمر میں باندھنا۔

پرس کمر میں باندھنا

روپے پیسے کی حفاظت کے لئے کمر میں پٹکا یا پرس وغیرہ باندھنا بلا کراہت درست ہے بالفاظ دیگر عبارت کی تعبیر اس طرح بھی کر سکتے ہیں کہ احرام کی چادر یا لنگی میں روپیہ پیسہ پاسپورٹ ٹکٹ وغیرہ کی حفاظت کے لئے جیب لگانا بلا کراہت جائز اور درست ہے۔ (معلم الحجاج: ۱۵۱، غنیۃ الناسک: ۷۳)

(۱۳۳۲) وَاَكْثِرِ التَّلْبِيَةَ مَتٰى صَلَّيْتَ اَوْ عَلَوْتَ شَرَفًا اَوْ هَبَطْتَ وَادِيًا اَوْ لَقِيْتَ رَكْبًا وَبِالْاَسْحَارِ رَافِعًا صَوْتَكَ بِلَا جُهْدٍ مُضِرٍّ.

ترجمہ: اور کثرت سے پڑھے تلبیہ کو جس وقت تو نماز پڑھے یا چڑھے کسی بلندی پر یا اترے کسی پست زمین میں یا ملے کسی قافلے سے اور صبح کے وقت اس حال میں کہ بلند کرنے والا ہو اپنی آواز کو بغیر نقصان پہنچانے والی تکلیف کے۔

تلبیہ زیادہ سے زیادہ مطلوب ہے

احرام کی حالت میں زیادہ سے زیادہ تلبیہ پڑھنا چاہئے محرم کے اعمال میں اللہ کو سب سے زیادہ پسند تلبیہ اور قربانی ہے تلبیہ ہر مخلوق کو اتنا پسند ہے کہ وہ تلبیہ پڑھنے والے کی موافقت کرتی ہے جیسے داؤد کے ذکر میں پہاڑ اور پرندے ہمنوائی کرتے تھے، عورتیں تلبیہ سراً پڑھیں اور سر سے دل میں پڑھنا مراد نہیں بلکہ حروف کی ادائیگی کے ساتھ اس طرح تلبیہ پڑھیں کہ ان کا پڑھنا ان کے کان سنیں اور مرد بلند آواز سے تلبیہ پڑھیں مگر چلائیں نہیں باقی مذکورہ بالا عبارت کی تفصیل مسئلہ ۱۲۸ تا ۱۲۸۲ میں گزر چکی ہے وہاں ملاحظہ فرمائیں۔

اختیاری مطالعہ

اگر چند آدمی ایک ساتھ ہوں تو اجتماعی طور پر (مثلاً ایک آدمی پڑھے پھر کچھ لوگ آواز ملا کر الفاظ دہرائیں) تلبیہ نہ پڑھیں بلکہ ہر آدمی علیحدہ بذات خود تلبیہ پڑھے۔ (غنیۃ الناسک: ۷۵)

نوٹ: آج کل اس بارے میں سخت کوتاہی ہوتی ہے دوران سفر آواز ساتھ ملا کر تلبیہ پڑھا جاتا ہے جو صحیح نہیں ہے۔

(۱۳۳۳) وَإِذَا وَصَلَتْ إِلَى مَكَّةَ يَسْتَحِبُّ أَنْ تَغْتَسِلَ وَتَدْخُلَهَا مِنْ بَابِ الْمُعَلَّى لِيَكُونَ مُسْتَقْبِلاً فِي دُخُولِكَ بَابَ الْبَيْتِ الشَّرِيفِ تَعْظِيماً.

باب المعلی جاننا چاہئے کہ دخول مکہ کے آداب میں سے یہ بھی ہے کہ ثنیۃ العلیا سے داخل ہو اور ثنیۃ السفلی سے خارج ہو، ثنیۃ علیا کا نام کداء ہے بفتح الکاف والمد اس کا نام حجون بھی ہے اور یہیں جنت المعلی جو کہ اہل مکہ کا قبرستان ہے اس پر اترا رہا ہے اور آج کل یہ مقام معابدہ کے نام سے مشہور ہے اسی جگہ قصر الملک بھی ہے اور رابطہ عالم اسلامی کا مرکز۔ (در منضود ۳/ ۲۲۸)

ترجمہ اور جب پہنچ جائے مکۃ المکرمہ تو مستحب ہے کہ غسل کرے اور داخل ہو مکہ میں باب معلی سے تاکہ رخ رہے تیرے داخل ہونے میں تعظیم کے لحاظ سے بیت اللہ شریف کے دروازہ کا۔

تشریح میقات سے احرام باندھنے کے بعد محرم مکہ معظمہ کی جانب چلے تو جس جگہ حرم کی حد شروع ہوتی ہے (جہاں آج کل غیر مسلموں کے لئے داخلہ ممنوع ہے، کے بورڈ لگے ہوئے ہیں) وہاں سے داخل ہوتے وقت نہایت خشوع وخضوع کا اظہار کرے اور والہانہ انداز میں تلبیہ کا ورد کرے اور ممکن ہو تو سواری سے اتر کر پیدل ہو جائے اور دعاؤں واستغفار کا اہتمام رکھے۔

تنبیہ: آج کل حکومت کا انتظام حجاج ومعتمرین کے لئے اس انداز کا ہے کہ وہ اپنی مرضی سے سواریوں سے اتر نہیں سکتے اس لئے آج کل سواری سے اتر کر پیدل چلنے کی مشکل ہے تا ہم سواری میں بیٹھے بیٹھے ہی کامل توجہ سے

ورد جاری رکھیں۔

مکہ معظمہ میں داخلہ سے قبل غسل کرنا

مکہ معظمہ میں داخلہ کے لئے نظافت حاصل کرنے کی غرض سے غسل کرنا مسنون ہے۔ (غنیۃ الناسک: ۹۶)

مشورہ: آج کل جدہ سے روانہ ہونے کے بعد مکہ معظمہ میں داخل ہونے سے قبل غسل کا کوئی موقع نہیں رہتا اس لئے بہتر ہے کہ اگر کوئی عذر اور دشواری نہ ہو تو جدہ سے روانہ ہونے سے پہلے حج ٹرمنل میں ہی اس نیت سے غسل کرلیا جائے وہاں غسل وغیرہ کے معقول انتظامات ہیں۔

مکہ معظمہ میں کس طرف سے داخل ہوں

مستحب ہے کہ مکہ معظمہ میں ثنیہ کدا کی طرف سے داخل ہوں (لیکن اب عام حالات میں اس کا اہتمام کرنا ممکن نہیں ہے لہٰذا جہاں سے داخلہ کی سہولت ہو وہاں سے داخل ہوا جائے)

مکہ معظمہ پہنچنے کے بعد مسجد حرام میں کب حاضر ہوں

اگرچہ افضل یہی ہے کہ مکہ معظمہ پہنچنے کے بعد سب سے پہلے مسجد حرام میں حاضری کی فکر کی جائے لیکن موجودہ زمانہ کی صورت حال کو دیکھتے ہوئے اس بارے میں درج ذیل امور کا لحاظ رکھنا ضروری ہے۔ (۱) آج کل معلم کی بسوں سے سفر ہوتا ہے جس میں سب حاجیوں کا سامان مخلوط کرکے چڑھا دیا جاتا ہے اور قیامگاہ یا معلم کے دفتر پر اتارا جاتا ہے، اس لئے مکہ معظمہ پہنچ کر سب سے پہلے اپنے سامان کو یکجا کرنے اور کمرے تک پہنچانے پر دھیان دیا جائے اگر سامان چھوڑ کر اترتے ہی حرم چلے گئے تو بعد میں بڑی پریشانی ہوسکتی ہے۔ (۲) عموماً اب قیامگاہیں حرم سے بہت فاصلے پر ہوتی ہیں اس لئے قیامگاہ کا جائے وقوع اور آس پاس کی علامتوں کا جان لینا ضروری ہے اگر ان باتوں کا لحاظ کئے بغیر حرم چلے گئے تو واپسی بہت مشکل ہو جائے گی۔ (۳) آج کل حکومتی نظام اور سفر کے ہوش ربا اور تھکا دینے والے مراحل کی وجہ سے عموماً حجاج کو مکہ معظمہ پہنچتے پہنچتے اس قدر تکان ہو جاتی ہے کہ وہ کسی کام کے نہیں رہتے اور فوراً آرام کا تقاضا ہوتا ہے تو ایسی کیفیت میں فوراً مسجد حرام میں جانا پسندیدہ نہیں کہا جا سکتا اس لئے ایسی صورت میں تکان دور کرنے کے بعد تازہ دم ہو کر حرم میں داخل ہونا چاہئے، البتہ اگر کوئی شخص واقعتا اس طرح مکہ پہنچے کہ اسے کوئی تکان نہ ہو اور قیامگاہ بھی آسان ہو سامان کی بھی کوئی فکر نہ ہو تو اسے بلا عذر مسجد حرام میں حاضری میں تاخیر نہیں کرنی چاہئے، ورنہ خلاف اولیٰ ہوگا۔

﴿۳۳۴﴾ وَيُسْتَحَبُّ اَنْ تَكُوْنَ مُلَبِّيًا فِي دُخُوْلِكَ حَتّٰى تَاْتِيَ بَابَ السَّلَامِ فَتَدْخُلَ الْمَسْجِدَ الْحَرَامَ مِنْهُ مُتَوَاضِعًا خَاشِعًا مُلَبِّيًا مُلَاحِظًا جَلَالَةَ الْمَكَانِ مُكَبِّرًا مُهَلِّلًا مُصَلِّيًا

عَلَى النَّبِيِّ مُتَلَطِّفًا بِالْمُزَاحِمِ دَاعِيًا بِمَا اَحَبَّتْ فَاِنَّهُ مُسْتَجَابٌ عِنْدَ رُؤْيَةِ الْبَيْتِ الْمُكَرَّمِ.

باب السلام یہ مسجد حرام کے اس دروازہ کا نام ہے جو صفا مروہ کی طرف سے داخل ہونے میں پڑتا ہے، بیت اللہ شریف میں سب سے پہلے اسی دروازہ سے داخل ہونا افضل ہے اور صفا مروہ کی طرف سے بہت سے دروازے ہیں ہر دروازہ پر نام لکھا ہوا ہے۔ مسجد حرام یہ بیت اللہ کے چاروں طرف بنی ہوئی مسجد ہے اس میں ایک نماز کا ثواب ایک لاکھ نمازوں کے برابر ہے۔ کعبہ شریف جس کا طواف کرتے ہیں درحقیقت مسجد ہے اس کے ارد گرد جو جگہ ہے وہ مطاف کہلاتی ہے پہلے کعبہ شریف کے اندر نماز پڑھی جاتی تھی حضرت ابراہیم نے کعبہ کے دو دروازے بنائے تھے، اور دونوں زمین سے لگے ہوئے تھے بعد میں قریش نے اپنی اجارہ داری قائم کرنے کیلئے ایک دروازہ بند کر دیا اور اس کو قد آدم اونچا کر دیا تاکہ جسے چاہیں داخل ہونے دیں پھر باہر نماز ہونے لگی اور مطاف کو بلکہ اس کے بعد جو مسجد بنی ہوئی ہے اس کو مسجد حرام کہنے لگے ورنہ اصل مسجد کعبہ شریف ہے۔ متواضعا تخاشعا گڑگڑانا، اظہار عجز کرنا۔ ملاحظا لاحظ یلاحظ ملاحظۃ باب مفاعلہ کا مصدر ہے دیکھنا، لحاظ کرنا، تکنا۔ جلالۃ عظمت۔ متلطفا اسم فاعل ہے باب تفعل سے تلطف یتلطف تلطفا نرم ہونا، نرمی برتنا، مہربانی کرنا۔ مزاحم زاحمۃ مزاحمۃ مقابلہ کرنا، رکاوٹ بننا، بھکر لینا۔

تشریح اور مستحب ہے کہ داخل ہوتے وقت برابر تلبیہ کہتا رہے یہاں تک کہ باب السلام پر آجائے پھر باب السلام سے مسجد حرام میں داخل ہو اس حال میں کہ گڑگڑاتے تلبیہ پڑھتے مقدس جگہ کی عظمت وجلالت کا دل میں پورے طریقہ سے لحاظ رکھتے ہوئے اللہ اکبر کہتے ہوئے لا الٰہ الا اللہ کہتے ہوئے حضور پر درود پڑھتے ہوئے نرمی کرتے ہوئے رکاوٹ بننے والے سے دعا مانگتے ہوئے اس چیز کی جو وہ پسند کرے کیونکہ بیت اللہ شریف کی زیارت کے وقت دعا قبول ہوتی ہے۔

مسجد حرام میں داخل ہونے کا ادب

فرماتے ہیں کہ جب مسجد حرام میں داخل ہونے کا ارادہ کرے تو افضل یہ ہے کہ باب السلام سے داخل ہو (لیکن اب حرم ماشاء اللہ اتنا وسیع ہو چکا ہے کہ نئے آدمی کے لئے دروازوں کا پہچاننا اور اندر پہنچ کر صحیح راستہ پر واپس آنا بہت مشکل ہوتا ہے اس لئے اب یہی مشورہ دیا جاتا ہے کہ اس مستحب کے حصول کی کوشش میں اپنے کو مزید مشکل میں نہ ڈالے بلکہ قیام گاہ سے آتے وقت جو گیٹ سامنے پڑے اس کا نمبر یاد کر کے اسی گیٹ سے داخل ہو اور اسی سے واپس ہو) اور تواضع وانکساری کرتے ہوئے بڑے اس متبرک اور عظیم الشان جگہ کا دل میں پورا لحاظ وخیال کرتے ہوئے کہ کسی طرح کی بے ادبی نہ ہو جائے تکبیر وتہلیل اور درود شریف پڑھتا ہوا داخل ہو اور اگر بھیڑ بھاڑ ہو تو مہربانی وشفقت اختیار کرتے ہوئے چلتا رہے اور اگر کسی سے کوئی تکلیف پہنچ جائے تو اسے درگزر کرے اور بیت اللہ پر نظر پڑتے وقت تین مرتبہ اللہ اکبر اور

تین مرتبہ لا الٰہ الا اللہ کہتے ہوئے ہاتھ اٹھاوے اور خوب دل لگا کر اہتمام سے دعا کرے کیونکہ اس وقت دعا قبول ہوتی ہے۔

﴿۱۳۳۵﴾ ثُمَّ اسْتَقْبِلِ الْحَجَرَ الْأَسْوَدَ مُكَبِّرًا مُهَلِّلًا رَافِعًا يَدَيْكَ كَمَا فِي الصَّلٰوةِ وَضَعْهُمَا عَلَى الْحَجَرِ وَقَبِّلْهُ بِلَا صَوْتٍ فَمَنْ عَجَزَ عَنْ ذٰلِكَ إِلَّا بِالْإِيْذَاءِ تَرَكَهُ وَمَسَّ الْحَجَرَ بِشَيْءٍ وَقَبَّلَهُ أَوْ أَشَارَ إِلَيْهِ مِنْ بَعِيْدٍ مُكَبِّرًا مُهَلِّلًا حَامِدًا مُصَلِّيًا عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ پھر منہ کیجئے حجر اسود کی جانب تکبیر تہلیل کہتا ہوا اپنے ہاتھوں کو اٹھائے ہوئے ہو جیسا کہ نماز میں رکھے ان دونوں کو پتھر پر اور بوسہ دیجئے اس کو بغیر آواز نکالے پس جو شخص عاجز ہو اس سے مگر تکلیف پہنچا کر تو اس کو چھوڑ دے اور چھوئے حجر اسود کو کسی چیز سے اور اس کو بوسہ دے یا اشارہ کرے اس کی طرف دور ہی سے اس حالت میں کہ تکبیر تہلیل تعریف درود پڑھتا ہوا نبی پر۔

طواف کی ابتداء میں حجر اسود کی طرف سینہ اور منہ کر کے ہاتھ اٹھانا

حجر اسود کے مقابل کھڑا ہو کر باقاعدہ سینہ اور چہرہ کو حجر اسود کی طرف کر کے نماز میں تکبیر تحریمہ کی طرح دونوں ہاتھوں کو کانوں یا مونڈھوں تک اٹھا کر تکبیر کہہ کر طواف شروع کرنا مسنون ہے اور ہاتھوں کو اس طرح اٹھائے کہ ہتھیلیوں کا رخ حجر اسود کی طرف ہو اور طواف کی نیت بھی حجر اسود کے استقبال کے وقت کرنا مسنون ہے، پھر آگے صاحب کتاب حجر اسود کے استلام کے مسائل کو بیان کر رہے ہیں، استلام کا مطلب یہ ہے کہ دونوں ہاتھوں کو حجر اسود پر دونوں ہاتھوں کے درمیان منہ رکھ کر اس طرح بوسہ دے کہ آواز نہ ہو، جس کا طریقہ یہ ہے کہ اپنے دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اٹھا کر اللہ اکبر کہے اور دونوں ہاتھوں کو چھوڑ دے پھر دونوں ہاتھوں کو کانوں تک اس طرح اٹھائے کہ ہاتھوں کی پشت اپنی طرف اور ظاہری حصہ پتھر کی طرف ہو اس کے بعد اپنے دونوں ہاتھوں کو بوسہ دے اور استقبال حجر میں صرف ہاتھ سے اشارہ کرے منہ یا سر وغیرہ سے اشارہ نہ کرے اور اگر بھیڑ ہو تو حجر اسود کے مقابل کھڑا ہو کر استقبال کرے اور اس کو چومے اور یہ بھی ممکن نہ ہو تو دور ہی سے ہاتھ سے اشارہ کر کے اس کو چومے اور تکبیر تہلیل کہے اللہ کی تعریف کرے اور نبی پر درود شریف پڑھے۔

﴿۱۳۳۶﴾ ثُمَّ طُفْ اٰخِذًا عَنْ يَمِيْنِكَ مِمَّا يَلِي الْبَابَ مُضْطَبِعًا وَهُوَ أَنْ تَجْعَلَ الرِّدَاءَ تَحْتَ الْإِبْطِ الْأَيْمَنِ وَتُلْقِيَ طَرَفَيْهِ عَلَى الْأَيْسَرِ سَبْعَةَ أَشْوَاطٍ دَاعِيًا فِيْهَا بِمَا شِئْتَ وَطُفْ وَرَاءَ الْحَطِيْمِ.

طف فعل امر باب (ن) طَوْفًا وَطَوَافًا ارد گرد گھومنا، چکر لگانا، اور شریعت کی اصطلاح میں طواف کا اطلاق بیت طواف بیت اللہ کے کم از کم ۴ چکروں سے لے کر ے چکر لگانے پر ہوتا ہے لہذا ۴ سے کم چکروں کا طواف شرعاً معتبر نہیں ہوتا۔ **مضطبعا** باب افتعال سے اسم فاعل ہے اس کا مادہ ضبع بمعنی بازو چونکہ اضطباع میں آدمی کے دونوں بازو اور ایک مونڈھا کھلا رہتا ہے اس لئے اس کو اضطباع کہتے ہیں۔ **تلقی** فعل مضارع معروف باب افعال القاءٌ مصدر ہے ڈالنا۔ **حطیم** یہ بیت اللہ شریف کی جانب شمال میں بیت اللہ سے متصل قد آدم دیوار سے گھرا ہوا حصہ ہے جب نبی کی عمر مبارک ۳۵ برس کی تھی اس وقت قریش نے کعبہ شریف تعمیر کیا تھا کعبہ شریف بوسیدہ ہو گیا تھا آپ بخود بنائے کعبہ میں شریک تھے، اس وقت تعمیر کعبہ کے لئے چندہ کیا گیا تھا اور شرط یہ رکھی گئی تھی کہ صرف حلال وطیب مال ہی چندہ میں دیا جائے چنانچہ چندہ تھوڑا ہوا اس لئے قریش نے کعبہ چھوٹا بنایا اور حطیم کی طرف کا حصہ کعبہ سے باہر نکال دیا، غرض حطیم کعبہ کا جز ہے۔

ترجمہ پھر طواف کر شروع کرتے ہوئے اپنی داہنی جانب سے یعنی خانہ کعبہ کے اس حصہ سے جو دروازہ سے ملا ہوا ہے اس حال میں کہ اضطباع کئے ہوئے ہو اور وہ یہ ہے کہ کرے تو چادر کو داہنی بغل کے نیچے اور ڈال لے اس کے دونوں کنارے بائیں مونڈھے پر سات چکر اس حال میں کہ کرنے والا ہو اس میں جو چاہے اور طواف کر حطیم سمیت۔

طواف کا طریقہ

طواف کرنے کا طریقہ یہ ہے کہ کعبہ شریف کے پاس پہنچ کر سب سے پہلے حجر اسود کا استلام کرے یعنی اس کو چھوئے پھر دائیں جانب چلے اور سات چکر لگائے یہ ایک طواف ہوا اور ہر چکر میں حجر اسود کا استلام کرے، یہ مستحب ہے صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ طواف کے ساتوں چکروں میں اضطباع بھی کرے اور اضطباع کا مطلب یہ ہے کہ احرام کی چادر کو داہنی بغل میں سے نکال کر اس کے ایک سرے کو آگے سینے کی جانب سے اور دوسرے سرے کو پیچھے کمر کی جانب سے بائیں کندھے پر ڈال لینا اور داہنا کندھا کھلا ہوا رہنے دینا اور ہر اس طواف میں اضطباع مسنون ہے جو احرام کی حالت میں کیا جاتا ہے اور اس کے بعد سعی بین الصفا والمروہ کی جاتی ہو۔ آگے فرماتے ہیں کہ طواف حطیم کے باہر سے کیا جائے نہ کہ حطیم کے اندر داخل ہو کر چنانچہ اگر طواف کرنے والا اس کشادگی میں داخل ہوا جو حطیم اور بیت اللہ کے درمیان ہے تو طواف صحیح نہ ہوگا، اور ترک واجب کی وجہ سے جزا لازم ہوگی۔

﴿۷۳۲﴾ وَإِنْ أَرَدْتَ أَنْ تَسْعَى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ عَقِبَ الطَّوَافِ فَارْمُلْ فِي الثَّلَاثَةِ الْأَشْوَاطِ الْأُوَلِ وَهُوَ الْمَشْيُ بِسُرْعَةٍ مَعَ هَزِّ الْكَتِفَيْنِ كَالْمُبَارِزِ يَتَبَخْتَرُ بَيْنَ الصَّفَّيْنِ فَإِنْ زَحَمَهُ النَّاسُ وَقَفَ فَإِذَا وَجَدَ فُرْجَةً رَمَلَ لِأَنَّهُ لَا بُدَّ لَهُ مِنْهُ فَيَقِفُ حَتَّى يُقِيمَهُ عَلَى الْوَجْهِ الْمَسْنُونِ بِخِلَافِ اسْتِلَامِ الْحَجَرِ الْأَسْوَدِ لِأَنَّ لَهُ بَدَلًا وَهُوَ اسْتِقْبَالُهُ وَيَسْتَلِمُ الْحَجَرَ كُلَّمَا

هَزَّ بِهِ وَيَخْتِمُ الطَّوَافَ بِهِ بِرَكْعَتَيْنِ فِي مَقَامِ إِبْرَاهِيْمَ عَلَيْهِ السَّلَامُ أَوْ حَيْثُ تَيَسَّرَ مِنَ الْمَسْجِدِ ثُمَّ دَعَا فَاسْتَلَمَ الْحَجَرَ وَهٰذَا طَوَافُ الْقُدُوْمِ وَهُوَ سُنَّةٌ لِلْآفَاقِي .

هَزَّ باب نصر سے هَزَّ يَهُزُّ هَزًّا ہلانا۔ كَتِفَ كندھا جمع اكتاف . مبارز مقابل مرد میدان، اس کا مادہ بروز ہے ظاہر ہونا، ابھرنا۔ چونکہ وہ شخص جو میدان جنگ میں اپنے مقابل کے سامنے آتا ہے اور صفوں سے باہر نکلتا ہے اس کی بہادری اور طاقت ظاہر ہوتی ہے، اس لئے اس کو مبارز کہتے ہیں۔ يتبختر فعل مضارع معروف، باب تفعلل مصدر تبختر اترانا، اترا کر چلنا۔ يستلم اس کا مصدر استلام ہے اور استلام یا تو سلام بمعنی تحیۃ سے ماخوذ ہے گویا پتھر کو چھونا اس کی تعظیم اور سلام کرنا ہے یا سلام بکسر السین سے بمعنی الحجارۃ یعنی مس الحجارۃ اور کہا گیا ہے کہ یہ ماخوذ ہے لامہ سے بمعنی سلاح و ہتھیار تو جس طرح انسان ہتھیار پہن کر دشمن سے محفوظ ہو جاتا ہے اسی طرح جو شخص حجر اسود کا مس کرتا ہے وہ گویا عذاب سے محفوظ ہو جاتا ہے۔ (اوجز) مقام ابراہیم اس سے مراد وہ پتھر ہے جس پر کھڑے ہو کر حضرت ابراہیمؑ نے بیت اللہ تعمیر کیا تھا، یہ پتھر آج بھی اپنی حالت پر باقی ہے اور اس میں دو قدم بنے ہوئے ہیں جو حضرت ابراہیمؑ کے قدموں کے نشانات ہیں کعبۃ اللہ کے دروازے کے سامنے اس پتھر کو شیشے میں رکھا گیا ہے اور پھر اس شیشے کو پیتل اور تانبے کی جالی سے گھیر دیا گیا ہے اور یہ جنت کے پتھروں میں سے ہے اللہ نے اس کی روشنی ماند کر دی ہے اگر اللہ تعالیٰ اس کی روشنی ماند نہ کرتا تو مشرق و مغرب کے درمیان کی ہر چیز کو روشن کر دیتا۔ (ایضاح المناسک: ۴۳)

طواف قدوم میقات کے باہر سے آنے والے مفرد بالحج یا قارن حرم شریف میں داخل ہوتے ہی فوراً ایک طواف بطور نفل کریں گے اس کو طواف قدوم طواف ابتداء طواف ورود کہتے ہیں۔ (ایضاح المناسک: ۹۹)

ترجمہ اور اگر ارادہ کرے سعی کرنے کا صفا مروہ کے درمیان طواف کے بعد تو رمل کرے پہلے تین چکروں میں اور وہ چلنا ہے تیزی کے ساتھ مونڈھوں کو ہلاتے ہوئے اس شخص کے مانند جو مقابلہ کے لئے نکلا ہو اور اکڑ کر چلتا ہے صفوں کے بیچ میں پھر اگر رکاوٹ بنے اس سے لوگ تو ٹھہر جائے پس جب پائے کشادگی تو رمل کرے ضروری ہے اس کیلئے رمل کرنا بس اتنی دیر ٹھہر جائے کہ مسنون طریقہ پر رمل کر سکے برخلاف حجر اسود کے چومنے کے کیونکہ اس کے لئے ایک بدل ہے اور وہ اس کی طرف منہ کرنا ہے اور بوسہ دے حجر اسود کو جب جب بھی اس کے پاس سے گذرے اور بوسہ ہی کے ساتھ طواف ختم کرے دو رکعتوں کے ساتھ مقام ابراہیم میں یا جہاں بھی آسان ہو مسجد حرام میں پھر دعا مانگے پھر حجر اسود کو چومے اور یہ طواف قدوم ہے اور وہ سنت ہے آفاقی کے لئے۔

متعلقات طواف

مذکورہ بالا عبارت میں طواف ہی سے متعلق چند مسائل بیان کر رہے ہیں: (۱) رمل کا حکم: رمل بفتحتین از باب نصر اس کے معنی ہیں طواف کے دوران سینہ تان کر مونڈھوں کو ہلاتے ہوئے چھوٹے چھوٹے قدموں کے ساتھ ذرا تیز رفتار چلنا

جس طرح مقابلہ کے وقت پہلوان چلتے ہیں، ہر اس طواف میں رمل مسنون ہے جس کے بعد صفا ومروہ کے درمیان سعی کرنے کا ارادہ ہو اور صرف شروع کے تین چکروں میں رمل ہے بقیہ چار میں نہیں اور رمل صرف مردوں کے لئے مسنون ہے عورتوں کیلئے نہیں ہے اور اگر کوئی شخص بالارادہ رمل نہ کرے یا بھیڑ کی وجہ سے رمل نہ کرے تو اس پر کچھ واجب نہیں اس لئے کہ رمل سنت ہے البتہ ایسا کرنا مکروہ ہے لیکن اگر کسی عذر مثلاً بیماری ضعف یا بڑھاپے کی وجہ سے رمل نہ کر سکے تو کوئی حرج نہیں، اگر شروع کے تین چکروں میں نہ کیا ہو تو پھر اس کی قضا اور تلافی باقی چکروں میں نہیں کی جائے گی اس لئے کہ باقی چکروں میں سکون اور وقار کی ہیئت اختیار کرنا ہی مسنون ہے۔ صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ حتی الامکان رمل کی کوشش کرے اگر بھیڑ بھاڑ ہو اور کچھ دیر توقف کا موقع ہو تو ایسا ہی کرے اور پھر رمل ورنہ بصورت دیگر رمل ترک کر دے۔ آگے فرماتے ہیں کہ رمل کی تلافی کی رمل کے علاوہ اور کوئی شکل نہیں ہے، برخلاف حجر اسود کے استلام کے اصل تو یہی ہے کہ جب بھی طواف کرنے والا حجر اسود کے پاس سے گذرے اس کو چھوئے اور چومے لیکن اگر بھیڑ ہو اور چومنا مشکل ہو تو اس کو ہاتھ لگا کر ہاتھ کو چومے اور یہ بھی دشوار ہو تو اس کی طرف ہاتھ سے اشارہ کرے اور تکبیر کہے، طواف سے فارغ ہونے کے بعد مقام ابراہیم پر پہنچے اور وہاں پہنچ کر یہ آیت پڑھے: واتخذوا من مقام ابراهيم مصلى (تم مقام ابراہیم کے پاس اپنا مصلی بناؤ) یہ آیت پڑھ کر پھر مقام ابراہیم کے پاس دو رکعت صلوۃ طواف پڑھے اسی جگہ پڑھنا زیادہ بہتر اور اولیٰ ہے اور اگر اس کے پاس جگہ نہ ہو تو حطیم کے اندر میزاب رحمت کے نیچے پڑھی جائے اور اگر وہاں جگہ نہ ملے تو حطیم کے اندر میزاب رحمت کے برابر یا حطیم کے اندر کہیں بھی پڑھ لیں اور اگر وہاں جگہ نہ ملے تو پوری مسجد حرام میں جہاں بھی جگہ مل جائے وہاں پڑھ لیں اور ہر طواف کے بعد یہ دو رکعت پڑھنا واجب ہے اس کا ترک کرنا باعث گناہ ہے طواف خواہ فرض ہو یا واجب یا نفل سب میں اس نماز کا حکم یکساں ہے۔ طواف کے دوگانہ سے فارغ ہو کر کعبۃ اللہ کی چوکھٹ کو بوسہ دے اور ملتزم پر آکر چمٹ کر دعا کرے اور دیوار کعبہ پر اپنا رخسار لگا کر مرادیں مانگے اس کے بعد زمزم کا پانی خوب سیر ہو کر پیے، پھر حجر اسود کا استلام کرے اس طرح طواف کا اختتام بھی استلام پر ہی ہوگا، لہٰذا ایک طواف میں آٹھ مرتبہ استلام پایا جائے گا۔ آگے فرماتے ہیں کہ اس طواف کا نام طواف قدوم ہے اور یہ اس آفاقی کے لئے مسنون ہے جو مفرد بالحج یا قارن ہو اور اہل مکہ اور وہ آفاقی جو تمتع یا عمرہ کرنے والے ہوں ان کے لئے یہ طواف مسنون نہیں ہے۔

(البحر الرائق: ۲/۳۴۳)

﴿۱۳۲۸﴾ ثُمَّ تَخْرُجُ إِلَى الصَّفَا فَتَصْعَدُ وَتَقُومُ عَلَيْهَا حَتَّى تَرَى الْبَيْتَ فَتَسْتَقْبِلَهُ مُكَبِّرًا مُهَلِّلًا مُلَبِّيًا دَاعِيًا وَتَرْفَعُ يَدَيْكَ مَبْسُوطَتَيْنِ ثُمَّ تَهْبِطُ نَحْوَ الْمَرْوَةِ عَلَى هِينَةٍ فَإِذَا وَصَلَ بَطْنَ الْوَادِي سَعَى بَيْنَ الْمِيلَيْنِ الْأَخْضَرَيْنِ سَعْيًا حَثِيثًا فَإِذَا تَجَاوَزَ بَطْنَ الْوَادِي مَشَى عَلَى هِينَةٍ حَتَّى يَأْتِيَ الْمَرْوَةَ فَيَصْعَدُ عَلَيْهَا وَيَفْعَلُ كَمَا فَعَلَ عَلَى الصَّفَا يَسْتَقْبِلُ الْبَيْتَ

مُكَبِّرًا مُهَلِّلًا مُلَبِّيًا مُصَلِّيًا دَاعِيًا بَاسِطًا يَدَيْهِ نَحْوَ السَّمَاءِ وَهٰذَا شَوْطٌ، ثُمَّ يَعُوْدُ قَاصِدَ الصَّفَا فَإِذَا وَصَلَ إِلَى الْمِيْلَيْنِ الْأَخْضَرَيْنِ سَعٰى ثُمَّ مَشٰى عَلٰى هِيْنَةٍ حَتّٰى يَأْتِيَ الصَّفَا فَإِذَا وَصَلَ إِلَى الْمِيْلَيْنِ الْأَخْضَرَيْنِ سَعٰى ثُمَّ مَشٰى عَلٰى هِيْنَةٍ حَتّٰى يَأْتِيَ الصَّفَا فَيَصْعَدُ عَلَيْهَا وَيَفْعَلُ كَمَا فَعَلَ أَوَّلًا وَهٰذَا شَوْطٌ ثَانٍ فَيَطُوْفُ سَبْعَةَ أَشْوَاطٍ يَبْدَأُ بِالصَّفَا وَيَخْتِمُ بِالْمَرْوَةِ وَيَسْعٰى فِيْ بَطْنِ الْوَادِيْ فِيْ كُلِّ شَوْطٍ مِنْهَا.

مکبرا اسم فاعل باب تفعیل سے تکبیر مصدر ہے، اللہ کی بڑائی، اللہ اکبر کی صدا بلند کرنا۔ مہللا اسم فاعل باب تفعیل تہلیل مصدر ہے لا الہ الا اللہ کہنا۔ ملبیا اسم فاعل ہے باب تفعیل سے تلبیۃ مصدر ہے حج میں اَللّٰھُمَّ لبیک کہنا۔ مبسوطتین اسم مفعول تثنیہ مؤنث باب (ن) بسطا پھیلانا، کشادہ کرنا۔ ھینۃ اس کا تلفظ مختلف طریقوں سے کیا گیا ہے، بہتر بکسر الہاء ہے جو ھون بفتح الہاء سے ماخوذ ہے وقار اور سکون سے چلنا ھینۃ اصل میں ھونۃ تھا واو کو یا سے بدل دیا واو کے ساکن ہونے اور ما قبل کسرہ ہونے کی وجہ سے ھینۃ ہو گیا۔ بطن وادی دونوں پہاڑوں کے درمیان کا وہ حصہ جو ہموار ہے جس میں اتار اور چڑھائی نہیں اور جہاں سے چڑھائی شروع ہو وہاں دوڑنا سنت نہیں ہے، بلکہ چلنا ہے آجکل تقریباً سارا ہی حصہ ہموار کر دیا گیا ہے، اس لئے بطن وادی میں دو ہرے نشان لگا دیے گئے ہیں جن کو میلین اخضرین کہتے ہیں۔ سعیا تیز چلنے کو کہتے ہیں ولّی حثیثا وہ تیزی سے واپس پھرا، جمع حثاث۔ شوط بیت اللہ شریف کے طواف کے ہر چکر کو شوط کہتے ہیں، اسی طرح صفا مروہ کے درمیان کے ہر چکر کو بھی شوط کہا جاتا ہے، یہاں عبارت میں دوسرے معنی ہی مراد ہیں۔

ترجمہ پھر چلے صفا کی طرف پس اس پر چڑھے اور کھڑا ہو یہاں تک دیکھے بیت اللہ کو پھر اس کی طرف منھ کر کے کھڑا ہو اس حال میں کہ تکبیر کہتا ہوا ہو لا الہ الا اللہ کہتا ہوا ہو تلبیہ پڑھتا ہوا ہو درود شریف پڑھتا ہوا دعا مانگتا ہوا اور اپنے ہاتھوں کو اٹھاتے ہوئے اس طرح کہ دونوں پھیلے ہوئے ہوں پھر اترے مروہ کی طرف سکون اور اطمینان کے ساتھ پس جب پہنچے بطن وادی میں تو دوڑے میلین اخضرین کے درمیان تیزی کے ساتھ دوڑنا پھر جب گزر جائے بطن وادی سے تو سکون سے چلے یہاں تک کہ مروہ تک آئے پھر اس پر چڑھے اور کرے جیسا کہ کیا صفا پر یعنی بیت اللہ کی طرف منھ کر کے کھڑا ہو تکبیر تہلیل تلبیہ درود پڑھتا ہوا دعا مانگتا ہوا اس طرح کہ پھیلائے ہوئے ہو اپنے ہاتھوں کو آسمان کی طرف اور یہ ایک چکر ہے، پھر لوٹے صفا پر جانے کے ارادہ سے جب پہنچے میلین اخضرین پر تو دوڑے پھر چلے اطمینان اور سکون سے یہاں تک کہ صفا پر آئے پھر اس پر چڑھ جائے اور کرے جیسا کہ کیا تھا پہلی مرتبہ اور یہ دوسرا چکر ہے پس سات چکر لگائے شروع کرے صفا سے ختم کرے مروہ پر اور دوڑے بطن وادی میں ساتوں چکروں میں سے ہر ایک چکر میں۔

سعی کا طریقہ

سعی کا طریقہ یہ ہے کہ طواف سے فارغ ہو کر صلاۃ طواف اور دعا کے بعد آب زمزم پی لیجئے اس کے بعد حجر اسود کا استلام کر کے مسجد حرام سے نکلے اس کے بعد صفا پہاڑی کے دامن پر کھڑے ہو کر قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر ہاتھ اٹھا کر اللہ سے دعائیں مانگے اور تکبیر و تہلیل پڑھ کر سعی شروع کر دے اور جب ہرے کھمبے کے پاس پہنچ جائے تو دوڑنے کے قریب تیز چلے جب مروہ پر پہنچے گا تو ایک چکر مکمل ہو جائے گا پھر اسی طرح مروہ سے صفا پر آئے تو دوسرا چکر پورا ہو جائے گا اسی طرح سات چکر مروہ پر جا کر پورے ہو جائیں گے اور آخر میں قبلہ کی طرف متوجہ ہو کر اللہ تعالیٰ سے مرادیں مانگے اور تکبیر اور تہلیل پڑھے۔

میلین اخضرین کے درمیان ہر چکر میں دوڑنا

صفا اور مروہ کے درمیان دو ہرے کھمبے ہیں ان کو میلین اخضرین کہا جاتا ہے، (صفا و مروہ کے درمیان وادی کا وہ حصہ جہاں اس وقت چھت میں ہری لائٹیں بطور نشانی لگی ہوئی ہیں) جب سعی کرتے ہوئے ہرے ستون کے پاس پہنچ جائے تو خوب تیز چلے اور تیز رفتاری کا سلسلہ دوسرے ستون کے بعد چھ ہاتھ تک جاری رکھے باقاعدہ دوڑنا نہیں چاہئے بلکہ دوڑنے کے قریب تیز چلنا مسنون ہے، اور سعی کے ہر چکر میں ان ستونوں کے پاس سے تیز چلنا مسنون ہے، صفا و مروہ کے درمیان سعی یہ یادگار ہے حضرت ہاجرہ کی جو پانی کی تلاش میں اس جگہ دوڑی تھیں واقعہ مشہور ہے۔

فائدہ: علامہ طحطاوی فرماتے ہیں کہ عبارت میں جو مروہ پر کھڑے ہو کر قبلہ کی جانب رخ کرنے کی بات آئی ہے، یہ اس زمانہ کی بات ہے جب مروہ اور بیت اللہ کے درمیان کوئی آڑ نہ تھی اور مروہ سے بیت اللہ صاف نظر آتا تھا، مگر اب صورت حال مختلف ہے درمیان میں عمارت آ گئی ہے مگر پھر بھی حکم یہ ہے کہ بیت اللہ کی جانب ہی رخ کر کے کھڑا ہو بھلے ہی نظر نہ آئے۔ (طحطاوی: ۴۰۰)

جدید مسعیٰ: آج کل سعی کی جگہ پہلے کے مقابلہ میں کئی گنا چوڑی کر دی گئی اور اسے کئی منزلہ بنا دیا گیا ہے اور آنے جانے کے راستے الگ کر دئے گئے ہیں تو حکومت کی تحقیق کے مطابق یہ پوری جگہ اصلاً صفا و مروہ پہاڑیوں کے بیچ ہی میں ہے اس لئے وہاں کسی بھی منزل میں سعی بلا تردد درست ہے۔

﴿۱۳۳۹﴾ ثُمَّ يُقِيمُ بِمَكَّةَ مُحْرِمًا وَيَطُوفُ بِالْبَيْتِ كُلَّمَا بَدَا لَهُ.

يقيم فعل مضارع معروف باب افعال سے قیام کرنا ٹھہرنا سکونت اختیار کرنا۔ **بدا** ماضی معروف باب (ن) بدوًا ظاہر ہونا۔

 پھر ٹھہرا رہے مکہ میں احرام باندھے ہوئے اور طواف کرتا رہے بیت اللہ کا جب اس کی طبیعت

چاہے۔

تشریح: طواف قدوم اور سعی سے فراغت کے بعد یہ شخص بحالت احرام مکۃ المکرمہ میں قیام کرے کیوں کہ اس نے حج کرنے کے ارادہ سے احرام باندھا ہے اس لئے بغیر افعال حج ادا کئے احرام سے نہ نکلے اور اس مدت قیام میں جب بھی چاہے طواف کرتا رہے۔

﴿۱۳۲۰﴾ وَهُوَ اَفْضَلُ مِنَ الصَّلٰوةِ نَفْلًا لِلْاٰفَاقِيِّ.

آفَاقِيٌّ دنیا میں گھومنے والا۔ اَفَقَ يَأْفِقُ اَفْقًا باب (ض) دنیا کی سیر کرنا۔

ترجمہ: اور وہ افضل ہے نفل نماز سے آفاقی کے لئے۔

نفل طواف نفل نماز سے افضل

حرم شریف میں سب سے افضل عبادت طواف ہے تو افل ذکر واذکار اور قرآن کی تلاوت وغیرہ دوسرے نمبر پر ہیں اور موسم حج میں اہل مکہ کے لئے نفل طواف سے نفل نماز افضل ہے اور باہر سے آنے والے مسافروں کے لئے ہر زمانہ میں نفل نماز سے نفل طواف افضل ہے، اور مکی وغیر مکی کے درمیان یہ فرق اس وجہ سے ہے کہ اہل مکہ کو پورے سال نفل طواف کے لئے موقع ملتا ہے اور آنے والے مسافروں کو صرف موسم حج میں ملتا ہے، اب اگر موسم حج میں مکہ والے آکر بھیڑ لگائیں گے تو بچارے دور سے آنے والے مسافروں کو موقع نہیں ملے گا، اس مسئلہ کی کچھ تفصیل (مسئلہ ۱۲۹۰) میں گذر چکی ہے۔ (ایضاح المناسک: ۱۲۲)

﴿۱۳۲۱﴾ فَاِذَا صَلَّى الْفَجْرَ بِمَكَّةَ ثَامِنَ ذِي الْحِجَّةِ تَاَهَّبَ لِلْخُرُوْجِ اِلٰى مِنًى فَيَخْرُجُ مِنْهَا بَعْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ وَيَسْتَحِبُّ اَنْ يُّصَلِّيَ الظُّهْرَ بِمِنًى وَلَا يَتْرُكُ التَّلْبِيَةَ فِي اَحْوَالِهٖ كُلِّهَا اِلَّا فِي الطَّوَافِ وَيَمْكُثُ بِمِنًى اِلٰى اَنْ يُّصَلِّيَ الْفَجْرَ بِهَا بِغَلَسٍ وَيَنْزِلُ بِقُرْبِ مَسْجِدِ الْخَيْفِ.

ثَامِنٌ آٹھواں ثَمَنَ يَثْمُنُ ثَمْنًا باب (ن) کسی چیز کا آٹھواں حصہ لینا۔ تَاَهَّبَ۔ ماضی ہے باب تفعل سے تَاَهُّبًا مصدر ہے تیار ہونا۔ يَمْكُثُ فعل مضارع معروف باب (ن) مكثا ومكوثا ٹھہرنا، قیام کرنا۔ غلس آخر رات کی تاریکی جمع اغلاس۔ مسجد خیف یہ منیٰ میں جمرات کے قریب ایک بہت بڑی مسجد ہے، اس کا مسجد حرام سے فاصلہ کلومیٹر ہے۔

ترجمہ: پھر جب پڑھ لے، فجر کی نماز آٹھویں ذی الحجہ کو مکہ میں تو تیاری کرے منیٰ کی طرف چلنے کی چنانچہ

نکلے وہاں سے سورج نکلنے کے بعد اور مستحب ہے کہ پڑھے ظہر منی میں اور نہ چھوڑے تلبیہ کسی بھی حالت میں مگر طواف میں اور ٹھہرا رہے منی میں یہاں تک کہ پڑھ لے فجر منی کے اندر اندھیرے میں اور اترے مسجد خیف کے قریب

آٹھویں ذی الحجہ کو منیٰ کے افعال

آٹھویں ذی الحجہ کو ظہر سے پہلے منی پہنچ جانا اور ظہر عصر مغرب عشاء اور نویں کی فجر کل پانچ نمازیں ادا کرنا اور اس رات کو منی میں گزارنا نویں کو طلوع آفتاب کے بعد منی سے عرفات کو روانہ ہو جانا سنت ہے، اور اس کے خلاف کرنا مکروہ ہے۔ (احکام حج ۹۰) صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ منی میں مسجد خیف کے قریب ٹھہرے آج کل انتظامیہ کی جانب سے میدان منی میں خیمے لگا دیئے جاتے ہیں اور جس کو جہاں ٹھہراتا ہے اس کا وہ خیمہ متعین کر دیا جاتا ہے، اس لئے اپنے خیمہ میں ہی قیام کرے، اور اگر کسی شخص کو حکومتی نظام کی مجبوری کی وجہ سے حدود منی میں قیام کی جگہ نہ ملے تو اس کے لئے منی کے علاوہ کہیں بھی قیام کرنا جائز ہے خواہ وہ حدود مکہ میں اپنی قیامگاہ وغیرہ میں کیوں نہ ہو۔ (انوار مناسک: ۳۹۹) تاہم بعض حضرات نے ایسی صورت میں خیموں ہی میں قیام کو ترجیح دی ہے (رسول اللہ کا طریقہ حج) درمیان عبارت میں تلبیہ سے متعلق یہ بیان کر رہے ہیں کہ تلبیہ کب تک پڑھنے کا حکم ہے؟ اس کا جواب یہ ہے کہ احرام باندھنے کے وقت سے تلبیہ کا سلسلہ شروع ہوتا ہے، جو عمرہ میں طواف شروع کرنے تک اور حج میں دسویں ذی الحجہ کو جمرۂ عقبہ کی رمی کرنے تک جاری رہتا ہے، ان اوقات کے بعد تلبیہ پڑھنے کا حکم نہیں ہے۔ (معلم الحجاج ۱۰۳)

تنبیہ: بعض لوگ احرام بے احرام ہر وقت تلبیہ پڑھتے نظر آتے ہیں اسی طرح بعض لوگ عمرہ کے طواف اور طواف زیارت کے دوران تلبیہ کا ورد کرتے ہیں تو یہ طریقہ خلاف سنت ہے۔

﴿۳۳۲﴾ ثُمَّ بَعْدَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ يَذْهَبُ إِلَى عَرَفَاتٍ فَيُقِيْمُ بِهَا فَإِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ يَأْتِي مَسْجِدَ نَمِرَةَ فَيُصَلِّي مَعَ الْإِمَامِ الْأَعْظَمِ أَوْ نَائِبِهِ الظُّهْرَ وَالْعَصْرَ بَعْدَ مَا يَخْطُبُ خُطْبَتَيْنِ يَجْلِسُ بَيْنَهُمَا.

عرفات عرفہ بہت وسیع میدان ہے اور پہاڑوں سے گھرا ہوا ہے، اس پورے میدان میں کہیں بھی وقوف کیا جا سکتا ہے۔ مسجد نمرۃ یہ میدان عرفات کی وسیع و عریض مسجد ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے عرفات میں ظہر و عصر ایک ساتھ پڑھائی تھیں، جہاں آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے نماز پڑھائی تھی اسی جگہ یہ مسجد نمرہ ہے۔ یخطب فعل مضارع معروف باب (ن) خُطْبَةً تقریر کرنا، خطبہ دینا۔

ترجمہ پھر سورج نکلنے کے بعد عرفات جائے اور وہاں ٹھہرے پھر جب سورج ڈھل جائے تو مسجد نمرہ میں آئے اور پڑھے امام اعظم یا اس کے نائب کے ساتھ ظہر اور عصر کی بعد اس کے کہ پڑھے دو خطبے بیٹھے ان کے درمیان۔

عرفات کے لئے روانہ ہونے کا مسنون طریقہ

نویں ذی الحجہ کو منٰی سے عرفات کے لئے روانہ ہونیکا مسنون طریقہ یہ ہے کہ آفتاب طلوع ہوجانے کا انتظار کرے اور جب سورج کی روشنی جبل ثبیر (منٰی سے جب عرفات کی طرف منہ کریں گے تو بائیں ہاتھ کو پڑے گا اور یہ پہاڑ بہت اونچا اور لمبا ہے، سورج اس پہاڑ کی طرف سے طلوع ہوتا ہے) کے اوپر سے نظر آجائے تو عرفات کے لئے روانہ ہوجائے، اور سکون ووقار کے ساتھ تلبیہ تکبیر تہلیل ذکر دعائیں درود شریف پڑھتے ہوئے چلے میدان عرفات میں پہنچ جانے کے بعد سورج ڈھلنے سے پہلے وقوف صحیح نہیں ہوتا زوال کے بعد ہی وقوف صحیح ہوتا ہے، اس درمیان دعاؤں میں مشغول رہنا اور درود شریف وغیرہ پڑھتے رہنا مسنون ہے، جب زوال ہوجائے تو فوراً ظہر کی اذان ہوجاتی ہے، اور اذان کے بعد امام، جمعہ کے خطبہ کی طرح نماز سے قبل دو خطبے دے گا، اور عیدین کے خطبے کی طرح پہلے خطبے کے شروع میں نو مرتبہ تکبیر پڑھیگا اور دوسرے خطبے کی ابتداء میں سات مرتبہ اور بالکل اخیر میں چودہ مرتبہ تکبیر پڑھے گا، اور خطبے سے فارغ ہوکر ظہر اور عصر دونوں نمازوں کو ظہر کے وقت میں الگ الگ دو اقامتوں کے ساتھ ادا کیا جائے گا نماز سے فراغت کے بعد وقوف کیا جائے گا۔

﴿۴۲۳﴾ وَيُصَلِّي الْفَرْضَيْنِ بِأَذَانٍ وَإِقَامَتَيْنِ وَلَا يَجْمَعُ بَيْنَهُمَا إِلَّا بِشَرْطَيْنِ الْإِحْرَامِ وَالْإِمَامِ الْأَعْظَمِ وَلَا يَفْصِلُ بَيْنَ الصَّلٰوتَيْنِ بِنَافِلَةٍ وَإِنْ لَمْ يُدْرِكِ الْإِمَامَ الْأَعْظَمَ صَلّٰى كُلَّ وَاحِدَةٍ فِي وَقْتِهَا الْمُعْتَادِ.

يَفْصِلُ فعل مضارع معروف باب (ض) فَصْلًا وفُصُوْلًا (م) سے، دو چیزوں کو الگ الگ کرنا۔ لم یدرك نفی جحد بلم باب افعال سے اَدْرَكَ، يُدْرِكُ اِدْرَاكًا پانا۔ المعتاد معمول کے مطابق، حسب عادت۔

ترجمہ اور پڑھے دونوں فرضوں کو ایک اذان اور دو تکبیروں کے ساتھ اور جمع نہ کرے ان دونوں کے درمیان مگر دو شرطوں کے ساتھ احرام اور امام اعظم کا ہونا اور فاصلہ نہ کرے دونوں نمازوں کے درمیان نفل نماز پڑھکر اور اگر نہ پائے امام اعظم کو تو پڑھ لے ہر ایک نماز کو اس کے مقررہ وقت میں۔

عرفات میں ظہرین کو جمع کرنے کی شرائط

عرفات میں ظہرین کو جمع کرنے کے لئے بالاتفاق احرام شرط ہے، اور امیر الموسم کی اقتداء میں نماز پڑھنا شرط ہے یا نہیں اس میں اختلاف ہے احناف کے نزدیک یہ بھی شرط ہے، لہٰذا جو شخص مسجد نمرہ میں امام کے پیچھے نماز ادا کرے گا وہی جمع بین الصلاتین کرسکتا ہے، اور جو مرد وعورت اپنے خیموں میں نماز پڑھیں گے خواہ جماعت کے ساتھ پڑھیں

یا تنہا پڑھیں ان کے لئے جمع کرنا جائز نہیں، کیونکہ ان کے لئے ہر نماز اس کے وقت میں پڑھنے میں کوئی دشواری نہیں اور مسجد نمرہ میں جمع بین الصلاتین کا حکم اس وجہ سے ہے کہ وہاں مجبوری ہے، اگر لوگ پہلے ظہر کی نماز مسجد میں ادا کریں گے پھر جبل رحمت پر جاکر وقوف کریں گے، پھر عصر کے وقت میں دوبارہ مسجد میں آکر عصر ادا کریں گے پھر جبل رحمت پر جاکر وقوف کریں گے تو سارا وقت آنے جانے میں خرچ ہو جائے گا، اس لئے شریعت نے مسجد نمرہ میں جمع بین الصلاتین کی اجازت دی اور جو اپنے خیمے میں نماز پڑھ رہا ہے اس کے لئے کیا مجبوری ہے؟ پس اس کے لئے جمع کرنے کی اجازت نہیں (تحفۃ الالمعی: ۳/۲۸۹) صاحب کتاب نے ایک مسئلہ یہ بیان کیا ہے کہ ظہر وعصر دونوں نمازوں کے درمیان کوئی نفل یا سنت نماز نہیں پڑھی جائے گی، ایسے ہی دونوں نمازوں سے فارغ ہونے کے بعد پھر شام تک کسی قسم کی کوئی نماز مشروع نہیں ہے۔ (غنیۃ الناسک/۸۰)

﴿۱۳۳۴﴾ فَإِذَا صَلَّى مَعَ الْإِمَامِ يَتَوَجَّهُ إِلَى الْمَوْقِفِ وَعَرَفَاتٌ كُلُّهَا مَوْقِفٌ إِلَّا بَطْنَ عُرَنَةَ.

الموقف ٹھہرنے کی جگہ جمع مَوَاقِفُ وَقَفَ يَقِفُ وُقُوفًا باب (ض) رکنا، ٹھہرنا۔ عرنة عرفات میں ایک وادی ہے اس کی تصغیر عُرَيْنَه ہے عرینہ ایک قبیلہ ہے، جس کی طرف عرنیون منسوب ہیں، اور عرنة تانیث اور علمیت کی وجہ سے غیر منصرف ہے، اس جگہ وقوف کرنے کی ممانعت ہے۔

ترجمہ پس جب نماز پڑھ چکے امام کے ساتھ تو آئے موقف (ٹھہرنے کی جگہ) کی طرف اور پورا میدان عرفات ٹھہرنے کی جگہ ہے سوائے بطن عرنہ کے۔

پورا میدان عرفات موقف ہے

عرفہ بہت وسیع میدان ہے، اور پہاڑوں سے گھرا ہوا ہے، اس پورے میں کہیں بھی وقوف کیا جا سکتا ہے، اور مزدلفہ کی طرف سے جب عرفات کے میدان میں داخل ہوتے ہیں تو پہلے ایک برساتی نالہ آتا ہے، یہ بطن عرنہ کہلاتا ہے اس کے بعد عرفہ کا میدان ہے بطن عرنہ میں وقوف کرنا جائز نہیں اگر کوئی وہاں وقوف کرے گا تو حج نہیں ہوگا۔

﴿۱۳۳۵﴾ وَيَغْتَسِلُ بَعْدَ الزَّوَالِ فِي عَرَفَاتٍ لِلْوُقُوفِ.

ترجمہ اور غسل کرے زوال کے بعد عرفات میں ٹھہرنے کے لئے۔

تشریح حج کی سنتوں میں سے یہ بھی ہے کہ عرفات میں زوال کے بعد غسل کر کے تب وقوف کرے۔[1]

﴿۱۳۳۶﴾ وَيَقِفُ بِقُرْبِ جَبَلِ الرَّحْمَةِ مُسْتَقْبِلاً مُكَبِّرًا مُهَلِّلاً مُلَبِّيًا دَاعِيًا مَادًّا يَدَيْهِ

كَالْمُسْتَطْعِمِ وَيَجْتَهِدُ فِي الدُّعَاءِ لِنَفْسِهِ وَوَالِدَيْهِ وَاِخْوَانِهِ وَيَجْتَهِدُ عَلٰى اَنْ يَّخْرُجَ مِنْ عَيْنَيْهِ قَطَرَاتٌ مِنَ الدَّمْعِ فَاِنَّهٗ دَلِيْلُ الْقَبُوْلِ وَيُلِحُّ فِي الدُّعَاءِ مَعَ قُوَّةِ رَجَاءِ الْاِجَابَةِ وَلَا يُقَصِّرُ فِي هٰذَا الْيَوْمِ اِذْ لَا يُمْكِنُهٗ تَدَارُكُهٗ سِيَّمَا اِذَا كَانَ مِنَ الْاٰفَاقِ۔

جبل رحمت یہ میدان عرفات کے درمیان ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے وہاں جا کر دو رکعت نماز پڑھ کر دعا میں مانگنا باعث قبولیت ہے، عرفات کے دن اس پہاڑ پر بہت بھیڑ ہوتی ہے، اس لئے کمزور لوگوں کو اس پر چڑھنے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے، بھیڑ میں جان کا خطرہ ہو سکتا ہے۔ مَادًّا اسم فاعل ہے باب نصر سے اس کا مصدر مَدًّا ہے، دراز کرنا، پھیلانا۔ مستطعم اسم فاعل ہے باب استفعال سے (م) اِستطعام کھانا مانگنا۔ یجتہد فعل مضارع معروف باب افتعال اِجْتِهَادًا مصدر ہے کوشش کرنا، طاقت لگانا، حصول مقصد تک کوشاں رہنا۔ دَمع جمع دُمُوع آنسو دَمَعَتِ الْعَيْنُ دَمْعًا وَدَمَعَانًا وَدُمُوْعًا باب (ف) آنکھ میں آنسو آنا آنکھوں کا اشکبار ہونا۔ یلح فعل مضارع معروف اِلْحَاحٌ (م) ہے، مانگنے میں ضد کرنا مصر ہو جانا۔ لایقصر فعل مضارع منفی معروف باب تفعیل سے تقصیرًا مصدر ہے، کسی کام میں سستی برتنا، کوتاہی کرنا۔ تدارک باب تفاعل کا مصدر ہے گزری ہوئی چیز کو پانا۔ سِیَّمَا بمعنی خاص طور پر سِیَّ کے بعد ما زائدہ ہے، اس لئے یہ مضاف ہوگا، یا موصوف ہے اور سِیَّ مبتداء ہے اور ما کا مابعد خبر ہے۔

ترجمہ اور ٹھہرے جبل رحمت کے قریب اس حالت میں کہ خانہ کعبہ کی طرف منہ کئے ہوئے ہو تکبیر تہلیل تلبیہ کہتے ہوئے دعا مانگتے ہوئے اپنے دونوں ہاتھوں کو پھیلائے ہوئے ہو کھانا مانگنے والے کی طرح اور پوری کوشش کرے دعا میں اپنے لئے اپنے والدین اور اپنے تمام بھائیوں کے لئے اور کوشش کرے اس بات پر کہ نکل جائیں اس کی آنکھوں سے کچھ قطرے آنسوؤں کے کیوں کہ یہ قبولیت کی علامت ہے، اور اصرار کرے دعا میں قبولیت کی پوری امید کے ساتھ اور کوتاہی نہ کرے اس دن میں کیوں کہ ممکن نہیں ہو سکتی اس کی تلافی خاص طور سے جب کہ ہو باہر کا رہنے والا (مکہ کے علاوہ)

وقوف عرفہ کا مسنون طریقہ

عرفات کا میدان بہت وسیع ہے، اور پورا میدان ٹھہرنے کی جگہ ہے، مگر جبل رحمت کے قریب وقوف کرنا حضرت ابراہیمؑ کی سنت ہے، حضرت ابراہیمؑ نے جب حج کیا تھا تو وہ جبل رحمت کے دامن میں ٹھہرے تھے، اور حج حضرت ابراہیمؑ کے طریقہ پر ہوتا ہے، اس لئے حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی وہیں وقوف کیا تھا، مگر اب چوں کہ ہر سال لاکھوں آدمی حج کرتے ہیں، اور وہ سب جبل رحمت کے قریب نہیں ٹھہر سکتے، اس لئے پریشانی سے بچنے کے لئے اور عبادت میں یکسوئی حاصل کرنے کے لئے جبل رحمت کے قریب جانے کی کوشش نہیں کرنی چاہئے اور اگر ممکن ہو تو ایسی جگہ قیام کی کوشش کرے جہاں سے قبلہ کی طرف رخ کرنے میں جبل رحمت سامنے ہو اور اپنی داہنی جانب ہو اور اگر ایسی جگہ میسر نہ

ہو تو پورے عرفات میں کہیں بھی وقوف کر سکتے ہیں، اور دوران وقوف قبلہ کی طرف رخ کر کے دونوں ہاتھوں کو آسمان کی طرف اٹھا کر تکبیر و تہلیل تسبیح حمد و ثنا اور حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف استغفار اور تلبیہ پڑھتے ہوئے حضور قلبی کے ساتھ اپنے لئے اپنے ماں باپ کے لئے اعزاء و اقارب اور دوست و احباب اور تمام مؤمنین و مؤمنات کے لئے رو کر دعائیں مانگیں، اور اسی طریقہ پر دعائیں مانگتے رہیں، اور میدان عرفات میں سب سے افضل اور بہتر دعا دعائے توحید ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ میں نے اور مجھ سے پہلے نبیوں نے میدان عرفات میں جو دعائیں کی ہیں ان میں سب سے افضل ترین دعا دعائے توحید ہے، اور دعائے توحید چوتھا کلمہ ہے، اس کلمہ کو پڑھ کر جو بھی مرادیں مانگی جائیں انشاء اللہ قبول ہو جائیں گی، اور اگر ممکن ہو تو چوتھا کلمہ سو بار پڑھے۔

﴿۱۳۲۷﴾ وَالْوُقُوْفُ عَلَى الرَّاحِلَةِ اَفْضَلُ وَالْقَائِمُ عَلَى الْاَرْضِ اَفْضَلُ مِنَ الْقَاعِدِ.

رَاحِلَةٌ سواری کے لائق اونٹ مذکر و مؤنث دونوں کے لئے ہے، تا مبالغہ کی ہے جمع رَوَاحِلُ۔

ترجمہ اور وقوف کرنا سواری پر افضل ہے اور زمین پر کھڑا ہونے والا شخص بیٹھنے والے سے افضل ہے۔

تشریح جاننا چاہئے کہ عرفات میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم ظہر و عصر کی نماز سے فارغ ہو کر اپنے اونٹ پر سوار ہو کر جبل رحمت کے پاس تشریف لے گئے اور اس کے دامن میں وقوف فرمایا اور غروب تک اونٹ ہی پر تشریف فرما رہے، لوگوں کو مختلف ہدایتیں دینا غریبوں کی ضرورتیں پوری کرنا لوگوں کو مسائل بتانا سب کام اونٹ پر ہی کر رہے تھے، اور ساتھ ہی ذکر و دعا میں بھی مشغول تھے، مگر اب وہاں صورت حال مختلف ہے کوئی سواریوں پر نہیں جاتا اور نہ اس کا علم ہو سکتا ہے، سب لوگ پیدل ہوتے ہیں، اور تعلیم و تعلم کے لئے معلمین یا ان کے نائبین وغیرہ ہوتے ہیں۔

﴿۱۳۲۸﴾ فَاِذَا غَرَبَتِ الشَّمْسُ اَفَاضَ الْاِمَامُ وَالنَّاسُ مَعَهُ عَلَى هِيْنَتِهِمْ وَاِذَا وَجَدَ فُرْجَةً يُسْرِعُ مِنْ غَيْرِ اَنْ يُؤْذِيَ اَحَدًا وَيَتَحَرَّزُ عَمَّا يَفْعَلُهُ الْجَهَلَةُ مِنَ الْاِشْتِدَادِ فِي السَّيْرِ وَالْاِزْدِحَامِ وَالْاِيْذَاءِ فَاِنَّهُ حَرَامٌ حَتّٰى يَاْتِيَ مُزْدَلِفَةَ فَيَنْزِلُ بِقُرْبِ جَبَلِ قُزَحَ وَيَرْتَفِعُ عَنْ بَطْنِ الْوَادِيْ تَوْسِعَةً لِلْمَارِّيْنَ.

اَفَاضَ فعل ماضی معروف باب افعال اَلْاِفَاضَةُ مصدر ہے، اس کے لغوی معنی ہیں لوٹنا مگر یہ لفظ عرفہ سے لوٹنے کے لئے خاص ہو گیا ہے، یَتَحَرَّزُ فعل مضارع معروف تَحَرُّزًا مصدر ہے۔ بچنا جَهَلَةٌ یہ جاہل کی جمع ہے، جہل (س) جَهْلًا وجَهَالَةً نہ جاننا ان پڑھ ہونا اِشْتِدَادٌ سخت ہونا باب افتعال کا مصدر ہے مبہم چال رفتار اِزْدِحَامٌ جگہ کا کثرت ہجوم سے تنگ ہونا بھیڑ ہونا مَارِّيْنَ اسم فاعل جمع حالت جری میں ہے باب (ن) (م) مُرُوْرًا گزرنا۔

ترجمہ پھر جب سورج غروب ہو جائے تو لوٹے امام اور لوگ اس کے ساتھ اپنے سکون اور وقار پر اور جب

پائے کشادگی کو تو تیز چلے بغیر کسی کو تکلیف پہنچائے اور بچے ان چیزوں سے کہ جنکو جاہل لوگ کرتے ہیں، یعنی چلنے میں تیزی کرنا اور دھکم دھکا کرنا اور تکلیف دینا کیوں کہ یہ حرام ہے، یہاں تک کہ آئے مزدلفہ میں پس اترے جبل قزح کے قریب اور ٹھہرے بطن وادی سے پکھواڑے کی جانب گزرنے والوں کے لئے کشادگی کے خیال سے۔

غروب شمس سے قبل حدود عرفات سے نکلنا

عرفات کے دن حجاج کے لئے غروب شمس سے قبل حدود عرفات سے باہر نکلنا جائز نہیں ہے، لہذا اگر کوئی اتفاق سے حدود عرفات سے باہر نکل جاتا ہے تو لوٹ کر عرفات میں داخل ہو جانا واجب ہے، جب سورج غروب ہو جائے تو سکون واطمینان کے ساتھ عرفات سے مزدلفہ کے لئے روانہ ہو جائے اور راستہ میں بار بار تلبیہ پڑھتا رہے، اور کثرت کے ساتھ استغفار کرے اور اللہ اکبر لا الہ الا اللہ الحمد للہ بہ کثرت کے ساتھ پڑھتا رہے، اور راستہ میں کسی طرح کا شور وشغب ہنگامہ نہ کرے کسی کو تکلیف نہ پہنچائے اور جب مزدلفہ پہنچ جائے تو جبل قزح کے دامن میں وقوف کرے حضرت ابراہیم نے یہیں وقوف کیا تھا یہ پہاڑ مشرقی جانب میں ہے سورج اس کی اوٹ میں نکلتا ہے اس لئے نظر نہیں آتا پشت پر ثبیر نامی پہاڑ ہے، صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ مزدلفہ میں ایسی جگہ قیام نہ کرے کہ جہاں گزرنے والوں کو پریشانی ہو اس کا خاص طور سے خیال رکھے۔

﴿۱۳۴۹﴾ وَيُصَلِّي بِهَا الْمَغْرِبَ وَالْعِشَاءَ بِأَذَانٍ وَاحِدٍ وَإِقَامَةٍ وَاحِدَةٍ.

ترجمہ اور پڑھے وہاں مغرب اور عشاء ایک اذان اور ایک تکبیر کے ساتھ۔

مزدلفہ میں مغرب وعشاء ایک ساتھ پڑھنا

جس نے بھی حج کا احرام باندھ رکھا ہے وہ مغرب اور عشاء کو عشاء کے وقت میں ایک ساتھ پڑھے گا عشاء کا وقت داخل ہونے سے پہلے مغرب کی نماز پڑھنا جائز نہیں ہے، اور جس کا حج کا احرام نہیں وہ مغرب کو مغرب کے وقت میں پڑھے گا اور عشاء کو عشاء کے وقت میں اس کے لئے جمع بین الصلوتین کرنا جائز نہیں ہے، اور مزدلفہ میں عشائین کو جمع کرنے کے لئے امام المسلمین کی اقتداء میں پڑھنا ... نہیں ہر حاجی کے لئے عشائین کو جمع کرنا جائز ہے خواہ وہ امام المسلمین کی اقتداء میں نماز ادا کرے یا اپنے ڈیرے میں باجماعت پڑھے یا تنہا پڑھے، اور جمع کرنے کی صورت میں ایک اذان اور ایک اقامت کے ساتھ دونوں نمازوں کو عشاء کے وقت میں ایک ساتھ پڑھے۔

﴿۱۳۵۰﴾ وَلَوْ تَطَوَّعَ بَيْنَهُمَا أَوْ تَشَاغَلَ أَعَادَ الْإِقَامَةَ.

تطوع باب تفعل سے ماضی معروف ہے، کسی کام کو رضا کارانہ طور پر انجام دینا یہاں مراد نفل پڑھنا۔ **تشاغل**

باب تفاعل سے فعل ماضی ہے تشاغلاً (م) سے مشغول و مصروف ہونا۔

ترجمہ اور اگر نفل پڑھے دونوں کے درمیان یا (اور کسی کام میں) مشغول ہو جائے تو تکبیر دوبارہ کہے۔

میدانِ مزدلفہ میں سنن ونوافل

جاننا چاہئے کہ مغرب اور عشاء کے درمیان کوئی سنت یا نفل نماز جائز نہیں ہے، اور اگر پڑھے یا دونوں نمازوں کے بیچ میں کسی اور کام میں لگ جائے جسکی وجہ سے دونوں نمازوں میں فاصلہ ہو جائے تو عشاء کے لئے دوبارہ تکبیر کہنی پڑے گی۔

﴿۱۳۵۱﴾ وَلَمْ تَجُزِ الْمَغْرِبُ فِي طَرِيْقِ الْمُزْدَلِفَةِ وَعَلَيْهِ إِعَادَتُهَا مَالَمْ يَطْلُعِ الْفَجْرُ.

ترجمہ اور جائز نہیں مغرب کی نماز مزدلفہ کے راستہ میں اور اس پر اس کا لوٹانا ضروری ہے، جب تک صبح صادق طلوع نہ ہو۔

مزدلفہ کے راستہ میں نماز مغرب یا عشاء پڑھنے سے وجوب اعادہ

عرفات کے دن حجاج کی مغرب وعشاء کی نماز کا وقت مزدلفہ پہنچنے کے بعد ہوتا ہے، اس لئے عرفات یا مزدلفہ کے راستہ میں مغرب کی نماز پڑھنا جائز نہیں ہے، اگرچہ مغرب کا وقت نکل جاتا ہو اور اگر کوئی یہ سمجھ کر مزدلفہ کے راستہ میں نماز مغرب پڑھ لیتا ہے کہ وقت نکلا جا رہا ہے تو اس پر مزدلفہ آکر نماز مغرب کا اعادہ واجب ہے، اسی طرح اگر کوئی مزدلفہ کے راستہ میں عشاء کی نماز پڑھ لیتا ہے تو اس پر بھی مزدلفہ پہنچ کر عشاء کا اعادہ واجب ہے، اور اگر عرفات سے مزدلفہ پہنچنے میں اس قدر تاخیر ہو جائے کہ طلوع صادق سے قبل مزدلفہ پہنچنے کا امکان باقی نہیں رہا تو ایسی صورت میں طلوع صبح صادق سے اتنی دیر قبل مزدلفہ کے راستہ میں مغرب وعشاء پڑھ لی جائے جتنی دیر میں صبح صادق سے قبل اطمینان سے دونوں نمازیں پڑھ کر فارغ ہو سکتے ہیں، آگے فرماتے ہیں کہ اگر راستہ میں مغرب پڑھ لی تو اس کا اعادہ واجب رہے گا مگر صبح صادق طلوع ہونے کے بعد مغرب کی نماز نہیں لوٹا سکتا کیوں کہ اصل میں پڑھ تو چکا ہے، یہ علیحدہ حکم ہے کہ اس وقت نہیں پڑھنی چاہئے تھی اور خلاف کرنے کی صورت میں لوٹانا واجب تھا، کیوں کہ اس روز مغرب کا وقت بھی گویا عشاء کے وقت ہی ہوتا ہے، اب جب تک عشاء کا وقت ہے لوٹا لے گا اور اس کے بعد اصل ادا ہی کا اعتبار کیا جائیگا۔ (ایضاح المناسک: ۱۴۳)

﴿۱۳۵۲﴾ وَيُسَنُّ الْمَبِيْتُ بِالْمُزْدَلِفَةِ.

مبیت بَاتَ يَبِيْتُ بَيْتُوْتَةً وبِيتاً وَبَيَاتاً وَمَبِيْتاً باب (ض) رات گزارنا۔

ترجمہ اور سنت قرار دیا گیا ہے رات گذارنا مزدلفہ میں۔

تشریح نویں اور دسویں ذی الحجہ کی درمیانی رات مزدلفہ کی رات ہے، اس رات کی فضیلت شب قدر سے کم نہیں ہے، تمام رات جاگتے رہنا نماز تلاوت اور دعا میں مصروف رہنا بڑی خوش قسمتی ہے، اور یہ رات مزدلفہ میں گذارنا سنت ہے۔

﴿۱۳۵۳﴾ فَإِذَا طَلَعَ الْفَجْرُ صَلَّى الْإِمَامُ بِالنَّاسِ الْفَجْرَ بِغَلَسٍ ثُمَّ يَقِفُ وَالنَّاسُ مَعَهُ.

ترجمہ پھر جب صبح صادق طلوع ہو جائے تو پڑھائے امام لوگوں کو فجر کی نماز اندھیرے میں پھر ٹھہرے امام اور لوگ اس کے ساتھ۔

وقوف مزدلفہ کا وقت

وقوف مزدلفہ کا وقت یوم النحر یعنی دسویں ذی الحجہ کو طلوع صبح صادق اور طلوع شمس کے درمیان کا وقت ہے، لہٰذا اگر کوئی طلوع صبح صادق سے قبل یا طلوع شمس کے بعد مزدلفہ میں وقوف کرے گا تو اس کا وقوف صحیح نہ ہوگا، بلکہ صحیح طریقہ یہ ہے کہ مزدلفہ میں رات گزارنے کے بعد فجر کی نماز اول وقت میں پڑھ کر وقوف شروع کر دے، اور اس پر تمام ائمہ متفق ہے کہ یہاں صبح کی نماز اول وقت میں مسنون ہے۔

﴿۱۳۵۴﴾ وَالْمُزْدَلِفَةُ كُلُّهَا مَوْقِفٌ إِلَّا بَطْنَ مُحَسِّرٍ.

مُحَسِّر میم کے ضمہ حاء کے فتحہ اور سین مشدد کے کسرہ کے ساتھ ہے، مزدلفہ سے منیٰ کی طرف آتے ہوئے درمیان میں ایک میدان ہے، اس کا نام وادی محسر ہے، اس میں وقوف کرنا جائز نہیں ہے، اور مزدلفہ سے منیٰ آتے وقت یہاں سے تیز رفتاری سے چلنا چاہئے۔

ترجمہ اور پورا مزدلفہ ٹھہرنے کی جگہ ہے مگر وادی محسر۔

مزدلفہ کا پورا میدان موقف ہے

فرماتے ہیں کہ مزدلفہ کا پورا میدان موقف ہے مگر وادی محسر میں وقوف نہ کرے، حضرت نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے وادی محسر میں اپنی سواری کو ذرا تیز چلایا اس کی وجہ تسمیہ میں مشہور قول تو یہ ہے کہ اس جگہ اصحاب فیل ہلاک ہوئے ہیں یہاں اصحاب فیل کے فیل کو تحسر واقع ہوا تھا یعنی وہ یہاں آکر رک گیا تھا، اور اسی جگہ ان پر عذاب نازل ہوا تھا، تو اس کے محل عذاب ہونے کی وجہ سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم وہاں سے جلدی سے گزرے جیسا کہ دیار عاد وثمود سے آپ صلی اللہ علیہ وسلم تیزی سے گزرے تھے، لیکن ملاعلی قاری نے اس وجہ تسمیہ کی تردید کی ہے، وہ فرماتے ہیں کہ صحیح یہ ہے کہ اصحاب

قتل غلہ حرم تک نہیں پہنچ سکے تھے، اس سے قبل ہی ان پر عذاب نازل ہو گیا تھا اور یہ وادی محسر حدود حرم میں ہے، بلکہ یہاں سے تیز چلنے کی وجہ یہ ہے کہ کسی شخص نے یہاں شکار کیا تھا تو اس پر آسمان سے آگ برسی تھی اسی لئے اس کو وادی نار بھی کہتے ہیں منیٰ مزدلفہ اور وادی محسر سب حرم میں داخل ہیں۔ (مستفاد الدر المنضود: ۳/۲۶۰)

نوٹ: آج کل وادی محسر میں حکومت کی طرف سے حاجیوں کے ٹھہرنے کے لئے مستقل خیمے تو نصب نہیں ہیں لیکن حج کے موقع پر وہاں پولیس فوج اور سرکاری کارندوں کے قیام کے لئے عارضی خیمے نصب کر دئے جاتے ہیں اور انہیں کی دیکھا دیکھی بہت سے حجاج بھی فولڈنگ خیمے لگا کر وہاں قیام کرتے ہیں پس حجاج کو وہاں قیام نہ کرنا چاہئے اس کا خاص خیال رکھا جائے۔

﴿۱۳۵۵﴾ وَيَقِفُ مُجْتَهِدًا فِي دُعَائِهِ وَيَدْعُو اللّٰهَ أَنْ يُتِمَّ مُرَادَهُ وَسُؤَالَهُ فِي هٰذَا الْمَوْقِفِ كَمَا أَتَمَّهُ لِسَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

ترجمہ اور ٹھہرے اجتہادی کوشش کرتا ہوا اپنی دعا میں اور دعا مانگے اللہ تعالیٰ سے کہ اس کی مراد کو اور اس کے سوال کو پورا کر دے اس موقف میں جیسا کہ پورا کیا ہمارے سردار اور آقا حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے۔

تشریح فرماتے ہیں کہ نماز فجر کے بعد تکبیر تہلیل تلبیہ پڑھتے ہوئے اللہ تعالیٰ سے گریہ وزاری کے ساتھ وقوف میں مرادیں مانگے، یہاں بھی دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

﴿۱۳۵۶﴾ فَإِذَا أَسْفَرَ جِدًّا أَفَاضَ الْإِمَامُ وَالنَّاسُ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ.

أَسْفَرَ ماضی معروف باب افعال اسفار مصدر ہے، روشن ہونا جِدًّا اس کا نصب مصدریت کی وجہ سے ہے، وجود میں آنا۔

ترجمہ پھر جب خوب روشنی ہو جائے تو لوٹے امام اور لوگ سورج نکلنے سے پہلے۔

تشریح دسویں ذی الحجہ کو صبح صادق کے بعد مزدلفہ میں فجر کی نماز پڑھ کر وقوف کر لیا جائے اور سورج طلوع ہونے سے تھوڑی دیر پہلے مزدلفہ سے منیٰ کو روانہ ہو جائے۔

﴿۱۳۵۷﴾ فَيَأْتِي إِلَى مِنًى وَيَنْزِلُ بِهَا ثُمَّ يَأْتِي جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ فَيَرْمِيْهَا مِنْ بَطْنِ الْوَادِي بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ مِثْلَ حَصَى الْخَذْفِ.

حصی باب ضرب سے کنکر پھینکنا پتھر مارنا خذف انگلیوں میں پکڑ کر جو کنکر مارتے ہیں اس کا نام خذف ہے، پھر غلیل میں جو کنکری رکھ کر مارتے ہیں اس کو بھی خذف کہتے ہیں، اور وہ کنکری نہ بہت چھوٹی ہو اور نہ بہت بڑی ہو دو چنے

سکے دانوں کے بقدر ہو۔

ترجمہ پھر آئے منیٰ میں اور وہاں اتر جائے پھر آئے جمرۂ عقبہ پر چنانچہ رمی کرے اس کی بطن وادی سے سات کنکریوں کے ساتھ چنے جیسے کی کنکریوں جیسی ہو۔

تشریح جاننا چاہئے جب مزدلفہ سے منیٰ کو پہنچ جائے تو جمرات تک پہنچنے سے پہلے پہلے بار بار تلبیہ پڑھتا رہے اور تکبیر تہلیل اور استغفار بھی پڑھتا رہے، اور منیٰ پہنچ کر سب سے پہلے جمرۂ عقبہ کی رمی کی جائے اور نبی صلی اللہ علیہ وسلم نے میدان کے بیچ میں سے رمی کی تھی، یعنی آپ نے رمی وادی میں اتر کر فرمائی یعنی اوپر سے نہیں کی اس لئے یہی مسنون ہے مگر اب وہاں نہ وادی ہے نہ اس کا بیچ البتہ رمی کا راستہ سنت کا لحاظ کر کے بنایا گیا ہے۔

﴿۱۳۵۸﴾ وَيُسْتَحَبُّ أَخْذُ الْجِمَارِ مِنَ الْمُزْدَلِفَةِ أَوْ مِنَ الطَّرِيقِ.

ترجمہ اور مستحب ہے کنکریوں کا لینا مزدلفہ سے یا راستہ سے۔

کنکریاں کہاں سے لیں

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے مزدلفہ میں لوگوں کو ہدایت دی تھی کہ کل جو رمی کرنی ہے اس کے لئے یہاں سے کنکریاں لے لو اس لئے مستحب یہی ہے، اس کے بعد جاننا چاہئے کہ مزدلفہ سے ستر ۷۰ کنکریاں لیکر چلیں جو منیٰ میں جمرات کی رمی کرنے میں کام آئیں گی اور ستر (۷۰) اس لئے لینا ہے کہ اگر تیرہویں تاریخ کو بھی رمی کرنا پڑے تو کل ستر ۷۰ کنکریاں ہو جائیں گی۔

﴿۱۳۵۹﴾ وَيُكْرَهُ مِنَ الَّذِي عِنْدَ الْجَمْرَةِ.

ترجمہ اور مکروہ ہے ان میں سے اٹھانا جو جمرہ کے پاس ہو۔

تشریح حدیث پاک میں آتا ہے کہ جس کا حج قبول ہو جاتا ہے اس کی کنکریاں منجانب اللہ اٹھا دی جاتی ہیں اور جس کا قبول نہیں ہوتا اس کی وہیں پڑی رہتی ہیں، اس لئے وہاں پڑی ہوئی کنکریاں اٹھانا مکروہ ہے۔ (طحطاوی/۴۰۱)

﴿۱۳۶۰﴾ وَيُكْرَهُ الرَّمْيُ مِنْ أَعْلَى الْعَقَبَةِ لِإِيذَائِهِ النَّاسَ.

ترجمہ اور مکروہ ہے رمی جمرۂ عقبہ کی اوپر کی جانب سے رمی کے تکلیف پہنچنے کی وجہ سے لوگوں کو۔

تشریح صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ جمرۂ عقبہ کی رمی اوپر کی جانب سے کرنا مکروہ ہے، کیوں کہ اس میں لوگوں کو تکلیف ہو سکتی ہے، مگر آج کل صورت مختلف ہو چکی ہے، جمرات کی کئی منزلہ عمارت بن چکی ہے، اور ہر منزل والوں کا آمد و رفت کا راستہ بالکل الگ الگ ہے، ایک منزل پر رمی کرنے سے دوسری منزل والوں کو ذرہ برابر بھی کوئی

دقت اور پریشانی نہیں ہوتی ہے۔

﴿۱۳۶۱﴾ وَيَلْتَقِطُهَا اِلْتِقَاطًا وَلَا يَكْسِرُ حَجَرًا جِمَارًا وَيَغْسِلُهَا لِيَتَيَقَّنَ طَهَارَتَهَا فَإِنَّهَا يُقَامُ بِهَا قُرْبَةٌ وَلَوْ رَمٰى بِنَجِسَةٍ اَجْزَاهُ وَكُرِهَ.

يلتقط فعل مضارع معروف باب افتعال اِلْتِقَاطًا مصدر ہے زمین سے اٹھانا۔ يكسر فعل مضارع معروف باب (ض) كَسْرًا مصدر ہے سخت چیز توڑنا۔

ترجمہ: اور اٹھائے ان کو اور نہ توڑے پتھر کنکریاں کرنے اور ان کو دھولے تا کہ یقین کرلے ان کی پاکی کا کیوں کہ ان سے ثواب کی چیز اور ایک عبادت ادا کی جاتی ہے، اور اگر رمی کرے ناپاک کنکر سے تو کافی ہے مگر مکروہ ہے۔

تشریح: فرماتے ہیں کہ رمی کرنے کے لئے مستحب اور افضل تو یہی ہے کہ مزدلفہ سے کنکرلے کر چلے باقی اگر راستہ سے لے لے تو بھی کوئی حرج نہیں ہے، آگے فرماتے ہیں کہ جو کنکریاں رمی کے لئے لی ہیں ان کو دھوکر صاف ستھرا کرلینا چاہئے تاکہ پاکی کا یقین ہو جائے کیوں کہ اس سے ایک عبادت ادا کی جائے گی اور عبادت کے لئے پاک ہونا ضروری ہے۔

﴿۱۳۶۲﴾ وَيَقْطَعُ التَّلْبِيَةَ مَعَ اَوَّلِ حَصَاةٍ يَرْمِيْهَا.

ترجمہ: اور ختم کردے تلبیہ پہلی کنکر کے ساتھ (یعنی جس وقت کہ) اس کو پھینکے۔

حج کا تلبیہ کب ختم کیا جائے

حج کا تلبیہ حج کرنے والا جمرۂ عقبہ کی رمی تک باقی رکھے گا اور جمرۂ عقبہ کی رمی کے ساتھ ساتھ تلبیہ ختم کردے گا۔
(ایضاح المناسک: ۲۰۷، ایضاح الطحاوی: ۵۳۳/۳)

﴿۱۳۶۳﴾ وَكَيْفِيَّةُ الرَّمْيِ اَنْ يَّاْخُذَ الْحَصَاةَ بِطَرَفِ اِبْهَامِهٖ وَسَبَّابَتِهٖ فِي الْاَصَحِّ لِاَنَّهٗ اَيْسَرُ وَاَكْثَرُ اِهَانَةً لِلشَّيْطَانِ وَالْمَسْنُوْنُ الرَّمْيُ بِالْيَدِ الْيُمْنٰى وَيَضَعُ الْحَصَاةَ عَلٰى ظَهْرِ اِبْهَامِهٖ وَيَسْتَعِيْنُ بِالْمُسَبِّحَةِ وَيَكُوْنُ بَيْنَ الرَّامِيْ وَمَوْضِعِ السُّقُوْطِ خَمْسَةُ اَذْرُعٍ وَلَوْ وَقَعَتْ عَلٰى رَجُلٍ اَوْ مَحْمِلٍ وَثَبَتَتْ اَعَادَهَا وَاِنْ سَقَطَتْ عَلٰى سَنَنِهَا ذٰلِكَ اَجْزَاهُ.

اهانة تحقیر و تذلیل، بے وقعتی باب افعال کا مصدر ہے۔ شیطان گمراہ کن شریر اور خبیث روح۔ سقوط باب (ن) کا مصدر ہے گرنا۔ محمل چوپائے کے دو طرف لٹکے ہوئے تھیلے جن پر بوجھ رکھا جاتا ہے۔

ترجمہ اور رمی کا طریقہ یہ ہے کہ پکڑے کنکر اپنے انگوٹھے اور شہادت کی انگلی کی پھونگلی سے صحیح ترین قول میں کیوں کہ یہ آسان ہے، اور بہت زیادہ ہے، شیطان کو ذلیل کرنے کے اعتبار سے اور مسنون داہنے ہاتھ سے پھینکنا ہے، اور رکھے کنکر اپنے انگوٹھے کی پشت (ناخن کی جانب) پر اور مدد لے شہادت کی انگلی سے (اس کو بھی لگائے) اور ہو پھینکنے والے اور گرنے کی جگہ کے درمیان پانچ ہاتھ کا فاصلہ اور اگر گر گئی کسی آدمی یا کجاوہ پر اور ٹھہر گئی تو اس کو دوبارہ پھینکے اور اگر گر جائے اپنی رفتار سے چلتے ہوئے تو کافی ہے اس کو۔

رمی کرنے کا طریقہ

صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ جب رمی کرنے کا ارادہ ہو تو اس کا طریقہ یہ ہے کہ کنکر اپنے داہنے ہاتھ کے انگوٹھے اور شہادت کی انگلی کی پھونگلی میں پکڑے اور جمرات کے چاروں جانب جو گہرائی کی شکل میں ایک احاطہ ہے، اس میں گرانی چاہئے، اب اس وقت وہ جمرات ستون اور کھمبوں کی شکل میں نہیں ہے بلکہ ایک موٹی سی دیوار بنادی گئی ہے، اور پھر اس کے احاطہ کو چار منزل تک بچھا دیا گیا ہے تمام منزلوں میں اب رمی ہوتی ہے، اور بعض منزلوں میں الیکٹرانک ایسے زینے تیار کر دیئے گئے ہیں، کہ ایک سیڑھی پر قدم رکھو اور اسی پر کھڑے رہو وہ خود بخود چلتا رہے گا یا جلدی جلدی ہر سیڑھی پر قدم رکھتے رہو، بہر حال اس زمانہ میں بہت اچھا سہولت ہو چکی ہے، اور یہ جو صاحب کتاب نے لکھا ہے کہ کنکر انگوٹھے کی پشت پر رکھے اور شہادت کی انگلی سے مدد لے اس میں ایک قسم کا تکلف ہے، اور کنکر گرنے کا بھی خوف ہے، اور آجکل اس طرح مارنے کا رواج بھی نہیں ہے، بہر حال اگر کوئی ایسے مارے تو بھی کوئی حرج نہیں ہے، بس اس کا خیال رہنا چاہئے کہ کنکر اس احاطہ میں ہی گرے کہیں ادھر ادھر نہ گرے۔

﴿۱۳۶۴﴾ وَيُكَبِّرُ بِكُلِّ حَصَاةٍ.

ترجمہ اور تکبیر کہتا رہے ہر ایک کنکر کے ساتھ۔

ہر کنکر کے ساتھ تکبیر کہے

صورت مسئلہ یہ ہے کہ ہر کنکر کے ساتھ اللہ اکبر کہتا رہے یعنی تکبیر کہنا سنت ہے، اور اگر کوئی تکبیر میں جو اس باختہ ہو جائے اور تکبیر بھول جائے تو کوئی حرج نہیں ہے۔

﴿۱۳۶۵﴾ ثُمَّ يَذْبَحُ الْمُفْرِدُ بِالْحَجِّ إِنْ أَحَبَّهُ ثُمَّ يَحْلِقُ أَوْ يُقَصِّرُ وَالْحَلْقُ أَفْضَلُ وَيَكْفِي فِيهِ رُبُعُ الرَّأْسِ وَالتَّقْصِيرُ أَنْ يَأْخُذَ مِنْ رُؤُوْسِ شَعْرِهِ بِمِقْدَارِ الْأَنْمُلَةِ وَقَدْ حَلَّ لَهُ كُلُّ شَيْءٍ إِلَّا النِّسَاءَ.

یحلق فعل مضارع معروف باب (ض) حَلْقًا حِلَاقًا وَحِلَاقَةً مونڈنا بال اتارنا۔ یقصر فعل مضارع معروف باب تفعیل تقصیر مصدر ہے، چھوٹا کرنا، لمبائی کم کرنا۔ الانملة اس میں کئی لغات ہیں: الأَنْمُلَةُ الأَنْمَلَةُ الأُنْمُلَةُ الإِنْمَلَةُ سرانگشت بعض کے نزدیک انگلی کا اوپر کا پورا جمع انامل وانملات۔

ترجمہ پھر قربانی کرے حج افراد کرنے والا اگر چاہے پھر سر منڈوائے یا کتروائے اور منڈوانا افضل ہے، اور کافی ہے اس میں چوتھائی سر کا منڈوانا اور بال کتروانا یہ ہے کہ کتروانے والا اپنے بالوں کے سروں اور چوٹیوں سے انگلیوں کے پوروں کی مقدار اور تحقیق کہ حلال ہو گئیں اس کے لئے ہر چیز سوائے عورتوں کے۔

قربانی کب کی جائے؟

اگر متمتع یا قارن ہے تو رمی کے بعد قربانی بھی کرلی جائے اور اگر متمتع یا قارن نہیں ہے، تو قربانی لازم نہیں جن لوگوں پر قربانی لازم ہے وہ قربانی کے بعد اور جن پر قربانی لازم نہیں وہ رمی کے بعد اپنے سر کا حلق یا قصر کرلیں اور سر کے بال صاف کرلینے کے بعد احرام کی پابندی ختم ہو جاتی ہے، اور بیوی طواف زیارت کے بعد حلال ہوتی ہے، اس اجمال کی تفصیل یہ ہے کہ حج اور عمرہ کے ارکان ادا کرنے کے بعد احرام کھولنے کے لئے سر منڈانا یا بال ترشوانا ضروری ہے، قصر میں بال لمبائی میں ایک انگلی کے پورے کے بقدر، اور مقدار میں چوتھائی سر کے بقدر کٹوانا ضروری ہے، اور عورتوں کے لئے حلق کرانا حرام ہے، وہ صرف بال ترشوائیں گی اور بعض عورتوں کی چوٹی آخر سے پتلی ہو جاتی ہے، ان پر زیادہ اوپر سے بال کاٹنا ضروری ہے، تاکہ چوتھائی سر کے بال برابر کٹ جائیں، ورنہ احرام نہیں کھلے گا، اور سر منڈا کر احرام کھولنا دو وجہ سے افضل ہے۔

(۱) جب لوگ بادشاہوں کے دربار میں جاتے ہیں تو صفائی کا خوب اہتمام کرتے ہیں، حجاج بھی احرام کھول کر طواف زیارت کے لئے دربار خداوندی میں جائیں گے، پس ان کو بھی خوب صاف ہو کر حاضر ہونا چاہئے اور سر منڈانے سے سر کا میل کچیل اچھی طرح صاف ہو جاتا ہے، اس لئے یہ افضل ہے۔ (۲) سر منڈا کر احرام کھولنے کا اثر کئی روز تک باقی رہتا ہے، جب تک بال بڑھ نہیں جائیں گے۔

ہر دیکھنے والا محسوس کرے گا کہ اس نے حج کیا ہے، پس اس سے حج کی شان بلند ہوگی اس لئے حلق افضل ہے۔

فائدہ: احرام کھولنے کا افضل طریقہ حلق ہے، اور قصر کرانا بھی جائز ہے، اور احرام کھولنے کے لئے یہ طریقہ دو وجہ سے تجویز کیا گیا ہے۔ اول احرام سے نکلنے کا یہ ایک مناسب طریقہ ہے، جو متانت کے منافی نہیں اگر لوگوں کو آزاد چھوڑ دیا جائے گا تو وہ احرام سے نکلنے کے لئے معلوم نہیں کیا کیا طریقے اختیار کریں گے، کوئی جماع سے احرام کھولے گا، کوئی کچھ اور کرے گا دوم حلق کرانے سے سر کا میل کچیل خوب صاف ہو جاتا ہے، اس لئے یہ طریقہ افضل ہے۔ (مستفاد تحفۃ الالمعی: ۳/۴۱۶) جاننا چاہئے کہ پہلے دائیں طرف کے سر کا حلق کرائے پھر بائیں طرف کا اور یہ افضل ہے۔

اور جائز یہ ہے کہ کسی بھی جانب سے حلق کرائے اور مونڈنے والے کا دایاں مراد نہیں بلکہ منڈوانے والے کا دایاں مراد ہے۔ (تحفۃ الالمعی: ۳/۳۱۵)

﴿۱۳۶۶﴾ ثُمَّ يَأْتِيْ مَكَّةَ مِنْ يَوْمِهٖ ذٰلِكَ اَوْ مِنَ الْغَدِ اَوْ بَعْدَهٗ فَيَطُوْفُ بِالْبَيْتِ طَوَافَ الزِّيَارَةِ سَبْعَةَ اَشْوَاطٍ وَحَلَّتْ لَهُ النِّسَاءُ.

ترجمہ پھر آجائے مکہ میں اسی دن یا اگلے دن یا اس کے بعد پھر طواف کرے بیت اللہ کا طواف زیارت سات چکر اور حلال ہوگئیں اس کے لئے عورتیں۔

تشریح فرماتے ہیں کہ دسویں ذی الحجہ کو منیٰ میں رمی قربانی حلق یا قصر کے بعد اگر وقت ہو تو حرم شریف پہنچ کر طواف زیارت بھی کرلیا جائے اور اگر وقت نہ ہو تو گیارہویں یا بارہویں کو طواف زیارت کرلیا جائے اب اس کے واسطے بیوی بھی حلال ہو جائے گی۔

﴿۱۳۶۷﴾ وَاَفْضَلُ هٰذِهِ الْاَيَّامِ اَوَّلُهَا وَاِنْ اَخَّرَهٗ عَنْهَا لَزِمَهٗ شَاةٌ لِتَاْخِيْرِ الْوَاجِبِ.

ترجمہ اور ان دنوں میں افضل اس کا پہلا دن ہے، اور اگر مؤخر کر دے اس کو ان دنوں سے تو لازم ہوگی اس پر ایک بکری واجب میں تاخیر کی وجہ سے۔

طواف زیارت میں تاخیر

طواف زیارت دسویں ذی الحجہ سے بارہویں ذی الحجہ کے درمیان ہر وقت رات میں بھی اور دن بھی کرلینا واجب ہے، اور سب سے افضل دسویں ذی الحجہ ہے، خیر اگر بارہویں ذی الحجہ گزر گئی اور طواف زیارت نہیں کیا تو اس پر ایک قربانی جرمانہ میں واجب ہو جائے گی اور بعد میں طواف زیارت بھی کرنا ہوگا۔

﴿۱۳۶۸﴾ ثُمَّ يَعُوْدُ اِلٰى مِنٰى فَيُقِيْمُ بِهَا فَاِذَا زَالَتِ الشَّمْسُ مِنَ الْيَوْمِ الثَّانِيْ مِنْ اَيَّامِ النَّحْرِ رَمَى الْجِمَارَ الثَّلَاثَ يَبْدَأُ بِالْجَمْرَةِ الَّتِيْ تَلِيْ مَسْجِدَ الْخَيْفِ فَيَرْمِيْهَا بِسَبْعِ حَصَيَاتٍ مَاشِيًا يُكَبِّرُ بِكُلِّ حَصَاةٍ ثُمَّ يَقِفُ عِنْدَهَا دَاعِيًا بِمَا اَحَبَّ حَامِدًا لِلّٰهِ تَعَالٰى مُصَلِّيًا عَلَى النَّبِيِّ وَيَرْفَعُ يَدَيْهِ فِي الدُّعَاءِ وَيَسْتَغْفِرُ لِوَالِدَيْهِ وَاِخْوَانِهِ الْمُؤْمِنِيْنَ ثُمَّ يَرْمِي الثَّانِيَةَ الَّتِيْ تَلِيْهَا مِثْلَ ذٰلِكَ وَيَقِفُ عِنْدَهَا دَاعِيًا ثُمَّ يَرْمِيْ جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ رَاكِبًا وَلَا يَقِفُ عِنْدَهَا فَاِذَا كَانَ الْيَوْمُ الثَّالِثُ مِنْ اَيَّامِ النَّحْرِ رَمَى الْجِمَارَ الثَّلَاثَ بَعْدَ الزَّوَالِ كَذٰلِكَ.

ترجمہ پھر لوٹ آئے منیٰ کی طرف اور وہاں ٹھہر جائے، پھر جب سورج ڈھل جائے دسویں تاریخ کے دوسرے دن کا تو رمی کرے تینوں جمروں کی شروع کرے اس جمرہ سے جو متصل ہے مسجد خیف سے پس اس پر رمی کرے سات کنکریوں کے ساتھ اس حال میں کہ پیدل ہو تکبیر کہتا رہے، ہر کنکری کے ساتھ پھر ٹھہر جائے اس کے پاس اس حال میں کہ دعا کرتا ہوا اس چیز کی جو اسے پسند ہو اللہ کی تعریف کرتا ہوا رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف بھیجتا ہوا اور اٹھائے اپنے دونوں ہاتھوں کو دعا میں اور مغفرت کی دعا مانگے واسطے اپنے والدین اور اپنے مسلمان بھائیوں کے لئے پھر رمی کرے دوسرے جمرہ کی جو اس سے متصل ہے، اسی کے مانند اور ٹھہر جائے اس کے پاس دعا مانگتا ہوا، پھر رمی کرے جمرہ عقبہ کی سوار ہو کر اور نہ ٹھہرے اس کے پاس، پھر جب ہو تیسرا دن دسویں تاریخ کا تو رمی کرے تینوں جمرات کی زوال کے بعد ایسے ہی۔

گیارہویں اور بارہویں کی رمی کا وقت

صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ حاجی طواف زیارت کے بعد منیٰ میں جا کر قیام کرے اور رات وہیں گزارے، گیارہویں اور بارہویں تاریخ میں تینوں جمرات کی رمی واجب ہے، اور ان دونوں دنوں کی رمی کا وقت زوال سے شروع ہو کر صبح صادق تک رہتا ہے، اگر زوال سے قبل رمی کرے گا تو راجح قول کے مطابق وہ رمی صحیح نہیں ہوگی اس کا اعادہ واجب ہوگا، آگے فرماتے ہیں کہ رمی کی ابتداء اس جمرہ سے کرے گا، جو جمرہ مسجد خیف سے متصل ہے، اس جمرہ پر سات کنکریاں پھینکے ہر کنکری کے ساتھ اللہ اکبر کہے، اور اس جمرہ کے پاس ٹھہرے پھر اسی طرح اس جمرہ کی رمی کرے جو اس کے متصل ہے، اور اس دوسرے جمرہ کے پاس بھی ٹھہرے پھر اسی طرح جمرہ عقبہ کی رمی کرے البتہ اس کے پاس نہ ٹھہرے پہلے اور دوسرے جمرہ کے پاس توقف کر کے اللہ تعالیٰ کی تعریف بیان کرے، تکبیر و تہلیل کہے، اور درود شریف پڑھے، اور اپنے لئے اور اپنے والدین کے لئے اور تمام مسلمان مرد و عورتوں کے لئے دعائے مغفرت کرے، اور اگر تیرہویں تاریخ کو بھی ٹھہر جائے تو اس دن بھی تینوں جمرات کی رمی واجب ہے، اور وہ بھی پہلے ایام کی طرح زوال کے بعد ہوگی

﴿۱۳۶۹﴾ وَإِذَا أَرَادَ أَنْ يَتَعَجَّلَ نَفَرَ إِلَى مَكَّةَ قَبْلَ غُرُوْبِ الشَّمْسِ وَإِنْ أَقَامَ إِلَى الْغُرُوْبِ كُرِهَ وَلَيْسَ عَلَيْهِ شَيْءٌ.

يتعجل فعل مضارع معروف باب تفعل تَعَجُّلاً مصدر ہے جلدی کرنا، تیزی دکھانا۔ **نفر** ماضی معروف باب (ض) نَفْرًا مصدر ہے کسی جگہ کو چھوڑ کر دوسری جگہ جانا یہاں پر مراد حاجی کا منیٰ سے مکہ معظمہ واپس آنا۔

ترجمہ اور جب ارادہ کرے یہ کہ جلدی سے روانہ ہو جائے تو کوچ کرے مکہ کی طرف سورج ڈوبنے سے

پہلے اور اگر ٹھہر جائے سورج غروب ہونے تک تو مکروہ ہے، اور اس پر کچھ واجب نہیں ہے۔

بارہویں ذی الحجہ کو منیٰ سے روانگی

صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ اگر بارہویں ذی الحجہ کو حاجی کو جلدی ہو تو رمی کے بعد غروب سے پہلے روانہ ہو جانا بلا کراہت جائز ہے، اور غروب کے بعد روانہ ہونا کراہت کے ساتھ جائز ہے، اور اس کراہت کی وجہ سے کوئی جرمانہ لازم نہیں ہے۔ (معلم الحجاج/۱۸۲)

﴿۱۳۷۰﴾ وَاِنْ طَلَعَ الْفَجْرُ وَهُوَ بِمِنًى فِي الرَّابِعِ لَزِمَهُ الرَّمْيُ وَجَازَ قَبْلَ الزَّوَالِ وَالْاَفْضَلُ بَعْدَهُ.

ترجمہ اور اگر صبح صادق ہو جائے حالاں کہ وہ منیٰ میں ہے، چوتھے دن میں تو لازم ہے اس کو رمی اور جائز ہے زوال سے پہلے اور افضل اس کے بعد ہے۔

اگر تیرہویں کو منیٰ میں رُک جائے تو کیا حکم ہے؟

فرماتے ہیں کہ اگر تیرہویں تاریخ کو منیٰ میں رک جائے تو زوال تک رک کر تینوں جمرات کی رمی کرنا واجب ہے، اگر زوال سے قبل کرے گا تو اعادہ لازم آئے گا، یہی قول مفتیٰ بہ ہے، اور امام اعظم کی ایک روایت یہ ہے کہ تیرہ کی رمی زوال سے پہلے بھی کر سکتے ہیں، اسی کو مصنفؒ نے وجاز قبل الزوال سے بیان کیا ہے۔

﴿۱۳۷۱﴾ وَكُرِهَ قَبْلَ طُلُوْعِ الشَّمْسِ.

ترجمہ اور مکروہ ہے سورج نکلنے سے پہلے۔

تشریح جمرہ عقبہ کی رمی طلوع آفتاب سے قبل صبح صادق کے بعد کرنا صحیح تندرست اور کمزور ضعیف سب کے لئے مکروہ ہے مگر کوئی جرمانہ لازم نہیں ہے۔

﴿۱۳۷۲﴾ وَكُلُّ رَمْيٍ بَعْدَهُ رَمْيٌ تَرْمِيْهِ مَاشِيًا لِتَدْعُوَ بَعْدَهُ وَاِلَّا رَاكِبًا لِتَذْهَبَ عَقِبَهُ بِلَا دُعَاءٍ.

عَقَبَ باب (ض) کا مصدر ہے کسی کے پیچھے آنا۔

ترجمہ اور ہر وہ رمی جس کے بعد رمی ہے، کرے اس کو پیدل تا کہ اس کے بعد دعا مانگ سکے ورنہ سوار ہو کر تا کہ چلا جائے اس کے فوراً بعد بغیر دعا مانگے۔

رمی پیدل کی جائے گی

حنفیہ نے یہ قاعدہ بتایا ہے کہ جس رمی کے بعد رمی ہے، وہ پیدل کرنا افضل ہے، اور جس رمی کے بعد رمی نہیں ہے وہ سوار ہو کر کرنا افضل ہے، مگر اب سب پیدل ہی رمی کرتے ہیں، جانور پر سوار ہو کر رمی کرنے کی اب کوئی صورت نہیں ہے مزید تفصیل مسئلہ ۱۳۰۱ کے تحت دیکھیں۔

﴿۱۳۷۳﴾ وَكُرِهَ الْمَبِيْتُ بِغَيْرِ مِنًى لَيَالِيَ الرَّمْيِ.

ترجمہ اور مکروہ ہے رمی کی راتوں کا گزارنا منی کے علاوہ۔

منی میں رات گزارنا

تین راتیں منی میں گزارنا سنت ہے۔ (۱) آٹھویں اور نویں ذی الحجہ کی درمیانی رات (۲) دسویں اور گیارہویں ذی الحجہ کی درمیانی رات (۳) گیارھویں اور بارہویں کی درمیانی رات ان راتوں کو بلا عذر دوسری جگہ گزارنا مکروہ ہے۔ (احکام حج/۵۹، تاتارخانیہ ۳/۵۳۳ مسئلہ نمبر ۴۹۷۰)

﴿۱۳۷۴﴾ ثُمَّ إِذَا رَحَلَ إِلَى مَكَّةَ نَزَلَ بِالْمُحَصَّبِ سَاعَةً.

رَحَلَ ماضی معروف صیغہ واحد مذکر غائب باب (ف) رَحْلاً و رَحِيْلاً و رِحْلَةً سفر کرنا، روانہ ہونا۔

ترجمہ پھر جب کوچ کرے مکہ کی طرف تو اترے محصب میں تھوڑی دیر کے لئے۔

محصب میں اترنا

منی سے مکہ روانہ ہوتے وقت راستہ میں محصب پڑتا ہے، اس جگہ تھوڑی دیر ٹھہرنا اکثر علماء کے نزدیک مستحب ہے مگر اب وہاں مکانات وغیرہ بن چکے ہیں اب کوئی صورت وہاں ٹھہرنے کی نہیں ہے، اور نہ اس کا رواج ہے اس بارے میں مزید تفصیل مسئلہ ۱۳۱۰ کے تحت گزر چکی ہے۔

﴿۱۳۷۵﴾ ثُمَّ يَدْخُلُ مَكَّةَ وَيَطُوْفُ بِالْبَيْتِ سَبْعَةَ أَشْوَاطٍ بِلَا رَمَلٍ وَسَعْيٍ إِنْ قَدَّمَهُمَا وَهٰذَا طَوَافُ الْوَدَاعِ وَيُسَمّٰى أَيْضًا طَوَافَ الصَّدْرِ وَهٰذَا وَاجِبٌ إِلَّا عَلٰى أَهْلِ مَكَّةَ وَمَنْ أَقَامَ بِهَا.

ترجمہ پھر مکہ میں داخل ہو اور بیت اللہ کے سات چکر لگائے بغیر رمل اور بغیر سعی کے اگر کر چکا ان دونوں کو

پہلے اور یہ طواف وداع ہے، اور نام رکھا جاتا ہے طواف صدر بھی اور یہ واجب ہے مگر مکہ والوں پر اور اس شخص پر جو ٹھہرے مکہ میں۔

طواف صدر کب کرے

صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ منی کے تمام افعال حج ادا کرنے کے بعد طواف صدر کرے طواف صدر کا مطلب یہ ہے کہ میقات کے باہر سے آنے والے جب وطن واپس ہوں گے تو روانگی کے وقت اخیر میں ایک طواف کرنا ہر قسم کے آفاقی پر واجب ہے البتہ حائضہ اور نفساء پر لازم نہیں ہے، اور اس طواف کا دوسرا نام طواف وداع بھی ہے۔ (ایضاح المناسک: ۹۲) مصنف فرماتے ہیں کہ اس طواف وداع میں رمل اور سعی بین الصفا والمروہ کی ضرورت نہیں ہے، بشرطیکہ ان دونوں کاموں کو پہلے طواف میں کر چکا ہو ورنہ لازم ہیں۔

﴿۱۳۷۶﴾ وَيُصَلِّي بَعْدَهُ رَكْعَتَيْنِ.

ترجمہ اور پڑھے اس کے بعد دو رکعتیں۔

تشریح ہر طواف کے بعد دو رکعت شکرانہ نفل پڑھنا واجب ہے اس کا ترک کر دینا بہت بڑا گناہ ہے، طواف چاہے فرض ہو یا واجب یا نفل سب میں اس نماز کا حکم یکساں ہے۔ (ایضاح المناسک: ۱۲۳، ایضاح الطحاوی: ۲/۷۵۴)

﴿۱۳۷۷﴾ ثُمَّ يَأْتِي زَمْزَمَ فَيَشْرَبُ مِنْ مَائِهَا وَيَسْتَخْرِجُ الْمَاءَ مِنْهَا بِنَفْسِهِ إِنْ قَدَرَ وَيَسْتَقْبِلُ الْبَيْتَ وَيَتَضَلَّعُ مِنْهُ وَيَتَنَفَّسُ فِيهِ مِرَارًا وَيَرْفَعُ بَصَرَهُ كُلَّ مَرَّةٍ يَنْظُرُ إِلَى الْبَيْتِ وَيَصُبُّ عَلَى جَسَدِهِ إِنْ تَيَسَّرَ وَإِلَّا يَمْسَحُ بِهِ وَجْهَهُ وَرَأْسَهُ وَيَنْوِي بِشُرْبِهِ مَا شَاءَ وَكَانَ عَبْدُ اللّٰهِ بْنُ عَبَّاسٍ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمَا إِذَا شَرِبَ يَقُولُ اَللّٰهُمَّ إِنِّي أَسْأَلُكَ عِلْمًا نَافِعًا وَرِزْقًا وَاسِعًا وَشِفَاءً مِنْ كُلِّ دَاءٍ وَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَاءُ زَمْزَمَ لِمَا شُرِبَ لَهُ.

يَتَضَلَّعُ فعل مضارع معروف باب تفعل تَضَلُّعًا مصدر ہے خوب سیر یا سیراب ہونا يَتَنَفَّسُ یہ بھی فعل مضارع ہے باب تفعل سے تَنَفُّسًا (م) ہے سانس لینا مِرَارًا یہ جمع ہے اس کا واحد مَرَّةٌ ہے ایک بار۔ يَرْفَعُ فعل مضارع معروف باب (ف) رَفْعًا مصدر ہے اوپر اٹھانا۔ بَصَرٌ آنکھ، نگاہ جمع اَبْصَارٌ. نَافِعًا اسم فاعل ہے باب (ف) نَفْعًا فائدہ دینا، نفع پہنچانا۔ رِزْقٌ (بالکسر) روزی جمع اَرْزَاقٌ رَزَقَ يَرْزُقُ رَزْقًا باب (ن) روزی دینا، خوراک پہنچانا۔ وَاسِعًا اسم فاعل باب (ف) وسعًا مالا مال کرنا۔

ترجمہ پھر آئے زمزم پر اور پئے اس کے پانی سے اور نکالے پانی اس سے خود اگر ممکن ہو اور متوجہ ہو کر کے بیت اللہ کی طرف اور خوب سیر ہو کر پئے اور سانس لے اس میں چند مرتبہ اور اٹھاتا رہے اپنی نگاہ ہر مرتبہ دیکھا رہے بیت اللہ کو اور بہائے اپنے جسم پر اگر آسانی ہو ورنہ پھیر لے اس کو اپنے چہرے اور سر پر اور نیت کرے اس کے پینے کے وقت جو چاہے، اور حضرت عبداللہ بن عباسؓ جب پیتے تو فرماتے اے اللہ میں سوال کرتا ہوں تجھ سے نفع والے علم اور وسیع رزق اور ہر بیماری سے شفا کا اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ زمزم کا پانی اس مقصد کے لئے ہے جس کے ارادہ سے پیا جائے۔

صلوٰۃ طواف کے بعد آب زمزم پینا

صلاۃ طواف سے فارغ ہو کر زمزم کے پاس آکر خوب سیراب ہو کر پانی پئے اور پینے کا طریقہ یہ ہے کہ قبلہ کی طرف کھڑے ہو کر پیا جائے، اور تین سانس میں پیا جائے، ہر مرتبہ منہ برتن سے علیحدہ کرے اور بار بار بیت اللہ کو دیکھتا رہے فرماتے ہیں کہ زمزم کا پانی اپنے جسم اور چہرے اور سر پر خوب بہائے یہ باعث خیر و برکت ہے، اور پیتے وقت اپنی مرادوں پر دھیان کیا جائے اور اس پانی میں اللہ نے غذائیت رکھی ہے، اور اس پانی کو ہر بیماری کے لئے شفا بنایا ہے۔

﴿۳۲۸﴾ وَيَسْتَحِبُّ بَعْدَ شُرْبِهِ اَنْ يَاتِيَ بَابَ الْكَعْبَةِ وَيُقَبِّلَ الْعَتَبَةَ ثُمَّ يَاتِي اِلَى الْمُلْتَزَمِ وَهُوَ مَابَيْنَ الْحَجَرِ الْاَسْوَدِ وَالْبَابِ فَيَضَعُ صَدْرَهُ وَوَجْهَهُ عَلَيْهِ وَيَتَشَبَّثُ بِاَسْتَارِ الْكَعْبَةِ سَاعَةً يَتَضَرَّعُ اِلَى اللّٰهِ تَعَالٰى بِالدُّعَاءِ بِمَا اَحَبَّ مِنْ اُمُوْرِ الدَّارَيْنِ وَيَقُوْلُ اللّٰهُمَّ اِنَّ هٰذَا بَيْتُكَ الَّذِيْ جَعَلْتَهُ مُبَارَكًا وَهُدًى لِّلْعَالَمِيْنَ اَللّٰهُمَّ كَمَا هَدَيْتَنِيْ لَهُ فَتَقَبَّلْ مِنِّيْ وَلَا تَجْعَلْ هٰذَا اٰخِرَ الْعَهْدِ مِنْ بَيْتِكَ وَارْزُقْنِي الْعَوْدَ اِلَيْهِ حَتّٰى تَرْضٰى عَنِّيْ بِرَحْمَتِكَ يَا اَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ.

كعبة مکہ معظمہ میں خانۂ خدا جمع كعبات. **العتبة** دروازہ کی دہلیز جس پر پاؤں رکھے جاتے ہیں، چوکھٹ۔ **يتشبث** فعل مضارع معروف باب تفعّل سے، تشبثا مصدر ہے چمٹنا کسی چیز کے ساتھ لٹک جانا، اچھی طرح تھامنا۔ **يتضرع** فعل مضارع معروف باب تفعّل سے تضرعا مصدر ہے اپنی لاچاری و بے بسی کا اظہار کرنا رو رو کر کچھ مانگنا گڑگڑانا۔

ترجمہ اور مستحب ہے اس کے پینے کے بعد کہ آئے کعبہ کے دروازہ پر اور بوسہ دے چوکھٹ کو پھر آئے ملتزم پر اور ملتزم وہ حصہ ہے جو حجر اسود اور دروازہ کے درمیان ہے، چنانچہ رکھے اپنا سینہ اور اپنا چہرہ اس پر اور چمٹ جائے کعبہ کے پردوں سے تھوڑی دیر کے لئے گڑگڑاتا ہوا اللہ کے سامنے دعا میں ایسی چیز کے ساتھ جو دہ محبوب رکھے دین اور دنیا کے کاموں میں سے اور کہے اے اللہ! یہ تیرا وہ گھر ہے جس کو تو نے مبارک بنایا اور تمام جہانوں کے لئے ہدایت کا

ذریعہ بنایا اے اللہ جیسا کہ تو نے مجھے اس خانۂ مبارک کی راہ دکھائی (حج کی ہدایت دی) اسی طرح اب میری جانب سے قبول بھی فرمالے اور مت بنا اس سفر کو آخری سفر اپنے مبارک گھر کا اور توفیق عطا فرما مجھ کو دوبارہ واپس آنے کی تا آنکہ راضی ہو جائے تو مجھ سے اپنی رحمت کے صدقہ اے رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے۔

تشریح فرماتے ہیں کہ زمزم پینے کے بعد کعبۃ اللہ کی چوکھٹ کو بوسہ دے اور ملتزم پر آ کر چمٹ کر دعا کرے اور دیوار کعبہ پر اپنا رخسار لگا کر مرادیں مانگے، جاننا چاہئے کہ صاحب کتاب نے صلاۃ طواف سے فارغ ہونے کے بعد یہ طریقہ لکھا ہے کہ اولاً زمزم پر آئے اور پھر بعد میں دعا مانگے اصل طریقہ تو یہی ہے۔ لیکن آج کل چونکہ وہاں ایسے موقع پر بھیڑ بھاڑ ہوتی ہے، اس وجہ سے اگر ایسا کر لیا کہ صلاۃ طواف سے فارغ ہو کر اولاً کعبۃ اللہ کی چوکھٹ کو بوسہ دے اور ملتزم پر آ کر چمٹ کر دعا کرے اور دیوار کعبہ پر اپنا رخسار لگا کر مرادیں مانگے، اور پھر زمزم پر پہنچ کر پانی پی لے تو بھی کوئی حرج نہیں ہے، اور کمزور اور بوڑھے لوگوں کے لئے اس میں سہولت بھی ہے جیسا کہ بعض کتابوں میں اسی ترتیب کو لکھا ہے۔

﴿۳۷۹﴾ وَالْمُلْتَزَمُ مِنَ الْاَمَاكِنِ الَّتِي يُسْتَجَابُ فِيهَا الدُّعَاءُ بِمَكَّةَ الْمُشَرَّفَةِ وَهِيَ خَمْسَةَ عَشَرَ مَوْضِعًا نَقَلَهَا الْكَمَالُ بْنُ الْهُمَامِ عَنْ رِسَالَةِ الْحَسَنِ الْبَصْرِيِّ رَحِمَهُ اللّٰهُ بِقَوْلِهِ فِي الطَّوَافِ وَعِنْدَ الْمُلْتَزَمِ وَتَحْتَ الْمِيزَابِ وَفِي الْبَيْتِ وَعِنْدَ زَمْزَمَ وَخَلْفَ الْمَقَامِ وَعَلَى الصَّفَا وَعَلَى الْمَرْوَةِ وَفِي السَّعْيِ وَفِي عَرَفَاتٍ وَفِي مِنًى وَعِنْدَ الْجَمَرَاتِ.

الْمُشَرَّفَةِ اسم مفعول مؤنث ہے شرف دیا گیا، عزت بخشا گیا۔

ترجمہ اور ملتزم مکہ مکرمہ کی ان جگہوں میں سے ہے جن میں دعا قبول کی جاتی ہے، اور وہ پندرہ جگہیں ہیں کہ نقل کیا ہے، ان کو کمال ابن الہمام نے حضرت حسن بصریؒ کے رسالہ سے اپنے اس قول کے ذریعہ کہ طواف میں اور ملتزم کے پاس اور میزاب رحمت کے نیچے اور بیت اللہ میں اور زمزم کے پاس اور مقام ابراہیم کے پیچھے اور صفا پر اور مروہ پر اور سعی میں اور عرفات میں اور منیٰ میں اور جمرات کے پاس۔

پندرہ مقامات پر دعا قبول ہوتی ہے

مکہ معظمہ میں اکیس ۲۱ مقامات ایسے ہیں جن میں دعاؤں کا قبول ہونا کتب فقہ اور سلف سے ثابت ہے، یہاں صاحب کتابؒ نے پندرہ مقامات ذکر کئے ہیں (۱) دوران طواف (۲) ملتزم پر اور ملتزم خانۂ کعبہ کے دروازے اور حجر اسود کا درمیانی حصہ ہے، (۳) میزاب رحمت یعنی بیت اللہ شریف کے پرنالے کے نیچے بھی دعائیں بہت زیادہ قبول ہوتی ہیں، (۴) بیت اللہ کے اندر (۵) بئر زمزم پر پہنچنے کے بعد آب زمزم پیتے وقت (۶) شکرانہ دو رکعت صلاۃ طواف سے فارغ ہونے کے بعد مقام ابراہیم پر جا کر دعا مانگے۔ (۷) صفا پہاڑی پر کھڑے ہو کر بیت اللہ کی طرف متوجہ ہو کر دعا

کرے۔(۸) ایسے ہی مروہ پر (۹) سعی کے دوران (۱۰) میدان عرفات میں (۱۱) میدان منیٰ میں (۱۲)(۱۳)(۱۴)
ہر جمرہ کی رمی کے بعد دعا مانگنا بہت مقبول ہے، جن مقامات میں دعائیں قبول ہوتی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے کہ جمرات کی رمی کے بعد ہاتھ اٹھا کر دعا مانگی جائے۔(۱۵) اگر تیرھویں تاریخ کو منیٰ میں رک جائے تو اس دن بھی تینوں جمرات کی رمی کرے ہر جمرہ کی رمی کے بعد دعا مانگے۔

﴿۱۳۸۰﴾ وَالْجَمَرَاتُ تُرْمٰی فِیْ اَرْبَعَةِ اَیَّامٍ یَوْمِ النَّحْرِ وَثَلَاثَةٍ بَعْدَهٗ کَمَا تَقَدَّمَ.

ترجمہ اور جمرات کی رمی چار دن ہوتی ہے دسویں ذی الحجہ اور تین دن اس کے بعد جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا ہے۔

تشریح دسویں ذی الحجہ کو رمی کی جائے ایسے ہی گیارھویں اور بارھویں میں تینوں جمرات کی رمی واجب ہے اس طرح اگر تیرھویں کو رک گیا تو اس کی رمی بھی واجب ہے، یہ مسئلہ ہمارے یہاں مسئلہ ۱۳۶۸ تا ۱۳۷۰ گذر چکا ہے۔

﴿۱۳۸۱﴾ وَذَکَرْنَا اِسْتِجَابَتَهٗ اَیْضًا عِنْدَ رُؤْیَةِ الْبَیْتِ الْمُکَرَّمِ.

اِسْتِجَابَة منظوری، قبولیت مُکَرَّم اسم مفعول عزت دیا گیا معزز محترم، باب تفعیل سے۔

ترجمہ اور ذکر کیا ہے ہم نے دعا کی قبولیت کا بھی بیت اللہ شریف پر نظر پڑنے کے وقت۔

تشریح جب مسجد حرام میں داخل ہونے کے بعد کعبۃ اللہ پر پہلی نظر پڑے تو اس وقت بھی دعا قبول ہوتی ہے اس لئے اہتمام کے ساتھ دعا مانگے۔

﴿۱۳۸۲﴾ وَیُسْتَحَبُّ دُخُوْلُ الْبَیْتِ الشَّرِیْفِ الْمُبَارَکِ اِنْ لَّمْ یُؤْذِ اَحَدًا.

لَمْ یُؤْذِ نفی جحد بلم باب افعال ایذاءٌ (م) سے تکلیف پہنچانا۔

ترجمہ اور مستحب ہے بیت اللہ میں داخل ہونا اگر کسی کو تکلیف نہ پہنچے۔

بیت اللہ شریف میں داخلہ کی سعادت ملے تو کیا کرے؟

مذاہب اربعہ کی کتب سے دخول بیت اور اس میں نماز کا مستحب ہونا ثابت ہے، جاننا چاہئے کہ کعبہ شریف کے اندر جانا مناسک حج میں شامل نہیں۔
اگر کسی خوش نصیب شخص کو بیت اللہ شریف کے اندرونی حصہ میں داخلہ کی سعادت ملے تو اسے چاہئے کہ نہایت خشوع وخضوع اور حد درجہ ادب کے ساتھ نظریں جھکائے ہوئے داخل ہو اور اللہ تبارک وتعالیٰ کے جاہ وجلال کا استحضار رکھے اور کمال توجہ کے ساتھ نماز اور دعا میں مشغول ہو اور ان لمحات کو غنیمت سمجھے واضح ہو کہ آج کل بعض مخصوص ایام میں بیت اللہ شریف کے غسل دینے کے موقع پر اس کا دروازہ کھولا جاتا ہے اور حکومت یا شیبی خاندان (جس کو کعبہ مشرفہ کی کلید

ہداری کا شرف نصیب ہے) کی طرف سے اس تقریب میں شرکت کے لئے جو لوگ باقاعدہ مدعو ہوتے ہیں وہی اس میں داخل ہونے کی سعادت حاصل کرتے ہیں۔

﴿۱۳۸۳﴾ وَيَنْبَغِي أَنْ يَقْصِدَ مُصَلَّى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ فِيهِ وَهُوَ قِبَلَ وَجْهِهِ وَقَدْ جَعَلَ الْبَابَ قِبَلَ ظَهْرِهِ حَتّٰى يَكُونَ بَيْنَهُ وَبَيْنَ الْجِدَارِ الَّذِي قِبَلَ وَجْهِهِ قُرْبُ ثَلَاثَةِ أَذْرُعٍ ثُمَّ يُصَلِّي فَإِذَا صَلّٰى إِلَى الْجِدَارِ يَضَعُ خَدَّهُ عَلَيْهِ وَيَسْتَغْفِرُ اللّٰهَ وَيَحْمَدُهُ ۔

اَلْجِدَارُ دیوار جمع جُدُرٌ. يَضَعُ فعل مضارع معروف باب (ف) وضعًا (م) ہے، رکھنا۔ خَدٌّ گال، رخسار جمع أَخِدَّةٌ و خِدَادٌ.

ترجمہ اور مناسب ہے کہ ارادہ کرے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کی جگہ کا اس میں اور وہ اس کے چہرہ کے سامنے ہے، حال یہ کہ کرلے دروازے کو اپنی کمر کے پیچھے تاکہ ہوجائے اس کے درمیان اور اس دیوار کے درمیان جو اس کے منہ کے سامنے ہے، تین گز کا فاصلہ پھر نماز پڑھے پھر جب نماز پڑھ چکے دیوار کی طرف تو رکھے اپنے رخسار کو اس پر اور مغفرت طلب کرے اللہ سے اور اس کی تعریف بیان کرے۔

کعبہ شریف میں نماز پڑھنے کی جگہ کی تعیین

اس عبارت میں کعبہ شریف میں نماز پڑھنے کی جگہ کی تعیین کر رہے ہیں: درحقیقت یہ چیز مشاہدہ سے متعلق ہے زیادہ تر روایات میں یہ بات آئی ہے کہ نبیؐ نے کعبہ شریف میں نماز پڑھی اس طرح کہ ایک ستون آپ کی بائیں جانب تھا اور دو دائیں جانب کما فی روایۃ البخاری وابی داؤد اور تین پیچھے کی جانب تھے، اور اس وقت اس میں چھ ستون تھے ملا علی قاری فرماتے ہیں کہ اب بیت اللہ شریف میں صرف تین ستون ہیں، اور حضرت بلالؓ باقاعدہ جگہ متعین کرکے بتاتے تھے کہ آپ نے فلاں فلاں ستونوں کے درمیان کھڑے ہوکر دو رکعتیں پڑھی تھیں۔

﴿۱۳۸۴﴾ ثُمَّ يَأْتِي الْأَرْكَانَ فَيَحْمَدُ وَيُهَلِّلُ وَيُسَبِّحُ وَيُكَبِّرُ وَيَسْأَلُ اللّٰهَ تَعَالٰى مَا شَاءَ وَيَلْزَمُ الْأَدَبَ مَا اسْتَطَاعَ بِظَاهِرِهِ وَبَاطِنِهِ ۔

ترجمہ پھر آئے ارکان کے پاس پس تعریف کرے لا الہ الا اللہ پڑھے سبحان اللہ اللہ اکبر پڑھے اور اللہ تعالیٰ سے دعا کرے جو چاہے اور اپنے ظاہر و باطن سے جس قدر بھی ممکن ہو ادب اور تعظیم کا لحاظ رکھے۔

ارکان سے کیا مراد ہے؟

ارکان سے مراد ارکان اربعہ یعنی بیت اللہ شریف کے چار کونے ہیں ایک کونے میں حجر اسود لگا ہوا ہے اسی سے

طواف کی ابتداء ہوتی ہے، بیت اللہ کے شمالی مشرقی کونے میں رکن عراقی ہے، اور مغربی شمالی کونے میں رکن شامی ہے، اور بیت اللہ شریف کا جو جنوبی مغربی گوشہ ہے، وہاں رکن یمانی ہے، اور کعبہ کا دروازہ مشرقی جانب ہے، صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ مذکورہ بالا چاروں مقامات مقدسہ میں اہتمام کے ساتھ دنیا وآخرت کی مرادیں مانگی جائیں اور غفلت سے کام نہ لینا چاہئے، ان سب مقامات میں دعائیں قبول ہوتی ہیں۔

﴿۱۳۸۵﴾ وَلَيْسَتِ الْبَلَاطَةُ الْخَضْرَاءُ الَّتِي بَيْنَ الْعَمُودَيْنِ مُصَلَّى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا تَقُولُهُ الْعَامَّةُ مِنْ أَنَّهُ الْعُرْوَةُ الْوُثْقٰى وَهُوَ مَوْضِعٌ عَالٍ فِي جِدَارِ الْبَيْتِ بِدْعَةٌ بَاطِلَةٌ لَا أَصْلَ لَهَا وَالْمِسْمَارُ الَّذِي فِي وَسْطِ الْبَيْتِ يُسَمُّوْنَهُ سُرَّةَ الدُّنْيَا يَكْشِفُ أَحَدُهُمْ عَوْرَتَهُ وَسُرَّتَهُ وَيَضَعُهَا عَلَيْهِ فِعْلُ مَنْ لَا عَقْلَ لَهُ فَضْلًا عَنْ عِلْمٍ كَمَا قَالَهُ الْكَمَالُ.

بلاطة نائل وہ پتھر جو فرش میں استعمال کیا جائے العروة الوثقیٰ مضبوط حلقہ۔ مسمار کیل ج مسامیر۔

ترجمہ اور وہ ہرا فرش جو کہ دو ستونوں کے درمیان ہے وہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے نماز پڑھنے کی جگہ نہیں ہے، اور جو لوگ کہتے ہیں کہ یہ عروة وثقیٰ ہے، اور عروة وثقیٰ ایک بلند جگہ ہے، بیت اللہ کی دیوار میں یہ ایک گھڑی ہوئی بات ہے، جو بالکل غلط ہے، اور جس کی کوئی اصل نہیں ہے، اور کیل جو بیت اللہ کے بیچ میں ہے، جس کو دنیا کی ناف کہتے ہیں کھولتا ہے کوئی ایک شخص اپنی شرمگاہ اور اپنی ناف، اور رکھتا ہے اس کو اس کیل پر یہ ان لوگوں کا فعل ہے جو عقل سے کورے ہیں اور ان کو کوئی علم نہیں ہے، جیسا کہ کہا ہے اس کو کمال نے (علامہ ابن الہمام صاحب فتح القدیر نے)۔

تشریح اس عبارت کولا کر مصنفؒ نے ان لوگوں پر رد کیا ہے جو نبیؐ کے کعبہ شریف میں نماز پڑھنے کی جگہ کی تعیین دو ستونوں کے بیچ میں جو ہرا پتھر ہے اس کو بتلاتے ہیں اس کی کچھ تفصیل مسئلہ ۱۳۸۰ میں گذر چکی ہے ایسے ہی بیت اللہ کی دیوار میں جو ابھری ہوئی جگہ ہے اس کے بارے میں عام لوگ کہتے ہیں کہ عروہ وثقیٰ سے مراد یہی ہے اس کی بھی کوئی اصل نہیں ہے (اور قرآن کریم میں جو عروہ وثقیٰ کا ذکر ہے وہ اسلام کو اس کے ساتھ تشبیہ دی ہے یعنی جس نے دین اسلام قبول کرلیا گویا کہ اس نے مضبوط حلقہ تھام لیا) اور وہ کیل جو بیت اللہ کے بیچ میں ہے جسے دنیا کا بیچ کہا جاتا ہے اور زمانہ جاہلیت میں اس پر کفار ومشرکین اپنی شرمگاہ رکھتے اور اپنی ناف رکھتے یہ بھی بڑی بے عقلی اور بیوقوفی کی بات ہے یہ سب چیزیں ایسی ہیں جن کی کوئی اصلیت نہیں ہے۔ (مستفاد فتح القدیر:۱/۳۹۱)

﴿۱۳۸۶﴾ وَإِذَا أَرَادَ الْعَوْدَ إِلٰى أَهْلِهِ يَنْبَغِي أَنْ يَنْصَرِفَ بَعْدَ طَوَافِهِ لِلْوَدَاعِ وَهُوَ يَمْشِي إِلٰى وَرَائِهِ وَوَجْهُهُ إِلَى الْبَيْتِ بَاكِيًا أَوْ مُتَبَاكِيًا مُتَحَسِّرًا عَلٰى فِرَاقِ الْبَيْتِ حَتّٰى يَخْرُجَ مِنَ الْمَسْجِدِ وَيَخْرُجُ مِنْ مَكَّةَ مِنْ بَابِ بَنِي شَيْبَةَ مِنَ الثَّنِيَّةِ السُّفْلٰى.

اھل رشتہ دار کنبہ بیوی جمع اھال۔ ینصرف فعل مضارع معروف باب انفعال انصراف (م) سے واپس ہونا۔ باکیا ضرب بکی یبکی بکاءً رونا صفت یا اہ جمع بکاۃ مؤنث باکیۃ جمع باکیات وبواکی۔ متباکیا یہ بھی اسم فاعل ہے باب تفاعل سے بناوٹی رونا رونا بتکلف رونا متحسرا اسم فاعل ہے کہا جاتا ہے تحسر علیہ کسی پر افسوس کرنا۔

ترجمہ اور جب ارادہ کرے اپنے وطن واپس ہونے کا تو مناسب ہے یہ کہ لوٹے اپنے طواف وداع کے بعد اس حال میں کہ چلتا ہوا ہو اپنے پیچھے کی طرف (الٹے پاؤں) اور اس کا چہرہ بیت اللہ کی طرف ہو اس حال میں کہ وہ روتا ہوا ہو یا رونے کی صورت بنانے والا ہو بیت اللہ کی جدائی کی پر افسوس کرتا ہوا ہو یہاں تک کہ نکل جائے مسجد سے، اور نکلے مکہ مکرمہ سے باب بنی شیبہ سے ہو کر ثنیہ سفلی سے ہوتا ہوا۔

مکہ معظمہ سے واپسی

آفاقی حاجی پر مکہ معظمہ سے واپسی کے وقت ایک الوداعی طواف کرنا واجب ہے، اور طواف کی نماز سے فارغ ہونے کے بعد حجر اسود کو بوسہ دے اس کے بعد کعبۃ اللہ کی جدائی پر افسوس وحسرت کے ساتھ جس طرح ہو سکے خوب گڑ گڑا کر روئے اور اگر رونا نہ آئے تو رونے جیسی صورت بنالے اور حسرت کی نگاہ سے بیت اللہ کی طرف دیکھتا ہوا اور روتا ہوا مسجد حرام سے باہر نکلے اور دروازے پر کھڑے ہو کر یوں کہے کہ اے اللہ میرے اس سفر کو اپنے محترم گھر کا آخری سفر نہ بنا اور میرے لئے دوبارہ لوٹ کر آنا مقدر فرما اللہ کے سوا کوئی عبادت کے لائق نہیں وہ تنہا ہے اس کا کوئی شریک نہیں اس کے لئے بادشاہت ہے اسی کے لئے ہر قسم کی تعریف ہے، وہ ہر شئی پر قادر ہے ہم لوٹنے والے ہیں توبہ کرنے والے ہیں، عبادت کرنے والے ہیں اپنے رب کی تعریف کرنے والے ہیں، اسکی رحمت کا ارادہ کرنے والے ہیں، اللہ نے اپنے وعدہ کو سچا کر دکھایا اور اپنے بندے کی مدد فرمائی اور اس نے تن تنہا محمد صلی اللہ علیہ وسلم کے ان دشمنوں کو شکست دے دی ہے، جو ہجوم کے ساتھ لشکر لے کر آئے تھے۔ (مسلم شریف: ۱/۴۳۵، ایضاح المناسک: ۲۷۰)

﴿۱۳۸۷﴾ وَالْمَرْأَةُ فِي جَمِيْعِ أَفْعَالِ الْحَجِّ كَالرَّجُلِ غَيْرَ أَنَّهَا لَا تَكْشِفُ رَأْسَهَا .

ترجمہ اور عورت حج کے تمام افعال میں مرد کی طرح ہے سوائے اس کے کہ وہ نہیں کھولے گی اپنا سر۔

چند احکام میں عورت مرد سے الگ ہے

صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ عورت حج کے تمام افعال میں مردوں کے مانند ہے، لیکن چند احکامات الگ ہیں، جنکی تفصیل یہاں سے بیان کرنا چاہتے ہیں، (۱) حالت احرام میں مرد اپنا سر نہیں ڈھانکے گا اور عورت کے لئے اپنا سر

کھولنا جائز نہیں ہے۔

﴿۱۳۸۸﴾ وَتُسْدِلُ عَلٰی وَجْهِهَا شَيْئًا تَحْتَهُ عِيدَانٌ كَالْقُبَّةِ تَمْنَعُ مَسَّهُ بِالْغِطَاءِ.

تسدل فعل مضارع معروف صیغہ واحد مؤنث غائب باب نصر سے سَدَلَ یسدل سدلاً لٹکانا۔ عیدانٌ اس کا واحد عُودٌ ہے لکڑی، کٹی ہوئی شاخ۔ قبۃ گنبد جمع قِبَاب غطاء نقاب سرپوش جمع اَغْطِیَة۔

ترجمہ اور لٹکا لے اپنے چہرہ پر کسی ایسی چیز کو کہ اس کے نیچے لکڑیاں ہوں گنبد کی طرح جو روک دے چہرہ کے چھونے کو نقاب سے۔

تشریح اس عبارت میں دوسرے مسئلہ کو بیان کرتے ہیں کہ مرد حالت احرام میں اپنا چہرہ کھولے رکھے گا اور عورت کے لئے بھی چہرہ چھپانا ممنوع ہے، لیکن چہرے کو اس طرح رکھے کہ اس پر کپڑے نہ لگنے پائے، اور اس کا بہترین طریقہ یہ ہے کہ عورت اپنے سر پر ہیٹ رکھ کر اوپر سے نقاب ڈال لے تا کہ ہیٹ کی وجہ سے نقاب کا کپڑا چہرے سے نہ لگنے پائے اور اس طرح کرنے سے سر کے بالوں کی حفاظت بھی ہو جائے گی اور چہرہ سے کپڑا نہ لگنے کے ساتھ ساتھ اجنبی مردوں سے پردہ بھی حاصل ہو جائے گا۔ (ایضاح المناسک: ۳/ ۷۴)

﴿۱۳۸۹﴾ وَلَا تَرْفَعُ صَوْتَهَا بِالتَّلْبِيَةِ.

ترجمہ اور بلند نہ کرے اپنی آواز کو تلبیہ میں۔

تشریح اس عبارت میں تیسرے مسئلہ کا بیان ہے، اور وہ یہ ہے کہ عورتیں تلبیہ زور سے نہ پڑھیں بلکہ مرۂ ا پڑھیں اور سِر سے دل میں پڑھنا مراد نہیں، بلکہ حروف کی ادائیگی کے ساتھ ساتھ اس طرح تلبیہ پڑھیں کہ ان کا پڑھنا ان کے کان سنیں کوئی اجنبی مرد نہ سن سکے، اور مرد بلند آواز سے پڑھیں مگر چلا ئیں نہیں۔ (غنیۃ المناسک: ۳/ ۷)

﴿۱۳۹۰﴾ وَلَا تَرْمُلُ.

ترجمہ اور نہ طواف کے دوران اکڑ کر چلے۔

تشریح (۴) رمل صرف مردوں کے لئے مسنون ہے، عورتیں رمل نہیں کریں گی۔

﴿۱۳۹۱﴾ وَلَا تُهَرْوِلُ فِي السَّعْيِ بَيْنَ الْمِيلَيْنِ الْأَخْضَرَيْنِ بَلْ تَمْشِي عَلٰی هِيْنَتِهَا فِي جَمِيعِ السَّعْيِ بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ.

ترجمہ اور نہ دوڑے سعی میں میلین اخضرین کے درمیان بلکہ چلے سکون اور وقار پر پوری سعی میں صفا اور مروہ کے درمیان۔

تشریح (۵) میلین اخضرین کے درمیان جو دوڑنے کے قریب تیز چلنا مسنون ہے وہ صرف مردوں کے لئے ہے عورتیں اس سے مستثنیٰ ہیں۔

﴿۱۳۹۳﴾ وَلَا تَحْلِقُ وَتُقَصِّرُ.

ترجمہ اور سر نہیں منڈائے گی بلکہ کچھ بال کتروائے گی۔

تشریح (۶) مردوں کے لئے حلق افضل اور عورتوں کے لئے قصر کا حکم ہے۔ اس کی تفصیل ۱۳۶۵ کے تحت دیکھئے۔

﴿۱۳۹۳﴾ وَتَلْبَسُ الْمَخِيطَ.

مَخِيطٌ سلا ہوا کپڑا خَاطَ (ض) خَيْطًا الثوبَ کپڑا سینا صفت ذلی خائطا و خاط ہے، صفت مفعولی مَخِيطا ومخيوط ہے۔

ترجمہ اور پہنے سلے ہوئے کپڑے۔

تشریح (۷) احرام کی حالت میں اپنے بدن کی ساخت اور بناوٹ کے مطابق سلے ہوئے یا بنے ہوئے کپڑے پہننا عورتوں کو جائز ہے، مردوں کے لئے نہیں۔

﴿۱۳۹۴﴾ وَلَا تُزَاحِمُ الرِّجَالَ فِي اسْتِلَامِ الْحَجَرِ.

تزاحم فعل مضارع معروف باب مفاعلة مُزَاحمةً وزحامًا مصدر ہے کسی کی راہ میں رکاوٹ ڈالنا، آڑے آنا، ٹکرانا، مقابلہ کرنا۔

ترجمہ اور نہ گھسے مردوں میں حجر اسود کو چومنے میں۔

تشریح (۸) حجر اسود کو بوسہ دینے کے لئے عورتوں و مردوں کا اس قدر ہجوم ہوتا ہے کہ بعض دفعہ عورتوں میں چیخ پکار اور چیخ و پکار کا عجیب حیا سوز منظر ہو جاتا ہے، مالانکہ اگر آسانی سے ہو سکے تو ہی حجر اسود کا بوسہ لینا سنت ہے، اور عورتوں کو مردوں کے ہجوم میں گھس جانا حرام ہے۔

﴿۱۳۹۵﴾ وَهٰذَا إِتْمَامُ حَجِّ الْمُفْرِدِ وَهُوَ دُوْنَ الْمُتَمَتِّعِ فِي الْفَضْلِ وَالْقِرَانُ أَفْضَلُ مِنَ التَّمَتُّعِ.

قِرَانٌ ایک احرام میں حج و عمرہ کی ادائیگی جمع فُرُن. تمتع عمرہ کر کے حرم میں رہنا اور حج کرنا یعنی عمرہ کو حج کے ساتھ ملا دینا۔

ترجمہ: اور یہ حج افراد کے بیان کی تکمیل ہے اور یہ فضیلت میں تمتع سے کم ہے اور قران افضل ہے تمتع سے۔

حج کی کونسی قسم افضل ہے

حج کی ادائیگی تین طرح ہو سکتی ہے۔(۱) حج افراد (۲) حج تمتع (۳) حج قران اب تک حج افراد کا بیان تھا اب آگے قران اور تمتع کو بیان کریں گے، حنفیہ کے نزدیک اگر چہ حج قران افضل ہے جیسا کہ صاحب کتاب کی عبارت سے بھی معلوم ہو رہا ہے۔ لیکن چوں کہ حج قران میں احرام کی مدت تمتع کے مقابلہ میں لمبی ہوتی ہے، جس میں احرام کی پابندیوں کی رعایت کرنا عام لوگوں کے لئے مشکل ہے، اس لئے فقہاء متاخرین نے تمتع کو افضل قرار دیا ہے، تا کہ حج اور حاجی کوتاہیوں سے محفوظ رہیں۔ (شامی مصری: ۲/۲۶۱، شامی بیروت: ۳/۳۹۱)

فصل

﴿۱۳۹۶﴾ اَلْقِرَانُ هُوَ اَنْ يَّجْمَعَ بَيْنَ اِحْرَامِ الْحَجِّ وَالْعُمْرَةِ.

ترجمہ: قران وہ یہ ہے کہ جمع کرے حج اور عمرہ کے احرام کے درمیان۔

قران کا طریقہ

حج قران اس کا مطلب یہ ہے کہ آفاقی شخص حج کے مہینوں میں ایک ساتھ حقیقۃً یا حکماً عمرہ و حج کے احرام کی نیت کر لے اور مکہ معظمہ آکر عمرہ کرنے کے بعد احرام ہی کی حالت میں رہے اور حج کے مناسک کی ادائیگی کے بعد حلال ہو۔
(درمختار مصری: ۲/۲۶۲، بیروت: ۳/۳۹۲)

﴿۱۳۹۷﴾ فَيَقُوْلُ بَعْدَ الصَّلٰوةِ رَكْعَتَيِ الْاِحْرَامِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُرِيْدُ الْعُمْرَةَ وَالْحَجَّ فَيَسِّرْهُمَا لِيْ وَتَقَبَّلْهُمَا مِنِّيْ ثُمَّ يُلَبِّيْ.

ترجمہ: چنانچہ کہے احرام کی دو رکعت نماز پڑھنے کے بعد اے اللہ میں عمرہ اور حج کا ارادہ کرتا ہوں پس ان کو میرے لئے آسان فرما اور دونوں کو میری طرف سے قبول فرما پھر تلبیہ پڑھے۔

تشریح: فرماتے ہیں کہ حاجی احرام باندھنے سے قبل غسل یا وضو کر کے دو رکعت نفل نماز پڑھ کر ان الفاظ سے دعا مانگے، جو متن میں موجود ہیں، اس کے بعد تلبیہ پڑھ لے اور تلبیہ کے بعد باقاعدہ محرم بن جائے گا۔

﴿۱۳۹۸﴾ فَاِذَا دَخَلَ مَكَّةَ بَدَاَ بِطَوَافِ الْعُمْرَةِ سَبْعَةَ اَشْوَاطٍ يَرْمُلُ فِي الثَّلَاثَةِ الْاُوَلِ

فَقَطْ ثُمَّ يُصَلِّي رَكْعَتَيِ الطَّوَافِ ثُمَّ يَخْرُجُ إِلَى الصَّفَا وَيَقُوْمُ عَلَيْهِ دَاعِيًا مُكَبِّرًا مُهَلِّلاً مُلَبِّيًا مُصَلِّيًا عَلَى النَّبِيِّ ثُمَّ يَهْبِطُ نَحْوَ الْمَرْوَةِ وَيَسْعَى بَيْنَ الْمِيْلَيْنِ فَيُتِمُّ سَبْعَةَ أَشْوَاطٍ وَهٰذِهِ أَفْعَالُ الْعُمْرَةِ وَالْعُمْرَةُ سُنَّةٌ ثُمَّ يَطُوْفُ طَوَافَ الْقُدُوْمِ لِلْحَجِّ ثُمَّ يُتِمُّ أَفْعَالَ الْحَجِّ كَمَا تَقَدَّمَ فَإِذَا رَمٰى يَوْمَ النَّحْرِ جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ وَجَبَ عَلَيْهِ ذَبْحُ شَاةٍ أَوْ سُبْعِ بَدَنَةٍ فَإِذَا لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ قَبْلَ مَجِيْءِ يَوْمِ النَّحْرِ مِنْ أَشْهُرِ الْحَجِّ وَسَبْعَةِ أَيَّامٍ بَعْدَ الْفَرَاغِ مِنَ الْحَجِّ وَلَوْ بِمَكَّةَ بَعْدَ مُضِيِّ أَيَّامِ التَّشْرِيْقِ وَلَوْ فَرَّقَهَا جَازَ.

يَهْبِطُ فعل مضارع معروف باب (ض) هُبُوْطًا مصدر ہے اترنا، نیچے آنا۔ شَاةٌ بکری جمع شیاہ۔ بَدَنَةٌ اونٹنی یا گائے جس کی مکہ میں قربانی کی جائے جمع بُدُنٌ۔

ترجمہ پھر جب داخل ہو مکہ میں تو لگائے عمرہ کے طواف کے سات چکر رمل کرے صرف پہلے تین چکروں میں پھر پڑھے طواف کی دو رکعت پھر نکلے صفا کی طرف اور اس پر کھڑا ہو اس حالت میں کہ دعا پڑھ رہا ہو تکبیر کہہ رہا ہو لا الٰہ الا اللہ پڑھ رہا ہو تلبیہ پڑھ رہا ہو، نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود شریف پڑھ رہا ہو پھر اترے مروہ کی طرف اور سعی کرے میلین کے درمیان چنانچہ مکمل کرے سات چکر اور یہ عمرہ کے افعال ہیں، اور عمرہ سنت ہے، پھر طواف قدوم کرے حج کے لئے پھر مکمل کرے حج کے افعال جیسا کہ گزر چکا پھر جب رمی کر چکے یوم النحر میں جمرہ عقبہ کی تو واجب ہے اس پر ایک بکری کی قربانی یا اونٹ کا ساتواں حصہ پھر جب نہ پاسکے تو تین دن کے روزے ہیں دسویں ذی الحجہ کے آنے سے پہلے حج کے مہینوں کے اندر اندر اور سات دن کے روزے حج سے فارغ ہونے کے بعد اگر چہ مکہ میں رہے، ایام تشریق گزر جانے کے بعد اور اگر متفرق رکھے تو بھی جائز ہے۔

تشریح اب یہاں سے حج قران کی مکمل تفصیل بیان کر رہے ہیں، چنانچہ فرمایا کہ قارن جب مکہ مکرمہ میں داخل ہو تو طواف قدوم نہ کرے بلکہ عمرہ کے افعال شروع کر دے، چنانچہ پہلے طواف عمرہ کرے اور یہ طواف عمرہ فرض اور رکن ہے، اور اس طواف میں اضطباع اور رمل بھی مسنون ہے، اور اس طواف کے بعد صفا مروہ کے مابین سعی کرنا بھی واجب ہے، پھر افعال حج شروع کرے چنانچہ مفرد بالحج کی طرح پہلے طواف قدوم کرے اور اس کے بعد سعی کرے قارن جب دسویں ذی الحجہ کو جمرہ عقبہ کی رمی کر چکے تو ایک قربانی کرے کیوں کہ اس کو ایک سفر میں حج اور عمرہ دونوں کو کرنے کا موقع ملا اس لئے شکرانہ میں ایک قربانی کرنا اس پر واجب ہو جاتا ہے، اور قربانی میں یہ اختیار ہے کہ چاہے ایک بکرا یا دنبہ کرے اور یا ایک پوری گائے یا اونٹ کرے اور یا گائے یا اونٹ کا ساتواں حصہ کرے پھر حلق کر کے احرام کھول دے۔ آگے فرماتے ہیں کہ قارن اگر قربانی کرنے پر قادر نہ ہو تو اس پر دس روزے واجب ہوں گے اس طریقہ پر کہ تین روزے دسویں ذی الحجہ سے پہلے حج کے زمانہ میں رکھے اور سات روزے جب اپنے گھر واپس آئے، افضل اور مستحب یہ ہے کہ تین

روزے ۷، ۸، ۹ ذی الحجہ کو رکھے اگر قارن تین روزے دس ذی الحجہ سے پہلے نہ رکھ سکا یہاں تک کہ دس ذی الحجہ آ گئی تو اب دم دینا ہی واجب ہوگا، صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ اگر قارن نے حج سے فراغت کے بعد مکہ ہی میں سات روزے رکھ لئے تو بھی جائز ہے مگر شرط یہ ہے کہ ایام تشریق (جو گیارہویں ذی الحجہ سے تیرہویں ذی الحجہ کے غروب تک ہیں) گزر جانے کے بعد رکھے کیوں کہ ایام تشریق میں روزے رکھنا ممنوع ہے، آگے فرمایا کہ سات روزے لگاتار رکھنا بھی ضروری نہیں۔ (مستفاد انوار القدوری ۱/۷۳۱ مؤلف راقم الحروف)

فصل

﴿۱۳۹۹﴾ اَلتَّمَتُّعُ هُوَ اَنْ يُّحْرِمَ بِالْعُمْرَةِ فَقَطْ مِنَ الْمِيْقَاتِ.

ترجمہ تمتع یہ ہے کہ احرام باندھے صرف عمرہ کا میقات سے۔

حج تمتع

حج تمتع اس میں آفاقی شخص اشہر حج میں اپنی میقات سے صرف عمرہ کا احرام باندھتا ہے، اور عمرہ کر کے احرام کھول دیتا ہے، پھر اسی سفر میں وطن اصلی کی طرف لوٹے بغیر حج کا احرام الگ سے باندھ کر حج کرتا ہے۔

﴿۱۴۰۰﴾ فَيَقُوْلُ بَعْدَ صَلَاةِ رَكْعَتَيِ الْاِحْرَامِ اَللّٰهُمَّ اِنِّيْ اُرِيْدُ الْعُمْرَةَ فَيَسِّرْهَا لِيْ وَتَقَبَّلْهَا مِنِّيْ ثُمَّ يُلَبِّيْ.

ترجمہ چنانچہ کہے احرام کی دو رکعت نماز پڑھنے کے بعد اے اللہ میں ارادہ کرتا ہوں عمرہ کا اس کو آسان فرما میرے لئے اور اس کو قبول فرما میری طرف سے پھر تلبیہ پڑھ لے۔

تشریح حج تمتع کرنے والا احرام کی دو رکعت نماز نفل پڑھ کر وہ دعا پڑھے جو متن میں مذکور ہے، اس کے بعد تلبیہ پڑھنے سے باقاعدہ محرم بن جائے گا۔

﴿۱۴۰۱﴾ حَتّٰى يَدْخُلَ مَكَّةَ فَيَطُوْفُ لَهَا وَيَقْطَعُ التَّلْبِيَةَ بِاَوَّلِ طَوَافِهٖ وَيَرْمُلُ فِيْهِ ثُمَّ يُصَلِّيْ رَكْعَتَيِ الطَّوَافِ ثُمَّ يَسْعٰى بَيْنَ الصَّفَا وَالْمَرْوَةِ بَعْدَ الْوُقُوْفِ عَلَى الصَّفَا كَمَا تَقَدَّمَ سَبْعَةَ اَشْوَاطٍ ثُمَّ يَحْلِقُ رَاْسَهٗ اَوْ يُقَصِّرُ اِذَا لَمْ يَسُقِ الْهَدْيَ وَحَلَّ لَهٗ كُلُّ شَيْءٍ مِنَ الْجِمَاعِ وَغَيْرِهٖ وَيَسْتَمِرُّ حَلَالًا.

ثم یسوق نفی جحد بلم در فعل مستقبل معروف ساق یسوق سوقا و سیاقا باب (ن) چلانا ہکانا یستمر فعل مضارع معروف استمرار مصدر ہے، مسلسل ہونا برقرار رہنا۔

ترجمہ یہاں تک کہ داخل ہو مکہ میں پھر طواف کرے عمرہ کا اور ختم کر دے تلبیہ اپنے پہلے ہی طواف پر اور رمل کرے اس میں پھر پڑھے طواف کی دو رکعت پھر سعی کرے صفا اور مروہ کے درمیان مقام ٹھہرنے کے بعد جیسا کہ پہلے بیان ہو چکا، سات چکر پھر منڈائے اپنا سر یا بال ترشوائے جبکہ ہدی نہیں لے گیا اور حلال ہو گئیں اس کے لئے تمام چیزیں یعنی جماع وغیرہ اور حلال ہو کر ٹھہرا رہے۔

حج تمتع کے اقسام

حج تمتع کرنے والے کی دو قسمیں ہیں، (۱) جو حرم کی جانب ھدی کا جانور نہیں لے جاتا ہے، (۲) جو ھدی کا جانور لے کر جاتا ہے، ہر ایک کا حکم مختلف ہے، اولا قسم اول کو بیان کرتے ہیں، چنانچہ فرمایا کہ حج تمتع کرنے والا جب مکہ مکرمہ میں داخل ہو تو طواف قدوم نہ کرے بلکہ عمرہ کے افعال کرے یعنی پہلے طواف عمرہ کرے، اور تلبیہ جو ابھی تک پڑھ رہا تھا اس کو بند کر دے، اضطباع اور رمل بھی کرے، پھر دو رکعت صلاۃ طواف ادا کرکے صفا مروہ کے درمیان سعی بھی کرے اور پھر حلق کرائے یا بال چھوٹے کرائے اور احرام کھول دے، اس کے بعد مکہ مکرمہ کے باشندوں کی طرح بغیر احرام باندھے قیام کیا جائے، اور اگر اپنے ساتھ ھدی لے کر گیا ہے تو اس کا بیان اگلی عبارت میں ہے۔

﴿۱۳۰۲﴾ وَإِنْ سَاقَ الْهَدْيَ لَا يَتَحَلَّلُ مِنْ عُمْرَتِهِ فَإِذَا جَاءَ يَوْمُ التَّرْوِيَةِ يُحْرِمُ بِالْحَجِّ مِنَ الْحَرَمِ وَيَخْرُجُ إِلَى مِنًى فَإِذَا رَمَى جَمْرَةَ الْعَقَبَةِ يَوْمَ النَّحْرِ لَزِمَهُ ذَبْحُ شَاةٍ أَوْ سُبْعِ بَدَنَةٍ فَإِنْ لَمْ يَجِدْ فَصِيَامُ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ قَبْلَ مَجِيءِ يَوْمِ النَّحْرِ وَسَبْعَةٍ إِذَا رَجَعَ كَالْقَارِنِ فَإِنْ لَمْ يَصُمِ الثَّلَاثَةَ حَتَّى جَاءَ يَوْمُ النَّحْرِ تَعَيَّنَ عَلَيْهِ ذَبْحُ شَاةٍ وَلَا يُجْزِئُهُ صَوْمٌ وَلَا صَدَقَةٌ.

ترجمہ اور اگر لے جائے ہدی تو نہیں حلال ہوگا اپنے عمرہ سے پھر جب آجائے آٹھویں تاریخ تو احرام باندھے حج کا حرم سے اور نکلے منی کی طرف پھر جب رمی کرلے جمرہ عقبہ کی دسویں ذی الحجہ کو تو لازم ہے اس پر ایک بکری کی قربانی یا اونٹ کا ساتواں حصہ پھر اگر نہ پائے تو روزے رکھنا ہے تین دن دسویں ذی الحجہ کے آنے سے پہلے اور سات جب کہ لوٹ آئے قارن کی طرح پھر اگر روزے نہ رکھ سکا تین یہاں تک کہ یوم النحر آگیا تو متعین ہو گیا اس پر ایک بکری کا ذبح کرنا اور کافی نہ ہوگا اس کو روزہ اور نہ صدقہ۔

تشریح فرماتے ہیں کہ متمتع جو اپنے ساتھ ھدی لے کر گیا ہے وہ آٹھویں ذی الحجہ کی صبح کو حدود حرم میں جہاں اپنا قیام ہے وہاں سے حج کا احرام باندھ کر منی کو روانہ ہو جائے اور مستحب یہ ہے کہ مسجد حرام میں آکر طواف کرکے

دوگانہ طواف کے بعد احرام باندھے پھر دسویں ذی الحجہ کو جمرہ عقبہ کی رمی کے بعد تمتع کی قربانی کی جائے اس کے بعد حلق کرکے احرام کھول دیا جائے، اب وہ حج اور عمرہ دونوں احراموں سے حلال ہو گیا، باقی عبارت کی تفصیل (مسئلہ ۱۳۹۸ کے تحت گزر چکی ہے)

فصل

﴿۱۴۰۳﴾ اَلْعُمْرَةُ سُنَّةٌ.

ترجمہ: عمرہ سنت ہے۔

عمرہ کا حکم

عمرہ کرنا فرض یا واجب نہیں ہے، بلکہ صحیح قول کے مطابق حضرت امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک عمرہ کرنا سنت مؤکدہ ہے۔ (ایضاح المناسک: ۱۷۶)

﴿۱۴۰۴﴾ وَتَصِحُّ فِي جَمِيْعِ السَّنَةِ وَتُكْرَهُ يَوْمَ عَرَفَةَ وَيَوْمَ النَّحْرِ وَأَيَّامَ التَّشْرِيْقِ.

ترجمہ: اور صحیح ہے پورے سال میں اور مکروہ ہے عرفہ کے دن اور یوم النحر میں اور ایام تشریق میں۔

عمرہ کا وقت

عمرہ سال کے کسی بھی مہینہ میں کرنا درست ہے، مگر رمضان المبارک میں اعمال کا ثواب ستر گنا زائد ہو جاتا ہے اور بخاری شریف کی حدیث میں ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ رمضان کا عمرہ پورے حج کے برابر ہوتا ہے، اس لئے اگر موقع ہو تو رمضان المبارک ہی میں عمرہ کرنے کی کوشش کرنی چاہئے، اور ایام حج ۹ تا ۱۳ ذی الحجہ میں عمرہ کا احرام باندھنا ناجائز اور ممنوع ہے، یہ ممنوع اس لئے ہے کہ ان ایام کو اللہ نے حج کے ارکان ادا کرنے کے لئے خاص فرمایا ہے، لہذا اگر ان ایام میں عمرہ کرنے میں لگ جائیں گے تو مناسک حج صحیح طریقہ سے ادا نہیں ہو پائیں گے اس لئے ان ایام میں عمرہ کرنا گناہ ہے۔ (مستفاد ایضاح المناسک ۱۷۶)

﴿۱۴۰۵﴾ وَكَيْفِيَّتُهَا أَنْ يُحْرِمَ لَهَا مِنْ مَكَّةَ مِنَ الْحِلِّ بِخِلَافِ إِحْرَامِهِ لِلْحَجِّ فَإِنَّهُ مِنَ الْحَرَمِ.

اور اس کا طریقہ یہ ہے کہ احرام باندھے اس کے لئے مکہ میں سے حل سے برخلاف اس کے احرام

کے حج کے لئے کیوں کہ وہ حرم سے ہے۔

عمرہ کرنے کا طریقہ

اصل مسئلہ کو سمجھنے سے پہلے حل اور حرم کی تعریف کا سمجھنا ضروری ہے، حرم بیت اللہ شریف کے چاروں طرف کا مخصوص علاقہ ہے، جس کی تعیین حضرت ابراہیم نے حضرت جبرئیل کی نشاندہی پر کی تھی اور اس کے نشانات حکومت کی طرف سے مقرر ہیں، حل یہ حرم اور خارجی میقات کا درمیانی حصہ ہے، یہاں کے رہنے والوں کو اہل حل یا حلّی کہا جاتا ہے، اور ان کے لئے بلا احرام حدود میں جانے کی فی الجملہ اجازت ہے، (جبکہ حج یا عمرہ کا قصد نہ ہو) اب سنئے صورت مسئلہ یہ ہے کہ عمرہ کا احرام حل سے باندھے اور حج کا احرام حرم سے باندھے، یعنی جو لوگ حل میں رہتے ہیں وہ اگر حج و عمرہ کا ارادہ کریں تو ان کے لئے پورا علاقۂ حل میقات ہے، البتہ اپنی جائے سکونت سے احرام باندھنا ان کے لئے افضل ہے، اور اہل حرم اگر حج کا ارادہ کرے تو پورا دائرۂ حرم ان کے لئے میقات ہے، اور اگر عمرہ کا ارادہ کریں تو حدود حل مثلاً تنعیم وغیرہ میں جا کر احرام باندھنا ضروری ہوگا تا کہ ایک گونہ سفر متحقق ہو جائے، پھر طواف اور سعی کرے اور سر منڈوا کر احرام کھول دے۔

﴿۱۳۰۶﴾ وَأَمَّا الْآفَاقِيُّ الَّذِي لَمْ يَدْخُلْ مَكَّةَ فَيُحْرِمُ إِذَا قَصَدَهَا مِنَ الْمِيقَاتِ ثُمَّ يَطُوفُ وَيَسْعَى لَهَا ثُمَّ يَحْلِقُ وَقَدْ حَلَّ مِنْهَا كَمَا بَيَّنَّاهُ بِحَمْدِ اللّٰهِ.

آفاق: یہ دنیا کا وہ تمام علاقہ ہے جو میقات سے باہر ہے، یہاں کے رہنے والوں کو آفاقی کہا جاتا ہے، اور ان کے لئے احرام کے بغیر میقات سے گزرنا ممنوع ہے، جبکہ ان کا حدود حرم میں جانے کا ارادہ ہو۔

ترجمہ اور بہرحال وہ آفاقی جو مکہ میں داخل نہیں ہوا تو وہ احرام باندھے جب مکہ مکرمہ کا ارادہ کرے، میقات سے پھر طواف کرے اور سعی کرے اس کے لئے پھر حلق کرے اور تحقیق کہ حلال ہو گیا اس سے جیسا کہ ہم نے بیان کر دیا ہے۔

عمرہ کے واجبات

عمرہ کرنے والا اگر آفاقی ہے تو میقات سے عمرہ کی نیت سے احرام باندھے اور پھر طواف سعی کرے اور احرام کھول دے، اس کے بعد عمرہ کے واجبات بیان کئے ہیں کہ احرام تو شرط کے درجہ میں ہے، اور طواف کے کم از کم چار چکر رکن ہیں اور تین واجب ہیں، اور صفا مروہ کی سعی واجب ہے، اور سر کے بال منڈانا یا کتروانا واجب ہے، اور بقیہ احرام کی پابندی وہی ہے جو حج میں ہوتی ہیں، اور عمرہ کی سنتیں بھی وہی ہیں جو حج کے ضمن میں مذکور ہوئی ہیں، البتہ عمرہ کرنے والے کے لئے ایک سنت یہ ہے کہ طواف شروع کرتے ہی تلبیہ پڑھنا بند کر دے جیسا کہ پہلے گزر چکا، بہت سے لوگ طواف عمرہ کے دوران تلبیہ پڑھتے ہیں یہ طریقہ خلاف سنت ہے۔

اختیاری مطالعہ

کاروباری حضرات اور ڈرائیوروں وغیرہ کے لئے گنجائش

ایسے ٹیکسی ڈرائیور جنہیں بار بار آفاق سے حدود حرم میں جانا پڑتا ہے، یا وہ کاروباری لوگ جنہیں وقفہ وقفہ سے بار بار مکہ مکرمہ آنے جانے کی ضرورت پیش آتی ہے، اگر انہیں ہر مرتبہ احرام باندھنے اور عمرہ کرنے کا حکم دیا جائے تو بڑی مشقت پیش آئے گی، جس کا تحمل دشوار ہوگا اس لئے ایسے حضرات کے لئے گنجائش ہے کہ وہ مذہب شافعی وغیرہ پر عمل کرتے ہوئے ہر مرتبہ مکہ مکرمہ آتے وقت احرام نہ باندھیں البتہ جب عمرہ یا حج کے ارادے سے آئیں تو احرام باندھنا ہوگا۔ (اوجز المسالک قدیم ۱/۳۳۷، انوار مناسک ۱/۲۵۱)

﴿۱۳۰۷﴾ وَأَفْضَلُ الْأَيَّامِ يَوْمُ عَرَفَةَ إِذَا وَافَقَ يَوْمَ الْجُمُعَةِ وَهُوَ أَفْضَلُ مِنْ سَبْعِيْنَ حَجَّةً فِي غَيْرِ جُمُعَةٍ رَوَاهُ صَاحِبُ مِعْرَاجِ الدِّرَايَةِ بِقَوْلِهِ وَقَدْ صَحَّ عَنْ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنَّهُ قَالَ أَفْضَلُ الْأَيَّامِ يَوْمُ عَرَفَةَ إِذَا وَافَقَ جُمُعَةً وَهُوَ أَفْضَلُ مِنْ سَبْعِيْنَ حَجَّةً ذَكَرَهُ فِي تَجْرِيْدِ الصِّحَاحِ بِعَلَامَةِ الْمُوَطَّأِ وَكَذَا قَالَ الزَّيْلَعِيُّ شَارِحُ الْكَنْزِ.

ترجمہ اور تمام دنوں میں سب سے افضل عرفہ کا دن ہے، جبکہ موافقت کر جائے جمعہ کے دن سے اور یہ افضل ہے ستر حجوں سے جمعہ کے علاوہ میں نقل کیا ہے، اس کو معراج الدرایہ کے مصنف نے اپنے اس قول سے اور صحیح طور پر ثابت ہے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم سے کہ آپ نے فرمایا بہترین دن عرفہ کا دن ہے، جبکہ موافقت کر جائے جمعہ سے اور وہ افضل ہے ستر حجوں سے ذکر کیا ہے اس کو تجرید الصحاح میں موطا کی علامت سے اور ایسے ہی فرمایا زیلعی شارح کنز نے۔

یوم الجمعہ کا حج

شریعت کی اصطلاح میں جمعہ کے دن کے حج کو حج اکبر تو نہیں کہا جاتا لیکن جمعہ کے دن کا ایک حج دیگر ایام کے ستر حجوں سے افضل ہے، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ افضل ترین دن یوم عرفہ ہے، اور جب یوم عرفہ جمعہ کو واقع ہو جائے تو وہ حج ستر حجوں سے افضل ہے، نیز جمعہ کے دن جب یوم عرفہ ہو تو میدان عرفات میں وقوف کرنے والے تمام حجاج کی مغفرت ہو جاتی ہے۔ (زیلعی ۲/۲۶، طحطاوی علی مراقی الفلاح ۲/۴۰۳، ایضاح المناسک: ۵۳)

فائدہ: عوام میں مشہور یہی ہے کہ جو حج جمعہ کے دن واقع ہو وہ حج اکبر ہے مگر کتب حدیث میں کہیں بھی اس کا ثبوت نہیں ملتا اور نہ کتب فقہ اور ائمہ مجتہدین کے اقوال میں اس کا ثبوت ہے البتہ حدیث و فقہ میں اس کی صراحت ہے کہ

حج اکبر حج ہی کو کہتے ہیں اور حج اصغر عمرہ کو کہتے ہیں: الحج الاکبر یوم النحر والحج الاصغر العمرۃ (ترمذی شریف:۱/۱۸۶) قال الزہری، والشعبی، وعطاء، الاکبر الحج والاصغر العمرۃ۔ (شامی کراچی:۲/۶۲۲)

﴿۳۰۸﴾ وَالْمُجَاوَرَةُ بِمَكَّةَ مَكْرُوْهَةٌ عِنْدَ أَبِي حَنِيْفَةَ رَحِمَهُ اللّٰهُ تَعَالٰى لِعَدَمِ الْقِيَامِ بِحُقُوْقِ الْبَيْتِ وَالْحَرَمِ وَنَفَى الْكَرَاهَةَ صَاحِبَاهُ رَحِمَهُمَا اللّٰهُ تَعَالٰى.

مُجَاوَرَۃٌ باب مفاعلۃ کا مصدر ہے، جَاوَرَ مُجَاوَرَۃً وَجِوَاراً وجُوَاراً پڑوس میں رہنا قریب ہونا۔

ترجمہ اور مکہ میں ٹھہرے رہنا مکروہ ہے امام ابوحنیفہؒ کے نزدیک بیت اللہ اور حرم محترم کے حقوق کی ادائیگی نہ ہونے کی وجہ سے اور نفی کی ہے کراہت کی صاحبینؒ نے۔

مکہ معظمہ میں قیام

امام ابوحنیفہؒ فرماتے ہیں کہ مکہ ایک معزز اور محترم جگہ ہے، جس کے فضائل قرآن وحدیث میں بے شمار ہیں قرآن کریم میں بلد امین کہہ کر اس کی قسم کھائی گئی ہے، اگر وہاں قیام زیادہ دن رہے گا تو ممکن ہے وہاں رہ کر اس شہر کی شایان شان عبادت نہ ہوسکے اور دل میں وہاں کی عظمت اور رفعت میں کچھ کمی آجائے اس بنیاد پر حضرت امام صاحب فرماتے ہیں کہ وہیں پڑے رہنا مکروہ ہے، اور اگر کوئی شخص دل وجان سے برضا ورغبت پورے آداب کی رعایت کرتے ہوئے وہاں قیام کرے تو پھر کوئی حرج نہیں ہے، اور صاحبینؒ نے کراہت کی نفی اس وجہ سے کی ہے کہ جتنا وقت اس محترم اور مقدس وبابرکت جگہ گزر جائے اور عبادت کا موقع مل جائے تو کم ہے، اب فیصلہ ہر شخص کے ہاتھ میں ہے کہ وہ کس طرح وقت گزارتا ہے۔

فائدہ: حج کی تینوں قسموں اور عمرہ کے وہ تمام افعال جو فرض یا واجب وغیرہ ہیں ان سب کو الگ الگ نقشہ میں پیش کیا جارہا ہے تاکہ تمام افعال سے ایک ساتھ واقفیت ہوجائے۔

حج افراد کے افعال

۱	حج کا احرام	شرط
۲	طواف قدوم	سنت
۳	قیام منیٰ از ظہر ۸/ذی الحجہ تا فجر ۹/ذی الحجہ	سنت
۴	وقوف عرفہ (۹/ذی الحجہ)	رکن
۵	وقوف مزدلفہ ۱۰/ذی الحجہ	واجب

۶	آخری جمرہ کی رمی ۱۰/ذی الحجہ	واجب
۷	سر منڈانا یا کتروانا	واجب
۸	طواف زیارت (۱۰/تا ۱۲/ذی الحجہ)	رکن
۹	رمل واضطباع	سنت
۱۰	سعی	واجب
۱۱	تینوں جمرات کی رمی (۱۱/۱۲/ذی الحجہ)	واجب
۱۲	منیٰ میں شب گزاری (۱۱/۱۲/ذی الحجہ)	سنت
۱۳	طواف وداع (بوقت واپسی)	واجب

حج قران کے افعال

۱	حج وعمرہ کا احرام	شرط
۲	طواف عمرہ (۴ شوط)	رکن
۳	رمل واضطباع	سنت
۴	عمرہ کی سعی	واجب
۵	طواف قدوم مع رمل واضطباع	سنت
۶	حج کی سعی	واجب
۷	قیام منیٰ از ظہر ۸/ذی الحجہ تا فجر ۹/ذی الحجہ	سنت
۸	وقوف عرفہ (۹/ذی الحجہ)	رکن
۹	وقوف مزدلفہ (۱۰/ذی الحجہ)	واجب
۱۰	آخری جمرہ کی رمی ۱۰/ذی الحجہ	واجب
۱۱	قربانی (۱۰/تا ۱۲/ذی الحجہ)	واجب
۱۲	سر منڈانا	واجب
۱۳	طواف زیارت	رکن
۱۴	تینوں جمرات کی رمی ۱۰/تا ۱۲/ذی الحجہ	واجب
۱۵	منیٰ میں شب گزاری ۱۱/۱۲/ذی الحجہ	سنت
۱۶	طواف وداع بوقت واپسی	واجب

حج تمتع کے افعال

۱	عمرہ کا احرام	شرط
۲	عمرہ کا طواف	رکن
۳	رمل واضطباع	سنت
۴	عمرہ کی سعی	واجب
۵	سر منڈانا کترانا	واجب
۶	حج کا احرام باندھنا	شرط
۷	قیام منی از ظہر ۸/ ذی الحجہ تا فجر ۹/ ذی الحجہ	سنت
۸	وقوف عرفہ (۹/ ذی الحجہ)	رکن
۹	وقوف مزدلفہ (۱۰/ ذی الحجہ)	واجب
۱۰	آخری جمرہ کی رمی (۱۰/ ذی الحجہ)	واجب
۱۱	قربانی	واجب
۱۲	سر منڈانا یا کترانا	واجب
۱۳	طواف زیارت	رکن
۱۴	حج کی سعی	واجب
۱۵	تینوں جمرات کی رمی	واجب
۱۶	منی میں شب گزاری ۱۱/ ۱۲/ ذی الحجہ	سنت
۱۷	طواف وداع	واجب

عمرہ کے افعال

۱	احرام باندھنا	شرط
۲	طواف	رکن
۳	رمل	سنت
۴	اضطباع	سنت
۵	سعی	واجب

۶	سر منڈانا کترواٹا	واجب

بَابُ الْجِنَايَات (جنایات کا بیان)

حج وعمرہ کے دوران شرعاً جن افعال کا کرنا منع ہے ان کو جنایات کہتے ہیں، اور جنایات میں سے بعض کا تعلق احرام سے ہے، اور بعض کا تعلق حدود حرم سے ہے، احرام کی جنایات حسب ذیل ہیں، (۱) خوشبو استعمال کرنا۔ (۲) سلا ہوا کپڑا پہننا۔ (۳) سر اور چہرہ ڈھانکنا۔ (۴) بالوں کو مونڈانا یا کترواٹا اور جوں وغیرہ بدن سے جدا کرنا۔ (۵) ناخون تراشنا۔ (۶) جماع یا دواعی جماع کا اختیار کرنا۔ (۷) واجبات حج میں سے کسی واجب کو چھوڑنا۔ (۸) خشکی کے جانور سے تعرض کرنا۔ اور حرم کی جنایات یہ ہیں۔ (۹) حرم کے جانور سے تعرض کرنا۔ (۱۰) حرم کے پیڑ پودوں سے تعرض کرنا۔
(غنیۃ الناسک: ۲۶۸)

بعض اصطلاحات کی وضاحت: جنایات کے باب میں کچھ خاص اصطلاحات مستعمل ہیں، انکی وضاحت درج ذیل ہے۔ دم اس سے مراد ایک بکرا، بکری وغیرہ یا بڑے جانور (اونٹ گائے بیل وغیرہ) کا ساتواں حصہ ہوتا ہے۔ بدنہ اس سے مراد اونٹ گائے بھینس وغیرہ جانور ہیں۔ صدقہ عموماً اس سے مراد ایک صدقۂ فطر کی مقدار ہوتی ہے، یعنی ایک صاع جو کھجور کشمش وغیرہ یا نصف صاع گیہوں یا اس کی قیمت اور صاع کی مقدار تین کلو ڈیڑھ سو گرام، اور نصف صاع کی مقدار ڈیڑھ کلو پچہتر گرام ہوتی ہے، لیکن یہ اصطلاح عام نہیں کیوں کہ بعض صورتوں میں صدقہ کی مقدار اس سے کم وبیش بھی ہوتی ہے، اس کی تفصیل جزئیات کے ضمن میں درج ہوگی۔ جزا کفارہ فدیہ ان الفاظ کا اطلاق حسب موقع دم وصدقہ دونوں پر ہوتا ہے لہٰذا جہاں یہ الفاظ استعمال ہوں وہاں دیگر شرائط کو ملحوظ رکھ کر حکم متعین کرنا ہوگا۔

﴿۱۳۰۹﴾ هِيَ عَلَى قِسْمَيْنِ جِنَايَةٌ عَلَى الْإِحْرَامِ وَجِنَايَةٌ عَلَى الْحَرَمِ وَالثَّانِيَةُ لَا تَخْتَصُّ بِالْمُحْرِمِ.

ترجمہ وہ دو قسم پر ہیں ایک جنایت ہے احرام پر اور (دوسری) جنایت ہے حرم پر اور دوسری خاص نہیں ہوتی محرم کے ساتھ۔

تشریح مطلب یہ ہے کہ جنایت میں سے بعض کا تعلق احرام سے ہے، یعنی وہ جرم جو آداب احرام میں کوتاہی اور غلطی کے باعث ہو اور بعض جرم ایسے ہیں جو حرم شریف سے متعلق ہوں خواہ محرم کرے یا غیر محرم مثالیں باب الجنایات کے شروع میں دیکھئے۔

﴿۱۳۱۰﴾ وَجِنَايَةُ الْمُحْرِمِ عَلَى أَقْسَامٍ مِنْهَا مَا يُوجِبُ دَمًا وَمِنْهَا مَا يُوجِبُ صَدَقَةً وَهِيَ

نِصْفُ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ وَمِنْهَا مَا يُوْجِبُ دُوْنَ ذٰلِكَ وَمِنْهَا مَا يُوْجِبُ الْقِيْمَةَ وَهِيَ جَزَاءُ الصَّيْدِ وَيَتَعَدَّدُ الْجَزَاءُ بِتَعَدُّدِ الْقَاتِلِيْنَ الْمُحْرِمِيْنَ.

جنایۃ قابل سزا جرم، قصور، خطا جمع جنایا۔ صید شکار (فعل) شکار کیا ہوا جانور۔ یتعدد فعل مضارع معروف باب تفعل سے (م) تعددًا چند ہونا، تعداد والا ہونا۔

ترجمہ اور محرم کی جنایت چند قسموں پر ہے ان میں سے بعض تو وہ ہیں جو دم کو واجب کرتی ہیں، اور بعض وہ ہیں جو صدقہ کو واجب کرتی ہیں، اور وہ آدھا صاع ہے گیہوں سے اور بعض وہ ہیں جو اس سے بھی کم کو واجب کرتی ہیں، اور کچھ وہ ہیں جو قیمت کو واجب کرتی ہیں، اور وہ شکار کی جزا ہے، اور متعدد ہو جائے گی جزا قتل کرنے والوں جرم کرنے والوں کے متعدد ہونے سے۔

تشریح مذکورہ بالا عبارت کی تفصیل صاحب نورالایضاح خود آگے بیان کر رہے ہیں مگر یہاں عبارت میں ویتعدد الجزاء الخ کی وضاحت ضروری ہے، اس عبارت کا مطلب یہ ہے کہ مثلاً دو محرموں نے مل کر ایک شکار مارا تو چوں کہ دو محرموں سے اس جرم کا تعلق ہے، لہٰذا جزا بھی دو ہوں گی اور اگر دو آدمیوں نے جو احرام باندھے ہوئے نہیں تھے، حرم شریف کے ایک شکار کو مارا تو چوں کہ حرم شریف ایک ہی ہے، اور شکار بھی ایک لہٰذا ایک جرم میں دونوں کی شرکت ہوئی پس ایک جزا واجب ہوگی۔

﴿۱۳۱﴾ فَالَّتِيْ تُوْجِبُ دَمًا هِيَ مَا لَوْ طَيَّبَ مُحْرِمٌ بَالِغٌ عُضْوًا.

طَيَّبَ ماضی معروف باب تفعیل تطییب مصدر ہے خوشبو دار بنانا یا خوشبو ملنا۔

ترجمہ پس وہ جنایت جو واجب کرتی ہے دم کو وہ یہ ہے کہ اگر خوشبو لگائے کوئی محرم بالغ کسی عضو کو

تشریح اب یہاں سے ان مسائل کی تفصیل کو بیان کر رہے ہیں کہ جن کے ارتکاب سے دم واجب ہوتا ہے، میں ہر ایک کو نمبر ڈال کر الگ الگ بیان کروں گا۔

(۱) حالت احرام میں خوشبو لگانا:

حالت احرام میں خوشبو لگانے میں مرد و عورت دونوں کا حکم یکساں ہے بالقصد یا بلا قصد یا کسی کی زبردستی سے خوشبو لگائی ہر صورت میں جرمانہ لازم ہوتا ہے، نیز بدن اور کپڑے دونوں پر لگانا ممنوع ہے، لہٰذا اگر کسی بڑے عضو پر یعنی سر چہرے پنڈلی ران بازو ہاتھ ہتھیلی میں سے کسی پر خوشبو لگائی ہے یا ایک سے زیادہ اعضاء پر خوشبو لگائی ہے تو جرمانے میں دم واجب ہوگا، چاہے پورے دن لگائے رکھی ہو یا تھوڑی دیر کے لئے، ہر صورت میں دم لازم ہوگا جبکہ خوشبو نمایاں ہو۔ (معلم الحجاج/۲۲۸)

تیز یہ بھی ذہن نشین رہے کہ جنایت کا ارتکاب خواہ سوتے ہوئے ہو یا بے ہوشی میں یا بھول چوک سے یا مسئلہ سے ناواقفیت کی وجہ سے یا جان بوجھ کر سب صورتوں میں جزا واجب ہے، بلکہ جان بوجھ کر ارتکاب کرنے کی صورت میں تو محض فدیہ کی وجہ سے وہ گناہ معاف نہیں ہوگا بلکہ توبہ واستغفار بھی ضروری ہے۔ (غنیۃ الناسک: ۲۳۱-۲۳۲، مناسک ملا علی قاری: ۲۹۸-۲۹۹)

اختیاری مطالعہ

قاعدۂ کلیہ

جو چیزیں بدن پر لگائی جاتی ہیں وہ تین قسموں پر ہیں: (۱) خالص خوشبو جیسے مشک و عنبر گلاب زعفران وغیرہ ان کا استعمال ہر طرح موجب جزا ہے حتی کہ اگر ان چیزوں کو بطور دوا استعمال کیا تب بھی جزا لازم ہوگی۔ (۲) وہ چیزیں جو نہ تو خود خوشبو ہیں اور نہ ہی ان سے خوشبو بنائی جاتی ہے جیسے چربی اور چکنائی وغیرہ تو ان کے استعمال میں کوئی جزا لازم نہیں۔ (۳) وہ چیزیں جو خود خوشبو تو نہیں لیکن ان سے خوشبو بنائی جاتی ہے جیسے زیتون اور تل کا تیل وغیرہ تو ان میں نیت کا اعتبار ہے اگر خوشبو کی نیت سے انہیں استعمال کیا ہے تو جزا لازم ہوگی اور اگر محض غذا یا دوا کے طور پر استعمال کیا ہے تو جزا لازم نہ ہوگی۔ (زبدۃ المناسک: ۳۳۷-۳۳۸)

﴿۱۳۱۲﴾ أَوْ خَضَبَ رَأْسَهُ بِحِنَّاءٍ.

خَضَبَ فعل ماضی معروف باب ضرب سے خضبا مصدر رنگنا حِنَّاءٌ حا کے کسرہ اور نون کی تشدید کے ساتھ مہندی۔

ترجمہ یا رنگے اپنے سر کو مہندی سے۔

حالتِ احرام میں مہندی لگانا

(۲) اگر حالت احرام میں سر، ہتھیلی، ہاتھ، پیر پر پتلی مہندی لگائی ہے تو جرمانہ میں دم دینا لازم ہوگا، اور اگر ایسی مہندی لگائی جو گاڑھی تھی جس سے سر ۱۲ گھنٹے یا اس سے زائد ڈھکا رہا تو اس پر دو دم واجب ہوں گے ایک سر ڈھانکنے کی وجہ سے اور دوسرا دم خوشبو استعمال کرنے کی وجہ سے اور اگر محرم عورت نے یہ عمل کیا تو اس پر صرف ایک دم خوشبو استعمال کرنے کی وجہ سے واجب ہوگا کیوں کہ عورت کے لئے سر ڈھانکنا جنایت نہیں ہے۔ (غنیۃ الناسک: ۲۵۰)

اختیاری مطالعہ

مصنوعی مہندی (خضاب) لگانا

بحالت احرام خضاب (کالی مہندی) لگانے سے کوئی کفارہ واجب نہیں ہوتا لیکن اگر وہ گاڑھا ہو اور اس کے لیپنے

کی وجہ سے سر ۱۲ گھنٹے یا اس سے زیادہ ڈھکا رہے تو مرد محرم پر ایک دم واجب ہوگا ورنہ صدقہ ضروری ہوگا۔ (غنیۃ الناسک: ۲۵۰)

﴿۱۳۱۳﴾ أو ادّهن بزيت ونحوه.

زیت زیتون کا تیل، دیگر اقسام کے تیلوں پر (اضافت کے ساتھ اور بلا اضافت) بولا جاتا ہے۔

ترجمہ یا تیل لگالے زیتون وغیرہ کا۔

احرام میں خوشبودار تیل لگانا

(۳) احرام کی حالت میں خوشبودار تیل مثلاً خالص زیتون یا تِل کا تیل لگانا جائز نہیں ہے، اگر یہ تیل ایک بڑے کامل عضو پر لگالیا تو دم واجب ہوگا۔ (غنیۃ الناسک: ۲۴۸)

حالت احرام میں واسلین وغیرہ لگانا

اگر محرم نے خشکی دور کرنے کی غرض سے واسلین جیسی کوئی کریم لگائی جس میں خوشبو نہیں ہوتی تو اس سے کوئی جزا لازم نہ ہوگی۔ (غنیۃ الناسک/ ۲۴۸)۔ اور محرم کے لئے چربی گھی اور کڑوا تیل وغیرہ جیسی چیزیں لگانا جائز ہے اور اس پر کوئی جزا بھی لازم نہیں ہے۔ (غنیۃ الناسک: ۲۴۹)

﴿۱۳۱۴﴾ أو لبس مخيطا.

ترجمہ یا پہن لے کسی سلے ہوئے کپڑے کو۔

حالت احرام میں سلے ہوئے کپڑے پہننے کا جرمانہ

(۴) اگر ایک دن یا ایک رات کامل مرد نے سلا ہوا کپڑا پہن لیا ہے یا کئی روز مسلسل پہن لیا ہے، تو دونوں صورتوں میں ایک دم لازم ہوگا اور اگر رات کو اس نیت سے اتارتا ہے کہ کل کو پھر پہننا ہے تب بھی سب دنوں کے عوض میں ایک دم لازم ہوگا اور اگر اس نیت سے اتارتا ہے کہ اب نہیں پہنوں گا مگر دوسرے دن پھر پہن لیا تو دو دم لازم ہوں گے۔ (معلم الحجاج/ ۲۳۳) یہ بات بھی ذہن نشین رہے کہ اگر کسی محرم مرد نے کرتے کو چادر کی طرح لپیٹ کر پہنا یا شلوار کو چادر کی طرح بدن پر لپیٹ لیا تو کچھ واجب نہیں ہوگا اس لئے کہ سلا ہوا کپڑا پہننے پر جزا اس وقت لازم ہوتی ہے جبکہ معتاد یعنی جس طرح پہننے کا طریقہ ہے اسی طریقہ سے پہنے محرم نے سلا ہوا کپڑا بھول کر پہن لیا یا کسی نے اسے زبردستی پہنا دیا، بہر صورت جزا لازم ہے۔ (غنیۃ الناسک: ۲۵۰-۲۵۱)

﴿۱۳۱۵﴾ أو ستر رأسه يوما كاملا.

ترجمہ یا چھپا لے اپنے سر کو پورے دن۔

حالت احرام میں سر یا چہرہ چھپانا

(۵) حالت احرام میں سر کا چھپانا عورت کے لئے بلا کراہت جائز ہے، بلکہ لازم ہے اور مرد کے لئے سر چھپانا جائز نہیں اسی طرح چہرہ کا چھپانا بھی جائز نہیں ہے، لہٰذا ایک دن یا ایک رات کامل سر یا چہرہ کو چھپائے گا تو دم دینا لازم ہوگا۔ (غنیۃ الناسک/۱۳۶) یاد رہے دم کا وجوب اس وقت ہے کہ جب ایسی چیز سے ڈھانکے رکھے جس سے عموماً ڈھانکنے کا کام لیا جاتا ہے مثلاً ٹوپی یا پگڑی وغیرہ چاہے خود ڈھانکا ہو یا دوسرے نے ڈھانک دیا ہو جان بوجھ کر بھول کر سب کا حکم برابر ہے۔ (غنیۃ الناسک: ۲۵۳) اور چہرے پر ماسک لگانا ممنوع ہے، یہ مسئلہ پہلے گزر چکا ہے، جزا کے بارے میں تفصیل یہ ہے کہ اگر ماسک اتنا چوڑا ہے کہ اس سے چوتھائی چہرہ ڈھک جاتا ہے اور یہ ماسک مسلسل بارہ گھنٹے لگائے رکھا تو دم واجب ہے ورنہ صدقۂ فطر واجب ہوگا۔ (حوالۂ بالا)

﴿۱۳۱۶﴾ اَوْ حَلَقَ رُبُعَ رَاْسِہٖ.

ترجمہ یا منڈوائے اپنے سر کے چوتھائی کو۔

حالت احرام میں سر کے بال کاٹنا

(۶) اگر پورے سر یا چوتھائی یا اس سے زائد سر کے بال منڈائے یا کتروائے تو جرمانہ میں دم دینا لازم ہوگا خواہ خود مونڈے یا کوئی دوسرا شخص اس کی اجازت سے یا بلا اجازت مونڈ دے۔

﴿۱۳۱۷﴾ اَوْ مَحَاجِمَہٗ.

مَحْجَمَۃٌ اس کی جمع مَحَاجِمُ ہے سینگی اور اس کا عطف ماقبل میں لفظ "ربع" پر ہے۔

ترجمہ یا سینگی لگوانے کی جگہ کو

تشریح (۷) صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر محرم نے سینگی لگوانے کی جگہ کا حلق کیا تو جرمانہ میں دم لازم ہوگا، اور اگر پچھنے لگوانے کی سخت مجبوری ہو مثلاً سر میں پھوڑا ہے یا شدید درد ہے، اور پچھنے لگوانا ناگزیر ہے تو جائز ہے، اور جو بال مونڈے گا اس کا فدیہ دینا ہوگا اور فدیہ یہ ہے تین روزے یا چھ محتاجوں کو کھانا کھلانا یا ایک قربانی۔

﴿۱۳۱۸﴾ اَوْ اَحَدَ اِبْطَیْہِ.

ترجمہ یا (منڈائے) دونوں بغلوں میں سے کسی ایک کو۔

حالتِ احرام میں بغل کے بال صاف کرنا

(۸) حالت احرام میں دونوں بغل صاف کی یا ایک دونوں صورتوں میں جزاء میں دم واجب ہوگا۔
(فتح القدیر: ۳/۳۲، ہندیہ: ۱/۲۴۳)

﴿۱۳۱۹﴾ أَوْ عَانَتَهُ.

ترجمہ یا اپنے زیر ناف کو۔

حالتِ احرام میں زیر ناف صاف کرنا

(۹) حالت احرام میں زیر ناف صاف کرلیا تو جزاء میں دم واجب ہوگا۔ (غنیۃ الناسک: ۱۲۷)

﴿۱۳۲۰﴾ أَوْ رَقَبَتَهُ.

ترجمہ یا اپنی گردن کو۔

تشریح (۱۰) اگر محرم نے پوری گردنی کا حلق کرایا تو اس پر دم جنایت واجب ہے یہ مذہب امام صاحب کا ہے۔

اختیاری مطالعہ

اگر کوئی شخص بال صفا کریم یا پاؤڈر سے بال صاف کرلے یا چمٹی سے اکھیڑ لے یا دانت سے توڑ دے تو ان سب صورتوں کا حکم مونڈنے ہی کے مانند ہے پس جو جزاء مونڈنے اور قینچی سے کتروانے کی صورت میں ہے وہی جزا یہاں بھی حسب تفصیل واجب ہوگی۔ (غنیۃ الناسک: ۲۵۶، ہندیہ: ۱/۲۴۳)

﴿۱۳۲۱﴾ أَوْ قَصَّ أَظْفَارَ يَدَيْهِ وَرِجْلَيْهِ بِمَجْلِسٍ أَوْ يَدًا أَوْ رِجْلًا.

ترجمہ یا تراش دے اپنے دونوں ہاتھ اور دونوں پیروں کے ناخنوں کو ایک ہی مجلس میں یا ایک ہاتھ یا ایک پیر کے ناخنوں کو۔

حالتِ احرام میں ناخن کاٹنا

(۱۱) ایک ہاتھ یا ایک پیر یا ہاتھ پاؤں چاروں اعضاء کے ناخن ایک وقت میں ایک جگہ کاٹ لئے ہیں تو سب کے عوض میں ایک ہی دم واجب ہوگا، اور اگر چاروں اعضاء کے ناخن چار وقت میں چار جگہ کاٹے ہیں تو چار دم لازم ہوں گے، اسی طرح اگر ایک وقت میں ایک عضو کے کاٹ لئے ہیں اور دوسرے عضو کے دوسرے وقت میں کاٹ لئے ہیں تو دو

دم لازم ہوں گے۔ (بدائع الصنائع: ۲/۲۹۴، ہندیہ: ۱/۲۴۴)

﴿۱۳۲۲﴾ أَوْ تَرَكَ وَاجِبًا مِمَّا تَقَدَّمَ بَيَانُهُ.

ترجمہ یا چھوڑ دے کسی ایک واجب کو ان واجبات میں سے جنکا بیان پہلے گزرا۔

تشریح (۱۲) فرماتے ہیں کہ ما قبل میں حج کے جو واجبات گزر چکے ہیں (نقشوں کے تحت ملاحظہ فرمالیں) ان میں سے اگر کسی ایک کو چھوڑ دیا تو دم لازم ہوگا مگر سات افعال ایسے ہیں کہ اگر ان کو معتبر عذر کی وجہ سے ترک کردیا تو دم واجب نہیں ہے۔ (۱) سخت بھیڑ یا کمزوری کی وجہ سے مزدلفہ کا وقوف نہ کرسکا۔ (۲) حیض نفاس قید یا مرض کی وجہ سے طواف زیارت کو ایام نحر (۱۰، ۱۱، ۱۲ ذی الحجہ) سے موخر کرنا پڑا۔ (۳) حیض یا نفاس کی وجہ سے طواف وداع چھوٹ گیا۔ (۴) کسی بیماری یا بڑھاپے کی وجہ سے طواف یا سعی پیدل نہیں کرسکا۔ بلکہ سواری (وہیل چیئر وغیرہ) پر طواف وسعی کی۔ (۵) سر سے سعی کرنا ہی بھول گیا۔ (۶) رفقاء سفر سے بچھڑ جانے کے خوف سے سعی نہیں کرسکا۔ (۷) سر میں پھوڑے پھنسی ہونے کی وجہ سے حلق نہیں کرسکا وغیرہ۔ (والتفصیل فی غنیۃ الناسک/ ۲۳۹، زبدۃ المناسک/ ۳۴۶)

﴿۱۳۲۳﴾ وَفِي أَخْذِ شَارِبِهِ حُكُومَةٌ.

ترجمہ اور مونچھوں کے ترشوانے میں ایک عادل کا فیصلہ ہے۔

حالتِ احرام میں مونچھ کاٹنا

حالت احرام میں مونچھ کاٹ لی ہے چاہے پوری کاٹی ہو یا بعض حصہ بہر صورت ایک صدقۂ فطر جرمانہ میں دینا لازم ہوگا۔ (غنیۃ المناسک/ ۱۴۸) اور اگر محرم نے احرام کی حالت میں اپنی ڈاڑھی مونڈی یا چوتھائی کے بقدر داڑھی کے بال کتروائے تو دم واجب ہوگا۔ (غنیۃ المناسک: ۲۵۶) داڑھی مونڈنا ہر حال میں سخت گناہ ہے۔

﴿۱۳۲۴﴾ وَالَّتِي تُوجِبُ الصَّدَقَةَ بِنِصْفِ صَاعٍ مِنْ بُرٍّ أَوْ قِيمَتِهِ هِيَ مَا لَوْ طَيَّبَ أَقَلَّ مِنْ عُضْوٍ.

ترجمہ اور وہ جنایت جو واجب کرتی ہے صدقہ کو نصف صاع گیہوں یا اس کی قیمت سے وہ یہ ہے کہ اگر خوشبو لگائے پورے عضو سے کم پر۔

تشریح اب یہاں سے ان جنایات کا بیان ہے کہ جن کے ارتکاب سے صدقۂ فطر لازم ہوتا ہے۔ (۱) اگر محرم نے کسی چھوٹے عضو پر مثلاً ناک کان آنکھ انگلی وغیرہ پر خوشبو لگائی ہے تو ایک صدقۂ فطر لازم ہوگا۔ (غنیۃ الناسک: ۲۴۳)

تنبیہ: اگر محرم نے ایک انگلی میں خوشبو لگائی مگر اس میں اتنی خوشبو لگ گئی کہ جو ایک بڑے عضو کامل میں لگنے کی مقدار کے برابر تھی تو دم واجب ہوگا۔ (غنیۃ الناسک: ۲۴۳)

﴿۱۳۲۵﴾ اَوْ لَبِسَ مَخِيْطًا.

ترجمہ: یا پہنے ہوئے سلے ہوئے کپڑے کو۔

تشریح: (۲) صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر مرد نے ایک دن ایک رات سے کم اور ایک گھنٹے سے زیادہ سلا ہوا کپڑا پہنا ہے تو ایک صدقۂ فطر لازم ہوگا، اور اگر ایک گھنٹے سے کم پہنا ہے تو ایک دو مٹھی گیہوں یا اس کی قیمت صدقہ کرنا کافی ہے۔ (غنیۃ الناسک/۲۴۳)۔

﴿۱۳۲۶﴾ اَوْ غَطّٰى رَاْسَهٗ اَقَلَّ مِنْ يَوْمٍ.

ترجمہ: یا سر کو چھپائے رکھے ایک دن سے کم۔

تشریح: (۳) فرماتے ہیں کہ حالت احرام میں اگر مرد نے ایک دن یا ایک رات سے کم سر چھپایا تو صدقۂ فطر لازم ہوگا، چاہے تھوڑی دیر کے لئے کیوں نہ ہو چاہے جان بوجھ کر ہو یا بھول کر، ہر صورت میں جرمانہ لازم ہے، یعنی اگر ایک گھنٹے سے کم ہو تو ایک دو مٹھی گیہوں یا اس کی قیمت صدقہ کردے، اسی طرح اگر سونے کی حالت میں کسی دوسرے شخص نے ڈھک دیا ہے یا بے خیالی میں ڈھک لیا ہے ہر صورت میں مذکورہ تفصیل کے مطابق صدقہ یا دم لازم ہو جائیگا۔

(غنیۃ الناسک: ۲۴۶، ایضاح المناسک: ۸۰)

نوٹ: اس مسئلہ میں حجاج کرام سے بہت غلطیاں ہوتی ہیں کہ منیٰ میں اکثر حجاج کرام حالت احرام میں سوتے ہوئے سر یا چہرہ پر کپڑے ڈالے ہوئے نظر آتے ہیں اس لئے اس کا دھیان رکھنا ضروری ہے۔

﴿۱۳۲۷﴾ اَوْ حَلَقَ اَقَلَّ مِنْ رُبْعِ رَاْسِهٖ.

ترجمہ: یا منڈوائے اپنے چوتھائی سر سے کم۔

تشریح: (۴) اگر محرم نے حالت احرام میں چوتھائی سر سے کم منڈایا یا کترو ایا تو نصف صاع جرمانہ میں دینا واجب ہوگا۔

﴿۱۳۲۸﴾ اَوْ قَصَّ ظُفْرًا وَكَذَا لِكُلِّ ظُفْرٍ نِصْفُ صَاعٍ اِلَّا اَنْ يَّبْلُغَ الْمَجْمُوْعُ دَمًا فَيَنْقُصُ مَا شَاءَ مِنْهُ كَخَمْسَةٍ مُتَفَرِّقَةٍ.

قَصَّ ماضی معروف باب (ن) قصًّا (م) ہے، ناخن وغیرہ کاٹنا۔ **الْمَجْمُوْعُ** کُل، میزان کل، یہ اسم مفعول

یہ باب فتح سے (م) جَمْعًا منتشر چیزوں کو یکجا کر کے اکٹھا کرنا۔

ترجمہ یا کاٹے ایک ناخن اور ایسے ہی ہر ناخن کے لئے آدھا صاع ہے، مگر یہ کہ پہنچ جائے مجموعہ ایک دم کو تو چاہئے کم کر دے جتنا چاہے اس میں سے جیسا کہ پانچ متفرق ناخن۔

تشریح (۵) اگر محرم نے ایک ناخن کاٹا تو ایک صدقۂ فطر لازم ہوگا اور اگر کسی بھی عضو کے سب ناخن نہیں کاٹے بلکہ ہر ایک عضو سے پانچ ناخن سے کم کم کاٹے ہیں چاہے چار چار کر کے سولہ ۱۶ ناخون کاٹ لئے ہیں تو دم لازم نہ ہوگا بلکہ ہر ایک ناخون کے عوض میں ایک صدقۂ فطر لازم ہوگا، اور اگر ان متفرق صدقوں کی قیمت ایک دم کو پہنچ جائے تو اس کو کچھ کمی کر دینی چاہئے تا کہ ایک دم جو مقرر شدہ ہے خارج ہے وہ لازم نہ آ جائے۔

﴿۱۴۲۹﴾ اَوْ طَافَ لِلْقُدُوْمِ اَوْ لِلصَّدَرِ مُحْدِثًا.

مُحْدِثًا اسم فاعل ہے باب افعال احداث مصدر ہے ایسی بات پیش آنا جس سے طہارت زائل ہو جائے۔

ترجمہ یا طواف قدوم یا طواف صدر کرے بے وضو ہونے کی حالت میں۔

تشریح (۶) اگر آفاقی بے وضو طواف قدوم کرے گا تو ہر شوط کے عوض میں ایک صدقۂ فطر واجب ہوگا، اور سات شوط کے عوض میں سات صدقۂ فطر جرمانہ میں ادا کرنا واجب ہوگا، ایسے ہی اگر آفاقی وطن کو روانہ ہوتے وقت بے وضو طواف کرے گا تو ہر چکر کے عوض میں ایک صدقۂ فطر ادا کرے گا لہٰذا سات چکروں کے عوض میں سات صدقۂ فطر جرمانہ میں ادا کرنا لازم ہے۔ (غنیۃ الناسک ۱۴۷)۔

﴿۱۴۳۰﴾ وَتَجِبُ شَاةٌ وَلَوْ طَافَ جُنُبًا.

جُنُبٌ جنبی، جس پر غسل فرض ہو، اس میں مفرد و جمع مذکر و مؤنث سب برابر ہیں جمع اَجْنَابٌ۔

ترجمہ اور واجب ہے بکری اگر طواف کرے ناپاکی کی حالت میں

تشریح (۷) فرماتے ہیں کہ اگر طواف صدر یا طواف وداع ناپاکی کی حالت میں کرلے تو جرمانہ میں ایک بکری لازم ہے، اگر طواف کا اعادہ پاکی کی حالت میں کرے گا تو جرمانہ معاف ہو جائے گا۔ (غنیۃ الناسک: ۱۴۷، ایضاح المناسک: ۱۰۹)

﴿۱۴۳۱﴾ اَوْ تَرَكَ شَوْطًا مِنْ طَوَافِ الصَّدَرِ وَكَذَا لِكُلِّ شَوْطٍ مِنْ اَقَلِّهِ.

ترجمہ یا چھوڑ دے ایک چکر طواف صدر میں سے اور ایسے ہی ہر چکر کے لئے اس کے کم چکروں سے۔

تشریح (۸) فرماتے ہیں کہ اگر طواف صدر کا ایک چکر چھوڑ دیا تو ایک صدقۂ فطر لازم ہے، اور ہر چکر کے چھوڑنے پر ایک صدقۂ فطر ہی واجب ہوتا رہے گا، اور اگر تین سے زائد چھوڑ دے تو اب اس پر ایک بکری کی قربانی واجب ہے۔

﴿۱۳۳۲﴾ أَوْ حَصَاةً مِنْ إِحْدَى الْجِمَارِ وَكَذَا لِكُلِّ حَصَاةٍ فِيمَا لَمْ يَبْلُغْ رَمْيَ يَوْمٍ إِلَّا أَنْ يَبْلُغَ دَمًا فَيُنْقِصُ مَاشَاءَ.

ترجمہ یا (چھوڑ دے) ایک کنکری کسی ایک جمرہ کا اور ایسے ہی ہر کنکری کے لئے اس مقدار میں کہ نہ پہنچے ایک دن کی رمی کو مگر یہ کہ پہنچ جائے ایک دم چنانچہ کم کردے جو چاہے۔

تشریح (۹) اگر کسی شخص نے صرف چھ کنکریاں پھینکیں اور ساتویں چھوڑ دیں تو ایک صدقۂ فطر واجب ہوگا، اور ہر ایک کنکری کے چھوڑ دینے پر ایک صدقۂ فطر واجب ہوگا، ہاں اگر کسی ایک جمرہ کی رمی مکمل ہی ترک کردے تو اب دم لازم ہوگا آگے فرماتے ہیں کہ اگر ان صدقوں کی مجموعی قیمت بکری کی قیمت کے برابر ہے تو اس کو کچھ کمی کردینی چاہئے تاکہ بکری کی قیمت تک پہنچ کر مفروض کے خلاف نہ ہوسکے۔

﴿۱۳۳۳﴾ أَوْ حَلَقَ رَأْسَ غَيْرِهِ.

ترجمہ یا مونڈ دے دوسرے کے سر کو۔

تشریح (۱۰) اگر محرم نے حالت احرام میں دوسرے محرم کا سر مونڈ دیا تو مونڈنے والے پر صدقہ واجب ہے اور محلوق پر دم۔ (زبدۃ المناسک/۱۶۷)

﴿۱۳۳۴﴾ أَوْ قَصَّ أَظْفَارَهُ.

ترجمہ یا کاٹ دے اس کے ناخنوں کو۔

تشریح (۱۱) فرماتے ہیں کہ محرم دوسرے کے ناخن کاٹ دے چاہے وہ حلال ہو یا وہ بھی محرم ہو تو اسے چاہئے کہ کسی غریب کو کچھ کھانا وغیرہ کھلا دے۔ (غنیۃ المناسک: ۲۵۹)

﴿۱۳۳۵﴾ وَإِنْ تَطَيَّبَ أَوْ لَبِسَ أَوْ حَلَقَ بِعُذْرٍ تَخَيَّرَ بَيْنَ الذَّبْحِ أَوِ التَّصَدُّقِ بِثَلَاثَةِ أَصْوُعٍ عَلَى سِتَّةِ مَسَاكِيْنَ أَوْ صِيَامِ ثَلَاثَةِ أَيَّامٍ.

تَطَيَّبَ باب تفعل سے فعل ماضی معروف ہے تَطَيُّبًا (م) ہے، معنی اور خوشبودار ہوجانا، خود خوشبو ملنا، لگانا۔ حلق باب (ض) سے فعل ماضی معروف ہے حَلْقًا وحِلَاقًا (م) ہے، سر کے بال اتارنا، سر مونڈنا۔ تَخَيَّرَ فعل ماضی معروف باب تفعل تَخَيُّرًا (م) ہے، کسی کو دو میں سے ایک پسند کرنے کا اختیار دینا۔

ترجمہ اور اگر خوشبو لگالے یا پہن لے یا مونڈ لے عذر کی وجہ سے تو پسند کرلے ذبح کردینے یا خیرات کردینے کے درمیان تین صاع چھ مسکینوں پر یا تین دن کے روزوں کے درمیان۔

تشریح اگر کوئی شخص معتبر عذر کی بنا پر ممنوعات احرام میں سے کسی کا ارتکاب کامل طور پر کرے مثلاً شدید سردی یا سخت بیماری کی وجہ سے ۱۲/ گھنٹے سلے ہوئے کپڑے پہنے رہے یا سر میں کچھ تکلیف ہو جس کی وجہ سے بال کتروادے، یا کسی معتبر عذر کی وجہ سے خوشبو استعمال کرے تو ان تمام صورتوں میں مرتکب کو اختیار ہے، چاہے روزے رکھے یا صدقہ دے یا دم دے یہاں صدقہ سے مراد چھ صاع کھجور وغیرہ ہیں (۱۸/کلو ۹۰۰ / گرام) یا تین صاع گیہوں (۹/ کلو ساڑھے چار سو گرام) اور اگر ممنوعات احرام کا ارتکاب کسی ناقص عذر کی وجہ سے کیا ہے، مثلاً سخت سردی کی وجہ سے یا کچھ دیر مثلاً ۱۲/ گھنٹے سے کم سرڈھک لیا تو اس صورت میں اس کو اختیار ہے چاہے روزہ رکھے یا صدقہ دے۔

(غنیۃ الناسک/ ۲۳۹ تا ۲۴۱)

عذر کونسا معتبر ہے

عذر صرف وہی مانع جزا اور معتبر ہے، جو من جانب اللہ ہو مثلاً بیماری اور حیض ونفاس وغیرہ اور اگر وہ عذر بندوں کی طرف سے ہو مثلاً کوئی شخص دوسرے پر جبر کرے یا اس کی مرضی کے بغیر جنایات کرادے تو ایسا عذر معتبر نہیں سمجھا جائے گا یعنی اگر کسی نے خوشبو لگانے یا سلا ہوا کپڑا پہننے پر محرم کو مجبور کر دیا تو ان صورتوں میں اس کو کسی قسم کا اختیار نہیں دیا جائے گا بلکہ حسب قواعد جزا واجب ہوگی۔ (غنیۃ الناسک/ ۲۳۹)

﴿۱۲۳۶﴾ وَالَّتِیْ تُوْجِبُ اَقَلَّ مِنْ نِصْفِ صَاعٍ فَهِیَ مَا لَوْ قَتَلَ قَمْلَةً اَوْ جَرَادَةً فَیَتَصَدَّقُ بِمَا شَاءَ.

قَمْلَةٌ جوں جمع قَمْلٌ ہے، جَرَادَةٌ ٹڈی یہ واحد ہے اس کی جمع جَرَادٌ۔

ترجمہ اور وہ جنایت جو واجب کرتی ہے نصف صاع سے کم کو پس وہ یہ ہے کہ اگر مار دے جوں یا ٹڈی تو خیرات کرے جو چاہے۔

حالت احرام میں جوں مارنا

حالت احرام میں جوں مارنا ممنوع ہے تین سے کم مارے گا تو اپنی مرضی سے جو چاہے صدقہ کرے، اور اگر تین سے زیادہ ہیں اور زیادہ کی مقدار چاہے کتنی ہی ہو پھر بھی صرف ایک ہی صدقۂ فطر دینا کافی ہوگا، اور اصول یہ ہے کہ جو کیڑے بدن سے پیدا ہوں ان کو مارنا ممنوع ہے، اور جو بدن سے پیدا نہ ہوں اور موذی ہوں ان کو مارنا جائز ہے، دوسرا مسئلہ ٹڈی سے متعلق ہے اور وہ یہ ہے کہ حرم شریف میں ٹڈی بہت ہیں ان سے احتراز کرنا ضروری ہے، اگر کوئی ٹڈی مارے گا تو ایک صدقہ یا جو کچھ بھی ہو جزا مد میں ادا کرے، اور یہ سلسلہ تین تک ہے اور ایک روایت میں ہے کہ ایک ٹڈی کے عوض

ایک کھجور دے اور جب چار یا اس سے زائد ہوں تو ایک صدقۂ فطر لازم ہوگا اور زیادتی اگر ہزاروں سے بھی تجاوز کر جائے تب بھی ایک صدقۂ فطر واجب ہے۔ (فتح القدیر: ۳/ ۲۶ ،غنیۃ الناسک جدید/ ۲۹۰)

اختیاری مطالعہ

(۱) دوسرے شخص سے جوں پکڑوانا

اگر محرم شخص نے دوسرے شخص سے کہا کہ میری جوئیں پکڑ کر مار دو یا اپنا کپڑا اتار کر دیا کہ اس میں جو جوئیں ہیں انہیں مار ڈالو اور اس دوسرے شخص نے اس کی جوئیں مار دیں تو محرم پر جزا واجب ہوگی۔

(۲) محرم کا دوسرے شخص کی جوں مارنا

اگر محرم دوسرے شخص کی جوں مارے تو اس پر کوئی جزا لازم نہیں ہوتی۔

(۳) بسا اوقات ایسا ہوتا ہے کہ ٹڈیاں اس قدر زیادہ ہو جاتی ہیں کہ سارے راستے ان سے بھر جاتے ہیں جیسا کہ کبھی کبھی حرم شریف کے بیرونی صحن میں یہ صورت نظر آتی ہے تو ایسی حالت میں اگر ٹڈیاں پیروں سے کچل جائیں یا روندی جائیں تو خواہ کتنی بھی ہوں ان میں کوئی جزا لازم نہیں ہے مگر پھر بھی احتیاط لازم ہے۔ (غنیۃ الناسک: ۲۹۰)

﴿۱۳۲۷﴾ وَالَّتِیْ تُوْجِبُ الْقِيْمَةَ فَهِيَ مَا لَوْ قَتَلَ صَيْدًا فَيُقَوِّمُهُ عَدْلَانِ فِیْ مَقْتَلِهِ اَوْ قَرِيْبٍ مِنْهُ فَاِنْ بَلَغَتْ هَدْيًا فَلَهُ الْخِيَارُ اِنْ شَاءَ اشْتَرَاهُ وَذَبَحَهُ اَوِ اشْتَرٰى طَعَامًا وَتَصَدَّقَ بِهِ لِكُلِّ فَقِيْرٍ بِنِصْفِ صَاعٍ اَوْ صَامَ عَنْ طَعَامِ كُلِّ مِسْكِيْنٍ يَوْمًا وَاِنْ فَضَلَ اَقَلُّ مِنْ نِصْفِ صَاعٍ تَصَدَّقَ بِهِ اَوْ صَامَ يَوْمًا.

یقوم فعل مضارع معروف باب تفعیل تقویم مصدر ہے، قیمت لگانا۔ **عدلان** عَدْلٌ کا تثنیہ ہے انصاف کرنے والا، انصاف یہ ہے کہ آدمی کو اس کا واجب حق دیا جائے اور اس سے اس پر واجب حق لیا جائے۔ **مَقْتَل** وہ عضو جس پر چوٹ لگنے سے ہلاکت کی نوبت آ جائے جیسے کنپٹی قتل کی جگہ یہاں پر جائے قتل ہی مراد ہے جمع مَقَاتِل. **تَصَدَّقَ** باب تفعل سے فعل ماضی معروف ہے، تَصَدُّقًا (م) ہے کسی کو کوئی چیز صدقہ کرنا۔

ترجمہ اور وہ جنایت جو قیمت کو واجب کرتی ہے وہ یہ ہے کہ اگر مارے کوئی شکار تو قیمت لگائے اس کی دو عادل آدمی اس کی جائے قتل میں یا اس سے قریب (کی جگہ میں) چنانچہ اگر پہنچ جائے قربانی کے قابل جانور کو تو اس کے لئے اختیار ہے اگر چاہے خریدے اس کو اور ذبح کرے یا خریدے غلہ اور خیرات کرے اس کو ہر فقیر پر آدھا صاع یا روزہ رکھے ہر مسکین کے غلہ کے عوض ایک دن کا اور اگر بچ جائے آدھے صاع سے کم تو اسے خیرات کر دے یا ایک روزہ رکھے۔

جرمانہ کی کیفیت کیا ہوگی؟

جاننا چاہئے کہ حرم کے احکام دیگر جگہوں سے مختلف ہیں وہاں شکار کرنا جائز نہیں ہے، جو پالتو جانور ہیں، جیسے بکری گائے مرغی وغیرہ ان کو ذبح کر کے کھا سکتے ہیں مگر جو شکار ہیں جیسے خشکی کے وہ جانور جو پیدائشی طور پر جنگلی اور وحشی ہوتے ہیں مثلاً نیل گائے ہرن وغیرہ یا ہوا میں اڑنے والے آزاد پرندے ان کا شکار کرنا احرام کی حالت میں مطلقاً ممنوع ہے خواہ حدود حرم میں ہو یا حدود حرم سے باہر لہٰذا اگر محرم ایسے کسی جانور کا خود شکار کرے یا کسی کو رہنمائی کرے بھول کرے یا قصداً کرے خوشی سے یا مجبوراً بہر حال اس پر جزا لازم ہے اس تمہید کے بعد صورت مسئلہ یہ ہے کہ کسی شخص نے جانور کا شکار کیا تو جس جگہ اس کو مارا ہے اسی جگہ میں دو عادل مرد اس کی قیمت کا اندازہ کریں گے، یعنی وہ شکار زندہ ہونے کی حالت میں جتنے میں فروخت ہو سکتا ہو وہی قیمت متعین کی جائے، اور اگر وہاں اس کی قیمت کا پتہ نہ چلے تو قریب کی کسی بستی میں جا کر اندازہ کریں پھر جب اس کی قیمت کی تعیین ہو جائے تو اب قاتل کو اختیار ہے چاہے تو وہ اس قیمت میں ہدی کا جانور خرید کر اس کو ذبح کر دے اور اس کے گوشت کو فقراء حرم کو دینا افضل ہے، خود کھانا درست نہیں بلکہ وہ فقراء ہی کا حق ہے اور اگر اس نے خود کھا لیا یا اپنے بیوی بچوں وغیرہ کو کھلا دیا یا بیچ ڈالا تو اس کی قیمت کا اندازہ کر کے صدقہ کرنا لازم ہوگا آگے فرماتے ہیں کہ اگر چاہے تو اس قیمت کا غلہ خرید لے اور صدقہ فطر کی مقدار ایک ایک مسکین کو صدقہ کر دے، یعنی اگر گیہوں خریدا ہے تو ہر مسکین کو نصف صاع دے دے اور ایک صدقہ میں کئی فقراء کو شریک نہ کرے ایسے ہی یک وقت کئی صدقات ایک ہی فقیر کو نہ دئے جائیں ورنہ صرف ایک صدقہ شمار ہوگا اور زائد مقدار نفل ہوگی اور اگر کھجور یا جو سے دینا چاہے تو ہر فقیر پر ایک ایک صاع صدقہ کرے اور اگر چاہے تو ہر مسکین کے غلہ کے بجائے روزہ رکھ لے اور روزوں کی تعداد کا اندازہ اس طرح لگایا جائے گا کہ اولاً شکار کی قیمت کا غلہ کی قیمت سے موازنہ کیا جائے پھر جتنی رقم بیٹھے اس کو ایک صدقہ فطر کی قیمت پر تقسیم کیا جائے اور جتنے صدقہ فطر حاصل قسمت میں آئیں ہر ایک کے عوض ایک روزہ رکھا جائے اور اگر غلہ تقسیم کرنے کے بعد نصف صاع سے کم بچ جائے تو چاہے اس کو خیرات کر دے یا اس کے بدلے میں ایک روزہ رکھ لے۔ (غنیۃ الناسک: ۲۸۰ تا ۲۸۲)

﴿۱۴۳۸﴾ وَتَجِبُ قِيْمَةُ مَا نَقَصَ بِنَتْفِ رِيْشِهِ الَّذِي لَا يَطِيْرُ بِهِ وَشَعْرِهِ وَقَطْعِ عُضْوٍ لَا يَمْنَعُهُ الْاِمْتِنَاعُ بِهِ۔

نتف باب ضرب کا مصدر ہے، اکھاڑنا ریش پرندے کے پر واحد ریشۃ جمع ریاش، لا یطیر فعل مضارع منفی معروف باب (ض) طیراً اڑنا۔ لایمنعه الامتناع به اس کا مطلب یہ ہے کہ جس عضو کے ذریعہ سے جو حفاظت ہو سکتی تھی جانور اس سے محروم نہیں ہوا۔

ترجمہ اور واجب ہوگی اتنی قیمت جو کم ہوگئی ہے اس کے ان پروں کے اکھاڑنے سے جن سے وہ اڑتا نہیں اور اس کے بالوں کے نوچنے سے اور کسی عضو کے اس طرح کاٹ دینے سے کہ نکل رہا جانور کو اس کا کاٹ دینے سے حفاظت سے۔

تشریح اگر محرم نے شکار کے جانور کو زخمی کر دیا یا اس کے وہ بازو اکھاڑ دیئے کہ جن سے وہ اڑتا نہیں یا اس کے بال اکھاڑ دیئے یا اس کا کوئی عضو کاٹ دیا جس کی وجہ سے اس کی مالیت میں نقصان ہوگیا اور وہ ابھی بھی اپنی حفاظت اور لوگوں سے بچنے کی تدبیر کر سکتا ہے تو ان تمام صورتوں میں جو قیمت کم ہوگئی ہے وہ ادا کرنی ہوگی۔

﴿۱۴۳۹﴾ وَتَجِبُ الْقِيْمَةُ بِقَطْعِ بَعْضِ قَوَائِمِهِ وَنَتْفِ رِيْشِهِ وَكَسْرِ بَيْضِهِ.

قوائمۃ یہ جمع مؤنث ہے، واحد قائمۃ ہے، ناتف کسر باب (ض) کا مصدر ہے توڑنا، بیض و بیضۃ انڈا۔

ترجمہ اور واجب ہوگی قیمت اس کے بعض ہاتھ پاؤں کے کاٹ دینے سے اور اس کے پروں کے اکھاڑ دینے سے اور اس کے انڈے کو توڑ دینے سے۔

تشریح فرماتے ہیں کہ اگر محرم نے کسی شکار کے ہاتھ پاؤں کاٹ ڈالے یا اس کے بازو اکھاڑ دیئے یہاں تک کہ وہ پرندہ اور شکار کا جانور اپنی حفاظت اور لوگوں سے بچنے کے قابل بھی نہ رہا تو اس محرم پر اس کی پوری قیمت واجب ہوگی، کیوں کہ محرم نے جب اس کا آلہ حفاظت معدوم کر دیا تو گویا اس کے امن کو ختم کر دیا اور امن کو ختم کرنے والا قاتل کے درجہ میں ہے، لہذا اس پر مقتول کی پوری قیمت واجب ہوگی، آگے فرماتے ہیں کہ اگر محرم نے شکار کا انڈا توڑ دیا اور وہ صحیح وسالم تھا تو انڈے کی قیمت کا تاوان واجب ہے۔

﴿۱۴۴۰﴾ وَلَا يُجَاوَزُ عَنْ شَاةٍ بِقَتْلِ السَّبُعِ.

یجاوز فعل مضارع مجہول باب مفاعلۃ سے مُجَاوَزَۃٌ مصدر ہے آگے بڑھنا سَبُعٌ جمع سِبَاعٌ خونخوار جانور، درندہ۔

ترجمہ اور آگے نہیں بڑھائی جائے گی بکری سے درندہ کے مارنے کے عوض میں۔

تشریح اگر محرم نے غیر ماکول اللحم شکار کو قتل کر ڈالا جیسے درندے شیر چیتا وغیرہ تو اس پر بھی جزا واجب ہوگی، اور جزا اس قدر واجب کی جائے گی کہ وہ ایک بکری کی قیمت سے تجاوز نہ کرے۔

﴿۱۴۴۱﴾ وَإِنْ صَالَ لَا شَيْءَ بِقَتْلِهِ.

صَالَ ماضی معروف باب (ن) صَوْلٌ مصدر ہے حملہ کرنا۔

ترجمہ اور اگر حملہ کر دے تو کوئی چیز نہیں ہے اس کو مارنے سے۔

تشریح اگر درندے نے بغیر چھیڑے ہی محرم پر حملہ کر دیا اور محرم نے اس کو قتل کر دیا تو اس پر جزا واجب نہ ہوگی۔ کیوں کہ محرموں کو جانوروں کے ساتھ تعرض کرنے سے تو روکا گیا ہے مگر اپنے اوپر تکلیف اور پریشانی آنے سے ان سے نہیں روکا گیا ہے۔

﴿۱۳۳۲﴾ وَلَا يُجْزِئُ الصَّوْمُ بِقَتْلِ الْحَلَالِ صَيْدَ الْحَرَمِ وَلَا بِقَطْعِ حَشِيْشِ الْحَرَمِ وَشَجَرَةِ النَّابِتِ بِنَفْسِهٖ وَلَيْسَ مِمَّا يُنْبِتُهُ النَّاسُ بَلِ الْقِيْمَةُ.

حشیش ہری گھاس ینبت فعل مضارع معروف باب افعال سے انباتا مصدر ہے اگانا۔

ترجمہ اور کافی نہیں ہو سکتا روزہ رکھنا غیر محرم کے مارنے سے حرم کے شکار کو اور نہ حرم کے گھاس کے کاٹنے سے اور نہ اس درخت کے کاٹنے سے جو اپنے آپ پیدا ہوا ہے، اور نہ ہو ان درختوں میں سے جس کو لوگ اگاتے ہیں، بلکہ قیمت ہے۔

حدود حرم کی گھاس اور پیڑ کاٹنا

حدود حرم کی خودرو گھاس اور جنگلی درخت کاٹنا جائز نہیں، اسی طرح حدود حرم کے شکار کو مارنا محرم اور حلال دونوں کے لئے جائز نہیں لہٰذا اگر گھاس یا پیڑ کاٹ لیا تو اس کی قیمت ادا کرنا لازم ہوگا، اسی طرح اگر حدود حرم کے شکار کو مارا ہے تو اس کی قیمت کا صدقہ کرنا ہوگا روزہ رکھنے سے کام نہ چلے گا، اور جو درخت ایسا ہے جس کو انسان اگاتا ہے جیسے آم سیب کیلا گیہوں وغیرہ ان کو کاٹنا جائز ہے، خواہ خود اگا ہو یا کسی نے اگایا ہو، اسی طرح خودرو گھاس یا درخت یا اس کی کوئی شاخ جب سوکھ جائے تو اس کو کاٹ سکتے ہیں، اور تر گھاس اور تر درخت کو کاٹنے میں جزا واجب ہوتی ہے، اور حرم کی گھاس اور درخت اگر جانور خود چر لیں تو کوئی حرج نہیں، مگر گھاس کو کاٹ کر یا چھے تو ڑ کر جانور کو کھلانا جائز نہیں ورنہ جزا واجب ہوگی، اور جاننا چاہئے کہ حرم میں خودرو گھاس درخت شاذ ونادر ہی پیدا ہوتے ہیں، وہاں پتھریلی پتھر ہیں، گھاس کا نام ونشان نہیں البتہ اب حکومت اس کی طرف متوجہ ہے، اس نے درخت لگائے ہیں مگر وہ انسان کے اگائے ہوئے ہیں اس لئے ان کو کاٹنا جائز ہے۔ (غنیۃ الناسک: ۳۰۳-۳۰۴-۳۰۲ تحفۃ الالمعی: ۳/ ۱۹۶)

﴿۱۳۳۳﴾ وَحُرِّمَ رَعْيُ حَشِيْشِ الْحَرَمِ وَقَطْعُهٗ إِلَّا الْإِذْخِرَ وَالْكَمْأَةَ.

رعی باب (ف) کا مصدر ہے رَعَى الْمَاشِيَةَ رَعْيًا وَمَرْعًى جانور کو چرانا۔ اذخر سبز گھاس ایک قسم کی خوشبودار گھاس واحد إِذْخِرَةٌ جمع أَذَاخِر، الکماۃ، سانپ کی چھتری کھنبی ہے جو برسات کے موسم میں زمین پر از خود پیدا ہو جاتا ہے، یہ اروی کی طرح گول جڑ کا ہوتا ہے، جس کا تنا نہ تنا ہے اور نہ رگیں اس کا رنگ خیالے پن کی طرح ہوتا ہے اور اسے تل کر کھاتے ہیں۔

ترجمہ اور حرام ہے حرم کی گھاس کا چرانا اور اس کا کاٹنا مگر اذخر اور کھنبی۔

تشریح حدود حرم کی تر گھاس کا چرانا کاٹنا اور اکھیڑنا جائز نہیں ہے مگر اذخر اور سانپ کی چھتری کہ ان میں کوئی حرج نہیں ہے۔

فصل

﴿۱۴۴۴﴾ وَلَا شَيْءَ بِقَتْلِ غُرَابٍ وَحِدَأَةٍ وَعَقْرَبٍ وَفَارَةٍ وَحَيَّةٍ وَكَلْبٍ عَقُورٍ وَبَعُوضٍ وَنَمْلٍ وَبُرْغُوثٍ وَقُرَادٍ وَسُلَحْفَاةٍ وَمَا لَيْسَ بِصَيْدٍ.

غُراب کوا، اس کی بہت سی انواع ہیں (۱) سیاہ (۲) پہاڑی کوا جس کے بازو سیاہ اور بڑے ہوتے ہیں (۳) وہ کوا جس کی چونچ اور پیر سرخ ہوں، یہاں یہ تمام قسمیں مراد ہیں سوائے عقعق کے کہ ایک پرندہ کوے ہی کے مانند ہوتا ہے۔ حِدَأَۃ چیل جمع حِدَاء۔ عَقرَب بچھو، (اکثر مؤنث ہوتا ہے) جمع عَقَارِب عُقرُبَاءُ بچھو کی مادہ۔ کَلب عَقُور کاٹنے والا کتا۔ بعوض مچھر بَعَضَ يَبْعَضُ بَعْضاً باب (ف) مچھر کا کاٹنا۔ نَمل ان کا واحد نَمْلَۃ ہے چیونٹی نَمِلَ يَنْمَلُ نَمَلاً باب (س) کسی جگہ کا بہت چیونٹیوں والا ہونا۔ بُرْغُوث پسو جمع بَرَاغِيث۔ قُرَاد چچڑی ایک قسم کا کیڑا جوں کی طرح جانوروں کے جسم میں پیدا ہوتا ہے واحد قُرَادَۃ۔ سُلَحْفَاۃ کچھوا جمع سَلَاحِف۔

ترجمہ اور کوئی چیز نہیں کوا، چیل، بچھو، چوہا، سانپ، کٹکھنا کتا، مچھر، چیونٹی، پسو، چچڑی، کچھوا اور وہ جاندار جو شکار نہیں ان کے مارنے میں۔

حدود حرم یا حالت احرام میں کس قسم کے جانور کو مارنا جائز ہے۔

حالت احرام میں محرم کے لئے اور حدود حرم میں حلال کے لئے مندرجہ ذیل جاندار کا جان سے مار دینا جائز ہے، اور اس سلسلے میں امام اعظمؒ نے موذی اور زمین کے کیڑوں کا ضابطہ بنایا ہے، پس جو جانور ستاتا ہے اسی طرح زمین کے کیڑے ہیں ان کو مار سکتے ہیں۔ (۱) گندگی کھانے والے کوے کو مار سکتے ہیں، جب اونٹ وغیرہ کی کوھان زخمی ہوتی ہے تب کوے کا تماشا دیکھنا چاہئے، زخم میں چونچیں مارتا ہے، اس کو ٹھیک ہی نہیں ہونے دیتا۔ (۲) چیل مرغی کے چوزے جھپٹ لیتی ہے گویا یہ بھی موذی جانور ہے اسے بھی مارنا جائز ہے۔ (۳) بچھو (۴) کٹ کھنا کتا ان کا پریشان کرنا ظاہر ہے۔ (۵) چوہا اناج کھا جاتا ہے، دودھ پی جاتا ہے، اور کپڑے کتر دیتا ہے۔ (۶) سانپ (۷) مچھر (۸) کاٹنے والی چیونٹی (۹) پسو (۱۰) چچڑی (۱۱) کچھوا نیز ہر وہ موذی جاندار جو بدن انسان سے پیدا نہیں ہوتا ہے اس کو بھی حالت احرام میں مارنا جائز ہے جیسے مچھر وغیرہ۔

فصل

﴿۱۳۲۵﴾ اَلْهَدْيُ اَدْنَاهُ شَاةٌ وَهُوَ مِنَ الْإِبِلِ وَالْبَقَرِ وَالْغَنَمِ.

هَدْيٌ اور هَدِيٌّ دونوں لغت ہیں دال کے سکون اور یاء کی تخفیف کے ساتھ وھو الافصح اور دال کا کسرہ اور یاء کی تشدید کے ساتھ اول کا مفرد هَدْيَةٌ جیسے جَدْيٌ و جَدْيَةٌ اور ثانی کا هَدِيَّةٌ جیسے مَطِيٌّ و مَطِيَّةٌ۔ حرم میں بھیجا جانے والا قربانی کا جانور۔

ترجمہ: هدی اس کا کم سے کم درجہ ایک بکری ہے اور وہ اونٹ گائے اور بکری سے ہے۔

ہدی کی تعریف واقسام

ھدی اس مخصوص چوپایہ کو کہتے ہیں جس کو محرم بالحج یا محرم بالعمرہ قربانی کی نیت سے حرم لے جائے اللہ کا قرب حاصل کرنے کے لئے حنفیہ کے یہاں ھدی کا لے جانا بڑی اہمیت رکھتا ہے، حتی کہ یہ چیز ان کے نزدیک تلبیہ کے قائم مقام ہو جاتی ہے، اس تعریف کے بعد صورت مسئلہ تفصیلی ھدی تین قسم کے جانور ہیں اونٹ، گائے، بکری، اونٹ اعلی ہے، اور اس میں نر و مادہ دونوں ہیں، گائے بیل بھینس کٹوا کٹوی بچھڑا بچھڑی یہ اوسط ہیں، اور بکرا بکری بھیڑ یہ ادنی ہیں، اور قربانی کے جانوروں کی عمریں متعین ہیں، بکرا بکری دنبہ بھیڑ ایک سال کے ہوں لیکن اگر بھیڑ اور دنبہ چھ ماہ سے زیادہ اور ایک سال سے کم ہو مگر اتنا موٹا تازہ ہو کہ سال بھر کا معلوم ہوتا ہو، اور سال بھر والے بھیڑ دنبوں میں اگر چھوڑ دیا جائے تو سال بھر سے کم کا معلوم نہ ہوتا ہو، تو اس کی قربانی کرنا اور ھدی بنا کر لے جانا جائز ہے، گائے بیل وغیرہ دو سال کے ہو نے چاہئے، اور اونٹ اونٹنی پانچ سال کے۔ (انوار القدوری: ۱/۳۳۲)

﴿۱۳۲۶﴾ وَمَا جَازَ فِي الضَّحَايَا جَازَ فِي الْهَدَايَا.

ضحایا اس کا واحد ضَحِيَّةٌ ہے قربانی کا جانور

ترجمہ: اور وہ جانور جو جائز ہے قربانیوں میں جائز ہے ھدیوں میں۔

ہدی کی شرطیں

فرماتے ہیں کہ جس جانور کی قربانی کرنا جائز ہے، اور جو اس کی شرائط ہیں، وہی سب ھدی کے جانور کے لئے ضروری ہیں۔ (۱) مثلاً عیب دار جانور کی قربانی جائز نہیں جیسے تہائی کان یا تہائی سے زیادہ کٹا ہوا ہو یا تہائی دم یا تہائی سے زیادہ کٹی ہوئی ہو، ایسے ہی ہاتھ پیر کٹا ہوا ہو تو ایسے جانور کو ھدی بنانا بھی جائز نہیں۔ (۲) جو جانور کانا ہو یا ایک آنکھ کی

تہائی روشنی یا اس سے زیادہ جاتی رہی ہو تو اس کی قربانی وھدی بھی درست نہیں ہے (۳) جو جانور لنگڑا ہو یا بالکل مریل ہو کہ ہڈیوں میں گودا نہ رہا ہو یا صرف تین پاؤں سے چلتا ہے چوتھا پاؤں رکھا ہی نہیں جاتا یا رکھتا تو ہے لیکن اس سے چل نہیں سکتا تو اس کی بھی قربانی جائز نہیں تو ھدی بنانا بھی صحیح نہیں۔ (انوار القدوری: ۱/ ۳۲۷)

﴿۱۳۲۷﴾ وَالشَّاةُ تَجُوزُ فِي كُلِّ شَيْءٍ إِلَّا فِي طَوَافِ الرُّكْنِ جُنُبًا وَوَطْءٍ بَعْدَ الْوُقُوفِ قَبْلَ الْحَلْقِ فَفِي كُلٍّ مِنْهُمَا بَدَنَةٌ.

ترجمہ اور بکری جائز ہے ہر جگہ میں مگر طواف زیارت کرنے میں بحالت جنابت اور صحبت کرنے میں وقوف عرفہ کے بعد سر منڈانے سے پہلے پس ان میں سے ہر ایک کے اندر بدنہ ہے۔

کفارہ میں بدنہ کب لازم ہوتا ہے

اس عبارت میں اس مسئلہ کی وضاحت کرنا چاہتے ہیں کہ کفارہ میں بدنہ کن کن صورتوں میں لازم ہوتا ہے، اور کفارہ میں بدنہ صرف حج کی جنایت میں واجب ہوتا ہے، عمرہ کی کسی بھی جنایت میں بدنہ واجب نہیں ہوتا اور بدنہ ہر اس بڑے جانور کو کہا جاتا ہے کہ جس کے سات حصے ہوتے ہوں، جیسے اونٹ گائے بیل وغیرہ اور حج کی جنایات میں بدنہ واجب ہونے کی تین صورتیں ہیں صاحب کتاب نے دو صورتیں بیان کی ہیں۔ (۱) حالت جنابت میں طواف زیارت کرے گا تو جرمانہ میں بدنہ واجب ہوگا (۲) حج میں وقوف عرفہ کے بعد حلق اور طواف زیارت سے قبل بیوی سے ہمبستری ہو جائے تو جرمانہ میں بدنہ کی قربانی واجب ہو جائے گی، اور حضرات ائمہ ثلاثہ کے نزدیک اگر وقوف عرفہ کے بعد جمرہ عقبہ کی رمی سے پہلے جماع ہو جائے تو حج ہی فاسد ہو جائے گا اور حضرت امام اعظمؒ کے نزدیک حج فاسد نہ ہوگا البتہ جرمانہ میں بدنہ واجب ہو جائے گا، (۳) حالت حیض یا نفاس میں طواف زیارت کرے گی تو جرمانہ میں بدنہ واجب ہوگا نیز بحالت جنابت یا بحالت حیض ونفاس کیا ہوا طواف شرعاً معتبر ہو جائے گا اور اس کو پاکی کی حالت میں لوٹانا ضروری ہوگا اگر کفارہ دینے سے پہلے لوٹا لیا تو بدنہ ساقط ہو جائے گا ایسے ہی اگر ایام نحر کے اندر اندر لوٹا لیا تو کوئی چیز واجب نہیں رہی اور اگر ایام نحر کے بعد لوٹایا تو تاخیر کی وجہ سے ایک بکری کی قربانی واجب ہوگی۔

﴿۱۳۲۸﴾ وَخُصَّ هَدْيُ الْمُتْعَةِ وَالْقِرَانِ بِيَوْمِ النَّحْرِ فَقَطْ.

ترجمہ اور خاص کی گئی متعہ اور قران کی ھدی صرف یوم النحر کے ساتھ۔

قربانی کا وقت

حاجی کی قربانی دسویں ذی الحجہ سے بارہویں ذی الحجہ کے اندر اندر ہونی واجب ہے لہٰذا اگر دسویں سے قبل کرے

کا تو قربانی ابھی صحیح نہ ہوگی اور بارہویں ذی الحجہ سے مؤخر کرے گا تو ترک واجب کا جرمانہ لازم ہوگا، اور بعض فقہاء نے نفلی قربانی کو بھی ایام نحر کے اندر کرنا واجب کہا ہے۔ (ایضاح المناسک/۱۹۲، غنیۃ الناسک: ۱۱۱، زیلعی: ۲/۹۰)

﴿۱۳۴۹﴾ وَخُصَّ ذَبْحُ كُلِّ هَدْيٍ بِالْحَرَمِ إِلَّا أَنْ يَكُوْنَ تَطَوُّعًا.

ترجمہ اور خاص کی گئی ہر ھدی کی قربانی حرم میں مگر یہ کہ ہو نفلی۔

دم صرف حدود حرم میں ذبح ہوگا

حاجیوں کی قربانی حدود حرم کے اندر ہونا واجب ہے، لہٰذا اگر حدود حرم سے باہر حل میں یا وطن واپس آکر کریں گے تو ترک واجب کی وجہ سے اس قربانی کے علاوہ ایک اور قربانی جرمانہ میں کرنا واجب ہو جائے گا۔ (تبیین الحقائق: ۲/۹۰)

﴿۱۳۵۰﴾ وَتَعَيَّبَ فِي الطَّرِيْقِ فَيَنْحَرُ فِيْ مَحَلِّهِ وَلَا يَأْكُلُهُ غَنِيٌّ.

ترجمہ اور (اگر) عیب دار ہو گئی راستہ میں تو ذبح کردے اسی جگہ میں اور نہ کھائے اس کو مالدار۔

ہدی اگر حرم میں پہنچنے سے قبل ہلاک ہونے لگے تو کیا کیا جائے؟

ھدی اگر اپنے محل یعنی حرم تک پہنچنے سے قبل ہلاک ہونے لگے تو کیا کیا جائے؟ اس کی تفصیل یہ ہے کہ اگر وہ نفلی ھدی ہے تو اس کو ذبح کردے، پھر اس میں سے خود کھانا اور مالداروں کو کھلانا جائز نہیں بلکہ اسے صرف فقراء ہی کھا سکتے ہیں، اور اگر وہ ہدی واجب تھی تو اس کے ذمہ ضروری ہے کہ اس کی جگہ دوسری ھدی کی قربانی کرے اور یہ ھدی اس کی ملکیت ہوگی چنانچہ اسے خود کھانے اور مالداروں اور فقراء کو کھلانے اور ہر قسم کے تصرف کا اختیار ہے۔

(معارف السنن: ۶/۵۰۲)

﴿۱۳۵۱﴾ وَتَقْلِيْدُ الْحَرَمِ وَغَيْرِهِ سَوَاءٌ.

ترجمہ اور حرم و غیر حرم کا فقیر برابر ہے۔

صدقہ کہاں ادا کیا جائے گا

جب صدقہ واجب ہو تو وہ کہیں بھی دیا جا سکتا ہے، اس میں حدود حرم کی قید نہیں لیکن فقراء حرم کو دینا افضل ہے۔

(غنیۃ المناسک: ۲۶۹)

﴿۱۳۵۲﴾ وَتُقَلَّدُ بَدَنَةُ التَّطَوُّعِ وَالْمُتْعَةِ وَالْقِرَانِ فَقَطْ.

تقلد مضارع مجہول تقلیداً مصدر ہے جوتے یا چمڑے کا ہار بنا کر ہدی کی گردن میں ڈالنا۔

ترجمہ اور قلادہ ڈالا جائے نفلی تمتع اور قران کے بدنہ کو صرف۔

کن جانوروں کی تقلید کرے اور کن کی نہیں

نفلی قربانی تمتع یا قران کی قربانی کے جانور یعنی اونٹ یا گائے کے گلے میں جوتے یا چمڑے کا کوئی ٹکڑا ڈال دینا چاہئے لیکن محصر جو قربانی کا جانور حرم محترم بھیج رہا ہے یا حج کے اندر کسی جرم کرنے کی وجہ سے جو قربانی لازم ہوتی ہے ان کی تقلید نہ کرے یعنی گلے میں علامت نہ ڈالے کیوں کہ اس سے جرم کی شہرت ہوگی جو جائز نہیں ہے، اور دم احصار نقصان کی تلافی کرنے والا ہے تو یہ بھی اپنی جنس کے ساتھ لاحق کیا جائے گا۔

﴿۱۳۵۳﴾ وَيَتَصَدَّقُ بِجِلَالِهِ وَخِطَامِهِ وَلَا يُعْطِي أَجْرَ الْجَزَّارِ مِنْهُ.

جلال جُلٌّ کی جمع ہے جھول خطام مہار نکیل جمع خُطُم جزار قصائی گوشت کاٹنے والا یا فروخت کرنے والا جانور ذبح کرنے والا۔

ترجمہ اور خیرات کردے اس کی جھول اور اس کی نکیل اور نہ دی جائے قصائی کی مزدوری اس میں سے۔

تشریح قربانی کے جانور کی رسی جھول وغیرہ سب چیزیں خیرات کردیں، اور اس جانور کا گوشت یا کھال وغیرہ قصائی کو مزدوری میں نہ دیں بلکہ مزدوری اپنے پاس سے الگ سے دیں۔

﴿۱۳۵۴﴾ وَلَا يَرْكَبُهُ بِلَا ضَرُورَةٍ.

ترجمہ اور سوار نہ ہو اس پر بلا ضرورت۔

تشریح اگر کوئی شخص ہدی لے کر جا رہا تھا پھر تھک جانے کی وجہ سے سوار ہونے پر مجبور ہو گیا تو اس پر سوار ہونا جائز ہے، اور اگر پیدل چلنے پر قدرت ہے تو اس صورت میں اس پر سواری نہ کرے۔

﴿۱۳۵۵﴾ وَلَا يَحْلِبُ لَبَنَهُ إِلَّا أَنْ بَعُدَ الْمَحِلُّ فَيَتَصَدَّقُ بِهِ وَيَنْضِحُ ضَرْعَهُ إِنْ قَرُبَ الْمَحِلُّ بِالنُّقَاخِ.

یحلب مضارع مجہول باب نصر سے حلباً مصدر ہے، دودھنا، دودھ نکالنا لبن دودھ جمع البان ینضح فعل مضارع معروف باب فتح و ضرب نضحاً مصدر ہے تر کرنا پانی کے چھینٹے دینا، ضرع تھن جمع ضروع نقاخ نون اور خاء کے ضمہ کے ساتھ اور قاف کے فتحہ کے ساتھ ٹھنڈا صاف پانی۔

ترجمہ اور نہ دوہا جائے اس کا دودھ مگر یہ کہ وہ مقام بہت دور ہو تو صدقہ کردے، اس کا دودھ اور چھڑک

دے اس کے تھنوں پر اگر مقام قریب ہو ٹھنڈا پانی۔

تشریح: اگر ھدی مادہ جانور ہے، اور وہ دودھ دیتا ہے تو محرم اس کا دودھ نہ نکالے، اور اس کے تھنوں پر ٹھنڈے پانی کے چھینٹیں مارتا رہے، تاکہ دودھ سوکھ جائے لیکن یہ حکم اس وقت ہے، جبکہ قربانی کا وقت قریب ہو اگر وقت ذبح دور ہو تو اس کو دودھ لے اور اس کے دودھ کو صدقہ کردے۔

﴿۱۲۵۶﴾ وَلَوْ نَذَرَ حَجًّا مَاشِيًا لَزِمَهُ وَلَا يَرْكَبُ حَتّٰى يَطُوْفَ لِلرُّكْنِ فَإِنْ رَكِبَ أَرَاقَ دَمًا.

ترجمہ: اور اگر نذر مانے پیدل حج کرنے کی تو لازم ہوگا اس پر حج پیدل کرنا اور سوار نہیں ہوسکتا یہاں تک کہ طواف رکن کرلے پس اگر سوار ہوجائے تو خون بہائے۔

تشریح: صورت مسئلہ یہ ہے کہ اگر کسی شخص نے پیدل حج کی نذر مانی تو اب اس کے لئے ضروری ہے کہ وہ اپنے گھر سے پیدل چلے اور اس وقت تک سواری پر سوار نہ ہو جب تک وہ طواف زیارت نہ کرے کیوں کہ طواف زیارت کے بعد حج کے ارکان وافعال پورے ہوجاتے ہیں اگر یہ سوار ہوکر گیا تو اس پر دم واجب ہوگا۔

﴿۱۲۵۷﴾ وَفُضِّلَ الْمَشْيُ عَلَى الرُّكُوْبِ لِلْقَادِرِ عَلَيْهِ وَفَّقَنَا اللّٰهُ تَعَالٰى بِفَضْلِهٖ وَمَنَّ عَلَيْنَا بِالْعَوْدِ عَلٰى أَحْسَنِ حَالٍ إِلَيْهِ بِجَاهِ سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ.

فُضِّلَ ماضی مجہول باب تفعیل (م) تفضیلا چند چیزوں میں سے کوئی ایک چیز چھانٹنا، مشی باب (ض) کا مصدر ہے، چلنا ارادہ سے ایک جگہ سے دوسری جگہ جانا، رُکُوْبٌ باب (س) کا مصدر ہے سوار ہونا، وَفَّقَنَا فعل ماضی توفیق مصدر ہے اللہ کی جانب سے بندے کیلئے شر کی راہ مسدود ہونا اور خیر کی راہ کھلنا مقصد برآری کیلئے اسباب خیر مہیا کرنا اور رکاوٹیں دور کرنا، مدد خداوندی۔

ترجمہ: اور فضیلت دی گئی پیدل چلنے والے کو سوار ہونے پر قدرت رکھنے والے کے لئے خداوند عالم ہم کو توفیق عنایت فرمائے اپنے فضل وکرم سے اور ہم پر احسان فرمائے دوبارہ حج کرنے کے لئے بہترین حالت میں ہمارے سردار محمد ﷺ کے واسطے سے۔

پیدل حج کرنا افضل ہے

فرماتے ہیں کہ جس شخص کے اندر پیدل چلنے کی قدرت ہے اس کیلئے پیدل حج کرنا افضل ہے امام ابوبکر ہیثمیؒ نے مجمع الزوائد میں حضرت عبد اللہ بن عباسؓ سے ایک حدیث شریف نقل فرمائی ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد

فرمایا کہ جو حاجی سوار ہو کر حج کرتا ہے اس کے لئے سواری کے ہر قدم پر ستر نیکیاں لکھی جاتی ہیں اور جو شخص پیدل حج کرتا ہے اس کے لئے ہر قدم پر سات سو نیکیاں لکھی جاتی ہیں، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم سے دریافت کیا گیا، کہ حرم شریف کی عبادت کی نیکیاں کتنی ہوتی ہیں؟ تو آپ نے ارشاد فرمایا کہ حدود حرم کی ایک نیکی ایک لاکھ نیکیوں کے برابر ہوتی ہے۔ (مجمع الزوائد: ۳/۲۰۹) یہ اللہ تعالیٰ کا بے شمار انعام واحسان ہے، کہ ایک عبادت کے عوض میں ہزاروں لاکھوں عبادتوں کے برابر نیکیاں عطا فرماتے ہیں، اے اللہ ہم کو قبول فرما اور بار بار اپنی بارگاہ کی حاضری اور اپنے پاک اور پیارے حبیب صلی اللہ علیہ وسلم کی بار بار زیارت نصیب فرما یا رب صلی وسلم دائما ابدا علی حبیبك خیر الخلق کلھم۔ (ایضاح المناسک: ۲۴-۲۵)

فصل

مدینۃ المنورہ کی فضیلت

پوری روئے زمین میں سب سے افضل ترین زمین کا وہ حصہ ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے جسد اطہر سے ملا ہوا ہے، اور یہ خوش قسمتی مدینہ طیبہ کو حاصل ہے، اس کے بعد کعبۃ اللہ اور حرم کی ہے، اس کے بعد حدود مدینۃ المنورہ ہے۔ (شامی مصری: ۲/۲۵۲، شامی کراچی: ۲/۶۲۶) اور حضرت علیؓ سے منقول ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اللہ تعالیٰ سے دعا فرمائی اے اللہ حضرت ابراہیم تیرے بندے اور تیرے خلیل تھے انہوں نے اہل مکہ کے لئے برکت کی دعا فرمائی تھی اور میں تیرا بندہ اور تیرا رسول ہوں میں اہل مدینہ کے لئے برکت کی دعا کرتا ہوں تو اہل مدینہ کو اہل مکہ سے دگنی برکت عطا فرما چنانچہ آج مدینہ کی برکت لوگوں کے سامنے ہے۔ (ترمذی شریف: ۲/۲۲۹)

دل میرا تسخیر کیا ایک عربی نے   کی مدنی ہاشمی ومطلبی نے

(ایضاح المناسک: ۱۸۹)

مدینہ منورہ کا سفر

جب مکۃ المکرمہ سے مدینۃ المنورہ کے لئے روانہ ہو جائے تو راستہ میں کثرت کے ساتھ درود وسلام پڑھتا جائے اور جہاں تک ممکن ہو اسی میں مستغرق اور منہمک رہے، اور راستہ میں مسجد حرام سے ۱۶ سولہ کلومیٹر کے فاصلے پر مقام سرف پڑے گا اسی میں ام المومنین حضرت میمونہؓ کی قبر ہے، ممکن ہو تو وہاں کھڑے ہو کر فاتحہ وایصال ثواب کرے۔ (غنیۃ المناسک: ۲۰۲، ایضاح المناسک: ۱۸۸)

حرمت مدینہ منورہ

حضرت ابو ہریرہؓ وحضرت انسؓ سے منقول ہے کہ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا ہے کہ اے اللہ جس

طرح حضرت ابراہیمؑ نے حدود مکۃ المکرمہ کو محترم قرار دیا ہے اسی طرح میں مدینۃ المنورہ کو محترم قرار دیتا ہوں۔ (ترمذی:۲/۲۳۰، ایضاح المناسک:۱۹۰)

حدودِ مدینہ منورہ

حدود مدینہ منورہ بڑے بڑے دو پہاڑوں کے درمیان وسیع و عریض ہموار علاقہ ہے جس کے ایک طرف جبل احد اور دوسری طرف جبل عیر ہے، اور بعض روایات میں جبل احد کی جگہ جبل ثور آیا ہے، اور مدینہ منورہ میں جبل ثور کے نام سے ایک چھوٹی سی پہاڑی ہے، جو جبل احد کے دامن پر ہے اور مکہ مکرمہ میں جو جبل ثور ہے، وہ کافی بڑا ہے، بہرحال جب مدینہ منورہ کی حدود میں داخل ہو جائے تو ہمیشہ اس کی فکر میں رہنا چاہئے کہ ارض مقدس کے احترام کے خلاف کوئی امر صادر نہ ہو۔ (ایضاح المناسک:۱۹۰)

(۱۲۵۸) فِي زِيَارَةِ النَّبِيِّ عَلَى سَبِيلِ الْاِخْتِصَارِ تَبَعًا لِمَا قَالَ فِي الْاِخْتِيَارِ لَمَّا كَانَتْ زِيَارَةُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مِنْ أَفْضَلِ الْقُرَبِ وَأَحْسَنِ الْمُسْتَحَبَّاتِ بَلْ تَقْرُبُ مِنْ دَرَجَةِ مَا لَزِمَ مِنَ الْوَاجِبَاتِ فَإِنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَرَّضَ عَلَيْهَا وَبَالَغَ فِي النَّدْبِ إِلَيْهَا فَقَالَ مَنْ وَجَدَ سَعَةً وَلَمْ يَزُرْنِي فَقَدْ جَفَانِي وَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ زَارَ قَبْرِي وَجَبَتْ لَهُ شَفَاعَتِي وَقَالَ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ مَنْ زَارَنِي بَعْدَ مَمَاتِي فَكَأَنَّمَا زَارَنِي فِي حَيَاتِي إِلَى غَيْرِ ذٰلِكَ مِنَ الْأَحَادِيثِ وَمِمَّا هُوَ مُقَرَّرٌ عِنْدَ الْمُحَقِّقِينَ أَنَّهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حَيٌّ يُرْزَقُ مُمَتَّعٌ بِجَمِيعِ الْمَلَاذِّ وَالْعِبَادَاتِ غَيْرَ أَنَّهُ حُجِبَ عَنْ أَبْصَارِ الْقَاصِرِينَ عَنْ شَرِيفِ الْمَقَامَاتِ.

تقرب فعل مضارع معروف باب (ک) قُرَابَةً وقُرْبًا وقُرْبَةً (م) قریب ہونا۔ حرض فعل ماضی معروف باب تفعیل تحریض مصدر ہے آمادہ کرنا۔ بالغ ماضی معروف باب مفاعلۃ مبالغۃ مصدر ہے آخری حد کو پہنچنا، مبالغہ سے مراد یہاں پر وہ فعل ہے کہ جس کے کرنے پر وعدہ ہے اور چھوڑنے پر سزا ہے۔ سعۃ سین کے فتح و کسرہ کے ساتھ گنجائش، جفانی فعل ماضی معروف باب (ن) جَفَاءً وجَفْوًا بے رخی برتنا۔ مقرر اسم مفعول باب تفعیل سے تقریرًا (م) ہے متعین کرنا، ثابت کرنا۔ حی زندہ جمع أحیاء۔ ممتع اسم مفعول باب تفعیل سے لطف اندوز ہونے کے مواقع دینا، لطف اندوز کرنا، فائدہ پہنچانا۔ ملاذ واحد ملذۃ خواہشات۔ حجب ماضی مجہول باب نصر حجبًا مصدر ہے رکاوٹ بننا۔ قاصرین اسم فاعل ہے باب (ن) (م) قُصُورًا کسی کام سے عاجز رہنا، اور عن شریف المقامات یہ قاصرین کے متعلق ہے۔

تشریح: حضرت نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کے بیان میں مختصر طریقہ پر اتباع کرتے ہوئے اس کی جو بیان کیا اختیار میں جبکہ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت عبادتوں میں افضل ہے، اور تمام مستحب چیزوں میں بہترین ہے بلکہ قریب ہے، ان واجب عبادتوں کے درجہ کے جو لازم ہیں کیوں کہ نبی نے ترغیب دی ہے، زیارت پر اور مبالغہ کیا زیارت کی طرف جانے میں چنانچہ فرمایا جس نے گنجائش پائی اور میری زیارت نہیں کی پس مجھ پر ظلم کیا اور فرمایا جس نے میری قبر کی زیارت کی تو لازم ہوگی اس کے لئے میری شفاعت اور فرمایا جس نے میری زیارت کی میرے انتقال کے بعد پس گویا کہ میری زیارت کی میری زندگی میں اور اس کے علاوہ دیگر احادیث ہیں اور محققین کے نزدیک محقق اور تحقیق شدہ بات یہ ہے کہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم زندہ ہیں آپ کو رزق دیا جاتا ہے، (جو بھی آپ کی شان کے لائق ہو) اور لطف اندوز ہیں جملہ خواہشات اور عبادتوں سے علاوہ اس بات کے کہ او جھل رکھا گیا کوتاہ نظروں کی آنکھوں سے اور ان لوگوں کی آنکھوں سے جو مقامات عالیہ سے دور ہیں۔

روضۂ اطہر کی زیارت کی فضیلت

حج سے فراغت کے بعد سب سے افضل اور بڑی سعادت سید المرسلین خاتم النبیین رحمۃ للعالمین رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے روضہ اطہر کی زیارت ہے، کوئی بھی صاحب ایمان ایسا نہیں کر سکتا کہ دیار مقدس میں پہنچنے کے بعد روضہ اقدس کی زیارت سے محروم واپس آجائے اور جو واپس آجائے تو اس کی بڑی بدبختی ہے، وہاں جانے کے بعد روضہ اطہر کی زیارت کرنا واجب کے قریب کا درجہ رکھتا ہے، حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ موقع اور گنجائش کے باوجود جس نے میری زیارت نہیں کی اس نے مجھے تکلیف دی، اور مجھے ناراض کیا، ایک حدیث میں آیا ہے کہ جس نے میری قبر کی زیارت کی اس کے لئے میری شفاعت واجب ہوگئی، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا ہے کہ جو شخص میری وفات کے بعد میری قبر کی زیارت کرے گا تو اس کی فضیلت ایسی ہے، جیسے میری زندگی میں میری زیارت کی ہے، یعنی میری زندگی میں زیارت کا اجر و ثواب ملے گا۔ (ایضاح المناسک: ۱۸۷) اس کے علاوہ اور بھی بہت سی روایات ہیں جن سے روضہ اطہر کی فضیلت معلوم ہوتی ہے، اور محققین فرماتے ہیں کہ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں زندہ ہیں اور تمام ملاذ حیات اور عبادتوں سے فائدہ اٹھاتے رہتے ہیں، ہاں یہ ضرور ہے کہ کوتاہ نظروں کی آنکھوں سے اور ان لوگوں کی نظروں سے جو مقامات عالیہ کی شرافت سے بعید ہیں اس قدر حضور صلی اللہ علیہ وسلم او جھل ہیں جتنے یہ لوگ مقامات عالیہ سے دور ہیں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی مثال آپ کے پردہ فرمانے کے بعد اس چراغ کے مانند ہے، جو کسی کمرہ میں رکھا ہو اور اس کا دروازہ بند کر دیا گیا ہو تو جو لوگ باہر ہیں ان سے وہ روشنی مستور ہے، مگر کمرہ میں جیسا کہ پہلے تھی ویسی ہی ہے، بلکہ اس سے بھی بڑھ کر ہے۔ (مراقی الفلاح مع الطحطاوی: ۴۰۵)

﴿۱۲۵۹﴾ وَلَمَّا رَأَيْنَا أَكْثَرَ النَّاسِ غَافِلِيْنَ عَنْ أَدَاءِ حَقِّ زِيَارَتِهِ وَمَا يُسَنُّ لِلزَّائِرِيْنَ مِنْ

الْكُلِّيَّاتِ وَالْجُزْئِيَّاتِ أَحْبَبْنَا أَنْ نَذْكُرَ بَعْدَ الْمَنَاسِكِ وَأَدَائِهَا مَا فِيهِ نُبْذَةٌ مِنَ الْآدَابِ تَتْمِيمًا لِفَائِدَةِ الْكِتَابِ.

غافلین اسم فاعل باب (ن) غُفُوْلاً و غَفْلَةً مصدر ہے عدم توجہ اور قلت احتیاط کی بناء پر بھول جانا، زائرین اسم فاعل باب (ن) (م) زیارۃً ملاقات کرنا کسی سے ملنے کیلئے آنا یا جانا، کلیات و جزئیات سے مراد وہ امور ہیں جو اس مقام اور دوسرے مقامات کے درمیان مشترک ہیں جیسے تحیۃ المسجد اور جزئیات سے مراد وہ خاص امر ہے جس کا تعلق زیارت سے ہے، جیسے کھڑے ہونے کا ادب اور طریقہ (بیان آگے آرہا ہے) مناسک اس کا واحد مَنْسَكٌ حج کی عبادات (افعال وارکان) نَسَكَ يَنْسُكُ نُسُكًا (ن) عبادت گزار ہونا، نُبْذَةٌ کسی چیز کا ٹکڑا حصہ جمع نُبَذَاتٌ آداب ادب کی جمع ہے سلیقہ تہذیب، تتمیما باب تفعیل کا مصدر ہے مکمل کرنا۔

ترجمہ اور جبکہ ہم نے دیکھا اکثر لوگوں کو غافل روضہ اطہر کی زیارت کے حقوق ادا کرنے سے اور ان کلی اور جزئی باتوں سے جو مسنون ہیں زیارت کرنے والوں کے لئے تو ہم نے چاہا کہ ذکر کریں مناسک حج اور انکی ادائیگی کے بعد اس بیان کو جس میں ادب کا کچھ حصہ ہو کتاب کے فائدہ کو پورا اور کامل کرنے کے لئے۔

تشریح صاحب کتاب فرماتے ہیں کہ بہت سے لوگ ایسے ہیں کہ جنہیں روضۂ اطہر کی زیارت کا طریقہ اور ادب معلوم نہیں ہے کس طریقہ سے کھڑے ہو کر درود وسلام پڑھنا چاہئے کیا کیا چیزیں مسنون ہیں، وہاں کے کیا حقوق ہیں اس وجہ سے ہم مناسک حج سے فراغت کے بعد مدینہ المنورہ میں دخول کے آداب مسجد نبوی میں دخول کے آداب ریاض الجنہ میں عبادت کی فضیلت روضہ پرنور علی صاحبہا الف الف صلوۃ پر سلام پڑھنے کے آداب و طریقہ حضرت ابوبکرؓ اور حضرت عمرؓ پر سلام پڑھنے کا طریقہ جنت البقیع میں جانے کا طریقہ وغیرہ وغیرہ تمام چیزوں کو بالتفصیل بیان کریں تاکہ ہماری یہ کتاب ایک متبرک بیان پر ختم ہو۔

﴿۱۴۶۰﴾ فَنَقُولُ يَنْبَغِي لِمَنْ قَصَدَ زِيَارَةَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ أَنْ يُكْثِرَ مِنَ الصَّلٰوةِ عَلَيْهِ فَإِنَّهُ يَسْمَعُهَا وَتُبَلَّغُ إِلَيْهِ وَفَضْلُهَا أَشْهَرُ مِنْ أَنْ يُذْكَرَ.

ينبغي فعل مضارع معروف باب انفعال کہا جاتا ہے ینبغی لہ اس کو چاہئے اس کیلئے مناسب ہے، تبلغ فعل مضارع مجہول باب تفعیل سے تبلیغا مصدر ہے پہنچانا۔

ترجمہ چنانچہ ہم کہتے ہیں کہ اس شخص کے لئے مناسب ہے، جو ارادہ کرے حضورؐ کی زیارت کا کہ آپ پر کثرت سے درود شریف پڑھا کرے کیونکہ سنتے ہیں اس کو (اگر قریب سے پڑھا جائے) اور پہنچایا جاتا ہے آپ تک (اگر دور سے پڑھا جائے) اور درود شریف کی فضیلت بیان کی حدود سے کہیں زیادہ ہیں۔

درود شریف کے فضائل

فرماتے ہیں کہ جو شخص حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کا مشتاق ہو تو اسے چاہئے کہ درود شریف کثرت سے پڑھے انشاء اللہ زیارت سے مشرف ہوگا اور کثرت درود شریف محبت کی علامات میں سے ہے، فمن احب شیئا اکثر من ذکرہ جس کو کسی سے محبت ہوتی ہے، اس کا ذکر بہت کثرت سے کیا کرتا ہے، علامہ سخاویؒ نے امام زین العابدین سے نقل کیا ہے کہ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم پر کثرت سے درود بھیجنا اہل سنت والجماعت ہونے کی علامت ہے اس کے بعد فرماتے ہیں کہ جو قریب سے پڑھتا ہے تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم اس کو خود سنتے ہیں، اور جو دور سے پڑھتا ہے وہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم تک پہنچا دیا جاتا ہے، یہ گویا کہ ایک حدیث کا مضمون ہے، حضرت ابوہریرہؓ حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا ارشاد نقل کرتے ہیں کہ جو شخص میرے اوپر میری قبر کے قریب درود بھیجتا ہے، میں اس کو خود سنتا ہوں اور جو دور سے مجھ پر درود بھیجتا ہے وہ مجھ کو پہنچا دیا جاتا ہے، یعنی اس پر فرشتے متعین ہیں، اور جو قبر اطہر کے قریب درود پڑھے اس کو بنفس نفیس خود سنتے ہیں بہت ہی قابل فخر قابل عزت قابل لذت چیز ہے، پھر آگے فرمایا کہ درود شریف کے فضائل احاطہ سے باہر ہیں مثال کے طور پر ایک حدیث میں آیا ہے کہ جو شخص مجھ پر ایک بار درود پڑھے اللہ تعالیٰ اس پر دس مرتبہ رحمت بھیجتے ہیں، اللہ کی طرف سے تو ایک ہی رحمت ساری دنیا کے لئے کافی ہے، چہ جائیکہ ایک دفعہ درود پڑھنے پر اللہ تعالیٰ کی طرف سے دس رحمتیں نازل ہوں اس سے بڑھکر اور کیا فضیلت درود شریف کی ہوگی فضائل سے متعلق کئی روایات حاشیہ میں بھی لکھی گئی ہیں۔

(۱۴۶۱) فَإِذَا عَايَنَ حِيطَانَ الْمَدِينَةِ الْمُنَوَّرَةِ يُصَلِّي عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ هٰذَا حَرَمُ نَبِيِّكَ وَمَهْبِطُ وَحْيِكَ فَامْنُنْ عَلَيَّ بِالدُّخُوْلِ فِيْهِ وَاجْعَلْهُ وِقَايَةً لِّيْ مِنَ النَّارِ وَاَمَانًا مِّنَ الْعَذَابِ، وَاجْعَلْنِيْ مِنَ الْفَائِزِيْنَ بِشَفَاعَةِ الْمُصْطَفٰى يَوْمَ الْمَآبِ.

عاین ماضی معروف باب مفاعلۃ سے معاینۃ مصدر ہے دیکھنا، مشاہدہ کرنا، حیطان یہ جمع ہے اس کا واحد حائط دیوار، حرم زیارت گاہ، مھبط اترنے کی جگہ ھَبَطَ یَھْبِطُ ھُبُوْطًا باب (ض) اترنا امنن فعل امر باب (ن) مَنًّا مصدر ہے کرم فرمانا احسان کرنا حسن سلوک کرنا وقایۃ باب ضرب کا مصدر ہے کسی کی حفاظت کرنا اذیت سے بچانا امان باب سمع کا مصدر ہے، بے خوف ہونا محفوظ ہونا مطمئن ہونا فائزین اسم فاعل جمع باب (ن) فاز یفوز فوزًا کامیاب ہونا شفاعۃ باب (ف) کا مصدر ہے گناہوں کی معافی کی سفارش کرنا۔

ترجمہ پس جب دیکھے مدینہ منورہ کی (بابرکت) دیواروں کو تو پڑھے نبی صلی اللہ علیہ وسلم پر درود پھر کہے اے اللہ یہ تیرے مقدس نبی کا حرم اطہر ہے، اور تیری وحی کے اترنے کی مبارک جگہ ہے، پس مجھ پر احسان فرما اس میں

داخل ہونے کا اور بنا اس کو حفاظت میرے لئے آگ سے اور امن عذاب سے اور بنا مجھ کو کامیاب ہونے والے لوگوں میں لوٹنے کے دن (قیامت کے دن) حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی شفاعت کے ساتھ۔

مدینۃ المنورہ کے قریب پہنچنے کی دعا

علامہ سخاوی قول بدیع میں تحریر فرماتے ہیں کہ مستحب یہ ہے کہ جب مدینہ منورہ کے مکانات اور درختوں وغیرہ پر نظر پڑے تو خشوع وخضوع کے ساتھ درود شریف کثرت سے پڑھے اور جتنا قریب ہوتا جائے اتنا ہی درود شریف میں اضافہ کرتا جائے اس لئے کہ یہ مواقع وحی اور قرآن پاک کے نزول سے معمور ہیں حضرت جبرئیل حضرت میکائیل کی بار بار یہاں آمد ہوئی ہے، اور اس کی مٹی سید البشر پر مشتمل ہے، اسی جگہ سے اللہ کے دین اور اسکے پاک رسول کی سنتوں کی اشاعت ہوئی ہے، یہ فضائل اور خیرات کے مناظر ہیں، اور پھر متن میں ذکر کردہ دعا پڑھے۔

﴿۱۳۶۲﴾ وَيَغْتَسِلُ قَبْلَ الدُّخُوْلِ اَوْ بَعْدَهُ قَبْلَ التَّوَجُّهِ لِلزِّيَارَةِ اِنْ اَمْكَنَهُ وَيَتَطَيَّبُ وَيَلْبَسُ اَحْسَنَ ثِيَابِهِ تَعْظِيْمًا لِلْقُدُوْمِ عَلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ ثُمَّ يَدْخُلُ الْمَدِيْنَةَ الْمُنَوَّرَةَ مَاشِيًا اِنْ اَمْكَنَهُ بِلَا ضَرُوْرَةٍ بَعْدَ وَضْعِ رَكْبِهِ وَاطْمِئْنَانِهِ عَلٰى حَشَمِهِ اَوْ اَمْتِعَتِهِ مُتَوَاضِعًا بِالسَّكِيْنَةِ وَالْوَقَارِ مُلَاحِظًا جَلَالَةَ الْمَكَانِ قَائِلًا بِسْمِ اللّٰهِ وَعَلٰى مِلَّةِ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ رَبِّ اَدْخِلْنِيْ مُدْخَلَ صِدْقٍ وَّاَخْرِجْنِيْ مُخْرَجَ صِدْقٍ وَّاجْعَلْ لِّيْ مِنْ لَّدُنْكَ سُلْطَانًا نَّصِيْرًا اَللّٰهُمَّ صَلِّ عَلٰى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَّعَلٰى اٰلِ مُحَمَّدٍ اِلٰى اٰخِرِهٖ وَاغْفِرْ لِيْ ذُنُوْبِيْ وَافْتَحْ لِيْ اَبْوَابَ رَحْمَتِكَ وَفَضْلِكَ۔

رَكْب قافلہ حَشَم خدام، ہمراہی جمع احشام امتعۃ سامان واحد متاع جلالۃ اس میں دو لغت ہیں، (۱) جیم کے ساتھ اس صورت میں مطلب یہ ہوگا کہ ان متبرک جگہوں کا نہایت ہیبت اور تعظیم وعظمت کے ساتھ مشاہدہ کرے، (۲) حا کے ساتھ اس صورت میں مطلب یہ ہوگا مشاہدہ کرے اس ذات عالی کا جس نے اس جگہ پر قیام فرمایا اور تشریف فرما ہوئے یعنی نبی۔

ترجمہ اور غسل کرے داخل ہونے سے پہلے یا داخل ہونے کے بعد زیارت کے لئے متوجہ ہونے سے پہلے اگر اس کو موقع مل سکے اور خوشبو لگائے اور اپنے کپڑوں میں سب سے عمدہ کپڑے پہنے نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں حاضر ہونے کی تعظیم کے لحاظ سے پھر داخل ہو مدینہ میں پیدل اگر ممکن ہو پریشانی کے بغیر (اپنا) قافلہ اور سامان وغیرہ اتر جانے کے بعد اور ٹھہر جانے کے بعد اور اپنے متعلقین اور سامانوں کے متعلق اطمینان حاصل کر لینے کے بعد اس حالت میں کہ سکینہ اور وقار کے ساتھ ہو تواضع کرتا ہوا جلالت مکان اور عظمت مقام کا لحاظ رکھتے ہوئے اور یہ کہتا ہوا

شروع کرتا ہوں میں اللہ کے نام سے اور رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مذہب پر اے اللہ مجھ کو داخل کیجئے سچے مقام میں اور نکالئے مجھ کو سچی نسبت سے اور بنا دیجئے میرے لئے اپنی جانب سے ایک با قوت صاحب اقتدار مددگار اے اللہ رحمت نازل فرما ہمارے سردار صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی اولاد پر اور معاف فرما میرے گناہوں کو اور کھول دے میرے لئے اپنی رحمت اور فضل کے دروازے۔

مدینہ منورہ میں داخل ہونے کا ادب

جب مدینۃ المنورہ پہنچ جائے تو شہر میں داخل ہونے سے قبل اگر ممکن ہو تو غسل کرے اور اگر غسل ممکن نہ ہو تو وضو کرے اور نئے کپڑے یا دھلے ہوئے کپڑے پہن لے اور اگر خوشبو میسر ہو جائے تو وہ بھی لگالے کیوں کہ یہ سرکار دو عالم کا شہر ہے آپ کی خدمت میں حاضری دینی ہے، اور مدینۃ المنورہ کے سفر میں ایسی گاڑی کا انتظام ہو جائے تو بہتر ہے، جس میں آداب کی رعایت کرنے میں گاڑی والا پریشان نہ کرے اور جب سرور کائنات فخر دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے شہر میں داخل ہو تو بوقت دخول وہ دعا پڑھے جو متن میں موجود ہے، اور یہاں پہنچ کر اپنے قلب کو نہایت ہیبت اور تعظیم سے بھرپور کرے گویا وہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی زیارت کر رہا ہے آپس میں جھگڑے اور فضول باتوں سے احتراز کرے، اور اس دعا کو پڑھتے ہوئے نہایت عاجزی انکساری اور خشوع پیدا کرنے کی کوشش کرے۔ (ایضاح المناسک: ۱۸۸)

﴿۱۳۶۳﴾ ثم يَدخلُ المسجدَ الشريفَ فَيُصَلِّيْ تحيَّةً عندَ مِنبرِهِ رَكعَتَيْنِ وَيَقِفُ بِحَيْثُ يَكُوْنُ عَمُوْدُ المِنبَرِ الشَّرِيْفِ بِحِذَاءِ مَنْكِبِهِ الأَيْمَنِ فَهُوَ مَوْقِفُ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَمَا بَيْنَ قَبْرِهِ وَمِنبَرِهِ رَوْضَةٌ مِنْ رِيَاضِ الجَنَّةِ كَمَا أَخْبَرَ بِهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَقَالَ مِنْبَرِيْ عَلٰى حَوْضِيْ فَتَسْجُدُ شُكْرًا لِلّٰهِ تَعَالٰى بِأَدَاءِ رَكْعَتَيْنِ غَيْرَ تَحِيَّةِ المَسْجِدِ شُكْرًا لِمَا وَفَّقَكَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَمَنَّ عَلَيْكَ بِالوُصُوْلِ إِلَيْهِ ثُمَّ تَدْعُوْ بِمَا شِئْتَ.

عمود: ستون کھمبا ج اعمدۃ، روضۃ: شاداب زمین خوبصورت باغ ج رَوْض و رِیَاض

ترجمہ: پھر داخل ہو مسجد شریف میں پس تحیۃ المسجد ادا کرے نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے منبر کے پاس اور کھڑا ہو اس طرح کہ منبر شریف کا کھمبا اس کے داہنے مونڈھے کے مقابل ہو، وہیں نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کے کھڑے ہونے کی جگہ ہے اور وہ حصہ جو آپ کی قبر اور آپ کے منبر کے درمیان ہے وہ جنت کے باغوں میں سے ایک باغ ہے جیسا کہ نبی نے اس کی خبر دی ہے اور فرمایا کہ میرا منبر میرے حوض پر ہے، پھر سجدہ کرے خداوند کریم کا شکر ادا کرنے کے لئے تحیۃ المسجد کے علاوہ دو رکعت کی ادائیگی کے ساتھ شکریہ ادا کرتے ہوئے اس کا کہ خدا نے تم کو توفیق دی اور احسان فرمایا تم پر اس متبرک مقام تک پہنچنے کا پھر دعا مانگے جو چاہے۔

مسجد نبویؐ میں داخل ہونے کا طریقہ

جب مسجد نبوی میں داخل ہونے کا ارادہ ہو تو پہلے غسل کرے اگر مدینہ میں داخل ہوتے وقت غسل نہیں کیا تھا اس کے بعد نہایت خشوع وخضوع کے ساتھ باب جبرئیل سے داخل ہو جائے، اور داہنا پاؤں پہلے رکھے اور یہ دعا پڑھے اللهم صل على محمد و اله و اصحابه و سلم اللهم اغفرلي ذنوبي وافتح لي ابواب رحمتك اور مدینہ منورہ میں داخل ہونے کے بعد سب سے پہلے مسجد نبوی میں جائے اس سے پہلے کسی دوسرے کام میں نہ لگے ہاں اگر کوئی سخت ضرورت پیش آجائے تو اس سے فارغ ہو کر فوراً داخل ہو جائے، البتہ عورتوں کا رات میں داخل ہونا بہتر ہے، اور داخل ہو کر اولاً ریاض الجنۃ میں دو رکعت تحیۃ المسجد پڑھ کر دعا کرے، اور اگر فرض نماز کی جماعت کھڑی ہو جائے تو اس میں شرکت کرلے اور یہ فرض تحیۃ المسجد کے قائم مقام ہو جائے گا۔

ریاض الجنۃ میں عبادت کی فضیلت

حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ حجرۂ عائشہ اور منبر رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کا درمیانی حصہ جنت کے باغات میں سے ایک باغ ہے، جو شخص اس مقام پر جا کر نماز پڑھے گا اور ذکر و عبادت میں مشغول ہوگا اس کے لئے جنت میں جانا بالکل آسان ہو جائے گا، (مسلم شریف: ۱/۴۴۶) اور وہاں پر جگہ مشکل سے ملتی ہے، بھیڑ کافی ہوتی ہے اس لئے نماز سے ایک آدھ گھنٹے قبل پہنچنے کی کوشش کی جائے، اور اکثر علماء کے نزدیک زمین کا یہ ٹکڑا قیامت کے دن جنت میں چلا جائے گا، (تاریخ مدینہ منورہ/۱۴۴، فتح القدیر: ۳/۱۸۲، ایضاح المناسک: ۱۹۰)

باب جبرئیلؑ

یہ مسجد نبوی کا وہ دروازہ ہے جس سے حضرت جبرئیلؑ سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں تشریف لایا کرتے تھے، اس دروازہ سے باہر نکلنے سے جنت البقیع سامنے پڑتا ہے، اور اس دروازہ سے داخل ہونے کے بعد داہنے ہاتھ کو جانب شمال میں اصحاب صفہ کی قیام گاہ پڑے گی، اور بائیں ہاتھ کو جانب جنوب میں یعنی جانب قبلہ میں حضرت فاطمہؓ کا حجرہ ہے، اور تھوڑا سا آگے بڑھنے پر حجرۂ فاطمہ ختم ہو کر بائیں ہاتھ کو ریاض الجنۃ کا حصہ شروع ہو جاتا ہے۔
(ایضاح المناسک: ۲۹۰)

﴿۱۲۶۴﴾ ثُمَّ تَنْهَضُ مُتَوَجِّهًا إِلَى الْقَبْرِ الشَّرِيفِ فَتَقِفُ بِمِقْدَارِ أَرْبَعَةِ أَذْرُعٍ بَعِيدًا عَنِ الْمَقْصُورَةِ الشَّرِيفَةِ بِغَايَةِ الْأَدَبِ مُسْتَدْبِرَ الْقِبْلَةِ مُحَاذِيًا لِرَأْسِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَوَجْهِهِ الْأَكْرَمِ مُلَاحِظًا نَظْرَهُ السَّعِيدَ إِلَيْكَ وَسَمَاعَهُ كَلَامَكَ وَرَدَّهُ عَلَيْكَ سَلَامَكَ وَتَأْمِينَهُ

عَلٰی دُعَائِكَ

تنهض فعل مضارع معروف باب فتح سے نهضا مصدر ہے اٹھنا کھڑا ہونا، مقصود یہ کہ ریش یا بال سے بال میں کراؤ نظر کے ادب کا چھوٹا کرو، کوٹھری جمع مقاصیر ومقاصر محاذیا حاذاہ محاذاة بالمقابل ہونا برابر ہونا باب مفاعلة سے ہے۔

ترجمہ پھر اسی رخ کئے ہوئے قبر شریف کی طرف چنانچہ کھڑا ہو حجرہ شریف سے تقریباً چار ہاتھ کے فاصلے پر جالی ادب کے ساتھ اس طرح کھڑا ہو کہ قبلہ کی طرف پشت ہو مقابل ہو حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے سر اور چہرہ مبارک کی جانب تصور یہ ہو کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی نظر مبارک تمکو دیکھ رہی ہے، اور سمع مبارک تمہاری جانب متوجہ ہے اور تمہارے سلام کا جواب دے رہے ہیں، اور تمہاری دعاؤں پر آمین کہہ رہے ہیں۔

روضۂ پرنور پر سلام پڑھنے کا ادب وطریقہ

ریاض الجنۃ میں دو رکعت تحیۃ المسجد اور دعا سے فراغت کے بعد نہایت ادب کے ساتھ قبلہ کی طرف مواجہ شریف (قبر شریف) کی جالی سے کچھ فاصلہ پر اس طرح کھڑا ہو جائے کہ اپنی پشت قبلہ کی طرف ہو اور چہرہ قبر مبارک کی دیوار کی طرف ہو اس کے بعد حضور قلبی سے نہایت درجہ یکسوئی کے ساتھ نیچی نگاہ رکھتے ہوئے ادب اور احترام کے ساتھ ان الفاظ سے درود وسلام کا نذرانہ پیش کرے جو اگلی عبارت میں آرہے ہیں۔ (ایضاح المناسک: ۱۹۳)

﴿۱۳۶۵﴾ وَتَقُوْلُ السَّلَامُ عَلَيْكَ يَاسَيِّدِيْ يَارَسُوْلَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَانَبِيَّ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاحَبِيْبَ اللّٰهِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَانَبِيَّ الرَّحْمَةِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاشَفِيْعَ الْاُمَّةِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاسَيِّدَ الْمُرْسَلِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَاخَاتَمَ النَّبِيِّيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَامُزَّمِّلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَامُدَّثِّرُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَعَلٰى اُصُوْلِكَ الطَّيِّبِيْنَ وَاَهْلِ بَيْتِكَ الطَّاهِرِيْنَ الَّذِيْنَ اَذْهَبَ اللّٰهُ عَنْهُمُ الرِّجْسَ وَطَهَّرَهُمْ تَطْهِيْرًا جَزَاكَ اللّٰهُ عَنَّا اَفْضَلَ مَا جَزٰى نَبِيًّا عَنْ قَوْمِهٖ وَرَسُوْلًا عَنْ اُمَّتِهٖ اَشْهَدُ اَنَّكَ رَسُوْلُ اللّٰهِ قَدْ بَلَّغْتَ الرِّسَالَةَ وَاَدَّيْتَ الْاَمَانَةَ وَنَصَحْتَ الْاُمَّةَ وَاَوْضَحْتَ الْحُجَّةَ وَجَاهَدْتَ فِيْ سَبِيْلِ اللّٰهِ حَقَّ جِهَادِهٖ وَاَقَمْتَ الدِّيْنَ حَتّٰى اَتَاكَ الْيَقِيْنُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَلٰى اَشْرَفِ مَكَانٍ تَشَرَّفَ بِحُلُوْلِ جِسْمِكَ الْكَرِيْمِ فِيْهِ صَلٰوةً وَسَلَامًا دَائِمَيْنِ مِنْ رَّبِّ الْعٰلَمِيْنَ عَدَدَ مَاكَانَ وَعَدَدَ مَايَكُوْنُ بِعِلْمِ اللّٰهِ صَلٰوةً لَا انْقِضَاءَ لِاَمَدِهَا

مزمل اس کی اصل متزمل ہے تا کو زا سے بدل کر زا کو زا میں ادغام کر دیا گیا۔ کپڑوں میں لپٹنے والا مدثر اصل میں متدثر ہے تا کو دال سے بدل کر دال کا دال میں ادغام کر دیا گیا، کملی میں لپٹنے والا، اطاعۃ نماز روزہ زکوۃ وغیرہ یعنی ہر وہ کام جس کے کرنے میں ثواب اور چھوڑنے میں عذاب ہو، امد میم کے فتحہ کے ساتھ، غایت، کسی چیز کی انتہا جمع آماد کہا جاتا ہے، قال علیہم الامد ای پر مدت طویل ہو گئی۔

ترجمہ مطلب اور کہے آپ پر سلام اے میرے آقا! اے اللہ کے رسول! آپ پر سلام ہو اے اللہ کے نبی! آپ پر سلام اے اللہ کے حبیب! آپ پر سلام، اے رحمت والے نبی! آپ پر سلام، اے امت کے شفیع آپ پر سلام، اے رسولوں کے سردار! آپ پر سلام، اے نبیوں کے آخری! آپ پر سلام، اے کپڑوں میں لپٹنے والے! آپ پر سلام، اے کملی میں لپٹنے والے! آپ پر سلام اور آپ کے پاک صاف بزرگوں پر سلام اور آپ کے گھر والوں پر سلام جو پاک ہیں جن سے اللہ نے نجاست (بتوں کی گندگی) کو دور کیا اور پاک وصاف کر دیا ان کو ہر طرح سے بدلہ دے اللہ آپ کو ہماری طرف سے بہتر بدلہ جو ہر اس بدلہ سے کہیں بڑھا ہوا ہو جو کسی نبی کو اس کی قوم کی طرف سے اور کسی رسول کو اس کی امت کی طرف سے دیا گیا ہو، میں گواہی دیتا ہوں کہ آپ اللہ کے رسول ہیں، تحقیق کہ آپ نے رسالت کو پورا پورا پہنچا دیا اور آپ نے امانت کو پورا پورا ادا کر دیا (یعنی جو مقدس امانت احکام الہی اور امانت خداوندی آپ کو ودیعت کی گئی تھی وہ آپ نے ادا کر دی) اور آپ نے خیر خواہی فرمائی امت کی اور خوب واضح کر کے پیش کر دیا آپ نے برہان اور حجت خداوندی کو اور آپ نے مجاہدہ کیا اللہ کے راستہ میں اور پورا مجاہدہ کیا اور آپ نے دین الہی کو قائم کیا اور قائم کرتے رہے یہاں تک کہ آپ کے پاس یقین آ گیا یعنی موت، آپ کے اوپر اللہ کا ہمیشہ ہمیشہ سلام اور درود ہو بھیجے اور اس بابرکت اور مقدس جگہ پر جو مشرف ہوئی آپ کے جسم اطہر کے نزول سے رب العالمین کا صلوۃ وسلام ہمیشہ رہے ان کے شمار کے برابر جتنی چیزیں عالم کون میں آ چکی ہیں اور جتنی چیزیں آنے والی ہیں (جو اللہ کے غیر محدود اور لا متناہی ازلی و ابدی) اللہ کے علم میں ایسا صلوۃ وسلام جس کی انتہا اور اختتام ہی نہ ہو۔

تشریح درود وسلام سے فارغ ہونے کے بعد حضور ﷺ کے سامنے کھڑے ہو کر آپ کے وسیلہ سے اللہ سے اپنی مرادیں مانگے اور اللہ سے حسن خاتمہ رضاء الہی اور مغفرت کا سوال کرے پھر اس کے بعد حضور ﷺ سے شفاعت کی درخواست کرے جیسا کہ اگلی عبارت میں ہے۔

﴿۱۳۲۶﴾ يَا رَسُوْلَ اللهِ نَحْنُ وَفْدُكَ وَزُوَّارُ حَرَمِكَ تَشَرَّفْنَا بِالْحُلُوْلِ بَيْنَ يَدَيْكَ وَقَدْ جِئْنَاكَ مِنْ بِلَادٍ شَاسِعَةٍ وَاَمْكِنَةٍ بَعِيْدَةٍ نَقْطَعُ السَّهْلَ وَالْوَعْرَ بِقَصْدِ زِيَارَتِكَ لِنَفُوْزَ بِشَفَاعَتِكَ وَالنَّظَرِ اِلٰى مَاٰثِرِكَ وَمَعَاهِدِكَ وَالْقِيَامِ بِقَضَاءِ بَعْضِ حَقِّكَ وَالْاِسْتِشْفَاعِ بِكَ اِلٰى رَبِّنَا فَاِنَّ الْخَطَايَا قَدْ قَصَمَتْ ظُهُوْرَنَا وَالْاَوْزَارُ قَدْ اَثْقَلَتْ كَوَاهِلَنَا وَاَنْتَ الشَّافِعُ الْمُشَفَّعُ

الْمَوْعُوْدُ بِالشَّفَاعَةِ الْعُظْمٰى وَالْمَقَامِ الْمَحْمُوْدِ وَالْوَسِيْلَةِ وَقَدْ قَالَ اللّٰهُ تَعَالٰى وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَاءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا وَقَدْ جِئْنَاكَ ظَالِمِيْنَ لِاَنْفُسِنَا مُسْتَغْفِرِيْنَ لِذُنُوْبِنَا فَاشْفَعْ لَنَا اِلٰى رَبِّكَ وَاَسْاَلُهُ اَنْ يُّمِيْتَنَا عَلٰى سُنَّتِكَ وَاَنْ يَّحْشُرَنَا فِيْ زُمْرَتِكَ وَاَنْ يُّوْرِدَنَا حَوْضَكَ وَاَنْ يَّسْقِيَنَا بِكَاْسِكَ غَيْرَ خَزَايَا وَلَا نَدَامٰى اَلشَّفَاعَةَ اَلشَّفَاعَةَ اَلشَّفَاعَةَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ يَقُوْلُهَا ثَلَاثًا رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ۔

وفد وافد کی جمع ہے وافد کے معنی آنے والا، نو وارد اور وفد کے معنی آدمیوں کی جماعت جو مشترکہ کام کے لئے بھیجی جائے، زُوَّار زائر کی جمع ہے، ملاقاتی، مہمان، شاسعة اسم فاعل ہے باب فتح سے مصدر شُسُوْعًا دور ہونا شاسعة کے معنی دور دراز، وَعْر دشوار گزار، سخت جگہ، جمع اَوْعَار، مآثر اس کا واحد مأثرة ہے قابل تحسین کارنامہ، قصمت ماضی معروف باب ضرب سے قَصَمَ يَقْصِمُ قَصْمًا توڑنا، اوزار وِزْر کی جمع ہے، گناہ، بوجھ وَزَرَ يَزِرُ وِزْرًا (ض) بھاری بوجھ اٹھانا، گنہگار ہونا۔ کواھل کاھل کی جمع ہے، گردن کے قریب پیٹھ کا بالائی حصہ، وسیلة یہ جنت میں ایک مقام ہے، جو صرف رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے لئے ہی ہے۔ کأس پیالہ، گلاس، جام جمع کُؤُوْس یہاں پر حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے حوض کوثر کے جام مراد ہیں، خزایا خزیان کی جمع ہے۔ اَخْزٰی يُخْزِيْ اِخْزَاءً ذلیل کرنا رسوا کرنا، ندامی ندمان کی جمع ہے ندِمَ يَنْدَمُ نَدَمًا کسی بات کے کرنے کے بعد پشیمان و شرمندہ ہونا۔

ترجمہ: اے اللہ کے رسول ہم آپ کے دربار میں درخواست لے کر حاضر ہوئے ہیں ہم آپ کے حرم پاک میں حاضر ہوئے ہیں ہم نے آپ کے سامنے فروکش ہونے کا شرف حاصل کیا ہے اور تحقیق کہ آئے ہیں ہم آپ کے دربار میں دور دراز شہروں سے اور دور دراز مقامات سے نرم اور سخت دشوار گزار زمینوں کو طے کرتے ہوئے آپ کی زیارت کے لئے تاکہ آپ کی شفاعت سے کامیاب ہوں اور نظر کریں آپ کے فضائل اور عظیم الشان کارناموں پر (اور حاضر ہوئے ہیں) آپ کے کسی قدر حق کو ادا کرنے کے لئے اور آپ کے ذریعہ اپنے پروردگار کی بارگاہ میں شفاعت اور سفارش حاصل کرنے کے لئے کیوں کہ خطاؤں نے ہماری کمر توڑ دی اور گناہوں کے بوجھ نے بھاری کر دیا ہمارے مونڈھوں کو اور آپ سفارش کرنے والے ہیں اور آپ کی سفارش عنداللہ مقبول ہیں اور آپ سے وعدہ کیا گیا ہے شفاعت عظمیٰ کا مقام محمود اور وسیلہ کا اور اللہ تعالیٰ نے اپنے کلام میں یوں ارشاد فرمایا کہ اگر وہ لوگ جب انہوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے اور پھر اللہ تعالیٰ سے معافی چاہتے اور رسول اللہ ﷺ بھی ان کے لئے اللہ سے معافی چاہتے تو ضرور پاتے اللہ کو توبہ قبول کرنے والا اور رحم کرنے والا اور تحقیق کہ ہم حاضر ہوئے ہیں اپنے نفسوں پر ظلم کر کے (بڑے بڑے گناہ کر کے) اپنے گناہوں کی بخشش اور مغفرت چاہنے کے لئے آپ ہمارے لئے سفارش

فرمائیے اپنے رب کے دربار میں اور دعا فرمائیے کہ ہم کو موت دے آپ کی سنت پر اور یہ کہ کرے ہمارا حشر آپ کی جماعت میں اور یہ کہ پہنچادے ہمیں آپ کی حوض کوثر پر اور یہ کہ سیراب کرے ہم کو آپ جام کوثر سے اس حالت میں کہ نہ ہم رسوا کئے گئے ہوں نہ شرمندہ ہوں یا رسول اللہ شفاعت شفاعت شفاعت۔ اس دعا کو تین مرتبہ پڑھے پھر پڑھے ربنا اغفر لنا اے ہمارے پروردگار ہماری مغفرت فرما اور ہمارے ان بھائیوں کی جو ہم سے پہلے ایمان کے ساتھ گذر چکے ہیں اور مت رکھ کینہ ہمارے دلوں میں ان لوگوں کی طرف سے جو ایمان لائے اے پروردگار بے شک آپ مہربان ہیں اور بہت رحم والے ہیں۔

﴿۱۳۶۷﴾ وَتُبَلِّغُهُ سَلَامَ مَنْ أَوْصَاكَ بِهِ فَتَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا رَسُوْلَ اللّٰهِ مِنْ فُلَانِ بْنِ فُلَانٍ يَتَشَفَّعُ بِكَ إِلٰى رَبِّكَ فَاشْفَعْ لَهُ وَلِلْمُسْلِمِيْنَ ثُمَّ تُصَلِّيْ عَلَيْهِ وَتَدْعُوْ بِمَا شِئْتَ عِنْدَ وَجْهِهِ الْكَرِيْمِ مُسْتَدْبِرَ الْقِبْلَةِ.

ترجمہ اور سلام پہنچاؤ ان کا جنہوں نے آپ کو سلام پہنچانے کی فرمائش کی ہے، چنانچہ کہو سلام ہو آپ پر اے اللہ کے رسول فلاں بن فلاں کی طرف سے وہ آپ سے اپنے رب کے پاس شفاعت کا طالب ہے، شفاعت فرمائیے اس کے لئے اور تمام مسلمانوں کے لئے پھر درود پڑھو آپ پر اور دعا مانگو جو چاہو آپ کے چہرۂ انور کے سامنے کھڑے ہو کر اس حال میں کہ قبلہ کی طرف پشت پھیرے ہوئے ہو۔

دوسروں کی طرف سے سلام

اگر کسی نے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام کے لئے کہا ہے تو اس کا سلام بھی اس طرح عرض کرے جیسا کہ متن میں آیا ہے۔

﴿۱۳۶۸﴾ ثُمَّ تَتَحَوَّلُ قَدْرَ ذِرَاعٍ حَتّٰى تُحَاذِيَ رَأْسَ الصِّدِّيْقِ أَبِيْ بَكْرٍ رَضِيَ اللّٰهُ تَعَالٰى عَنْهُ وَتَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا خَلِيْفَةَ رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا صَاحِبَ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَأَنِيْسَهُ فِي الْغَارِ وَرَفِيْقَهُ فِي الْأَسْفَارِ وَأَمِيْنَهُ عَلَى الْأَسْرَارِ جَزَاكَ اللّٰهُ عَنَّا أَفْضَلَ مَا جَزٰى إِمَامًا عَنْ أُمَّةِ نَبِيِّهِ فَلَقَدْ خَلَفْتَهُ بِأَحْسَنِ خَلَفٍ وَسَلَكْتَ طَرِيْقَهُ وَمِنْهَاجَهُ خَيْرَ مَسْلَكٍ وَقَاتَلْتَ أَهْلَ الرِّدَّةِ وَالْبِدَعِ وَمَهَّدْتَ الْإِسْلَامَ وَشَيَّدْتَ أَرْكَانَهُ فَكُنْتَ خَيْرَ إِمَامٍ وَوَصَلْتَ الْأَرْحَامَ وَلَمْ تَزَلْ قَائِمًا بِالْحَقِّ نَاصِرًا لِلدِّيْنِ وَلِأَهْلِهِ حَتّٰى أَتَاكَ الْيَقِيْنُ سَلِ اللّٰهَ سُبْحَانَهُ لَنَا دَوَامَ حُبِّكَ وَالْحَشْرَ مَعَ حِزْبِكَ وَقَبُوْلَ زِيَارَتِنَا اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ

وَبَرَكَاتُهُ.

تَحَوُّلٌ باب تفعّل سے ماضی معروف تَحَوُّلًا مصدر ہے گھومنا الیس انس کرنے والا مِنْهَاج واضح راستہ جمع مَنَاهِج اَهْلُ الرِّدَّةِ وہ لوگ جو نبی صلی اللہ علیہ وسلم کے وصال کے بعد مرتد ہو گئے تھے، سیدنا حضرت ابوبکرؓ نے ان لوگوں سے قتال کیا اور دین اسلام کی جڑیں مضبوط کیں، مَهَّدْتَ ماضی معروف باب تفعیل سے ہموار کرنا برابر کرنا مراد پھیلانا شَيَّدْتَ ماضی معروف باب تفعیل سے تَشْيِيدًا مصدر ہے مضبوط کرنا، وَصَلْتَ الْاَرْحَامَ مکمل طریقہ سے صلہ رحمی کی اس جملہ کولا کر ان لوگوں پر رد کرنا مقصود ہے، جو یہ کہتے ہیں کہ حضرت ابوبکر اور حضرت فاطمہؓ کے درمیان عداوت و دشمنی تھی فرمایا ایسا نہیں ہے، بلکہ آپ تو رشتہ داروں کے تعلقات کی پاسداری کرنے والے تھے، حِزْبٌ جمع اَحْزَابٌ پارٹی جماعت گروہ۔

ترجمہ پھر ہٹ جائے ایک ہاتھ یہاں تک حضرت ابوبکرؓ کے سر کے مقابل آجائے اور کہے اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے خلیفہ آپ پر سلام اور اے رسول اللہ کے ساتھی اور غار میں آپ کے مونس اور سفروں میں آپ کے رفیق اور راز کی باتوں میں آپ کے امانتدار آپ پر سلام بدلہ عطا فرمائے اللہ آپ کو ہماری طرف سے ایسا بہترین بدلہ کہ جو بدلہ عطا ہوا ہو اس بدلہ سے جو کسی امام کو ملا ہو اس کے نبی کی امت کی طرف سے تحقیق کہ آپ بہترین قائم مقام ہوئے بہت اچھی نیابت اور قائم مقامی کی اور آپ چلے ان کے قاعدے اور طریقے پر بہترین چلنا اور مقاتلہ کیا اہل ارتداد اور اصحاب بدعت سے اور آپ نے اسلام کو پھیلایا اور مضبوط کیا اس کے ارکان کو پس آپ بہترین امام تھے، اور پاسداری و لحاظ کیا تمام رشتہ داروں کا اور آپ ہمیشہ حق پر قائم رہے، دین اور دین والوں کی امداد کرتے رہے یہاں تک کہ آپ کے پاس یقین آگیا دعا کیجئے اللہ سے ہمارے لئے اپنی محبت کی ہمیشگی کی اور اپنی جماعت کے ساتھ حشر کی اور ہماری زیارت کی قبولیت کی سلام ہو آپ پر اور اللہ کی رحمت اور برکت ہو۔

صدیق اکبرؓ پر سلام

سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں سلام پیش کرنے کے بعد ایک ہاتھ کے بقدر دائی طرف کو ہٹ کر سیدنا حضرت صدیق اکبرؓ کو مذکورہ بالا الفاظ کے ساتھ سلام پیش کرے۔

﴿۱۳۲۹﴾ ثُمَّ تَتَحَوَّلُ مِثْلَ ذٰلِكَ حَتّٰى تُحَاذِيَ رَأْسَ اَمِيْرِ الْمُؤْمِنِيْنَ عُمَرَ بْنِ الْخَطَّابِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ فَتَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا اَمِيْرَ الْمُؤْمِنِيْنَ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُظْهِرَ الْاِسْلَامِ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ يَا مُكَسِّرَ الْاَصْنَامِ جَزَاكَ اللّٰهُ عَنَّا اَفْضَلَ الْجَزَاءِ لَقَدْ نَصَرْتَ الْاِسْلَامَ وَالْمُسْلِمِيْنَ وَفَتَحْتَ مُعْظَمَ الْبِلَادِ بَعْدَ سَيِّدِ الْمُرْسَلِيْنَ وَكَفَلْتَ الْاَيْتَامَ وَوَصَلْتَ الْاَرْحَامَ

وَقَوِيَ بِكَ الْإِسْلَامُ وَكُنْتَ لِلْمُسْلِمِيْنَ إِمَامًا مَرْضِيًّا وَهَادِيًا مَهْدِيًّا جَمَعْتَ شَمْلَهُمْ وَأَغْنَيْتَ فَقِيْرَهُمْ وَجَبَرْتَ كَسِيْرَهُمْ اَلسَّلَامُ عَلَيْكَ وَرَحْمَةُ اللّٰهِ وَبَرَكَاتُهُ.

مظہر اسم فاعل ہے باب افعال سے اظہار مصدر ہے، ظاہر کرنا، واضح کرنا۔ مکسر اسم فاعل باب تفعیل سے تکسیر مصدر ہے توڑنا۔ ایتام یتیم کی جمع ہے وہ نابالغ بچہ جس کا باپ مر گیا۔ وقوی بک الاسلام اس جملہ کا مطلب یہ ہے کہ نبیؐ اور آپ کے ساتھی دار ارقم میں چھپ کر نماز وغیرہ پڑھتے تھے، جس وقت حضرت عمرؓ مسلمان ہوئے تو آپ نے نبیؐ سے فرمایا کہ کیا ہم حق پر نہیں ہے تو آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کیوں نہیں، تو حضرت عمرؓ نے خانہ کعبہ میں جا کر اپنے ایمان کا کھلم کھلا اظہار کیا اور اسی وقت سے حرم میں نماز ہونے لگی گویا کہ آپ کے ایمان لانے سے اسلام کو تقویت اور مضبوطی ملی۔ ھادی اسم فاعل جمع ہادون وھداۃ آگے رہنے والا راہنمائی کرنے والا مھدی اسم مفعول ہے، ہدایت یافتہ وہ شخص جس کو اللہ تعالیٰ حق کی طرف رہنمائی کرے شمل باب (ن) کا مصدر ہے سب کو شامل ہونا عام ہونا متفرق امر۔ جمع اللہ شملھم اللہ تعالیٰ ان کے بکھرے ہوئے کاموں کو جمع کردے کسیر ٹوٹا ہوا جمع کسری کساری۔

ترجمہ: پھر ہٹ جائے اس کے بقدر یہاں تک کہ مقابل ہو جائے امیر المومنین حضرت عمرؓ کے سر کے پھر کہے اے امیر المومنین آپ پر سلام اے اسلام کے ظاہر کرنے والے آپ پر سلام اے باطل کے بتوں کو توڑنے والے آپ پر سلام بہترین بدلہ عطا فرمائے اللہ آپ کو ہماری طرف سے تحقیق کہ آپ نے اسلام اور مسلمانوں کی مدد کی ہے، اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد بڑے بڑے شہروں کو فتح کیا اور کفالت کی یتیموں کی اور رشتہ داروں کے ساتھ صلہ رحمی کی (رشتہ داروں کے حقوق ادا کرتے رہے) اور قوی ہوا آپ کے ذریعہ سے اسلام اور تھے آپ مسلمانوں کے پسندیدہ ہدایت کرنے والے اور ہدایت یافتہ امام آپ نے ہمیشہ مسلمانوں کی متعدد جماعتوں کو جمع کئے رکھا اور مالداری ان کے فقیر کی اور شکستہ دلوں کی شکستگی دور کی سلام ہو آپ پر اور اللہ کی رحمت اور اس کی برکت۔

سیدنا حضرت عمرؓ فاروقؓ پر سلام

حضرت صدیق اکبرؓ کو سلام پیش کرنے کے بعد ایک ہاتھ مزید دائیں طرف کو ہٹ کر سیدنا حضرت عمر فاروقؓ پر ان الفاظ کے ساتھ پیش کرے جو متن میں مذکور ہیں۔

فائدہ: اگر کسی وقت روضۂ اطہر تک بھیڑ کی وجہ سے نہ پہنچ سکے تو مسجد نبویؐ کے کسی بھی حصہ میں کھڑے ہو کر سلام عرض کرے مگر اس کی وہ فضیلت نہیں ہے جو مواجہ شریف کے سامنے ہوتی ہے، نیز مسجد نبویؐ کے باہر سے بھی اگر مواجہ شریف کے سامنے سے گذرنا ہو تو تھوڑی دیر ٹھہر کر سلام عرض کرتا ہوا جائے۔ (ایضاح المناسک: ۱۹۶)

﴿۱۲۷۰﴾ ثُمَّ تَرْجِعُ قَدْرَ نِصْفِ ذِرَاعٍ فَتَقُوْلُ اَلسَّلَامُ عَلَيْكُمَا يَا ضَجِيْعَيْ رَسُوْلِ اللّٰهِ

صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَرَفِيْقَيْهِ وَوَزِيْرَيْهِ وَمُشِيْرَيْهِ وَالْمُعَاوِنَيْنِ لَهُ عَلَى الْقِيَامِ بِالدِّيْنِ وَالْقَائِمَيْنِ بَعْدَهُ بِمَصَالِحِ الْمُسْلِمِيْنَ جَزَاكُمَا اللّٰهُ اَحْسَنَ الْجَزَاءِ جِئْنَا نَتَوَسَّلُ بِكُمَا اِلٰى رَسُوْلِ اللّٰهِ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ لِيَشْفَعَ لَنَا وَيَسْاَلُ اللّٰهَ رَبَّنَا اَنْ يَّتَقَبَّلَ سَعْيَنَا وَيُحْيِيَنَا عَلٰى مِلَّتِهٖ وَيُمِيْتَنَا عَلَيْهَا وَيَحْشُرَنَا فِيْ زُمْرَتِهٖ ثُمَّ يَدْعُوْ لِنَفْسِهٖ وَلِوَالِدَيْهِ وَلِمَنْ اَوْصَاهُ بِالدُّعَاءِ وَلِجَمِيْعِ الْمُسْلِمِيْنَ۔

ضجیعی ضجع یضجع ضجعا وضجوعا لیٹنا سونا یہ تثنیہ ہے ضجیع کا اضافت کی وجہ سے نون گر گیا، اس جملہ کا ترجمہ یہ ہوگا کہ اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے مدفن کے دونوں ساتھیوں اور ساتھ لیٹنے والو، رفیقیہ یہ رفیق کا تثنیہ ہے ساتھی دوست ہم سفر جمع رُفقاء وزیریہ وزیر کا تثنیہ ہے، مددگار جمع وُزَرَاءُ مشیریہ مشیر کا تثنیہ ہے، مشورہ دینے والا۔ مصالح مصلحۃ کی جمع ہے کسی وزارت کا محکمہ، انتظامی شعبہ جس کے تحت مخصوص کام ہوں جیسے الم ٹیکس وغیرہ۔ یحشرنا فعل مضارع معروف (ن ض) حشرا مصدر ہے جمع کرنا اور حشر کہتے ہیں روز قیامت مخلوق کا اجتماع۔

ترجمہ پھر (تقریبا) آدھے ہاتھ پیچھے ہٹ کر کہا اے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے دونوں ہم خواب اور آپ کے دونوں دوست اور دونوں وزیر اور مشیر کار اور دین کے قائم کرنے پر آپ کے دونوں مددگار (اے دو دونوں مقدس بزرگو جو) رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے بعد مسلمانوں کی مصلحتوں کے قائم ہوئے خداوند عالم آپ دونوں کو بہترین بدلہ عطا فرمائے، ہم آپ دونوں کی خدمت میں اس لئے حاضر ہوئے ہیں کہ دربار رسالت صلی اللہ علیہ وسلم میں آپ دونوں کا وسیلہ اور ذریعہ اختیار فرمائیں تاکہ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم ہمارے لئے شفاعت فرمادیں اور اللہ تعالی سے سوال کریں جو ہمارا رب ہے کہ ہماری کوششوں کو قبول فرمائے اور زندہ رکھے ہم کو اپنے مذہب پر اور اسی پر مارے اور اٹھائے ہم کو قیامت کے دن انہی (رسول اللہ) کی جماعت میں پھر دعا مانگے اپنے لئے اور اپنے والدین کے لئے اور اس کے لئے جس نے وصیت کی ہو دعا کرنے کی اور تمام مسلمانوں کے لئے۔

﴿۱۲۷﴾ ثُمَّ يَقِفُ عِنْدَ رَاْسِ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ كَالْاَوَّلِ وَيَقُوْلُ اَللّٰهُمَّ اِنَّكَ قُلْتَ وَقَوْلُكَ الْحَقُّ وَلَوْ اَنَّهُمْ اِذْ ظَّلَمُوْا اَنْفُسَهُمْ جَآءُوْكَ فَاسْتَغْفَرُوا اللّٰهَ وَاسْتَغْفَرَ لَهُمُ الرَّسُوْلُ لَوَجَدُوا اللّٰهَ تَوَّابًا رَّحِيْمًا وَقَدْ جِئْنَاكَ سَامِعِيْنَ قَوْلَكَ طَائِعِيْنَ اَمْرَكَ مُسْتَشْفِعِيْنَ بِنَبِيِّكَ اِلَيْكَ اَللّٰهُمَّ اغْفِرْلَنَا وَلِاٰبَائِنَا وَاُمَّهَاتِنَا وَاِخْوَانِنَا الَّذِيْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِيْمَانِ وَلَا تَجْعَلْ فِيْ قُلُوْبِنَا غِلًّا لِّلَّذِيْنَ اٰمَنُوْا رَبَّنَا اِنَّكَ رَءُوْفٌ رَّحِيْمٌ رَبَّنَا اٰتِنَا فِي الدُّنْيَا حَسَنَةً وَّفِي الْاٰخِرَةِ حَسَنَةً

وَقِنَا عَذَابَ النَّارِ سُبْحَانَ رَبِّكَ رَبِّ الْعِزَّةِ عَمَّا يَصِفُوْنَ وَسَلَامٌ عَلَى الْمُرْسَلِيْنَ وَالْحَمْدُ لِلّٰهِ رَبِّ الْعَالَمِيْنَ وَيَزِيْدُ مَا شَاءَ وَيَدْعُوْ بِمَا حَضَرَهُ وَيُوَفَّقُ لَهُ بِفَضْلِ اللّٰهِ۔

ترجمہ پھر کھڑا ہو رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے سرہانے کے پاس پہلے کی طرح اور کہے، اے اللہ بے شک آپ نے فرمایا اور آپ کا فرمان بالکل ٹھیک اور سچ ہے، اور اگر وہ لوگ جب انھوں نے اپنی جانوں پر ظلم کیا تھا (گناہ کئے تھے) (اے نبی) آپ کی خدمت میں حاضر ہو جاتے اور اللہ سے مغفرت چاہتے اور مغفرت چاہتے ان کے لئے رسول بھی تو وہ اللہ تعالیٰ کو توبہ قبول کرنے والا رحم کرنے والا پاتے، اے اللہ ہم تیری بارگاہ میں حاضر ہوئے ہیں آپ کی بات سن کر آپ کی اطاعت اور فرماں برداری کرنے کے لئے آپ کے نبی سے شفاعت کی درخواست کرتے ہیں آپ کی طرف، اے اللہ اے ہمارے پروردگار ہماری مغفرت فرما ہمارے آباء و اجداد اور ماؤں کی مغفرت فرما اور ہمارے ان بھائیوں کی جو ہم سے پہلے گزر چکے ایمان کے ساتھ اور مت رکھ کینہ ہمارے دلوں میں ان لوگوں کی طرف سے جو ایمان لا چکے، اے ہمارے پروردگار بیشک تو مہربان اور نہایت رحم کرنے والا ہے، اے ہمارے پروردگار ہم کو دنیا میں بھی بھلائی عطا فرما اور آخرت میں بھی بھلائی عطا فرما اور ہم کو محفوظ رکھ دوزخ کے عذاب سے تمہارا رب جو بڑی عزت وشان والا ہے، بہت پاکیزہ اور بلند و بالا ہے ان چیزوں سے جو غلط طریقہ سے لوگ بیان کرتے ہیں، اور سلام ہو تمام رسولوں پر اور تمام تعریفیں دونوں جہان کے پروردگار کے لئے ہیں، اور بڑھائے جو چاہے اور دعا مانگے اس چیز کی جو ذہن میں آئے اور توفیق دی جاتی ہو اس کو اللہ کے فضل و کرم سے۔

دربار رسالت کے سامنے ہو کر دعا

درود وسلام سے فراغت کے بعد دوبارہ سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم کے سامنے ہو کر حق تبارک وتعالیٰ کی حمد وثنا اور آپ پر درود پڑھ کر آپ کے وسیلہ اور توسل سے ہاتھ اٹھا کر اللہ تعالیٰ سے دعاؤں میں مرادیں مانگیں، اور حضور پر نور علیہ السلام سے شفاعت کی درخواست کرے اور اپنے لئے اور اپنے والدین عزیز و اقارب اور دوست واحباب اور تمام مؤمنین ومؤمنات کے لئے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے توسل سے اللہ تعالیٰ سے دعائیں مانگیں۔

(ایضاح المناسک: ۱۹۶)

﴿۱۳۷۲﴾ ثُمَّ يَأْتِي أُسْطُوَانَةَ أَبِي لُبَابَةَ الَّتِي رَبَطَ بِهَا نَفْسَهُ حَتّٰى تَابَ اللّٰهُ عَلَيْهِ وَهِيَ بَيْنَ الْقَبْرِ وَالْمِنْبَرِ وَيُصَلِّي مَا شَاءَ نَفْلًا وَيَتُوْبُ إِلَى اللّٰهِ وَيَدْعُوْ بِمَا شَاءَ وَيَأْتِي الرَّوْضَةَ فَيُصَلِّي مَا شَاءَ وَيَدْعُوْ بِمَا أَحَبَّ وَيُكْثِرُ مِنَ التَّسْبِيْحِ وَالتَّهْلِيْلِ وَالثَّنَاءِ وَالْاِسْتِغْفَارِ۔

ترجمہ پھر آئے اسطوانۂ ابی لبابہ پر یہ وہی کھمبا ہے، جس سے ابو لبابہ نے اپنے آپ کو باندھ دیا یہاں تک

کہ اللہ ان پر متوجہ ہوا (جب تک اللہ تعالیٰ نے اس پر رجوع نہ فرمایا تو قبول نہ کی خود کو وہیں باندھے رکھا) اور وہ مزار اقدس اور منبر کے درمیان ہے، اور پڑھے جتنی چاہے نفل نماز اور رجوع کرے اللہ کی طرف اور دعا مانگے جو چاہے، اور روضہ میں آئے پس جتنی چاہے نماز پڑھے اور جو دعا محبوب ہو مانگے اور کثرت رکھے تسبیح تہلیل اللہ کی تعریف اور استغفار کی۔

درود، سلام و دعا کے بعد دو رکعت نماز

درود و سلام اور دعاؤں کے بعد پھر اسطوانۂ ابولبابہؓ کے پاس آکر دو رکعت نماز پڑھ کر اللہ تعالیٰ سے مرادیں مانگیں اس کے بعد پھر ریاض الجنۃ میں جتنی ہو سکے نفلیں پڑھ کر دعائیں مانگیں کیونکہ ریاض الجنۃ میں دعائیں بہت قبول ہوتی ہیں۔ (ایضاح المناسک: ۱۹۷)

ریاض الجنۃ کے سات ستون

مسجد نبوی کا وہ قدیم حصہ جو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ میں مسجد کی حیثیت سے تھا، وہی ریاض الجنۃ کا حصہ ہے، اور اس حصہ میں سات ستون ہیں، اور ہر ایک ستون پر سونے کا پانی چڑھا ہوا ہے، اور مسجد نبوی میں یہ سات ستون بالکل نمایاں ہیں، اور یہ ستون حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کے ہیں اور ہر ایک پر نام بھی لکھا ہے۔
(ایضاح المناسک: ۱۹۷)

اسطوانۂ ابولبابہ

حضرت ابولبابہؓ جلیل القدر صحابی ہیں، غزوۂ تبوک کے موقع پر ان سے کوئی خطا سرزد ہوگئی تھی تو انہوں نے خود اپنے آپ کو مسجد نبوی کے اس ستون سے باندھ دیا تھا، جو اسطوانۂ ابولبابہ سے مشہور ہو گیا ہے، اور انہوں نے یہ عہد کیا تھا کہ جب تک حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم خود نہیں کھولیں گے بندھا رہوں گا، اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے یہ بھی فرمایا تھا کہ جب تک خدا کی طرف سے مجھ کو حکم نہ ہوگا، میں بھی نہیں کھولوں گا، چنانچہ پچاس دن تک اسی حالت میں بندھے رہے، اس کے بعد اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم کے اندر آپ کی قبولیت کا اعلان فرمایا تو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے بنفس نفیس اپنے دست مبارک سے کھول دیا تھا، ان کی توبہ کا ذکر سورۂ توبہ میں ہے، اس جگہ پر توبہ کی قبولیت قرآن سے ثابت ہے، اس لئے یہاں پر دو رکعت نماز پڑھ کر توبہ استغفار اور دعا کرنی چاہئے۔ (ایضاح المناسک: ۱۹۸)

﴿۱۳۷۳﴾ ثُمَّ يَأْتِي الْمِنْبَرَ فَيَضَعُ يَدَهُ عَلَى الرُّمَّانَةِ الَّتِي كَانَتْ بِهِ تَبَرُّكًا بِأَثَرِ رَسُوْلِ اللّٰهِ وَمَكَانِ يَدِهِ الشَّرِيْفَةِ إِذَا خَطَبَ لِيَنَالَ بَرَكَتَهُ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَيُصَلِّي عَلَيْهِ وَيَسْأَلُ

اللّٰہ ماشاء.

ترجمہ: پھر آئے منبر کے پاس چنانچہ رکھے اپنا ہاتھ اس رمانہ پر جو منبر پر تھا، رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کے نشان سے برکت حاصل کرنے کی غرض سے اور آپ کے دست مبارک کے رکھے جانے کی جگہ کی (برکت حاصل کرنے کے خیال) سے جب آپ تقریر فرماتے تاکہ حاصل کر سکے آپ کی برکت اور درود پڑھے آپ پر اور سوال کرے اللہ سے جو چاہے۔

تشریح: آجکل حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے زمانہ کا منبر نہیں ہے، البتہ منبر کی جگہ محراب کی شکل میں کچھ نمایاں ہے، اگر وہاں موقع مل جائے تو نماز پڑھے اور دعا مانگے۔

(۱۲۷۴) ثُمَّ يَأْتِي الْأُسْطُوَانَةَ الْحَنَّانَةَ وَهِيَ الَّتِي فِيهَا بَقِيَّةُ الْجِذْعِ الَّذِي حَنَّ إِلَى النَّبِيِّ صَلَّى اللَّهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ حِينَ تَرَكَهُ وَخَطَبَ عَلَى الْمِنْبَرِ حَتَّى نَزَلَ فَاحْتَضَنَهُ فَسَكَنَ.

جِذع جیم کے کسرہ کے ساتھ اور ذال کے سکون کے ساتھ جمع جُذوع۔ حَنّ ماضی معروف حنینا مصدر ہے باب ضرب سے آواز نکالنا خوشی یا غم سے، یہاں پر مراد غم کی وجہ سے رونا۔ احتضنہ ماضی معروف باب افتعال سے مادہ حضن ہے، مجرد میں باب نصر سے مستعمل ہے، حَضَنَ یَحْضُنُ حَضْنًا وحِضَانَةً سینے سے لگانا، گود لینا۔

ترجمہ: پھر آئے اسطوانہ حنانہ کے پاس اور حنانہ وہ ہے جہاں اس تنے کا بقیہ حصہ (دفن) ہے، جو رو پڑا نبی کی طرف (جدائی کی محبت میں رو پڑا تھا) جبکہ اس کو چھوڑ دیا، اور خطبہ دینے لگے منبر پر حتی کہ نبی اترے اور اس کو آغوش رحمت میں لیا اس وقت اس کو سکون ہوا۔

اسطوانہ حنانہ

اسطوانہ حنانہ وہ ستون ہے جو کھجور کے تنے کا تھا، مسجد نبوی میں منبر بننے سے قبل حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم اس ستون پر ٹیک لگا کر خطبہ اور وعظ و نصیحت فرمایا کرتے تھے، اور جب منبر بن گیا اور ستون کو چھوڑ کر منبر پر جلوہ افروز ہو کر خطبہ دینے لگے تو یہ ستون با قاعدہ آواز کے ساتھ زور زور سے رونے لگا، تو حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے اس کو اپنے سینہ مبارک سے لگا لیا تو رونا بند ہو گیا۔ (ترمذی: ۱/۱۴۳) کھجور کا تنا تو وہاں مدفون ہے، لیکن اب وہاں پختہ ستون ہے، اس جگہ جا کر دعا و استغفار میں مشغول ہونا چاہئے۔ (مستفاد ایضاح المناسک: ۱۹۷)

(۱۲۷۵) وَيَتَبَرَّكُ بِمَا بَقِيَ مِنَ الْآثَارِ النَّبَوِيَّةِ وَالْأَمَاكِنِ الشَّرِيفَةِ.

ترجمہ: اور برکت حاصل کرے آثار نبویہ سے اور مقامات مقدسہ سے جو باقی ہیں۔

پانچ ستونوں کا بیان

ماقبل میں یہ بات آچکی ہے کہ ریاض الجنۃ میں سات ستون ہیں، ان میں سے دو کا بیان آچکا ہے، اس کے علاوہ پانچ ستون اور ہیں وہاں پر بھی جائیں اور نمازیں پڑھ کر دعائیں مانگیں مثلاً اسطوانۃ وفود ہے، یعنی وہ ستون جس کے پاس بیٹھ کر باہر سے آنے والے قبائل نے آپ کے دست مبارک پر اسلام کی بیعت کی ہے، یہ ستون حجرۂ عائشہ اور حجرۂ فاطمہ کی دیوار سے متصل ہے، ایسے ہی اسطوانۂ حرس یعنی شروع شروع میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے دروازے پر پہرہ دیا جاتا تھا تو پہرہ دینے والا اسی ستون کے پاس بیٹھ جاتا تھا، اور بعد میں اللہ تعالیٰ نے قرآن کریم میں اعلان فرمایا کہ آپ کی حفاظت خود اللہ فرمائیں گے، اس اعلان کے بعد پہرہ کا سلسلہ بند ہو گیا ایسے ہی اسطوانۂ جبرئیل ہے یعنی جس ستون کے پاس وحی لے کر جبرئیل بیٹھے ہوئے نظر آتے تھے، اس جگہ کو مقام جبرئیل بھی کہتے ہیں، اس جگہ بھی دعائیں بہت زیادہ قبول ہوتی ہیں، اسی طرح اسطوانۂ سریر ہے، یعنی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے اعتکاف کی جگہ ہے، ایسے ہی اسطوانۂ عائشہ ہے، یعنی وہ جگہ کہ جس کے بارے میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا تھا کہ میری مسجد میں ایک جگہ ایسی ہے کہ وہاں اگر نماز پڑھنے کی فضیلت کا لوگوں کو پتہ چل جائے تو نمبر لگانے کے لئے قرعہ اندازی کی نوبت آجائے گی، حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے انتقال کے بعد حضرت عائشہؓ نے اپنے بھانجے حضرت عبداللہ بن زبیر کو وہ جگہ بتلادی تھی، اس جگہ بھی دعائیں بہت قبول ہوتی ہیں لہٰذا مذکورہ مقامات میں سے کسی بھی جگہ دعا ترک نہ کریں۔

(ایضاح المناسک: ۱۹۸)

﴿۱۲۷۶﴾ وَيَجْتَهِدُ فِي إِحْيَاءِ اللَّيَالِي مُدَّةَ إِقَامَتِهِ وَاغْتِنَامِ مُشَاهَدَةِ الْحَضْرَةِ النَّبَوِيَّةِ وَزِيَارَتِهِ فِي عُمُومِ الْأَوْقَاتِ.

ترجمہ اور خوب کوشش کرے راتوں کے جاگنے میں اپنے ٹھہرنے کی مدت میں اور پوری کوشش کرتا رہے تمام اوقات میں بارگاہ نبوت کے دیدار اور اس کی زیارت کی غنیمت حاصل کرنے میں۔

تشریح فرماتے ہیں کہ جب تک مدینۃ المنورہ میں قیام رہے پانچوں نمازیں مسجد نبوی ہی میں حاضر ہو کر ادا کرنے کی کوشش کرے، اور ہر وقت تلاوت ذکر دعا اور نوافل میں مشغول رہے، اور کوئی وقت ادھر ادھر ضائع نہ ہونے دے، اور عبادت ویکسوئی میں راتوں کو جاگتا رہے۔

﴿۱۲۷۷﴾ وَيُسْتَحَبُّ أَنْ يَّخْرُجَ إِلَى الْبَقِيعِ فَيَأْتِي الْمَشَاهِدَ وَالْمَزَارَاتِ خُصُوصًا قَبْرَ سَيِّدِ الشُّهَدَاءِ حَمْزَةَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ.

بقیع مختلف درختوں کی جڑوں والی زمین، مشاهد اس کا واحد مشہد ہے، اجتماع مقبرہ۔

ترجمہ: اور مستحب ہے کہ جائے بقیع کی طرف چنانچہ مشاہد اور مزارات پر حاضر ہو خصوصاً شہیدوں کے سردار حضرت حمزہؓ کی قبر مبارک پر۔

سید الشہداء سیدنا حضرت حمزہؓ اور شہداء احد کی زیارت

مسجد نبویؐ سے تقریباً ۱/۵ کلو میٹر کے فاصلہ پر وہ مقدس اور مشہور پہاڑ واقع ہے، جس کے بارے میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم نے بارہا یہ ارشاد فرمایا ہے، احد وہ پہاڑ ہے، جو ہم سے محبت رکھتا ہے، اور ہم اس سے محبت رکھتے ہیں، اور یہی وہ پہاڑ ہے، جس پر ۳/ ہجری میں وہ مشہور واقعہ پیش آیا تھا جس کو جنگ احد کہتے ہیں، اسی غزوہ میں سیدنا حضرت حمزہؓ کا کلیجہ ہندہ نے چاب لیا تھا، مگر ہندہ نے بعد میں اسلام قبول کرلیا اور اسی غزوہ میں ستر ۷۰ نفوس قدسیہ نے جام شہادت پی لیا تھا، اسی احد پہاڑ کے دامن میں ایک ہموار میدان میں سید الشہداء حضرت حمزہؓ اور باقی شہداء احد کی قبریں ہیں، اور اس قبرستان کو چہار دیواری سے گھیر دیا گیا ہے، اور جالی دار دیواروں سے قبریں اچھی طرح نظر آجاتی ہیں، مدینہ کے قیام کے موقع پر شہداء احد کی زیارت بھی مسنون ہے، اور احد پہاڑی کے دامن میں شہیدوں کا قبرستان ہے، اور اس میں حضرت حمزہؓ کی قبر بالکل نمایاں ہے، حضرت حمزہؓ کے علاوہ احد کے قبرستان میں حضرت مصعب بن عمیر حضرت عبد اللہ بن جحش اور بڑے بڑے اجلہ صحابہ احد کے موقع پر شہید ہوئے، اور یہ کل ۷۰ صحابہ ہیں جنہوں نے احد کے موقع پر جام شہادت پیا، ان سب کی قبریں وہیں پر ہیں، اور ایک قبر میں کئی کئی افراد بھی ہیں ان سب کی زیارت بڑی خوش نصیبی اور بڑا کار ثواب اور مستحب ہے۔ (ایضاح المناسک: ۳۰۷)

﴿۱۲۷۸﴾ ثُمَّ إِلَى الْبَقِيعِ الْآخَرِ فَيَزُورُ الْعَبَّاسَ وَالْحَسَنَ بْنَ عَلِيٍّ وَبَقِيَّةَ آلِ الرَّسُولِ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَيَزُورُ أَمِيرَ الْمُؤْمِنِينَ عُثْمَانَ بْنَ عَفَّانَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُ وَإِبْرَاهِيمَ بْنَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَأَزْوَاجَ النَّبِيِّ صَلَّى اللّٰهُ عَلَيْهِ وَسَلَّمَ وَعَمَّتَهُ صَفِيَّةَ وَالصَّحَابَةَ وَالتَّابِعِينَ رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ.

ترجمہ: پھر دوسرے بقیع کی طرف پس زیارت کرے حضرت عباس حضرت حسن بن علی اور باقی آل رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی اور زیارت کرے امیر المؤمنین حضرت عثمان بن عفانؓ اور حضرت ابراہیمؓ اور ازواج مطہرات اور آپ کی پھوپھی حضرت صفیہ اور صحابہ و تابعین کی۔

تشریح: بقیع آخر سے مراد جنت البقیع ہے، جنت البقیع مدینہ منورہ کا وہ وسیع وعریض قبرستان ہے، جس میں ہزاروں صحابہ اور تابعین اولیاء اللہ اور نفوس قدسیہ مدفون ہیں یہ قبرستان مسجد نبویؐ کی جانب قبلہ میں جنوبی مشرقی سمت میں واقع ہے، اور اس وقت مسجد نبویؐ اور جنت البقیع کے درمیان کوئی آبادی یا عمارت حائل نہیں ہے، اور اس قبرستان

میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے اہل بیت میں سے نو (۹) امہات المؤمنین مدفون ہیں، (۱) ام المؤمنین حضرت عائشہؓ (۲) حضرت حفصہؓ (۳) حضرت سودہؓ (۴) حضرت ام سلمہؓ (۵) حضرت زینب بنت جحشؓ (۶) حضرت زینب بنت خزیمہؓ (۷) حضرت ام حبیبہؓ (۹) حضرت صفیہؓ اور حضور کی اولاد میں سے حضرت فاطمہؓ حضرت رقیہؓ حضرت زینبؓ حضرت ام کلثومؓ حضرت ابراہیمؓ مدفون ہیں نیز حضرت زین العابدین اور حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کے چچا حضرت عباسؓ کے مزار بھی اسی قبرستان میں ہیں، نیز اسی قبرستان میں حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی پھوپھی حضرت صفیہؓ بنت عبد المطلب اور آپ کے چچا زاد بھائی حضرت ابو سفیان حارث بن عبد المطلب نیز حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی رضاعی ماں دائی حضرت حلیمہ سعدیہؓ بھی اسی قبرستان میں مدفون ہیں، اور خلیفہ ثالث حضرت عثمان ذو النورینؓ حضرت ابو سعید خدریؓ حضرت عبد الرحمن بن عوف حضرت سعد بن ابی وقاص حضرت اسعد بن زرارہ حضرت عثمان بن مظعون حضرت انس بن مالکؓ اور حضرت علیؓ کی والدہ فاطمہ بنت اسدؓ یہ سب اسی قبرستان میں مدفون ہیں، اور صاحب مذہب امام مالکؒ بھی اسی قبرستان میں ہیں، اور اس قبرستان میں سب سے نمایاں حضرت عثمانؓ کا مزار ہے، یہ جنت البقیع میں داخل ہونے کے بعد تقریباً دو سو قدم کے فاصلہ پر ہے، پھر وہاں سے سو قدم کے فاصلہ پر دیوار سے متصل حضرت ابو سعید خدریؓ اور حضرت فاطمہ بنت اسد کا مزار ہے، اور یہ نمایاں ہے، ہمارے اکابرین میں سے فقیہ العصر محدث کبیر حضرت اقدس مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ اور حضرت شیخ الحدیث مولانا زکریاؒ بھی اسی قبرستان میں مدفون ہیں۔ (ایضاح المناسک: ۲۰۲ تا ۲۰۳)

جنت البقیع کی فضیلت

اس قبرستان کو دنیا کے تمام قبرستانوں پر فضیلت حاصل ہے، ترمذی شریف میں حدیث ہے حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ارشاد فرمایا کہ جس شخص کو مدینہ کے قبرستان میں دفن ہونے کا موقع ملے وہ شخص ضرور مدینہ میں آکر مرے اس لئے کہ جو مدینہ کے قبرستان میں مدفون ہوگا ضرور میں اس کی شفاعت کروں گا۔ (ترمذی: ۲/۲۲۹)

جنت البقیع کی زیارت

حجاج کرام اور عمرہ کرنے والوں کو مدینہ منورہ کی زیارت ضرور نصیب ہوجاتی ہے، بڑی خوش قسمتی کی بات ہے کہ ان کو اس قبرستان کی زیارت کا موقع ملتا ہے، لہٰذا مدینہ کے قیام کے دوران اس قبرستان کی زیارت کی بھی حتی الامکان کوشش کریں، اور موقع ہاتھ سے جانے نہ دیں۔ (ایضاح المناسک: ۲۰۵)

﴿۱۳۷۹﴾ ویزور شہداء أحد وان تیسر یوم الخمیس فھو أحسن۔

ترجمہ اور زیارت کرے شہداء احد کی اور اگر میسر ہو جمعرات کا دن، تو وہ بہتر ہے۔

تشریح شہداء احد کا تذکرہ ماقبل میں آچکا ہے آگے فرماتے ہیں کہ اگر موقع ملے تو روزانہ زیارت کرے، ورنہ کم سے کم ہفتہ میں ایک مرتبہ زیارت کے لئے حاضری دیا کریں اور جمعہ کا دن زیادہ بہتر ہے۔
(فتح القدیر ۳/۱۸۲، ایضاح المناسک: ۲۰۵)

﴿۱۲۸۰﴾ وَيَقُوْلُ سَلَامٌ عَلَيْكُمْ بِمَا صَبَرْتُمْ فَنِعْمَ عُقْبَى الدَّارِ.

ترجمہ اور کہے تم پر سلام اس صبر کے بدلے جو تم نے کیا اور بہت اچھا ہے آخرت کا مقام۔

اہل بقیع پر سلام

قبرستان بقیع ہر وقت کھلا نہیں رہتا بلکہ بند رہتا ہے، اور جنازہ لے جانے کے لئے کھولا جاتا ہے، اور عام طور پر عصر کی نماز کے بعد جنازہ کے ساتھ داخل ہونے میں آسانی ہوتی ہے، اس لئے اس موقع کا انتظار کر کے داخل ہو جائے اور اہل بقیع پر ان الفاظ کے ساتھ سلام پڑھے، اے ایمان والی قوم تم پر سلام ہو بے شک ہم ان شاء اللہ تم سے ملنے والے ہیں، اے اللہ اہل بقیع کی مغفرت فرما، اے اللہ ہماری اور ان کی مغفرت فرما۔ (ایضاح المناسک: ۲۰۵)

﴿۱۲۸۱﴾ وَيَقْرَأُ آيَةَ الْكُرْسِيِّ وَالْإِخْلَاصَ إِحْدَى عَشْرَةَ مَرَّةً وَسُوْرَةَ يٰسٓ إِنْ تَيَسَّرَ وَيُهْدِيْ ثَوَابَ ذٰلِكَ لِجَمِيْعِ الشُّهَدَاءِ وَمَنْ بِجِوَارِهِمْ مِنَ الْمُؤْمِنِيْنَ.

ترجمہ اور پڑھے آیت الکرسی اور سورہ اخلاص گیارہ گیارہ مرتبہ، اور سورہ یٰس اگر ممکن ہو اور اس کا ثواب تمام شہداء اور ان مومنین کی خدمت میں پیش کرے جو ان کے پاس ہیں۔

اہل بقیع کو ایصال ثواب

حضرت سیدنا عثمان ذی النورین کو سلام پیش کرنے کے بعد سورۂ فاتحہ اور سورۂ بقرہ کے شروع سے مفلحون تک اور آیۃ الکرسی اور امن الرسول سے اخیر تک اور سورۂ یٰس سورۂ تبارک الذی سورۂ قدر سورۂ الہاکم التکاثر سورۂ کافرون سورۂ اخلاص تین تین مرتبہ سے لے کر گیارہ گیارہ تک درمیان میں جتنا ہو سکے پڑھ کر تمام اہل بقیع اور تمام مومنین ومومنات کو ثواب پہنچادیں، اور اگر سب سورتیں نہ ہو سکیں تو جتنی بھی ہو سکیں پڑھ کر ثواب پہنچادیں۔ (غنیۃ الناسک: ۲۰۹، ایضاح المناسک: ۲۰۷)

﴿۱۲۸۲﴾ وَيُسْتَحَبُّ أَنْ يَأْتِيَ مَسْجِدَ قُبَاءَ يَوْمَ السَّبْتِ أَوْ غَيْرَهُ وَيُصَلِّيَ فِيْهِ وَيَقُوْلَ بَعْدَ دُعَائِهِ بِمَا أَحَبَّ يَا صَرِيْخَ الْمُسْتَصْرِخِيْنَ يَا غِيَاثَ الْمُسْتَغِيْثِيْنَ يَا مُفَرِّجَ كَرْبِ الْمَكْرُوْبِيْنَ

يَا مُجِيْبَ دَعْوَةِ الْمُضْطَرِّيْنَ صَلِّ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَآلِهِ وَاكْشِفْ كُرْبِيْ وَحُزْنِيْ كَمَا كَشَفْتَ عَنْ رَسُوْلِكَ حُزْنَهُ وَكَرْبَهُ فِيْ هٰذَا الْمَقَامِ يَا حَنَّانُ يَا مَنَّانُ يَا كَثِيْرَ الْمَعْرُوْفِ وَالْإِحْسَانِ يَا دَائِمَ النِّعَمِ يَا أَرْحَمَ الرَّاحِمِيْنَ وَصَلَّى اللّٰهُ عَلَى سَيِّدِنَا مُحَمَّدٍ وَعَلَى آلِهِ وَصَحْبِهِ وَسَلَّمَ تَسْلِيْمًا دَائِمًا أَبَدًا يَا رَبَّ الْعَالَمِيْنَ آمِيْنَ.

صریخ چیخ وپکار صَرَخَ واستصرخ فریاد کرنا پکارنا آواز دینا غیاث مدد امداد مستغیثین اسم فاعل جمع ہے، مصدر استغاثۃ مدد کی درخواست کرنا مفرج اسم فاعل باب تفعیل سے تفریجاً مصدر ہے، کشادگی پیدا کرنا کھولنا کرب اس کا واحد کُرْبَۃٌ ہے، رنج ومشقت۔

ترجمہ اور مستحب ہے یہ کہ آئے مسجد قباء میں ہفتہ کے دن یا اس کے علاوہ اور نماز پڑھے اس میں اور کہے اپنی پسندیدہ دعا کے بعد اے پکارنے والوں کی پکار سننے والے اے مدد کی درخواست کرنے والوں کی مدد کرنے والے، اے مصیبت زدوں کی مصیبتوں کو ٹالنے والے اے بے قراروں کی دعاؤں کو قبول کرنے والے رحمت کاملہ نازل فرما ہمارے آقا اور سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی آل واولاد پر اور دور کردے میرے رنج وغم کو جیسا کہ دور کردیا تو نے اپنے رسول سے رنج وغم کو اس مقدس جگہ میں اے بندوں پر توجہ فرمانے والے اور بخشنے والے اے بہت احسان فرمانے والے اے بہت بھلائی اور احسان کرنے والے اے ہمیشہ نعمت عطا کرنے والے اے رحم کرنے والوں میں سب سے زیادہ رحم کرنے والے اور رحمت کاملہ نازل فرما ہمارے سردار محمد صلی اللہ علیہ وسلم پر اور آپ کی اولاد اور تمام صحابہ پر ہمیشہ ہمیشہ سلام ہوتا رہے اے تمام جہانوں کے پالنے والے اے اللہ قبول فرما۔

مسجد قباء کی زیارت اور نماز

مسجد قباء وہ مسجد ہے جس کی تعمیر میں سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم نے اپنے دست مبارک سے پتھر رکھا تھا، اور ہجرت کے بعد سب سے پہلے اس مسجد کی تعمیر ہوئی ہے، اور یہی وہ مسجد ہے، جس کے بارے میں قرآن میں لمسجد أسس علی التقوی فرمایا ہے، اب یہ مسجد بہت بڑی بن گئی ہے سڑک سے متصل کھلے میدان میں ہے، اور یہ مسجد نبوی سے تقریباً تین چار کلومیٹر کے فاصلہ پر ہے، حدیث میں آیا ہے کہ اس مسجد میں ایک نماز پڑھنے سے ایک عمرہ کا ثواب ملتا ہے۔ (ابن ماجہ/۱۰۳) حضور صلی اللہ علیہ وسلم ہفتہ کے دن قباء میں تشریف لے جایا کرتے تھے، اس لئے کسی کو ہفتہ کے دن کا موقع ملے تو ہفتہ ہی کو اس مسجد قباء میں حاضری دینے کی کوشش کرے، اور نماز پڑھے دعا مانگے اور اگر ہوسکے تو وہ الفاظ کہے جو یہاں متن میں لکھے ہیں، اور قباء کے ہی علاقہ میں بئر اریس ہے یعنی وہ کنواں ہے، جس میں سرکار دو عالم صلی اللہ علیہ وسلم کی انگوٹھی سیدنا حضرت عثمان کے ہاتھ سے گر گئی تھی پھر نہیں ملی تھی۔

(فتح القدیر: ۱۸۳/۳، ایضاح المناسک: ۲۰۹)

مدینہ طیبہ سے واپسی کے آداب

جب مدینہ منورہ سے واپسی کا ارادہ ہو تو ریاض الجنۃ میں یا مسجد نبویؐ کے کسی بھی حصہ میں دو رکعت نماز نفل پڑھ کر روضۂ اطہر علی صاحبہا الف الف صلوٰۃ پر حاضر ہو کر پہلے کی طرح درود و سلام پڑھے پھر اللہ سے دعا کرے اے اللہ میرے سفر کو آسان فرمادے اور مجھے سلامتی و عافیت کے ساتھ اپنے اہل و عیال میں پہنچادے، اور مجھ کو دونوں جہاں میں آفتوں سے محفوظ فرما۔

اور مجھے پھر مدینۃ المنورۃ کی دوبارہ حاضری نصیب فرما اور یہ میرا آخری سفر نہ بنا۔ (مستفاد معلم الحجاج: ۳۶۶)

رَبَّنَا تَقَبَّلْ مِنَّا اِنَّكَ اَنْتَ السَّمِيْعُ الْعَلِيْمُ
وَتُبْ عَلَيْنَا اِنَّكَ اَنْتَ التَّوَّابُ الرَّحِيْمُ

خاص میرے ہی لئے اے خدا!
فضل و کرم احسان و عطا

محتاج دعا:
وسیم احمد جلیل پوری
خادم جامعہ اسلامیہ ریڑھی تاجپورہ (سہارنپور) یوپی

مآخذ ومراجع

نمبر شمار	اسمائے کتب	اسمائے مصنفین ومؤلفین
۱	القرآن الکریم	ترجمہ حکیم الامت حضرت مولانا اشرف علی تھانوی (م ۱۳۶۲)
۲	تفسیر معارف القرآن	حضرت مولانا مفتی محمد شفیع صاحبؒ (مکتبہ نعیمیہ دیوبند، اشاعت الاسلام دہلی)
۳	صحیح البخاری	الامام ابو محمد بن اسماعیل (م ۲۲۶) دار الکتاب دیوبند
۴	صحیح مسلم	الامام ابوالحسین مسلم بن الحجاج القشیری (م ۲۶۱)
۵	جامع الترمذی	الامام ابوعیسیٰ محمد بن عیسیٰ بن سورۃ الترمذی (م ۲۷۹)
۶	تحفۃ الالمعی	حضرت مولانا مفتی محمد سعید احمد صاحب پالنپوری، مکتبہ حجاز دیوبند
۷	مشکوٰۃ المصابیح	الامام ولی الدین محمد بن عبد اللہ الخطیب التبریزی (م ۷۴۱)
۸	اوجز المسالک	حضرت شیخ زکریا مہاجر مدنی (م ۱۴۰۲)
۹	فضائل اعمال	حضرت شیخ زکریا مہاجر مدنی (م ۱۴۰۲)
۱۰	عالمگیری	شیخ نظام الدین وجماعۃ من علماء الہند، مکتبہ ماجدیہ پاکستان
۱۱	فتاویٰ قاضی خاں	علامہ فخر الدین حسن بن منصور (م ۵۹۲)
۱۲	تنویر الابصار	محمد بن عبد اللہ بن احمد الخطیب التمرتاشی (م ۱۰۰۴) مطبع عثمانیہ مصر
۱۳	درمختار	شیخ علاء الدین الحصکفی (م ۱۰۸۸) مطبع عثمانیہ مصر
۱۴	ردالمحتار (شامی)	علامہ محمد امین الشہیر بابن عابدین (م ۱۲۵۲) مطبع عثمانیہ مصر
۱۵	منحۃ الخالق علی البحر	علامہ محمد امین الشہیر بابن عابدین (م ۱۲۵۲) دار المعرفۃ بیروت
۱۶	البحر الرائق	علامہ زین الدین بن ابراہیم الشہیر بابن نجیم (م ۹۷۰) دار المعرفۃ بیروت
۱۷	بدائع الصنائع	ملک العلماء علاء الدین ابوبکر بن مسعود الکاسانی (م ۵۸۷) دار الکتاب دیوبند
۱۸	مراقی الفلاح	علامہ حسن بن عمار بن علی الشرنبلالی الحنفی (م ۱۰۶۹) دمشق
۱۹	طحطاوی علی مراقی الفلاح	علامہ سید احمد الطحطاوی الحنفی (م ۱۲۳۱) دمشق
۲۰	فتاویٰ تاتارخانیہ	علامہ عالم بن علاء انصاری دہلوی (م ۷۸۶) مکتبہ زکریا دیوبند
۲۱	غنیۃ المستملی (حلبی کبیر)	الشیخ ابراہیم الحلبی الحنفی (م ۹۵۶) سہیل اکیڈمی لاہور
۲۲	المحیط البرہانی	علامہ برہان الدین محمود بن صدر الشریعۃ البخاری (م ۶۱۶) ادارۃ القرآن کراچی
۲۳	الجوہرۃ النیرۃ	ابوبکر بن علی بن محمد (م ۸۰۰) محمود بک ڈپو

۲۴	غنیۃ الناسک	حضرت مولانا شیخ محمد حسن شاہ مہاجر مکی (م ۱۳۴۶) ادارۃ القرآن کراچی
۲۵	الاشباہ والنظائر	علامہ ابن نجیم مصری (م ۹۷۰) مکتبہ دارالعلوم دیوبند
۲۶	فتاویٰ دارالعلوم	حضرت مولانا مفتی عزیز الرحمن صاحبؒ (م ۱۳۴۷) مکتبہ دارالعلوم دیوبند
۲۷	فتاویٰ محمودیہ	حضرت مولانا مفتی محمود حسن گنگوہیؒ (م ۱۴۱۷) مکتبہ محمودیہ میرٹھ
۲۸	فتاویٰ رحیمیہ	حضرت مولانا مفتی سید عبد الرحیم لاجپوری (م ۱۴۲۲) مکتبہ رحیمیہ سورت گجرات
۲۹	انوار رحمت	حضرت مولانا مفتی شبیر احمد قاسمی محدث مدرسہ شاہی مرادآباد
۳۰	ایضاح المسائل	حضرت مولانا مفتی شبیر احمد قاسمی محدث مدرسہ شاہی مرادآباد
۳۱	ایضاح المناسک	حضرت مولانا مفتی شبیر احمد قاسمی محدث مدرسہ شاہی مرادآباد
۳۲	کتاب المسائل	حضرت مولانا مفتی محمد سلمان منصور پوری
۳۳	ایضاح الاصباح	حضرت مولانا سید محمد میاں صاحبؒ سابق شیخ الحدیث مدرسہ امینیہ دہلی
۳۴	الدر المنضود	حضرت مولانا محمد عاقل صاحب صدر المدرسین مظاہر علوم سہارنپور
۳۵	درس ترمذی	حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی صاحب، مکتبہ زکریا دیوبند
۳۶	انوار القدوری	مؤلف (راقم الحروف)
۳۷	دینی مسائل اور ان کا حل	مفتی محمد سلمان صاحب منصور پوری